قندیل ہدایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

484	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب التاسع و الستون : فی أسرار الصلاة و عمومها فصل فی اختلاف الصلاة (آل سے مراد متبعین اورحضرت عیسیٰؑ نبی ہونگے نزول کے وقت نیز امت میں غیر تشریعی نبوت جاری ہے)	180
487	مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم کتاب مناقب باب مناقب ابی بکر و عمررضی اللّٰہ عنہما فصل دوم (حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ افضل سوائے نبیوں اور رسولوں کے)	181
489	الدرالمنثور فی التفسیر بالمأثور الجزء الثانی عشر (12) سورۃ الاحزاب زیر آیت 41 (قولوا : خاتم النبیینؐ ۔ولا تقولوا : لا نبی بعدہ، نیز حضرت علیؓ نے فرمایا کہ امام حسن و حسین کو خاتَم النبیین پڑھاؤ)	182
492	تفسیر در منثور مترجم جلد پنجم سورۃ الاحزاب زیر آیت 41 (قولوا : خاتم النبیینؐ ۔ولا تقولوا : لا نبی بعدہ، نیز حضرت علیؓ نے فرمایا کہ امام حسن و حسین کو خاتَم النبیین پڑھاؤ)	183
494	اقتراب الساعۃ زیر عنوان بشارت صفحہ 162 (لا وحی بعد موتی بے اصل ہے نیز حضرت عیسیٰؑ شریعت محمدیہ پر کاربند ہونگے)	184
496	تکملۃ مجمع البحار حرف الزاء زیر لفظ زید صفحہ85 (قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا : لا نبی بعدہ۔۔۔)	185
498	تکملۃ مجمع بحار الانوار حرف الزاء زیر لفظ زیدصفحہ 464 (قولوا انہ خاتم الانبیاءؐ ولا تقولوا : لا نبی بعدہ۔۔۔)	186
500	المصنف لابن ابی شیبہ المجلد الثامن کتاب الادب باب من کرہ ان یقول لانبی بعدنبی (قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ)	187
502	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون فی معرفة عدد ما یحصل من الاسرار للمشاھدۃ عند المقابلة و الانحراف و علی کم ینحرف من المقابلة فی ذلک (فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع۔۔۔)	188
504	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون السؤال الخامس و العشرون (فما ارتفعت النبوۃ بالکلیة ۔۔۔۔انما ارتفعت نبوۃ التشریع۔۔۔)	189
505	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون السؤال الثانی والثمانون (فالنبوۃ ساریة الی یوم القیامةفی الخلق۔۔۔)	190
506	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون فی معرفة عدد ما یحصل من الاسرار للمشاھدۃ عند المقابلة و الانحراف و علی کم ینحرف من المقابلة فی ذلک (فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع۔۔۔)	191
508	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون السؤال الخامس و العشرون (فما ارتفعت النبوۃ بالکلیة ۔۔۔۔انما ارتفعت نبوۃ التشریع۔۔۔)	192
509	الفتوحات المکیة الجزء الثانی الباب الثالث و السبعون السؤال الثانی والثمانون (فالنبوۃ ساریة الی یوم القیامةفی الخلق۔۔۔)	193
510	الفتوحات المکیة السفر الحادی عشر الباب الثالث و السبعون : فی معرفة عدد ما تحصل من الاسرارزیر عنوان النبوۃ العامة و نبوۃ التشریع (فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع۔۔۔)	194

512	الفتوحات المكية السفرالثانی عشر الباب الثالث و السبعون السؤال الخامس و العشرون (فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ۔۔۔۔انما ارتفعت نبوۃ التشریع۔۔۔)	195
515	الفتوحات المكية السفرالثانی عشر الباب الثالث و السبعون السؤال الثانی و الثمانون (فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃفی الخلق۔۔۔)	196
516	الفتوحات المكية الجزء الثالث الباب الثالث و السبعون فی معرفۃ عدد ما یحصل من الاسرار للمشاھدۃ (فان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول ﷺ انما ھی نبوۃ التشریع۔۔۔)	197
518	الفتوحات المكية الجزء الثالث الباب الثالث و السبعون السؤال الخامس و العشرون (فما ارتفعت النبوۃ بالکلیۃ ۔۔۔۔انما ارتفعت نبوۃ التشریع۔۔۔)	198
519	الفتوحات المكية السفرالثالث عشر الباب الثالث و السبعون السؤال الثانی و الثمانون (فالنبوۃ ساریۃ الی یوم القیامۃفی الخلق۔۔۔)	199
520	الیواقیت الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الثالث و الثلاثون فی بیان بدایۃ النبوھۃ و الرسالۃ و الفرق بینھما الخ (مطلق نبوت نھیں اٹھی)	200
522	الیواقیت الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الخامس و الاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابۃؓ القطب الخ (فلا تخلو الارض من رسول حی بجسمه۔۔۔ولکن اکثر الناس لا یعلمون)	201
524	الیواقیت الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الثالث و الثلاثون فی بیان بدایۃ النبوھۃ و الرسالۃ و الفرق بینھما الخ (مطلق نبوت نھیں اٹھی)	202
525	الیواقیت الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الخامس و الاربعون فی بیان ان اکبر الاولیاء بعد الصحابۃؓ القطب الخ (فلا تخلو الارض من رسول حی بجسمه۔۔۔ولکن اکثر الناس لا یعلمون)	203
526	الیواقیت و الجواھر اردو ترجمه تینتیسویں (33) بحث نبوت اور رسالت	204
529	الیواقیت و الجواھر اردو ترجمه پینتالیسویں (45)بحث صحابه کرامؓ کے بعد اولیاء میں تفاضل۔۔۔ (زمین اپنے جسم کے ساتھ زندہ رسول سے خالی نھیں رھتی)	205
530	مثنوی معنوی دفتر پنجم مثنوی زیر عنوان (23) تفاوت عقول در اصل فطرت خلاف معتزله که ایسان گویند در اصل عقول جزوی برابرند این فزونی و تفاوت از تعلم است و ریاضت و تجربه (اشعار اس بارہ میں که امت میں نبوت جاری ھے)	206
532	مثنوی معنوی دفتر ششم مثنوی زیر عنوان (2) سؤال کردن سائلی از واعظی که : مرغی بر سر بارونشست ۔۔۔الخ (لفظ ختم کا استعمال اشعار میں)	207
534	مثنوی معنوی دفتر پنجم مثنوی زیر عنوان (23) تفاوت عقول در اصل فطرت خلاف معتزله که ایسان گویند در اصل عقول جزوی برابرند این فزونی و تفاوت از تعلم است و ریاضت و تجربه (اشعار اس بارہ میں که امت میں نبوت جاری ھے)	208

713	الیواقیت و الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الخامس و الثلاثون فی کون محمد ﷺ خاتم النبیین کما صرح بہ القرآن (آپؐ کی شریعت پرتمام شریعتوں کو مکمل کیا)	283
715	الیواقیت و الجواھر فی بیان عقائد الاکابر الجزء الثانی المبحث الخامس و الثلاثون فی کون محمد ﷺ خاتم النبیین کما صرح بہ القرآن (آپؐ کی شریعت پرتمام شریعتوں کو مکمل کیا)	284
717	الیواقیت و الجواھر فی بیان عقائد الاکابر اردو ترجمہ پینتیسویں بحث حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارہ میں (آپؐ کی شریعت پرتمام شریعتوں کو مکمل کیا)	285
719	تقریب المرام فی شرح تھذیب الکلام الجزء الثانی الباب السادس فی السمعیات فصل نبینا محمد ﷺ رسول اللّٰہ لانہ ادعی الرسالۃ و اظھر المعجزۃ الخ (دوسری شریعت والا نبی ممتنع ھے)	286
722	کمال الدین و تمام النعمۃالجزء الثانی الباب الثامن و الخمسون(58): نوادر الکتاب (انبیاء کا انقطاع جائز نھیں)	287
724	الصراط السویٰ فی احوال المھدیؑ باب اول فصل دلائل عقلیہ منصوصات قرآنیہ چھٹی دلیل (امت نبی کی محتاج ، آنحضور ﷺ خاتم المعلمین ھیں)	288
726	تفسیر القمی الجزء الاول سورۃ البقرۃزیر آیت 33 (یوم القیامہ تك انبیاء و مرسلین کا آنا جاری رھے گا)	289
728	عرائس البیان فی حقائق القرآن صفحہ نمبر 4 (الحقائق للانبیاء ۔انبیاء پر حقائق القرآن کھولے جاتے ھیں)	290
730	المستدرك علی الصحیحین الجزء الثانی کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء و المرسلین (لیس بینی و بین عیسی ابن مریم نبی)	291
732	المستدرك علی الصحیحین الجزء الثانی کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء و المرسلین (ثم کان عیسی ابن مریم ثم کنت أنا بعدہ)	292
734	کنز العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلھاالفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعۃ الکبری ذکرھا مجتمعۃخروج الدجال الاکمال حدیث نمبر 38843 (لیس بینی و بینہ نبی ، یتوفی بعد نزول)	293
736	مسندالامام احمد بن حنبل المجلد الثانی زیر عنوان حدیث ابو ھریرۃؓ (لیس بینی و بینہ نبی ، حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور ان کابیعت کرنے کا حکم،اسلام کا مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ادیان پر غالب آنا ، حضرت عیسیٰؑ کی وفات بعد نزول یتوفی کے لفظ سے ھی ھو گی،قال لا کسریٰ بعد کسریٰ ولا قیصر بعد قیصر)	294
738	مختصر صحیح الجامع الصغیر حرف الھمزہ زیر لفظ "أنا" (أنا اولی الناس بعیسی ابن مریم ۔۔۔لیس بینی و بینہ نبی ۔۔۔)	295
740	تفسیرالطبری جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر ابن جریر) الجزء التاسع سورۃ النساء زیر آیت 160 (لیس بینی و بینہ نبی ، حضرت عیسیٰؑ کا نزول اور ان کابیعت کرنے کا حکم،اسلام کا مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ادیان پر غالب آنا ، حضرت عیسیٰؑ کی وفات بعد نزول یتوفی کے لفظ سے ھی ھو گی	296
743	فتح الباری بشرح صحیح البخاری الجزء السادس کتاب احادیث الانبیاء باب قول اللّٰہ عزوجل : واذکر فی الکتاب مریم اذ انتبذت من اھلھا (لیس بینی و بینہ نبی)	297

909	جامع الترمذی کتاب الایمان باب افتراق هذه الامة (مسلمانوں کے فرقوں میں تقسیم ہونے کا بیان)	368
911	صحیح البخاری کتاب التفسیر تفسیرسورۃ جمعه باب قوله : و اٰخرین منهم لمّا یلحقوا بهم آیت نمبر4 (لو کان الایمان عند الثریا، لناله رجال ، أو رجل، من هؤلاء)	369
913	سنن ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال (مسیح موعودؑ کو سلام پهنچانے کی تاکید ، سورۃ الکهف کی تلاوت کرنے کا بیان ، باب لد پر دجال کا قتل ، لیس بینی و بینه نبی، مسیح موعود کا حلیه ، اسلام کا تمام ادیان پر غلبه زمانه مسیح موعود میں، لفظ توفی کا استعمال بعد حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے وفات کے موقع پر)	370
915	سنن ابن ماجه کتاب الفتن باب خروج المهدی (فبایعوه ولو حبواً علی الثلج فانه خلیفة اللّٰه المهدی)	371
917	الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور الجزء الخامس سورۃ النساء زیر آیت (160) و ان من اهل الکتاب ---(لم یکن بینی و بینه نبی ، بیعت کرنے کی تاکید ، حلیه ، اسلام کا غلبه، بعد نزول کے لفظ توفی سے وفات بتانا ،لیس بینی و بینه نبی،ویضع الحرب ، و تضع الحرب اوزارها ، مسیح موعود کو سلام پهنچانا ،اماما عادلا، حضرت عیسیٰؑ اس امت میں آخر میں نبی هونگے ، اماما مقسطا، باب لد پر دجال کا قتل ،و عیسیٰ ابن مریم یدفن معه ،)	372
922	تفسیر در منثور اردو ترجمه جلد دوم سورۃ النساء زیر آیت (160) و ان من اهل الکتاب ---(لم یکن بینی و بینه نبی ، بیعت کرنے کی تاکید ، حلیه ، اسلام کا غلبه، بعد نزول کے لفظ توفی سے وفات بتانا ،لیس بینی و بینه نبی،ویضع الحرب ، و تضع الحرب اوزارها ، مسیح موعود کو سلام پهنچانا ،اماما عادلا، حضرت عیسیٰؑ اس امت میں آخر میں نبی هونگے ، اماما مقسطا، باب لد پر دجال کا قتل ،و عیسیٰ ابن مریم یدفن معه ،)	373
926	مسند الامام احمد بن حنبل المجلد الرابع زیر عنوان حدیث نعمان بن بشیر (تکون النبوة فیکم ما شاء اللّٰه ---ثم تکون خلافة علی منهاج النبوة ثم سکت)	374
928	کنز العمال الجزء السادس (6) کتاب الامارۃ و القضاء من قسم الاقوال الباب الثانی فی القضاء الفصل الثالث فی الهدیة و الرشوۃ : لواحق الامارۃ من الاکمال حدیث نمبر 15114 (تکون النبوة فیکم ما شاء اللّٰه -----ثم تکون خلافة علی منهاج النوۃ)	375
930	صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰؑ ابن مریم حاکماً بشریعة نبینا محمد ﷺ (لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم ،اماما مقسطا،اولتیاں متروك ، و امامکم منکم ،و امکم منکم، فامکم منکم،فامکم بکتاب ربکم تبارك و تعالیٰ و سنة نبیکم ﷺ)	376
933	صحیح مسلم کتاب الفتن و الاشراط باب فی الآیات التی تکون قبل الساعة (قیامت سے قبل کی علامات)	377
935	صحیح مسلم کتاب الفتن و الاشراط باب ذکر الدجال و صفته و ما معه (مکتوب بین عینیه ك۔ف۔ر۔ کافر، معه جنة و نار،آنحضور ﷺ نے امت کو دجال سے ڈرایا،چار دفعه نبی اللّٰه کها گیا حضرت عیسیٰؑ کو،)	378
939	صحیح مسلم کتاب الفتن و الاشراط باب فی الدجال وهو اهون علی اللّٰه عز و جل (ان معه الطعام و الانهار)	379
940	صحیح مسلم کتاب الفتن و الاشراط باب فی خروج الدجال و مکثه فی الارض و نزول عیسیٰ	380
941	مسند الامام احمد بن حنبل المجد الرابع زیرحدیث معاویه بن ابی سفیان(امام کے بغیر موت جاهلیت کی موت)	381

1027	اقتراب الساعة فصل بیان میں ان علامتوں کے جو قرب ظہور کی دلیل ھیںعلامت نمبر 4صفحہ 67 (ستارہ ذوالسنین کا نکلنا)	421
1029	مرقس باب 13آیات 24تا26 (ستاروں کاگرنا،چاند سورج گرھن کا نشان)	422
1031	شرح العلامة الزرقانی علی المواھب اللدنیه الجزء الاول المقصد الاول زیر عنوان قد اختلف فی عام ولادته ﷺ (رمی شھاب الثاقب)	423
1034	کنزالعمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلها الفصل الثالث فی اشراط الساعة الصغری حدیث نمبر38454 (تقوم الساعة و الروم اکثر الناس)	424
1036	صحیح مسلم کتاب الفتن باب تقوم الساعة و الروم اکثر الناس (اکثر اھل ارض رومی ھونگے)	425
1039	سنن ابن ماجه کتاب الفتن باب بدء الاسلام غریبا (اکثر اھل ارض رومی ھونگے)	426
1041	کنز العمال الجزء الحادی عشر (11) کتاب الفتن من قسم الاقوال فصل فی متفرقات الفتن حدیث نمبر 31522 (زمانه کی خراب حالت کا بیان)کنز العمال اردو ترجمه حصه یازدھم (مذکورہ بالا حواله 31522)	427
1046	الکافی الجزء الثامن کتاب الروضة حدیث الفقهاء و العلماء (زمانه کا بگڑنا)	428
1048	سنن ابن ماجه کتاب الفتن باب افتراق الامم (امت کا فرقوں میں بٹنا)	429
1050	مشکوٰۃ شریف اردو ترجمه مشکوٰۃ المصابیح جلد اول کتاب العلم الفصل الاول (علم اور علماء کا اٹھنا)	430
1052	صحیح البخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم (علم اور علماء کا اٹھنا)	431
1054	کنزل العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلها الفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعة الکبری ذکرھا مجتمعة الخسف و المسخ و القذف الاکمال حدیث نمبر 38727 (امت میں گھبراھٹ کا پیدا ھونا)	432
1056	الفوز الکبیر فی اصول التفسیر باب اول الفصل الاول فی علم الجدل(2) ذکر الیھودزیر عنوان أنموذج الیھود (علماء سوء کا بیان یھودیوں سے مشابھت)	433
1058	تنقیحات زیر عنوان دور جدید کی بیمار قومیں (مسلمانوں اورعلماء کی بری حالت کا اقرار)	434
1061	بحار الانوار الجلد الثالث عشر (13) باب ما ورد فی اخبار اللّٰه و اخبار النبی ﷺ بالقائم من طرق الخاصة و العامة (مسلمانوں کا قبروں کو مساجد بنانا)	435
1063	الجامع المختصر من السنن عن رسول ﷺ و معرفة الصحیح و المعلول و ما علیه العمل (المعروف بجامع الترمذی)ابواب الفتن باب ما جاء فی علامة الدجال (دجال کے ماتھے پر ك۔ف۔ر لکھا ھونا)	436
1065	جامع الترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی الفتنة الدجال (دجال کی پیروی کرنے والوں کی کثرت کا ھونا ، دجال سے محفوظ رھنے کے لئے سورة الکھف کی تلاوت کرنے کا فرمان ، راکٹوں کا آسمان کی طرف بھیجے جانا کی علامت، النغف کا عذاب)	437

1066	کنزل العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلها الفصل الثالث فی ذکر اشراط الساعة الصغری حدیث نمبر 38488 (حج نہ ہونا)	438
1068	جامع الترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی رفع الامانة (امانت اٹھائی جانا)	439
1070	ینابیع المودة باب الرابع التسعون (94) فی ایراد ما فی کتاب غایة المرام الذی جمع فیه الاحادیث الواردة فی المهدی الموعود علیه السلام (قتل وغارت کی کثرت ہونا، امام مہدی آنحضور ﷺ کی اولاد سے ہو گا ، امام مہدی کی بیعت کرنے کا حکم کیونکہ وہ خلیفة اللّٰہ ہو گا، انصار المہدی کا بیان)	440
1073	جامع الترمذی ابواب الفتن باب ما جاء فی اشراط الساعة (یرفع العلم---علم کے اٹھ جانے کا بیان)	441
1075	اقتراب الساعة فصل بیان میں امارات متوسطه کے علامت نمبر 24 صفحه نمبر40 (امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان جانیں گے)	442
1077	مشکوٰۃ شریف اردو ترجمه مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعة و ذکر الدجال فصل سوم زیر عنوان دجال کی سواری گدھا ہو گی (دجال کے گدھے کے ماتھے پر چاند)	443
1079	قصص الانبیاء تالیف ابو الفداء ابن کثیر الباب العشرون (20) الفصل التاسع : ذکر صفة عیسیٰ علیه السلام و شمائله و فضائله (حلیه والی حدیث ، لیس بینی و بینه نبی، نزول کے بعد لفظ توفی، دجال کو باب لد کے مقام پر قتل کرنا)	444
1084	قصص الانبیاء تالیف ابو الفداء ابن کثیر اردو ترجمه حضرت عیسیٰ ابن مریم زیر عنوان "حضرت عیسیٰؑ کے فضائل " (حلیه والی حدیث ، لیس بینی و بینه نبی، نزول کے بعد لفظ توفی سے وفات،دجال کو باب لد کے مقام پر قتل کرنا)	445
1088	معجم احادیث الامام المهدی الجزء الثالث ما یفعله الدجال من الخوارق و الاضالیل (دجال اور اس کے گدھے کی بعض علامات کا ذکر)	446
1091	بحار الانوارالجلد الثالث عشر (13) باب علامات ظهوره علیه السلام (دجال کے گدھے کی بعض علامات۔ذوات الفروج و السروج)	447
1093	صحیح البخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال (ان معه جبل خبز و نهر ماء ۔روٹی کے پہاڑ اور پانی کی نہر کا دجال کے ساتھ ہونا)	448
1095	مسند الامام احمد بن حنبل المجلد الخامس زیر عنوان حدیث خالد بن خالد الیشکری صفحه 403 (پانی اور آگ ، خلیفه کے ساتھ چمٹ جانا)	449
1097	کنزل العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلها الفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعة الکبری ذکرها مجتمعة حرف القاف کتاب القیامه من قسم الافعال زیر عنوان الدجال حدیث نمبر 39708 صفحه 611 (آنحضور ﷺ نے امت کو دجال سے ڈرایا)	450
1099	کنز العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلهاالفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعة الکبری ذکرها مجتمعةخروج الدجال الاکمال حدیث نمبر 38819 (دجال کے ماتھے پر ك۔ف۔ر لکھا ہونا ،دجال کے گدھے کے کانوں کا فاصله)	451

1101	مسند الامام احمد بن حنبل المجلد الخامس زیر عنوان حدیث ابو بکرۃصفحہ 38 (دجال کے ماتھے پر کافر لکھا ہونا)	452
1103	مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال الفصل الاول (دجال کے ماتھے پر ک۔ف۔ر لکھا ہونا)	453
1105	سنن ابو داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال (سورۃ الکھف پڑھنا ، لیس بینی و بینہ نبی، ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہونا ،ماء نھر، حلیہ کا بیان)	454
1108	کنزل العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلھا الفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعۃ الکبری ذکرھا مجتمعۃ زیر عنوان خروج الدجال حدیث نمبر 38740صفحہ 285 (دجال سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ الکھف کی تلاوت کافرمان)	455
1110	مشکوٰۃ شریف اردو ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح جلد سوم کتاب الفتن باب العلامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال فصل الاول زیر عنوان دجال کے طلسماتی کارنامے اور یاجوج ماجوج کا ذکر (دجال سے محفوظ رہنے کے لئے سورۃ الکھف کی تلاوت کافرمان)	456
1112	تاج العروس من جواھر القاموس زیر حرف "اللام" زیر مادہ "د۔ج۔ل" (لفظ دجال کے معنی)	457
1116	صحیح مسلم کتاب الفتن باب قصۃ الجساسۃ (دجال کو گرجا میں دیکھنا)	458
1118	التفھیمات الالھیہ الجزء الثانی تفھیم نمبر 146مجددیۃ المصنفؒ صفحہ نمبر133(المھدی تھیأ للخروج)	459
1120	صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال و صفتہ وما معہ (النغف کا عذاب)	460
1122	الدر المنثور فی التفسیر بالماثور الجزء التاسع سورۃ الکھف آیات 95تا98 (یاجوج ماجوج کا آسمان کی طرف تیر پھیکنا ، نغف)(فیرمون بسھامھم نحو السماء)(فیبعث اللّٰہ علیھم دوداً : النغف)(نغف، قرحۃ فی حلوقھم ، نبی اور اس کے اصحاب)(فیبعث اللّٰہ علیھم قرحۃ فی حلوقھم ،نزل عیسیٰ ابن مریم امامھم)	461
1127	کنز العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلھاالفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعۃ الکبری ذکرھا مجتمعۃخروج الدجال الاکمال حدیث نمبر 38828 (طاعون کا نشان)	462
1129	بحار الانوارالجلد الثالث عشر(13)باب علامات ظھورہ صلوات اللّٰہ علیہ (موت ابیض سے مراد طاعون ھے) باب الرجعۃ(تکلم کے معنی)	463
1132	کمال الدین و تمام النعمۃ الجزء الثانی الباب السابع و الاربعون(47)حدیث الدجال (دجال کے گدھے کی علامت ذوات السروج ،دجال کے ساتھ نھر ماء ، طاعون کا عذاب)	464
1136	ینابیع المودۃالجزء الثالث باب الثالث والسبعون(73): فی الاحادیث التی ذکرھا صاحب جواھر العقدین (دور امام مھدی میں اھل مشرق و مغرب جمع کر دیئے جائیں گے)	465
1138	النجم الثاقب الجزء الاول الباب الثالث فی شمۃ من اوصاف و شمائل الامام المھدی و بعض خصائصہ الفصل الثانی : فی ذکر جملۃ من خصائصہ حدیث الخامس و العشرون (اھل مشرق ومغرب ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے)	466

1140	تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین :زیر عنوان امام کب ظاهر ہونگے؟ زمانہ رجعت کا نقشہ : شیعوں کی حالت صفحہ 70،71 (دور امام مہدی میں قوت سامعہ و باصرہ کا تیز ہونا)	467
1143	اقتراب الساعۃ فصل بیان میں ان علامتوں کے جو قرب ظہور کی دلیل ہیںعلامت نمبر 9صفحہ 67 (عام ندا ہو گی ہر زبان والاپنی اپنی زبان میں سننا گا)	468
1145	صحیح البخاری کتاب الفتن باب خروج النار (النار ظاہر ہونے کی علامت)	469
1147	ینابیع المودۃ الجزء الثالث الباب الثامن و الثمانون : فی الاحادیث الواردۃ فی طلوع الشمس من المغرب و کون ارض العرب مروجاً و انہاراً(عرب سر سبز ، قتل و غارت ۔ اونٹنیوں کا ترک ہونا)	470
1149	صحیح البخاری کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ باب قول النبیؐ لتتبعن سنن من کان قبلکم (مسلمان یہودی کے مشابہ ہو جائیں گے)	471
1151	اقتراب الساعۃ فصل بیان میں امارات متوسطہ کے علامت نمبر 89صفحہ نمبر 54 (علامات پوری ہو چکی ہیں)	472
1153	صحیح الجامع الصغیر و زیادتہ (الفتح الکبیر)حرف الخاء زیر لفظ خیر حدیث نمبر 3317 (پہلی تین صدیاں بہتر ہونگی---)	473
1155	ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ (الفتح الکبیر)حرف الخاء زیر لفظ خیرالناس حدیث نمبر2898 (پہلی تین صدیاں بہتر ہونگی---)	474
1157	جامع الترمذی کتاب الفتن باب ما جاء القرن الثالث (خیر الناس قرنی---)	475
1159	سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب الآیات (الآیات بعد مأتین)	476
1160	مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الجزء العاشر کتاب الفتن باب اشراط الساعۃالفصل الثالث (الآیات بعد مأتین میںالف لام عہد کا ہے)	477
1163	ینابیع المودۃ الجزء الثالث الباب التاسع و السبعون (79) فی ذکر ولادۃ القائم المہدی علیہ السلام و زایجۃ ولادتہ و زایجۃ عیسی علیہ السلام(امام مہدی کی پیدائش کا وقت ۔ مولدہ لیلۃ النصف --- خمسین و مأتین بعد الالف)	478
1165	نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار ﷺ الباب الثانی تتمۃ فی الکلام علی اخبار المہدی (مولدہ لیلۃ النصف --- خمسین و مأتین بعد الالف)	479
1167	کنز العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلہا الفصل الثالث فی اشراط الساعۃ الصغری حدیث نمبر 38432 (دو سو سال بعد قیامت کی علامات)	480
1169	صحیح مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال و صفۃ وما معہ (حضرت عیسیٰؑ کا منارۃ دمشقی کے قریب نزول ، باب لد پر دجال کو قتل کرنا، جنت میں اصحاب کے درجات بتانا)	481
1171	کنز العمال الجزء الرابع عشر (14) حرف القاف الباب الاول فی امور تقع قبیلہاالفصل الرابع فی ذکر اشراط الساعۃ الکبری ذکرھا مجتمعۃخروج الدجال حدیث نمبر 38849،38834 (ابن مریم دجال کو باب لد پر قتل کریں گے)	482

1286	2سموئیل باب 11آیت 45تا27 (یہود نے حضرت مسیح کی دادیوںنانیوں کو زنا کار قرار دیا)	531
1288	تفسیر القمی الجزء الثانی سورۃ التحریم شان نزول سورۃ التحریم (آنحضورﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کی خبر دی)	532
	بائیبل کے اہم حوالہ جات	
1290	استثناء باب 21آیت 23،22 (جسے درخت پر لٹکایا گیا وہ خدا کی طرف سے ملعون ہوتا ھے)	533
1292	گلتیوں باب 3آیت 13(جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ھے)	534
1293	یوحنا باب 7آیت 1(حضرت عیسیٰؑ یہودیوں سے چھپتے رھے کیونکہ وہ ان کو قتل کرنا چاھتے تھے)	535
1294	متی باب 12آیت31تا 40 (یوناہ نبی کا نشان)	536
1295	متی باب 16آیت 4 (یوناہ نبی کا نشان)	537
1296	یوحنا باب 19آیت 40،39 (نیکودیمس پچاس سیر مر اور عود ایسی چیزوں سے بنا ھوا مسالہ لایا)	538
1297	متی باب 26آیت 38 (غم کی شدت سے میری جان نکلی جا رھی ھے)	539
1298	یوحنا باب 12آیت28،27,19 (ساری دنیا اس کے پیچھے ھو چلی ، کہ اے باپ مجھے اس گھڑی سے بچا، اے باپ اپنے نام کو جلال بخش)	540
1299	مرقس باب 14آیت 36،35 (دعا کا ذکر اور صلیب کی موت کو ٹالنے کی عرض)	541
1300	لوقا باب 22آیت42 (اے باپ ! اگر تیری مرضی ھو تو اس پیالے کو میرے سامنے سے ھٹا لے)	542
1301	متی باب26آیت36 (حضرت عیسیٰؑ اس موت سے بچنے کی دعا کرتے رھے)	543
1302	مرقس باب 14آیت32تا34 (حضرت عیسیٰؑ اس موت سے بچنے کی دعا کرتے رھے)	544
1303	لوقا باب 22آیت40 (شاگردوں کو بھی دعا کرنے کا کھا)	545
1304	یعقوب باب 5آیت 15تا17(ایمان سے مانگی ھوئی دعاقبول ھوتی ھے)	546
1305	امثال باب 15آیت29 (وہ صادقوں کی دعا سنتا ھے)	547
1306	زبورباب 37آیت36تا40 (راستبازوں کی نجات خداوند کی طرف سے ھے)	548
1307	زبور باب 17آیت7،6 (دعا کرتا ھوں کیونکہ تو جواب دے گا ، تو اپنے دھنے ھاتھ سے اپنے پناہ گزینوں کو ان کے مخالفوں سے بچاتا ھے)	549
1308	یوحنا باب9آیت 31 (خدا گنھگاروں کی نھیں سنتا لیکن اگر کوئی خدا ترس ھو اور اس کی مرضی پر چلے تو اس کی ضرور سنتا ھے)	550
1309	زبور باب50آیت15(اور مصیبت کے دن مجھے پکار میں تجھے چھراؤں گا)	551
1310	متی باب **7**آیت**7**(مانگو تو تمھیں دیا جائے گا ۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے ۔ کھٹکھٹاؤ تو تمھارے لئے دروازہ کھولا جائے گا)	552
1311	عبرانیوں باب **5**آیت**7**(یسوع نے ایك بشر کی حیثیت سے زندگی کزارنے کے دنوں میں پکار پکار کر اور آنسو بھا بھا کر خدا سے دعائیں اور التجائی کیں جو اسے موت سے بچا سکتا تھا اور اس کی خدا ترسی کی وجہ سے اس کی سنی گئی)	553

1312	لوقا باب 22آیت43(اور آسمان سے ایك فرشته ظاهر هوا جو اسے تقویت دیتا تھا)	554
1313	متی باب 2آیت 13تا20(فرشتے نے یوسف کو خواب میں آکر کها که بچے اور ماں کو مصر لے جا ۔۔کیونکه هیرودیس اس کو هلاك کرنا چاهتا هے)	555
1314	متی باب 4آیت19(فرشته دوباره خواب میں دکھائی دیا اور کها که بچے اور اس کی ماں کو اسرائیل چلا جا کیونکه جو لوگ بچے کو مارنا چاهتے تھے مر گئے هیں)	556
1315	متی باب 27آیت19(پیلاطوس کی بیوی نے اسے پیغام بھیجا که اس نیك آدمی کے خلاف کچھ مت کرنا کیونکه میں نے آج خواب میں اس کے سبب سے بهت دکھ اٹھایا هے)	557
1316	یوحنا باب19آیت 14،12(اس کے بعدپیلاطوس نے یسوع کو چھوڑدینے کی کوشش کی ، فسح کی تیاری کے هفتے کا پهلا دن تھا اور شام هونے والی تھی)	558
1317	متی باب 27آیت 17تا24 (کسے تمهاری خاطر رها کرو ؟ برابا کو یا یسوع کو ؟، بلوا کے ڈر سے پانی سے اپنے هاتھ دھوئے اور کها : میں اس راستباز کے خون سے بری هوتا هوں ۔ تم جانو اور تمهارا کام)	559
1318	مرقس باب 15آیت 10،9 (پیلاطوس کو خوب علم تھا که سردار کاهنوں نے محض حسد کی بنا پر یسوع کو اس کے حواله کیا هے)	560
1319	لوقا باب 23آیت 14تا20 (پیلاطوس نے کها میں نے اسے قصوروار نهیں پایا ، اس کو رها کرنے کے باره میں دوباره پوچھا)	561
1320	یوحنا باب18آیت 40،39،38 (یوسف ارمتیا نے یسوع کی لاش مانگی ، نیکودیمس بھی آیا ، اس کی لاش کو مسالے لگاکر ایك سوتی چادر میں کفنایا)	562
1321	یوحنا باب 19آیت4 (تمهیں معلوم هو که میں کسی بناء پر بھی اس پر فرد جرم عائد نهیں کرتا)	563
1322	مرقس باب 15آیت 23،32تا35،43 (مر ملی مَے پلانے کی کوشش کی ، صلیب سے اتر آئے تاکه ایمان لائیں ، ڈاکو بھی یسوع کو برا بھلا کهنے لگے ،ایلی ایلی لما شبقتنی ، یوسف ارمتیاآیا لاش کو مانگنے)	564
1323	متی باب 27آیت34،40تا44،48،51،52،58،62تا64 (مر ملی مَے پلانے کی کوشش کی، اپنے آپ کو بچا هم ایمان لے آئیں گے ، ڈاکو بھی یسوع کو برا بھلا کهنے لگے ، زلزله آیا ، قبریں پھٹنا اور مردوں کا زنده هونا ، یوسف نے لاش مانگی ، میں تین دن کے بعد زنده هو جاؤں گا)	565
1324	متی باب 28آیت12(سپاهیوں کو بڑی رقم ادا کی)	566
1325	لوقاباب 23آیت 35 (اپنے آپ کو بچا)	567
1326	یوحنا باب19آیت29،30،34،38،40تا42 (اسفنج کو سرکے میں ڈبو کر یسوع کے هونٹوں سے لگایا ، پیتے هی جان دے دی ، پسلی میں نیزه مارنے سے فوراً خون اور پانی نکلا ،یوسف نے لاش مانگی ، اس کی لاش کو مسالے لگاکر ایك سوتی چادر میں کفنایا)	568

1327	زبور باب 34آیت15تا22(خداوند کی آنکھیں راستباز پر لگی رهتی هیں اور اس کے کان ان کی فریاد سنتے هیں ، مصیبتوں سے بچاتا هے ، اس کی ساری هڈیوں کو محفوظ رکھتا هے ، ان میں سے ایك بھی توڑی نه جائے گی)	569
1328	زبور باب 22آیت1تا24 (تو نے مجھے کیوں فراموش کر دیا ، تو میری مخلصی کے نالوں سے کیوں دور رهتا هے ؟ حفاظت کے لئے دعا کرنا)	570
1329	زبور باب 30 (مکمل) (دشمنوں سے بچایا)	571
1330	زبور باب28 (مکمل) (میری دعا سن اور خاموش نه ره)	572
1332	لوقا باب 24آیت 4،5،17تا31،36،39،42 (جی اٹھا هے ، یسوع کی لاش نه پائی ، یسوع ان کے درمیان آ کھڑا هوا ، میرے هاتھ اور پاؤں دیکھو میں هی هوں)	573
1335	یوحنا باب20آیت12،14،17،19(یسوع جی اٹھا اور شاگردوں کو مل کر اپنے هاتھ اور پسلی دکھائی)	574
1336	یوحنا باب 21آیت 16،19(شمعون کو اپنا جانشین بنایا پطرس کس قسم کی موت مر کر خدا کا جلال ظاهر کرے گا)	575
1338	اعمال باب 2آیت 24تا33 (لیکن خدا نے اسے موت کے شکنجه سے چھڑا کر زنده کر دیا کیونکه یه نا ممکن تھا که وه موت کے قبضه میں رهتا ، جی اٹھا)	576
1339	متی باب 28آیت10(گلیل کی طرف جانا)	577
1340	یوحنا باب 11آیت 52 (خدا کے سارے فرزندوں کو جمع کر کے ایك قوم بنا دے)	578
1341	یسعیاه باب56آیت8 (میں اوروں کو بھی جمع کر کے ان کے ساتھ ملا دوں)	579
1342	یوحنا باب17آیت20 (کچھ اور لوگوں کا آپؑ پر ایمان لانا)	580
1343	1پطرس باب2آیت25 (پهلے تم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے لیکن اب اپنی روحوں کے چرواهے اور نگهبان کے پاس لوٹ آئے هو)	581
1344	اعمال باب 14آیت19،20 (پولوس کو بھی مرده سمجھا گیا تھا لیکن وه زنده تھا)	582
1345	یوحنا باب10آیت16(میری اور بھیڑیں بھی هیں جو اس گله میں شال نهیں ۔ مجھے لازم هے که میں انهیں بھی لے آؤں)	583
1346	یرمیاه باب 14آیت15(جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والا مارا جائے گا)	584
1347	اعمال باب5آیت36تا40 (تھیوداس دعویٰ کے بعد مارا گیا ، ماننے والے تتر بتر هو گئے ، یهوداه گلیلی وه بھی مارا گیا ---ان آدمیوں سے دور هی رهو ---کیونکه اگر یه تدبیر اور یه کام انسانوں کی طرف سے هے تو خود بخود مٹ جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے هے تو کچھ بھی نه بگاڑ سکو گے بلکه خدا کے خلاف لڑنے والے ٹھهرو گے)	585
1348	متی باب15آیت13(جو پودا میرے آسمانی باپ نے نهیں لگایا ، جڑ سے اکھاڑ ڈالا جائے گا)	586
1349	زبورباب35آیت3 (میرا تعاقب کرنے والوں کے راسته میں نیزه لے کر کھڑا هو جا)	587
1350	حزقیل باب13آیت9(میرا هاتھ ان انبیاء کے خلاف هو گا جو باطل رویتیں دیکھتے هیں اور جھوٹی پیش گوئی کرتے هیں)	588
1351	1کرنتھیوںباب12آیت3 (یسوع ملعون نهیں هوئے)	589
1352	یوناه باب2آیت1،2 (یوناه نبی کی مصیبت که زنده هی مچھلی کے پیٹ میں رهے)	590

1353	یوناہ باب 2آیت 10(مچھلی نے اگل دیا)	591
1354	یوناہ باب3آیت5 (نینوہ کے لوگوں کی توبہ اور عذاب کا ٹلنا)	592
1355	یوحنا باب6آیت70 (پیشگوئی غلط نکلی ۔ یھودا اسکریوتی بارہ حواریوں میں شامل نہ رہ سکا)	593
1356	اعمال باب2آیت22(نبی کے صداقت عظیم معجزے ، کارنامے اور نشان جو خدا کی معرفت اس سے ظاہر ہوتے ھیں)	594
1357	دانی ایل باب12آیت11،12(ایك ھزار دو سو نوے دن ، ایك ھزار تین سو پینتیس دن)	595
1358	متی باب24آیت5تا8،27،29تا31،44 (زمانہ کی علامات ، طاعون وغیرہ، ابن آدم کا آنا بجلی کی طرح ، چاند سورج گرہن کا نشان ، جس وقت تمھیں گمان بھی نہ ہو گا ابن آدم آ جائے گا)	596
1360	امثال باب12آیت11،12(صادقوں کی جڑ پھلدار رہتی ھے)	597
1362	لوقا باب 21آیت10،12تا19،25تا28،31 (علامات طاعون ، زلزلے وغیرہ کا ہونا، ماننے والوں کو سزائیں دی جائیں گی ، سورج چاند گرھین کا نشان)	598
1364	لوقا باب6آیت44 (ھر درخت اپنے پھل سے پھچانا جاتا ھے)	599
1365	یوحنا باب 8آیت46 (تم میں کوئی ھے جو مجھ میں گناہ ثابت کر سکے ؟ صداقت کی دلیل)	600
1366	یوحنا باب 7آیت46(جیسا کلام اس کے منہ سے نکلتا ھے ویسا کسی بشر کے منہ سے کبھی نھیں نکلتا ۔ نبوت کی دلیل)	601
1367	یوحنا باب 16آیت33 (میں دنیا پر غالب آیا ہوں ۔ صداقت کی دلیل)	602
1368	یسعیاہ باب13آیت9تا22 (آخری زمانہ کی علامات کا بیان)	603
1370	متی باب23آیت39 (کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ تم مجھے اب سے اس وقت ھرگز نہ دیکھ پاؤ گے جب تك یہ نہ کھو کہ مبارك ھے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ھے)	604
1371	یوحنا باب14آیت25،26 (لیکن وہ مددگار یعنی پاك روح جسے پاب میرے نام سے بھیجے گا تمھیں ساری باتیں سکھائے گا)	605
1372	لوقا باب17آیت 20،26تا35(خدا کی بادشاھی ایسی نھیں کہ لوگ اسے آتا دیکھ سکیں ،بجلی کی طرح اپنے مقررہ دن ظاھر ہو گا ،لیکن لازم ھے کہ پھلے وہ بھت سکھ اٹھائے اور اس زمانہ کے لوگوں کی طرف سے رد کیا جائے ، ابن آدم کے آنے کے وقت کی حالت)	606
1373	2پطرس باب3آیت10(لیکن خدا کا دن چور کی طرح آئے گا ۔۔۔)	607
1374	2تھیمتھیس باب 3آیت1تا6 (آخری زمانہ)	608
1375	1تھسلنیکیوںباب5آیت2تا5(خداوند کا دن اس طرح آنے والا ھے جس طرح چور رات کو اچانك آتا ھے ۔۔۔لھذا ھم دوسروں کی طرح سوتے نہ رھیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار رھیں)	609
1376	لوقا باب12آیت39،40(لیکن یاد رکھو کہ اگر گھر کے مالك کو چور کے آنے کا وقت معلوم ہوتا تو وہ بیدار رھتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتاپس تم بھی تیار رھو کیونکہ جس گھڑی تمھیں خیال تك نہ ہو گا ابن آدم آ جائے گا)	610

1377	متی باب10آیت 17تا23 (ماننے والوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے گا ۔۔۔لیکن جو آخری وقت تک ثابت قدم رہے گا وہی نجات پائے گا)	611
1378	مرقس باب 13آیت9تا13 (ماننے والوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے گا ۔۔۔لیکن جو آخری وقت تک ثابت قدم رہے گا وہی نجات پائے گا)	612
	مسلم کی تعریف اور اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت	
1379	رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء المعروف منیر انکوائری رپورٹ حصہ چھارم زیر عنوان غیر مسلموں کا مؤقف (مسلم کی تعریف نہ کر سکے،ہر ایک کی تعریف کے مطابق دوسرا کافر بن جاتا ہے)	613
1382	صحیح البخاری کتاب الجھاد و السیر باب کتابة الامام الناس (مسلم کی تعریف آنحضور ﷺ کی زبانی)	614
1384	صحیح مسلم کتاب الإیمان باب الاستسرار بالایمان للخائف (احصوا لی کم یلفظ الاسلام) (مسلم کی تعریف آنحضور ﷺ کی زبانی)	615
1386	صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب فضل استقبال القبلة (مسلم کی تعریف آنحضورؐ کی زبانی)	616
1388	صحیح مسلم کتاب الإیمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال :لااله الا اللّٰہ (کافر کے کلمہ پڑھنے کے بعد اس کو قتل کرنے کی مناہی)	617
1390	مفردات القرآن جلد اول اردو ترجمہ زیر حرف "الراء" زیر مادہ "ر۔د۔د"(الارتداد کے معنی)	618
1392	تفسیر روح البیان الجلد الاول سورة البقرة زیر آیت 55 (فاقتلوا انفسکم کا مطلب)	619
1394	مفردات القرآن جلد دوم اردو ترجمہ زیر حرف "القاف" زیر مادہ "ق۔ت۔ل" (اپنے نفسوں کو قتل کرنے سے مراد)	620
1396	معارف القرآن سورة المائدة زیر آیت 34 (آیت کا درست مطلب کہ محاربی کون ہوتے ہیں)	621
1399	ضیاء القرآن سورة المائدة زیر آیت 34 (آیت کا درست مطلب کہ محاربی کون ہوتے ہیں)	622
1401	سنن ابو داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد (عبد اللّٰہ بن سعد بن ابی سرح کو حضرت عثمانؓ کی درخواست پر معاف فرما دیا)	623
1403	سنن النسائی المسمیٰ بالمجتبیٰ کتاب المحاربة (تحریم الدم) با ب الحکم فی المرتد (ان چارکا بیان جن کو قتل کی سزا ملی)	624
1406	نیل الاوطارمن اسرار منتقی الاخبارالمجلد التاسع کتاب حد شارب الخمر ابواب احکام الردة و الاسلام باب قتل المرتد زیر حدیث 3204 (ام رومان کے قتل کرنے والی روایت ضعیف ہے)	625
1408	سنن الدار قطنی و بذیله التعلیق المغنی علی الدار قطنی الجزء الرابع کتاب الحدود و الدیات حدیث نمبر 3211،3215 (مرتدہ کی سزا قتل نہیں ہے ، اسنادھما ضعیفان)	626
1411	کتاب المبسوط لشمس الدین السرخسی الجزء العاشر کتاب السیر باب المرتدین صفحہ 110 (ام مروان اور ام قرفة کی حقیقت کہ وہ مقاتلة تھیں اور جنگ پر ابھارتی رھتی تھیں)	627

1413	صحیح البخاری کتاب استتابة المرتدین و المعاندین و قتالهم باب حکم المرتد و المرتدة (عکرمه سے روایت که زندیقوں کو حضرت علیؓ نے زنده آگ میں جلا دیا---حضرت ابن عباسؓ نے کہا میں ایسا نه کرتا ---میں انهیں قتل کر دیتا)	628
1415	میزان الاعتدال فی نقد الرجال الجزء الخامس حرف العین زیر اسم (5722) "عکرمه مولی ابن عباس" صفحه 116 (عکرمه کی اصل حقیقت)	629
1420	کتاب الضعفاء الکبیر السِّفر الثالث باب عمرو زیر اسم (1413) عکرمه مولی ابن عباس و کنیته : ابو مجلد صفحه 374،373 (عکرمه کے کذاب هونے کا بیان ، علی بن عبد اللّٰه بن عباس کا اس کو زنجیروں میں جهکڑنا)	630
1423	تهذیب التهذیب الجزء الثالث حرف العین زیر اسم عکرمه البربری، ابو عبد اللّٰه المدنیّ ، مولی ابن عباس	640
1428	سنن ابو داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد (عکرمه نے حضرت علیؓ کی طرف دشمنی کی وجه سے سخت الفاظ منسوب کیے جو بالکل غلط هے)	641
1430	صحیح البخاری کتاب الدیات باب قول اللّٰه تعالی : ان النفس بالنفس والعین بالعین --- (سوم یه که وه دین سے نکل جائے اور جماعت کو چهوڑ دے)	642
1432	سنن ابو داؤد کتاب الحدود باب ما جاء فی المحاربة (جنهوں نے آنحضورؐ کے اونٹوں پر هله بولا تها وه بهی محاربی تهے)	643
1434	سنن ابو داؤد کتاب الحدود باب الحکم فیمن ارتد (جو اللّٰه اور رسول سے جنگ کرے اسے قتل کیا جاتا هے)	644
1436	سنن النسائی المسمیٰ بالمجتبیٰ کتاب المحاربة (تحریم الدم) با ب الصلب (محاربی کو قتل کیا جائے گا)	645
1438	تاریخ الطبری الجزء الثالث السنة الحادیة عشرة ذکر الخبر عما جری بین المهاجرین و الانصار فی امر الامارة فی سقیفة بنی ساعدة (حضرت عمرؓ نے ایک صحابی کے لئے اقتلوا کا لفظ بائیکاٹ کے معنوں میں استعمال فرمایا)	646
1441	صحیح البخاری کتاب فضائل المدینة (الحج) باب المدینة تنفی الخبث (بدوی کا قبول اسلام پهر بیعت واپس مانگنا لیکن آنحضورؐ نے انکار فرمایا وه وهاں سے چلا گیالیکن اس کو قتل نه کیا)	647
1443	الهدایة شرح بدایة المبتدی المجلد الثانی الجزء الرابع کتاب السیر باب احکام المرتدین (مرتدة عورت کے قتل کی مناهی کی وجوهات)	648
1445	شرح فتح القدیر الجزء السادس کتاب السیر باب احکام المرتدین صفحه 68 (مرتدة عورت کو قتل نه کرنے کی وجوهات)	649
1447	اسلام عقیدة و شریعة مصنفه محمود شلتوت الباب الرابع العقوبات الفصل الاول مسلك الشریعة و هدفها فی تقریرالعقوبات المسلك الاول العقوبة النصیة : عقوبة الاعتداء علی الدین بالردة (ارتداد کی سزا آخرت میں ملتی هے)	650
1450	اسلام اور مسیحیت بجواب کتب مسیحیه توضیح القرآن مسیحیت کی عالمگیری اور دین فطرت اسلام اور افراد کی وقعت زیر آیت نمبر 6 زیر عنوان قدرت نامه الهیه صفحه 201 تا 204 (قرآن و حدیث میں ارتداد کی سزا قتل نهیں هے)	651
1455	رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء المعروف منیر انکوائری رپورٹ حصه چهارم زیر عنوان ارتداد (هر فرقے کی تعریف کے مطابق دوسرا فرقه مرتد قرار پاتا هے)	652
1458	سیرت محمد علی باب 5 ذوق تفحص اور وسعت مطالعه زیر عنوان "قتل مرتد" صفحه 28، 29 (مرتد کی سزا قتل نهیں	653

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

تصنیف لطیف:

قطب ربانی [illegible] باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم:

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا، کے متعلق فرمایا: جان لے کہ اس عہد کی بنا پر جو کہ انبیاء پر آپ کی سیادت اور نبوت کے متعلق ان سے لیا گیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے واذ اخذ اللہ میثاق النبین لما آتیتکم من کتاب و حکمۃ (آل عمران آیت ۸۱) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نبی الانبیاء ہیں علیہ وعلیہم الصلات وتسلیمات۔ پس آپ کی رسالت اور شریعت سب لوگوں کو عام ہے۔ پس کوئی نبی علیہ السلام کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں کیا گیا مگر وہ چیز اصل میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے ہے۔ انتہی۔ پس ہر نبی جو آپ کے ظہور سے پہلے ہوا وہ اس شریعت کے ساتھ اپنی بعثت میں آپ ہی کا نائب ہے۔ اسے شیخ تقی الدین السبکی نے ذکر فرمایا اور خصائص کی ابتداء میں اسے امام جلال الدین السیوطی نے آپ سے نقل کیا۔

قرآن کریم کے نزول تفصیلی سے پہلے نزول اجمالی میں حکمت

اگر تو کہے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ قرآن کریم رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تفصیلی نزول سے پہلے اجمالی طور پر اتارا گیا اس میں حکمت کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اجمالی طور پر اس لئے اتارا گیا تا کہ آپ پر تنزیل قرآن اور اولیاء پر تنزیل علوم کے درمیان امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ امور کا درجہ بدرجہ ہونا تو صرف تکلفاً عمل کرنے لئے ہوتا ہے جبکہ رسالت عطا کرنے میں کوئی تکلف نہیں بخلاف اولیاء کے کہ ان پر علوم صرف تفصیلی طور پر ہی نازل کئے جاتے ہیں کیونکہ ان میں ترقی اور اپنے کسب کی جہت ہے۔ پس نبوت ھبہ ہے اور ولایت کسب ہے۔

انا سید ولد آدم و لا فخر

اور آپ نے فتوحات کے دسویں باب میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد انا سید ولد آدم ولا فخر کے متعلق فرمایا کہ آپ اولاد آدم کے سردار ہیں کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام حضرت آدم سے لے کر آخری رسول تک جو کہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں سب آپ کے نائب ہیں جیسے کہ یہ حدیث اسے ظاہر کرتی ہے لو کان موسی و عیسیٰ حین ماوسعھما الا اتباعی یعنی اگر حضرت موسیٰ وعیسیٰ یہاں موجود ہوتے تو انہیں میری اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔ اور اس میں آپ بالکل برحق ہیں کیونکہ حضرت آدم سے لے کر اپنے وجود کے زمانے تک اپنے جسم کے ساتھ موجود تھے تو تمام نبی آدم حسی طور پر آپ کی شریعت کے تحت ہیں۔ اور اسی لئے کوئی نبی لوگوں کی طرف عموم کے ساتھ مبعوث نہیں ہوا مگر وہ خاص ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تمام شریعتیں درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کی شریعت ہیں۔

اگر تو کہے کہ کیا آپ کی شریعت کا پہلی ہر شریعت کو منسوخ کرنا ان شریعتوں کو آپ کی شرع ہونے سے خارج کر دیتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ نسخ ان شریعتوں کو آپ کی شریعت ہونے سے خارج نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شرع ظاہر میں نسخ کا ہمیں گواہ بنایا ہے باوجودیکہ ہمارا اس امر پر اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ آپ کی وہی شریعت ہے جو آپ پر نازل کی گئی۔ پس پہلا حکم بعد والے کے ساتھ منسوخ ہو گیا۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کا آپ کا نائب ہونے کا حق میں یہ بات بھی گواہی دیتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر نازل ہوں گے تو اپنی شریعت کے ساتھ فیصلہ نہیں کریں گے جس پر کہ آپ اپنے اٹھانے جانے سے پہلے تھے۔ صرف حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شرع کے مطابق فیصلہ کریں گے جس کے ساتھ آپ اپنی امت کی طرف مبعوث فرمائے گئے۔ اور اگر وہ شرع جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت فیصلہ فرمائیں گے اصل میں آپ کی ہوتی تو پھر تو نزول کے وقت اسی کے ساتھ فیصلہ کرتے۔

(الجزء الثانى)

كتاب اليواقيت والجواهر فى بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب
الشعرانى نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(على الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم الشيخ الاكبر
لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)*

له صلى الله عليه وسلم من لدن آدم الى آخر الرسل وهو عيسى عليه الصلاة والسلام كما أبان عن ذلك حديث لو كان موسى وعيسى حيين ما وسعهما الا اتباعي وصدق صلى الله عليه وسلم في ذلك فانه لو كان موجودا بجسمه من لدن آدم الى زمان وجوده لكان جميع بنى آدم تحت شريعته حسا ولهذا لم يبعث نبي الى الناس عامة الا هو خاصة فجميع شرائع الانبياء هي بالحقيقة شرعه صلى الله عليه وسلم (فان قلت) فهل يكون نسخ شريعته لكل شريعة تقدمت يخرج تلك الشرائع عن كونها شرعا له (فالجواب) لا يخرجها ذلك النسخ عن كونها من شريعته فان الله تعالى قد أشهدنا النسخ في شرعه الظاهر مع اجماعنا واتفاقنا على أنه شرعه الذي نزل عليه فنسخ المتقدم بالمتأخر ومما يشهد لكون جميع الانبياء نوابا له صلى الله عليه وسلم كون عيسى عليه الصلاة والسلام اذا نزل الى الارض لا يحكم بشرع نفسه الذي كان عليه قبل رفعه وانما يحكم بشرع محمد صلى الله عليه وسلم الذي بعث به الى أمته ولو أن الشرع الذي يحكم به عيسى اذا نزل كان له بالاصالة لما كان يحكم اذا نزل الى الارض الابه (فان قلت) قوله صلى الله عليه وسلم لا تفضلوني على يونس الحديث هل هو منسوخ أو قاله تواضعا (فالجواب) هو تواضع منه صلى الله عليه وسلم والا فهو يعلم أنه أفضل خلق الله تعالى وذلك ليصح له تمام الشكر فانه أشكر خلق الله تعالى لله ولا يكون ذلك الا بمعرفته كل ما أنعم الله به عليه فافهم ومعنى الحديث لا تفضلوني من ذوات نفوسكم لجهلكم بالامر وليس معناه لا تفضلوني مطلقا فانه من فضله بتفضيل الله عز وجل له فقد أصاب (فان قلت) فهل للعارف أن يفضله صلى الله عليه وسلم بحسب ما تحتمله الالفاظ (فالجواب) نعم له ذلك ولكن الكامل لا يعتمد في جميع ما يقوله الا على ما يلقيه الله تعالى عنده لا على ما تحتمله الالفاظ والله أعلم (فان قلت) فهل جميع مقاماته صلى الله عليه وسلم تورث لأتباعه من الانبياء والاولياء أم يختص صلى الله عليه وسلم بمقامات لا يصح لاحد منهم أن يرثها منه (فالجواب) كما قاله الشيخ في الباب السابع والثلاثين وثلثمائة يختص صلى الله عليه وسلم بمقامات لا يشاركه فيها أحد من الانبياء منها انه أعطاه ضروب الوحي كلها من وحي البشارات وانزاله على القلب والاذن وبالعروج به الى السماء ونحو ذلك ومنها انه أعطاه علم الاحوال كلها لكونه أرسل الى جميع الناس كافة ومعلوم ان أحوالهم مختلفة فلا بد أن تكون رسالته تعم الكل بجميع أحوالهم ومنها أنه أعطاه علم احياء الاموات معنى وحسا بخلاف غيره فحصل صلى الله عليه وسلم العلم بالحياة المعنوية وهي حياة العلوم وحصل أيضا الحياة الحسية وهو ما أتى في قصة ابراهيم تعليما واعلاما لرسول الله صلى الله عليه وسلم وهو قوله تعالى وكلا نقص عليك من أنباء الرسل ما نثبت به فؤادك وجاءك في هذه الحق ومنها انه أعطاه علم الشرائع المتقدمة كلها وأمره ان يهتدى بهدى الانبياء لا بهم ومنها انه اختص بشرع لم يكن لغيره كما أشار اليه حديث أعطيت ستا لم يعطهن نبي قبلي فهذه أمور خص بها لم يعطها أحد غيره ومما خص به أيضا لواء الحمد في المقام المحمود الذي يقام فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم القيامة باسمه الحميد (فان قلت) فهل لواء الحمد واحد او هو متعدد (فالجواب) هو سبعة ألوية تسمى بالوية الحمد تعطى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولورثته المحمديين وفي تلك الالوية أسماء الله التي يثني بها رسول الله صلى الله عليه وسلم على ربه عز وجل اذا أقيم في المقام المحمود يوم القيامة وهو قوله صلى الله عليه وسلم اذا سئل في الشفاعة فأحمد الله تعالى بمحامد لا أعلمها الآن أي أثني عليه تعالى بهذه الاسماء التي يقتضيها ذلك الموطن ومعلوم أنه صلى الله عليه وسلم لا يثني على الله الا بأسمائه الحسنى وهي لا يحاط بها علما وذلك انا نعلم أن في الجنة ما لا عين رأت ولا أذن سمعت ولا خطر على قلب بشر ونعلم اننا لا نعلم أيضا ما أخفي لنا من قرة أعين وما من شيء من ذلك الا وهو مستند الى الاسم الالهي الذي أظهره بخلاف الاسم الالهي الذي امتن الله تعالى علينا بالاطلاع عليه فلا بد أن نثني عليه به ونحمده به اما ثناء تسبيح واما ثناء اثبات قال الشيخ محيي الدين في الباب الثامن والثلاثين وثلثمائة وقد سألت الله تعالى أن يطلعني على عدة تلك الاسماء المرقومة في الالوية فقيل لي ان عددها ألف اسم وستمائة اسم وأربعة وستون اسما قد رقم في كل لواء منها تسعة وتسعون اسما من أحصاها في موطن القيامة دخل الجنة يعني قبل الناس وليس احصاؤها الا للرجل الكامل من نبي أو ولي

ولاميكائيل وعكسه ففي قوة الانسان ماليس في قوة الملائكة وأطال في الفرق بينهما وقال في الباب الثاني عشر وثلثمائة في معرفة وحي الاولياء الالهامي اعلم ان الحق تعالى اذا أراد أن يوحي الى قلب ولي من أوليائه بأمر ما تجلى الحق الى قلب ذلك الولي برفع الحجب فيفهم الولي من ذلك التجلي ما يريد الحق أن يعلم ذلك الولي به فيجد الولي في نفسه علم ما لم يكن يعلم كما وجد النبي صلى الله عليه وسلم العلم بالضربة بين ثدييه وفي شربه اللبن ومن الاولياء من يشعر بذلك ومنهم من لا يشعر به بل يقول لقد وجدت في خاطري كذا وكذا ولا يعرف من أتاه به ولكن من عرف فهو أتم * وقال في الباب الثالث عشر وثلثمائة اعلم ان أول رسول أرسل نوح عليه السلام ومن كانوا قبله انما كانوا أنبياء كل واحد على شريعة من ربه فمن شاء دخل في شرعه معه ومن شاء لم يدخل فمن دخل ثم رجع كان كافرا ومن لم يدخل فليس بكافر ومن أدخل نفسه ثم كذب الانبياء كان كافرا ومن لم يفعل وبقي على البراءة لم يكن كافرا قال وأما قوله تعالى وان من أمة الا خلا فيها نذير فليس هو بنص في الرسالة وانما هو نص في ان في كل أمة عالما بالله تعالى وبامور الآخرة وذلك هو النبي لا الرسول اذ لو كان الرسول لقال اليها ولم يقل فيها * قال ونحن نقول انه كان فيهم أنبياء عالمون بالله فمن شاء وافقهم ودخل معهم في دينهم وتحت حكم شريعتهم ومن لم يشأ لم يكلف ذلك وكان

ايه

(الجزء الثاني)

من كتاب اليواقيت والجواهر * في بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الرباني سيدي عبد الوهاب
الشعراني نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(بحلى الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم
الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف
الله تعالى له أسنى الاجور)*

وهم الاصحاب وهو صلى الله عليه وسلم الشاب الاشواق وما أفرحه بلقاء واحد منا والعامل منا أجر خمسين ممن يعمل مثل عمل أصحابه كما ورد انتهى وأما كونه صلى الله عليه وسلم أقوى استعدادا من أبيه آدم فلانه خلق من امتزاج الابوين لا من واحد منهما بل من المجموع حاز وهما فجمع صلى الله عليه وسلم استعداد الاثنين فلهذا كان كماله أعظم من كمال أبيه ذكره الشيخ في الباب الثاني والسبعين في أسرار الحج من الفتوحات * قال ومن هنا اختص محمد صلى الله عليه وسلم بالكمال على آدم وابراهيم لكونه ابنا لهما وكل ابن له في النشأة هذا الكمال الا أن الناس يتفاضلون فيه لاجل الحركات العلوية والطوالع النورانية والاقترانات السعادية وان لم يكن لها عندنا أثر في التخلق انتهى * وقال الشيخ في الباب السابع والثلاثين وثلثمائة في حديث لو كان موسى حيا ما وسعه الا أن يتبعني اعلم انه صلى الله عليه وسلم نبي الانبياء للعهد الذي أخذ على الانبياء بسيادته عليهم ونبوته في قوله تعالى واذ أخذ الله ميثاق النبيين لما آتيتكم من كتاب وحكمة الآية فعمت رسالته وشريعته كل الناس فلم يخص نبي بشيء الا ان كان ذلك الشيء لمحمد صلى الله عليه وسلم بالاصالة انتهى * فكل نبي تقدم على زمن ظهوره فهو نائب له صلى الله عليه وسلم في بعثته بتلك الشريعة ذكره الشيخ تقي الدين السبكي ونقله عنه الجلال السيوطي في أول الخصائص (فان قلت) قد تقدم أن القرآن نزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم جملة قبل أن ينزل عليه تفصيلا فما الحكمة في ذلك (فالجواب) انما نزل عليه صلى الله عليه وسلم القرآن اجمالا ليفرق بين تنزيله عليه وتنزيل العلوم على الاولياء وذلك أن التدريج في الامور انما هو للتعمل ولا تعمل الا في الارسال بخلاف الاولياء لا تنزل عليهم العلوم الا وهي مفصلة فقط لان منها جهة الترقي والتكسب فالنبوة وهب والولاية كسب * وقال في الباب العاشر من الفتوحات في قوله صلى الله عليه وسلم أنا سيد ولد آدم ولا فخر انما كان صلى الله عليه وسلم سيد ولد آدم لان جميع الانبياء عليهم الصلاة والسلام نواب له صلى الله عليه وسلم من لدن آدم الى آخر الرسل وهو عيسى عليه الصلاة والسلام كما أبان عن ذلك حديث لو كان موسى وعيسى حيين ما وسعهما الا اتباعي وصدق صلى الله عليه وسلم في ذلك فانه لو كان موجودا بجسمه من لدن آدم الى زمان وجوده لكان جميع بني آدم تحت شريعته حسا ولهذا لم يبعث نبي الى الناس عامة الا هو خاصة فجميع شرائع الانبياء هي بالحقيقة شرعه صلى الله عليه وسلم (فان قلت) فهل يكون نسخ شريعته لكل شريعة تقدمت يخرج تلك الشرائع عن كونها شرعا له (فالجواب) لا يخرجها ذلك النسخ عن كونها من شريعته فان الله تعالى قد أشهدنا النسخ في شرعه الظاهر مع اجتماعنا واتفاقنا على انه شرعه الذي نزل عليه فنسخ المتقدم بالمتأخر ومما يشهد لكون جميع الانبياء نوابا له صلى الله عليه وسلم كون عيسى عليه الصلاة والسلام اذا نزل الى الارض لا يحكم بشرع نفسه الذي كان عليه قبل رفعه وانما يحكم بشرع محمد صلى الله عليه وسلم الذي بعث به الى أمته ولو أن الشرع الذي يحكم به عيسى اذا نزل كان له بالاصالة لما كان يحكم اذا نزل الى الارض الا به (فان قلت) قوله صلى الله عليه وسلم لا تفضلوني على يونس الحديث هل هو منسوخ أو قاله تواضعا (فالجواب) هو تواضع منه صلى الله عليه وسلم والا فهو يعلم انه أفضل خلق الله تعالى وذلك ليصح له تمام الشكر فانه أشكر خلق الله تعالى لله ولا يكون ذلك الا بمعرفته كل ما أنعم الله به عليه فافهم ومعنى الحديث لا تفضلوني من ذوات نفوسكم لجهلكم بالامر وليس معناه لا تفضلوني مطلقا فانه من فضله بتفضيل الله عز وجل له فقد أصاب (فان قلت) فهل للعارف أن يفضله صلى الله عليه وسلم بحسب ما تحتمله الالفاظ (فالجواب) نعم له ذلك ولكن الكامل لا يعتمد في جميع ما يقوله الا على ما يلقيه الله تعالى عنده لا على ما تحتمله الالفاظ والله أعلم (فان قلت) فهل جميع مقاماته صلى الله عليه وسلم تورث لاتباعه من الانبياء والاولياء أم يختص صلى الله عليه وسلم بمقامات لا يصح لاحد منهم أن يرثها منه (فالجواب) كما قاله الشيخ في الباب السابع والثلاثين وثلثمائة يختص صلى الله عليه وسلم بمقامات لا يشاركه فيها أحد من الانبياء منها انه أعطاه ضروب الوحي كلها من وحي البشارات وانزاله على القلب والاذن وبالعروج به الى السماء ونحو ذلك ومنها

فقال يارسول الله أسألك عن ثياب أهل الجنة أتخلق تخلق أم تنسج نسجا فضحك الحاضرون من سؤاله فغضب صلى الله عليه وسلم وقال أتضحكون من جاهل سأل عالما ياهذا الرجل انها تشقق عنها ثمر الجنة فأجابه صلى الله عليه وسلم بما أرضاه وعلمه ما جهله وازال خجل السائل بتعليم أصحابه الادب معه حين سأل وانقلب الاعرابي عالما فرحا مسرورا * وقال في الباب الثاني والتسعين ومائتين في قوله تعالى وما لاحد عنده من نعمة تجزى الا ابتغاء وجه ربه الاعلى اعلم ان العلماء اختلفوا هل يكون الحق تعالى عوضا لا غراض أم لا والتحقيق أن الحق تعالى من حيث ذاته ووجوده لا يقاومه شيء ولا يصح ان يطلب لذاته وانما يريد الطالب معرفة وجه ربه أو مشاهدته أو رؤيته وكل هذا ما هو عين الحق تعالى واذا لم يكن عينه فقد يصح أن يكون عوضا كما ان من عبد الله تعالى كأنه يراه فجزاؤه في الآخرة رؤيته وأطال في ذلك * ثم قال وقد ترافع اثنان الى مالك بن أنس رضي الله عنه ادعى أحدهما على الآخر صدقة وطلب المكافأة عليها فقال له ماذا ابتغيت بها حين أعطيتها له ان كنت ابتغيت بها جزاء في الجنة أو معاوضة في الدنيا فخذها منه ان كانت عينها باقية والا فقيمتها وان كنت ابتغيت

ودعا الخلق ونور العالم بنور الايمان واليقين ولما كان الحكمة في
اور خلقت کو اسلام کیطرف بلایا اور عالم ایمان اور یقین کے نور سے روشن کر دیا اور چونکہ حضرت مصطفے صلی اللہ
بعثته صلى الله عليه وسلم هداية الخلق وتتميم مكارم الاخلاق وتكميل
علیہ وسلم کی بعثت میں یہی حکمت تھی کہ خلقت کو ہدایت کیجیے اور نیک اخلاق پورے ہو جاویں اور دین کی
مباني الدين فحين حصل هذا الامر وتم هذا المقصود رفعه الله تعالى
بنیاد کامل ہو جاوے پھر جب یہ امر حاصل ہو لیا اور یہ مقصود پورا ہو گیا تو انکو اللہ تعالی نے
اليه في اعلى عليين وتوفاه الله وهو ابن ثلث وستين صلى الله عليه
اپنی طرف اعلی علیین میں اٹھا لیا اور اللہ نے انکو وفات دی کہ وہ تریسٹھ برس کے تھے صلی اللہ علیہ
وسلم وعلى اله وصحبه واتباعه واحزابه اجمعين في هذا الباب
وسلم اور رحمت ہو انکی آل اور اصحاب اور اتباع اور احزاب سب پر اور یہ دوسرا

الثاني في وفاته صلعم ونذكر فيه ما جاء من الاخبار في
باب حضرت صلعم کی وفات میں ہے اور ہم اسمیں وہ اخبار بیان کرینگے جو انکے
اوله واخره والله الموفق ومما وقع قبل مرضه بشهر ما روي عن ابن
اول اور آخر کے حال میں آئی ہیں اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور حضرت صلعم کے مرض سے ایک مہینے پہلے جو کچھ واقع ہوا تو وہ ہے جو ابن مسعود
مسعود قال نعى لنا نبينا وحبيبنا صلى الله عليه وسلم قبل موته بشهر
روایت ہے کہتا ہے کہ ہمکو ہمارے نبی اور حبیب حضرت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کی خبر ایک مہینہ پہلے دی
هو بابي وامي ونفسي له الفداء فلما دنى الفراق جمعنا في بيت امنا عائشة
باپ ماں اور میری جان آپ پر قربان ہو وفات کی خبر سنا دی پھر جب جدائی کا وقت نزدیک آیا تو ہمکو ام المومنین عائشہ کے گھر میں
وتشدد لنا فقال مرحبا بكم وحياكم الله بالسلام رحمكم الله حفظكم
جمع کیا اور فرمایا تمکو مرحبا اور خدا تمکو سلامتی سے زندہ رکھے تمکو خدا رحمت کرے خدا تمکو محفوظ رکھے
جبركم الله رزقكم الله رفعكم الله نفعكم الله اواكم الله وقاكم الله اوصيكم بتقوى الله
اور خدا تمہارا شکستہ حال درست کرے اور تمکو خدا رزق دیوے اور بلند کرے اور نفع دیوے اور پناہ دیوے اور بچاوے اور تمکو خدا سے ڈرنے کی وصیت
اوصي بكم واستخلفه عليكم واحذركم اني لكم نذير مبين ان لا تعلوا
میں تمکو وصیت کرتا ہوں اور اسکو تمپر خلیفہ کرتا ہوں اور تمکو ڈراتا ہوں میں تمہارے واسطے ظاہر ڈرانیوالا ہوں کہ اللہ پر
على الله في عباده وبلاده فانه قال لي ولكم تلك الدار الاخرة
اسکے بندوں اور شہروں میں بڑائی نہ کرو کیونکہ اسنے مجھسے اور تمسے کہا ہے کہ یہ آخرت کا گھر

دراسَة لمشكلات المُسلم المعَاصر
في حَيَــاتـهِ اليَــوميّة العـَامة

الإمَــامُ الأكــبَر
محمُود شَـلتوت

دار
الشروق

رفع عيسى ليس عقيدة يكفر منكرها:

والخلاصة من هذا البحث:

١ ـ أنه ليس في القرآن الكريم، ولا في السنة المطهرة مستند يصلح لتكوين عقيدة يطمئن إليها القلب بأن عيسى رفع بجسمه إلى السماء، وأنه حي إلى الآن فيها، وأنه سينزل منها آخر الزمان إلي الأرض.

٢ ـ أن كل ما تفيده الآيات الواردة في هذا الشأن هو وعد الله عيسى بأنه متوفيه أجله ورافعه إليه وعاصمه من الذين كفروا، وأن هذا الوعد قد تحقق فلم يقتله أعداؤه ولم يصلبوه، ولكن وفاه الله أجله ورفعه إليه.

٣ ـ أن من أنكر أن عيسى قد رفع بجسمه إلي السماء، وأنه فيها حي إلى الآن، وأنه سينزل منها آخر الزمان، فإنه لا يكون بذلك منكرا لما ثبت بدليل قطعي، فلا يخرج من إسلامه وإيمانه، ولا ينبغي أن يحكم عليه بالردة، بل هو مسلم مؤمن، إذا مات فهو من المؤمنين، يصلى عليه كما يصلى على المؤمنين، ويدفن في مقابر المؤمنين، ولا شبة في إيمانه عند الله والله بعباده خبير بصير.

تأليف

صاحب الفضيلة الأستاذ الكبير

أحمد مصطفى المراغي

أستاذ الشريعة الإسلامية واللغة العربية
بكلية دار العلوم سابقا

الجزء الثالث

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

وفى هذا بشارة بنجاته من مكرهم واستيفاء أجله ، وأنهم لاينالون منه ما كانوا يريدون بمكرهم وخبثهم .

وللعلماء فى تأويل هذه الآية رأيان :

(١) أن فيها تقديما وتأخيرا ، والأصل : إنى رافعك إلىّ ومتوفيك ، أى إنى رافعك الآن ومميتك بعد النزول من السماء فى الحين الذى قدر لك ـ وعلى هذا فهو قد رفع حيا بجسمه وروحه وأنه سينزل آخر الزمان ، فيحكم بين الناس بشريعتنا ثم يتوفاه الله .

(٢) أن الآية على ظاهرها ، وأن التوفى هو الإماتة العادية ، وأن الرفع بعده للروح ، ولا غرابة فى خطاب الشخص وإرادة روحه ، فالروح هى حقيقة الإنسان ، والجسد كالثوب المستعار ، يزيد وينقص ويتغير ، والإنسان إنسان ، لأن روحه هى هى .

والمعنى — إنى مميتك وجاعلك بعد الموت فى مكان رفيع عندى ، كما قال فى إدريس عليه السلام « وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا » .

وحديث الرفع والنزول آخر الزمان حديث آحاد يتعلق بأمر اعتقادى ، والأمور الاعتقادية لا يؤخذ فيها إلا بالدليل القاطع من قرآن أو حديث متواتر ، ولا يوجد هنا واحد منهما ، أو أن المراد بنزوله وحكمه فى الأرض غلبة روحه ، وسر رسالته على الناس ، بالأخذ بمقاصد الشريعة دون الوقوف عند ظواهرها ، والتمسك بقشورها دون لبابها .

ذاك أن المسيح عليه السلام لم يأت لليهود بشريعة جديدة ، ولكن جاء بما يزحزحهم عن الجمود على ظواهر شريعة موسى عليه السلام ، ويقفهم على فقهها والمراد منها ، فإن أصحاب هذه الشريعة قد جمدوا على ظواهر ألفاظها ، فكان لا بد لهم من إصلاح عيسوى يبين لهم أسرار الشريعة ، وروح الدين ، وكل ذلك فى القرآن الكريم الذى حجبوا عنه بالتقليد .

تفسير القرآن الحكيم

تفسير سلفي أثري مدني عصري إرشادي اجتماعي سياسي

هذا هو التفسير الوحيد الجامع بين صحيح المأثور ، وصريح المعقول ، وتحقيق الفروع والاصول ، وحل المشكلات ، ودحض الشبهات ، واقامة حجج الاسلام ، وبيان سياسته في اصلاح الانام مع حكم التشريع وسنن الله في الاجتماع ، وكون القرآن هداية عامة للبشر في كل زمان ومكان ، وحجة الله وآيته المعجزة للانس والجان ، ويوازن بين هدايته وما عليه المسلمون في هذا العصر من الضعف والعجز وقد أعرض أكثرهم عنها ، وما كان عليه سلفهم من السيادة والعزة اذ كانوا معتصمين بحبلها ، بما يثبت انها هي السبيل لسعادة الدنيا والدين ، مراعى فيه السهولة في التعبير ، مجتنبا كثرة مزج الكلام باصطلاحات العلوم والفنون ، بحيث تهتدي به العامة ، وهو منتهى طلبة الخاصة . وهذه هي الغاية التي توخاها في دروسه في الازهر حكيم الاسلام الاستاذ الامام

الشيخ محمد عبده قدس الله روحه

الجزء الثاني

وفيه خلاصة ماقاله الاستاذ الامام في دروسه بالجامع الازهر وقد قرأ أكثر من نصفه قبل طبعه وبعده

« تأليف »

السيد محمد رشيد رضا

منشئ مجلة المنار

﴿ الطبعة الثانية في مطبعة المنار بمصر سنة ١٣٥٠ هـ وفيها زيادات وتحقيقات مهمة ﴾

(٢٣٤) وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ، فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (٢٣٥) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ، عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ، وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ، وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ

لا يزال الكلام في أحكام النساء من حيث هن أزواج يمسكن ويسرحن ، فيراجعن أو يبتن ، وفي حقوقهن حينئذ في أولادهن ، وكل هذا قد مر تفسيره وقد ذكر في هاتين الآيتين أحكام من يموت بعولتهن ماذا يجب عليهن من الحداد والاعتداد ومتى يجوز خطبتهن ومتى يتزوجن ؟

قوله تعالى ﴿ والذين يتوفون منكم ﴾ أي يتوفاهم الله تعالى أي يقبض أرواحهم ويميتهم قال تعالى في سورة الزمر (٣٩ : ٤٢ الله يتوفى الانفس حين موتها) فاذا حذف الفاعل أسند الفعل إلى المفعول هذا هو المستعمل الفصيح .

﴿ ويذرون أزواجا ﴾ أي يتركون زوجات والفصيح استعمال لفظ الزوج في كل من الرجل وامرأته ويجمع في الاستعمال على أزواج قال تعالى في سورة الاحزاب (٣٣ ، ٦ وأزواجه أمهاتهم) والزوج في الاصل العدد المكون من اثنين وقد اعتبر في تسمية كل من الرجل وامرأته « زوجا » ان حقيقته من حيث هو زوج مكونة من شيئين اتحدا فصار شيئا واحدا في الباطن وإن كانا شيئين في الظاهر ، ولذلك وضع لها لفظ واحد ليدل على أن تعدد الصورة لا ينافي وحدة المعنى ، أريد أن هذا

تفسير القرآن الحكيم

الشهير بتفسير المنار

هذا هو التفسير الوحيد الذى فسر به القرآن من حيث هو هداية عامة للبشر ورحمة للعالمين وجامع لأصول العمران وسنن الاجتماع و موافق لمصلحة الناس فى كل زمان ومكان بانطباق عقائده على العقل وآدابه على الفطرة وأحكامه على درء المفاسد وحفظ المصالح . وهذه هى الطريقة التى جرى عليها فى دروسه فى الازهر حكيم الاسلام ، وعلم الأعلام

الأستاذ الإمام

الجزء الثالث

أوله « تلك الرسل » وفيه صفوة ما قاله الأستاذ الإمام رحمه الله تعالى فى دروسه

تأليف

السيد محمد رشيد رضا

منشئ المنار

رحمه الله ورضى عنه

(الطبعة الثالثة — أصدرتها دار المنار بمصر ١٣٦٧ هـ)

مكر ، فمكره سبحانه وتعالى موجه إلى الخير ومكرهم هو الموجه إلى الشر .

﴿ إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلى ومطهرك من الذين كفروا ﴾
أى مكر الله بهم ، إذ قال لنبيه إني متوفيك الخ فان هذه بشارة بانجائه من مكرهم وجعل كيدهم فى نحرهم قد تحققت ، ولم ينالوا منه ما كانوا يريدون بالمكر والحيلة والتوفى فى اللغة أخذ الشيء وافيا تاما . ومن ثم استعمل بمعنى الاماتة قال تعالى (٣٩ : ٤٢ الله يتوفى الأنفس حين موتها) وقال (٣٢ : ١١ قل يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم) فالمتبادر فى الآية : إنى مميتك وجاعلك بعد الموت فى مكان رفيع عندى ، كما قال فى ادريس عليه السلام (١٩.٥٣ ورفعناه مكاناً علياً) والله تعالى يضيف إليه مايكون فيه الابرار من عالم الغيب قبل البعث و بعده كما قال فى الشهداء (٣ : ١٦٩ أحياء عند ربهم) وقال (٥٤ : ٥٤ أن المتقين فى جنات ونهر ٥٥ فى مقعد صدق عند مليك مقتدر) وأما تطهيره من الذين كفروا فهو انجاؤه مما كانوا يرمونه به أو يرومونه منه و يريدونه به من الشر . هذا ما يفهمه القارىء الخالى الذهن . من الروايات والأقوال . لأنه هو المتبادر من العبارة ، وقد أيدناه بالشواهد من الآيات ، ولكن المفسرين قد حولوا الكلام عن ظاهره لينطبق على ما أعطتهم الروايات من كون عيسى رفع إلى السماء بجسده . وهاك ما قاله الأستاذ الإمام فى ذلك :

يقول بعض المفسرين « إنى متوفيك » أى منومك ، و بعضهم إنى قابضك من الأرض بروحك وجسدك « ورافعك إلى » بيان لهذا التوفى ، و بعضهم إني أنجيك من هؤلاء المعتدين ، فلا يتمكنون من قتلك ، وأميتك حتف أنفك ثم أرفعك إلى ونسب هذا القول إلى الجمهور ، وقال : للعلماء ههنا طريقتان احداها وهى المشهورة أنه رفع حياً بجسمه وروحه ، وأنه سينزل فى آخر الزمان فيحكم بين الناس بشرعنا ثم يتوفاه الله تعالى . ولهم فى حياته الثانية على الأرض كلام طويل معروف . وأجاب هؤلاء عما يرد عليهم من مخالفة القرآن فى تقديم الرفع فى التوفى بأن الواو لا تفيد ترتيبا — أقول : وفاتهم أن مخالفة الترتيب فى الذكر للترتيب فى الوجود لا يأتى فى الكلام البليغ إلا لنكتة ، ولا نكتة هنا لتقديم التوفى على الرفع إذ الرفع هو الأهم

عن

حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل

في وجوه التأويل

للعلامة جار الله أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري

(٤٦٧-٥٣٨ هـ)

تحقيق وتعليق ودراسة

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور فتحي عبد الرحمن أحمد حجازي

أستاذ البلاغة والنقد بكلية اللغة العربية جامعة الأزهر

الجزء الأول

مكتبة العبيكان

لإيمانهم، لأنّ الرسل يشهدون يوم القيامة لقومهم وعليهم، ﴿مَعَ ٱلشَّٰهِدِينَ﴾: مع الأنبياء الذين يشهدون لأممهم أو مع الذين يشهدون بالوحدانية، وقيل: مع أمة محمد ﷺ؛ لأنهم شهداء على الناس، ﴿وَمَكَرُواْ﴾: الواو لكفار بني إسرائيل الذين أحس منهم الكفر، ومكرهم أنهم وكلوا به من يقتله غيلة، ﴿وَمَكَرَ ٱللَّهُ﴾: أن رفع عيسى إلى السماء وألقى شبهه على من أراد اغتياله حتى قتل، ﴿وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ﴾: أقواهم مكراً وأنفذهم كيداً وأقدرهم على العقاب من حيث لا يشعر المعاقب.

﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾﴾

﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ﴾: ظرف لـ «خير الماكرين» أو لـ «مكر الله»، ﴿إِنِّى مُتَوَفِّيكَ﴾: أي: مستوفي أجلك. معناه: إني عاصمك[1] من أن يقتلك الكفار؛ ومؤخرك إلى أجل كتبته لك، ومميتك حتف أنفك لا قتيلاً بأيدهم، ﴿وَرَافِعُكَ إِلَىَّ﴾: إلى سمائي ومقرّ ملائكتي، ﴿وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ﴾: من سوء جوارهم وخبث صحبتهم، وقيل «متوفيك»: قابضك من الأرض، من توفيت مالي على فلان إذا استوفيته: وقيل: مميتك في وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن: وقيل: متوفي نفسك بالنوم من قوله: ﴿وَٱلَّتِى لَمْ تَمُتْ فِى مَنَامِهَا﴾ [الزمر: ٤٢] ورافعك وأنت نائم حتى لا يلحقك خوف، وتستيقظ وأنت في السماء آمن مقرب، ﴿فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ﴾: يعلونهم بالحجة وفي أكثر الأحوال بها وبالسيف، ومتبعوه هم المسلمون لأنهم متبعوه في أصل الإسلام وإن اختلفت الشرائع دون الذين كذبوه وكذبوا عليه من اليهود والنصارى، ﴿فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ﴾: تفسير الحكم قوله: ﴿فَأُعَذِّبُهُمْ﴾ . . . ﴿فَنُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ﴾[2] وقرىء ﴿فَيُوَفِّيهِمْ﴾ بالياء.

﴿ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ ٱلْءَايَٰتِ وَٱلذِّكْرِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾﴾

﴿ذَٰلِكَ﴾: إشارة إلى ما سبق من نبأ عيسى وغيره وهو مبتدأ خبره، ﴿نَتْلُوهُ﴾: و﴿مِنَ

---

(١) قوله «أي مستوفي أجلك ومعناه إني عاصمك» مبني على أن القتيل يموت قبل استيفاء أجله، وهو مذهب المعتزلة. (ع)

(٢) قوله «فأعذبهم فنوفيهم» هذا في الذين كفروا. وقوله: فنوفيهم... إلخ، في الذين آمنوا. (ع)

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

أعلم .

قوله تعالى ﴿ إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلى ومطهرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة ثم إلى مرجعكم فأحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون ﴾ في الآية مسائل :

﴿ المسألة الأولى ﴾ العامل في (إذ) قوله (ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين) أي وجد هذا المكر إذ قال الله هذا القول ، وقيل التقدير : ذاك إذ قال الله .

﴿ المسألة الثانية ﴾ اعترفوا بأن الله تعالى شرف عيسى في هذه الآية بصفات :

﴿ الصفة الأولى ﴾ (إني متوفيك) ونظيره قوله تعالى حكاية عنه (فلما توفيتني كنت أنت الرقيب عليهم) واختلف أهل التأويل في هاتين الآيتين على طريقين (أحدهما) إجراء الآية على ظاهرها من غير تقديم ، ولا تأخير فيها (والثاني) فرض التقديم والتأخير فيها ، أما الطريق الأول فبيانهِ من وجوه (الأول) معنى قوله (إني متوفيك) أي متمم عمرك ، فحينئذ أتوفاك ، فلا أتركهم حتى يقتلوك ، بل أنا رافعك إلى سمائي ، ومقربك بملائكتي ، وأصونك عن أن يتمكنوا من قتلك وهذا تأويل حسن (والثاني) (متوفيك) أي مميتك ، وهو مروي عن ابن العباس ، ومحمد بن إسحق قالوا : والمقصود أن لا يصل أعداؤه من اليهود إلى قتله ثم إنه بعد ذلك أكرمه بأن رفعه إلى السماء ثم اختلفوا على ثلاثة أوجه (أحدها) قال وهب : توفي ثلاثة ساعات ، ثم رفع (وثانيها) قال محمد ابن إسحاق : توفي سبع ساعات ، ثم أحياه الله ورفعه(الثالث) قال الربيع بن أنس: أنه تعالى توفاه حين رفعه إلى السماء ، قال تعالى (الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها) .

﴿ الوجه الرابع ﴾ في تأويل الآية أن الواو في قوله (متوفيك ورافعك إلي) تفيد الترتيب فالآية تدل على أنه تعالى يفعل به هذه الأفعال ، فأما كيف يفعل ، ومتى يفعل ، فالأمر فيه موقوف على الدليل ، وقد ثبت الدليل أنه حي وورد الخبر عن النبي ﷺ « أنه سينزل ويقتل

تفسير الفخر الرازى

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازى فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

الدجال » ثم إنه تعالى يتوفاه بعد ذلك .

﴿ الوجه الخامس ﴾ في التأويل ما قاله أبو بكر الواسطي ، وهو أن المراد (إني متوفيك) عن شهواتك وحظوظ نفسك ، ثم قال (ورافعك الي) وذلك لأن من لم يصر فانياً عما سوى الله لا يكون له وصول إلى مقام معرفة الله ، وأيضاً فعيسى لما رفع إلى السماء صار حاله كحال الملائكة في زوال الشهوة ، والغضب والأخلاق الذميمة .

﴿ والوجه السادس ﴾ إن التوفي أخذ الشيء وافياً ، ولما علم الله إن من الناس من يخطر بباله أن الذي رفعه الله هو روحه لا جسده ذكر هذا الكلام ليدل على أنه عليه الصلاة والسلام رفع بتمامه إلى السماء بروحه وبجسده ويدل على صحة هذا التأويل قوله تعالى (وما يضرونك من شيء) .

﴿ والوجه السابع ﴾ (إني متوفيك) أي أجعلك كالمتوفي لأنه إذا رفع إلى السماء وانقطع خبره وأثره عن الأرض كان كالمتوفي ، وإطلاق اسم الشيء على ما يشابهه في أكثر خواصه وصفاته جائز حسن .

﴿ الوجه الثامن ﴾ إن التوفي هو القبض يقال : وفاني فلان دراهمي وأوفاني وتوفيتها منه ، كما يقال : سلم فلان دراهمي إلي وتسلمتها منه ، وقد يكون أيضاً توفى بمعنى استوفى وعلى كلا الاحتمالين كان إخراجه من الأرض وإصعاده إلى السماء توفياً له .

فان قيل : فعلى هذا الوجه كان التوفي عين الرفع إليه فيصير قوله (ورافعك إلى) تكراراً .

قلنا : قوله (إني متوفيك) يدل على حصول التوفي وهو جنس تحته أنواع بعضها بالموت وبعضها بالإصعاد إلى السماء ، فلما قال بعده (ورافعك إلي) كان هذا تعيينا للنوع ولم يكن تكراراً .

﴿ الوجه التاسع ﴾ أن يقدر فيه حذف المضاف والتقدير : متوفي عملك بمعنى مستوفي عملك (ورافعك إلى) أي ورافع عملك إلى ، وهو كقوله (إليه يصعد الكلم الطيب) والمراد من هذه الآية أنه تعالى بشره بقبول طاعته وأعماله ، وعرفه أن ما يصل إليه من المتاعب والمشاق في تمشية دينه وإظهار شريعته من الأعداء فهو لا يضيع أجره ولا يهدم ثوابه ، فهذه جملة الوجوه المذكورة على قول من يجري الآية على ظاهرها .

﴿ الطريق الثاني ﴾ وهو قول من قال لا بد في الآية من تقديم وتأخير من غير أن يحتاج

فيها إلى تقديم أو تأخير ، قالوا : إن قوله (ورافعك إلي) يقتضي إنه رفعه حياً ، والواو لا تقتضي الترتيب ، فلم يبق إلا أن يقول فيها تقديم وتأخير ، والمعنى : أني رافعك إلي ومطهرك من الذين كفروا ومتوفيك بعد إنزالي إياك في الدنيا ، ومثله من التقديم والتأخير كثير في القرآن .

واعلم أن الوجوه الكثيرة التي قدمناها تغني عن التزام مخالفة الظاهر والله أعلم .

والمشبهة يتمسكون بهذه الآية في إثبات المكان لله تعالى وأنه في السماء ، وقد دللنا في المواضع الكثيرة من هذا الكتاب بالدلائل القاطعة على أنه يمتنع كونه تعالى في المكان فوجب حمل اللفظ على التأويل ، وهو من وجوه :

﴿ الوجه الأول ﴾ أن المراد إلى محل كرامتي ، وجعل ذلك رفعا إليه للتفخيم والتعظيم ومثله قوله (إني ذاهب إلى ربي) وإنما ذهب إبراهيم ﷺ من العراق إلى الشام وقد يقول السلطان : ارفعوا هذا الأمر إلى القاضي ، وقد يسمى الحجاج زوار الله ، ويسمى المجاورون جيران الله ، والمراد من كل ذلك التفخيم والتعظيم فكذا ههنا .

﴿ الوجه الثاني ﴾ في التأويل أن يكون قوله (ورافعك إلي) معناه إنه يرفع إلى مكان لا يملك الحكم عليه فيه غير الله لأن في الأرض قد يتولى الخلق أنواع الأحكام فأما السموات فلا حاكم هناك في الحقيقة وفي الظاهر إلا الله .

﴿ الوجه الثالث ﴾ إن بتقدير القول بأن الله في مكان لم يكن ارتفاع عيسى إلى ذلك سبباً لانتفاعه وفرحه بل إنما ينتفع بذلك لو وجد هناك مطلوبة من الثواب والروح والراحة والريحان ، فعلى كلا القولين لا بد من حمل اللفظ على أن المراد : ورافعك إلى محل ثوابك ومجازاتك ، وإذا كان لا بد من إضمار ما ذكرناه لم يبق في الآية دلالة على إثبات المكان لله تعالى .

﴿ الصفة الثالثة ﴾ من صفات عيسى قوله تعالى (ومطهرك من الذين كفروا) والمعنى مخرجك من بينهم ومفرق بينك وبينهم ، وكما عظم شأنه بلفظ الرفع إليه أخبر عن معنى التخليص بلفظ التطهير وكل ذلك يدل على المبالغة في إعلاء شأنه وتعظيم منصبه عند الله تعالى .

﴿ الصفة الرابعة ﴾ قوله (وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة) وجهان (الأول) أن المعنى : الذين اتبعوا دين عيسى يكونون فوق الذين كفروا به ، وهم

اليهود بالقهر والسلطان والاستعلاء إلى يوم القيامة ، فيكون ذلك إخباراً عن ذل اليهود وإنهم يكونون مقهورين إلى يوم القيامة ، فأما الذين اتبعوا المسيح عليه السلام فهم الذين كانوا يؤمنون بأنه عبد الله ورسوله وأما بعد الإسلام فهم المسلمون ، وأما النصارى فهم وإن أظهروا من أنفسهم موافقته فهم يخالفونه أشد المخالفة من حيث أن صريح العقل يشهد أنه عليه السلام ما كان يرضى بشيء مما يقوله هؤلاء الجهال ، ومع ذلك فانا نرى أن دولة النصارى في الدنيا أعظم وأقوى من أمر اليهود فلا نرى في طرف من أطراف الدنيا ملكاً يهودياً ولا بلدة مملوءة من اليهود بل يكونون أين كانوا بالذلة والمسكنة وأما النصارى فأمرهم بخلاف ذلك (الثاني) أن المراد من هذه الفوقية الفوقية بالحجة والدليل .

واعلم أن هذه الآية تدل على أن رفعه في قوله (ورافعك إلي) هو الرفعة بالدرجة والمنقبة ، لا بالمكان والجهة ، كما أن الفوقية في هذه ليست بالمكان بل بالدرجة والرفعة .

أما قوله (ثم إلي مرجعكم فأحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون) فالمعنى أنه تعالى بشر عيسى عليه السلام بأنه يعطيه في الدنيا تلك الخواص الشريفة ، والدرجات الرفيعة العالية ، وأما في القيامة فانه يحكم بين المؤمنين به ، وبين الجاحدين برسالته ، وكيفية ذلك الحكم ما ذكره في الآية التي بعد هذه الآية (وبقي من مباحث هذه الآية موضع مشكل) وهو أن نص القرآن دل على أنه تعالى حين رفعه ألقى شبهه على غيره على ما قال (وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم) والأخبار أيضاً واردة بذلك إلا أن الروايات اختلفت ، فتارة يروى أن الله تعالى ألقى شبهه على بعض الأعداء الذين دلوا اليهود على مكانه حتى قتلوه وصلبوه ، وتارة يروى أنه عليه السلام رغب بعض خواص أصحابه في أن يلقي شبهه حتى يقتل مكانه ، وبالجملة فكيفما كان ففي إلقاء شبهه على الغير إشكالات :

﴿ الإشكال الأول ﴾ إنا لو جوزنا إلقاء شبه إنسان على إنسان آخر لزم السفسطة ، فاني إذا رأيت ولدي ثم رأيته ثانياً فحينئذ أجوز أن يكون هذا الذي رأيته ثانياً ليس بولدي بل هو إنسان ألقى شبهه عليه وحينئذ يرتفع الأمان على المحسوسات ، وأيضاً فالصحابة الذين رأوا محمداً ﷺ يأمرهم وينهاهم وجب أن لا يعرفوا أنه محمد لاحتمال أنه ألقى شبهه على غيره وذلك يفضي إلى سقوط الشرائع ، وأيضاً فمدار الأمر في الأخبار المتواترة على أن يكون المخبر الأول إنما أخبر عن المحسوس ، فاذا جاز وقوع الغلط في المبصرات كان سقوط خبر المتواتر أولى وبالجملة ففتح هذا الباب أوله سفسطة وآخره إبطال النبوات بالكلية .

﴿ الإشكال الثاني ﴾ وهو أن الله تعالى كان قد أمر جبريل عليه السلام بأن يكون معه

مرتب ترتيبا ألفبائيا وفق أوائل الحروف

تأليف
مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي
المتوفى سنة ٨١٧ هـ

نسخة منقحة وعليها تعليقات
الشيخ أبو الوفا نصر الهوريني المصري الشافعي
المتوفى سنة ١٢٩١ هـ

راجعه واعتنى به

أنس محمد الشامي   زكريا جابر أحمد

دار الحديث
القاهرة

يَبْرَحُ، ولا يَريمُهُ. و تَرْفيشُ اللِّحْيَةِ: تَسْريحُها حتى تَصير كأنها رَفْشٌ.

٣٦٤٢- رفص

الرُّفْصَةُ، بالضم: النَّوْبَةُ. وهو رَفِيصُكَ، أي: شَريكُكَ. و ارْتَفَصَ السِّعْرُ: غَلا. و تَرافَصوا الماءَ: تَناوَبُوهُ.

٣٦٤٣- رفض

رَفَضَهُ يَرْفِضُهُ ويَرْفُضُهُ رَفْضًا ورَفَضًا: تَرَكَهُ، و- الإِبِلَ: تَرَكَها تَتَبَدَّدُ في مَرْعاها، كأَرْفَضَها، فَرَفَضَتْ هي رُفوضًا: رَعَتْ وحْدَها، والراعي يَنْظُرُ إليها وهي إبِلٌ رافِضَةٌ ورَفَضٌ، ويُحَرَّكُ، وجَمْعُهُ [1]: أَرْفاضٌ، و- النَّخْلُ: انْتَشَرَ عِذْقُهُ، وسَقَطَ قِيقاؤُهُ، و- الوادي. اتَّسَعَ، كأَرْفَضَ و اسْتَرْفَضَ، (ورَمَى). وشيءٌ رَفِيضٌ: مَرْفُوضٌ. و الرفيضُ: العَرَقُ، والمُتَكَسِّرُ من الرِّماحِ. و الروافِضُ: كلُّ جُنْدٍ تَرَكُوا قائِدَهُمْ. و الرافِضَةُ: الفِرْقَةُ منهم، وفِرْقَةٌ من الشِّيعَةِ بايَعُوا زيدَ بنَ عليٍّ، ثم قالوا له: تَبَرَّأْ [2] من الشَّيْخَيْنِ، فأبَى وقال: كانا [3] وزِيرَيْ جَدِّي، فَتَرَكُوهُ ورَفَضُوهُ، وارْفَضُّوا عنه. والنِّسْبَةُ: رافِضِيٌّ. و رُفاضُ الشيءِ: ما تَحَطَّمَ منه، فَتَفَرَّقَ. و رُفوضُ الناسِ: فِرَقُهُمْ، و- من الأرضِ: ما لا يُمْلَكُ منها، والمُتَفَرِّقُ من الكَلَأِ، و الرَّفَّاضَةُ، كجَبَّانَةٍ: الذين يَرْعَوْنَها. و الرَّفَضُ من الماءِ، ويُسَكَّنُ: القليلُ منه. و مَرافِضُ [4] الوادي: حيثُ يَرْفَضُّ إليه السَّيْلُ. ورجلٌ قُبَضَةٌ رُفَضَةٌ، كهُمَزَةٍ: يَتَمَسَّكُ بالشيءِ ثم يَدَعُهُ. و رَفَّضَ في القِرْبَةِ تَرْفِيضًا: أبْقَى فيها قليلًا من ماءٍ، و- الفرسُ: أدْلَى ولم يَسْتَحْكِمْ إنْعاظُهُ، و ارْفِضاضُ الدُّموعِ: تَرَشُّشُها، و- من الشيءِ: تَفَرُّقُهُ، وذَهابُهُ، كالتَّرَفُّضِ. و الرافِضُ في قولِ الباهِلِيِّ [5]:

إذا ما الحِجازِيَّاتُ أَعْلَقْنَ طَنَّبَتْ ... بمَيْثاءَ لا يَأْلُوكَ رافِضُها صَخْرا

الرامي، أي: إذا عَلَّقْنَ أَمْتِعَتَهُنَّ بالشجر، خَيَّمَتْ هي بِسَهْلَةٍ لا يَسْتَطِيعُكَ الرامي بها أن يَرْمِيَ صَخْرَةً لِفِقْدانِها. و تَرَفَّضَ: تَكَسَّرَ.

٣٦٤٤- رفع

رَفَعَهُ، كمَنَعَهُ: ضِدُّ وضَعَهُ، كرَفَّعَهُ، وارْتَفَعَهُ فارْتَفَعَ، و- البَعيرُ في سَيْرِهِ: بالَغَ. و رَفَعْتُهُ أنا، لازِمٌ مُتَعَدٍّ، و- القَوْمُ: أصْعَدُوا في البلادِ، و- الزَّرْعَ: حَمَلوهُ بعد الحَصادِ إلى البَيْدَرِ. وهذه أيامُ رَفاعٍ، ويكسرُ، و الرَّفاعُ أيضًا: اكْتِنازُ الزَّرْعِ، وكشَدَّادٍ: جَدُّ محمدِ بنِ عبدِ اللهِ الأَنْدَلُسِيِّ المُحدِّثِ. ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ﴾ [الواقعة: ٣٤]، أي: بعضُها فوق بعضٍ أو مُقَرَّبَةٌ لهم، ومنه: رَفَعْتُهُ إلى السلطانِ رُفْعانًا، بالضم، أو مَعْناهُ: النِّساءُ المُكَرَّماتُ. وناقَةٌ رافِعٌ: رَفَعَتِ اللِّبَأَ في ضَرْعِها وبَرْقٌ رافِعٌ: ساطِعٌ. و رافِعٌ: خَمْسَةٌ وثلاثون صحابيًا. و رِفاعَةُ، بالكسرِ: ثلاثَةٌ وعشرون. و رُوَيْفِعٌ: مَوْلَى رسولِ اللهِ ﷺ، و رُوَيْفِعُ بنُ ثابتٍ صحابيانِ. و الرِّفاعَةُ، ككِتابَةٍ ويُضَمُّ: العُظَّامَةُ، وخَيْطٌ يَرْفَعُ به المُقَيَّدُ قَيْدَهُ إليه، وشِدَّةُ الصَّوْتِ، ويُثَلَّثُ. و رَفُعَ، ككَرُمَ، رَفاعَةً: صارَ رَفيعَ الصَّوْتِ، و- رِفْعَةً، بالكسرِ: شَرُفَ وعلا قَدْرُهُ، فهو رفيعٌ. وكزُبَيْرٍ: أبو العالِيَةِ الرِّياحِيُّ التابِعِيُّ. ورَبيعَةُ بنُ رُفَيْعٍ في القافِ [6]، وبهاءٍ: بِنْتُ وَزَرٍ المُحَدِّثَةُ. و رَفَّعَهُمْ تَرْفيعًا: باعَدَهُمْ في الحَرْبِ، و- الحِمارُ في عَدْوِهِ: عَدَا عَدْوًا بَعْضُهُ أرْفَعُ من بعضٍ. و رافَعَهُ إلى الحاكِمِ: شَكاهُ، و- بهم: أبْقَى عليهم. و رافِعْني وخافِضْني:

(١) إنما عدل عن الرمز بالجيم لئلا يظن أنه جمع للمحرك والمسكن. اهـ شارح.

(٢) قال الشارح: وفي بعض الأصول: أبرأ.

(٣) في بعض النسخ: أنا مع وزيري جدي. اهـ.

(٤) وأيضًا مرافض الأرض: مساقطها من نواحي الجبال ونحوها، وقد وجد هذا بحاشية بعض نسخ الصحاح، كتبه الشيخ نصر. اهـ.

(٥) الشاهد رقم (٩١).

(٦) انظر (رقع).

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيّلة بفهارس مفصّلة

١

دار المعارف

ورَفَضُ الشَّىْءِ : جانِبُهُ ، ويُجْمَعُ أَرْفاضاً ، قالَ بَشَّارٌ :

وكَأَنَّ رَفْضَ حَدِيثِها
قِطَعُ الرِّياضِ كُسِينَ زَهْرا

وَالرَّوافِضُ : جُنُودٌ تَرَكُوا قائِدَهُمْ وَانْصَرَفُوا فَكُلُّ طائِفَةٍ مِنْهُمْ رافِضَةٌ ، وَالنِّسْبَةُ إِلَيْهِمْ رافِضِىٌّ . وَالرَّوافِضُ : قَوْمٌ مِنَ الشِّيعةِ ، سُمُّوا بِذٰلِكَ لأَنَّهُمْ تَرَكُوا زَيْدَ بْنَ عَلِىٍّ ؛ قالَ الأَصْمَعِىُّ : كانُوا بايَعُوهُ ثُمَّ قالُوا لَهُ : ابْرَأْ مِنَ الشَّيْخَيْنِ نُقاتِلْ مَعَكَ ، فَأَبَى وقالَ : كانا وَزِيرَىْ جَدِّى ، فَلا أَبْرَأُ مِنْهُما ، فَرَفَضُوهُ وَارْفَضُّوا عَنْهُ ، فَسُمُّوا رافِضَةً ؛ وقالُوا : الرَّوافِضَ ولَمْ يَقُولُوا الرُّفَّاضَ لأَنَّهُمْ عَنوا الْجَماعاتِ .

وَالرَّفْضُ : أَنْ يَطْرُدَ الرَّجُلُ غَنَمَهُ وإِبِلَهُ إِلَى حَيْثُ يَهْوَى ، فإِذا بَلَغَتْ لَها عَنْها وتَرَكَها . ورَفَضْتُها أَرْفِضُها وأَرْفُضُها رَفْضاً : تَرَكْتُها تَبَدَّدُ فى مَراعِيها تَرْعَى حَيْثُ شاءَتْ ، ولا يَثْنِيها عَنْ وَجْهٍ تُرِيدُهُ ؛ وهِىَ إِبِلٌ رافِضَةٌ وإِبِلٌ رَفَضٌ وأَرْفاضٌ . الْفَرَّاءُ : أَرْفَضَ الْقَوْمُ إِبِلَهُمْ إِذا أَرْسَلُوها بِلا رِعاءٍ . وقَدْ رَفَضَتِ الإِبِلُ إِذا تَفَرَّقَتْ ، ورفَضَتْ هِىَ تَرْفِضُ رَفْضاً ، أَىْ تَرْعَى وَحْدَها ، وَالرَّاعِى يُبْصِرُها قَرِيباً مِنْها أَوْ بَعِيداً لا تُتْعِبُهُ ولا يَجْمَعُها . وقالَ الرَّاجِزُ :

سَقْياً بِحَيْثُ يُهْمَلُ الْمُعَرَّضُ
وحَيْثُ يَرْعَى وَرَعِى ويَرْفِضُ

ويُرْوَى : وأَرْفِضُ . قالَ ابْنُ بَرِّىّ : الْمُعَرَّضُ نَعَمٌ وَاسْمُهُ الْعِراضُ ، وهُوَ خَطٌّ فى الْفَخْذَيْنِ عَرْضاً . وَالْوَرَعُ : الصَّغِيرُ الضَّعِيفُ الَّذِى لا غَناءَ عِنْدَهُ . يُقالُ : إِنَّما مالُ فُلانٍ أَوْراعٌ ، أَىْ صِغارٌ . وَالرَّفَضُ : النَّعَمُ الْمُتَبَدِّدُ ، وَالْجَمْعُ أَرْفاضٌ .

ورَجُلٌ قُبَضَةٌ رُفَضَةٌ : يَتَمَسَّكُ بِالشَّىْءِ ثُمَّ لا يَلْبَثُ أَنْ يَدَعَهُ . ويُقالُ : راعٍ قُبَضَةٌ رُفَضَةٌ لِلَّذِى يَقْبِضُها ويَسُوقُها ويَجْمَعُها ، فَإِذا صارَتْ إِلَى الْمَوْضِعِ الَّذِى تُحِبُّهُ وتَهْواهُ رَفَضَها وتَرَكَها تَرعَى كَيْفَ شاءَتْ ، فَهِىَ إِبِلٌ رَفَضٌ . قالَ الأَزْهَرِىُّ : سَمِعْتُ أَعْرابِيًّا يَقُولُ : الْقَوْمُ رَفَضٌ فى بُيُوتِهِمْ أَىْ تَفَرَّقُوا فى بُيُوتِهِمْ ، وَالنَّاسُ أَرْفاضٌ فى السَّفَرِ أَىْ مُتَفَرِّقُونَ ، وهِىَ إِبِلٌ رافِضَةٌ ورَفَضٌ أَيْضاً ؛ وقالَ مِلْحَةُ بْنُ واصِلٍ ، وقِيلَ : هُوَ لِمِلْحَةَ الْجَرْمِىِّ ، يَصِفُ سَحاباً :

يُبارِى الرِّياحَ الْحَضْرَمِيَّاتِ مُزْنُهُ
بِمُنْهَمِرِ الأَرْواقِ ذِى قَزَعٍ رَفْضِ

قالَ : ورَفَضٌ أَيْضاً بِالتَّحْرِيكِ ، وَالْجَمْعُ أَرْفاضٌ . ونَعامٌ رَفَضٌ أَىْ فِرَقٌ ، قالَ ذُو الرُّمَّةِ :

بِها رَفَضٌ مِنْ كُلِّ خَرْجاءَ صَعْلَةٍ
وأَخْرَجَ يَمْشِى مِثْلَ مَشْىِ الْمُخَبَّلِ

وقَوْلُهُ أَنْشَدَهُ الْباهِلِىُّ :

إِذا ما الْحِجازِيّاتُ أَعْلَقْنَ طَنَّبَتْ
بِمَيْثاءَ لا يَأْلُوكَ رافِضُها صَخْرا

أَعْلَقْنَ أَىْ عَلَّقْنَ أَمْتِعَتَهُنَّ عَلَى الشَّجَرِ ، لأَنَّهُنَّ فى بِلادِ شَجَرٍ . طَنَّبَتْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ أَىْ مَدَّتْ أَطْنابَها وضَرَبَتْ خَيْمَتَها . بِمَيْثاءَ : بِمَسِيلٍ سَهْلٍ لَيِّنٍ . لا يَأْلُوكَ : لا يَسْتَطِيعُكَ . وَالرَّافِضُ : الرَّامِى ؛ يَقُولُ : مَنْ أَرادَ أَنْ يَرْمِىَ بِها لَمْ يَجِدْ حَجَراً يَرْمِى بِهِ ، يُرِيدُ أَنَّها فى أَرْضٍ دَمِثَةٍ لَيِّنَةٍ .

وَالرَّفْضُ وَالرَّفَضُ مِنَ الْماءِ وَاللَّبَنِ : الشَّىْءُ الْقَلِيلُ يَبْقَى فى الْقِرْبَةِ أَوِ الْمَزادَةِ ، وهُوَ مِثْلُ الْجُرْعَةِ ، ورَواهُ ابْنُ السِّكِّيتِ رَفْضٌ ، بِسُكُونِ الْفاءِ ، ويُقالُ : فى الْقِرْبَةِ رَفَضٌ مِنْ ماءٍ ، أَىْ قَلِيلٌ ، وَالْجَمْعُ أَرْفاضٌ (عَنِ اللِّحْيانِىِّ) . وقَدْ رَفَّضْتُ فى الْقِرْبَةِ تَرْفِيضاً أَىْ أَبْقَيْتُ فِيها رَفْضاً مِنْ ماءٍ . وَالرَّفْضُ : دُونَ الْمَلْءِ بِقَلِيلٍ (عَنِ ابْنِ الأَعْرابِىِّ) :

فَلَمَّا مَضَتْ فَوقَ الْيَدَيْنِ وحَنَّفَتْ
إِلَى الْمَلْءِ وامْتَدَّتْ بِرَفْضٍ غُضُونُها

وَالرَّفْضُ : الْقُوتُ ، مَأْخُوذٌ مِنَ الرَّفْضِ الَّذِى هُوَ الْقَلِيلُ مِنَ الْماءِ وَاللَّبَنِ . ويُقالُ : رَفَضَ النَّخْلُ ، وذٰلِكَ إِذا انْتَشَرَ عِذْقُهُ وسَقَطَ قِيقاؤُهُ .

* **رفع** * فى أَسْماءِ اللهِ تَعالَى الرَّافِعُ : هُوَ الَّذِى يَرْفَعُ الْمُؤْمِنَ بِالإِسْعادِ وأَوْلِياءَهُ بِالتَّقْرِيبِ . وَالرَّفْعُ : ضِدُّ الْوَضْعِ ، رَفَعْتُهُ فارْتَفَعَ ، فَهُوَ نَقِيضُ الْخَفْضِ فى كُلِّ شَىْءٍ ؛ رَفَعَهُ يَرْفَعُهُ رَفْعاً ، ورَفُعَ هُوَ رَفاعَةً ، وَارْتَفَعَ . وَالْمِرْفَعُ : ما رُفِعَ بِهِ . وقَوْلُهُ تَعالَى فى صِفَةِ الْقِيامَةِ : «خافِضَةٌ رافِعَةٌ» ، قالَ الزَّجَّاجُ : الْمَعْنَى أَنَّها تَخْفِضُ أَهْلَ الْمَعاصِى وتَرْفَعُ أَهْلَ الطَّاعَةِ . وفى الْحَدِيثِ : إِنَّ اللهَ تَعالَى يَرْفَعُ الْعَدْلَ ويَخْفِضُهُ ؛ قالَ الأَزْهَرِىُّ : مَعْناهُ أَنَّهُ يَرْفَعُ الْقِسْطَ ، وهُوَ الْعَدْلُ ، فَيُعْلِيهِ عَلَى الْجَوْرِ وأَهْلِهِ ، ومَرَّةً يَخْفِضُهُ فَيُظْهِرُ أَهْلَ الْجَوْرِ عَلَى أَهْلِ الْعَدْلِ ابْتِلاءً لِخَلْقِهِ ، وهٰذا فى الدُّنْيا ، والْعاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ .

ويُقالُ : ارْتَفَعَ الشَّىْءُ ارْتِفاعاً بِنَفْسِهِ إِذا عَلا . وَفى النَّوادِرِ : يُقالُ ارْتَفَعَ الشَّىْءَ بِيَدِهِ ورَفَعَهُ . قالَ الأَزْهَرِىُّ : الْمَعْرُوفُ فى كَلامِ الْعَرَبِ رَفَعْتُ الشَّىْءَ فَارْتَفَعَ ، ولَمْ أَسْمَعْ ارْتَفَعَ واقِعاً بِمَعْنَى رَفَعَ إِلا ما قَرَأْتُهُ فى نَوادِرِ الأَعْرابِ .

وَالرُّفاعَةُ ، بِالضَّمِّ : ثَوْبٌ تَرْفَعُ بِهِ الْمَرْأَةُ الرَّسْحاءُ عَجِيزَتَها تُعَظِّمُها بِهِ ، وَالْجَمْعُ الرَّفائِعُ ، قالَ الرَّاعِى :

عِراضُ الْقَطا لا يَتَّخِذْنَ الرَّفائِعا

وَالرُّفاعُ : حَبْلٌ[1] يُشَدُّ فى الْقَيْدِ يَأْخُذُهُ الْمُقَيَّدُ بِيَدِهِ يَرْفَعُهُ إِلَيه . ورُفاعَةُ الْمُقَيَّدِ : خَيْطٌ يَرْفَعُ بِهِ قَيْدَهُ إِلَيْهِ .

وَالرَّافِعُ مِنَ الإِبِلِ : الَّتِى رَفَعَتِ اللِّبَأَ فى ضَرعِها ؛ قالَ الأَزْهَرِىُّ : يُقالُ لِلَّتِى رَفَعَتْ لَبَنَها فَلَمْ تَدِرَّ : رافِعٌ ، بِالرَّاءِ ؛ فَأَمَّا الدَّافِعُ فَهِىَ الَّتِى دَفَعَتِ اللِّبَأَ فى ضَرعِها .

وَالرَّفْعُ تَقْرِيبُكَ الشَّىْءَ مِنَ الشَّىْءِ . وَفى التَّنْزِيلِ : «وَفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ» ، أَىْ مُقَرَّبَةٍ لَهُمْ ، ومِنْ ذٰلِكَ رَفَعْتُهُ إِلى السُّلْطانِ . ومَصْدَرُهُ الرُّفْعانُ ، بِالضَّمِّ ؛ وقالَ الْفَرَّاءَ : وفُرُشٍ مَرْفُوعَةٍ ، أَىْ بَعْضِها فَوْقَ بَعْضٍ .

---

(١) قوله : «والرفاع حبل» كذا بالأصل بدون هاء تأنيث ، وهو عين ما بعده .

بسم الله الرحمن الرحيم

الكتاب الثالث من حرف الهمزة

في الأخلاق من قسم الأقوال

من كنز العمال

وفيه بابان

الباب الاول في الاخلاق

والأفعال المحمودة

ونعني بالأخلاق ما هو من أعمال القلوب وبالأفعال

ما هو من أعمال الجوارح

وفيه فصلان

التواضع

٥٧١٩ ـ التواضعُ لا يزيدُ العبدَ إلا رفعةً ، فتواضعوا يرفعكم اللهُ والعفو لا يزيدُ العبد إلا عزاً ، فاعفوا يُعزّكم الله ، والصدقةُ لا تزيدُ المال إلا كثرةً ، فتصدّقوا يرحمكم الله عز وجل . (ابن أبي الدنيا في ذم الغضب عن محمد بن عمير العبدي) .

٥٧٢٠ ـ إذا تواضعَ العبدُ رفعه الله إلى السماء السابعة . (الخرائطي في مكارم الاخلاق عن ابن عباس) .

٥٧٢١ ـ من يتواضع لله درجةً يرفعهُ الله درجةً حتى يجعلهُ في عليين ومن يتكبر على الله درجةً يضعْه الله درجةً حتى يجعله في أسفل السافلين . (ه حب ك عن أبي سعيد) .

٥٧٢٢ ـ إن الله تعالى أوحى إليّ أن تواضعوا حتى لا يفخَرَ أحدٌ على أحدٍ ، ولا يبغي أحدٌ على أحدٍ (م د ه عن عياض بن حِمار)[1] .

---

(١) رواه مسلم في صحيحه كتاب الجنة وصفة نعيمها عن غياض بن حمار المجاشعي باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنة وأهل النار برقم (٢٨٦٥) و (٢١٩٩/٤) .

وعياض بن حمار بن أبي حمار بن ناجية بن عقال بن محمد بن =

بها ، وقال : ارتفعْ رفَعكَ اللهُ ، وإذا رفع رأسه جذَ به إلى الأرض ، وقال : انخفض خفضك اللهُ . (ابن صَصْرى في أماليه عن أنس) .

٥٧٤٥ ـ ما من آدمي إلا وفي رأسه سِلْسِلَتان سِلسلةٌ في السماء السابعة ، وسلسلة في الأرض السابعة ، فاذا تواضعَ رفعه اللهُ بالسلسلةِ إلى السماء السابعة ، وإذا تجبَّر وضعَه اللهُ بالسلسلةِ إلى الارض السابعة . (الخرائطي في مساوى الأخلاق والحسن بن سفيان وابن لال والديلمي عن أنس) .

٥٧٤٦ ـ من رفع رأسه في الدنيا قمعه اللهُ يومَ القيامةِ ، ومن تواضع لله في الدنيا بعثَ الله اليه ملَكاً يومَ القيامة فانتشَطه من بين الجمعِ ، فقال أيها العبدُ الصالحُ يقول اللهُ عز وجل : إليَّ إليَّ ، فانكَ ممن لا خوفٌ عليهم ولا هم يحزنون . (ابن عساكر عن أُبي بن كعب) .

٥٧٤٧ ـ من كان حَسَنَ الصورةِ في حسبٍ لا يُشينُه متواضعاً كان من خالصِ الله يومَ القيامة . (أبو نعيم عن جابر) . الحلية [١٩٠/٣]

٥٧٤٨ ـ من التواضع أن يشربَ الرجلُ من سُؤر أخيه ، ومن شرب من سؤر أخيه رفعت له سبعونَ درجةً ، ومحيتْ عنه سبعون خطيئةً وكُتبت له سبعون حسنةً . (الخطيب عن ابن عباس) وفيه نوح بن أبي

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيلة بفهارس مفصلة

١

دار المعارف

حِجارَةُ الْمِسَنِّ ؛ قالَ امْرُؤُ الْقَيْسِ :

كَحَدِّ السِّنانِ الصُّلَّبِيِّ النَّحِيض

أَرادَ بِالسِّنانِ المِسَنَّ . ويُقالُ : الصُّلَّبِيُّ الَّذِي جُلِيَ ، وشُحِذَ بِحجارَةِ الصُّلَّبِ ، وهِيَ حِجارَةٌ تُتَّخَذُ مِنْها الْمِسانُّ ؛ قالَ الشَّمَّاخُ :

وكَأَنَّ شَفْرَةَ خَطْمِه وجَنِينِهِ
لَمَّا تَشَرَّفَ صُلَّبٌ مَفْلُوقُ

وَالصُّلَّبُ : الشَّدِيدُ مِنَ الْحِجارَةِ ، أَشَدُّها صَلابَةً .

ورُمْحٌ مُصَلَّبٌ : مَشْحُوذٌ بالصُّلَّبِيِّ . وتَقُولُ : سِنانٌ صُلَّبِيٌّ وصُلَّبٌ ، أَيْضاً أَىْ مَسْنُون .

وَالصَّلِيبُ : الْوَدَكُ ، وفى الصِّحاحِ : وَدَكُ الْعِظامِ . قالَ أَبو خِراشٍ الْهُذَلِيُّ يَذْكُرُ عُقاباً شَبَّهَ فَرَسَهُ بِها :

كَأَنِّى إِذْ غَدَوْا ضَمَّنْتُ بَزِّى
مِنَ الْعِقْبانِ خائِتَةً طَلُوبا

جَرِيمَةَ ناهِضٍ فى رَأْسِ نِيقٍ
تَرَى لِعِظامِ ما جَمَعَتْ صَلِيبا

أَىْ وَدَكاً ، أَىْ كَأَنِّى إِذْ غَدَوْا لِلْحَرْبِ ضَمَّنْتُ بَزِّى ، أَىْ سِلاحِى ، عُقاباً خائِتَةً أَىْ مُنْقَضَّةً . يُقالُ خاتَتْ إِذا انْقَضَّتْ . وجَرِيمَةٌ : بِمَعْنَى كاسِبَةٍ ، يُقالُ : هُوَ جَرِيمَةُ أَهْلِهِ أَىْ كاسِبُهُمْ . وَالنَّاهِضُ : فَرْخُها . وانْتِصابُ قَوْلِهِ طَلُوبا : عَلَى النَّعْتِ لِخائِتَة . وَالنِّيقُ : أَرْفَعُ مَوْضِعٍ فى الْجَبَلِ .

وصَلَبَ الْعِظامَ يَصْلُبُها صَلْباً واصْطَلَبَها : جَمَعَها وطَبَخَها واسْتَخْرَجَ وَدَكَها لِيُؤْتَدَمَ بِهِ ، وهُوَ الاصْطِلابُ ، وكَذٰلِكَ إِذا شَوَى اللَّحْمَ فأَسالَهُ ؛ قالَ الْكُمَيْتُ الأَسَدِيُّ :

واحْتَلَّ بَرْكُ الشِّتاءِ مَنْزِلَهُ
وباتَ شَيْخُ الْعِيالِ يَصْطَلِبُ

احْتَلَّ : بِمَعْنَى حَلَّ . وَالْبَرْكُ : الصَّدْرُ ، واسْتَعارَهُ لِلشِّتاءِ ، أَىْ حَلَّ صَدْرُ الشِّتاءِ ومُعْظَمُهُ فى مَنْزِلِهِ ، يَصِفُ شِدَّةَ الزَّمانِ وجَدْبَهُ ، لأَنَّ غالِبَ الْجَدْبِ إِنَّما يَكُونُ فى زَمَنِ الشِّتاءِ .

وفى الْحَدِيثِ : أَنَّهُ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَتاهُ أَصْحابُ الصُّلُبِ ؛ قِيلَ : هُمُ الَّذِينَ يَجْمَعُونَ الْعِظامَ إِذا أُخِذَتْ عَنْها لُحُومُها فَيَطْبُخُونَها بِالْماءِ ، فإِذا خَرَجَ الدَّسَمُ مِنْها جَمَعُوهُ وائْتَدَمُوا بِهِ . يُقالُ اصْطَلَبَ فُلانٌ الْعِظامَ إِذا فَعَلَ بِها ذٰلِكَ . وَالصُّلُبُ جَمْعُ صَلِيبٍ ، وَالصَّلِيبُ : الوَدَكُ .

والصَّلِيبُ وَالصَّلَبُ : الصَّدِيدُ الَّذِي يَسِيلُ مِنَ الْمَيِّتِ .

وَالصَّلْبُ : مَصْدَرُ صَلَبَهُ يَصْلُبُهُ صَلْباً ، وأَصْلُهُ مِنَ الصَّلِيبِ وهُوَ الْوَدَكُ . وفى حَدِيثِ عَلِىٍّ : أَنَّهُ اسْتُفْتِيَ فى اسْتِعْمالِ صَلِيبِ الْمَوْتَى فى الدِّلاءِ والسُّفُنِ ، فَأَبَى عَلَيْهِمْ ، وبِهِ سُمِّىَ الْمَصْلُوبُ لِما يَسِيلُ مِنْ وَدَكِهِ .

والصَّلْبُ ، هٰذِهِ القِتْلَةُ الْمَعْرُوفَةُ ، مُشْتَقٌّ مِنْ ذٰلِكَ ، لأَنَّ وَدَكَهُ وصَدِيدَهُ يَسِيلُ .

وقَدْ صَلَبَهُ يَصْلِبُهُ صَلْباً ، وصَلَّبَهُ ، شُدِّدَ لِلتَّكْثِيرِ . وفى التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ : « وما قَتَلُوهُ وما صَلَبُوهُ » . وفِيهِ : « ولأُصَلِّبَنَّكُمْ فى جُذُوعِ النَّخْلِ » ؛ أَىْ عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ . والصَّلِيبُ : المَصْلُوبُ . وَالصَّلِيبُ الَّذِى يَتَّخِذُهُ النَّصارَى عَلَى ذٰلِكَ الشَّكْلِ . وقالَ اللَّيْثُ : الصَّلِيبُ ما يَتَّخِذُهُ النَّصارَى قِبْلَةً ، وَالْجَمْعُ صُلْبانٌ وصُلُبٌ ؛ قالَ جَرِيرٌ :

لَقَدْ وَلَدَ الأُخَيْطِلَ أُمُّ سَوْءٍ
عَلَى بابِ اسْتِها صُلُبٌ وشامُ

وصَلَّبَ الرَّاهِبُ : اتَّخَذَ فى بِيعَتِهِ صَلِيباً ؛ قالَ الأَعْشَى :

وما أَيْبُلِيٌّ عَلَى هَيْكَلٍ
بَناهُ وصَلَّبَ فِيهِ وصارا

صارَ : صَوَّرَ .

عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الْفارِسِيِّ : وثَوْبٌ مُصَلَّبٌ فِيهِ نَقْشٌ كالصَّلِيبِ . وفى حَدِيثِ عائِشَةَ : أَنَّ النَّبِيَّ ، صلى الله عليه وسلم ، كانَ إِذا رَأَى التَّصْلِيبَ فى ثَوْبٍ قَضَبَهُ ، أَىْ قَطَعَ مَوْضِعَ التَّصْلِيبِ مِنْهُ . وفى الْحَدِيثِ : نَهَى عَنِ الصَّلاةِ فى الثَّوْبِ الْمُصَلَّبِ ؛ هُوَ الَّذِى فِيهِ نَقْشٌ أَمْثالُ الصُّلْبانِ . وفى حَدِيثِ عائِشَةَ أَيْضاً : فَناوَلْتُها عِطافاً ، فَرَأَتْ فِيهِ تَصْلِيباً ، فَقالَتْ : نَحِّيهِ عَنِّى .

وفى حَدِيثِ أُمِّ سَلَمَةَ : أَنَّها كانَتْ تَكْرَهُ الثِّيابَ الْمُصَلَّبَةَ . وفى حَدِيثِ جَرِيرٍ : رَأَيْتُ عَلَى الْحَسَنِ ثَوْباً مُصَلَّباً .

والصَّلِيبانِ : الْخَشَبَتانِ اللَّتانِ تُعَرَّضانِ عَلَى الدَّلْوِ كالعَرْقُوَتَيْنِ ؛ وقَدْ صَلَبَ الدَّلْوَ وصَلَّبَها .

وفى مَقْتَلِ عُمَرَ : خَرَجَ ابْنُهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَضَرَبَ جُفَيْنَةَ الأَعْجَمِيَّ ، فَصَلَّبَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَىْ ضَرَبَهُ عَلَى عَرْضِهِ ، حَتَّى صارَتِ الضَّرْبَةُ كالصَّلِيبِ .

وفى بَعْضِ الْحَدِيثِ : صَلَّيْتُ إِلَى جَنْبِ عُمَرَ ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ، فَوَضَعْتُ يَدِى عَلَى خاصِرَتِى ، فَلَمَّا صَلَّى ، قالَ : هٰذا الصَّلْبُ فى الصَّلاةِ . كانَ النَّبِيُّ ، صلى الله عليه وسلم ، يَنْهَى عَنْهُ ، أَىْ أَنَّهُ يُشْبِهُ الصَّلْبَ ، لأَنَّ الرَّجُلَ إِذا صُلِبَ مُدَّ يَدُهُ ، وباعُهُ عَلَى الْجِذْعِ .

وَهَيْئَةُ الصَّلْبِ فى الصَّلاةِ : أَنْ يَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى خاصِرَتَيْهِ ، ويُجافِي بَيْنَ عَضُدَيْهِ فى الْقِيامِ .

وَالصَّلِيبُ : ضَرْبٌ مِنْ سِماتِ الإِبِلِ . قالَ أَبو عَلِيٍّ فى التَّذْكِرَةِ : الصَّلِيبُ قَدْ يَكُونُ كَبِيراً وصَغِيراً ويَكُونُ فى الخَدَّيْنِ وَالعُنُقِ والْفَخِذَيْنِ . وقِيلَ : الصَّلِيبُ مِيسَمٌ فى الصُّدْغِ ، وقِيلَ فى الْعُنُقِ خَطَّانِ أَحَدُهُما عَلَى الآخَرِ .

وَبَعِيرٌ مُصَلَّبٌ ومَصْلُوب : سِمَتُهُ الصَّلِيبُ . وناقَةٌ مَصْلُوبَةٌ كَذٰلِكَ ؛ أَنْشَدَ ثَعْلَبٌ :

سَيَكْفِى عَقِيلاً رِجْلُ ظَبْيٍ وعُلْبَةٌ
تَمَطَّتْ بِهِ مَصْلُوبَةٌ لَمْ تُحارِدِ

وإِبِلٌ مُصَلَّبَةٌ أَبو عَمْرٍو : أَصْلَبَتِ النَّاقَةُ إِصْلاباً إِذا قامَتْ ومَدَّتْ عُنُقَها نَحْوَ السَّماءِ ، لِتَدِرَّ لِوَلَدِها جَهْدَها إِذا رَضَعَها . ورُبَّما صَرَمَها ذٰلِكَ ، أَىْ قَطَعَ لَبَنَها .

وَالتَّصْلِيبُ : ضَرْبٌ مِنَ الخِمْرَةِ لِلْمَرْأَةِ . ويُكْرَهُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَ فى تَصْلِيبِ الْعِمامَةِ .

تأليف
العلامة أحمد بن محمد القسطلاني
(٨٥١ - ٩٢٣هـ)

الجزء الرابع

تحقيق
صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

وقد نقل الدمياطي: أن الصديق صلى بالناس سبع عشرة صلاة.

[حديث ضعيف]

وقد ذكر الفاكهي في «الفجر المنير» مما عزاه لسيف [الدين][1] ابن عمر[2] في كتاب «الفتوح» أن الأنصار لما رأوا رسول الله ﷺ يزداد وجعاً، أطافوا بالمسجد، فدخل العباس فأعلمه ﷺ بمكانهم وإشفاقهم، ثم دخل عليه الفضل فأعلمه بمثل ذلك، ثم دخل عليه علي بن أبي طالب كذلك. فخرج ﷺ متوكئاً على علي والفضل والعباس أمامه، والنبي ﷺ معصوب الرأس يخط برجليه، حتى جلس على أسفل مرقاة من المنبر وثار الناس إليه، فحمد الله/ وأثنى عليه وقال: يا أيها الناس، بلغني أنكم تخافون من موت نبيكم، هل خلد نبي قبلي فيمن بعث إليه فأخلد فيكم؟ ألا إني لاحق بربي، وإنكم لاحقون به، فأوصيكم بالمهاجرين الأولين خيراً، وأوصي المهاجرين فيما بينهم، فإن الله تعالى يقول: **﴿والعصر إن الإنسان لفي خسر﴾** إلى آخرها، وإن الأمور تجري بإذن الله تعالى، ولا يحملنكم استبطاء أمر على استعجاله، فإن الله عز وجل لا يعجل بعجلة أحد، ومن غالب الله غلبه، ومن خادع الله خدعه، **﴿فهل عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم﴾**[3]، وأوصيكم بالأنصار خيراً، فإنهم الذين تبوؤوا الدار والإيمان من قبلكم أن تحسنوا إليهم، ألم

٤٠١/أ

(١) في (ب، ط).

(٢) ضعيف الحديث، أفحش ابن حبان القول فيه.

(٣) سورة محمد، الآية ٢٢.

المسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ـ رَبْعَةٌ أَحْمَرُ، كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيماسٍ ـ يَعْنِي الحَمَّامَ ـ وَرَأَيتُ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ، قَالَ: وَأُتِيتُ بِإِنَاءَينِ، أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالآخَرُ فِيهِ خَمْرٌ، فَقِيلَ لِي: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيلَ لِي: هُدِيتَ الفِطْرَةَ، أَوْ: أَصَبْتَ الفِطْرَةَ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ». [طرفه في: ٣٣٩٤].

٣٤٣٨ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ: أَخْبَرَنَا عُثْمانُ بْنُ المُغِيرَةِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «رَأَيْتُ عِيسَىٰ وَمُوسَىٰ وَإِبْرَاهِيمَ، فَأَمَّا عِيسَىٰ فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوسَىٰ فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجالِ الزُّطِّ».

٣٤٣٩ ـ حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَىٰ، عَنْ نَافِعٍ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْماً بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ المَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا إِنَّ المَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ العَيْنِ اليُمْنَىٰ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ». [طرفه في: ٣٠٥٧].

٣٤٤٠ ـ «وَأَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الكَعْبَةِ فِي المَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، كَأَحْسَنِ ما يُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجالِ، تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعَرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ ماءً، وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هذا؟ فَقَالُوا: هذا المَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلاً وَرَاءَهُ جَعْداً قَطِطاً، أَعْوَرَ عَيْنِ اليُمْنَىٰ، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هذا؟ قَالُوا: المَسِيحُ الدَّجَّالُ». تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللهِ: عَنْ نَافِعٍ. [مسلم: كتاب الإيمان، باب ذكر المسيح بن مريم والمسيح الدجال، رقم: ١٦٩]. [الحديث ٣٤٤٠ ـ أطرافه في: ٣٤٤١، ٥٩٠٢، ٦٩٩٩، ٧٠٢٦، ٧١٢٨].

٣٤٤١ ـ حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ المَكِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَا وَاللهِ، ما قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعِيسَىٰ أَحْمَرُ، وَلٰكِنْ قَالَ: «بَيْنَما أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، سَبْطُ الشَّعَرِ، يُهَادَىٰ بَيْنَ رَجُلَيْنِ، يَنْطُفُ رَأْسُهُ ماءً، أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ ماءً، فَقُلْتُ: مَنْ هذا؟ قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ، فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ، جَعْدُ الرَّأْسِ، أَعْوَرُ عَيْنِهِ اليُمْنَىٰ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، قُلْتُ: مَنْ هذا؟ قَالُوا: هذا الدَّجَّالُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهاً ابْنُ قَطَنٍ».

قَالَ الزُّهْرِيُّ: رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ، هَلَكَ فِي الجَاهِلِيَّةِ. [طرفه في: ٣٤٤٠].

٣٤٤٢ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ». [مسلم: كتاب الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، رقم: ٢٣٦٥]. [الحديث ٣٤٤٢ ـ طرفه في: ٣٤٤٣].

٣٤٤٣ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمانَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَالأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ».

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُوسَىٰ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. [طرفه في: ٣٤٤٢].

٣٤٤٤ ـ وحدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رَأَى عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ رَجُلاً يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا، وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، فَقَالَ عِيسَىٰ: آمَنْتُ بِاللهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِي». [مسلم: كتاب الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، رقم: ٢٣٦٨].

٣٤٤٥ ـ حدثنا الحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: سَمِعَ عُمَرَ رضي الله عنه يَقُولُ عَلَى المِنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تُطْرُونِي، كَما أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّما أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ». [طرفه في: ٢٤٦٢].

٣٤٤٦ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِيِّ فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَها، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا كانَ لَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا آمَنَ بِعِيسَىٰ، ثُمَّ آمَنَ بِي فَلَهُ أَجْرَانِ، وَالعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ». [طرفه في: ٩٧].

٣٤٤٧ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ

صَحِيحُ البُخَارِي

تصنيف

الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

المتوفى سنة (٢٥٦)

طبعة مقابلةً على النسخة السلطانية عن اليونينية ، مزيدة ببعض الألفاظ من «فتح الباري» ، و«تغليق التعليق» ، مرقمة بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي ، مبينة الأطراف ، رُمز لأطرافه باختلاف ألفاظ الحديث بينَها ، مخرَّجة من صحيح مسلم بأطرافِها ، مُصَحِّحةُ الأخطاء التي وَقَعَ فيها المحققون ، قابلةً للنظر من المعجم المفهرس وغيره ، مخرِّجةُ القراءات المعتمدة عند البخاري ، معتنىً بها فنّياً ، مزوَّدة بفهارس الموضوعات والأحاديث والآثار

اعتنى به

أبو صُهَيب الكرمي

بيت الأفكار الدولية للنشر

٢٦ - باب : ذِكرِ الدَّجَّالِ

٧١٢٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ : حَدَّثَنَا يَحْيَى : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قال : قال لِيَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ : مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مَا سَأَلْتُهُ ، وَإِنَّهُ قال لِي : « مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ » . قُلْتُ : لأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ ، قال : « هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ » . [أخرجه مسلم: ٢١٥٢ ، بجمع لفظي «جبل و نهر»] .

٧١٢٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ : حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ : حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ - أُرَاهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال : « أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى ، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ » . [راجع : ٣٠٥٧ . أخرجه مسلم : ١٦٩ ، في الفتن (١٠٠)] .

٧١٢٤ - حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ يَحْيَى ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قال : قال النَّبِيُّ ﷺ : « يَجِيءُ الدَّجَّالُ ، حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلاثَ رَجَفَاتٍ ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ » [راجع : ١٨٨١ . أخرجه مسلم: ٢٩٤٣] .

٧١٢٥- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال : « لا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ، وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ » .[راجع:١٨٧٩].

٧١٢٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ : حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ : حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال : « لا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ » .

وقالَ ابنُ إِسْحَاقَ ، عن صالِحِ بنِ إبراهيمَ ، عن أبيه قال : قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ ، فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِهَذَا .[راجع : ١٨٧٩] .

٧١٢٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ : أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما قال : قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ ، فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ ، فَقَالَ : « إِنِّي لأُنْذِرُكُمُوهُ ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ ، وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ : إِنَّهُ أَعْوَرُ ، وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ » . [راجع:٣٠٥٧. أخرجه مسلم : ١٦٩ في الفتن (٩٥)] .

٧١٢٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال : « بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ ، يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً ، قُلْتُ : مَنْ هَذَا ؟ قَالُوا : ابْنُ مَرْيَمَ ، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ ، أَعْوَرُ الْعَيْنِ ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ، قَالُوا : هَذَا الدَّجَّالُ ، أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ » . رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ . [راجع : ٣٤٤٠ . أخرجه مسلم:١٦٩] .

٧١٢٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ : أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِي صَلاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ . [راجع : ٨٣٢ . أخرجه مسلم : ٥٨٧ . أخرجه مسلم : ٥٨٩ ، مطولاً] .

٧١٣٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ ، عَنْ رِبْعِيٍّ ، عَنْ حُذَيْفَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال : « فِي الدَّجَّالِ إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا ، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ ، وَمَاؤُهُ نَارٌ » .

قال أَبُو مَسْعُودٍ : أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ . [راجع: ٣٤٥٠ . أخرجه مسلم : ٢٩٣٤ ، بزيادة] .

٧١٣١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قال : قال النَّبِيُّ ﷺ : « مَا بُعِثَ نَبِيٌّ

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

الدجالَ ـ مكتوبٌ بين عينيه « كافرٌ » يقرؤه الأميُّ والكاتبُ (طب ـ عن أبي بكرة).

٣٨٧٩٩ ـ الدجالُ جعدٌ هِجانٌ أقمرُ ، كأن رأسه غصنُ شجرةٍ ، مطموس عينيه اليسرى ، والاخرى كأنها عنبه طافئة ، أشبه الناس به عبدُ العزى بن قطن ، فاما هلك الهلك فانه أعورُ وإن ربكم ليس بأعور (ط ، حم ، طب ـ عن ابن عباس) .

٣٨٨٠٠ ـ رأيتُ الدجالَ أقمرَ هجاناً ضخماً فيلمانياً ، كأن شعر رأسه أغصانُ شجرةٍ ، أعورُ كأن عينه كوكبُ الصبح ، أشبه بعبدِ العزى ـ رجل من خزاعة (طب ـ عن ابن عباس).

٣٨٨٠١ ـ الدجالُ فيلمانيا أقمرُ هجاناً ، إحدى عينية قائمة كأنها كوكبٌ دُري ، كأن شعرات رأسه أغصانُ شجرةٍ ، ورأيت عيسى شاباً أبيضَ جعدَ الرأس حديدَ البصرِ مُبطنَ الخلق ، ورأيتُ موسى أشحمَ آدمَ كثيرَ الشعرِ شديدَ الخُلق ، ونظرتُ إلى إبراهيم فلا أنظرُ إلى أربٍ منه إلا نظرتُ إلية مني كأنه صاحبُكم ، فقال جبريلُ : سَلِّم على مالكٍ ، فسلمتُ عليه (حم ـ عن ابن عباس).

٣٨٨٠٢ ـ الدجالُ أعورُ عين الشمال . بين عينيه مكتوب

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الرابع

اليسرى وهو يقولُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ ﴾ . ثم قُطِعت يدُه اليسرى ، فجثَى على اللواءِ وضمَّه بعضُدَيه إلى صدرِه وهو يقولُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ﴾ الآية . وما نزَلت هذه الآيةُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ﴾ يومَئذٍ حتى نزَلت بعدَ ذلك[١] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، وابنُ أبي حاتمٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ﴾ . قال : يرتدُّ[٢] .

وأخرَج البخاريُّ ، والنسائيُّ ، من طريقِ الزهريِّ ، عن أبي سلمةَ ، عن عائشةَ ، أن أبا بكرٍ أقبَل على فرسٍ من مسكنِه بالسُّنْحِ[٣] حتى نزَل فدخَل المسجدَ ، فلم يكلِّمِ الناسَ حتى دخَل على عائشةَ ، فتيمَّم رسولَ اللَّهِ ﷺ وهو مُغَشًّى بثوبِ حِبَرَةٍ[٤] ، فكشَف عن وجهِه ثم أكبَّ عليه وقبَّله وبكَى ، ثم قال : بأبي أنت وأمي ، واللَّهِ لا يجمعُ اللَّهُ عليك مَوْتتين ، أما الموتةُ التي كُتِبَتْ عليك فقد مُتَّها[٥] .

قال الزهريُّ : وحدَّثني أبو سلمةَ عن ابنِ عباسٍ ، أن أبا بكرٍ خرَج وعمرُ يكلِّمُ الناسَ ، فقال : اجلِسْ يا عمرُ . [٦]فأبى عمرُ أن يَجلِسَ ، فأقْبَل الناسُ إليه وترَكوا عمرَ[٦] ، وقال أبو بكرٍ : أما بعدُ ، مَن كان يعبُدُ محمدًا فإن محمدًا قد

---

(١) ابن سعد ٣/١٢٠ .

(٢) ابن جرير ٦/١٠٢، وابن أبي حاتم ٣/٧٧٣ (٤٢٦٤) .

(٣) السُّنْح : بضم السين وسكون النون ، وبضمهما أيضًا ، منازل بنى الحارث بن الخزرج ، وكان أبو بكر متزوجًا فيهم . ينظر فتح البارى ٣/١١٥، ٨/١٤٥ .

(٤) حِبَرة ، وحَبَرة : ضرب من برود اليمن . اللسان (ح ب ر) .

(٥) البخارى (١٢٤١، ١٢٤٢، ٤٤٥٢، ٤٤٥٣) ، والنسائى (١٨٤٠) .

(٦ - ٦) سقط من النسخ ، والمثبت من البخارى .

مات ، ومَن كان يعبُدُ اللَّهَ فإن اللَّهَ حيٌّ لا يموتُ . قال اللَّهُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ ﴾ إلى قولِه : ﴿ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾ . قال[١] : فواللَّهِ لكأن الناسَ لم يعلَموا أن اللَّهَ أنزَل هذه الآيةَ حتى تلاها أبو بكرٍ ، فتلاها[٢] منه الناسُ كلُّهم ، فما أسمعُ بشرًا من الناسِ إلا يتلُوها[٣] .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن أبي هريرةَ قال : لما توفِّيَ رسولُ اللَّهِ ﷺ قام عمرُ بنُ الخطابِ ، فقال : إن رجالًا من المنافقين يزعُمون أنَّ رسولَ اللَّهِ ﷺ تُوفِّيَ ، وإن رسولَ اللَّهِ ﷺ[٤] ما مات ، ولكنه[٥] ذهَب إلى ربِّه كما ذهَب موسى بنُ عمرانَ ، فقد غاب عن قومِه أربعين ليلةً ، ثم رجَع إليهم بعدَ أن قيل : قد مات . واللَّهِ ليَرْجعَنَّ رسولُ اللَّهِ ﷺ كما رجَع موسى ، فلَيُقَطِّعَنَّ أيدىَ رجالٍ وأرجلَهم زعَموا أن رسولَ اللَّهِ ﷺ مات . فخرَج أبو بكرٍ فقال : على رِسلِك يا عمرُ ، أنصِتْ . فحمِد اللَّهَ وأثنَى عليه ثم قال : أيُّها الناسُ ، إنه مَن كان يعبُدُ محمدًا فإن محمدًا قد مات ، ومَن كان يعبُدُ اللَّهَ فإن اللَّهَ حيٌّ لا يموتُ . ثم تلا هذه الآيةَ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ﴾ الآية . فواللَّهِ لكأن الناسَ لم يعلَموا أن هذه الآيةَ نزَلَت حتى تلاها أبو بكرٍ يومَئذٍ ، وأخَذ الناسُ عن أبي بكرٍ ، فإنما هي في أفواهِهم . قال عمرُ : فواللَّهِ ما هو إلا أن سمِعتُ أبا بكرٍ تلاها ، فعَقِرْتُ[٦] حتى وقَعتُ إلى

---

(١) في م : « فقال » .

(٢) في مصدر التخريج : « فتلقاها » .

(٣) البخاري (١٢٤١، ١٢٤٢، ٤٤٥٤) .

(٤) بعده في ص ، ف ١ ، ف ٢ ، م : « والله » .

(٥) في ص ، ف ١ ، ف ٢ ، م : « لكن » .

(٦) عقِر الرجل : فجئه الروع فدهش فلم يقدر أن يتقدم أو يتأخر . ينظر التاج (ع ق ر) .

الأرضِ و[١] ما تحملُنى رِجلاى ، وعرَفتُ أن رسولَ اللَّهِ ﷺ قد مات[٢] .

وأخرَج البيهقىُّ فى « الدلائلِ » عن عروةَ قال : لما تُوفِّىَ النبىُّ ﷺ قام عمرُ ابنُ الخطابِ ، فتوعَّد مَن قال : قد مات . بالقتلِ والقطعِ ، فجاء أبو بكرٍ ، فقام إلى جانبِ المنبرِ ، وقال : إن اللَّهَ نعَى نبيَّكم إلى نفسِه وهو حىٌّ بينَ أظْهُرِكم ، ونعاكم إلى أنفسِكم ، فهو الموتُ حتى لا يَبقَى أحدٌ إلا اللَّهُ ، قال اللَّهُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ﴾ إلى قولِه : ﴿ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾ . فقال عمرُ : هذه الآيةُ فى القرآنِ ؟! واللَّهِ ما علِمتُ أن هذه الآيةَ أُنزِلت قبلَ اليومِ . وقال : قال اللَّهُ لمحمدٍ ﷺ : ﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴾[٣] [الزمر : ٣٠] .

وأخرَج ابنُ المنذرِ ، والبيهقىُّ ، من طريقِ ابنِ عباسٍ ، أن عمرَ بنَ الخطابِ قال : كنتُ أتأوَّلُ هذه الآيةَ : ﴿ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَٰكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا۟ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾ [البقرة : ١٤٣] . فواللَّهِ إن كنتُ لأظنُّ أنه سيبقَى فى أُمتِه حتى يشهدَ عليها بآخرِ أعمالِها ، وإنه هو الذى حمَلنى على أن قلتُ ما قلتُ[٤] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن علىِّ بنِ أبى طالبٍ فى قولِه : ﴿ وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ ﴾ . قال : الثابِتين على دينِهم ، أبا بكرٍ وأصحابَه . فكان علىٌّ يقولُ : كان أبو بكرٍ أميرَ[٥] الشاكرين[٦] .

(١) سقط من : ص ، ف ١ ، ف ٢ ، م .
(٢) ابن المنذر (٩٨٦) .
(٣) البيهقى ٧/٢١٧، ٢١٨ .
(٤) ابن المنذر (٩٤٧) ، والبيهقى ٧/٢١٩ .
(٥) فى ص ، ب ١ ، ف ١ ، ف ٢ ، م : « أمين » .
(٦) ابن جرير ٦/٩٧، ٩٨ .

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

عن عبد الرحمن بن أسعد بن زرارة) .

٣١٨٤٦ ـ رُفِعتُ إلى سدرة المنتهى منتهاها في السماء السابعة نَبِقُها مثلُ قِلالِ هَجَر وورقُها مثلُ آذان الفيلة فاذا أربعةُ أنهارٍ : نهران ظاهران ونهران باطنان ، فأما الظاهران فالنيلُ والفراتُ وأما الباطنان فنهران في الجنة ، وأُتيتُ بثلاثة أقداح : قَدَحٌ فيه لبنٌ وقدحٌ فيه عسلٌ وقدحٌ فيه خمر ، فأخذت الذي فيه اللبنُ فشربتُ فقيلَ لي : أَصَبْتَ الفطرة أنت وأمتُك . (خ ـ عن أنس)[1] .

٣١٨٤٧ ـ لما انتهينا إلى بيت المقدس ليلةَ أُسري بي قال جبريلُ باصبعه خرَقَ بها الحجرَ وشدَّ به البراق . (ت ، حب ، ك ـ عن بريدة) .

٣١٨٤٨ ـ ليلةَ أُسريَ بي رأيتُ موسى وإذا هو رَجِلٌ[2] ضرْبٌ[3] رَجِلٌ كأنه من رجال شَنوءةَ ، ورأيتُ عيسى فاذا هو رجل رَبْعةٌ[4] أحمرُ كأنما خرج من ديماسٍ ، ورأيت إبراهيمَ وأنا أشبهُ ولدهِ به ، ثم أُتيت

---

(١) أخرجه البخاري تفسير سورة بني إسرائيل (٦/١٠٤) ص .

(٢) رَجِلٌ : أي لم يكن شديد الجعودة ولا شديد السُّبوطة ، بل بينهما . النهاية (٢/٢٠٣) ب .

(٣) ضَرْبٌ : هو الخفيف اللحم المشوق المستدق . النهاية (٣/٧٨) ب .

(٤) رَبعة : هو بين الطويل والقصير . يقال رجل ربعة ومربوع . اهـ . النهاية (٢/١٩٠) ب .

ياناءين في أحدِهما لبنٌ وفي الآخر خمرٌ فقيلَ لي : إشربْ أيهما شئت ، فأخذتُ اللبنَ فشربتُه فقيل لي أصبت الفطرةَ ، أما إنك لو أخذتَ الخمرَ غوتْ أمتُك . (ق ـ عن أبي هريرة)[1] .

٣١٨٤٩ ـ لقد رأيتُني في الحِجْر وقريشٌ تسألُني عن مسراي فسألتني عن أشياءَ من بيت المقدس لم أُثبتها فكربْت كرباً شديداً ما كربت مثله قط فرفعهُ اللهُ لي أنظرُ اليه ، ما يسألوني عن شي إلا نبأتُهم به ، ولقد رأيتُني في جماعة من الأنبياء فاذا موسى قائمٌ يصلي فاذا رجلٌ جَعدٌ ضَربٌ كأنه من رجال شنوءةَ ، وإذا عيسى ابنُ مريم قائمٌ يصلي ، أشبهُ الناسِ به صاحبُكم ـ يعني نفسَه ، فحانت الصلاةُ فأممتُهم فلما فرغت من الصلاة قال قائلٌ : يامحمدُ ! هذا مالكٌ صاحبُ النار فسلم عليه ، فالتفت اليه فبدأني بالسلام . (م[2] ـ عن أبي هريرة) .

الإكمال

٣١٨٥٠ ـ أتيت على موسى ليلةَ أُسريَ بي عند الكثيب الأحمر وهو قائمٌ يصلي في قبره . (ش ـ عن أنس ؛ وهو صحيح) .

٣١٨٥١ ـ إن جبريلَ أتاني فأخذَ بيدي فأخرجني فاذا على البيت دابةٌ دونَ البغلِ وفوق الحمار فحملني عليها ثم انطلق حتى انتهى بي إلى بيت المقدس

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الايمان باب الاسراء رقم (١٦٧) ص .

(٢) ـ ـ ـ ـ ـ ذكر المسيح بن مريم رقم (١٧٢) ص .

فأراني ابراهيمَ يشبهُ خلُقُه خلُقي ويشبه خلقي خلقَه ، وأراني موسى آدمَ طويلاً سبطَ الشعر ، شبهتُه برجال ، أزدِ شنوءةَ ، وأراني عيسى ابن مريم ربعةً أبيض يَضرِبُ الى الحمرة ، شبهتُه بعروة بن مسعودٍ الثقفي ، وأراني الدجالَ ممسوحَ العين اليمنى ، بقطن بن عبد العزى ، وأنا أريدُ أن أخرُجَ إلى قريش فأخبرُهم بما رأيت . (طب - عن أم هانيء) .

٣١٨٥٢ - حُملت على دابةٍ بيضاء بين الحمار وبين البغل في فخذيها جناحان تحفزُ بهما رِجليها ، فلما دنوتُ لأركبها شمست فوضعَ جبريل يده على معرفتها[١] ثم قال : ألا تستحيينَ يابراقُ مما تصنعين ؟ واللهِ ! ماركبَ عليك عبدٌ لله قبلَ محمد أكرمُ على الله منه ، فاستحْيَت حتى ارفضت عرقاً ثم أقرَّتَّ حتى ركبتُها فعملَت بأذنيها وقبضت الأرضَ حتى كان منتهى وقع حافرها طرفَها وكانت طويلةَ الظهر طويلةَ الأذنين ، وخرج معي جبريل لا يفوتني ولا أفوتُه حتى انتهى بي إلى بيت المقدس فانتهى البراقُ الى موقفه الذي كان يقفُ فربطتُه فيه وكان مَهبطَ الأنبياء ورأيت الأنبياءَ جمعوا إلي فرأيت ابراهيمَ وموسى وعيسى فظننت أنه لا بد من أن يكون لهم إمامٌ فقدمني جبريلُ حتى صليت بين أيديهم وسألتهم فقالوا : بُعثْنا للتوحيد . (ابن سعد - عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده وعن

(١) معرفتها : وفي حديث ابن جبير « ما أكلت لحماً أطيب من مَعْرِفة البِرذون » أي منبت عرفه من رقبته . النهاية (٣١٨/٣) ب .

الفصل الثاني

في فضائل الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين

وذكرهم مجتمعاً ومتفرقاً على ترتيب حروف المعجم

ذكر الانبياء مجتمعاً

٣٢٢٦٧ ـ آدمُ في السماءِ الدنيا تُعرَضُ عليه أعمالُ ذريته ، ويوسفُ في السماءِ الثانية، وابنا الخالةِ يحي وعيسى في السماء الثالثةِ ، وإدريسُ في السماء الرابعة ، وهارونُ في السماء الخامسةِ ، وموسى في السماء السادسهِ ، وإبراهيم في السماء السابعة (ابن مردويه ـ عن أبي سعيد) .

٣٢٢٦٨ ـ رأيتُ عيسى وموسى وإبراهيمَ ، فأما عيسى فأحمرُ جَعْدٌ عريضُ الصدرِ ، وأما موسى فآدَمُ جسيمٌ سَبَطٌ [١] كأنهُ من رجالِ الزُّطِّ [٢] ، وأما ابراهيم فانظروا إلى صاحبِكم ـ يعني نفسَه . (خ ـ عن ابن عباس) [٣] .

٣٢٢٦٩ ـ أولُ الرسلِ آدمُ وآخرهم محمدٌ ، وأولُ أنبياء بني إسرائيل

---

(١) سبط : السبط بسكون الباء وكسرها : الممتد الذي ليس فيه تعقد ولا نتوء النهاية (٣٣٤/٢) ب .

(٢) رجال الزُّط : هم جنس من السودان والهنود . النهاية (٣٠٢/٢) ب .

(١) أخرجه البخاري كتاب أحاديث الانبياء باب واذكر في الكتاب (٢٢/٤) ص.

موسى وآخرهم عيسى ، وأول من خط بالقلم إدريس . (الحكيم - عن أبي ذر) .

٣٢٢٧٠ - سيدُ الناس آدمُ ، وسيدُ العرب محمدٌ ، وسيدُ الرومِ صهيب وسيدُ الفرسِ سلمان ، وسيدُ الحبشة بلالٌ ، وسيدُ الجبال طور سيناء ، وسيدُ الشجر السدرُ ، وسيدُ الأشهر المحرمُ ، وسيدُ الأيامِ الجمعة ، وسيدُ الكلام القرآن ، وسيدُ القرآنِ البقرةُ ، وسيد البقرة آية الكرسي ، وأما إن فيها خمس كلمات في كل كلمة خمسون بركة . (فر - عن علي) .

٣٢٢٧١ - رأيتُ ليلةَ أسري بي موسى رجلاً آدم طوالاً جعداً كأنه من رجالِ شنوءةَ ، ورأيتُ عيسى رجلاً مربوعَ الخلقِ إلى الحمرة والبياضِ سبط الرأس ، ورأيتُ مالكاً خازن النار والدجالَ . (حم ، ق[1] عن ابن عباس) .

٣٢٢٧٢ - إن الله اصطفى موسى بالكلامِ وإبراهيم بالخلةِ . (ك - عن ابن عباس) .

٣٢٢٧٣ - قال يحيى بن زكريا لعيسى ابن مريم : أنت روحُ الله وكلمتُه وأنتَ خيرٌ مني ، فقال عيسى : بل أنتَ خيرٌ مني ، سلَّم الله عليك وسلمتُ على نفسي (ابن عساكر عن الحسن مرسلا) .

---

(١) أخرجه البخاري كتاب بدء الخلق باب إذا قال أو آمين (٤/١٤١) ص.

صَحِيحُ البُخَارِيِّ

تصنيف

الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

المتوفى سنة (٢٥٦)

طبعة مقابلةٌ على النسخة السلطانية عن اليونينية ، مزيدة ببعض الألفاظ من «فتح الباري» ، و«تغليق التعليق» ، مرقمة بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي ، مبينة الأطراف ، رُمز لأطرافه باختلاف ألفاظ الحديث بينَها ، مخرَّجة من صحيح مسلم بأطرافِها ، مُصَحَّحةُ الأخطاء التي وَقَعَ فيها المحققون ، قابلةٌ للنظر من المعجم المفهرس وغيره ، مخرَّجةُ القراءات المعتمدة عند البخاري ، معتنىً بها فنّياً ، مزوَّدة بفهارس الموضوعات والأحاديث والآثار

اعتنى به

أبو صهيب الكرمي

بيت الأفكار الدولية للنشر

٤٤٥٠- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ : أَخْبَرَنِي أَبِي ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ ، يَقُولُ : « أَيْنَ أَنَا غَدًا ، أَيْنَ أَنَا غَدًا » . يُرِيدُ يَوْمَ عَائِشَةَ ، فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُونُ حَيْثُ شَاءَ ، فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا ، قَالَتْ عَائِشَةُ : فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي كَانَ يَدُورُ عَلَيَّ فِيهِ فِي بَيْتِي ، فَقَبَضَهُ اللَّهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي ، وَخَالَطَ رِيقُهُ رِيقِي ، ثُمَّ قَالَتْ : دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ ، وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، فَقُلْتُ لَهُ : أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَالرَّحْمَنِ ، فَأَعْطَانِيهِ ، فَقَضِمْتُهُ ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ ، فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَنَّ بِهِ ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي . [راجع : ٨٩٠ . أخرجه مسلم: ٢٤٤٣] .

٤٤٥١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ : حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي ، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي ، وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرِضَ ، فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ : « فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى ، فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى » . وَمَرَّ عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ ، وَفِي يَدِهِ جَرِيدَةٌ رَطْبَةٌ ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً ، فَأَخَذْتُهَا ، فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا ، وَنَفَضْتُهَا ، فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ ، فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ، ثُمَّ نَاوَلَنِيهَا ، فَسَقَطَتْ يَدُهُ ، أَوْ : سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ ، فَجَمَعَ اللَّهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الآخِرَةِ . [راجع : ٨٩٠ ، وانظر في الأدب باب ١١٨ . أخرجه مسلم : ٢٤٤٣ ، مختصراً] .

٤٤٥٢ ، ٤٤٥٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ : حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ : أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ ، حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ ، فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ، ثُمَّ قَالَ : بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي ، وَاللَّهِ لا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ ، أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا . [راجع : ١٢٤١، ١٢٤٢] .

٤٤٥٤ - قَالَ الزُّهْرِيُّ : وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ ، فَقَالَ : اجْلِسْ يَا عُمَرُ ، فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ : أَمَّا بَعْدُ ، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لا يَمُوتُ . قَالَ اللَّهُ : ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ - إِلَى قَوْلِهِ - الشَّاكِرِينَ ﴾ . وَقَالَ : وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ هَذِهِ الآيَةَ حَتَّى تَلاهَا أَبُو بَكْرٍ ، فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ ، فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلا يَتْلُوهَا .

فَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ : أَنَّ عُمَرَ قَالَ : وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلاهَا فَعَقِرْتُ ، حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلايَ ، وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الأَرْضِ حِينَ سَمِعْتُهُ تَلاهَا ، عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ مَاتَ . [راجع : ١٢٤٢] .

٤٤٥٥ ، ٤٤٥٦ ، ٤٤٥٧ - حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ مُوسَى ابْنِ أَبِي عَائِشَةَ ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ : أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ . [راجع : ١٢٤١ ، ١٢٤٢ ، وانظر : ٥٧٠٩] .

٤٤٥٨ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ : حَدَّثَنَا يَحْيَى ، وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ : لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ ، فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا : أَنْ لا تَلُدُّونِي ، فَقُلْنَا : كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ : « أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاداتِ مجدّد

یہ ہے شرع و تصوّف کی کہانی
مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

مؤلفہ

گدائے مجدّد الف ثانیؒ، خاکپائے شیر ربانیؒ، فدائے ثانی لاثانیؒ

فقیر جمیل احمد شرقپوری

ملنے کا پتہ

مکتبہ شیر ربّانیؒ مکتبہ نور اسلام

شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

(مغربی پاکستان)

کتبہ منیر احمد

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام شافعیؒ جو اصحاب کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگ بہت بیقرار ہوگئے۔ پس ان کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص آسمان کے سایہ تلے نہ ملا۔ پس انہوں نے ان کو اپنا والی بنا لیا۔ یہ صریح دلالت ہے۔ اس بات پر کہ تمام صحابہؓ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے میں متفق ہیں اور ان کے افضل ہونے میں یہ اجماع صدر اوّل میں ہُوا اور یہ اجماع قطعی ہے جس میں انکار کو دخل نہیں ہے اور اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال کشتیٔ نوح علیہ السلام کی طرح ہے، جو اس پر سوار ہُوا بچ گیا۔ اور جو اس سے پیچھے ہٹا رہا وہ ہلاک ہوگیا۔ بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سوار کے لئے ستاروں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائے اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے اور اس بات کو اچھی طرح معلوم کریں کہ بعض کا انکار کرنا سب کے انکار کو مستلزم ہے کیونکہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی فضیلت میں سب صحابہؓ مشترک ہیں۔ اور صحبت کی فضیلت تمام فضیلتوں اور کمالوں سے بڑھ کر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اویس قرنی جو تمام تابعین میں سے اچھا ہے۔ ایک ادنیٰ صحابی کے درجے کو نہیں پہنچا ہے پس صحبت کی فضیلت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ اور نہ ہوگی کیونکہ ان کا ایمان صحبت اور نزول وحی کی برکت سے شہودی ہوگیا تھا۔ اور صحابہؓ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہُوا۔ اور اعمال ایمان پر مرتب ہوتے ہیں اور ان کا کمال ایمان کے کمال کے موافق حاصل ہوتا ہے اور جو کچھ ان کے درمیان جھگڑے واقع ہوتے ہیں۔ سب بہتر حکمتوں اور نیک گمانوں پر محمول ہیں۔ وہ حرص و ہوا اور جہالت سے نہ تھے بلکہ وہ اجتہاد اور علم کی رُو سے تھے۔ اور اگر ان میں سے کسی نے اجتہاد میں خطا کی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک خطا کار کے لئے بھی ایک درجہ ہے اور یہی افراط و تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے جس کو اہل سنت نے اختیار کیا اور یہی بچاؤ والا اور مضبوط راستہ ہے۔

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثالث
الطبقة الأولى
في البدريين من المهاجرين والأنصار

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

عن عبد الله بن محمّد بن عقيل قال : سمعت محمّد بن الحنفيّة يقول سنة الجُحاف حين دخلت إحدى وثمانون : هذه لى خمسٌ وستّون سنة وقد جاوزتُ سنّ أبى ، قلتُ : وكم كانت سنّه يومَ قُتِلَ ، يرحمه الله ؟ قال : ثلاثًا وستّين سنة ، قال محمّد بن عمر : وهو الثبتُ عندنا .

قال : أخبرنا محمّد بن ربيعة الكلابى عن طَلْق الأعمى عن جدّته قالت : كنت أنوح أنا وأمّ كلثوم بنت علىّ على علىّ ، عليه السلام .

قال : أخبرنا عبد الله بن نُمير وعُبيد الله بن موسى قالا أخبرنا إسماعيل بن أبى خالد عن أبى إسحاق عن هُبيرة بن يَريمَ قال : سمعت الحسن بن علىّ قام يخطُبُ النّاس فقال : يا أيّها الناس لقد فارَقَكُمْ أمْس رجلٌ ما سبقه الأوّلون ولا يُدْركه الآخرون ، لقد كان رسول الله ، ﷺ ، يبعثه المبعث فيعطيه الراية فما يُرَدّ حتّى يَفْتَحَ اللهُ عليه ، إنّ جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره ، ما ترك صفراءَ ولا بيضاءَ ، إلاّ سبعمائة درهم فَضَلَتْ من عَطائه أراد أن يشترى بها خادمًا .

قال : أخبرنا عبد الله بن نمير عن الأجلح عن أبى إسحاق عن هُبيرة بن يَريمَ قال : لمّا توفّى علىّ بن أبى طالب قام الحسن بن علىّ فصعد المنبر فقال : أيها النّاس ، قد قُبِض الليلةَ رجلٌ لم يَسبِقْهُ الأوّلون ولا يدركه الآخرون ، قد كان رسول الله ، ﷺ ، يبعثه المبعث فيكتنِفُه جبريل عن يمينه وميكائيل عن شماله فلا ينثنى حتّى يفتح الله له ، وما ترك إلا سبعمائة درهم أراد أن يشترى بها خادمًا ، ولقد قُبض فى اللّيلة التى عُرجَ فيها بروح عيسى بن مريم ليلة سبعٍ وعشرين من رمضان .

قال : أخبرنا أبو معاوية الضّرير عن حجّاج عن أبى إسحاق عن عمرو بن الأصمّ قال : قيل للحسن بن علىّ إنّ ناسًا من شيعة أبى الحسن علىّ ، عليه السلام، يزعمون أنّه دابّة الأرض وأنّه سَيُبْعَثُ قبل يوم القيامة ، فقال : كذبوا ليس أولئك شيعتَه ، أولئك أعداؤه ، لو علمنا ذلك ما قسمنا ميراثه ولا أنكحنا نساءه . قال ابن سعد : هكذا قال عن عمرو بن الأصمّ .

قال : أخبرنا أسْباط بن محمّد عن مُطَرّف عن أبى اسحاق عن عمرو بن الأصمّ قال : دخلتُ على الحسن بن علىّ وهو فى دار عمرو بن حُرَيْث فقلتُ له : إنّ ناسًا يزعمون أنّ عليًّا يرجع قبل يوم القيامة ، فضحك وقال : سبحان الله ! لو علمنا ذلك ما

تفسير الخازن

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف

علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم البغدادي

الشهير بالخازن

المتوفى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه

عبد السلام محمد علي شاهين

الجزء الاول

المحتوى

سورة الفاتحة ـ سورة النساء

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

خوخة في سقفها روزنة فرفعه الله من تلك الروزنة وأمر يهودا ملك اليهود رجلاً من أصحابه يقال له ططيانوس أن يدخل الخوخة فيقتله ظنوا أنه عيسى فأخذوه وقتلوه وصلبوه. وقال وهب بن منبه: إن اليهود طرقوا عيسى في بعض الليل ونصبوا له خشبة ليصلبوه عليها فأظلمت الأرض وأرسل الله عز وجل الملائكة فحالت بينهم وبينه فجمع عيسى عليه السلام الحواريين تلك الليلة وأوصاهم وقال: ليكفر بي أحدكم قبل أن يصيح الديك ويبيعني بدراهم يسيرة فخرجوا وتفرقوا وكانت اليهود تطلبه فأتى أحد الحواريين إلى اليهود وقال: ما تجعلون لي إن دللتكم على المسيح فجعلوا له ثلاثين درهماً فأخذها ودلهم عليه، فلما دخل البيت الذي فيه المسيح ألقى الله شبه عيسى عليه ورفع الله عيسى عليه السلام وأخذ الذي دل عليه فقال: أنا الذي دللتكم عليه فلم يلتفتوا إلى قوله فقتلوه وصلبوه وهم يظنون أنه عيسى فلما صلب الذي ألقي عليه شبه عيسى جاءت مريم وامرأة أخرى كان عيسى دعا لها فأبرأها الله من الجنون بدعوته فجعلتا تبكيان عند المصلوب فجاءهما عيسى عليه السلام وقال: على من تبكيان إن الله عز وجل قد رفعني ولم يصبني إلاّ خيرٌ وهذا شيء شبه لهم فلما كان بعد سبعة أيام قال الله تعالى لعيسى أهبط إلى مريم المجدلانية وهو اسم موضع نسبت إليه فإنه لم يبك عليك أحد بكاءها، ولم يحزن عليك أحد حزنها ثم لتجمع لك الحواريين فبثهم في الأرض دعاة إلى الله عز وجل فأهبطه الله عز وجل إليها فاشتعل الجبل نوراً حين هبط فجمعت له الحواريين فبثهم دعاة في الأرض ثم رفعه الله فتلك الليلة التي تدخن فيها النصارى فلما أصبح الحواريون تكلم كل واحد منهم بلغة من أرسله عيسى إليهم فذلك قوله تعالى: ﴿ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين﴾ يعني وهو أفضل المجازين بالسيئة العقوبة. وقال السدي: إن اليهود حبست عيسى عليه السلام في بيت ومعه عشرة من الحواريين فدخل عليهم رجل منهم كان قد نافق ألقى عليه شبه فأخذ وقتل وصلب وقال قتادة ذكر لنا أن نبي الله عيسى عليه السلام قال لأصحابه أيكم يقذف عليه شبهي فإنه مقتول فقال رجل منهم: أنا يا نبي الله فقتل ذلك الرجل ومنع الله عيسى ورفعه إليه وكساه الريش وألبسه النور وقطع عنه لذة الطعم والمشرب وطار مع الملائكة فهو معهم حول العرش وصار إنسأ ملكياً أرضياً سماوياً. قال أهل التاريخ: حملت مريم بعيسى ولها ثلاث عشرة سنة وولدته ببيت لحم من أرض أوري شلم لمضي خمس وستين سنة من غلبة الإسكندر على أرض بابل، وأوحى الله إلى عيسى على رأس ثلاثين سنة ورفعه الله من بيت المقدس ليلة القدر من رمضان وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة فكانت نبوته ثلاث سنين وعاشت أمه مريم بعد رفعه ست سنين.

قوله عز وجل:

إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾

﴿إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلي﴾ اختلفوا في معنى التوفي هنا على طريقين: فالطريق الأول أن الآية على ظاهرها من غير تقديم ولا تأخير وذكروا في معناها وجوهاً: الأول: معناه أني قابضك ورافعك إلي من غير موت من قولهم توفيت الشيء واستوفيته إذا أخذته وقبضته تاماً، والمقصود منه هنا أن لا يصل أعداؤه من اليهود إليه بقتل ولا غيره. الوجه الثاني: أن المراد بالتوفي النوم ومنه قوله عز وجل: ﴿الله يتوفى الأنفس حين موتها﴾ والتي لم تمت في منامها فجعل النوم وفاة، وكان عيسى قد نام فرفعه الله وهو نائم لئلا يلحقه خوف، فمعنى الآية أني منيمك ورافعك إلى الوجه الثالث أن المراد بالتوفي حقيقة الموت، قال ابن عباس: معناه أني مميتك قال وهب بن منبه: إن الله توفى عيسى ثلاث ساعات من النهار ثم أحياه ثم رفعه إليه وقيل: إن النصارى يزعمون أن الله توفاه سبع ساعات من النهار ثم أحياه ورفعه إليه. الوجه الرابع: أن الواو في قوله ورافعك إلي لا تفيد الترتيب والآية تدل على أن الله تعالى يفعل به ما ذكر فأما كيف يفعل؟ ومتى يفعل؟ فالأمر فيه موقوف على

الدليل. وقد ثبت في الحديث أن عيسى سينزل ويقتل الدجال وسنذكره إن شاء الله تعالى. الوجه الخامس: قال أبو بكر الواسطي: معناه أني متوفيك عن شهواتك وعن حظوظ نفسك ورافعك إلي ذلك أن عيسى عليه السلام لما رفع إلى السماء صارت حالته حالة الملائكة في زوال الشهوة. الوجه السادس: أن معنى التوفي أخذ الشيء وافياً ولما علم الله تعالى أن من الناس من يخطر بباله أن الذي رفعه الله إليه هو روحه دون جسده كما زعمت النصارى أن المسيح رفع لاهوته يعني روحه وبقي في الأرض ناسوته يعني جسده فرد الله عليهم بقوله إني متوفيك ورافعك إلي فأخبر الله تعالى أنه رفع بتمامه إلى السماء بروحه وجسده جميعاً. الطريق الثاني: أن في الآية تقديماً وتأخيراً تقديره أني رافعك إلي ومطهرك من الذين كفروا ومتوفيك بعد إنزالك إلى الأرض وقيل: لبعضهم هل تجد نزول عيسى إلى الأرض في القرآن؟ قال: نعم قوله تعالى وكهلاً وذلك لأنه لم يكتهل في الدنيا وإنما معناه وكهلاً بعد نزوله من السماء. (ق) عن أبي هريرة أنه قال: قال رسول الله ﷺ والذي نفسي بيده ليوشكن أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً مقسطاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله أحد زاد وفي رواية حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا وما فيها ثم يقول أبو هريرة: اقرؤوا إن شئتم وإن من أهل الكتاب إلّا ليؤمنن به قبل موته وفي رواية كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم. وفي رواية فأمكم منكم قال ابن أبي ذؤيب: تدري ما أمكم منكم؟ قلت فأخبرني قال فأمكم كتاب ربكم عز وجل وبسنة نبيكم ﷺ وفي إفراد مسلم من حديث النواس بن سمعان قال: فبينما هما إذ بعث الله المسيح ابن مريم عليه السلام فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق، عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ قال: ليس بيني وبينه يعني عيسى نبي وإنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه فإنه رجل مربوع إلى الحمرة والبياض ينزل بين ممصرتين كأن رأسه يقطر وإن لم يصبه بلل فيقاتل الناس على الإسلام، فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله الملل في زمانه كلها إلّا الإسلام ويهلك المسيح الدجال ثم يمكث في الأرض أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون أخرجه أبو داود ونقل بعضهم أن عيسى عليه السلام يدفن في حجرة رسول الله ﷺ فيقوم أبو بكر وعمر يوم القيامة بين نبيين محمد وعيسى عليهما السلام. قوله عز وجل: ﴿ومطهرك من الذين كفروا﴾ يعني مخرجك من بينهم ومنجيك منهم ﴿وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة﴾ يعني وجاعل الذين اتبعوك في التوحيد وصدقوا قولك وهم أهل الإسلام من أمة محمد ﷺ فوق الذين كفروا بالعز والنصر والغلبة بالحجة الظاهرة. وقيل: هم الحواريين الذين اتبعوا عيسى على دينه وقيل: هم النصارى فهم فوق اليهود وذلك لأن ملك اليهود قد ذهب ولم يبق لهم مملكة وملك النصارى باق فعلى هذا القول يكون الاتباع بمعنى المحبة والادعاء لا اتباع الدين لأن النصارى وإن أظهروا متابعة عيسى عليه السلام فهم أشد مخالفة له وذلك أن عيسى عليه السلام لم يرض بما هم عليه من الشرك، والقول الأول هو الأصح لأن الذين اتبعوه هم الذين شهدوا له بأنه عبدالله ورسوله وكلمته وهم المسلمون وملكهم باق إلى يوم القيامة ﴿ثم إليّ مرجعكم﴾ يعني يقول الله عز وجل: إلي مرجع الفريقين في الآخرة الذين اتبعوا عيسى وصدقوا به والذين كفروا به ﴿فأحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون﴾ يعني من الحق في أمر عيسى ثم بين ذلك الحكم فقال تعالى:

﴿فَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾ ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ ٱلْءَايَٰتِ وَٱلذِّكْرِ ٱلْحَكِيمِ ﴿٥٨﴾ إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ ٱللَّهِ كَمَثَلِ ءَادَمَ ۖ خَلَقَهُۥ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾﴾

﴿فأما الذين كفروا﴾ الذين جحدوا نبوة عيسى وخالفوا ملته وقالوا فيه ما قالوا من الباطل ووصفوه بما لا ينبغي من سائر اليهود والنصارى ﴿فأعذبهم عذاباً شديداً في الدنيا﴾ يعني بالقتل والسبي والذلة وأخذ الجزية منهم

مجمع بحار الأنوار

في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار

تأليف

الشيخ العلامة اللغوى ملك المحدثين محمد طاهر الصديق

الهندى الفتنى الـگجراتى

المتوفى سنة ٩٨٦ ﻫ/ ١٥٧٨ م

طبع

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند

١٣٨٧ ﻫ/ ١٩٦٧ م

ما أحسن هذا! لكن أين ذلك من هذا؟ يعني الحكم بين الناس حسن، و لكن هذه النسبة غير حسنة فاعدل عنه إلى ما يليق بحالك من التكني بواحد من ولدك. و أيات "محكمات" هي ما اتضح معناه، و المتشابه بخلافه، وسميت أم الكتاب لأنها بينة مبينة لغيره من المتشابهات، فاذا رأيت الذين بفتح تاء خطاب عام و لذا جمع فاحذروهم، و في بعضها بكسرها خطابا لعائشة. ش: العلم ثلاثة أي أصل علوم الدين و مسائل الشرع ثلاثة: أية محكمة، أي غير منسوخة، و يتم في ق و ف. ك: أتاه الله "الحكمة" أي القرأن، أو كل ما منع من الجهل و القبيح. و منه: أتاه "الحكمة" و الكتاب، هي العلم أو إتقان الأمور أو الإصابة من غير النبوة، و الكتاب القرأن. و "الحكمة" في حديث الحياء العلم الباحث عن أحوال حقائق الموجودات. و فيه: المفصل هو "المحكم" أي لا نسخ فيه، و ليس هو ضد المتشابه. و فيه: و إليك "حاكمت" أي كل من جحد الحق جعلتك الحاكم بيني و بينه لا غيرك مما تحاكم إليه أهل الجاهلية من صنم أو كاهن. ن: و منهم "حكيم" إذا لقي العدو، و هو اسم رجل، و قيل: صفة من الحكمة. و فيه: ينزل "حكما" أي حاكما بهذه الشريعة لا نبيا، و الأكثر أن عيسى عليه السلام لم يمت، و قال مالك: مات و هو ابن ثلاث ثلاثين سنة، و لعله أراد رفعه إلى السماء، أو حقيقته، و يجيء أخر الزمان لتواتر خبر النزول، و روى الباجي أنه ينزل في عاشر السبعين و تسعمائة، و هو ضعيف السند. ج: "حكما" أي حاكما يقضي بين الناس، و الحكم الأمير الذي يلي أمورهم. ط: فلا تنزلهم على "حكم" الله بل على حكمك، أي إن قال أهل الحصن: إنا ننزل من القلعة بما تحكم علينا باجتهادك، فاقبله منهم لأنك تقدر على اجتهادك فيهم من قتل، أو ضرب جزية، أو استرقاقهم، أو المن و الفداء، و إن قالوا: ننزل بما يوحى على نبيه فيه، فلا تقبله لأنك لا تدري أتصيب حكم الله أم لا. و فيه: و ذلك "لحكمه" فيهم، أي بني قريظة بأن تقتل المقاتلة و تسبي الذراري، فنسبه المنافقون إلى العدوان و قالوا: ما أخف جنازته - يريدون حقارته. نه: إن من الشعر "لحكما" أي كلاما نافعا يمنع من الجهل و السفه،

لابن قيم الجوزية

الإمام المحدث المفسر الفقيه شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي
(٦٩١ - ٧٥١ هـ)

حقق نصوصه ، وخرج أحاديثه ، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط   عبد القادر الأرنؤوط

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

فأرضعت أمه رسول الله ﷺ يوماً وهو عند أمه حليمة، فكان حمزة رضيعَ رسول الله ﷺ من جهتين: من جهة ثويبة، ومن جهة السعدية.

فصل
في حواضنه ﷺ

فمنهن أُمّه آمنةُ بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة بن كلاب.

ومنهن ثويبة وحليمة، والشيماء ابنتها، وهي أخته من الرضاعة، كانت تحضنه مع أمها، وهي التي قدمت عليه في وفد هَوزان، فبسط لها رداءه، وأجلسها عليه رعاية لحقها.

ومنهن الفاضلة الجليلة أم أيمن بَرَكة الحبشية، وكان ورِثها مِنْ أبيه، وكانت دايتَه، وزوَّجها من حِبِّه زيد بن حارثة، فولدت له أُسامة، وهي التي دخل عليها أبو بكر وعمر بعد موت النبي ﷺ وهي تبكي، فقالا: يا أم أيمن ما يُبكيك فما عند الله خير لرسوله؟ قالت: إنِّي لأعلم أن ما عند الله خير لرسوله، وإنما أبكي لانقطاع خبر السماء، فهيجتهما على البكاء، فبكيا[1].

فصل
في مبعثه ﷺ وأول ما نزل عليه

بعثه الله على رأس أربعين، وهي سنُّ الكمال. قيل: ولها تبعث الرسل، وأما ما يذكر عن المسيح أنه رُفعَ إلى السماء وله ثلاث وثلاثون سنة، فهذا لا يعرف له أثر متصل يجب المصير إليه.

وأول ما بدىء به رسول الله ﷺ من أمر النبوة الرؤيا، فكان لا يَرى رُؤيا إلا

---

(١) أخرجه مسلم (٢٤٥٤) في الفضائل: باب من فضائل أم أيمن.

تفسير سلفي أثري خالٍ من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨-١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدّم له وراجعه
خادم العلم
عبد الله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الثاني

﴿إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَجَاعِلُ ٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوكَ فَوْقَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ إِلَىٰ يَوْمِ ٱلْقِيَٰمَةِ ۖ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾﴾

﴿اذا قال الله ياعيسى إني متوفيك ورافعك اليّ﴾ قال الفراء إن في الكلام تقديماً وتأخيراً تقديره إني رافعك ومطهرك بعد إنزالك من السماء، قال أبو زيد: متوفيك قابضك، وقيل الكلام على حاله من غير ادعاء تقديم وتأخير فيه، والمعنى كما قال في الكشاف: مستوفي أجلك، ومعناه أني عاصمك من أن يقتلك الكفار ومؤخر أجلك إلى أجل كتبته لك ومميتك حتف أنفك لا قتلا بأيديهم، عن مطر الوراق قال متوفيك من الدنيا وليس بوفاة موت.

وإنما احتاج المفسرون إلى تأويل الوفاة بما ذكر لأن الصحيح أن الله تعالى رفعه إلى السماء من غير وفاة كما رجحه كثير من المفسرين، واختاره ابن جرير الطبرى.

ووجه ذلك أنه قد صح في الأخبار عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نزوله وقتله الدجال، وقيل إن الله سبحانه توفاه ثلاث ساعات من نهار ثم رفعه إلى السماء وفيه ضعف، وقيل المراد بالوفاة هنا النوم ومثله ﴿هو الذي يتوفاكم بالليل﴾ أي ينيمكم وبه قال كثيرون.

وقيل الواو في قوله (ورافعك) لا تفيد الترتيب لأنها لمطلق الجمع فلا فرق بين التقديم والتأخير قاله أبو البقاء، وقال أبو بكر الواسطي: المعنى إني متوفيك عن شهواتك وحظوظ نفسك، وهذا بالتحريف أشبه منه بالتفسير.

وعن سعيد بن المسيب قال: رفع عيسى وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة رفعه الله من بيت المقدس ليلة القدر من رمضان وحملت به أمه ولها ثلاث عشرة سنة، وولدته بمضي خمس وستين سنة من غلبة الاسكندر على أرض بابل وعاشت بعد رفعه ست سنين.

وأورد على هذا عبارة المواهب مع شرحها للزرقاني وإنما يكون الوصف بالنبوة بعد بلوغ الموصوف بها أربعين سنة إذ هو سن الكمال ولها تبعث الرسل، ومفاد هذا الحصر الشامل لجميع الأنبياء حتى يحيى وعيسى هو الصحيح، ففي زاد المعاد للحافظ ابن القيم رحمه الله تعالى ما يذكر: أن عيسى رفع وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة لا يعرف به أثر متصل يجب المصير إليه، قال الشامي وهو كما قال، فإن ذلك إنما يروى عن النصارى، والمصرح به في الأحاديث النبوية أنه إنما رفع وهو ابن مائة وعشرين سنة.

ثم قال الزرقاني: وقع للحافظ الجلال السيوطي في تكملة تفسير المحلى وشرح النقاية وغيرهما من كتبه الجزم بأن عيسى رفع وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة، ويمكث بعد نزوله سبع سنين، وما زلت أتعجب منه مع مزيد حفظه وإتقانه وجمعه للمعقول والمنقول حتى رأيته في (مرقاة الصعود) رجع عن ذلك انتهى.

قلت: وفي حديث أبي داود الطيالسي بدل سبع سنين أربعين سنة ويتوفى ويصلى عليه، قال السيوطي: فيحتمل أن المراد مجموع لبثه في الأرض قبل الرفع وبعده انتهى، وفيه ما تقدم.

وأورد على قوله «ليلة القدر» أنها من خصائص هذه الأمة وربما يقال في الجواب لعل الخصوصية على الوجه الذي هي عليه الآن من كون العمل فيها خيراً من العمل في ألف شهر، ومن كون الدعاء فيها مجاباً حالاً بعين المطلوب

لابن قيم الجوزية

الإمام المحدث المفسر الفقيه شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي
(٦٩١ - ٧٥١ هـ)

حقق نصوصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط　　عبد القادر الأرنؤوط

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

إلا نفوراً، وأبى الظالمون إلا كُفوراً.

فصـــل

الفرق بين من قال: كان الإسراء بالروح وبين أن يقال: كان مناماً

وقد نقل ابن إسحاق عن عائشة ومعاوية أنهما قالا: إنما كان الإسراء بروحه، ولم يفقد جسدَه، ونُقِلَ عن الحسن البصري نحو ذلك، ولكن ينبغي أن يُعلم الفرقُ بين أن يُقال: كان الإسراءُ مناماً، وبين أن يُقال: كان بروحه دونَ جسده، وبينهما فرقٌ عظيم، وعائشة ومعاوية لم يقُولا: كان مناماً، وإنما قالا: أُسْرِيَ بِرُوحِهِ ولم يَفْقِدْ جَسَدَهُ، وَفَرْقٌ بين الأمرين، فإن ما يراه النائم قد يكون أمثالاً مضروبة للمعلوم في الصُّور المحسوسة، فيرى كأنَّه قد عُرِجَ به إلى السماء، أو ذُهِبَ به إلى مكة وأقطار الأرض، وروحُه لم تصعَد ولم تذهب، وإنما مَلَكُ الرؤيا ضَرَبَ له المِثَال، والَّذِينَ قالوا: عُرِجَ برسولِ الله ﷺ طائفتان: طائفةٌ قالت: عُرِجَ بروحه وبدنه، وطائفة قالت: عرج بروحه ولم يَفْقِدْ بدَنه، وهؤلاء لم يُرِيدُوا أن المِعراجَ كان مناماً، وإنما أرادوا أن الرُّوحَ ذاتَها أسْرِيَ بها، وعُرِجَ بِهَا حقيقةً، وباشرت مِنْ جنس ما تُباشِرُ بعد المفارقة، وكان حالُهَا في ذلك كحالها بعد المفارقة في صُعودها إلى السَّماواتِ سماءً سماءً حتى يُنْتَهى بها إلى السماء السابعة، فتَقِفُ بَيْنَ يدي اللّهِ عز وجل، فيأمرُ فيها بمَا يَشَاءُ، ثم تنزل إلى الأرض والذي كان لِرسولِ الله ﷺ ليلةَ الإسراء أكملُ مما يحصُلُ للروح عند المفارقة.

ومعلوم أن هذا أمرٌ فوقَ ما يراهُ النائمُ، لكن لما كان رسولُ اللّهِ ﷺ في مقام خَرْقِ العَوائِدِ، حتى شُقَّ بطنُهُ، وهو حي لا يتألم بذلك، عُرِجَ بذاتِ روحه المقدسة حقيقةً من غير إماتة، ومَنْ سِوَاهُ لا ينالُ بذاتِ روحِهِ الصُّعودِ إلى السماءِ إلا بَعْدَ الموتِ والمُفارقةِ، فالأنبياءُ إنما استقرَّت أرواحُهُم هناك بعد مفارقة

= رسول الله ﷺ وقال البيهقي: هذا إسناد صحيح، مع أن إسحاق بن . إبراهيم بن العلاء يهم كثيراً، ولذا قال الحافظ ابن كثير ٣/ ١٤: إنه مشتمل على أشياء منها ما هو صحيح كما ذكره البيهقي، ومنها ما هو منكر كالصلاة في بيت لحم، وسؤال الصديق عن نعت بيت المقدس وغير ذلك، والله أعلم.

الأبدان، وروحُ رسولِ الله ﷺ صَعِدَت إلى هُنَاكَ في حال الحياة ثم عادَت، وبعد وفاتِه استقرَّت في الرفيق الأعلى مع أرواح الأنبياء ــ عليهم الصلاة والسلام ــ ومع هذا، فلها إشراف على البَدَنِ وإشراقٌ وتعلُّق به، بحيث يَرُدُّ السلامَ على من سَلَّمَ عَلَيْهِ[1] وبهذا التعلق رأى موسى قائماً يُصَلِّي في قبره، ورآهُ في السماء السادسة. ومعلوم أنه لم يُعْرَجْ بموسَى مِن قبره، ثم رُدَّ إليه، وإنما ذلك مقامُ رُوحِه واستقرارُها، وقبرُه مقامُ بدنه واستقراره إلى يوم معاد الأرواح إلى أجسادها، فرآهُ يُصَلِّي في قبره، ورآه في السماء السَّادِسَةِ، كما أنه ﷺ في أرفع مكان في الرفيق الأعلى مستقِراً هناك، وبَدَنُه في ضريحه غيرُ مفقود، وإذا سلَّم عليه المسلِّم ردَّ الله عليه روحه حتى يَرُدَّ عليه السلام، ولم يفارق الملأ الأعلى، ومن كَثُفَ إدراكُهُ، وغلظت طباعه عن إدراك هذا، فلينظرْ إلى الشَّمس في عُلُوِّ محلها، وتعلُّقِهَا، وتأثيرها في الأرض، وحياة النبات والحيوان بها، هذا وشأنُ الروح فوق هذا، فلها شأنٌ، وللأبدان شأن، وهذه النارُ تكون في محلها، وحرارتُها تؤثِّر في الجسم البعيد عنها، مع أنَّ الارتباط والتعلُّقَ الذي بَيْنَ الروحِ والبدنِ أقوى وأكملُ مِن ذلك وأتم، فشأنُ الروح أعلى من ذلك وألطف.

فَقُلْ لِلْعُيُونِ الرُّمْدِ إِيَّاكِ أَنْ تَرَي ... سَنَا الشَّمْسِ فَاسْتَغْشِي ظَلامَ اللَّيَالِيا

فصــل

الصحيح أن الإسراء كان مرة

قال موسى بن عُقبة عن الزهري: عُرِجَ برُوحِ رسولِ الله ﷺ إلى بيتِ المقدس وإلى السماء قبلَ خروجه إلى المدينة بسنة. وقال ابن عبد البر وغيره: كان بين الإِسراء والهجرة سنة وشهران انتهى.

وكان الإِسراءُ مرَّةً واحدة. وقيل: مَرَّتين: مرة يقظةً، ومرة مناماً، وأَربابُ

---

(١) أخرجه أبو داود (٢٠٤١) في المناسك: باب زيارة القبور، وأحمد ٢/٥٢٧ من حديث أبي هريرة، وسنده حسن، ولفظه: «ما من أحد يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام».

الجامع بين فني الرواية والدراية من

علم التفسير

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

"وفاته بصنعاء ١٢٥٠ هـ"

اعتنى به وراجع أصوله

يوسف الغوش

دار المعرفة

بيروت - لبنان

لم يقله. وقوله: ﴿من دون الله﴾ متعلق بقوله: ﴿اتخذوني﴾ على أنه حال: أي متجاوزين الحدّ، ويجوز أن يتعلق بمحذوف هو صفة لإلٰهين: أي كائنين من دون الله. قوله: ﴿سبحانك﴾ تنزيه له سبحانه: أي أنزهك تنزيهاً ﴿ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق﴾ أي: ما ينبغي لي أن أدّعي لنفسي ما ليس من حقها، ﴿إن كنت قلته فقد علمته﴾ ردّ ذلك إلى علمه سبحانه، وقد علم أنه لم يقله، فثبت بذلك عدم القول منه. قوله: ﴿تعلم ما في نفسي ولا أعلم ما في نفسك﴾ هذه الجملة في حكم التعليل لما قبلها: أي تعلم معلومي ولا أعلم معلومك، وهذا الكلام من باب المشاكلة كما هو معروف عند علماء المعاني والبيان؛ وقيل المعنى: تعلم ما في غيبي ولا أعلم ما في غيبك؛ وقيل تعلم ما أخفيه ولا أعلم ما تخفيه؛ وقيل: تعلم ما أريد ولا أعلم ما تريد. قوله: ﴿ما قلت لهم إلا ما أمرتني به﴾ هذه جملة مقرّرة لمضمون ما تقدّم: أي ما أمرتهم إلا بما أمرتني: ﴿أن اعبدوا الله ربي وربكم﴾ هذا تفسير لمعنى ﴿ما قلت لهم﴾ أي: ما أمرتهم، وقيل: عطف بيان للمضمر في ﴿به﴾ وقيل بدل منه ﴿وكنت عليهم شهيداً﴾ أي: حفيظاً ورقيباً أرعى أحوالهم وأمنعهم عن مخالفة أمرك ﴿ما دمت فيهم﴾ أي: مدّة دوامي فيهم ﴿فلما توفيتني﴾ قيل: هذا يدل على أن الله سبحانه توفاه قبل أن يرفعه، وليس بشيء لأن الأخبار قد تظافرت بأنه لم يمت، وأنه باق في السماء على الحياة التي كان عليها في الدنيا، حتى ينزل إلى الأرض آخر الزمان، وإنما المعنى: فلما رفعتني إلى السماء. قيل الوفاة في كتاب الله سبحانه جاءت على ثلاثة أوجه: بمعنى الموت، ومنه قوله تعالى: ﴿الله يتوفى الأنفس حين موتها﴾ [الزمر: 42] وبمعنى النوم، ومنه قوله تعالى: ﴿وهو الذي يتوفاكم بالليل﴾ [الأنعام: 60] أي: ينيمكم، وبمعنى الرفع، ومنه ﴿فلما توفيتني﴾. ﴿وإذ قال الله يا عيسى إني متوفيك﴾ [آل عمران: 55]. ﴿كنت أنت الرقيب عليهم﴾ أصل المراقبة: المراعاة، أي: كنت الحافظ لهم والعالم بهم والشاهد عليهم: ﴿إن تعذبهم فإنهم عبادك﴾ تصنع بهم ما شئت وتحكم فيهم بما تريد، ﴿وإن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم﴾ أي: القادر على ذلك الحكيم في أفعاله، قيل: قاله على وجه الاستعطاف كما يستعطف السيد لعبده. ولهذا لم يقل إن تعذبهم فإنهم عصوك؛ وقيل: قاله على وجه التسليم لأمر الله والانقياد له، ولهذا عدل عن الغفور الرحيم إلى العزيز الحكيم. قوله: ﴿قال الله هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم﴾ أي: صدقهم في الدنيا، وقيل: في الآخرة، والأوّل أولى. قرأ نافع وابن محيصن ﴿يوم﴾ بالنصب، وقرأ الباقون بالرفع، فوجه النصب أنه ظرف للقول: أي قال الله هذا القول يوم ينفع الصادقين، ووجه الرفع أنه خبر للمبتدأ هو وما أضيف إليه. وقال الكسائي نصب ﴿يوم﴾ هاهنا لأنه مضاف إلى الجملة، وأنشد:

على حين عاتبت المشيب على الصبا ... وقلت ألما أصح والشيب وازع

وبه قال الزجاج، ولا يجيز البصريون ما قالاه إلا إذا أضيف الظرف إلى فعل ماض. وقرأ الأعمش: ﴿هذا يوم ينفع﴾ بتنوين يوم كما في قوله: ﴿واتقوا يوماً لا تجزى نفس عن نفس شيئاً﴾ [البقرة: 48] فكلاهما مقطوع عن الإضافة بالتنوين. وقد تقدّم تفسير قوله: ﴿لهم جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها أبداً﴾. قوله: ﴿رضي الله عنهم ورضوا عنه﴾ أي: رضي عنهم بما عملوه من الطاعات الخالصة له، ورضوا عنه بما جازاهم به مما لا يخطر لهم على بال ولا تتصوره عقولهم، والرضا منه سبحانه هو أرفع درجات النعيم، وأعلى منازل الكرامة، والإشارة بذلك إلى نيل ما نالوه من دخول الجنة والخلود فيها أبداً، ورضوان الله عنهم. والفوز: الظفر بالمطلوب على أتمّ الأحوال. قوله: ﴿لله ملك السموات والأرض وما فيهنّ وهو على كل شيء قدير﴾ جاء سبحانه بهذه الخاتمة دفعاً لما سبق من إثبات من أثبت إلهية عيسى وأمه، وأخبر بأن ملك السموات والأرض له دون عيسى وأمه ودون سائر مخلوقاته، وأنه القادر على كل شيء دون غيره؛ وقيل المعنى: أن له ملك السموات والأرض يعطي الجنات للمطيعين، جعلنا الله منهم.

وقد أخرج الترمذي وصححه، والنسائي، وابن أبي حاتم، وأبو الشيخ، وابن مردويه، عن أبي هريرة قال: تلقى عيسى حجته والله لقاه في قوله: ﴿وإذ قال الله يا عيسى ابن مريم أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين من دون الله﴾ قال أبو هريرة، عن النبيّ ﷺ، فلقاه الله سبحانه: ﴿ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق﴾ الآية. وأخرج عبد الرزاق، وابن جرير، وابن أبي حاتم، عن قتادة في الآية قال: يقول الله هذا يوم القيامة، ألا ترى أنه يقول: ﴿هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم﴾. وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم عن السديّ قال: قال الله ذلك لما رفع عيسى إليه، وقالت النصارى ما قالت. وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس في قوله: ﴿أن اعبدوا الله ربي وربكم﴾ قال: سيدي وسيدكم. وأخرج ابن المنذر، عنه في قوله: ﴿كنت أنت الرقيب عليهم﴾ قال: الحفيظ. وأخرج الطبراني عن ابن مسعود قال: قال النبيّ ﷺ: ﴿وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم﴾ قال: ما كنت فيهم. وأخرج أبو الشيخ عن ابن عباس ﴿إن تعذبهم فإنهم عبادك﴾ يقول: عبيدك قد استوجبوا العذاب بمقالتهم ﴿وإن تغفر لهم﴾ أي: من تركت منهم ومدّ في عمره حتى أهبط من السماء إلى الأرض لقتل الدجال، فزالوا عن مقالتهم ووحدوك ﴿فإنك أنت العزيز الحكيم﴾. وأخرج ابن أبي حاتم وأبو الشيخ عنه في قوله: ﴿هذا يوم ينفع الصادقين صدقهم﴾ يقول: هذا يوم ينفع الموحدين توحيدهم.

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود | الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الرابع

المحتوى

المائدة: ٨٢ - آخر الأنفال

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ضمير الله تعالى ، فلو فسرته بـ (اعبدوا الله ربي وربكم) لم يستقم . لأن الله لا يقول : « اعبدوا الله ربي وربكم » وإن جعلتها موصولة بالفعل لم يخل من أن تكون بدلاً من (ما أمرتني به) أو من الهاء في (به) ، وكلاهما غير مستقيم ، لأن البدل هو الذي يقوم مقام المبدل منه ، ولا يقال « ما قلت لهم إلا أن اعبدوا الله » بمعنى : « ما قلت لهم إلا عبادته » . لأن العبادة لا تقال ، وكذلك إذا جعلته بدلاً من الهاء . لأنك لو أقمت « أن اعبدوا الله » لم يصح . لبقاء الموصول بغير راجع إليه من صلته .

(فإن قلت) فكيف تصنع ؟ .

(قلت) يحمل فعل القول على معناه . لأن معنى (ما قلت لهم إلا ما أمرتني به) ما أمرتهم إلا بما أمرتني به حتى يستقيم تفسيره بـ (أن اعبدوا الله ربي وربكم) ويجوز أن تكون موصولة عطفاً على بيان الهاء لا بدلاً » انتهى . وفيه بعض تلخيص أما قوله : « وأما فعل الأمر إلى آخر المنع » وقوله : « لأن الله تعالى لا يقول (اعبدوا الله ربي وربكم) فإنما لم يستقم ، لأنه جعل الجملة وما بعدها مضمومة إلى فعل الأمر ، ويستقيم أن يكون فعل الأمر مفسراً بقوله (اعبدوا الله) ويكون (ربي وربكم) من كلام عيسى على إضمار أعني ، أي : أعني ربي وربكم ، لا على الصفة التي فهمها الزمخشري[1] ، فلم يستقم ذلك عنده . وأما قوله : « لأن العبادة لا تقال » فصحيح ، لكن ذلك يصح على حذف مضاف ، أي : ما قلت لهم إلا القول الذي أمرتني به ، قول عبادة الله ، أي : القول المتضمن عبادة الله . وأما قوله : « لبقاء الموصول بغير راجع إليه من صلته » . فلا يلزم في كل بدل أن يحل محل المبدل منه ، ألا ترى إلى تجويز النحويين « زيد مررت به أبي عبد الله » . ولو قلت « زيد مررت بأبي عبد الله » لم يجز ذلك عندهم إلا على رأي الأخفش . وأما قوله : « عطفاً على بيان الهاء » . فهذا فيه بعد ، لأن عطف البيان أكثره بالجوامد الأعلام . وما اختاره الزمخشري[2] وجوّزه غيره من كون أن مفسرة لا يصح ، لأنها جاءت بعد إلا ، وكل ما كان بعد إلا المستثنى بها ، فلا بد أن يكون له موضع من الإعراب ، و (أن) التفسيرية لا موضع لها من الإعراب ، وانظر إلى ما تضمنت محاورة عيسى وجوابه مع الله تعالى لما قرع سمعه ما لا يمكن أن يكون نزه الله تعالى ، وبرأه من السوء ، ومن أن يكون معه شريك ، ثم أخبر عن نفسه أنه لا يمكن أن يقول ما ليس له بحق ، فأتى بنفي لفظ عام ، وهو لفظ « ما » المندرج تحته كل قول ليس بحق حتى هذا القول المعين ، ثم تبرأ تبرؤاً ثالثاً ، وهو إحالة ذلك على علمه تعالى ، وتفويض ذلك إليه ، وعيسى يعلم أنه ما قاله ، ثم لما أحال على العلم أثبت علم الله به ، ونفى علمه بما هو لله ، وفيه إشارة إلى أنه لا يمكن أن يهجس ذلك في خاطري ، فضلاً عن أن أفوه به وأقوله « فصار مجموع ذلك نفي هذا القول ، ونفي أن يهجس في النفس ، ثم علل ذلك بأنه تعالى مستأثر بعلم الغيب ، ثم لما نزه الله تعالى وانتفى عنه قول ذلك وأن يخطر ذلك في نفسه ، انتقل إلى ما قاله لهم ، فأتي به محصوراً بإلا معذوقاً بأنه هو الذي أمره الله به أن يبلغهم عنه ﴿ **وكنت عليهم شهيداً ما دمت فيهم** ﴾ أي : رقيباً ، كالشاهد على المشهود عليه أمنعهم من قول ذلك وأن يتدينوا به وأتى بصيغة « فعيل » للمبالغة ، كثير الحفظ عليهم والملازمة لهم و « ما » ظرفية ، و « دام » تامّة ، أي : ما بقيت فيهم أي : شهيداً في الدنيا ﴿ **فلما توفيتني** ﴾ قيل : هذا يدل على أنه توفاه وفاة الموت قبل أن يرفعه وليس بشيء ، لأن الأخبار تظافرت برفعه حياً وأنه في السماء حيّ وأنه ينزل ويقتل الدجال ومعنى (توفيتني) قبضتني إليك بالرفع ، وقال الحسن : « الوفاة وفاة الموت ووفاة النوم ووفاة الرفع » ، وقال الزمخشري[3] : ﴿ **كنت أنت الرقيب عليهم وأنت على كل شهيد** ﴾ .

---

(١) انظر الكشاف ١/٦٩٥ .

(٢) نفسه ١/٦٩٥ .

(٣) نفسه ١/٦٩٦ .

مجمع البيان في تفسير القران ج ٣

(٤) سورة النساء مدنية و آياتها ست و سبعون و مائة (١٧٦)

هي مدنية كلها و قيل أنها مدنية إلا قوله « إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها » الآية و قوله « و يستفتونك في النساء قل الله يفتيكم في الكلالة » إلى آخرها فإن الآيتين نزلتا بمكة

عدد آيها

مائة و سبع و سبعون آية شامي و ست كوفي و خمس في الباقين

خلافها آيتان

« أن تضلوا السبيل » كوفي شامي « فيعذبهم عذابا أليما » شامي .

فضلها

أبي بن كعب عن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) قال من قرأها فكأنما تصدق على كل مؤمن ورث ميراثا و أعطي من الأجر كمن اشترى محررا و بريء من الشرك و كان في مشيئة الله من الذين يتجاوز عنهم و روي عن عمر بن الخطاب أنه قال تعلموا سورة البقرة و سورة المائدة و سورة الحج و سورة النور فإن فيهن الفرائض و روى العياشي بإسناده عن أمير المؤمنين (عليه السلام) أنه قال من قرأ سورة النساء في كل جمعة أومن من ضغطة القبر إذا أدخل في قبره .

تفسيرها

لما ختم الله السورة التي ذكر فيها آل عمران بالأمر بالتقوى افتتح أيضا هذه السورة به إلا أن هناك خص به المؤمنين و عم به هاهنا سائر المكلفين فقال .

أحبارهم و رهبانهم أربابا من دون الله » لما عظموهم تعظيم الرب (و الثالث) أنه يحتمل أن يكون فيهم من قال بذلك و يعضد هذا القول ما حكاه الشيخ أبو جعفر عن بعض النصارى أنه قد كان فيما مضى قوم يقال لهم المريمية يعتقدون في مريم أنها إله فعلى هذا يكون القول فيه كالقول في الحكاية عن اليهود و قولهم عزير ابن الله « قال » يعني عيسى « سبحانك » جل جلالك و عظمت و تعاليت عن عطاء و قيل معناه تنزيها لك و براءة مما لا يجوز عليك و قيل تنزيها لك من أن تبعث رسولا يدعي إلهية لنفسه و يكفر بنعمتك فجمع بين التوحيد و العدل ثم تبرأ من قول النصارى فقال « ما يكون لي أن أقول ما ليس لي بحق » أي لا يجوز لي أن أقول لنفسي ما لا يحق لي فآمر الناس بعبادتي و أنا عبد مثلهم و إنما تحق العبادة لك لقدرتك على أصول النعم ثم استشهد الله تعالى على براءته من ذلك القول فقال « إن كنت قلته فقد علمته » يريد أني لم أقله لأني لو كنت قلته لما خفي عليك لأنك علام الغيوب « تعلم ما في نفسي و لا أعلم ما في نفسك » أي تعلم غيبي و سري و لا أعلم غيبك و سرك عن ابن عباس و إنما ذكر النفس لمزاوجة الكلام و العادة جارية بأن الإنسان يسر في نفسه فصار قوله « ما في نفسي » عبارة عن الإخفاء ثم قال « ما في نفسك » على جهة المقابلة و إلا فالله منزه عن أن يكون له نفس أو قلب تحل فيه المعاني و يقوي هذا التأويل قوله تعالى « إنك أنت علام الغيوب » لأنه علل علمه بما في نفس عيسى بأنه علام الغيوب و عيسى ليس كذلك فلذلك لم يعلم ما يختص الله بعلمه ثم قال حكاية عن عيسى في جواب ما قرره تعالى عليه « ما قلت لهم إلا ما أمرتني به أن اعبدوا الله ربي و ربكم » أي لم أقل للناس إلا ما أمرتني به من الإقرار لك بالعبودية و إنك ربي و ربهم و إلهي و إلههم و أمرتهم أن يعبدوك وحدك و لا يشركوا معك غيرك في العبادة « و كنت عليهم شهيدا » أي شاهدا « ما دمت » حيا « فيهم » بما شاهدته منهم و علمته و بما أبلغتهم من رسالتك التي حملتنيها و أمرتني بأدائها إليهم « فلما توفيتني » أي قبضتني إليك و أمتني عن الجبائي و قيل معناه وفاة الرفع إلى السماء عن الحسن « كنت أنت الرقيب » أي الحفيظ « عليهم » عن السدي و قتادة « و أنت على كل شيء شهيد » أي أنت عالم بجميع الأشياء لا تخفى عليك خافية و لا يغيب عنك شيء قال الجبائي و في هذه الآية دلالة على أنه أمات عيسى و توفاه ثم رفعه إليه لأنه بين أنه كان شهيدا عليهم ما دام فيهم فلما توفاه الله كان هو الشهيد عليهم و هذا ضعيف لأن التوفي لا يستفاد من إطلاقه الموت أ لا ترى إلى قوله « الله يتوفى الأنفس حين موتها و التي لم تمت في منامها » فبين أنه تعالى يتوفى الأنفس التي لم تمت « إن تعذبهم فإنهم عبادك » لا يقدرون على دفع شيء من أنفسهم « و إن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم » في تسليم الأمر لمالكه و تفويض إلى مدبره و تبرؤ من أن يكون إليه شيء من أمور قومه كما يقول الواحد منا إذا تبرأ من تدبير أمر من الأمور و يريد تفويضه إلى غيره هذا الأمر لا مدخل لي فيه فإن شئت فافعله و إن شئت فاتركه مع علمه و قطعه على أن أحد الأمرين لا يكون منه و قيل أن المعنى إن تعذبهم فبإقامتهم على كفرهم و إن تغفر لهم فبتوبة كانت منهم عن الحسن فكأنه اشترط التوبة و إن لم يكن الشرط ظاهرا في الكلام و إنما لم يقل فإنك أنت الغفور الرحيم لأن الكلام لم يخرج مخرج السؤال و لو قال ذلك لأوهم الدعاء لهم بالمغفرة على أن قوله « العزيز الحكيم » أبلغ في المعنى و ذلك أن المغفرة قد تكون حكمة و قد لا تكون و الوصف بالعزيز الحكيم يشتمل على معنى الغفران و الرحمة إذا كانا صوابين و يزيد عليهما باستيفاء معان كثيرة لأن العزيز هو المنيع القادر الذي لا يضام و القاهر الذي لا يرام و هذا المعنى لا يفهم من الغفور الرحيم و الحكيم هو الذي يضع الأشياء مواضعها و لا يفعل إلا الحسن الجميل فالمغفرة و الرحمة إن اقتضتهما الحكمة دخلتا فيه و زاد معنى هذا اللفظ عليهما من حيث اقتضى وصفه بالحكمة في سائر أفعاله .

قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصدِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّتٌ تجْرِى مِن تحْتِهَا الأَنْهَرُ خَلِدِينَ فِيهَا أَبَداً رَّضىَ اللَّهُ عَنهُمْ وَ رَضوا عَنْهُ ذَلِك الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(١١٩) للَّهِ مُلْك السمَوَتِ وَ الأَرْضِ وَ مَا فِيهِنَّ وَ هُوَ عَلى كلّ شىْءٍ قَدِيرُ(١٢٠)

القراءة

قرأ نافع وحده يوم ينفع بالنصب و الباقون بالرفع .

تفسیر الشیخ الاکبر العارف باللہ تعالی
العلامۃ محیی الدین بن عربی اعاد اللہ
علینا من برکاتہ آمین
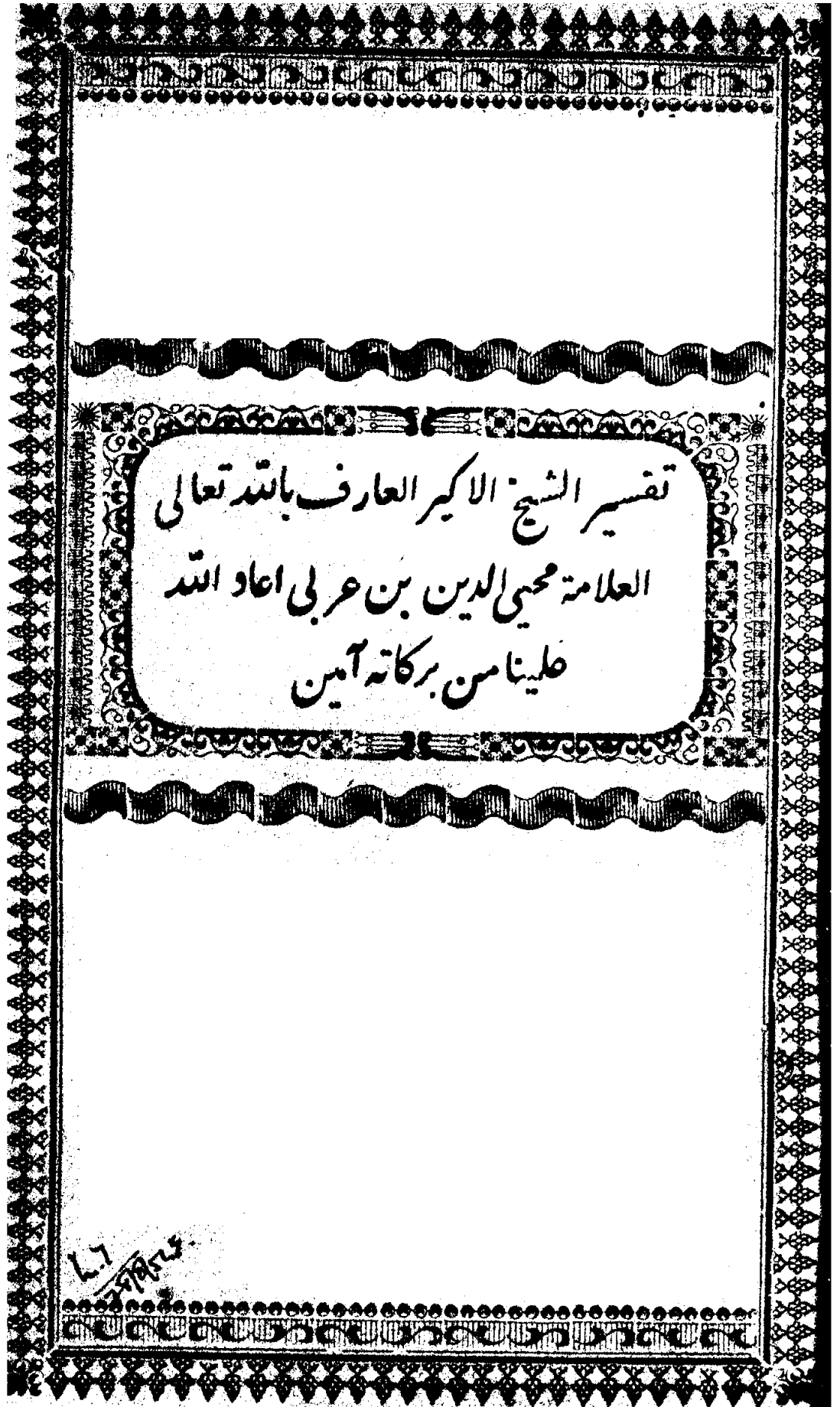
أولئك هم الكافرون حقا * (١٦٥) * وأعتدنا للكافرين عذابا مهينا والذين آمنوا بالله ورسله ولم يفرقوا بين أحد منهم أولئك سوف يؤتيهم أجورهم وكان الله غفورا رحيما يسألك أهل الكتاب أن تنزل عليهم كتابا من السماء فقد سألوا موسى أكبر من ذلك فقالوا أرنا الله جهرة فأخذتهم الصاعقة بظلمهم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتهم البينات فعفونا عن ذلك وآتينا موسى سلطانا مبينا ورفعنا فوقهم الطور بميثاقهم وقلنا لهم ادخلوا الباب سجدا وقلنا لهم لا تعدوا فى السبت وأخذنا منهم ميثاقا غليظا فبما نقضهم ميثاقهم وكفرهم بآيات الله وقتلهم الانبياء بغير حق وقولهم قلوبنا غلف بل طبع الله عليها بكفرهم فلا يؤمنون الا قليلا وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيما وان من أهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا فبظلم من الذين هادوا

وصفاتهم فان معرفتهم وهم وغلط وتوحيدهم زندقة ليسوا من الدين ولا من الحق فى شئ (مهينا) يهينهم بوجود الحجاب وذل النفس وصفاتها (والذين آمنوا بالله ورسله) جمعا وتفصيلا (أجورهم) من الجنات الثلاثة (وكان الله غفورا) يستر عنهم ذواتهم وصفاتهم التى هى ذنوبهم ويحجبهم بذاته وصفاته (رحيما) يرحمهم بتمتيعهم بالجنات الثلاثة وبالوجود الموهوب الحقانى والبقاء السرمدى (كتابا من السماء) علما يقينيا بالمكاشفة من سماء الروح (أكبر من ذلك) لان المشاهدة أكبر وأعلى من المكاشفة (بظلمهم) بطلبهم المشاهدة مع بقاء ذواتهم اذ وجود البقية عند المشاهدة وضع الشئ فى غير موضعه وطلب المشاهدة مع البقية طغيان من النفس ينشأ من رؤيتها كمالات الصفات لنفسها وذلك ظلم (سلطانا) تسلطا بالحجة عليهم بعد الافاقة (بل رفعه الله اليه) الى قوله (ليؤمنن به) رفع عيسى عليه السلام اتصال روحه عند المفارقة عن العالم السفلى بالعالم العلوى وكونه فى السماء الرابعة اشارة الى أن مصدر فيضان روحه روحانية فلك الشمس الذى هو بمثابة قلب العالم ومرجعه اليه وتلك الروحانية نور يحرك ذلك الفلك بمعشوقيته واشراق أشعته على نفسه المباشرة لتحريكه ولما كان مرجعه الى مقره الاصلى ولم يصل الى الكمال الحقيقى وجب نزوله فى آخر الزمان بتعلقه ببدن آخر وحينئذ يعرفه كل أحد فيؤمن به أهل الكتاب أى أهل العلم العارفين بالمبدأ والمعاد كلهم عن آخرهم قبل موت عيسى بالفناء فى الله واذ آمنوا به يكون يوم القيامة أى يوم بروزهم عن الحجب الجسمانية وقيامهم عن حال غفلتهم ونومهم الذى هم عليه الآن (شهيدا) شاهدهم يتجلى عليهم الحق فى صورته كما أشير اليه (فبظلم) عظيم (من الذين هادوا) أى بعباداتهم عجل النفس واتخاذه الها وامتناعهم عن دخول القرية التى هى حضرة الروح واعتدائهم فى السبت بمخالفة الشرع

تفسير القرآن الحكيم

الشهير بتفسير المنار

هذا هو التفسير الوحيد الذى فسر به القرآن من حيث هو هداية عامة للبشر ورحمة للعالمين وجامع لأصول العمران وسنن الاجتماع و موافق لمصلحة الناس فى كل زمان ومكان بانطباق عقائده على العقل وآدابه على الفطرة وأحكامه على درء المفاسد وحفظ المصالح . وهذه هى الطريقة التى جرى عليها فى دروسه فى الازهر

حكيم الاسلام ، وعلم الأعلام

الأستاذ الإمام

الجزء الثالث

أوله « تلك الرسل » وفيه صفوة ما قاله الأستاذ الإمام رحمه الله تعالى فى دروسه

تأليف

السيد محمد رشيد رضا

منشئ المنار

رحمه الله ورضى عنه

(الطبعة الثالثة — أصدرتها دار المنار بمصر ١٣٦٧ هـ)

مكر ، فمكره سبحانه وتعالى موجه إلى الخير ومكرهم هو الموجه إلى الشر .

﴿ إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلى ومطهرك من الذين كفروا ﴾
أى مكر الله بهم ، إذ قال لنبيه إني متوفيك الخ فان هذه بشارة بإنجائه من مكرهم وجعل كيدهم فى نحرهم قد تحققت ، ولم ينالوا منه ما كانوا يريدون بالمكر والحيلة
والتوفى فى اللغة أخذ الشىء وافيا تاما . ومن ثم استعمل بمعنى الاماتة قال تعالى (٣٩ : ٤٢ الله يتوفى الأنفس حين موتها) وقال (٣٢ : ١١ قل يتوفاكم ملك الموت الذى وكل بكم) فالمتبادر فى الآية : إنى مميتك وجاعلك بعد الموت فى مكان رفيع عندى ، كما قال فى ادريس عليه السلام (١٩.٥٣ ورفعناه مكاناً علياً)
والله تعالى يضيف إليه مايكون فيه الابرار من عالم الغيب قبل البعث و بعده كما قال فى الشهداء (٣ : ١٦٩ أحياء عند ربهم) وقال (٥٤ : ٥٤ أن المتقين فى جنات ونهر ٥٥ فى مقعد صدق عند مليك مقتدر) وأما تطهيره من الذين كفروا فهو إنجاؤه مما كانوا يرمونه به أو يرومونه منه و يريدونه به من الشر . هذا ما يفهمه القارىء الخالى الذهن . من الروايات والأقوال . لأنه هو المتبادر من العبارة ، وقد أيدناه بالشواهد من الآيات ، ولكن المفسرين قد حولوا الكلام عن ظاهره لينطبق على ما أعطتهم الروايات من كون عيسى رفع إلى السماء بجسده . وهاك ما قاله الأستاذ الإمام فى ذلك :

يقول بعض المفسرين « إنى متوفيك » أى منومك ، و بعضهم إنى قابضك من الأرض بروحك وجسدك « ورافعك إلى » بيان لهذا التوفى ، و بعضهم إني أنجيك من هؤلاء المعتدين ، فلا يتمكنون من قتلك ، وأميتك حتف أنفك ثم أرفعك إلى
ونسب هذا القول إلى الجمهور ، وقال : للعلماء ههنا طريقتان احداهما وهى المشهورة أنه رفع حياً بجسمه وروحه ، وأنه سينزل فى آخر الزمان فيحكم بين الناس بشرعنا ثم يتوفاه الله تعالى . ولهم فى حياته الثانية على الأرض كلام طويل معروف . وأجاب هؤلاء عما يرد عليهم من مخالفة القرآن فى تقديم الرفع فى التوفى بأن الواو لا تفيد ترتيبا ـ أقول : وفاتهم أن مخالفة الترتيب فى الذكر للترتيب فى الوجود لا يأتى فى الكلام البليغ إلا لنكتة ، ولا نكتة هنا لتقديم التوفى على الرفع إذ الرفع هو الأهم

مصنفہ
علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ
سید بشارت حسین کامل مرزاپوری

ناشر
مجلس علمی اسلامی (پاکستان)

اُونی کرتا پہنے ہوئے تھے جس کے اُون کو مریمؑ علیہا السلام نے کاتا اور بُنا تھا اور سیا تھا۔ جب حضرت آسمان پر پہنچے خدا کی جانب سے آواز آئی کہ اے عیسیٰؑ دنیا کی زینت کو چھوڑ دو۔

حدیث موثق میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی پیغمبر اور حجت خدا کا قتل ہونا یا مرنا سوائے حضرت عیسیٰؑ کے لوگوں پر مشتبہ نہیں ہوا کیونکہ وہ زندہ زمین سے اُٹھا لئے گئے اور اُن کی رُوح زمین و آسمان کے درمیان قبض کی گئی جب وہ آسمان پر پہنچے اُن کی روح پھر اُن کے بدن میں واپس کر دی گئی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ۔ (میں نے تم کو وفات دی پھر اپنی طرف بلند کر لیا) اور حضرت عیسیٰؑ سے بیان فرماتا ہے۔ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔ یہ دونوں آیتیں حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر دلالت کرتی ہیں۔

بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت صاحب الامر علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ نو ہزار (۹۰۰۰) فرشتے نازل ہوں گے اور تین سو تیرہ (۳۱۳) وہ فرشتے جو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تھے جبکہ وہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ بہت سی معتبر سندوں سے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہم السلام سے منقول ہے کہ حضرت صاحب الامر میں چار پیغمبروں کی سنت ہے ایک حضرت عیسیٰؑ کی جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مر گئے یا قتل کر دیئے گئے حالانکہ وہ نہ مرے ہیں نہ قتل کئے گئے۔

حدیث معتبر میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہودیوں نے چاہا کہ عیسیٰؑ کو قتل کریں انہوں نے خدا کو ہم اہلبیت کے حق کی قسم دی تو خدا نے اُن کو قتل سے نجات بخشی اور آسمان پر اُٹھا لیا۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کی امت بہتّر (۷۲) فرقوں میں تقسیم ہو گئی اُن میں سے ایک فرقہ ناجی اور اکہتّر (۷۱) جہنمی ہوئے۔

دوسری حدیث معتبر میں وارد ہے کہ جناب امیرؑ نے یہودیوں اور عیسائیوں کے سب سے بڑے عالموں کو طلب فرمایا اور کہا کہ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں جس کو تم سے بہتر میں خود جانتا ہوں لہذا حق کو پوشیدہ مت کرنا اور

کشف المحجوب

(کلام المرغوب)

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج وتدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک

ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

جامعہ صفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768,0322-4973954

یوسف صدیق اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو آسمانوں پر دیکھا تو لامحالہ ان کی روحیں تھیں اور اگر روح عرضی ہوتی، بخود قائم ہوتی حتیٰ کہ بحالت اسے دیکھ نہیں سکتا۔ اگر عرض ہوتا تو اس کے وجود کے لیے کوئی محل ہوتا جہاں وہ عارضی ہوتی اور اس کا محل جوہر ہوتا اور جوہر مؤلف اور کثیف ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اگر روح لطیف جوہر اور جسیم ہے تو اس کا دیکھنا جائز بھی ہونا چاہیے۔ لیکن دل کی آنکھ سے دیکھ لی جاتی ہے اور بستہ پروں میں وہ جنت میں ہوتی ہے اور اسے اپنی قبر اور قنادیل عرش میں آنے جانے کی راہ ہے۔ جیسا کہ اس کے ثبوت میں اخبار واحادیث ناطق ہیں اور ان کا آنا جانا بحکمِ الٰہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ﴾(۱) ''اے محبوب فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے امر میں سے ایک امر ہے۔''

یہاں ملاحدہ کا اختلاف ہے۔ اس لیے کہ وہ روح کو قدیم کہتے ہیں اور اسے پوجتے ہیں۔ اسے فاعلِ اشیاء اور مدبر بھی اس حد تک مانتے ہیں کہ اسے بغیر تدبیر امور نہیں ہو سکتی۔ اسے ارواح آلہ اور لم یزل کہتے ہیں۔ اس عقیدہ پر نصاریٰ بھی ہیں اور تبت اور چین، چین کے تمام ہندو یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ادھر سے شیعہ اور قرامطہ اور فرقہ باطنیہ بھی اس عقیدہ پر ہے۔ ہر گروہ کے متعلق ہم ذکر کریں گے۔ اس میں سوال طلب جو چیز ہے وہ یہ کہ روح قدیم کس معنی میں مانتے ہیں۔

محدث مقدم مانتے ہیں جو وجود میں ہے۔ یا ایسا قدیم مانتے ہیں کہ ہمیشہ باقی رہے۔ اگر وہ کہیں کہ ہماری مراد محدث متقدم ہے وجود سے۔ تو ایسی صورت میں اصل کے اندر خلاف پیدا ہو گا۔ اس لیے کہ ہم بھی روح کو محل ضرور کہتے ہیں۔ اس لیے کہ تقدم وجود روح کو وجود شخصی پر تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْاَرْوَاحَ قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِمِائَتَيْ اَلْفِ عَامٍ. (۱) ''بیشک اللہ نے ارواح کو اجسام سے دو لاکھ سال قبل پیدا فرمایا۔'' تو جب اسے محدث مانا جائے تو لامحالہ محدث کو محدث کے ساتھ محدث ماننا پڑے گا اور یہ ایک قسم ہو گی مخلوقِ حق سے جسے دوسری جنس کے ساتھ ملایا گیا ہو اور اس ملانے سے لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حیٰوۃ سے

۱۔ سورۃ الاسراء: ۸۵

۲۔ یہ الفاظ اس حدیث شریف کا حصہ ہیں جسے امام ازدی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام ابن جوزی نے ''الموضوعات'' میں اور امام شوکانی نے الفوائد المجموعه (ص: ۳۸۲) میں ذکر کیا ہے اور مکمل حدیث شریف یوں ہے: ان الله خلق الا رواح قبل الا جساد بالفی عام ثم جعلها تحت العرش، ثم امرها بالطاعة لی فاول روح سلمت علی روح علی،

اللہ اکبر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کشف المحجوب (اردو)

تصوف کی لازوال شہرہ آفاق کتاب

مصنف

زبدۃ العارفین ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا عبد الرؤف فاروقی

ناشر اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور

دیتے ہیں اور انسان کی زندگی بھی ایک صفت ہے اور انسان اس سے زندہ ہے لیکن روح
انسان کے جسم میں ایک امانت ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ وہ آدمی سے الگ ہو جائے اور آدمی
زندگی کی وجہ سے زندہ رہے جیسا کہ نیند کی حالت میں روح تو چلی جاتی ہے لیکن زندگی باقی
رہتی ہے تاہم یہ نہیں ہوسکتا کہ روح کے چلے جانے کے بعد علم اور عقل سلامت رہے اس
لئے کہ پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے کہ "شہداء کی روحیں ایک جوہر ہیں جو قائم بذاتہ ہیں اور پیغمبر
ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "الارواح جند مجندۃ" (ارواح جمع کئے گئے لشکر ہیں)
لامحالہ لشکر تو باقی رہتے ہیں لیکن عرض پر نہ بقا درست ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنی ذات کے
ساتھ قائم ہوتا ہے پس روح اس لطیف جسم کا نام ہوگا جو خدا تعالیٰ کے حکم سے آتا ہے اور اسی
کے حکم سے جاتا ہے اور پیغمبر ﷺ نے بیان کیا ہے کہ میں نے معراج کی رات حضرت آدم
صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون حلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ
صلوات اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں میں دیکھا ہے تو لامحالہ وہ ان حضرات کی ارواح ہوں گی
اور اگر روح عرض ہوتی تو اپنی ذات کے ساتھ قائم نہ ہوتی تاکہ اس کے وجود کی حالت میں
پیغمبر ﷺ اس کو دیکھ سکتے کیونکہ اگر عرض ہوتی تو اس کے وجود کیلئے ایک محل ہونا چاہئے تھا
جس محل کے ساتھ وہ عارض ہوتی اور اس کا محل جوہر ہوتا کیونکہ جواہر مرکب اور کثیف ہوتے
ہیں (حالانکہ پیغمبر ﷺ نے انبیاء کی روحوں کو جسموں کے ہمراہ نہیں دیکھا) پس معلوم ہو گیا
کہ روح ایک لطیف شی ہے اور اس کا جسم بھی ہے جب وہ جسم ہے تو اس کو دیکھنا درست ہوا
خواہ یہ دیکھنا دل کی آنکھ کے ساتھ ہی ہو اور یہ بھی درست ہوا کہ وہ پرندوں کے قالب میں ہوں
اور یہ بھی درست ہوا کہ وہ ایسا لشکر ہوں جن کا آنا اور جانا ثابت ہو۔ جیسا کہ احادیث اس پر
ناطق ہیں چنانچہ فرمایا کہ "قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ" (کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کا
ایک امر ہے) گویا اس کا جسم میں آنا اور اس سے نکلنا سب حق تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

باقی یہاں رہا اختلاف ملحدین کا کہ وہ روح کو قدیم کہتے ہیں اس کی پرستش کرتے

هو

۱۲۱

کشف المحجوب

علی بن عثمان هُجویری

به کوشش: فریدون آسیابی عشقی زنجانی

عینی باشد؛ و پیغمبر علیه السّلام گفت: «الأرواحُ جنودٌ مجنّدةٌ»، لامحاله جنود باقی باشند و بر عرض بقا روا نباشد و عرض به خود قایم نباشد. پس آن جسمی بود لطیف که بیاید به فرمان خدای عزّ و جلّ و برود به فرمان وی و پیغمبر صلّی اللّه علیه گفت: «من اندر شب معراج آدم و یوسف و هارون و موسی و عیسی و ابراهیم را علیهم السّلام اندر آسمانها بدیدم.» لامحاله آن ارواح ایشان باشد و اگر روح عرضی بودی به خود قایم نبودی تا در حال هستی مر آن را بتوانستی دید؛ که وجود آن را محلی بایدکه وی عارض آن محل باشد و محل آن جوهر بود و جواهر مؤلَّف و لطیف جسم باشند و چون جایز الرّؤیه باشد روا بودکه در حواصل طیور باشد و روا باشد که لشکری باشد و مر ایشان را آمد و شدی باشد؛ چنانکه اخبار بدان ناطق است و آمد و شد ایشان به امر خداوند تعالی باشد؛ لقوله، تعالی: «قل الرّوحُ من امر ربّی (۸۵/ الإسراء).»

ماند اینجا خلاف مَلاحده که ایشان روح را قدیم گویند و مر آن را بپرستند و فاعل اشیا و مدبر آن بجز وی را ندانندو آن را «روح الاله» خوانند و «لم یزل» و او را مُدیرگویند از شخصی به شخصی دیگر و بر هیچ شبهت که خلق را افتاده است چندان اجتماع نیست که بر این؛ از آنچه جمله نصاری بر این‌اندهرچندکه به عبارت خلاف آن کنند و جمله هندو تبت و چین و ماچین براین‌اند و اجتماع شیعیان و قرامطه و باطنیان بر این است، و آن دوگروه مُبطِل نیز بدین مقالت قائل‌اند و هرگروهی از این جمله که یادکردیم مر این قول را مقدمات دارند و به براهین دعوی کنند.

گوییم با این جمله که: به این لفظ قِدَم چه می‌خواهید؟ محدَثی متقدم اندر وجود و یا قدیمی همیشه بود؟ اگر گویند: بدین قول مراد محدثی است متقدم اندر وجود، اندر اصل خلاف برخاست؛ که ما هم روح محدث می گوییم با تقدم وجودش بر وجود شخص؛ کما قال النبی، علیه السّلام: «إنَّ اللّهَتعالی خَلَقَ الْأرواحَ قبلَ الْأجْساد»، و چون حدث آن درست شد لامحاله مُحدَث به محدث مُحدَث باشد و این یک جنس بود از خلق خدای کَه به دیگر جنس می‌پیوندد و از اندر پیوستن ایشان به یکدیگر، خداوند تعالی حیاتی پدید می‌آرد بر تقدیر خود؛ یعنی ارواح جنسی از خلق‌اند و اجساد جنسی دیگر. چون تقدیر حیات حیوانی کند فرمان دهد تا روح به جسد پیوندد، زندگانی اندر زنده حاصل آید اما گشتن وی از شخص به شخص، روا نباشد؛ از آنچه چون یک شخص را دو حیات روا نباشد، یک روح را دو شخص هم روا نباشد و اگر اخبار بدان ناطق نبود و رسول اندر اخبار خود صادق نبودی، معقول روح بجز حیات نبودی و آن صفتی بود نه عینی.

و اگرگویندکه: «مراد ما بدین قول، قدیمی همیشه بود است.» گوییم: «به خود قایم است یا به غیر؟» اگر گویند: «قدیم قایم به نفس است.» گوییم: «خداوند عالم است یا نه خداوند عالم است؟» اگرگویند: «نه وی است»، اثبات قدیمین باشد و این معقول نیست؛ که قدیم محدود نباشد؛ که وجود ذات یکی حد دیگری باشد و این محال بود.

و اگرگویند: «خداوند عالَم است.» گوییم: «پس وی قدیم است و خلق محدَث. محال باشدکه محدَث را با قدیم امتزاج باشدو یا اتحاد و حلول و یا محدث مکان قدیم آید و یا قدیم حامل او باشد؛ که هرچه به چیزی پیوندد همچون وی بود و وصل و فصل جز بر محدثات روا نبودکه اجناس یکدیگرند.» تعالی اللّه عن ذلک.

و اگرگویندکه: «به خود قایم نیست و قیام آن به غیر است.» از دو بیرون نبود: یا صفتی باشد یا عرضی.

اگر عرض گوید، لامحاله اندر محلی بایدگفت یا اندر لامحل. اگر اندر محلی گوید، محل آن چون وی بود و اسم قِدَم از هر دو باطل شود و اگر اندر لامحل گوید، محال باشد؛ که چون عرض که به خود قایم نبود اندر لامحل معقول نباشد.

و اگرگوید: «صفتی است قدیم»، چنانکه حلولیان و تناسخیه گویند و آن صفت را صفت حق خوانند، محال

By

Hazrat Ali bin Usman Al-Hujwiri(R.A)

Preface By

Hazrat Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari(R.A)

Zia-ul-Quran Publications

Lahore-Karachi-Pakistan

that the spirit is not life, but that life does not exist without it, just as the spirit does not exist without the body, and that the two are never found apart, because they are inseparable, like pain and the knowledge of pain. According to this view also the spirit is an accident, like life. All the Sufi Shaykhs, however, and most orthodox Muslims hold that the spirit is a substance, and not an attribute; for, so long as it is connected with the body, God continually creates life in the body, and the life of Man is an attribute and by it he lives, but the spirit is deposited in his body and may be separated from him while he is still living, as in sleep. But when it leaves him, intelligence and knowledge can no longer remain with him, for the Apostle has said that the spirits of martyrs are in the crops of birds: consequently it must be a substance; and the Apostle has said that the spirits are hosts (*junud*), and hosts are subsistent (*baqi*), and no accident can subsist, for an accident does not stand by itself.

The spirit, then, is a subtle body (*jismi latif*), which comes and goes by the command of God. On the night of the Ascension, when the Apostle saw in Heaven Adam, Joseph, Moses, Aaron, Jesus, and Abraham, it was their spirits that he saw; and if the spirit were an accident, it would not stand by itself so as to become visible, for it would need a locus in substances, and substances are gross (*kathif*). Accordingly, it has been ascertained that the spirit is subtle and corporeal (*jasim*), and being corporeal, it is visible, but visible only to the eye of intelligence (*chashm-i dil*). And spirits may reside in the crops of birds or maybe armies that move to and from, as the Apostolic Traditions declare.

Here we are at variance with the heretics, who assert that the spirit is eternal (*qadim*), and worship it, and regard it as the sole agent and governor of things, and call it the uncreated spirit of God, and aver that it passes from one

اُردُو ترجمہ

کشف المحجوب

منقولہ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بسال ۶۶۴ھ

جو

پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (ستارۂ پاکستان)

سابق پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور — و — صدر اُردُو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لاہور

کے کتب خانے میں محفوظ ہے

مترجم

الیف۔ ڈی۔ گوہر

بسعی و اہتمام

احمد ربانی ایم اے

toobaa-elibrary.blogspot.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہیدوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں رہتی ہیں۔ یہ عین ہونے کی دلیل ہے۔ آپ نے ارواح کو لشکر کہا۔ لشکر باقی ہوتے ہیں۔ عرض کو بقا نہیں۔ عرض خود بخود قائم نہیں ہوتا۔ روح ایک جسم لطیف ہے جو بحکم خداوندی آتا ہے اور رخصت ہو جاتا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج آدم صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ، ہارون، عیسیٰ اور ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو آسمانوں پر دیکھا۔ یقیناً یہ ان کی روحیں ہوں گی۔ اگر روح "عرض" ہی ہوتی تو بذاتِ خود قائم ہو کر نظر نہ آتی۔ کیونکہ دکھائی دینے کے لیے جوہر (محل) کی ضرورت ہے۔ یعنی وہ "جوہر" یا محل روح جس کا "عرض" ہو۔ لامحالہ "جوہر" لطیف نہیں بلکہ کثیف ہوتا ہے پس ثابت ہوا کہ روح جسیم ہے اور جسمِ لطیف رکھتی ہے۔ جسیم ہونے کی وجہ سے نظر آ سکتی ہے مگر صرف چشمِ دل کو۔ بقول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم روحیں پرندوں کے اندر رہ سکتی ہیں اور ان کو لشکروں کی مثال کہا جا سکتا ہے۔

ص ۲۸۶/۳۶۴ یہاں ہمیں اختلاف ہے ان ملحدوں سے جو یہ کہتے ہیں کہ روح قدیم ہے۔ اس کی پرستش کرتے ہیں اور اس کو ہر چیز کا فاعل اور مدبر سمجھتے ہیں۔ خدائے لم یزل کی طرح اس کو غیر مخلوق تصور کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔ جس قدر خلقت اس گمراہی میں مبتلا ہوئی ہے شاید ہی کسی اور گمراہی میں ہوئی ہو۔ یہ عقیدہ عیسائیوں کا ہے گو وہ بیان کرتے وقت مختلف انداز میں بیان کر جاتے ہیں۔ ہند، تبت، چین، ماچین میں بھی عقیدہ مروج ہے۔ شیعہ، قرامطہ، اور باطنیہ کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ مذکورہ بالا دو باطل گروہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان راہ گم کردہ جماعتوں کے چند مفروضات ہیں جن کی بنا پر وہ دلائل و براہین پیش کرتے ہیں۔ میں ان سے ایک سوال کرتا ہوں۔ "قدیم" سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس کا مطلب محدث قبل از وجود ہے یا قدیم ازلی ہے؟ اگر مطلب "محدث قبل از وجود" ہے تو اصولاً کوئی فرق نہ رہا۔ کیونکہ ہم بھی روح کو ایسا محدث سمجھتے ہیں جس کا وجودِ شخصی وجود سے پہلے معرضِ وجود میں آتا ہو۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا کیا۔" روح ایک قسم کی مخلوقِ خدا ہے وہ اسے ایک دوسری قسم کی مخلوق سے پیوند کر دیتا ہے۔ اور اس طرح پیوند کرنے میں اپنی قدرت سے زندگی پیدا کرتا ہے مگر روح ایک جسمانی قالب سے دوسرے جسمانی قالب میں منتقل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس طرح جسم کے لیے دو زندگیاں نہیں ہو سکتیں روح کے لیے دو جسم نہیں ہو سکتے۔ اگر اس حقیقت پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ناطق نہ ہوتیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت مسلمہ نہ ہوتی تو عقلی نقطۂ نظر سے روح کو صرف زندگی کہا جا سکتا۔ اس کی حیثیت ایک صفت کی ہوتی اور وہ ص ۲۸۷/۳۶۵
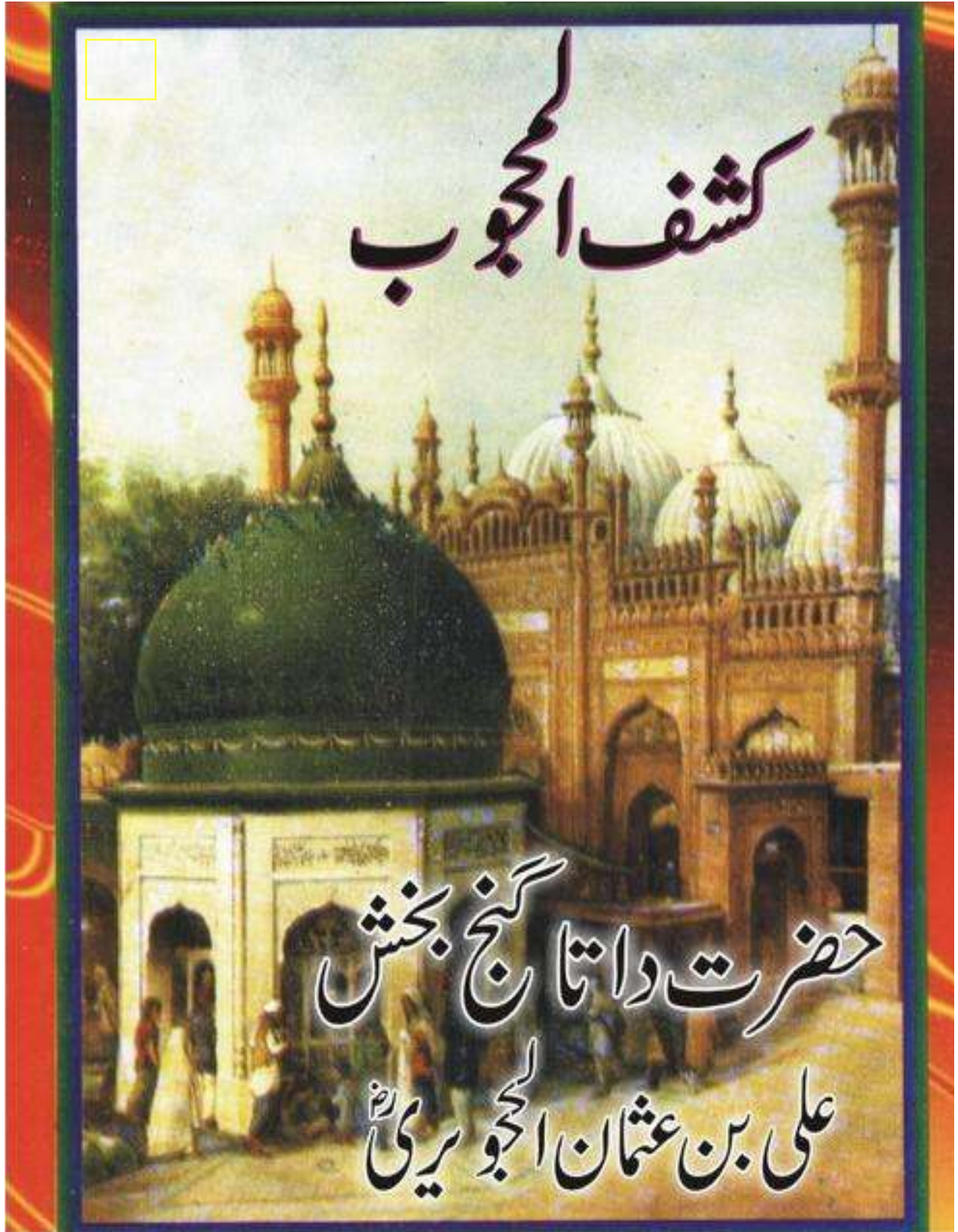
کشف المحجوب
حضرت داتا گنج بخش
علی بن عثمان الہجویریؒ

نہیں ہے۔ جیسے کہ غیر معتدل شخص کی روح، جو ایک دوسرے کے بغیر نہیں پائی جاتی مثلاً الم و تکلیف اور اس کا علم، کہ یہ دونوں وجود میں تو مختلف ہیں لیکن وقوع میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ اسی معنی میں اسے عرضی بھی کہا جاتا ہے جس طرح کہ حیات کہا جاتا ہے۔

جمہور مشائخ اور اکثر اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ روح نہ عینی ہے نہ وصفی، اللہ تعالیٰ جب تک روح کو انسانی قالب میں رکھتا ہے تو وہ دستور کے مطابق قالب میں حیات پیدا کرتا ہے۔ اور حیات انسان کی صفت ہے اور وہ اسی سے زندہ رہتا ہے۔ اور یہ کہ روح جسمِ انسانی میں عاریتہً ہے ممکن ہے کہ وہ انسان سے جدا ہو جائے اور حیات کے ساتھ زندہ رہے۔ جس طرح کہ نیند کی حالت میں روح نکل جاتی ہے مگر وہ حیات کے ساتھ زندہ رہتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ جسم سے روح نکل جانے کے وقت اس میں عقل و حلم باقی رہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں ہوتی ہیں۔ یقیناً اس سے یہ لازم آتا ہے کہ روح عینی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا "الارواح جنود مجندۃ" روحیں صف بستہ لشکر ہیں۔ لامحالہ جنود باقی ہوتا ہے اور عرض پر بقا جائز نہیں اور نہ عرض از خود قائم ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی جاتی ہے۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں نے، حضرت آدم صفی اللہ، یوسف صدیق، موسیٰ کلیم اللہ، ہارون حلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کو آسمانوں پر دیکھا۔ بلاشبہ وہ ان کی ارواح مقدسہ تھیں۔ اگر روح شئے عرضی ہوتی تو از خود قائم نہ ہوتی اور اسے ہستی و وجود کی حالت میں نہیں دیکھا جا سکتا تھا۔ اگر وہ عرضی ہوتی تو اس کے وجود کے لئے کوئی مقام درکار ہوتا۔ تا کہ عارض اس مقام میں قیام کرے اور وہ مقام اس کا جوہر ہوتا اور جواہر مرکب و کثیف ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رُوح کے لئے، جسمِ لطیف ہے۔ جب کہ وہ صاحبِ جسم ہے تو اس کا دیکھنا بھی ممکن ہے۔ خواہ دل کی آنکھ سے ممکن ہو یا سبز پرندوں کی شکل میں یا صف بستہ لشکری کی صورت میں جن سے وہ آئیں اور جائیں۔ اس پر حدیثیں شاہد ہیں اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:۔

قل الروح من امر ربی۔	اے محبوب تم کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے۔

اب بے دینوں کے ایک اختلاف کا بیان اور باقی ہے وہ یہ کہ روح کو قدیم کہتے ہیں اور اس کو پوجتے ہیں۔ اشیاء کا فاعل اور ان کا مدبّر اسی کو جانتے ہیں۔ وہ ارواح کو آلہ کہتے اور

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

الجزء السابع

ليؤمننَّ ﴿ بِهِۦ ﴾ : بعيسى ، ﴿ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ ﴾ : موتِ[(١)] صاحبِ الكتابِ[(٢)] .

حدَّثني المثنى ، قال : ثنا أبو حذيفةَ ، قال : ثنا شبلٌ ، عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ ﴾ : كلُّ صاحبِ كتابٍ يُؤْمنُ بعيسى ، ﴿ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ ﴾ . موتِ صاحبِ الكتابِ . قال ابنُ عباسٍ : لو ضُرِبت عنقُه ، لم تخرُجْ نفسُه حتى يؤمِنَ بعيسى .

حدَّثنا ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا أبو تُمَيلةَ يحيى بنُ واضحٍ ، قال : ثنا الحسينُ بنُ واقدٍ ، عن يزيدَ النحويِّ ، عن عكرمةَ ، عن ابنِ عباسٍ ، قال : لا يموتُ اليهوديُّ حتى يشهَدَ أن عيسى عبدُ اللَّهِ ورسولُه ، ولو عُجِّل عليه بالسلاحِ[(٣)] .

حدثني إسحاقُ بنُ إبراهيمَ بنِ حَبيبِ بنِ الشهيدِ ، قال : ثنا عتَّابُ بنُ بشيرٍ ، عن خُصَيفٍ ، عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦ ﴾ . قال : هي في قراءةِ أُبيٍّ : (قبلَ موتِهم)[(٤)] : ليس يهوديٌّ يموتُ أبدًا حتى يؤمِنَ بعيسى . قيل لابنِ عباسٍ : أرأيتَ إن خرَّ من فوقِ بيتٍ ؟ قال : يتكلَّمُ به في الهُوِيِّ[(٥)] . فقيل : أرأيت إن ضُرِبت عنقُ أحدٍ منهم ؟ قال : يُلَجْلِجُ[(٦)] بها لسانُه[(٧)] .

حدثني المثنى ، قال : ثنا أبو نُعيمٍ الفضلُ بنُ دُكينٍ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن خُصَيفٍ ،

---

(١) في ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « صاحب » .

(٢) تفسير مجاهد ص ٢٩٦ .

(٣) عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢/٢٤١ إلى المصنف وعبد بن حميد .

(٤) ينظر البحر المحيط ٣/٣٩٣ وهي قراءة شاذة .

(٥) في الأصل : « الهواء » . والهوى مصدر بمعنى السقوط . اللسان (هـ و ى) .

(٦) في م : « يتلجلج » واللجلجة والتلجلج تردد اللسان . التاج (لجلج) .

(٧) أخرجه سعيد بن منصور في سننه ٤/١٤٢٧ (٧٠٩ - تفسير) من طريق عتاب بن بشير به ، وعزاه السيوطي في الدر المنثور ٢/٢٤١ إلى الطيالسي وابن المنذر .

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا الحَكَمُ بنُ عطيةَ ، عن محمدِ ابنِ سيرينَ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : موت الرجلِ من أهلِ الكتابِ .

حدَّثنا محمدُ بنُ الحسينِ ، قال : ثنا أحمدُ بنُ المفضَّلِ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السُّديِّ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قال ابنُ عباسٍ : ليس من يهوديٍّ[(1)] يموتُ حتى يؤمنَ بعيسى ابنِ مريمَ . فقال له رجلٌ من أصحابِه : كيف والرجلُ يغرَقُ ، أو يحترقُ ، أو يسقطُ عليه الجدارُ ، أو يأكلُه السَّبُعُ ؟ فقال : لا تخرُجُ روحُه من جسدِه حتى يُقْذَفَ فيه الإيمانُ بعيسى .

حُدِّثتُ عن الحسينِ بنِ الفَرَجِ ، قال : سمِعتُ أبا معاذٍ يقولُ : أخبرنا عُبيدُ بنُ سليمانَ ، قال : سمِعتُ الضحاكَ يقولُ فى قولِه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : فلا يموتُ أحدٌ من اليهودِ حتى يشهَدَ أن عيسى رسولُ اللَّهِ .

حدثنى المثنى[(2)] ، قال : ثنا إسحاقُ ، قال : ثنا يَعْلَى ، عن جُويبرٍ فى قولِه : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : [(3)] فى قراءةِ [(3)] أُبيٍّ : (قبلَ موتِهم) .

وقال آخرون : معنى ذلك : وإنْ من أهلِ الكتابِ إلا ليؤمنَنَّ بمحمدٍ ﷺ قبلَ موتِ الكتابيِّ .

---

(١) بعده فى م : « ولا نصرانى » .

(٢) فى ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « ابن المثنى » .

(٣ - ٣) فى الأصل : « قرأه » .

جلد دوم

تبٰرک الذی نزّل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا

مصنّفہ فخر المفسّرین زبدۃ المحدّثین عمدۃ المتکلّمین فاضلِ اجل حضرت

مولانا ابو محمد عبد الحق الحقّانی الدّہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

تفسیرِ فتح المنّان

المشہور بہ

تفسیرِ حقّانی

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکاتِ قرآنیہ سے فیض یاب ہو

ناشر میر محمد، کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

کرتا ہے۔ تیسرا فرقہ جسم اور روح دونوں سے صلیب پانا بیان کرتا ہے۔ بلکہ بعض فرقے یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیحؑ کو صلیب نہیں ہوئی بلکہ کسی دوسرے شخص کو، یہودی جھوٹی شیخی مارتے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خود یہود کو اختلاف تھا کیونکہ جب انھوں نے مسیحؑ کو مکان میں بند کیا تو اُن کو خدا تعالےٰ نے چھت پھاڑ کر آسمان پر اُٹھا لیا اور اُن کی شکل میں ایک یہودی کو کر دیا وہ دار پر کھینچا گیا۔ چونکہ اس کے افشار کرنے میں حضرت مسیحؑ کے کمالات کا اظہار تھا اس لئے یہود نے کہدیا کہ ہم نے خود مسیحؑ کو قتل کیا۔ یہ سدیؒ کا قول ہے اس کی تصدیق بھی اناجیل کے بعض فقروں سے ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گزرا اور خود قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔

آج کل عیسائی حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کو اپنی کتابوں اور مؤرخوں کے اقوال سے زور دے کر ثابت کیا کرتے ہیں اور اس پر یہود کی گواہی بھی لاتے ہیں لیکن اس کا جواب پہلے ہو چکا اور اگر ہم اُن کے قول کو تسلیم بھی کر لیں تو قرآن مجید کی آیت ماقتلوہ و ماصلبوہ اور بل رفعہ اللہ الیہ کے معنے عیسائیوں کے اوّل گروہ کے مطابق بھی ہو سکتے ہیں کہ دراصل جو عیسٰی یعنی روح منوّر تھی نہ اس کو انھوں نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ وہ روح خدا تعالےٰ کے پاس پہنچی۔ مگر جمہور اہلِ اسلام اس کے قائل نہیں، واللہ اعلم۔

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
اور اُس کی موت سے پہلے ہر اہل کتاب اس پر ایمان
بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ
لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن اُن پر
عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾
گواہی دے گا۔

ترکیب

ان بمعنے ما من اہل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی جو احد ہے تقدیرہٗ مامن اہل الکتاب احد۔ الا لیؤمنن استثناء متصل ہے۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں یہود کے فضائح اور قبائح ذکر ہوئے تھے اور اس کی بھی تشریح تھی کہ انھوں نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ذلّت و خواری دینے کا ارادہ کیا تھا وہ اس میں ناکام رہے خدا تعالےٰ نے اُن کو اس کے بالعوض عزّت دی اُن کو آسمان پر بلا لیا۔ اب اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک اور بڑی عزّت و شوکت کی خبر دی جاتی ہے ہر اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لائے گا جبکہ ان کی شوکت اور جلال دیکھیں گے اور پھر قیامت کو وہ ان پر گواہی دیں گے قبل موتہٖ کی ضمیر میں علماء کے دو قول ہیں، ایک شہر بن حوشب وغیرہ کا وہ کہتے ہیں کہ موتہٖ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف پھرتی ہے اس تقدیر پر یہ معنے ہوئے کہ ہر اہل کتاب اپنی موت سے پہلے ضرور اُن پر یعنی حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ اہل کتاب کا لغوی معنے کے لحاظ سے یہود اور نصارٰی اور اہل اسلام سب پر اطلاق ہو سکتا ہے ان میں سے نصارٰی اور اہل اسلام تو حضرت مسیحؑ پر موت سے پہلے اپنی زندگی میں ایمان رکھتے ہیں اور بہ لے بخروج بھی لیا جاوے تو ان کے بلاوہ دیگر قرب قیامت کے دنیا میں تشریف لانے پر بھی ان کا ایمان ہے۔

رہے یہود سو اُن کی نسبت یوں توجیہ کرنی پڑے گی جب وہ مرنے لگتے ہیں اور اُن کو ملائکہ موت نظر آتے ہیں تو حضرت مسیحؑ پر ایمان لاتے ہیں ہر چند وہ ایمان کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اس قول پر دو شبہ ہوتے ہیں۔ اوّل تو اس بات کے ثبوت کے لئے کوئی ثبوت مخبر صادقؐ سے ہونا چاہیے حالانکہ اس کا ثبوت نہیں اور جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ مخدوش ہیں۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ ایسے وقت تو عالم غیب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے

ہر منکر غیب کی باتوں کی تصدیق خواہ مخواہ کرتا ہے اس میں حضرت مسیحؑ کی کیا خصوصیت اور کیا فوقیت ثابت ہوئی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر موتہٖ کی حضرت مسیح علیہ السّلام کی طرف پھرتی ہے جس کے یہ معنے ہوئے کہ حضرت مسیحؑ کی موت سے پہلے ان پر ہر اہلِ کتاب ایمان لاوے گا اور اس میں اشارہ ہے کہ یہود جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن کو مار ڈالا وہ جھوٹے مسیح تھے سو یہ ان کا قول غلط ہے وہ ہمارے پاس زندہ ہیںؑ اُن کے مرنے سے پہلے جب کہ وہ آسمان سے اُتریں گے یہ منکر ایمان لائیں گے اور یہ حق ہے کہ حضرت مسیحؑ جب قیامت کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی بھی ہوں گے سو اُس وقت سوا دینِ حق کے اور کوئی دین دنیا پر غالب نہ ہوگا اس وقت یہود بھی اس جلال و شوکت کو دیکھ کر ایمان لے آئیں گے اور یہ معنے اُس حدیث سے ثابت ہیں کہ جس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے قریب عیسیٰ ابن مریمؑ نازل ہوں گے صلیب[۲] توڑ ڈالیں گے خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ موقوف کریں گے الخ پھر ابو ہریرہؓ نے اس کے ثبوت میں اسی آیت کو پڑھا۔

۲۲ ع ۲

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ

پھر تو ہم نے یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے کتنی ایک پاک چیزیں

طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ

جو ان کو حلال تھیںؑ حرام کر دیں اور اس سے بھی کہ وہ اللہ تعالےٰ کی

سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ‏ ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ

راہ سے بہت کچھ روکتے تھے۔ اور اُن کی سود

الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ

خوری سے بھی حالانکہ اس سے ان کو ممانعت کر دی گئی تھی اور اس سے

اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ‌ؕ وَاَعۡتَدۡنَا

بھی کہ وہ ناحق لوگوں کے مال کھاتے تھے۔ اور ان میں سے ظالموں

لِلۡكٰفِرِيۡنَ مِنۡهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا‏ ﴿۱۶۱﴾ لٰكِنِ الرّٰسِخُوۡنَ

کے لئے تو ہم نے عذابِ الیم تیار کر رکھا ہے۔ البتہ ان میں سے وہ جو علم

فِى الۡعِلۡمِ مِنۡهُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ

میں ثابت قدم اور مؤمن ہیں اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو

بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌

تم پر (اے نبیؐ) نازل ہوا اور اس پر بھی کہ جو تم سے پہلے نازل ہو چکا ہے

وَالۡمُقِيۡمِيۡنَ الصَّلٰوةَ‌ وَالۡمُؤۡتُوۡنَ

اور (وہ) نماز بھی قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی

الزَّكٰوةَ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ

دیا کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اور قیامت کے دن پر بھی ایمان

الۡاٰخِرِ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ سَنُؤۡتِيۡهِمۡ اَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿۱۶۲﴾ ع

رکھتے ہیں۔ ان لوگوں کو ہم عنقریب اجرِ عظیم دیں گے۔

ترکیب

فبظلم ب حرمنا سے متعلق ہے وبصدہم متعلق ہے حرمنا سے واخذہم اس پر معطوف اور اسی طرح اکلہم اور یہ سب مصادر فاعل کی طرف مضاف ہیں الراسخون مبتدا فی العلم اس سے متعلق منہم الراسخون سے حال والمؤمنون معطوف ہے الراسخون پر اور خبر اس کی یؤمنون ہے وقیل سنؤتیہم۔ والمقیمین منصوب علے المدح ہے ای واعنی المقیمین وقیل انہ معطوف علیٰ ما وفیہ ما فیہ والمؤتون معطوف علیہ المؤمنون معطوف پھر یہ

[۱] یہ دلیل ہے کہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں اور قربِ قیامت جلال و شوکت سے تشریف لائیں گے اور اُن کے آنے کا انکار کیا جائے اور موت ثابت کی جائے تو اس تقدیر پر آیت کی تکذیب لازم آتی ہے کس لئے کہ اہلِ کتاب میں سے یہودی اب تک بھی حضرت مسیحؑ پر ایمان نہیں لاتے چہ جائیکہ ان کی زندگی میں جو تمام ہو چکی ۱۲ منہ

[۲] صلیب توڑنے اور خنزیر قتل کرنے سے یہ غرض ہے کہ دینِ نصرانی جس میں صلیب پوجی جاتی ہے چنانچہ رومن کیتھلک اب تک پوجتے ہیں اور سوٗر کھایا جاتا ہے اُس کو مٹا دیں گے اور دینِ آلہی جو اسلام ہے اس کو قائم کریں گے اور جزیہ موقوف کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس وقت دینِ حق ہر ایک کو قبول کرنا پڑے گا ۱۲ منہ

جلد دوم

تبٰرک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا

مصنفہ فخر المفسرین زبدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضل اجل حضرت

مولانا ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکاتِ قرآنیہ سے فیض یاب ہو

ناشر میر محمد، کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

ممکن ہے کہ غلف کی جمع ہو جس کے معنے غلاف میں لپٹا ہوا کیونکہ خصوصاً مدینہ طیبہ کے یہود یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے دلوں پر غلاف پڑے ہوتے ہیں ہم اے محمد ﷺ! آپ کی اس نصیحت کو ہرگز دل میں جگہ نہ دیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے بل طبع اللہ علیہا بکفرہم فلا یؤمنون الا قلیلاً کہ ان کے دل پر یہ غلاف ولاف کچھ نہیں صرف ان کے کفر کی وجہ سے اللہ تعالٰے نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے جس کی وجہ سے انؔ میں ایمان نہیں جا سکتا مگر وہ قدرِ قلیل کہ جس کو وہ اپنے ادعاء کے بموجب ایمان کہتے ہیں یا یہ قلت باعتبار قلتِ افراد اہلِ ایمان کے ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان میں چونکہ کمتر لوگ ایمان لاتے ہیں اس لئے اس قوم میں کم ایمان پایا جاتا ہے اور یہ کمی اسی شامت سے ہے۔

(۵) وبکفرہم وقولہم علٰے مریم بہتاناً عظیماً یہ نالائق فعل اُن سے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت صادر ہوا تھا وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام چونکہ بغیر باپ کے صرف اس کی قدرتِ کاملہ سے پیدا ہوتے تھے وہ اس کے منکر ہو گئے وبکفرہم سے اِسی طرف اشارہ ہے۔ سو اُنھوں نے اس قدرتِ کاملہ کا انکار کیا اور حضرت مریمؑ پاک دامن پر زنا کی تہمت لگائی کہ اُس نے یہ حرامی بچہ جنا ہے اور اخیر تک اسی لئے یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو بہ نظرِ حقارت دیکھتے رہے۔ بعض یہود کا یہ بھی گمان تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں جن کی تقلید سے آج کل نیچری بھی یہی کہتے ہیں اور قرآنِ مجید کی بے جا تاویلیں کرتے ہیں مگر انجیل کی کیا تاویل کریں گے کہ جہاں روح القدس سے حاملہ پاتے جانے کی تصریح ہے۔ گرچہ کسی پاکدامن عورت کو زنا کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے مگر اُنھوں نے اس زنا کو ایک بڑے پاکدامن شخص یعنی زکریا علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جیسا کہ عموماً یہود کا گمانِ بد تھا بہتانِ عظیم ہے اس لئے بہتان کے بعد لفظِ عظیم آیا۔

(۶) وقولہم انا قتلنا المسیح عیسے ابن مریم رسول اللہ، یہود حضرت عیسٰی علیہ السلام کو رسول اللہ نہ جانتے تھے مگر پھر رسول اللہ کہنا بطور تمسخر کے تھا جیسا کہ مکہ کے کفار آنحضرت علیہ السلام کو تمسخر سے کہتے تھے یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اور اُن کی والدہ ماجدہ کو بُرے الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے، ساحر بن الساحرۃ فاعل بن الفاعلۃ کہتے تھے اس کے مقابلہ میں خدا تعالٰے نے رسول اللہ کا وصف ذکر کیا، یہ بھی ان کا سخت گناہ اور اُن کی نسل در نسل بربادی اور خرابی کا باعث تھا۔ وہ بڑے تفاخر سے کہا کرتے تھے کہ ہم نے عیسٰی مسیحؑ کو قتل کر ڈالا جس کا رد خدا تعالٰے اس جملہ میں کرتا ہے وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم کہ اُنھوں نے نہ اُن کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ اشتباہ واقع ہوا پھر اس اشتباہ کی اس آیت میں خود توضیح فرماتا ہے وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لہم بہ من علم الا اتباع الظن کہ جو اس بارہ میں اختلاف کر رہے ہیں خود اُن کو یقین نہیں بلکہ ظنّی باتیں کرتے ہیں۔ ان الذین اختلفوا سے مراد عیسائی ہیں ان کے متقدمین میں اکثر تین فریق تھے۔ نسطوریہ، ملکانیہ، یعقوبیہ۔ اوّل فریق کا گمان یہ تھا کہ مسیحؑ کو صلیب جسم کے طور پر ہوئی ہے نہ کہ روح کے طور پر اور یہ بات قرین قیاس بھی ہو سکتی ہے کس لئے کہ جس قدر مار پیٹ قتل و ضرب کی تکلیفات ہیں صرف جسم عنصری پر واقع ہوتی ہیں روح کو نہ کوئی قتل کر سکتا ہے نہ مار سکتا ہے نہ دار پر کھینچ سکتا ہے اسکندریہ کے اسقف آریوسؔ کا بھی اس کے قریب قریب عقیدہ تھا جس کی وجہ سے عیسائیوں میں بڑا اختلاف پڑا اور قسطنطین شاہ روم کو مجلس قائم کرنی پڑی جیسا کہ انگریزی رومن اردو عربی تواریخ کلیسیہ خصوصاً الدرۃ النفیسہ فی تاریخ کلیسہ مطبوعہ بیروت سے واضح ہوتا ہے اور آریوس الوہیتِ مسیح کا بھی منکر تھا۔ دوسرا فرقہ صرف روح سے صلیب پانا بیان

کرتا ہے۔ تیسرا فرقہ جسم اور روح دونوں سے صلیب پانا بیان کرتا ہے۔ بلکہ بعض فرقے یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیحؑ کو صلیب نہیں ہوئی بلکہ کسی دوسرے شخص کو، یہودی جھوٹی شیخی مارتے ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ خود یہود کو اختلاف تھا کیونکہ جب انھوں نے مسیحؑ کو مکان میں بند کیا تو اُن کو خدا تعالیٰ نے چھت پھاڑ کر آسمان پر اُٹھا لیا اور اُن کی شکل میں ایک یہودی کو کر دیا وہ دار پر کھینچا گیا۔ چونکہ اس کے افشار کرنے میں حضرت مسیحؑ کے کمالات کا اظہار تھا اِس لئے یہود نے کہدیا کہ ہم نے خود مسیحؑ کو قتل کیا۔ یہ سدیؒ کا قول ہے اس کی تصدیق بھی اناجیل کے بعض فقروں سے ہوتی ہے جیساکہ اوپر گزرا اور خود قرآن کی یہ آیت کہہ رہی ہے وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً۔

آج کل عیسائی حضرت مسیحؑ کے مصلوب ہونے کو اپنی کتابوں اور مورّخوں کے اقوال سے زور دے کر ثابت کیا کرتے ہیں اور اس پر یہود کی گواہی بھی لاتے ہیں لیکن اس کا جواب پہلے ہو چکا اور اگر ہم اُن کے قول کو تسلیم بھی کر لیں تو قرآن مجید کی آیت ماقتلوہ و ماصلبوہ اور بل رفعہ اللہ الیہ کے معنے عیسائیوں کے اوّل گروہ کے مطابق بھی ہو سکتے ہیں کہ دراصل جو عیسٰی یعنی روح منوّر تھی نہ اس کو اُنھوں نے قتل کیا نہ سولی دی بلکہ وہ روح خدا تعالیٰ کے پاس پہنچی۔ مگر جمہور اہلِ اسلام اس کے قائل نہیں، واللہ اعلم۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

اور اُس کی موت سے پہلے ہر اہل کتاب اس پر ایمان

بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ

لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن اُن پر

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ (۱۵۹)

گواہی دے گا۔

ترکیب

ان بمعنے ما من اہل الکتاب خبر ہے مبتدا محذوف کی جو احد ہے تقدیرہٗ مامن اہل الکتاب احد۔ الا لیؤمنن استثناء متصل ہے۔

تفسیر

پہلی آیتوں میں یہود کے فضائح اور قبائح ذکر ہوئے تھے اور اس کی بھی تشریح تھی کہ انھوں نے مسیح علیہ السّلام کے ساتھ جو کچھ ذلّت و خواری دینے کا ارادہ کیا تھا وہ اس میں ناکام رہے خدا تعالیٰ نے اُن کو اس کے بالعوض عزّت دی اُن کو آسمان پر بُلا لیا۔ اب اس کے بعد حضرت مسیح علیہ السّلام کی ایک اور بڑی عزّت و شوکت کی خبر دی جاتی ہے ہر اہلِ کتاب ان کی موت سے پہلے ضرور ان پر ایمان لائے گا جبکہ ان کی شوکت اور جلال دیکھیں گے اور پھر قیامت کو وہ ان پر گواہی دیں گے قبل موتہٖ کی ضمیر میں علماء کے دو قول ہیں، ایک شہر بن حوشب وغیرہ کا وہ کہتے ہیں کہ موتہٖ کی ضمیر اہلِ کتاب کی طرف پھرتی ہے اس تقدیر پر یہ معنے ہوئے کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے ضرور اُن پر یعنی حضرت مسیح علیہ السّلام پر ایمان لائے گا۔ اہلِ کتاب کا لغوی معنے کے لحاظ سے یہود اور نصارٰی اور اہلِ اسلام سب پر اطلاق ہو سکتا ہے ان میں سے نصارٰی اور اہلِ اسلام تو حضرت مسیحؑ پر موت سے پہلے اپنی زندگی میں ایمان رکھتے ہیں اور یہ لے بخروجہ بھی لیا جاوے تو ان کے بلادِ دیگر قُرب قیامت کے دنیا میں تشریف لانے پر بھی ان کا ایمان ہے۔

رہے یہود سو اُن کی نسبت یوں توجیہ کرنی پڑے گی جب وہ مرنے لگتے ہیں اور اُن کو ملائکۂ موت نظر آتے ہیں تو حضرت مسیحؑ پر ایمان لاتے ہیں ہر چند وہ ایمان کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اس قول پر دو شبہ ہوتے ہیں۔ اوّل تو اس بات کے ثبوت کے لئے کوئی ثبوت مخبرِ صادقؐ سے ہونا چاہیئے حالانکہ اس کا ثبوت نہیں اور جو احادیث پیش کی جاتی ہیں وہ مخدوش ہیں۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ ایسے وقت تو عالَم غیب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے

حصّہ دوم

تفسیر القرآن

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (۴۸)	جب خدا نے کہا اے عیسے بیشک میں تجھ کو مارنے والا ہوں اور اپنے پاس اٹھالینے والا ہوں اور تجھ کو پاک کرنیوالا ہوں اُن لوگوں سے جو کافر ہوئے ، اور کرنے والا ہوں اُن لوگوں کو جنہوں نے تیری تابعداری کی برتر اُن پر جو کافر ہوئے قیامت کے دن تک پھر تم کو میرے پاس پھر آنا ہے تب تم میں فیصلہ کردونگا جس بات میں تم اختلاف کرتے تھے (۴۸)

دوسرے یہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں کیتھو سیکلوپیڈیا میں لکھا ہے کہ "یوسیبیس جو قدیمی مذہبی مورخ ہے گو حضرت عیسے کے نام پر اُس نے طول طویل بحث کی ہے مگر اُس کے بیان سے اور نیز متی اور لوک کی انجیلوں سے مریم کی پیدائش اور نسب پر کوئی نئی روشنی نہیں پڑتی - اینی جو مریم کی ماں بیان کی گئی ہیں اُن کی نسبت جس قدر قصے ہیں وہ محض افسانے ہیں اور اُن کا کچھ ثبوت و شہادت نہیں ہے" - انجیل لوک باب ورس ۶ و ۳۶ سے پایا جاتا ہے کہ حضرت مریم حضرت زکریا کی بیوی الیشبع کی رشتہ دار تھیں ، اور الیشبع ہارون کی بیٹی تھیں ، مگر نہ یہ معلوم ہے کہ مریم و الیشبع میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہ معلوم ہے کہ ہارون کس کی اولاد میں تھے - قرآن مجید میں حضرت مریم کے باپ کا نام عمران لکھا ہے اُس پر استدلال کرنے سے بھی داؤد کی نسل سے حضرت مریم کا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا +

عیسائی مفسر جب کہ حضرت عیسے کو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تسلیم کرکر نسل داؤد سے ثابت کرنے میں عاجز ہوئے تو اُنہوں نے کہا کہ سینٹ لوک کی انجیل میں جو نسب نامہ یوسف کا لکھا ہے - درحقیقت وہ مریم کا نسب نامہ ہے تاکہ مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت کریں - دو انجیلوں میں حضرت عیسے کے نسب نامے ہیں متی کی انجیل میں حضرت عیسے کے باپ کا نام یوسف اور اُن کے باپ کا نام یعقوب لکھا ہے - اور لوک کی انجیل میں یوسف کے باپ کا نام ہیلی لکھا ہے پہلا نسب نامہ بذریعہ سلیمان کے داؤد تک پہنچتا ہے اور دوسرا نسب نامہ بذریعہ ناثان کے - یہ دونوں نسب نامے بالکل مختلف ہیں مگر عیسائی مفسر کہتے ہیں جیسے کہ تفسیر ہنری اسکاٹ میں مندرج ہے کہ یوسف نے ہیلی کی دختر سے یعنی حضرت مریم سے شادی کی تھی ، اور شاید اُس نے یوسف کو متبنے بھی کیا تھا ، اور یوسف ہیلی کا بیٹا کہلاتا تھا ، اور یہودیوں میں رواج تھا کہ نسب ناموں میں صرف مردوں کا نام لکھتے تھے نہ عورتوں کا اس لئے سینٹ لوک نے اُس نسب نامہ

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (۱۱۷)	پھر جب تو نے مجھ کو فوت کیا تو تو ہی اُن پر نگہبان تھا اور تو ہر ایک چیز پر گواہ ہے (۱۱۷)

رحمت سے محروم نہیں کیا اور کسی کو عبادت کے اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ سے نہیں روکا پس یہی اُن کا کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا یا اُن کو ناپاکی سے بری کرتا ۔ جہاں جہاں انجیلوں میں بیماروں کے اچھا کرنے کا ذکر ہے اُس سے یہی مراد ہے اور قرآن مجید میں جو یہ آیتیں ہیں اُن کے یہی معنی ہیں +

انسان کی روحانی موت اُس کا کافر ہونا ہے حضرت جیسے خدا کی وحدانیت قایم کرنے اور خدا کے احکام بتانے سے لوگوں کو اس موت سے زندہ کرتے تھے اور کفر کی موت کے پنجے سے نکالتے تھے جس کی نسبت خدا نے فرمایا ۔ واذ تخرج الموتی باذنی +

مگر ہم نے جو اس مقام پر موت سے کفر اور حیات سے ایمان مراد لیا ہے اُس پر ہم کو کسی قدر بحث کرنی اور یہ ثابت کرنا کہ یہ مراد صحیح ہی ضرور ہے +

سورہ نمل میں خدا تعالےٰ نے کافروں پر موت کا اطلاق کیا ہے جہاں فرمایا ہے کہ " تو ہرگز

انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین وما انت بھادی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یومن بایاتنا فھم مسلمون (سورۂ نمل)

نہیں سنا سکتا موتےٰ کو اور نہیں سُنا سکتا بہروں کو جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر پھریں اور تو اندھوں کو اُن کی گمراہی سے راہ پر لانے والا نہیں ہے تو نہیں سُنا سکتا مگر اُس کو جو ہماری نشانیوں پر ایمان لایا ہے پھر وہ مسلمان ہیں + موتےٰ کے مقابلہ میں " الا من یؤمن " کا لفظ واقع ہوا ہے جو صاف اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ موتےٰ کا لفظ کافروں پر اطلاق کیا گیا ہے ۔ مفسرین بھی اس مقام پر کافروں ہی سے مراد لیتے ہیں اور موتیٰ اور صم اور اعمی کے معنی کالموتی ۔ کالصم ۔ کالعمی بیان کرتے ہیں +

سورہ فاطر میں اس سے بھی صاف طرح پر ۔ احیاء ۔ و اموات ۔ کا لفظ مومن و کافر پر اطلاق

وما یستوی الاحیاء ولا الاموات ان اللہ یسمع من یشاء وما انت بمسمع من فی القبور (سورۂ فاطر)

ہوا ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ " برابر نہیں جیتے احیاء یعنی زندے اور اموات یعنی مردے اللہ تعالےٰ سُنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو نہیں سُننے والا ہے اُن کو جو قبروں میں ہیں +

تمام مفسرین اس مقام پر بھی احیاء سے مومن اور اموات سے کافر مراد لیتے ہیں تفسیر کبیر میں لکھا ہے ۔ ثم قال وما یستوی الاحیاء ولا الاموات مثلا اخر فی حق المومن

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۹۶﴾	اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اطاعت کرو گے ایک فرقہ کی اُن میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے پھیر دینگے تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا کر ﴿۹۵﴾ اور کیونکر تم کافر ہوگے اور تم ہی پر پڑھ سنائی جاتی ہیں تم کو اللہ کی نشانیاں اور تم میں اُس کا رسول ہے اور جو کوئی اللہ کو مضبوط پکڑے تو بیشک اُس کو سیدھا رستہ بتایا گیا ﴿۹۶﴾

تین آدمی اُس کے ملاقاتی تھے، اُس نے بادشاہ سے اُن کی سفارش کی اور وہ صلیب پر سے اُتارے گئے اور اُن کا معالجہ کیا گیا، مگر اُن میں سے دو آدمی مر گئے اور ایک شخص اچھا ہوگیا۔ حضرت عیسےٰ تین چار گھنٹہ کے بعد صلیب پر سے اُتار لئے گئے تھے اور ہر طرح پر یقین ہوسکتا ہے کہ وہ زندہ تھے، رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور وہ مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے، حواریوں نے اُن کو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے۔ بلاشبہ اُن کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کردیا ہوگا جو اب تک نامعلوم ہے، اور یہ مشہور کیا ہوگا کہ وہ آسمان پر چلے گئے۔ حضرت موسےٰ کی وفات کے وقت بھی نہایت شبہ تھا کہ بنی اسرائیل جو پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے پھرتے اور دشمنوں سے لڑتے لڑتے حضرت موسےٰ کے ہاتھ سے نہایت تنگ ہوگئے تھے حضرت موسےٰ کی لاش کے ساتھ کیا کرینگے اس لئے اُن کو بھی ایک پہاڑ کی کھو میں ایسے نامعلوم مقام میں دفن کیا تھا کہ آج تک کسی کو اُس کا پتہ معلوم نہیں ہوا۔ چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب میں لکھا ہے کہ ”پس موسےٰ بندہ خداوند در آنجا بزمین موآب موافق قول خداوند وفات کرد و او را در درۂ زمین موآب برابر بیت فعور دفن کرد و ہیچ کس از مقبرۂ او تا بامروز واقف نیست“ حضرت علی مرتضےٰ کا جنازہ بھی خوارج کے خوف سے اسی طرح مخفی طور پر دفن کیا گیا تھا حالانکہ خوارج کا خوف بہ نسبت یہودیوں کے بہت کم تھا، اور اسی طرح بعض فرق شیعہ نے حضرت علی مرتضےٰ کی نسبت بھی کہا تھا کہ وہ آسمان پر چلے گئے ✦

اب ہم کو قرآن مجید پر غور کرنا چاہئے کہ اُس میں کیا لکھا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسےٰ کی وفات کے متعلق چار جگہ ذکر آیا ہے ✦

اول تو سورۂ آل عمران میں اور وہ یہی آیت ہے جس کی ہم تفسیر لکھتے ہیں کہ ”جب اللہ نے عیسےٰ سے کہا کہ بے شک میں تجھ کو

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی (۳-آل عمران آیت ۴۸)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ
اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ
قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ
اِخْوَانًا ﴿۹۸﴾ وَكُنْتُمْ عَلٰي شَفَا
حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ
مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۹۹﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس
سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو بجز ایسی حالت کے
کہ تم مسلمان ہو (۹۷) اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسّی
سب مل کر اور متفرق مت ہو اور یاد کرو اللہ کی
نعمتوں کو اپنے پر جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر
ملاپ کر دیا تمہارے دلوں میں پھر تم اُس کی نعمت
سے صبح کو اُٹھے آپس میں بھائی بنکر (۹۸) اور تم
آگ بھرے ہوئے گڑھے کے کنارہ پر تھے پھر تم
کو اُس سے بچایا اس طرح تم کو اللہ بتلاتا
ہے اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت
پاؤ (۹۹)

وفات دینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف رفع کرنے والا ہوں“ +

دوم ۔ سورہ مائدہ میں جہاں فرمایا ہے کہ ”جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسےٰ سے کہیگا

ماقلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم وكنت عليهم شهيدا مادمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد (سورۂ مائدہ آیت)

کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ تو حضرت عیسےٰ کہینگے کہ میں نے اُن سے نہیں کہا بجز اُس کے جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں اُن میں رہا اُن پر شاہد تھا پھر جب تو نے مجھ کو وفات دی تو تو اُن پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے“ +

سوم ۔ سورۂ مریم میں جہاں فرمایا ہے کہ ”جب حضرت مریم حضرت عیسےٰ کو لیکر

واوصاني بالصلوة والزكوة مادمت حيا وبرا بوالدتي ولم يجعلني جبارا شقيا ۔ والسلام علي يوم ولدت ويوم اموت ويوم ابعث حيا (سورۂ مریم آیات ۳۲، ۳۳)

یہود سے کلام کرنے کو لے آئیں تو حضرت عیسےٰ نے کہا کہ میں خدا کا بندہ اور نبی ہوں مجھ کو کتاب ملی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے نماز کا اور زکوٰۃ کا جب تک کہ میں زندہ رہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا اور مجھ کو جبار و شقی نہیں بنایا ہے اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ مرونگا اور جس دن کہ پھر زندہ ہو کر اُٹھونگا (یعنی بروز حشر) +

چہارم ۔ سورۂ نساء میں جہاں یہودیوں کے کفر کے اقوال بیان کئے ہیں وہاں اُنکا

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠١﴾	اور تم میں ایک گروہ ہونا چاہئے کہ بلاوے (لوگوں کو) نیکی کی طرف اور امر اور اچھے کام کرنے کو کہے اور بُرے کاموں سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں فلاح پانے والے (۱۰۰) اور اُن لوگوں کی مانند مت ہو جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا بعد اس کے کہ اُن کے پاس نشانیاں آئیں اور وہی لوگ ہیں کہ اُن کے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰۱)

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (سورۂ نساء آیت ۱۰۹)	یہ قول نقل کیا ہے کہ " یہودی کہتے تھے ہم نے عیسےٰ بن مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا حالانکہ نہ انہوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا ولیکن اُن پر (صلیب پر مار ڈالنے کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں البتہ وہ اس بات میں شک میں پڑے ہیں اُن کو اُس کا یقین نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے اُنہوں نے اُن کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اُن کو اُٹھا لیا ‏+

پہلی تین آیتوں سے حضرت عیسےٰ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاہر ہے مگر چونکہ علمائے اسلام نے بہ تقلید بعض فرق نصاریٰ کے قبل اس کے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کریں یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسےٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں، اس لئے انہوں نے ان آیتوں کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کو بیجا کوشش کی ہے +

پہلی آیت میں صاف لفظ " متوفیك " کا واقع ہے جس کے معنی عموماً ایسے مقام پر موت کے لئے جاتے ہیں، خود قرآن مجید سے اس کی تفسیر پائی جاتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے " الله يتوفى الانفس حين موتها " ابن عباس اور محمد ابن اسحٰق نے بھی جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے " متوفيك " کے معنی " مميتك " کے لئے ہیں +

یہی حال لفظ " توفيتني " کا ہے جو دوسری آیت میں ہے اور جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب تو نے مجھ کو موت دی یعنی جب میں مرگیا اور اُن میں نہیں رہا تو تو اُن کا نگہبان تھا +

پہلی آیت میں اور چوتھی آیت میں لفظ " دفع " کا بھی آیا ہے جس سے حضرت عیسےٰ

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾	جس دن کچھ منہ سفید ہونگے اور کچھ منہ کالے ہونگے پھر جن کے منہ کالے ہونگے (اُن سے کہا جائیگا) کہ کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے پھر عذاب (کا مزہ) چکھو اپنے کافر ہونے پر ﴿۱۰۶﴾

کی قدر و منزلت کا اظہار مقصود ہے نہ یہ کہ اُن کے جسم کو اُٹھا لینے کا۔ تفسیر کبیر میں بھی بعض علماء کا قول لکھا ہے کہ لفظ "رفع" کا تعظیماً اور تفخیماً بولا گیا ہے +

جن علماء نے "متوفیك" کے معنی "ممیتك" کے قرار دئیے تھے اُنہوں نے قرآن مجید کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے، اُن کا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسےٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے مگر اُنہوں نے "رافعك" کے معنوں میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے، کیونکہ "رافعك" کے لفظ سے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا آسمان پر جانا لازم نہیں آتا۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسےٰ پر موت طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اُن کے دشمن اُن کو قتل نہ کر سکیں۔ وہب کا یہ قول ہے کہ وہ تین گھنٹہ تک مردہ رہے اور محمد ابن اسحاق کا قول ہے کہ سات گھنٹہ تک، پھر زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے، اور ربیع ابن انس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھاتے وقت موت دی +

متوفیك ای ممیتك وھو مروی عن ابن عباس و محمد ابن اسحاق قالوا والمقصود ان لا یصل اعداءہ من الیھود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلك اکرمہ بان رفعہ الی السماء ثم اختلفوا علی ثلاثۃ اوجہ احدھا قال وھب توفی ثلاث ساعات ثم رفع وثانیھا قال محمد ابن اسحاق توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ و رفعہ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالیٰ توفاہ حین رفعہ الی السماء قال تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت منامھا۔ (تفسیر کبیر)

بہرحال ان اقوال سے اس قدر ثابت ہوا کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کو موت طبعی طاری ہوئی، اور بعض علماء نے رفع کے لفظ سے حضرت عیسےٰ کے جسم کا آسمان پر اُٹھا لینا مراد نہیں لیا، بلکہ اُس سے اُن کی قدر و منزلت مراد لی ہے پس جب ان دونوں قولوں کو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کر کے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے

ف ۱ قولہ رافعك الی ان المراد الی محل کرامتی وجعل ذلك رفعا الیہ للتفخیم والتعظیم ومثلہ قولہ انی ذاھب الی ربی وانما ذھب ابراھیم صلعم من العراق والشام وقد یقول السلطان ارفعوا ھذا الامر الی القاضی وقد یسمی الحجاج زوار اللہ ویسمی المجاورون جیران اللہ والمراد من کل ذلك التفخیم والتعظیم فکذلك ھھنا +

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کام رجوع کئے جاتے ہیں ﴿۱۰۹﴾ تم اچھی امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے اچھے کاموں کے کرنے کو کہتے ہو برے کاموں کے کرنے سے منع کرتے ہو اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آویں تو بلاشبہ اُن کے لئے اچھا ہے اُن میں سے بعضے ایمان والے ہیں اور اکثر اُن میں فاسق ہیں ﴿۱۱۰﴾

وجہ تشبیہ قرار دیدیا۔ حالانکہ یہاں صرف مشبہ بہ محذوف ہے اور وہ "موتی" ہے، اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسٰے پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہوئے تھے۔ پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ "وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بالموتی"۔ اس کی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظوں سے ہوتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ "جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں اُن کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے" اور پھر اس کے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ "اُنھوں نے عیسٰے کو قتل نہیں کیا"، اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی، اور اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اُس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب کی۔ ثم اماتہ اللہ باجل مسمی ورفعہ الیہ کما قال اللہ تعالٰی بل رفعہ اللہ الیہ ✦

انہی باتوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسائی عالموں سے مباہلہ چاہا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاہر ہوتی ہے۔ تمام اہل مذاہب خواہ صحیح مذہب رکھتے ہوں یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں جہلا اور علما۔ جہلا کا یقین مذہبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہے، اور جو کچھ اُنھوں نے سمجھا ہے یا سیکھا ہے اُس کے سوا وہ اور کچھ نہیں جانتے، اور کوئی شبہ اُن کے دل میں نہیں ہوتا۔ اُن کی مثال اندھے آدمی کیسی ہے کہ وہ اُس رستہ پر جو اُس کو کسی نے بتلا دیا ہے چلا جاتا ہے اور اُس کے ٹھیک ہونے پر یقین رکھتا ہے اور خود نہیں جانتا کہ درحقیقت یہ رستہ اُسی جگہ جاتا ہے جہاں اُس کو جانا ہے یا نہیں۔ پھر اگر کسی نے کہدیا کہ میاں اندھے آگے گڑھا ہے یا دیوار ہے تو وہ بغیر کسی شک کے اُس پر یقین کرلیتا ہے اور ٹھیر جاتا ہے، پھر جس نے جو راہ بتائی اُس طرف ہولیا۔ یہی جہلائے اہل مذہب کا حال ہے

حصّہ دوم

تفسیر القرآن

وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ
وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا
وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي
السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا
غَلِيْظًا ﴿۱۵۳﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ
وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ
حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ
بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ
فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۴﴾
وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى
مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۵﴾
وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ
عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ
وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ
شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ
بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ
الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا
بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۶﴾
وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ
مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ
شَهِيْدًا ﴿۱۵۷﴾

اور ہم نے اُن کے اوپر[1] طور کو اونچا کیا اُن سے
قول قرار لینے کو اور ہم نے اُن کو کہا کہ اُس دروازہ
میں داخل ہو سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے اُن کو
کہا کہ سبت کے احکام میں تجاوز نہ کرو اور ہم نے
اُن سے لیا گاڑھا قول قرار ﴿۱۵۳﴾ پھر بسبب
اُن کے اپنا قول قرار توڑنے کے اور اُن کے انکار
کرنے کے اللہ کی نشانیوں سے اور اُن کے قتل
کر ڈالنے کے نبیوں کو ناحق اور اُن کے کہنے کے
کہ ہمارے دلوں پر پردے پڑے ہیں بلکہ اللہ نے
اُن پر بسبب اُن کے کفر کے مہر کردی ہے پھر
ایمان نہیں لانے کے مگر چند ﴿۱۵۴﴾ اور بسبب اُن کے
کفر کے اور اُن کے کہنے کے مریم پر بہت بڑا بہتان ﴿۱۵۵﴾
اور اُن[2] کے کہنے کے کہ بیشک ہم نے قتل کر ڈالا
مسیح عیسے بیٹے مریم خدا کے رسول کو حالانکہ نہ اُنہوں
نے اُن کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا اور لیکن اُن
پر (صلیب پر مار ڈالنے کی) شبیہ کر دی گئی اور جو لوگ
کہ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ البتہ اس بات
میں اُس سے شک میں پڑے ہیں اُن کو اُس کا
یقین نہیں ہے بجز گمان کی پیروی کے اور اُنہوں
نے اُن کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُن کو اپنے
پاس اُٹھا لیا اور اللہ غالب ہے حکمت والا ﴿۱۵۶﴾
اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ یقین کر لیتا تھا اُس کے
(یعنی حضرت عیسےٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنے مرنے
کے (یعنی بعد مرنے کے وہ جان لیگا کہ صلیب پر حضرت عیسےٰ کا
مرنا غلط تھا) اور قیامت کے دن حضرت عیسےٰ اُن پر گواہ ہونگے
(یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اُس کے
برخلاف گواہی دینگے) ﴿۱۵۷﴾

[1] دیکھو تفسیر جلد اول +
[2] دیکھو اسی جلد میں +
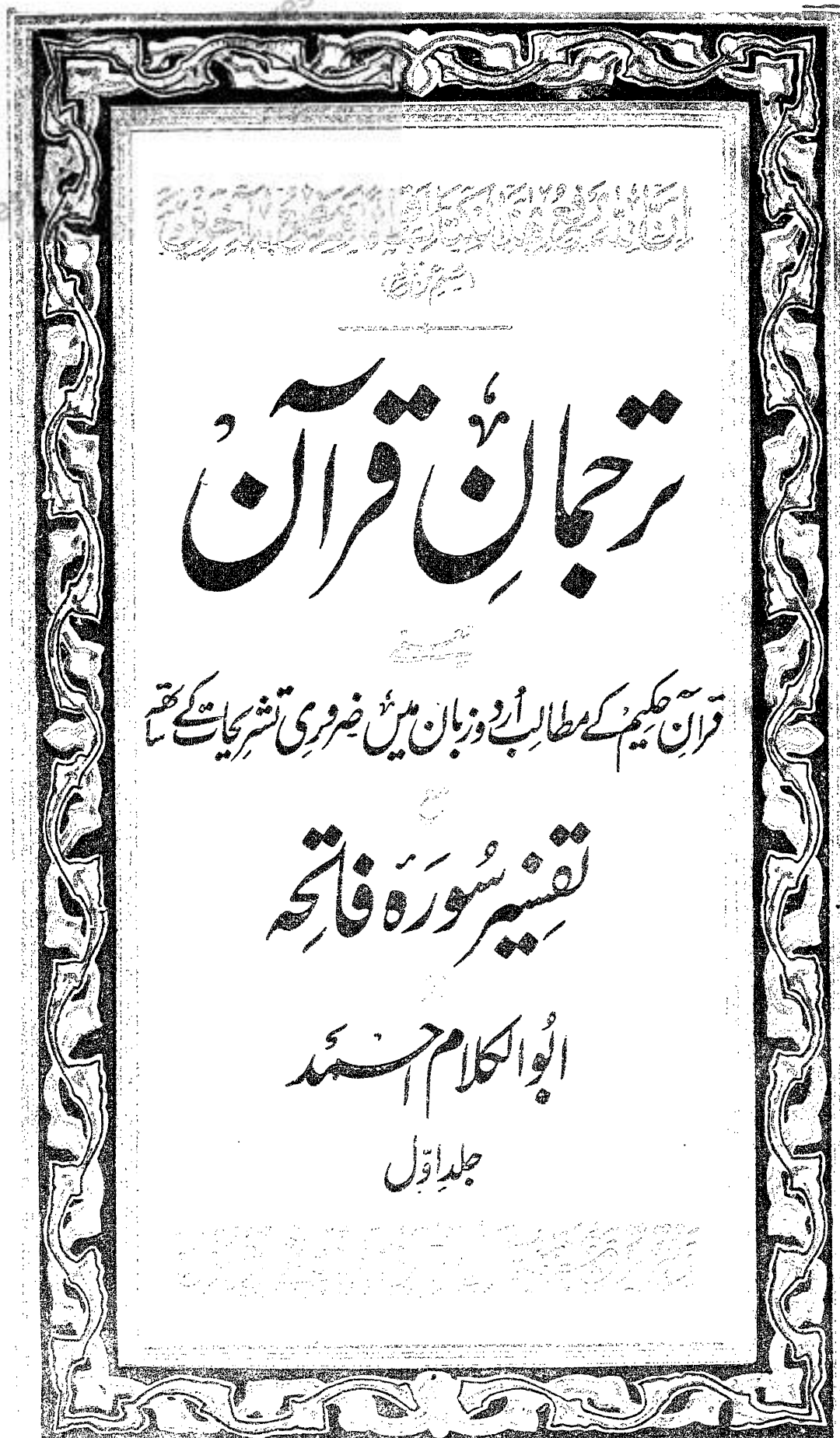
ترجمانِ قرآن

قرآنِ حکیم کے مطالب اُردو زبان میں ضروری تشریحات کے ساتھ

مع

تفسیر سورۂ فاتحہ

ابوالکلام احمد

جلدِ اوّل

بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْہَا بِکُفْرِہِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ وَّبِکُفْرِہِمْ وَقَوْلِہِمْ عَلٰی مَرْیَمَ بُہْتَانًا عَظِیْمًا ۝ وَّقَوْلِہِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ۚ وَمَا قَتَلُوْہُ وَمَا صَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَہُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ ۭ مَا لَہُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ۭ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ

رہی، اور اُنکے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے نہیں ہیں، بلکہ خدا نے اُنکے کفر کی وجہ سے اُن کے دلوں پر مُہر لگادی ہے، پس (اسی لئے) معدودے چند آدمیوں کے سوا سب کے سب ایمان سے محروم ہیں۔

۱۵۵ اور (نیز) اس بات کی وجہ سے کہ اُنھوں نے کفر کیا اور مریم کے خلاف ایسی بات کہی جو بڑے ہی بہتان کی بات تھی۔

۱۵۶ اور (نیز) ان کا یہ کہنا کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسےٰ کو جو خدا کے رسول (ہونے کا دعویٰ کرتے) تھے (سولی پر چڑھا کر) قتل کر ڈالا۔ حالانکہ (واقعہ یہ ہے کہ) نہ تو انھوں نے قتل کیا، اور نہ سولی پر چڑھا کر ہلاک کیا۔ بلکہ حقیقت اُن پر مشتبہ ہوگئی۔ (یعنے صورت حال ایسی ہوگئی کہ اُنھوں نے سمجھا، ہم نے مسیح کو مصلوب کردیا، حالانکہ نہیں کر سکے تھے) اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا (یعنے عیسائیوں نے جو کہتے ہیں مسیح مصلوب ہوئے لیکن اُس کے بعد زندہ ہوگئے) تو بلاشبہ وہ اسکی نسبت شک و شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس بارے میں انکے پاس کوئی یقینی بات نہیں ہے، بجز اسکے کہ ظن و گمان کے پیچھے جائیں۔ اور یقیناً انھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے اُسے اپنی طرف اُٹھالیا، اور اللہ سب پر غالب رہنے والا، اور (اپنے تمام کاموں میں) حکمت رکھنے والا ہے۔

یہودیوں کی یہ شقاوت کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی دعوت جھٹلائی، اور حضرت مریم علیہا السلام پر (حضرت مسیح کی پیدائش کی نسبت) بہتان باندھا۔ نیز یہ شقاوت کہ وہ کہتے ہیں، ہم نے حضرت مسیحؑ کو سولی پر چڑھا کر ہلاک کردیا۔ حالانکہ نہ تو وہ ہلاک کر سکے، نہ مصلوب کر سکے، بلکہ حقیقت حال اُن پر مشتبہ ہوگئی، اور اللہ نے حضرت مسیحؑ کو اپنی طرف اُٹھالیا۔

آیت میں جس اشتباہ کا ذکر ہے، اُس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کی شخصیت مشتبہ ہوگئی، اور اُن کی جگہ کسی دوسرے آدمی کو سولی پر چڑھا دیا، اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کی موت مشتبہ ہوگئی۔ وہ زندہ تھے مگر انھیں مردہ سمجھ لیا۔ صدر اول سے لیکر آج تک جمہور مسلمانوں کا عقیدہ یہی رہا ہے کہ پہلی صورت پیش آئی تھی۔

حضرت مسیح (علیہ السلام) کے ظہور نے بنی اسرائیل کی صلاح و سعادت کا آخری موقع بہم پہونچایا تھا، جسے انھوں نے اپنی شقاوت سے کھو دیا، اور پھر گویا اُن کی قسمت پر ہمیشہ کے لئے مہر لگ گئی۔ یہاں اس واقعہ کے ذکر سے یہ بات دکھلائی ہے کہ جن لوگوں کی شقاوتوں کی ایسی روداد رہ چکی ہے، اگر وہ آج دعوت حق کا مقابلہ کر رہے ہیں تو یہ کونسی انوکھی بات ہے؟

۱۵۷ اور (دیکھو) اہل کتاب میں سے (یعنے یہودیوں میں سے جنھوں نے مسیح سے انکار کیا) کوئی نہ ہوگا جو

(بقیہ نوٹ صفحہ ۳۰۶) مہر لگ جاتی ہے، اور وہ سچائی کے لئے کبھی کھل نہیں سکتا۔

١٥٨ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا

١٥٩ عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ

١٦٠ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ

١٦١ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۔ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

اپنی موت سے پہلے (حقیقتِ حال پر مطلع نہ ہو جائے، اور) اُس پر (یعنے مسیحؑ کی صداقت پر) ضرور ہی یقین نہ لے آئے (کیونکہ مرنے کے وقت غفلت و شرارت کے تمام پردے ہٹ جاتے ہیں، اور حقیقت سامنے آجاتی ہے) اور قیامت کے دن وہ (اللہ کے حضور) اُن پر شہادت دینے والا ہوگا۔

١٥٨ الغرض یہودیوں کے اس ظلم کی وجہ سے ہم نے (کئی ایک) اچھی چیزیں اُن پر حرام کر دیں جو (پہلے) اُن کے لئے حلال تھیں۔ اور نیز اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہت روکنے لگے تھے (اور ہدایت کی راہ میں سرتاسر روک ہو گئے تھے)

جب کسی جماعت میں راست بازی اور پرہیزگاری باقی نہیں رہتی، تو مباح اور جائز باتوں کا بھی اس طرح استعمال کرتی ہے کہ طرح طرح کی برائیوں کا ذریعہ بن جاتی ہیں، اور اُس وقت مصلح کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ سدًّا للذریعہ اُن جائز باتوں کو بھی عارضی طور پر روک دے۔ چنانچہ یہودیوں کی بے لگام طبیعت کا یہی حال تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کتنی ہی حلال چیزیں جن کے لئے پہلے کوئی روک ٹوک نہ تھی، مصلحۃً روک دی گئیں۔ یہاں اسی معاملہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

١٥٩ اسکے بعد اُن کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کیا گیا کہ سود لینے سے اُنھیں روکا گیا تھا، لیکن وہ باز نہ آئے، اور بندگانِ خدا کا ناجائز طریقہ پر مال کھانے لگے۔

نیز اُن کی یہ بات کہ سود لینے لگے، حالانکہ اس سے روک دیئے گئے تھے، اور یہ بات کہ ناجائز طریقہ پر لوگوں کا مال کھانے لگے (حالانکہ انھیں ہر حال میں اور ہر انسان کے ساتھ راستی و دیانت برتنے کا حکم دیا گیا تھا) اور (یاد رکھو) ان میں جو لوگ (اس طرح احکامِ حق کے) منکر ہو گئے، تو ہم نے اُن کے لئے (پاداشِ عمل میں) عذابِ دردناک طیار رکھا ہے!

١٦٠ لیکن (اے پیغمبر!) ان میں سے جو لوگ (کتاب اللہ کے) علم میں ثابت قدم ہیں، تو وہ، اور مسلمان (ان گمراہیوں سے اپنی راہ الگ رکھتے ہیں۔ وہ) اُس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل ہوئی ہے اور اُن تمام کتابوں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو تم سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اور وہ جو نماز قائم کرنے والے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں، اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو ایسے ہی لوگ ہیں جنھیں ہم عنقریب اُن کا اجر عطا فرمائینگے۔ ایسا اجر جو بہت ہی بڑا اجر ہوگا!

١٦١ وحدتِ دین کی اصلِ عظیم کا اعلان کہ نوعِ انسانی کے لئے خدا کی سچائی

(اے پیغمبر!) ہم نے تمھاری طرف اُسی طرح وحی

نام کتاب	ــــــــــ	شعلۂ مستور
مصنف	ــــــــــ	علامہ غلام احمد پرویزؒ
ناشر	ــــــــــ	طلوعِ اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
		۲۵۔ بی، گلبرگ ۲ لاہور (۵۴۶۶۰)
طابع	ــــــــــ	دوست ایسوسی ایٹس
مطبع	ــــــــــ	ایچ۔ وائی پرنٹرز، لاہور
ایڈیشن	ــــــــــ	پنجم (بلا ترمیم) ۱۹۹۴ء

ملنے کا پتہ

• طلوعِ اسلام ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ۲۵/بی، گلبرگ ۲، لاہور

دوست ایسوسی ایٹس

بیسمنٹ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

واقعاتِ زندگی کے متعلق قرآنِ کریم نے ذکر کیا ہے۔ لیکن اکثر وہ ہیں (حضرت ہودؑ، صالحؑ، لوطؑ علیہم السلام) جن کی بعد از ہجرت زندگی کے متعلق قرآن نے کچھ نہیں کہا۔ اس لئے کہ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے، قرآنِ کریم تاریخ کی کتاب نہیں کہ وہ کسی رسول (یا قوم) کی پیدائش سے وفات (یا ابتدا سے انتہا) تک کے تمام واقعات بیان کرے۔ وہ ان واقعات میں سے صرف اتنے حصہ پر اکتفا کرتا ہے جسے وہ مقصد پیشِ نظر کے لئے ضروری سمجھتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی بعد از ہجرت زندگی کے متعلق بھی قرآن نے کچھ نہیں بتایا۔

وفات

تصریحاتِ بالا سے یہ حقیقت سامنے آگئی کہ قرآنِ کریم نے کس طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے اس خیال اور باطل عقیدہ کی تردید کر دی ہے کہ حضرت مسیحؑ کو صلیب دیا گیا تھا۔ باقی رہا عیسائیوں کا یہ عقیدہ کہ آپ زندہ آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے، تو قرآن سے اس کی بھی تائید نہیں ہوتی۔ بلکہ اس میں ایسے شواہد موجود ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپ نے دوسرے رسولوں کی طرح اپنی مدتِ عمر پوری کرنے کے بعد وفات پائی۔ سورہ آلِ عمران کی جو آیت اوپر درج کی جا چکی ہے اس میں وفات کا ذکر صاف طور پر موجود ہے۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا (۳/۵۴)

جب ایسا ہوا تھا کہ اللہ نے فرمایا "اے عیسیٰ! میں تیرا وقت پورا کروں گا (وفات دے دوں گا) اور تجھے (یعنی تیرے درجات کو) اپنی طرف بلند کروں گا۔ تیرے مخالفین (کی تہمتوں) سے پاک کر دوں گا۔

سورہ مائدہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ سے پوچھیں گے کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ وہ تیری اور تیری والدہ کی پرستش کیا کریں۔ وہ اس کے جواب میں کہیں گے کہ معاذ اللہ! میں بھلا ایسا کیسے کہہ سکتا تھا۔ باقی رہے یہ لوگ (میرے متبعین)، سو كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ (۵/۱۱۷)

جب تک میں ان میں موجود رہا، میں ان کی نگرانی کرتا رہا کہ اس قسم کے مشرکانہ عقائد ان میں پیدا نہ ہوں

لیکن جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو اس کے بعد ان کا نگران تُو ہی ہوسکتا تھا (میں نہیں)۔

علاوہ ازیں، قرآنِ کریم کے اکثر مقامات سے یہ واضح ہے کہ حضرات انبیائے کرامؑ میں سے کسی کو خلود اور زندگیٔ دوام حاصل نہیں ہوئی تھی۔ سورۃ انبیاء میں ہے۔

وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ (۷ — ۲۱/۸)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تجھ سے پہلے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا، مگر اسی طرح، کہ آدمی تھے۔ ان پر ہماری وحی اُترتی تھی۔ پھر (اے گروہِ منکرین) اگر تمہیں یہ بات معلوم نہیں تو ان لوگوں سے پوچھ کر معلوم کر لو جو اہلِ کتاب ہیں۔ اور ہم نے ان پیغمبروں کو کبھی ایسے جسم کا نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ ہمیشہ زندہ رہنے والے تھے۔

اسی سورہ میں ذرا آگے چل کر ارشاد ہوا۔

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (۳۴ — ۲۱/۳۵)

اور (اے پیغمبر!) ہم نے تجھ سے پہلے کسی کو ہمیشگی نہیں دی (اور نہ تیرے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ہے)، پھر اگر تجھے مرنا ہے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہنے والے ہیں؟ ہر جان کے لئے موت کا مزہ چکھنا ہے اور ہم تمہیں (زندگی کی) اچھی بُری حالتوں سے نمودِ ذات کے مواقع بہم پہنچاتے ہیں اور پھر (بالآخر) تم سب کو ہماری طرف لوٹنا ہے!

اسی حقیقت کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِي

اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (۳/۱۴۳).

اور محمدؐ اس کے سوا کیا ہیں کہ اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں (جو اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہوئے اور راہِ حق کی دعوت دے کر دنیا سے چلے گئے)۔ پھر اگر ایسا ہو کہ وہ وفات پا ئیں (اور بہر حال انہیں ایک دن وفات پانا ہے) یا (فرض کرو) ایسا ہو کہ قتل ہو جائیں، تو کیا تم اُلٹے پاؤں راہِ حق سے پھر جاؤ گے (اور ان کے مرنے کے ساتھ ہی تمہاری حق پرستی بھی ختم ہو جائے گی؟) اور جو کوئی راہِ حق سے اُلٹے پاؤں پھر جائے گا، تو وہ (اپنا ہی نقصان کرے گا) خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور جو لوگ شکر گزار ہیں (یعنی نعمتِ حق کی قدر دانی کرنے والے ہیں) تو قریب ہے کہ خدا انہیں ان کا اجر عطا فرماتے!

اسی قسم کا فقرہ حضرت مسیحؑ کے متعلق بھی ارشاد ہوا ہے۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (۵/۷۵)

مریم کا بیٹا مسیح اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کا ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے کتنے رسول (اپنے وقتوں میں) گذر چکے۔ اور اس کی ماں (بھی اس کے سوا کچھ نہ تھی کہ) صدیقہ تھی (یعنی بڑی ہی راستباز تھی)۔ یہ دونوں (تمام انسانوں کی طرح) کھاتے پیتے تھے (یعنی غذا کی احتیاج رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ جسے زندہ رہنے کے لئے غذا کی احتیاج ہو، اس میں ماورا البشریت کوئی بات کیونکر ہو سکتی ہے) دیکھو کس طرح ہم ان لوگوں کے لئے دلیلیں واضح کرتے ہیں۔ اور پھر دیکھو کس طرف کو یہ لوگ پھرے ہوئے جا رہے ہیں؟ (کہ اتنی موٹی سی بات بھی سمجھ نہیں سکتے؟)۔

جو شخص ان تصریحات پر خالی الذہن ہو کر غور کرے گا وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ نزولِ قرآن کے وقت حضرت عیسیٰؑ کے زندہ ہونے کی تائید قرآنِ کریم کی آیات سے نہیں ملتی، بلکہ اس کے برعکس، آپ کے "گذر جانے" اور وفات پا جانے کی شہادت قرآن میں

وفات کے معنی

موجود ہے۔ وفات کے معنی ہیں اس طرح پورا ہوجانا (یا پورا کردیا جانا) کہ اس میں سے کچھ بقایا نہ رہے (تفصیل کے لئے میری لغات القرآن دیکھئے)۔ لہٰذا وفات کے معنی ہوں گے "کسی کے وقت کا پورا ہوجانا" یعنی دنیا میں قیام کی مدت کا پورا ہوجانا۔ قرآنِ کریم میں وفات کا لفظ ان معنوں میں متعدد مقامات پر مستعمل ہوا ہے۔ سورہ آلِ عمران میں مومنین کی ایک دعا مذکور ہے کہ

رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ (۳/۱۹۳)

پس خدایا ہمیں سامانِ حفاظت عطا فرمادے۔ ہماری برائیاں مٹادے اور (اپنے فضل و کرم سے) ایسا کر کہ ہماری موت نیک کرداروں کے ساتھ ہو۔

یہاں توفنا کے معنی ظاہر ہیں۔ اسی طرح سورۂ اعراف میں ہے۔

رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ۠ (۷/۱۲۶)

پروردگار! ہمیں صبر و شکیبائی سے معمور کردے۔ (تاکہ زندگی کی کوئی اذیت ہمیں اس راہ میں ڈگمگا نہ سکے) اور ہمیں دنیا سے اس حالت میں اٹھا کہ تیرے فرماں بردار ہوں!

حضرت یوسفؑ کی یہ دعا کہ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ (۱۲/۱۰۱) بھی اسی مفہوم کو لئے ہوئے ہے۔ سورۂ محمدؐ میں اس لفظ کے معنی اور بھی واضح ہوگئے ہیں۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۝ (۴۷/۲۷)

تو (غور تو کرو، ان کا) کیسا حال ہوگا جب ملائکہ انہیں وفات دیں گے ان کے مونہوں اور ان کی پیٹھوں کو مارتے ہوں گے۔

ان کے علاوہ کئی ایک اور مقامات بھی ہیں جن میں يَتَوَفّٰى کے معنی مار دینے کے ہیں، مثلاً (۲/۲۳۴)؛ (۲/۲۴۰)؛ ۴/۱۵؛ ۱۶/۷۰؛ ۲۲/۵؛ ۳۲/۱۱)۔ بغرضِ اختصار ان آیات کو درج نہیں کیا جاتا۔ قرآنِ کریم میں خود دیکھ لیجئے۔ ان کے معانی میں کسی قسم کا اشکال نہیں۔ بلکہ ان مندرجہ صدر آیات سے بھی زیادہ واضح طور پر معانی سامنے آجاتے ہیں۔

اب ان مقامات کو پھر سے سامنے لائیے جن میں حضرت عیسٰیؑ کی وفات کا ذکر ہے اور جو پہلے درج کی جاچکی ہیں۔ (یعنی ۳/۵۴؛ ۵/۱۱۷)۔ سورۂ مائدہ کی آیت (۵/۱۱۷) میں کہا گیا ہے کہ كُنْتُ عَلَيْهِمْ

شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ـــ (جب تک میں ان میں زندہ موجود تھا، میں ان پر نگران تھا) اس میں "مَا دُمْتُ فِيهِمْ" کے الفاظ غور طلب ہیں۔ سورۂ مریم میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اربابِ قوم کے استفسار کے جواب میں فرمایا وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۱۹/۳۱﴾ کہ اللہ نے مجھے صلوٰۃ و زکوٰۃ کا حکم دے رکھا ہے، جب تک میں زندہ ہوں"۔ آیت کے آخری الفاظ (مَا دُمْتُ حَيًّا) اپنی تفسیر آپ کر رہے ہیں۔ اسی سورہ میں حضرت یحییٰؑ کے متعلق ارشاد ہے۔

وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۹/۱۵﴾

اور اس پر سلامتی ہے (اس کی) پیدائش کے دن (سے) موت کے دن (تک اور) جس دن وہ زندہ اٹھایا جائے گا۔

یہی الفاظ (تھوڑا اور آگے چل کر) حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آتے ہیں۔

وَ السَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَ يَوْمَ اَمُوْتُ وَ يَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۹/۳۳﴾

اور مجھ پر سلامتی ہے میری پیدائش کے دن سے موت کے دن تک اور جس دن مجھے زندہ اٹھایا جائے گا۔

ان آیات سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اس دنیا میں اپنی طبعی زندگی تک رہے۔

قرآن کریم میں دو ایک مقامات ایسے بھی ہیں جہاں توفّی کے معنی موت دینے کے نہیں ہیں۔ مثلاً سورۃ انعام میں ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۶/۶۰﴾

اور (دیکھو) وہی ہے، جو رات کے وقت تم کو "وفات دے دیتا ہے" (یعنی سُلا دیتا ہے) اور جو کچھ تم نے دن (کی حرکت و ہوشیاری) میں کدوکاوش کی تھی، اس سے بے خبر نہیں ہے۔

پھر (جب رات بھر سو لیتے ہو تو) دن کے وقت تمہیں اٹھا کھڑا کرتا ہے تاکہ (بدستور کد و کاوش میں لگ جاؤ اور زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے۔

اس کی تفسیر سورۂ زمر میں ان الفاظ میں آئی ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (۳۹/۴۲)

اور دیکھو! اللہ "نفوس" کو (دو طرح پر) وفات دیتا ہے (ایک تو) اُن کی موت کے وقت اور (دوسرے) جو مرے نہیں، ان کی نیند میں۔ پھر انہیں روک رکھتا ہے جن پر موت کا حکم کیا ہوتا ہے اور دوسروں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے بھیج دیتا ہے۔ یقیناً اس میں اس قوم کے لئے بڑی ہی نشانی ہے جو غور و فکر کی عادی ہو۔

ظاہر ہے کہ ان مقامات میں "نفس" کے معنی جان کے نہیں بلکہ نفسِ شعوریہ (CONSCIOUS MIND) کے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ بحالتِ نیند اور بحالتِ موت، نفسِ شعوریہ (احساس و ادراک) کی قوتوں کو معطل کر دیتا ہے۔ نیند کی صورت میں تو اس کھوئے ہوئے شعور و ادراک کو واپس لوٹا دیا جاتا ہے، لیکن موت کی صورت میں واپس نہیں لوٹایا جاتا (جب تک پھر دوسری زندگی عطا نہ ہو) اس لئے کہ حالتِ نیند میں انسان میں سوائے شعور و ادراک کے اور سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ ان معانی کے پیشِ نظر زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق سورہ آلِ عمران اور سورۂ مائدہ کی مندرجہ صدر آیات میں توفّی کے معنی موت نہیں بلکہ نیند کی سی بے ہوشی کے ہیں اور اس سے یہ مراد لی جا سکتی ہے کہ آپ کو صلیب دی گئی لیکن آپ صلیب پر بے ہوش ہو گئے، مرے نہیں — اور لوگوں کو شبہ ہو گیا کہ آپ مر چکے ہیں (یعنی لوگوں کا وہی خیال جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے)۔ لیکن، جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، دیگر قرآن کے پیشِ نظر یہ صحیح نہیں۔ قرآنِ کریم آپ کے صلیب دیئے جانے کی بصراحت تردید کرتا ہے (وَمَا صَلَبُوْهُ)۔ پھر سورۂ مائدہ کی مندرجہ صدر آیت میں واضح الفاظ میں ہے کہ "جب تک میں ان میں رہا ان کی حالت پر گواہ تھا۔ اس کے بعد جب تُو نے وفات دے دی تو پھر تُو ہی ان کا نگہبان تھا۔" اس سے بھی ظاہر ہے کہ یہاں وفات سے مراد نیند کی سی بے ہوشی نہیں بلکہ موت کی بے خبری ہے۔ ورنہ اگر نیند

کی سی بے ہوشی ہوتی تو ہوش میں آجانے کے بعد پھر وہی پہلی سی (باخبری) کی حالت پیدا ہو جاتی۔ اس سے واضح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ضمن میں توفّی کے معنی وفات پاجانا ہیں، سو جانا نہیں۔ اس کی تائید سورۃ الصّف کی اس مشہور آیت سے بھی واضح ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (۶۱/۶) (میں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا اور جس کا اسمِ گرامی (احمد ہو گا۔ "میرے بعد" کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اب اسے سورۃ مائدہ کی مندرجہ صدر آیت کے ساتھ ملا کر دیکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ "جب تک میں ان میں رہا اُن کی حالت سے باخبر رہا۔ پھر جب تُو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تُو ہی ان کا نگہبان تھا۔" بات صاف ہے کہ اس وفات کے بعد آپ دنیا سے تشریف لے گئے (یعنی وفات پا گئے) اور پھر آپ کے بعد وہ رسولِ اکرمؐ تشریف لائے جن کی بشارت آپ نے دی تھی۔ ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے اب تک زندہ ہونے کی تائید قرآنِ کریم سے نہیں ملتی۔ قرآنِ کریم آپ کے وفات پا جانے کا بصراحت ذکر کرتا ہے۔

رفع الی السماء

اب دیکھئے رفع (آسمان پر چڑھ جانے) کا مفہوم۔ اس کے لئے ایک تو سورۃ آلِ عمران کی اسی آیت کو سامنے رکھئے جسے اُوپر درج کیا جا چکا ہے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ) اور دوسرے سورۃ نساء کی یہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (۴/۱۵۸)۔ حضرت عیسیٰؑ کے رفع کا ذکر انہی دو آیات میں آیا ہے۔

رَفَعَ کے معنی ہیں اُوپر اٹھانا۔ بلند کرنا۔ سورۃ رعد میں ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (۱۳/۲) "اللہ وہ ہے جس نے بغیر ایسے ستونوں کے جنہیں تم دیکھ سکو، آسمانی کرّوں کو بلند کیا"۔ یا مثلاً وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ (۲/۶۳) "ہم نے تمہارے اوپر طور کو بلند کیا"۔ حضرت یوسفؑ کے تذکارِ جلیلہ میں ہے وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ (۱۲/۱۰۰)۔ اس نے اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا۔ پھر درجات کی بلندی کے لئے بھی یہی لفظ آیا ہے۔ مثلاً وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (۶/۱۶۶) اللہ وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا اور تم میں ایک کو دوسرے سے درجات میں بلند کیا۔ اور اُس صدر نشینِ بزمِ کائنات (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ذکر کی بلندی کے لئے بھی (وَ رَفَعْنَا

لَكَ ذِكْرَكَ ط (۹۴/۴) کے الفاظ آئے ہیں۔ ان آیات میں رَفَعَ کے ساتھ درجٰت یا ذکر کے الفاظ آئے ہیں۔ لیکن تنہا رَفَعَ کے معنی بھی بلندیٔ درجات و عروجِ مراتب کے ہیں۔ سورۂ اعراف میں ہے وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا (۷/۱۷۶) "اور اگر ہم چاہتے تو ان (قوانین) کے ذریعے ہم اس (کے مقام) کو بلند کر دیتے"۔ یہی وہ ارتفاعِ درجٰت و مراتب اور عروجِ مقامات و مناصب ہے جن کا ذکر حضرت ادریسؑ کے قصہ میں ان الفاظ میں آیا ہے۔ وَ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (۱۹/۵۷) "اور ہم نے اسے ایک بلند مقام پر اٹھایا"۔ حضرت ادریسؑ کو "بڑے اونچے مقام تک اٹھانے کا یہ مفہوم نہیں کہ انہیں بہ جسدِ عنصری اٹھا کر کسی اونچی جگہ پر بٹھا دیا گیا تھا۔ بلکہ (جیسا کہ عام محاورہ ہے) اس سے ان کے مقام و مدارج کی بلندی مفہوم ہے۔ اور جب اس بلندیٔ مقام کا ذکر اللہ کے عباد صالحین کے متعلق ہوگا تو اس سے مطلب "قربِ الٰہی" ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ "قربِ الٰہی" سے مفہوم یہ نہیں کہ انسان 'جسمانی طور پر' اللہ کے قریب' جا بیٹھتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی مقصود بلندیٔ مدارج و علوِّ شرفِ انسانیت ہوتا ہے۔ یہی مطلب حضرت عیسیٰؑ کے تذکرہ میں "رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" (اللہ نے اسے اپنی طرف بلند کیا) اور "رَافِعُكَ اِلَيَّ" (میں تجھے اپنی طرف بلند کروں گا) سے ہے۔ یعنی بلندیٔ مدارج و مراتب۔ مختلف انبیائے کرامؑ کے مختلف مقاماتِ مدارج و مناصب کا ذکر خود قرآنِ کریم میں موجود ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (۲/۲۵۳) "ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے"۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اور رَافِعُكَ اِلَيَّ فرمایا گیا ہے (یعنی اللہ نے اپنی طرف بلند کیا) اور اس سے اس امر پر دلیل لائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ لیکن اگر (اِلَيْهِ اور اِلَيَّ سے) یہ مفہوم لیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر کسی خاص مقام میں متمکن ہے۔ اس مفہوم سے خود ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق جو تصور قائم ہوتا ہے وہ محتاجِ تشریح نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ جہات و اطراف کی نسبتوں سے بلند اور مکان و زمان کی اضافتوں سے منزہ ہے۔ وہ ہر مقام پر ہے اور اس کے لئے کسی خاص مقام اور گوشہ کی تعیین یکسر غلط اور اس کی ذات کے متعلق قرآنی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے جسے ایک ثانیہ کے لئے بھی دل میں جگہ نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے جہاں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق

یہ کہا گیا ہے کہ "رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" تو اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص جہت یا مقام میں ہے اور حضرت عیسیٰؑ اس جہت یا مقام (آسمان) کی طرف اٹھا لئے گئے ہیں۔ الیہ (اللہ کی طرف) کا لفظ صرف حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ہی استعمال نہیں ہوا بلکہ متعدد دیگر مقامات پر بھی آیا ہے جہاں سے یہ حقیقت اور بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اس سے "آسمان کی طرف اٹھا لینا" مراد نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (۲/۱۵۶) "ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔" اس سے یہ مُراد نہیں کہ اللہ کسی خاص مقام پر ہے اور ہم اس مقام کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔

سورۃ الفرقان کی یہ آیات اس نکتہ کو بالکل واضح کر دیتی ہیں۔ فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ۝ (۲۵/۴۵—۴۶)

تُو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے دراز کیا سایہ کو۔ اور اگر چاہتا تو اس کو ٹھہرا رکھتا۔ پھر ہم نے مقرر کیا سورج کو اس کا راہ بتانے والا۔ پھر کھینچ لیا ہم نے اس کو اپنی طرف سہج سہج سمیٹ کر۔ (ترجمہ مولانا محمود الحسن مرحوم)

آپ نے غور کیا کہ اس میں اِلَيْنَا سے مراد کوئی خاص مقام نہیں۔ اور آگے بڑھئے۔ تخلیقِ انسانی یا ارتقاء کے ضمن [ابلیس و آدم، عنوان "انسان"] میں سورۃ سجدہ کی وہ عظیم المرتبت آیات درج کی جا چکی ہیں جو تدابیر الٰہیہ کی ابتداء سے انتہا تک کے تمام ارتقائی مراحل کے متعلق بصیرت افروز حقائق اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ کی عمودی آیت یہ ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (۳۲/۵)

وہ (اللہ) آسمان (کی بلندیوں) سے زمین (کی پستی) کی طرف ایک امر اسکیم، کی تدبیر کرتا ہے جو (اپنے ارتقائی مراحل طے کرتی ہوئی) اس کی طرف بلند ہوتی ہے، ایسے مراحل سے جن کا عرصہ تمہارے حساب و شمار سے ہزار ہزار برس کا ہو۔

"یَعْرُجُ اِلَیْہِ" وہی ہے جو رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ ہے. یہاں واضح ہے کہ "یعرج الیہ" (اس کی طرف بلند ہوتا ہے) سے یہ مفہوم نہیں کہ وہ امور کسی سمت کو (اوپر کی طرف) چڑھ جاتے ہیں بلکہ یہ کہ اپنی ابتدائی منازل سے رفتہ رفتہ بلند ہو کر پختگی تک جا پہنچتے ہیں. اسی حقیقت کو دوسری جگہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے. اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ط (۳۵/۱۰) "اُسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور عملِ صالح اسے بلند کرتا ہے." یعنی وہ اعمال جن سے انسان میں آگے بڑھنے (ارتقائی منازل طے کرنے) کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے "بلند ہو کر" اس کی طرف چڑھتے ہیں؛ یعنی وہ انہیں مقاماتِ بلند عطا کرتا ہے. اس سے بھی واضح تر الفاظ میں دیکھئے. جب حضرت ابراہیمؑ نے بابل سے فلسطین کی طرف ہجرت کی ہے (جس کی تفصیل جوئے نور میں گذر چکی ہے) تو فرمایا، اِنِّیْ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ (۲۹/۲۶). میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں" سورۂ صٰفّٰت میں ہے قَالَ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ (۳۷/۹۹) "کہا میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا. ان مقامات میں اِلٰی رَبِّیْ کے ٹکڑے پر غور فرمائیے. مطلب بالکل واضح ہے. حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے آسمان کی طرف تشریف نہیں لے گئے تھے، بلکہ اس طاغوتی ماحول کو چھوڑ کر ایسے مقام کی طرف منتقل ہو گئے تھے جہاں انہیں اپنے اللہ کی حفاظت میسر تھی؛ جہاں وہ اس کا نام آزادی سے لے سکتے اور اس کے پیغام کی تکمیل کر سکتے تھے.

ان تصریحات سے واضح ہے کہ یَعْرُجُ اِلَیْہِ اور اَلَیْہِ یَصْعَدُ اور مُھَاجِرٌ و ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ میں اِلٰی سے مراد کسی خاص مقام کی سمت نہیں بلکہ تکمیلِ مدارج ہے. اسی طرح قصّۂ حضرت عیسیٰؑ میں رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں اِلَیْہِ سے مفہوم کوئی خاص سمت نہیں، بلکہ بلندیٔ مدارج ہے. اور یہ لفظ ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر استعمال کیا گیا ہے. یہودیوں کا زعم باطل تھا کہ انہوں نے حضرت مسیحؑ کو صلیب پر لٹکا دیا تھا جس سے آپ (معاذ اللہ) لعنت کی موت مرے تھے لعنت کے معنی ہیں دوری (انعاماتِ خداوندی سے دُوری یا محرومی). اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب دیئے ہی نہیں گئے (ما صلبوہ)، بلکہ وہ اپنی طبعی موت سے وفات پا گئے (متوفیك) اور انہیں انعاماتِ خداوندی سے دُوری نہیں بلکہ قُرب حاصل ہے (بَلْ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ). اب سورۂ آلِ عمران کے ان الفاظ کو پھر سے سامنے لائیے. (اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ)

(اے عیسیٰؑ میں تجھے وفات دینے والا اور بلند درجات عطا کرنے والا ہوں) وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا یعنی تجھے ان کفار کے اتہامات سے پاک اور صاف کرنے والا ہوں (۳/۵۳)۔

یہ تصوّر بعد کی پیداوار ہے

حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر اُٹھا لئے جانے کا تصوّر مذہب عیسائیت میں بعد کی اختراع ہے۔ یہودیوں نے مشہور کر دیا (اور بظاہر نظر بھی ایسا ہی آتا تھا) کہ انہوں نے حضرت مسیحؑ کو صلیب پر قتل کر دیا ہے۔ حواریوں کو معلوم تھا کہ حقیقتِ حال یہ نہیں۔ لیکن وہ بھی بہ تقاضائے مصلحت اس کی تردید نہیں کر سکتے تھے (اور اصل تو یہ ہے کہ واقعۂ تصلیب کے بعد خود حواریوں کے متعلق بھی بالتحقیق معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہے اور کیا کرتے رہے۔ کچھ عرصے کے بعد حالات نے پلٹا کھایا اور ان کا نام پھر سننے میں آیا) اس دوران میں یہ خیال عام ہو چکا اور پختگی حاصل کر چکا تھا کہ حضرت مسیحؑ مصلوب ہو چکے ہیں۔ جب حواریوں کو قدرے سکون حاصل ہوا تو انہوں نے مختلف روایات کو یکجا کر کے اناجیل مرتب کیں (سب سے پہلی انجیل ۶۵ئہ میں مرتب ہوئی تھی)۔ اس وقت یہ کہنا کہ جس شخص کو صلیب دی گئی تھی وہ حضرت مسیحؑ نہیں کوئی اور تھا۔ ایک ایسا دعوےٰ تھا جس کی ہر طرف سے تردید (ہی نہیں بلکہ تضحیک) ہوتی۔ اس لئے اس عام خیال کی تردید کئے بغیر، حضرت مسیحؑ کی عظمت کو برقرار رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہو سکتا تھا کہ ان کے متعلق یہ مشہور کر دیا جائے کہ وہ صلیب کے تیسرے دن جی اُٹھے اور پھر آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ اناجیل میں دیکھئے۔ متّی اور یوحنّا کی اناجیل میں آسمان کی طرف اٹھائے جانے کے واقعہ کا کوئی ذکر نہیں۔ مرقس اور لوقا میں اخیر میں صرف ایک فقرہ میں اس کا ذکر آیا ہے۔ "غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنیکے بعد آسمان پر اٹھایا گیا" (مرقس ۱۶/۱۹۔ لوقا ۲۴/۵۲)۔ حتیٰ کہ حضرت مسیحؑ کے دوبارہ جی اُٹھنے کے متعلق بھی تمام اناجیل میں صرف مریم مگدلینی ہی عینی شاہد ہے (رینان ص ۲۹۶) اور مریم مگدلینی وہی ہے جس میں سے اناجیل کے بیان کے مطابق، حضرت مسیحؑ نے سات بدروحوں کو نکالا تھا (متی ۹/۱۶)۔

عیسائیوں نے رَفَعَ اِلَى السَّمَآءِ کا جو عقیدہ پھیلایا اس لے نہ صرف حضرت مسیحؑ کی عظمت اور بزرگی کو ہی مقامِ الوہیت تک پہنچا دیا بلکہ شکستہ خاطر، افسردہ اور پژمردہ جماعت کے لئے مایوسیوں کی تاریکی میں اُمید کی ایک کرن بھی پیدا کر دی کہ وہ آنیوالا آئے گا اور اس کے ساتھ ہی انہیں عظمت و اقتدار کی ایک نئی زندگی عطا کرے گا ("آنے والے" کے عقیدہ کے متعلق "ختم نبوت"

حصّہ اول

مولانا مفتی محمد یوسف

باب سوم

حضرت عیسٰی علیہ السّلام کا رفعِ جسمانی

اور اس کی تصریح فی القرآن

یہ مسئلہ بھی اُن نزاعی اور اصُولی مسائل میں رکھا گیا ہے جن کے بارے میں بعض علمی حلقوں کی طرف سے مولانا مودُودی کو مطعون اور متہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تفہیم القرآن، ج ۱ ص ۴۲۱، حاشیہ ۱۹۵ میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع جسمانی کے متعلق مولانا مودُودی نے لکھا ہے کہ:

"قرآن کی رُوح سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرزِ عمل رکھتا ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے۔ اور موت کی تصریح سے بھی بلکہ مسیح علیہ السّلام کے اٹھائے جانے کو اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کا ایک غیر معمولی ظہور سمجھتے ہوئے اس کی کیفیت کو اسی طرح مجمل چھوڑ دیا جائے جس طرح خود اللہ تعالیٰ نے مجمل چھوڑ دیا ہے۔"

اسی حاشیہ ۱۹۵ میں مولانا نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے:

"قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ ان کو جسم و روح کے ساتھ کرۂ زمین سے اٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انہوں نے زمین پر طبعی موت پائی۔ اور صرف ان کی روح اٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے اور نہ اثبات۔"

تفہیم القرآن کی مندرجۂ بالا دونوں عبارتوں پر مولانا مودودی کے مخالفین حضرات کی طرف سے دو قسم کے اعتراضات کیے گئے ہیں۔

تفہیم القرآن کی عبارت پر پہلا اعتراض

پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں قرآن کریم کی بنیاد پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع سے انکار کیا گیا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح کے جسمانی رفع پر پوری امت کا اجماع ہو چکا ہے، اور تمام امت میں متواتر بھی تسلیم کیا گیا ہے ایسے متواتر اور اجماعی مسائل سے انکار کرنا کسی مومن کے شایانِ شان نہیں ہے اور نہ کوئی شخص ایسے متواتر مسائل سے انکار کرتے ہوئے مسلمان رہ سکتا ہے۔

دوسرا اعتراض

اور دوسرا اعتراض ان عبارات کے مضمون پر یہ کیا گیا ہے کہ مذکورہ عبارتوں کے مضمون میں اگرچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی سے انکار تو نہیں کیا گیا ہے مگر اس کی تصریح فی القرآن سے انکار ضرور کیا گیا ہے۔ حالانکہ جس طرح اس مسئلہ کا یہ جز قطعی اور یقینی اور متواترات میں شمار کیا گیا ہے کہ "حضرت مسیح کے لیے رفع جسمانی ثابت ہے" اسی طرح اس کا یہ جز بھی یقینی اور متواترات میں شمار کیا گیا ہے

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ

تفہیم القرآن

جلد اول

سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الانعام

ابوالاعلیٰ مودودی

ادارہ ترجمان القرآن لاہور

اِلَیْہِ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ﴿۱۵۸﴾ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا

اُٹھا لیا،[195] اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے۔ اور اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا

صلیب پر وفات پائی اور پھر دوبارہ جی اُٹھے اور کم و بیش دس مرتبہ اپنے مختلف حواریوں سے ملے اور باتیں کیں۔ کوئی کہتا ہے کہ صلیب کی موت مسیح کے جسمِ انسانی پر واقع ہوئی اور وہ دفن ہوا مگر اُلوہیت کی رُوح جو اس میں تھی وہ اُٹھا لی گئی۔ اور کوئی کہتا ہے کہ مرنے کے بعد مسیح علیہ السلام جسم سمیت زندہ ہوئے اور جسم سمیت اُٹھائے گئے۔ ظاہر ہے کہ اگر ان لوگوں کے پاس حقیقت کا علم ہوتا تو اتنی مختلف باتیں ان میں مشہور نہ ہوتیں۔

۱۹۵ یہ اس معاملہ کی اصل حقیقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے۔ اس میں جزم اور صراحت کے ساتھ جو چیز بتائی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے میں یہودی کامیاب نہیں ہوئے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔ اب رہا یہ سوال کہ اُٹھا لینے کی کیفیت کیا تھی، تو اس کے متعلق کوئی تفصیل قرآن میں نہیں بتائی گئی۔ قرآن نہ اس کی تصریح کرتا ہے کہ اللہ اُن کو جسم و رُوح کے ساتھ کرۂ زمین سے اُٹھا کر آسمانوں پر کہیں لے گیا، اور نہ یہی صاف کہتا ہے کہ انھوں نے زمین پر طبعی موت پائی اور صرف ان کی رُوح اُٹھائی گئی۔ اس لیے قرآن کی بُنیاد پر نہ تو ان میں سے کسی ایک پہلو کی قطعی نفی کی جا سکتی ہے اور نہ اثبات۔ لیکن قرآن کے اندازِ بیان پر غور کرنے سے یہ بات بالکل نمایاں طور پر محسوس ہوتی ہے کہ اُٹھائے جانے کی نوعیت و کیفیت خواہ کچھ بھی ہو، بہرحال مسیح علیہ السلام کے ساتھ اللہ نے کوئی ایسا معاملہ ضرور کیا ہے جو غیر معمولی نوعیت کا ہے۔ اس غیر معمولی پن کا اظہار تین چیزوں سے ہوتا ہے:

ایک یہ کہ عیسائیوں میں مسیح علیہ السلام کے جسم و رُوح سمیت اُٹھائے جانے کا عقیدہ پہلے سے موجود تھا اور اُن اسباب میں سے تھا جن کی بنا پر ایک بہت بڑا گروہ اُلوہیتِ مسیح کا قائل ہوا ہے، لیکن اس کے باوجود قرآن نے نہ صرف یہ کہ اس کی صاف صاف تردید نہیں کی بلکہ بعینہٖ وہی "رفع" (Ascension) کا لفظ استعمال کیا جو عیسائی اِس واقعہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کتابِ مبین کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ کسی خیال کی تردید کرنا چاہتی ہو اور پھر ایسی زبان استعمال کرے جو اس خیال کو مزید تقویت پہنچانے والی ہو۔

دوسرے یہ کہ اگر مسیح علیہ السلام کا اُٹھایا جانا ویسا ہی اُٹھایا جانا ہوتا جیسا کہ ہر مرنے والا دنیا سے اُٹھایا جاتا ہے، یا اگر اس رفع سے مراد محض درجات و مراتب کی بلندی ہوتی جیسے حضرت ادریس کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وَرَفَعْنٰہُ مَکَانًا عَلِیًّا، تو اس مضمون کو بیان کرنے کا انداز یہ نہ ہوتا جو ہم یہاں دیکھ رہے ہیں۔ اس کو بیان کرنے کے لیے زیادہ مناسب الفاظ یہ ہو سکتے تھے کہ "یقیناً انھوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو زندہ بچا لیا اور پھر طبعی موت دی۔ یہودی اس کو ذلیل کرنا چاہتے تھے مگر اللہ نے اس کو بلند درجہ عطا کیا"۔

تیسرے یہ کہ اگر یہ رفع ویسا ہی معمولی قسم کا رفع ہوتا جیسے ہم محاورہ میں کسی مرنے والے کو کہتے ہیں کہ اُسے

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾

جو اُس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے گا[196] اور قیامت کے روز وہ ان پر گواہی دے گا[197]،

اللہ نے اُٹھا لیا تو اس کا ذکر کرنے کے بعد یہ فقرہ بالکل غیر موزوں تھا کہ "اللہ زبردست طاقت رکھنے والا اور حکیم ہے"۔ یہ تو صرف کسی ایسے واقعہ کے بعد ہی موزون و مناسب ہو سکتا ہے جس میں اللہ کی قوت قاہرہ اور اس کی حکمت کا غیر معمولی ظہور ہُوا ہو۔

اس کے جواب میں قرآن سے اگر کوئی دلیل پیش کی جا سکتی ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہے کہ سُورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ نے مُتَوَفِّيكَ کا لفظ استعمال کیا ہے (آیت ۵۵)۔ لیکن جیسا کہ وہاں ہم حاشیہ نمبر ۵۱ میں واضح کر چکے ہیں، یہ لفظ طبعی موت کے معنی میں صریح نہیں ہے بلکہ قبضِ رُوح، اور قبضِ رُوح و جسم، دونوں پر دلالت کر سکتا ہے۔ لہٰذا یہ اُن قرائن کو ساقط کر دینے کے لیے کافی نہیں ہے جو ہم نے اُوپر بیان کیے ہیں۔ بعض لوگ جن کو مسیح کی طبعی موت کا حکم لگانے پر اصرار ہے، سوال کرتے ہیں کہ تَوَفّی کا لفظ قبضِ رُوح و جسم پر استعمال ہونے کی کوئی اور نظیر بھی ہے؟ لیکن جب کہ قبضِ رُوح و جسم کا واقعہ تمام نوعِ انسانی کی تاریخ میں پیش ہی ایک مرتبہ آیا ہو تو اس معنی پر اس لفظ کے استعمال کی نظیر پُوچھنا محض ایک بے معنی بات ہے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ آیا اصل لغت میں اس استعمال کی گنجائش ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو ماننا پڑے گا کہ قرآن نے رفعِ جسمانی کے عقیدہ کی صاف تردید کرنے کے بجائے یہ لفظ استعمال کر کے اُن قرائن میں ایک اور قرینہ کا اضافہ کر دیا ہے جن سے اس عقیدہ کو اُلٹی مدد ملتی ہے، ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ موت کے صریح لفظ کو چھوڑ کر وفات کے محتمل المعنیین لفظ کو ایسے موقع پر استعمال کرتا جہاں رفعِ جسمانی کا عقیدہ پہلے سے موجود تھا اور ایک فاسد اعتقاد یعنی اُلوہیتِ مسیح کے اعتقاد کا موجب بن رہا تھا۔ پھر رفعِ جسمانی کے اس عقیدے کو مزید تقویت اُن کثیر التعداد احادیث سے پہنچتی ہے جو قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں آنے اور دجّال سے جنگ کرنے کی تصریح کرتی ہیں (تفسیر سُورۂ احزاب کے ضمیمہ میں ہم نے ان احادیث کو نقل کر دیا ہے)۔ اُن سے حضرت عیسیٰ کی آمدِ ثانی تو قطعی طور پر ثابت ہے۔ اب یہ ہر شخص خود دیکھ سکتا ہے کہ ان کا مرنے کے بعد دوبارہ اس دُنیا میں آنا زیادہ قرینِ قیاس ہے، یا زندہ کہیں خدا کی کائنات میں موجود ہونا اور پھر واپس آنا؟

۱۹۶ اس فقرے کے دو معنی بیان کیے گئے ہیں اور الفاظ میں دونوں کا یکساں احتمال ہے۔ ایک معنی وہ جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کیے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ "اہلِ کتاب میں سے کوئی ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہ لے آئے"۔ اہلِ کتاب سے مراد یہودی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ عیسائی بھی ہوں۔ پہلے معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہو گا کہ مسیح کی طبعی موت جب واقع ہو گی اس وقت جتنے اہلِ کتاب موجود ہوں گے وہ سب ان پر (یعنی ان کی رسالت پر) ایمان لا چکے ہوں گے۔ دُوسرے معنی کے لحاظ سے مطلب یہ ہو گا کہ تمام اہلِ کتاب پر مرنے سے عین قبل رسالتِ مسیح کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے اور وہ مسیح پر ایمان لے آتے ہیں، مگر یہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ایمان لانا مفید نہیں ہو سکتا۔ دونوں معنی

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَهُمۡ وَبِصَدِّهِمۡ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ۙ‏ ﴿۱۶۰﴾ وَّاَخۡذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدۡ نُهُوۡا عَنۡهُ وَاَكۡلِهِمۡ اَمۡوَالَ النَّاسِ بِالۡبَاطِلِ‌ؕ

غرض[198] ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویّہ کی بنا پر، اور اس بنا پر کہ یہ بکثرت اللہ کے راستے سے روکتے ہیں[199]، اور سُود لیتے ہیں جس سے انہیں منع کیا گیا تھا[200]، اور لوگوں کے مال ناجائز طریقوں سے کھاتے ہیں، ہم نے بہت سی وہ پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں جو پہلے ان کے لیے حلال تھیں[201]،

متعدد صحابہ، تابعین اور اکابر مفسرین سے منقول ہیں اور صحیح مراد صرف اللہ ہی کے علم میں ہے۔

۱۹۷؎ یعنی یہُودیوں اور عیسائیوں نے مسیح علیہ السلام کے ساتھ اور اُس پیغام کے ساتھ، جو آپ لائے تھے، جو معاملہ کیا ہے اس پر آپ خداوند تعالیٰ کی عدالت میں گواہی دیں گے۔ اس گواہی کی کچھ تفصیل آگے سُورۂ مائدہ کے آخری رکوع میں آنے والی ہے۔

۱۹۸؎ جملۂ معترضہ ختم ہونے کے بعد یہاں سے پھر وہی سلسلۂ تقریر شروع ہوتا ہے جو اُوپر سے چلا آ رہا تھا۔

۱۹۹؎ یعنی صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ خود اللہ کے راستے سے منحرف ہیں، بلکہ اس قدر بے باک مجرم بن چکے ہیں کہ دُنیا میں خدا کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو تحریک بھی اُٹھتی ہے، اکثر اس کے پیچھے یہودی دماغ اور یہودی سرمایہ ہی کام کرتا نظر آتا ہے، اور راہِ حق کی طرف بُلانے کے لیے جو تحریک بھی شروع ہوتی ہے اکثر اس کے مقابلہ میں یہودی ہی سب سے بڑھ کر مزاحم بنتے ہیں، درآں حالے کہ یہ کم بخت کتاب اللہ کے حامل اور انبیاء کے وارث ہیں۔ ان کا تازہ ترین جرم یہ اشتراکی تحریک ہے جسے یہودی دماغ نے اختراع کیا اور یہودی رہنمائی ہی نے پروان چڑھایا ہے۔ اِن نام نہاد اہلِ کتاب کے نصیب میں یہ جرم بھی مقدر تھا کہ دُنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جو نظامِ زندگی اور نظامِ حکومت خدا کے صریح انکار پر، خدا سے کُھلم کُھلا دشمنی پر، خدا پرستی کو مٹا دینے کے علی الاعلان عزم و ارادہ پر تعمیر کیا گیا اس کے مُوجد و مخترع اور بانی و سربراہ کار موسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا ہوں۔ اشتراکیت کے بعد زمانۂ جدید میں گمراہی کا دُوسرا بڑا ستون فرائڈ کا فلسفہ ہے اور لُطف یہ ہے کہ وہ بھی بنی اسرائیل ہی کا ایک فرد ہے۔

۲۰۰؎ توراۃ میں بالفاظِ صریح یہ حکم موجود ہے کہ:

”اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی محتاج کو جو تیرے پاس رہتا ہو، قرض دے تو اس سے قرض خواہ کی طرح سلوک نہ کرنا اور نہ اس سے سُود لینا۔ اگر تو کسی وقت اپنے ہمسایہ کے کپڑے گرو رکھ بھی لے تو سُورج کے ڈوبنے تک اس کو واپس کر دینا کیونکہ فقط وہی ایک اُس کا اوڑھنا ہے، اس کے جسم کا وہی لباس ہے،

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به
أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

١٢/ ١١ ـ باب

﴿لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [١٠١]

٤٦٢١ ـ حدثنا مُنْذِرُ بْنُ الوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الجَارُودِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسى بْنِ أَنسٍ، عَنْ أَنسٍ ﷺ قالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ خُطْبَةً ما سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قالَ: «لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيراً». قالَ: فَغَطَّى أَصْحابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ وُجُوهَهُمْ لَهُمْ خَنِينٌ، فَقالَ رَجُلٌ: مَنْ أَبِي؟ قالَ: «فُلانٌ». فَنَزَلَتْ هذِهِ الآيَةُ: ﴿لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. رَوَاهُ النَّضْرُ، وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ شُعْبَةَ. [مسلم: كتاب الفضائل، باب توقيره ﷺ وترك إكثار سؤاله، رقم: ٢٣٥٩]. [طرفه في: ٩٣].

٤٦٢٢ ـ حدثنا الفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الجُوَيْرِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: كانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتِهْزَاءً، فَيَقُولُ الرَّجُلُ: مَنْ أَبِي؟ وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ: أَيْنَ نَاقَتِي؟ فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمْ هذِهِ الآيَةَ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَآءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. حَتَّى فَرَغَ مِنَ الآيَةِ كُلِّهَا.

١٣/ ١٢ ـ باب

﴿مَا جَعَلَ ٱللَّهُ مِنۢ بَحِيرَةٍ وَلَا سَآئِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ﴾ [١٠٣]

﴿وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ﴾ [١١٦] يَقُولُ: قالَ اللهُ، وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ.

المَائِدَةُ: أَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ، كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ، وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ، وَالمَعْنَى: مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيرٍ، يُقَالُ: مَادَنِي يَمِيدُنِي.

وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مُتَوَفِّيكَ﴾ [آل عمران: ٥٥] مُمِيتُكَ.

٤٦٢٣ ـ حدثنا مُوسى بْنُ إِسْماعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ قالَ: البَحِيرَةُ: الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ، فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ: كانُوا يُسَيِّبُونَهَا لآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيهَا شَيءٌ.

قالَ: وَقالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عامِرٍ الخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، كانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ». وَالوَصِيلَةُ: النَّاقَةُ البِكْرُ، تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الإِبِلِ، ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى، وَكانُوا يُسَيِّبُونَهُمْ لِطَوَاغِيتِهِمْ، إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالأُخْرَى لَيسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ، وَالحَامِ: فَحْلُ الإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ المَعْدُودَ، فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ، وَأَعْفَوْهُ مِنَ الحَمْلِ، فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيهِ شَيءٌ، وَسَمَّوْهُ الحَامِيَ. وَقالَ أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: سَمِعْتُ سَعِيداً قالَ: يُخْبِرُهُ بِهذا. قالَ: وَقالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ﷺ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: نَحْوَهُ. وَرَوَاهُ ابْنُ الهَادِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [طرفه في: ٣٥٢١].

٤٦٢٤ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الكَرْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ عائِشَةَ ﷺ قالَتْ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضاً، وَرَأَيْتُ عَمْراً يَجُرُّ قُصْبَهُ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ». [طرفه في: ١٠٤٤].

١٤/ ١٣ ـ باب

﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ﴾ [١١٧]

٤٦٢٥ ـ حدثنا أَبُو الوَلِيدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا المُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً، ثُمَّ قَالَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَـٰعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤] إِلَى آخِرِ الآيَةِ، ثُمَّ قالَ: أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الخَلَائِقِ يُكْسى يَوْمَ القِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي ما أَحْدَثُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ كَمَا قالَ العَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ [١١٧]، فَيُقَالُ: إِنَّ هؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ». [طرفه في: ٣٣٤٩].

١٥/ ١٤ ـ باب

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾ [١١٨]

٤٦٢٦ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا

تفسیر الشیخ الاکبر العارف باللہ تعالی
العلامۃ محیی الدین بن عربی اعاد اللہ
علینا من برکاتہ آمین
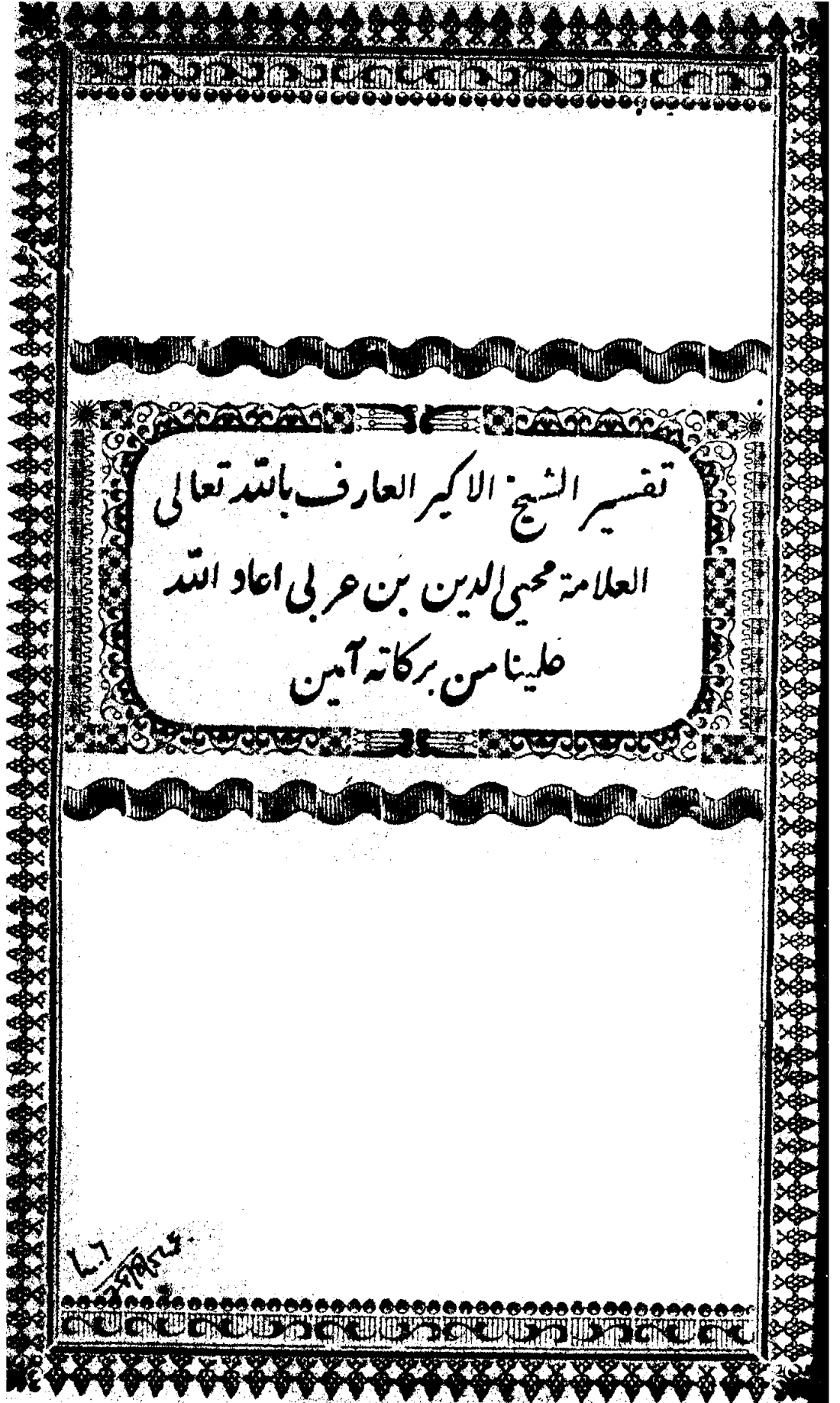
في الاخبار عن ربك ونبوتك وولايتك بها وفيها (ونكون عليها من الشاهدين) الحاضرين أهل العلم نخبر بها من عدانا من الغائبين ونعلمهم وندعوهم بها الى الله (تكون لنا عيدا لأولنا وآخرنا) أمرا أى شرعا ودينا يعود اليه من فى زماننا من أهل ديننا ومن بعدنا ممن سيوجد من النصارى (وآية منك) علامة وعلما منك تعرف بها وتعبد (وارزقنا) ذلك الشرع والعلم النافع والهداية (وأنت خير الرازقين) لا ترزق الا ما ينفعنا ويكون صلاحنا فيه (فمن يكفر) يحتجب عن ذلك الدين بعد انزاله ووضوحه (فانى أعذبه عذابا لا أعذبه أحدا من العالمين) لبيان الطريق ووضوح الدين والحجة مع وجود استعدادهم فلا ينكرونه الا معاندين والعذاب مع العلم أشد من العذاب مع الجهل اذ الشعور بالمحجوب عنه يوجب شدة الايلام (أأنت) دعوت الناس الى نفسك وأمك أو الى مقام قلبك ونفسك فان من بقى فيه وجود الانائية وبقية النفس والهوى أو كان فيه تلوين بوجود القلب وظهوره بصفته يدعو الخلق اما الى مقام نفسه واما الى مقام قلبه لا الى الحق (قال سبحانك) تنزيه لله عن الشريك وتبرئة له عن وجود البقية (ما يكون لى أن أقول ما ليس لى بحق) فانى لا وجود لى بالحقيقة فلا ينبغى ولا يصح أن أقول قولا ليس لى ذلك القول بالحقيقة فان القول والفعل والصفة والوجود كلها لك (ان كنت قلته فقد علمته) أى ان كان صدر منى قول فعن علمك ولا وجود لما لا تعلم وما وجد بعلمك وجد (تعلم ما فى نفسى) لاحاطتك بالكل فعلى بعض علمك (ولا أعلم ما فى نفسك) أى ذاتك لانى لا أحيط بالكل (ما قلت لهم) وما أمرتهم الا ما كلفتنى قوله وألزمتنى اياه (أن اعبدوا الله ربى وربكم) أى ما دعوتهم الا الى الجمع فى صورة التفصيل وهو الذى نسبة ربوبيته الى الكل سواء فغلطوا فما رأوه الا فى بعض التفاصيل لضيق وعائهم (وكنت عليهم شهيدا)

ونكون عليها من الشاهدين قال عيسى بن مريم اللهم ربنا أنزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا لأولنا وآخرنا وآية منك وارزقنا وأنت خير الرازقين قال الله انى منزلها عليكم فمن يكفر بعد منكم فانى أعذبه عذابا لا أعذبه أحدا من العالمين واذ قال الله يا عيسى ابن مريم أأنت قلت للناس اتخذونى وأمى الهين من دون الله قال سبحانك ما يكون لى ان أقول ما ليس لى بحق ان كنت قلته فقد علمته تعلم ما فى نفسى ولا أعلم ما فى نفسك انك أنت علام الغيوب ما قلت لهم الا ما أمرتنى به أن اعبدوا الله ربى وربكم وكنت عليهم

شهيدا) رقيبا حاضرا أراعيهم وأعلمهم (مادمت فيهم) أى مابقى منى وجود بقية (فلما توفيتنى) أفنيتنى بالكلية بك (كنت أنت الرقيب عليهم) لفنائى فيك (وأنت على كل شئ شهيد) حاضر يوجد بك والالم يكن ذلك الشئ (ان تعذبهم) بادامة الحجاب (فانهم عبادك) أحقاء بالحجب والحرمان وأنت أولى بهم تفعل بهم ماتشاء (وان تغفرلهم) برفع الحجاب (فانك أنت العزيز) القوى القادر على ذلك لاتزول عزتك بتقريبهم ورفع حجابهم (الحكيم) تفعل ماتفعله من التعذيب بالحجب والحرمان والتقريب باللطف والغفران بحكمتك البالغة (هذا يوم) نفع صدقك اياك وصدق كل صادق لكونه ثمرة الكمالات وخاصية الملكوت (لهم جنات) الصفات بدليل ثمرة الرضوان فان الرضا لايكون الا بفناء الارادة ولا تفنى ارادتهم الا اذا غلبت ارادة الله عليهم فافنتها ولهذا قدم رضوان الله عنهم على رضوانهم عنه أى لما أرادهم الله تعالى فى الازل بمظهرية ارادته ومحل رضوانه ورضى بهم محلا وأهلا لذلك سلب عنهم ارادتهم بأن جعل ارادته مكانها وأبدلهم بها فرضى عنهم وأرضاهم (ذلك الفوز العظيم) أى الفلاح العظيم الشأن ولو كان فناء الذات لكان الفوز الاكبر والفلاح الاعظم * لله مافى العالم العلوى والسفلى باطنه وظاهره (ومافيهن) أسماؤه وصفاته وافعاله (وهو على كل شئ قدير) ان شاء أفنى بظهور ذاته وان شاء أوجد بتستره بأسمائه وصفاته

(سورة الانعام)

(بسم الله الرحمن الرحيم)
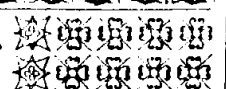
(الحمد لله الذى خلق السموات والارض) ظهور الكمالات وصفات الجمال والجلال على مظاهر تفاصيل الموجودات بأسرها الذى هو

شهيدا مادمت فيهم فلما توفيتنى
كنت أنت الرقيب عليهم وأنت
على كل شئ شهيد ان تعذبهم
فانهم عبادك وان تغفرلهم فانك
أنت العزيز الحكيم قال الله هذا
يوم ينفع الصادقين صدقهم لهم
جنات تجرى من تحتها الانهار
خالدين فيها أبدا رضى الله عنهم
ورضوا عنه ذلك الفوز العظيم
لله ملك السموات والارض وما
فيهن وهو على كل شئ قدير
(بسم الله الرحمن الرحيم)
الحمد لله الذى خلق السموات
والارض وجعل الظلمات
والنور

جماعة إحياء الفلسفة

فصوص الحكم

للشيخ الأكبر محيي الدين بن عربي المتوفى سنة ٦٣٨ هجرية

والتعليقات عليه

بقلم

أبو العلا عفيفي

دكتور في الفلسفة من جامعة كمبردج وأستاذ الفلسفة بجامعة فاروق الأول

[١٣٦٥ هـ — ١٩٤٦ م]

ملتزم الطبع والنشر أصحاب
دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابي الحلبي وشركاه

٢٢ — فص حكمة إيناسية فى كلمة إلياسية

١ إلياس هو إدريس كان نبياً قبل نوح ، ورفعه الله ،كاناً علياً ، فهو فى قلب الأفلاك ساكن وهو فلك الشمس . ثم بعث إلى قرية بعلبك ، و بعل اسم صنم ، وبك هو سلطان تلك القرية . وكان هذا الصنم المسمى بعلا مخصوصاً بالملك . وكان إلياس الذى هو إدريس قد مُثِّل له[١] انفلاق الجبل المسمى لبنان — من اللبانة ، وهى الحاجة — عن فرس من نار ، وجميع[٢] آلاته من نار[٢] . فلما رآه ركب عليه فسقطت عنه الشهوة ، فكان عقلا (٨٢ — ا) بلا شهوة، فلم يبق له تعلق بما تتعلق به الأغراض النفسية . فكان الحق فيه منزها ، فكان على النصف من المعرفة بالله ؛ فإن العقل إذا تجرد لنفسه من حيث أخذه العلوم عن نظره، كانت[٣] معرفته بالله على التنزيه لا على التشبيه . و إذا أعطاه الله المعرفة بالتجلى كملت معرفته بالله ، فنزه فى موضع وشبه فى موضع ، ورأى سريان الحق فى الصور الطبيعة والعنصرية . وما بقيت له صورة إلا و يرى[٤] عين الحق عينها . وهذه المعرفة التامة التى جاءت بها الشرائع المنزلة من عند الله ، وحكمت بهذه المعرفة الأوهام كلها . ولذلك كانت الأوهام أقوى سلطاناً فى هذه النشأة من العقول ، لأن العاقل ولو[٥] بلغ فى عقله ما بلغ لم يخل من حكم الوهم عليه والتصوُّر فيما عقل . فالوهم هو السلطان الأعظم فى هذه الصورة الكاملة الإنسانية ، و به جاءت الشرائع المنزلة فشبهت ونزهت ؛ شبهت فى التنزيه بالوهم ، ونزهت فى التشبيه بالعقل . فارتبط الكل بالكل ، فلم

---

(١) ه : ساقطة   (٢ — ٢) ساقط فى ب   (٣) ه : فكانت   (٤) ا : وترى
(٥) ه : لو

فصوص الحکم

از

شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الہاتمی الاندلسی الدمشقی

ترجمہ

از مولانا محمد عبدالقدیر صاحب صدیقی

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور

جدولیت دوم

فصِّ حکمتِ الیاسیہ

شیخ کا خیال ہے کہ الیاس علیہ السّلام ہی ادریس علیہ السّلام ہیں۔ ادریسؑ نوحؑ سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مکان بلند پر اٹھالیا۔ وہ وسط افلاک یعنی فلک شمس میں ساکن ہیں۔ شیخؒ کے خیال میں فلک سے نزول فرماکر قریۂ بعلبک کی طرف مبعوث کیے گئے۔ بعل ایک بت کا نام ہے اور بکؔ اُس قریے کا سلطان تھا۔ بعل بت سلطان کے ساتھ خاص تھا۔

الیاسؑ جو پھر ادریسؑ کہلائے عالم مثال میں کیا دیکھتے ہیں۔ کہ کوہ لبنان پھٹ گیا ہے (جو لبانہ بمعنی حاجت سے مشتق ہے) اور اُس میں سے ایک آتشیں گھوڑا نکلا۔ اُس کا سازو سامان سب آتشین تھا۔ الیاسؑ نے اُس کو دیکھا تو اُس پر سوار ہو گئے۔ اور اُن کی شہوت نفسانی ساقط ہو گئی اور وہ عقل بلاشہوت رہ گئے اور اُن کو اغراض نفسانی کی چیزوں سے کوئی تعلق نہ رہا۔ اس حال میں حق تعالیٰ اُن کے پاس منزّہ تھا۔ گویا اُن کی معرفت باللہ نصف رہ گئی۔ اور ایک جانب کی ہو گئی۔ اور تشبیہ سے اُن کی نظر منقطع ہو گئی۔ اور فرشتہ صفت آدمی ہو گئے۔ کیونکہ عقل جب وہم و خیال سے مجرّد ہو جاتی ہے اور علم نظری ہی نظری رہ جاتا ہے تو اُس کی معرفت الٰہی بھی

فهرست اسباب النزول للواحدي

كتبهم حتى حسن علمه في دينهم وكانت ملوك الروم قد شرفوه وموّلوه وبنوا له الكنائس لعلمه واجتهاده فقدموا على رسول الله صلى الله عليه وسلم ودخلوا مسجده حين صلى العصر عليهم ثياب الحبرات جباب واردية في جمال رجال الحارث بن كعب يقول بعض من رآهم من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأينا وفداً مثلهم وقد حانت صلاتهم فقاموا فصلوا في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوهم فصلوا الى المشرق فكلم السيد والعاقب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لهما رسول الله صلى الله عليه وسلم اسلما فقالا قد اسلمنا قبلك قال كذبتما منعكما من الاسلام دعاؤكما لله ولدا وعبادتكما الصليب واكلكما الخنزير قالا ان لم يكن عيسى ولد الله فمن ابوه وخاصموه جميعا في عيسى فقال لهما النبي صلى الله عليه وسلم الستم تعلمون انه لا يكون ولد الا ويشبه اباه قالوا بلى قال ألستم تعلمون ان ربنا حي لا يموت وان عيسى اتى عليه الفناء قالوا بلى قال الستم تعلمون ان ربنا قيم على كل شيء يحفظه ويرزقه قالوا بلى قال فهل يملك عيسى من ذلك شيأ قالوا لا قال فان ربنا صور عيسى في الرحم كيف شاء وربنا لا يأكل ولا يشرب ولا يحدث قالوا بلى قال الستم تعلمون ان عيسى حملته امه كما تحمل المرأة ثم وضعته كما تضع المرأة ولدها ثم غذي كما يغذي الصبي ثم كان يطعم ويشرب ويحدث قالوا بلى قال فكيف يكون هذا كما زعمتم فسكتوا فانزل الله عزوجل فيهم صدر سورة آل عمران الى بضعة وثمانين آية منها قوله ﴿ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ ﴾ الآية قال الكلبي عن ابي صالح عن ابن عباس ان يهود اهل المدينة قالوا لما هزم الله المشركين يوم بدر هذا والله النبي الامي الذي بشرنا به موسى ونجده

في كعب بن عجرة الانصاري وذلك انه قال لما نزلنا مع النبي صلى الله عليه وسلم الحديبية مر بي النبي صلى الله عليه وسلم وانا اطبخ قدراً لي والقمل يتهافت على وجهي فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم يا كعب بن عجرة لعلك يؤذيك هوام رأسك فنزلت فمن كان مريضاً او

بسم الله الرحمن الرحيم

الكتاب الثالث من حرف الهمزة

في الأخلاق من قسم الأقوال

من كنز العمال

وفيه بابان

الباب الاول في الاخلاق

والأفعال المحمودة

ونعني بالأخلاق ما هو من أعمال القلوب وبالأفعال ما هو من أعمال الجوارح

وفيه فصلان

٥٩٥٤ - يكونُ في أُمتي رجالٌ، طُلْسٌ رؤسهم، دنِسٌ ثيابهم، لو أقسموا على الله لأبرَّهم. (الديلمي عن أبي موسى) .

٥٩٥٥ - أوحى الله تعالى إلى عيسى : أن يا عيسى انتقلْ من مكانٍ إلى مكانٍ ، لئلاَّ تُعرف ، فتُؤْذى ، فو عزتي وجلالي لأزوِّجَنَّك ألفَ حوراءَ ، ولأُولِمنَّ عليك أربعمائة عامٍ . (كر عن أبي هريرة) وفيه هانىء ابن المتوكل الإسكندراني قال في المغني مجهول[1] .

---

(١) هانىء بن المتوكل الاسكندراني أبو هاشم المالكي الفقيه .
روى عن مالك وحيوة بن شريح ومعاوية بة صالح وعنه : بقي بن مخلد
وعمَّر دهراً طويلاً ازيد من مائة سنة وتوفي (٢٤٢) ه
قال ابن حبان : كان تدخل عليه المناكير وكثرت فلا يجوز الاحتجاج به
فمن مناكيره هذا الحديث .
وأرده الذهبي في ميزان الاعتدال (٤/٢٩١) . ص .

وَالْمُبَيِّنُ لِمَا تَضَمَّنَهُ مِنَ السُّنَّةِ وَآيِ الفُرْقَانِ

تأليف

أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ القُرْطُبِيِّ

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شَارَكَ فِي تَحْقِيقِ هَذَا الجُزْءِ

محمد رضوان عرقسوسي

الجزء الخامس

مؤسسة الرسالة

ورُوي عن مجاهد أنه قال: السُّيوف مفاتيحُ الجنة.(١)

ورُوي عن رسول اللهِ ﷺ أنه قال: «أكرمَ الله تعالى الشهداءَ بخمس كراماتٍ؛ لم يُكرِمْ بها أحداً من الأنبياء ولا أنا: أحدُها: أنَّ جميعَ الأنبياءِ قبضَ أرواحَهم مَلَكُ الموت، وهو الذي سيَقبِضُ رُوحي، وأما الشُّهداءُ فاللهُ هو الذي يقبضُ أرواحَهم بقدرته كيف يشاء، ولا يُسلَّط على أرواحهم مَلَكُ الموت، والثاني: أنّ جميعَ الأنبياءِ قد غُسِّلوا بعد الموتِ، وأنا أُغسَّل بعد الموت، والشهداءُ لا يُغَسَّلُون ولا حاجةَ لهم إلى ماء الدُّنيا، والثالثُ: أنَّ جميعَ الأنبياءِ قد كُفِّنوا وأنا أُكَفَّن، والشهداءُ لا يُكَفَّنون بل يُدفنون في ثيابهم، والرابع: أنَّ الأنبياءَ لما ماتوا سُمُّوا أمواتاً، وإذا مِتُّ يقال: قد مات، والشُّهداءُ لا يُسَمَّوْن مَوْتى، والخامسُ: أنَّ الأنبياءَ تُعطى لهم الشفاعةُ يومَ القيامة وشفاعتي أيضاً يومَ القيامة، وأما الشهداءُ فإنهم يشفعون في كلِّ يومٍ فيمن يشفعون».(٢)

قوله تعالى: ﴿وَأَنَّ ٱللَّهَ﴾ قرأه الكِسائيُّ بكسر الألف، والباقون بالنصب؛ فمن قرأ بالنصب فمعناه: يستبشرون بنعمة من الله، ويستبشرون بأنَّ الله لا يُضيع أجرَ المؤمنين. ومن قرأ بالكسر فعلى الابتداء.(٣) ودليله قراءةُ ابنِ مسعود: «واللهُ لا يضيع أجر المؤمِنين».(٤)

قوله تعالى: ﴿ٱلَّذِينَ ٱسْتَجَابُوا۟ لِلَّهِ وَٱلرَّسُولِ مِنۢ بَعْدِ مَآ أَصَابَهُمُ ٱلْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا۟ مِنْهُمْ وَٱتَّقَوْا۟ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٢﴾﴾.

﴿ٱلَّذِينَ﴾ في موضع رفعٍ على الابتداء، وخبره: ﴿مِنۢ بَعْدِ مَآ أَصَابَهُمُ ٱلْقَرْحُ﴾(٥).

---

(١) أورده أبو الليث في تفسيره ١/ ٣١٥ وأخرج الطبراني في الكبير ٢٢/ ٢٤٦ عن مجاهد عن يزيد بن شجرة قال: أُنبئت أن السيوف مفاتيح الجنة.

(٢) لم نقف على من أخرجه وذكره أبو الليث في تفسيره ١/ ٣١٥ - ٣١٦ ، وقال: أروي هذا الحديث بمعناه لا بلفظه.

(٣) تفسير أبي الليث ١/ ٣١٦ ، وانظر القراءة في السبعة ص٢١٩ ، والتيسير ص٩١ ، والحجة ٣/ ٩٨ .

(٤) ذكر القراءة الطبري ٦/ ٢٣٩ ، وابن أبي داود في المصاحف ١/ ٣١١ ، وابن زنجلة في حجة القراءات ص١٨١ ، وابن عطية في المحرر الوجيز ١/ ٥٤١ .

(٥) كذا قال المصنف رحمه الله، وكذا قال مكي في مشكل إعراب القرآن ١/ ١٧٨ - ١٧٩ ، وتعقبه السمين =

فيا مدة الإمداد نقطة خطه ويا ذروة الإطلاق إذ يتسلسل
محال يحول القلب عنك وإنني وحقك لا أسلو ولا أتحول
عليك صلاة الله منه تواصلت صلاة اتصال عنك لا تتنصل

شخصت أبصار بصائر سكان سدرة المنتهى لجلال جماله، وحنت أرواح رؤساء الأنبياء إلى مشاهدة كماله، ....

(فيا مدّة) أي: زيادة **(الإمداد نقطة خطه ويا ذروة الإطلاق إذ يتسلسل محال:)** باطل غير ممكن الوقوع أنه **(يحول)** يتغيّر **(القلب عنك وإنني وحقّك لا أسلو)** أصبر **(ولا أتحوّل)** عن حبّك **(عليك صلاة اللّه منه)** متعلّق بقوله: **(تواصلت صلاة اتّصال)** مفعول مطلق **(عنك لا تتنصّل)** أي: لا تزول عنك **(شخصت)** بفتحات نظرت **(أبصار بصائر)** جمع بصيرة، وهي للنفس كالعين للشخص **(سكان سدرة المنتهى)** وهم الملائكة الكرام. روى أبو يعلى، والبزار، وابن جرير، وابن ماجه، عن أبي سعيد، رفعه في حديث المعراج وغشيها من الملائكة، أمثال الغربان حين يقعن على الشجر. وعند الحاكم وغيره عن أبي هريرة رفعه: ونزل على كل ورقة ملك من الملائكة **(لجلال)** عظمة **(جماله:)** حسنه وفي جعله الشخوص لجلال الجمال دون الجمال نفسه لطف وإيماء إلى أن هؤلاء وإن كانوا مقرّبين ما استطاعوا النظر لنفس الحسن، بل شخصوا في الجلال الحاجب له فكيف بغيرهم، ولذا قال عليّ يقول ناعته، أي: عند العجز عن وصفه، لم أرَ قبله ولا بعده مثله، ومن ثم لم يفتتن به مع أنه أوتي كل الحسن؛ كما قال:

بجمال حجبته بجلال طاب واستعذب العذاب هناكا

(وحنت) اشتاقت، **(أرواح رؤساء الأنبياء)** أكابرهم، وهم الذين رأوه في السموات ليلة المعراج **(إلى مشاهدة،)** أي: رؤية **(كماله:)** هو التمام فيما يفضل به الشيء على غيره؛ فيشمل الظاهر؛ والباطن، لكن المراد هنا الظاهر لأنه المشاهد بالحاسة لا الباطن، لعدم تعلّقها به، وإن تعلّقت بما دلّ عليه. وتخصيص الأرواح بالذكر لأن الإدراك بها وإن نسب للجسد فهو بواسطتها فلا يشكل بما في تنوير الحلك، من أنه لا يمتنع رؤية ذاته عليه السلام بجسده وروحه، وذلك لأنه وسائر الأنبياء ﷺ ردّت إليهم أرواحهم بعدما قبضوا، وأذن لهم في الخروج من قبورهم للتصرّف في الملكوت العلوي والسفلي، انتهى. ونحوه يأتي للمصنف في غير موضع من هذا الكتاب، وقد روى الحاكم في تاريخه، والبيهقي في حياة الأنبياء، عن أنس، أن النبيّ ﷺ، قال: «إن الأنبياء لا يتركون في قبورهم أربعين ليلة، ولكن يصلّون بين يدي اللّه تعالىٰ حتى ينفخ في الصور». قال البيهقي: فعلى هذا يصيرون، أي: يكونون حيث ينزلهم اللّه تعالىٰ، انتهى. وهذا لا يشكل بأن الأنبياء في قبورهم، وأن المصطفى أوّل من تنشقّ عنه الأرض، وأوّل من يقوم من

محققٌ عن نسخة خطيّة كاملة، وعن مطبوعة الشعب وأكثر من عشر نسخ خطية أخرى يستوعب مجموعها التفسير كله.

تفسير القرآن العظيم

للحافظ

أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي

(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق

سامي بن محمد السلامة

الجزء الثاني

آل عمران - النساء

دار طيبة للنشر والتوزيع

وقال طاووس، والحسن البصرى، وقتادة: أخذ [١] الله ميثاق النبيين أن يصدق بعضهم بعضا.

وهذا لا يضاد ما قاله علىّ وابن عباس ولا ينفيه، بل يستلزمه ويقتضيه. ولهذا رواه عبد الرزاق، عن مَعْمَر، عن ابن طاووس، عن أبيه مثل قول علىّ وابن عباس.

وقد قال الإمام أحمد: حدثنا عبد الرزاق، أنبأنا سفيان، عن جابر، عن الشعبى، عن عبد الله ابن ثابت قال: جاء عمر إلى النبى ﷺ فقال: يا رسول الله، إنى[٢] مررتُ بأخٍ لى من قُرَيْظَة، فكتب لى جَوَامعَ [٣] من التوراة، ألا أعرضها عليك؟ قال: فتغيَّرَ وَجْهُ رسول الله ﷺ ـ قال عبد الله بن ثابت: قلت[٤] له: ألا ترى ما بوجه رسول الله ﷺ؟ فقال عمر: رضينا بالله ربا، وبالإسلامِ دينا، وبمحمد رسولا ـ قال: فسُرِّىَ عن رسول الله ﷺ وقال: «وَالذى نَفْسُ مُحَمَّد بيَده لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى عليه السلام، ثمَّ اتَّبَعْتُمُوه وتَرَكْتُمُونى لَضَلَلْتمْ [٥]، إنَّكُمْ حَظِّى مِن الأُمَمِ، وأنَا حَظُّكم منَ النَّبِيينَ»[٦].

حديث آخر: قال الحافظ أبو بكر[٧]: حدثنا إسحاق، حدثنا حماد، عن مُجالد، عن الشعبى، عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: «لاَ تَسْأَلُوا أَهْلَ الْكتَاب عَنْ شَىْء، فإنَّهُمْ لَنْ يَهدُوكُمْ وَقَدْ ضَلُّوا، وإنَّكُمْ إمَّا أنْ تُصَدِّقُوا ببَاطلٍ وإما أنْ تُكَذِّبُوا بحَقٍّ، وإنَّهُ ـ وَالله ـ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيا بَيْنَ أظْهُرِكُمْ مَا حَلَّ لَهُ إلا أنْ يَتَّبِعَنى»[٨].

وفى بعض الأحاديث [له][٩]: «لَوْ كَانَ مُوسَى وَعِيسَى حَيَّينِ لَمَا وسِعَهُما إلاَّ اتِّبَاعِى»[١٠].

فالرسول محمد خاتم الأنبياء[١١]، صلوات الله وسلامه عليه، دائما إلى يوم الدين، وهو الإمام الأعظم الذى لو وجد فى أى عصر وجد لكان هو[١٢] الواجب الطاعة المقدَّم على الأنبياء كلهم؛ ولهذا كان إمامهم ليلة الإسراء[١٣] لما اجتمعوا ببيت المقدس، وكذلك هو الشفيع فى يوم الحشر[١٤] فى إتيان الرب لِفَصْل القضاء، وهو المقام المحمود الذى لا يليق إلا له، والذى يحيد عنه أولو العزم من الأنبياء والمرسلين، حتى تنتهى النوبة إليه، فيكونَ هو المخصوص به.

---

(١) زيادة من أ. (٢) فى ر: «إننى».
(٣) فى أ: «جوامع الكلم». (٤) فى جـ، ر، أ، و: «فقلت».
(٥) فى أ: «لظللتم».
(٦) المسند (٤/ ٢٦٥) قال الهيثمى فى المجمع (١/ ١٧٣): «رجاله رجال الصحيح إلا أن فيه جابر الجعفى وهو ضعيف».
(٧) فى جـ، ر، أ، و: «أبو يعلى».
(٨) مسند البزار برقم (١٢٤) «كشف الأستار» ورواه أحمد فى مسنده (٣/ ٣٨٧) والدارمى فى السنن (١/ ١١٥) قال الهيثمى فى المجمع (١/ ١٧٤): «رواه البزار وأحمد وأبو يعلى». وقد حسنه الشيخ ناصر الألبانى، وتوسع فى الكلام عليه فليراجع فى كتابه: «إرواء الغليل» (٦/ ٣٤).
(٩) زيادة من أ.
(١٠) قال العبد الضعيف: لم أجد من ذكر عيسى فى الحديث، ولعل الله ييسر لى الاطلاع على هذه الرواية والله أعلم.
(١١) فى أ: «النبيين». (١٢) فى جـ، ر، أ، و: «كان».
(١٣) فى جـ، أ، و: «ليلة الإسراء إمامهم». (١٤) فى أ، و: «المحشر».

فِي ظِلَالِ القُرآن

بقلم

سَيِّد قطب

المُجَلَّدُ الرَّابع

الأجزاء : ١٢-١٨

طبعة جديدة مشروعة

تتضمن إضافات وتنقيحات تركها المؤلف
وتنشر للمرة الأولى

مع المراجعة الشاملة والتصويب الدقيق
لما كان في الطبعة الأصلية - التي صورت عنها الطبعات غير المشروعة -
من أخطاء في الآيات القرآنية والتفسير

دار الشروق

أبوك امرأ سوء ، وما كانت أمك بغياً » حتى تأتي بهذه الفعلة التي لا يأتيها إلا بنات آباء السوء والأمهات البغايا !

وتنفذ مريم وصية الطفل العجيب التي لقنها إياها :

« فأشارت إليه » .. فماذا نقول في العجب والغيظ الذي ساورهم وهم يرون عذراء تواجههم بطفل ؛ ثم تتبجح فتسخر ممن يستنكرون فعلتها فتصمت وتشير لهم إلى الطفل ليسألوه عن سرها !

« قالوا : كيف نكلم من كان في المهد صبياً ؟ » .

ولكن ها هي ذي الخارقة العجيبة تقع مرة أخرى :

« قال : إني عبد الله ، آتاني الكتاب ، وجعلني نبياً ، وجعلني مباركاً أينما كنت ، وأوصاني بالصلاة والزكاة ما دمت حياً ، وبرّاً بوالدتي ولم يجعلني جباراً شقياً ، والسلام عليّ يوم ولدت ويوم أموت ويوم أبعث حياً » .

وهكذا يعلن عيسى ــ عليه السلام ــ عبوديته لله . فليس هو ابنه كما تدعي فرقة . وليس هو إلهاً كما تدعي فرقة . وليس هو ثالث ثلاثة هم إله واحد وهم ثلاثة كما تدعي فرقة .. ويعلن أن الله جعله نبياً ، لا ولداً ولا شريكاً . وبارك فيه ، وأوصاه بالصلاة والزكاة مدة حياته . والبر بوالدته والتواضع مع عشيرته . فله إذن حياة محدودة ذات أمد . وهو يموت ويبعث . وقد قدر الله له السلام والأمان والطمأنينة يوم ولد ويوم يموت ويوم يبعث حياً ..

والنص صريح هنا في موت عيسى وبعثه . وهو لا يحتمل تأويلاً في هذه الحقيقة ولا جدالاً .

* * *

ولا يزيد السياق القرآني شيئاً على هذا المشهد . لا يقول : كيف استقبل القوم هذه الخارقة . ولا ماذا كان بعدها من أمر مريم وابنها العجيب . ولا متى كانت نبوته التي أشار إليها وهو يقول :

« آتاني الكتاب وجعلني نبياً » .. ذلك أن حادث ميلاد عيسى هو المقصود في هذا الموضع . فحين يصل به السياق إلى ذلك المشهد الخارق يسدل الستار ليعقب بالغرض المقصود في أنسب موضع من السياق ، بلهجة التقرير ، وإيقاع التقرير :

« ذلك عيسى ابن مريم . قول الحق الذي فيه يمترون . ما كان لله أن يتخذ من ولد . سبحانه . إذا قضى أمراً فإنما يقول له : كن فيكون . وإن الله ربي وربكم فاعبدوه . هذا صراط مستقيم » ..

ذلك عيسى ابن مريم ، لا ما يقوله المؤلهون له أو المتهمون لأمه في مولده .. ذلك هو في حقيقته وذلك واقع نشأته . ذلك هو يقول قول الحق الذي فيه يمترون ويشكون . يقولها لسانه ويقولها الحال في قصته : « ما كان لله أن يتخذ من ولد » تعالى وتنزه فليس من شأنه أن يتخذ ولداً . والولد إنما يتخذه الفانون للامتداد ، ويتخذه الضعاف للنصرة . والله باق لا يخشى فناء ، قادر لا يحتاج معيناً . والكائنات كلها توجد بكلمة كن . وإذا قضى أمراً فإنما يقول له : كن فيكون .. فما يريد تحقيقه يحققه بتوجه الإرادة لا بالولد والمعين .. وينتهي ما يقوله عيسى ــ عليه السلام ــ ويقوله حاله بإعلان ربوبية الله له وللناس ، ودعوته إلى عبادة الله الواحد بلا شريك : « وإن الله ربي وربكم فاعبدوه هذا صراط مستقيم » .. فلا يبقى بعد شهادة عيسى وشهادة قصته مجال للأوهام والأساطير .. وهذا هو المقصود بذلك التعقيب في لغة التقرير وإيقاع التقرير .

* * *

الدر المنثور في التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث

وأخرَج الحاكمُ عن وهبٍ ، أن اللَّهَ توفَّى عيسى سبعَ ساعاتٍ ثم أحياه ، وأن مريمَ حمَلت به ولها ثلاثَ عشرةَ سنةً ، وأنه رُفِع ابنَ ثلاثٍ وثلاثين ، وأن أمَّه بقِيَتْ بعدَ رفعِه ستَّ سنين[1] .

وأخرَج إسحاقُ بنُ بشرٍ ، وابنُ عساكرَ ، مِن طريقِ جويبرٍ[2] ، عن الضحاكِ ، عن ابنِ عباسٍ في قولِه : ﴿ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ ﴾ . يعني : رافعُك ثم متوفِّيك في آخرِ الزمانِ .

وأخرَج ابنُ أبي حاتمٍ عن ابنِ جريجٍ[3] في الآيةِ قال : رفعُه إياه توفيتُه[4] .

وأخرَج الحاكمُ عن الحريثِ[5] بنِ مَخَشٍّ[6] ، أن عليًّا قُتِل صَبِيحةَ إحدى وعشرين من رمضانَ ، فسمِعتُ الحسنَ بنَ عليٍّ وهو يقولُ : قُتِل ليلةَ أنزِل القرآنُ ، وليلةَ أسرِيَ بعيسى ، وليلةَ قُبِض موسى[7] .

وأخرَج ابنُ سعدٍ ، وأحمدُ في « الزهدِ » ، والحاكمُ ، عن سعيدِ بنِ المسيَّبِ قال : رُفِع عيسى ابنَ ثلاثٍ وثلاثين سنةً ، ومات لها مُعاذٌ[8] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبي حاتمٍ ، عن الحسنِ في قولِه : ﴿ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ

---

(١) الحاكم ٢/ ٥٩٦.

(٢) في م : « جوهر » .

(٣) في م : « جرير » .

(٤) ابن أبي حاتم ٢/٦٦٢ (٣٥٨٦) .

(٥) في الأصل ، ف ١: « الحارث » . ينظر الإكمال ٧/ ٢٢٨.

(٦) في النسخ ، ومصدر التخريج : « مخشى » . والمثبت من المصدر السابق .

(٧) الحاكم ٣/ ١٤٣.

(٨) ابن سعد ٣/ ٥٩٠، والحاكم ٣/ ٢٦٩.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحج و کتاب الجہاد

ترجمہ

فروع کافی

جلد چہارم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ ابن محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنف دوصد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

أبوعبدالله عليه السلام : إذا أردت أن تخرج من المدينة فاغتسل ثمّ ائت قبر النبيّ صلى الله عليه وآله بعد ما تفرغ من حوائجك واصنع مثل ما صنعت عند دخولك وقل : « اللّهمّ لاتجعله آخر العهد من زيارة قبر نبيّك فإن توفّيتني قبل ذلك فإنّي أشهد في مماتي على ما شهدت عليه في حياتي أن لا إله إلّا أنت و أنّ محمّداً عبدك و رسولك » .

٢ ـ محمّد بن يحيى ، عن أحمد بن محمّد ، عن ابن فضّال ، عن يونس بن يعقوب قال : سألت أباعبدالله عليه السلام عن وداع قبر النبيّ صلى الله عليه وآله قال : تقول : « صلّى الله عليك السلام عليك لاجعله الله آخر تسليمي عليك » .

باب ۲۱۱

وداعِ قبرِ نبی

۱۔ فرمایا جب تم مدینہ سے چلنے لگو تو غسل کرو اور قبرِ نبی پر آؤ جبکہ تم حوائجِ ضروریہ سے فارغ ہو جاؤ اور وہی عمل کرو جو داخلہ کے وقت کیا تھا اور کہو اللّهمّ لاتجعله آخر العهد من زيارة قبر نبيّك فإن توفّيتني قبل ذلك فإنّي أشهد في مماتي على ما شهدت عليه في حياتي أن لا إله إلّا أنت و أنّ محمّداً عبدك و رسولك » .

یا اللہ زیارتِ قبرِ نبی کا یہ آخری موقع قرار نہ دینا اگر اس سے پہلے مجھے موت دے تو میں اپنے مرنے پر بھی وہی گواہی دوں گا جو زندگی میں دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ تیرے عبد و رسول ہیں۔ (حسن)

۲۔ میں نے وداعِ قبرِ نبی کے متعلق پوچھا فرمایا کہو اللہ کا درود تم پر ہو آپ پر میرا سلام ہو اور اللہ میرا یہ سلام آخری قرار نہ دے۔ (موثق)

باب ۲۱۲

(تحريم المدينة)

١ ـ عدّة من أصحابنا ، عن أحمد بن محمّد ، عن عليّ بن الحكم ، عن سيف بن عميرة عن حسّان بن مهران قال : سمعت أباعبدالله عليه السلام يقول : قال أمير المؤمنين صلوات الله عليه : مكّة حرم الله و المدينة حرم رسول الله صلى الله عليه وآله و الكوفة حرمي لا يريدها جبّار بحادثة إلّا قصمه الله .

تاريخ الخلفاء

تأليف
جلال الدين عبد الرحمن
السيوطي
المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

عائشة فقل: يستأذن عمر أن يدفن مع صاحِبَيْه، فذهب إليها فقالت: كنت أريده ـ تعني المكان ـ لنفسي، ولأوثرنه اليوم على نفسي، فأتى عبدالله فقال: قد أذنت، فحمد الله تعالى، وقيل له: أوص يا أمير المؤمنين واستخلف، قال: ما أرى أحداً أحق بهذا الأمر من هؤلاء النفر الذين توفّي النبيُ ﷺ وهو عنهم راض، فسمى الستة وقال: يشهد عبدالله بن عمر معهم وليس له من الأمر شيء، فإن أصابت الإمرة سعداً فهو ذاك، وإلا فليستعن به أيكم ما أمر، فإني لم أعزله عن عجز ولا خيانة. ثم قال: أوصي الخليفة من بعدي بتقوى الله، وأوصيه بالمهاجرين والأنصار، وأوصيه بأهل الأمصار خيراً.. في مثل ذلك من الوصية، فلما توفّي خرجنا به نمشي، فسلم عبدالله بن عمر وقال: عمر يستأذن، فقالت عائشة: أدخلوه، فأدخل فوضع مع صاحبيه.

فلما فرغوا من دفنه ورجعوا اجتمع هؤلاء الرهط، فقال عبدالرحمن بن عوف: اجعلوا أمركم إلى ثلاثة منكم، فقال الزبير: قد جعلت أمري إلى علي، وقال سعد: قد جعلت أمري إلى عبدالرحمن، وقال طلحة: قد جعلت أمري إلى عثمان، قال: فخلا هؤلاء الثلاثة، فقال عبدالرحمن: أنا لا أريدها، فأيكما يبرأ من هذا الأمر ونجعله إليه؟ والله عليه والإسلام لينظرن أفضلهم في نفسه وليحرص على صلاح الأمة، فسكت الشيخان علي وعثمان، فقال عبدالرحمن: اجعلوه إليَّ والله عليَّ لا آلوكم عن أفضلكم، قالا: نعم؛ فخلا بعلي وقال: لك من القدم في الإسلام والقرابة من النبي عليه الصلاة والسلام ما قد علمت، الله عليك لئن أَمَّرْتُكَ لتعدلن، ولئن أَمَّرْتُ عليك لتسمعن ولتطيعن؟ قال: نعم، ثم خلا بالآخر فقال له كذلك، فلما أخذ ميثاقهما بايع عثمان وبايعه علي.

وفي «مسند» أحمد عن عمر أنه قال: إن أدركني أجلي وأبو عبيدة بن الجراح حي استخلفته، فإن سألني ربي قلت: سمعت النبيّ ﷺ يقول: «**إن لكل نبي أميناً، وأميني أبو عبيدة بن الجراح**»، فإن أدركني أجلي وقد توفّي أبو عبيدة استخلفت معاذ بن جبل، فإن سألني ربي: لم استخلفته؟ قلت: سمعت النبيَّ عليه الصلاة والسلام يقول: «**إنه يحشر يوم القيامة بين يدي العلماء نبذة**»؛ وقد ماتا في خلافته.

وفي «المسند» أيضاً عن أبي رافع أنه قيل لعمر عند موته في الاستخلاف، فقال: قد رأيت من أصحابي حرصاً سيئاً، ولو أدركني أحد رجلين ثم جعلت هذا الأمر إليه لوثقت به: سالم مولى أبي حذيفة، وأبو عبيدة بن الجراح.

أصيب عمر يوم الأربعاء لأربع بقين من ذي الحجة، ودفن يوم الأحد مستهل

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبى الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ ﻫ سقى الله ثراه
صيبب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء السابع

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

الله عز وجل بعبارة أخرى وكأن الله تعالى قال له عليه السلام: مرهم بعبادتي أو قال لهم على لسان عيسى عليه السلام: اعبدوا الله رب عيسى وربكم فلما حكاه عيسى عليه السلام قال: (اعبدوا الله ربي وربكم) فكنى عن اسمه الظاهر بضميره كما قال الله تعالى حكاية عن موسى عليه السلام: (قال علمها عند ربي في كتاب لا يضل ربي ولا ينسى الذي جعل لكم الأرض مهدا وسلك لكم فيها سبلا وأنزل من السماء ماء فاخرجنا به أزواجا من نبات شتى) فان موسى عليه السلام لا يقول فاخرجنا بل فاخرج الله تعالى لكن لما حكاه الله تعالى عنه عليه السلام رد الكلام اليه عز شانه وأضاف الاخراج إلى ذاته عز وجل على طريقة المتكلم لا الحاكي وإن كان أول الكلام حكاية. ومثله قوله تعالى: (ليقولن خلقهن العزيز العليم) إلى قوله سبحانه: (فانشرنا به بلدة ميتا) إلى غير ذلك *

وقال أبو حيان: يجوز أن يكون المفسر (اعبدوا الله) ويكون «ربي وربكم» من كلام عيسى عليه السلام على اضمار أعني لا على الصفة لله عز اسمه واعتمده ابن الصائغ وجعله نظير قوله تعالى: (إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله) على رأي. وفي أمالي ابن الحاجب إذا حكى حاك كلاما فله أن يصف المخبر عنه بما ليس في كلام المحكي عنه، واستبعد ذلك الحلبي والسفاقسي وهو الذي يقتضيه الانصاف *

وقيل على الأول: إن بعضهم أجاز وقوع أن المفسرة بعد لفظ القول ولم يقتصر بها على ما في معناه فيقع حينئذ مفسرا له لكن أنت تعلم أنه لا ينبغي الاختلاف في أنه لا يقترن المقول المحكي بحرف التفسير لأن مقول القول في محل نصب على المفعولية والجملة المفسرة لا محل لها فلعل مراد البعض مجرد الوقوع والتزام أن المقول محذوف وهو المحكي وهذا تفسير له أي ماقلت لهم مقولا فتدبر فقد انتشرت كلمات العلماء هنا *

﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ أي رقيبا أراعي أحوالهم وأحملهم على العمل بموجب أمرك من غير واسطة ومشاهدا لأحوالهم من ايمان وكفر، و(عليهم) كما قال أبو البقاء متعلق بشهيدا، لعل التقديم لما مر غير مرة ﴿مَّا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ أي مدة دوامي فيما بينهم ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي﴾ أي قبضتني بالرفع إلى السماء كما يقال توفيت المال إذا قبضته. وروى هذا عن الحسن وعليه الجمهور *

وعن الجبائي أن المعنى أمتني وادعى أن رفعه عليه السلام إلى السماء كان بعد موته واليه ذهب النصارى وقد مر الكلام في ذلك ﴿كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ أي الحفيظ المراقب فمنعت من أردت عصمته عن المخالفة بالارشاد إلى الدلائل والتنبيه عليها بارسال الرسول وانزال الآيات وخذلت من خذلت من الضالين فقالوا ماقالوا، وقيل: المراد بالرقيب المطلع المشاهد، ومعنى الجملتين إني مادمت فيهم كنت مشاهداً لأحوالهم فيمكن لي بيانها فلما توفيتني كنت أنت المشاهد لذلك لا غيرك فلا أعلم حالهم ولا يمكنني بيانها، ولا يخفى أن الأول أوفق بالمقام، وقد نص بعض المحققين أن الرقيب والشهيد هنا بمعنى واحد وهو مافسر به الشهيد أولا ولكن تفنن في العبارة ليميز بين الشهيدين والرقيبين لأن كونه عليه الصلاة والسلام رقيبا ليس كالرقيب الذي يمنع ويلزم بل كالشاهد على المشهود عليه ومنعه بمجرد القول وأنه تعالى شأنه هو الذي يمنع منع الزام بالأدلة والبينات، و(أنت) ضمير فصل أو تأكيد و(الرقيب) خبر كان. وقرئ (الرقيب) بالرفع على أنه خبر أنت، والجملة خبر كان و(عليهم) في القراءتين متعلق بالرقيب *

وقوله سبحانه: ﴿وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ١١٧﴾ تذييل مقرر لمضمون ماقبله. وفيه على ماقيل إيذان بأنه سبحانه كان

الجامع بين فني الرواية والدراية من

علم التفسير

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

"وفاته بصنعاء ١٢٥٠ هـ"

اعتنى به وراجع أصوله

يوسف الغوش

دار المعرفة

بيروت - لبنان

تسميتهم بذلك، فقيل لبياض ثيابهم، وقيل: لخلوص نياتهم، وقيل: لأنهم خاصة الأنبياء، وكانوا اثني عشر رجلاً، ومعنى أنصار الله: أنصار دينه ورسله. وقوله: ﴿آمنا بالله﴾ استئناف جار مجرى العلة لما قبله، فإن الإيمان يبعث على النصرة. قوله: ﴿واشهد بأنا مسلمون﴾ أي: اشهد لنا يوم القيامة بأنا مخلصون لإيماننا منقادون لما تريد منا. ومعنى: ﴿بما أنزلت﴾ ما أنزله الله سبحانه في كتبه. والرسول عيسى، وحذف المتعلق مشعر بالتعميم، أي: اتبعناه في كل ما يأتي به، فاكتبنا مع الشاهدين لك بالوحدانية، ولرسولك بالرسالة. أو اكتبنا مع الأنبياء الذين يشهدون لأممهم، وقيل: مع أمة محمد ﷺ. قوله: ﴿ومكروا﴾ أي: الذي أحسّ عيسى منهم الكفر، وهم: كفار بني إسرائيل. ومكر الله استدراجه للعباد من حيث لا يعلمون. قاله الفراء، وغيره. وقال الزجاج: مكر الله مجازاتهم على مكرهم، فسمى الجزاء باسم الابتداء، كقوله تعالى: ﴿الله يستهزئ بهم﴾ [البقرة: 15] ﴿وهو خادعهم﴾ [النساء: 142] وأصل المكر في اللغة: الاغتيال، والخدع: حكاه ابن فارس، وعلى هذا، فلا يسند إلى الله سبحانه إلا على طريق المشاكلة، وقيل: مكر الله هنا إلقاء شبه عيسى على غيره، ورفع عيسى إليه ﴿والله خير الماكرين﴾ أي: أقواهم مكراً، وأنفذهم كيداً، وأقواهم على إيصال الضرر بمن يريد إيصاله به من حيث لا يحتسب قوله: ﴿إذ قال الله يا عيسى﴾ العامل في إذ: مكروا، أو قوله: ﴿خير الماكرين﴾ أو فعل مضمر تقديره وقع ذلك. وقال الفراء: إن في الكلام تقديماً، وتأخيراً تقديره إني رافعك، ومطهرك من الذين كفروا، ومتوفيك بعد إنزالك من السماء. وقال أبو زيد: متوفيك قابضك. وقال في الكشاف: مستوفي أجلك، ومعناه: إني عاصمك من أن يقتلك الكفار، ومؤخر أجلك إلى أجل كتبته لك، ومميتك حتف أنفك لا قتلاً بأيديهم. وإنما احتاج المفسرون إلى تأويل الوفاة بما ذكر، لأن الصحيح أن الله رفعه إلى السماء من غير وفاة، كما رجحه كثير من المفسرين، واختاره ابن جرير الطبري، ووجه ذلك أنه قد صحّ في الأخبار عن النبيّ ﷺ نزوله، وقتله الدجال، وقيل: إن الله سبحانه توفاه ثلاث ساعات من نهار، ثم رفعه إلى السماء، وفيه ضعف، وقيل: المراد بالوفاة هنا النوم ومثله: ﴿وهو الذي يتوفاكم بالليل﴾ [الأنعام: 60] أي: ينيمكم، وبه قال كثيرون. قوله: ﴿ومطهرك من الذين كفروا﴾ أي: من خبث جوارهم برفعه إلى السماء وبعده عنهم. قوله: ﴿وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة﴾ أي: الذين اتبعوا ما جئت به، وهم خلص أصحابه الذين لم يبلغوا في الغلوّ فيه إلى ما بلغ من جعله إلهاً، ومنهم المسلمون، فإنهم اتبعوا ما جاء به عيسى عليه السلام ووصفوه بما يستحقه من دون غلوّ، فلم يفرّطوا في وصفه، كما فرطت اليهود، ولا أفرطوا كما أفرطت النصارى. وقد ذهب إلى هذا كثير من أهل العلم. وقيل: المراد: بالآية أن النصارى الذين هم أتباع عيسى لا يزالون ظاهرين على اليهود غالبين لهم قاهرين لمن وجد منهم، فيكون المراد بالذين كفروا هم اليهود خاصة؛ وقيل: هم الروم لا يزالون ظاهرين على من خالفهم من الكافرين، وقيل: هم الحواريون لا يزالون ظاهرين على من كفر بالمسيح، وعلى كل حال فغلبة النصارى لطائفة من الكفار، أو لكل طوائف الكفار لا ينافي كونهم مقهورين مغلوبين بطوائف المسلمين، كما تفيده الآيات الكثيرة، بأن هذه الملة الإسلامية ظاهرة على كل الملل، قاهرة لها مستعلية عليها. وقد أفردت هذه الآية بمؤلف سميته [وابل الغمامة في تفسير: ﴿وجاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة﴾] فمن رام استيفاء ما في المقام، فليرجع إلى ذلك. والفوقية هنا هي أعم من أن تكون بالسيف، أو بالحجة. وقد ثبت في الأحاديث الصحيحة أن عيسى عليه السلام ينزل في آخر الزمان، فيكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويضع الجزية، ويحكم بين العباد بالشريعة المحمدية، ويكون المسلمون أنصاره، وأتباعه إذ ذاك، فلا يبعد أن يكون في هذه الآية إشارة إلى هذه الحالة. قوله: ﴿ثم إليّ مرجعكم﴾ أي: رجوعكم، وتقديم الظرف للقصر ﴿فأحكم بينكم﴾ يومئذ: ﴿فيما كنتم فيه تختلفون﴾ من أمور الدين. وقوله: ﴿فأما الذين كفروا﴾ إلى قوله ﴿والله لا يحبّ الظالمين﴾ تفسير للحكم. قوله ﴿في الدنيا والآخرة﴾ متعلق بقوله: فأعذبهم، أما تعذيبهم في الدنيا، فبالقتل والسبي، والجزية، والصغار، وأما في الآخرة، فبعذاب النار. قوله: ﴿فنوفيهم أجورهم﴾ أي: نعطيهم إياها كاملة موفرة، قرئ بالتحتية وبالنون. وقوله: ﴿لا يحبّ الظالمين﴾ كناية عن بغضهم، وهي جملة تذييلية مقررة لما قبلها. قوله: ﴿ذلك﴾ إشارة إلى ما سلف من نبأ عيسى، وغيره وهو مبتدأ خبره ما بعده، و ﴿من الآيات﴾ حال، أو خبر بعد خبر. والحكيم المشتمل على الحكم، أو المحكم الذي لا خلل فيه.

وقد أخرج ابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، عن ابن جريج في قوله: ﴿فلما أحس عيسى منهم الكفر﴾ قال: كفروا وأرادوا قتله، فذلك حين استنصر قومه. وأخرج عبد بن حميد، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، عن ابن عباس قال: إنما سموا الحواريين لبياض ثيابهم كانوا صيادين. وأخرج عبد بن حميد، عن الضحاك قال: الحواريون قصارون مرّ بهم عيسى فآمنوا به. وأخرج ابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، عن قتادة قال: الحواريون هم الذين تصلح لهم الخلافة. وأخرج ابن مردويه، عن ابن عباس قال: هم أصفياء الأنبياء. وأخرج ابن جرير، وابن أبي حاتم، عن الضحاك مثله. وأخرج عبد الرزاق، وابن أبي حاتم، عن قتادة قال: الحواري الوزير. وأخرج ابن أبي حاتم، عن سفيان بن عيينة قال: الحواري الناصر. وأخرج عبد بن حميد، وابن المنذر، وابن أبي حاتم وأبو الشيخ، والطبراني وابن مردويه عن ابن عباس في قوله: ﴿فاكتبنا مع الشاهدين﴾ قال: مع محمد، وأمته أنهم شهدوا له أنه قد بلغ، وشهدوا للرسل أنهم

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق
الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر
الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ﴾ . قال : ﴿ مُتَوَفِّيكَ ﴾ قابضُك . قال : و ﴿ مُتَوَفِّيكَ ﴾ و﴿وَرَافِعُكَ ﴾ واحدٌ . قال : ولم يَمُتْ بعدُ حتى يَقْتُلَ الدجالَ ، وسيَموتُ . وقرَأ قولَ اللَّهِ عزَّ وجلَّ : ﴿ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا ﴾ . قال : رفَعه اللَّهُ إليه قبلَ أن يكونَ كهْلًا . قال : وينْزِلُ كَهْلًا[(١)] .

حدَّثنا محمدُ بنُ سِنانٍ ، قال : ثنا أبو بكرٍ الحَنَفيُّ ، عن عبادٍ ، عن الحسنِ ، فى قولِ اللَّهِ عزَّ وجلَّ : ﴿ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ﴾ الآية كلَّها . قال : رفَعه اللَّهُ إليه ، فهو عندَه فى السماءِ[(٢)] .

وقال آخرون : معنى ذلك : إنِّى مُتَوَفِّيك وفاةَ موتٍ .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنى المثنّى ، قال : ثنا عبدُ اللَّهِ بنُ صالحٍ ، قال : ثنى معاويةُ ، عن عليٍّ ، عن ابنِ عباسٍ قولَه : ﴿ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ ﴾ . يقولُ : إنى مُميتُك[(٣)] .

٢٩١/٣ /**حدَّثنا** ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا سلمةُ ، عن ابنِ إسحاقَ ، عمَّن لا يَتَّهِمُ ، عن وهبِ ابنِ مُنَبِّهٍ اليمانىِّ أنه قال : توَفَّى اللَّهُ عيسى ابنَ مريمَ ثلاثَ ساعاتٍ [١/٤١٤ظ] من النهارِ ، حتى رفَعه إليه[(٤)] .

حدَّثنا ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا سلمةُ ، عن ابنِ إسحاقَ ، قال : والنصارَى يَزْعُمون

---

(١) ذكره الطوسى فى التبيان ٢/ ٤٧٨، والقرطبى فى تفسيره ٤/ ١٠٠.

(٢) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ٢/ ٦٦١ (٣٥٨٤) من طريق أبى بكر الحنفى به .

(٣) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ٢/ ٦٦١ (٣٥٨٠) من طريق عبد اللَّه بن صالح به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/ ٣٦ إلى ابن المنذر .

(٤) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ٢/ ٦٦١ (٣٥٨١) من طريق سلمة به .

((اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيلَ)) (مسند أحمد)

تفسير الجلالين مع حاشيته أنوار الحرمين

التفسير للإمامين الهمامين جلال الدين المحلي الشافعي م ٨٦٤ هـ، وجلال الدين السيوطي الشافعي م ٩١١هـ رحمهما الله الكافي

والحاشية

من مفتي الدعوة الإسلامية:

سماحة الشيخ الحاجّ **المفتي محمد فاروق** بن عبد الرشيد بن نور محمد العطاري القادري الرضوي المدني الحنفي المتوفى: ١٤٢٧هـ/٢٠٠٦م

تقديم

مجلس: المدينة العلمية (الدعوة الإسلامية)
شعبة الكتب الدراسيّة
مكتبة المدينة
للطباعة والنشر والتوزيع كراتشي باكستان

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ﴾[1] أعلمهم به اذكر[2] ﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ﴾[3] قابضك[4] ﴿وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾[5] من الدنيا من غير موت ﴿وَمُطَهِّرُكَ﴾ مبعدك ﴿مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ﴾ صدقوا بنبوتك من المسلمين والنصارى ﴿فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ بك وهم اليهود يعلونهم بالحجة والسيف ﴿إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ﴾ من أمر الدين[6]. ﴿فَأَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا﴾ بالقتل والسبي والجزية ﴿وَالْآخِرَةِ﴾ بالنار ﴿وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ مانعين منه ﴿وَأَمَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ﴾ بالياء والنون ﴿أُجُوْرَهُمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ﴾ أي يعاقبهم، روي أن الله تعالى[7] أرسل إليه سحابة فرفعته فتعلقت به أمه وبكت فقال لها إن القيامة تجمعنا وكان ذلك ليلة القدر ببيت المقدس وله ثلاث وثلاثون سنة وعاشت أمه بعده ست سنين وروى الشيخان حديث «أنه ينزل[8] قرب الساعة ويحكم بشريعة نبينا ويقتل الدجال والخنزير

والسلام) فوَقع بينهم قتال عظيم. (خازن)

(١) قوله: [والله خير المكرين] المَكْر عبارة عن الاحتيال في إيصال الشر والاحتيال على الله تعالى مُحال فصار لفظ المكر في حقّه من المتشابِهات، وذكروا في تأويله وُجوها؛ أحدها أنه تعالى سمّى جزاء المكْر بالمكر كقوله ﴿وجزاء سيئة سيئة مثلها﴾[الشورى] وسمّى جزاء المُخادَعة بالمخادعة وجزاء الاستهزاء بالاستهزاء. والثاني أن معاملة الله معَهم كانت تشبيهة بالمكر فسمّي بذلك. الثالث أن هذا اللفظ ليس من المتشابِهات لأنه عبارة عن التدبير المُحكَم الكامل ثم اختُصّ في العُرف بالتدبير في إيصال الشر إلى الغير وذلك في حقّ الله تعالى غير ممتنع والله أعلم. (كبير)

(٢) قوله: [اذكر] أشار بذلك إلى أن «إذ» ظرف معمول لمحذوف. [علمية]

(٣) قوله: [إني متوفيك] اُختلف في التوفّي فقيل معناه مبلغك الأمَل بأن تبلُغ عمرَك بتمامه ولا تموت بقتل أحد بل من الله تعالى وقيل معناه بالنوم أي فرفع إلى السماء وهو نائم فلم يحصل له انزعاج وقيل معناه مُميتك، قابض لرُوحك لا يقال إنه يقتضي أنه يموت قبل الرفع إلى السماء لأنه يقال الواو لا تقتضي ترتيبا ولا تعقيبا فالكلام على التقديم والتأخير والمعنى إني رافعك إليّ ومتوفِّيك بعد ذلك والمقصود بِشارته بنَجاته من اليهود ورفعِه إلى السماء. (صاوي)

(٤) قوله: [قابضك] أشار بذلك إلى أن عطف «رَافِعُكَ» على «مُتَوَفِّيكَ» للتفسير. [علمية]

(٥) قوله:[﴿ورافعك إليّ﴾] فيه الإشارة إلى قصة رفع عيسى عليه السلام إلى السماء.(الإكليل)[علمية]

(٦) قوله: [من أمر الدين] إشارة إلى بيان «ما» بقرينة المقَام. [علمية]

(٧) قوله: [روي أن الله تعالى... إلخ] أشار بهذا إلى تفسير الرفع وبيان كيفيته وبيان عُمُر عيسى إذ ذاك، وعمرِه بعد نزوله وغير ذلك. [علمية]

(٨) قوله: [أنه ينزل] أي على مَنارة بني أُميّة حين يُضايِق الدجّال المَهديَّ والخلقَ جميعا فيُهرَعُون إلى دِمَشقِ الشامِ وهو محتاط

مفردات القرآن

(نظرات جديدة في تفسير ألفاظ قرآنية)

تأليف

الإمام عبد الحميد الفراهي

صاحب تفسير

(نظام القرآن وتأويل الفرقان بالفرقان)

تحقيق وشرح

الدكتور محمد أجمل أيوب الإصلاحي

دار الغرب الإسلامي

وكذلك الأزهري[1]، وألبس على الناس بلاغة آية [51 من سبأ][2].

ومِن أنفع شيء في هذا البابِ معرفةُ تفسيرِ الصحابة والتابعين فإنّهم كثيراً ما فسَّروا كلمةً بمرادفها حسبَما أريدَ في موضع خاص، وظنّ المتأخرون أنهما متّحدان ومتطابقان من جميع الوجوه، فأخطأوا صحيحَ معنى الكلمة. وهذا يقع كثيراً في تفسير كلمةٍ جامعةٍ، فإنّهم يفسِّرونها بلفظٍ مرادفٍ لها ببعض الوجوه، مثلاً «توفاه الله» تفسيرُه: أماته الله[3] فتظنهما متطابقتين، وهو وهم، فإنّ

= الصراخ أصل واحد (وأصاب هنا ابن فارس) وكان الرجل منهم إذا فزع صرخ منادياً من يغيثه، فيصرخ السامع أيضاً في إجابته للداعي، فكلاهما صرخ: هذا مغيثاً وذلك مستغيثاً.

هذا ونقل الزبيدي قول المبرد في الكامل على هذا النحو: «أصل الفزع: الخوف ثم كنى به عن خروج الناس بسرعة لدفع عدوّ ونحوه إذا جاءهم بغتةً، وصار حقيقة فيه» ثم قال: «ونسبه شيخنا إلى الراغب وليس له» (التاج ـ فزع) قلت: لم أجد هذا النص في مطبوعة الكامل.

(1) هو محمد بن أحمد الأزهري الهروي أبو منصور اللغوي الفقيه الشافعي (282 ـ 370 هـ) معجم الأدباء 5:2321، ابن خلكان 4:334، الأعلام: 5:311، معجم المؤلفين: 8:230. وقد نقلنا تفسيره للفزع في الحاشية السابقة.

(2) وهو قوله تعالى ﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟ فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ﴾ لم يتكلم المبرد على هذه الآية، ولكن أسلوبه في تفسير الفزع وخاصة قوله (أحدهما ما تستعمله **العامة** تريد به الذعر) يوهم القارىء أن الفزع في كلام الله لا يكون إلا بمعنى الإغاثة أو الاستغاثة، وقد يفسر الفزع في هذه الآية بمعنى استغاثوا. وقد كشف المؤلف عن بلاغة الآية الكريمة في موضع آخر فقال: «والبلاغة القصوى التي يحسر دونها الوصف ويضيق العقل عن إحاطتها في قوله تعالى: ﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ فَزِعُوا۟﴾ فأرادوا الفرار ﴿فَلَا فَوْتَ﴾ أي لم يمكنهم أن يفلتوا ﴿وَأُخِذُوا۟ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ﴾ ﴿وَقَالُوٓا۟ ءَامَنَّا بِهِۦ وَأَنَّىٰ لَهُمُ ٱلتَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍۭ بَعِيدٍ﴾ فمن فهم معنى الآيتين صُوِّرت بين يديه جماعةٌ، أولاً فزعوا، فأرادوا الفرار، فلم يمكنهم الإفلات، بل أخذوا على مكانهم، فلما يئسوا قالوا: آمنا، ولات حين الإيمان، فإن وقت الإيمان كان بالغيب، في حياتهم الأولى، وقد فَاتَهُم الآن، وبعُد عنهم مكاناً، فيمدُّون إليه أيديهم كالمتناوش لِما بعُد عنه، فأنّى له ذاك!».

(3) انظر الإتقان ٢:٨ قال ابن عباس رضي الله عنهما: ﴿مُتَوَفِّيكَ﴾ سورة آل عمران، الآية: ٥٥ «مُميتُك».

«التوفي» أعمُّ من «الإماتة». ومثالُ الجامع في القرآن قوله تعالى:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾[1].

فالتقوى ههنا جامعة. وكذلك قوله تعالى:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ﴾[2].

فـ «الرجاء» ههنا بمعنى جامع. والقرآن ملآن مِن الجامع. قال النبي ﷺ: «أوتيتُ جَوامِعَ الكَلِم»[3].

واعلم أن هذه الأقسام الأربعة من أربع تقسيمات، فإنّ لكلّ قسم مقابلاً والتقسيم ثنائي منطقي، وتحت كل تقسيم قسمان، والمجموع ثمانية أقسام: المشكلة والمعروفة، المشتركة والمنفردة، الجامعة والخاصة، المرادفة والمباينة.

ثم اعلم أن التقسيم الأول ينشأ من نسبة الكلمة إلى **الناس**، والثاني من نسبتها إلى عِدَّة **معانٍ متباينة**. والثالث من نسبتها إلى عدَّةِ معانٍ **بينها أمر مشترك**. والرابع من نسبتها إلى كلمة **أخرى** تُشارِكها أوْ تُبايِنها في المعنى.

❊ ❊ ❊

تذكـرة[4]:

(1) معنى جامع لوجوه كما قال تعالى:

﴿هَلُوعًا ۝ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۝ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا﴾[5].

---

(1) سورة النساء، الآية: 1.

(2) سورة الممتحنة، الآية: 6.

(3) أخرجه الشيخان عن أبي هريرة رضي الله عنه: البخاري في كتاب التعبير، باب المفاتيح في اليد. ومسلم في كتاب المساجد. وانظر فتح الباري 401:12 والنّووي 9:5 والنهاية (جمع).

(4) هذه التذكرة قد سقطت من المطبوعة، فأضيفت فيما بعد إلى كتاب التكميل في أصول التأويل: 37.

(5) سورة المعارج، الآيات: 19 ـ 21، وتمام الآية الأولى ﴿إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا﴾.

جلد دوم
تبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا
مُصنّفہ فخر المفسّرین زبدۃ المحدّثین عمدۃ المتکلّمین فاضل اجل حضرت
مولانا ابو محمد عبد الحق الحقّانی الدّہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ
تفسیر فتح المنّان
المشہور بہ
تفسیر حقّانی
اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے
اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تا کہ ہر خاص و عام
استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکاتِ قرآنیہ سے
فیض یاب ہو
ناشر
میر محمد، کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

تاریخ کی کتابیں پڑھنے والے کو تعجب نہیں، اور کے لیے ہے ⁂

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ
(اس وقت کو یاد کرو کہ) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تمہاری عمر پوری کروں گا

وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ
اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں (کے بہتان) سے پاک

كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ
کردوں گا اور تمہارے ماننے والوں کو تمہارے

فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
منکروں پر قیامت تک فوقیت دوں گا

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا
پھر میرے ہی پاس تم کو پھر کر آنا ہے سو جس بات میں تم اختلاف

كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۵۵﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ
کررہے تھے اس میں ہم تمہارا فیصلہ کر دیں گے پھر جنہوں نے

كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا
انکار کیا سو اُن کو تو میں دنیا میں بھی اور آخرت میں

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ
بھی بہت سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی

نّٰصِرِينَ ﴿۵۶﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ
مددگار نہ ہوگا اور جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ
انہوں نے اچھے کام بھی کیے تو اللہ ان کا اجر ان کو پورا پورا دیگا

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ﴿۵۷﴾ ذٰلِكَ نَتْلُوهُ
اور خدا کو ناانصاف پسند نہیں آتے یہ آیتیں ہیں کہ جنہیں

عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ ﴿۵۸﴾
ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں اور (یہ) حکمت کا تذکرہ بھی ہیں

ترکیب

اذ کا یا وہی عامل ہے اعنی اذکر یا وقع ذلک متوفیک اور رافعک اور جاعل الخ سب خبر ہیں انی کی فاما الذین کفروا مبتدا فاعذبہم خبر ذلک مبتدا نتلوہ خبر۔

تفسیر

یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قصہ کا تتمہ ہے۔ یہود کو حضرت عیسٰی سے گرچہ وعظ و نصیحت کی وجہ سے عداوت تھی، مگر جب کہ سبت وغیرہ احکام میں تغیر کیا تو یہود کو الزام لگانے کا ذریعہ ہاتھ آگیا۔ ملک شام میں اُس وقت یہود کی سلطنت نہ تھی بلکہ رومیوں کی سلطنت تھی اور قیصر روم کی طرف سے وہاں ایک حاکم رہتا تھا جس کو ہیرودیس کہا کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام حواریوں کو ساتھ لیے ملک شام کے شہروں میں معجزے دکھاتے اور وعظ فرماتے پھرتے تھے۔ ہر شہر میں سیکڑوں مرد و عورت حضرت کے دین میں آتے تھے اس پر اور بھی یہود کو حسد اور رشک ہوتا تھا۔ جب یہود کی دشمنی بڑھ گئی اور وہ حضرت کے قتل کا موقع تلاش کرنے لگے تو حضرت عیسٰی دن کو شہر یروشلم میں آکر ہیکل یعنی بیت المقدس میں وعظ فرمایا کرتے تھے شام کو زیتون کی پہاڑی میں کسی درخت کے تلے بیٹھ کر دعا و عبادتِ الٰہی میں رات تمام کرتے تھے۔ اس عرصہ میں یہود کی عید فطیر جس کو عید فسح کہتے ہیں قریب آئی اور سردار کاہن اور فقیہ اس فکر میں تھے کہ ان کو مار ڈالیں۔ عیسٰی کے حواریوں میں سے ایک شخص یہودا نامی نے جاکر اُن سے کچھ روپیہ لے کر خبر دی پھر تو یہودیوں کی ایک جماعت ہتھیار باندھ کر اُس پہاڑی پر پہونچی۔ ادھر حضرت عیسٰی خدا سے گریہ و زاری کرکے یہ کہہ رہے تھے کہ اے خداوند اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے دور کردے اور اپنے حواریوں کو آمادہ کر رکھا تھا ان کے پاس صرف دو

تلواریں تھیں حضرت عیسیٰ کو یہ حال معلوم ہو گیا تھا کہ ان سے کچھ مقابلہ نہ ہوگا۔ الغرض شبا شب یہود حضرت مسیح کو گرفتار کر کے ان کے منہ پر طمانچے مارتے اور ٹھٹھا کرتے ہوئے شہر میں لائے صبح کو تمام یہود جمع ہوئے اور ان سے پوچھا کہ اگر تو وہ مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے (جس طرح اہل اسلام امام مہدی کے منتظر ہیں اسی طرح یہود میں مسیح کا انتظار تھا بلکہ اب بھی ہے کہ وہ ان کو پھر بادشاہت دے گا) آپ نے فرمایا اگر میں کہوں بھی تو تم کب یقین کرو گے۔ آخر الامر سب لوگ ان کو پلاطوس حاکم کے پاس لے گئے کہ یہ لوگوں کو قیصر کے محصول دینے سے منع کرتا اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتا ہے۔ حضرت نے انکار کیا۔ اس نے کہا میرے نزدیک اس کا کوئی جرم مستوجب قتل نہیں۔ پلاطوس نے حضرت عیسیٰ کو اسی حالت میں ہیرودیس کے پاس بھیج دیا اُس نے پھر اسی کے پاس بھیجا اور چھوڑنا چاہا تو یہود نے غل مچا دیا کہ ایسا نہ کرنا تب اس نے کہا کہ تمہارے کہنے سے میں اس کو سولی دیتا ہوں مگر اس کا گناہ تم پر اور تمہاری اولاد پر۔ یہود نے کہا منظور ہے۔ حضرت کے حواری سب بھاگ گئے اس وقت حضرت پر ایک عجیب حالت طاری تھی جس میں خدا نے حضرت مسیح سے خطاب کر کے یہ جملے فرمائے جو ان آیات میں مذکور ہیں کہ اے عیسیٰ کچھ غم نہ کرو میں تم کو آسمان کی طرف اٹھا لیتا ہوں اور جو کچھ یہ لوگ بہتان لگاتے ہیں کہ تو نے خدائی کا دعویٰ کیا اور خدا کا بیٹا بنا (انجیل لوقا باب ۲۲ درس ۶۹) اس سے میں نبی اخیر کی معرفت تم کو پاک کر دوں گا، جیسا کہ انجیل برنباس سے ثابت ہے۔ اور اب جو مخالفین کی جماعت تم کو غالب دکھائی دیتی ہے میں ان کو قیامت تک تمہارے ماننے والوں کے ماتحت کر دوں گا۔ یہ دنیا کی سزا ہے اور آخر تو ہر شخص ہماری طرف رجوع کرتا ہے ہم نیکوں کو پورا بدلہ نیک دیں گے اور بدوں کو سخت عذاب دیں گے۔ آخر کار خدا نے

ایک شخص مفسد شمعون قرینی کو حضرت عیسیٰ کی صورت میں کر دیا لوگوں نے اسی کو عیسیٰ سمجھ کر اس پر صلیب دھر کر شہر کے باہر لے گئے اور سولی دی۔ اور حضرت عیسیٰ کو ملائکہ آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔ عیسائی کہتے ہیں بلکہ خود حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا اور انہوں نے چیخ چیخ کر جان دی۔ اور پھر ایک شخص یوسف نامی پلاطوس سے حضرت کی لاش مانگ کر لے گیا اور اس نے قبر میں دفنایا اور اوپر پتھر کی چٹان دھر دی یہ جمعہ کی شام کا واقعہ تھا اتوار کو حضرت مسیح زندہ ہو کر لوگوں کو دکھائی دیئے اور آسمان پر چڑھ گئے اور پھر آنے کا وعدہ کر گئے اس واقعہ کے وقت ان کی عمر ۳۳ برس کی تھی۔ احادیث صحیحہ سے بھی قرب قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ثابت ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کی ہم ابھی تحقیق کرتے ہیں . . . . کہ حق کس کی جانب ہے۔ اور یہ تحقیق ان چند ابحاث کے ضمن میں آتی ہے۔

(۱) اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک الخ توفی کے معنی لغت میں کسی چیز کا پورا کر دینا ہے اور چونکہ مردہ اپنی حیات کا پورا حصہ پا لیتا ہے اس لیے اس کو بھی متوفی کہتے ہیں۔ اور انہیں اعتبارات سے اس کے معنی قبض کرنے کے بھی آتے ہیں اور کبھی متوفی بمعنی مستوفی بھی آتا ہے۔ اگر یہاں اس سے مراد موت لی جاوے تو پھر اس آیت میں (وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم نہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا نہ سولی دی بلکہ ان پر اشتباہ پڑ گیا) بظاہر اختلاف سا معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعض پادریوں نے یہ اعتراض بھی کیا ہے (ہدایت المسلمین صفحہ ۳۵۵) اس کا جواب بہت سہل ہے (۱) یوں کہ یہاں متوفی بمعنی مستوفی ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ میں تیری اجل کو پورا کروں گا کہ تجھ کو ان کے قتل سے بچا کر آسمان پر چڑھا لوں گا پھر تو اپنے وقت معہود پر مرے گا (بیضاوی) اب دونوں آیتوں میں کچھ بھی اختلاف نہیں۔ (۲) یوں کہ اس کے معنی قبض کے ہیں جس سے

بسم الله الرحمن الرحيم
کنز الایمان
فی
ترجمۃ القرآن
خزائن العرفان فی تفسیر القرآن
ترجمہ: اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی
تفسیر: حضرت صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی
WWW.NAFSEISLAM.COM
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ـ کراچی ۰ پاکستان

اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ

ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں ف۱۰۸ اے رب ہمارے ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے

وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ

اتارا اور رسول کے تابع ہوئے تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے اور کافروں نے مکر کیا ف۱۰۹ اور اللہ

وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ ع اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ

نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر والا ہے ف۱۱۰ یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری

رَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ

عمر تک پہنچاؤں گا ف۱۱۱ اور تجھے اپنی طرف اٹھا لوں گا ف۱۱۲ اور تجھے کافروں سے پاک کر دوں گا اور تیرے پیروؤں کو ف۱۱۳ قیامت تک

اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ

تیرے منکروں پر ف۱۱۴ غلبہ دوں گا پھر تم سب میری طرف پلٹ کر آؤ گے تو میں تم میں

فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

فیصلہ فرما دوں گا جس بات میں جھگڑتے ہو تو وہ جو کافر ہوئے

فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

میں انہیں دنیا و آخرت میں سخت عذاب کروں گا اور ان کا کوئی مددگار

نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ

نہ ہوگا اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اللہ ان کا نیگ (انعام) انہیں بھرپور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ دوبارہ انہیں سکرات موت کی تکلیف نہ ہو بغیر اس کے واپس کیا جائے چنانچہ اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا اور بِاِذْنِ اللّٰهِ فرمانے میں رد ہے نصاریٰ کا جو حضرت مسیح کی الوہیت کے قائل تھے (۱۰۳) جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے بیماروں کو اچھا کیا اور مردوں کو زندہ کیا تو بعض لوگوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور کوئی معجزہ دکھائے تو آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو جمع کر رکھتے ہو میں اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اسی سے ثابت ہوا کہ غیب کے علوم انبیاء کا معجزہ ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک پر یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا آپ آدمی کو بتا دیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور جو آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لئے تیار کر رکھا آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے بچے گھر جاتے روتے گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو تلاش کرتے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے انہوں نے کہا سور ہیں فرمایا ایسا ہی ہو گا اب جو دروازے کھولتے ہیں تو سب سور ہی سور تھے الحاصل غیب کی خبریں دینا انبیاء کا معجزہ ہے اور بے وساطت انبیاء کوئی بشر امور غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا (۱۰۴) جو شریعت موسیٰ علیہ السلام میں حرام تھیں جیسے کہ اونٹ کے گوشت مچھلی کچھ پرند (۱۰۵) یہ اپنی عبدیت کا اقرار اور اپنی ربوبیت کی نفی ہے اس میں نصاریٰ کا رد ہے (۱۰۶) یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ یہود اپنے کفر پر قائم ہیں اور آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اور اتنی آیات باہرات اور معجزات سے اثر پذیر نہیں ہوئے اور اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پہچان لیا تھا کہ آپ ہی وہ مسیح ہیں جن کی توریت میں بشارت دی گئی ہے اور آپ ان کے دین کو منسوخ کریں گے تو جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوت کا اظہار فرمایا تو یہ ان پر بہت شاق گزرا اور وہ آپ کے ایذا و قتل کے درپے ہوئے اور آپ کے ساتھ انہوں نے کفر کیا (۱۰۷) حواری وہ مخلصین ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے مددگار تھے اور آپ پر اول ایمان لائے یہ

﴿ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ﴾

''جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے عیسیٰ! میں تجھے پورا لینے والا ہوں اور تجھے اپنی جانب اٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں۔'' (آل عمران: 55/3)

مفسرین کرام کے مطابق اس آیت میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہے یعنی ﴿ رَافِعُكَ اِلَىَّ ﴾ ''میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔'' کے معنی متقدم ہیں اور ﴿ مُتَوَفِّيْكَ ﴾ ''تجھے فوت کرنے والا ہوں۔'' کے معنی متاخر ہیں، یعنی پہلے آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا جائیگا، پھر آپ قیامت کے قریب تشریف لائیں گے اور اپنی طبعی عمر پوری کر کے فوت ہوں گے۔ یہود کے ہاتھوں آپ شہید نہیں ہوں گے۔

☆ **عیسائیوں کے باطل عقائد کا رد:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت تامہ سے کلمہ ''کن'' کہہ کر پیدا فرمایا۔ آپ کی اس معجزانہ ولادت کی وجہ سے عیسائیوں میں مختلف باطل عقائد ونظریات رواج پا گئے ہیں۔ کچھ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذات خود الہ قرار دے دیا تو کچھ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو ملا کر تین معبودوں کا عقیدہ اپنا لیا جسے وہ اقانیم ثلاثہ کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصے سے ان باطل عقائد کا رد ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائلین کو درج ذیل جواب دیا گیا:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ ﴾

''یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے۔ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ اگر اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر کچھ اختیار رکھتا ہو؟ آسمان و زمین اور دونوں کے درمیان ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (المائدۃ: 17/5)

عقیدۂ تثلیث یا اقانیم ثلاثہ کے قائلین کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ ﴾

''وہ لوگ بھی قطعاً کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ رہے تو ان میں سے جو کفر پر رہیں گے انہیں المناک عذاب ضرور پہنچے گا۔'' (المائدۃ: 73/5)

المجلد الثاني
من
تفسير روح البيان

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقى البروسوى قدس سره العالى

المتوفى سنه ١١٣٧

در سعادت
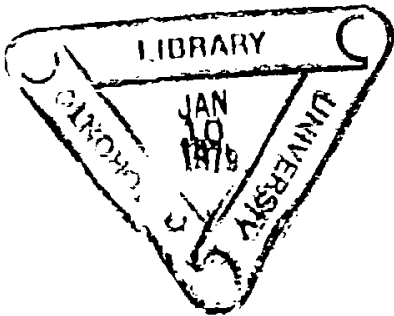
١٣٣٠

الجدلانية على موضع فى جبلها فانه لم يبك عليك احد بكاءها ولم يحزن احد حزنها ثم استجمع الحواريين فبثهم اى فاجماهم متفرقين فى الارض دعاة الى الله فاهبطه الله عليها فاشتعل الجبل حين هبط نورا فجمعت له الحواريون فبثهم فى الارض دعاة ثم رفعه الله اليه وتلك الليلة هى الليلة التى تدخن فيها النصارى فلما اصبح الحواريون حدث كل واحد منهم بلغة من ارسله عيسى اليهم فذلك قوله (ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين) والمكر من المخلوقين الخبث والخديعة والحيلة والمكر من الله استدراج العبد واخذه بغتة من حيث لا يعلم فيها ايها العبد خف من وجود احسان مولاك اليك ودوام اساءتك معه فى دوام الطفه بك وعطفه عليك ان يكون ذلك استدراجا لك حتى تقف معها وتغتر بها وتفرح بما اوتيت فتؤخذ بغتة قال الله تعالى (سنستدرجهم من حيث لا يعلمون) * قال سهل رضى الله عنه فى معنى هذه الآية نمدهم بالنعم وننسيهم الشكر عليها فاذا ركنوا الى النعمة وحجبوا عن المنعم اخذوا * وقال ابو العباس ابن عطاء يعنى كلما احدثوا خطيئة جددنا لهم نعمة وانسيناهم الاستغفار من تلك الخطيئة ومن جهل المريد بنفسه وبحق ربه ان يسيء الادب باظهار دعوى اوتورط فى بلوا فتؤخر العقوبة عنه امهالا له فيظنه اهمالا فيقول لوكان هذا سوء أدب لقطع الامداد واوجب الابعاد اعتبارا بالظاهر من الامر من غير تعريج على ماوراء ذلك وماذاك الالفقد نور بصيرته اوضعف نورها والافقد يقطع المدد عنه من حيث لا يشعر حتى ربما ظن انه متوفر فى عين تقصير ولو لم يكن من قطع المدد الامنع المزيد لكان قطعا لان من لم يكن فى زيادة فهو فى نقصان قال عليه السلام (من استوى يوماه فهو مغبون) ولو لم يكن من الابعاد الا ان يخليك وما تريد فيصرفك عنه بمرادك هذا والعياذ بالله مكر وخسران * وعن ابن حنبل انه كان يوصى بعض اصحابه فقال خف سطوة العدل وارج رقة الفضل ولا تأمن من مكره تعالى ولو ادخلك الجنة ففى الجنة وقع لابيك آدم ما وقع وقد يقطع باقوام فيها فيقال لهم كلوا واشربوا هنيأ بما اسلفتم فى الايام الخالية فقطعهم بالاكل والشرب عنه واى مكر فوق هذا واى خسران اعظم منه ﴿ اذ قال الله ﴾ اى اذكر وقت قول الله ﴿ يا عيسى انى متوفيك ﴾ اى مستوفى اجلك ومعناه انى عاصمك من ان يقتلك الكفار ومؤخرك الى اجل كتبته لك ومميتك حتف انفك لاقتلا بايديهم ﴿ ورافعك ﴾ الآن ﴿ الى ﴾ اى الى محل كرامتى ومقر ملائكتى وجعل ذلك رفعا اليه للتعظيم ومثله قوله (انى ذاهب الى ربى) وانما ذهب ابراهيم عليه السلام من العراق الى الشام وقد يسمى الحاج زوار الله والمجاورون جيران الله وكل ذلك للتفخيم فانه تعالى يمتنع كونه فى المكان ﴿ ومطهرك ﴾ اى مبعدك ومنجيك ﴿ من الذين كفروا ﴾ اى من سوء جوارهم وخبث صحبتهم ودنس معاشرتهم * قيل سينزل عيسى عليه السلام من السماء على عهد الدجال حكما عدلا يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية فيفيض المال حتى لا يقبله احد ويهلك فى زمانه الملل كلها الا الاسلام ويقتل الدجال ويتزوج بعد قتله امرأة من العرب وتلد منه ثم يموت هو بعدما يعيش اربعين سنة من نزوله فيصلى عليه المسلمون لانه سأل ربه ان يجعله من هذه الامة فاستجاب الله دعاءه ﴿ وجاعل الذين اتبعوك ﴾ وهم

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

اليهود بالقهر والسلطان والاستعلاء إلى يوم القيامة ، فيكون ذلك إخباراً عن ذل اليهود وإنهم يكونون مقهورين إلى يوم القيامة ، فأما الذين اتبعوا المسيح عليه السلام فهم الذين كانوا يؤمنون بأنه عبد الله ورسوله وأما بعد الإسلام فهم المسلمون ، وأما النصارى فهم وإن أظهروا من أنفسهم موافقته فهم يخالفونه أشد المخالفة من حيث أن صريح العقل يشهد أنه عليه السلام ما كان يرضى بشيء مما يقوله هؤلاء الجهال ، ومع ذلك فانا نرى أن دولة النصارى في الدنيا أعظم وأقوى من أمر اليهود فلا نرى في طرف من أطراف الدنيا ملكاً يهودياً ولا بلدة مملوءة من اليهود بل يكونون أين كانوا بالذلة والمسكنة وأما النصارى فأمرهم بخلاف ذلك (الثاني) أن المراد من هذه الفوقية الفوقية بالحجة والدليل .

واعلم أن هذه الآية تدل على أن رفعه في قوله (ورافعك إلي) هو الرفعة بالدرجة والمنقبة ، لا بالمكان والجهة ، كما أن الفوقية في هذه ليست بالمكان بل بالدرجة والرفعة .

أما قوله (ثم إلي مرجعكم فأحكم بينكم فيما كنتم فيه تختلفون) فالمعنى أنه تعالى بشر عيسى عليه السلام بأنه يعطيه في الدنيا تلك الخواص الشريفة ، والدرجات الرفيعة العالية ، وأما في القيامة فانه يحكم بين المؤمنين به ، وبين الجاحدين برسالته ، وكيفية ذلك الحكم ما ذكره في الآية التي بعد هذه الآية (وبقي من مباحث هذه الآية موضع مشكل) وهو أن نص القرآن دل على أنه تعالى حين رفعه ألقى شبهه على غيره على ما قال (وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم) والأخبار أيضاً واردة بذلك إلا أن الروايات اختلفت ، فتارة يروى أن الله تعالى ألقى شبهه على بعض الأعداء الذين دلوا اليهود على مكانه حتى قتلوه وصلبوه ، وتارة يروى أنه عليه السلام رغب بعض خواص أصحابه في أن يلقي شبهه حتى يقتل مكانه ، وبالجملة فكيفما كان ففي إلقاء شبهه على الغير إشكالات :

﴿ الإشكال الأول ﴾ إنا لو جوزنا إلقاء شبه إنسان على إنسان آخر لزم السفسطة ، فاني إذا رأيت ولدي ثم رأيته ثانياً فحينئذ أجوز أن يكون هذا الذي رأيته ثانياً ليس بولدي بل هو إنسان ألقى شبهه عليه وحينئذ يرتفع الأمان على المحسوسات ، وأيضاً فالصحابة الذين رأوا محمداً ﷺ يأمرهم وينهاهم وجب أن لا يعرفوا أنه محمد لاحتمال أنه ألقى شبهه على غيره وذلك يفضي إلى سقوط الشرائع ، وأيضاً فمدار الأمر في الأخبار المتواترة على أن يكون المخبر الأول إنما أخبر عن المحسوس ، فاذا جاز وقوع الغلط في المبصرات كان سقوط خبر المتواتر أولى وبالجملة ففتح هذا الباب أوله سفسطة وآخره إبطال النبوات بالكلية .

﴿ الإشكال الثاني ﴾ وهو أن الله تعالى كان قد أمر جبريل عليه السلام بأن يكون معه

صحيح مسلم

للامام الحافظ ابن الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن كوشان القشيري
النيسابوري المتوفى سنة ٢٦١ هجرية المدفون بنصرآباد ظاهر نيسابور

مع شرحه المسمى

إكمال إكمال المعلم

للامام أبي عبد الله محمد بن خلفة الوشتاني الأبي المالكي المتوفى سنة ٨٢٧ أو سنة ٨٢٨ هجرية.

وشرحه المسمى

مكمل إكمال الإكمال

للامام أبي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف السنوسي الحسيني المتوفى سنة ٨٩٥هـ
رحم الله الجميع وأسكنهم في جنانه المحل الرفيع

تنبيه : جعلنا متن صحيح الامام مسلم بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي مفصولاً بينهما بجدول الى كتاب الإيمان ومنه جعلنا متن الصحيح بالهامش وشرح الأبي بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي .

تنبيه : لوجود نسخة من شرح الإمام الأبي في المكتبة الخديوية المصرية التزمنا مقابلة النسخة الواردة من المغرب على تلك النسخة وان كانت النسخة المغربية أصح منها احتياطاً وطمأنينة للبال .

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

فرفعه على جناحه باذن الله سبحانه الى السماء الرابعة فلقى بها ملك الموت فقال له قيل لى اهبط الى الرابعة اقبض بها روح ادريس وما أدرى كيف فقال له الملك الصاعد هذا ادريس معى فقبض روحه وقال مجاهد وغيره انه لم يمت والحديث نص أن هذا كان فى الرابعة * وعن ابن عباس أن ذلك كان فى فى السادسة وثبت ذلك فى بعض روايات حديث الاسراء وقال جماعة المراد بالرفع رفع المنزلة وهو فى السماء كغيره من الانبياء عليهم السلام **قوله** فى السابعه (فاذا أنا بابراهيم مسندا ظهره الى البيت المعمور)(ع) فيه اسناد الظهر الى القبلة *قلت* يعنى الكعبة فاذا جاز فيها ففى غيرها أجوز ويأتى فى حديث شريك أنه لقيه فى السادسة وموسى فى السابعة ويأتى الكلام على ذلك ان شاء الله تعالى * ولقاؤه لهم فى السموات على هذا الترتيب يحتمل انه لتفاوتهم فى المنزلة فان السموات أيضا متفاوتة أفضلها السابعة ثم دونها السادسة وهكذا الى السفلى وقال ابن بطال وجدهم كذلك لانهم سمعوا بقدومه فابتدروه كالغائب فنهم من أبطأ ومنهم من أسرع قال وهذا الجواب عن كونه لقى هؤلاء دون غيرهم من الانبياء عليهم السلام (**قوله** يدخله كل يوم سبعون ألفا لا يعودون اليه) *(قلت)* ذكر الخطيب البغدادى من طريق عبد الله بن أبى الهذيل قال البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون ألف دحية أى رئيس مع كل دحية سبعون ألف ملك * وذكر ابن سنجر من حديث أبى هريرة قال فى السماء السابعة بيت يقال له المعمور بحيال الكعبة وفى السماء نهر يقال له الحيوان يدخله جبريل كل يوم ينغمس فيه انغماسة ثم يخرج فينتفض انتفاضة يخرج منها سبعون ألف قطرة يخلق الله من كل قطرة ملكا يؤمرون أن يأتوا البيت المعمور ويصلون فيه فيدخلون ثم يخرجون فلا يعودون اليه أبدا يولى عليهم أحدهم ويؤمر أن يقف بهم من السماء موقفا يسبحون الله الى قيام الساعة (وما يعلم جنود ربك الا هو) (**قوله** الى سدرة المنتهى) (د) عن ابن عباس

السابعة فاستفتح جبريل قيل من هذا قال جبريل قيل ومن معك قال محمد قيل وقد بعث اليه قال قد بعث اليه ففتح لنا فاذا أنا بابراهيم مسندا ظهره الى البيت المعمور واذا هو يدخله كل يوم سبعون ألف ملك لا يعودون اليه ثم ذهب بى الى السدرة المنتهى

الى السماء الرابعة حيا كما رفع عيسى الا انه مات فى السماء الرابعة ولم يمت عيسى وسبب رفعه فيما ذكر ابن عباس وغيره أنه كان له خليل من الملائكة فرفعه على جناحه باذن الله سبحانه الى السماء الرابعة فلقى بها ملك الموت فقال له قيل لى اهبط الى الرابعة اقبض بها روح ادريس وما أدرى كيف فقال له الملك الصاعد هذا ادريس معى فقبض روحه وقال مجاهد وغيره انه لم يمت والحديث نص أن هذا كان فى الرابعة وعن ابن عباس انه كان فى السادسة وثبت ذلك فى بعض الروايات وقال جماعة المراد بالرفع رفع المنزلة وهو فى السماء كغيره من الأنبياء عليهم السلام (**قوله** مسندا ظهره الى البيت المعمور)(ع) فيه اسناد الظهر الى القبلة (ب) يعنى الكعبة واذا جاز فيها ففى غيرها أجوز ولقاؤه لهم فى السموات على هذا الترتيب يحتمل انه لتفاوتهم فى المنزلة فان السموات متفاوتة أفضلها السابعة ثم كذلك وقال ابن بطال وجدهم كذلك لانهم لما سمعوا به ابتدروه كالغائب فنهم من أبطأ ومنهم من أسرع قال وهو الجواب عن كونه لقى هؤلاء دون غيرهم من الأنبياء عليهم السلام (**قوله** يدخله كل يوم سبعون ألفا) (ب) ذكر الخطيب البغدادى من طريق عبد الله بن أبى الهذيل قال البيت المعمور يدخله كل يوم سبعون ألف دحية أى رئيس مع كل دحية سبعون ألف ملك * وذكر ابن سنجر من حديث أبى هريرة قال فى السماء السابعة بيت يقال له المعمور بحيال الكعبة وفى السماء نهر يقال له الحيوان ينغمس فيه جبريل عليه السلام كل يوم انغماسة ثم يخرج فينتفض انتفاضة يخرج منها سبعون ألف قطرة يخلق الله من كل قطرة ملكا يؤمرون أن يأتوا المعمور ويصلون فيه فيدخلون ثم يخرجون فلا يعودون اليه أبدا يولى عليهم أحدهم ويؤمر أن يقف بهم من السماء موقفا يسبحون الله الى قيام الساعة (وما يعلم جنود ربك الا هو) (**قوله** الى سدرة المنتهى) (ح) عن ابن عباس سميت بذلك لانها اليها ينتهى علم الملائكة

مفردات القرآن (اردو)
www.KitaboSunnat.com
جلد اول
تصنیف
امام راغب اصفہانی
ترجمہ و حواشی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری
شیخ شمس الحق
۲۸۔ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

ہیں جو موسم گرما اور سرما میں برابر دودھ دیتی ہوں اور ان کا دودھ کبھی خشک نہ ہوتا۔ ہو شاعر نے کہا ہے۔ ❶

(۱۹۰) اَطْعَمْتَ الْعِرَاقَ وَرَافِدَيْهِ
فَـزَارِيًّـا اَحَـذَّ يَـدِ الْـقَـمِيْـصِ

یعنی تو نے عراق اور دجلہ وفرات پر ایک فزاری کو عامل بنا کر بھیجا ہے جو خیانت میں نہایت ماہر ہے۔

یہاں رافدیہ سے دجلہ اور فرات مراد ہیں کیونکہ ان کا پانی مسلسل جاری رہتا ہے۔

تَـرَافَدُوْا کے معنیٰ ایک دوسرے سے تعاون کرنا کے ہیں اسی سے رِفَـادہ ہے یعنی وہ فنڈ جو قریش نادار حجاج کی مدد کے لیے جمع رکھتے تھے (ر ف ع) اَلـرَّفْعُ (ف) کے معنی اٹھانے اور بلند کرنے کے ہیں یہ کبھی تو مادی چیز جو اپنی جگہ پر پڑی ہوئی ہو اسے اس کی جگہ سے اٹھا کر بلند کرنے پر بولا جاتا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ﴾ (۲۔۶۳) اور ہم نے طور پر پہاڑ کو تمہارے اوپر لا کر کھڑا کیا۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا﴾ (۱۳۔۲) اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے آسمان کو بدوں کسی سہارے کے اونچا بنا کھڑا کیا۔
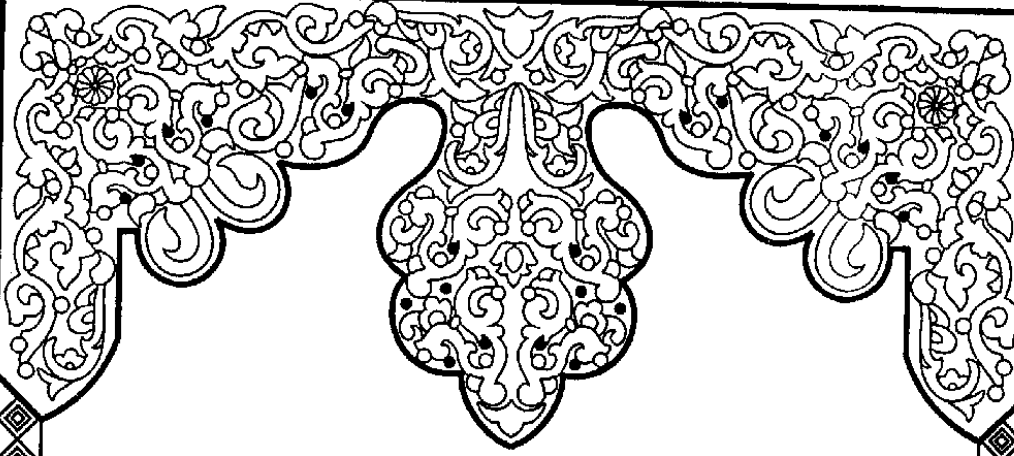
اور کبھی عمارت کو کھڑا کرنے اور اوپر لے جانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ﴾ (۲۔۱۲۷) اور جب ابراہیم (علیہ السلام) خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔ اور کبھی ناموری اور شہرت کا ذکر بلند کرنے کے لئے جیسے فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ (۹۴۔۴) اور ہم نے تمہارے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا۔

اور کبھی مرتبہ کی بلندی بیان کرنے کے لئے۔ جیسے فرمایا:

﴿وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ﴾ (۶۔۱۶۶) اور ان میں سے بعض کو بعض پر بلحاظ درجات کے فوقیت دی۔

﴿نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ﴾ (۱۲۔۷۶) اور ہم جس کو چاہتے ہیں (حسن تدبیر میں) اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں۔

﴿رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ﴾ (۴۰۔۱۵) خدا بڑا عالی مرتبہ (اور) عرش (بریں) کا مالک ہے۔

اور آیت: ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ (۴۔۱۵۸) بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا۔

میں رفع کے معنیٰ آسمان کی طرف اٹھا لے جانا بھی ہو سکتے ہیں اور رفع ❷ بلحاظ شرف بخشی بھی اور (قیامت کے متعلق) آیت:

---

❶ قاله الفرزوق يهجو عمربن هبيرة الفزارى ويخاطب يزيدبن عبدالملك لماولاه العراق ۱۰۲ھ وقبله : تفهيق بالعراق ابو المثنىٰ وعلم قومه اكل الخبيص والبيت فى السمط ۸۶۲ واللسان والمحكم والصحاح (حذذ) وديوانه (۲ : ۴۸۸) رقم ۳۰۴ والحصرى (۱ : ۵۷) والجرجانى ۷۴ والكامل ۸۰۸ والرافدان : الدجلة والفرات والبيت ايضاً فى الحيوان (۵ : ۶/۱۹۷ : ۵۱۰) فى اربعة ابيات والخبر فى الفاضل ۱۱۱ وادب الكاتب للصولى والبيت ايضاً فى مجازات القران ۲۹۱ والمعارف للقتبى ۱۷۹ والمعانى للقتبى ۵۹۷ والرواية فى معظم المصادر "أطعمت" وفى الاغانى (۱۹۔۱۷) والامالى (۱۲۳ت) والصحاح أوليت وفى الحيوان والاساس واللسان (رفد) "بعثت الى" فاظن ان الفاء فى المطبوع مصحف قال القتبى فى المعانى الاحذ معناه سريع اليد واراد خفة يده فى السرقة والخيانة (كذا فى الصحاح) وزكرالقميص لتسديد القافيه وذكر الاخباريون : فعزله يزيد ۱۰۵ھ ثم لم يسمع له ذكر.

❷ لكن الرفع الى السماء متعين فى الآية لان الاحاديث تدل بالتواتر على هذا المعنى راجع (ى ق ن).

﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ﴾ (۵۶۔۳) بعض کو نیچا دکھائے گی اور بعض کو (بلحاظ درجہ) بلند کرے گی۔

(میں زمین بھی) رَافِعَةٌ کا لفظ خافضۃ کے مقابلہ میں آیا ہے جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ رفع بلحاظ درجات مراد ہے۔اور آیت:

﴿وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾ (۸۸۔۱۸) اور آسمان کی طرف (نہیں دیکھتے) کہ کیسا اونچا بنایا۔

میں دونوں قسم کی بلندی کی طرف اشارہ ہے یعنی بلندی بلحاظ محل اور بلندی بلحاظ شرف ومنزلت اور آیت ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴾ (۵۶:۳۴) اور اونچے اونچے فرش میں فرش کی بلندی سے ان کے عمدہ اور نفیس ہونے کی طرف اشارہ ہے۔اسی طرح آیت:

﴿فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ﴾ (۸۔۱۴،۱۳) ان اوراق میں (لکھا ہوا ہے) جن کی تعظیم کی جاتی ہے اور وہ پاکیزہ اونچی جگہ پر رکھے ہوئے ہیں۔

میں بھی بلندی بلحاظ شرف ومنزلت ہی مراد ہے۔اور آیت:

﴿فِىْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ..........﴾ (۲۲۔۳۶) ایسے گھروں میں جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی عزت کی جائے۔

میں بھی رَفَعَ بلحاظ عزوشرف مراد ہے یعنی ان کی تعظیم کی جائے اور ان کے اندر کوئی نازیبا حرکت نہ کی جائے جوان کے ادب واحترام کے خلاف ہو اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ آیت:

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ (۳۳۔۳۳) (اے پیغمبر کے) گھر والو! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) گندگی کو دور کرے۔

میں رَجس کے دور کرنے سے عزوشرف بخشنا مراد ہے اور رفع کے معنیٰ تیز رفتاری بھی آتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے: رَفَعَ الْبَعِيرُ فِي سَيْرِهٖ: اونٹ تیز رفتاری سے چلا اَرْفَعْتُهٗ اَنَا: میں نے اسے تیز چلایا بَعِيْرٌ مَرْفُوْعُ السَّيرِ: تیز رفتار اونٹ۔اور رَفْعٌ کے معنیٰ کسی کے راز کو فاش کرنا بھی آتے ہیں جیسے: رَفَعَ فُلَانٌ عَلٰى فُلَانٍ میں نے اس سے پردہ اٹھادیا یعنی اس کے راز کو فاش کردیا اور رِفَاعَةٌ اس چھوٹی سی گدی کو کہتے ہیں جسے عورتیں اپنی سرین پر باندھ لیتی ہیں تا کہ وہ بڑی معلوم ہوں۔

(ر ق ق)

اَلرِّقَّةُ: (باریکی) اور دِقَّةٌ کے ایک ہی معنیٰ ہیں۔ لیکن رقۃ بلحاظ کناروں کی باریکی کے استعمال ہوتا ہے اور دِقَّةٌ بلحاظ عمق کے بولا جاتا ہے۔پھر اگر رقت کا لفظ اجسام کے متعلق استعمال ہو تو اس کی ضد صفاقت آتی ہے جیسے ثَوْبٌ رَقِيْقٌ: (باریک کپڑا) اور ثوب صفیق (موٹا کپڑا) اور دل کے متعلق استعمال ہو تو اس کی ضد قساوت اور جفاء آتی ہے مثلاً نرم دل کے متعلق کہا جاتا ہے۔فُلَانٌ رَّقِيْقُ الْقَلْبِ اور اس کے بالمقابل سخت دل آدمی کو قَاسِيَ الْقَلْبِ کہتے ہیں۔

اَلرَّقُّ: کاغذ کی طرح کی کوئی چیز جس پر لکھا جائے چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

﴿فِىْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ﴾ (۵۲۔۳) (اور چوڑے چکلے کاغذ پر لکھی ہوئی (کتاب کی قسم ہے)

اور نر کچھوے کو بھی رِقٌّ کہا جاتا ہے۔

التراث العربي
سلسلة تصدرها وزارة الإعلام
في الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الحادي والعشرون

تحقيق

عبد العليم الطحاوي

راجعه

مصطفى حجازي

بإشراف لجنة فنية بوزارة الاعلام

١٤٠٤ هـ - ١٩٨٤ م

مطبعة حكومة الكويت

تم إعادة طباعة هذا الجزء من قبل
المجلس الوطني للثقافة والفنون والاداب

هٰذا كلامُ العَرَبِ ، وقال ابنُ السِّكِّيتِ ، إذا ارْتَفَـعَ البَعِيـرُ عَـنِ الهَمْلَجَـةِ فـذٰلِكَ السَّيْرُ المَرْفُوع ؛ والرَّوافـعُ ، إذا رَفَعُوا فى مَسِيـرِهِـمْ .

وقال سِيبَوَيْه : المَرْفُوعُ والمَوْضُوع مِـنَ المَصَـادِرِ الَّتِـى جـاءَتْ عـلى مَفْعُـول ، كأَنَّهُ له مـا يَرْفَعُه ، ولـه ما يَضَعُه منـه ، [1] ورفَّعَه تَرْفِيعـاً ، مثل رَفَعَه ، يَتَعَدَّى ولا يَتَعَدَّى .

وقولُه تَعَالَى : ﴿والعَمَـلُ الصَّـالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ [2] قال مُجَاهِـدٌ : أَى يَرْفَـعُ العَمَلُ الصـالِحُ الـكلامَ الطيِّبَ . وقال قَتَادَةُ : لايُقْبَلُ قَوْلٌ إلاّ بعَمَلٍ .

وفى أَسْمَاءِ اللهِ الحُسْنَى : الرَّافِعُ ،وهو الَّذِى يَرْفَعُ المُؤْمِنَ بالإِسْعَادِ ، وأَوْلِيَاءَهُ بالتَّقْرِيبِ .

والمِرْفَع ، كمِنْبَرٍ : ما رُفِعَ بـه ، وكَمَقْعَدٍ : الـكُرْسِىُّ . يمانِيَةٌ .

وقولُه تَعالَى فى صِفَـةِ القِيامَـةِ : ﴿خافِضَـةٌ رافِعَةٌ﴾ [1] قـالَ الزَّجّاجُ : أَى تَخْفِضُ أَهْلَ المَعَاصِى ، وتَرْفَـعُ أَهْلَ الطّاعَة .

وفى الحَدِيـثِ : « إنَّ اللهَ يَرْفَـعُ العَدْلَ ويَخْفِضُـه » قـالَ الأَزْهَرِىُّ : معناه أَنَّه يَرْفَعُ القِسْطَ ، وهـو العَـدْلُ فيُعْلِيـه عـلى الجَوْرِ وأَهْلِـه ، ومَـرَّةً يَخْفِضُه ، فيُظْهِرُ أَهْلَ الجَوْرِ على العَدْلِ ؛ ابْتِـلاءً لِخَلْقِـه ، وهٰـذا فى الدُّنْيـا ، والعَاقِبَةُ للمُتَّقِيـن .

ورَفَعَ السَّرابُ الشَّخْصَ، يَرْفَعُه رَفْعاً : زَهاهُ . وهـو مَجَازٌ .

ورُفِعَ لى الشَّىْءُ : أَبْصَرْتُه مِـن بُعْدٍ .

وتَرافَعـا إلى الحاكِمِ : رَفَـعَ كُلٌّ مِنْهُمـا رَفِيعَتَه ، أَى قِصَّتَـه إليـه ، وهـو مَجازٌ .

ورَفَعَه عـلى صَاحِبِه فى المَجْلِسِ ، أَى قَدَّمَه ، ويُقَال للدّاخِلِ : ارْتَفِـعْ ، أَى تَقَـدَّمْ . وهـو مَجـاز ، وليس مـن الارْتِفاع الَّذِى هو بمَعْنَى العُلُوِّ .

(١) لفظة « منه » ليست في اللسان .
(٢) سـورة فاطـر ، الآية ١٠ .
(١) سـورة الواقعـة ، الآية ٣ .

تفسير
البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود | الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين - جامعة الأزهر

الجزء الرابع

المحتوى

المائدة: ٨٢ - آخر الأنفال

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

بإيمان ﴾ [الطور : ٢١] ، فيقدر هذا فاتبعه الشيطان خطواته . أي : جعله الشيطان يتبع خطواته . فتكون الهمزة فيه للتعدي إذ أصله « تبع هو خطوات الشيطان » . وقرأ طلحة بخلاف والحسن فيما روى عنه هارون (فاتَّبعه) مشدّد بمعنى تبعه . قال صاحب كتاب اللوامح بينهما فرق وهو : أن « تبعه » إذا مشى في أثره « واتبعه » إذا واراه مشياً . فأما (فأتبعه) بقطع الهمزة فمما يتعدى إلى مفعولين ، لأنه منقول من « تبعه » . وقد حذف في العامة أحد المفعولين . وقيل : (فأتبعه) بمعنى : استتبعه . أي : جعل له تابعاً فصار له مطيعاً سامعاً . وقيل : معناه : « تبعه شياطين الإنس أهل الكفر والضلال » ، (فكان من الغاوين) يحتمل أن تكون «كان» باقية الدلالة على مضمون الجملة واقعاً في الزمان الماضي . ويحتمل أن تكون « كان » بمعنى « صار » أي : صار من الضالين الكافرين . قال مقاتل : « من الضالين » . وقال الزجاج : « من الهالكين الفاسدين » . ﴿ **ولو شئنا لرفعناه بها ولكنه أخلد إلى الأرض واتبع هواه** ﴾ أي : ولو أردنا أن نشرفه ونرفع قدره بما آتيناه من الآيات لفعلنا(ولكنه أخلد إلى الأرض) أي : ترامى إلى شهوات الدنيا، ورغب فيها ، واتبع ما هو ناشىء عن الهوى ، وجاء الاستدراك هنا ، تنبيهاً على السبب الذي لأجله لم يرفع ولم يشرف كما فعل بغيره ممن أوتي الهدى فأثره واتبعه . و (أخلد) معناه : رمى بنفسه إلى الأرض . أي : إلى ما فيها من الملاذ والشهوات . قال معناه « ابن عباس » و « مجاهد » و « السدّي » ، ويحتمل : أن يريد بقوله (أخلد إلى الأرض) أي : مال إلى السفاهة والرذالة ، كما يقال : « فلان في الحضيض » . عبارة عن : انحطاط قدره بانسلاخه من الآيات . قال معناه « الكرماني » ، قال أبو روق : « غلب على عقله هواه فاختار دنياه على آخرته » ، وقال قوم : « معناه : لرفعناه بها : لأخذناه ، كما تقول : رفع الظالم إذا هلك والضمير في (بها) عائد على المعصية في الانسلاخ . وابتدىء وصف حاله بقوله (ولكنه أخلد) وقال ابن أبي نجيح : « لرفعناه : لتوفيناه قبل أن يقع في المعصية ورفعناه عنها . والضمير للآيات . ثم ابتدىء وصف حاله . والتفسير الأول أظهر ، وهو مروي عن « ابن عباس » و « جماعة » . ولم يذكر الزمخشري غيره وهو الذي يقتضيه الاستدراك ، لأنه على قول الإهلاك بالمعصية أو التوفي قبل الوقوع فيها لا يصح معنى الاستدراك . والضمير في (لرفعناه) في هذه الأقوال عائد على « الذي أوتي الآيات » وإن اختلفوا في الضمير في (بها) على ما يعود . وقال قوم الضمير في (لرفعناه) على الكفر المفهوم مما سبق ، وفي (بها) عائد على الآيات . أي : ولو شئنا لرفعنا الكفر بالآيات . وهذا المعنى روي عن مجاهد . وفيه بعد وتكلف . قال الزمخشري[1] : (فإن قلت :) كيف علق رفعه بمشيئة الله تعالى ولم يعلق بفعله الذي يستحق به الرفع ؟ (قلت :) المعنى : ولو لزم العمل بالآيات ولم ينسلخ منها لرفعناه بها ، وذلك أن مشيئة الله تعالى رفعه تابعة للزومه الآيات . فذكر المشيئة والمراد ما هي تابعة له ومسببة عنه ، كأنه قيل : ولو لزمها لرفعناه بها . ألا ترى إلى قوله (ولكنه أخلد إلى الأرض) فاستدرك المشيئة بإخلاده الذي هو فعله ، فوجب أن يكون (ولو شئنا) في معنى ما هو فعله . ولو كان الكلام على ظاهره لوجب أن يقال : « ولو شئنا لرفعناه ولكنا لم نشأ » . انتهى . وهو على طريقة الاعتزال ﴿ **فمثله كمثل الكلب إن تحمل عليه يلهث أو تتركه يلهث** ﴾ أي : فصفته إن تحمل عليه الحكمة لم يحملها ، وإن تركته لم يحملها ، كصفة الكلب إن كان مطروداً لهث ، وإن كان رابضاً لهث ، قاله ابن عباس ، وقيل : تشبه المتهالك على الدنيا في قلقه ، واضطرابه على تحصيلها ولزومه ذلك ، بالكلب في حالته هذه التي هي ملازمة له ، حالة تهيجه ، وتركه ، وهي كونه لا يزال لاهثاً ـ وهي أخس أحواله وأرذلها ـ كما أن المتهالك على الدنيا لا يزال تعباً ، قلقاً في تحصيلها قال الحسن : « هو مثل المنافق لا ينيب إلى الحق دعي أو لم يدع ، أعطي أو لم يعط ، كالكلب يلهث طرداً وتركاً » . انتهى . وفي كتاب « الحيوان » : دلت الآية على أن الكلب أخس الحيوان ، وأذله ، لضرب الخسة في المثل به في أخس أحواله ، ولو كان في جنس الحيوان ما هو أخس من الكلب ما ضرب المثل إلا به . قال ابن عطية : « وقال الجمهور إنما شبه في أنه كان ضالاً قبل أن يؤتي الآيات ،

---

(١) انظر الكشاف ٢/١٧٨ .

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين ـ جامعة الأزهر

الجزء السادس

المحتوى

أول الإسراء ـ آخر الفرقان

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

من خط بالقلم ، وخاط الثياب ، ولبس المخيط ، وكان خياطاً ، وكانوا قبل يلبسون الجلود ، وأول مرسل بعد آدم وأول من اتخذ الموازين والمكاييل والأسلحة فقاتل بني قابيل ، وقال ابن مسعود هو إلياس ، بعث إلى قومه بأن يقولوا لا إله إلا الله ، ويعملوا ما شاؤوا فأبوا وأهلكوا ، وإدريس اسم أعجمي منع من الصرف للعلمية والعجمة ، ولا جائز أن يكون إفعيلاً من الدرس كما قال بعضهم ، لأنه كان يجب صرفه إذ ليس فيه إلا سبب واحد وهو العلمية ، قال الزمخشري[1] : ويجوز أن يكون معنى إدريس في تلك اللغة قريباً من ذلك أي : من معنى الدرس ، فحسبه القائل مشتقاً من الدرس ، والمكان العلي : شرف النبوة والزلفى : عند الله ، وقد أنزل الله عليه ثلاثين صحيفة ، انتهى . وقاله جماعة : وهو رفع النبوة والتشريف والمنزلة في السماء كسائر الأنبياء ، وقيل : بل رفع إلى السماء ، قال ابن عباس : كان ذلك بأمر الله كما رفع عيسى ، كان له خليل من الملائكة ، فحمله على جناحه ، وصعد به حتى بلغ السماء الرابعة ، فلقي هنالك ملك الموت فقال له : إنه قيل لي اهبط إلى السماء الرابعة ، فاقبض فيها روح إدريس ، وإني لأعجب كيف يكون هذا ، فقال له الملك الصاعد : هذا إدريس معي فقبض روحه ، وروي أن هذا كله كان في السماء السادسة ، قاله ابن عباس ، وكذلك هي رتبته في حديث الإسراء في بعض الروايات من حديث أبي هريرة وأنس يقتضي أنه في السماء الرابعة ، وعن الحسن : إلى الجنة لا شيء أعلى من الجنة ، وقال قتادة يعبد الله مع الملائكة في السماء السابعة ، وتارة يرفع في الجنة حيث شاء ، وقال مقاتل : هو ميت في السماء (أولئك) إشارة إلى من تقدم ذكره في هذه السورة من الأنبياء ، ومن في (من النبيين) للبيان ، لأن جميع الأنبياء منعم عليهم و (من) الثانية للتبعيض ، وكان إدريس من ذرية آدم لقربه منه ، لأنه جد أبي نوح . وإبراهيم من ذرية من حمل مع نوح ، لأنه من ولد سام بن نوح ، ومن ذرية إبراهيم إسحاق وإسماعيل ويعقوب ، وإسرائيل معطوف على إبراهيم ، وزكريا ويحيى وموسى وهارون من ذرية إسرائيل ، وكذلك عيسى ، لأن مريم من ذريته ، (وممن هدينا) يحتمل العطف إلى (من) الأولى أو الثانية ، والظاهر أن (الذين) خبر لأولئك ، (وإذا تتلى) كلام مستأنف ، ويجوز أن يكون (الذين) صفة لـ (أولئك) ، والجملة الشرطية خبر ، وقرأ الجمهور (تتلى) بتاء التأنيث ، وقرأ عبد الله وأبو جعفر وشيبة وشبل بن عباد وأبو حيوة وعبد الله بن أحمد العجلي عن حمزة وقتيبة في رواية وورش في رواية النحاس وابن ذكوان في رواية التغلبي بالياء ، وانتصب (سجَّداً) على الحال المقدرة ، قاله الزجاج ، لأنه حال خروره لا يكون ساجداً ، والبكي : جمع باك كشاهد وشهود ولا يحفظ فيه جمعه المقيس وهو فعلة ، كرام ورماة ، والقياس يقتضيه ، وقرأ الجمهور (بُكِيًّا) بضم الباء ، وعبد الله ويحيى والأعمش وحمزة والكسائي بكسرها إتباعاً لحركة **الكاف** كعصي ودلي ، والذي يظهر أنه جمع لمناسبة الجمع قبله ، قيل : ويجوز أن يكون مصدر البكا بمعنى بكاء ، وأصله بكو وكجلس جلوسا وقال ابن عطية (وبكِيًّا) بكسر الباء ، وهو مصدر لا يحتمل غير ذلك . انتهى . وقوله ليس بسديد ، لأن اتباع حركة الكاف لا تعين المصدرية ، ألا تراهم قرؤوا (جِثيّاً) بكسر الجيم ، جمع جاث ، وقالوا عصي فأتبعوا ، ﴿**فخلف من بعدهم خلف أضاعوا الصلاة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيّاً إلا من تاب وآمن وعمل صالحاً فأولئك يدخلون الجنة ولا يُظلمون شيئاً جنات عدن التي وعد الرحمن عباده بالغيب إنه كان وعده مأتياً لا يسمعون فيها لغواً إلا سلاماً ولهم رزقهم فيها بكرة وعشياً تلك الجنة التي نورث من عبادنا من كان تقياً وما نتنزل إلا بأمر ربك له ما بين أيدينا وما خلفنا وما بين ذلك وما كان ربك نسيّاً رب السموات والأرض وما بينهما فاعبده واصطبر لعبادته هل تعلم له سمياً**﴾ نزل فخلف في اليهود، عن ابن عباس ومقاتل وفيهم وفي النصارى ، عن السدي ، وفي قوم من أمّة الرسول يأتون عند ذهاب صالحيها يتبارزون بالزنا ، ينزو في الأزقة بعضهم على بعض ، عن مجاهد وقتادة وعطاء ومحمد بن كعب القرظي ، وعن وهب هم شرابو القهوة ،

---

(١) انظر الكشاف (٣/ ٢٣) .

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد اول

مشکوٰۃ شریف

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حسد نہ کیا جائے مگر دو شخصوں پر۔ ایک تو اس پر جس کو خدا نے قرآن عطا فرمایا (یعنی جس کو قرآن یاد ہو گیا) پس وہ دن رات قرآن پڑھتا اور عبادت کرتا ہے اور دوسرے اس پر جس کو خدا نے مال بخشا اور وہ اس میں سے دن رات نیک کاموں پر خرچ کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کی مثال

۲۰۱۲ وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْأُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ۔

حضرت ابو موسیٰ رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مومن کا حال جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی مانند ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ اور مزہ شیریں ہوتا ہے اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اُس کا حال کھجور کی مانند ہے جس میں خوشبو نہیں لیکن مزہ شیریں ہے۔ اور اس منافق کا حال جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کے مانند ہے کہ اُس میں خوشبو ہے اور مزہ بھی تلخ ہے۔ اور اس منافق کا حال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبودار پھول کی مانند ہے کہ بُو عمدہ ہے اور مزہ تلخ۔ (بخاری و مسلم) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اس مومن کا حال جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے ترنج کی مانند ہے اور اس مومن کا حال جو قرآن نہیں پڑھتا اور اس پر عمل بھی نہیں کرتا کھجور کی مانند ہے۔

قرآن پڑھنے اور نہ پڑھنے والے کے درجہ کی بلندی اور پستی

۲۰۱۳ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ أَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس کتاب کے ذریعہ ایک قوم کو بلند کرتے ہیں تو دوسری قوم کو پست کرتے ہیں۔ (مسلم)

قرآن سننے کے لئے فرشتوں کا اشتیاق و اژدحام

۲۰۱۴ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ إِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتْ فَسَكَتَ فَسَكَتَتْ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَكَانَ ابْنُهٗ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِّنْهَا فَأَشْفَقَ أَنْ تُصِيْبَهٗ وَلَمَّا أَخَّرَهٗ رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ فَلَمَّا أَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ اقْرَأْ يَا ابْنَ حُضَيْرٍ قَالَ فَأَشْفَقْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى وَكَانَ مِنْهَا قَرِيْبًا فَانْصَرَفْتُ إِلَيْهِ وَرَفَعْتُ رَأْسِيْ

حضرت ابو سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت اُسید بن حضیر رضؓ نے بیان کیا ہے کہ میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا اور میرا گھوڑا میرے پاس بندھا ہوا تھا کہ یکایک میں نے دیکھا کہ گھوڑا اُچھلنے کودنے اور شوخیاں کرنے لگا۔ میں پڑھتے پڑھتے خاموش ہو گیا کہ گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا۔ گھوڑا پھر شوخیاں کرنے لگا۔ میں خاموش ہو گیا اور گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ میں نے پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر اسی طرح اُچھلنے کودنے لگا۔ آخر میں نے پڑھنا بند کر دیا۔ میرا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں گھوڑا اس کو کوئی اذیت نہ پہنچائے۔ پس میں اپنے بیٹے کو وہاں سے اُٹھانے کے لئے آگے بڑھا کر میری نظر آسمان پر پڑی میں نے دیکھا کہ ابر سا چھایا ہوا ہے اور اس کے اندر چراغ سے جل رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس واقعہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ﷺ قالَ: جاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قالَ: «يَرْحَمُ اللهُ ابْنَ عَفراءَ»، قُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قالَ: «لَا»، قُلتُ: فَالشَّطْرُ؟ قالَ: «لَا»، قُلتُ: الثُّلُثُ، قالَ: «فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ، خَيرٌ من أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَىٰ اللهُ أَنْ يَرْفَعَكَ، فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ». وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ. [طرفه في: ٥٦].

٣/ ٣ ـ باب الوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ

وَقالَ الحَسَنُ: لَا يَجُوزُ لِلذِّمِّيِّ وَصِيَّةٌ إِلَّا الثُّلُثُ. وَقالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿وَأَنِ ٱحْكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ﴾ [المائدة: ٤٩].

٢٧٤٣ ـ حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: لَوْ غَضَّ النَّاسُ إِلَى الرُّبْعِ، لأَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَوْ كَبِيرٌ» [مسلم: كتاب الوصية، باب الوصية بالثلث، رقم: ١٦٢٩].

٢٧٤٤ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ عامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ ﷺ قالَ: مَرِضْتُ، فَعَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ لَا يَرُدَّنِي عَلَى عَقِبِي، قالَ: «لَعَلَّ اللهَ يَرْفَعُكَ، وَيَنْفَعُ بِكَ نَاساً»، قُلتُ: أُرِيدُ أَنْ أُوصِيَ، وَإِنَّمَا لِي ابْنَةٌ، قُلتُ: أُوصِي بِالنِّصْفِ؟ قالَ: «النِّصْفُ كَثِيرٌ». قُلتُ: فَالثُّلُثِ؟ قالَ: «الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَوْ كَبِيرٌ». قالَ: فَأَوْصَىٰ النَّاسُ بِالثُّلُثِ، وَجازَ ذلِكَ لَهُمْ. [طرفه في: ٥٦].

٤/ ٤ ـ باب قَوْلِ المُوصِي لِوَصِيِّهِ: تَعَاهَدْ وَلَدِي، وَما يَجُوزُ لِلوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوَى

٢٧٤٥ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قالَتْ: كانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ: أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي، فَاقْبِضْهُ إِلَيكَ، فَلَمَّا كانَ عامُ الفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ، فَقالَ: ابْنُ أَخِي قَدْ كانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقالَ: أَخِي وَابْنُ أَمَةِ أَبِي، وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، ابْنُ أَخِي، كانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي، وَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، الوَلَدُ لِلفِرَاشِ وَلِلعَاهِرِ الحَجَرُ». ثُمَّ قالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: «احْتَجِبِي مِنْهُ». لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللهَ. [طرفه في: ٢٠٥٣].

٥/ ٥ ـ باب إِذَا أَوْمَأَ المَرِيضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جازَتْ

٢٧٤٦ ـ حدثنا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ: أَنَّ يَهُودِيّاً رَضَّ رَأْسَ جارِيَةٍ بَينَ حَجَرَينِ، فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ، أَفُلَانٌ، أَوْ فُلَانٌ؟ حَتَّى سُمِّيَ اليَهُودِيُّ، فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَجِيءَ بِهِ، فَلَمْ يَزَلْ حَتَّى اعْتَرَفَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالحِجَارَةِ. [طرفه في: ٢٤١٣].

٦/ ٦ ـ باب لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ

٢٧٤٧ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ وَرْقاءَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: كانَ المَالُ لِلوَلَدِ، وَكانَتِ الوَصِيَّةُ لِلوَالِدَينِ، فَنَسَخَ اللهُ مِنْ ذلِكَ ما أَحَبَّ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الأُنْثَيَينِ، وَجَعَلَ لِلأَبَوَينِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسَ، وَجَعَلَ لِلمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ. [الحديث ٢٧٤٧ ـ طرفاه في: ٤٥٧٨، ٦٧٣٩].

٧/ ٧ ـ باب الصَّدَقَةِ عِنْدَ المَوْتِ

٢٧٤٨ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ العَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ سُفيَانَ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفضَلُ؟ قالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ، تَأْمُلُ الغِنَى، وَتَخْشَى الفَقْرَ، وَلَا تُمْهِل، حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الحُلقُومَ، قُلتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كانَ لِفُلَانٍ» [طرفه في: ١٤١٩].

٨/ ٨ ـ باب قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ﴾ [النساء: ١١]

وَيُذْكَرُ: أَنَّ شُرَيحاً وَعُمَرَ بْنَ عَبْدِ العَزِيزِ وَطَاوُساً وَعَطَاءً وَابْنَ أُذَينَةَ: أَجازُوا إِقْرَارَ المَرِيضِ بِدَينٍ. وَقالَ الحَسَنُ: أَحَقُّ

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

كَقَوْلِهِ ﷺ: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلْوُسْطَىٰ﴾ [البقرة: ٢٣٨]، فَأَمَرَهُمْ بِالمُحافَظَةِ عَلَى كُلِّ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَعادَ العَصْرَ تَشْدِيداً لَهَا، كَمَا أُعِيدَ النَّخْلُ وَالرُّمَّانُ، وَمِثْلُهَا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ ٱللَّهَ يَسْجُدُ لَهُۥ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ﴾ [الحج: ١٨]. ثُمَّ قالَ: ﴿وَكَثِيرٌ مِّنَ ٱلنَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ ٱلْعَذَابُ﴾ [الحج: ١٨]. وَقَدْ ذَكَرَهُمْ في أَوَّلِ قَوْلِهِ: ﴿مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَن فِي ٱلْأَرْضِ﴾. وَقالَ غَيْرُهُ: ﴿أَفْنَانٍ﴾ [٤٨] أَغْصَانٍ. ﴿وَجَنَى ٱلْجَنَّتَيْنِ دَانٍ﴾ [٥٤]: ما يُجْتَنَى قَرِيبٌ. وَقالَ الحَسَنُ: ﴿فَبِأَيِّ ءَالَآءِ﴾ [١٣] نِعَمِهِ. وَقالَ قَتَادَةُ: ﴿رَبِّكُمَا﴾ [١٣] يَعْنِي الجِنَّ وَالإِنْسَ. وَقالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ﴿كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ [٢٩]: يَغْفِرُ ذَنْباً، وَيَكْشِفُ كَرْباً، وَيَرْفَعُ قَوْماً، وَيَضَعُ آخَرِينَ. وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بَرْزَخٌ﴾ [٢٠]: حاجِزٌ، الأَنامُ: الخَلْقُ. ﴿نَضَّاخَتَانِ﴾ [٦٦]: فَيَّاضَتَانِ. ذُو الجَلالِ: ذُو العَظَمَةِ. وَقالَ غَيْرُهُ: ﴿مَارِجٍ﴾ [١٥] خالِصٌ مِنَ النَّارِ، يُقالُ: مَرَجَ الأَمِيرُ رَعِيَّتَهُ إِذَا خَلَّاهُمْ يَعْدُو بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ، مَرَجَ أَمْرُ النَّاسِ: ﴿مَّرِيجٍ﴾ [ق: ٥] مُلْتَبِسٌ. ﴿مَرَجَ﴾ [١٩] اخْتَلَطَ البَحْرانِ. مِنْ مَرَجْتَ دَابَّتَكَ تَرَكْتَهَا، ﴿سَنَفْرُغُ لَكُمْ﴾ [٣١] سَنُحَاسِبُكُمْ، لَا يَشْغَلُهُ شَيْءٌ عَنْ شَيْءٍ، وَهُوَ مَعْرُوفٌ في كَلامِ العَرَبِ، يُقالُ: لأَتَفَرَّغَنَّ لَكَ، وَما بِهِ شُغْلٌ، يَقُولُ: لآخُذَنَّكَ عَلَى غِرَّتِكَ.

١/١ ـ باب

﴿وَمِن دُونِهِمَا جَنَّتَانِ﴾ [٦٢]

٤٨٧٨ ـ حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ العَمِّيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَما بَيْنَ القَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ، عَلَى وَجْهِهِ في جَنَّةِ عَدْنٍ». [مسلم: كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين في الآخرة ربهم سبحانه وتعالى، رقم: ١٨٠]. [الحديث ٤٨٧٨ ـ طرفاه في: ٤٨٨٠، ٧٤٤٤].

٢/٢ ـ باب

﴿حُورٌ مَّقْصُورَٰتٌ فِي ٱلْخِيَامِ﴾ [٧٢]

وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: حُورٌ: سُودُ الحَدَقِ. وَقالَ مُجاهِدٌ: مَقْصُوراتٌ: مَحْبُوسَاتٌ، قُصِرَ طَرْفُهُنَّ وَأَنْفُسُهُنَّ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ. ﴿قَٰصِرَٰتُ﴾ [٥٦] لَا يَبْغِينَ غَيرَ أَزْوَاجِهِنَّ.

٤٨٧٩ ـ حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ في الجَنَّةِ خَيمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ، عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلاً، في كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ ما يَرَوْنَ الآخَرِينَ، يَطُوفُ عَلَيهِمُ المُؤْمِنُونَ». [طرفه في: ٣٢٤٣].

٤٨٨٠ ـ «وَجَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ كَذَا، آنِيَتُهُمَا وَما فِيهِمَا، وَما بَيْنَ القَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ إِلَّا رِدَاءُ الكِبْرِ عَلَى وَجْهِهِ في جَنَّةِ عَدْنٍ». [طرفه في: ٤٨٧٨].

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُورَةُ الوَاقِعَةِ ـ ٥٦

وَقالَ مُجاهِدٌ: ﴿رُجَّتِ﴾ [٤] زُلْزِلَتْ. ﴿بُسَّتِ﴾ [٥] فُتَّتْ ولُتَّتْ كَمَا يُلَتُّ السَّوِيقُ. المَخْضُودُ: المُوقَرُ حَمْلاً، وَيُقالُ أَيضاً: لَا شَوْكَ لَهُ. ﴿مَّنضُودٍ﴾ [٢٩] المَوْزُ. وَالعُرُبُ: المُحَبَّبَاتُ إِلَى أَزْوَاجِهِنَّ. ﴿ثُلَّةٌ﴾ [٣٩ ـ ٤٠] أُمَّةٌ. ﴿يَحْمُومٍ﴾ [٤٣] دُخانٌ أَسْوَدُ. ﴿يُصِرُّونَ﴾ [٤٦] يُدِيمُونَ. ﴿ٱلْهِيمِ﴾ [٥٥] الإِبِلُ الظِّمَاءُ. ﴿لَمُغْرَمُونَ﴾ [٦٦] لَمُلْزَمُونَ. ﴿فَرَوْحٌ﴾ [٨٩] جَنَّةٌ وَرَخاءٌ. ﴿وَرَيْحَانٌ﴾ [٨٩] الرِّزْقُ. ﴿وَنُنشِئَكُمْ﴾ [٦١]: في أَيِّ خَلْقٍ نَشاءُ.

وَقالَ غَيرُهُ: ﴿تَفَكَّهُونَ﴾ [٦٥] تَعْجَبُونَ. ﴿عُرُبًا﴾ [٣٧] مُثَقَّلَةً، وَاحِدُهَا عَرُوبٌ، مِثْلُ صَبُورٍ وَصُبُرٍ، يُسَمِّيهَا أَهْلُ مَكَّةَ العَرِبَةَ، وَأَهْلُ المَدِينَةِ الغَنِجَةَ، وَأَهْلُ العِرَاقِ الشَّكِلَةَ.

وَقالَ في: ﴿خَافِضَةٌ﴾ [٣] لِقَوْمٍ إِلَى النَّارِ. وَ﴿رَّافِعَةٌ﴾ [٣] إِلَى الجَنَّةِ. ﴿مَّوْضُونَةٍ﴾ [١٥] مَنْسُوجَةٍ، وَمِنْهُ: وَضِينُ النَّاقَةِ. وَالكُوبُ: لَا آذَانَ لَهُ وَلَا عُرْوَةَ. وَالأَبَارِيقُ: ذَوَاتُ الآذَانِ وَالعُرَى. ﴿مَّسْكُوبٍ﴾ [٣١] جارٍ. ﴿وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾﴾ [٣٤] بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ. ﴿مُتْرَفِينَ﴾ [٤٥] مُتَمَتِّعِينَ. ﴿مَّا تُمْنُونَ﴾ [٥٨] هِيَ النُّطْفَةُ في أَرْحامِ النِّسَاءِ. ﴿لِّلْمُقْوِينَ﴾ [٧٣] لِلْمُسَافِرِينَ. وَالقِيُّ القَفْرُ. ﴿بِمَوَٰقِعِ ٱلنُّجُومِ﴾ [٧٥] بِمُحْكَمِ القُرْآنِ، وَيُقالُ: بِمَسْقِطِ النُّجُومِ إِذَا سَقَطْنَ، وَمَوَاقِعُ وَمَوْقِعٌ وَاحِدٌ. ﴿مُدْهِنُونَ﴾ [٨١] مُكَذِّبُونَ، مِثْلُ: ﴿لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ﴾ [القلم: ٩]، ﴿فَسَلَٰمٌ لَّكَ﴾ [٩١] أَيْ مُسَلَّمٌ لَكَ:

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

فيها جبرئيلُ فناداني فقال : إن الله عز وجل قد سمع قول قومك لك وما ردُّوا عليكَ وقد بعثَ اللهُ اليك ملكَ الجبالِ لتأمره بما شئتَ فيهم فناداني ملكُ الجبالِ فسلم عليَّ ثم قال : يامحمدُ ! فقال ذلك فما شئتَ إن شئتَ أن أُطبِقَ عليهم الأخشبين ، قلتُ بل أرجو أن يُخرجَ اللهُ من أصلابِهم من يعبدُ اللهَ وحدَه لا يشركُ به شيئاً . (حم ، ق - عن عائشة)[1] .

٣١٩٨٣ - إن الله عز وجلَّ اصطفى كنانةَ من ولدِ اسماعيلَ ، واصطفى قريشاً من كنانة ، واصطفى من قريش بني هاشمٍ ، واصطفاني من بني هاشم . (ت - عن واثلة)[2] .

٣١٩٨٤ - إن الله عز وجل اصطفى من ولد ابراهيمَ اسماعيل ، واصطفى من ولد اسماعيل بني كنانة ، واصطفى من كنانة قريشاً ، واصطفى من قريش بني هاشم ، واصطفاني من بني هاشم . (ت - عن واثلة)[3] .

٣١٩٨٥ - إن الله تعالى بعثني رحمةً مُهداةً وبعثني برفعِ قوم وخفض آخرين (ابن عساكر - عن ابن عمر) .

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الجهاد باب ما لقي النبي ﷺ من أذى المشركين والمنافقين رقم (١٧٩٥) ص .

(٢و٣) أخرجها الترمذي كتاب المناقب باب في فضل النبي ﷺ (٣٦٠٥) ورقم (٣٦٠٦) وقال : حسن صحيح ص .

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الثالث عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

هـذا الأمر وبكم يُختَمُ ، قال : وقال النبيُّ صلى الله عليه وسلم للعباسِ : مَن أحبكَ نالتهُ شفاعتي ومن أبغضكَ فلا نالته شفاعتي (كر).

٣٧٣١٣ ـ عن ابن عباس قال : لما حاصَرَ النبيُّ ﷺ الطائف خرج رجلٌ من الحِصْنِ فاحتملَ رجلاً من أصحاب النبي ﷺ ليُدْخلهُ الحِصنَ فقال النبيُّ ﷺ : من يستنقذُه فله الجنة ! فقام العباس فمضى ، فقال النبيُّ ﷺ : امضِ ومعك جبريلُ وميكائيلُ ، فمضى فاحتمَلهما جميعاً حتى وضعَهما بين يدي النبي ﷺ (كر).

٣٧٣١٤ ـ عن ابن عباس قال : جاء العباسُ إلى النبي ﷺ فقال : إنك قد تركتَ فينا ضغائنَ منذُ صنعتَ الذي صنعتَ ! فقال النبيُّ ﷺ : لا يبلغون الخيرَ ـ أو قال : الإيمانَ ـ حتى يُحبوكم لله ولقرابتي ، أترجُو سليمٌ وهم حَيٌّ من مرادٍ ـ شفاعتي ولا ترجوا بنو عبد المطلب شفاعتي (كر).

٣٧٣١٥ ـ عن ابن عباس قال : جاءَ رسول الله ﷺ إلى العباس يعودُه فدخل عليه والعباس على سريرٍ فأخذَ بيد النبي ﷺ فأقعدَه في مكانِه ، فقال له النبي ﷺ : رفعكَ اللهُ يا عمّ (كر).

٣٧٣١٦ ـ عن ابن عباس قال: أمرَ النبي ﷺ المهاجرين والأنصار

بسم الله الرحمن الرحيم

الكتاب الثالث من حرف الهمزة

في الأخلاق من قسم الأقوال

من كنز العمال

وفيه بابان

الباب الاول في الاخلاق

والأفعال المحمودة

ونعني بالأخلاق ما هو من أعمال القلوب وبالأفعال

ما هو من أعمال الجوارح

وفيه فصلان

٥٧٣٩ ـ يقولُ اللهُ عز وجل من تواضعَ لي هكذا رفعتُه هكذا .
(حم ع الشاشي طص ص عن عمر) .

٥٧٤٠ ـ التواضعُ لا يزيدُ العبدَ إلا رفعةً ، فتواضعوا يرفعكم اللهُ .
(الديلمي عن أنس) .

٥٧٤١ ـ قال الله عز وجل من لانَ لحقيّ وتواضعَ لي ولم يتكبر في أرضي رفعتُه حتى اجعله في علّيين . (أبو نعيم عن أبي هريرة) .

٥٧٤٢ ـ ما من آدمي إلا وفي رأسه حَكمَةٌ موكَّلٌ بها مَلكٌ ، فاذا تواضعَ رفعهُ الله ، وإن ارتفع قمعَه اللهُ ، والكبرياء رداء الله ، فمن نازعَ اللهَ قمعَه . (ابن صَصْرَى [١] في أماليه عن أنس) .

٥٧٤٣ ـ ما من آدمي إلا وفي رأسه حكمةٌ بيد ملكٍ ، فاذا تواضعَ رفعَه اللهُ بها ، وقال : ارتفعْ رَفعكَ اللهُ ، وإذا رفعَ رأسه جذبه إلى الأرض وقال : اخفضْ خَفَضَك الله . (أبو نعيم والديلمي عن أنس) .

٥٧٤٤ ـ ما من عبدٍ إلا وفي رأسه حكمةٌ بيد ملك، فاذا تواضعَ رفع

---

(١) هو : أبو القاسم الحسين بن هبة الله بن صَصْرَى . صاحب الأمالي .
العبر في خبر من غبر للذهبي (٥/٤١١) .
وضبط لفظ : « ابن صَصْرَى » الزركلي في كتابه الأعلام (١/٢١٤) . ص .

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان
في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع
أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري
عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ،
ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

[قال البوصيري: هذا إسنادٌ ضعيف. قال ابن حبان والحاكم: العلاء أبو محمد روى عن أنس أحاديثَ موضوعةً. وقال البخاري وغيره: منكر الحديث. وقال ابن المديني: كان يضعُ الحديث انتهى.

وله شاهد من حديث علي بن أبي طالب، رواه الترمذي في "الجامع" قال: وفي الباب عن عائشة وأنس وأبي هريرة]

٢٣- بَابُ مَا يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

٨٩٧-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ (ح).

وحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ الأَحْنَفِ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ.

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي. [م:٧٧٢]

٨٩٨-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ عَنْ كَامِلٍ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ سَمِعْتُ حَبِيبَ بْنَ أَبِي ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَارْزُقْنِي وَارْفَعْنِي.

[قال البوصيري: قلت: رواه أبو داود، والترمذي من طريق كاملٍ أبي العلاء فلم يقولا: "في صلاة الليل". وقال: "واهدني" بدل "وارفعني"، والباقي مثله سواء.

قال الترمذي: حديث غريبٌ.

قال: وروى بعضُهم هذا الحديث عن كاملٍ أبي العلاء مرسلاً. انتهى.

ورواه الحاكم في "المستدرك" عن عبدالله بن محمد بن موسى، عن محمد بن أيوب، عن عبدالسلام بن عاصم، عن زيد بن الحُباب، عن كاملٍ أبي العلاءِ بإسناده ومتنه، وقال: هذا حديث صحيح الإسناد]

٢٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشَهُّدِ

٨٩٩-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ (ح).

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَعَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ يَعْنُونَ الْمَلَائِكَةَ فَسَمِعَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَقُولُوا السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسْتُمْ فَقُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذَلِكَ أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. [خ: ٨٣١، ٨٣٥، ١٢٠٢، ٦٢٣٠، ٦٢٦٥، ٦٣٢٨، ٧٣٨١] [م: ٤٠٢]

٨٩٩(م١)-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَنْبَأَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ مَنْصُورٍ وَالأَعْمَشِ وَحُصَيْنٍ وَأَبِي هَاشِمٍ وَحَمَّادٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

٨٩٩(م٢)-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ ح قَالَ وحَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ وَالأَسْوَدِ وَأَبِي الأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّشَهُّدَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٩٠٠-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَطَاوُسٍ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. [م: ٤٠٣]

٩٠١-(صحيح) حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ (ح).

وحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ وَهِشَامُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ قَتَادَةَ.

وَهَذَا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَطَبَنَا وَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلَاتَنَا فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ فَكَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سَبْعُ كَلِمَاتٍ هُنَّ تَحِيَّةُ الصَّلَاةِ. [م: ٤٠٤] [راجع:٨٤٧]

[قال البوصيري: هذا إسنادٌ صحيح رجاله ثقات.

رواه مسلم في "صحيحه"، وأبو داود والنسائي في "سننيهما" من هذا الوجه دون طرفه الآخر.

وأصلُ التشهُّدِ في "الصحيحين" من حديث عبدالله بن مسعود.

وفي مسلم والنسائي من حديث ابن عباس، وفي النسائي من حديث جابر بن عبدالله]

٩٠٢-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ (ح).

وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ بِاسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ لِلَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَسْأَلُ اللَّهَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ.

٢٥- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

٩٠٣-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ (ح).

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ قَدْ

دراسَة لمشكلات المُسلم المعَاصر
في حَيَاتهِ اليَوميّة العَامة

الإمام الأكبر
محمود شلتوت

دار
الشروق

وذلك كـالقـرآن الكريم الذي ثبت كله بالتـواتر القطعي، وكـالأحـاديث المتـواترة عن الرسول ﷺ إن ثبت تواترها.

ومعنى كونه قطعيا في دلالته، أن يكون نصًا محكمًا في معناه وذلك إنما يكون فيما لا يحتمل التأويل.

٣ ـ فإذا كان الدليل النقلي بهذه المثابة أفاد اليقين، وصلح لأن تثبت به العقيدة.

ومن هنا نستطيع أن نقرر أن العلميات التي لم ترد بطريق قطعي، أو وردت بطريق قطعي ولكن لابسها احتمال في الدلالة فاختلف فيها العلماء، ليست من العقائد التي يكلفنا بها الدين، والتي تعتبر حدًا فاصلاً بين الذين يؤمنون والذين لا يؤمنون.

٤ ـ هذه المبادئ التي ذكرنا تنير سبيل البحث لمن يريد معرفة الحق فيما هو من العقائد وما ليس منها، وهي مبادئ مسلمة عند العلماء يعرف كل مطلع على كتبهم ومناقشاتهم أنه لا نزاع فيها[١].

وعلى ضوء هذه المبادئ نستقبل قول الذين زعموا «أن رفع عيسى ونزوله آخر الزمان ثابتان بالكتاب والسنة والإجماع».

ولنا في ذلك نظرات ثلاث: نظرة فيما ذكروا من آيات، ونظرة فيما ساقوا من أحاديث، والنظرة الثالثة فيما ادعوا في هذا المقام من إجماع.

نظرة فيما ذكروا من آيات:

فأما الآيات التي تذكر في هذا الشأن فنحن نرجعها إلى ثلاثة أنواع:

النوع الأول: آيات تذكر وفاة عيسى ورفعه، وتدل بظاهرها على أن الوفاة قد وقعت، وهذه الآيات هي:

١ ـ قوله تعالى: ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ (آل عمران: ٥٥).

---

(١) راجع فصل «طريق ثبوت العقيدة» من كتابنا «الإسلام عقيدة وشريعة».

٢ ـ وقوله تعالى: ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا (١٥٧) بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ (النساء: ١٥٧، ١٥٨).

٣ ـ وقوله تعالى: ﴿فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾ (المائدة: ١١٧).

وقد تناولنا هذه الآيات في الفتوى ودرسناها دراسة علمية واضحة، وعرضنا إلى آراء المفسرين فيها، وبيَّنا أنه ليس فيها دليل قاطع على أن عيسى رفع بجسمه إلى السماء، بل هي ـ على الرغم مما يراه بعض المفسرين ـ ظاهرة بمجموعها في أن عيسى قد توفى لأجله، وأن الله رفع مكانته حين عصمه منهم، وصانه وطهره من مكرهم. ولسنا في حاجة إلى أن نعيد شيئًا مما ذكرناه[١].

النوع الثاني: آيات ما كان ليخطر بالبال أن لها صلة بموضوع البحث، فلذا لم نفكر فيها، وحسبنا الآن أن نمثل لهذا النوع بما قال أحدهم:

«ولك أن تضم إلى ما ذكرناه قوله تعالى عنه عليه السلام: ﴿وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ (آل عمران: ٤٥). ففي قوله ﴿وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ إشارة إلى رفعه إلى محل الملائكة المقربين».

والشيخ يريد السماء طبعًا، وهو لىٌّ للكتاب غريب، فقد وردت كلمة «المقربين» في غير

---

(١) غير أنهم تمسكوا بقوله تعالى: ﴿بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ بعد قوله: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾ فقالوا: إن الرفع بعد نفي القتل هو رفع الجسم حتما، وإلا لما تحققت المنافاة بين ما قبل «بل» وما بعدها، ونحن نقول لهم إن المنافاة متحققة، لأن الغرض من الرفع رفع المكانة والدرجة بالحيلولة بينهم وبين الإيقاع به كما يريدون. والمعنى: أن الله عصمه منهم فلم يمكنهم من قتله بل أحبط مكرهم وأنقذه وتوفاه لأجله فرفع بذلك مكانته. وقد قلنا في الفتوى: إن الآية بهذا تتفق تماما مع ظاهر قوله تعالى: ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾، وهذا احتمال قوي في الآية يمنع الزعم بأنها نص أو ظاهر في رفعه بجسمه حيا. ويقول الإمام الرازي في تفسيره «ومطهرك: مخرجك من بينهم ومفرق بينك وبينهم. وكما عظم شأنه بلفظ الرفع إليه أخبر عن معنى التخليص بلفظ التطهير. وكل ذلك يدل على المبالغة في إعلاء شأنه وتعظيم منزلته. ويقول في معنى قوله تعالى: ﴿وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾، القول الثاني: المراد من هذه الفوقية الفوقية بالحجة والبرهان» ثم يقول: واعلم أن هذه الآية تدل على أن رفعه في قوله ﴿وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ هو رفع الدرجة والمنقبة لا بالمكان والجهة، كما أن الفوقية في هذه الآية ليست بالمكان بل بالدرجة والرفعة» أ. هـ.

المسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

بِالأَرْضِ». [مسلم: كتاب الحج، باب جدر الكعبة، وبابها، رقم: ١٣٣٣]. [طرفه في: ١٢٦].

١٥٨٥ ـ حدثنا عُبَيدُ بْنُ إِسْماعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسامَةَ، عَنْ هِشامٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عائِشَةَ ﵂ قالَتْ: قالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا حَدَاثَةُ قَوْمِكِ بِالكُفْرِ، لَنَقَضْتُ البَيْتَ، ثُمَّ لَبَنَيْتُهُ عَلَى أَساسِ إِبْراهِيمَ عَلَيهِ السَّلَامُ، فَإِنَّ قُرَيشاً اسْتَقْصَرَتْ بِناءَهُ، وَجَعَلْتُ لَهُ خَلفاً». قالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشامٌ: خَلفاً، يَعْنِي: بَاباً. [طرفه في: ١٢٦].

١٥٨٦ ـ حدثنا بَيانُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حازِمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عائِشَةَ ﵂: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ لَهَا: «يا عائِشَةُ، لَوْلا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجاهِلِيَّةٍ، لأَمَرْتُ بِالبَيْتِ فَهُدِمَ، فَأَدْخَلتُ فِيهِ ما أُخْرِجَ مِنْهُ، وَأَلْزَقْتُهُ بِالأَرْضِ، وَجَعَلتُ لَهُ بَابَينِ: باباً شَرْقِيّاً وَباباً غَرْبِيّاً، فَبَلَغْتُ بِهِ أَساسَ إِبْراهِيمَ». فَذلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيرِ ﵄ عَلَى هَدْمِهِ. قالَ يَزِيدُ: وَشَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ، وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الحِجْرِ، وَقَدْ رَأَيتُ أَساسَ إِبْراهِيمَ، حِجارَةً كَأَسْنِمَةِ الإِبِلِ. قالَ جَرِيرٌ: فَقُلْتُ لَهُ: أَينَ مَوْضِعُهُ؟ قالَ: أُرِيكَهُ الآنَ، فَدَخَلْتُ مَعَهُ الحِجْرَ، فَأَشارَ إِلَى مَكانٍ، فَقالَ: هَا هُنا، قالَ جَرِيرٌ: فَحَزَرْتُ مِنَ الحِجْرِ سِتَّةَ أَذْرُعٍ أَوْ نَحْوَهَا. [مسلم: كتاب الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، رقم: ١٣٣٣]، [طرفه في: ١٢٦].

٤٣/٤٣ ـ باب فَضْلِ الحَرَمِ

وَقَوْلِهِ تَعالَى: ﴿إِنَّمَآ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ ٱلْبَلْدَةِ ٱلَّذِى حَرَّمَهَا وَلَهُۥ كُلُّ شَىْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾﴾ [النمل: ٩١]. وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿أَوَلَمْ نُمَكِّن لَّهُمْ حَرَمًا ءَامِنًا يُجْبَىٰٓ إِلَيْهِ ثَمَرَٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّن لَّدُنَّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ [القصص: ٥٧].

١٥٨٧ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا جرِيرُ بْنُ عَبْدِ الحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجاهِدٍ، عَنْ طاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «إِنَّ هذا البَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ، لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ، وَلَا يُنَفَّرُ صَيدُهُ، وَلَا يَلتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا». [طرفه في: ١٣٤٩].

٤٤/٤٤ ـ باب تَوْرِيثِ دُورِ مَكَّةَ وَبَيعِهَا وَشِرَائِهَا وَأَنَّ النَّاسَ فِي مَسْجِدِ الحَرَامِ سَوَاءٌ خاصَّةً

لِقَوْلِهِ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ ٱلَّذِى جَعَلْنَٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً ٱلْعَٰكِفُ فِيهِ وَٱلْبَادِ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾﴾ [الحج: ٢٥]. البَادِي الطَّارِي. ﴿مَعْكُوفًا﴾ [الفتح: ٢٥]: مَحْبُوساً.

١٥٨٨ ـ حدثنا أَصْبَغُ قالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَينٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمانَ، عَنْ أُسامَةَ بْنِ زَيدٍ ﵄ أَنَّهُ قالَ: يا رَسُولَ اللهِ، أَينَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ فَقَالَ: «وَهَل تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِباعٍ، أَوْ دُورٍ»؟ وَكانَ عَقِيلٌ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ، هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْهُ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ ﵄ شَيئاً، لأَنَّهُمَا كانَا مُسْلِمَينِ، وَكانَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ كافِرَينِ، فَكانَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ ﵁ يَقُولُ: لَا يَرِثُ المُؤْمِنُ الكافِرَ. قالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَكانُوا يَتَأَوَّلُونَ قَوْلَ اللهِ تَعالَى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَهَاجَرُوا۟ وَجَٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ ءَاوَوا۟ وَّنَصَرُوٓا۟ أُو۟لَٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ [الأنفال: ٧٢]. الآيَةَ. [مسلم: كتاب الحج، باب النزول بمكة للحاج وتوريث دورها، رقم: ١٣٥١]، [الحديث ١٥٨٨ ـ أطرافه في: ٣٠٥٨، ٤٢٨٢، ٦٧٦٤].

٤٥/٤٥ ـ باب نُزُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةَ

١٥٨٩ ـ حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﵁ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ أَرَادَ قُدُومَ مَكَّةَ: «مَنْزِلُنَا غَداً، إِنْ شَاءَ اللهُ، بِخَيفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الكُفْرِ». [مسلم: كتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، رقم: ١٣١٤]. [الحديث ١٥٨٩ ـ أطرافه في: ١٥٩٠، ٣٨٨٢، ٤٢٨٤، ٤٢٨٥، ٧٤٧٩].

١٥٩٠ ـ حدثنا الحُمَيدِيُّ: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ: حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ قالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﵁ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ، مِنَ الغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَهُوَ بِمِنًى: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَداً بِخَيفِ بَنِي كِنَانَةَ، حَيثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الكُفْرِ». يَعْنِي ذلِكَ المُحَصَّبَ، وَذلِكَ أَنَّ قُرَيشاً وَكِنَانَةَ، تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ، أَوْ بَنِي المُطَّلِبِ: أَنْ لَا يُنَاكِحُوهُمْ وَلَا يُبَايِعُوهُمْ، حَتَّى يُسْلِمُوا إِلَيهِمُ النَّبِيَّ ﷺ. وَقالَ سَلَامَةُ: عَنْ عُقَيلٍ وَيَحْيَى بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ: وَقالَا: بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي المُطَّلِبِ. قالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: بَنِي المُطَّلِبِ أَشْبَهُ. [مسلم: كتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب يوم النفر والصلاة به، رقم: ١٣١٤]. [طرفه في: ١٥٨٩].

التراث العربي

سلسلة يصدرها المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب
دولة الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الأربعون

تحقيق

الدكتور ضاحي عبد الباقي

مراجعة

الدكتور عبد اللطيف محمد الخطيب

١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

(الدِّرْهَمُ المِثقالَ): إذا (عَدَلَهُ)، فهو وافٍ. قال شَيْخُنا: وفي لَحْنِ العَوامّ لأَبِي بَكْرٍ الزُّبَيْدِيّ: إنّهم يَقُولُونَ: دِرْهَمٌ وافٍ: للزائدِ وَزْنُهُ، وإنما هو الَّذي لا يَزِيدُ ولا يَنْقُص، وهو الَّذِي وَفى بِزِنَتِه[1]، أي: فلا يُقالُ: وَفَى، أي: كَثُر وزَادَ. وقَدْ يُقالُ: إنّه يَصْدُقُ عَلَى الزائِدِ أنَّه وَفَى بِزِنَتِه. فتَأَمَّلْ.

(وأَوْفَى عَلَيْه: أَشْرَفَ) واطَّلَعَ، ومنه حديثُ كَعْبِ بنِ مَالِكٍ:[2] «أَوْفَى عَلَى سَلْعٍ».

(و) أَوْفَى (فلانًا حَقَّه): إذا (أَعْطاهُ وافِيًا، كوفَّاه) تَوْفِيَةً. نَقَلَه الجَوْهَرِيُّ. وقالَ غَيْرُه: أي: أَكْمَلَهُ له، (ووَافَاه) مُوَافاةً كذلِكَ، وقد جاءَ فَاعَلْتُ بمَعْنَى: أَفْعَلْتُ وفَعَّلْتُ في حُرُوفٍ بمَعْنًى واحِدٍ: تَعاهَدْتُ الشيءَ وَتَعَهَّدْتُه، وباعَدْتُه وأَبْعَدْتُه، وقارَبْتُ الصَّبِيَّ وقَرَّبْتُه، وهو يُعاطِينِي الشَّيْءَ ويُعْطِينِي، ومنه المُوافَاةُ الَّتِي يَكْتُبها كُتَّابُ دواوينِ الخَراجِ في حِساباتِهِم[1]، (فاسْتَوْفَاه وتَوَفَّاه) أي: لم يَدَعْ منه شيئًا، فهما مُطَاوِعانِ لأَوْفاه وَوَفَّاه وَوافاهُ.

(و) من المَجازِ: أَدْرَكَتْه (الوَفاةُ)، أي: (المَوْتُ) والمَنِيَّةُ.

وتُوفِّيَ فُلانٌ: إذا مَاتَ.

(وتَوَفَّاه اللّهُ) عَزَّ وجَلّ: إذا (قَبَضَ) نَفْسَهُ، وفي الصِّحاح: (رُوحَه). وقال غَيْرُه: تَوَفِّي المَيِّتِ: اسْتِيفاءُ مُدَّتِه الَّتِي وُفِيَتْ له وعَدَدُ أَيّامِه وشُهُورِه وأعوامِه في الدُّنيا، ومنه قَوْلُه تعالَى: ﴿ٱللَّهُ يَتَوَفَّى ٱلْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا﴾[2]، أي: يَسْتَوْفِي مُدَدَ آجالِهِمْ في الدُّنْيا، وقِيلَ: يَسْتَوْفِي تمامَ

(١) لحن العوام (تحقيق د. رمضان) ٢١٠، (باختلاف في بعض الألفاظ).
(٢) [قلت: انظر النهاية واللسان. ع].

(١) في مطبوع التاج ومخطوطه «حسباناتهم» والمثبت من اللسان.
(٢) سورة الزمر، الآية: ٤٢.

مرتب ترتيبًا ألفبائيًا وفق أوائل الحروف

تأليف
مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي
المتوفى سنة ٨١٧ هـ

نسخة منقحة وعليها تعليقات
الشيخ أبو الوفا نصر الهوريني المصري الشافعي
المتوفى سنة ١٢٩١ هـ

راجعه واعتنى به

أنس محمد الشامي   زكريا جابر أحمد

دار الحديث
القاهرة

وصُوفَةٌ تُطْلَى بها الجَرْباءُ. و الوَفْعُ: البناءُ المُرْتَفِعُ، والسَّحابُ المُطْمِعُ.

١٠١٩٨- وفق

الوَفِيقُ كأميرٍ: الرَّفيقُ، وبِلا لامٍ: عَلَمٌ. وحَلوبَتُه وَفْقُ عِيالِه: لَبَنُها قَدْرُ كِفايَتِهِم. وأتَيْتُكَ لِوَفْقِ الأمرِ، وتَوْفاقِهِ (وتَيْفاقِهِ) وتِيفاقِهِ، و لِتَوْفيقِ الهِلالِ و تَوْفاقِهِ [1] و تِيفاقِهِ و مِيفاقِهِ و تَوَفُّقِه أي: حينَ أهَلَّ. والبيتُ المَعْمورُ تِيفاقَ الكَعْبَةِ، ويفتحُ: حِذاءَها. و وَفِقتَ أمْرَكَ [2] تَفِقُ، كرَشِدْتَ: صادَفْتَه موافِقًا. و أوفَقَ السَّهْمَ، وبه: وضَعَ الفُوقَ في الوَتَرِ لِيَرْمِيَ، ولا يقالُ: أفْوَقَ، و- القومُ لِفُلانٍ: دَنَوْا منه، واجْتَمَعَتْ كَلِمَتُهُم، و- الإِبِلُ: اصْطَفَّت، واسْتَوَتْ مَعًا. و أوفِقَ لِزَيْدٍ لِقاؤُنا، بالضمِّ: كان لِقاؤُهُ فَجْأةً. و وافَقْتُ السَّهْمَ بالسَّهْمِ: قَصَدْتُ له به، و- فلانًا: صادَفْتُه. و التَّوافُقُ: الاتِّفاقُ، والتَّظاهُرُ. واتَّفَقا: تَقارَبا. و المُتَوَفِّقُ: مَنْ جَمَعَ الكلامَ وهَيَّأهُ. و اسْتَوْفَقْتُ اللهَ: سَألْتُهُ التَّوْفيقَ [3]. وإنه لَمُسْتَوْفَقٌ له بالحُجَّةِ: إذا أصابَ فيها. ووَفَّقَهُ اللهُ تَوْفيقًا، ولا يَتَوَفَّقُ عبدٌ إلا بِتَوْفيقِه.

١٠١٩٩- وفل

▪ الوَفْلُ: الشيءُ القليلُ. و وَفَلْتُهُ أفِلُهُ: قَشَرْتُهُ. وقَصَبٌ وافِلٌ: بالِغٌ أو وافِرٌ. و وَفَّلْتُهُ تَوْفيلًا: وفَّرْتُهُ. و التَّوْفِيلُ: نَبْتٌ يُسَمَّى المَرْوَ.

١٠٢٠٠- وفن

▪ الوَفْنَةُ: القِلَّةُ في كُلِّ شيءٍ. و التَّوَفُّنُ: التَّنَقُّصُ في كُلِّ شيءٍ.

١٠٢٠١- وفه

الوافِهُ: قَيِّمُ البِيعَةِ، ووَظِيفَتُه: الوفاهَةُ بالكسر، ورُتْبَتُه: الوَفْهِيَّةُ والحَكَمُ، وقد وَفَهَ، كَوَضَعَ.

١٠٢٠٢- وفي

ي: وَفَى بالعَهْدِ، كَوَعَى، وفاءً: ضِدُّ غَدَرَ، كأوْفَى، و- الشيءُ وفِيًّا، كصُلِيٍّ: تَمَّ، وكَثُرَ، فهو وفِيٌّ ووافٍ، و- الدِّرْهَمُ المِثْقالَ: عَدَلَه. و أوْفَى عليه: أشْرَفَ، و- فلانًا حَقَّهُ: أعْطاهُ وافِيًا، كوَفَّاهُ و وافاهُ فاسْتَوفاهُ وتَوَفَّاهُ. و الوَفاةُ: المَوْتُ. و تَوَفَّاهُ اللهُ: قَبَضَ رُوحَه. و وافَيْتُ العامَ: حَجَجْتُ، و- القومَ: أتَيْتُهُمْ، كأوْفَيْتُهُمْ. و المُوفِيَةُ: ة. وكمُحَدِّثَةٍ: اسمُ طَيْبَةَ، صلى الله على ساكِنِها وسلَّم. و الوَفاءُ: ع. و المِيفاءُ [4]: طَبَقُ التَّنُّورِ، وإِرَةٌ تُوَسَّعُ للخُبْزِ، وبَيْتٌ يُطْبَخُ فيه الآجُرُّ، والشَّرَفُ من الأرضِ، كالمِيفاةِ و الوَفْيِ. و أوْفَى بنُ مَطَرٍ، وعبدُ الله بنُ أبي أوْفَى: صَحابِيَّانِ. و توافَى القومُ: تَتامُّوا. و الوَفاءُ: الطُّولُ، يقالُ: ماتَ فلانٌ وأنْتَ بِوَفاءٍ، أي: بِطُولِ عُمْرٍ، تَدْعو له بذلك. و الوافِي: دِرْهَمٌ وأربَعَةُ دَوانِقَ.

١٠٢٠٣- وقب

الوَقْبُ: نُقْرَةٌ في الصَّخْرَةِ يَجْتَمِعُ فيها الماءُ، كالوَقْبَةِ، أو نَحْوُ البِئْرِ في الصَّفا تكونُ قامَةً أو قامَتَيْنِ، وكُلُّ نُقْرَةٍ في الجَسَدِ، كنُقْرَةِ العَيْنِ والكَتِفِ، و- مِنَ الفَرَسِ: هَزْمَتانِ فَوْقَ عَيْنَيهِ، و- مِنَ المَحالَةِ: ثَقْبٌ يَدْخُلُ فيه المِحْوَرُ، و- الغَيبَةُ، كالوُقُوبِ، والأحْمَقُ، والنَّذْلُ الدَّنِيءُ، والدُّخولُ في الوَقْبِ، والمَجِيءُ، والإِقْبالُ. و الوَقْبَةُ: الكُوَّةُ العَظيمَةُ فيها ظِلٌّ، و- مِنَ الثَّريد

---

(١) وتَيْفاقِهِ.

(٢) في حاشية العطار على لامية الأفعال لابن مالك عند قوله: وفقت حلا، يقال: وفق الفرس: إذا حسن، كذا قاله ابن الناظم تبعًا لوالده في «شرح التسهيل»، ولم يذكر ذلك في «الصحاح» ولا «القاموس»، وإنما قالا: وفقت أمرك تفق بالكسر فيهما: صادفته موافقًا، وعبارة البرماوي: وفق الفرس -بفاء ثم قاف- يفق، أي: حسن، من الوفق وهو المناسبة والملاحة. أفاده الشيخ نصر.

(٣) التوفيق: هو خلق قدرة الطاعة في العبد، والخذلان ضده. اهـ قرافي.

(٤) الصحيح أنه مقصور كما في «التهذيب». اهـ شارح.

تأليف

أبي القاسم جار الله محمود بن عمر بن أحمد الزمخشري
المتوفى سنة ٥٣٨هـ

تحقيق

محمد باسل عيون السود

الجزء الثاني

المحتوى:
فأد - يهم

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وقال بشر: [من الوافر]

كأنّ الأتحميّة قام فيها
لحسن دلالها رشأٌ موافي[١]

مفاجىء؛ وقال آخر: [من الكامل]

وكأنّ ما وافاك يوم لقيتها
من وحشِ وَجْرَةَ عاقدٌ متربِبُ[٢]

و أوفى على شَرَف من الأرض: أشرف.

ومن المجاز: أوفَى على المائة إذا زاد عليها. و وافيتُ العامَ: حججتُ. وتُوُفِّيَ فلانٌ، وتوفّاه الله تعالى، وأدركته الوَفاةُ.

* وقب: وقَب اللّيلُ، وظلامٌ واقبٌ. و وقَبتِ الشّمسُ: وجبت. و وقَبتْ عيناه: غارتا. وشربتُ من الوَقْبِ وهو القَلْتُ. وحبّذا وَقْبَةُ الثريد. وسمعتَ وقيبَ الفرس ووعِيقَهُ وهو صوت قُنْبِه. وتقول العرب: تعوّذوا بالله من حَميّة الأوقاب واللّئام[٣]، الوَقْبُ: الأحمقُ. وامرأة مِيقابٌ: مِحماقٌ.

* وقت: شيء موقوت و مُوَقَّتٌ: محدود. وجاؤوا للميقات وبلغوا الميقاتَ: من مواقيت الحجّ. والهلال ميقات الشهر. والآخرة ميقات الخَلق وهو مصير الوقت.

* وقح: حافرٌ وَقَاحٌ: صُلْبٌ، وقد وَقَحَ ووَقُحَ ووَقِحَ واستوقح، ووقّحه البَيطارُ بالشحمة المذابة.

ومن المجاز: رجلٌ وَقِحٌ و وَقَاحٌ: بيّن الوقاحة والقِحَةِ، وقد وَقُحَ وتوقّح، ورجل مُوَقَّع و مُوَقَّح: كدّته البلايا حتى استحكم. وبعير مُوَقَّح: مكدود بالعمل.

* وقد: وقَدتِ النّارُ وُقوداً ووَقْداً، واتّقدت وتوقّدت، وأوقدتُها ووقّدتُها واستوقدتها، ورفعتُها بالوَقود، وهذا مَوْقِدُ النّار ومُوقَدُها ومستوقَدها، وما أعظم هذا الوَقَدا! وهو النّار. وزَنْدٌ ميقادٌ: سريع الوَرْي. ووقفنا قريباً من المِيقدةِ: وهي بالمَشعر الحرام على قُزَحِ كان أهل الجاهليّة يوقدون عليها النّار.

ومن المجاز: طبختْهم وَقْدَةُ الصيف. ووَقَدَ الحصى؛ قال الشمّاخ: [من الطويل]

رَعَينَ النّدى حتى إذا وَقَدَ الحصَى
ولم يبقَ من نوء السِّماك بروق[٤]

وقلبٌ وقّاد. ويقال للأعمى: هو غائر الواقِدَيْن، ورُوِيَ: [من المتقارب]

رأت رجلاً غائر الواقدَين[٥]

* وقذ: وقَذه بالضَّرب. وشاة موقوذة ووَقيذ، ووُقِذَتْ بالعصا حتى ماتت، وكان أهل الجاهليّة يقِذون البهائمَ. وضربتُ الحيّة حتى وَقذتُها. وضربه على مَوْقِذٍ من مَوَاقِذه وهي المواضع التي يشتدّ عليها الضرب وهي المرفق وطرف المنكب والركبة والكعب.

ومن المجاز: وقَذَته العبادةُ. ووقذَتْني كلمة سمعتها. وفي قلبي وَقْذَةٌ من ذلك: أثر باقٍ من

---

(١) ديوان بشر بن أبي خازم ١٤٣، واللسان (وفى)، والتاج (وفي)، والتهذيب ١٥/ ٥٨٧.

(٢) البيت لساعدة بن جؤية في شرح أشعار الهذليين ١٠٩٩، واللسان والتاج (عقد)، وبلا نسبة في التهذيب ١٥/ ٥٨٧، واللسان (وفى)، والتاج (وفي).

(٣) في النهاية ٥/ ٢١٢ (في حديث الأحنف: إياكم وحمية الأوقاب).

(٤) ديوان الشماخ ٢٤٢.

(٥) تقدم تمامه في (وفد)، وهو للأعشى في ديوانه ١٤٥.

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيّلة بفهارس مفصّلة

١

دار المعارف

الأَرْضِ : الشَّرَفُ يُوفِي عَلَيْهِ ؛ قالَ كُثَيِّرٌ :

وَإِنْ طُوِيَتْ مِنْ دُونِهِ الأَرْضُ وَانْبَرَى
لِنُكْبِ الرِّياحِ وَفْيُها وَحَفِيرُها

وَالمِيفَى وَالمِيفاةُ ، مَقْصُورانِ ، كَذَلِكَ . التَّهْذِيبُ : وَالمِيفاةُ المَوْضِعُ الَّذِي يُوفِي فَوْقَهُ البازِي لإِيناسِ الطَّيْرِ أَوْ غَيْرِهِ ، قالَ رُؤْبَةُ :

أَبلغ مِيفاءِ رُءُوسٍ فَوْرِ[1]

وَالمِيفَى : طَبَقُ التَّنُّورِ . قالَ رَجُلٌ مِنَ العَرَبِ لِطَبَّاخِهِ : خَلِّبْ مِيفاكَ حَتَّى يَنْضَجَ الرَّوْدَقُ ، قالَ : خَلِّبْ أَىْ طَبِّقْ ، وَالرَّوْدَقُ : الشِّواءُ . وَقالَ أَبُو الخَطَّابِ : البَيْتُ الَّذِي يُطْبَخُ فِيهِ الآجُرُّ يُقالُ لَهُ المِيفَى ، رُوِىَ ذَلِكَ عَنِ ابْنِ شُمَيْلٍ .

وَأَوْفَى عَلَى الخَمْسِينَ : زادَ ، وَكانَ الأَصْمَعِيُّ يُنْكِرُهُ ثُمَّ عَرَفَهُ .

والوفاةُ : المَنِيَّةُ . وَالوفاةُ : المَوْتُ . وَتُوُفِّيَ فُلانٌ وَتَوَفَّاهُ اللهُ إِذا قَبَضَ نَفْسَهُ ، وَفى الصِّحاحِ : إِذا قَبَضَ رُوحَهُ ، وَقالَ غَيْرُهُ : تَوَفِّي المَيِّتِ اسْتِيفاءُ مُدَّتِهِ الَّتِي وُفِيَتْ لَهُ وَعَدَدُ أَيَّامِهِ وَشُهُورِهِ وَأَعْوامِهِ فى الدُّنْيا .

وَتَوَفَّيْتُ المالَ مِنْهُ وَاسْتَوْفَيْتُهُ إِذا أَخَذْتَهُ كُلَّهُ وَتَوَفَّيْتُ عَدَدَ القَوْمِ إِذا عَدَدْتَهُم كُلَّهُمْ ؛ وَأَنْشَدَ أَبُو عُبَيْدَةَ لِمَنْظُورٍ الوَبْرِىِّ :

إِنَّ بَنِى الأَدْرَدِ لَيْسُوا مِنْ أَحَدْ
وَلاَ تَوَفَّاهُمْ قُرَيْشٌ فى العَدَدْ

أَىْ لا تَجْعَلُهُمْ قُرَيْشٌ تَمامَ عَدَدِهِمْ وَلاتَسْتَوفِي بِهِمْ عَدَدَهُمْ ؛ وَمِنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : « اللهُ يَتَوَفَّى الأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِها » ؛ أَىْ يَسْتَوْفِي مُدَدَ آجالِهِمْ فى الدُّنْيا ، وَقِيلَ : يَسْتَوْفِي تَمامَ عَدَدِهِمْ إِلَى يَوْمِ القِيامَةِ ، وَأَمَّا تَوَفِّي النَّائِمِ فَهُوَ اسْتِيفاءُ وَقْتِ عَقْلِهِ وَتَمْيِيزِهِ إِلَى أَنْ نامَ . وَقالَ الزَّجَّاجُ فى قَوْلِهِ [تَعالَى] : « قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ المَوْتِ » قالَ : هُوَ مِنْ تَوْفِيَةِ العَدَدِ ، تَأْوِيلُهُ أَنْ يَقْبِضَ أَرْواحَكُمْ أَجْمَعِينَ فَلاَ يَنْقُصُ واحِدٌ مِنْكُمْ ، كَما تَقُولُ : قَدِ اسْتَوْفَيْتُ مِنْ فُلانٍ وَتَوَفَّيْتُ مِنْهُ مالِي عَلَيْهِ ، تَأْوِيلُهُ أَنْ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ شَيْءٌ . وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : « حَتَّى إِذا جاءَتْهُمْ رُسُلُنا يَتَوَفَّوْنَهُمْ » قالَ الزَّجَّاجُ : فِيهِ ، وَاللهُ أَعْلَمُ ، وَجْهانِ : يَكُونُ حَتَّى إِذا جاءَتْهُمْ مَلائِكَةُ المَوْتِ يَتَوَفَّوْنَهُمْ سَأَلُوهُمْ عِنْدَ المُعايَنَةِ فَيَعْتَرِفُونَ عِنْدَ مَوْتِهِمْ أَنَّهُمْ كانُوا كافِرِينَ ، لأَنَّهُمْ قالُوا لَهُمْ أَيْنَ ما كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ ؟ قالُوا : ضَلُّوا عَنَّا أَىْ بَطَلُوا وَذَهَبُوا ، وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ، وَاللهُ أَعْلَمُ ، حَتَّى إِذا جاءَتْهُمْ مَلائِكَةُ العَذابِ يَتَوَفَّوْنَهُمْ فَيَكُونُ يَتَوَفَّوْنَهُمْ فى هَذا المَوْضِعِ عَلَى ضَرْبَيْنِ : أَحَدُهُما يَتَوَفَّوْنَهُمْ عَذاباً وَهَذا كَما تَقُولُ : قَدْ قَتَلْتُ فُلاناً بِالعَذابِ وَإِنْ لَمْ يَمُتْ ، وَدَلِيلُ هٰذا القَوْلِ قَوْلُهُ تَعالَى : « وَيَأْتِيهِ المَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكانٍ وَما هُوَ بِمَيِّتٍ » ؛ قالَ : وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ يَتَوَفَّوْنَ عِدَّتَهُمْ ، وَهُوَ أَضْعَفُ الوَجْهَيْنِ ، وَاللهُ أَعْلَمُ ، وَقَدْ وافاهُ حِمامُه ؛ وَقَوْلُهُ أَنْشَدَهُ ابْنُ جِنِّيّ :

لَيْتَ القِيامَةَ يَوْمَ تُوفِيَ مُصْعَبُ
قامَتْ عَلَى مُضَرٍ وَحُقَّ قِيامُها

أَرادَ : وُوفِيَ ، فَأَبْدَلَ الواوَ تاءً كَقَوْلِهِمْ تاللهِ وَتَوْلَجٌ وَتَوْراةٌ ، فِيمَنْ جَعَلَها فَوْعَلَةً .

التَّهْذِيبُ : وَأَمَّا المُوافاةُ الَّتِي يَكْتُبُها كُتَّابُ دَواوِينِ الخَراجِ فى حِساباتِهِمْ فَهِيَ مَأْخُوذَةٌ مِنْ قَوْلِكَ أَوْفَيْتُهُ حَقَّهُ وَوَفَّيْتُهُ حَقَّهُ وَوافَيْتُهُ حَقَّهُ ، كُلُّ ذلِكَ بِمَعْنَى : أَتْمَمْتُ لَهُ حَقَّهُ ، قالَ : وَقَد جاءَ فاعَلْتُ بِمَعْنَى أَفْعَلْتُ وَفَعَّلْتُ فى حُرُوفٍ بِمَعْنًى واحِدٍ . يُقالُ : جارِيَةٌ مُناعَمَةٌ وَمُنَعَّمَةٌ ، وَضاعَفْتُ الشَّيْءَ وَأَضْعَفْتُهُ وَضَعَّفْتُه بِمَعْنًى ، وَتَعاهَدْتُ الشَّيْءَ وَتَعَهَّدْتُهُ وَباعَدْتُهُ وَبَعَّدْتُهُ وَأَبْعَدْتُهُ ، وَقارَبْتُ الصَّبِيَّ وَقَرَّبْتُهُ ، وَهُوَ يُعاطِينِي الشَّيْءَ وَيُعطِينِي ؛ قالَ بِشْرُ بْنُ أَبِي خازِمٍ :

كَأَنَّ الأَتْحَمِيَّةَ قامَ فِيها
لحسْنِ دَلالِها رَشَأٌ مُوافِي

قالَ الباهِلِيُّ : مُوافِي مِثْلُ مُفاجِي ؛ وَأَنْشَدَ :

وَكَأَنَّما وافاكَ يَوْمَ لَقِيتَها
مِنْ وَحْشِ وَجْرَةَ عاقِدٌ مُتَرَبِّبُ

وَقِيلَ : مُوافِي قَدْ وافَى جِسْمُهُ جِسْمَ أُمِّهِ ، أَىْ صارَ مِثْلَها .

وَالوَفاءُ : مَوضِعٌ ؛ قالَ ابْنُ حِلِّزَةَ :

فالمُحَيَّاةُ فالصِّفاحُ فَأَعْنا
قُ قَنانٍ فَعاذِبٌ فالوَفاءُ

وَأَوْفَى : اسْمُ رَجُلٍ .

• وقب • الأَوْقابُ : الكُوَى ، واحِدُها وَقْبٌ .

وَالوَقْبُ فى الجَبَلِ : نُقْرَةٌ يَجْتَمِعُ فِيها الماءُ .

وَالوَقْبَةُ : كُوَّةٌ عَظِيمَةٌ فِيها ظِلٌّ . والوَقْبُ والوَقْبَةُ : نَقْرٌ فى الصَّخْرَةِ يَجْتَمِعُ فِيهِ الماءُ ؛ وَقِيلَ : هِىَ نَحْوُ البِئْرِ فى الصَّفَا ، تَكُونُ قامَةً أَوْ قامَتَيْنِ ، يَسْتَنْقِعُ فِيها ماءُ السَّماءِ . وَكُلُّ نَقْرٍ فى الجَسَدِ : وَقْبٌ ، كَنَقْرِ العَيْنِ وَالكَتِفِ . وَوَقْبُ العَيْنِ : نُقْرَتُها ؛ تَقُولُ : وَقَبَتْ عَيْناهُ ، غارَتَا . وَفى حَدِيثِ جَيْشِ الخَبَطِ : فاغْتَرَفْنا مِنْ وَقْبِ عَيْنِهِ بِالقِلالِ الدُّهْنَ ؛ الوَقْبُ : هُوَ النُّقْرَةُ الَّتِي تَكُونُ فِيها العَيْنُ . وَالوَقْبانِ مِنَ الفَرَسِ : هَزْمَتانِ فَوْقَ عَيْنَيْهِ ، وَالجَمْعُ مِنْ كُلِّ ذلِكَ وُقُوب وَوِقابٌ . وَوَقْبُ المَحالَةِ : الثَّقْبُ الَّذِي يَدْخُلُ فِيهِ المِحْوَرُ . وَوَقْبَةُ الثَّرِيدِ وَالمُدْهُنِ : أُنْقُوعَتُهُ . اللَّيْثُ : الوَقْبُ كُلُّ قَلْتٍ أَوْ حُفْرَةٍ ، كَقَلْتٍ فى فِهْرٍ ، وَكَوَقْبِ المُدْهُنَةِ ؛ وَأَنْشَدَ :

فى وَقْبِ حَوْصاءَ كَوَقْبِ المُدْهُنِ

الفَرَّاءُ : الإِيقابُ إِدْخالُ الشَّيْءِ فى الوَقْبَةِ .

وَوَقَبَ الشَّيْءُ يَقِبُ وَقْباً : دَخَلَ ، وَقِيلَ : دَخَلَ فى الوَقْبِ . وَأَوْقَبَ الشَّيْءَ : أَدْخَلَهُ فى الوَقْبِ . وَرَكِيَّةٌ وَقْباءُ : غائِرَةُ الماءِ .

وَامْرَأَةٌ مِيقابٌ : واسِعَةُ الفَرْجِ . وَبَنُو المِيقابِ : نُسِبُوا إِلَى أُمِّهِمْ ، يُرِيدُونَ سَبَّهُمْ بِذلِكَ .

وَوَقَبَ القَمَرُ وُقُوباً : دَخَلَ فى الظِّلِّ الصَّنَوْبَرِيِّ الَّذِي يَكْسِفُهُ . وَفى التَّنْزِيلِ

(١) قوله : « قال رؤبة إلخ » كذا بالأصل .

عربی اور اُردو کی جامع ترین لغت
المنجد
مرتب :
لوئیس معلوف
ترجمہ
مولانا عبدالحفیظ بلیاوی
تکمیل و نظر ثانی :
قاری عبدالستار
فاضل مدینہ یونیورسٹی
تقدیم :
محمد اسحاق بھٹی
مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

الوَفْهِيَّة. گرجا کے ناظم کارتبہ۔
وَفٰی يَفِي وَفَاءً بِالْوَعْدِ او العَهْدِ: پورا کرنا۔ محافظت کرنا النَّذْرَ: نذر پوری کرنا الشَّيُّ: طویل ہونا اور اسی سے ہے "مَاتَ فُلَانٌ وَاَنْتَ بِوَفَاءٍ" فلاں مرگیا اور تیری عمر دراز ہو رِيْشُ الجَنَاحِ: بازو کے پروں کا پورا ہونا (وُفِيًّا) الشَّيُّ: کامل ہونا اور بہت ہونا الدِّرْهَم المِثْقَال: برابر ہونا۔ ہم وزن ہونا۔ کہا جاتا ہے "هٰذَا الشَّيُّ لَا يَفِي بِذَاكَ" یہ چیز اُس کے برابر نہیں ہے۔
وَفّٰی تَوْفِيَةً. الرَّجُلَ حَقَّهُ: پورا حق دینا۔
اَوْفٰی اِيْفَاءً بِالْوَعْدِ: پورا کرنا النَّذْرَ نذر پوری کرنا الْكَيْلَ: پورا ناپنا فُلَانًا حَقَّهُ: پورا حق دینا المَكَانَ: آنا عَلَى المَكَانِ: اوپر سے جھانکنا عَلَى الْمِاَةِ: سو سے زائد ہونا عَلَى الشَّيِّ و فِي الشَّيِّ: اوپر سے جھانکنا۔
وَافٰی مُوَافَاةً فُلَانًا حَقَّهُ: پورا حق دینا الرَّجُلَ: آنا۔ اچانک آنا۔ وَافَاهُ الْحِمَامُ او الْكِتَابُ: موت کا آنا یا خط کا آنا۔
تَوَافٰی تَوَافِيًا القَوْمُ: ساری قوم کا آنا۔
تَوَفّٰی تَوَفِّيًا. پورا ہونا حَقَّهُ: پورا حق لینا۔ کہا جاتا ہے "تَوَفَّيْتُ مِنْ فُلَانٍ مَالِيْ عَلَيْهِ" جو کچھ میرا حق فلاں پر تھا اس کو میں نے پورا لے لیا المُدَّةَ: مدت کو پہنچنا الشَّيَّ: کامل بنانا عَدَدَ القَوْمِ: پورا شمار کرنا۔ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ موت دینا۔ تُوُفِّيَ فُلَانٌ: فلاں مرگیا۔ اللہ کو مُتَوَفِّي اور بندے کو مُتَوَفّٰی کہیں گے۔
اِسْتَوْفٰی اِسْتِيْفَاءً حَقَّهُ: کامل و پورا حق لینا۔
الْوَفَاء. مص۔ کہا جاتا ہے "مَاتَ عَنْ وَفَاءٍ" وہ مرگیا اور حقوق واجبہ کے پورا کرنے کے لائق مال چھوڑ گیا "وَمَاتَ وَاَنْتَ بِوَفَاءٍ" وہ مرگیا اور تیری عمر دراز ہو۔
الوَفٰی والمِيْفٰی والمِيْفَاة. زمین کا بلند حصہ۔ المِيْفٰی: تنور کا ڈھکنا۔ اینٹوں کے پکانے کا آوا۔
الوَفَاة. موت۔ ج وَفَيَات۔

الوَفِيُّ. پورا۔ کامل۔ بہت وفا کرنے والا۔ حق دینے والا۔ حق لینے والا۔ ج اَوْفِيَاء.
الوَافِي. فا۔ مؤنث وَافِيَةٌ. ایک درہم اور چار دانق عِنْدَ الشُّعَرَاءِ: وہ شعر جس کے اجزاء پورے ہوں۔
المِيْفَاء. وفا کرنے والا۔
وَقَبَ يَقِبُ وَقْبًا الرَّجُلُ: متوجہ ہونا۔ آنا۔ گڑھے میں داخل ہونا۔
وَقَبَتْ وَقْبًا و قُوْبًا الشَّمْسُ: آفتاب کا غروب ہونا الظَّلَامُ: تاریکی پھیلنا الْقَمَرُ: چاند کا گہن میں آنا الرَّجُلُ دھنسی ہوئی آنکھوں والا ہونا عَيْنَاهُ: آنکھوں کا دھنس جانا۔
اَوْقَبَ اِيْقَابًا. بھوکا ہونا الشَّيَّ: پتھر کے گڑھے میں داخل کرنا النَّخْلُ: درخت خرما کے گچھوں کا بدبودار ہونا۔
الوَقْب. مص۔ پتھر کا گڑھا جس میں پانی جمع ہو جائے۔ روشن دان۔ جسم کا ہر گڑھا۔ جیسے آنکھ کا ج وُقُوْب و وِقَاب. الوَقْبُ: بیوقوف۔ کمینہ ج اَوْقَاب. الاَوْقَاب: گھر کا سامان۔
الوَقْبَان. بیوقوف۔ ج وَقْبٰی.
الوَقْبَة. پتھر کی چٹان یا جسم میں گڑھا۔ بڑا روشن دان جس میں سایہ ہو۔ ثرید وغیرہ سے جو ٹپکے۔
رَكِيَّةٌ وَقْبَاء. گہرے پانی کا کنواں۔
القِبَة. اوجھ کا وہ حصہ جو پرت پرت ہوتا ہے۔
الوُقَبِيُّ. بیوقوفوں کی صحبت کا حریص۔
المِيْقَب. کوڑی۔
المِيْقَاب. بہت شراب پینے والا۔ اور کہا جاتا ہے "اِنَّهُمْ يَسِيْرُوْنَ سَيْرَ الْمِيْقَابِ" وہ لوگ دن رات لگاتار سفر کرتے ہیں۔
وَقَتَ يَقِتُ وَقْتًا الْاَمْرَ: وقت مقرر کرنا۔
وَقَّتَ الْاَمْرَ: وقت مقرر کرنا۔ کام کی مدت بیان کرنا۔ اور کہا جاتا ہے "وَقَّتَ الْاَمْرَ لِيَوْمِ كَذَا" اُس نے کام فلاں دن کے لیے مقرر کیا۔

الوَقْت. مص۔ زمانہ کی مقدار ج اَوْقَات اَوْقَاتُ السَّنَةِ: سال کی فصلیں۔ وَقْتٌ مَوْقُوْتٌ و مُوَقَّتٌ: مقرر کردہ وقت۔
المَوْقِت. تعین۔ تعین کا زمانہ۔ تعین کی جگہ۔
المِيْقَات. وقت۔ وعدہ جس کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہو۔ اور کبھی اس مقام کیلئے بھی استعارہ کیا جاتا ہے جس میں اجتماع کے لیے وقت مقرر کیا گیا ہو۔ ج مَوَاقِيْت.
المُوَقِّت. اوقات اور چاند کا اندازہ رکھنے والا۔
وَقَحَ يَقِحُ قِحَةً و قَحَةً و وَقِحَ يَوْقَحُ و قَحًا و قُحَ يَوْقُحُ وَقَاحَةً و وُقُوْحَةً. بے حیا ہونا۔ بے شرم ہونا۔ قبیح افعال پر جری ہونا۔ صفت وَقِحٌ حَافِرُ الدَّابَّةِ: چوپایہ کے کھر کا سخت ہونا۔
وَقَّحَ الْحَوْضَ: حوض کو مٹی اور پتھر سے درست کرنا حَافِرَ الدَّابَّةِ: پگھلی ہوئی چربی لگا کر چوپایہ کے کھر کو سخت کرنا۔
اَوْقَحَ واِسْتَوْقَحَ الْحَافِرُ: کھر کا سخت ہونا۔
تَوَاقَحَ. بے حیائی ظاہر کرنا۔
الوَقَاح (مذکر و مؤنث) بے شرم ج وُقُح و وُقُح. حَافِرٌ وَقَاحٌ: سخت کھر۔
رَجُلٌ وَقِيْحُ الْوَجْهِ: بے شرم مرد۔
المُوَقَّح. مف۔ مبتلائے مصائب۔ بَعِيْرٌ مُوَقَّحٌ: کام کی وجہ سے تھکا ہوا اونٹ۔
وَقَدَ يَقِدُ وَقْدًا و وَقَدًا و وُقُوْدًا و وَقَدَانًا و قِدَةً واِتَّقَدَ. روشن ہونا النَّارُ: آگ جلنا۔ بھڑکنا۔ مشتعل ہونا۔ کہا جاتا ہے "وَقَدَتْ بِكَ زِنَادِيْ" تیری وجہ سے میری چقماق نے آگ دی۔ یعنی تیری وجہ سے میری کامیابی ہوئی۔ وَقَّدَ و اَوْقَدَ و تَوَقَّدَ واِسْتَوْقَدَ. النَّارَ. آگ بھڑکانا۔ مشتعل کرنا۔ تَوَقَّدَتِ النَّارُ واِسْتَوْقَدَتْ آگ بھڑکنا تَوَقَّدَ الْكَوْكَبُ: ستارہ کا روشن ہونا۔ چمکنا۔ کہا جاتا ہے اَبْعَدَ اللّٰهُ دَارَهُ وَاَوْقَدَ نَارًا اَثَرَهُ اللہ اس کے گھر کو دور کر

أقرب الموارد

في فصح العربية والشوارد

الجزء الثاني

تأليف

الفقير اليه تعالى سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

عُني عنه

منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي

قم - ايران ١٤٠٣ هـ ق

(انَّ فلانًا مُوَفَّق) اي رشيد
(المُتَوَفِّق) من جمع الكلام وهيَّأه
(انَّهُ لَمُفِيقٌ لهُ بالحجَّة) اذا اصاب فيها
(المُوفِق) ايضًا : القاضي كقولهِ ،، لو
انَّ عزَّة حاكمت شمس الضحى : بالحسن
عند موفِّق لقضى لها ،،
(انهُ لَمُستوفِق لهُ بالحجَّة) اذا اصاب فيها
(اتيتُك لِمِيفَاقِ الهلال) اي حين اهلَّ
❊ وَقَلَ ❊ الشيء ض يقِلهُ وَقلًا :
قشرهُ فهو (واقِل)
(وقَّلهُ) تَوفيلًا : وفَّرهُ وقيل قشرهُ
(قَصبٌ واقِلٌ) اي بالغ او وافر
وكذلك كل شيء
(الوَقل) مصدر و- الشيء القليل
(التَوفيل) نبت يُسمَّى المَرْوَ ولم يذكر
اللسان من هذه المادة الّا الوَفل للشيء
القليل والباقي عن القاموس
❊ وَفَهَ ❊ النصرانيُّ ض يفِه وَفْهًا :
صار وافِهًا
(الوافِه) قيِّم البيعة بلغة اهل الجزيرة
و- الحَكَم
(الوِفَاهة) بالكسر : وظيفة الوافِه
(الوَفهيَّة) رتبة الوافِه وفي كتابهِ لاهل
نجران ،، لا يحرَّك راهب عن رَهبانيَّتهِ
ولا وافِهٌ عن وَفهيَّتهِ ،،
❊ وَفَى ❊ بالعهد والوعد ض يَفِي وفاءً
(يائيّ) اتمَّهُ وحافظ عليهِ وهو ضدّ
الغدر و- نذرهُ : ابلغهُ و- الشيء : طال
ومنهُ يقال ،، مات فلانٌ وانت بوفاء ،،
اي بطول عمرٍ و- ريشُ الجناح : تمَّ
(وَفَى) الشيء والكيل وُفيًّا : تمَّ و-
كثر و- الدرهمُ المثقالَ : عَدَلَهُ
(هذا الشيءُ لا يَفِي بذلك) اي يقصر
عنهُ ولا يوازيه
(وَفَّى) فلانًا حقَّهُ توفيةً : اعطاهُ اياهُ
وافيًا تامًّا
(وافاهُ) حقَّهُ مُوافاةً : بمعنى وفَّاهُ و-
القومَ : اتاهم يقال ،، وافيتُهُ في الميعاد
بمكان كذا ،، و- فاجاءهُ و- فلانٌ
العامَ : حجَّ قال في التاج ،، صارت
الموافاة عندهم اسمًا للحج ،،

(وافاهُ حِمامُهُ) ادركهُ وكذا كتابهُ
(التاج)
(اَوفى) بالعهد والوعد إيفاءً : بمعنى وفى
كقولهِ ،، اما ابن طوقٍ فقد اَوفى
بذمَّتهِ ،، وحكى ابو زيد وَفى نذرهُ
واَوفاهُ ابلغهُ ،، و- عليهِ : اشرف عليهِ
و- على المائة : زاد عليها و- فلانًا حقَّهُ :
اعطاهُ اياهُ وافيًا تامًّا و- الكيلَ : اتمَّهُ
و- فلانٌ القومَ : اتاهم ولقيهم و-
المكانَ : اتاهُ و- اللهُ بأُذنهِ : اظهر صدقهُ
في اخبارهِ عمَّا سمعت اذنهُ
(تَوَفَّى) حقَّهُ تَوَفّيًا : اخذهُ وافيًا
مطاوع وفَّى ويقال ،، توفَّيتُ من فلان
ما لي عليهِ ،، و- المدَّةَ : بلغها واستكملها
و- عددَ القوم : عدَّهم كلهم وفي التاج
عدَّهم لهم و- اللهُ زيدًا : قبض روحهُ
(تُوُفِّي) فلانٌ مجهولًا : قُبِضت روحهُ
ومات فاللهُ المتوفِّي والعبد المتوفَّى
(توافَى) القومُ توافيًا : تتامُّوا
(اِستَوفَى) فلانٌ حقَّهُ اِستيفاءً : اخذهُ
وافيًا تامًّا فهو (مُستَوفٍ) والحقُّ
(مُستوفًى) ويقال ،، استوفيتُ منهُ ما لي
عليهِ ،، اي لم يبقَ لي عليهِ شيء
(الوافي) اسم فاعل وهي (وافية) و-
درهم واربعة دوانق و- عند الشعراء
البيت الذي اجزاؤهُ تامَّة
(وزن لهُ بالوافية) بالصنجة التامَّة
(سورة الوافية) الاولى من سُوَر القرآن
(المكاتَب مات عن وَفاء) اي عن مال
يفي بما كان عليهِ
(مات فلانٌ وانتَ بوفاء) اي بتمام
عمرٍ وطولهِ دعاء لهُ بالبقاء
(الوَفاة) كفتاة : الموت ج وَفَيات
يقال ،، ادركتهُ الوفاة ،،
(الوَفيّ) الشرف من الارض و- مصدر
وَفَى يَفِي سماعًا قال ابن سيده وقد
يجوز ان يكون قياسًا غير مسموع
(الوَفيُّ) التامُّ و- الكثير الوفاء و-
الذي يُعطي الحقّ ويأخذ الحقَّ ج اَوفياء
كصديق واصدقاء
(الاَوفى) اسم تفضيل وهي (الوُفيا)

(المُوافي) المفاجيء
(المِيفَى) بالكسر : طَبَق التنُّور و-
إرَة تُوسَّع للخبز و- بيت يُطبخ فيهِ
الآجرُّ و- الشَّرَف من الارض كالميفاة
(الميفاة) بالكسر : الشرف من الارض
و- الموضع الذي يوفي فوقهُ البازي
لايناس الطير او غيره
(الميفاء) بالكسر : ذو الوفاء يقال
،، رجلٌ وَفيٌّ وميفاء ،،
(عيرٌ ميفاء على الاكام) اذا كان من
عادتهِ ان يُوفي عليها اي يُشرف
(انهُ لميفاء على الاشراف) اي لا يزال
يُوفي عليها يقال ،، جواد ميفاء على
القصبة ،،
(المُوَقِّبة) كمحدِّثة : اسم طَيبة
❊ وَقَبت ❊ الشمسُ : وغيرها ض
تَقِبُ وَقْبًا ووُقوبًا : غابت و- الرجل
وَقْبًا : دخل في الوَقْب و- اقبل وجاء
و- غارت عيناهُ و- الظلامُ على الناس :
دخل وانتشر و- القمرُ : دخل في
الكسوف
(وَقَبت عيناهُ) غارتا
(اَوقب) الرجلُ إيقابًا : جاع و-
الشيء : ادخلهُ في الوقبة و- النخلُ :
عفنت ثمارهُ
(الوَقْب) بالفتح : مصدر و- نقرة في
الصخرة يجتمع فيها الماء او نحو البئر في
الصفا تكون قامة او قامتين يقال ،، شربت
من الوَقْب ،، و- كل نقرة في الجسد
كنقرة العين والكتف و- من الفرس :
هزمتان فوق عينيهِ و- من المحالة : ثقب
يدخل فيهِ المحور و- الاحمق مثل الوَغْب
وقيل الدنيءُ النذل وهي (وَقْبة) ج
اَوقاب
(الاَوقاب) ايضًا : قماش البيت ومتاعهُ
مثل البرمة والرحَيَين والعمد كالاوغاب
(الوَقْبان) بالفتح : الاحمق ج وَقْبَى
(ركيَّةٌ وَقباء) غائرة الماء
(الوَقْبة) بالفتح : المرآة و- نقرة في
الصخرة يجتمع فيها الماء و- الكوَّة
العظيمة فيها ظلٌّ و- من الثريد والدهن :

مفردات القرآن (اردو)

www.KitaboSunnat.com

جلد دوم

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ و حواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروز پوری

شیخ شمس الحق

۲۰ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ (۹۔۱۱۱) خدا نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لیے ہیں اور اس کے عوض میں ان کے لیے بہشت تیار کی ہے۔

میں ارشاد فرمایا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مال صرف کیا تو دوسری طرف لڑکے کی قربانی پیش کرنے میں بھی کچھ دریغ نہ کیا حالانکہ وہ انہیں ان کی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ اور وفّٰی سے جن باتوں کے پورا کرنے پر متنبہ کیا ہے وہ وہی ہیں جن کی طرف کہ آیت:۔

﴿وَاِذِابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ﴾ (۲۔۱۲۴) اور جب پروردگار نے چند باتوں میں حضرت ابراہیمؑ کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے۔ میں ارشاد فرمایا ہے۔

اور تَوْفِیَۃُ الشَّیْءِ کے معنی بلا کسی قسم کی کمی کے پورا پورا دے دینے کے ہیں۔ اور اِسْتِیْفَاء کے معنی (اپنا حق) پورا لے لینے کے۔ قرآن پاک میں ہے:۔

﴿وَ وُفِّیَتْ کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ﴾ (۳۔۲۵) اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

﴿وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ﴾ (۳۔۱۵۸) اور تم کو تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔

﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ (۳۹۔۱۰) جو صبر کرنے والے ہیں ان کو بے شمار ثواب ملے گا۔

﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَھَا نُوَفِّ اِلَیْھِمْ اَعْمَالَھُمْ فِیْھَا﴾ (۱۱۔۱۵) جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے طالب ہوں ہم ان کے اعمال کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں پورا پورا دے دیتے ہیں۔

﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ﴾ (۸۔۶۰) اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔

﴿فَوَفّٰہُ حِسَابَہٗ﴾ (۲۴۔۳۹) تو اس سے اس کا حساب پورا پورا چکا دے۔

اور کبھی تَوَفّٰی کے معنی موت اور نیند کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے:۔

﴿اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا﴾ (۳۹۔۴۲) خدا لوگوں کے مرنے کے وقت ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے۔

﴿وَ ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ﴾ (۶۔۶۰) اور وہی تو ہے جو رات کو (سونے کی حالت میں) تمہاری روح قبض کر لیتا ہے۔

﴿قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ﴾ (۳۲۔۱۱) کہدو کہ موت کا فرشتہ تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے۔

﴿وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمْ﴾ (۱۶۔۷۰) اور خدا ہی نے تم کو پیدا کیا پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ﴾ (۱۶۔۲۸) (ان کا حال یہ ہے کہ جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں۔

﴿تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا﴾ (۶۔۶۱) (تو) ہمارے فرشتے ان کی روح قبض کر لیتے ہیں۔

﴿اَوْ نَتَوَفَّیَنَّکَ﴾ (۱۳۔۴۰) یا تمہاری مدت حیات پوری کر دیں۔

﴿وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ﴾ (۳۔۱۹۳) اور ہم کو دنیا سے

نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔

﴿وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ﴾ (۷۔۱۲۶) اور ہمیں ماریو تو مسلمان ہی ماریو۔

﴿تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا﴾ (۱۲۔۱۰۱) مجھے اپنی اطاعت کی حالت میں اٹھائیو۔

اور آیت:

﴿يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَيَّ﴾ (۳۔۵۵) عیسیٰ علیہ السلام! میں تمہاری دنیا میں رہنے کی مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔

میں بعض نے کہا ہے کہ توفی بمعنی موت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مدارج کو بلند کرنا مراد ہے۔ مگر حضرت ابن عباسؓ نے توفی کے معنی موت کیے ہیں۔ چنانچہ ان کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو فوت کر کے پھر زندہ کر دیا تھا۔

(و ق ب)

اَلْوَقْبُ کے اصل معنی چٹان، پتھر وغیرہ میں گڑھا کے ہیں۔ اور وَقَبَ (ض) کے معنی گڑھے وغیرہ میں داخل ہو کر غائب ہو جانے کے ہیں اسی سے وَقَبَتِ الشَّمْسُ ہے جس کے معنی آفتاب غروب ہونے کے ہیں۔ اور وَقَبَ الظَّلَامَ کے معنی تاریکی چھا گئی اور اشیاء اس کے اندر غائب ہو گئیں۔ قرآن پاک میں ہے:۔

﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ﴾ (۱۱۳۔۳) اور شب تاریک کی برائی سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔

اَلْوَقِيْبُ: گھوڑے کے ذکر کے ایستادہ ہونے کی آواز۔

وَقَبَهٗ وَقْبَةً: اس نے اسے اکٹھا کر لیا۔

(و ق ت)

اَلْوَقْتُ: کسی کام کے لیے مقررہ زمانہ کی آخری حد کو کہتے ہیں۔ اس لیے یہ لفظ معین عرصہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے۔

وَقَّتُّ كَذَا: میں نے اس کے لیے اتنا عرصہ مقرر کیا۔ اور ہر وہ چیز جس کے لیے عرصہ متعین کر دیا جائے موقوت کہلاتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے:۔ ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ (۴۔۱۰۳) بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات (مقررہ) میں ادا کرنا فرض ہے۔

﴿وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ﴾ (۷۷۔۱۱) اور جب پیغمبر اکٹھے کیے جائیں گے۔

اَلْمِيْقَاتُ: کسی شے کے مقررہ وقت یا اس وعدہ کے ہیں جس کے لیے کوئی وقت متعین کیا گیا ہو۔ قرآن پاک میں ہے۔

﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا﴾ (۷۸۔۱۷) بے شک فیصلے کا دن مقرر ہے۔

﴿اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ﴾ (۴۴۔۴۰) کچھ شک نہیں کہ فیصلے کا دن...... اٹھنے کا وقت ہے۔ ﴿اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ﴾ (۵۶۔۵۰) سب ایک روز مقرر کے وقت پر جمع کیے جائیں گے۔

اور کبھی مِيْقَاتٌ کا لفظ کسی کام کے لیے مقرر کردہ مقام پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے مَوَاقِيْتُ الْحَجِّ یعنی مواضع (جو احرام باندھنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔)

(و ق د)

وَقَدَتِ النَّارُ (ض) وُقُوْدًا وَ وَقَدًا: آگ روشن ہونا۔

اَلْوَقُوْدُ: ایندھن کی لکڑیاں جن سے آگ جلائی جائے۔ اور آگ کے شعلہ کو بھی وَقُوْدٌ کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

﴿وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ﴾ (۲۔۲۴) جس کا

الكليات

معجم في المصطلحات والفروق اللغوية

لأبي البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفوي
ت: ١٠٩٤هـ = ١٦٨٣م

قابله على نسخة خطية وأعده للطبع ووضع فهارسه
د. عدنان درويش
محمد المصري

مؤسسة الرسالة
ناشرون

التناصر: التعاون.

والتنصُّر: هو الدخول في دين النصرانية.

التهجّد: يقال: تَهَجَّد الرجل: إذا سهر للعبادة.

وأرق: إذا سهر لعلة.

التلقي: هو يقتضي استقبال الكلام وتصوره.

والتلقن: يقتضي الحذق في تناوله.

والتلقف: يقاربه، لكن يقتضي الاحتيال في التناول.

التعجب: هو بالنظر إلى المتكلم.

والتعجيب: بالنظر إلى المخاطب.

التحري: أصله التحرز كالتحدي.

والتفعُّل بمعنى الاستفعال، لأنه طلب الأحرى أو الحر، أي: الأخلص أو الخالص فكان بمعنى (استحرى).

التجلي: هو قد يكون بالذات نحو: ﴿**وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى**﴾[1]. وقد يكون بالأمر والفعل نحو: ﴿**فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ**﴾[2].

التوفِّي: الإماتة وقبض الروح، وعليه استعمال العامة. أو الاستيفاء وأخذ الحق، وعليه استعمال البلغاء.

والفعل من الوفاة (تُوفي) على ما لم يُسَمَّ فاعله، لأن الإنسان لا يتوفى نفسه. فالمتوفي هو الله تعالى أو أحد من الملائكة وزيد هو (المتوفَّى) بالفتح.

التشخص: هو المعنى الذي يصير به الشيء ممتازاً عن الغير، بحيث لا يشاركه شيء آخر أصلاً.

وهو والجزئية متلازمان، فكل شخص جزئي وكل جزئي شخص.

التعقل: هو إدراك الشيء مجرداً عن العوارض الغريبة واللواحق المادية.

التبعية: هو كون التابع بحيث لا يمكن انفكاكه عن المتبوع، بأن يكون وجوده في نفسه هو وجوده في متبوعه. ولا توجد هذه التبعية إلا في الأعراض. وهذا تام.

وغير التام بخلافه، كتبعية الفرع للأصل.

التقريب: هو تطبيق الدليل على المدعي. وبعبارة أخرى: هو سوق الدليل على وجه يفيد المطلوب.

التنقيح: هو اختصار اللفظ مع وضوح المعنى من (نَقَحَ العظمَ): إذا استخرج مخه.

وتنقيح الشعر وإنقاحه: تهذيبه.

وتنقيح المناط: إسقاط ما لا مدخل له في العِلّية.

وتخريج المناط: تعيين العلة بمجرد إبداء المناسبة.

التطبيق: تطبيق الشيء على الشيء: جَعْله مطابقاً له، بحيث يصدق هو عليه.

الترجمة: بفتح التاء والجيم: هو إبدال لفظة بلفظة تقوم مقامها، بخلاف التفسير.

التقليل: هو رد الجنس إلى فرد من أفراده، لا تنقيص فرد إلى جزء من أجزائه.

التجسس: بالجيم: هو السؤال عن العورات من غيره.

و[التحسس]، بالحاء المغفلة: استكشاف ذلك بنفسه.

---

(١) الليل: ٢.

(٢) الأعراف: ١٤٢.

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري
رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الثالث

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

هذا حديث صحيح على شرط مسلم[1] ولم يخرجاه .

٤٤٦٠- حدثنا حمزة بن محمد بن العباس العقبي ببغداد ثنا عبد اللَّه بن روح المدائني ثنا سلام بن سليمان المدائني ثنا سليمان بن سليم الطويل عن عبد الملك بن عبد الرحمن عن الحسن العرني عن الأشعث بن طليق عن مرة بن شراحيل عن عبد اللَّه بن مسعود رضي اللَّه عنه قال : لما ثقل رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم قلنا من يصلي عليك يا رسول اللَّه ؟ فبكى وبكينا وقال : « مهلًا غفر اللَّه لكم وجزاكم عن نبيكم خيرًا ، إذا غسلتموني وحنطتموني وكفنتموني فضعوني على شفير قبري ثم اخرجوا عني ساعة فإن أول من يصلي عليَّ خليلي وجليسي جبريل وميكائيل ثم إسرافيل ثم ملك الموت مع جنود من الملائكة ، ثم ليبدأ بالصلاة عليَّ رجال أهل بيتي ثم نساؤهم ثم ادخلوا أفواجًا أفواجًا وفرادى ، ولا تؤذوني بباكية ولا برنة ولا بصيحة ، ومن كان غائبًا من أصحابي فأبلغوه مني السلام فإني أشهدكم على أني قد سلمت على من دخل في الإسلام ومن تابعني على ديني هذا منذ اليوم إلى يوم القيامة » .

عبد الملك بن عبد الرحمن الذي في هذا الإسناد مجهول لا نعرفه بعدالة ولا جرح(●) والباقون كلهم ثقات(●●) .

٤٤٦١- حدثنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه وعلي بن حمشاذ العدل قالا ثنا بشر بن موسى ثنا الحميدي ثنا سفيان قال سمعت يحيى بن سعيد يحدث عن سعيد بن المسيب قال قالت عائشة رضي اللَّه تعالى عنها : رأيت كأن ثلاثة أقمار سقطت في حجرتي ، فسألت أبا بكر رضي اللَّه عنه فقال : يا عائشة إن تصدق رؤياك يدفن في بيتك خير أهل الأرض ثلاثة ، فلما قبض رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم ودفن قال لي أبو بكر : يا عائشة هذا خير أقمارك وهو أحدها .

(١) تقدم التنبيه مرارًا على أن ابن إسحاق لم يعتمده مسلم ، فقد روى له قدر خمسة أحاديث في الشواهد والمتابعات ، ثم أحمد بن عبد الجبار ضعيف .

(●) (قلت) : بل كذبه الفلاس . (الذهبي) .

(●●) (قلت) : وهذا شأن الموضوع يكون كل رواته ثقات سوى واحد ، فلو استحيى الحاكم لما أورد مثل هذا ! (الذهبي) .

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه ، وقد كتبناه من حديث أنس بن مالك مسندًا .

٤٤٦٢- حدثنا علي بن حمشاذ ثنا جنيد بن حكيم الدقاق ثنا موسى بن عبد اللَّه السلمي ثنا عمر بن حماد بن سعيد الأبح عن ابن أبي عروبة عن قتادة عن أنس رضي اللَّه عنه قال : كان النبي صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم يعجبه الرؤيا قال : « هل رأى أحد منكم رؤيا اليوم ؟ » قالت عائشة رضي اللَّه عنها : رأيت كأن ثلاثة أقمار سقطن في حجرتي ، فقال لها النبي صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم : « إن صدقت رؤياك دفن في بيتك ثلاثة هم أفضل أو خير أهل الأرض » فلما توفي النبي صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم ودفن في بيتها قال لها أبو بكر رضي اللَّه عنه : هذا أحد أقمارك وهو خيرها ثم توفي أبو بكر وعمر فدفنا في بيتها(●) .

٤٤٦٣- أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ثنا عبد اللَّه بن أحمد بن حنبل حدثني أبي ثنا حماد بن أسامة أنبأ هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي اللَّه عنها قالت : كنت أدخل بيتي الذي فيه رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم وإني واضع ثوبي وأقول : إنما هو زوجي وأبي ، فلما دفن عمر معهم فواللَّه ما دخلت إلا وأنا مشدودة علي ثيابي حياء من عمر رضي اللَّه عنه .

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه .

* * *

(●) (قلت) : هو من رواية عمر بن حماد بن سعيد الأبح أحد الضعفاء تفرد به عنه موسى بن عبد اللَّه السلمي لا أدري من هو . (الذهبي) .

الموطأ

للإمام الأئمة وعالم المدينة

مالك بن أنس رضي الله عنه

٣ — وحدّثنى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ ؛ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ ، حِينَ تُوُفِّيَ . ثُمَّ خَرَجَتْ فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ . فَقَالَتْ : إِنِّي صَائِمَةٌ . وَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ ؟ فَقَالُوا : لَا .

***

٤ — وحدّثنى عَنْ مَالِكٍ ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ : إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ ، وَلَيْسَ مَعَهَا نِسَاءٌ يُغَسِّلْنَهَا ، وَلَا مِنْ ذَوِي الْمَحْرَمِ أَحَدٌ يَلِي ذٰلِكَ مِنْهَا ، وَلَا زَوْجٌ يَلِي ذٰلِكَ مِنْهَا ، يُمِّمَتْ . فَمُسِحَ بِوَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا مِنَ الصَّعِيدِ .

قَالَ مَالِكٌ : وَإِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ ، وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ ، إِلَّا نِسَاءٌ ، يَمَّمْنَهُ أَيْضًا .

قَالَ مَالِكٌ : وَلَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا شَيْءٌ مَوْصُوفٌ وَلَيْسَ لِذٰلِكَ صِفَةٌ مَعْلُومَةٌ . وَلٰكِنْ يُغَسَّلُ فَيُطَهَّرُ .

***

(٢) باب ماجاء فى كفن الميت

٥ — حدّثنى يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ .

أخرجه البخاريّ فى : ٢٣ ـ كتاب الجنائز ، ١٩ ـ باب الثياب البيض للكفن .

ومسلم فى : ١١ ـ كتاب الجنائز ، ١٣ ـ باب كفن الميت ، حديث ٤٥ .

***

٤ — (من ذوى المحرم) كأخ وعمّ .

٥ — (سحولية) قال ابن الأعرابىّ : هى ثياب بيض نقية ، لاتكون إلا من القطن ، وقال آخرون : هى منسوبة إلى « سحول » مدينة باليمن يحمل منها هذه الثياب .

(١٠) باب ماجاء فى دفن الميت

٢٧ — حدثنى يحيىٰ عن مالك ؛ أنه بلغه أن رسول الله ﷺ توفى يوم الاثنين ، ودفن يوم الثلاثاء . وصلى الناس عليه أفذاذا . لا يؤمهم أحد . فقال ناس : يدفن عند المنبر . وقال آخرون : يدفن بالبقيع . فجاء أبو بكر الصديق ، فقال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : « ما دفن نبي قط إلا فى مكانه الذى توفى فيه » فحفر له فيه . فلما كان عند غسله ، أرادوا نزع قميصه . فسمعوا صوتا يقول : لا تنزعوا القميص . فلم ينزع القميص ، وغسل ، وهو عليه ﷺ .

قال ابن عبد البرّ : هذا الحديث لا أعلمه يروى على هـذا النسق بوجه من الوجوه ، غير بلاغ مالك هذا . ولـكنه صحيح من وجوه مختلفة ، وأحاديث شتى . جمعها مالك .

*
* *

٢٨ — وحدثنى عن مالك ، عن هشام بن عروة ، عن أبيه ؛ أنه قال : كان بالمدينة رجلان . أحدهما يلحد ، والآخر لا يلحد . فقالوا : أيهما جاء أول ، عمل عمله . فجاء الذى يلحد ، فلحد لرسول الله ﷺ .

أخرجه ابن ماجه عن ابن عباس فى : ٦ ـ كتاب الجنائز ، ٤٠ ـ باب ماجاء فى الشق .

*
* *

٢٩ — وحدثنى عن مالك ؛ أنه بلغه أن أم سلمة زوج النبى ﷺ ، كانت تقول : ماصدقت بموت النبى ﷺ حتى سمعت وقع الـكرازين .

قال ابن عبد البرّ : لا أحفظه عن أم سلمة متصلا ، وإنما هو عن عائشة .

*
* *

---

٢٧ — (أفذاذا) أى أفرادا . والفذ الواحد .

٢٨ — (يلحد) أى يشق فى جانب القبر .

٢٩ — (الـكرازين) الـكرزين الفأس .

٣٠ — وحدثنى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ ؛ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ : رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِى حَجْرِى (حُجْرَتِى) فَقَصَصْتُ رُؤْيَاىَ عَلَى أَبِى بَكْرٍ الصِّدِّيقِ .
قَالَتْ : فَلَمَّا تُوُفِّىَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَدُفِنَ فِى بَيْتِهَا . قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ : هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ ، وَهُوَ خَيْرُهَا .

* * *

٣١ — وحدثنى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ ؛ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِى وَقَّاصٍ ، وَسَعِيدَ ابْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ ، تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ . وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِينَةِ . وَدُفِنَا بِهَا .

* * *

٣٢ — وحدثنى عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ؛ أَنَّهُ قَالَ : مَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ . لَأَنْ أُدْفَنَ بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَىَّ مِنْ أَنْ أُدْفَنَ بِهِ . إِنَّمَا هُوَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ . إِمَّا ظَالِمٌ ، فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ مَعَهُ . وَإِمَّا صَالِحٌ ، فَلَا أُحِبُّ أَنْ تُنْبَشَ لِى عِظَامُهُ .

* * *

(١١) باب الوقوف للجنائز والجلوس على المقابر

٣٣ — حدثنى يَحْيَىٰ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ مَسْعُودِ بْنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَلِىِّ بْنِ أَبِى طَالِبٍ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُومُ فِى الْجَنَائِزِ . ثُمَّ جَلَسَ ، بَعْدُ .

أخرجه مسلم فى : ١١ ـ كتاب الجنائز ، ٢٥ ـ باب نسخ القيام للجنازة ، حديث ٨٢ .

* * *

٣١ — (بالعقيق) موضع بقرب المدينة .

تنوير الحوالك

﴿ شرح على موطأ مالك ﴾

تأليف

الامام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي الشافعي

رحمه الله تعالى

ولتمام النفع به وضعنا متن الموطأ مفصولا على الشرح المذكور مشكولا شكلا تاما بأعلى كل صحيفة مفصولا بين الشرح بجدول

﴿ ويليه كتاب اسعاف المبطأ برجال الموطأ للسيوطى ﴾

الجزء الاول

من

ثلاثة أجزاء

طبع بمطبعة دار احياء الكتب العربية بمصر

(على نفقة)

عيسى البابى الحلبى وشركاه

بجوار سيدنا الحسين بمصر

قَمِيصِهِ فَسَمِعُوا صَوْتًا يَقُولُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيصَ فَلَمْ يُنْزَعِ الْقَمِيصُ وَغُسِّلَ
وَهُوَ عَلَيْهِ ﷺ **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ
كَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْآخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوَّلَ
عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ
بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَقُولُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ
ﷺ حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ
أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حُجْرَتِي
فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

قميصه الحديث) وصله ابو داود من حديث يحيي بن عباد عن ابيه عن عائشة وابن ماجه من حديث بريدة (عن هشام بن عروة عن ابيه قال كان بالمدينة رجلان الحديث) وصله ابن سعد من طريق حماد بن سلمة عن هشام عن أبيه عن عائشة وأخرج عن ابي طلحة قال اختلفوا في الشق واللحد للنبي صلى الله عليه وسلم فقال المهاجرون شقوا كما يحفر أهل مكة وقالت الانصار الحدوا كما نحفر بارضنا فلما اختلفوا في ذلك قالوا اللهم خر لنبيك ابعثوا الى ابي عبيدة والي أبي طلحة فايهما جاء قبل الآخر فليعمل عمله فجاء أبو طلحة فقال والله اني لارجو ان يكون الله قد خار لنبيه انه كان يرى اللحد فيعجبه واخرج بن سعد وابن ماجه عن ابن عباس قال لما أرادوا ان يحفروا لرسول الله صلى الله عليه وسلم كان بالمدينة رجلان كان ابو عبيدة بن الجراح يضرح كحفر اهل مكة وكان أبو طلحة زيد بن سهل الانصارى هو الذى يحفر لاهل المدينة وكان يلحد فدعا العباس رجلين فقال لاحدهما اذهب الي أبي عبيدة وقال للآخر اذهب الى أبي طلحة اللهم خر لرسولك فوجد صاحب أبي طلحة أبا طلحة فجاء به فالحد له (مالك انه بلغه ان أم سلمة كانت تقول ماصدقت بموت رسول الله صلي الله عليه وسلم حتي سمعت وقع الكرازين) أى المساحي جمع كرزين قال ابن عبد البر لا أحفظه عن أم سلمة متصلا وانما هو عن عائشة قلت رواه الواقدي عن ابن ابي سبرة عن الحليس بن هشام عن عبد الله بن وهب عن أم سلمة نحوه وقول عائشة أخرجه ابن سعد من طريق عبد الله بن أبى بكر عن أبيه عن عمرة عن عائشة قالت ماعلمنا بدفن رسول الله صلي الله عليه وسلم حتي سمعنا صوت المساحي ليلة الاربعاء في السحر (عن يحيى بن سعيد ان عائشة قالت رأيت ثلاثة أقمار الحديث) وصله ابن سعد من طريق يزيد بن هرون والبيهق في الدلائل من طريق سفيان ابن عيينة كلاهما عن يحيي بن سعيد عن سعيد بن المسيب عن عائشة وكذا رواه قتيبة عن مالك موصولا وأكثر رواة الموطأ كما قال ابن عبد البر على ارساله واخرج ابن سعد عن القاسم بن عبد الرحمن قال قالت عائشة رأيت فى حجرى ثلاثة أقمار فاتيت ابا بكر فقال ما اولتيها قلت أولتها

وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ ٱبْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ وَحُمِلَا إِلَى ٱلْمَدِينَةِ وَدُفِنَا بِهَا **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ مَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ بِالْبَقِيعِ لَأَنْ أُدْفَنَ بِغَيْرِهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُدْفَنَ بِهِ إِنَّمَا هُوَ أَحَدُ رَجُلَيْنِ إِمَّا ظَالِمٌ فَلَا أُحِبُّ أَنْ أُدْفَنَ مَعَهُ وَإِمَّا صَالِحٌ فَلَا أُحِبُّ أَنْ تُنْبَشَ لِي عِظَامُهُ

﴿ ٱلْوُقُوفُ لِلْجَنَائِزِ وَٱلْجُلُوسُ عَلَى ٱلْمَقَابِرِ ﴾ **حَدَّثَنِي** يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ ٱبْنِ مُطْعِمٍ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ ٱللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُومُ فِي ٱلْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ ٱلْقُبُورَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا نُهِيَ عَنِ ٱلْقُعُودِ عَلَى ٱلْقُبُورِ فِيمَا نُرَى لِلْمَذَاهِبِ **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ ٱبْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُولُ كُنَّا نَشْهَدُ ٱلْجَنَائِزَ فَمَا يَجْلِسُ آخِرُ ٱلنَّاسِ حَتَّى يُؤْذَنُوا

﴿ ٱلنَّهْيُ عَنِ ٱلْبُكَاءِ عَلَى ٱلْمَيِّتِ ﴾ **حَدَّثَنِي** يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ عَنْ عَتِيكِ بْنِ ٱلْحَارِثِ وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ ٱللّٰهِ

ولدا من رسول الله صلى الله عليه وسلم فسكت ابو بكر حتى قبض النبي صلى الله عليه وسلم فقال خير اقمارك ذهب به ثم كان ابو بكر وعمر دفنوا جميعا في بيتها (عن واقد بن سعد بن معاذ) قال ابن عبد البر هكذا قال يحيي وسائر الرواة يقولون عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ وفى هذا الاسناد رواية أربعة من التابعين في نسق لكن مسعود ولد على عهد النبي صلى الله عليه وسلم (كان يقوم في الجنائز ثم جلس بعد) قال الباجى القيام والجلوس في موضعين أحدهما لمن مرت به والثاني لمن يشيعها يقوم لها حين توضع والجلوس ناسخ للقيام في موضعين (فما يجلس آخر الناس حتى يؤذنوا) قال الباجي يريد حتي يؤذنوا بالصلاة عليها وقال الداودى حتى يؤذن لهم بالانصراف بعد الصلاة وقال ابن عبد البر رواه ابن المبارك عن ابى بكر شيخ

المُسمّى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

٣٥٢٧ ـ حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ: أَخْبَرَنا أَبُو الزِّنادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنافٍ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ، يَا بَنِي عَبْد المُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيرِ بْنِ العَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ، يَا فاطِمَةُ بِنْتَ محَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُما مِنَ اللهِ، لا أَمْلِكُ لَكُما مِنَ اللهِ شَيئاً، سَلَانِي مِنْ مالِي ما شِئْتُما». [طرفه في: ٢٧٥٣].

١٤/٨ ـ باب ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ وَمَوْلَى القَوْمِ مِنْهُمْ

٣٥٢٨ ـ حدثنا سُلَيمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتادَةَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قالَ: دَعا النَّبِيُّ ﷺ الأَنْصارَ فَقالَ: «هَل فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيرِكُمْ»؟ قالُوا: لَا، إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنا، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ مِنْهُمْ». [طرفه في: ٣١٤٦].

١٥/١٥ ـ باب قِصَّةِ الحَبَشِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «يَا بَنِي أَرْفِدَةَ»

٣٥٢٩ ـ حدثنا يَحيى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ دَخَلَ عَلَيها، وَعِنْدَهَا جارِيَتانِ في أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُما أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجهِهِ، فَقالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ». وَتِلكَ الأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى. [طرفه في: ٤٥٤].

٣٥٣٠ ـ وَقالَتْ عائِشَةُ: رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الحَبَشَةِ، وَهُمْ يَلعَبُونَ في المَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُمْ، أَمْناً بَنِي أَرْفِدَةَ». يَعْنِي مِنَ الأَمْنِ. [طرفه في: ٩٤٩].

١٦/١٦ ـ باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

٣٥٣١ ـ حدثني عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ قالَتِ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ في هِجاءِ المُشْرِكِينَ، قالَ: «كَيفَ بِنَسَبِي»؟ فَقالَ حَسَّانٌ: لأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ. وَعَنْ أَبِيهِ قالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عائِشَةَ، فَقالَتْ: لَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت ﷺ رقم: ٢٤٨٧، ٢٤٨٩]. [الحديث ٣٥٣١ ـ طرفاه في: ٤١٤٥، ٦١٥٠].

١٧/١٧ ـ باب ما جاءَ في أَسْماءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

وَقَولِ اللهِ تَعالَى: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ٢٩]. وَقَوْلِهِ: ﴿مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦].

٣٥٣٢ ـ حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ قالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ، عَنْ مالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِي خَمْسَةُ أَسْماءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وأَحْمَدُ، وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الكُفرَ، وأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا العَاقِبُ». [مسلم: كتاب الفضائل، باب في أسمائه ﷺ، رقم: ٢٣٥٤]. [الحديث ٣٥٣٢ ـ طرفه في: ٤٨٩٦].

٣٥٣٣ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَعْجَبُونَ كَيفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُونَ مُذَمَّماً وَيَلعَنُونَ مذَمَّماً، وَأَنَا مُحَمَّدٌ».

١٨/١٨ ـ باب خاتَمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

٣٥٣٤ ـ حدثنا محَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا سَلِيمٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ، كَرَجُلٍ بَنَى دَاراً، فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ». [مسلم: كتاب الفضائل، باب ذكر كونه ﷺ خاتم النبيين، رقم: ٢٢٨٧].

٣٥٣٥ ـ حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيتاً، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هذهِ اللَّبِنَةُ؟ قالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خاتِمُ النَّبِيِّينَ» [مسلم: كتاب الفضائل، باب ذكر كونه ﷺ خاتم النبيين، رقم: ٢٢٨٦].

١٩/١٩ ـ باب وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٥٣٦ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

وَقالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ مِثْلَهُ. [مسلم: كتاب الفضائل، باب كم سن النبي ﷺ يوم قبض، رقم: ٢٣٤٩]. [الحديث ٣٥٣٦ ـ طرفه في: ٤٤٦٦].

(الجزء الثانى)

كتاب اليواقيت والجواهر فى بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب
الشعرانى نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

(على الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)

السلام وأما الحاضرون السامعون ذلك فليس ذلك بمعصية عندهم فان الاذن من الحق في فعل شيء والامر به واحد في تلك الحضرة كما صرح به الشيخ في الباب الثالث والسبعين في الجواب الثامن والثلاثين من أسئلة الحكيم الترمذي وانما فرق بينهما في لسان ظاهر الشرع فقط فان الامر غير الارادة في أحكام الشريعة اذ الامر بخلاف الارادة اكتفى الحق تعالى فيها بالجاء العبد في الباطن الى وقوع ذلك الفعل من غير أن يامره بذلك أن الله لا يأمر بالفحشاء فافهم * وكان الشيخ أبو مدين يقول قول بعض العارفين مافعلت الشيء الفلاني الا باذن من الله تعالى مراده بالاذن هنا الارادة الازلية اهـ * فعلم ان في نداء الحق تعالى على آدم بالمعصية والغواية نفعا عظيما للذرية المحجوبين الذين يتعدون حدود الله فيتأسون بأبيهم في الندم والاستغفار والاعتراف فلم تكن تلك المعصية مقصودة لآدم بالاصالة كما هي ذنوب الغاوين من ذريته وانما بكى آدم عليه السلام مع اذن الحق تعالى له في أكله من الشجرة سرا على ما مر في كلام أبي مدين تشريعا للذريته فكان بكاؤه صوريا * فان قلت فلم لم يختم آدم عليه السلام قبضة السعادة بالطاعة الصرف دون وقوعه في المعصية ثم توبته منها (فالجواب) انما كان الامر بعد وقوع المعصية ليظاهر آدم بذلك سعة فضل الله ورحمته وحلمه على عباده الذين سبق في علمه انهم يقعون في معاصيه تعالى ولو أنه ختم قبضة السعادة بالطاعة المحضة لتعطلت حضرات كثير من الاسماء الالهية المتعلقة بالعالم المخالف اذ الطائع لا يحتاج الى مغفرة ولا رحمة ولا حلم لعدم من يغفر له أو يرحم أو يحلم عليه ويؤيد ذلك حديث لو لم تذنبوا لذهب الله بكم وأتى بقوم يذنبون فيستغفرون الله تعالى فيغفر لهم فاعلم ذلك * وأما الجواب عن نوح عليه السلام في قوله رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا فانما دعا عليهم بذلك رحمة بهم خوف أن يشتد عليهم غضب الله تعالى أكثر مما كانوا فيه وقد أمرنا نبينا محمد صلى الله عليه وسلم أن يقول أحدنا اذا خاف من وقوعه في فتنة اللهم توفني اذا كانت الوفاة خيرا لي فلم يكن دعاؤه على قومه ممن غضب نفسي حاشا الانبياء من ذلك وقال الشيخ محيي الدين ليست دعوة نوح التي يعتذر بها يوم القيامة قوله رب لا تذر على الارض انما هي قوله ولا يلدوا الا فاجرا كفارا لكونه تحكم على الله فيما لم يعرفه ولم يزل الحق تعالى يربي أنبياءه بأدب بعد أدب قال صلى الله عليه وسلم لما نزل قوله تعالى ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادى أدبني ربي فأحسن تأديبي اهـ * وأما الجواب عن السيد أيوب عليه السلام في جمعه الذهب في ثوبه لما أمطر الله تعالى عليه رجلا من جراد من ذهب وقال له ربه ألم أكن أغنيتك عن هذا فقال بلى يارب ولكن لا غنى لي عن خيرك وبركتك * فالجواب أن أكابر الاولياء فضلا عن الانبياء عليهم الصلاة والسلام لا ينقص كمالهم أخذ الدنيا وامساكها فان كان أيوب عليه السلام جمع الذهب لما هو عليه من ظاهر الحال فهو صحيح مع انه قانع بلا شك لان القناعة عند أهل الله تعالى ليست هي الا الاكتفاء بالموجود من غير طلب مزيد وان كان فعل ذلك ليقتدي به قومه فما فعل الا ما هو أولى بالقربة الى الله تعالى من تركه لا سيما وأيوب عليه السلام ممن هدى الله تعالى وممن أمر الله نبيه محمدا صلى الله عليه وسلم أن يقتدي بهداهم وقال تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة فقد رجعت القناعة بهذا التقرير الى بابها في لسان العرب وهي المسئلة فان القانع هو السائل لكن من الله لا من غيره قال تعالى في الظالمين يوم القيامة مقنعي رؤسهم أي رافعين رؤسهم الى الله تعالى يسئلونه العفو والمغفرة عن جرائمهم فعلم أن من سأل غير ربه فهو ظالم الا أن يرى أن ذلك الغير باب من أبواب الله تعالى من غير وقوف معه فان لم يكن كذلك خيف عليه الحرمان والخسران ولا يخفى ان السائل موصوف بالركون الى من سأله والله تعالى يقول ولا تركنوا الى الذين ظلموا ومن ركن الى نفسه أو الى جنسه فقد ركن الى ظالم لقوله تعالى انه أي الانسان كان ظلوما جهولا * وقد قال الشيخ محيي الدين في الباب الرابع والتسعين اعلم ان الانبياء عليهم الصلاة والسلام وكمل الاولياء ما أمسكوا الدنيا الا باطلاع عرفاني أنتج لهم ما عشقهم في الامساك من نفع الانفس بالاقوات التي قدر الله تعالى وصولها لاصحابها في أوقات مخصوصة فما أمسكوا الدنيا عن بخل ولا ضعف يقين حاشاهم من ذلك قال وانظر الى أيوب عليه السلام كيف أعطته المعرفة المذكورة انه صار يحثو في ثوبه من الذهب لما أمطر

لا أحكم عليه في ذلك الا بما حكم به على نفسه من حيث وجوب الايمان به انتهى كلام سهل (٩) قال الشيخ محيي الدين واعلم رحمك الله أني تتبعت ما حكي عن ابليس فما رأيت أقصر منه حجة ولا أجهل منه بين العلماء فلما وقفت له على هذه المسئلة التي حكاها عنه سهل بن عبد الله تعجبت وعلمت أنه قد علم علما لا جهل فيه فهو استاذ سهل في ذلك والله أعلم * وقال في قوله تعالى وجعل الشمس سراجا اعلم ان النور المنبسط على الارض الذي هو من شعاع الشمس الساري في الهواء ليس له حقيقة وجودية الا بنور البصر المدرك لذلك فاذا اجتمعت العينان عين الشمس وعين البصر استنارت المبصرات وقيل قد انبسطت الشمس عليها ولذلك يزول ذلك الاشراق بوجود السحاب الحائل لان العين فارقت العين الاخرى بوجود السحاب قال وهي مسئلة في غاية الغموض لاني أقول لو أن الشمس في جو السماء وما في العالم عين تبصر من حيوان ما كان لها شعاع ينبسط في الارض أصلا فان نور كل مخلوق مقصور على ذاته لا يستنير له غيره فبوجود أبصارنا ووجود الشمس ظهر النور المنبسط قال ولا يخفى ان الحرباء يظهر لونها بحسب ما تنقلب فيه من خضرة أو حمرة أو غيرها ولا وجود لتلك الالوان في جسمها فقد أدركت يا أخي ما لا وجود له حقيقة بل نسبة وكذلك النور المنبسط على

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

١٢٥٠ ـ وَقالَ شَرِيكٌ، عَنِ ابْنِ الأَصْبَهَانِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: «لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ». [طرفه في: ١٠٢].

١٢٥١ ـ حدثنا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَمُوتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ مِنَ الوَلَدِ، فَيَلِجَ النَّارَ، إِلَّا تَحِلَّةَ القَسَمِ». قالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ: ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١]. [مسلم: كتاب البر والصلة، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، رقم: ٢٦٣٢]. [الحديث ١٢٥١ ـ طرفه في: ٦٦٥٦].

٧/٧ ـ باب قَوْلِ الرَّجُلِ لِلمَرْأَةِ عِنْدَ القَبْرِ: اصْبِرِي

١٢٥٢ ـ حدثنا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا ثابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مالِكٍ ﷺ قالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبْكِي، فَقالَ: «اتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي». [مسلم: كتاب الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، رقم: ٩٢٦]. [الحديث ١٢٥٢ ـ أطرافه في: ١٢٨٣، ١٣٠٢، ٧١٥٤].

٨/٨ ـ باب غُسْلِ المَيِّتِ وَوُضُوئِهِ بِالمَاءِ وَالسِّدْرِ

وَحَنَّطَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ ابْناً لِسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَحَمَلَهُ وَصَلَّى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. وَقالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: المُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيّاً وَلَا مَيِّتاً. وَقالَ سَعِيدٌ: لَوْ كانَ نَجِساً ما مَسِسْتُهُ. وَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «المُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ».

١٢٥٣ ـ حدثنا إِسْماعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي مالِكٌ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الأَنْصارِيَّةِ ﷺ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثاً، أَوْ خَمْساً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كافُوراً، أَوْ شَيْئاً مِنْ كافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ». تَعْنِي: إِزَارَهُ. [مسلم: كتاب الجنائز، باب في غسل الميت، رقم: ٩٣٩].

٩/٩ ـ باب ما يُسْتَحَبُّ أَنْ يُغْسَلَ وِتْراً

١٢٥٤ ـ حدثنا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ﷺ قالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ، فَقالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثاً، أَوْ خَمْساً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كافُوراً، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ، فَقالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ». فَقالَ أَيُّوبُ: وَحَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ، وَكانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةَ: «اغْسِلْنَهَا وِتْراً». وَكانَ فِيهِ: «ثَلَاثاً أَوْ خَمْساً أَوْ سَبْعاً». وَكانَ فِيهِ: أَنَّهُ قالَ: «ابْدَؤُوا بِمَيَامِنِهَا، وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا». وَكانَ فِيهِ: أَنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قالَتْ: وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ.

١٠/١٠ ـ باب يُبْدَأُ بِمَيَامِنِ المَيِّتِ

١٢٥٥ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِسْماعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا خالِدٌ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ﷺ قالَتْ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ: «ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنْهَا».

١١/١١ ـ باب مَوَاضِعِ الوُضُوءِ مِنَ المَيِّتِ

١٢٥٦ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خالِدٍ الحَذَّاءِ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ ﷺ قالَتْ: لَمَّا غَسَّلْنَا بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ قالَ لَنَا، وَنَحْنُ نَغْسِلُهَا: «ابْدَؤُوا بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الوُضُوءِ».

١٢/١٢ ـ باب هَلْ تُكَفَّنُ المَرْأَةُ فِي إِزَارِ الرَّجُلِ

١٢٥٧ ـ حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَمَّادٍ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: تُوُفِّيَتْ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ فَقالَ لَنَا: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثاً، أَوْ خَمْساً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَنَزَعَ مِنْ حِقْوِهِ إِزَارَهُ، وَقالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ».

١٣/١٣ ـ باب يَجْعَلُ الكافُورَ فِي آخِرِهِ

١٢٥٨ ـ حدثنا حامِدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَخَرَجَ فَقالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثاً، أَوْ خَمْساً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ، بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الآخِرَةِ كافُوراً، أَوْ شَيْئاً مِنْ كافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي». قالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ، فَقالَ: «أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ». وَعَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، ﷺ، بِنَحْوِهِ.

١٢٥٩ ـ وَقالَتْ: إِنَّهُ قالَ: «اغْسِلْنَهَا ثَلَاثاً، أَوْ خَمْساً، أَوْ سَبْعاً، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ». قالَتْ حَفْصَةُ: قالَتْ

مُستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مِشکوٰۃ شریف

اُردو ترجمہ

مِشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهٖ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

گا مجھ کو دو۔ مجھ کو دو۔ مہدی اس کو دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کر اتنا دیں گے کہ جتنا وہ اپنے کپڑے میں بھر کر لے جا سکے۔ (ترمذی)

امام مہدی کے ظہور کی پیش گوئی۔

۵۲۲۰/۲۰ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِّنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهٖ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

حضرت ام سلمہ رضؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک خلیفہ (بادشاہ) کے مرنے پر اختلاف واقع ہوگا پھر ایک شخص مدینہ سے نکلے گا اور مکہ کی طرف بھاگ جائے گا۔ مکہ کے لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اس کو گھر سے باہر نکال کر لائیں گے اور حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کو اپنا خلیفہ بنا لیں گے حالانکہ وہ شخص اس سے ناخوش ہوگا (یہ شخص امام مہدی ہوں گے) پھر شام (کے بادشاہ کی طرف سے) اس کے مقابلہ کے لئے ایک لشکر بھیجا جائیگا جس کو مکہ و مدینہ کے درمیان مقام بیداء پر زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگوں کو خبر پہنچے گی اور یہ حال معلوم ہوگا تو شام کے ابدال و عراق کے بہت سے لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پھر قریش میں سے ایک اور شخص پیدا ہوگا جس کی ننھیال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ یہ شخص بھی اس شخص کے خلاف لشکر بھیجے گا اور اس لشکر پر امام کا لشکر غالب آئے گا اور یہ فتنہ لشکر کلب کا فتنہ ہے۔ امام لوگوں کے درمیان اپنے پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام کے مطابق عمل کریں گے۔ اور اسلام اپنی گردن زمین پر رکھ دے گا (یعنی قائم و استوار ہو جائیگا) امام سات برس تک قائم رہیں گے اور پھر وفات پا جائیں گے اور ان کے جنازہ پر مسلمان نماز پڑھیں گے۔ (ابوداود)

۵۲۲۱/۲۱ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَاءً يُصِيبُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ حَتّٰى لَا يَجِدَ الرَّجُلُ مَلْجَأً يَلْجَأُ إِلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ فَيَبْعَثُ اللّٰهُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِي وَأَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَأُ بِهِ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَرْضٰى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَسَاكِنُ الْأَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَاءُ مِنْ قَطْرِهَا شَيْئًا إِلَّا صَبَّتْهُ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْأَرْضُ مِنْ نَبَاتِهَا شَيْئًا إِلَّا أَخْرَجَتْهُ حَتّٰى يَتَمَنَّى الْأَحْيَاءُ الْأَمْوَاتَ يَعِيشُ فِي

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلا کا ذکر کیا جو اس امت پر نازل ہوگی یہاں تک کہ کوئی شخص اس بلا سے پناہ حاصل کرنے کی جگہ نہ پائیگا پھر خداوند تعالیٰ ایک شخص کو مامور فرمائیگا جو میری عترت اور میرے خاندان سے ہوگا۔ وہ زمین کو اسی طرح عدل و داد سے معمور کر دیگا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی اس سے زمین کے رہنے والے بھی خوش ہوں گے اور آسمان والے بھی (اس کے عہد میں) آسمان بارش کے قطروں میں سے کچھ باقی نہ رکھے گا۔ یعنی نہایت کثرت سے بارش ہوگی اور زمین اپنی روئیدگی میں سے کچھ باقی نہ رکھے گی سب اگا دے گی یہاں تک زندہ لوگ اس کی آرزو کریں گے کہ مرنے والے لوگ اس وقت زندہ ہوتے۔

أقرب الموارد

في فُصَح العربية والشوارد

تأليف

الفقير اليه تعالى سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

عُفي عنه

منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي

قم - ايران ١٤٠٣ هـ ق

و — السير يكون في ظهر سِيَة القوس و — كل جلدةٍ منقوشةٍ ج خِلَل وخِلَال وجمع الثاني أَخِلَّة

(الخِلَّة) ايضاً : المصادقة والاخاء يقال «فلان كريمُ الخِلّ والخِلَّة» اي المصادقة والاخاء و — الثلمة في الحوض ونحوهِ

(الخِلَلَة) بقيَّة الطعام بين الاسنان كالخِلَّة

(الخُلَّة) بالضمّ : ما فيهِ حلاوة من النبات ومنهُ قولهم «الخُلَّة خُبز الابل والحمض فاكهتها» ويقال «الحمض لحمها» أي هو للابل بمنزلة اللحم للناس و — شجرة شاكة و — منبت العرفج و — مجتمعهُ و — كل ارضٍ لم يكن بها حمض ج خُلَل و — الخليلة و — المحبَّة والصداقة لا خَلَل فيها ج خِلَال والاسم (الخُلُولَة والخِلَالَة) و — الصديق بلفظ واحد مع الجميع تقول «هو وهي ومنَّ خُلَّتي» ومنهُ قولهُ

آلَا آبْلِغَا خُلَّتي جابرًا
بان خليلَك لم يُقتَلِ

وقد جمع على خِلَال مثل قُلَّة وقِلَال — و — الزوجة

(الخُلِّيّ) البعيرُ الذي يرعى الخُلَّة يقال «بعير خُلِّي وابلٌ خُلِّيَّة»

(الخَلِيل) الصديق المختصّ ج أَخِلَّاء وخُلَّان وقيل هو الذي صادقتهُ بعد اذ جرَّبتهُ وهي (خَلِيلَة ج خَلِيلَات وخَلَائِل) و — لقب ابرهيم جدّ يعقوب و — الضيف المختلّ الجسم و — الفقير المختلّ المال — ومنهُ لزهير في هرم بن سنان «وان اتاهُ خليلٌ يومَ مسْلَةٍ» و — شيخ سيبويهِ وهو مستنبط علم العروض و (خَلِيلك) قلبك وقيل انفك و (رجل خَلِيل) معدم فقير و (شيء خَلِيل) مثقوب منفوذ

(الأَخَلّ) المعدم الفقير و (رجل أَخَلّ) على التفضيل — : افقر من غيره ومنهُ «اقسم هذا المال في الأَخَلّ فالأَخَلّ» اي في الافقر فالافقر

(المُخْتَلّ) الشديد العطش و — المعدم الفقير و — الزائغ العقل و (امرٌ مُخْتَلّ) غير مستقيم

(إبل مُخْتَلَّة) ترعى الخلَّة

(المُخِلّ) الذي يرعى الخُلَّة وهي (مُخِلَّة) و (امرٌ مُخِلّ) موقع فيه الخَلَل و (رجل مُخَلّ) معدم فقير وهي (مُخَلَّة) و (ارضٌ مُخِلَّة) كثيرة الخلَّة ليس فيها حمض

(شيءٌ مَخْلُول) مثقوب ومنفوذ و (فصيل مَخْلُول) مهزول وقول الحريري «هو ذو عباءة مَخْلُولَة» اي مشدودة بالخِلَال

※ خَلْخَل ※ العظمَ : اخذ ما عليهِ من اللحم

(تَخَلْخَلَ) الشيء : كان في خلاله اجزائهِ فُرَج و — العسكرُ : كان غير متضامّ و — من مكانهِ : تحرَّك وتقلقل و — المرأةُ : لبست الخلخال

(الخَلْخَال والخَلْخَل والخُلْخُل) حلية من فضَّةٍ كسوار لبعير تلبسها نساء العرب في ارجلهنَّ ج خَلَاخِيل للاوّل — و (خَلَاخِل) للباقيين

(ثوبٌ خَلْخَال وخُلْخُل) رقيق

(التَخَلْخُل) في عرف الحكماء : زيادة في حجم الجسم دون ان ينضمّ اليهِ جسم آخر ويقابلهُ (التكاثف)

(المُخَلْخَل) بفتح الخاء الثانية : موضع الخلخال من الساق

(عَسكرٌ مُتَخَلْخِل) غير متضامّ

※ خلم ※ خَلَمَهُ واخْتَلَمَهُ : اختارهُ

(خَالَمَهُ) مُخَالَمَةً : صادقهُ فهو (مُخَالِم) قال المتنبي «ولي وكلُّ مخالِمٍ ومنادم»

(الخَالِم) المستوى الذي لا يفوت بعضهُ بعضاً

(الخِلْم) الصديق و — الصاحب وهي (خِلْمَة) و (إبل خِلْمَة) رتاع و — كناس الظبية العظيم وقيل مربضها و — شحم ثرب الشاة ج أَخْلَام وخُلَمَاء

※ خلس ※ الخَلَامِيس : ان ترعى الابلُ اربع ليالٍ ثم تورد غدوةً أو عشيَّةً لا تتفق على وِردٍ واحدٍ واذ ذاك تقول «رعيت خُلْموساً»

※ خلنج ※ الخَلَنْج : شجر كالطرفاء وزهرهُ احمر واصفر وابيض وحبّهُ كالخَرْدَل وخشبهُ تصنع منها القصاع كقولهِ «لَبَن البُخْت في قصاع الخَلَنْج» فارسيّ معرب

(الخَلَنْجَان والخَوْلَنْجَان) نباتٌ روميٌّ وهنديٌّ يرتفع نحو ذراع واوراقهُ كاوراق القرفة وزهرهُ ذهبيّ

※ خَلَا ※ المكانُ ن يَخْلُو خُلُوًّا وخَلَاءً (واويّ) فرغ ورحل ساكنوهُ و — الاناء مما فيهِ : صفر و — الرجلُ : وقع في مكان خالٍ لا يُزَاحَم فيهِ و — على بعض الطعام : اقتصر عليهِ و — مكانُ فلانٍ : مات و — الشيءُ : مضى ومنهُ «فعلتهُ لخمسٍ خَلَوْنَ من الشهر» أي مَضَيْنَ و — عن الامرِ و — منهُ : تبرأ و — عن الشيء : ارسلهُ و — بهِ : سخر منهُ و — بالشيء : انفرد بهِ ولم يخلط بهِ غيرهُ و — بفلانٍ و — اليهِ و — معهُ : خَلْوًا وخَلَاءً وخَلْوَةً : سألهُ ان يجتمع بهِ في خلوَة ففعل وفي القرآن «واذا خَلَوْا الى شياطينهم» وقيل ان (الى) هنا بمعنى (مع) كما في قولهِ «مَن أَنصاري الى الله» وتعدية خلا بالباء في هذا المعنى أفشى استعمالًا و — الرجلُ بنفسهِ : انفرد و — للأمر : تجرَّد لهُ و — بالُهُ : اطمأنَّ قلبُهُ واستراح و — لهُ المكانُ : تفرَّغ وصار خاليًا قال كليبٌ «وخَلَا لكِ الجوّ فبيضي واصفري» و — بالمكان : لزمَهُ ولم يُفارقهُ و — الحزنَ : فارقهُ فهو (خَالٍ) ج خُلُوٌّ كشُهُود وهو شاذٌّ والقياس (خُلِيٌّ) كجُثِيّ (إِفعَلْ كذا وخَلَاك ذمٌّ) أي لا يلحقك الذمّ على فعلهِ وقول الحريري «فلا خَلَا ذا جمجمةٍ» أراد بهِ لا زال على معنى الدعاء

(خَلَا) ايضاً من ادوات الاستثناء : اذا جعلتها فعلًا نصبتَ المستثنى واذا جعلتها حرف جرّ جررتهُ تقول جاء اتباع الامير خَلَا زيدًا بالنصب وخَلَا زيدٍ بالجرّ ولكن اذا سُبِقَت بما المصدرية تعيَّن نصب ما بعدها تقول جاء اتباعُ الامير ما خَلَا

زيدًا والتقدير جاؤا خالينَ منهُ
(فعلتُهُ لخمسٍ خلَوْنَ من الشهر ولإحدى عشرةَ خلَتْ منهُ) لان العرب تجعل النون للكثير والتاء للقليل وقد تخلف التاء النون وبالعكس ويؤرَّخ بالليالي لسبقها كما قال ابن مالك في تسهيلهِ
(خَلَّى الامرَ و— عنهُ) تخليَةً و(خالاهُ) مخالاةً: تركهُ و(خَلَّى) مكانَهُ: مضى لسبيلهِ و— مات و— الشيء: جعلهُ فريدًا وحيدًا و— سبيلَ فلانٍ: تركهُ ولم يتعرض لهُ و— سبيلَ الاسيرِ: اطلقهُ و— البائعُ بين المشتري والمبيع: سلَّمهُ اياهُ و— بينهما: تركهما مجتمعين قال الحريري «وخلَّينا بَيْنَ الشيخَيْنِ»
(خالَى) الرجلَ مُخالاةً: تاركهُ
(أخلَى) المكانَ إخلاءً: جعلهُ خاليًا و— وجدهُ خاليًا و— فلانًا معهُ: جعلهُ يخلو معهُ و— الرجلَ و— بهِ: سألهُ ان يجتمع بهِ في خلوةٍ ففعل كخَلَا بهِ و— المكانُ نفسهُ: فرغ و— عن الطعام: خلا عنهُ و— لهُ الشيء: تفرَّغ كخَلَا قال معن ابن اوس
(أعاذِلَ هل يأتي القبائلَ حظُّها
من الموتِ ام أخلَى لنا الموتُ وحدَنا
(تخلَّى) منهُ و— عنهُ تخلِّيًا: تركهُ و— لهُ: تفرَّغ لهُ
(إستخلَى) الملكَ إستخلاءً: سألهُ ان يجتمع بهِ في خلوةٍ يقال «إستخلَى الملكَ فأخلاهُ وأخلَى بهِ» اي اجتمع بهِ في خلوةٍ و— بالملك: بمعنى خلا بهِ و— الملكَ مجلسَهُ: سألهُ ان يخليَهُ لهُ و— المكانُ: فرغ
(الخالي) ايضًا: العزَب و— العزَبة ج أخلاء
(القرون الخالِيَة) أي الماضية ج الخوالي يقال «كان ذلك في الامم الاوالي والقرون الخوالي»
(الخلاء) ايضًا: المكان الفارغ و— الكنيف والمتوضأ و(بيت الخلاء) الكنيف (مكان خلاء) ليس فيهِ أحد يقال «بات في البلد الخلاء والارض الفضاء»
(خلاؤك أقنى لحيائك) أي منزلك اذا خلوتَ فيهِ الزم لحيائك مثل يقال في معرض الذم أي ان استخلاءهُ في بيتهِ استر لعيوبهِ التي يجب اخفاؤهُ بها
(أنا منهُ خَلاء) أي برَاء بلفظ واحد للجميع
(الخلاوة) بطن من بني تجيب الكنديّ ومنهم فالج ابن خلاوة يضرب بهِ المثل للتبري من الامر يقال «انا منهُ فالج ابن خلاوة» أي بريء منهُ لانهُ تبرَّأ من رجل من قومهِ قتل الاسرى يوم الرقم
(الخِلْو) الخالي والخالية للذكر والمؤنث ج أخلاء وقد يقال «الخِلْوة الخالية»
(الخَلْوة) ايضًا: المكان الذي يختلي فيهِ الرجل ج خلَوات ومنهُ «خلوات الدروز» وهي متعبَّداتهم
(كلَّمهُ على خَلْوةٍ) أي منفردًا بهِ
(خَلْوة الانسان) انفرادهُ بنفسهِ ومنهُ قولهُ خَلْوةُ الانسانِ خيرٌ
من جليس السوء عندهُ
(الخَليّ) الفارغ و— الخالي من الهم وهي (خليَّة) وهو خلاف الشجيّ ومنهُ قولهم «فياويل الشجي من الخليّ» أي يا ويلَ الحزين من الناعم البال ج خليُّون وأخلياء و— من لا زوجة لهُ و— ما يعسَّل فيهِ النحل
(أنا خليٌّ منهُ) أي بريء
(الخليَّة) ايضًا: ما يعسَّل فيهِ النحل ج خلايا و— الناقة المخلَّاة للحلب و— الناقة المطلقة من العقال و— السفينة العظيمة وقيل التي تسير من دون ان يسيّرها ملّاح وقيل التي يتبعها زورق صغير ويقال للمرأة «انتِ خليَّة» كناية عن الطلاق
※ خَلَى ※ فلانٌ الخَلَى ض يخليهِ (يادي) جزَّهُ و— الماشيةَ: جزَّ لها الخلى و— الفرسَ: القى في فيهِ اللجام و— اللجامَ من الفرس: نزعهُ و— القدرَ: القى تحتها حطبًا وقيل طرح فيها لحمًا و— الشعيرَ في المخلاة: جعلهُ فيها
(خالاهُ) مخالاةً: صارمهُ وقيل خادعهُ
(أخلَتِ) الارضُ إخلاءً: كثر خلاها و— القدرَ: اوقد تحتها بالبعر كأنهُ جعلهُ خلًى لها و— اللهُ تعالى الماشيةَ: انبت لها الخلى
(إختلَى) الخلَى إختلاءً: جزَّهُ
(إتخلَى) الخلَى: انقطع
(إخلَولَى) الرجلُ إخليلاءً: دام على شرب اللبن
(الخالي) ايضًا: مقلوب الخائل المتكبر
(الخلَى) الرطب من النبات وقيل كل بقلة قلعتها ج أخلاء وفي المثل «عبدٌ وخلًى في يديهِ» أي انهُ مع عبوديتهِ غنيّ الواحدة (خلاة)
(فلانٌ حُلوُ الخلَى) اي حسن الكلام
(المِخلَى) ما يقطع بهِ الخلَى
(المِخلاة) ما يجعل فيهِ الخلَى ومنهُ المِخلاة لما يوضع فيهِ العلف ويعلَّق في عنق الدابَّة لتعتلفهُ ج مخالٍ و— اسم كتاب لبهاء الدين العامليّ
(المُختلِي) ايضًا: الاسد
※ خَمِجَ ※ ل خمَجًا: فتر من مرضٍ او تعبٍ فهو (خمِج) وجاء خميج والاول اعرف و— اللحمُ: انتن و— التمرُ: فسد وكذا (خمِجَ) دينهُ وخُلُقهُ و— فلانًا: اساء ذكرَهُ
(الخمِجة) الناقة لا تذوق الماء لعلَّةٍ
(رجلٌ مُخمَّج الاخلاق) فاسدها
※ الخَمجَر والخُمجَر والخُماجِر والخَمجَرير ※ الماء المِلح جدًّا كقولهِ «لو كنت ماءً كنت خمجريرا»
(بينَهم خمجَريرة) وفي التكملة بينَهم خمجريرٌ: اي صويش
※ خمَدت ※ النارُ ن ل خمدًا وخُمودًا: سكن لهبها ولم يطفأ جمرها واذا طفئ جمرها ولم يبقَ شيء فقد همَدت و— المريضُ: أغمي وقيل مات مينة مغطو وفي القرآن «وجعلناهم حصيدًا خامدين» وفيه ايضًا «وان كانت الاصيحة واحدة فاذا هم خامدون»

تأليف
أبي القاسم جار الله محمود بن عمر بن أحمد الزمخشري
المتوفى سنة ٥٣٨ هـ

تحقيق
محمد باسل عيون السود

الجزء الاول

المحتوى :
أبب - غيي

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

بشيء. وخَمْرٌ خَلّةٌ: حامضة.

* **خلو**: خلا المكان خَلاءً، وخلا من أهله، وعن أهله، وخلوت بفلان وإليه ومعه خلوة، وخلا بنفسه: انفرد. واستخلَيتُ المَلِك فأخلاني أي خلا معي، وأخلى لي مَجْلِسَه. وخلا لك الجوّ[1]. ومكانٌ خَلاء، وبات في البلد الخلاء والأرض القضاء؛ وهو خِلْوٌ من هذا الأمر، وهي خِلْوَةٌ، وهم أخلاء، وهو خَليّ من الهَمّ، وهي خليّة منه، وهم خليّون، وهنّ خَليّاتٌ. وخَلَوتَ على اللبن وعلى اللحم إذا أكلته وحده ليس معه غيره من تمر أو خبز. وخَلّيته وخَلّيتَ عنه: أرسَلْتَه. وخَلّيْتُ فلاناً وصاحبَه. وخَلّيت بينهما. وخاليتُه مُخالاة: وادعتُه. وتخلّى عن الدنيا وخَالاها مُخالاة، وما أحسَن مخالاتَك الدنيا! وخلا شبابُك: مضى. وهو من القرون الخالية. وتقول: كان ذلك في القرون الأوالي والأمم الخوالي؛ و «افعل ذلك وخَلاك ذَمٌّ»[2]. وما أردتُ مَساءتك خلا أنّي وعظتُك. والعسل في الخليّة وفي الخلايا. وعلفتَه الخَلَى وهو الحشيش. واختليتَه: اجتززتَه. وخَلَيتُ دابّتي: حششت له وملأتُ له المِخلاة، وعلّقوا على دوابّهم المَخالي. والمِخلاء في المِخلاة وهو ما يُقطع به الخَلَى. وأخليتَ الدابة: علفتَه الخَلَى.

ومن المجاز: خَلّى فلان مكانَه: مات. ولا أخلى الله مكانك: دعاء بالبقاء. وخَلّى سبيله: تركه. وخَلا به: سخِر منه وخَدعه لأن الساخر والخادعَ يخلوان به يُريانه النّصحَ والخصُوصيّةَ. وأخلى الفرسَ اللّجامَ: ألقمه إيّاه إلقامَ الخَلَى؛ قال ابن مقبل: [من الطويل]

تَمَطّيتُ أُخْليهِ اللّجامَ وبَذّني
وشخصي يُسامي شخصَه وهو طائِلُه[3]

وفلان حُلو الخَلَى إذا كان حَسَن الكلام؛ قال كثير: [من الطويل]

ومُحترِشٍ ضَبَّ العداوَةِ منهُمُ
بحُلوِ الخَلَى حرْشَ الضِّبابِ الخوادعِ[4]

وأخْلى القِدْرَ: أوقد تحتَها بالبَعَر كأنّه جعله خَلًى لها، قال الراعي: [من الطويل]

إذا أُخْلِيَتْ عُودَ الهشيمةِ أَرْزَمَتْ
حنَاجرها حتى نَبيتَ نَذُودُها[5]

وما كنت خلاةً لِمُوعِدٍ؛ قال الأعشى: [من المتقارب]

وحَوْلِيَ بكْرٌ وأشياعُها
فلستُ خَلاةً لمن أوْعَدَنْ[6]

وهذا سيف يختلي الأيديَ والأرجلَ؛ قال: [من الطويل]

كأنّ اختِلاء المشرَفيّ رُؤوسَهُمْ
هُوِيُّ جنوبٍ في يَبيسٍ مُحَرَّقِ[7]

* **خمد**: نار خامدة وقد خَمَدت خُمُوداً: سكن لهبُها وذهب حسيسُها، وللنّار وَقْدَة ثمّ خَمْدة.

(١) المستقصى ٢/ ٧٥، ومجمع الأمثال ١/ ٢٣٩، وجمهرة الأمثال ١/ ٤٢٢، والأمثال لابن سلام ٢٥١، وفصل المقال ٣٦٣، ٥٠٤.
(٢) المستقصى ١/ ٢٢٤، والأمثال لمجهول ٢١، وفصل المقال ٣١٣، والأمثال لابن سلام ٢٢٨، ومجمع الأمثال ٢/ ٨٠.
(٣) ديوان ابن مقبل ٢٤٧، واللسان (خلا)، والتاج (خلى).
(٤) ديوان كثير ٢٣٩، واللسان (خلا)، والتاج (خلى، حرش). وبلا نسبة في اللسان (خدع).
(٥) ديوان الراعي النميري ٩٢، وشرح ديوان الحماسة للمرزوقي ١٥٠٩.
(٦) ديوان الأعشى ٧٥، واللسان (خلا)، والتاج (خلى)، وبلا نسبة في المخصص ١١/ ٢٠.
(٧) لم يرد البيت في المعاجم الأخرى.

الكليات

معجم في المصطلحات والفروق اللغوية

لأبي البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفوي
ت: ١٠٩٤هـ = ١٦٨٣م

قابله على نسخة خطية وأعده للطبع ووضع فهارسه
د. عدنان درويش
محمد المصري

مؤسسة الرسالة
ناشرون

والخُسْرَواني: شراب ونوع من الثياب.

و﴿**كَرَّةٌ خاسرة**﴾[1]. أي غير نافعة.

الخزازة: هي وجع في القلب من غيظ ونحوه.

الخُفّ: معروف. ويجمع على (خِفاف) وأما خف البعير فإنه يجمع على (أخفاف).

الخِدْمة: هي عامة.

والسِّدانة: خاصة للكعبة.

[**والخادم**: يطلق على الغلام والجارية قاله التفتازاني عليه الرحمة، وفي «الكشاف»: دخلت خادمة.][2]

الخرطوم[3]: هو لا يستعمل إلا في الفيل والخنزير.

الخيدع: هو من لا يوثَق بمودته.

الخُفَّاش؛ كـ (رُمَان): الوطواط، وكذا الخُطاف، بالضم.

خَيْر مَقْدَم: أي قدمت قدوماً خير مقدم، بحذف عامل المصدر وإقامة المصدر مقامه، ثم إقامة صفة المصدر مقام المصدر، ومصدريته باعتبار الموصوف، أو بالمضاف إليه، لأن اسم التفضيل له حكم ما أضيف إليه.

الخال: هو أخ الأم ، وسحاب لا يخلف مطره، أو لا مطر فيه، وشامة في البدن.

وأنا خال هذا الفرس: أي صاحبه.

وبيني وبينهم خؤولة، ويقال خال أيضاً بيّن الخؤولة.

وخالَ الشيءَ خيلولة: ظنه، وتقول في مستقبله إخال بكسر الألف وهو الأفصح.

خُدَاي: فارسية، معناه أنه بنفسه جاء، (خود) معناه ذات الشيء ونفسه و(اي) معناه (جاء) أي انه لذاته كان موجوداً، وهذا معنى واجب الوجود لذاته.

خجته: اسم نساء أصفهانيات من رواة الحديث، أعجمية معناها المباركة.

خشنام، بالضم: عَلَم مُعَرَّب (خوش نام) أي الطيب الاسم.

خَلَوْن: يقال: لأربع مضين من الشهر.

وخلت: لإحدى عشرة من الشهر، لأن العرب تجعل النون للقليل والتاء للكثير.

وخلوت بفلان وإليه: انفردت معه.

وخلاك ذم: عداك ومضى عنك. ومنه: القرون الخالية.

خصوصاً: حال بمعنى (خاصاً)، أو نصب على المصدرية أي: يخص هذا خصوصاً.

وخاصَّة: مصدر كعاقبة وكاذبة، وهي ضد (عامة)، والتاء للتأنيث أو للمبالغة، وانتصابها على المفعول المطلق؛ ويجوز أن يكون حالاً بمعنى (مخصوصاً) نحو: (أخذته سمعاً).

خلافاً: هو إما مصدر مثل (اتفاقاً) و(إجماعاً) بتقدير (اتفق عليه اتفاقاً) و(أجمعوا على ذلك إجماعاً) لكنه لو قدِّر فيه (اختلفوا) يشكل بأن مصدره (اختلاف) ويأبى [ما يأتي بعده][4]

---

(١) النازعات: ١٢.

(٢) من: خ.

(٣) ليست هذه المادة في: خ.

(٤) من (خ).

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيّلة بفهارس مفصّلة

١

دار المعارف

امْرَأَتَكَ، لَمَّا لَمْ تَكُنْ نِيَّتُهُ الطَّلاقَ، وإِنَّمَا غالَطَتْهُ بِلَفْظٍ يُشْبِهُ لَفْظَ الطَّلاقِ؛ قالَ ابْنُ الأَثِيرِ: أَرادَ بِالْخَلِيَّةِ هٰهُنا النَّاقَةَ تُخَلَّى مِنْ عِقالِها، وطَلَّقَتْ مِنَ الْعِقالِ تَطْلُقُ طَلْقاً فَهِيَ طالِقٌ، وقِيلَ: أَرادَ بِالْخَلِيَّةِ الْغَزِيرَةَ يُؤْخَذُ وَلَدُها فَيُعْطَفُ عَلَيْهِ غَيْرُها وتُخَلَّى لِلْحَيِّ يَشْرَبُونَ لَبَنَها؛ وَالطَّالِقُ: النَّاقَةُ الَّتِي لا خِطامَ لَها؛ وأَرادَتْ هِيَ مُخادَعَتَهُ بِهٰذا الْقَوْلِ لِيَلْفِظَ بِهِ فَيَقَعَ عَلَيْها الطَّلاقُ؛ فَقالَ لَهُ عُمَرُ: خُذْ بِيَدِها فَإِنَّها امْرَأَتُكَ، وَلَمْ يُوقِعِ الطَّلاقَ لأَنَّهُ لَمْ يَنْوِ الطَّلاقَ، وكانَ ذٰلِكَ خِداعاً مِنْها.

وَفِي حَدِيثِ أُمِّ زَرْعٍ: كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لأُمِّ زَرْعٍ فِي الأُلْفَةِ وَالرِّفاءِ، لا فِي الْفُرْقَةِ وَالْخَلاءِ، يَعْنِي أَنَّهُ طَلَّقَها وَأَنا لا أُطَلِّقُكِ.

وقالَ اللِّحْيانِيُّ: الْخَلِيَّةُ كَلِمَةٌ تُطَلَّقُ بِها الْمَرْأَةُ، يُقالُ لَها: أَنْتِ بَرِيَّةٌ وخَلِيَّةٌ، كِنايَةٌ عَنِ الطَّلاقِ تَطْلُقُ بِها الْمَرْأَةُ إِذا نَوَى طَلاقاً، فَيُقالُ: قَدْ خَلَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ زَوْجِها.

وقالَ ابْنُ بُزُرْجَ: امْرَأَةٌ خَلِيَّةٌ وَنِساءٌ خَلِيَّاتٌ لا أَزْواجَ لَهُنَّ ولا أَوْلادَ، وقالَ: امْرَأَةٌ خَلْوَةٌ وَامْرَأَتانِ خَلْوَتانِ وَنِساءٌ خَلَواتٌ أَيْ عَزَباتٌ. وَرَجُلٌ خَلِيٌّ وخَلِيّانِ وَأَخْلِياءُ: لا نِساءَ لَهُمْ. وفي حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ: الْخَلِيَّةُ ثَلاثٌ، كانَ الرَّجُلُ فِي الْجاهِلِيَّةِ يَقُولُ لِزَوْجَتِهِ: أَنْتِ خَلِيَّةٌ فَكانَتْ تَطْلُقُ مِنْهُ، وَهِيَ فِي الإِسْلامِ مِنْ كِناياتِ الطَّلاقِ، فَإِذا نَوَى بِها الطَّلاقَ وَقَعَ.

أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى: إِنَّهُ لَحُلْوُ الْخَلا إِذا كانَ حَسَنَ الْكَلامِ؛ وأَنْشَدَ لِكُثَيِّرٍ:

وَمُحْتَرِشٍ ضَبَّ الْعَداوَةِ مِنْهُمُو
بِحُلْوِ الْخَلا حَرْشَ الضِّبابِ الْخَوادِعِ

شَمِرٌ: الْمُخالاةُ الْمُبارَزَةُ. وَالْمُخالاةُ: أَنْ يَتَخَلَّوْا مِنَ الدُّورِ وَيَصِيرُوا إِلَى الدُّثُورِ. اللَّيْثُ: خالَيْتُ فُلاناً إِذا صارَعْتَهُ، وكَذٰلِكَ الْمُخالاةُ فِي كُلِّ أَمْرٍ؛ وأَنْشَدَ:

وَلا يَدْرِي الشَّقِيُّ بِمَنْ يُخالِي

قالَ الأَزْهَرِيُّ: كَأَنَّهُ إِذا صارَعَهُ خَلا بِهِ فَلَمْ يَسْتَعِنْ واحِدٌ مِنْهُما بِأَحَدٍ وَكُلُّ واحِدٍ مِنْهُما يَخْلُو بِصاحِبِهِ. وَيُقالُ: عَدُوٌّ مُخالٍ أَيْ لَيْسَ لَهُ عَهْدٌ؛ وَقالَ الْجَعْدِيُّ:

غَيْرُ بِدْعٍ مِنَ الْجِيادِ ولا
يُجْنَبْنَ إِلاَّ عَلَى عَدُوٍّ مُخالِي

وقالَ بَعْضُهُمْ: خالَيْتُ الْعَدُوَّ تَرَكْتُ ما بَيْنِي وَبَيْنَهُ مِنَ الْمُواعَدَةِ، وَخَلا كُلُّ واحِدٍ مِنْهُما مِنَ الْعَهْدِ.

وَالْخَلِيَّةُ: السَّفِينَةُ الَّتِي تَسِيرُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسَيِّرَها مَلاَّحٌ؛ وقِيلَ: هِيَ الَّتِي يَتْبَعُها زَوْرَقٌ صَغِيرٌ؛ وقِيلَ: الْخَلِيَّةُ الْعَظِيمَةُ مِنَ السُّفُنِ، وَالْجَمْعُ خَلايا، قالَ الأَزْهَرِيُّ: وَهُوَ الصَّحِيحُ؛ قالَ طَرَفَةُ:

كَأَنَّ حُدُوجَ الْمالِكِيَّةِ غُدْوَةً
خَلايا سَفِينٍ بِالنَّواصِفِ مِنْ دَدِ

وقالَ الأَعْشَى:

يَكُبُّ الْخَلِيَّةَ ذاتَ الْقِلاعِ
وَقَدْ كادَ جُؤْجُؤُها يَنْحَطِمْ

وخَلا الشَّيْءُ خُلُوًّا مَضَى. وقَوْلُهُ تَعالَى: «وإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلاَّ خَلا فِيها نَذِيرٌ» أَيْ مَضَى وَأُرْسِلَ. وَالْقُرُونُ الْخالِيَةُ: هُمُ الْمَواضِي. وَيُقالُ: خَلا قَرْنٌ فَقَرْنٌ أَيْ مَضَى. وفي حَدِيثِ جابِرٍ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلا مِنْها، أَيْ كَبِرَتْ وَمَضَى مُعْظَمُ عُمْرِها؛ وَمِنْهُ الْحَدِيثُ: فَلَمَّا خَلا سِنِّي، وَنَثَرْتُ لَهُ ذا بَطْنِي؛ تُرِيدُ أَنَّها كَبِرَتْ وأَوْلَدَتْ لَهُ.

وتَخَلَّى عَنِ الأَمْرِ وَمِنَ الأَمْرِ: تَبَرَّأَ. وتَخَلَّى: تَفَرَّغَ. وفي حَدِيثِ مُعاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ: قُلْتُ: يا رَسُولَ اللهِ ما آياتُ الإِسْلامِ؟ قالَ: أَنْ تَقُولَ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَى اللهِ وتَخَلَّيْتُ؛ التَّخَلِّي: التَّفَرُّغُ. يُقالُ: تَخَلَّى لِلْعِبادَةِ، وهُوَ تَفَعُّلٌ مِنَ الْخُلُوِّ، وَالْمُرادُ التَّبَرُّؤُ مِنَ الشِّرْكِ وعَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الإِيمانِ. وخَلَّى عَنِ الشَّيْءِ: أَرْسَلَهُ، وخَلَّى سَبِيلَهُ فَهُوَ مُخَلًّى عَنْهُ ورَأَيْتُهُ مُخَلِّياً؛ قالَ الشَّاعِرُ:

مالِي أَراكَ مُخَلِّياً
أَيْنَ السَّلاسِلُ وَالْقُيُودُ؟
أَغَلا الْحَدِيدُ بِأَرْضِكُمْ
أَمْ لَيْسَ يَضْبِطُكَ الْحَدِيدُ؟

وخَلَّى فُلانٌ مَكانَهُ إِذا ماتَ؛ قالَ:

فَإِنْ يَكُ عَبْدُ اللهِ خَلَّى مَكانَهُ
فَما كانَ وَقَّافاً ولا مُتَنَطِّقا

قالَ ابْنُ الأَعْرابِيِّ: خَلا فُلانٌ إِذا ماتَ، وخَلا إِذا أَكَلَ الطَّيِّبَ، وخَلا إِذا تَعَبَّدَ، وخَلا إِذا تَبَرَّأَ مِنْ ذَنْبٍ قُرِفَ بِهِ. وَيُقالُ: لا أَخْلَى اللهُ مَكانَكَ، تَدْعُو لَهُ بِالْبَقاءِ.

وخَلا: كَلِمَةٌ مِنْ حُرُوفِ الاسْتِثْناءِ تَجُرُّ ما بَعْدَها وتَنْصِبُهُ، فَإِذا قُلْتَ ما خَلا زَيْداً فَالنَّصْبُ لا غَيْرُ. اللَّيْثُ: يُقالُ ما فِي الدَّارِ أَحَدٌ خَلا زيداً وزَيْدٍ، نَصْبٌ وجَرٌّ، فَإِذا قُلْتَ ما خَلا زَيْداً فَانْصِبْ، فَإِنَّهُ قَدْ بَيَّنَ الْفِعْلَ. قالَ الْجَوْهَرِيُّ: تَقُولُ جاءُونِي خَلا زَيْداً، تَنْصِبُ بِها إِذا جَعَلْتَها فِعْلاً وتُضْمِرُ فِيها الْفاعِلَ، كَأَنَّكَ قُلْتَ خَلا مَنْ جاءَنِي مِنْ زَيْدٍ؛ قالَ ابْنُ بَرِّيٍّ: صَوابُهُ خَلا بَعْضُهُمْ زَيْداً، فَإِذا قُلْتَ خَلا زَيْدٍ فَجَرَرْتَ فَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ النَّحْوِيِّينَ حَرْفُ جَرٍّ بِمَنْزِلَةِ حاشا، وعِنْدَ بَعْضِهِمْ مَصْدَرٌ مُضافٌ، وَأَمَّا ما خَلا فَلا يَكُونُ بَعْدَها إِلاَّ النَّصْبُ، تَقُولُ جاءُونِي ما خَلا زَيْداً لأَنَّ خَلا لا تَكُونُ بَعْدَ ما إِلاَّ صِلَةً لَها، وهِيَ مَعَها مَصْدَرٌ، كَأَنَّكَ قُلْتَ جاءُونِي خُلُوَّ زَيْدٍ، أَيْ خُلُوَّهُمْ مِنْ زَيْدٍ. قالَ ابْنُ بَرِّيٍّ: ما الْمَصْدَرِيَّةُ لا تُوصَلُ بِحَرْفِ الْجَرِّ، فَدَلَّ أَنَّ خَلا فِعْلٌ.

وتَقُولُ: ما أَرَدْتُ مَساءَتَكَ خَلا أَنِّي وَعَظْتُكَ، مَعْناهُ إِلاَّ أَنِّي وعَظْتُكَ؛ وأَنْشَدَ:

خَلا اللهِ لا أَرْجُو سِواكَ وإِنَّما
أَعُدُّ عِيالِي شُعْبَةً مِنْ عِيالِكا

وفي الْمَثَلِ: أَنا مِنْ هٰذا الأَمْرِ كَفالِجِ بْنِ خَلاوَةَ، أَيْ بَرِيءٌ خَلاءٌ، وهُوَ مَذْكُورٌ فِي حَرْفِ الْجِيمِ.

وخَلاوَةُ: اسْمُ رَجُلٍ مُشْتَقٌّ مِنْ ذٰلِكَ.

مفردات القرآن (اردو)

مکمل

جلد اول

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ وحواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری

شیخ شمس الحق

۳۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

پاک میں ہے:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (۶۸۔۴) اور اخلاق تمہارے بہت (عالی) ہیں۔

اَلْخَلَاقُ: وہ فضیلت جو انسان اپنے اخلاق سے حاصل کرتا ہے۔قرآن میں ہے:

﴿وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (۲۔۲۰۰) ایسے لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔

فُلَانٌ خَلِيْقٌ بِكَذَا: فلاں اس کا اہل ہے گویا وہ خوبی اس میں پیدا کی گئی ہے۔جیسا کہ فُلَانٌ مَّجْبُوْلٌ عَلٰی كَذَا وَمَدْعُوٌّ اِلَيْهِ مِنْ جِهَةِ الْخَلْقِ کا محاورہ ہے۔

خَلَقَ الثَّوْبُ وَاَخْلَقَ: کپڑے کا پرانا ہو جانا اور پرانے کپڑے کو خَلَقٌ وَمُخْلَقٌ وَاَخْلَاقٌ کہا جاتا ہے جیسا کہ حَبْلٌ اَرْمَامٌ وَاَرْمَاتٌ کا محاورہ ہے اور کپڑے کے پرانا ہونے سے ملائم اور چکنا ہونے کا معنیٰ لیا جاتا ہے۔چنانچہ کہا جاتا ہے۔

جَبَلٌ اَخْلَقُ وَصَخْرَةٌ خَلْقَآءُ: چکنا پہاڑ یا چکنا پتھر۔

خَلَّقْتُ الثَّوْبَ: میں نے کپڑے کو پرانا کیا۔اخْلَولَقَ السَّحَابُ اَنْ تُمطِرَ: امید ہے کہ بارش ہوگی۔

یہ یا تو خَلَّقْتُ الثَّوْبَ سے ماخوذ ہے اور یا ھُوَ خَلِيْقٌ بِكَذَا کے محاورہ سے لیا گیا ہے۔

اَلْخَلُوْقُ: ایک قسم کا خوشبو۔

(خ ل و)

اَلْخَلَاءُ: خالی جگہ جہاں عمارت و مکان وغیرہ نہ ہو اور اَلْخُلُوُّ کا لفظ زمان و مکان دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔چونکہ زمانہ میں مَضِیٌّ (گذرنا) کا مفہوم پایا جاتا ہے۔اس لئے اہل لغت خَلَاالزَّمَانُ کے معنیٰ زمانہ گذر گیا کر لیتے ہیں۔قرآن پاک میں ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ (۳۔۱۴۴) اور محمد ﷺ تو صرف خدا کے پیغمبر ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر گزرے ہیں۔

﴿وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ﴾ (۱۳۔۶) حالانکہ ان سے پہلے عذاب (واقع) ہو چکے ہیں۔

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ﴾ (۲۔۱۳۴) یہ جماعت گذر چکی۔

﴿قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ﴾ (۳۔۱۳۷) تم لوگوں سے پہلے بھی بہت سے واقعات گذر چکے ہیں۔

﴿اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ (۳۵۔۲۴) مگر اس میں ہدایت کرنے والا گذر چکا ہے۔

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (۲۔۲۱۴)......تم کو پہلے لوگوں کی سی۔

﴿وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ﴾ (۳۔۱۱۹) اور جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصے کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔اور آیت کریمہ:

﴿يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ﴾ (۱۲۔۹) پھر ابا کی توجہ تمہاری طرف ہو جائے گی۔کے معنیٰ یہ ہیں کہ پھر تمہارے ابا کی محبت اور توجہ صرف تمہارے ہی لئے رہ جائے گی۔

خَلَا الْاِنْسَانُ: تنہا ہونا۔خَلَا فُلَانٌ بِفُلَانٍ کسی کے ساتھ تنہا ہونا۔

خَلَا اِلَيْهِ: کسی کے پاس خلوت میں پہنچنا۔قرآن پاک میں ہے:

﴿وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ﴾ (۲۔۱۴) اور جب

التراث العربي

سلسلة يصدرها المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب
دولة الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الثامن والثلاثون

تحقيق

د. عبد الصبور شاهين

راجعه

د. محمد حماسة عبد اللطيف

١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

تَطْلُقُ بِهَا المَرْأَةُ إِذَا نُوِيَ بِهَا[1].

وَفِي حَدِيثِ ابنِ عُمَرَ[2]: "كَانَ الرَّجُلُ فِي الجَاهِلِيَّةِ يَقُولُ لِزَوْجَتِهِ: أَنْتِ خَلِيَّةٌ، فَكَانَتْ تَطْلُقُ مِنْهُ، وَهِيَ فِي الإِسْلاَمِ مِنَ الكِنَايَاتِ[3]، فَإِذَا نَوَى بِهَا الطَّلاَقَ وَقَعَ".

(و) مِنَ المَجَازِ: (خَلاَ مَكَانُهُ)، أَيْ: (مَاتَ)، هكَذَا فِي النُّسَخِ، ونصُّ ابنِ الأَعْرَابيِّ: خَلاَ فلانٌ: إِذَا مَاتَ. وَأَمَّا إِذَا ذَكَرَ المَكَانَ[4] فهو خَلَّى، بالتَّشْدِيدِ، تَخْلِيَةً، وهو أيضا صحيحٌ، نَقَلَهُ ابنُ سِيدَه والزمخشريُّ وغيرُهما، فَفِي سِيَاقِ المُصَنِّفِ نَظَرٌ يُتَأَمَّلُ لَهُ، والأَوْلَى حذفُ: مكانه[5].

(و) خَلاَ الشَّيْءُ خُلُوًّا: (مَضَى)، ومِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَإِن مِنْ أُمَّةٍ إِلاَّ خَلاَ فِيهَا نَذِيرٌ﴾[1]، أي: مَضَى وَأُرْسِلَ. والقُرُونُ الخَالِيَةُ: هُمُ المَوَاضِي. وفي حديث جابر: "تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً قَدْ خَلاَ مِنْهَا"[2]، أَيْ: كَبِرَتْ، وَمَضَى مُعْظَمُ عُمْرِهَا، ومِنْهُ الحدِيثُ: "فَلَمَّا خَلاَ سِنِّي[3]، ونَثَرْتُ لَهُ ذَا بَطْنِي"[4]، تُرِيدُ: أَنَّها كَبِرَتْ وَأَوْلَدَتْ لَهُ.

(وَ) خَلاَ (عَنِ الأَمْرِ، وَمِنْهُ): إِذَا (تَبَرَّأَ)[5]، وَنَصُّ ابنِ الأعرابيِّ: خَلاَ: إِذَا تَبَرَّأَ مِنْ ذَنْبٍ قُرِفَ بِهِ.

(وَ) خَلاَ (عَنِ الشَّيْءِ: أَرْسَلَهُ)، وَهَذِهِ أَيْضًا رُوِيَتْ بِالتَّشْدِيدِ[6]، فَفِي سِيَاقِهِ نَظَرٌ.

(وَ) مِنَ المَجَازِ: خَلاَ (بِهِ): إِذَا (سَخِرَ مِنْهُ)، عَنِ اللِّحْيَانِيِّ، وَنَقَلَهُ الزَّمَخْشَرِيُّ أَيْضًا، قال الأزهريُّ: وَهُوَ

(١) في اللسان: "إذا نوى طلاقا".

(٢) [في النهاية ٢/٧٥: "الخلية ثلاثٌ كان الرجل..."].

(٣) [في النهاية ٢/٧٥: "من كنايات الطلاق"].

(٤) يقصد قولهم: خَلَّى فلانٌ مكانَه: مات، ولا أخلى الله مكانَك، دعاءٌ بالبقاء (انظر الأساس).

(٥) أي: من عبارة (خلا مكانُه) السابقة.
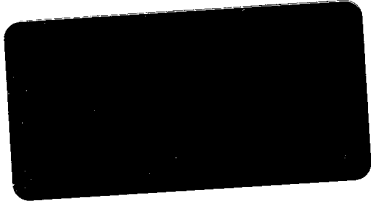
(١) سورة فاطر، الآية (٢٤).

(٢) البخاري –كتاب الوكالة ٨، والنهاية ٢/٧٤.

(٣) في مطبوع التاج: "خلا منّي".

(٤) النهاية: ٢/٧٤.

(٥) ما ورد في اللسان هو: "خلَّى الأمر، وتخلَّى منه وعنه، وخالاه: تركه... وأيضا: وتخلَّى عن الأمر، ومن الأمر: تبرَّأ".

(٦) في اللسان: "وخلَّى عن الشيء: أرسله".

شرح

ديوان حماسة أبي تمام

المنسوب

لأبي العلاء المعري

دراسة وتحقيق
الدكتور حسين محمد نقشة

المجلد الأول

دار الغرب الإسلامي

لِأَنَّ في النَّاسِ مَنْ يُقْتَلُ بالعِصِيِّ والحِجَارَةِ. قال: فَلَا نُضَارِبُ بالعِصِيِّ وَلَا نُرَامِي بالحِجَارَةِ. أي لَسْنَا كأولَئِكَ.

١٤ ـ صَفَوْنَا فَلَمْ نَكْدُرْ[1] وَأَخْلَصَ سِرَّنَا ... إِنَاثٌ أَطَابَتْ حَمْلَنَا وَفُحُولُ[2]

١٥ ـ عَلَوْنَا إِلَى خَيْرِ الظُّهُورِ وَحَطَّنَا ... لِوَقْتٍ إِلَى خَيْرِ البُطُونِ نُزُولُ

السِّرُّ: النِّكاحُ. وَقِيلَ: الأَصْلُ والمَعْنَى مُتَقَارِبٌ. أي كُنَّا فِي خَيْرِ الظُّهُورِ وَحَصَلْنَا في خَيْرِ أَرْحَامٍ أي نَحْنُ كِرَامٌ.

١٦ ـ فَنَحْنُ كَمَاءِ المُزْنِ مَا فِي نِصَابِنَا ... كَهَامٌ وَلافِينَا يُعَدُّ بَخِيلُ

المُزْنُ السَّحَابُ الأَبْيَضُ. وماؤُهَا أَطْهَرُ المِيَاهِ لِسَلامَتِهِ مِنَ الاستِعْمَالِ. الكَهَامُ الَّذِي لا يُعْطِي ما يُطْلَبُ مِنْهُ وَالكَهَامُ العَاجِزُ.

١٧ ـ وَنُنْكِرُ إِنْ شِئْنَا عَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ ... وَلَا يُنْكِرُونَ القَوْلَ حِينَ نَقُولُ

١٨ ـ إِذَا سَيِّدٌ مِنَّا مَضَى[3] قَامَ سَيِّدٌ ... قَؤُولٌ لِمَا قَالَ الكِرَامُ فَعُولُ

[١٤ / ب][4]

١٩ ـ وَمَا أُخْمِدَتْ نَارٌ لَنَا دُونَ طَارِقٍ ... وَلَا ذَمَّنَا فِي النَّازِلِينَ نَزِيلُ

٢٠ ـ وأَيَّامُنَا مَشْهُورَةٌ فِي عَدُوِّنَا ... لَهَا غُرَرٌ معلومةٌ وحجولُ[5]

---

(١) هكذا بفتح الدال وضمها وكسرها وهي لغة ينظر اللسان ج ٥/٣٨٣ مادة كدر، وهي في بعضها بالفتح كآبن فارس والفسوي، والطبرسي، والجواليقي وبعضها بالتثليث كالقاشاني، والمرزوقي، والتبريزي.

(٢) قال آبن فارس: «ويُروى حُجُورٌ أطابت حملنا».

(٣) في بقية النسخ: «إذا سيد منا خلا».

(٤) الورقة ١٤ ب، مع الورقة ١٢ أ، حسب ترتيب المخطوط وذلك لاضطرابه.

(٥) آبن فارس: وأيامنا معلومة... لها غرر ما تنقضي وحجول «ويروى مشهورة مكان معلومة ومعلومة مكان مشهورة» ١٣ ب.

الجرجاني، وأيامنا معلومة لها غرر مشهورة... الفسوي: وأيامنا مشهورة... لها غرر معروفة.

وقال ويروى غرر معلومة.

والبيت في منثور المنظوم ٥٥.

تفسير سلفي أثري خالٍ من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨ - ١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدّم له وراجعه
خادم العلم
عبدالله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الثاني

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللَّهُ الشَّـٰكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَـٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الْأَخِرَةِ نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَسَنَجْزِى الشَّـٰكِرِينَ ﴿١٤٥﴾﴾

﴿وما محمد إلا رسول﴾ سبب نزول هذه الآية أن النبي ﷺ لما أصيب يوم أحد صاح الشيطان قائلاً قد قتل محمد ﷺ ففشل بعض المسلمين حتى قال قائل قد أصيب محمد فأعطوا بأيديكم فإنما هم إخوانكم[1]، وقال آخر لو كان رسولاً ما قتل فرد الله عليهم ذلك وأخبرهم بأنه رسول ﴿قد خلت من قبله الرسل﴾ وسيخلو كما خلوا فهذه الجملة صفة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، والقصر قصر أفراد كأنهم استبعدوا هلاكه فأثبتوا له صفتين الرسالة وكونه لا يهلك فرد الله عليهم ذلك بأنه رسول لا يتجاوز ذلك إلى صفة عدم الهلاك، وقيل هو قصر قلب.

ثم أنكر الله عليهم بقوله ﴿أفإن مات﴾ الهمزة للاستفهام الإنكاري أي كيف ترتدون وتكفرون دينه إذا مات ﴿أو قتل﴾ مع علمكم أن الرسل تخلو ويتمسك أتباعهم بدينهم وان فقدوا بموت أو قتل، وقيل الإنكار لجعلهم خلو الرسل قبله سبباً لانقلابهم بموته أو قتله، وإنما ذكر القتل سبحانه مع علمه أنه لا يقتل لكونه مجوزاً عند المخاطبين.

﴿انقلبتم على أعقابكم﴾ أي ترجعون إلى دينكم الأول يقال لكل من رجع إلى ما كان عليه نكص على عقبيه ورجع وراءه. والحاصل أن موته ﷺ

(١) ابن جرير ٧/٢٥٧.

أو قتله لا يوجب ضعفاً في دينه ولا الرجوع عنه بدليل موت سائر الأنبياء قبله، وان اتباعهم ثبتوا على دين أنبيائهم بعد موتهم، فلا ينبغي منكم الانقلاب والارتداد حينئذ، لأن محمداً عبد مبلّغ لا معبود، وقد بلغكم والمعبود باق فلا وجه لرجوعكم عن الدين الحق ولو مات من بلغكم إياه.

﴿ومن ينقلب على عقبيه﴾ بإدباره عن القتال أو بارتداده عن الإسلام ﴿فلن يضر الله شيئاً﴾ وإنما يضر نفسه ﴿وسيجزي الله الشاكرين﴾ أي الذين صبروا وقاتلوا واستشهدوا لأنهم بذلك شكروا نعمة الله عليهم بالإسلام ومن امتثل ما أمر به فقد شكر النعمة التي انعم الله بها عليه.

وقال علي: الشاكرين الثابتين على دينهم أبا بكر وأصحابه فكان علي رضي الله عنه يقول: كان أبو بكر رضي الله عنه أمير الشاكرين وكان أشكرهم وأحبّهم إلى الله تعالى، وعنه أنه كان يقول في حياة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والله لا ننقلب على أعقابنا بعد إذ هدانا الله، والله لئن مات أو قتل لأقاتلنّ على ما قاتل عليه حتى أموت[١].

﴿وما كان لنفس أن تموت﴾ هذا كلام مستأنف يتضمن الحث على الجهاد والإعلام بأن الموت لا بد منه ﴿إلا بإذن الله﴾ أي ما كان لها أن تموت إلا مأذوناً لها فالاستثناء مفرغ والباء للمصاحبة يعني بقضاء الله وقدره وأمره، وقيل هذه الجملة متضمنة للإنكار على من فشل بسبب ذلك الارجاف بقتله صلى الله عليه وآله وسلم فبين لهم ان الموت بالقتل أو بغيره منوط بإذن الله، واسناده إلى النفس مع كونها غير مختارة له للايذان بأنه لا ينبغي لأحد أن يقدم عليه إلا باذنه.

(١) القرطبي ٤/٢٢٢.

ترجمانِ قرآن
یعنی
قرآنِ حکیم کے مطالب اُردو زبان میں ضروری تشریحات کے ساتھ
مع
تفسیر سورۂ فاتحہ
ابوالکلام احمد
جلدِ اوّل

۱۳۷ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ

۱۳۸ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝

۱۳۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝

۱۳۷ جب تک موت کا سامنا نہیں ہوا تھا، تم راہِ حق میں مرنے کی آرزوئیں کیا کرتے تھے، (اور مُصر تھے کہ مدینہ سے باہر نکلکر دشمنوں کا مقابلہ کریں) لیکن پھر ایسا ہوا کہ موت تمھاری آنکھوں کے سامنے آگئی، اور تم کھڑے تک رہے تھے!

۱۳۸ اور محمدؐ اسکے سوا کیا ہیں کہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اُن سے پہلے بھی اللہ کے رسول گزر چکے ہیں (جو اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہوئے، اور راہِ حق کی دعوت دے کر دنیا سے چلے گئے) پھر اگر ایسا ہو کہ وہ وفات پائیں (اور بہرحال اُنھیں ایک دن وفات پانا ہے) یا (فرض کرو) ایسا ہو کہ قتل ہو جائیں، تو کیا تم اُلٹے پاؤں راہِ حق سے پھر جاؤگے (اور اُنکے مرنے کے ساتھ ہی تمھاری حق پرستی بھی ختم ہو جائے گی؟) اور جو کوئی راہِ حق سے اُلٹے پاؤں پھر جائے گا، تو وہ (اپنا ہی نقصان کریگا) خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور جو لوگ شکر گزار ہیں (یعنے نعمتِ حق کی قدر دانی کرنے والے ہیں) تو قریب ہے کہ خدا اُنھیں انکا اجر عطا فرمائے!

(۷) اس اصلِ عظیم کی طرف اشارہ کہ بنائے کار اصول اور عقائد ہیں، نہ کہ شخصیت اور افراد۔ کوئی شخصیت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو لیکن اسکے سوا کچھ نہیں ہے کہ کسی اصل اور سچائی کی راہ دکھانے والی ہو۔ پس اگر کسی وجہ سے شخصیت ہم میں موجود نہ رہے، یا درمیان سے ہٹ جائے، تو ہم سچائی کی راہ سے کیوں منہ موڑلیں، یا ادائے فرض میں کیوں کوتاہی کریں؟ سچائی کی وجہ سے شخصیت قبول کیجاتی ہے۔ یہ بات نہیں ہو کہ شخصیت کی وجہ سے سچائی، سچائی ہو گئی ہو۔ جنگ اُحد میں کسی مخالف نے یہ بات پکار دی تھی کہ پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) مارے گئے۔ یہ سنکر بہت سے مسلمانوں کے دل بیٹھ گئے۔ بعضوں نے کہا، جب پیغمبر نہ رہے تو اب لڑنے سے کیا فائدہ؟ کچھ لوگ جو منافق تھے، اُنھوں نے علانیہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر یہ نبی ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ جنگ میں مارے جاتے۔ یہاں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پیغمبر اسلام خدا کے پیغمبر ہیں، اور ظاہر ہے کہ اُنھیں بھی ایک دن دنیا سے جانا ہے جس طرح تمام پچھلے رسول دُنیا سے گزر چکے ہیں۔ پھر اگر وہ دنیا سے گزر گئے، تو تم حق پرستی کی راہ سے پھر جاؤگے، اور تمھاری حق پرستی، حق کے لئے نہیں بلکہ محض ایک خاص شخصیت کے لئے تھی؟ فرض کرو، جنگ اُحد والی بات صحیح ہوتی، تو پھر کیا ان کی موت کے ساتھ تمھاری خدا پرستی پر بھی موت طاری ہو جاتی؟ اگر تم حق کے لئے لڑ رہے تھے، تو جس طرح وہ ان کی زندگی میں حق تھا، اُسی طرح انکے بعد بھی حق ہے، اور ہمیشہ حق رہیگا!

۱۳۹ اور یاد رکھو، خدا کے حکم بغیر کوئی جان مر نہیں سکتی۔ ہر جان کے لئے ایک خاص وقت ٹھہرا دیا گیا ہے۔ (پھر موت کے ڈر سے کیوں تمھارے قدم پیچھے ہٹیں؟) اور جو کوئی دنیا کے فائدہ پر نظر رکھتا ہے ہم اسے دُنیا میں سے دینگے، اور جو کوئی آخرت کے ثواب پر نظر رکھتا ہے، اُسے آخرت کا ثواب ملے گا، اور ہم (نعمتِ حق کے) شکر گزاروں کو اُن کی نیک عملی کا اجر ضرور دیں گے۔

تراث الإسلام

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
٢٢٤ - ٣١٠ هـ

٧

حققه وعلق حواشيه
محمود محمد شاكر

راجعه وخرج أحاديثه
أحمد محمد شاكر

الطبعة الثانية

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠

القول فى تأويل قوله ﴿ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّـٰكِرِينَ ﴾ (١٤٤)

قال أبو جعفر : يعنى تعالى ذكره بذلك : وما محمد إلا رسول كبعض رسل الله الذين أرسلهم إلى خلقه ، داعياً إلى الله وإلى طاعته ، الذين حين انقضت آجالهم ماتوا وقبضهم الله إليه.[١] يقول جل ثناؤه: فمحمد صلى الله عليه وسلم إنما هو فيما الله به صانعٌ من قبضه إليه عند انقضاء مدة أجله ، كسائر رسله إلى خلقه الذين مضوْا قبله ، [٢] وماتوا عند انقضاء مدة آجالهم .

ثم قال لأصحاب محمد، معاتبَهم على ما كان منهم من الهلع والجزع حين قيل لهم بأحُد: « إنّ محمداً قُتل»، ومُقبِّحاً إليهم انصرافَ من انصرفَ منهم عن عدوهم وانهزامه عنهم: أفائن مات محمد، أيها القوم، لانقضاء مدة أجله ، أو قتله عدو[٣] = « انقلبتم على أعقابكم »، = يعنى : ارتددتم عن دينكم الذى بعث الله محمداً بالدعاء إليه ورجعتم عنه كفاراً بالله بعد الإيمان به، وبعد ما قد وَضَحت لكم صحةُ ما دعاكم محمد إليه، وحقيقةُ ما جاءكم به من عند ربه = « ومن ينقلب على عقبيه »، يعنى بذلك : ومن يرتدد منكم عن دينه ويرجع كافراً بعد إيمانه ، [٤]

---

(١) قوله : « الذين حين انقضت آجالهم » ، من صفة « رسل الله » الذين ذكرهم قبل .

(٢) فى المخطوطة والمطبوعة : « كسائر مدة رسله إلى خلقه » بزيادة « مدة » ، وهى مفسدة الكلام وكأنها سبق قلم من الناسخ ، فلذلك أسقطتها .

(٣) فى المطبوعة : « أو قتله عدوكم » ، وأثبت ما فى المخطوطة .

(٤) انظر تفسير « انقلب على عقبيه » فيما سلف ٣ : ١٦٣ .

تفسير
البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران: ١٠٢ ـ المائدة: ٨١

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

وقيل : معنى الرؤية هنا العلم ، ويحتاج إلى حذف المفعول الثاني ، أي : فقد علمتم الموت حاضراً ، وحذف لدلالة المعنى عليه ، وحذف أحد مفعولي ظن وأخواتها عزيز جداً ، ولذلك وقع فيه الخلاف بين النحويين ، وقرأ طلحة بن مصرف ﴿ فلقد رأيتموه ﴾ باللام ﴿ وأنتم تنظرون ﴾ جملة حالية للتأكيد ، ورفع ما يحتمله رأيتموه من المجاز ، أو من الاشتراك الذي بين رؤية القلب ورؤية العين ، أي معاينين مشاهدين له ، حين قتل بين أيديكم من قتل من إخوانكم ، وأقاربكم وشارفتم أن تقتلوا ، فعلى هذا يكون متعلق النظر متعلق الرؤية ، وهذا قول الأخفش ، وهو الظاهر ، وقيل : وأنتم بصراء ، أي : ليس بأعينكم علة ، ويرجع معناه إلى القول الأول ، وقاله الزجاج والأخفش أيضاً ، وقيل : تنظرون إلى محمد ـ ﷺ ـ وما فعل به ، وقيل : تنظرون نظر تأمل بعد الرؤية ، وقيل تنظرون في أسباب النجاة والفرار وفي أمر رسول الله ـ ﷺ ـ هل قتل أم لا ، وقيل : تنظرون ما تمنيتم ، وهو عائد على الموت وقيل : تنظرون في فعلكم الآن بعد انقضاء الحرب ، هل وفيتم ، أو خالفتم فعلى هذا المعنى لا تكون جملة حالية ، بل هي جملة مستأنفة الإخبار ، أتى بها على سبيل التوبيخ ، فكأنه قيل : وأنتم حسباء أنفسكم ، فتأملوا قبح فعلكم ، وهذه الآية ، وإن كانت صيغتها صيغة الخبر فمعناها العتب والإنكار على من انهزم يوم أحد ، وفيها محذوف أخيراً بعد قوله ﴿ فقد رأيتموه وأنتم تنظرون ﴾ أي : تفرقهم بعد رؤية أسبابه وكشف الغيب ، إن متعلق تمنيكم نكصتم عنه ، وقال ابن الأنباري : يقال : إن معنى رأيتموه قابلتموه وأنتم تنظرون بعيونكم ، ولهذه العلة ذكر النظرَ بعد الرؤية ، حين اختلف معناهما ، لأن الأول بمعنى المقابلة ، والمواجهة ، والثاني بمعنى رؤية العين انتهى ، ويكون إذ ذاك ﴿ وأنتم تنظرون ﴾ جملة في موضع الحال المبينة لا المؤكدة ، إلا أن المشهور في اللغة أن الرؤية هي الإبصار لا المقابلة والمواجهة ﴿ **وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل** ﴾ هذا استمرار في عتبهم آخر ، أن محمداً رسول كمن مضى من الرسل بلغ عن الله كما بلغوا ، وليس بقاء الرسل شرطاً في بقاء شرائعهم ، بل هم يموتون وتبقى شرائعهم يلتزمها أتباعهم ، فكما مضت الرسل وانقضوا ، فكذلك حكمهم هو في ذلك واحد ، وقرأ الجمهور الرسل بالتعريف على سبيل التفخيم للرسل ، والتنويه بهم على مقتضى حالهم من الله ، وفي مصحف عبد الله ﴿ رسل ﴾ بالتنكير وبها قرأ ابن عباس ، وقحطان بن عبد الله ، ووجهها أنه موضع تبشير لأمر النبي ـ ﷺ ـ في معنى الحياة ، ومكان تسوية بينه وبين البشر في ذلك، وهكذا يتصل في أماكن الاقتضاء به بالشيء ومنه ﴿ وقليل من عبادي الشكور ﴾ سبأ [١٣] ﴿ وما آمن معه إلا قليل ﴾ هود [٤٠] إلى غير ذلك ذكر هذا الفرق بين التعريف والتنكير في نحو هذا المساق أبو الفتح ، وقراءة التعريف أوجه إذ تدل على تساوي كل في الخلق والموت ، فهذا الرسول هو مثلهم في ذلك ، ﴿ **أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم** ﴾ لما صرخ بأن محمداً قد قتل ، تزلزلت أقدام المؤمنين ، ورعبت قلوبهم ، وأمعنوا في الفرار ، وكانوا ثلاث فرق فرقة قالت ما نصنع بالحياة بعد رسول الله ـ ﷺ ـ قاتلوا على ما قاتل عليه ، فقاتلوا حتى قتلوا منهم أنس بن النضر[١] ، وفرقة قالوا : نلقي إليهم بأيدينا فإنهم قومنا وبنو عمنا ، وفرقة أظهرت النفاق وقالوا : ارجعوا إلى دينكم الأوّل ، فلو كان محمد نبياً ما قتل ، وظاهر الانقلاب على العقبين هو الارتداد ، وقيل : هو بالفرار لا الارتداد ، وقد جاء هذا اللفظ في الارتداد والكفر في قوله ﴿ لنعلم من يتبع الرسـول ممن ينقلب على عقبيـه ﴾ البقرة [١٤٣] وهذه الهمزة هي همزة الاستفهام الذي معناه الإنكار ، والفاء للعطف ، وأصلها التقديم ، إذ التقدير فأإن مات ، لكنهم يعتنون بالاستفهام فيقدّمونه على حرف العطف ، وقد تقدّم لنا مثل هذا ، وخلاف الزمخشري فيه ، وقال الخطيب ، كمال الدين الزملكاني[٢] : الأوجه أن يقدّر محذوف بعد الهمزة ، وقبل الفاء تكون الفاء عاطفة عليه ، ولو صرّح به لقيل :

---

(١) انظر الطبري ٢٥٣/٧ .

(٢) عبد الواحد بن عبد الكريم بن خلف الأنصاري ، الزملكاني ، أبو المكارم كمال الدين ، ويقال له ابن خطيب زملكا ، توفي سنة ٦٥١ هـ ابن السبكي ١١٣٣/٥ الشذرات ٢٥٤/٥ الأعلام ١٧٦/٤ .

تفسير أبى السعود

أو

إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم

لقاضى القضاة أبى السعود بن محمد العمادى الحنفى

٩٠٠هـ — ٩٨٢هـ

تحقيق

عبد القادر أحمد عطا

الجزء الأول

بطلب من الناشر

مكتبة الرياض الحديثة

بالرياض

أن تشاهدوه وتعرفوا هوله وشدته وقرىء تلاقوه ﴿ فقد رأيتموه ﴾ أى ما تتمنونه من أسباب الموت أو الموت بمشاهدة أسبابه وقوله تعالى ﴿ وأنتم تنظرون ﴾ حال من ضمير المخاطبين وفى إيثار الرؤية على الملاقاة وتقييدها بالنظر مزيد مبالغة فى مشاهدتهم له والفاء فصيحة كأنه قيل إن كنتم صادقين فى تمنيكم ذلك فقد رأيتموه معاينين له حين قتل بين أيديكم من قتل من إخوانكم وأقاربكم وشارفتم أن تقتلوا فلم فعلتم مافعلتم وهو توبيخ لهم على تمنيهم الحرب وتسببهم لها ثم جبنهم وانهزامهم لا على تمنى الشهادة بناء على تضمنها لغلبة الكفار لما أن مطلب من يتمناها نيل كرامة الشهداء من غير أن يخطر بباله شىء غير ذلك فلا يستحق العتاب من تلك الجهة .

﴿ وما محمد إلا رسول ﴾ مبتدأ وخبر ولا عمل لما بالاتفاق لا نتقاض نفيه بإلا قوله تعالى ﴿ قد خلت من قبله الرسل ﴾ صفة لرسول منبئة عن كونه فى شرف الخلو فإن خلو مشاركيه فى منصب الرسالة من شواهد خلوه عليه الصلاة والسلام لا محالة كأنه قيل قد خلت من قبله أمثاله فسيخلو كما خلوا والقصر قلبى فإنهم لما انقلبوا على أعقابهم فكأنهم اعتقدوا أنه عليه الصلاة والسلام رسول لا كسائر الرسل فى أنه يخلو كما خلوا أو يجب التمسك بدينه بعده كما يجب التمسك بدينهم بعدهم فرد عليهم بأنه ليس إلا رسولا كسائر الرسل فسيخلوا كما خلوا ويجب التمسك بدينه كما يجب التمسك بدينهم وقيل هو قصر إفراد فإنهم لما استعظموا عدم بقائه عليه الصلاة والسلام لهم نزلوا منزلة المستبعدين لهلاكه كأنهم يعتقدون فيه عليه الصلاة والسلام وصفين الرسالة والبعد عن الهلاك فرد عليهم بأنه مقصور على الرسالة لا يتجاوزها إلى البعد عن الهلاك فلا بد حينئذ من جعل قوله تعالى قد خلت الخ كلاما مبتدأ مسوقا لتقرير عدم براءته عليه الصلاة والسلام من الهلاك وبيان كونه أسوة لمن قبله من الرسل عليهم السلام وأياما كان فالكلام يخرج على خلاف مقتضى الظاهر ﴿ أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ﴾ إنكار لارتدادهم وانقلابهم عن الدين بخلوه بموت أو قتل بعد علمهم بخلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكا به وقيل الفاء للسببية

والهمزة لإنكار أن يجعلوا خلو الرسل قبله سببا لا نقلابهم بعد وفاته مع كونه سببا فى الحقيقة لثباتهم على الدين وإيراد الموت بكلمة أن مع علمهم به البتة لتنزيل المخاطبين منزلة المترددين فيه لما ذكر من استعظامهم إياه وهكذا الحال فى سائر الموارد فإن كلمة إن فى كلام الله تعالى لا تجرى على ظاهرها قط ضرورة علمه تعالى بالوقوع أو اللاوقوع بل تحمل على اعتبار حال السامع أو أمر آخر يناسب المقام وتقديم تقدير الموت مع أن تقدير القتل هو الذى ثار منه الفتنة وعظم فيه المحنة لما أن الموت فى شرف الوقوع فزجر الناس عن النكوص[1] عنده وحملهم على التثبت هناك أهم ولأن الوصف الجامع بينه وبين الرسل عليهم السلام وهو الخلو بالموت دون القتل . روى أنه لما التقى الفئتان حمل أبو دجانة فى نفر من المسلمين على المشركين فقاتل قتالا شديداً وقاتل على بن أبى طالب رضى الله عنه قتالا عظيما حتى التوى سيفه وكذا سعد بن أبى قاص فقتلوا جماعة من المشركين وهزموهم فلما نظر الرماة إليهم ورأوا أنهم قد انهزموا أقبلوا على النهب ولم يلتفتوا الى نهى أميرهم عبد الله بن جبير فلم يبق منهم عنده إلا ثمانية نفر فلما رآهم خالد بن الوليد قد اشتغلوا بالغنيمة حمل عليهم فى مائتين وخمسين فارسا من المشركين من قبل الشعب وقتلوا من بقى من الرماة ودخلوا خلف أقفية المسلمين ففرقوهم وهزموهم وحملوا على أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم وقاتلوهم حتى أصيب هناك نحو ثلاثين رجلا كل منهم يجثو بين يديه ويقول وجهى لوجهك وقاء نفسى لنفسك فداء وعليك سلام الله غير مودع ورمى عبد الله بن قميئة الحارثى رسول الله صلى الله عليه وسلم بحجر فكسر رباعيته وشج وجهه الكريم فذب عنه مصعب بن عمير رضى الله عنه وكان صاحب الراية حتى قتله ابن قميئة وهو يزعم أنه قتل النبى صلى الله عليه وسلم فقال قتلت محمدا وصرخ صارخ قيل إنه إبليس ألا أن محمدا قد قتل فانكفأ الناس وجعل الرسول صلى الله عليه وسلم يدعو إلى عباد الله قال كعب بن مالك

---

(١) فى ط : الانقلاب .

كنت أول من عرف رسول الله صلى الله عليه وسلم من المسلمين فناديت بأعلى صوتى يامعشر المسلمين هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فانحاز إليه ثلاثون من أصحابه وحملوه حتى كشفوا عنه المشركين وتفرق الباقون وقال بعضهم ليت ابن أبى يأخذ لنا أمانا من أبى سفيان وقال ناس من المنافقين لو كان نبياً لما قتل ارجعوا إلى إخوانكم وإلى دينكم فقال أنس بن النضر وهو عم أنس بن مالك ياقوم إن كان قتل محمد فإن رب محمد حى لا يموت وما تصنعون بالحياة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقاتلوا على ما قاتل عليه وموتوا كراما على مامات عليه ثم قال اللهم إنى أعتذر إليك مما يقول هؤلاء وأبرأ إليك مما جاء به[1] هؤلاء ثم شد بسيفه وقاتل حتى قتل وتجويزهم لقتله عليه الصلاة والسلام مع قوله تعالى (والله يعصمك من الناس) لما أن كل آية ليس يسمعها كل أحد ولا كل من يسمعها يستحضرها فى كل مقام لاسيما فى مثل ذلك المقام الهائل وقد غفل عمر رضى الله عنه عن هذه الآية الكريمة عند وفاته عليه الصلاة والسلام وقام فى الناس فقال إن رجالا من المنافقين يزعمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم توفى[2] وأن رسول الله ما مات ولكنه ذهب إلى ربه كما ذهب موسى بن عمران غاب عن قومه أربعين ليلة ثم رجع والله ليرجعن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولأقطعن أيدى رجال وأرجلهم يزعمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مات ولم يزل يكرر ذلك إلى أن قام أبو بكر رضى الله عنه فحمد الله عز وجل وأثنى عليه ثم قال أيها الناس من كان يعبد محمدا فإن محمدا قد مات ومن كان يعبد الله فإن الله حى لا يموت ثم تلا (وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل) الآية قال الراوى والله لكأن الناس لم يعلموا أن هذه الآية نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى تلاها أبو بكر وقال عمر رضى الله عنه والله ما هو إلا أن سمعت أبا بكر رضى الله يتلوها فعقرت حتى ماتحملنى رجلاى وعرفت أن

---

(١) للروى : مما صنع .. مما فعل . (٢) فى ١١ قد مات .

رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات ﴿ ومن ينقلب على عقبيه ﴾ بإدباره عما كان يقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم من أمر الجهاد وغيره وقيل بارتداده[1] عن الإسلام وما ارتد يومئذ أحد من المسلمين إلا ما كان من المنافقين .

﴿ فلن يضر الله ﴾ بما فعل من الانقلاب ﴿ شيئاً ﴾ أى شيئا من الضرر وإنما يضر نفسه بتعريضها للسخط والعذاب ﴿ وسيجزى الله الشاكرين ﴾ أى الثابتين على دين الإسلام الذى هو أجل نعمة وأعز معروف سموا بذلك لأن الثبات عليه شكر له وعرفان لحقه وفيه إيماء إلى كفران المنقلبين . وروى عن ابن عباس رضى الله عنهما أن المراد بهم الطائعون لله تعالى من المهاجرين والأنصار وعن على رضى الله عنه أبو بكر وأصحابه رضى الله عنهم وعنه رضى الله عنه أنه قال أبو بكر من الشاكرين ومن أحباء الله تعالى وإظهار الاسم الجليل فى موقع الإضمار لإبراز مزيد الاعتناء بشأن جزائهم .

﴿ وما كان لنفس أن تموت ﴾ كلام مستأنف سيق للتنبيه على خطئهم فيما فعلوا حذرا من قتلهم وبناء على الإرجاف بقتله عليه الصلاة والسلام ببيان أن موت كل نفس منوط بمشيئة الله عز وجل لا يكاد يقع بدون تعلقها به وإن خاضت موارد الحتوف واقتحمت مضايق كل هول ومخوف وقد أشير بذلك إلى أنها لم تكن متعلقة بموتهم فى الوقت الذى حذروه فيه ولذلك لم يقتلوا حينئذ لا لإحجامهم عن مباشرة القتال وكلمة كان ناقصة اسمها أن تموت وخبرها الظرف على أنه متعلق بمحذوف .

وقوله تعالى ﴿ إلا بإذن الله ﴾ استثناء مفرغ من أعم الأسباب أى وما كان الموت حاصلا لنفس من النفوس بسبب من الأسباب إلا بمشيئته تعالى على أن الإذن مجاز منها لكونها من لوازمه أو إلا بإذنه لملك الموت فى قبض روحها وسوق الكلام مساق التمثيل بتصوير الموت بالنسبة إلى النفوس بصورة

---

(١) فى ١١ بردته .

عن

حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل

في وجوه التأويل

للعلامة جار الله أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري
(٤٦٧-٥٣٨ هـ)

تحقيق وتعليق ودراسة

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود   الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور فتحي عبد الرحمن أحمد حجازي
أستاذ البلاغة والنقد بكلية اللغة العربية جامعة الأزهر

الجزء الأول

مكتبة العبيكان

خَلَتْ مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُۚ﴾: فسيخلو كما خلوا، وكما أن أتباعهم بقوا متمسكين بدينهم بعد خلوهم، فعليكم أن تتمسكوا بدينه بعد خلوه، لأن الغرض من بعثة الرسل[1] تبليغ الرسالة وإلزام الحجة، لا وجوده بين أظهر قومه، ﴿أَفَإِيْن مَّاتَ﴾: الفاء معلقة للجملة الشرطية بالجملة قبلها على معنى التسبيب، والهمزة لإنكار أن يجعلوا خلو الرسل قبله سبباً لانقلابهم على أعقابهم بعد هلاكه بموت أو قتل، مع علمهم أنّ خلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكا به يجب أن يجعل سبباً للتمسك بدين محمد ﷺ، لا للانقلاب عنه. فإن قلت: لم ذكر القتل وقد علم أنه لا يقتل؟ قلت: لكونه مجوّزاً عند المخاطبين. فإن قلت: أما علموه من ناحية قوله: ﴿وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِۗ﴾ [المائدة: ٦٧]؟ قلت: هذا مما يختص بالعلماء منهم وذوي البصيرة. ألا ترى أنهم سمعوا بخبر قتله فهربوا، على أنه يحتمل العصمة من فتنة الناس وإذلالهم، والانقلاب على الأعقاب: الإدبار عما كان رسول الله ﷺ يقوم به من أمر الجهاد وغيره، وقيل: الارتداد، وما ارتد أحد من المسلمين ذلك اليوم إلا ما كان من قول المنافقين، ويجوز أن يكون على وجه التغليظ عليهم فيما كان منهم من الفرار والانكشاف عن رسول الله ـ صلى الله عليه وآله وسلم ـ وإسلامه[2]، ﴿فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔاۚ﴾: فما ضر إلا نفسه، لأن الله تعالى لا يجوز عليه المضارّ والمنافع، ﴿وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ﴾: الذين لم ينقلبوا كأنس بن النضر وأضرابه، وسماهم شاكرين، لأنهم شكروا نعمة الإسلام فيما فعلوا. والمعنى: أن موت الأنفس محال أن يكون إلا بمشيئة الله، فأخرجه مخرج فعل لا ينبغي لأحد أن يقدم عليه إلا أن يأذن الله له فيه تمثيلاً، ولأن ملك الموت هو الموكل بذلك، فليس له أن يقبض نفساً إلا بإذن من الله، وهو على معنيين: أحدهما: تحريضهم على الجهاد وتشجيعهم على لقاء العدوّ بإعلامهم أن الحذر لا ينفع، وأن أحداً لا يموت قبل بلوغ أجله، وإن خوّض المهالك واقتحم المعارك، والثاني: ذكر ما صنع الله برسوله عند غلبة االعدو والتفافهم عليه وإسلام قومه له، نهزة للمختلس من الحفظ والكلاءة وتأخير الأجل.

= فيأخذ لنا أمنة من أبي سفيان. قوله: «وقال ناس من المنافقين: لو كان نبياً ما قتل. ارجعوا إلى إخوانكم وإلى دينكم. فقال أنس بن النضر عم أنس: يا قوم إن كان قتل محمد فإن رب محمد حي لا يموت. الحديث: هو في آخر رواية السدي المذكورة. قوله: وعن بعض المهاجرين أنه مر بأنصاري يتشحط في دمه فقال: يا فلان أشعرت أن محمداً قد قتل. فقال: «إن كان قد قتل فقد بلغ. فقاتلوا عن دينكم» رواه الطبري من رواية ابن أبي نجيح عن مجاهد «أن رجلاً من المهاجرين مر على رجل من الأنصار وهو يتشحط» فذكره في كلام طويل.

(١) قوله: «من بعثة الرسل» لعله الرسول. (ع)
(٢) قوله: «وإسلامه» أي: تركه للعدو. (ع)

تأليف

الإمام الجليل

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي

المتوفى سنة ٧٠١ هـ

تحقيق

سيد زكريا

المجلد الأول

الناشر

مكتبة نزار مصطفى الباز

●● ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ﴾ مضت ﴿مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ فسيخلو كما خلوا، وكما أن أتباعهم بقوا متمسكين بدينهم بعد خلوهم فعليكم أن تتمسكوا بدينه بعد خلوه؛ لأن المقصود من بعثة الرسل تبليغ الرسالة وإلزام الحجة لا وجوده بين أظهر قومه ﴿أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ الفاء معلقة للجملة الشرطية بالجملة التى قبلها على معنى التسبيب. والهمزة لإنكار أن يجعلوا خلو الرسل قبله سببا لانقلابهم على أعقابهم بعد هلاكه بموت، أو قتل مع علمهم أن خلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكا به يجب أن يجعل سببا للتمسك بدين محمد - عليه السلام - لا للانقلاب عنه، الانقلاب على العقبين مجاز عن الارتداد، أو عن الانهزام ﴿ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا﴾ وإنما ضر نفسه ﴿وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ الذين لم ينقلبوا وسماهم شاكرين لأنهم شكروا نعمة الإسلام فيما فعلوا.

●● ﴿وَمَا كَانَ﴾ وما جاز ﴿لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ أى بعلمه، أو بأن يأذن ملك الموت فى قبض روحه، والمعنى أن موت الأنفس محال أن يكون إلا بمشيئة الله، وفيه تحريض على الجهاد وتشجيع على لقاء العدو وإعلام بأن الحذر لا ينفع وأن أحداً لا يموت قبل بلوغ أجله وإن خاض المهالك واقتحم المعارك ﴿كِتَابًا﴾ مصدر مؤكد، لأن المعنى كتب الموت كتاباً ﴿مُّؤَجَّلاً﴾ مؤقتاً له أجل معلوم لا يتقدم ولا يتأخر ﴿وَمَن يُرِدْ﴾ بقتاله ﴿ثَوَابَ الدُّنْيَا﴾ أى الغنيمة وهو تعريض بالذين شغلتهم الغنائم يوم أحد ﴿نُؤْتِهِ مِنْهَا﴾ من ثوابها ﴿وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ الآخِرَةِ ﴾ أى إعلاء كلمة الله والدرجة فى الآخر ﴿نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ﴾ وسنجزى الجزاء المبهم الذين شكروا نعمة الله فلم يشغلهم شىء عن الجهاد.

●● ﴿وَكَأَيِّن﴾ أصله أى دخل عليه كاف التشبيه وصارا فى معنى كم التى للتكثير وكائن بوزن كاع حيث كان مكى ﴿مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ﴾ قتل مكى وبصرى ونافع ﴿مَعَهُ﴾ حال من الضمير فى قتل أى قتل كائنا معه ﴿رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ﴾ والربيون الربانيون، وعن الحسن بضم الراء، وعن البعض بفتحها فالفتح على القياس؛ لأنه منسوب إلى الرب والضم والكسر من تغييرات النسب ﴿فَمَا وَهَنُوا﴾ فما فتروا عند قتل نبيهم ﴿ لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا﴾ عن الجهاد بعده ﴿وَمَا اسْتَكَانُوا﴾ وما خضعوا لعدوهم وهذا تعريض بما أصابهم من الوهن عند الإرجاف بقتل رسول الله - عليه السلام - واستكانتهم لهم حيث أرادوا أن يعتضدوا بابن أبى فى طلب الأمان من أبى سفيان ﴿وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾ على جهاد الكافرين.

●● ﴿وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلاَّ أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا﴾ أى وما كان قولهم إلا هذا القول وهو إضافة الذنوب إلى أنفسهم مع كونهم ربانيين هضما لها ﴿وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا﴾ تجاوزنا حد العبودية

تفسير الخازن

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف

علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم البغدادي

الشهير بالخازن

المتوفى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه

عبد السلام محمد علي شاهين

الجزء الأول

المحتوى

سورة الفاتحة ـ سورة النساء

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

الجمحي وهو يقول لانجوت إن نجوت فقال: القوم يا رسول الله ألا تعطف عليه رجل منا؟ فقال رسول الله ﷺ: «دعوه» حتى إذا دنا منه وكان أبي قبل ذلك يلقى رسول الله ﷺ فيقول عندي رمكة أعلفها كل يوم فرق ذرة أقتلك عليها فقال رسول الله ﷺ: «بل أنا أقتلك إن شاء الله» فلما دنا منه تناول رسول الله ﷺ الحربة من الحارث بن الصمة ثم استقبله وطعنه في عنقه وخدشه خدشه فسقط عن فرسه وهو يخور كما يخور الثور ويقول قتلني محمد. فاحتمله أصحابه وقالوا ليس عليك بأس بل لو كانت هذه الطعنة بربيعة ومضر لقتلتهم أليس قال لي أنا أقتلك؟ فلو بزق عليّ بعد تلك المقالة لقتلني بها فلم يلبث بعد ذلك إلّا يوماً حتى مات بموضع يقال له سرف (خ) عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: «اشتد غضب الله على من قتله نبي في سبيل الله اشتد غضب الله على قوم أدموا وجه نبي الله» قالوا وفشا في الناس أن محمداً ﷺ قد قُتِلَ فقال: بعض المسلمين ليت لنا رسولاً إلى عبدالله بن أبي فيأخذ لنا أماناً من أبي سفيان وجلس بعض الصحابة وألقوا ما بأيديهم وقال أناس من المنافقين إن كان محمد قد قتل فألحقوا بدينكم الأول وقال أنس بن النضر عم أنس بن مالك: يا قوم إن كان محمد قد قتل فإن رب محمد لم يقتل وما تصنعون بالحياة بعد رسول الله ﷺ فقاتلوا على ما قاتل عليه وموتوا على ما مات عليه ثم قال: اللهم إني أعتذر إليك مما يقول هؤلاء ـ يعني المسلمين ـ وأبرأ إليك مما جاء به هؤلاء يعني المشركين ثم شد بسيفه فقاتل حتى قتل. ثم إن رسول الله ﷺ انطلق إلى الصخرة وهو يدعو الناس فأول من عرف رسول الله ﷺ كعب بن مالك قال قد عرفت عينيه تزهران تحت المغفر فناديت بأعلى صوتي يا معشر المسلمين أبشروا هذا رسول الله ﷺ فأشار إلي أن أسكت فانحازت إليه طائفة من أصحابه فلامهم النبي ﷺ على الفرار فقالوا يا رسول الله فديناك بآبائنا وأمهاتنا أتانا الخبر بأنك قد قتلت فرعبت قلوبنا فولّينا مدبرين فأنزل الله عز وجل: ﴿**وما محمد إلّا رسول قد خلت من قبله الرسل**﴾ ومعنى الآية فسيخلو محمد كما خلت الرسل من قبله فكما أن أتباعهم بقوا متمسكين بدينهم بعد خلو أنبيائهم فعليكم أنتم أن تتمسكوا بدينه بعد خلوه لأن الغرض من بعث الرسول تبليغ الرسالة وإلزام الحجة لا وجوده بين ظهراني قومه ومحمد اسم علم لرسول الله ﷺ وفيه إشارة إلى وصفه بذلك وتخصيصه بمعناه وهو الذي كثرت خصاله المحمودة والمستحق جميع المحامد لأنه الكامل في نفسه ﷺ فأكرم الله عز وجل نبيه ﷺ فسماه باسمين مشتقين من اسمه المحمود سبحانه وتعالى فسماه محمداً وأحمد وفي ذلك يقول حسان بن ثابت:

ألم تر أن الله أرسل عبده	ببرهانه والله أعلى وأمجد
أغر عليه للنبوة خاتم	من الله مشهور يلوح ويشهد
وشق له من اسمه ليجله	فذو العرش محمود وهذا محمد

(ق) عن جبير بن مطعم قال قال رسول الله ﷺ: «لي خمسة أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحي الذي يمحو الله بي الكفر وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدمي وأنا العاقب» والعاقب الذي ليس بعده نبي وسماه الله رؤوفاً رحيماً (م) عن أبي موسى الأشعري قال كان رسول الله ﷺ يسمي لنا نفسه أسماء فقال: «أنا محمد وأنا أحمد وأنا المقفى ونبي التوبة ونبي الرحمة» قوله المقفى هو آخر الأنبياء الذي لا نبي بعده والرسول هو المرسل ويكون بمعنى الرسالة والمراد به هنا المرسل بدليل قوله تعالى: ﴿**وإنك لمن المرسلين**﴾ ﴿**أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم**﴾ يعني أتنقلبون على أعقابكم إن مات محمد أو قتل وترجعون إلى دينكم الأول يقال لكل من رجع إلى ما كان عليه رجع وراءه ونكص على عقبيه وحاصل الكلام إن الله تعالى بيّن أن موت محمد ﷺ أو قتله لا يوجب ضعفاً في دينه ولا الرجوع عنه بدليل موت سائر الأنبياء قبله وأن أتباعهم ثبتوا على دين أنبيائهم بعد موتهم ﴿**ومن ينقلب على عقبيه**﴾ يعني فيرتد عن دينه ويرجع إلى الكفر ﴿**فلن يضر الله شيئاً**﴾ يعني بارتداده لأن الله تعالى لا يضره كفر الكافرين لأنه تعالى غني عن العالمين وإنما يضر المرتد والكافر نفسه ﴿**وسيجزي الله**

الجزء الأول من السراج المنير في الإعانة على معرفة
بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير
للشيخ الامام الخطيب الشربيني
قدس الله روحه وعم
بالرحمة ضريحه
آمين

(وبهامشه فتح الرحمن بكشف ما يلتبس في القرآن لشيخ الاسلام ومحقق
الانام الحبر الفاضل والبحر الوافر الكامل الامام أبي يحيى زكريا
الانصاري تغمده الله تعالى برحمته وأفاض علينا من سيب فضله الجاري)

أولياء الله وأضاف الى نفسه تفخيما وثالثها الحكم بالامتياز فأوقع العلم مكان الحكم بالامتياز لان الحكم لا يحصل الا بعد العلم ورابعها ليعلم ذلك واقعا كما كان يعلم أنه سيقع لان المجازاة تقع على الواقع دون المعلوم الذى لم يوجد (ويتخذ منكم شهداء) اى ويكرم ناسا منكم بالشهادة وهم المستشهدون يوم أحد أو وليتخذ منكم من يصلح للشهادة على الامم يوم القيامة بما وجد منهم من الثبات والصبر على الشدائد كما قال تعالى لتكونوا شهداء على الناس وقوله تعالى (والله لا يحب الظالمين) قال ابن عباس اى المشركين كقوله تعالى ان الشرك لظلم عظيم وهو اعتراض بين بعض التعاليل وبعض وفيه تنبيه على أنه تعالى لا ينصر الكافرين على الحقيقة وانما يظفرهم احيانا استدراجا لهم وابتلاء للمؤمنين (وليمحص الله الذين آمنوا) اى ليطهرهم من الذنوب بما أصابهم (ويمحق) اى يهلك (الكافرين) اى ان كانت الدولة على المؤمنين فللتمييز والاستشهاد والتمحيص وغير ذلك مما هو أصلح لهم وان كانت على الكافرين فلمحقهم ومحو آثارهم (أم) منقطعة مقدرة ببل ومعنى الهمزة فيها الانكار اى بل أ(حسبتم أن تدخلوا الجنة ولما يعلم الله الذين جاهدوا منكم ويعلم الصابرين) فى الشدائد وقدمر معنى يعلم * (تنبيه) * قال البيضاوى والفرق بين لما ولم أن فى لما توقع الفعل فيما يستقبل لكن قال أبو حيان لا أعلم أحدا من النحويين ذكره بل ذكروا انك اذا قلت لما يخرج زيد دل ذلك على انتفاء الخروج فيما مضى متصلا نفيه الى وقت الاخبار وأما انها تدل على توقعه فى المستقبل فلا انتهى لكن قال القراء لما التعريض بالوجود بخلاف لم (ولقد كنتم تمنون) فيه حذف احدى التاءين فى الاصل أى تتمنون (الموت) أى الحرب فانها من أسباب الموت أو الموت بالشهادة والخطاب للذين لم يشهدوا بدرا وتمنوا أن يشهدوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مشهدا لينالوا ما نال شهداء بدر من الكرامة فألحوا يوم أحد على الخروج (من قبل ان تلقوه) أى تشاهدوه وتعرفوا شدته (فقد رأيتموه) اى الحرب أو الموت حتى قتل دونكم من قتل من اخوانكم (وانتم تنظرون) أى بصراء تتأملون الحال كيف هى فلم انهزمتم (وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل) فسيخلو كما خلوا بالموت أو القتل ومحمد هو المستغرق لجميع المحامد لان الحمد لا يستوجبه الا الكامل والتحميد فوق الحمد فلا يستحقه الا المستولى على الامر فى الكمال وأكرم الله تعالى نبيه وصفيه صلى الله عليه وسلم باسمين مشتقين من اسمه جل وعلا محمد وأحمد وفيه يقول حسان بن ثابت

وشق له من اسمه ليجله * فذو العرش محمود وهذا محمد

وقوله تعالى (أفان مات أو قتل انقلبتم على اعقابكم) انكار لارتدادهم وانقلابهم على أعقابهم عن الدين لخلوه صلى الله عليه وسلم بموت أو قتل بعد علمهم بخلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكا به (فان قيل) قوله تعالى أفان مات أو قتل شك وهو على الله محال (أجيب) بان المراد أنه سواء وقع هذا أو ذاك فلا تأثير له فى ضعف الدين ووجود الارتداد قال ابن عباس وأصحاب المغازى لما رأى خالد بن الوليد الرماة يوم أحد اشتغلوا بالغنيمة ورأى ظهورهم خالية صاح فى خيله من المشركين ثم حمل على أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم من خلفهم فهزموهم وقتلوهم ورمى عبد الله بن قمئة رسول الله صلى الله عليه وسلم بحجر فكسر أنفه ورباعيته وشجه فى وجهه فأثقله

قوله والثانى فى العمل (قوله وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات لهم مغفرة وأجر عظيم) رفع اجر هنا ونصبه فى الفتح فى قوله وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة

۳۲۷

فسيروا في الارض بقوى الحيوانية بالعبودية على اوصافها الدنية لتبلغوا سماء قلوبكم الروحانية فانظروا كيف كان عاقبة المكذبين بهذه المقامات الروحانية والمكاشفات الربانية ولا تهنوا ايها السائرون في السير الى الله ولا تحزنوا على ما فاتكم من اللذات الفانية وانتم الاعلون من اهل الله ان يمسسكم في اثناء المجاهدات قرح ابتلاء وامتحان فقد مس القوم من الانبياء والاولياء قرح مثله وتلك الايام نداولها بين الناس السائرين يوما نعمة ويوما نقمة ويوما محنة ويوما منحة وليتخذ منكم شهداء ارباب المشاهدة والمكاشفات وليمحص الله فيه اشارة الى ان كل الم ونصب يصيب المؤمن فهو تطهير لقلبه وتكفير لذنوبه وما يصيب الكافر من نعمة ودولة وغنى ومنى فهو سبب لكفرانه ومزيد لطغيانه وموجب لخذلانه لاهل الولاء تمحيص وعن ظلمات العيوب تنويرها بانوار الغيوب ويمحق صفات نفوسهم الكافرة وعقوبتها اخلاقهم الفاجرة ليتخلصوا عن قفص الاشباح الى حظائر الارواح أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ

بهشت را و هنوز خدا معلوم نکرده است [illegible] و معلوم نکرده صابرانرا ۝ و هرآینه بودید [illegible] مرگرا از پیش آنکه ببینید

فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ

پس هرآینه دیدید آنرا و حال آنکه مینگرید ۝ و نیست محمد مگر پیغمبری که گذشت از پیش او پیغمبران آیا اگر بمیرد یا کشته شود برگردید

عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ

بر پاشنهای خود و هرکه برگردد بر پاشنهای خود پس زیان نرساند خدا را چیزی و زود باشد که جزا دهد خدا شاکرانرا ۝ و نباشد مر نفسیرا که بمیرد

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ

مگر بفرمان خدا نوشته شده بوقت معین و هرکه بخواهد ثواب دنیا را بدهیم او را از آن و هرکه بخواهد ثواب آخرت بدهیم او را از آن و زود باشد که جزا دهیم شاکرانرا

وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ

و بسیار از پیغمبران که کارزار کردند با او خداپرستان بسیار پس سست نشدند بآنچه رسیدشان در راه خدا و ناتوان نشدند و مستاصل نشدند و خدا

يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

دوست دارد صابرانرا ۝ و نبود گفتار ایشان مگر آنکه گفتند ای پروردگار ما بیامرز ما را گناهان ما را و زیادتی ما را در کار ما و ثابت دار قدمهای ما را

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

و یاری ده ما را برگروه کافران ۝ پس داد ایشانرا خدا ثواب دنیا و نیکوئی ثواب آخرت و خدا دوست دارد نیکوکارانرا ۝ ای گروه آنانکه

آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ

ایمان آوردید اگر پیروی کنید آنانرا که کافر شدند برگردانند شما را بر پاشنهای شما پس برگردید زیانکاران ۝ بلکه خدا صاحب شماست و اوست بهترین یاری دهندگان

القراءة رايتموه بغير همزة يعني بالياء وبين ونحوه رايت وراوه روى هبة الله بن جعفر عن الاصبهاني عن ورش وحمزة في الوقف بريتوا وبابه مدنيا ابو عمرو وشاذ ابن عامر وسهل وحمزة وعلى وخلف تؤتيه مثل يؤده وكائن بالمد والهمز مثل كاعن حيث كان ابن كثير وقاتل ربيون كاين بالهمز بغير همزة وقرا ابو عمرو وسهل ويعقوب على يعنون في الوقف كاى الباقون وكاين بالياء قتل ابو عمرو وسهل ويعقوب وقتيبة المفضل الباقون قاتل الوقوف الصابرين تلقوه ص لطول الكلام الرسول ج لان ما بعده يصلح صفة واستينافا الرسل ط اعقابكم ط لتناهي الاستفهام شيئا ط الشاكرين ه مؤجلا ج لابتداء الشرط مع منهاج للعطف منها الشاكرين قتال ط ليكون قتل النبي ص الزاما للحجة على من اعتذر في الانهزام بما سمع من نداء ابليس الا ان محمدا قد قتل و التقدير ومعه ربيون كثير او وصل كان الربيون مقتولين ومن قرا قاتل فالوقف لا يقف كثير لابتداء النفي مع فاء التعقيب استكانوا الصابرين الكافرين الاخرة المحسنين خاسرين مولكم ج الناصرين التفسير انه سبحانه لما ذكر فوائد مداولة الايام وحكمها اتبعها ما هو السبب الاصلي في ذلك فقال ام حسبتم ان تدخلوا الجنة بدون تحمل المشاق وام منقطعة ومعنى الهمزة فيها الانكار ولما بمعنى لم مع زيادة التوقع والمراد نفي العلم بالمجاهدين ولكن المراد نفي المعلوم وانما حسن اقامة ذلك مقام هذا لان العلم متعلق بالمعلوم كما هو عليه فلما حصلت بينهما هذه المطابقة حسن اقامة احدهما مقام الاخر تقول ما علم الله في فلان خيرا اي ما فيه خير حتى يعلمه فحاصل الكلام لا تحسبوا ان تدخلوا الجنة ولم تجاهدوا بعد انما انكر هذا الحسبان لانه تعالى اوجب الجهاد قبل هذه الواقعة واوجب الصبر على تحمل متاعبها وبين وجوه المصالح المنوطة بها في الدين والدنيا واذا كان كذلك فمن البعيد ان يصل الانسان الى السعادة والجنة مع اهمال مثل هذه الطاعة والواو في قوله ويعلم الصابرين واو الجمع في قولهم لا تاكلوا السمك وتشرب اللبن كانه قيل ان دخول الجنة وترك المصابرة على الجهاد مما لا يجتمعان فليس كل من اقر بدين الله كان صادقا ولكن الفيصل فيه تسليط المكروهات ومخالفات النفس فان الحب هو الذي لا ينقص بالجفاء ولا يزداد بالوفاء وقيل التقدير انظننتم ان تدخلوا الجنة قبل ان يعلم الصابرين وحاصله ان يكون مجموعا

ايضاً لكن الميم ههنا حركت للساكنين حركت بالفتحة اتباعاً للفتحة قبلها وهذا كما قرئ ولما يعلم الله بفتح الميم الا ان يراد ولما يعلم الله بفتح
الميم الا ان يراد ولما يعلمن بالنون الخفيفة ثم حذفت وقرأ الحسن ويعلم بالجزم على العطف وروى عن ابي عمرو ويعلم بالرفع على الحال كانه قيل
ولما تجاهدوا وانتم صابرون ولقد كنتم تمنون الموت الخطاب فيه للذين الحوا على رسول الله صلعم في الخروج الى المشركين وكان رايه في الاقامة
بالمدينة ويراد بالموت سببه وهو الجهاد والقتال قال المحققون انه لم يكن تمنيهم للموت تمنياً لان يقتلوا لان قتل المشركين اياهم كفر ولا
يجوز للمؤمن ان يتمنى الكفر او يريده او يرضى به بل انما تمنوا الفوز بدرجات الشهداء والوصول الى كراماتهم وشبهوا ذلك بمن شرب دواء
الطبيب النصراني فانه غرضه حصول الشفاء ولا يخطر بباله جر منفعة واحسان الى عدو الله وتنفيق صناعته قالت الاشاعرة ههنا
من اراد شيئاً اراد ما هو من لوازمه وثواب الشهداء لا يحصل الا بالشهادة ولا ريب انه تعالى اراد ايصال ثواب الشهداء الى المؤمنين
ولهذا ورد من الترغيبات ما ورد فاراد صيرورتهم شهداء الا اذا قتلهم الكفار فلا بد ان يريد ان يقتلهم الكفار وذلك القتل كفر
ومعصية فثبت انه تعالى مريد للكفر والايمان والطاعة والعصيان من قبل ان تلقوه من قبل ان تشاهدوه وتعرفوا شدته وصعوبة
مقاساته فقد رأيتموه وانتم تنظرون قال الزجاج اي وانتم بصراء كقولهم رايته بعيني اي رأيتموه معاينين حين قتل بين ايديكم من قتل
من اخوانكم وشارفتم ان تقتلوا ويحتمل ان يراد رايتم اقدام القوم وشدة حرصهم على قتلكم وعلى قتل الرسول ثم بعتهم انتم تنظرون اليهم
من غير جدّ منكم فيهم ولا اجتهاد في مقاتلتهم وفيه توبيخ على تمنيهم الجهاد وعلى الحاحهم في الخروج اليه ثم انهزامهم وقلة ثباتهم عنده قال ابن
عباس ومجاهد والضحاك لما نزل النبي صلعم بالشعب امر الرماة ان يلزموا اصل الجبل ولا ينتقلوا سواء كان الامر لهم او عليهم فلما وقفوا وحملوا
على الكفار هزموهم وقتل علي طلحة بن ابي طلحة صاحب لوائهم والزبير والمقداد شدا على المشركين ثم حمل الرسول صلعم مع اصحابه فهزموا
ابا سفيان ثم ان بعض القوم لما راوا انهزام الكفار بادر قوم من الرماة الى الغنيمة وكان خالد بن الوليد صاحب ميمنة الكفار فلما راى تفرق
الرماة حمل على المسلمين فهزمهم وفرق جمعهم وكثر القتل في المسلمين ورمى عبد الله بن قمئة الحارثي رسول الله صلعم بحجر وكسر رباعيته وشج
وجهه واقبل يريد قتله فذب عنه مصعب بن عمير وهو صاحب الراية يوم بدر ويوم احد حتى قتله ابن قمئة واحتمل طلحة بن عبيد الله رسول
الله ودافع عنه ابو بكر وعلي وظن ابن قمئة انه قتل رسول الله صلعم فقال قد قتلت محمداً وصرخ صارخ الا ان محمداً قد قتل قيل وكان الصارخ
الشيطان ففشا في الناس خبر قتله صلعم فانكفأوا وجعل رسول الله صلعم يدعو الي عباد الله حتى انحازت اليه طائفة من اصحابه فلامهم على
هزيمتهم فقالوا يا رسول الله صلعم فديناك بآبائنا وامهاتنا اتانا خبر قتلك فرعبت قلوبنا فانزلت وما محمد الا رسول اي مرسل قال
ابو علي وقد يكون في غير هذا الموضع بمعنى الرسالة اي حاله مقصور على الرسالة لا يتخطاها الى البقاء والدوام قد خلت من قبله الرسل
فيخلو كما خلوا وكما ان اتباعهم بقوا متمسكين بدينهم بعد خلوهم فكونوا انتم كذلك لان الغرض من ارسال الرسل التبليغ والزام الحجة
لا وجودهم بين اممهم ابداً افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم الفاء للتسبيب لجملة الشرطية عن الجملة التي قبلها والهمزة لانكار الجزاء لانه
في الحقيقة كانه دخل عليه والمعنى افانقلبتم على اعقابكم ان مات محمد او قتل وسبب الانكار ما تقدم من الدليلين احدهما ان الحاجة الى
الرسول هي التبليغ وبعد ذلك لا حاجة فيلزم من قتله او موته الادبار عما كان هو عليه من الدين وما يلزمه كالجهاد وثانيهما القياس
على موت سائر الانبياء وقتلهم فان موسى عم مات فلم يرجع امته عن ذلك الدين والنصارى زعموا ان عيسى عم قتل وهم لم يرجعوا عن
دينه وانما ذكر القتل وقد علم انه لا يقتل لكونه مجوزاً عند المخاطبين وقوله والله يعصمك من الناس لو سلم انه متقدم في النزول
فانه مما كان يختص بمعرفته العلماء منهم على انه ليس نصاً في العصمة على القتل بل يحتمل العصمة من فتنة الناس واضلالهم وقوله انك ميت
يراد به المفارقة الى الآخرة باي طريق كان بدليل قوله انهم ميتون وكثير منهم قد قتلوا ويمكن ان يقال صدق القضية الشرطية لا يتوقف
على صدق جزئيها الصدق قولنا ان كانت الخمسة زوجاً فهي تنقسم بمتساويين مع كذب جزئيها ومعناه هو التردد بين التشكيك اي سواء فرض
وقوع الموت او القتل فلا تاثير له في ضعف الدين ووجوب الادبار والارتداد ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شيئاً بل لا يضر الا
نفسه وهذا كما يقول الوالد لولده عند العتاب هذا الذي تاتي به من الافعال لا يضر السماء والارض بل انه يعود ضرره عليه وما ارتد
احد من المسلمين في ذلك اليوم الا ما كان من قول المنافقين ويجوز ان يكون على وجه التغليظ عليهم فيما كان منهم من الفرار والانكشاف
عن رسول الله صلعم روي انه لما صرخ الصارخ قال بعض المسلمين ليت عبد الله بن ابي ياخذ لنا اماناً من ابي سفيان وقال ناس من المنافقين
لو كان نبياً لما قتل ارجعوا الى اخوانكم والى دينكم فقال انس بن النضر عم انس بن مالك يا قوم ان كان قتل محمد فان رب محمد حي لا يموت وما تصنعون
بالحيوة بعد رسول الله صلعم فقاتلوا على ما قاتل عليه وموتوا على ما مات عليه ثم قال اللهم اني اعتذر اليك مما يقول هؤلاء وابرأ اليك
مما جاء به هؤلاء ثم شد بسيفه فقاتل حتى قتل وعن بعض المهاجرين انه مر بانصاري يتشحط في دمه فقال يا فلان اشعرت ان محمداً قد قتل
فقال ان كان قتل فقد بلغ فقاتلوا على دينكم ففي امثالهم قال تعالى وسيجزي الله الشاكرين لانهم شكروا نعمة الاسلام فيما فعلوا من الصبر
والثبات ثم قال وما كان لنفس ان تموت ووجه النظم ان المنافقين ارجفوا ان محمداً قتل فارجعوا الى ما كنتم عليه من الاديان فابطل قولهم

تأليف

القاضي محمد ثناء الله العثماني الحنفي المظهري

النقشبندي

١١٤٣ - ١٢٢٥

تحقيق

أحمد عزو عناية

الجزء الثاني

بيروت - لبنان

كانت الدولة على المؤمنين فللتميز والاستشهاد والتمحيص وإن كانت على الكافرين فلمحقهم ومحو آثارهم ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ﴾ أم منقطعة بمعنى بل أحسبتم ﴿أَن تَدْخُلُواْ ٱلْجَنَّةَ﴾ والاستفهام للإنكار ﴿وَلَمَّا يَعْلَمِ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ مِنكُمْ﴾ يعني ولما يتحقق الجهاد من بعضكم ﴿وَيَعْلَمَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾ نصب بإضمار أن، والواو للجمع كما في نحو لا تأكل السمك وتشرب اللبن، أو جزم للعطف على يعلم الله وحركت الميم لالتقاء الساكنين بالفتح لفتحة ما قبلها. أخرج ابن أبي حاتم من طريق العوفي عن ابن عباس أنَّ رجالاً من الصحابة كانوا يقولون: ليتنا نقتل كما قتل أصحاب بدر أوليت لنا يوماً ليوم بدر نقاتل فيه المشركين ونبلى فيه خيراً أو نلتمس الشهادة والجنة والحياة والرزق، فأشهدهم الله أحداً فلم يلبثوا إلا من شاء الله منهم فأنزل الله تعالى ﴿وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ ٱلْمَوْتَ﴾ في سبيل الله، أو المراد به الحرب فإنه سبب للموت ﴿مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ﴾ تشاهدوه وتعرفوا شدته ﴿فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ﴾ حال من فاعل رأيتموه، وفائدته بيان أنَّ المراد بالروية روية البصر دون العلم، يعني عاينتم الموت حين قتل دونكم من قتل من إخوانكم، وفيه توبيخ على أنهم تمنوا الحرب وتسببوا لها ثم جبنوا وانهزموا عنها أو على تمني الشهادة فإنها يستلزم تمني غلبة الكفار.

أخرج ابن أبي حاتم عن الربيع قال لما أصابهم يوم أحد ما أصابهم من القرح وتداعوا نبي الله قالوا قد قتل فقال أناس لو كان نبياً ما قتل، وقال ناس قاتلوا على ما قاتل عليه نبيكم حتى يفتح الله عليكم أو تلحقوا به. وأخرج ابن المنذر عن عمر قال: تفرقنا عن رسول الله ﷺ يوم أحد فصعدت الجبل فسمعت يهوديا يقول: قتل محمد، فقلت: لا أسمع أحداً يقول قتل محمد، إلا ضربت عنقه، فنظرت فإذا رسول الله ﷺ والناس يتراجعون. وأخرج البيهقي في الدلائل عن أبي نجيح أنَّ رجلاً من المهاجرين مر على رجل من الأنصار وهو يتشحط في دمه فقال له: أشعرت أنَّ محمداً قتل؟ فقال: إن كان محمد قتل فقد بَلَّغَ فقاتلوا عن دينكم فنزلت على هذه الروايات ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ﴾ يعني ليس هو ربًا يستحيل عليه الفناء والموت وما هو يدعوا الناس إلى عبادته، في القاموس الحمد الشكر والرضاء والجزاء وقضاء الحق والتحميد حمد الله مرة بعد مرة ومنه محمد كأنَّه حمد مرة بعد مرة، قلت: إلى ما لا نهاية لها، قال البغوي: محمد هو المستغرق لجميع المحامد لأن الحمد لا يستوجبه إلا الكامل والتحميد فوق الحمد فلا يستحقه إلا المستولي على الأمد في الكمال قال حسان بن ثابت.

ألـــم تـــر أنَّ الله أرســـل عـــبـــده ... بـــبـــرهـــانـــه والله أعـــلـــى وأمـــجـــد

وشقه من اسمه ليجله فذو العرش محمود وهذا محمد

﴿قَدْ خَلَتْ﴾ مضت وماتت ﴿مِن قَبْلِهِ ٱلرُّسُلُ﴾ فسيموت هو أيضاً ﴿أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ ٱنقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ﴾ أي رجعتم إلى دينكم الأول من الكفر، إنكار على ارتدادهم بموته ﷺ بعد علمهم بموت من سبقه من الأنبياء وبقاء دينهم، وقيل: الفاء للسببية والهمزة لإنكار أن يجعل موته سبباً لارتدادهم ﴿وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ﴾ أي يرتد عن دينه ﴿فَلَن يَضُرَّ ٱللَّهَ شَيْـًٔا﴾ بارتداده بل يضر نفسه ﴿وَسَيَجْزِى ٱللَّهُ ٱلشَّٰكِرِينَ﴾ على نعمة الإسلام بالثبات عليه.

ذكر أصحاب المغازي أنه نزل رسول الله ﷺ بالشعب من أحد في سبعمائة وجعل عبد الله بن جبير على الرجالة كما ذكرنا من حديث البراء بن عازب فجاءت قريش وعلى ميمنتهم خالد بن الوليد وعلى ميسرتهم عكرمة بن أبي جهل ومعهم النساء يضربن بالدفوف ويقلن الأشعار فقاتلوا حتى حميت الحرب، فأخذ رسول الله ﷺ سيفاً فقال: من يأخذ هذا السيف بحقه ويضرب العدو حتى يثخن؟ فأخذ أبو دجانة سماك بن خرشة الأنصاري رضي الله عنه، فلما أخذه اعتم بعمامة حمراء وجعل يتبختر، فقال رسول الله ﷺ «إنها لمشية يبغضها الله إلا في هذا الموضع» فعلق به هام المشركين، وحمل النبي ﷺ وأصحابه على المشركين فهزموهم وأنزل الله تعالى نصره على المسلمين وصدقهم وعده فحسوا المشركين بالسيف حتى كشفوهم عن العسكر ونهكوهم قتلاً. وقد حملت خيل المشركين على المسلمين ثلاث مرات كل ذلك تنضح بالنبل فترجع مغلوبةً وكانت الرماة تحمي ظهور المسلمين ويرشقون خيل المشركين بالنبل فلا يقع إلا في فرس أو رجل فتولى هوارب، وقَتَلَ علي بن أبي طالب طلحة بن طلحة صاحب لواء المشركين وكبر المسلمون وشدّوا على المشركين يضربونهم حتى اختلّت صفوفهم، قال الزبير بن العوام: فرأيت هنداً وصواحبها هاربات مصعدات في الجبل باديات خدامهن ما دون أخذهن شيئاً. فلما نظر الرماة أصحاب عبد الله بن جبير إلى القوم قد انكشفوا اذهبوا إلى عسكر المشركين ينتهبون كما ذكرنا من حديث البراء لم يبق مع أميرهم عبد الله بن جبير إلا دون العشرة، نظر خالد إلى الجبل وقلة أهله واشتغال المسلمين بالغنيمة ورأى ظهورهم خالية صاح في خيله من المشركين، ثم حملهم من خلفهم وتبعه عكرمة فهزموهم وقتلوهم وثبت أميرهم عبد الله بن جبير رضي الله عنه فقاتل حتى قتل فجردوه ومثلوا به أقبح المثل، فبينما المسلمون قد شغلوا بالنهب والغنائم حمل خالد بن الوليد على

تَفْسِيرُ الفَخْرِ الرّازي

المُشتَهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

✻ ✻ ✻ ✻ ✻

الجُزْءُ التاسِع

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

محمداً قد قتل ، فقال ان كان قد قتل فقد بلغ ، قاتلوا على دينكم ، ولما شج ذلك الكافر وجه الرسول ﷺ وكسر رباعيته ، احتمله طلحة بن عبيدالله ، ودافع عنه أبو بكر وعلي رضي الله عنهم ونفر آخرون معهم ، ثم أن الرسول ﷺ جعل ينادي ويقول : إلى عباد الله حتى انحازت اليه طائفة من أصحابه فلامهم على هزيمتهم ، فقالوا يا رسول الله فديناك بآبائنا وأمهاتنا ، أتانا خبر قتلك فاستولى الرعب على قلوبنا فولينا مدبرين ، ومعنى الآية (وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل) فسيخلو كما خلوا ، وكما أن أتباعهم بقوا متمسكين بعد خلوهم ، فعليكم أن تتمسكوا بدينه بعد خلوه ، لأن الغرض من بعثة الرسل تبليغ الرسالة والزام الحجة ، لا وجودهم بين أظهر قومهم أبدا .

﴿ المسألة الثانية ﴾ قال أبو علي : الرسول جاء على ضربين . أحدهما : يراد به المرسل ، والآخر الرسالة ، وههنا المراد به المرسل بدليل قوله (إنك لمن المرسلين) وقوله (يا أيها الرسول بلغ) وفعول قد يراد به المفعول ، كالركوب والحلوب لما يركب ويحلب والرسول بمعنى الرسالة كقوله :

لقد كذب الواشون ما فهت عندهم بسر ولا أرسلتهم برسول

أي برسالة ؛ قال ومن هذا قوله تعالى (انا رسولا ربك) ونذكره في موضعه ان شاء الله تعالى ثم قال ﴿ أفان مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ﴾ وفيه مسائل :

﴿ المسألة الأولى ﴾ حرف الاستفهام دخل على الشرط وهو في الحقيقة داخل على الجزاء ، والمعنى أتنقلبون على أعقابكم ان مات محمد أو قتل ، ونظيره قوله ، هل زيد قائم ، فأنت انما تستخبر عن قيامه ، إلا أنك أدخلت هل على الاسم والله أعلم .

﴿ المسألة الثانية ﴾ أنه تعالى بين في آيات كثيرة انه عليه السلام لا يقتل قال (انك ميت وإنهم ميتون) وقال (والله يعصمك من الناس) وقال (ليظهره على الدين كله) فليس لقائل أن يقول : لما علم أنه لا يقتل فلم قال أو قتل ؟ فان الجواب عنه من وجوه : الأول : أن صدق القضية الشرطية لا يقتضي صدق جزأيها، فانك تقول: ان كانت الخمسة زوجا كانت منقسمة بمتساويين، فالشرطية صادقة وجزآها كاذبان، وقال تعالى (لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا) فهذا حق مع انه ليس فيهما آلهة، وليس فيهما فساد، فكذا ههنا. والثاني: ان هذا ورد على سبيل الالزام، فان موسى عليه السلام مات ولم ترجع أمته عن ذلك، والنصارى زعموا أن عيسى عليه السلام قتل وهم لا يرجعون عن دينه، فكذا هنا، والثالث: ان الموت لا يوجب

أنوار التنزيل وأسرار التأويل

المعـــروف

بتفسير البيضاوي

تأليف

ناصر الدين أبي الخير عبد الله بن عمر بن محمد

الشيرازي الشافعي البيضاوي

(ت٦٩١ هـ)

إعداد وتقديم

محمد عبد الرحمٰن المرعشلي

الجزء الثاني

طبعة جديدة مصححة ومنقحة وُضِع التفسير فيها تحت آيات القرآن الكريم من المصحف العثماني

دار إحياء التراث العربي   مؤسسة التاريخ العربي

بيروت

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إلاَّ رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ فسيخلوا كما خلوا بالموت أو القتل. ﴿أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ﴾ إنكاراً لارتدادهم وانقلابهم على أعقابهم عن الدين لخلوه بموت أو قتل بعد علمهم بخلو الرسل قبله وبقاء دينهم متمسكاً به. وقيل الفاء للسببية والهمزة لإنكار أن يجعلوا خلو الرسل قبله سبباً لانقلابهم على أعقابهم بعد وفاته. روي (أنه لما رمى عبدُ الله بن قميئة الحارثي رسول الله ﷺ بحجر فكسر رباعيته وشج وجهه، فذب عنه مصعب بن عمير رضي الله عنه وكان صاحب الراية حتى قتله ابن قميئة وهو يرى أنه قتل النبي عليه الصلاة والسلام فقال: قد قتلت محمداً وصرخ صارخ ألا إن محمداً قد قتل، فانكفأ الناس وجعل الرسول عليه الصلاة والسلام يدعو إليَّ عباد الله فانحاز إليه ثلاثون من أصحابه وحموه حتى كشفوا عنه المشركين وتفرق الباقون، وقال بعضهم: ليت ابن أبي يأخذ لنا أماناً من أبي سفيان، وقال ناس من المنافقين لو كان نبياً لما قتل ارجعوا إلى إخوانكم ودينكم فقال أنس بن النضر عم أنس بن مالك رضي الله عنهما: يا قوم إن كان قتل محمد فإن رب محمد حي لا يموت وما تصنعون بالحياة بعده فقاتلوا على ما قاتل عليه، ثم قال اللهم إني أعتذر إليك مما يقولون وأبرأ إليك منه وشد بسيفه فقاتل حتى قتل) فنزلت. ﴿وَمَن يَنقَلِبْ عَلَى عَقِبَيهِ فَلَن يَضُرَّ اللهَ شَيْئاً﴾ بارتداده بل يضر نفسه. ﴿وَسَيَجْزِي اللهُ الشَّاكِرِينَ﴾ على نعمة الإِسلام بالثبات عليه كأنس وأضرابه.

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَن تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ كِتَٰبًا مُّؤَجَّلًا ۗ وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلدُّنْيَا نُؤْتِهِۦ مِنْهَا وَمَن يُرِدْ ثَوَابَ ٱلْءَاخِرَةِ نُؤْتِهِۦ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِى ٱلشَّٰكِرِينَ ﴿١٤٥﴾﴾.

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلاَّ بِإِذْنِ اللهِ﴾ إلا بمشيئة الله تعالى أو بإذنه لملك الموت عليه الصلاة والسلام في قبض روحه، والمعنى أن لكل نفس أجلاً مسمى في علمه تعالى وقضائه ﴿لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون﴾ بالإِحجام عن القتال والإِقدام عليه. وفيه تحريض وتشجيع على القتال، ووعد للرسول ﷺ بالحفظ وتأخير الأجل. ﴿كِتَاباً﴾ مصدر مؤكد إذ المعنى كتب الموت كتاباً. ﴿مُؤَجَّلاً﴾ صفة له أي مؤقتاً لا يتقدم ولا يتأخر. ﴿وَمَنْ يُرِدْ ثَوابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنهَا﴾ تعريض لمن شغلتهم الغنائم يوم أحد، فإن المسلمين حملوا على المشركين وهزموهم وأخذوا ينهبون، فلما رأى الرماة ذلك أقبلوا على النهب وخلوا مكانهم فانتهز المشركون وحملوا عليهم من ورائهم فهزموهم. ﴿وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنهَا﴾ أي من ثوابها. ﴿وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ﴾ الذين شكروا نعمة الله فلم يشغلهم شيء عن الجهاد.

﴿وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَٰتَلَ مَعَهُۥ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا۟ لِمَآ أَصَابَهُمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا۟ وَمَا ٱسْتَكَانُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٤٦﴾﴾.

﴿وَكَأَيِّن﴾ أصله أي دخلت الكاف عليها وصارت بمعنى كم والنون تنوين أثبت في الخط على غير قياس. وقرأ ابن كثير «وكائن» ككاعن ووجهه أنه قلب قلب الكلمة الواحدة كقولهم رعملي في لعمري، فصار كيأن ثم حذفت الياء الثانية للتخفيف ثم أبدلت الياء الأخرى ألفاً كما أبدلت من طائي ﴿مِنْ نَبِيٍ﴾ بيان له. ﴿قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ﴾ ربانيون علماء أتقياء، أو عابدون لربهم. وقيل جماعات والربى منسوب إلى الربة وهي الجماعة للمبالغة. وقرأ ابن كثير ونافع وأبو عمرو ويعقوب «قتل»، وإسناده إلى ﴿ربيون﴾ أو ضمير النبي ومعه ربيون حال منه ويؤيد الأول أنه قرىء بالتشديد وقرىء ﴿ربيون﴾ بالفتح على الأصل وبالضم وهو من تغييرات النسب كالكسر. ﴿فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ﴾ فما فتروا ولم ينكسر جدهم لما أصابهم من قتل النبي أو بعضهم. ﴿وَمَا ضَعُفُوا﴾ عن العدو أو في الدين. ﴿وَمَا اسْتَكَانُوا﴾ وما خضعوا للعدو، وأصله استكن من السكون لأن الخاضع يسكن لصاحبه ليفعل به ما يريده، والألف من إشباع الفتحة أو استكون من

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٢٢٧٩ ـ كان فيما خَلا من إخواني من الأنبياء ثمانيةُ آلافِ نبي ، ثم كانَ عيسى ابن مريم كنتُ أنا بعده . (ك وتعقب ـ عن أنس) .

٣٢٢٨٠ ـ بُعِثتُ على أثرِ ثمانية آلافٍ من الأنبياء منهم أربعةُ آلاف من بني إسرائيل . (ابن سعد ـ عن أنس) .

٣٢٢٨١ ـ إني خاتمُ ألفِ نبيٍ أو أكثرَ . (ابن سعد ـ عن جابر ؛ ك عن أبي سعيد) .

٣٢٢٨٢ ـ خيارُ ولدِ آدمَ خمسةٌ نوحٌ وإبراهيم وموسى وعيسى ومحمدٌ ، وخيرُهم محمدٌ . (ابن عساكر ـ عن أبي هريرة) .

ذكرهم متفرقين على ترتيب حروف المعجم

ابراهيم عليه السلام

وذكر آدم عليه السلام في كتاب خلق العالم

من حرف الخاء المعجمة (٦/١٢٥)

٣٢٢٨٣ ـ أولُ مَن يُكسَى من الخلائق ابراهيمُ (البزار ـ عن عائشة)

٣٢٢٨٤ ـ كان أولَ من أضاف الضيفَ ابراهيمُ . (ابن أبي الدنيا في قرى الضيف ـ عن أبي هريرة) .

٣٢٢٨٥ ـ آخرُ ما تكلَّم به ابراهيمُ حين أُلقِيَ في النارِ : حسبيَ اللهُ ونعمَ الوكيلُ . (خط ـ عن أبي هريرة ؛ غريب والمحفوظ عن ابن عباس

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ

ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد

ناشرون

فَهَل أَنْتُمْ تَارِكُو لِي صَاحِبِي». مَرَّتَينِ، فَمَا أُوذِيَ بَعْدَهَا. [الحديث ٣٦٦١ ـ طرفه في: ٤٦٤٠].

٣٦٦٢ ـ حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ المُخْتَارِ: قَالَ خَالِدٌ الحَذَّاءُ: حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ العَاصِ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلتُ: أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ»، فَقُلتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: «أَبُوهَا». قُلتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: «ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ». فَعَدَّ رِجالاً. [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق ﷺ، رقم: ٢٣٨٤]. [الحديث ٣٦٦٢ ـ طرفه في: ٤٣٥٨].

٣٦٦٣ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «بَينَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ، عَدَا عَلَيهِ الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي فَالتَفَتَ إِلَيهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَيسَ لَهَا رَاعٍ غَيرِي؟ وَبَينَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيهَا، فَالتَفَتَتْ إِلَيهِ فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ: إِنِّي لَمْ أُخْلَقْ لِهذا، وَلكِنِّي خُلِقْتُ لِلحَرْثِ». قَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللهِ! قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَإِنِّي أُومِنُ بِذلِكَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ» ﷺ. [طرفه في: ٢٣٢٤].

٣٦٦٤ ـ حدثنا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ المُسَيَّبِ: سَمِعَ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «بَينَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيهَا دَلوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوباً أَوْ ذَنُوبَينِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ، ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْباً، فَأَخَذَهَا ابْنُ الخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيّاً مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ». [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر ﷺ، رقم: ٢٣٩٢]. [الحديث ٣٦٦٤ ـ أطرافه في: ٧٠٢١، ٧٠٢٢، ٧٤٧٥].

٣٦٦٥ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللهُ إِلَيهِ يَوْمَ القِيَامَةِ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّي ثَوْبِي يَسْتَرْخِي، إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذلِكَ خُيَلَاءَ». قَالَ مُوسَى: فَقُلتُ لِسَالِمٍ: أَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا ثَوْبَهُ. [الحديث ٣٦٦٥ ـ أطرافه في: ٥٧٨٣، ٥٧٨٤، ٥٧٩١، ٦٠٦٢].

٣٦٦٦ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: حَدَّثَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَينِ مِنْ شَيءٍ مِنَ الأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ، دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ ـ يَعْنِي: الجَنَّةَ ـ يَا عَبْدَ اللهِ هذا خَيرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الجِهَادِ، دُعِيَ مِنْ بَابِ الجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ، وَبَابِ الرَّيَّانِ». فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا عَلَى هذا الَّذِي يُدْعَى مِنْ تِلكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَقَالَ: هَل يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ». [طرفه في: ١٨٩٧].

٣٦٦٧ ـ حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُلَيمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ، عَنْ عَائِشَةَ ﷺ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ ـ قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِي بِالعَالِيَةِ ـ، فَقَامَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللهِ مَا مَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللهِ مَا كَانَ يَقَعُ فِي نَفْسِي إِلَّا ذَاكَ، وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ، فَلَيَقْطَعَنَّ أَيدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَبَّلَهُ، قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، طِبْتَ حَيّاً وَمَيتاً، وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ لَا يُذِيقُكَ اللهُ المَوْتَتَينِ أَبَداً، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الحَالِفُ عَلَى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ. [طرفه في: ١٢٤١].

٣٦٦٨ ـ فَحَمِدَ اللهَ أَبُو بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيهِ، وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّداً قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ. وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ۝٣٠﴾ [الزمر: ٣٠]. وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِيْن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ وَمَن يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِى اللَّهُ الشَّٰكِرِينَ ۝١٤٤﴾ [آل عمران: ١٤٤]، قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُونَ، قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الأَنْصَارُ إِلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ، فَقَالُوا: مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَذَهَبَ إِلَيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ وَأَبُو عُبَيدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُولُ: وَاللهِ

مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا أَنِّي قَدْ هَيَّأْتُ كَلَاماً قَدْ أَعْجَبَنِي، خَشِيتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ فِي كَلَامِهِ: نَحْنُ الأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الوُزَرَاءُ، فَقَالَ حُبَابُ بْنُ المُنْذِرِ: لَا وَاللهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ، وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: لَا، وَلٰكِنَّا الأُمَرَاءُ، وَأَنْتُمُ الوُزَرَاءُ، هُمْ أَوْسَطُ العَرَبِ دَاراً، وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَاباً، فَبَايِعُوا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللهُ. [طرفه في: ١٢٤٢].

٣٦٦٩ ـ وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ القَاسِمِ: أَخْبَرَنِي القَاسِمُ: أَنَّ عَائِشَةَ ﵂ قَالَتْ: شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: «فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى». ثَلَاثاً، وَقَصَّ الحَدِيثَ. قَالَتْ: فَمَا كَانَتْ مِنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللهُ بِهَا، لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ، وَإِنَّ فِيهِمْ لَنِفَاقاً، فَرَدَّهُمُ اللهُ بِذٰلِكَ. [طرفه في: ١٢٤١].

٣٦٧٠ ـ ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُو بَكْرٍ النَّاسَ الهُدَى وَعَرَّفَهُمُ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْهِمْ، وَخَرَجُوا بِهِ يَتْلُونَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ـ إلى ـ الشَّٰكِرِينَ﴾ [آل عمران: ١٤٤].

٣٦٧١ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيتُ أَنْ يَقُولَ عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ. [طرفه في: ١٢٤٢].

٣٦٧٢ ـ حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ القَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ ﵂ أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ الجَيْشِ، انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى التِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالُوا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ، أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، قَالَتْ: فَعَاتَبَنِي، وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي. فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الحُضَيْرِ: مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا البَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ، فَوَجَدْنَا العِقْدَ تَحْتَهُ. [طرفه في: ٣٣٤].

٣٦٧٣ ـ حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ ﵁ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً، مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ».

تَابَعَهُ جَرِيرٌ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَمُحَاضِرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ. [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة ﵃، رقم: ٢٥٤٠].

٣٦٧٤ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ أَبُو الحَسَنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ خَرَجَ، فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَلَأَكُونَنَّ مَعَهُ يَوْمِي هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ المَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالُوا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَا هُنَا، فَخَرَجْتُ عَلَى إِثْرِهِ، أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ البَابِ، وَبَابُهَا مِنْ جَرِيدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُولُ اللهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلَى بِئْرِ أَرِيسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي البِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ البَابِ، فَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ اليَوْمَ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَدَفَعَ البَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلَى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هٰذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ فَقَالَ: «ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالجَنَّةِ». فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِي بَكْرٍ: ادْخُلْ، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يُبَشِّرُكَ بِالجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِينِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَعَهُ فِي القُفِّ، وَدَلَّى رِجْلَيْهِ فِي البِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ، وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِي يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِي، فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللهُ بِفُلَانٍ خَيْراً ـ يُرِيدُ أَخَاهُ ـ يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ البَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، فَقُلْتُ:

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران: ١٠٢ ـ المائدة: ٨١

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

المهد ، قال ابن عطية : وإلا فلولا الآية لكانوا في قولهم جارين على حكم البشر في إنكار حمل من غير ذكر انتهى ، ووصف بالعظم ، لأنهم تمادوا عليه بعد ظهور الآية ، وقيام المعجزة بالبراءة ، وقد جاءت تسمية الرمي بذلك ﴿ بهتاناً عظيماً ﴾ في قوله ﴿ سبحانك هذا بهتان عظيم ﴾ النور [١٦] .

﴿ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا ٱلْمَسِيحَ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ ٱللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخْتَلَفُواْ فِيهِ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًۢا ﴿١٥٧﴾ ﴾

﴿ **وقولهم إنا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله** ﴾ الظاهر أن ﴿ رسول الله ﴾ ، من قولهم قالوا ذلك على سبيل الاستهزاء ، كقول فرعون ﴿ إن رسولكم الذي أرسل إليكم لمجنون ﴾ وقوله ﴿ إنك لأنت الحليم الرشيد ﴾ ويجوز أن يكون من كلام الله تعالى ، وضع الذكر الحسن مكان ذكرهم القبيح في الحكاية عنه ، رفعاً لعيسى ـ عليه السلام ـ ، كما كانوا يذكرونه به ذكر الوجهين الزمخشري ، ولم يذكر ابن عطية سوى الثاني ، قال : هو إخبار من الله تعالى بصفة عيسى ـ عليه السلام ـ وهي الرسالة على جهة إظهار ذنب هؤلاء المقرّين بالقتل ، ولزمهم الذنب وهم لم يقتلوا عيسى ، لأنهم صلبوا ذلك الشخص على أنه عيسى ، وعلى أن عيسى كذاب ليس برسول ، ولكن لزمهم الذنب من حيث اعتقدوا أن قتلهم وقع في عيسى ، فكأنهم قتلوه ، وليس يدفع الذنب عنهم اعتقادهم أنه غير رسول ، ﴿ **وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم** ﴾ هذا إخبار منه تعالى بأنهم ما قتلوا عيسى ، وما صلبوه ، واختلف الرواة في كيفية القتل والصلب ، ولم يثبت عن رسول الله ـ ﷺ ـ في ذلك شيء غير ما دل عليه القرآن ، ومنتهى ما آل إليه أمر عيسى ـ عليه السلام ـ أنه طلبته اليهود فاختفى هو والحواريون في بيت فدلوا عليه ، وحضروا ليلاً ، وهم ثلاثة عشر ، أو ثمانية عشر ، ففرقهم تلك الليلة ، ووجههم إلى الآفاق ، وبقي هو ورجل معه ، فرفع عيسى وألقى شبهه على الرجل فصلب[1] ، وقيل : هو اليهودي الذي دل عليه ، وقيل : قال لأصحابه : أيكم يلقي عليه شبهي ، فيقتل ويخلص هؤلاء وهو رفيقي في الجنة ، فقال سرجس : أنا ، فألقى عليه شبه عيسى ، وقيل : ألقى شبهه على الجميع ، فلما أخرجوا نقص واحد من العدّة ، فأخذوا واحداً ممن عليه الشبه فصلب ، وروي : أن الملك والمتناولين لم يخف عليهم أمر عيسى ، لما رأوه من نقصان العدة واختلاط الأمر ، فصلب ذلك الشخص ، وأبعد الناس عن خشبته أياماً ، حتى تغير ، ولم تثبت له صفة ، وحينئذ دنا الناس منه ، ومضى الحواريون يتحدثون في الآفاق أن عيسى صلب ، وقيل : لم يلق شبهه على أحد ، وإنما معنى ﴿ ولكن شبه لهم ﴾ أي : شبه عليهم الملك المخرق ، ليستديم بما نقص واحد من العدة ، وكان بادر بصلب واحد ، وأبعد الناس عنه ، وقال : هذا عيسى ، وهذا القول هو الذي ينبغي أن يعتقد في قوله ﴿ ولكن شبه لهم ﴾ أما أن يلقي شبهه على شخص فلم يصح ذلك عن رسول الله ـ ﷺ ـ فيعتمد عليه ، وقد اختلف فيمن ألقى عليه الشبه اختلافاً كثيراً ، فقيل : اليهودي الذي دل عليه ، وقيل : خليفة قيصر الذي كان محبوساً عنده ، وقيل : واحد من اليهود ، وقيل : دخل ليقتله ، وقيل : رقيب وكلته به اليهود ، وقيل : ألقى الشبه على كل الحواريين[2] ، وقيل : ألقى الشبه على الوجه دون البدن ، وهذا الوثوق مما يدفع الوثوق بشيء من ذلك ، ولهذا قال بعضهم : إن جاز أن يقال : إن الله تعالى يلقي شبه إنسان على إنسان آخر ، فهذا يفتح باب السفسطة ، وقيل : سبب

(١) انظر تفسير ابن عباس ص ٨٥ والزجاج ٢/١٤٠ والطبري ٩/٣٦٨ ـ ٣٧٠ وابن كثير ١/٥٧٤ وفتح القدير ١/٥٣٥ والدر ٢/٢٣٨ والوسيط ٨٧ خ والبغوي ١/٤٩٦ .

(٢) انظر المراجع السابقة .

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

الجزء الحادي عشر

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

فان قيل : اليهود كانوا كافرين بعيسى أعداء له عامدين لقتله يسمونه الساحر ابن الساحرة والفاعل ابن الفاعلة ، فكيف قالوا : انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله؟

والجواب عنه من وجهين : الأول : انهم قالوه على وجه الإستهزاء كقول فرعون (ان رسولكم الذي أرسل اليكم لمجنون) وكقول كفار قريش لمحمدﷺ (يا أيها الذي نزل عليه الذكر إنك لمجنون) والثاني : إنه يجوز أن يضع الله الذكر الحسن مكان ذكرهم القبيح في الحكاية عنهم رفعا لعيسى عليه السلام عما كانوا يذكرونه به .

ثم قال تعالى ﴿ وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم ﴾

واعلم أنه تعالى لما حكى عن اليهود أنهم زعموا انهم قتلوا عيسى عليه السلام فالله تعالى كذبهم في هذه الدعوى وقال (وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم) وفي الآية سؤالان :

﴿ السؤال الأول ﴾ قوله (شبه) مسند إلى ماذا ؟ إن جعلته مسنداً إلى المسيح فهو مشبه به وليس بمشبه ، وإن أسندته إلى المقتول فالمقتول لم يجر له ذكر .

والجواب من وجهين : الأول : أنه مسند إلى الجار والمجرور ، وهوكقولك : خيل إليه كأنه قيل : ولكن وقع لهم الشبه . الثاني : أن يسند إلى ضمير المقتول لأن قوله (وما قتلوه) يدل على أنه وقع القتل على غيره فصار ذلك الغير مذكوراً بهذا الطريق ، فحسن إسناد (شبه) إليه .

﴿ السؤال الثاني ﴾ أنه إن جاز أن يقال : إن الله تعالى يلقي شبه انسان على انسان آخر فهذا يفتح باب السفسطة ، فأنا إذا رأينا زيداً فلعله ليس بزيد ، ولكنه ألقى شبه زيد عليه ، وعند ذلك لا يبقى النكاح والطلاق والملك ، وثوقاً به ، وأيضاً يفضي إلى القدح في التواتر لأن خبر التواتر إنما يفيد العلم بشرط انتهائه في الآخرة إلى المحسوس ، فاذا جوزنا حصول مثل هذه الشبهة في المحسوسات توجه الطعن في التواتر ، وذلك يوجب القدح في جميع الشرائع ، وليس لمجيب أن يجيب عنه بأن ذلك مختص بزمان الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ، لأنا نقول : لو صح ما ذكرتم فذاك إنما يعرف بالدليل والبرهان ، فمن لم يعلم ذلك الدليل وذلك البرهان وجب أن لا يقطع بشيء من المحسوسات ووجب أن لا يعتمد على شيء من الأخبار المتواترة ، وأيضاً ففي زماننا إن انسدت المعجزات فطريق الكرامات مفتوح ، وحينئذ يعود الإحتمال المذكور في جميع الأزمنة : وبالجملة ففتح هذا الباب يوجب الطعن في التواتر ، والطعن فيه يوجب الطعن في نبوة جميع الأنبياء عليهم الصلاة والسلام ، فهذا فرع يوجب الطعن في

وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخْتَلَفُوا۟ فِيهِ لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُم بِهِۦ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّ

الأصول فكان مردوداً .

والجواب : اختلفت مذاهب العلماء في هذا الموضع وذكروا وجوهاً :

الأول : قال كثير من المتكلمين : إن اليهود لما قصدوا قتله رفعه الله تعالى الى السماء فخاف رؤساء اليهود من وقوع الفتنة من عوامهم ، فأخذوا إنساناً وقتلوه وصلبوه ولبسوا على الناس أنه المسيح ، والناس ما كانوا يعرفون المسيح إلا بالإسم لأنه كان قليل المخالطة للناس ، وبهذا الطريق زال السؤال . لا يقال : إن النصارى ينقلون عن أسلافهم أنهم شاهدوه مقتولا ، لأنا نقول : إن تواتر النصارى ينتهي إلى أقوام قليلين لا يبعد اتفاقهم على الكذب .

﴿ والطريق الثاني ﴾ أنه تعالى ألقى شبهه على إنسان آخر ثم فيه وجوه : الأول : أن اليهود لما علموا أنه حاضر في البيت الفلاني مع أصحابه أمر يهوذا رأس اليهود رجلا من أصحابه يقال له طيطايوس أن يدخل على عيسى عليه والسلام ويخرجه ليقتله ، فلما دخل عليه أخرج الله عيسى عليه السلام من سقف البيت وألقى على ذلك الرجل شبه عيسى فظنوه هو فصلبوه وقتلوه . الثاني : وكلوا بعيسى رجلا يحرسه وصعد عيسى عليه السلام في الجبل ورفع الى السماء ، وألقى الله شبهه على ذلك الرقيب فقتلوه وهو يقول لست بعيسى . الثالث : أن اليهود لما همّوا بأخذه وكان مع عيسى عشرة من أصحابه فقال لهم : من يشتري الجنة بأن يلقي عليه شبهي ؟ فقال واحد منهم أنا ، فألقى الله شبه عيسى عليه فأخرج وقتل ، ورفع الله عيسى عليه السلام . الرابع : كان رجل يدعي أنه من أصحاب عيسى عليه السلام ، وكان منافقاً فذهب إلى اليهود ودلهم عليه ، فلما دخل مع اليهود لأخذه ألقى الله تعالى شبهه عليه فقتل وصلب . وهذه الوجوه متعارضة متدافعة والله أعلم بحقائق الأمور .

ثم قال تعالى ﴿ وإن الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم إلا إتباع الظن ﴾

وفيه مسألتان :

﴿ المسألة الأولى ﴾ اعلم أن في قوله (وان الذين اختلفوا فيه) قولين : الأول : أنهم هم النصارى وذلك لأنهم بأسرهم متفقون على أن اليهود قتلوه ، إلا أن كبار فرق النصارى ثلاثة : النسطورية ،والملكانية ، واليعقوبية .

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوتي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين ـ جامعة الأزهر

الجزء السادس

المحتوى

أول الإسراء ـ آخر الفرقان

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

في الوصل ، وأمال الكسائي فتحة السين ، وفي مصحف عبد الله وقراءته (أن أذكره إلا الشيطان) ، وقرأ أبو حيوة (واتخاذ سبيله) عطف على المصدر على ضمير المفعول في أذكره ، والإشارة بقوله(ذلك) إلى أمر الحوت وفقده ، واتخاذه سبيلاً في البحر لأنه أمارة الظفر بالطلبة من لقاء ذلك العبد الصالح ، و (ما) موصولة والعائد محذوف ، أي : نبغيه ، وقرىء (نبغ) بغير ياء في الوصل وإثباتها أحسن وهي قراءة أبي عمرو والكسائي ونافع ، وأما الوقف فالأكثر فيه طرح الياء إتباعاً لرسم المصحف ، وأثبتها في الحالين ابن كثير ، (فارتدا) رجعا على أدراجهما من حيث جاءا ، (قصصا) أي يقصان الأثر قصصاً ، فانتصب على المصدرية بإضمار يقصان ، أو يكون في موضع الحال ، أي : مقتصين فينصب بقوله (فارتدا) (فوجدا) أي : موسى والفتى (عبداً من عبادنا) هذه إضافة تشريف واختصاص ، وجداه عند الصخرة التي فقد الحوت عندها ، وهو مسجى في ثوبه مستلقياً على الأرض ، فقال السلام عليك ، فرفع رأسه وقال : أنى بأرضك السلام ، ثم قال له من أنت ؟ قال أنا موسى ، قال : موسى بني إسرائيل ؟ قال : نعم ، قال له : ألم يكن لك في بني إسرائيل ما يشغلك عن السفر إلى هنا ، قال : بلى ، ولكن أحببت لقاءك وأن أتعلَّم منك ، قال له : إني على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه أنت ، وأنت على علم من علم الله علمكه الله لا أعلمه أنا ، والجمهور على أنه الخضر وخالف من لا يعتد بخلافه فزعم أنه عالم آخر ، وقيل : اليسع ، وقيل : الياس ، وقيل : خضرون بن قابيل بن آدم عليه السلام ، قيل: واسم الخضر بليا بن ملكان ، والجمهور على أن الخضر نبي ، وكان علمه معرفة بواطن قد أوحيت إليه ، وعلم موسى الأحكام والفتيا بالظاهر ، وروي أنه وجد قاعداً على ثبج البحر. وفي الحديث : سمي خضراً لأنه جلس على فروة بالية فاهتزت تحته خضراء ، وقيل : كان إذا صلى اخضر ما حوله ، وقيل : جلس على فروة بيضاء وهي الأرض المرتفعة ، وقيل : الصلبة واهتزت تحته خضراء ، وقيل : كانت أمه رومية وأبوه فارسي ، وقيل : كان ابن ملك من الملوك أراد أبوه أن يستخلفه من بعده فلم يقبل منه ولحق بجزائر البحر فطلبه أبوه فلم يقدر عليه ، والجمهور : على أنه مات ، وقال شرف الدين أبو عبد الله محمد بن أبي الفضل المرسي : أما خضر موسى بن عمران فليس بحي ، لأنه لو كان حياً للزمه المجيء إلى النبي ﷺ والإيمان به واتباعه ، وقد روي عنه ﷺ أنه قال : لو كان موسى وعيسى حيين لم يسعهما إلا اتباعي انتهى. هكذا ورد الحديث. ومذهب المسلمين أن عيسى حيّ ، وأنه ينزل من السماء ، ولعل الحديث لو كان موسى حياً لم يسعه إلا اتباعي ، والرحمة التي آتاه الله إياها هي الوحي والنبوة ، وقيل : الرزق (وعلمناه من لدنا علماً) أي من عندنا : أي : مما يختص بنا من العلم وهو الإخبار عن الغيوب ، وقرأ أبو زيد عن أبي عمرو (من لدنا) بتخفيف النون ، وهي لغة في لدن وهي الأصل ، قيل : وقد أولع كثير ممن ينتمي إلى الصلاح بادعاء هذا العلم ، ويسمونه العلم اللدني وأنه يلقى في روع الصالح منهم شيء من ذلك حتى يخبر بأن من كان من أصحابه هو من أهل الجنة على سبيل القطع ، وأن بعضهم يرى الخضر ، وكان قاضي القضاة أبو الفتح محمد بن علي بن مطيع القشيري المعروف بابن دقيق العيد يخبر عن شيخ له أنه رأى الخضر وحدثه ، فقيل له : من أعلمه أنه الخضر ؟ ومن أين عرف ذلك ؟ فسكت ، وبعضهم يزعم أن الخضرية رتبة يتولاها بعض الصالحين على قدم الخضر ، وسمعنا الحديث عن شيخ يقال له عبد الواحد العباسي الحنبلي ، وكان أصحابه الحنابلة يعتقدون فيه أنه يجتمع بالخضر (قال له موسى) في الكلام محذوف تقديره : فلما التقيا وتراجعا الكلام ، وهو الذي ورد في الحديث الصحيح (قال له موسى هل أتبعك) وفي هذا دليل على التواضع للعالم .

وفي هذه القصة دليل على الحث على الرحلة في طلب العلم ، وعلى حسن التلطف ، والاستنزال ، والأدب في طلب العلم ، بقوله (هل أتبعك) وفيه المسافرة مع العالم لاقتباس فوائده ، والمعنى هل يخف عليك ويتفق لك ، وانتصب (رشداً) على أنه مفعول ثان لقوله (تعلمني) أو على أنه مصدر في موضع الحال وذو الحال الضمير في (أتبعك) ، وقال

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

❊ ❊ ❊ ❊ ❊

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

بأن آخذ الميثاق هو الله تعالى ؛ والمأخوذ منهم هم النبيون ، فليس في الآية ذكر الأمة ، فلم يحسن صرف الميثاق إلى الأمة ، ويمكن أن يجاب عنه من وجوه (الأول) أن على الوجوه الذي قلتم يكون الميثاق مضافاً إلى الموثق عليه، وعلى الوجه الذي قلنا يكون إضافته إليهم اضافة الفعل إلى الفاعل ،وهو الموثق له،ولا شك أن إضافة الفعل إلى الفاعل أقوى من إضافته إلى المفعول ، فإن لم يكن فلا أقل من المساواة ، وهو كما يقال ميثاق الله وعهده ، فيكون التقدير : وإذ أخذ الله الميثاق الذي وثقه الله للأنبياء على أممهم (الثاني) أن يراد ميثاق أولاد النبيين ، وهم بنو إسرائيل على حذف المضاف وهو كما يقال : فعل بكر بن وائل كذا ، وفعل معد بن عدنان كذا ، والمراد أولادهم وقومهم ، فكذا ههنا (الثالث) أن يكون المراد من لفظ (النبيين) أهل الكتاب وأطلق هذا اللفظ عليهم تهكماً بهم على زعمهم لأنهم كانوا يقولون نحن أولى بالنبوة من محمد عليه الصلاة والسلام لأنا أهل الكتاب ومنا كان النبيون (الرابع) أنه كثيراً ورد في القرآن لفظ النبي والمراد منه أمته قال تعالى (يا أيها النبي إذا طلقتم النساء) .

﴿ الحجة الثانية ﴾ لأصحاب هذا القول : ما روى أنه عليه الصلاة والسلام قال « لقد جئتكم بها بيضاء نقية أما والله لو كان موسى بن عمران حياً لما وسعه إلا أتباعي » .

﴿ الحجة الثالثة ﴾ ما نقل عن علي رضي الله عنه أنه قال : إن الله تعالى ما بعث آدم عليه السلام ومن بعده من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام إلا أخذ عليهم العهد لئن بعث محمد عليه الصلاة والسلام وهو حي ليؤمنن به و لينصرنه ، فهذا يمكن نصرة هذا القول به والله أعلم .

﴿ الاحتمال الثاني ﴾ إن المراد من الآية أن الأنبياء عليهم الصلاة والسلام كانوا يأخذون الميثاق من أممهم بأنه إذا بعث محمدﷺ فانه يجب عليهم أن يؤمنوا به وأن ينصروه ، وهذا قول كثير من العلماء ، وقد بينا أن اللفظ محتمل له وقد احتجوا على صحته بوجوه (الأول) ما ذكره أبو مسلم الأصفهاني فقال : ظاهر الآية يدل على أن الذين أخذ الله الميثاق منهم يجب عليهم الإيمان بمحمدﷺ عند مبعثه ، وكل الأنبياء عليهم الصلاة والسلام يكونون عند مبعث محمد ﷺ من زمرة الأموات ، والميت لا يكون مكلفاً فلما كان الذين أخذ الميثاق عليهم يجب عليهم الإيمان بمحمد عليه السلام عند مبعثه ولا يمكن إيجاب الإيمان على الأنبياء عند مبعث محمد عليه السلام ، علمنا أن الذين أخذ الميثاق عليهم ليسوا هم النبيين بل هم أمم النبيين قال : ومما يؤكد هذا أنه تعالى حكم على الذين أخذ عليهم الميثاق إنهم لو تولوا لكانوا فاسقين وهذا الوصف لا يليق بالأنبياء عليهم السلام وإنما يليق بالأمم ، أجاب القفال رحمه الله فقال لم لا يجوز أن يكون المراد من الآية أن الأنبياء لو كانوا في الحياة لوجب عليهم الإيمان بمحمد عليه الصلاة والسلام ، ونظيره قوله تعالى (لئن أشركت ليحبطن عملك) وقد علم الله تعالى أنه لا

وکلمۃ اللہ ہی العلیا

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعہ تقریرات اعتراضات الش[illegible]کے دور

مباحثہ شاہجہان پور

کہ رئیس المتکلمین جناب سیدنا و مولانا مولوی محمد قاسم الخیرات مجمع جابا م پنڈت دیانند
و منشی اندرمن و پادری اسکاٹ مفسر انجیل و پادری نولس صاحبان وغیرہ
در سنہ ۱۲۹۵ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بمقام شاہجہان پور کردہ بودند
بماہ جنوری سنہ ۱۸۹۱ء

بمطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

گورنر کا اتباع کیا جائے اگر کوئی نادان یوں کہے کہ گورنر سابق بھی تو ملکہ ہی کا نائب تھا
تو اس عذر کو کوئی نہیں سنتا ایسے ہی یہ عذر کہ حضرت عیسے علیہ السلام اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام بھی تو رسول خدا تھے اس وقت قابل اتباع نہیں بلکہ جیسے اسوقت اگر
گورنر سابق بھی موجود ہو تو لارڈ لٹن ہی کا اتباع کرے جو گورنر زمانہ حال ہو ایسے ہی اس
زمانے میں اگر حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسے علیہ السلام بھی موجود ہوتے
تو انکو بھی ناچار رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرنا پڑتا اور اگر کوئی شخص
اپنے خیال کے موافق بوجہ غلطی کوئی عیب ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
ذمہ لگائے بھی تو ہم ہزار عیب انکے بزرگوں میں نکال سکتے ہیں یہی تقریر ہو رہی تھی
جو پادری صاحب نے فرمایا کہ گھنٹہ پورا ہو گیا۔ خیر مولوی صاحب تو بیٹھے اور عیسائیوں
کی طرف سے پادری محی الدین پشاوری اُٹھے اور مولوی صاحب کی تقریر پر چار اعتراض
کئے جنکے دیکھنے کے بعد اہل فہم کو یقین ہو جاتا ہے کہ جیسے ہنود کی طرف سے مولوی صاحب
کی تقریر کے رد میں آخر جلسہ تک کوئی صدا نہ اُٹھی پادری صاحبوں نے بھی گویا مطالب
ضروری کو اُس تقریر کے تسلیم ہی کر لیا کیونکہ مطالب اصلی اور ضروری تو اُس تقریر میں
کل آٹھ باتیں تھیں بجز خدا تعالیٰ کا ثبوت اُسکی وحدانیت۔ اُسکا واجب الاطاعت ہونا۔
نبوت کی ضرورت۔ نبوت کی علامات اور صفات۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت
اُنکی خاتمیت۔ اُنکے ظہور کے بعد اُنہیں کے اتباع میں نجات کا منحصر ہو جانا۔ ان اُصول
باتوں میں سے تو ایک بات پر بھی پادریوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہاں
پادری محی الدین مذکور نے مضامین ملحقہ اور زائدہ پر البتہ اعتراض کر کے انجام کار
خود نادم ہوئے اور پادری صاحبوں کو نادم کرایا وہ چار اعتراض یہ ہیں۔ ایک تو انبیاء
کی معصومیت پر یہ اعتراض کہ حضرت آدم علیہ السلام نے باوجود ممانعت خداوندی
گیہوں کھالیا اور مخالفت خداوندی کی۔ اور ظاہر ہے کہ اس مخالفت ہی کو گناہ کہتے
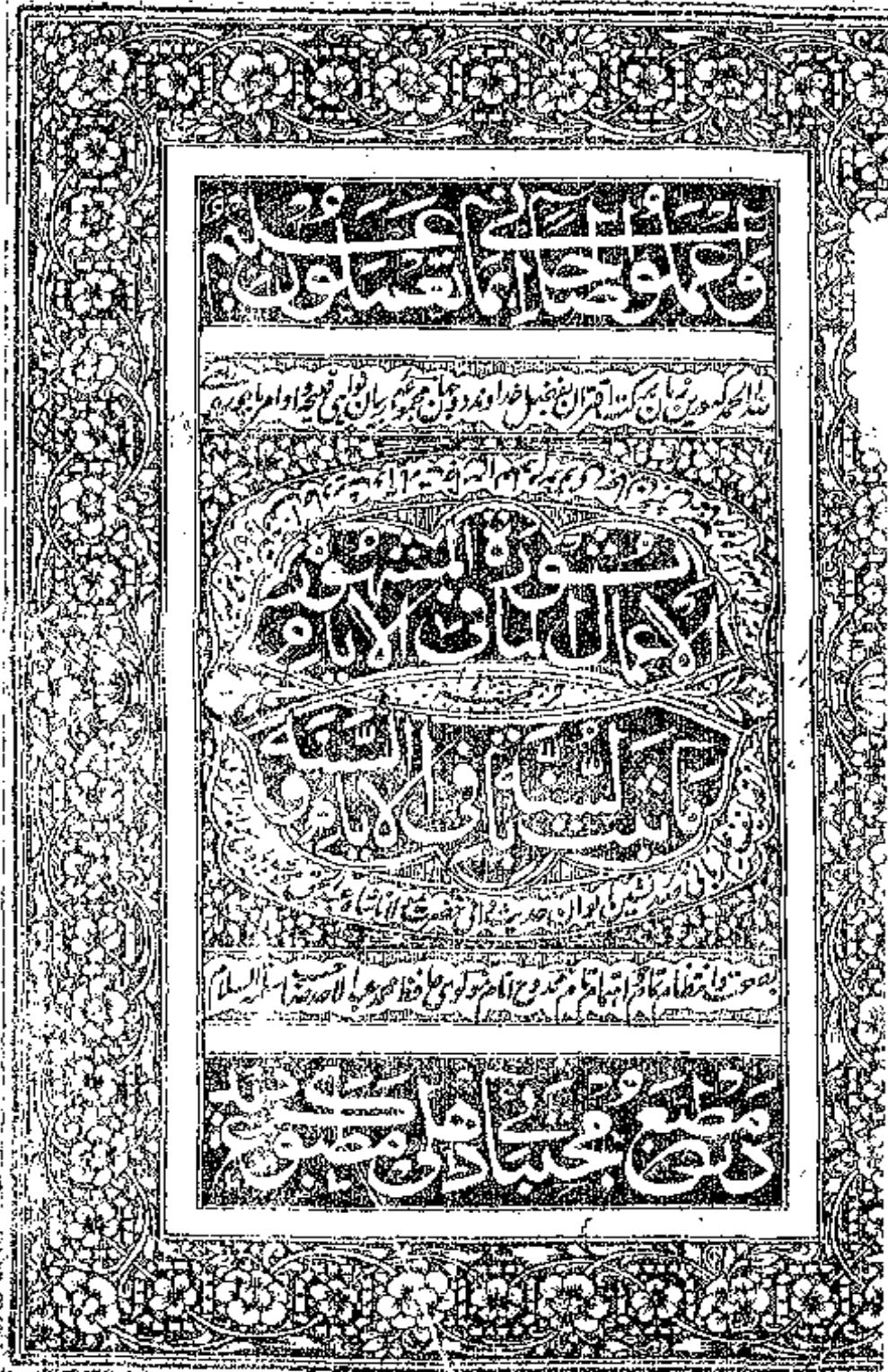
اسقط الكسور ومن قال اثنين ونصفا كانه اعتمد على حديث في الاكليل

جسنے کسروں کو ساقط کیا اور جسنے ڈھائی برس کہے گویا اسنے اس حدیث پر عمل کیا جو اکلیل میں مذکور ہے

وفيه كلام لم يكن نبي الا عاش نصف عمر اخيه الذي قبله وقد عاش

اور اسمیں گفتگو ہے کوئی نبی نہیں گزرا ہے مگر اپنے پہلے نبی کی آدھی عمر جیا ہے اور بیشک

عيسى عليه السلام خمسا وعشرين سنة ومائة ومن قال احدى او اثنين

عیسی علیہ السلام ایک سو پچیس برس جیتے تھے اور جسنے اکسٹھ یا باسٹھ برس کہے ہیں

فشك ولم يتيقن وكل ذلك انما نشأ من الاختلاف في مقامه بمكة بعد

تو انکو شک واقع ہوا یقین نہیں کہا ہو اور یہ تمام اقوال اس ہی اختلاف پر مبنی ہے کہ بعثت کے بعد مکہ میں

البعثة والله اعلم كذا في سيرة مغلطاي ذكر وقت وفاته

کتنا رہے واللہ اعلم یہ سیرت مغلطائی میں ہے ذکر حضرت صلعم کی وفات کے وقت کا

صلعم توفي يوم الاثنين بلا خلاف نصف النهار لاثنتي عشرة ليلة خلت

حضرت صلعم پیر کے دن بلا خلاف دو پہر کو ربیع الاول سن

من ربيع الاول سنة احدى عشرة من الهجرة ضحى في مثل الوقت الذي

گیارہ ہجری کی بارہویں تاریخ چاشت کے وقت جیسے وقت مدینہ میں داخل ہوئے تھے

دخل فيه وعن ابن عباس رض ولد صلى الله عليه وسلم يوم الاثنين واستنبئ

وفات پائی اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے

يوم الاثنين وخرج مهاجرا من مكة الى المدينة يوم الاثنين ودخل

دن نبوت ہوئی اور پیر کے دن مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور پیر کے دن مدینہ میں

المدينة يوم الاثنين ورفع الحجر يوم الاثنين وقبض يوم الاثنين وقبض

داخل ہوئے اور حجر اسود کو پیر کے دن اٹھایا اور پیر کے دن وفات پائی اور رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم في كساء ملبد قال ابو بردة اخرجت الينا عائشة كساء

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیوند دار کمبل میں ہوئی ابو بردہ کہتا ہے عائشہ نے ہمکو کپڑا پیوند لگا ہوا

ملبدا وازارا غليظا فقالت قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم في هذين

اور موٹی ازار نکال کر دکھائی پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں وفات پائی

وفي الاكتفاء ولما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم وارتفعت الرنة عليه و

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٢٢٤٠ ـ لم يَمُتْ نبيٌّ حتى يَؤُمهُ رجلٌ من قومه (ك ـ عن المغيرة).

٣٢٢٤١ ـ إن النبي لا يموتُ حتى يَؤُمَّهُ بعضُ أُمتِه . (حم ـ عن أبي بكر) .

٣٢٢٤٢ ـ ما بعثَ الله نبياً إلا عاش نصفَ ما عاشَ النبيُّ الذي كان قبلَه . (حل ـ عن زيد بن أرقم) .

٣٢٢٤٣ ـ ما من نبي يمرضَ إلا خُيِّرَ بين الدنيا والآخرة . (هـ [1] عن عائشة) .

٣٢٢٤٤ ـ إن الله تعالى حرمَ على الأرض أن تأكلَ أجسادَ الأنبياء . (حم ، د [2] ، ن ، هـ ، حب ، ك ـ عن أوس بن أوس) .

٣٢٢٤٥ ـ ما كانتْ نبوةٌ قط إلا كان بعدَها قتْلٌ وصلبٌ . (طب والضياء ـ عن طلحة) .

٣٢٢٤٦ ـ ما كانتْ نبوةٌ قطُّ إلا تبعتْها خلافةٌ ، ولا كانت خلافةٌ قطُّ إلا تبعها مُلكٌ ، ولا كانتْ صدقةٌ قط إلا كانتْ مُكساً [3] (ابن عساكر ـ عن عبد الرحمن بن سهل) .

---

(١) أخرجه ابن ماجه كتاب الجنائز باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ (١٦٢٠) ص .

(٢) أخرجه ابن ماجه كتاب الجنائز باب ذكر وفاته رقم (١٦٣٦) ص .

(٣) مَكساً : المكس : الضريبة التي يأخذها الماكس ، وهو العشّار . اهـ . النهاية (٤/٣٤٩) ب .

٣٢٢٦١ ـ لن يُعَمَّرَ الله تعالى مُلكاً في أمة نبي مضى قبلَه مابلغ ذلك النبيُّ من العمر في أمته . (ك ـ عن علي) .

٣٢٢٦٢ ـ إنه لم يكن نبيٌّ كان بعدَه نبي إلا عاش نصف عمرِ الذي كان قبله ، وإن عيسى ابن مريم عاش عشرين ومائةً وإني لا أراني إلا ذاهباً على رأس الستين ، يا بنيةُ انه ليس منا من نساء المسلمينَ امرأةٌ أعظمَ ذريةً منك فلا تكوني من أدنى امرأةٍ صبراً ، إنكِ أولُ أهل بيتٍ لحوقاً بي ، وإنكِ سيدةُ نساء أهل الجنة إلا ما كان من البتولِ مريمَ بنت عمران . (طب ـ عن فاطمة الزهراء) .

٣٢٢٦٣ ـ لم يُقبرْ نبيٌّ إلا حيث يموتُ . (حم ـ عن أبي بكر وفيه انقطاع) .

٣٢٢٦٤ ـ ما من نبيٍ تقدِرُ أمته على دفنه إلا دفنوه في الموضع الذي قُبض فيه . (الرافعي من طريق الزبير بن بكار) .

٣٢٢٦٥ ـ حدثني يحي بن محمد بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق حدثني عمي شعيب بن طلحة حدثني أبي سمعتُ أسماء بنتَ أبي بكر : ماقُبِضَ نبي إلا جُعلَ روحُه بين عينيه ثم خيّر بين الرجعة الى الدنيا والموتِ . (الديلمي ـ عن عائشة) .

٣٢٢٦٦ ـ ما بعثَ الله تعالى نبياً قط في قومٍ ثم يقبضُه إلا جعلَ بعدَه فترةً وملأ من تلك الفترةِ جهنمَ . (طب ـ عن ابن عباس) .

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء السابع

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

....

قال ابن كثير: يشكل عليه خبر مسلم أنه يمكث في الأرض سبع سنين، اللّهمّ إلاّ أن تحمل هذه السبع على مدّة إقامته بعد نزوله، وتكون مضافة إلى مكثه فيها قبل رفعه إلى السماء، وكان عمره إذ ذاك ثلاثًا وثلاثين سنة على المشهور، قال في مرقاة الصعود: وقد أقمت ستين أجمع بذلك، ثم رأيت البيهقي قال في كتاب البعث والنشور في هذا الحديث: إن عيسى يمكث في الأرض أربعين سنة، وفي مسلم من حديث عبد اللّه بن عمرو في قصّة الدجال: فيبعث اللّه عيسى ابن مريم فيطلبه فيهلكه ثم يلبث الناس بعده سبع سنين، ليس بين اثنين عداوة.

قال البيهقي: ويحتمل أن قوله: ثم يلبث الناس بعده، أي: بعد موته، فلا يكون مخالفًا للأوّل، انتهى، فترجّح عندي هذا التأويل من وجوه، أحدها: إن حديث مسلم ليس نصًّا في الإخبار عن مدّة لبث عيسى، وخبر أبي داود نصّ فيها، والثاني: أن ثم تؤيّد هذا التأويل، لأنها في التراخي. والثالث: قوله: يلبث الناس بعده، فيتّجه أن الضمير فيه لعيسى؛ لأنه أقرب مذكور، والرابع: أنه لم يرد في ذلك سوى هذا الحديث المحتمل، ولا ثاني له، وورد مكث عيسى أربعين سنة في عدّة أحاديث من طرق مختلفة، فحديث أبي داود، وهذا هو صحيح، وأخرج الطبراني، عن أبي هريرة مرفوعًا: «ينزل عيسى ابن مريم، فيمكث في الناس أربعين سنة»، وأخرج أحمد في الزهد عنه، قال: «يلبث عيسى في الأرض أربعين سنة لو يقول للبطحاء سيلي عسلاً لسالت»، وأخرج في المسند، عن عائشة مرفوعًا في حديث الدجّال: «فينزل عيسى فيقتله، ثم يمكث عيسى في الأرض أربعين سنة إمامًا عادلاً وحكمًا مقسطًا»، وورد أيضًا من حديث ابن مسعود عند الطبراني: فهذه الأحاديث المتعدّدة الصريحة أولى من ذلك الحديث الواحد المحتمل، انتهى.

ويؤيّده أن حديث رفعه، وهو ابن ثلاث وثلاثين، إنما يروى عن النصارى، فعند الحاكم عن وهب بن منبه، قال: «إن النصارى تزعم»، فذكر الحديث إلى أن قال: «وإنه رفع وهو ابن ثلاث وثلاثين»، وفيه عبد المنعم بن إدريس كذّبوه، ولو صح، فهو عن النصارى كما ترى، والثابت في الأحاديث النبوية أنه رفع، وهو ابن مائة وعشرين.

روى الطبراني والحاكم في المستدرك عن عائشة: أن النبيّ ﷺ قال في مرضه الذي توفي فيه لفاطمة: «إن جبريل كان يعارضني القرءان في كل عام مرّة، وإنه عارضني بالقرءان العام مرّتين، وأخبرني أنه لم يكن نبيّ إلاّ عاش نصف الذي قبله، وأخبرني أن عيسى ابن مريم عاش عشرين ومائة سنة، ولا أراني إلا ذاهبًا على رأس الستّين»، ورجاله ثقات وله طرق، وذكر ابن عساكر؛ أن وفاة عيسى تكون بالمدينة، فيصلّى عليه هنالك، ويدفن بالحجرة النبويّة، وروى الترمذي عن عبد اللّه بن سلام، قال: مكتوب في التوراة صفة محمّد وعيسى ابن مريم يدفن معه،

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الثاني والعشرون

الناشر

مكتبة ابن تيمية

القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠٠

معمر عن ثابت البناني عن أنس بن مالك أن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت : يا أبتاه من ربه ما أدناه ، يا ابتاه الى جبريل أنعاه ، يا أبتاه جنة الفردوس مأواه ٠

٠٠٠٠٠ (١٠٢٩) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا عارم ثنا حماد بن زيد عن أنس أن فاطمة قالت : يا أنس كيف طابت أنفسكم أن تحثوا على رسول الله صلى الله عليه وسلم التراب ، وا أبتاه من ربه ما أدناه ، وا أبتاه جنة الفردوس مأواه ، وا أبتاه الى جبريل ننعاه ، وا أبتاه أجاب ربا دعاه ٠

ما روت عائشة أم المؤمنين عن فاطمة رضي الله عنهما

٠٠٠٠٠ (١٠٣٠) حدثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة ثنا محمد بن عبيد المحاربي ثنا عبدالكريم بن يعقوب عن جابر عن أبي الطفيل قال قالت عائشة : اشتكى رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتي ، فأتته فاطمة تمشي والذي نفس عائشة بيده كأن مشيتها مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فسارها رسول الله صلى الله عليه وسلم فبكت ، ثم سارها فضحكت ، فقلت : ما رأيت كاليوم ضحكا أقرب من بكاء ، فقلت : يا فاطمة أخبريني ما قال لك ؟ قالت : ما كنت أفعل وقد رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم مكانك ، فلما توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم سألها ، فقالت : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « ان جبريل كان

١٠٣٠ ـ في اسناده محمد بن عثمان بن أبي شيبة تكلموا فيه ، وعبدالكريم بن يعقوب أو يعفور واهي الحديث من عتقى الشيعة وقد اتهم وجابر الجعفي ضعيف ٠ والحديث ورد في الصحيح من حديث عائشة من غير هذا الطريق ٠

ذلك على عائشة أن يكون سرا دونها ، فلما قبضه الله قالت عائشة لفاطمة: يا بنية ألا تخبريني بذلك الخبر ؟ قالت : أما الآن فنعم ، ناجاني في المرة الاولى فاخبرني « أن جبريل صلى الله عليه وسلم كان يعارضه بالقرآن في كل عام مرة ، وأنه عارضه بالقرآن العام مرتين » وأخبرني : « أنه أخبره أنه لم يكن نبي الا عاش نصف عمر الذي قبله » وأنه أخبرني : « أن عيسى بن مريم عاش عشرين ومائة سنة ولا أراني الا ذاهبا على رأس الستين » فأبكاني ذلك ، وقال : « يا بنية انه ليس من نساء المسلمين امرأة أعظم رزية منك ، فلا تكوني أدنى من امرأة صبرا » وناجاني في المرة الآخرة فأخبرني : « أني أول أهله لحوقا به » وقال : « انك سيدة نساء أهل الجنة الا ما كان من البتول مريم بنت عمران » فضحكت بذلك .

٠٠٠٠٠ (١٠٣٢) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا أبو نعيم ثنا زكريا بن أبي زائدة عن فراس عن الشعبي عن مسروق عن عائشة قالت : أقبلت فاطمة تمشي كأن مشيتها مشية رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال : « مرحبا بابنتي » فأجلسها عن يمينه أو عن شماله ، ثم أسر اليها حديثا فبكت ، فقلت لها : استخصك رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديثه ثم تبكين ، ثم أسر اليها حديثا فضحكت ، فقلت : ما رأيت كاليوم فرحا أقرب من حزن ، فسألتها عما قال ، فقالت : ما كنت لأفشي سر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، حتى اذا قبض سألتها فقالت : انه أسر الي فقال : « ان جبريل كان يعارضني القرآن كل سنة مرة ، وأنه عارضني

١٠٣٢ ــ ورواه أحمد (٦/٢٨٢) والبخاري (٣٦٢٣ و٣٦٢٤ و٣٦٢٥ و٣٦٢٦ و٣٧١٥ و٣٧١٦ و٤٤٣٣ و٤٤٣٤ و٦٢٨٥ و٦٢٨٦) والترمذي (٣٩٦٤) وابن ماجه (١٦٢١) وابو دود (٥١٩٥) من طرق عن عائشة.

تَصْنِيفُ

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

زَادَ فِي حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ، قال: وَاللَّهُ أَعْلَمُ، أَذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لا، بِمِثْلِ حَدِيثِ زَهْدَمٍ عَنْ عِمْرَانَ.

وَزَادَ فِي حَدِيثِ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ: «وَيَحْلِفُونَ وَلا يُسْتَحْلَفُونَ».

٢١٦-(٢٥٣٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَشُجَاعُ ابْنُ مَخْلَدٍ (وَاللَّفْظُ لأَبِي بَكْرٍ) قَالا: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ (وَهُوَ ابْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ) عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْبَهِيِّ.

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قال: «الْقَرْنُ الَّذِي أَنَا فِيهِ، ثُمَّ الثَّانِي، ثُمَّ الثَّالِثُ».

(٥٣)-باب: قوله ﷺ «لا تأتي مائة سنة وعلى الأرض نفس منفوسة اليوم»

٢١٧-(٢٥٣٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ (قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا، وقال عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ)، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ سُلَيْمَانَ.

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ قال: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، صَلاةَ الْعِشَاءِ، فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: «أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ».

قال ابْنُ عُمَرَ: فَوَهَلَ النَّاسُ فِي مَقَالَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تِلْكَ، فِيمَا يَتَحَدَّثُونَ مِنْ هَذِهِ الأَحَادِيثِ، عَنْ مِائَةِ سَنَةٍ، وَإِنَّمَا قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ»، يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَنْخَرِمَ ذَلِكَ الْقَرْنُ.

[أخرجه البخاري: ١١٦، ٦٠١، ٥٦٤]

٢١٧-(٢٥٣٧) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا، أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ.

وَرَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ.

كِلاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ مَعْمَرٍ، كَمِثْلِ حَدِيثِهِ.

٢١٨-(٢٥٣٨) حَدَّثَنِي هَارُونُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَحَجَّاجُ ابْنُ الشَّاعِرِ، قَالا: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قال ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ.

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولا: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ، قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِشَهْرٍ: «تَسْأَلُونِي عَنِ السَّاعَةِ؟ وَإِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ، وَأُقْسِمُ بِاللَّهِ! مَا عَلَى الأَرْضِ مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ». [وسيأتي بعد الحديث: ٢٥٣٩]

٢١٨-(٢٥٣٨) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بَكْرٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ.

بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ: قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ.

٢١٨-(٢٥٣٨) حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، كِلاهُمَا عَنِ الْمُعْتَمِرِ.

قال ابْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ ابْنُ سُلَيْمَانَ، قال: سَمِعْتُ أَبِي، حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ.

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قال: ذَلِكَ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ «مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ، الْيَوْمَ تَأْتِي عَلَيْهَا مِائَةُ سَنَةٍ، وَهِيَ حَيَّةٌ يَوْمَئِذٍ».

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ صَاحِبِ السِّقَايَةِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِ ذَلِكَ وَفَسَّرَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قال: نَقْصُ الْعُمُرِ.

٢١٨-(٢٥٣٨) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ بِالإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا، مِثْلَهُ.

٢١٩-(٢٥٣٩) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ دَاوُدَ (وَاللَّفْظُ لَهُ)(ح).

وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ حَيَّانَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.

مسند الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الثالث

قدم عمر مكة فاخبران لمولى لعمرو بن العاص ابلا جلالة فارسل اليه افاخرجها من مكة فقال ابلا نحتطب عليها وننقل عليها الماء فقال عمر لايحج عليها
ولا يعتمر (عب) ومسدد وهو صحيح * عن ابن عمر كان عمر ينهى عن اخصاء البهائم ويقول هل النماء الا في الذكر (عب ش) وابن المنذر * عن
هشام بن حبيش قال أرسل الى عمر بن الخطاب فرأيته في جماعة من أصحابه نزل عن راحلته ثم حط رحله ثم قيد راحلته كرجل من أصحابه ثم
حس ركاب القوم فوجد فيها راحلة مقار بالهامن قيدها فارخى لها عمر بن الخطاب (٣٨٥) ثم أقبل يتغيظ أرى الغيظ في وجهه فقال
أيكم صاحب الراحلة فقال رجل أنا قال بئسما صنعت تبيت على فؤاده وتضرب صدره حتى اذا حان رزقه جمعت بين عظمين من عظامه الروياني * عن عمر قال لاتلطموا وجوه الدواب فان كل شئ يسبح الله بحمده (كر) * عن الحكم أن عمر كتب الى أهل الشام ينهاهم أن يركبوا جلود السباع (هق) * عن عمر قال اياي والمركب الحديد (هق) * عن المسيب بن دارم قال رأيت عمر بن الخطاب ضرب جمالا فقال لم تحمل بعيرك مالا يطيق ابن سعد * عن سالم ابن عبد الله أن عمر بن الخطاب كان يدخل يده في دبر البعير ويقول انى خائف أن أسأل عما بك ابن سعد (كر) * عن على كرم الله وجهه قال أهديت لرسول الله صلى الله عليه وسلم بغلة فأعجبته فركبها فقلنا يارسول الله لو أنزينا الحمر على خيلنا فجاءت بمثل هذه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يفعل ذلك الذين لا يعلمون
(ط) وابن وهب (حم د ن) وابن جرير وصححه والطحاوى (حب)
والدورقى (هق ص) * عن على قال نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ننزى حمارا على فرس (حم د) والدورقى * عن معاوية بن قرة قال
كان لابى الدرداء جمل يقال له دمون فكانوا اذا استعاروه منه قال لاتحملوا عليه الا كذا وكذا فانه لا يطيق أكثر من ذلك فلما حضرته الوفاة
قال يادمون لاتخاصمني غدا عند ربى فانى لم أكن أحمل عليك الا ماتطيق (كر) * عن أوس بن عبد الله بن حجر الاسلمى قال مر بى رسول

حدثنى أبي ثنا حجاج قال ابن جريج أخبرنى أبو الزبير انه سمع جابر بن عبد الله يقول سمعت النبي صلى الله عليه
وسلم يقول قبل ان يموت بشهر تسألونى عن الساعة وانما علمها عند الله وأقسم بالله ماعلى ظهر الارض من
نفس منفوسة اليوم يأتى عليها مائة سنة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا أبي ثنا سريج بن النعمان ثنا سعيد
يعنى ابن زيد عن عمرو بن دينار حدثنى جابر بن عبد الله قال كسع رجل من المهاجرين رجلا من الانصار
فقال الانصارى ياللانصار وقال المهاجرى ياللمهاجرين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا ما بال دعوى
الجاهلية دعوا الكسعة فانها منتنة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي حدثنا زياد بن عبد الله بن الطفيل قال
عبد الله وسمعت أبي مرة يقول حدثنا زياد بن عبد الله بن الطفيل البكائى العامرى ثنا منصور عن سالم عن
جابر بن عبد الله قال ولد لرجل منا غلام فسماه محمدا فقلنا لا ندعك تسميه محمدا باسم النبي صلى الله عليه وسلم
فاتى الرجل بابنه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله انه ولد لى غلام وانى سميته باسمك فابى
قومى ان يدعونى قال بلى تسموا باسمى ولا تكنوا بكنيتى فانى قاسم أقسم بينكم **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي
ثنا حسين بن محمد أنا محمد بن مطرف عن عاصم بن عبيد الله بن عاصم بن عمر بن الخطاب قال دخلت على جابر بن
عبد الله فحضرت الصلاة وثياب له على السرير أو المشجب فقام متوشحا بثوبه ثم صلى ثم قال لهم حين انصرف
رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى هكذا **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا حسين بن محمد ثنا الفضل
يعنى ابن سليمان ثنا محمد بن أبي يحيى عن الحرث بن أبي يزيد عن جابر بن عبد الله الانصارى أن قوما قدموا
المدينة مع النبي صلى الله عليه وسلم وبهم امرض فنهاهم النبي صلى الله عليه وسلم أن يخرجوا حتى يأذن لهم
فخرجوا بغير اذنه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما المدينة كالكير تنفى الخبث كما ينفى الكير خبث
الحديد **حدثنا** عبد الله حدثنى ابي ثنا حسن بن موسى وعفان قالا ثنا حماد بن سلمة عن قيس بن سعد
عن عطاء بن أبي رباح عن جابر بن عبد الله أن رجلا قال يارسول الله ذبحت قبل أن أرمى قال ارم ولا حرج
قال رجل يارسول الله حلقت قبل أن اذبح قال اذبح ولا حرج **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا يعقوب ثنا
أبي عن ابن اسحق قال فحدثنى عبد الله بن سهل بن عبد الرحمن بن سهل أخو بنى حارثة عن جابر بن عبد الله
الانصارى قال قال خرج مرحب اليهودى من حصنهم قد جمع سلاحه يرتجز ويقول

قد علمت خيبر انى مرحب * شاكى السلاح بطل مجرب
أطعن أحيانا وحينا أضرب * اذ الليوث أقبلت تلهب
كان حماى لحمى لا يقرب

وهو يقول من مبارز فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لهذا فقال محمد بن مسلمة أنا له يارسول الله وأنا
والله المأتور الثائر قتلوا أخى بالامس قال فقم اليه اللهم أعنه عليه فلما دنا أحدهما من صاحبه دخلت بينهما
شجرة عمرية من شجر العشر فجعل أحدهما يلوذ بها من صاحبه كلما لاذ بها منه اقتطع بسيفه مادونه حتى
برز كل واحد منهما لصاحبه وصارت بينهما كالرجل القائم ما فيها فنن ثم حمل مرحب على محمد فضربه فاتقى
بالدرقة فوقع سيفه فيها فعضت به فامسكته وضربه محمد بن مسلمة حتى قتله **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا
حسن بن موسى وسريج قالا ثنا حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن محمد بن على عن جابر بن عبد الله قال
نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لحوم الحمر قال سريج الاهلية يوم خيبر وأذن فى لحوم الخيل **حدثنا**

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

١١٣ ـ **حدثنا** عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثاً عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ.

تابَعَهُ مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

١١٤ ـ **حدثنا** يَحْيى بْنُ سُلَيمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ بالنَّبِيِّ ﷺ وَجَعُهُ قَالَ: ائْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَاباً لا تَضِلُّوا بعده، قال عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَلَبَهُ الوَجَعُ، وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللهِ حَسْبُنَا. فَاخْتَلَفُوا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ: «قُومُوا عَنِّي، وَلَا يَنْبَغِي عِنْدِي التَّنَازُعُ»، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَينَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَينَ كِتَابِهِ. [الحديث ١١٤ ـ أطرافه في: ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣١، ٤٤٣٢، ٥٦٦٩، ٧٣٦٦].

٤٠/ ٤٠ ـ باب العِلمِ وَالعِظَةِ بِاللَّيلِ

١١٥ ـ **حدثنا** صَدَقَةُ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَمْرٍو وَيَحْيى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ هِنْدٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اسْتَيقَظَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيلَةٍ فَقَالَ: «سُبْحَانَ اللهِ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيلَةَ مِنَ الفِتَنِ، وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الخَزَائِنِ، أَيقِظُوا صَوَاحِبَاتِ الحُجَرِ، فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ فِي الآخِرَةِ». [الحديث ١١٥ ـ أطرافه في: ١١٢٦، ٣٥٩٩، ٥٨٤٤، ٦٢١٨، ٧٠٦٩].

٤١/ ٤١ ـ باب السَّمَرِ فِي العِلمِ

١١٦ ـ **حدثنا** سَعِيدُ بْنُ عُفَيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيثُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيمَانَ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ العِشَاءَ فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: «أَرَأَيتَكُمْ لَيلَتَكُمْ هذهِ، فَإِنَّ رَأْسَ مِئَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَحَدٌ». [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ: لا تأتي مئة سنة وعلى الأرض...، رقم: ٢٥٣٧]. [الحديث ١١٦ ـ طرفاه في: ٥٦٤، ٦٠١].

١١٧ ـ **حدثنا** آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الحَكَمُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ فِي بَيتِ خَالَتِي مَيمُونَةَ بِنْتِ الحَارِثِ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيلَتِهَا، فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ العِشَاءَ، ثُمَّ جَاءَ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ، ثُمَّ قَالَ: «نَامَ الغُلَيِّمُ؟ أَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا، ثُمَّ قَامَ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَينِ، ثُمَّ نَامَ، حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ، أَوْ خَطِيطَهُ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ». [الحديث ١١٧ ـ أطرافه: ١٣٨، ١٨٣، ٦٩٧، ٦٩٨، ٦٩٩، ٧٢٦، ٧٢٨، ٨٥٩، ٩٩٢، ١١٩٨، ٤٥٦٩، ٤٥٧٠، ٤٥٧١، ٤٥٧٢، ٥٩١٩، ٦٢١٥، ٦٣١٦، ٧٤٥٢].

٤٢/ ٤٢ ـ باب حِفظِ العِلمِ

١١٨ ـ **حدثنا** عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَقُولُونَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ، وَلَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا حَدَّثْتُ حَدِيثاً ثُمَّ يَتْلُو: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَٱلْهُدَىٰ﴾ إلى قوله: ﴿ٱلرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ١٥٩، ١٦٠]، إِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ المُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَانَنَا مِنَ الأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمُ العَمَلُ فِي أَمْوَالِهِمْ، وَإِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِشِبَعِ بَطْنِهِ، وَيَحْضُرُ مَا لَا يَحْضُرُونَ، وَيَحْفَظُ مَا لَا يَحْفَظُونَ. [الحديث ١١٨ ـ أطرافه في: ١١٩، ٢٠٤٧، ٢٣٥٠، ٣٦٤٨، ٧٣٥٤].

١١٩ ـ **حدثنا** أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَبُو مُصْعَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثاً كَثِيراً أَنْسَاهُ؟ قَالَ: «ابْسُطْ رِدَاءَكَ»، فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيهِ ثُمَّ قَالَ: «ضُمَّهُ». فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيئاً بَعْدَهُ.

حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيكٍ بهذا، أَوْ قَالَ: غَرَفَ بِيَدِهِ فِيهِ. [طرفه في: ١١٨].

١٢٠ ـ **حدثنا** إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وِعَاءَينِ: فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ، وَأَمَّا الآخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هذا البُلْعُومُ.

٤٣/ ٤٣ ـ باب الإِنْصَاتِ لِلعُلَمَاءِ

١٢١ ـ **حدثنا** حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ جَرِيرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ فِي حَجَّةِ الوَدَاعِ: «اسْتَنْصِتِ النَّاسَ»، فَقَالَ: «لَا

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

وَقالَ حُمَيدُ بْنُ هِلالٍ: ما عَلِمْنَا عَلَى الجَنَازَةِ إِذْناً، وَلكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيراطٌ.

١٣٢٣ ـ حدثنا أَبُو النُّعْمانِ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حازِمٍ قالَ: سَمِعْتُ نافِعاً يَقُولُ: حُدِّثَ ابْنُ عُمَرَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جَنازَةً فَلَهُ قِيراطٌ. فَقالَ: أَكْثَرَ أَبُو هُرَيرَةَ عَلَينا. [طرفه في: ٤٧].

١٣٢٤ ـ فَصَدَّقَتْ ـ يَعْنِي عائِشَةَ ـ أَبَا هُرَيرَةَ، وَقالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُهُ. فَقالَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ: لَقَدْ فَرَّطْنَا في قَرارِيطَ كَثِيرَةٍ. ﴿فَرَّطْتُ﴾ [الزمر: ٥٦]: ضَيَّعْتُ مِنْ أَمْرِ اللهِ.

٥٨/ ٥٨ ـ باب مَنِ انْتَظَرَ حَتَّى تُدْفَنَ

١٣٢٥ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ فَقالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ.

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ قالَ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا يُونُسُ: قالَ ابْنُ شِهابٍ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجُ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَهِدَ الجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ فَلَهُ قِيراطٌ، وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كانَ لَهُ قِيراطانِ». قِيلَ: وَما القِيراطانِ؟ قالَ: «مِثْلُ الجَبَلَينِ العَظِيمَينِ». [مسلم: كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنازة واتباعها، رقم: ٩٤٥]. [طرفه في: ٤٧].

٥٩/ ٥٩ ـ باب صَلَاةِ الصِّبْيانِ مَعَ النَّاسِ عَلَى الجَنائِزِ

١٣٢٦ ـ حدثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْراهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا زائِدَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحاقَ الشَّيبانِيُّ، عَنْ عامِرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْراً، فَقالُوا: هذا دُفِنَ، أَوْ دُفِنَتِ البارِحَةَ. قالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ: فَصَفَّنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيها. [طرفه في: ٨٥٧].

٦٠/ ٦٠ ـ باب الصَّلَاةِ عَلَى الجَنائِزِ بِالمُصَلَّى وَالمَسْجِدِ

١٣٢٧ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ عَنِ ابْنِ شِهابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُما حَدَّثاهُ: عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّجاشِيَّ صاحِبَ الحَبَشَةِ، يَوْمَ الَّذِي ماتَ فِيهِ، فَقالَ: «اسْتَغْفِرُوا لأَخِيكُمْ». [طرفه في: ١٢٤٥].

١٣٢٨ ـ وَعَنِ ابْنِ شِهابٍ قالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالمُصَلَّى، فَكَبَّرَ عَلَيهِ أَرْبَعاً. [طرفه في: ١٢٤٥].

١٣٢٩ ـ حدثنا إِبْراهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ: حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ: حَدَّثَنَا مُوسى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ: أَنَّ اليَهُودَ جاؤُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ وَامْرَأَةٍ زَنَيا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا، قَرِيباً مِنْ مَوْضِعِ الجَنائِزِ عِنْدَ المَسْجِدِ. [الحديث ١٣٢٩ ـ أطرافه في: ٣٦٣٥، ٤٥٥٦، ٦٨١٩، ٦٨٤١، ٧٣٣٢، ٧٥٤٣].

٦١/ ٦١ ـ باب ما يُكْرَهُ مِنِ اتِّخاذِ المَساجِدِ عَلَى القُبُورِ

وَلَمَّا ماتَ الحَسَنُ بْنُ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ﷺ، ضَرَبَتِ امْرَأَتُهُ القُبَّةَ عَلَى قَبْرِهِ سَنَةً، ثُمَّ رُفِعَتْ، فَسَمِعُوا صائِحاً يَقُولُ: أَلا هَلْ وَجَدُوا ما فَقَدُوا، فَأَجابَهُ الآخَرُ: بَلْ يَئِسُوا فَانْقَلَبُوا.

١٣٣٠ ـ حدثنا عُبَيدُ اللهِ بْنُ مُوسى، عَنْ شَيبانَ، عَنْ هِلالٍ، هُوَ الوَزَّانُ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ في مَرَضِهِ الَّذِي ماتَ فِيهِ: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ وَالنَّصارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيائِهِمْ مَسْجِداً». قالَتْ: وَلَوْلا ذلِكَ لأَبْرَزُوا قَبْرَهُ، غَيرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً. [مسلم: كتاب المساجد، باب النهي عن بناء المساجد على القبور، رقم: ٥٢٩]. [طرفه في: ٤٣٦].

٦٢/ ٦٢ ـ باب الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَساءِ إِذا ماتَتْ في نِفاسِها

١٣٣١ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيعٍ: حَدَّثَنَا حُسَينٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيدَةَ، عَنْ سَمُرَةَ ﷺ قالَ: صَلَّيتُ وَراءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ ماتَتْ في نِفاسِها، فَقامَ عَلَيها وَسَطَهَا. [مسلم: كتاب الجنائز، باب أين يقوم الإمام من الميت للصلاة عليه، رقم: ٩٦٤]. [طرفه في: ٣٣٢].

٦٣/ ٦٣ ـ باب أَينَ يَقُومُ مِنَ المَرْأَةِ وَالرَّجُلِ

١٣٣٢ ـ حدثنا عِمْرانُ بْنُ مَيسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوارِثِ: حَدَّثَنَا حُسَينٌ، عَنِ ابْنِ بُرَيدَةَ: حَدَّثَنَا سَمُرَةُ بْنُ جُنْدَبٍ ﷺ قالَ: صَلَّيتُ وَراءَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ ماتَتْ في نِفاسِها، فَقامَ عَلَيها وَسَطَهَا. [طرفه في: ٣٣٢].

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب ٧١٢٠

إسماعيل القرشيّ ، عمّن حدَّثه ، عن إسماعيل بن أبي رافع عن أبيه أبي رافع قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إنَّ جبرائيل عليه السلام نزل عليَّ بكتاب فيه خبر الملوك ـ ملوك الأرض ـ قبلي وخبر من بُعث قبلي من الأنبياء والرُّسل ـ وهو حديث طويل أخذنا منه موضع الحاجة إليه ـ قال : لما ملك أشج بن أشجان وكان يسمّى الكيّس و[كان قد] ملك مائتين وستّاً وستّين سنة ، ففي سنة إحدى وخمسين من ملكه بعث الله عزَّ وجلَّ عيسى بن مريم عليه السلام واستودعه النور والعلم والحكمة وجميع علوم الأنبياء قبله وزاده الإنجيل وبعثه إلى بيت المقدس إلى بني إسرائيل يدعوهم إلى كتابه وحكمته وإلى الإيمان بالله ورسوله فأبى أكثرهم إلّا طغياناً ، وكفراً ، فلمّا لم يؤمنوا به دعا ربّه وعزم عليه فمسخ منهم شياطين ليريهم آية فيعتبروا ، فلم يزدهم ذلك إلّا طغياناً وكفراً ، فأتى بيت المقدس فمكث يدعوهم ويرغّبهم فيما عند الله ثلاثاً وثلاثين سنة حتّى طلبته اليهود وادَّعت أنّها عذّبته ودفنته في الأرض حيّاً وادَّعى بعضهم أنّهم قتلوه وصلبوه ، وما كان الله ليجعل لهم سلطاناً عليه وإنّما شبّه لهم وما قدروا على عذابه ودفنه ولا على قتله وصلبه لقوله عزَّ وجلَّ : **﴿إنّي متوفّيك ورافعك إليَّ ومطهّرك من الّذين كفروا﴾[1] فلم يقدروا على قتله وصلبه لأنّهم لو قدروا على ذلك كان تكذيباً لقوله تعالى : ﴿ولكن رفعه الله إليه﴾[2]** بعد أن توفّاه عليه السلام فلمّا أراد أن يرفعه أوحى إليه أن يستودع نور الله وحكمته وعلم كتابه شمعون بن حمون الصّفا خليفته على المؤمنين ففعل ذلك فلم يزل شمعون يقوم بأمر الله عزَّ وجلَّ ويحتذي بجميع مقال عيسى عليه السلام في قومه من بني إسرائيل ويجاهد الكفّار ، فمن أطاعه وآمن به وبما جاء به كان مؤمناً ومن جحده وعصاه كان كافراً حتّى استخلص ربّنا تبارك وتعالى وبعث في عباده نبيّاً من الصالحين وهو يحيى بن زكريّا[3] ثمَّ قبض شمعون وملك عند ذلك أردشير بن بابكان أربع عشرة سنة وعشرة أشهر وفي ثماني سنين من ملكه قتلت اليهود

---

(١) سورة آل عمران ؛ الآية : ٥٥ .

(٢) كذا في جميع النسخ . وفي المصحف «بل رفعه الله إليه» سورة النساء ؛ الآية : ١٥٨ .

(٣) في أكثر التواريخ وبعض الروايات كان قتل يحيى قبل عروج عيسى عليه السلام .
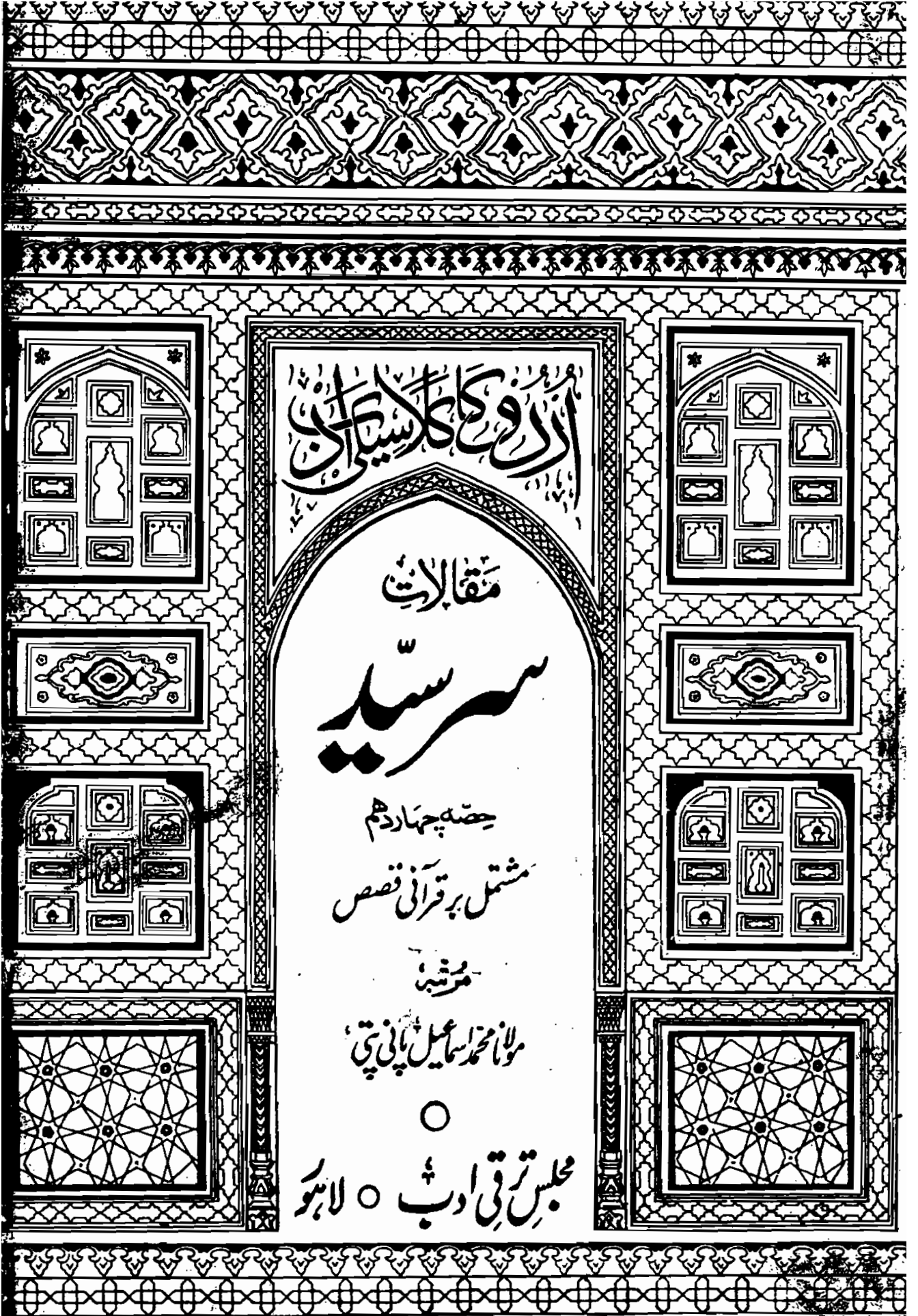
اردو کا کلاسیکی ادب
مقالات
سرسیّد
حصہ چہاردہم
مشتمل بر قرآنی قصص
مرتبہ
مولانا محمد اسماعیل پانی پتی
مجلس ترقی ادب ۰ لاہور

کی اور وہ صلیب پر سے آتارے گئے اور آن کا معالجہ کیا گیا ۔ مگر آن میں سے دو آدمی مر گئے اور ایک شخص اچھا ہو گیا ۔ حضرت عیسیٰ تین چار گھنٹے بعد صلیب سے آتار لیے گئے تھے اور ہر طرح پر یقین ہو سکتا ہے ۔ کہ وہ زندہ ھی رات کو وہ لحد سے نکال لیے گئے اور وہ مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے ۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور ملے اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے ۔ بلا شبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نا معلوم مقام میں دفن کر دیا ہوگا جو اب تک نا معلوم ہے اور یہ مشہور کیا گیا ہوگا کہ وہ آسان پر چلے گئے ۔ حضرت موسیٰ کی وفات کے وقت بھی نہایت شبہ تھا کہ بنی اسرائیل جو پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے پھرتے اور دشمنوں سے لڑتے لڑتے حضرت موسیٰ کے ھاتھ سے نہایت تنگ ہو گئے تھے حضرت موسیٰ کی تلاش کے ساتھ کیا کریں گے اس لیے کہ ان کو بھی ایک پہاڑ کی کھوہ میں ایسے نامعلوم مقام میں دفن کیا گیا تھا کہ آج تک کسی کو اس کا پتہ معلوم نہیں ہوا ۔ چنانچہ توریت کی پانچویں کتاب میں لکھا ہے ، کہ ''پس موسیٰ بندہ خداوند در آنجا بزمین معہ آب موافق قول خداوند وفات کرد او را در درۂ زمین معہ آب برابربیت یعور دفن کرد ھیچ کس از مقبرہ او تا بہ امروز واقف نیست'' ۔ حضرت علی مرتضیٰ کا جنازہ بھی خوارج کے خوف سے اسی طرح مخفی طور پر دفن کیا گیا تھا ۔ حالاں کہ خوارج کا خوف بہ نسبت یہودیوں کے بہت کم تھا اور اسی طرح بعض لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت بھی کہا تھا کہ وہ آسان پر چلے گئے ۔

اب ہم کو قرآن پر غور کرنا چاھیے کہ اس میں کیا لکھا ہے ۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کی وفات کے متعلق چار جگہ

ذکر آیا ہے ۔

اول ۔ تو سورۂ آل عمران میں اور وہ یہی آیت ہے جس کی ہم تفسیر لکھتے ہیں کہ جب ''اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ'' (آل عمران آیت ۵۶) اللہ نے عیسیٰ سے کہا کہ ''بے شک میں تجھ کو وفات دینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی طرف رفع کرنے والا ہوں'' ۔

دوم ۔ سورۂ مائدہ میں جہاں فرمایا ہے کہ ''جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے کہے گا کہ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بناؤ تو حضرت عیسیٰ کہیں گے کہ میں نے اُن سے نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ خدا کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے اور جب تک میں اُن میں رہا اُن پر شاہد تھا ۔ پھر جب تو نے مجھ کو وفات دی تو تو اُن پر نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے'' ۔

سوم ۔ سورۂ مریم میں جہاں فرمایا ہے کہ ''جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کو علماء یہود سے کلام کرنے کو لے آئیں تو حضرت عیسیٰ نے کہا کہ ''میں خدا کا بندہ اور نبی ہوں مجھ کو کتاب ملی ہے اور مجھ کو حکم دیا ہے نماز کا اور زکواۃ کا جب تک کہ میں زندہ رہوں اور اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کا اور مجھ کو جبار و شقی نہیں بنایا ہے اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ مروں گا اور جس دن کہ پھر زندہ ہو کر اُٹھوں گا'' ۔

چہارم ۔ سورۂ نساء میں جہاں یہودیوں کے کفر کے اقوال بیان کیے ہیں وہاں اُن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ''یہودی کہتے تھے ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول خدا کو قتل کر ڈالا حالاں کہ

نہ اُنھوں نے اُن کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا ، لیکن ان پر (صلیب پر مار ڈالنے کی) شبیہہ کر دی گئی اور جو لوگ کہ اس میں اختلاف کرتے ھیں البتہ وہ اس بات میں شک میں پڑے ھیں۔ اُن کو اس کا یقین نہیں ھے بجز گمان کی پیروی کے۔ اُنھوں نے ان کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس ان کو اُٹھا لیا ،،۔

پہلی تین آیتوں سے حضرت عیسیٰ کا اپنی موت سے وفات پانا علانیہ ظاھر ھے مگر جو کہ علمائے اسلام نے بہ تقلید بعض فرق نصاریٰ نے قبل اس کے کہ مطلب قرآن مجید پر غور کریں یہ تسلیم کر لیا تھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر چلے گئے ھیں۔ اس لیے اُنھوں نے ان آیتوں کے بعض الفاظ کو اپنی غیر محقق تسلیم کے مطابق کرنے کو بے جا کوشش کی ھے۔

پہلی آیت میں صاف لفظ ,, متوفیک ،، کا واقع ھے جس کے معنی عموماً ایسے مقام پر موت کے لیے جاتے ھیں۔ خود قرآن مجید سے اس کی تفسیر پائی جاتی ھے جہاں خدا نے فرمایا ھے ,, اللہ یتوفی الانفس حین موتھا ،، ابن عباس اور محمد بن اسحاق نے بھی جیسے کہ تفسیر کبیر میں لکھا ھے ,, متوفیک ،، کے معنی ,, ممیتک ،، کے لیے ھیں۔

یہی حال لفظ ,, توفیتنی ،، کا ھے جو دوسری آیت میں ھے اور جس کے صاف معنی یہ ھیں کہ جب تو نے مجھ کو موت دی یعنی جب میں مر گیا اور ان میں نہیں رھا تو تو اُن کا نگہبان تھا۔

پہلی آیت میں اور چوتھی آیت میں لفظ ,, رفع ،، کا بھی آیا ھے جس سے حضرت عیسیٰ کی قدر و منزلت کا اظہار مقصود ھے نہ یہ کہ اُن کے جسم کو اُٹھا لینے کا۔ تفسیر کبیر میں بھی

بعض علماء کا قول لکھا ہے کہ لفظ ” رفع “ کا تعظیماً اور تفخیماً بولا گیا ہے ۔

جن علماء نے ” متوفیک “ کے معنی ” ممیتک “ کے قرار دیے تھے اُنھوں نے قرآن مجید کے ٹھیک ٹھیک معنی سمجھے تھے ۔ ان کا خیال تھا کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی موت سے مرے ۔ مگر اُنھوں نے ” رافعک “ کے معنوں میں غلطی کی جو یہ خیال کیا کہ پھر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے ۔ کیوں کہ ” رافعک “ کے لفظ سے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ۔ آسمان پر جانا لازم نہیں آتا ۔ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر موت طبعی طاری کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ان کے دشمن ان کو قتل نہ کر سکیں ۔ وھب کا یہ قول ہے کہ وہ تین گھنٹہ تک مردہ رہے اور محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ سات گھنٹہ ، تک پھر زندہ ہوئے اور آسمان پر چلے گئے اور ربیع ابن انس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اُٹھاتے وقت موت دی ۔

بہر حال ان اقوال سے اس قدر ثابت ہوا کہ بعض علماء اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو موت طبعی طاری ہوئی اور بعض علماء نے ’ رفع ‘ کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اُٹھا لینا مراد نہیں لیا ، بلکہ اس سے اُن کی قدر و منزلت مراد لی ہے ۔ پس جب ان دونوں قولوں کو تسلیم کیا جاوے تو جو ہم بیان کرتے ہیں وہی پایا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے نہ سنگسار کرکے قتل کیا نہ صلیب پر قتل کیا بلکہ وہ اپنی موت سے مرے اور خدا نے اُن کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا ۔

ان آیتوں میں ایک اور لفظ بھی غور کے قابل ہے یعنی

"مادمت فیہم" اس کے صاف معنی ہیں کہ جب تک میں زندہ تھا اور اس کی سند خود قرآن مجید کی دوسری آیت میں موجود ہے جہاں فرمایا ہے "مادمت حیا" پس صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو معنی 'حیا' کے ہیں وہی معنی "فیہم" کے ہیں ، اس کے بعد ہے "فلما توفیتنی" تو اس سے اور بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ سے "حیا" ہی مراد تھی اور مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے کہ جب تک میں ان میں تھا یعنی زندہ تھا تو میں ان پر شاھد تھا اور جب تو نے مجھے موت دی تو تُو ان کا نگہبان رہا ۔ پس ان دونوں آیتوں میں اس دنیا ہی میں حضرت عیسیٰ کا زندہ رہنا اور اس دنیا ہی میں اپنی موت سے مرنا بخوبی ظاہر ہوتا ہے ۔

اب باقی رہی چوتھی آیت ، مگر جب یہ تحقیق ہو گیا کہ یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو سنگسار کر کے قتل کیا تھا اور عیسائی یہ یقین کرتے تھے کہ یہودیوں نے صلیب پر حضرت عیسیٰ کو قتل کیا تھا حالاں کہ یہ دونوں باتیں غلط تھیں ۔ وہ سنگسار تو ہرگز نہیں ہوئے ، صلیب پر البتہ لٹکائے گئے مگر صلیب پر مرے نہیں ۔ ان دونوں اعتقادوں کے رد کرنے کو خدا نے فرمایا کہ "ما قتلوہ و ما صلبوہ" پہلے "ما" قافیہ سے نفس قتل کا سلب ہوتا ہے اور دوسرے سے کمال صلیب کا ۔ کیوں کہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوئی ، حالاں کہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی ۔ "ولکن شبہ لہم" سے اور زیادہ تشریح اس مطلب کی ہوتی ہے ۔ تشبیہ میں چار چیزیں ہوتی ہیں : ایک مشبہ اور ایک مشبہ بہ ، ایک وجہ تشبیہ ایک مشبہ لہ ۔ اس آیت میں صرف دو چیزیں بیان ہوئی ہیں : ایک مشبہ

جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے ، دوسریٰ مشبہ لھم جو یہودی تھے اور جو درپے قتل حضرت مسیح تھے ۔ مشبہ بہ قرآن میں مذکور نہیں ہے ۔ علمائے اسلام نے بعض عیسائی فرقوں کا یہ قول پایا کہ شمعون یا یہودا صلیب پر چڑھایا گیا تھا انھوں نے جھٹ قرآن کے معنی بدل دیے اور یہودا یا شمعون کو مشبہ اور حضرت عیسیٰ کو مشبہ بہ اور یہودا یا شمعون کی تبدیل صورت کو وجہ تشبیہ قرار دے دیا ، حالاں کہ یہاں حرف مشبہ بہ محذوف ہے اور وہ " موتی " ہے اور وجہ تشبیہ وہ حالت ہے جو حضرت عیسیٰ پر طاری ہوئی تھی جس کے سبب وہ مردہ تصور ہوئے تھے ۔ پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ " و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم بالموتی " اس کی زیادہ تصریح اسی آیت کے اگلے لفظوں سے ہوتی ہے جہاں خدا نے فرمایا ہے کہ " جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں ۔ ان کو کچھ علم نہیں ہے بجز گمان کی ۔ پیروی کے " اور پھر اس کے بعد تاکیداً اور یقیناً فرمایا کہ " آنھوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور اس مقام پر صلیب کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف قتل کی نفی کی اور اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ اوپر جو صلیب کی نفی کی تھی اس سے نفی قتل بالصلیب مراد تھی نہ مطلق صلیب ۔ "ثم اماتہ باجل مسمی و رفعہ الیہ کما قال اللہ تعالیٰ بل رفعہ اللہ الیہ ۔

انھی باتوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی عالموں سے مباھلہ چاھا جس سے ایک نہایت عمدہ طور پر فطرت انسانی ظاھر ہوتی ہے ۔ تمام اھل مذاھب خواہ صحیح مذھب رکھتے ہوں یا غلط دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ جہلا اور علماء ، جہلا کا یقین مذھبی باتوں پر نہایت پختہ اور مستحکم ہوتا ہے اور جو کچھ آنھوں نے

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب ٧١٢٠

ومروهم بأعمالكم لينزلوا معكم ملكوت النّور ، واقبلوا النّور ، واحتفظوا بفرائضكم ، وإيّاكم أن تتوثّقوا إلى أماني الدُّنيا وشرب الخمور وشهوة النساء من كلِّ ذميمة وقبيحة مهلكة للرُّوح والجسد واتّقوا الحميّة والغضب والعداوة والنميمة ، وما لم ترضوه أن يؤتى إليكم فلا تأتوه إلى أحد ، وكونوا طاهري القلوب ، صادقي النيّات لتكونوا على المنهاج إذا أتاكم الأجل .

ثمَّ انتقل من أرض سولابط وسار في بلاد ومدائن كثيرة حتى أتى أرضاً تسمى قشمير فسار فيها وأحيا ميّتها ومكث حتى أتاه الأجل الذي خلع الجسد ، وارتفع إلى النّور ، ودعا قبل موته تلميذاً له اسمه أيابد الذي كان يخدمه ويقوم عليه ، وكان رجلاً كاملاً في الأمور كلّها ، وأوصى إليه ، وقال : إنّه قد دنا إرتفاعي عن الدُّنيا ، واحتفظوا بفرائضكم ، ولا تزيغوا عن الحقِّ ، وخذوا بالتّنسك ثمَّ أمر أيابذ أن يبني له مكاناً فبسطه هو رجليه وهيّأ رأسه إلى المغرب ووجهه إلى المشرق ثمَّ قضى نحبه .

قال مصنّف هذا الكتاب : ليس هذا الحديث وما شاكله من أخبار المعمّرين وغيرهم ممّا أعتمده في أمر الغيبة ووقوعها ، لأنَّ الغيبة إنّما صحّت لي بما صحَّ عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم والأئمة عليهم السلام من ذلك بالأخبار التي بمثلها صحَّ الإسلام وشرائعه وأحكامه ، ولكني أرى الغيبة لكثير من أنبياء الله ورسله صلوات الله عليهم ولكثير من الحجج بعدهم عليهم السلام ولكثير من الملوك الصالحين من قبل الله تبارك وتعالى ، ولا أجد لها منكراً من مخالفينا وجميعها في الصّحة من طريق الرِّواية دون ما قد صحَّ بالأخبار الكثيرة الواردة الصحيحة عن النبيِّ والأئمة صلوات الله عليهم في أمر القائم الثاني عشر من الأئمة عليهم السلام وغيبته حتى يطول الأمد وتقسو القلوب ويقع اليأس من ظهوره ، ثمَّ يطلعه الله وتشرق الأرض بنوره ويرتفع الظلم والجور بعدله ، فليس في التكذيب بذلك مع الإقرار بنظائره إلاَّ القصد إلى إطفاء نور الله وإبطال دينه ويأبى الله إلاَّ أن يتمَّ نوره ويعلي كلمته ويحقَّ الحق ويبطل الباطل ، ولو كره المخالفون المكذِّبون بما وعد الله الصالحين على لسان خير النَّبيين صلوات الله عليه وعلى آله الطاهرين .

ولإيرادي هذا الحديث وما يشاكله في هذا الكتاب معنى آخر وهو أنَّ

KASHMIR

DESCRIBED BY

SIR FRANCIS YOUNGHUSBAND, K.C.I.E.

PAINTED BY

MAJOR E. MOLYNEUX, D.S.O.

LONDON
ADAM AND CHARLES BLACK
1911

his religion was in the ascendant in the seats of power. These old-fashioned Mohamedan gentlemen have little or no English education, but they have a culture of their own; and among the mullas may be found men of great learning.

Other interesting types of Kashmir Mohamedans are found among the headmen of the picturesque little hamlets along the foot-hills. Here may be seen fine old patriarchal types, just as we picture to ourselves the Israelitish heroes of old. Some, indeed, say, though I must admit without much authority, that these Kashmiris are of the lost tribes of Israel. Only this year there died in the Punjab the founder of a curious sect, who maintained that he was both the Messiah of the Jews and the Mahdi of the Mohamedans; that Christ had never really died upon the Cross, but had been let down and had disappeared, as He had foretold, to seek that which was lost, by which He meant the lost tribes of Israel; and that He had come to Kashmir and was buried in Srinagar. It is a curious theory, and was worked out by this founder of the Quadiani sect in much detail. There resided in Kashmir some 1900 years ago a saint of the name of Yus Asaf, who preached in parables

and used many of the same parables as Christ used, as, for instance, the parable of the sower. His tomb is in Srinagar, and the theory of this founder of the Quadiani sect is that Yus Asaf and Jesus are one and the same person.

When the people are in appearance of such a decided Jewish cast it is curious that such a theory should exist; and certainly, as I have said, there are real Biblical types to be seen everywhere in Kashmir, and especially among the upland villages. Here the Israelitish shepherd tending his flocks and herds may any day be seen.

Yet apart from this, the ordinary Kashmiri villager is not an attractive being. Like his house he is dirty, untidy, and slipshod, and both men and women wear the most unbecoming clothing, without either shape, grace, or colour. But the physique of both men and women is excellent. They are of medium height, but compared with the people of India of exceptional muscular strength. The men carry enormous loads. In the days before the cart-road was constructed, they might be seen carrying loads of apples sometimes up to and over 200 lbs. in weight; and the labour they do in the rice-fields is excessively severe.

Good as is their physique, the Kashmiris are, how-

the
ROZABAL
line
shawn haigins
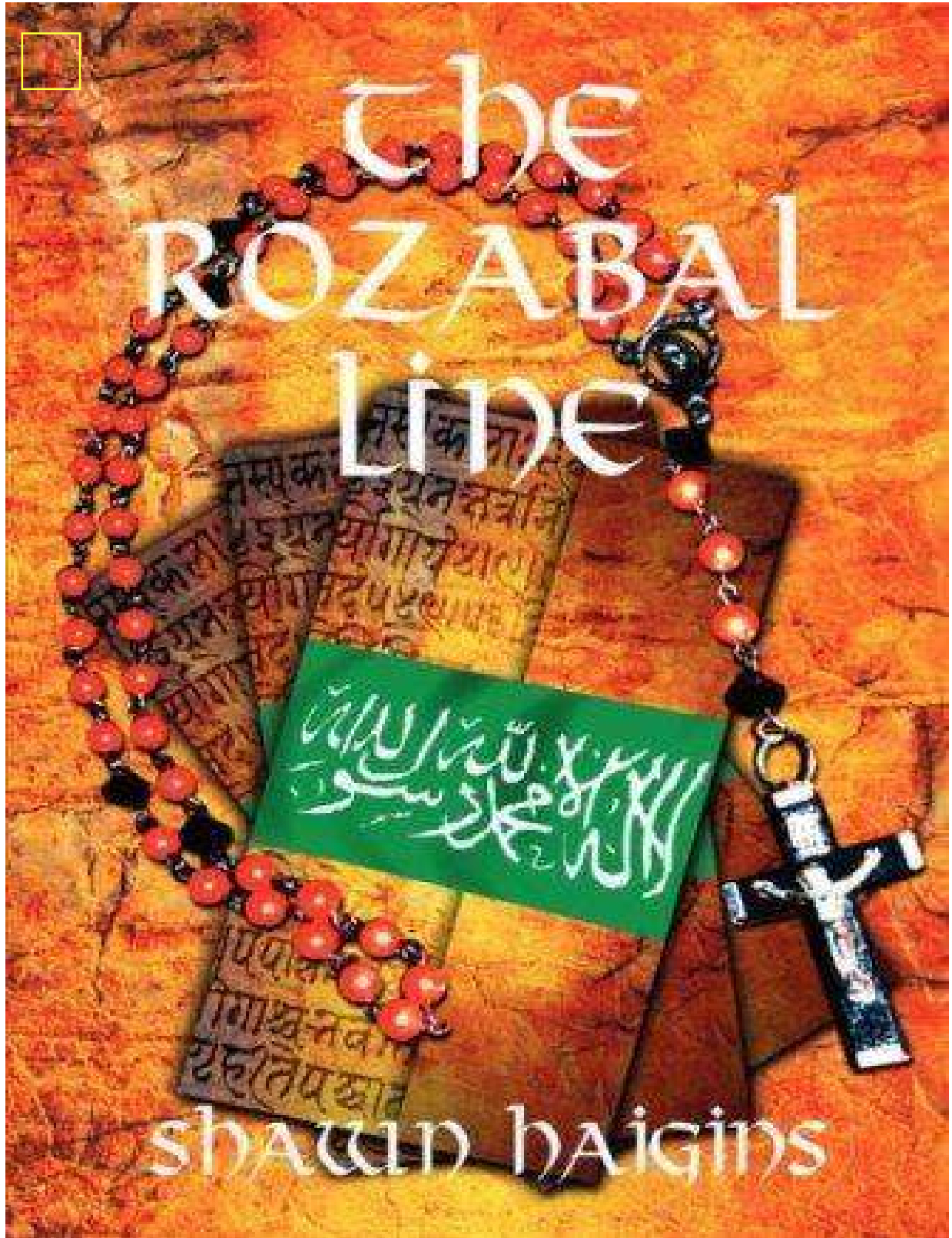
Chapter One

Srinagar, Kashmir, India, 2012

The onset of winter in idyllic Kashmir meant that the days were gradually getting shorter. Even though it was only three in the afternoon, it felt like nightfall. Icy winter winds, having wafted through the numerous apple and cherry orchards of the area, sent a spicy and refreshing aromatic chill to the man's nostrils. The leather jacket and lambswool pullover underneath it were his only comfort as he knelt to pray at the tomb.

Father Vincent Sinclair rubbed his hands together to keep warm as he took in the sight of the four glass walls, within which lay the wooden sarcophagus. The occupant of the tomb, however, resided in an inaccessible crypt below. Standing in front of a Muslim cemetery, the tomb was located within an ordinary and unassuming structure with whitewashed walls and simple wooden fixtures.

Vincent's blond hair, blue eyes, together with his athletic build and pale skin clearly marked him out as separate and distinct from the locals. The goatee and rimless spectacles completed the slightly academic look.

The sign outside informed visitors that the Rozabal tomb in the Kanyar district of old Srinagar contained the body of a person named Yuz Asaf. Local land records acknowledged the existence of the tomb from A.D. 112 onwards.1

The word 'Rozabal', derived from the Kashmiri term *Rauza-Bal*, meant 'Tomb of the Prophet'. According to Muslim custom, the gravestone had been placed along the north-south axis. However, a small opening to the true burial chamber beneath revealed that the sarcophagus of Yuz Asaf lay along the east-west axis as per Jewish custom.

Nothing else was out of the ordinary here--except for the carved imprint of a pair of feet near the sarcophagus. The feet were normal human feet--normal, barring the fact that they bore marks on them; marks that coincided with the puncture wounds inflicted in crucifixion.

Crucifixion had never been practised in Asia, so it was quite obvious that the resident of the tomb had undergone this ordeal in some other, distant land.

Mecca, Saudi Arabia, 2012

The thousands of male pilgrims to Mecca during the Islamic month of Dhu-al-Hijjah were dressed identically in Ihram--a simple white, unhemmed cloth. It was impossible to distinguish one pilgrim from another in the white sea of humanity.

After all, this was Haj, and all of Allah's followers were meant to be equal before Him. Some, however, were more equal than the others.

The simple face and ordinary features did not reveal the secret depths of this particular pilgrim as he performed the Tawaf--circling the holy Kaaba--swiftly, four times, and then another three times at an unhurried pace.

This was Ghalib's second visit to the Kaaba. A week ago he had already been through the entire routine once. After completing the Umrah, Ghalib had stopped to drink water from the sacred well of Zamzam. He had then travelled to Medina to visit the mosque of the Prophet before performing the final three acts of Haj--journeying

قَصَصُ الأنبياء

تأليـف

الإمام الحافظ عماد الدين أبو الفداء
إسماعيل بن كثير القرشي الدمشقي
المتوفي سنة ٧٧٤ هـ

تحقيـق

الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن
بجامعة الأزهر

[الفصل التاسع]
ذكر صفة عيسى عليه السلام وشمائله وفضائله

قال الله تعالى : ﴿ **مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ** ﴾[1] .

قيل سمي المسيح لمسحه الأرض وهو سياحته فيها وفراره بدينه من الفتن في ذلك الزمان ، لشدة تكذيب اليهود له وافترائهم عليه وعلى أمه عليهما السلام . وقيل لأنه كان ممسوح القدمين .

وقال تعالى : ﴿ **ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ** ﴾[2] . وقال تعالى : ﴿ **وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ** ﴾[3] والآيات في ذلك كثيرة جدا .

وقد تقدم ما ثبت في الصحيحين : « ما من مولود إلا والشيطان يطعن في خاصرته حين يولد فيستهل صارخا إلا مريم وابنها ، ذهب بطعن فطعن في الحجاب » وتقدم حديث عمير بن هانىء عن جنادة ، عن عبادة عن رسول الله ﷺ أنه قال : « من شهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا عبد الله ورسوله وأن عيسى عبد الله ورسوله وكلمته التي ألقاها إلى مريم وروح منه ، والجنة حق والنار حق أدخله الله الجنة على ما كان من العمل » .

رواه البخاري وهذا لفظه ، ومسلم[4] .

---

(١) المائدة : ٧٥ .
(٢) الحديد : ٢٧ .
(٣) البقرة : ٨٧ ، ٢٥٣ .
(٤) البخاري ــ كتاب تفسير سورة آل عمران . ومسلم ــ كتاب القدر .

لقد كان في قصصهم عبرة لأولي الالباب
"یقیناً ان کے بیان میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے"۔
www.KitaboSunnat.com
قصص الانبیاء
قرآن و احادیث صحیحہ کی روشنی میں
ماخوذ از البدایہ والنہایہ
تالیف
امام ابو الفداء ابن کثیر الدمشقی
ترجمہ
مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی
اعداد
شعبہ تصنیف و تالیف
دار السلام لاہور
دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب پر قائم رہنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضرت وہب بن منبہ ؒ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سترہ حواریوں کے ساتھ ایک مکان میں تشریف لائے۔ دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ جب وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے تمام حواریوں کی شکل حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی بنا دی۔ انہوں نے کہا: ''تم لوگوں نے ہمارا مذاق اُڑانے کے لیے ایک سی شکلیں اختیار کی ہیں۔ اب یا تو ہمیں بتا دو کہ تم میں سے عیسیٰ کون سے ہیں، ورنہ ہم تم سب کو قتل کر دیں گے۔''

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: ''آج کون جنت کا خریدار بنے گا؟'' ایک آدمی نے کہا: ''میں۔'' چنانچہ اس نے باہر نکل کر کہا: ''میں عیسیٰ ہوں۔''

انہوں نے اس کو پکڑ کر سولی دیا اور شہید کر دیا، اس لیے وہ اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کیا ہے۔ عیسائیوں نے بھی یہی سمجھا کہ شہید ہونے والا شخص عیسیٰ ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صحیح سلامت آسمانوں پر پہنچا دیا۔

حافظ ابن عساکر ؒ فرماتے ہیں: ''حضرت مریم علیہا السلام اس واقعہ کے بعد پانچ سال زندہ رہیں اور ترپن (53) سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔''

حضرت حسن بصری ؒ فرماتے ہیں: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر لے جایا گیا اس وقت آپ اپنی عمر کے چونتیسویں سال میں تھے۔'' اور حدیث میں ہے: ''جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم بالوں سے خالی ہوں گے، ڈاڑھی مونچھ نہیں ہوگی' آنکھیں سرمگیں ہوں گی، تینتیس (33) سال کی عمر کے ہوں گے۔''[1]

علاوہ ازیں حضرت سعید بن مسیّب ؒ بیان کرتے ہیں: ''جب عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھایا گیا، آپ کی عمر تینتیس (33) سال تھی۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ﴾

''مسیح ابن مریم پیغمبر ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں' ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں۔'' (المائدة : 75/5)

مسیح کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ آپ اس زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے کے لیے اور دین کی تبلیغ کے لیے سفر میں

[1] جامع الترمذي' صفة الجنة' باب ماجاء في سن أهل الجنة' حديث:2545

رہتے تھے کیونکہ یہودی آپ کی مخالفت بہت شدت سے کرتے تھے اور آپ پر اور آپ کی والدہ محترمہ پر طرح طرح کی الزام تراشی کرتے تھے۔ایک رائے کے مطابق ''مسیح'' کا مطلب [ممسوح القدمين] ہے، یعنی آپ علیہ السلام کے قدم مبارک ہموار اور برابر تھے۔قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر آپ کا ذکر خیر موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ﴾

''ان کے بعد بھی ہم اپنے رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی۔'' (الحديد: 27/57)

اس کے علاوہ ارشاد ہے:

﴿ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴾

''اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو روشن دلیلیں دیں اور روح القدس سے ان کی تائید کروائی۔'' (البقرة: 253/2)

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مروی ہے: ''جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے، شیطان اس کے پہلو میں ٹھوکا دیتا ہے تو وہ رونے لگتا ہے، سوائے مریم علیہا السلام اور ان کے بیٹے کے۔اس نے ٹھوکا دینا چاہا تو پردے میں ٹھوکا دے دیا۔''[1]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص یہ گواہی دے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور اللہ کی طرف سے (آنے والی) ایک روح ہیں اور جنت حق ہے اور جہنم بھی حق ہے، یعنی واقعی موجود ہے، اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کر دے گا خواہ اس کے عمل کیسے (معمولی) ہی کیوں نہ ہوں۔''[2]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب ایک آدمی اپنی لونڈی کی اچھی تربیت کرے، اسے اچھی تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اس کو دو ثواب ملتے ہیں اور جب ایک آدمی عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام پر ایمان لائے، پھر مجھ پر بھی ایمان لائے، اسے بھی دو ثواب ملتے ہیں اور ایک غلام جب اپنے رب سے ڈرتا رہے (گناہوں سے بچتا رہے) اور اپنے آقا کی اطاعت کرتا رہے تو اسے بھی دو ثواب ملتے ہیں (یعنی دگنا

[1] صحيح البخاري، بدء الخلق، باب صفة إبليس و جنوده، حديث: 3286 و صحيح مسلم، الفضائل، باب فضائل عيسىٰ عليه السلام، حديث: 2366

[2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قوله تعالىٰ ﴿يأهل الكتاب......﴾، حديث: 3435 و صحيح مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعًا، حديث: 28

تأليف

الإمام ، بدر الأعلام

الشيخ عبد الله بن الشيخ محمد بن عبد الوهاب

المتوفى بمصر سنة ١٢٤٢ هـ

نشره

قصي محب الدين الخطيب

أجوركم يوم القيمة ، إن فى الله عزاء من كل مصيبة وخلفا من كل هالك ودركا من كل فائت ، فبالله ثقوا ، وإياه فارجوا ، فان المصاب من حرم الثواب. والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وتوفى رسول الله ﷺ يوم الإثنين نصف النهار لاثنتى عشرة ليلة خلت من ربيع الأول سنة إحدى عشرة مثل الوقت الذى دخل فيه المدينة. وللبخارى عن أنس قال : مر أبو بكر والعباس بمجلس من مجالس الأنصار وهم يبكون فقال : ما يبكيكم ؟ فقالوا ذكرنا مجلس النبى ﷺ منا ، فدخل على النبى ﷺ فأخبره بذلك ، قال فخرج النبى وقد عصب على رأسه حاشية برد قال : فصعد المنبر — ولم يصعد بعد ذلك اليوم — فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : أوصيكم بالأنصار فانهم كرشى وعيبتى ، وقد قضوا الذى عليهم وبقى الذى لهم ، فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم . وله عن ابن عباس قال : خرج النبى ﷺ وعليه ملحفة متعطفا بها على منكبيه ، وعليه عصابة دسماء حتى جلس على المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال : أما بعد أيها الناس فان الناس يكثرون وتقل الأنصار حتى يكونوا كالملح للطعام ، فمن ولى منكم أمرا يضر به أحدا أو ينفعه ، فليقبل من محسنهم وليتجاوز عن مسيئهم

وله عن عائشة أن رسول الله ﷺ مات وأبو بكر بالسنح — قال اسماعيل يعنى بالعالية — فقام عمر يقول : والله ما مات رسول الله . قالت وقال عمر : والله ما كان فى نفسى إلا ذلك ، وليبعثنه الله فليقطعن أيدى رجال وأرجلهم . فجاء أبو بكر على فرس من منزله بالسنح حتى نزل فدخل المسجد ، فلم يكلم الناس حتى دخل على عائشة ، فتيمم رسول الله وهو مغشى بثوب حبره ، فكشف عن وجهه ثم أكب عليه وقبله وبكى ثم قال : بأبى أنت وأمى طبت حيا وميتا ، والذى نفسى بيده لا يذيقك الله الموتتين أبدا . ثم خرج وعمر يكلم الناس فقال : اجلس يا عمر ، فأبى عمر أن يجلس ، وفى رواية قال : أيها الحالف على رسلك . فأقبل اليه الناس وتركوا عمر . فحمد الله أبو بكر وأثنى عليه وقال : أما بعد فمن كان يعبد محمدا فان محمدا قد مات ، ومن كان يعبد الله

فإن الله حى لا يموت . وقال عز وجل ﴿ إنك ميت وإنهم ميتون ﴾ وقال ﴿ وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل ، أفإن مات أو قتل انقلبتم على أعقابكم ﴾ الآية . قال فنشج الناس يبكون . قال ابن عباس : والله لكأن الناس لم يعلموا أن الله أنزل هذه الآية حتى تلاها أبو بكر ، فتلقاها منه الناس كلهم ، فما أسمع بشرا من الناس إلا يتلوها . قال ابن المسيب قال عمر : والله ما هو إلا أن سمعت أبا بكر تلاها فعقرت حتى ما تقلنى رجلاى ، وحتى هويت إلى الأرض حين سمعته تلاها ، وعلمت أن رسول الله قد مات . وعن ابن عباس قال : أنزل على النبى وهو ابن أربعين سنة ، فقام بمكة ثلاث عشرة سنة ، وبالمدينة عشر سنين ، وتوفى وهو ابن ثلاث وستين سنة رواه البخارى

ولما عرفوا أنه مات دهش الناس وطاشت عقولهم ، فمنهم من خبل ومنهم من أصمت ، ولم يكن أثبت وأحزم من أبى بكر والعباس

ذكر أمر سقيفة بنى ساعدة

وفى البخارى فى حديث عائشة قالت : اجتمعت الأنصار إلى سعد بن عبادة فى سقيفة بنى ساعدة فقالوا : منا أمير ومنكم أمير ، فذهب إليهم أبو بكر وعمر وأبو عبيدة بن الجراح ، فذهب عمر يتكلم فأسكته أبو بكر ، وكان عمر يقول : والله ما أردت بذلك إلا أنى قد هيأت كلاما أعجبنى خشيت أن لا يبلغه أبو بكر ، فتكلم أبو بكر أبلغ الناس فقال فى كلامه : نحن الأمراء وأنتم الوزراء . فقال حباب بن المنذر : لا والله لا نفعل ، منا أمير ومنكم أمير . فقال أبو بكر : لا ولكنا الأمراء وأنتم الوزراء . [إن قريشا] هم أوسط العرب دارا وأعزهم أحسابا ، فبايعوا عمر أو أبا عبيدة بن الجراح ، فقال عمر : بل أبايعك ، فأنت خيرنا وأحبنا إلى رسول الله . فأخذ عمر بيده فبايعه وبايعه الناس ، فقال قائل منهم : قتلتم سعد بن عبادة . فقال عمر : بل قتله الله . قال القاسم فى حديثه : فما كان من خطبتهما من خطبة إلا نفع الله

مجمع البيان ج : ٢

يَأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصيَامُ كَمَا كُتِب عَلى الَّذِينَ مِن قَبْلِكمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ(١٨٣)

اللغة

الصوم في اللغة الإمساك و منه يقال للصمت صوم لأنه إمساك عن الكلام قال ابن دريد كل شيء سكنت حركته فقد صام صوما و قال النابغة :

خيل صيام و خيل غير صائمة

تحت العجاج و أخرى تعلك اللجما أي قيام و صامت الريح أي ركدت و صامت الشمس إذا استوت في منتصف النهار و صام النهار أيضا بمقدار قال امرؤ القيس :

فدعها و سل الهم عنك بجسرة

ذمول إذا صام النهار و هجرا و الصوم ذرق النعام و أصل الباب الإمساك و هو في الشرع إمساك عن أشياء مخصوصة على وجه مخصوص ممن هو على صفات مخصوصة في زمان مخصوص فالاسم شرعي و فيه معنى اللغة و الصيام بمعنى الصوم يقال صمت صوما و صياما .

الإعراب

الصيام رفع بما لم يسم فاعله و قوله « كما كتب » أي مثل ما كتب فما هذه مصدرية و تقدير الكلام كتب عليكم الصيام كتابة مثل كتابته على الذين من قبلكم فحذف المصدر و أقيم صفته مقامه و يحتمل أن يكون موضع الكاف نصبا على الحال من الصيام و تقديره كتب عليكم الصيام مفروضا أي في هذه الحال .

القلوب و الأبصار و المطابقة كقوله « ما ذا أنزل ربكم قالوا خيرا » بالنصب على مطابقة السؤال و المقابلة نحو قوله « وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة و وجوه يومئذ باسرة تظن أن يفعل بها فاقرة » .

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَعِيسى إِنى مُتَوَفِّيك وَ رَافِعُك إِلىَّ وَ مُطهِّرُك مِنَ الَّذِينَ كفَرُوا وَ جَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوك فَوْقَ الَّذِينَ كفَرُوا إِلى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ثُمَّ إِلىَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ(٥٥)

الإعراب

العامل في « إذ » قوله « و مكروا و مكر الله و الله خير الماكرين » إذ قال و يحتمل أن يكون تقديره ذاك إذ قال الله و تمثيله ذاك واقع إذ قال الله ثم حذفت واقع و هو العامل في إذ و أقيمت إذ مقامه و « عيسى » في موضع الضم لأنه منادي مفرد لكن لا يتبين فيه الإعراب لأنه منقوص و هو لا ينصرف لاجتماع العجمة و التعريف .

المعنى

لما بين سبحانه ما هم به قوم عيسى من المكر به و قتله عقبه بما أنعم عليه من لطف التدبير و حسن التقدير فقال « إذ قال الله يا عيسى إني متوفيك » و قيل في معناه أقوال (أحدها) أن المراد به إني قابضك برفعك من الأرض إلى السماء من غير وفاة بموت عن الحسن و كعب و ابن جريج و ابن زيد و الكلبي و غيرهم و على هذا القول يكون للمتوفي تأويلان (أحدهما) إني رافعك إلى وافيا لم ينالوا منك شيئا من قولهم توفيت كذا و استوفيته أي أخذته تاما (و الآخر) إني متسلمك من قولهم توفيت منه كذا أي تسلمته (و ثانيها) إني متوفيك وفاة نوم و رافعك إلى في النوم عن الربيع قال رفعه نائما و يدل عليه قوله « و هو الذي يتوفاكم بالليل » أي يميتكم لأن النوم أخو الموت و قال الله يتوفى الأنفس حين موتها و التي لم تمت في منامها الآية (و ثالثها) إني متوفيك وفاة نوم عن ابن عباس و وهب قالا أماته الله ثلاث ساعات فأما النحويون فيقولون هو على التقديم و التأخير أي إني رافعك و متوفيك لأن الواو لا توجب الترتيب بدلالة قوله فكيف كان عذابي و نذر و النذر قبل العذاب بدلالة قوله « و ما كنا معذبين حتى نبعث رسولا » و هذا مروي عن الضحاك و يدل عليه ما روي عن النبي (صلى الله عليه و آله و سلّم) أنه قال إن عيسى بن مريم لم يمت و أنه راجع إليكم قبل يوم القيامة و قد صح عنه (صلى الله عليه و آله و سلّم) أنه قال كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم و إمامكم منكم رواه البخاري و مسلم في الصحيح فعلى هذا يكون تقديره إني قابضك بالموت بعد نزولك من السماء و قوله « و رافعك إلي » فيه قولان (أحدهما) إني رافعك إلى سمائي و سمي رفعه إلى السماء رفعا إليه تفخيما لأمر السماء يعني رافعك لموضع لا يكون عليك إلا أمري (و الآخر) أن معناه رافعك إلى كرامتي كما قال حكاية عن إبراهيم (عليه السلام) إني ذاهب إلى ربي سيهدين أي إلى حيث أمرني ربي سمي ذهابه إلى الشام ذهابا إلى ربه و قوله « و مطهرك من الذين كفروا » و فيه قولان (أحدهما) مطهرك بإخراجك من بينهم و إنجائك منهم فإنهم أرجاس جعل مقامه فيما بينهم كملاقاة النجاسة من حيث كان يحتاج إلى مجاورتهم و مجاراتهم (و الآخر) أن تطهيره منعه من كفر يفعلونه بالقتل الذي كانوا هموا به لأن ذلك رجس طهره الله منه عن الجبائي و قوله « و جاعل الذين اتبعوك فوق الذين كفروا إلى يوم القيامة » معناه و جعل الذين آمنوا بك فوق الذين كذبوا عليك و كذبوك في العز و الغلبة و الظفر و النصرة و قيل في البرهان و الحجة و المعني به النصارى قال ابن زيد و لهذا لا ترى اليهود حيث كانوا إلا أذل من النصارى و لهذا أزال الملك عنهم و إن كان ثابتا في النصارى على بلاد الروم و غيرها فهم أعز منهم و فوقهم إلى يوم القيامة و قال الجبائي فيه دلالة على أنه لا يكون لليهود مملكة إلى يوم القيامة كما للروم و قيل المعني به أمة محمد (صلى الله عليه و آله و سلّم) و إنما سماهم تبعا و إن كانت لهم شريعة على حدة لأنه وجد فيهم التبعية صورة و معنى أما صورة فإنه يقال فلان يتبع فلانا إذا جاء بعده و أما معنى فلأن نبينا (صلى الله عليه و آله و سلّم) كان مصدقا بعيسى و بكتابه و يقال لمن يصدق غيره أنه يتبعه على أن شريعة نبينا و سائر الأنبياء متحدة في أبواب التوحيد فعلى هذا هو متبع له إذ كان معتقدا اعتقاده و قائلا بقوله و هذا

حیاة القلوب

نویسنده:

علامه محمدباقربن محمدتقی مجلسی (ره)

ناشر چاپی:

اسلامیه

ناشر دیجیتالی:

مرکز تحقیقات رایانه‌ای قائمیه اصفهان

به جبرئیل که: او را بلند کن به جانب محلّ کرامت من و به آسمان بالا بر. پس حضرت رسول صلّی اللّه علیه و آله و سلم فرمود: ای فرزندان عبد المطلب! سؤال کنید از پروردگار خود به این کلمات که سوگند می‌خورم بحقّ آن خداوندی که جان من در دست قدرت اوست هر بنده‌ای که به این کلمات دعا کند به اخلاص، عرش بلرزد از دعای او و حق تعالی به ملائکه وحی فرماید که: گواه باشید دعای او را مستجاب کردم و حاجتهای او حیاة القلوب، ج۲، ص: ۱۱۹۳ را در دنیا و آخرت به او دادم به سبب این کلمات «۱». و به سند معتبر از امام جعفر صادق علیه السّلام منقول است که: چون عیسی علیه السّلام را به آسمان بردند پیراهنی از پشم پوشیده بود که مریم علیها السّلام رشته و بافته و دوخته بود، چون به آسمان رسید از حق تعالی ندا شنید: ای عیسی! بینداز از خود زینت دنیا را «۲». و در حدیث موثق از حضرت امام رضا علیه السّلام منقول است که: مشتبه نشد امر کشته شدن و مردن احدی از پیغمبران و حجتهای خدا بر مردم بغیر از عیسی بن مریم علیه السّلام، زیرا که او را زنده از زمین بالا بردند و روحش را در میان آسمان و زمین قبض کردند، و چون به آسمان رسید حق تعالی روحش را به بدنش برگردانید چنانچه حق تعالی می‌فرماید إِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَ رافِعُکَ إِلَیَّ «۳» و از عیسی علیه السّلام حکایت می‌نماید: فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِی کُنْتَ أَنْتَ الرَّقِیبَ عَلَیْهِمْ «۴» پس هر دو آیه دلالت می‌کند بر وفات آن حضرت علیه السّلام «۵». و به سند معتبر از حضرت صادق علیه السّلام منقول است که: نازل خواهد شد بر حضرت صاحب الامر علیه السّلام وقتی که ظاهر شود نه هزار ملک و سیصد و سیزده ملک که با عیسی علیه السّلام بودند در وقتی که خدا او را به آسمان برد «۶». و به اسانید معتبره از امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیهما السّلام منقول است که: در حضرت صاحب الامر علیه السّلام سنّت چهار پیغمبر است، یکی سنّت عیسی علیه السّلام که می‌گویند مرد یا کشته شد و نمرده است و کشته نشده است «۷». و در حدیث معتبر از حضرت امام رضا علیه السّلام منقول است که: چون یهود خواستند عیسی علیه السّلام را بکشند، خدا را خواند و سوگند داد بحقّ ما اهل بیت، پس خدا او را از کشتن حیاة القلوب، ج۲، ص: ۱۱۹۴ نجات داد و به آسمان برد «۱». و به سند معتبر از حضرت صادق علیه السّلام منقول است که حضرت رسول صلّی اللّه علیه و آله و سلم فرمود: امّت عیسی علیه السّلام بعد از او هفتاد و دو فرقه شدند، که یک فرقه نجات یافتند و هفتاد و یک فرقه به جهنم رفتند «۲». و در حدیث معتبر دیگر وارد شده است که حضرت امیر المؤمنین علیه السّلام اعلم علمای یهود و اعلم علمای نصاری را طلبید و فرمود: از شما چیزی سؤال می‌کنم که بهتر از شما می‌دانم، پس مپوشانید و آنچه حقّ است بگوئید، پس نزدیک طلبید عالم نصاری را و فرمود: تو را سوگند می‌دهم بخدائی که انجیل را بر عیسی علیه السّلام فرستاد و در پای او برکت قرار داد و کور و پیس را به دست او شفا می‌داد و مرده را برای او زنده می‌کرد و از گل مرغ می‌ساخت و برای او در آن روح می‌دمید و خبر می‌داد به آنچه می‌خوردند و ذخیره می‌کردند که بگوئی بنی اسرائیل بعد از عیسی چند فرقه شدند؟ گفت: نبودند مگر یک فرقه! فرمود: دروغ گفتی، بحقّ خدائی که بجز او خداوندی نیست سوگند می‌خورم که هفتاد و دو فرقه شدند و همه در آتشند بجز یک فرقه که نجات یافتند چنانچه حق تعالی می‌فرماید مِنْهُمْ أُمَّةٌ مُقْتَصِدَةٌ وَ کَثِیرٌ مِنْهُمْ ساءَ ما یَعْمَلُونَ «۳». «۴» ابن بابویه رحمه اللّه روایت کرده است که: حضرت مسیح علیه السّلام چندی غیبت از قوم خود اختیار نمود که در زمین سیاحت می‌کرد و می‌گردید و قوم او و شیعیان او نمی‌دانستند که در کجا است، پس ظاهر شد و وصی گردانید شمعون بن حمون را، چون شمعون به رحمت الهی واصل شد و غائب گردیدند حجتهای بعد از او و طلب کردن جباران ایشان را شدید شد و بلیّه بر مؤمنان عظیم شد و دین خدا مندرس شد و حقوق ضایع شد و واجبات و حیاة القلوب، ج۲، ص: ۱۱۹۵ سنّتها از میان مردم بر طرف شد و مردم پراکنده شدند در مذهب و هر یک به جانبی رفتند و امر دین بر اکثر مردم مشتبه شد، و مدت این غیبت دویست و پنجاه سال شد «۱». و به سند صحیح از حضرت صادق علیه السّلام منقول است که: مردم بعد از عیسی علیه السّلام دویست و پنجاه سال ماندند که حجت و امام ظاهری نداشتند و حجت ایشان غائب بود «۲». در حدیث صحیح دیگر از آن حضرت مروی است که: میان عیسی و محمد صلّی اللّه علیه و آله و سلم پانصد سال فاصله بود و از این پانصد سال دویست و پنجاه سال بود که پیغمبری و امامی ظاهر نبود. راوی پرسید: پس چه می‌کردند؟

نظرات فى القرأن

محمد الغزالى

ثبوت.. و ثبوت..!! لا يزعم النصارى أن الأناجيل الكنسية القائمة الآن وحي من الله إلى عيسى بن مريم، بل هم يقفون بها عند حدودها العتيدة، ويرونها سيرا خاصة كتبها رجال معينون، وأودعوها ما لديهم من معارف ووصايا، وتواريخ لحياة السيد المسيح، ومن ثم ينسبون كل إنجيل لكاتبه فحسب!!.. وإطلاق كلمة ` إنجيل `على هذه التواليف مجاز قد يوقع في اللبس؛ إذ يحسب العامة أن هناك صلات بين تلك القصص المكتوبة، وبين الإنجيل الذي ثبت لدينا أن الله أنزله على نبيه عيسى بن مريم، وهو الكتاب المقدس الذي قلنا إنه غير موجود الآن، لأنه- كما يبدو- ذهب مع الاضطهاد اليهودي الروماني القديم، ذلك الاضطهاد الذي أودى برسالة عيسى، وانتهى بوفاته على نحو غريب.. والواقع المسلم به هو دليل ذلك الاستنتاج البين.. وإلا فأين يا ترى إنجيل عيسى بن مريم؟؟.. وإذا اتضح ذلك: يمكننا أن ننفي أية مقابلة بين القرآن الكريم، وبين إنجيل ما من الأناجيل، فلا موضع ألبتة لمقارنة بين وحي إلهي منزل، وبين كلام إنساني مؤلف.! ذاك من ناحية ` المتن `. أما من ناحية ` السند `، فلا موضع ألبتة للمقارنة بين ما تواتر نقله، وتلقاه جمهور من العدول الموثقين عن جمهور مثله، وبين أشياء يرويها أفراد، لو أن كل واحد منهم ثقة ما بلغ حديثه درجة اليقين الجازم .. إن مجال المقابلة يوجد بين هذا القرآن وبين الإنجيل المنزل على عيسى نفسه وهو إنجيل لا تشك في أنه حق؛ لأن الله ـ عز وجل ـ أخبرنا بذلك في كتابه الأخير، فقال: ` وقفينا على آثارهم بعيسى ابن مريم مصدقا لما بين يديه من التوراة وآتيناه الإنجيل فيه هدى ونور ` .

المُسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

مُوسَى: أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الجَنَّةِ؟ قَالَ آدَمُ: أَنْتَ مُوسَى الَّذِي اصْطَفَاكَ اللهُ بِرِسَالَاتِهِ وَكَلَامِهِ، ثُمَّ تَلُومُنِي عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى». [طرفه في: ٣٤٠٩].

٧٥١٦ ـ حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إبراهِيمَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُجْمَعُ المُؤْمِنُونَ يَوْمَ القِيَامَةِ، فَيَقُولُونَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحُنَا مِنْ مَكَانِنَا هذا، فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَهُ: أَنْتَ آدَمُ أَبُو البَشَرِ، خَلَقَكَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَكَ المَلَائِكَةَ، وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا، فَيَقُولُ لَهُمْ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، فَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ». [طرفه في: ٤٤].

٧٥١٧ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي سُلَيمَانُ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: لَيلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِ الكَعْبَةِ: أَنَّهُ جَاءَهُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوحى إِلَيهِ، وَهُوَ نَائِمٌ في المَسْجِدِ الحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيرُهُمْ، فَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوا خَيرَهُمْ، فَكَانَتْ تِلْكَ اللَّيلَةَ، فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى أَتَوْهُ لَيلَةً أُخْرَى، فِيمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَتَنَامُ عَينُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذلِكَ الأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلَا تَنَامُ قُلُوبُهُمْ، فَلَمْ يُكَلِّمُوهُ حَتَّى احْتَمَلُوهُ، فَوَضَعُوهُ عِنْدَ بِئْرِ زَمْزَمَ، فَتَوَلَّاهُ مِنْهُمْ جِبْرِيلُ، فَشَقَّ جِبْرِيلُ مَا بَينَ نَحْرِهِ إِلَى لَبَّتِهِ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ صَدْرِهِ وَجَوْفِهِ، فَغَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بِيَدِهِ، حَتَّى أَنْقى جَوْفَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهِ تَوْرٌ مِنْ ذَهَبٍ، مَحْشُوًّا إِيمَاناً وَحِكْمَةً، فَحَشَا بِهِ صَدْرَهُ وَلَغَادِيدَهُ، يَعْنِي عُرُوقَ حَلقِهِ، ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَضَرَبَ بَاباً مِنْ أَبْوَابِهَا، فَنَادَاهُ أَهْلُ السَّمَاءِ: مَنْ هذا؟ فَقَالَ: جِبْرِيلُ، قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مَعِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا: فَمَرْحَباً بِهِ وَأَهْلاً. فَيَسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ السَّمَاءِ، لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللهُ بِهِ في الأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ، فَوَجَدَ في السَّمَاءِ الدُّنْيَا آدَمَ، فَقَالَ لَهُ جِبْرِيلُ: هذا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيهِ، فَسَلَّمَ عَلَيهِ وَرَدَّ عَلَيهِ آدَمُ وَقَالَ: مَرْحَباً وَأَهْلاً بِابْنِي، نِعْمَ الابْنُ أَنْتَ، فَإِذَا هُوَ في السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهَرَينِ يَطَّرِدَانِ، فَقَالَ: مَا هذانِ النَّهَرَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هذا النِّيلُ وَالفُرَاتُ عُنْصُرُهُمَا، ثُمَّ مَضى بِهِ في السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهَرٍ آخَرَ، عَلَيهِ قَصْرٌ مِنْ لُؤْلُؤٍ وَزَبَرْجَدٍ، فَضَرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مِسْكٌ، قَالَ: مَا هذا يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: هذا الكَوْثَرُ الَّذِي خَبَأَ لَكَ رَبُّكَ، ثُمَّ عَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَقَالَتِ المَلَائِكَةُ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتْ لَهُ الأُولَى: مَنْ هذا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قَالُوا: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قَالُوا: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوا مَرْحَباً بِهِ وَأَهْلاً، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، وَقَالُوا لَهُ مِثْلَ مَا قَالَتِ الأُولَى وَالثَّانِيَةُ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الخَامِسَةِ، فَقَالُوا مِثْلَ ذلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذلِكَ، ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذلِكَ، كُلُّ سَمَاءٍ فِيهَا أَنْبِيَاءُ قَدْ سَمَّاهُمْ، فَأَوْعَيتُ مِنْهُمْ إِدْرِيسَ في الثَّانِيَةِ، وَهَارُونَ في الرَّابِعَةِ، وَآخَرَ في الخَامِسَةِ لَمْ أَحْفَظِ اسْمَهُ، وَإِبْرَاهِيمَ في السَّادِسَةِ، وَمُوسَى في السَّابِعَةِ بِتَفْضِيلِ كَلَامِ اللهِ، فَقَالَ مُوسَى: رَبِّ لَمْ أَظُنَّ أَنْ يُرْفَعَ عَلَيَّ أَحَدٌ، ثُمَّ عَلَا بِهِ فَوْقَ ذلِكَ بِمَا لَا يَعْلَمُهُ إِلَّا اللهُ، حَتَّى جَاءَ سِدْرَةَ المُنْتَهى، وَدَنَا الجَبَّارُ رَبُّ العِزَّةِ، فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَينِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى اللهُ فِيمَا أَوْحَى إِلَيهِ: خَمْسِينَ صَلَاةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيلَةٍ، ثُمَّ هَبَطَ حَتَّى بَلَغَ مُوسَى، فَاحْتَبَسَهُ مُوسَى فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ مَاذَا عَهِدَ إِلَيكَ رَبُّكَ؟ قَالَ: «عَهِدَ إِلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ وَلَيلَةٍ». قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذلِكَ، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ، فَالتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ كَأَنَّهُ يَسْتَشِيرُهُ في ذلِكَ، فَأَشَارَ إِلَيهِ جِبْرِيلُ: أَنْ نَعَمْ إِنْ شِئْتَ، فَعَلَا بِهِ إِلَى الجَبَّارِ، فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ: «يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا، فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هذا». فَوَضَعَ عَنْهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مُوسَى فَاحْتَبَسَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُرَدِّدُهُ مُوسَى إِلَى رَبِّهِ حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسِ صَلَوَاتٍ، ثُمَّ احْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ الخَمْسِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، وَاللَّهِ لَقَدْ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي عَلَى أَدْنَى مِنْ هذا فَضَعُفُوا فَتَرَكُوهُ، فَأُمَّتُكَ أَضْعَفُ أَجْسَاداً وَقُلُوباً وَأَبْدَاناً وَأَبْصَاراً وَأَسْمَاعاً، فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ رَبُّكَ، كُلَّ ذلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ لِيُشِيرَ عَلَيهِ، وَلَا يَكْرَهُ ذلِكَ جِبْرِيلُ، فَرَفَعَهُ عِنْدَ الخَامِسَةِ فَقَالَ: «يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضُعَفَاءُ، أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ، فَخَفِّفْ عَنَّا». فَقَالَ الجَبَّارُ: يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: «لَبَّيكَ وَسَعْدَيكَ». قَالَ: إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ القَوْلُ لَدَيَّ، كَمَا فَرَضْتُ عَلَيكَ في أُمِّ

الكِتَابِ، قَالَ: فَكُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، فَهِيَ خَمْسُونَ فِي أُمِّ الكِتَابِ، وَهِيَ خَمْسٌ عَلَيكَ، فَرَجَعَ إِلَى مُوسَى فَقَالَ: كَيفَ فَعَلتَ؟ فَقَالَ: «خَفَّفَ عَنَّا، أَعْطَانَا بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا». قَالَ مُوسَى: قَدْ وَاللَّهِ رَاوَدْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى أَدْنَى مِنْ ذلِكَ فَتَرَكُوهُ، ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيضاً، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مُوسَى، قَدْ وَاللَّهِ اسْتَحْيَيتُ مِنْ رَبِّي مِمَّا اخْتَلَفْتُ إِلَيهِ». قَالَ: فَاهْبِطْ بِاسْمِ اللهِ، قَالَ: وَاسْتَيقَظَ وَهُوَ فِي مَسْجِدِ الحَرَام. [مسلم: كتاب الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ. . . رقم: ١٦٢]. [طرفه في: ٣٥٧٠].

٣٨/ ٣٨ ـ بابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الجَنَّةِ

٧٥١٨ ـ حدّثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيمَانَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ يَقُولُ لأَهْلِ الجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الجَنَّةِ، فَيَقُولُونَ: لَبَّيكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيكَ، وَالخَيرُ فِي يَدَيكَ، فَيَقُولُ: هَل رَضِيتُمْ؟ فَيَقُولُونَ: وَمَا لَنَا لَا نَرْضى يَا رَبِّ، وَقَدْ أَعْطَيتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَداً مِنْ خَلقِكَ، فَيَقُولُ: أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفضَلَ مِنْ ذلِكَ؟ فَيَقُولُونَ: يَا رَبِّ، وَأَيُّ شَيءٍ أَفضَلُ مِنْ ذلِكَ، فَيَقُولُ: أُحِلُّ عَلَيكُمْ رِضْوَانِي، فَلَا أَسْخَطُ عَلَيكُمْ بَعْدَهُ أَبداً». [طرفه في: ٦٥٤٩].

٧٥١٩ ـ حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا فُلَيحٌ: حَدَّثَنَا هِلَالٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَوْماً يُحَدِّثُ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ البَادِيَةِ: «أَنَّ رَجُلاً مَنْ أَهْلِ الجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ، فَقَالَ لَهُ: أَوَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ؟ قَالَ: بَلَى، وَلكِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ، فَأَسْرَعَ وَبَذَرَ، فَتَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُهُ وَاسْتِوَاؤُهُ وَاسْتِحْصَادُهُ وَتَكْوِيرُهُ أَمْثَالَ الجِبَالِ، فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى: دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ، فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيءٌ». فَقَالَ الأَعْرَابِيُّ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَا تَجِدُ هذا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا، فَإِنَّهُمْ أَصْحَاب زَرْعٍ، فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زَرْعٍ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ. [طرفه في: ٢٣٤٨].

٣٩/ ٣٩ ـ بابُ ذِكْرِ اللهِ بِالأَمْرِ، وَذِكْرِ العِبَادِ بِالدُّعَاءِ، وَالتَّضَرُّعِ وَالرِّسَالَةِ وَالإِبْلَاغِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [البقرة: ١٥٢]، ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾﴾ [يونس: ٧١، ٧٢]. غُمَّةٌ: هَمٌّ وَضِيقٌ. قَالَ مُجَاهِدٌ: اقْضُوا إِلَيَّ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ، يُقَالُ: افرُق اقْضِ. وَقَال مُجَاهِدٌ: ﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ﴾ [التوبة: ٦]، إِنْسَانٌ يَأْتِيهُ، فَيَسْتَمِعُ مَا يَقُولُ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيهِ، فَهُوَ آمِنٌ حَتَّى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعَ كَلَامَ اللهِ، وَحَتَّى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيثُ جَاءَهُ، ﴿النَّبَإِ الْعَظِيمِ﴾ [النبأ: ٢]: القُرْآنُ ﴿صَوَابًا﴾ [النبأ: ٣٨] حَقًّا فِي الدُّنْيَا، وَعَمَلٌ بِهِ.

٤٠/ ٤٠ ـ بابُ

قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا﴾ [البقرة: ٢٢]، وَقَوْلِهِ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ [فصلت: ٩]، وَقَوْلِهِ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ [الفرقان: ٦٨]، ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٦﴾﴾ [الزمر: ٦٥، ٦٦]، وَقَالَ عِكْرِمَةُ: ﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾﴾ [يوسف: ١٠٦]، ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ﴾ [الزخرف: ٨٧]، ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ [لقمان: ٢٥]. فَذلِكَ إِيمَانُهُمْ، وَهُمْ يَعْبُدُونَ غَيرَهُ.

وَمَا ذُكِرَ فِي خَلقِ أَفعَالِ العِبَادِ وَأَكْسَابِهِمْ.

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا﴾ [الفرقان: ٢]. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ [الحجر: ٨] بِالرِّسَالَةِ وَالعَذَابِ ﴿لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَن صِدْقِهِمْ﴾ [الأحزاب: ٨]: المُبَلِّغِينَ المُؤَدِّينَ مِنَ الرُّسُلِ ﴿وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ [الحجر: ٩] عِنْدَنَا، ﴿وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ﴾ القُرْآنُ ﴿وَصَدَّقَ بِهِ﴾ [الزمر: ٣٣] المُؤْمِنُ، يَقُولُ يَوْمَ القِيَامَةِ: هذا الَّذِي أَعْطَيتَنِي عَمِلتُ بِمَا فِيهِ.

٧٥٢٠ ـ حدّثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيل، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: سَأَلتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ؟ قَالَ: «أَنْ تَجْعَلَ للهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ». قُلتُ: إِنَّ ذلِكَ لَعَظِيمٌ، قُلتَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣١٨٤٢ ـ بينما أنا في الحطيم مضجعاً إذ أتاني آتٍ فقَدّ[1] ما بين هذه الى هذه فاستخرجَ قلبي ثم أُتيتُ بطستٍ من ذهبٍ مملوءةٍ إيماناً فغسلَ قلبي بماء زمزمَ ثم حُشِيَ ثم أعيد ، ثم أُتيتُ بدابةٍ دون البغلِ وفوق الحمارِ أبيضَ يقالُ له البراقُ يضعُ خطوة عند أقصى طرفه فحُملتُ عليه فانطلق بي جبريلُ حتى أتى السماءَ الدنيا فاستفتحَ فقيلَ : مَن هذا ؟ قال : جبريل ، قال : ومن معك ؟ قال محمد ، قيل : وقد أُرسِل اليه ؟ قال : نعم ، قيل : مرحباً به فنعمَ المجيء جاءَ ! ففتح فلما خلصتُ فاذا فيها آدمُ فقال : هذا أبوكَ آدمُ فسلم عليه ، فسلمت عليه فردِ السلامَ ثم قال : مرحباً بالابن الصالح والنبي الصالح ، ثم صعد حتى أتى السماء الثانية فاستفتح فقيل : من هذا ؟ قال : جبريل ، قيل : ومن معك ؟ قال : محمد ، قيل : وقد أُرسل اليه ؟ قال : نعم ، قيل : مرحباً به فَنِعْمَ المجيء جاء ! ففتح فلما خلَصتُ فاذا يحيى وعيسى ! وهما ابنا الخالة ، قال : هذا يحي وعيسى فسلم عليهما ، فسلمت فردًا ثم قالا : مرحباً بالأخ الصالح والنبي الصالح ! ثم صعد بي الى السماء الثالثة فاستفتح قيل : من هذا قال : جبريل ، قيل : ومن معك ؟ قال : محمدٌ ، قيل : وقد أرسلَ إليه ؟ قال : نعم ، قيل : مرحباً به فنعم المجيء جاء ! ففتحَ ، فلما خَلَصتُ إذا يوسفُ ! قال : هذا يوسفُ

---

(١) فَقَدّ : القدُّ : القطع طولاً ، كالشق . النهاية (٤/٢١) ص .

لابن قيم الجوزية

الإمام المحدث المفسر الفقيه شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي
(٦٩١ - ٧٥١ هـ)

حقق نصوصه، وخرج أحاديثه، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط   عبد القادر الأرنؤوط

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

لما احتُبِسَ عنهم في صلاة الصبح، ثم أخبرهم عن رؤيةِ ربِّه تبارك وتعالى تِلْكَ اللَّيْلَةَ في منامه، وعلى هذا بنى الإمامُ أحمد رحمه الله تعالى، وقال: نعم رآه حقاً، فإنَّ رؤيا الأنبياء حق، ولا بُدَّ، ولكن لم يَقُلْ أحمد رحمه الله تعالى: إنَّهُ رآهُ بِعَيْنَيْ رأسِهِ يقظةً، ومن حكى عنه ذلك، فقد وَهِمَ عليه، ولكن قال مرّة: رآه، ومرَّة قال: رآه بفؤاده فَحُكِيَتْ عنه رِوايتان، وحُكِيَت عنه الثالثة مِن تصرُّفِ بعض أصحابه: أنه رآه بعيني رأسه، وهذه نصوصُ أحمد موجودة، ليس فيها ذلك.

وأمَّا قولُ ابنِ عباس: أنَّه رآهُ بفُؤادِهِ مرتين، فإن كان استنادُه إلى قوله تعالى: ﴿مَا كَذَبَ الفُؤَادُ مَا رَأَى﴾ [النجم: ١١] ثم قال: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى﴾ [النجم: ١٣] والظاهر أنه مستندُه، فقد صحَّ عنه ﷺ أن هذا المرئي جبريلُ، رآهُ مرَّتَيْنِ في صُورته التي خُلِقَ عَلَيْهَا، وقول ابن عباس هذا هو مُسْتَنَدُ الإمام أحمد في قوله: رآه بفؤاده، والله أعلم.

وأما قولُهُ تعالى في سورة النجم: ﴿ثُمَّ دَنَى فَتَدَلَّى﴾ [النجم: ٨] فهو غير الدُّنو والتَّدلي في قصة الإسراء، فإنَّ الذي في (سورة النجم) هو دنوُّ جبريل وتدلِّيه، كما قالت عائشةُ وابنُ مسعود، والسياقُ يَدُلُّ عليه، فإنه قال: ﴿عَلَّمَهُ شَدِيدُ القُوَى﴾ [النجم: ٥] وهو جبريل ﴿ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى وَهُوَ بالأُفُقِ الأَعْلَى ثُمَّ دَنَى فَتَدَلَّى﴾ [النجم: ٦ ـ ٨]، فالضمائر كُلُّها راجعة إلى هذا المعلِّم الشديد القوى، وهو ذُو المِرَّة، أي: القوة، وهو الذي استوى بالأفق الأعلى، وهو الذي دنى فتدلى، فكان من محمد ﷺ قَدْرَ قوسين أو أدنى، فأما الدُّنُوُّ والتَّدلي الذي في حديث الإسراء، فذلك صريحٌ في أنه دنوُّ الربِّ تبارك وتدلِّيه[1] ولا تَعَرُّض في (سورة النجم) لِذلك، بل فيها أنه رآه نزلةً

= معاذ بن جبل، وأحمد ٤/٦٦، و٥/٣٧٨ من حديث عبد الرحمن بن عائش، عن بعض أصحاب النبي ﷺ، وقد تقدم.

(١) قدمنا في التعليق السابق أن هذا مما تفرد به شريك، فوهم فيه، وما ندري كيف =

هو

۱۲۱

کشف المحجوب

علی بن عثمان هُجویری

به کوشش: فریدون آسیابی عشقی زنجانی

عَرَفَ شیئاً لایَهابُ غَیْرَه، و مَن أحَبَّ شیئاً لایُطالِعُ غیرَه، فترکوا المنازعةَ مع اللّهِ و الاعتراضَ علیه فی احکامه و أفعاله.» آن که بشناسد با غیر نیارامد و آن که دوست دارد غیر نبیند. پس بر فعل خصومت نکند تا منازع نباشد و برکردار اعتراض نکند تا متصرف نباشد.

و خداوند تعالی از رسول صلّی اللّه علیه و سلم و معراج وی ما را خبر داد وگفت: «مازاغَ البصرُ و ماطغی (۱۷/النّجم).» مِن شدّةِ الشّوقِ إلی اللّه، چشم به هیچ چیز باز نکرد تا آنچه بایست به دل بدید. هرگاه که محب چشم از موجودات فراکند لامحاله به دل موجد را ببیند؛ لقوله، تعالی: «لقد رَای من آیات ربّه الکبری(۱۸/النّجم)»؛ و قوله، تعالی: «قلْ لِلْمؤمنینَ یَغُضّوا مِنْ أبصارهم (۳۰/النّور)؛ ای ابصار العیونِ من الشّهوات و ابصارِ القلوبِ عن المخلوقات.» پس هرکه به مجاهدت چشم سر را از شهوات بخواباند، لامحاله حق را به چشم سرِ ببیند. «فمن کان أخْلَصَ مجاهدةً کانَ أصدَقَ مشاهدةً.» پس مشاهدت باطن مقرون مجاهدت ظاهر بود.

و سهل بن عبداللّه گوید، رحمة اللّه علیه: «من غَضَّ بَصَرَه عَنِ اللّه طَرْفَة عینٍ لایهتدی طولَ عُمْرِه.»

هرکه بصر بصیرت به یک طرفة العین از حق فراکند هرگز راه نیابد؛ از آن که التفات به غیر را ثمره بازگذاشتن به غیر بود و هرکه را به غیر بازگذاشتند هلاک شد. پس اهل مشاهدت را عمر آن بود که اندر مشاهدت بود، و آنچه اندر مغایبه بود آن را عمر نشمرند؛ که آن مر ایشان را مرگ بر حقیقت بود.

چنانکه از ابویزید پرسیدند رحمة اللّه علیه که: «عمر تو چند است؟» گفت: «چهار سال.» گفتند: «این چگونه باشد؟» گفت: «هفتاد سال است تا در حجاب دنیایم، اما چهارسال است تا وی را می‌بینم و روز حجاب از عمر نشمرم.»

شبلی گفت: رحمة اللّه علیه: «اللهُمَّ اخبأ الجنّةَ و النّارَ وفی خَبایا غَیْبِکَ حتّی تُعْبَدَ بغیر واسطةٍ.»

بار خدایا، بهشت و دوزخ را به خبایای غیب خویش پنهان کن و یاد آن از دل خلق بزدای و بمحاو ای فراموش گردان تا ترا از برای آن نپرستند. چون اندر بهشت طبع را نصیب است امروز به حکم یقین غافل عبادت از برای آن می‌کند چون دل را از محبت نصیب نیست غافل را، لامحاله از مشاهدت محجوب باشد.

و مصطفی صلی اللّه علیه و سلم از شب معراج مر عایشه را خبر دادکه: «حقّ را ندیدم.» و ابن عباس رضی اللّه عنهما روایت کندکه: «رسول علیه السّلام مرا گفت: حق را بدیدم.»

خلق با این خلاف بماندند و آنچه بهتر بایست وی از میانه ببرد. اما آنچه گفت: «دیدمش»، عبارت از چشم سِرّ کرد و آنچه گفت: «ندیدم»، بیان از چشم سَر. یکی از این دو، اهل باطن بودند و یکی اهل ظاهر. سخن با هر یک براندازهٔ روزگار وی گفت. پس چون سرّ دید اگر واسطه چشم نباشد چه زیان؟

و جنیدگفت رحمة اللّه علیه که: «اگر خداوند مرا گویدکه: مرا ببین، گویم: نبینم؛ که چشم اندر دوستی، غیر بود و بیگانه و غیرت غیریت مرا از دیدار می باز دارد؛ که اندر دنیا بی واسطهٔ چشم می‌دیدمش.»

إنّی لأحْسُدُ ناظِریَّ عَلَیْکَ ... فأغُضُّ طرفِیَ إذ نَظَرْتُ اِلَیْکَ

دوست را خود از دیده دریغ دارند؛ که دیده بیگانه باشد.

آن پیر را گفتند: «خواهی تا خداوند را ببینی؟» گفتا: «نه.» گفتند: «چرا؟» گفت: «چون موسی بخواست ندید و محمد نخواست بدید.» پس خواست ما حجاب اعظم ما بود از دیدار حق، تعالی؛ از آنچه وجود ارادت اندر دوستی مخالفت بود و مخالفت حجاب باشد و چون ارادت اندر دنیا سپری شد مشاهدت حاصل آمد و چون مشاهدت ثبات یافت دنیا چون عقبی بود و عقبی چون دنیا.

ابویزیدگوید، رحمة اللّه علیه: «إنّ لِلّه عِباداً لو حُجِبُوا عَنِ اللّهِ فی الدّنیا و الآخرةِ لَارْتدّوا.»

اللہ اکبر
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
کشف المحجوب (اردو)
تصوف کی لازوال شہرہ آفاق کتاب
مصنف
زبدۃ العارفین ابو الحسن سید علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ
مولانا عبدالرؤف فاروقی
ناشر اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ اردو بازار لاہور
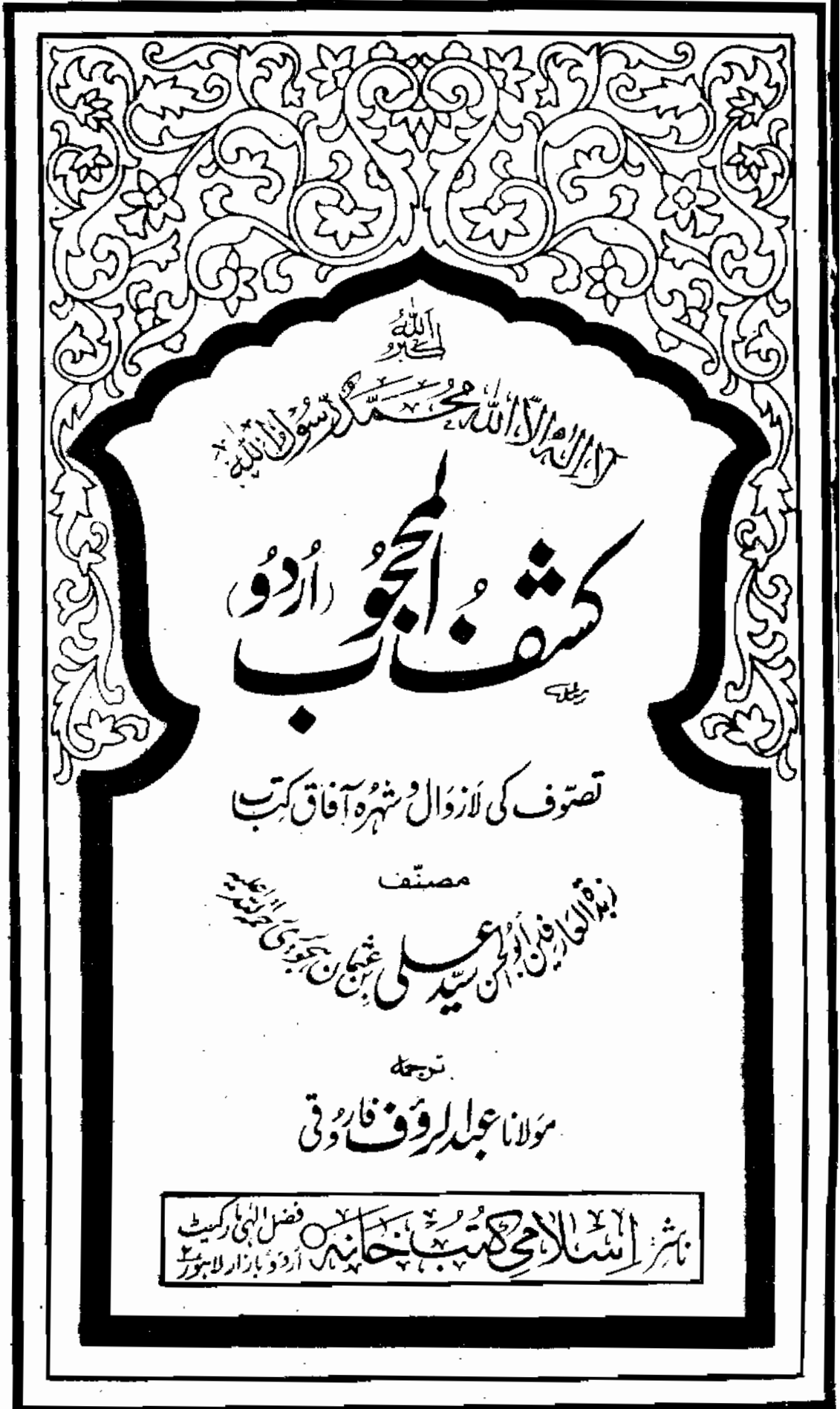
والنار فی خبا باغیبک حتی نعبذک بغیر واسطة "(اے اللہ جنت اور دوزخ کو اپنے غیب کے پردوں میں چھپا دے تا کہ ہم بغیر کسی واسطے کے تیری عبادت کریں) یعنی جنت و دوزخ کی یاد لوگوں کے دل سے بھلا دے تا کہ وہ ان کی وجہ سے تیری پرستش نہ کریں کیونکہ جب بہشت میں طبیعت کیلئے ایک کشش ہے تو آج عقلمند آدمی یقیناً اسی کے حصول کیلئے عبادت کرتا ہے اور اگر دل کو محبت خداوندی کا کوئی حصہ حاصل نہیں ہے تو لامحالہ غافل انسان مشاہدہ حق سے حجاب میں رہے گا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے متعلق حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کو بتلایا کہ "میں نے حق تعالیٰ کو نہیں دیکھا...... جب کہ ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ "میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا ہے...... پس لوگ اس معاملے میں اختلاف کرنے لگے حالانکہ بہتر طریق وہ تھا جو درمیانہ ہے کہ آپ نے جو فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے تو اس سے باطن کی آنکھوں سے دیکھنا مراد ہے اور جو یہ فرمایا کہ نہیں دیکھا تو یہ ظاہری آنکھ سے نہ دیکھنے کو بیان فرمایا ہے چونکہ ان دونوں میں سے ایک اہل باطن میں سے تھے اور ایک اہل ظاہر میں سے، اس لئے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کے مرتبے کے مطابق گفتگو فرمائی...... پس جب آپ نے باطن کی آنکھ سے دیکھ لیا تو یہ اگر ظاہری آنکھوں کے واسطہ سے نہ بھی ہو تو کیا فرق پڑتا ہے...... حضرت جنیدؒ نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ "مجھے دیکھو تو میں عرض کروں گا کہ میں نہیں دیکھتا کیونکہ محبت میں آنکھیں بھی غیر اور بیگانہ ہیں جب کہ غیریت کی غیرت مجھے دیدار سے باز رکھتی ہے کیونکہ دنیا میں بھی میں حق تعالیٰ آنکھوں کے واسطے کے بغیر دیکھتا رہا ہوں تو آخرت میں اس واسطے کو میں کیا کروں گا۔ واللہ الہادی واللہ اعلم بالصواب...... شعر

وَ اِنّی لَاَحْسِدُ ناظرین الیک
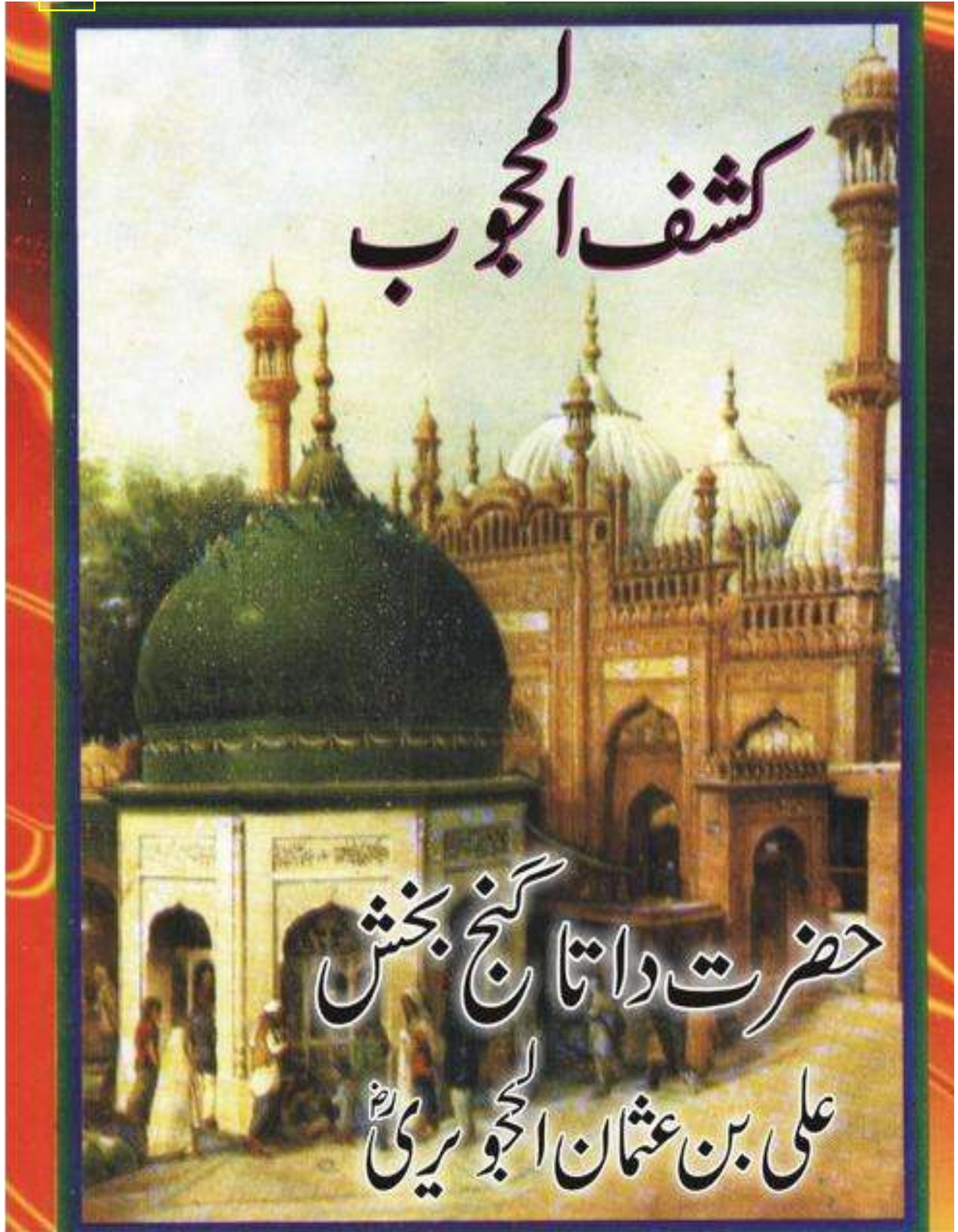
وَاَغضُ طرفی اذا نظرتُ الیک

کشف المحجوب
حضرت داتا گنج بخش
علی بن عثمان الہجویریؒ

حضرت شبلی علیہ الرحمۃ اپنی دعا میں کہا کرتے کہ

اے خدا جنت و دوزخ کو اپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ رکھ اور ان کی یاد لوگوں کے دلوں سے فراموش کر دے تاکہ ہم بغیر کسی واسطہ کے خالص تیری عبادت کریں۔	"اللھم اخبأ الجنۃ والنار فی جنایا غیبک حتی نعبدک بغیر واسطۃ۔

جب طبیعت کو حصول جنت کا لالچ ہوگا تو یقینی طور پر ہر عقلمند اسی کے حصول کے لئے عبادت کرے گا اور جس دل میں محبت کا حصہ نہ ہو وہ غافل ہے یقیناً وہ مشاہدے سے حجاب میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کے سلسلہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دی کہ میں نے خدا کو نہیں دیکھا اور حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے بتایا کہ میں نے خدا کو دیکھا۔ لوگ اس اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں لیکن جس نے غور کیا وہ اس اختلاف سے نکل گیا۔ چنانچہ جس سے یہ فرمایا کہ میں نے دیکھا۔ اس نے چشم باطن سے دیکھنا مراد لیا اور جس سے یہ فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا اس سے چشم سر سے دیکھنا مراد لیا۔ کیونکہ ان دونوں میں ایک صاحب باطن ہے اور دوسرا اہلِ ظاہر۔ ہر ایک سے اس کے حالات کے بموجب کلام فرمایا۔ لہٰذا جب باطنی آنکھ سے دیکھا تو اگر سر کی آنکھ کا واسطہ نہ ہو تو کیا مضائقہ؟

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ مجھ سے فرمائے کہ مجھے دیکھ، تو میں عرض کروں گا کہ میں نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھ، محبت میں غیر اور بیگانہ ہے۔ اور غیریت کی غیرت مجھے دیدار سے باز رکھتی ہے۔ کہ میں دنیا میں اسے آنکھ کے واسطہ سے دیکھوں۔ اور آخرت میں واسطہ کا کیا کروں گا خدا ہی ہدایت فرمانے والا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

وانی لاحسد ناظری علیک

فاغض طرف اذا نظرت الیک

یقیناً میں تیری طرف نظر اُٹھانے میں حسد کرتا ہوں۔

اور جب تیری طرف دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو بند رکھتا ہوں

کیونکہ محبوب کو آنکھ سے چھپاتے ہیں۔ اس لئے کہ آنکھ بیگانہ اور غیر ہے۔ لوگوں نے حضرت شیخ سے دریافت کیا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ خدا کا دیدار ہو؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا تو انھیں دیدار نہ ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا تو دیدار ہوا؟ لہٰذا ہمارا چاہنا دیدارِ خداوندی میں ہمارے لئے بہت بڑا حجاب ہے کیونکہ ارادہ کا وجود،

اُردُو ترجمہ

کشف المحجوب

منقولہ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ بسال ۶۶۴ھ

جو

پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع (ستارۂ پاکستان)

سابق پرنسپل اورینٹل کالج، لاہور — و — صدر اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، لاہور

کے کتب خانے میں محفوظ ہے

مترجم

ایف - ڈی - گوہر

بسعی و اہتمام

احمد ربانی ایم اے

ہے کہ وہ مشاہدۂ حق میں مشغول رہیں۔ جو زندگی کا حصہ حق تعالیٰ سے دوری میں گذرتا ہے وہ اسے زندگی میں شمار ہی نہیں کرتے اور حقیقت میں ان کے لیے موت کے برابر ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے آپ کی عمر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا چار سال یا بروایت دیگر چالیس سال۔ لوگوں کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا میں ستر برس تک دنیوی حجابات میں رہا ہوں۔ صرف چار سال سے مشاہدۂ حق میں مصروف ہوں۔ حجاب کا زمانہ شامل زندگی نہیں ہوتا۔

شبلیؒ دعا میں کہا کرتے تھے۔ "اے خدا! دوزخ و جنت کو چھپا لے تاکہ تیری عبادت بلاواسطہ اور بغیر کسی لالچ کے ہو۔" طبیعت میں بہشت کی خواہش ہوتی ہے اور اکثر عبادت اسی لیے کی جاتی ہے۔ دل میں محبت حق جاگزین نہیں ہوتی اور آدمی اپنی غفلت کی وجہ سے مشاہدۂ حق سے محروم رہتا ہے۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۂ معراج بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ کو نہیں دیکھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔ لوگوں میں اس بات پر اختلاف رونما ہوا۔ گردوستانِ حق نے جو بہتر صورت تھی اسے چن لیا یعنی آپ نے جو یہ فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ کو نہیں دیکھا اس سے مراد ظاہر کی آنکھ سے دیکھنا تھا۔ دونوں میں ایک صاحبِ باطن تھا۔ اور دوسرا اہل ظاہر۔ آپ نے ہر ایک سے بقدر فہم بات کی جب چشم باطن سے دیکھ لیا تو چشم ظاہر سے نہ دیکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ص ۳۶۸/۲۵۸

جنیدؒ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ فرمائے کہ مجھے دیکھ تو میں نہ دیکھوں کیونکہ محبت میں آنکھ کی حیثیت غیر اور بیگانے کی ہے۔ رشکِ غیر مانع دیدار ہے۔ جب دنیا میں اس کو واسطہ چشم کے بغیر دیکھتا رہا ہوں تو آخرت میں اس کا واسطہ کیوں تلاش کروں۔ شعر (ترجمہ)

مجھے تیرے دیکھنے والوں پر رشک آتا ہے۔ جب میں تیری طرف دیکھتا ہوں تو اپنی آنکھ بند کر لیتا ہوں۔

غالب نے اسی مضمون کو یوں ادا کر دیا ہے (مترجم)

دیکھنا قسمت کہ اپنے آپ رشک آ جائے ہے
میں تجھے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

حضرت سید علی بن عثمان ہجویری

المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق تخریج وتدوین جدید

ڈاکٹر خالق داد ملک — ڈاکٹر طاہر رضا بخاری

مکتبہ شمس و قمر

جامعہ صفیہ غوثیہ بھاٹی چوک لاہور

0345-4666768,0322-4973954

کہ اپنی آنکھیں بند رکھیں۔'' یعنی: اَیْ اَبْصَارِ الْعُیُوْنِ مِنَ الشَّهْوَاتِ وَاَبْصَارِ الْقُلُوْبِ عَنِ الْمَخْلُوْقَاتِ. ''یعنی آنکھوں کی بینائی شہوتوں سے بند رکھیں اور دل کی آنکھیں مخلوقات سے۔'' تو جو مجاہدہ سے سر کی آنکھیں شہوتوں سے بند رکھے، وہ ضرور حق کو سر کی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔

فَمَنْ كَانَ اَخْلَصَ مُجَاهَدَةً كَانَ اَصْدَقَ مُشَاهَدَةً.

''جو مجاہدہ میں مخلص ہوتا ہے وہ مشاہدہ میں سچا ہوتا ہے۔''

سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَنْ غَضَّ بَصَرَهٗ عَنِ اللّٰهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ لَا يَهْتَدِىْ طُوْلَ عُمُرِهٖ. ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ایک پل آنکھ بند کرے وہ مادام العمر ہدایت نہیں پاتا۔'' اس لیے کہ غیر کی طرف مائل ہونا غیر کی طرف جانا ہے اور جو غیر کی طرف مائل ہوا وہ ہلاک ہوا۔ چنانچہ اہلِ مشاہدہ حیات اسے کہتے ہیں جو مشاہدہ میں ہو اور جو مغایبہ میں ہو اسے زندگی نہیں سمجھتے بلکہ حقیقتِ حق کہتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا: چار سال لوگوں نے کہا: کس طرح؟ فرمایا: ستر سال میں دنیا کے حجاب میں رہا اور چار سال سے مشاہدہ میں ہوں، لہٰذا حجاب کے زمانہ کی عمر زندگی نہیں تھی۔

شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے اندر فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَخْبَأِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فِىْ خَبَايَاءِ غَيْبِكَ حَتّٰى تُعْبَدَ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ. ''الٰہی! جنت و دوزخ کو اپنے غیب کے خزانوں میں پوشیدہ رکھ اور اس کی یاد مخلوق کے دل سے فراموش فرما، تاکہ تجھے اس کے لیے نہ پوجیں''۔ چونکہ بہشت میں طبیعت کو فائدہ ہے۔ اس لیے آج کے روز بے یقین، یقین کے حکم سے، عقلمند اس کی امید پر عبادت کرتا ہے اور جب دل کو محبت سے نصیب نہیں تو ضرور مشاہدہ سے محجوب ہوتا ہے اور حضور ﷺ نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معراج سے خبر دی کہ میں نے نہیں دیکھا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں نے حق کو دیکھا ہے۔ تو مخلوق اسی اختلاف میں رہی۔ جنھوں نے غور اور تأمل اختیار کیا وہ مطلب کو پہنچے۔ یعنی جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا وہ سر کی آنکھوں سے مراد نہیں ہے اور جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے وہ بچشمِ سر دیکھنا مراد ہے۔ اس لیے کہ ایک ان دونوں سے اہلِ ظاہر ہے اور ایک اہلِ باطن۔ ہر ایک سے اس کے حال کے موافق کلام فرمایا۔ تو جب حضور ﷺ نے بچشمِ سر دیکھنا ظاہر فرمایا تو اگر آنکھ کا واسطہ نہ ہوا تو نقصان ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر خداوند فرمائے کہ مجھے دیکھ، میں کبھی نہ دیکھوں۔

By

Hazrat Ali bin Usman Al-Hujwiri(R.A)

Preface By

Hazrat Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari(R.A)

Zia-ul-Quran Publications
Lahore-Karachi-Pakistan

aught besides, but renounces contention with God and interference with Him in His decrees and His acts. God hath said of the Apostle at the time of his Ascension: "His eyes did not swerve or transgress" (Qur.liii,17), on account of the intensity of his longing for God. When the lover turns his eye away from created things, he will inevitably see the Creator with his heart. God hath said: "Tell the believers to close their eyes" (Qur.xxiv,30). i.e. to close their bodily eyes to lusts and their spiritual eyes to created things. He who is most sincere in self-mortification is most firmly grounded in contemplation for inward contemplation is connected with outward mortification. Sahl b. 'Abdullah of Tustar says: "If anyone shuts his eye to God for a single moment, he will never be rightly guided all his life long," because to regard other than God is to be handed over to other than God, and one who is left at the mercy of other than God is lost. Therefore the life of contemplatives is the time during which they enjoy contemplation (mushahadah): time spent in seeing ocularly (mu'ayanat) they do not reckon as life, for that to them is really death. Thus, when Abu Yazid was asked how old he was, he replied: "Four years." They said: "How can that be?" He answered: "I have been veiled (from God) by this world for seventy years,but I have seen Him during the last four years: the period in which one is veiled does not belong to one's life." Shibli cried in his prayers: "O God, hide Paradise and Hell in Thy unseen places, that Thou mayest be worshipped disinterestedly." One who is forgetful of God nevertheless worships Him, through faith, because human nature has an interest in Paradise; but inasmuch as the heart has no interest in loving God, one who is forgetful of God is debarred from contemplating Him. The Apostle told 'A'isha that he did not see God on the night of the Ascension, but Ibn 'Abbas relates that the Apostle told him that he saw God on that occasion. Accordingly, this remains a matter of controversy: but in saying that he did not see God the

Apostle was referring to his bodily eyes whereas in saying the contrary he was referring to his spiritual eye. Since 'A'isha was a formalist and Ibn 'Abbas a spiritualist, the Apostle spoke with each of them according to their insight. Junayd said: "If God should say to me, 'Behold Me,' I should reply, 'I will not behold Thee,' because in love the eye is other (than God) and alien: the jealousy of otherness would prevent me from beholding Him. Since in this world I was wont to behold Him without the mediation of the eye, how should I use such mediation in the next world?"

"Truly, I envy mine eye the sight of Thee,
And I close mine eye when I look on Thee."

Junayd was asked: "Do you wish to see God?" He said: "No." They asked why. He answered: "When Moses wished, he did not see Him, and when Muhammad did not wish, he saw Him." Our wishing is the greatest of the veils that hinder us from seeing God, because in love the existence of self-will is disobedience, and disobedience is a veil. When self-will vanishes in this world, contemplation is attained, and when contemplation is firmly established, there is no difference between this world and the next. Abu Yazid says: "God has servants who would apostatize if they were veiled from Him in this world or in the next," i.e. He sustains them with perpetual contemplation and keeps them alive with the life of love; and when one who enjoys revelation is deprived of it, he necessarily becomes an apostate. Dhu 'l-Nun says: "One day, when I was journeying in Egypt, I saw some boys who were throwing stones at a young man. I asked them what they wanted of him. They said: 'He is mad.' I asked how his madness showed itself, and they told me that he pretended to see God. I turned to the young man and inquired whether he had really said this. He answered: 'I say that if I should not see God for one moment, I should remain veiled and should

انما انا قاسم واللہ یعطی

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ لطیفہ عجیبہ در تحقیق و اثبات معنی ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تحذیر الناس

از افاضات مبارکہ

حجۃ الاسلام حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا

محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم دیوبند

مع توضیح المطالب

بعد نظر ثانی و تصحیح اغلاط وغیرہ

(مولوی) محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند نے

اپنے

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے چھپ کر شائع کیا

یہ اور ہر قسم کی عربی فارسی اردو کتابیں بکفایت ملنے کا پتہ۔ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند

الجواب

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُولِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَسَیِّدِ المُرسَلِینَ وَاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں[1] تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں[2]۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے[3]۔

ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُم اور جملہ وَلٰکِن رَّسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ میں کیا تناسب تھا

---

[1] یعنی آیۂ کریمہ میں جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲ [2] یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقط اس معنے خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں یعنی یہ عوام کا خیال ہے جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے ۱۲ [3] عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تاخر زمانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے بالذات کوئی امر فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کاملہ کیلئے ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے ایسے معنے لیجئے کہ جس سے پورے طور پر کمال و اکمل فضیلت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہو ۱۲

جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے . . . . جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہے تو لیجئے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی ہاں ہم یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جس کا تم کہو وہی موصوف بالذات ہو گا اور اس کا نور ذاتی ہو گا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہو گا۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنے بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں اگر یہ امور مذکور ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا۔ علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور یہی وجہ ہوئی کہ بشہادت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ الخ اور انبیاء کرام علیہ و علیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اقتداء اور اتباع کا عہد لیا گیا۔ ادھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔ ادھر

اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اسباب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا
ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ
باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ
الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اسکا منکر کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر
بھی کافر ہوگا اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثنا مذکور
بھی بخاتم درجہ چسپاں نظر آتا ہے، اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے، اور خاتمیت
زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی لیکن نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتم بکسر التاء چسپاں ہے
ایسے ہی قرأت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجے کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ
جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا
اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ
معروفہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی
نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین
شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں موصوف بالذات
اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے، اور وہ اسکی نسل ایسا ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی
لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ فاعل ہوتا ہے، چنانچہ والد کا اسم فاعل ہونا
اسپر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں، چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی دلیل ہے، سو جب ذات
بابرکات محمدی صلے اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض
تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپکے حق میں بمنزلہ اولاد
معنوی اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں غور کیجئے تو یہ بات واضح
ہے، بہ آیت النبی اولی بالمؤمنین لانیکی ضرورت ہے، محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
صغرے بنائے اور النبی اولی بالمؤمنین کو کبرے دیکھئے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں صورت
اسکی یہ ہے کہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم کو بعد لحاظ صلہ من انفسھم دیکھئے
تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے
کہ انکی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنے اقرب ہوا، اور اگر بمعنے احب یا اولیٰ
بالتصرف ہو جب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کیلئے اقربیت

انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
زمینوں بھی اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے
زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ، رہا اثر
معلوم ہیں سات سے زیادہ کی نفی نہیں، سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت کی
تھی اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں، علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور
میں عظمت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اسکا ایک شخص
حاکم ہو یا سب میں افضل تو بجا ہے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اسمیں
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکے حاکم کی حکومت یا اسکے
فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کے حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی، اور اگر
درصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہوسکے گا جو وہاں کے محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے، ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا
اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود
بالخلق میں سے مماثل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاءؑ کی افراد
خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا
جائے، بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں
کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنے مخالف روایۃ ثقات ہے بعد اس کے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب تصریح علوم
منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے، کیونکہ اول تو امام
بیہقی کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں
دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تو یہی تھی اگر اور کوئی آیت یا
حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاءؑ کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا
تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے۔ مگر آجتک کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی
علے ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے۔ آجتک سوائے مخالفت مضمون مذکور

تحذیر النّاس

مِن انکارِ أثر إبن عبّاس رضی اللہ عنہ

تالیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہٗ

بانی دارالعلوم دیوبند (م ۱۲۹۷ھ)

مقدمہ

علامہ ڈاکٹر خالد محمود ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر

حاشیہ

مولانا حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے؛ ایل ایل بی

توضیح بعض عبارات

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم

ادارہ العزیز

نزد جامع مسجد صدیقیہ گلی برف خانہ والا بائی پاس روڈ کھوکھر کی گرجاکھ گوجرانوالہ

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تمہید:۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنیٔ خاتم النبیین[1] معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال[2] میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3] کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصافِ مدح میں سے نہ کہئے اور اس

---

[1] یعنی آیۂ کریمہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے۔ اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲۔

[2] سو عوام کے خیال میں الخ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین کا معنیٰ عوام تو یہی لیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمانے کے لحاظ سے سب نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں اور بس۔ لیکن اہل علم و عقل بخوبی جانتے ہیں کہ محض زمانے کے لحاظ سے پیچھے آنا باعث فضیلت نہیں بلکہ کچھ اوصاف و کمالات ہوتے ہیں جو بعد میں آنے والے کو پہلے لوگوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ ورنہ محض آخر میں آنا اگر فضیلت کا موجب ہوتا تو سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ولی آگئے ہیں مگر ان کا ہم مرتبہ کوئی نہیں۔ اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ہزاروں صحابہ کرامؓ نے سرور کائنات علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی لیکن کوئی صحابی آپ کا ہم پلہ و ہم مرتبہ نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اگر زمانے کے لحاظ سے بعد میں آنا ہی فضیلت و برتری کے لیے کافی ہوتا تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بعد سرور کائنات سے پہلے کئی انبیاء تشریف لائے لیکن ان میں سے کوئی نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت نہیں رکھتا۔ جیساکہ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔

[3] اصل کتاب میں "صلعم" لکھا ہوا ہے ہم نے مکمل الفاظ میں لکھا ہے ۱۲۔

مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا، اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لیے سدِ باب اتباعِ مدعیانِ نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہٖ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی و بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سدِ باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔

بنارِ خاتمیت کی تعیین

بلکہ بنار خاتمیت[1] اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدّ باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصّہ موصوف بالذات

---

[1] بنائے خاتمیت آپ کی ایسی وصف کمال پر ہے جس سے آپ کا سب انبیاء کے بعد آنا بھی ثابت ہو جائے گا اور مدعیان نبوت کا ذب کے لیے بھی سدباب ہو جائے گا۔ خاتمیت کا دار و مدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالٰے سے حاصل ہے اور آپ کی نبوت ذاتی ہے باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور فیضان سے اللہ تعالٰے کی طرف سے ملی ہے۔ لہذا دو "

(باقی صفحہ ۴۳ پر)

پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔
موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے
مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔ مثال درکار ہے تو لیجئے۔ زمین و آسماں
اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں۔ اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی۔ بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو
جس کا تم کہو، وہی موصوف بالذات ہوگا، اور اُس کا نور ذاتی ہوگا، کسی اور سے مکتسب
اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم
ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔ یعنی
ممکنات کا وجود اور کمالاتِ وجود سب عرضی بمعنیٰ بالعرض ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود
کبھی معدوم کبھی صاحبِ کمال کبھی بے کمال بنتے ہیں۔ اگر یہ امور مذکورہ ممکنات کے حق
میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا۔ علی الدوام وجود اور کمالاتِ وجود ذات
ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔

بقیہ حاشیہ :۔ انبیاء کی نبوت عرضی ہے۔ اس ذاتی نبوت اور عرضی نبوت کو قاسم العلوم والخیرات
حضرت نانوتویؒ بالتفصیل اور بادلائل ثابت کریں گے۔

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء اور امام الانبیاء ہیں۔ اس پر صحابہ کرامؓ سے لے
کر آج تک ساری اُمت کا اجماع ہے اور یہی اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کی نبوت ذاتی ہے۔ جب کہ
باقی انبیاءؑ کی نبوت عرضی ہے۔ کیونکہ اگر باقی انبیاء کو بھی نبوت بلا واسطہ اور براہ راست اللہ تعالیٰ جل شانہٗ
سے ملے۔ تو پھر ان کا تعلق آپ کے ساتھ کیا باقی رہ جاتا ہے۔ اور آپ نبی الانبیاء کیسے اور کن
معنی میں ہوئے۔ گویا آپ کو امام الانبیاء اور نبی الانبیاء کہنا محض خوش فہمی اور فرطِ عقیدت
پر مبنی ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ جیسا کہ کتاب و سنّت اس پر
شاہد

اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیتِ زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔ اور نیز اس صورت میں جیسے قرأۃ خاتِم بکسر التاء چسپاں ہے، ایسے ہی قرأۃ خاتَم بفتح التاء بھی بنہایت درجہ کو بے تکلّف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتَم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے۔

آیت ختمِ نبوت کا مفہوم

حاصل مطلب آیۃ کریمہ کا اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں، پر ابوۃ معنوی اُمتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء[2] کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو لفظ خاتم النبیین شاہد ہے۔ کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں۔ موصوف بالذات اوصافِ عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور وہ اس کی نسل۔ اور ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ فاعل ہوتا ہے۔ چنانچہ والد

---

[1] یہاں بحث مذکور کا خلاصہ اور نتیجہ بیان فرماتے ہیں۔ اب آیت کے دو جملوں مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ اور وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ میں ربط ظاہر ہوگیا کہ ابوۃ جسمانی تو نہیں مگر ابوۃ روحانی ضرور ہے اور خاتمیت بوجہ احسن یعنی جو تینوں قسم کی خاتمیت کو شامل ہے، ثابت ہوگئی خاتمیتِ زمانی بھی ثابت ہوگئی۔ اور خاتَم بفتحہ تاء کے ساتھ اور خاتِم کسرۂ تاء کے ساتھ، ان دونوں میں یکجہتی بھی پیدا ہوگئی۔ ۱۲

[2] اب آیت مذکور کا مفہوم یہ ہوگا۔ ابوتِ نسبی تو کسی مرد کے لیے نہیں، پر ابوۃ معنوی اُمتیوں کی بہ نسبت حاصل ہے اور دیگر انبیاء کی بہ نسبت بھی کیونکہ آپ کی نبوت ذاتی ہے اور باقی آپ کے فیضان سے نبی ہیں جیسے باپ کے فیضان والے ذریعے سے بیٹا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے باپ کو والد اور بیٹے کو مولود کہا جاتا ہے۔ ۱۲

کا اسم فاعل ہونا اس پر شاہد ہے۔ اور یہ منقول ہوتے ہیں۔ چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اس کی دلیل ہے۔ سو جب ذات بابرکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض، تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والدِ معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں اولادِ معنوی اور اُمتیوں[1] کی نسبت لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غور کیجیے

---

[1] اُمتیوں کی بہ نسبت آپؐ والد کیسے ہیں؟ اس کو اس طرح بیان فرمایا گیا۔ محمد رسول اللہ یہ جزء ایک مقدمہ اور بات ہوئی۔ (منطق اس کو صغریٰ کہتے ہیں) اور اَلنَّبِیُّ اولی بالمؤمنین الآیۃ دوسرا مقدمہ اور دوسری بات (منطق اس کو کبریٰ کہتے ہیں)۔ ان دونوں باتوں کو جوڑنے سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے قریب تر ہیں، ان کی جان سے بھی، جب اولیٰ کا معنی اقرب ہو۔ اور اگر اولیٰ کا معنی اَحَبُّ یا اولیٰ بالتصرف کرو تو پھر بھی قریب ثابت ہوتا ہے کیونکہ محبوب وہی ہوتا ہے جو قریب ہو۔ اولیٰ بالتصرف بھی وہاں ہو گا جو قریب ہو۔ مگر اس کا عکس نہیں ہو سکتا کہ اَحَبُّ اور اولیٰ تو ہو مگر قریب نہ ہو۔ کیونکہ قرب کے سوا اولیٰ بالتصرف اور اَحَبُّ نہیں ہو سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی جانوں سے بھی اُن کے زیادہ قریب ہیں۔ اس پر حضرت نانوتویؒ دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ایمان والی وصف اصل میں آپؐ کی ہے اور مومنوں کو یہ وصف آپ کے ذریعہ سے ملی ہے آپؐ وصفِ ایمان کے ساتھ موصوف بالذات ہیں اور دوسرے لوگ آپ کے واسطے سے موصوف بالعرض ہیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن لوگوں کو ربط، قرب اور تعلق ہو گا۔ وہی اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں گے اور جن لوگوں کو آپ کے ساتھ تعلق اور قرب و ربط حاصل نہیں، وہ اس سعادت سے محروم ہیں۔ گویا ایمان کے لیے آپ کی ذات بابرکات علّت اور علّت ٹھہری اور مومنوں کا ایمان ذرا معلول۔ قانون یہ ہے کہ علّت یا اصل کو جو تعلق اپنے معلول یا فروع کے ساتھ ہوتا ہے وہ تعلق فرع کو اپنے ساتھ بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اصل نہ ہو تو فرع کا وجود ہی نہیں ہوتا جیسا کہ سورج نہ ہو تو زمین منور ہی نہیں ہو سکتی۔ سورج ہو گا تو زمین منور ہو گی اب منور ہونے کا وجود سورج پر موقوف ہے۔ اگر سورج ہو تو بھی منور ہو گی ورنہ منور ہونے کا وجود ہی نہیں، تو اُس کو اپنے وجود کے ساتھ کون سا تعلق پیدا ہوا۔ ۱۲۔

کریں بلکہ اس سے بڑھ کر انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا اقرار میں کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو بھی ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی۔ نہ کسی آیت کا تعارض۔ نہ کسی حدیث سے معارضہ۔ رہا اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں۔ سو جب انکارِ اثر مذکور میں باوجود تصحیح آئمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں۔ علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیتِ زمانی انکارِ اثر مذکور میں قدرِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کے برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل، تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فردِ افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر در صورتِ تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم ونوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم ونوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلتِ کلی بھی آپ کی خاتمیتِ زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا۔ جو وہاں کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے۔

حضورؐ کی افضلیت سب انبیاء سے

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے، جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا

لہ حضرت نانوتویؒ فرماتے ہیں کہ میرا مختار اور پسندیدہ معنی تو یہ ہے کہ آیۃ خاتم النبیین میں خاتم کا معنی عام لیا جائے کہ کوئی آپ کے مرتبہ کا نہیں اور نہ ہی آپکے بعد کوئی نبی ہوگا اور آپ ہی کی نبوت ہر جگہ ہے۔ اس معنی کے مراد لینے سے تینوں قسم کی ختم نبوۃ زمانی مکانی اور رتبی اسی آیۃ سے ثابت ہو جائیگی۔ اگر آیۃ میں خاص معنی مراد لیا جائے تو ختم نبوت مرتبی مراد لینا ہی بہتر ہے کیونکہ ختم نبوت زمانی سے آپکی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور اس صورت میں یہ امکان باقی رہتا ہے کہ آپکا ہم مرتبہ کوئی نبی ہو فرق صرف اتنا ہے آپ سب کے بعد تشریف لائے ہیں محض پیچھے اور سب کے آخر آنے سے آپکی شان کا اظہار نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں آیۃ کا معنی یہ ہوگا کہ آپ تمام نبیوں سے مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہیں اور کوئی آپکا مثل اور ہم مرتبہ نہیں۔ ۱۲

تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افرادِ خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افرادِ مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔

بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبتِ خاتمیت ہے، معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایت ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسبِ مزعوم منکرانِ اثر اس اثر میں کوئی علتِ غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علتِ غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں۔ دوسرے گر شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب یہی تھی، اگر اور کوئی آیہ یا حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا، تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے۔ مگر آج تک نہ کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی۔ علیٰ ہذا القیاس مضمونِ علتِ قادحہ کو خیال فرمائیے آج تک سوائے مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمالِ بے دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے شاذ و معلل ہو جاویں گی۔ اور نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے یا انبیاء الارضین ماتحت سے مبلغانِ احکام مراد ہیں، ہرگز قابلِ التفات نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجئے جن کو مدلول معنی مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں۔

دلیل کے ساتھ بڑوں کی رائے سے اختلاف جائز ہے

باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ

إِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ٥

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ نانوتوی مزیل الالتباس اور موضح اثر ابن عباس مسمّی بہ

تحذیر الناس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

ختم نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تکملہ

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ

ناشر

دارالاشاعت اردو بازار، کراچی ۱

فون ۲۱۳۷۶۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارہ قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں ہے۔ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کابراھیمکم و عیسیٰ کعیسٰکم و نبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے۔ اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں۔ اور ہر طبقے میں مخلوق خدا ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلعم کے ثابت نہیں۔ اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے۔ کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر ولقد کرمنا بنی آدم میں ہے۔ اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقہ کے آدم کی اولاد ہے۔ بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلا شبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں۔ آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا۔ میرا اصرار اس تحریر پر نہیں پس علماء شرع سے استفتاء یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں۔ اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین و سید المرسلین و آلہ و اصحابہ اجمعین۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنے خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنے ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء

سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں ۲ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوٰی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ اور جملہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں کیا تناسب تھا۔ جو ایک دوسرے پر عطف کیا اور ایک مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقعے تھے، بلکہ بنا خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور افضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف بالعرض کا وصف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور استعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف

۲ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرنے میں

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آتا ہے اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی اور نیز اس صورت میں جیسے قرأت خاتم بکسر التاء چسپاں ہے ایسے ہی قرأت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجہ کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے حاصل مطلب آیہ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے۔ انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں۔ موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے اور اور وہ اس کی نسل اور ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ فاعل ہوتا ہے چنانچہ والد کا اسم فاعل ہونا اس پر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اس کی دلیل ہے سو جب ذات بابرکات محمدی صلعم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ میں غور کیجئے تو یہ بات واضح ہے پر آیہ النبی اولی بالمومنین دکھانے کی ضرورت ہے محمد رسول اللہ صلعم

کیونکہ شذوذ بمعنے مخالفت ثقات صحت کے لئے معتبر ہے جو حدیث باین معنے شاذ ہے
وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ بایں ہمہ مخالفت و عدم مخالفت کا عقدہ بھی تقریر گذشتہ سے کھل
گیا۔ اگر اثر حضرت عبداللہ بن عباس مخالف تھا تو جملہ خاتم النبیین کے مخالف تھا
یا ان احادیث کے معارض تھا جو مبین اور مفسر معنے خاتم النبیین ہیں سو بعد مطالعہ
تقریر گذشتہ اہل فہم کو تو انشاءاللہ تعالیٰ کچھ تردد نہ رہے گا کہ اثر مذکور مؤید و مثبت
معنے خاتم النبیین ہے نہ مخالف بلکہ اثر مذکور کا غلط ہونا البتہ ثبوت خاتمیت میں بہت
قادح ہے۔ اور کیوں نہ ہو در صورت انکار معلوم خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک
ہی حصہ باقی رہ جاتا ہے اس صورت میں مدعیان محبت نبوی سے ہم کو یہ توقع ہے کہ
جیسا اس اثر کا انکار کرتے تھے اب اتنا ہی اقرار کریں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار
میں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا بھی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کرلیں تو میں ذمہ کش
ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیۃ کا تعارض نہ کسی
حدیث سے معارضہ رہا اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب
انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از
سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں عظمہ
نبوی صلعم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص
حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر
آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی
اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول
کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر در صورت تسلیم اور چھ زمینوں
کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم
سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ
ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلعم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں مگر خاتمیت معنے

اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپکی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپکی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائے کہ یہ اثر شاذ یعنے مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب مزعوم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت قادحہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت قادحہ خفیہ قادح فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے ۔ اور علت تھی تب یہی تھی ۔ اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر آج تک نہ کسی نے ایسی آیۃ و حدیث سنی نہ مدعیون نے پیش کی علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے آج تک سوا مخالفت مضمون مذکور کسی نے کوئی وجہ قادح فی الاثر المذکور پیش نہیں کی اور فقط احتمال بے دلیل اس باب میں کافی نہیں ورنہ بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی اس حساب سے شاذ و معلل ہو جائیں گی ۔ اور نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے ۔ یا انبیاء سے مراد اضحی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں ہرگز قابل التفات نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ فقط یہی مخالفت خاتمیت تھی ۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجئے جن مدلول معنے مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی ۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آ سکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط از راہ بے ادبی نہیں مانا کرے ۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے المرء یقیس علی

مفردات القرآن (اردو)
www.KitaboSunnat.com
جلد دوم
تصنیف
امام راغب اصفہانی
ترجمہ و حواشی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ فیروزپوری
شیخ شمس الحق
۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (۵۔۴۵)اور ہم نے ان لوگوں کے لیے توراۃ میں یہ حکم لکھ دیا تھا۔کہ جان کے بدلے جان۔میں کَتَبْنَا بمعنی اَوْحَیْنَا وَفَرَضْنَا ہے یعنی ہم نے وحی بھیجی یا فرض کر دیا اور اسی معنی میں فرمایا: ﴿کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ﴾ (۲۔۱۸۰) تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آ جائے۔

﴿کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ﴾ (۲۔۱۸۳) مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے۔

﴿لِمَ کَتَبْتَ عَلَیْنَا الْقِتَالَ﴾ (۴۔۷۷) تو نے ہم پر جہاد (جلد) کیوں فرض کر دیا۔

﴿مَا کَتَبْنَاهَا عَلَیْهِمْ﴾ (۵۔۲۷) ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا۔اور آیت:

﴿وَلَوْلَا اَنْ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ﴾ (۵۹۔۳) اور اگر خدا نے ان کے بارے میں جلا وطن کرنا نہ لکھ رکھا ہوتا۔

کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے گھروں کو چھوڑنا ان پر ضروری نہ کیا ہوتا (تو ان کو کوئی دوسری سزا دی جاتی) اور کبھی کتابت سے تقدیر حتمی یا حتمی کی مثل مراد ہوتی ہے۔

چنانچہ آیت:۔

﴿بَلٰی وَرُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَکْتُبُوْنَ﴾ (۴۳۔۸۰) ہاں ہاں (سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس (ان کی) سب باتیں لکھ لیتے ہیں۔میں بعض نے تقدیر کے نویسندے مراد لیے ہیں اور بعض نے کہا ہے۔کہ آیت۔

﴿یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ﴾ (۱۳۔۳۹) میں بھی تقدیر کی دونوں اقسام مراد ہیں اور آیت:

﴿اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ﴾ (۵۸۔۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے۔میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان لوگوں کی حالت ان کفار کے برعکس ہے۔جن کے متعلق ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا﴾ (۱۸۔۲۸) اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اس کا کہا نہ ماننا۔

کیونکہ اَغْفَلْنَا کا لفظ اَغْفَلْتُ الْکِتَابَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی کتاب کو مہمل یعنی اعراب و نقاط سے معری چھوڑ دینا کے ہیں۔اور آیت ﴿فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ وَ اِنَّا لَهٗ کٰتِبُوْنَ﴾ (۲۱۔۹۴) تو اس کی کوشش رائگاں نہ جائے گی۔اور ہم اس کے لیے (ثواب اعمال) لکھ رہے ہیں۔

میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اعمال کو ثابت رکھا جا رہا ہے۔اور ان کی ضروری ہی جزا دی جائے گی۔اور آیت:

﴿فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ﴾ (۳۔۵۳) تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔

کے معنی یہ ہیں کہ ہمیں ان کے زمرہ میں داخل فرما۔اور یہ آیت کریمہ:

﴿فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ﴾ (۴۔۶۹) وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔جن پر خدا نے بڑا فضل کیا، کے مضمون کی

طرف اشارہ ہے۔اور آیت:﴿مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا﴾ (۱۸۔۴۹) ہائے شامت! یہ کیسی کتاب ہے نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے۔ اور نہ بڑی کو (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ میں الکتاب سے لوگوں کے اعمال نامے مراد ہیں اور آیت کریمہ:

﴿اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا﴾ (۵۷۔۲۲) مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی ہے۔)

میں بعض نے کہا ہے کہ ''کتاب'' سے لوح محفوظ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں فرمایا:﴿اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ﴾ (۲۲۔۷۰) یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے بے شک یہ سب خدا کو آسان ہے۔

﴿وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ (۶۔۵۹) کوئی تر یا خشک چیز نہیں۔ مگر کتاب روشن میں لکھی ہوئی ہے۔

﴿فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا﴾ (۱۷۔۵۸) یہ کتاب (یعنی تقدیر میں) لکھا جا چکا ہے۔اور آیت:

﴿لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ﴾ (۸۔۸۶) اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا۔

کے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ بات حکمت الٰہی میں مقدر نہ ہو چکی ہوتی لہٰذا یہ آیت۔

﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾ (۶۔۵۴) خدا نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لازم کر لیا، کی طرف اشارہ ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ یہ۔

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ﴾ (۸۔۳۳) اور خدا ایسا نہ تھا۔ کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ کی طرف اشارہ ہے۔اور آیت:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾ (۹۔۵۱) کہہ دو کہ ہم کو کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے جو خدا نے ہمارے لیے لکھ دی ہو۔

میں كَتَبَ کے معنی مقدر اور فیصلہ کرنا کے ہیں اور یہاں عَلَيْنَا کی بجائے لنا کہنے سے اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو مصیبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں پہنچتی ہے اسے ہم اپنے لیے نعمت سمجھتے ہیں۔ اور نقمت خیال نہیں کرتے اور آیت:﴿اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ (۵۔۲۱) (تو بھائیو) تم ارض مقدس (یعنی ملک شام) جسے خدا نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے۔ چل داخل ہو۔ میں بعض نے كَتَبَ اللّٰهُ کے معنی وَهَبَهَا لَكُمْ کئے ہیں یعنی جو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی تھی۔ اور پھر تمہارے وہاں نہ جانے اور اس عطا الٰہی کو قبول نہ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے وہ زمین ان پر حرام کر دی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں اس کا فیصلہ کر دیا تھا۔ بشرطیکہ تم وہاں چلے جاتے اور بعض نے کتب کے معنی اوجب کیے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے وہاں چلے جانا تم پر واجب کر دیا تھا اور پھر عَلَيْكُمْ کی بجائے لَكُمْ اس لیے کہا ہے کہ وہاں چلے جانے میں ان کے دنیوی اور اخروی دونوں قسم کے فوائد مضمر تھے اس لیے وہاں چلے جانا لَكُمْ ہوگا نہ کہ عَلَيْكُمْ جیسا کہ مثلاً کوئی شخص کسی بات کو نقصان دہ خیال کرتا ہو مگر مال کے اعتبار سے جو فوائد اس میں پنہاں ہیں اس سے غافل اور بے خبر

تفسير

البحر المحيط

لمحمد بن يوسف الشهير بأبي حيان الأندلسي
المتوفى سنة ٧٤٥هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الدكتور زكريا عبد المجيد النوقي
أستاذ اللغة العربية بجامعة الأزهر

الدكتور أحمد النجولي الجمل
أستاذ التفسير وعلوم القرآن بجامعة الأزهر

قرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن كلية أصول الدين جامعة الأزهر

الجزء الثالث

المحتوى

آل عمران: ١٠٢ ـ المائدة: ٨١

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

الفارسي إلى أنها قد تكون جواباً فقط في موضع ، وجواباً وجزاء في موضع نفي مثل : إذن أظنك صادقاً لمن قال : أزورك ، هي جواب خاصة ، وفي مثل إذن أكرمك لمن قال : أزورك ، هي جواب وجزاء ، وذهب الأستاذ أبو عليّ إلى أنها تتقدر بالجواب والجزاء في كل موضع وقوفاً مع ظاهر كلام سيبويه ، والصحيح قول الفارسي ، وهي مسألة يبحث عنها في علم النحو ، والأجر كناية عن الثواب على الطاعة ، ووصفه بالعظم باعتبار الكثرة ، أو باعتبار الشرف ، والصراط المستقيم هو الإيمان المؤدّي إلى الجنة ، قال ابن عطية ، وقيل : هو الطريق إلى الجنة ، وقيل : الأعمال الصالحة ، ولما فسر ابن عطية الصراط المستقيم بالإيمان ، قال : وجاء ترتيب هذه الآية كذا ، ومعلوم أن الهداية قبل إعطاء الأجر ، لأن المقصد إنما هو تعديد ما كان الله ينعم به عليهم ، دون ترتيب ، فالمعنى : وكهديناهم قبل حتى يكونوا ممن يؤتى الأجر انتهى ، وأما إذا فسرت الهداية إلى الصراط هنا بأنه طريق الجنة ، أو الأعمال الصالحة ، فإنه يظهر الترتيب ، ﴿ **ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصدّيقين والشهداء والصالحين** ﴾ قال الكلبي : نزلت في ثوبان مولى رسول الله ـ ﷺ ـ وكان شديد الحب لرسول الله ـ ﷺ ـ فأتى ذات يوم ، وقد تغير لونه ، ونحل جسمه ، فقال : يا ثوبان ما غير لونك ، فقال : يا رسول الله ما بي مرض ولا وجع ، غير أني إذا لم أرك اشتقت إليك واستوحشت وحشة شديدة حتى ألقاك ، ثم ذكرت الآخرة فأخاف أن لا أراك هناك ، لأني أعرف أنك ترفع مع النبيين ، وأني وإن كنت أدخل الجنة كنت في منزل أدنى من منزلك ، وإن لم أدخل الجنة فذلك حين لا أراك أبداً ، انتهى قول الكلبي [(١)] ، وحكي مثل قول ثوبان عن جماعة من الصحابة ، منهم عبد الله بن زيد بن عبد ربه الأنصاري ، وهو الذي أرى الأذان ، قال : يا رسول الله إذا مت ومتنا كنت في عليين فلا نراك ولا نجتمع بك ، وذكر حزنه على ذلك فنزلت [(٢)] ، وحكى مكي عن عبد الله هذا أنه لما مات النبي ـ ﷺ ـ قال : اللهم اعمني حتى لا أرى شيئاً بعده ، فعمي [(٣)] ، والمعنى في ﴿ مع النبيين ﴾ أنه معهم في دار واحدة ، وكل من فيها رزق الرضا بحاله ، وهم بحيث يتمكن كل واحد منهم من رؤية الآخر ، وإن بعد مكانه ، وقيل : المعية هنا كونهم يرفعون إلى منازل الأنبياء متى شاؤوا تكرمة لهم ، ثم يعودون إلى منازلهم ، وقيل : إن الأنبياء والصديقين والشهداء ينحدرون إلى من أسفل منهم ليتذاكروا نعمة الله ، ذكره المهدوي في تفسيره الكبير ، قال أبو عبد الله الرازي [(٤)] : هذه الآية تنبيه على أمرين من أحوال المعاد ، الأول : إشراق الأرواح بأنوار المعرفة ، والثاني : كونهم مع النبيين ، وليس المراد بهذه المعية في الدرجة ، فإن ذلك ممتنع ، بل معناه أن الأرواح الناقصة إذا استكملت علائقها مع الأرواح الكاملة في الدنيا بقيت بعد المفارقة تلك العلائق ، فينعكس الشعاع من بعضها على بعض ، فتصير أنوارها في غاية القوة ، فهذا ما خطر لي انتهى كلامه ، وهو شبيه بما قالته الفلاسفة في الأرواح إذا فارقت الأجساد ، وأهل الإسلام يأبون هذه الألفاظ ومدلولاتها ، ولكن من غلب عليه شيء وحبه جرى في كلامه ، وقوله ﴿ مع الذين أنعم الله عليهم ﴾ تفسير لقوله ﴿ صراط الذين أنعمت عليهم ﴾ الفاتحة : الآية ٦ وهم من ذكر في هذه الآية والظاهر أن قوله ﴿ من النبيين ﴾ تفسير للذين أنعم الله عليهم ، فكأنه قيل : من يطع الله ورسوله منكم ألحقه الله بالذين تقدمهم ممن أنعم عليهم ، قال الراغب : ممن أنعم عليهم من الفرق الأربع في المنزلة والثواب ، النبي بالنبي ، والصديق بالصديق ، والشهيد بالشهيد ، والصالح بالصالح ، وأجاز الراغب أن يتعلق ﴿ من النبيين ﴾ بقوله ﴿ ومن يطع الله والرسول ﴾ أي : من النبيين ومن بعدهم ، ويكون قوله

---

(١) انظر الطبري ٨/٥٣٤ ، ٥٣٥ والدر ٢/١٨٢ وغرائب النيسابوري ٥/٩٢ وأسباب النزول للسيوطي ص ٨٢ ، ٨٣ والوسيط ٧٨ خ والمعجم الصغير للطبراني ١/٢٦ والأوسط ١/٢٩٦ والكبير ١٢/٨٦ ، ٨٧ والحلية لأبي نعيم ٤/٢٣٩ ، ٢٤٠ وفتح القدير ١/٤٨٥ ومجمع الزوائد كتاب التفسير من سورة النساء ٧/٧ وأسباب النزول للواحدي ص ١٢٢ ، ١٢٣ والرازي ١٠/١٣٦ .

(٢) انظر المراجع السابقة .

(٣) انظر الرازي ١٠/١٣٦ والقرطبي ٥/١٧٥ .

(٤) انظر الرازي ١٠/١٣٧ .

ترجمہ اردو تفسیر حسینی
جلد دوم مسمی بہ
تفسیر قادری
Checked
1987

اونسے خطاب کرو یعنی دوست کہکر پکارو وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ اور نہین ہی تمپر جُنَاحٌ کچھ گناہ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ ہوں
چیزمین کہ خطا کی تمنے بِهِ اوسکے سبب سے جیسے زید بن محمد کہنا وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ اور لیکن گناہ ہی اوس چیزمین کہ قصد
کرین قُلُوبُكُمْ دل تمہارے اور قصدًا کسی کو اوسکے باپکے سوا اور کسی کی طرف منسوب کرو وَكَانَ اللَّهُ اور ہی اللہ غَفُورًا
بخشنے والا اوسے جو خطا کرے رَحِيمًا ○ مہربان صاحب قصد پر جب وہ توبہ کرے النَّبِيُّ أَوْلَىٰ پیغمبر سزاوار بہت ہی بِالْمُؤْمِنِينَ
مومنون کے ساتھ مِنْ أَنفُسِهِمْ اونکی ذاتون سے ہر کام مین اسواسطے کہ پیغمبر صاحب جو حکم کرینگے بندون کی عین صلاح اور فلاح ہی
بہ نسبت اونکے نفس کے کہ نفس کا حکم شقاوت کا سبب ہوتا ہی پس چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بندہ کے نزدیک زیادہ دوست ہون
اوسکے نفس کی بہ نسبت یعنی حضرت کو اپنی جان سے زیادہ محبوب اور عزیز رکھنا چاہیے حدیث مین ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہوتا جب تک اوسے میرے ساتھ محبت نہو اپنے مان باپ اولاد اور اپنے نفس اور سب لوگون کی محبت سے
زیادہ لکھا ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ تبوک کا ارادہ فرمایا تو سب مسلمانون کو نکلنے کا حکم کیا بعضون نے کہا کہ اپنے
مان باپ سے ہم اجازت لیلیوین تو یہ آیت نازل ہوئی کہ پیغمبر صاحب اولیٰ تر ہین مومنون کے واسطے اونکی جانون کی نسبت تو چاہیے کہ آپکا
حکم سب حکمون سے زیادہ اپنے اوپر لازم جانین عین المعانی مین ہی کہ آپکی ذات کے ساتھ محبت زیادہ رکھنا سزاوار ہی اپنی جان کے ساتھ
یا اورون کے ساتھ محبت رکھنے سے نظم امتان را در دو عالم اوست دوست ؛ دوستی با دیگران بربوے اوست ؛ دوستی با اصل
باید کرد و بس ؛ فرع را بہر چہ دارد دوست کس ؛ اصل داری فرع ہرگز گو مباش ؛ تن بجان و جان بگیر خواجہ باش ؛ وَأَزْوَاجُهُ
اور بیبیان آپکی أُمَّهَاتُهُمْ مائین ہین مومنون کی تحریم اور تعظیم کی جہت سے محرمیت اور وراثت کے سبب سے نہین اسواسطے کہ
اونھین دیکھنا روا نہین اور مسلمان اونکے مال کے وارث نہین ہین حضرت ابی کے مصحف اور حضرت ابن مسعود کی قرأت مین یہ عبارت
یون تھی کہ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ اس سے شفقت تمام اور رحمت لا کلام مراد ہی اور چونکہ ابتداء اسلام مین ہجرت کے سبب سے
اور دوستی اور بھائی چارے کی وجہ سے میراث لیتے تھے تو حق تعالیٰ نے وہ حکم منسوخ فرمایا کہ وَأُولُو الْأَرْحَامِ اور قرابت والے
بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ بعضے اونکے بہت سزاوار ہین بعض کے ساتھ وارث ہونے مین فِي كِتَابِ اللَّهِ لوح محفوظ مین
یا اوسمین جو بھیجا ہی قرآن مین سے یعنی وہ آیت جسمین وراثت کا بیان ہی اور حکم فرمادیا کہ اولو الارحام بہت مستحق ہین میراث پانے کے
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مومنون سے یعنی انصار سے وَالْمُهَاجِرِينَ اور مہاجرون سے کہ پیغمبر علیہ السلام نے اونکے باہم برادری کردی
تھی إِلَّا أَن تَفْعَلُوا مگر یہ کہ کرو اپنی زندگی مین إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم اپنے دوستون کے ساتھ مَّعْرُوفًا نیکی یا وصیت کرو اوسکے
واسطے جیسے دوست رکھتے ہو كَانَ ذَٰلِكَ ہی یہ جو ذکر کیا گیا پیغمبر کا اولیٰ ہونا اور ذوی الارحام کا میراث لینا فِي الْكِتَابِ لوح محفوظ مین
یا قرآن مین مَسْطُورًا ○ لکھا ہوا اور ثابت وَإِذْ أَخَذْنَا اور یاد کر اوسے کہ لیا ہمنے مِنَ النَّبِيِّينَ پیغمبرون سے مِيثَاقَهُمْ
عہد اونکا اس بات پر کہ خدا کی عبادت کرین اور خدا کی عبادت کی طرف بلائین اور ایک دوسرے کی تصدیق کرین اور امت کو نصیحت کرین یا ایک
بشارت دین دوسرے پیغمبر کی کہ اونکے بعد ہونگے اور یہ عہد پیغمبرون سے روز الست مین لیا تھا وَمِنكَ اور لیا ہمنے تمسے بھی عہد اے محمد صلی اللہ علیہ

والہ وسلم وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ اور ان سب پیغمبرون سے بھی عہد لیا جنکا ذکر ہوا ان پیغمبرون کے
ذکر کی تخصیص اسواسطے ہے کہ یہ اولوالعزم ہین اور ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر سب سے مقدم آپکی تعظیم کی جہت سے ہوا وَ
اَخَذْنَا مِنْهُمْ اور لیا ہمنے سب پیغمبرون سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا عہد مضبوط قسم کے ساتھ لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ
تاکہ پوچھے خدا سچون سے یعنی پیغمبرون سے عَنْ صِدْقِهِمْ اونکی سچائی اوس بات مین جو اونھون نے اپنی قوم سے کہی یا قوم کی
تصدیق کا حال کہ اونھون نے ان پیغمبرون کی تصدیق کی وَاَعَدَّ اور تیار کیا ہے خدا نے لِلْكٰفِرِيْنَ کافرون کے واسطے جو
رسولون کا ایمان نہین لائے عَذَابًا اَلِيْمًا عذاب دکھ دینے والا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو اذْكُرُوْا
یاد کرو نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ نعمت اللہ کی جو اوسنے انعام کی تمپر اِذْ جَآءَتْكُمْ جب آئے تمہارے پاس جُنُوْدٌ
لشکر جیسے قریش غطفان کنانہ یہود دس ہزار آدمی کے قریب فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ پھر بھیجا ہمنے اونپر رِيْحًا ہوا کو اوس سے باد صبا
مراد ہے وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور وہ لشکر جنکو تمنے نہین دیکھا یعنی فرشتے وَكَانَ اللّٰهُ اور ہے خدا بِمَا تَعْمَلُوْنَ ساتھ
اوس چیز کے جو تم کرتے ہو بَصِيْرًا دیکھنے والا اس آیت مین جنگ احزاب کا بیان ہے اور مجملا وہ قصہ اس طرح پر ہے کہ بنی نضیر کو
جلاوطن کرنے کے بعد حیی بن اخطب یہود کے ایک گروہ کے ساتھ مکہ مین گیا اور ابوسفیان اور اوسکے تابعون سے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مقابلہ اور مقاتلہ کرنے پر عہد باندھا اور قریش اور علماء عرب مین سے دس ہزار سے زیادہ جمع کرکے مدینہ
منورہ کی طرف عازم ہوا یہ خبر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی مدینہ منورہ سے تین ہزار آدمی لیکر آپ روانہ ہوے اور آپکا
لشکرگاہ جبل سلع کے سامنے مقرر ہوا وہان سب مسلمان اور حضرت آپنے دشمنون سے مقابلہ کرنے کے باب مین اصحاب سے مشورہ کیا وہ شمار مین بہت
اور ہتھیارون سے آراستہ تھے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ خندقون کی وضع سے واقف تھے کہ عجم کے شہرون مین ہوتی ہین اونکا کچھ
حال بیان کیا حضرت کی راے عالی نے اوسے قبول فرمایا پس صحابہ رضی اللہ عنہم پر زمین تقسیم فرمادی اور خندق کھودنے کا اشارہ فرمایا صحابہ
اوس کام مین مشغول ہوے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بنفس نفیس مٹی نکالنے مین مشغول تھے اور صحابہ کو فتح کی خوشخبری دیتے اور
زبان مبارک پر یہ دعا جاری تھی کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَار اس اثنا مین ایک بہت بڑا پتھر خندق مین
ظاہر ہوا کہ تبر وغیرہ اوسپر کام نکرتا تھا صحابہ نے حضرت کو خبر کی آپ پتھر کے قریب تشریف لائے اور کدال دست مبارک مین لیا بسم اللہ کہکر
اوس پتھر پر کدال مارا وہ ایک تہائی پتھر اوسمین سے ٹوٹا اور ایک نور بجلی کی طرح چمکا اوس روشنی مین نظر مبارک ملک شام کے محلون پر پڑی پس آپنے
فرمایا اللہ اکبر ملک شام کی کنجیان مجھے عطا ہوئین دوبارہ پھر آپنے اوس پتھر پر کدال مارا تھوڑا پتھر ٹوٹا اور نور چمکا اوسمین ملک یمن کے محل حضور کو نظر
آئے آپنے فرمایا کہ اللہ اکبر یمن کی کنجیان میرے قبضہ اختیار مین دین تیسری مرتبہ تمام پتھر ٹوٹ گیا اور بہت نور اوسمین سے چمکا کسریٰ کے
اونچے اونچے مکانات آپکو اوس نور مین نظر آئے فرمایا کہ اللہ اکبر فارس کے ملک میرے قبضہ قدرت مین آئے منافق بولے کہ یہ مرد خلق کو وہم
دیتا ہے دشمنون کے خوف سے آج تو خندق کھودتا ہے اور ملک فارس و یمن اور شام فتح کرنے کا وعدہ کرتا ہے غرضکہ چھ دن مین خندق کی مہم
ختم ہوئی اور خندق کھد چکی تو دشمنون کا لشکر وہان پہونچا مالک بن عوف اور عیینہ بن حصن اور غطفان اور فزارہ اور یہود اوس میدان کے

ع

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣١٩٤٠ - إن الله تعالى اتخذني خليلاً كما اتخذ إبراهيم خليلاً ، وإن خليلي أبو بكر . (طب - عن أبي أمامة) .

٣١٩٤١ - أخذ الله عز وجل مني الميثاق كما أخذ من النبيين ميثاقهم، وبشر بي المسيح عيسى ابن مريم ، ورأت أمي في منامها أنه خرج من بين رجليها سراج أضاءت له قصور الشام . (طب وأبو نعيم في الدلائل وابن مردويه - عن أبي مريم الغساني) .

٣١٩٤٢ - أدبني ربي ونشأت في بني سعد . (ابن عساكر - عن محمد ابن عبد الرحمن الزهري عن أبيه عن جده) .

٣١٩٤٣ - أما شعرت أن الله عز وجل قد زوجني في الجنة مريم بنت عمران وكلثم أخت موسى وامرأة فرعون . (طب عن أبي أمامة) .

٣١٩٤٤ - إن الله تعالى أعطاني خصالاً ثلاثاً : صلاة الصفوف ، والتحية ، والتأمين (ابن خزيمة - عن أنس) .

٣١٩٤٥ - إن الله تعالى أعطاني ثلاث خصال لم يعطها أحد قبلي : الصلاة في الصفوف ، والتحية من تحية أهل الجنة ، وآمين إلا أنه أعطى موسى أن يدعو ويؤمن هارون (عد ، هب - عن أنس) .

٣١٩٤٦ - فضلت بأربع : جعلت أنا وأمتي في الصلاة كما تصف الملائكة ، وجعل الصعيد لي وضوءاً ، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً وأحلت لي الغنائم . (طب - عن أبي الدرداء) .

ضعيف الجامع الصغير وزيادته

(الفتح الكبير)

الطبعة المجدَّدة والمزيدة والمنقّحة

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

أشرف على طبعه
زهير الشاويش

المكتب الإسلامي

(ضعيف) (طب والضياءُ في «المختارة») أبي قرصافة. الضعيفة ١٦٧٥

٥٤ ـ «ابنوا مساجدكمْ جمًّا، وابنوا مدائنكمْ مشرفةً».

(ضعيف) (ش) ابن عباس. الضعيفة ١٧٣١

٥٥ ـ «أبو بكرٍ خيرُ الناسِ، إلّا أنْ يكونَ نبيٌّ».

(ضعيف) (طب، عد) سلمة بن الأكوع. الضعيفة ١٦٧٦

٥٦ ـ «أبو بكرٍ صاحبي، ومؤنسي في الغارِ، سدُّوا كلَّ خوخةٍ في المسجدِ، غيرَ خوخةِ أبي بكرٍ».

(ضعيف) (عم) ابن عباس. الضعيفة ٢٠٨٤

٥٧ ـ «أبو بكرٍ مني، وأنا منهُ، وأبو بكرٍ أخي في الدُّنيا والآخرة».

(موضوع) (فر) عائشة. الضعيفة ٢٠٩٠

٥٨ ـ ١٥ ـ «أبو بكرٍ وعمر، خيرُ الأولينَ، وخيرُ الآخرينَ، وخيرُ أهلَ السماواتِ، وخيرُ أهلَ الأرضِ، إلَّا النبيينَ والمرسلينَ».

(موضوع) (الحاكم في «الكنى»، عد، خط) أبي هريرة. الضعيفة ١٧٤٢

٥٩ ـ «أبو بكرٍ وعمر مني، بمنزلةِ السمعِ والبصرِ منَ الرأْسِ».

(ضعيف) (ع) المطلب بن عبد الله بن حنطب عن أبيه عن جده، قال ابن عبد البر: وما له غيره. (حل) ابن عباس. (خط) جابر. الصحيحة ٨١٤

٦٠ ـ «أبو سفيانَ بنُ الحارثِ، سيدُ فتيانِ أهلِ الجنة».

(ضعيف) (ابن سعد، ك) عروة مرسلاً. الضعيفة ١٧٤٣

٦١ ـ ١٦ ـ «أبو هريرةَ: وعاءُ العلمِ».

(ضعيف) (ك) أبي سعيد[1]. الضعيفة ١٧٤٤

٦٢ ـ ١٧ ـ أتى سائلٌ امرأةً، وفي فمها لقمةٌ، فأَخرجتِ اللقمةَ.

(١) قلت: الأصل «(ن) عن كذا». وعلى هامشه: «هكذا بالأصل وفيه (!) هذا الحديث غير موجود في (الجامع الكبير)». قلت: والتصحيح من نسخة الظاهرية والحاكم، ومن الغريب أنه وقع في هذه النسخة «أبي هريرة» مكان أبي سعيد!

كفاية الطالب اللبيب في خصائص الحبيب

المعروف بـ

الخصائص الكبرى

للشيخ الإمام العلامة حافظ عصره ووحيد دهره

أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمن أبي بكر السيوطي

الشافعي المتوفى سنة ٩١١ هجرية رحمه الله

الجزء الاول

يطلب من

دار الكتب العلمية

بيروت . لبنان

وأخرج ابو نعيم، عن سعيد بن أبي هلال أن عبد الله بن عمرو قال لكعب الاحبار: أخبرني عن صفة محمد ﷺ وأمته قال: « اجدهم في كتاب الله أن أحمد وأمته حمّادون يحمدون الله على كل خير وشر، يكبرون الله على كل شرفٍ ويسبحون الله في كل منزل، نداؤهم في جو السماء لهم دوي في صلاتهم كدوي النحل على الصخر يصفّون في الصلاة كصفوف الملائكة، ويصفون في القتال كصفوفهم في الصلاة، إذا غزوا في سبيل الله كانت الملائكة بين أيديهم ومن خلفهم برماح شداد، إذا حضروا الصف في سبيل الله كان عليهم مظلاً وأشار بيده كما تظل النسور على وكورها، لا يتأخرون زحفاً أبداً حتى يحضرهم جبرئيل عليه السلام ».

وأخرج أبو نعيم في (الحلية)، عن انس قال قال رسول الله ﷺ: « اوحى الله الى موسى نبي بني اسرائيل انه من لقيني وهو جاحد بأحمد ادخلته النار، قال يا رب: ومن أحمد؟ قال: ما خلقت خلقاً اكرم عليَّ منه؛ كتبت اسمه مع اسمي في العرش قبل أن أخلق السموات والأرض إن الجنة محرمة على جميع خلقي حتى يدخلها هو وأمته، قال: ومن أمته؟ قال: الحمادون يحمدون صعوداً وهبوطاً وعلى كل حال، يشدون أوساطهم ويطهرون اطرافهم، صائمون بالنهار رهبان بالليل، اقبل منهم اليسير، وأدخلهم الجنة بشهادة ان لا إله إلا الله قال: اجعلني نبي تلك الأمة، قال: نبيها منها، قال: اجعلني من أمة ذلك النبي. قال: استقدمت واستأخر ولكن سأجمع بينك وبينه في دار الجلال ».

وأخرج ابن ابي حاتم وأبو نعيم، عن وهب بن منبه قال: « اوحى الله إلى اشعياء اني باعث نبياً أمياً افتح به آذاناً صماً وقلوباً غلفاً وأعيناً عمياً، مولده بمكة ومهاجره بطيبة وملكه بالشام، عبدي المتوكل المصطفى المرفوع الحبيب المتحبب المختار لا يجزي بالسيئة السيئة ولكن يعفو ويصفح ويغفر، رحيماً بالمؤمنين يبكي للبهيمة المثقلة، ويبكي لليتيم في حجر الأرملة، ليس بفظ ولا غليظ ولا صخاب في الاسواق ولا متزين بالفحش ولا قوّال بالخنا[1] لو يمر إلى جنب السراج لم يطفه من سكينته، ولو

(١) الخنا: الفحش.

بالمنح المحمدية

تأليف

العلامة أحمد بن محمد القسطلاني
(٨٥١ - ٩٢٣هـ)

الجزء الثاني

تحقيق

صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

وفي الحلية لأبي نعيم، عن أنس قال قال رسول الله ﷺ : أوحى الله إلى موسى، نبئ بني إسرائيل أنه من لقيني وهو جاحد بأحمد أدخلته النار. قال: يا رب، ومن أحمد؟ قال: ما خلقت خلقاً أكرم علي منه، كتبت اسمه مع اسمي في العرش قبل أن أخلق السماوات والأرض، إن الجنة محرمة على جميع خلقي حتى يدخلها هو وأمته، قال: ومن أمته؟ قال: الحمادون، يحمدون صعوداً وهبوطاً وعلى كل حال. يشدون أوساطهم[١] ويطهرون أطرافهم، صائمون بالنهار، رهبان بالليل، أقبل منهم اليسير، وأدخلهم الجنة بشهادة أن لا إله إلا الله، قال: اجعلني نبي تلك الأمة، قال: نبيها منها، قال: اجعلني من أمة ذلك النبي، قال: استقدمت واستأخر، ولكن سأجمع بينك وبينه في دار الجلال.

وعن وهب بن منبه قال: أوحى الله إلى شعيا: إني باعث نبياً أمياً، أفتح به آذاناً صماً، وقلوباً غلفاً، وأعيناً عمياً، مولده بمكة، ومهاجره طيبة، وملكه بالشام، عبدي المتوكل المصطفى المرفوع الحبيب المنتخب[٢] المختار، لا يجزي بالسيئة السيئة، ولكن يعفو ويصفح ويغفر، رحيماً بالمؤمنين، يبكي للبهيمة المثقلة، ولليتيم في حجر الأرملة، ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب[٣] في الأسواق، ولا متزين بالفحش ولا قوال للخنا، لو يمر إلى جنب السراج لم يطفئه من سكينته، ولو يمشي على القصب الرعراع[٤] لم يسمع من تحت قدميه،

---

(١) أي بالأزر.

(٢) كذا في ش، وفي النسخ: المتحبب: قال الشارح في نسخة المتحبب وأظنها تصحيفاً.

(٣) صخاب وسخاب روايتان وهما لغتان.

(٤) أي الطويل.

جدید نظر ثانی شدہ ایڈیشن

تذکرۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تسہیل

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

حکیم الامۃ حضرۃ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

کاوش

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فاروقی

اُستاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد پرنس روڈ کراچی

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد۔ اُردو بازار۔ کراچی

فون ۷۷۲۵۶۷۳

حق تعالیٰ کی ثنا کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے۔ جب حضور ﷺ کے خطبہ کی نوبت آئی جس میں آپ ﷺ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور سارے انسانوں کی طرف مبعوث ہونا اور اپنی اُمّت کا خیر الامم وامۃ وسط ہونا اور اپنا خاتم النبین ہونا بھی بیان فرمایا اس کو سن کر ابراہیم علیہ السلام نے سب انبیاء علیہم السلام کو خطاب کر کے فرمایا کہ بھذا فضلکم محمد ﷺ یعنی ان ہی فضائل سے محمد تم سے بڑھ گئے۔ ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد بزار اور حاکم نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(کذافی المواہب)

چوتھی روایت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو انبیاء پر بھی فضیلت دی اور آسمان والوں (فرشتوں) پر بھی فضیلت دی ہے۔

(دارمی کذافی المشکوٰۃ)

پانچویں روایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: بنی اسرائیل کو بتادو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا انکار کرنے والا ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: احمد (ﷺ) کون ہیں؟ ارشاد ہوا موسیٰ! قسم ہے اپنی عزّت و جلال کی میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک ان سے زیادہ عزّت والی ہو، میں نے آسمان وزمین شمس و قمر پیدا کرنے ۲۰ لاکھ سال پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا تھا۔ قسم ہے اپنی عزّت وجلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد ﷺ اور ان کی اُمّت اس میں داخل نہ ہوجائے (پھر اُمّت کے فضائل کے بعد یہ ہے کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے رب! مجھ کو اس اُمّت کا نبی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا! اس اُمّت کا نبی اسی میں سے ہوگا۔ عرض کیا! تو مجھ کو ان (محمد ﷺ) کی اُمّت میں سے بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا! تم پہلے ہوگئے۔

وہ بعد میں آئیں گے۔ البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال (جنت) میں اکٹھا کردوں گا۔

(حلیہ کذا فی الرحمۃ المہداۃ)

ان تمام روایات سے آپ ﷺ کا افضل الخلق ہونا اللہ تعالیٰ کے خود اپنے، انبیاء اور فرشتوں کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے۔

من القصیدہ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ ۔۔۔ وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

فَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لَیْسَ لَہٗ ۔۔۔ حَدٌّ فَیُعْرِبَ عَنْہُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ ۔۔۔ وَاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمٖ

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

① آپ ﷺ اسم بامسمیٰ حضرت محمد (ﷺ) ہیں جو دنیا و آخرت و جن و انس اور عرب و عجم کے سردار ہیں۔

② آپ ﷺ کو ذات بابرکات کی طرف جو خوبیاں (اللہ تعالیٰ کی خوبیوں کے علاوہ) چاہے تو منسوب کردے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی۔ آپ ﷺ کی قدر عظیم کی طرف تو جو بڑائیاں چاہے نسبت کردہ سب صحیح ہوں گی۔

③ کیونکہ حضرت رسالت پناہ ﷺ کے فضل کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ کوئی اپنی زبان کے ذریعہ ظاہروبیان کرسکے۔

④ پس ہماری فہم اور علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ ﷺ بڑے عظیم درجہ کے بشر ہیں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق انسان اور فرشتوں سے بہتر ہیں۔

ترجمان السنّۃ

مصوّرہ

عربی - اردو

جلد اوّل

دورِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق جدید عنوانات اور قدیم مباحث کے ہمراہ

احادیثِ طیّبہ کا جامع و مستند عظیم الشّان مجموعہ

تالیف

زبدۃ المحدّثین حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرّہٗ

استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند و رفیق ندوۃ المصنّفین دہلی

ادارہ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

★ دیناناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور — فون ۷۲۴۳۴۱۲، ۷۲۳۲۲۸۵، فیکس ۹۲-۴۲-۷۲۳۲۲۸۵

★ ۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان — فون ۷۲۴۳۹۹۱ - ۷۳۵۳۲۵۵

★ موہن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی فون ۷۷۲۲۴۰۱

بتلاؤ کہ یہاں بھی کسی شفاخانہ کے قیام کی حاجت ہے؟ کیا ایسی صحت وتندرستی کے ماحول میں بیماروں کے قیام کے لئے مکانات ڈاکٹروں اور شفاخانوں کا وجود مقامی ضروریات میں داخل سمجھا جائے گا اور اگر یہ بھی فرض کرلو کہ اس خطہ کے باشندوں کو علم طب کی باضابطہ تعلیم دی گئی ہو تو کیا یہ شکوہ بجا ہوگا کہ جس طرح فلاں ملک کے لئے ڈاکٹر مقرر کرکے بھیجا گیا ہے ہمارے لئے بھی اسی طرح ڈاکٹر کیوں نہیں بھیجا گیا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عالم گمراہی کے بعد تشریف لاکر صرف خدائی آیات پڑھ کر ہی نہیں سنائیں بلکہ اس کو سمجھا بھی دیا اور اس پر پریکٹیکل طور سے عمل بھی کرا دیا ہے۔ اس لئے اب آپ کی اس ہمہ گیر تعلیم کے بعد اول تو یہ ممکن ہی نہیں کہ جراثیم کفر اس طرح غالب آجائیں کہ عالم کی صحت عامہ کسی بیرونی ڈاکٹر کی محتاج ہوجائے دوم ان کو اس حد تک اصول طب کی تعلیم بھی دیدی گئی ہے کہ اگر کہیں کفر سر نکالے تو اس کا آئینی علاج وہ خود کرسکتے ہیں اگر اس پر وہ کاربند نہ ہوں تو یہ ان کا قصور رہے گا۔ پس یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ ختم نبوت کو کمالات کے ختم کے ہم معنی سمجھ لیا گیا ہے۔ ہمارے اس بیان سے روشن ہوگیا کہ نبوة کا ختم ہونا تو خدائی نعمت کے اتمام اور دین کے انتہائی ارتقاء وعروج کی دلیل ہے البتہ کمالات وبرکات کا خاتمہ بلاشبہ محرومی اور بڑی محرومی ہے مگر یہ روایات سے ثابت ہے کہ امت مرحومہ کے کمالات تمام امتوں سے زیادہ ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کو بھی اس امت کے کمالات سن کر تمنا ہوسکتی ہے کہ وہ بھی اس امت کے ایک فرد ہوتے۔

خفاجی نسیم الریاض کی شرح میں حضرت انسؓ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی جو شخص احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرکے میرے پاس آئے گا میں اُسے دوزخ میں ڈالوں گا انہوں نے عرض کیا یہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ارشاد ہوا یہ وہ ہیں جن سے زیادہ مجھے اپنی مخلوق میں کوئی عزیز نہیں۔ زمین وآسمان سے قبل ہی میں نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ساتھ عرش پر لکھ دیا تھا اور یہ بات طے کردی تھی کہ جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہولیں کوئی اور جنت میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس امت کے اوصاف پوچھے۔ ارشاد ہوا کہ وہ امت ہر وقت ہماری تعریف کرے گی بلندی پر چڑھے گی تو تعریف کرتی ہوئی پستی میں اترے گی تو تعریف کرتی ہوئی غرض ہر حال میں ہماری حمد وثنا کرے گی۔ اپنی کمریں باندھنے والی اپنے اعضاء دھونے والی، دن کی روشنی میں شیر کی طرح (بہادر) اور رات کی تاریکیوں میں درویش صفت ہوگی۔ ان کا تھوڑا سا عمل میں قبول کروں گا اور کلمۂ شہادت پر انہیں جنت میں داخل کردوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ تو مجھے اسی امت کا نبی بنادے ارشاد ہوا کہ اس کا نبی تو خود ان ہی میں سے ہوگا۔ عرض کیا اچھا تو پھر اس نبی کی امت ہی میں بنادے۔ ارشاد ہوا کہ تم ان سے پہلے ہو وہ تمہارے بعد آئیں گے البتہ میں اپنے دار جلال میں تمہیں اُن کے ساتھ جمع کردوں گا۔

مسند ابوداؤد طیالسی واحمد اور ابویعلیٰ میں ہے۔

کادت ھذہ الامة ان تکونوا انبیاء کلھا۔	یہ امت مجموعی اعتبار سے بلحاظ کمالات انبیاء ہونے کے قریب ہے۔

ل؎ خفاجی فرماتے ہیں رواہ ابونعیم فی الحلیہ وورد بمعناہ من طرق کثیرة کما فی الخصائص (نسیم الریاض ج ۱ ص ۴۳۴)

اکرم علی منہ کتبت اسمہ مع اسمی فی العرش قبل ان اخلق السموات و الارض والشمس والقمر بالفی الف
سنۃ وعزتی وجلالی ان الجنۃ محرمۃ علی جمیع خلقی حتی یدخلہا محمد صلعم و امتہ قال موسی ومن امتہ قال
الحامدون یحمدون اللہ صعودا وھبوطا وعلی کل حال یشدون اوساطہم ویطھرون اطرافہم صائمون
بالنہار رھبان باللیل اقبل منہم الیسیر وادخلہم الجنۃ بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ قال موسی یا رب
اجعلنی نبی تلک الامۃ قال نبیہا منہا قال فاجعلنی من امتہ قال استقدمت واستاخر ساجمع بینک
وبینہ فی دار الجلال رواہ فی الحلیۃ **وعن** ابی الدرداء قال سمعت ابا القاسم صلعم یقول ان اللہ عزوجل
قال یا عیسی بن مریم انی باعث بعدک امۃ ان اصابہم مایحبون حمدوا وشکروا وان اصابہم مایکرہون
احتسبوا وصبروا ولا حلم ولا علم قال یا رب کیف یکون ھذا لہم ولا حلم ولا علم قال اعطیہم من حلمی
وعلمی رواہ البیہقی فی اربعینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتمۃ طبع الکتاب

الحمد للہ … یقول العبد الضعیف الراجی رحمۃ ربہ العالی ذوالفقار احمد النقوی البوفالی عفا اللہ عنہ آمین نحمدک
اللہم انت نورت قلوبنا بمصابیح الایمان وفتحت صدورنا بمفاتیح الایقان حمدا تضیئ انوارہ مرابع الامکان
وتفتح ابواب مزید الاحسان ونصلی ونسلم علی سیدنا ونبینا عبدک ورسولک محمد الذی حلت بہ حلوانان
وتشرفت بہ قحطان وعلی العترۃ جبین الزمان واصحابہ قرۃ عیون الاعیان صلوۃ وسلاما دائمین
متلازمین علی مر الدھور والازمان **اما بعد** فقد اضاءت آفاق الیمن والایمان واستنارت
اعماق الامن والامان بطلوع شموس السنۃ والقرآن وسطوع انوارھا وس تلو الفرقان فکم من عجائب
صحائف السنن والآثار قد افرغت فی قوالب الطبع فسارت بہا الرکبان ودارت فی البوادی والعمران
وکم من غرائب لطائف الاحادیث والاخبار صیغت باحسن الصنع فشاعت فی اطراف البلدان ووقعت
موقع القبول والاستحسان وانتفع بہا الشیوخ والشبان فیا اصحاب العلوم العلیۃ ھلموا الی ریاض
السنۃ السنیۃ التی زکت انوارھا وایینعت ثمارھا ویا ارباب الفہوم الزکیۃ تعالوا الی حیاض الصحاح
النبویۃ المرضیۃ التی اترعت کؤسہا وجرت انہارھا فبشری لکم ثم بشری لکم بتالیف کتاب رائق لم
تسمع بہ آذان الاعصار ولم یقرع اسماع الادھار وسفر فائق یسفر عن مصابیح حدیث النبی المختار

سننُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان
في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع
أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري
عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ،
ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

يُصَلَّى عَلَيْهِ.

١٥٠٨-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ.

١٥٠٩-(ضعيف جداً) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْبَخْتَرِيُّ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَلُّوا عَلَى أَطْفَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ مِنْ أَفْرَاطِكُمْ.

[قال البوصيري: هذا إسنادٌ ضعيف.
البختريُّ بن عبيد: ضعَّفه أبو حاتم وابنُ عدي وابنُ حبان والدارقطنيُّ، وكذَّبه الأزديُّ،
وقال فيه أبو نعيم الأصبهاني والحاكم والنقاش: روى عن أبيه موضوعات]

٢٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى ابْنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَذِكْرِ وَفَاتِهِ

١٥١٠-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ قَالَ.

قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. [خ: ٦١٩٤]

١٥١١-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنْ مِقْسَمٍ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ.

[قال الألباني: صحيح دون جملة "العتق"]
[قال البوصيري: هذا إسنادٌ ضعيفٌ لضعفِ إبراهيم بن عثمان أبي شيبة.
وله شاهدٌ في "صحيح البخاري" وغيره من حديث عبدالله بن أبي أَوْفَى]

١٥١٢-(ضعيف جداً) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِمْرَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ.

عَنْ أَبِيهَا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ الْقَاسِمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ خَدِيجَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَرَّتْ لُبَيْنَةُ الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَ اللَّهُ أَبْقَاهُ حَتَّى يَسْتَكْمِلَ رَضَاعَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ إِتْمَامَ رَضَاعِهِ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ لَوْ أَعْلَمُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَهَوَّنَ عَلَيَّ أَمْرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ تَعَالَى فَأَسْمَعَكِ صَوْتَهُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَلْ أُصَدِّقُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﷺ.

[قال البوصيري: هذا إسنادٌ ضعيف لضعفِ هشام بن (أبي) الوليد]

٢٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الشُّهَدَاءِ وَدَفْنِهِمْ

١٥١٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ مِقْسَمٍ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُتِيَ بِهِمْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ فَجَعَلَ يُصَلِّي عَلَى عَشَرَةٍ عَشَرَةٍ وَحَمْزَةُ هُوَ كَمَا هُوَ يُرْفَعُونَ وَهُوَ كَمَا هُوَ مَوْضُوعٌ.

[قال البوصيري: هذا إسنادٌ صحيحٌ.
رواه أبو داود وابن ماجه من حديث ابن عباس أيضاً بغير هذا السياق.
وأصلُه في "الصحيحين" و "مسند" أحمد والنسائي من حديث عُقبةَ بن عامر.
ورواه أصحابُ الكتب الستة من حديث جابر بن عبدالله.
وله شاهدٌ من حديث أبي مالك، رواه الدارقطني في "سننه"]

١٥١٤-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمْ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هَؤُلَاءِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا. [خ: ١٣٤٣، ١٣٤٥، ١٣٤٦، ١٣٤٧، ١٣٤٨، ١٣٥٣، ٤٠٧٩]

١٥١٥-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَأَنْ يُدْفَنُوا فِي ثِيَابِهِمْ بِدِمَائِهِمْ.

١٥١٦-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ وَسَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ قَيْسٍ سَمِعَ نُبَيْحًا الْعَنَزِيَّ يَقُولُ.

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلَى أُحُدٍ أَنْ يُرَدُّوا إِلَى مَصَارِعِهِمْ وَكَانُوا نُقِلُوا إِلَى الْمَدِينَةِ.

٢٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

١٥١٧-(حسن) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ.

١٥١٨-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَاللَّهِ مَا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ بَيْضَاءَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَالَ ابْن مَاجَةَ حَدِيثُ عَائِشَةَ أَقْوَى. [م: ٩٧٣]

٣٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي لَا يُصَلَّى فِيهَا عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يُدْفَنُ

١٥١٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ (ح).

وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا عَنْ مُوسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ.

سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ يَقُولُ ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

مختصر

صحيح الجامع الصغير

للإمام

للسيوطي والألباني

أعده الدكتور/

أحمد نصر الله صبري

أستاذ الحديث وعلوم القرآن

«بالجامعة الإسلامية» سابقا

٣٨١٥ - ٥٢٥١ (صحيح)

«لَوْ أَنَّ مَا يُقِلُّ ظُفُرٌ مِمَّا فِي الْجَنَّةِ بَدَا لَتَزَخْرَفَتْ لَهُ مَا بَيْنَ خَوَافِقِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ وَلَوْ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَ فَبَدَا أَسَاوِرُهُ لَطَمِسَ ضَوْءُ الشَّمْسِ كَمَا تَطْمِسُ الشَّمْسُ ضَوْءَ النُّجُومِ» (حم ت) عن سعد

٣٨١٦ - ٥٢٥٣ (صحيح)

«لَوْ أَنَّكُمْ تَكُونُونَ عَلَى كُلِّ حَالٍ عَلَى الْحَالَةِ الَّتِي أَنْتُمْ عَلَيْهَا عِنْدِي لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ بِأَكُفِّهِمْ وَلَزَارَتْكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَجَاءَ اللَّهُ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ كَيْ يَغْفِرَ لَهُمْ» (حم ت) عن أبي هريرة

٣٨١٧ - ٥٢٥٤ (صحيح)

«لَوْ أَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُونَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا» (حم ت هـ ك) عن عمر

٣٨١٨ - ٥٢٥٥ (صحيح)

«لَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَلَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً» (م د) عن جابر

٣٨١٩ - ٥٢٥٨ (صحيح)

«لَوْ تَرَكْنَا هَذَا الْبَابَ لِلنِّسَاءِ» (د) عن ابن عمر

٣٨٢٠ - ٥٢٥٩ (صحيح)

«لَوْ تَعْلَمُ الْمَرْأَةُ حَقَّ الزَّوْجِ لَمْ تَقْعُدْ مَا حَضَرَ غَدَاؤُهُ وَعَشَاؤُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ» (طب) عن معاذ

٣٨٢١ - ٥٢٦٠ (صحيح)

«لَوْ تَعْلَمُونَ قَدْرَ رَحْمَةِ اللَّهِ لَاتَّكَلْتُمْ عَلَيْهَا» (البزار) عن أبي سعيد

٣٨٢٢ - ٥٢٦١ (صحيح)

«لَوْ تَعْلَمُونَ مَا ادُّخِرَ لَكُمْ مَا حَزِنْتُمْ عَلَى مَا زُوِيَ عَنْكُمْ» (حم) عن العرباض

٣٨٢٣ - ٥٢٦٢ (حسن)

«لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى» (طب ك هب) عن أبي الدرداء

٣٨٢٤ - ٥٢٦٥ (صحيح)

«لَوْ تَعْلَمُونَ مَا لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ لَأَحْبَبْتُمْ أَنْ تَزْدَادُوا فَاقَةً وَحَاجَةً» (ت) عن فضالة بن عبيد

٣٨٢٥ - ٥٢٦٧ (صحيح)

«لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا» (هـ) عن أنس

٣٨٢٦ - ٥٢٦٨ (صحيح)

«لَوْ دُعِيتُ إِلَى ذِرَاعٍ أَوْ كُرَاعٍ لَأَجَبْتُ وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ أَوْ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ» (خ) عن أبي هريرة

٣٨٢٧ - ٥٢٦٩ (صحيح)

«لَوْ دَنَا مِنِّي لَخَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا - يَعْنِي أَبَا جَهْلٍ -» (حم م) عن أبي هريرة

٣٨٢٨ - ٥٢٧٠ (صحيح)

«لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ قِرَاءَتَكَ الْبَارِحَةَ فَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ» (م) عن أبي موسى

٣٨٢٩ - ٥٢٧١ (صحيح)

«لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هَذِهِ» (ق) عن ابن عباس

٣٨٣٠ - ٥٢٧٢ (صحيح)

«لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا» (الباوردي) عن أنس (ابن عساكر) عن جابر وابن دباس وابن أبي أوفى

٣٨٣١ - ٥٢٧٣ (صحيح)

«لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ» (حم ق ت ن) عن سهل بن سعد

الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة

المعروف بالموضوعات الكبرى

للعلامة نور الدين علي بن محمد بن سلطان
المشهور بالملا علي القاري

حققه وعلق عليه وشرحه

محمد بن لطفي الصباغ

الطبعة الثانية
مع زيادة في التحقيق والتعليق

المكتب الإسلامي

٣٧٧ ــ حديث: «لَوِ اغتَسَلَ اللُّوطيُّ بماء البحرِ لَمْ يَجىءْ يَوْمَ القيامةِ إلا جُنُباً»(١).

أسندَهُ الدَّيْلَميُّ مِن حديث أنسٍ مرفوعاً بـه. ورُوِيَ بغير هـذا اللفظ. قال السخاوي: وهُوَ وكُلُّ ما في مَعناه باطلٌ.

٣٧٨ ــ حديث: «لَوْ صَدَقَ السَّائِلُ ما أفْلَحَ مَنْ ردَّهُ»(٢).

رُوِي من طرق عن عائشة وغيرها مرفوعاً. قال ابن عبد البَـرّ: أسانيدُها ليست بالقوية.

وقال ابن المدني: لا أصل له.

وقال العقيلي(٣): لا يصح في هذا الباب شيءٌ. ذكره السخاوي.

وقال أحمد: لا أصل له. ذكره الزركشي.

لكن ورد بمعناه حديثٌ يقرب في مبناه:

«لولا أنَّ المساكينَ يَكْذِبونَ ما أفلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ». رواه الطبراني في «الكبير» عن أبي أُمامة به مرفوعاً(٤).

٣٧٩ ــ حديث: «لَوْ عاشَ إبراهيمُ لكانَ نَبيّاً».

قال النووي في «تهذيبه»(٥): هذا الحديث باطلٌ، وجسارةٌ على

(١) انظر «الموضوعات» ٣/١١٢ و«اللآلىء» ٢/١٩٨ و«تنزيه الشريعة» ٢/٢٢٠ و«الميزان» ٣/٥٩٠ و«المقاصد» ٣٤٢ و«التمييز» ١٣٠ و«الكشف» ٢/١٥٤.

(٢) انظر «تأويل مختلف الحديث» لابن قتيبة ٧٥ و«الدرر» رقم ٣٤٦ و«الفوائد» للكرمي رقم ٩٠ و«الفوائد» للشوكاني ٦٤ و«تذكرة الموضوعات» ٦١ و«المقاصد» ٣٤٤ و«التمييز» ١٣٠ و«الكشف» ٢/١٥٥.

(٣) في المخطوطة: العسقلاني، ورجحنا ما في «المقاصد الحسنة» للسخاوي. ص٣٤٤.

(٤) وقال السخاوي: سنده ضعيف. أقول: وجاء في «الخلاصة» للطيبي ص٨٤ «لولا أن السؤّال يكذبون ما قدس من ردّهم».

(٥) أي «تهذيب الأسماء واللغات» وذلك في ترجمة إبراهيم ابن النبي ﷺ ١/١٠٣ وانظر «ابن ماجه» ١/٤٨٤ و«الإصابة» ١/١٠٤ رقم الترجمة ٣٩٨ و«الحاوي» للسيوطي ٢/١٨٩ و«الفتاوى الحديثية» ١٢٨ و«الفوائد» للكرمي رقم ٥٦ و«المقاصد» ٣٤٤ و«التمييز» ١٣٠ و«الكشف» ٢/١٥٦.

الكلامِ بالمغَّيبات، ومجازفةٌ، وهجومٌ على عظيم.

وقال ابنُ عبد البَرّ في «تمهيده»: لا أدري ما هذا؟ فقد وَلَدَ نوحٌ عليه السلام غَيْرَ نبيٍّ، ولو لم يلد النبيُّ إلا[1] نبيّاً لكان كُلُّ أحدٍ نبياً، لأنهم من ولد نوح عليه السلام. انتهى.

وغرابته لا تخفى[2]؛ إذ لم يكن يلزم إلا كونُ أولاده الصُّلْبية أنبياء لا مطلق ذريته، مع أن الكلام في الخصوص الجزئية لا في المطلقة[3] الكلية، إذ لا يلزم من كون إبراهيمَ ولدِ نبيِّنا عليه الصلاة والسلام نبيّاً أن يكون ولدُ كلِّ نبيٍّ نبياً. وإذا أخبر الصادق، وثبت عنه النقلُ الموافقُ، فلا كلام فيه، مما ينافيه. وقد أخرج ابن ماجه وغيره من حديث ابن عباس قال: لما مات إبراهيمُ ابنُ النبي ﷺ صلّى عليه وقال: «إنَّ لـه مُرْضِعاً في الجَنَّةِ، ولو عاشَ لكان صدِّيقاً نَبيّاً، ولو عاشَ لأعتقتُ أخوالَهُ مِنَ القِبْطِ وما استُرِقَّ قِبْطيٌّ».

إلا أنَّ في سنده أبا شيبة إبراهيم بن عثمان الواسطي وهو ضعيف[4]، لكن له طرق ثلاثة يَقْوَى بعضُها ببعض، ويشير إليه قولُهُ تعالى: ﴿ما كان محمَّدٌ أبا أحَدٍ مِنْ رِجالِكُمْ ولكن رسولَ الله وخاتَمَ النبيِّينَ﴾[5] فإنه يومىءُ إليه بأنه لم يعشْ له ولدٌ يصل إلى مبلغ الرجال، فإنَّ ولده من صلبه يقتضي أن يكونَ لُبَّ قلبه كما يقال: «الولدُ سِرُّ أبيه». ولو عاش وبلغ أربعين وصارَ نبياً لَزِمَ أنْ لا يكونَ نَبيُّنا خاتَمَ النبيِّين.

---

(١) في المخطوطة: (ولو لم يلد إلا نبياً).

(٢) في الأصول: (لا يخفى).

(٣) في المخطوطة: (مطلقة).

(٤) ترجم له الذهبي في «الميزان» ١/٤٧، وذكر أنه توفي بعد الستين ومائتين، وأورد نقولاً عن العلماء في أنه ضعيف.

(٥) سورة الأحزاب، الآية: ٤٠

وأما قول ابن حجر المكي[١]: وتأويله أن القضيةَ الشَّرْطيَّةَ لا تَستلْزِمُ وقوعَ المقدّم وأن إنكار النووي كابن عبد البر لذلك فلعدم ظهور هذا التأْويل، وهو ظاهر، فبعيدٌ جداً أن لا يفهم الإمامان الجليلان مثل هذه المقدمة، وإنما الكلام على فرض وقوع المقدم فافهم، والله سبحانه أعلم.

ثم يقرب من هذا الحديث في المعنى حديث:

«لو كانَ بَعْدي نبيٌّ لكانَ عُمَرَ بنَ الخطَّاب»[٢]. وقد رواهُ أحمدُ والحاكمُ عن عُقْبَةَ بنِ عامرٍ به مَرْفوعاً.

قلت: ومع هذا لو عاش إبراهيمُ وصارَ نبيّاً، وكذا لو صارَ عُمرُ نَبيّاً لكانا من أتباعه عليه الصلاة والسلام كعيسى والخضر وإلياس عليهم السلام، فلا يُناقِضُ قولَهُ[٣] تعالى ﴿وخاتَمَ النبيِّين﴾ إذ المعنى: أنَّه لا يأْتي نبيٌّ بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ ولم يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ[٤].

ويُقوِّيه حديث: «لو كان موسى حَيّاً لما وَسِعَهُ إلا اتباعي»[٥].

٣٨٠ ـ حديث: «لَوْ عَلِمَ اللهُ في الخِصْيانِ خَيْرًا لأَخْرَجَ مِنْ أَصْلابِهم ذُرِّيَّةً

---

(١) هذا غلط. والصواب: العسقلاني لأن هذا القول هو الذي جاء في «الإصابة» للعسقلاني ١/١٠٥. وابن حجر المكي هو أحمد بن محمد المتوفى ٩٧٤ وبينما ابن حجر العسقلاني هو أحمد ابن علي المتوفى ٨٥٢.

(٢) قال الألباني في «صحيح الجامع» رقم ٥١٦٠: حسن. وذكر السيوطي أن أحمد والترمذي والحاكم أخرجوه عن عقبة بن عامر وأن الطبراني أخرجه عن عصمة بن مالك.

(٣) أي فلا يناقض ذلك قوله تعالى....

(٤) في تفسير المؤلف للآية نظر، وإنه في رأيي خطير، لأنّ فيه فتحاً لباب يمكن أن تستغله بعض الحركات المنحرفة المشبوهة كالقاديانية، التي تقول: إن إمامها لم ينسخ ملة النبي ﷺ وتدعي أنه من أمته، وهي فئة أجمع علماء عصرنا الثقات على تكفيرها.
ولست أرى ضرورة للجمع بين تصور كون عمر أو إبراهيم نبياً وبين الآية الكريمة ﴿وخاتم النبيين﴾ لا سيما وأن الحديث لم يصح كما تقدم، والأقرب ـ على فرض صحته ـ أن يقال: إن المقصود من مثل هذه الأحاديث بيان رفعة شأن عمر أو إبراهيم، لأن النبوة منزلة عالية لو لم يسبق في مشيئته سبحانه أن لا يكون نبي بعد محمد ﷺ لكانا، والله أعلم.

(٥) رواه الإمام أحمد بإسناد حسن.

المُسَمّاة

عنَايَة القَاضِي وَكفَاية الرّاضي

عَلى

تفسير البيضاوي

الجزء السّابع

دار صادر
بيروت

بينهما لكن كل منهما يستعمل بمعنى الآخر فالمراد ايجاد ماتعلقت به الارادة وقوله قدرا مقدورا وقضاء مقضيا كظل ظليل وليل أليل فى قصد التأكيد واليه أشار بقوله حكما مبتوتا أى مقطوعا به والامر مصدر والمراد أن اتباعه والعمل بموجبه لازم مقضى فى نفسه أوهو كالمقضى فى لزوم اتباعه أو اسم والمعنى كان مراده ذا قدر أو عن قدر وقوله قرئ رسالة الله الافراد لجعلها لاتفاقها فى الاصول وكونها من الله بمنزلة شئ واحد وان اختلفت أحكامها (قوله تعريض بعد تصريح) بأن الله أحق أن تخشاه والتعريض لانه وصف به الانبياء عليهم الصلاة والسلام وهو أولى بالاقتداء بسيرتهم والاتصاف بصفتهم وقوله كافيا لان الحسب يكون بمعنى الكفاية ومنه حسبى الله أوهو بمعنى المحاسب على الذنوب وقوله فينبغى الخ على التفسيرين (قوله ولا ينتقض عمومه) اى عموم حكم هذه الآية من أنه صلى الله عليه وسلم لم يكن أبا لأحد من رجالهم بماذكر من أولاده الذكور فانهم لم يبلغوا مبلغ الرجال بل ماتوا صغارا فلو فرض بلوغهم أو قيل الرجل مطلق الذكر خرج هؤلاء عن حكم النفى بقيد الاضافة وأولاده صلى الله عليه وسلم مذكورون فى السير تفصيلا ولا يرد على المصنف رحمه الله أن القاسم والطاهر أيضا ولدا بمكة كما صح فى السير وهذه السورة مدنية لان المراد أنه لم يكن فى الماضى وقيل هذا مطلقا فتأمل وقوله فيثبت منصوب فى جواب النفى فان قلت كيف يختص الرجل بالبالغ مع أنه فى القرآن حيث ورد عام كقوله وان كان رجل يورث كلالة وغيره وقول الفقهاء لوحلف لا يكلم رجلا وكلم صبيا حنث قلت اختصاصه به فى عرف اللغة مما لاشبهة فيه وماورد فى النظم وارد على أصل اللغة أوهو على الاصل وثبوت حكم البالغ فيه بدلالة النص وكذا ماذكره الفقهاء على الاصل مع أن الايمان عندهم مبناها العرف لا اللغة فلا يرد على هذا شئ كما توهم وقد أورد على الشق الثانى أنه لا ينتظم مع التأكيد بقوله خاتم النبيين وسيأتى دفعه ومافيه وماذكر أيضا جواب عن الحسن والحسين رضى الله عنهما (قوله وكل رسول أبو أمته) ظاهره أنه يصح اطلاق الأب عليه صلى الله عليه وسلم كما تطلق الأم على زوجاته ونقل الطيبى فيه خلافا عن الشافعية وفى الروضة لايجوز أن يقال هو أبو المؤمنين لظاهر هذه الآية وقوله وزيد منهم اى من أمته وقوله خبر مبتدا تقديره هو وقوله من عرفتم الخ فى نسخة أب من غير واو ثة والنصب مع التخفيف بتقدير كان أو للعطف بالواو وقيل يتعين الاول (قوله وآخرهم) هو على قراءة الكسر لانه اسم فاعل بمعنى الذى ختم وقوله أو ختموا به على قراءة الفتح لانه اسم آلة لما يفعل به كالطابع لما يطبع به والقالب وان كان مآل معناه للآخر أيضا فقوله على قراءة عاصم قيد للثانى (قوله ولو كان له ابن بالغ الخ) كذا فى الكشاف ورده فى الكشف ومنعه بعضهم فقال الملازمة ممنوعة اذ كثير من أولاد الانبياء عليهم الصلاة والسلام لم يكونوا أنبياء فانه أعلم حيث يجعل رسالاته والحديث على تقدير صحته لايدل على كليته التى هى المدعى (أقول) اما صحة الحديث فلا شبهة فيها لانه رواه ابن ماجه وغيره كماذكره ابن حجر وأما الكلية فليس مبناها على اللزوم العقلى والقياس المنطقى بل على مقتضى الحكمة الالهية وهى أن الله أكرم بعض الرسل بجعل أولادهم أنبياء كالخليل ونبينا صلى الله عليه وسلم أكرمهم وأفضلهم فلو عاش أولاده اقتضى تشريف الله له ذلك وأما كونه يجوز أن يكون أبا رجل ولا يكون نبيا لعدم وصوله لسن النبوة يعنى الاربعين فليس بشئ لان تعين ذلك السن للنبوة غير متعين ولا يتوقف عليه كما يتبادر الى الذهن من غير نظر لما جرت به العادة فى الواقع ثم أجاب عن الملازمة فى الكشف بأنها مستفادة من الآية لانه لولاها لم يكن للاستدراك معنى اذ لكن تتوسط بين متقابلين فلا بد من منافاة بنوتهم له لكونه خاتم الرسل وهو انما يكون باستلزام بنوتهم لنبوتهم ولا يقدح فيه قوله رسول الله كما يتوهم لانه لو سلم رسالتهم لكانت اما فى عصره وهى تنافى رسالته أو بعده وهى تنافى خاتميته وقد تكلف بعض أهل العصر لتوجيه الاستدراك الغث والسمين وقد يقال الاستدراك يكفى فيه أنه لما كان عدم النسل من الذكور يفهم منه أنه لا يبقى حكمه ويدوم ذكره استدرك بماذكر أو انه لما نفيت أبوته مع اشتهار أن كل رسول أب لامته ربما يوهم نفى رسالته فاستدرك ذلك

وحكما مبتوتا (الذين يبلغون رسالات الله) صفة للذين خلوا أو مدح لهم منصوب أو مرفوع وقرئ رسالة الله (ويخشونه ولا يخشون أحدا الا الله) تعريض بعد تصريح (وكفى بالله حسيبا) كافيا للمخاوف أو محاسبا فينبغى أن لا يخشى الا منه (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم) على الحقيقة فيثبت بينه وبينه مابين الوالد وولده من حرمة المصاهرة وغيرها ولا ينتقض عمومه بكونه أبا للطاهر والقاسم وابراهيم لانهم لم يبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا كانوا رجاله لا رجالهم (ولكن رسول الله) وكل رسول أبو أمته لا مطلقا بل من حيث انه شفيق ناصح لهم واجب التوقير والطاعة عليهم وزيد منهم ليس بينه وبينه ولادة وقرئ رسول الله بالرفع على انه خبر مبتدا محذوف ولكن بالتشديد على حذف الخبر أى ولكن رسول الله من عرفتم أنه لم يعش له ولد ذكر (وخاتم النبيين) وآخرهم الذى ختمهم أو ختموا به على قراءة عاصم بالفتح ولو كان له ابن بالغ لاق منصبه أن يكون نبيا كما قال عليه الصلاة والسلام فى ابراهيم حين توفى لو عاش لكان نبيا

{ مبحث فى اطلاق الاب عليه صلى الله عليه وسلم }

الفوائد المجموعة

في الأحاديث الموضوعة

تأليف

شيخ الإسلام الإمام محمد بن علي الشوكاني

المتوفى سنة ١٢٥٠ هـ

ذكر إبراهيم رضى الله عنه

١٣٥ — حديث : لو عاش إبراهيم لكان نبياً .

قال النووى : ماروى عن بعض المتقدمين : لو عاش — إلخ فباطل وجسارة على الغيب ، وقال ابن عبد البر : لا أدرى ماهذا ، فقد ولد نوح غير نبى .

وقال ابن حجر : لا يلزم من الحديث المذكور ماذكر ، لما لا يخفى ، وكأنه سلف النووى ، وهو عجيب من النووى ، مع وروده عن ثلاثة من الصحابة ، وكأنه لم يظهر له تأويله ، فإن الشرطية لا تستلزم الوقوع ، ولا يظن بالصحابى الهجوم على مثله بالظن[1] .

ذكر عائشة رضى الله عنها

١٣٦ — حديث : إن الله يقول لك : تزوج ابنة أبى بكر ، فمضى عليه ، فقال : ياأبا بكر : إن الله أمرنى أن أتزوج هذه الجارية ، وهى عائشة ، فتزوجها .

قال الخطيب : رجاله ثقات ، غير محمد بن الحسن الأزهرى ، وتراه من عمله ، وقال فى الميزان : هذا كذب .

---

(١) استشكال ابن عبد البر مبنى على لفظ « لو بقى إبراهيم لكان نبياً ، لكن لم يكن ينبغى فإن نبيكم آخر الأنبياء » فإن قضية هذا امتناع أن يبقى ولا يكون نبياً فأما لفظ « لو قضى أن يكون بعد محمد نبى عاش ابنه إبراهيم ولكن لا نبى بعده » فقريب ، وحاصلها أن قائل هذا علم أن الله تعالى أكرم جماعة من أنبيائه بأن جعل من أبنائهم لصلبهم نبياً أو أكثر ، فرأى أنه لولا أن الله تعالى جعل محمداً آخر الأنبياء لقضى أن يعيش ابنه ليكون نبياً . وكأن هذا هو المقصود من اللفظ الأول والتصرف من بعض الرواة .

الفتوحات المكية

محيى الدين بن عربى

السفر الثامن

تحقيق وتقديم
د. عثمان يحيى

تصدير ومراجعة
د. ابراهيم مدكور

المجلس الأعلى للثقافة

بالتعاون مع
معهد الدراسات العليا فى السوربون

الهيئة المصرية العامة للكتاب

١٤٠٣ هـ - ١٩٨٣ م

بزيادة الصلاة علىٰ « الآل » . فى طلب رسول الله — صلَّىٰ اللهُ
عليه وسلَّم ! — الصلاة من الله عليه ، مثل صلاته علىٰ إبرهيم من حيث
أعيانهما ؛ فإنَّ العناية الإلٰهية برسول الله — صلَّىٰ الله عليه وسلَّم ! — أتمُّ ، 3
إذ قد خُصَّ بأُمور لم يُخَص بها نبيٌّ قبله ، لا إبرهيم ولا غيره . وذلك مِنْ
صلاته — تعالى ! — عليه . فكيف يَطْلُبُ الصلاة من الله عليه مِثْلَ صلاته
على إبرهيم ، مِنْ حَيْثُ عَيْنُهُ ؟ وإنَّما المراد من ذلك ما أبينه — إن شاء الله ! — . 6

(آل محمد ، — النبوة الدائمة ، — النبوة المنقطعة)

(٢١٦) وذلك أنَّ الصلاة على الشخص قد تُصَلَّىٰ عليه مِنْ حيْثُ عَيْنُهُ ،
ومِنْ حَيْثُ ما يضاف إليه غيره . (فكانت) الصلاة ، مِنْ حيْثُ ما يُضاف 9
إليه غَيْرُهُ ، هى الصلاة مِنْ حَيْثُ المجموع ؛ إذ للمجموع حكمٌ ليس للواحد
إذا انفرد . —

(٢١٧) وَاعْلَمْ أَنَّ « آل الرجل » ، فى لغة العرب ، هم خاصته ، 12
الأَقربون إليه . وخاصَّة الأنبياء وآلُهم هم الصالحون ، العلماء بالله ،
المؤمنون . —

1 — 14 بزيادة ... العلماء بالله C K (إجمالا) : — B || 1 — 3 بزيادة ... الإلهية (بهمزة تحتيةومد) K معظم الحروف المعجمة مهملة ، الهمزة ساقطة دائما) C (الهمزة ساقطة أحيانا)|| 2 — 4 ابرهيم K : ابراهيم C || 4—6 إذ قد (بهمزة تحتية ... إن شاء K) معظم الحروف المعجمة مهملة ، الهمزة ساقطة والمد والشدة) C || 3 الإلهية(بهمزة تحتية ومدة): الالاهية K (مهملة) : الالهية C || 5 تعالى C : تعلى K (التاء مهملة) || 6 إبرهيم K (الهمزة ساقطة ، الباء والياء مهملتان) : ابراهيم C || 8 الصلاة C : الصلاه K || الشخص ... عليه K (الجملة مهملة تماما) C || حيث عينه K (الياء مهملة فيهما) C || 9 حيث K (الياء مهملة) C || فكان K (الفاء والنون مهملتان) C || الصلاة C : الصلاه K || حيث K (الياء مهملة) C || 9 — 10 يضاف إليه K (مهملة ما عدا الضاد ، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة) || 10 الصلاة C : الصلاه K|| حيث المجموع K (مهملة ما عدا الثاء) C || (بهمزة تحتية) . . . ليس K (مهملة ما عدا الذال ، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة) || إذا (بهمزة تحتية) C K (الهمزة ساقطة فيهما) || 12 فى K (الفاء مهملة) C || لغة C : لغه K || 13 الأقربون K (الهمزة ساقطة ، القاف بموحدة ، الباء النون مهملتان)|| الأنبياء C (الهمزة الاولى ساقطة) : الانبيا K (الياء مهملة) || الصالحون K (مهملة) C || العلماء C : العلما K || بالله K (الباء مهملة) C || 14 المؤمنون C : المومنون K (النون الأولى مهملة)

التشريع عند نزوله . فعلمنا بقوله – صلّى الله عليه وسلّم ! – : « إنّهُ لَا نَبِيَّ بعْدِى ولَا رسُولَ » ، و « إنَّ ٱلنُّبُوَّةَ قَدِ ٱنْقَطَعَتْ وَٱلرِّسَالَةَ » = إنما يريد بهما التشريع . –

(٢٢٠) فلمّا كانت النبوّة أشرف مرتبة وأكملها ، ينتهى إليها من اصطفاه اللهُ مِنْ عباده ، – علمنا أن التشريع فى النبوّة أمرٌ عارض ، بكون عيسى – عليه السلام ! – « يَنْزِلُ فِينَا حَكَمًا » من غير تشريع ، وهو نبى بلا شكّ . فخَفِيَتْ مرتبة النبوة فى الخلق ، بانقطاع التشريع . –

(٢٢١) ومعلوم أنَّ « آل إبراهيم » ، من النبيين والرسل ، (هم) الذين كانوا بعده : مثل إسحق ، ويعقوب ، ويوسف ، ومن انتسل منهم من الأنبياء والرسل ، بالشرائع الظاهرة ، الدالّة على أنّ لهم النبوّة [F. 43b] عند الله . – (ف) أراد رسول الله – صلّى الله عليه وسلّم ! – أن يُلْحِقَ أُمّتَهُ ، وهم آلُهُ : العلماء والصالحون منهم ، بمرتبة النبوّة عند الله ، وإن لم يُشَرِّعُوا . ولكن أبقى لهم من شرعه ضربًا من التشريع . فقال : « قُولُوا : ٱللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ » = أىْ صَلِّ عليه من حيث مَالَهُ « آلٌ » « كما صَلَّيْتَ عَلَىٰ إبْراهِيمَ وَعَلَى آلِ إبْراهِيمَ » = أى من حيث إنك أعطيت آل إبراهيم النبوة ، تشريفًا لإبراهيم . فظهرت نبوّتهم

1 – 16 التشريع عند ... نبوّتهم C K (إجمالا) : B– || 2– التشريع ... بعدى K (مهملة جزئيا، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة) || 2 – 6 وإن (بهمزة تحتية وشدة) . . . ينزل K (مهملة غالبا ، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة أحيانا) || 6 – 7 فينا ... التشريع K (مهملة جزئيا) C || 8 – 11 إبراهيم .. . عندالله K (مهملة جزئيا ، الهمزة ساقطة) C || 8 ابرهيم K : ابراهيم C || 9 اسحق C : اسحاق K || 11 – 16 عليه . . . لإبراهيم (بهمزة تحتية) K (مهملة غالبا ، الهمزة ساقطة دائما ، القاف بموحدة أحيانا) C (الهمزة ساقطة أحيانا) || 13 ولكن C : ولاكن K (النون مهملة) || 16 ابرهيم K : ابراهيم C || فظهرت K (مهملة) C

بالتشريع . وَقَدْ قَضَيْتَ أن لا شرع بعدى ، فَصَلّ عَلَيَّ وعلى « آلى » = بأن تجعل لهم مرتبة النبوّة عندك ، وإن لم يُشَرِّعوا .

3 (٢٢٢) فكان من كمال رسول الله – صلّى الله عليه وسلّم ! – أن ألْحَق (اللهُ) « آله » بالأنبياء فى المرتبة ، وزاد على إبراهيم بأنّ شرعه لا يُنْسَخ . وبعض شرع إبراهيم ومَنْ بَعْدَه ، نَسَخَتِ الشرائعُ ، بَعْضُها بعضًا .

6 (٢٢٣) وما عَلَّمَنا رسول الله – صلّى الله عليه وسلم ! – الصلاة عليه ، على هذه الصورة ، إلّا بوحى من الله ، وبما أراه الله ؛ وأنّ الدعوة فى ذلك مجابة . فقطعنا أنّ فى هذه الأُمّة مَنْ لحِقَتْ درجتُه درجةَ الأنبياء فى النبوّة

9 عند الله ، لا فى التشريع . ولهذا بيَّنَ رسول الله – صلّى الله عليه وسلّم ! – وأكَّدَ بقوله : « فلَا رَسُول بعْدِى وَلَا نبِىّ » – فأكَّدَ بالرسالة من أجل التشريع .

1 – 11 بالتشريع ... التشريع CK (إجالا) : – B || 1 بالتشريع K (مهملة ماعدا الشين) C || وقد K (القاف مهملة) C || أن لا شرع . . . على (بتشديد الياء) K (جميع الحروف المعجمة مهملة ، الهمزة ساقطة مع الشدة) C (الهمزة ساقطة مع الشدة) || آلى (بالمد) C : الى K || 2 بأن (بهمزة فوقية) C : بان K (الباء والنون مهملتان) || مرتبة النبوة C (بتشديد الواو) : مرتبه النبوه K || وإن (بهمزة تحتية) K (الهمزة ساقطة ، النون مهملة) C (الهمزة ساقطة) || 3 فكان من K (مهملة تماما) C || عليه K (الياء مهملة) C || 4 بالانبياء C : بالانبيا K (الياء مهملة) || فى K (الفاء مهملة) K || إبرهيم K (مهملة تماما ، الهمزة ساقطة) : ابراهيم C || بأن (بهمزة فوقية وشدة) C : بان K (الباء مهملة) || لا ينسخ وبعض K (الخاء والباء مهملتان) C || إبرهيم K (مهملة ، الهمزة ساقطة) : ابراهيم C || 5 الشرائع C : الشرايع K (الشين والياء مهملتان) || بعضها K (الباء مهملة) C || بعضا K (مهملة) C || 6 علمنا (بتشديد اللام) CK (الشدة ساقطة فيهما) || عليه K (مهملة) C || الصلاة عليه K (مهملة تماما) C || 7 الصورة C : الصوره K || إلا (بهمزة تحتية وشدة) : الا CK || بوحى K (الباء مهملة) C || وبما أراه K (الباء مهملة ، الهمزة ساقطة) C || الدعوة C : الدعوه K || فى K (مهملة) C || 8 مجابة C : مجابه K || 8 فقطعنا . . . الأمة K (معظم الحروف المعجمة مهملة ، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة أحيانا) || لحقت K (القاف بموحدة) C || درجته . . . لافى K (مهملة غالبا ، الهمزة ساقطة) C (الهمزة ساقطة أحيانا) || 9 التشريع K (مهملة) C || عليه ، بقوله فلا K (مهملة تماما) C || 10 فأكد (بهمزة فوقية وشدة) K (الفاء مهملة ، الهمزة ساقطة مع الشدة) C (الهمزة ساقطة مع الشدة) || 10 – 11 بالرسالة . . . التشريع K (مهملة ، الهمزة ساقطة) C

الجزؤ الاوّل من كتاب الفتوحات المكيه التى فتح الله بها على
الشيخ الامام العامل الراسخ الكامل خاتم الاولياء
الوارثين برزخ البرازخ محيى الحق والدين
أبى عبدالله محمد بن على المعروف بابن
عربى الحاتمى الطائى قدس
الله روحه ونور
ضريحه
امين

صفات التنزيه والثناء ومخبرا عما يتعلق بالاكوان من احكام وقصص وحكايات ووعد ووعيد جال الخاطر فى الاكوان لدلالة الكلام عليها وهو مأمور بالتدبر فى التلاوة فربما استرسل فى ذلك الكون لمشاهدته اياه فيه فيخرج من كون ذلك الكون مذكورا فى القرآن الى عينه خاصة لا من كونه مذكورا لله على الحد الذى اخبره عنه فيسمى مثل هذا اذا أثر شكا فى صلاته فلا يدرى ما مضى من صلاته فشرع ان يسجد سجدتى سهو يرغم بهما الشيطان ويجبر بهما النقصان ويشفع بهما الرجحان فتتضاعف صلاته فيتضاعف الاجر وذلك فى النفل والفرض سواء وما توعد الله بكرومن سهوا فى صلاته فمن تنبه لما ذكرناه وأومأنا اليه علم فضل الله ورحمته بعباده والناس عن مثل هذا غافلون فلا يعرف شرف العبادات الا عباد الله الذين ليس للشيطان عليهم سلطان ولا برهان جعلنا الله واياكم ممن صبر وصلى وسبق وما صلى عنه تعالى وعينه

(فصل فى اختلاف الصلاة)

الصلاة على النبى عليه السلام يختلف حكمها باختلاف احوال المصلى اذا كان المصلى مخلوقا كالمصلى له وتختلف باختلاف احوال المصلى عليه اذا كان المصلى هو الله فاما الاول فمعلوم ان الانسان محل التغيير واختلاف الاحوال عليه فتختلف صلاته لاختلاف احواله وقد تقدم من اختلاف احوال المصلين ما قد ذكرناه فى هذا الباب مثل صلاة المريض وصلاة الخائف وأما اختلافها باختلاف حال المصلى من أجله فمثل صلاة الكسوف وصلاة الاستسقاء وأما اختلافها باختلاف حال المصلى عليه فمثل صلاة الحق على عباده قال الله تعالى ان الله وملائكته يصلون على النبى يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه فسأل المؤمنون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن كيفية الصلاة التى امرهم الله ان يصلوها فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم أى مثل صلاتك على ابراهيم وعلى آل ابراهيم فان هذا يدلك على اختلاف الصلاة الالهية لاختلاف احوال المصلى عليهم ومقاماتهم عند الله فان قلت يظهر من هذا الحديث فضل ابراهيم على رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ طلب ان يصلى عليه مثل الصلاة على ابراهيم فاعلم ان الله أمرنا بالصلاة على رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يأمرنا بالصلاة على آله فى الكتاب وجاء الاعلام فى تعليم رسول الله صلى الله عليه وسلم ايانا الصلاة عليه بزيادة الصلاة على الآل فطلب الصلاة من الله عليه مثل صلاته على ابراهيم من حيث اعيانهما فان العناية الالهية برسول الله أتم اذ خص بأمور لم يختص بها نبى قبله لا ابراهيم ولا غيره وذلك من صلاته عليه فكيف يطلب الصلاة من الله عليه مثل صلاته على ابراهيم من حيث عينه وانما المراد من ذلك ما ابينه لك ان شاء الله تعالى وذلك ان الصلاة على الشخص قد تصلى عليه من حيث عينه ومن حيث ما يضاف اليه غيره فكانت الصلاة من حيث ما يضاف اليه غيره هى الصلاة من حيث المجموع اذ للمجموع حكم ليس للواحد اذا انفرد واعلم ان آل الرجل فى لغة العرب هم خاصته الاقربون اليه وخاصة الانبياء وآلهم هم الصالحون العلماء بالله من المؤمنين وقد علمنا ان ابراهيم كان من آله انبياء ورسل الله ومرتبة النبوة والرسالة قد ارتفعت فى الشاهد فى الدنيا فلا يكون بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى أمته نبى يشرع الله له خلاف شرع محمد ولا رسول ومامنع المرتبة ولا حجرها من حيث لا تشريع ولا سيما وقد قال عليه السلام فيمن حفظ القرآن ان النبوة ادرجت بين كتفيه وقال فى المبشرات انها جزء من اجزاء النبوة فوصف بعض أمته بأنهم قد حصل لهم المقام وان لم يكونوا على شرع يخالف شرعه وقد علمنا بما قال لنا صلى الله عليه وسلم ان عيسى عليه السلام ينزل فينا حكما مقسطا عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ولا نشك قطعا انه رسول الله ونبيه صلى الله عليه وسلم وهو ينزل فله عليه السلام مرتبة النبوة بلاشك عند الله وماله مرتبة التشريع عند نزوله فعلمنا بقوله عليه السلام انه لا نبى بعدى ولا رسول ان النبوة قد انقطعت

والرسالة وانما نريد بهما التشريع فلما كانت النبوة أشرف مرتبة وأكملها ينتهي اليها من اصطفاه الله من
عباده علمنا ان التشريع في النبوة أمر عارض بكون عيسى عليه السلام ينزل فينا حكما من غير تشريع
وهو نبي بلا شك فخفيت مرتبة النبوة في الخلق بانقطاع التشريع ومعلوم ان آل ابراهيم من النبيين
والرسل الذين كانوا بعده مثل اسحق ويعقوب ويوسف ومن انتسل منهم من الانبياء والرسل بالشرائع
الظاهرة الدالة على ان لهم مرتبة النبوة عند الله فاراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يلحق أمته وهم
آله العلماء الصالحون منهم بمرتبة النبوة عند الله وان لم يشرعوا ولكن ابقى لهم من شرعه ضربا من
التشريع فقال قولوا اللهم صل على محمد وعلى آل محمد اي صل عليه من حيث ماله آل كما صليت على
ابراهيم وعلى آل ابراهيم أي من حيث انك اعطيت آل ابراهيم النبوة تشريفا لابراهيم فظهرت
نبوتهم بالتشريع وقد قضيت ان لا شرع بعدي فصل علي وعلى آلي بأن تجعل لهم مرتبة النبوة عندك
وان لم يشرعوا فكان من كمال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ألحق آله بالانبياء في الرتبة وزاد على
ابراهيم بأن شرعه لا ينسخ وبعض شرع ابراهيم ومن بعده نسخت الشرائع بعضها بعضا وما علمنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم هذه الصورة الا بوحي من الله وما أراه الله وأن الدعوة في ذلك مجابة فقطعنا أن
في هذه الامة من لحقت درجته درجة الانبياء في النبوة عند الله لا في التشريع ولهذا بين رسول الله
صلى الله عليه وسلم بقوله فلا رسول بعدي ولا نبي فأكد بالرسالة من اجل التشريع فأكرم الله رسوله
صلى الله عليه وسلم بأن جعل آله شهداء على امم الانبياء كما جعل الانبياء شهداء على اممهم ثم أنه خص هذه
الامة أعني علماءها بأن شرع لهم الاجتهاد في الاحكام وقرر حكم ما أداه اليه اجتهادهم وتعبدهم به
وتعبد من قلدهم به كما كان حكم التشريع للانبياء ومقلديهم ولم يكن هذا لامة نبي ما لم يكن
نبيا بوحي منزل فجعل الله وحي علماء هذه الامة في اجتهادهم كما قال لنبيه عليه السلام لتحكم بين
الناس بما أراك الله فالمجتهد ما حكم الا بما أراه الله في اجتهاده فهذه نفحات من نفحات التشريع
ما هي عين التشريع فلآل محمد وهم المؤمنون من امته العلماء مرتبة النبوة عند الله تظهر في الآخرة
وما لها حكم في الدنيا الا هذا القدر من الاجتهاد المشروع لهم فلم يجتهدوا في الدين والاحكام الا بأمر
مشروع من عند الله فاذا اتفق أن يكون احد من أهل البيت بهذه المثابة من العلم والاجتهاد ولهم هذه
المرتبة كالحسن والحسين وجعفر وغيرهم من أهل البيت فقد جمعوا بين الاهل والآل فلا يتخيل
أن آل محمد هم أهل بيته خاصة ليس هذا عند العرب وقد قال تعالى أدخلوا آل فرعون أشد العذاب
يريد خاصته فان الآل بهذه الصفة لا يضاف الا للكبير القدر في الدنيا والآخرة فلهذا قيل لنا قولوا
اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على ابراهيم اي من حيث ما ذكرناه لا من حيث
اعيانهما خاصة دون المجموع فهي صلاة من حيث المجموع وقد ذكرناه لانه تقدم بالزمان
على رسول الله صلى الله عليه وسلم فرسول الله قد ثبت أنه سيد الناس يوم القيامة ومن كان بهذه المثابة
عند الله كيف تحمل الصلاة عليه كالصلاة على ابراهيم من حيث اعيانهما فلم يبق الا ما ذكرناه
وهذه المسئلة هي عن واقعة الهية من وقائعنا فلله الحمد والمنة روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه
قال علماء هذه الامة كأنبياء سائر الامم وفي رواية كأنبياء بني اسرائيل وان كان اسناد هذا الحديث
ليس بالقائم ولكن أوردناه تأنيسا للسامعين أن علماء هذه الامة قد التحقت بالانبياء في الرتبة
* وأما قول النبي صلى الله عليه وسلم في قوم يوم القيامة تنصب لهم منابر في الموقف ليسوا بأنبياء
ولا شهداء تغبطهم الانبياء والشهداء يعني بالشهداء هنا الرسل فانهم شهداء على اممهم فلا نريد بهذه
الجماعة من ذكرناهم وغبطهم اياهم فيما هم فيه من الراحة وعدم الحزن والخوف في ذلك الموطن
والانبياء والرسل وعلماء هذه الامة الصالحون الوارثون درجات الانبياء خائفون وجلون على اممهم
وأولئك لم يكن لهم امم ولا اتباع وهم آمنون على أنفسهم مثل الانبياء على أنفسهم آمنون وما لهم امم

الفتوحات المكية
للشيخ
محيي الدين بن عربي
٥٦٠ - ٦٣٨هـ
قدم له
الدكتور محمود مطرجي
إشراف
مكتب البحوث والدراسات
الجزء الثاني
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع
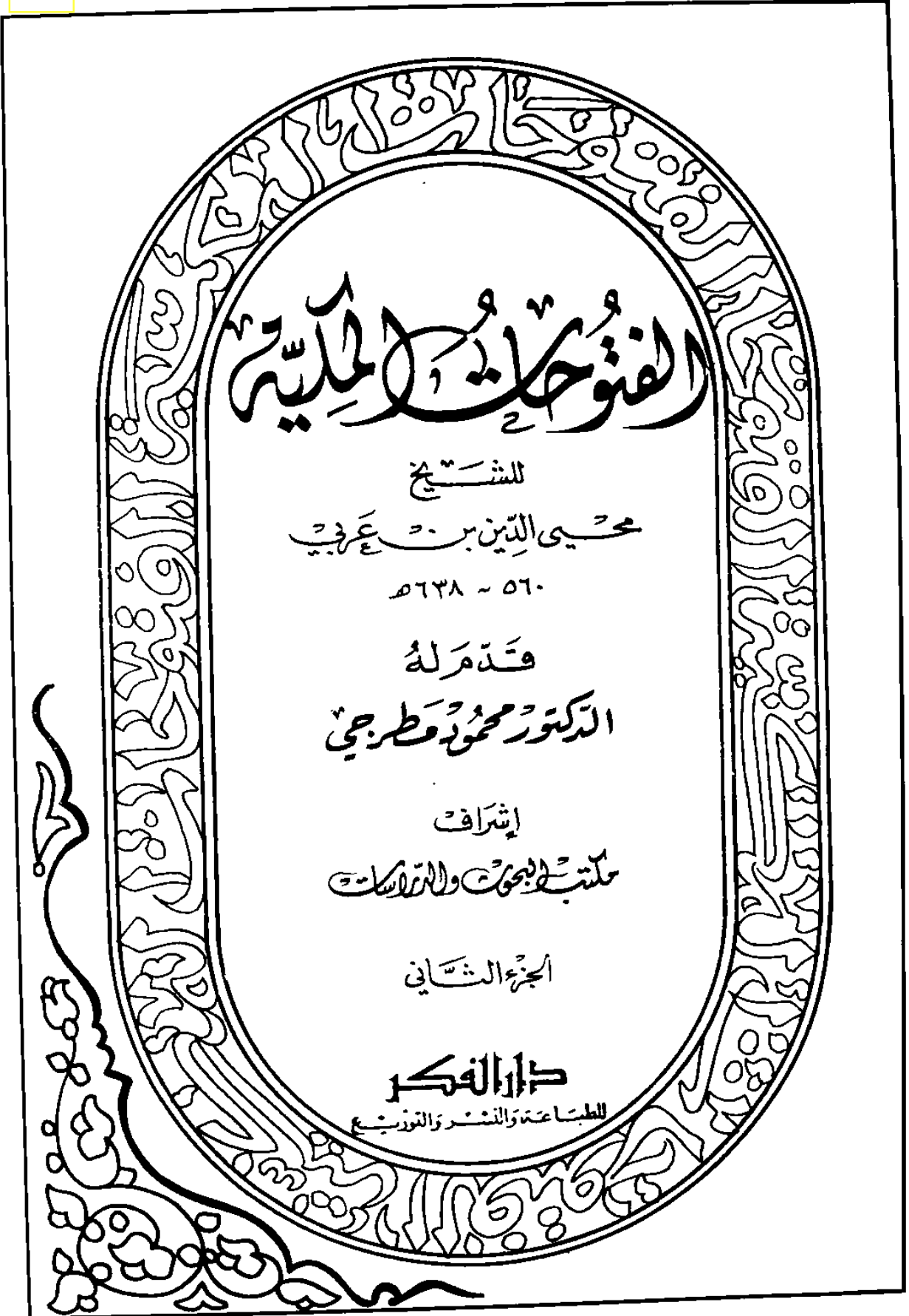
تعالىٰ. فأما الأول فمعلوم أن الإنسان محل التغيير واختلاف الأحوال عليه فتختلف صلاته لاختلاف أحواله، وقد تقدّم من اختلاف أحوال المصلين ما قد ذكرناه في هذا الباب مثل صلاة المريض وصلاة الخائف، وأن اختلافها باختلاف حال المصلي من أجله مثل صلاة الكسوف وصلاة الاستسقاء. وأما اختلافها باختلاف المصلي عليه فمثل صلاة الحق على عباده قال تعالىٰ: ﴿إن الله وملائكته يصلّون على النبيّ يا أيها الذين آمنوا صلّوا عليه﴾ فسأل المؤمنون رسول الله ﷺ عن كيفية الصلاة التي أمرهم الله أن يصلوها عليه فقال لهم رسول الله ﷺ: «قولوا: اللهم صلِّ على محمد وعلى آل محمد كما صلّيت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم أي مثل صلاتك على إبراهيم وعلى آل إبراهيم» فهذا يدلك على اختلاف الصلاة الإلهية لاختلاف أحوال المصلى عليهم ومقاماتهم عند الله، ويظهر من هذا الحديث فضل إبراهيم على رسول الله ﷺ إذ طلب أن يصلّى عليه مثل الصلاة على إبراهيم.

فاعلم أن الله أمرنا بالصلاة على رسول الله ﷺ ولم يأمرنا بالصلاة على آله في القرآن، وجاء الإعلام في تعليم رسول الله ﷺ إيانا الصلاة عليه بزيادة الصلاة على الآل، فما طلب ﷺ الصلاة من الله عليه مثل صلاته على إبراهيم من حيث أعيانهما، فإن العناية الإلهية برسول الله ﷺ أتم، إذ قد خصّ بأمور لم يخصّ بها نبيّ قبله لا إبراهيم ولا غيره وذلك من صلاته تعالىٰ عليه، فكيف يطلب الصلاة من الله عليه مثل صلاته على إبراهيم من حيث عينه، وإنما المراد من ذلك ما أبينه إن شاء الله وذلك أن الصلاة على الشخص قد تصلّى عليه من حيث عينه ومن حيث ما يضاف إليه غيره، فكان الصلاة من حيث ما يضاف إليه غيره هي الصلاة من حيث المجموع، إذ للمجموع حكم ليس للواحد إذا انفرد.

واعلم أن آل الرجل في لغة العرب هم خاصته الأقربون إليه، وخاصة الأنبياء وآلهم هم الصالحون العلماء بالله المؤمنون، وقد علمنا أن إبراهيم كان من آله أنبياء ورسل لله، ومرتبة النبوّة والرسالة قد ارتفعت في الشاهد في الدنيا، فلا يكون بعد رسول الله ﷺ في أمّته نبيّ يشرّع الله له خلاف شرع محمد ﷺ ولا رسول وما منع المرتبة ولا حجرها من حيث لا تشريع، ولا سيما وقد قال ﷺ فيمن حفظ القرآن: «أن النبوّة أدرجت بين جنبيه» أو كما قال ﷺ وقال في المبشرات: إنها جزء من أجزاء النبوّة، فوصف بعض أمّته بأنهم قد حصل لهم المقام وإن لم يكونوا على شرع يخالف شرعه، وقد علمنا بما قال لنا ﷺ أن عيسىٰ عليه السلام ينزل فينا حكماً مقسطاً عدلاً فيكسر الصليب ويقتل الخنزير، ولا نشك قطعاً أنه

رسول الله ونبيه وهو ينزل، فله عليه السلام مرتبة النبوّة بلا شك عند الله وما له مرتبة التشريع عند نزوله فعلمنا بقوله ﷺ: «أنه لا نبيّ بعدي ولا رسول» وأن النبوّة قد انقطعت والرسالة إنما يريد بهما التشريع، فلما كانت النبوّة أشرف مرتبة وأكملها ينتهي إليها من اصطفاه الله من عباده علمنا أن التشريع في النبوّة أمر عارض بكون عيسى عليه السلام ينزل فينا حكماً من غير تشريع وهو نبيّ بلا شك، فخفيت مرتبة النبوّة في الخلق بانقطاع التشريع، ومعلوم أن آل إبراهيم من النبيين والرسل الذين كانوا بعده مثل إسحاق ويعقوب ويوسف ومن انتسل منهم من الأنبياء والرسل بالشرائع الظاهرة الدالة على أن لهم مرتبة النبوّة عند الله أراد رسول الله ﷺ أن يلحق أمّته وهم آله العلماء الصالحون منهم بمرتبة النبوّة عند الله وإن لم يشرعوا، ولكن أبقى لهم من شرعه ضرباً من التشريع فقال قولوا: اللهم صلّ على محمد وعلى آل محمد أي صلّ عليه من حيث ما له آل كما صلّيت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم أي من حيث أنك أعطيت آل إبراهيم النبوّة تشريفاً لإبراهيم فظهرت نبوّتهم بالتشريع وقد قضيت أن لا شرع بعدي فصل عليّ وعلى آلي بأن تجعل لهم مرتبة النبوّة عندك وإن لم يشرعوا، فكان من كمال رسول الله ﷺ أن ألحق آله بالأنبياء في المرتبة، وزاد على إبراهيم بأنّ شرعه لا ينسخ، وبعض شرع إبراهيم ومن بعده نسخت الشرائع بعضها بعضاً.

وما علمنا رسول الله ﷺ الصلاة عليه على هذه الصورة إلاّ بوحي من الله وبما أراه الله، وأن الدعوة في ذلك مجابة، فقطعنا أن في هذه الأمة من لحقت درجته درجة الأنبياء في النبوّة عند الله لا في التشريع، ولهذا بيّن رسول الله ﷺ وأكّد بقوله: «فلا رسول بعدي ولا نبيّ» فأكد بالرسالة من أجل التشريع، فأكرم الله رسوله ﷺ بأن جعل آله شهداء على أمم الأنبياء كما جعل الأنبياء شهداء على أممهم، ثم أنه خصّ هذه الأمّة أعني علماءها بأن شرّع لهم الاجتهاد في الأحكام وقرّر حكم ما أدّاه إليه اجتهادهم وتعبدهم به وتعبد من قلّدهم به، كما كان حكم الشرائع للأنبياء ومقلديهم، ولم يكن مثل هذا لأمّة نبيّ ما لم يكن نبيّ بوحي منزّل، فجعل الله وحي علماء هذه الأمّة في اجتهادهم كما قال لنبيّه ﷺ: «لتحكم بين الناس بما أراك الله» فالمجتهد ما حكم إلاّ بما أراه الله في اجتهاده، فهذه نفحات من نفحات التشريع ما هو عين التشريع، فلآل محمد ﷺ وهم المؤمنون من أمته العلماء مرتبة النبوّة عند الله تظهر في الآخرة، وما لها حكم في الدنيا إلاّ هذا القدر من الاجتهاد المشروع لهم فلم يجتهدوا في الدين والأحكام إلاّ بأمر مشروع من عند الله، فإن اتفق أن يكون أحد من

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

اردو ترجمہ

مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

بِهٖ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَمَا هُمَا ثَمَّ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

بکری کا چرانے والا کوئی نہ ہوگا۔ لوگوں نے یہ واقعہ سن کر کہا۔ سبحان اللہ! بھیڑیا اور بات کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ اس پر ایمان لائے ہیں اور اس وقت ابوبکرؓ و عمرؓ وہاں موجود نہ تھے (بخاری ومسلم)

قدم قدم کے ساتھی اور شریک

۵۷۹۸/۲ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰهَ لِعُمَرَ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ اِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ يَّجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِاَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُنْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَدَخَلْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَخَرَجْتُ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے درمیان تھا کہ لوگوں نے عمرؓ کے لئے دعا خیر کی (یعنی ان کی وفات کے دن اس وقت عمرؓ کی نعش کو نہلانے کے لئے تخت پر رکھا گیا تھا پھر میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے پیچھے آیا اور اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھ کر کہنا شروع کیا۔ عمرؓ خدا تم پر رحم فرمائے مجھ کو امید ہے کہ خداوند تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں دوستوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ) کے پاس پہنچا دے گا (یعنی تینوں کو ایک جگہ کر دے گا) اسلئے کہ میں نے اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں تھا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں گیا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں داخل ہوا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں نکلا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ (یعنی آپ اپنے ہر کام اور فعل میں انکو شریک کہتے تھے) میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو وہ کہنے والے علی بن ابی طالب تھے۔ (بخاری ومسلم)

فصل دوم

ابوبکرؓ و عمرؓ علیین میں بلند ترین مقام پر ہوں گے

۵۷۹۹/۳ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ اَهْلَ عِلِّيِّيْنَ كَمَا تَرَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ فِيْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمْ وَاَنْعَمَا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى نَحْوَهٗ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت کے اندر جنتی علیین (بلند مرتبہ کی جگہ) کو اس طرح دیکھیں گے جسطرح تم آسمان کے کنارے میں روشن ستارہ کو دیکھتے ہو اور ابوبکرؓ و عمرؓ علیین والوں میں سے ہیں (یعنی جنت کے اندر وہ مقام علیین میں آئیں گے) بلکہ وہ اس درجہ سے بھی بڑھ گئے۔ (شرح السنۃ)

اہل جنت کے سردار

۵۸۰۰/۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت کے اندر اگلے پچھلے جس قدر ادھیڑ عمر کے لوگ ہونگے ان سب کے سردار ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے (ان کے سردار نہ ہونگے) ترمذی۔ ابن ماجہ نے اسے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔

ابوبکرؓ و عمرؓ کی خلافت حکم نبوی ﷺ کے مطابق تھی

۵۸۰۱/۵ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں نہیں جانتا کہ کب تک تمہارے درمیان رہوں پس تم میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ

الدر المنثور في التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي

(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثاني عشر

فيها موضِعَ لَبِنةٍ لم يَضَعْها ، فجعَل الناسُ يَطُوفُون بالبُنْيانِ ويَعْجَبُون[١] منه ، ويقولون : لو تَمَّ موضِعُ هذه اللَّبِنَةِ ، فأنا فى النبيِّين موضِعُ تلك اللبنةِ»[٢] .

وأخرَج ابنُ مَرْدُويَه عن ثوبانَ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «إنه سيكونُ فى أُمَّتى كذَّابُون ثلاثون ، كلُّهم يَزْعُمُ أنه نبىٌّ ، وأنا خاتمُ النبيِّين لا نبِىَّ بعدِى»[٣] .

وأخرَج أحمدُ عن حذيفةَ ، عن النبىِّ ﷺ قال : «فى أُمَّتى كذَّابون ودَجَّالُون سبعةٌ وعشرون ، منهم أربعُ نسوةٍ ، وإنى[٤] خاتَمُ النبيِّين لا نبىَّ بعدى»[٥] .

وأخرَج ابنُ أبى شيبةَ عن عائشةَ قالت : قولوا : خاتمَ النبيِّين . ولا تقولوا : لا نبىَّ بعدَه[٦] .

وأخرَج ابنُ أبى شيبةَ عن الشعبىِّ قال : قال رجلٌ عندَ المُغيرةِ بنِ شُعْبَةَ : صلَّى اللهُ على محمدٍ خاتَمِ الأنبياءِ لا نبىَّ بعدَه . فقال المغيرةُ : حَسْبُك إذا قلتَ : خاتَمِ الأنبياءِ . فإنا كنا نُحَدَّثُ أن عيسى خارِجٌ ، فإن هو خرَجَ فقد كان قبلَه وبعدَه[٧] .

وأخرَج ابنُ الأنبارىِّ فى «المصاحفِ» عن أبى عبدِ الرحمنِ السُّلَمىِّ قال : كنت أُقْرِئُ الحسنَ والحسينَ ، فمرَّ بى علىُّ بنُ أبى طالبٍ وأنا

---

(١) فى الأصل ، ح ١ : « يتعجبون » .

(٢) أحمد ٣٥/ ١٦٧، ١٦٨ (٢١٢٤٣) ، والترمذى (٣٦١٣) . صحيح (صحيح سنن الترمذى - ٢٨٥٨) .

(٣) الحديث عند أبى داود (٤٢٥٢) . صحيح (صحيح سنن أبى داود - ٣٥٧٧) .

(٤) فى الأصل ، ح ١ : « أنا » .

(٥) أحمد ٣٨/ ٣٨٠ (٢٣٣٥٨) . وقال محققوه : إسناده صحيح .

(٦) ابن أبى شيبة ٩/ ١٠٩، ١١٠ .

(٧) ابن أبى شيبة ٩/ ١١٠ .

أَقرِئُهما : (١)(وخاتِمَ النبيين)(١) . فقال لى : أَقْرِئْهما : ﴿وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـنَۗ﴾ . بفتحِ التاءِ .

قولُه تعالى : ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾﴾ .

أخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ المنذرِ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ . يقولُ : لا يَفْرِضُ على عبادِه فريضةً إلا جعَلَ لها حدًّا معلومًا ، ثم عَذَرَ أهلَها فى حالِ عُذْرٍ ، غيرَ الذكرِ فإن اللهَ لم يجعَلْ له حدًّا يُنْتَهَى إليه ، ولم يَعْذِرْ أحدًا فى تركِه إلا مغلوبًا على عَقْلِه فقال : اذكُرُوا اللهَ قيامًا وقعودًا وعلى جنوبِكم ، باللَّيلِ والنهارِ ، فى البَرِّ والبحرِ ، فى السَّفَرِ والحَضَرِ ، فى الغِنَى والفقرِ ، والصِّحَّةِ والسَّقَمِ ، والسِّرِّ والعلانيةِ ، وعلى كلِّ حالٍ ، وقال : ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ ، فإذا فعَلْتُم ذلك صلَّى عليكم هو وملائكتُه ، قال اللهُ تعالى : ﴿هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَـٰٓئِكَتُهُۥ﴾(٢) .

وأخرَج ابنُ أبى حاتمٍ عن مقاتلٍ فى قولِه : ﴿ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ /ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ . ٢٠٥/٥ قال : باللِّسانِ ؛ بالتسبيحِ ، والتكبيرِ ، والتهليلِ ، والتحميدِ ، واذكُرُوه على كلِّ حالٍ ، ﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا﴾ . يقولُ : صلُّوا للهِ ﴿بُكْرَةً﴾ : بالغداةِ ، ﴿وَأَصِيلًا﴾ : بالعَشِىِّ .

وأخرَج أحمدُ ، والترمذىُّ ، والبيهقىُّ ، عن أبى سعيدٍ الخدرىِّ ، أن

(١ - ١) سقط من : ص ، ف ١ ، م . وهى قراءة نافع وابن كثير وأبى عمرو وابن عامر وحمزة والكسائى وأبى جعفر ويعقوب وخلف . وقرأ بفتح التاء عاصم . النشر ٢/ ٢٦١.

(٢) ابن جرير ١٩/ ١٢٤.

1

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ○ پاکستان

'B

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے خوبصورت بنائے مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ لوگ اس کے اردگرد چکر لگائیں۔ اسے دیکھ کر خوش ہوں اور کہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ میں وہ اینٹ ہوں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔ (1)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انبیاء میں میری مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے حسین وجمیل و مکمل کرے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے، وہ اینٹ اس جگہ نہ رکھے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگانے لگیں اور اس سے خوش ہوں اور کہیں کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہوتی۔ میں انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میری امت میں ستائیس دجال و کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ کہو خاتم النبیین یہ نہ کہو لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس یہ کہا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تو نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو تیرے لیے یہ کافی ہے کیونکہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں۔ اگر وہ تشریف لائیں تو ایک اعتبار سے پہلے اور ایک اعتبار سے بعد میں ہوئے۔ (5)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو پڑھایا کرتا تھا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے مجھے فرمایا انہیں خاتم النبیین (تاء کے فتح کے ساتھ) پڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾

”اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے“۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 312، دار صادر بیروت 2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 89 (3613)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 396، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لا نبی بعد النبی ﷺ، جلد 5، صفحہ 336 (26653)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337 (26654)

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirab al-sa'ah

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

١٣٠١ھ

کیا جاوے جس سے صریح نقصان عقل ناقل نقل مذکور معلوم ہوتا ہے تو ایک
مستقل کتاب بنتی ہے مگر مین نے بفحواے قول خدا خذ العفو وأمر بالعرف
واعرض عن الجاهلین اوس سے اعراض کیا یہہ قول اس قائل کا باطل ہے بلکہ
کفر ہے حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے ہان لا نبی بعدی آیا ہے اسکے
معنی نزدیک اہل علم کے یہہ ہین کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاویگا سبکی نے
اپنی تصنیف مین صراحت کی ہے اسبات کی کہ عیسے علیہ السلام ہمارے ہی نبی کی
شریعت کا حکم دینگے قرآن وحدیث کی روسے اس سے یہہ امر راجح سمجھا جاتا ہے
کہ وہ سنت کو جناب نبوت سے بطریق مشافہہ کے بغیر کسی واسطے کے یا بطریق وحی
والہام کے حاصل کرینگے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب انہون نے
بہت حدیثین روایت کرنا شروع کیا اور لوگون نے اونپر انکار کیا تو انہون نے
کہا اگر عیسے بن مریم میرے مرنے سے پہلے اوترین اور مین اونکو حدیث کی روایت
کرون رسول خدا صلعم سے تو وہ میری تصدیق کرینگے یہہ دلیل ہے اس بات پر
کہ وہ عالم جمیع علوم سنت نبی صلعم کے ہونگے اونکو اسکی حاجت نہوگی کہ وہ سنت کو
کسی امتی سے اخذ کرین یہانتک کہ ابو ہریرہ جنہون نے خود جناب رسالت سے احادیث
کو سنا ہے وہ بہی محتاج اونکی تصدیق کے ہین انتہے مین کہتا ہون اس تکلیف کی
کیا ضرورت ہے کہ وہ بلا واسطہ علم سنت کو مشافہۃً حاصل کرینگے کوئی حدیث صحیح
اس باب مین اگر ملے تو تو یہہ بات ٹہیک ہے ورنہ قرآن وکتب سنت جو آج دنیا
مین موجود ہین اور قیامت تک باقی رہینگی دریافت حکم خدا ورسول کے لئے کافی
ہین انکے ہوتے ہوئے باین سند متصل مرفوع ضرورت اخذ بالمشافہہ کی کیا ہے یہہ

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

هذا تذييل لطيف يحتوي على ما زاد على الاصل من اللغات او المعاني

وتيسير الاطلاع عليها بعد ترتيب الكتاب وترصيف المباني الذي يدعى

تكملة مجمع البحار
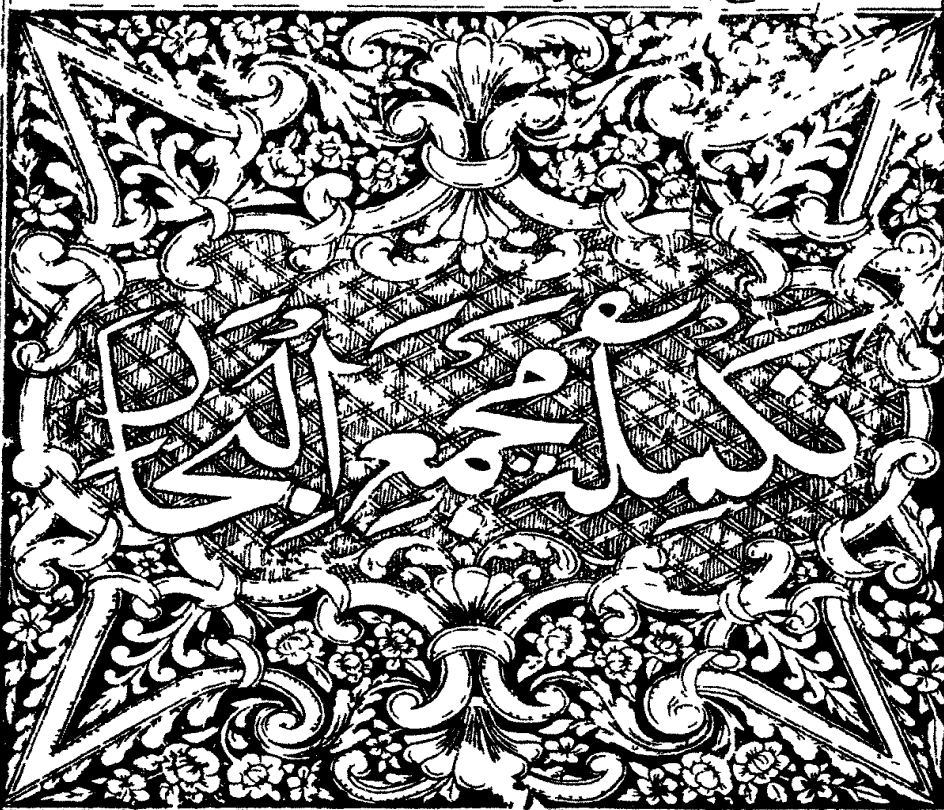
في غرائب التنزيل ولطائف الاخبار تاليف الفاضل الورع الماهر

شمس المفاخر مولانا الشيخ محمد طاهر افاض الله علينا من بركاته

طبع في لكهنؤ في مطبع العالي المنشي نول كشور ذي المعالي

المخالفة **مغيث** ف ح عيسى انه يقتل الخنزير ويكسر الصليب **جزيد** في الحال الى يزيد في حلال نفسه بان
يتزوج ويولد له وكان لم يتزوج قبل رفعه الى السماء فزاد بعد الهبوط في الحال فح يومن كل احد من اهل الكتاب للتيقن بانه بشر وعن عائشة
قولوا انه خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبي بعده وهذا ناظر الى نزول عيسى وهذا ايضا لا ينافي ح لا نبي بعدي لانه
اراد لا نبي ينسخ شرعه **ق** ح لا يزيد في رمضان ولا في غيره على احد عشر ركعة مر في بدع **فضل** فيه اياكم
و زي العجم وانباء والهبة من زينته **حرف السين** **ساشح** السؤر عند الفقهاء لعاب الحيوان
او الطوبة شم و مذهبنا ان سؤر جميع الحيوان ا و غيره طاهر غير مكروه الا الكلب والخنزير **فيه**
ان المسئلة كذا لا ان يسال سلطانا او في امر لا بد منه **غير** اي يسال ذا حكم بيده بيت المال فانه يسال حقه من بيت
المال وليس هو استعانة اموال بيد السلاطين الظلمة وقد اختلفوا في عطية السلطان ثانيها ان غلب الحرام
في يده حرمت و لا يحل ان تركن في القابض بما نعه من المال تحقاق قوله في امر لا بد منه من حمالة او جائحة
او فاقة ويجيء في سلطا **ق** ح لو قلت نعم لوجبت في كل عام فنزلت لا تسالوا عن اشياء وقيل نزلت حين
سالوا عن اسلافهم حتى قال حذافة من ابي وقيل حين سالوا عن الايات وحاصله انها نزلت بسبب كثرة
السوال على الاستهزاء او الامتحان او التعنت عن شيء لو لم يسال عنه لكان على الاباحة **سيل** ما المسئول
عنها باعلم من السائل يقال سالته عن زيد كما يقال سالته عنها ويتم في علم **سيل** المسئلة ان ترفع
يديك حذو منكبيك او نحوهما والاستغفار ان تشير باصبع واحدة والابتهال ان تمد يديك اي ادب السؤال
وطريقه ان ترفع اليدين الى المنكبين وتبسطهما الى السماء وادب الاستغفار الاشارة بالسبابة سبا للنفس
الامارة والشيطان والتعوذ منهما ولعله اراد بالابتهال دفع ما يتصوره من مقابلة العذاب فيجعل يديه
كالترس ليستره من المكروه **حاشيه** ليسال احدكم ربه حاجته كلها حتى شسع نعله اي ليطلب
من مولاه وان كان المطلوب قليلا لا من غيره لان السؤال ذل الا من مولاه **ز** فان السؤال من المولى عز ولو
فرض انه ذل فالذل عند المولى غاية المرام الهنا انت العزيز وانا الفقير الذليل الارذل الاحقر المحيط بجوانبه
الجفن فيا رب العرش العظيم اغفر لنا الذنب العظيم وتب علينا انك انت التواب الرحيم واغفر ا لكل
من به يا قريبا ... تسلم ضمير المفعول لابن سيرين ... عنه ثم سلم وتبيت الجواب ابن سيرين
غير فجعل يصلي ركعتين ركعتين ويسال عنها حتى تجلي الشمس اي يسال الله تعالى بالدعاء ان يكشف
عنها او يسال الناس كلما صلى ركعتين هل انجلت فالمراد بتكرير الركعتين المرات **سيل** فيسالهم بهم
ما يقول عبدي سره التعريض بقول الملئكة اتجعل فيها من يسفك الدماء **ق** قال على لسائل يوم عرفة
افي هذا اليوم وفي هذا المكان تسال غير الله اي هذا اليوم والمكان ينافيان السوال عن غير الله ويلحق به
السؤال في المساجد لانها لم تبن لغير العبادة **شرح** سال يتعدى الى اثنين بنفسه والى الثاني بحرف
ظاهرا ومقدر نحو لا يسال حميم حميما اي عن حميم وبحرف استفهام نحو سل بني اسرائيل كم اتيناهم وقد يقتصر

هذا تذييل من المصنف محتو على ما زاد على الأصل من اللغات أو المعانى و تيسر الاطلاع عليها بعد ترتيب الكتاب و ترصيف المبانى الذى يدعى

تكملة

مجمع بحار الأنوار

في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار

تاليف

الفاضل الورع الماهر شمس المفاخر مولانا الشيخ محمد طاهر

أفاض الله علينا من بركاته

فى شرح المختصر الحاجبية : و استدل على إفادة مفهوم الصفة لقوله تعالى « استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم » فقال عليه السلام : لأزيدن على السبعين ، فهم أن ما زاد على السبعين حكمه بخلاف السبعين ، الجواب منع فهم ذلك ، لأن ذكر السبعين للمبالغة ، و ما زاد على السبعين مثله فى الحكم و هو مبادرة عدم المغفرة ، فكيف يفهم منه المخالفة . مغيث : فى ح عيسى أنه يقتل الخنزير و يكثر الصليب و "يزيد" فى الحلال ، أى يزيد فى حلال نفسه بأن يتزوج و يولد له ، و كان لم يتزوج قبل رفعه إلى السماء فزاد بعد الهبوط فى الحلال فحينئذ يؤمن كل أحد من أهل الكتاب لليقين بأنه بشر ، و عن عائشة : قولوا : إنه خاتم الأنبياء ، و لا تقولوا : لا نبى بعده ، و هذا ناظر إلى نزول عيسى ، و هذا أيضا لا ينافى ح : لا نبى بعدى ، لأنه أراد لا نبى ينسخ شرعه . و ح : لا يزيد فى رمضان و لا فى غيره على إحدى عشرة ركعة - مر فى بدع .

[زيي] فضل ١٠ : فيه : إياكم و "زى" العجم ! هو اللباس و الهيئة ، من زييته .

حرف السين

سأ

[سؤر] ش ح : "السؤر" عند الفقهاء لعاب الحيوان و رطوبة فمه ، و مذهبنا أن سؤر جميع الحيوان سباعا أو غيره طاهر غير مكروه إلا الكلب و الخنزير .

[سأل] فيه : إن المسألة كد إلا أن "يسأل" سلطانا أو فى أمر لابد منه . غير : أى يسأل ذا حكم بيده بيت المال ، فانه يسأل حقه من بيت المال ، و ليس هو استباحة أموال بيد سلاطين الظلمة ، و قد اختلفوا فى عطية السلطان[1] ثالثها إن

(١) زيد بهامش الطبعة الأولى بعلامة النسخة : على ثلاثة أقوال .

الإمام الحافظ

أبي بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم أبي شيبة العبسي

١٥٩ - ٢٣٥ هـ

تحقيق

أبي محمد أسامة بن إبراهيم بن محمد

المجلد الثامن

الطب - الأشربة - العقيقة - الأطعمة - اللباس - الأدب

٢٣٨٦٥ - ٢٧٢٤٤

الناشر
الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

٢٧١٦٩- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَىٰ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ، عَن مَنْصُورٍ، عَن مُجَاهِدٍ، عَن سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: ٱنْقَطَعَ قُبَالُ عُمَرَ فَقَالَ: إِنَّا للهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، أَفِي قُبَالِ نَعْلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كُلُّ شَيْءٍ أَصَابَ الْمُؤْمِنَ يَكْرَهُهُ، فَهُوَ مُصِيبَةٌ[١].

٢٢٠- مَنْ كَرِهَ أَنْ يَقُولَ: لاَ نَبِيَّ بَعْدَ النَّبِيِّ [ﷺ]

٢٧١٧٠- حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، [عن محمد][٢]، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُولُوا: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَلاَ تَقُولُوا: لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ[٣]. ١٠٩/٩

٢٧١٧١- حَدَّثَنَا أبو أُسَامَةَ، عَنْ مَجَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرٌ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ عَنْدَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ: صَلَّىٰ اللهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ، لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ قَالَ الْمُغِيرَةُ: حَسْبُكَ إِذَا قُلْت: خَاتَمُ الأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّا كُنَّا نُحَدَّثُ، أَنَّ عِيسَىٰ خَارِجٌ، فَإِنْ هُوَ خَرَجَ، فَقَدْ كَانَ قَبْلَهُ وَبَعْدَهُ[٤].

٢٢١- فِي قَتْلِ النَّمْلِ

٢٧١٧٢- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَن يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ، عَن قَتْلِ النَّمْلِ وَالنَّحْلِ[٥].

٢٧١٧٣- حَدَّثَنَا أبو بكر قال: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، [عن سفيان][٦]، عَن حَمَّادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِذَا آذَاكَ النَّمْلَ فَاقْتُلْهُ.

---

(١) قد ٱختلف في رواية ابن المسيب عن عمر ﷺ، فقيل: لم يدركه، وقيل: أدركه صغيرًا، وسمع منه يسيرًا.

(٢) زيادة من الأصول سقطت من المطبوع.

(٣) إسناده مرسل محمد بن سيرين لم يسمع من عائشة رضي الله عنها كما قال أبو حاتم وغيره.

(٤) إسناده ضعيف. فيه مجالد بن سعيد وهو ضعيف.

(٥) إسناده مرسل. الزهري من صغار التابعين.

(٦) زيادة من الأصول سقطت من المطبوع.

الجــــــزء الثاني من الفتوحات المكية تاليف الشيخ
الاكبر امام اهل الحقيقة سيدي محيي الدين بن
العربي تغمده الله برحمته واسكنه فسيح
جنته بمنه وكرمه امين امين
بجاه سيد
المرسلين
تم

على قلب الخليل لنا رجال ... سباعية كآساد العرين
وخمسة انفس لهم ثبات ... بقلب الطاهر الروح الامين
وميكائيل يتلوه ثلاث ... تمسكهن بالحبل المتين
واسرافيل يتبعه وحيد ... بقلب قد تفنن فى الفنون
تقلقلهم عن التثبيت خمس ... ولولا هن كانوا فى سكون
وينصرنى على الاشرالذ وترى ... تلقى نصر ذلك باليمين
نجيب من ثمانية كرام ... وثنتا عشرة نقباء دين
اقاليم البلاد لها رجال ... على التمثيل فى رأى العيون
وتحرسنا بأربعة رجال ... من الاوتاد فى الحصن الحصين
اماما العالمين هما وزيرا ... ملك العالم القطب المكين
وستة انفس لجهات ست ... اتمتهن من نور وطين
فهذا الرمز ان فكرت فيه ... ترى سر الظهور مع الكمون

اعلم ايدنا الله واياك ان هذا الباب يتضمن اصناف الرجال الذين يحصرهم العدد اولاهم اهل الكمال العرفانى فى الرتبة العلية المخصوصة بالابناء النجباء الذين اولهم الصاد المثلث المختوم بالراء وآخرهم الذى اوله الميم المخمس الذى ختم بالراء اربعة كل يوم له سفر خاص به ختم الامر نصر من الله وفتح قريب والذين لا توقت لهم ويتضمن المسائل التى لا يعلمها الا الاكابر من عباد الله الذين هم فى زمانهم بمنزلة الانبياء فى زمان النبوة وهى النبوة العامة فان النبوة التى انقطعت بوجود رسول الله صلى الله عليه وسلم انما هى نبوة التشريع لا مقامها فلا شرع يكون ناسخا لشرعه صلى الله عليه وسلم ولا يزيد فى شرعه حكما آخر وهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدى ولا نبى اى لا نبى بعدى يكون على شرع يخالف شرعى بل اذا كان يكون تحت حكم شريعتى ولا رسول اى ولا رسول بعدى الى احد من خلق الله بشرع يدعوهم اليه فهذا هو الذى انقطع وسد بابه لا مقام النبوة فانه لا خلاف ان عيسى عليه الصلاة والسلام نبى ورسول وانه لا خلاف أنه ينزل فى آخر الزمان حكما مقسطا عدلا بشرعنا لا بشرع آخر ولا بشرعه الذى تعبد الله به بنى اسرائيل من حيث ما نزل هو به بل ما ظهر من ذلك هو ما قرره شرع محمد صلى الله عليه وسلم ونبوة عيسى ثابتة له محققة فهذا نبى ورسول قد ظهر بعده صلى الله عليه وسلم وهو الصادق فى قوله انه لا نبى بعده فعلمنا قطعا أنه يريد نبوة التشريع خاصة وهى المعبر عنها عند أهل النظر بالاختصاص وهو المراد بقولهم ان النبوة غير مكتسبة * (وأما القائلون باكتساب النبوة فانهم يريدون بذلك حصول المرتبة عند الله المختصة من غير تشريع لا فى حق انفسهم ولا فى حق غيرهم فمن لم يعقل النبوة سوى عين التشريع ونصب الاحكام قال بالاختصاص ومنع الكسب فاذا وقفت على كلام أحد من اهل الله اصحاب الكشف يشير بكلامه الى الاكتساب كأبى حامد الغزالى وغيره فليس مرادهم سوى ما ذكرناه وقد بينا هذا فى فضل الصلاة على النبى صلى الله عليه وسلم فى آخر باب الصلاة من هذا الكتاب وهؤلاء هم المقربون الذين قال الله فيهم عينا يشرب بها المقربون وبه وصف الله نبيه عيسى عليه السلام فقال وجيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين وبه وصف الملائكة فقال ولا الملائكة المقربون ومعلوم قطعا أن جبريل كان ينزل بالوحى على رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يطلق عليه فى الشرع اسم نبى مع انه بهذه المثابة فالنبوة مقام عند الله يناله البشر وهو مختص بالاكابر من البشر يعطى للنبى المشرع ويعطى للتابع لهذا النبى المشرع الجارى على سنته قال الله تعالى ووهبنا له أخاه هرون نبيا فاذا نظر الى هذا المقام بالنسبة الى التابع وانه باتباعه

مايبتدأ به فى كل عين والامر الآخر مايبتدأ به على الاطلاق فى الجملة ومعناه ماأول اسم يطلب
ان يظهر أثره فى هذه الاعيان فاعلم ان ذلك الاسم هو الوهاب خاصة فى الجملة وفى عين عين لا فرق
وهو اسم احدثته الهبات لهذه الاعيان من حيث فقرها فلما انطلق عليها اسم مظهر وقد كانت عرية
عن هذا الاسم ولم يجب على الغنى ان يجعلها مظاهر له طلبت هذه النسبة الاسم الوهاب ولهذا
لا نجعله علة لشئ لان العلة تطلب معلولا كما يطلب المعلول علة والغنى لا يتصف بالطلب اذا فلا يصح
أن يكون علة والوهب ليس كذلك فانه امتنان على الموهوب له وان كان الوهب له ذاتيا فانه لا يقدح
فى غناه عن كل شئ والذى يبتدأ به من الوهب اعطاء الوجود لكل عين حتى وصفها بما لا
تقتضيه عينها فأول مايبتدأ به من الاعيان ماهو أقرب مناسبة للاسماء التى تطلب التنزيه ثم بعد
ذلك يظهر سلطان الاسماء التى تطلب التشبيه فالاسماء التى تطلب التنزيه هى الاسماء التى تطلب الذات
لذاتها والاسماء التى تطلب التشبيه هى الاسماء التى تطلب الذات لكونها الها فأسماء التنزيه
كالغنى والاحد ومايصح ان ينفرد به واسماء التشبيه كالرحيم والغفور وكل مايمكن ان يتصف به
العبد حقيقة من حيث ماهو مظهر لا من حيث ماهو عينه لانه لو اتصف به من حيث عينه لكان له
الغنى ولا غنى له اصلا فاذا اتصفت هذه الاعيان التى هى المظاهر بمثل الغنى او تسمت بالغنى فيكون
معنى ذلك الغنى بالله عن غيرها من الاعيان لا ان العين غنى بذاته وكذا كل اسم تنزيه فلها هذه
الاسماء من حيث ماهى مظاهر فان كان المسمى لسان الظاهر فيها فهو كونه الها فهو أقرب
نسبة الى الذات من لسان المظهر فيها اذا تسمى بالغنا فالمظهر لا يزول عنه اسم الفقر مع وجود اسم
الغنى المقيد له والظاهر فيه اذا تسمى بالغنى يصح له لانه يعطى جودا ومنة وهو الوهاب الذى يعطى
لينعم وقد يعطى ليعبد فلا يكون هذا اعطاء تنزيه بل هو عطاء عوض ففيه طلب قال تعالى وما خلقت
الجن والانس الا ليعبدون فاعطاء هذا الخلق اعطاء طلب لا اعطاء هبة ومنة واعطاء الواهب اعطاء
انعام لا لطلب شكر ولا عوض يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذكور او يزوجهم ذكرانا واناثا
وهو الخنثى ثم وصف نفسه فى ذلك بأنه عليم قدير وهو وصف يرجع اليه ما طلب منهم فى ذلك عوضا
كما طلب فى قوله وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون بمنزلة خلقهم له ماهو منزلة خلقهم لهم
لخلقهم لهم من اسماء التنزيه وخلقهم له من اسماء التشبيه وهذا القدر كاف فى الغرض
* (السؤال الخامس والعشرون) ما بدء الوحى * الجواب انزال المعانى المجردة العقلية فى القوالب
الحسية المقيدة فى حضرة الخيال فى نوم كان او يقظة وهو من مدركات الحس فى حضرة المحسوس مثل
قوله فتمثل لها بشرا سويا وفى حضرة الخيال كما ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم العلم فى صورة اللبن
وكذلك اول رؤياه قالت عائشة اول مابدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحى الرؤيا فكان
لا يرى رؤيا الا خرجت مثل فلق الصبح وهى التى ابقى الله على المسلمين من اجزاء النبوة فما ارتفعت النبوة
بالكلية لهذا قلنا انما ارتفعت نبوة التشريع فهذا معنى لا نبى بعده وكذلك من حفظ القرآن فقد
أدرجت النبوة بين جنبيه فقد قامت به النبوة بلا شك فعلمنا ان قوله لا نبى بعده اى لا مشرع خاصة
لانه لا يكون بعده نبى فهذا مثل قوله اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده
ولم يكن كسرى وقيصر الا ملك الفرس والروم وما زال الملك من الروم ولكن ارتفع هذا الاسم مع
وجود الملك فيهم وتسمى ملكهم باسم آخر بعد هلاك قيصر وكسرى كذلك اسم النبى زال بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم فانه زال التشريع المنزل من عند الله بالوحى بعده صلى الله عليه وسلم فلا يشرع احد
بعده شرعا الا ما اقتضاه نظر المجتهدين من العلماء فى الاحكام فانه يتقرر رسول الله صلى الله عليه وسلم
صح حكم المجتهدين من شرعه الذى شرعه صلى الله عليه وسلم الذى يعطى المجتهد دليله وهو الذى
اذن الله به فما هو من الشرع الذى لم يأذن به الله فان ذلك كفر وافتراء على الله فان قلت هذا الذى

العلم والعمل والحال والزمان والمكان والقصد وملازمة العمل وتعينه قد علم كل أناس مشربهم
قال فرعون لموسى وهرون فمن ربكما ياموسى قال ربنا الذى أعطى كل شئ خلقه وهو الذى
يستحقه فالرب هو القاسم العطايا

(السؤال الثانى والثمانون) كم اجزاء النبوة * الجواب أجزاؤها على قدر آى الكتب المنزلة
والصحف والاخبار الالهية من العدد الموضوع فى العالم من آدم الى آخر نبى يموت مما وصل الينا
ومما لم يصل على أن القرآن يجمع ذلك كله فان النبى صلى الله عليه وسلم يقول فيمن حفظ القرءان
ان النبوة أدرجت بين جنبيه فهى وان كانت مجموعة فى القرءان فهى مفصلة معينة فى آى الكتب
المنزلة مفسرة فى الصحف متميزة فى الاخبار الالهية الخارجة عن قيد الصحف والكتب ويجمع
النبوة كلها أم الكتاب ومفتاحها بسم الله الرحمن الرحيم فالنبوة سارية الى يوم القيامة فى الخلق
وان كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من أجزاء النبوة فانه يستحيل أن ينقطع خبر الله وأخباره
من العالم اذ لو انقطع لم يبق للعالم غذاء يتغذى به فى بقاء وجوده قل لو كان البحر مدادا لكلمات
ربى الآية ولو أن ما فى الارض من شجرة أقلام الآية وقد أخبر الله تعالى أنه ما من شئ يريد ايجاده
الا يقول له كن فيكون فهذه كلمات الله لا تنقطع وهى الغذاء العام لجميع الموجودات فهذا جزء
واحد من أجزاء النبوة لا ينفد فأين أنت من باقى الاجزاء التى لها

(السؤال الثالث والثمانون) ما النبوة * الجواب النبوة منزلة بعينها رفيع الدرجات
ذو العرش ينزلها العبد بأخلاق صالحة وأعمال مشكورة حسنة فى العامة وتعرفها القلوب ولا تنكرها
النفوس وتدل عليها العقول وتوافق الاغراض وتزيل الامراض فاذا وصلوا الى هذه المنزلة فتلك
منزلة الانبياء الاولى المطلق لكل من حصل فى تلك المنزلة من رفيع الدرجات ذى العرش فان نظر
الحق من هذا الواصل الى تلك المنزلة نظر استنابة وخلافة ألقى الروح بالانباء من امره على قلب ذلك
الخليفة المعتنى به فتلك نبوة التشريع قال تعالى وكذلك أوحينا اليك روحا من امرنا ما كنت تدرى
وقال ينزل الملائكة بالروح من أمره على من يشاء من عباده فهى عامة لان من نكرة أن انذروا أنه
لا اله الا انا فاتقون نبوة خاصة هى نبوة التشريع يلقى الروح من أمره على من يشاء من عباده مثل ذلك
لينذر يوم التلاق يوم هم بارزون نبوة تشريع لا نبوة عموم نزل به الروح الامين على قلبك لتكون
من المنذرين والانذار مقرون أبدا بنبوة التشريع ولهذه النبوة هى تلك الاجزاء التى سأل عنها
والتى وردت فى الاخبار وأما النبوة العامة فأجزاؤها لا تنحصر ولا يضبطها عدد فانها غير موقتة
لها الاستمرار دائما دنيا وآخرة وهذه مسئلة أغفلها اهل طريقنا فلا أدرى عن قصد منهم كان ذلك
اولم يوقفهم الله عليها اوذكروها وما وصل ذلك الذكر الينا والله أعلم بما هو الامر عليه ولقد حدثنى
ابو البدر التماشكى البغدادى رحمه الله عن الشيخ بشير من سادتنا باب الازج عن امام العصر
عبد القادر أنه قال معاشر الانبياء اوتيتم اللقب وأوتينا ما لم تؤتوا فأما قوله اوتيتم اللقب اى حجر
علينا اطلاق لقب النبى وان كانت النبوة العامة سارية فى اكابر الرجال وأما قوله واوتينا ما لم
تؤتوا هو معنى قول الخضر الذى شهد الله له بعد الته وتقدمته فى العلم وأتعب الكليم المصطفى المقرب
موسى عليه السلام فى طلبه مع العلم بأن العلماء يرون أن موسى أفضل من الخضر فقال له ياموسى
أنا على علم علمنيه الله لا تعلمه أنت فهذا عين معنى قوله اوتينا ما لم تؤتوا وان أراد رضى الله عنه بالانبياء
ههنا انبياء الاولياء اهل النبوة العامة فيكون قد صرح بهذا القول ان الله قد أعطاه ما لم يعطهم
فان الله قد جعلهم فاضلا ومفضولا فمثل هذا لا ينكر

(السؤال الرابع والثمانون) كم أجزاء الصديقية * الجواب بضع وسبعون جزأ على عدد شعب
الايمان التى يجب على الصديق التصديق بها وليست الصديقية الا الاتباع والانبياء اصحاب

الفتوحات المكية

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل
خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق
و الدين أبي عبدالله محمّد بن علي المعروف بابن عربي
الحاتمي الطائي قدّس الله روحه و نوّر ضريحه آمين

الجزء الثانى

و ميكائيل يتلوه ثلاث تمسكهن بالحبل المتين
و إسرافيل يتبعه وحيد بقلب قد تفنن بالفنون
تقلقلهم عن التثبيت خمس و لولاهن كانوا في سكون
و ينصرني على الإشراك و ترى تلقى نصر ذلك باليمين
نجيب من ثمانية كرام و ثنتا عشرة نقباء دين
أقاليم البلاد لها رجال على التمثيل في رأى العيون
و تحرسنا بأربعة رجال من الأوتاد في الحصن الحصين
إماما العالمين هما وزيرا مليك العالم القطب المكين
و ستة أنفس لجهات ست أئمتهن من نور و طين
فهذا الرمز إن فكرت فيه ترى سر الظهور مع الكمون

اعلم أيدنا الله و إياك بروح منه أن هذا الباب يتضمن أصناف الرجال الذين يحصرهم العدد و الذين لا توقيت لهم و يتضمن المسائل التي لا يعلمها إلا الأكابر من عباد الله الذين هم في زمانهم بمنزلة الأنبياء في زمان النبوة و هي النبوة العامة فإن النبوة التي انقطعت بوجود رسول الله صلى الله عليه و سلم إنما هي نبوة التشريع لا مقامها فلا شرع يكون ناسخا لشرعه صلى الله عليه و سلم و لا يزيد في حكمه شرعا آخر و هذا معنى قوله صلى الله عليه و سلم إن الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي و لا نبي أي لا نبي بعدي يكون على شرع يخالف شرعي بل إذا كان يكون تحت حكم شريعتي و لا رسول أي لا رسول بعدي إلى أحد من خلق الله بشرع يدعوهم إليه فهذا هو الذي انقطع و سد بابه لا مقام النبوة فإنه لا خلاف إن عيسى عليه السلام نبي و رسول و أنه لا خلاف أنه ينزل في آخر الزمان حكما مقسطا عدلا بشرعنا لا بشرع آخر و لا شرعه الذي تعبد الله به بني إسرائيل من حيث ما نزل هو به بل ما ظهر من ذلك هو ما قرره شرع محمد صلى الله عليه و سلم و نبوة عيسى عليه السلام ثابتة له محققة فهذا نبي و رسول قد ظهر بعده صلى الله عليه و سلم و هو الصادق في قوله إنه لا نبي بعده فعلمنا قطعا أنه يريد التشريع خاصة و هو المعبر عنه عند أهل النظر بالاختصاص و هو المراد بقولهم إن النبوة غير مكتسبة و أما القائلون باكتساب النبوة فإنهم يريدون بذلك حصول المنزلة عند الله المختصة من غير تشريع لا في حق أنفسهم و لا في حق غيرهم فمن لم يعقل النبوة سوى عين الشرع و نصب الأحكام قال بالاختصاص و منع الكسب فإذا وقفتم على كلام أحد من

اسم تنزيه فلها هذه الأسماء من حيث ما هي مظاهر فإن كان المسمى لسان الظاهر فيها فهو كونه إلها فهو أقرب نسبة إلى الذات من لسان المظهر إذا تسمى بالغني فالمظهر لا يزول عنه اسم الفقر مع وجود اسم الغني المقيد له و الظاهر فيه إذا تسمى بالغنى يصح له لأنه يعطي جودا و منة و هو الوهاب الذي يعطي لينعم و قد يعطي ليعبد فلا يكون هذا عطاء تنزيه بل هو عطاء عوض ففيه طلب قال تعالى وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ فإعطاء هذا الخلق إعطاء طلب لا إعطاء هبة و منة و إعطاء الوهب إعطاء إنعام لا لطلب شكر و لا عوض يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ إِناثاً وَ يَهَبُ لِمَنْ يَشاءُ الذُّكُورَ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْراناً وَ إِناثاً و هو الخنثى ثم وصف نفسه في ذلك بأنه عَلِيمٌ قَدِيرٌ و هو وصف يرجع إليه ما طلب منهم في ذلك عوضا كما طلب في قوله وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ فمنزلة خلقهم له ما هو منزلة خلقهم لهم فخلقهم لهم من أسماء التنزيه و خلقهم له من أسماء التشبيه و هذا القدر كاف في الغرض

(السؤال الخامس و العشرون) ما بدء الوحي الجواب إنزال المعاني المجردة العقلية في القوالب الحسية المقيدة في حضرة الخيال في نوم كان أو يقظة و هو من مدركات الحس في حضرة المحسوس مثل قوله فَتَمَثَّلَ لَها بَشَراً سَوِيًّا و في حضرة الخيال كما أدرك رسول الله صلى الله عليه و سلم العلم في صورة اللبن و كذا أول رؤياه قالت عائشة أول ما بديء به رسول الله صلى الله عليه و سلم من الوحي الرؤيا فكان لا يرى رؤيا إلا خرجت مثل فلق الصبح و هي التي أبقى الله على المسلمين و هي من أجزاء النبوة فما ارتفعت النبوة بالكلية و لهذا قلنا إنما ارتفعت نبوة التشريع فهذا معنى لا نبي بعده و كذلك من حفظ القرآن فقد أدرجت النبوة بين جنبيه فقد قامت به النبوة بلا شك فعلمنا إن قوله لا نبي بعده أي لا مشرع خاصة لا أنه لا يكون بعده نبي فهذا مثل قوله إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده و إذا هلك قيصر فلا قيصر بعده و لم يكن كسرى و قيصر إلا ملك الروم و الفرس و ما زال الملك من الروم و لكن ارتفع هذا الاسم مع وجود الملك فيهم و تسمى ملكهم باسم آخر بعد هلاك قيصر و كسرى كذلك اسم النبي زال بعد رسول الله صلى الله عليه و سلم فإنه زال التشريع المنزل من عند الله بالوحي بعده صلى الله عليه و سلم فلا يشرع أحد بعده شرعا إلا ما اقتضاه نظر المجتهدين من العلماء في الأحكام فإنه بتقرير رسول الله صلى الله عليه و سلم صح فحكم المجتهد من شرعه الذي شرعه صلى الله عليه و سلم الذي يعطي المجتهد دليله و هو الذي أذن الله به فما هو من الشرع الذي لم يأذن به الله فإن ذلك كفر و افتراء على الله فإن قلت هذا الذي بديء به رسول الله صلى الله عليه و سلم من أين نقول إنه بدء الوحي قلنا لا شك و لا خفاء عند المؤمنين و الأولياء أن محمدا صلى الله عليه و سلم خصه الله بالكمال في كل فضيلة فمن ذلك أن خصه بكمال الوحي و هو استيفاء أنواعه و ضروبه و هو قوله عليه السلام أوتيت جوامع الكلم و بعث عامة فما بقي ضرب من الوحي إلا و قد نزل عليه به فلما كان بهذه المثابة و بديء صلى الله عليه و سلم بالرؤيا في وحيه ستة

أعين فكلما هو في خزائن الكرم فإن مفاتيحه تتضمنه فهو فيها مجمل و هو في الخزائن مفصل فإذا فتح بالأعمال تميزت الرتب و عرفت النسب و جاءت كل حقيقة تطلب حقها و كل علم يطلب معلومه

(السؤال الحادي و الثمانون) على من توزع عطايا ربنا الجواب على من حسن السيرة من الولاة و كل شخص وال بالولاية العامة و هي تولية القلب على القوي المعنوية و الحسية في نفسه و الولاية كل من له ولاية خارجة عن نفسه من أهل و ولد و مملوك و ملك فتوزع العطايا على قدر الولاية و قدر ما عاملهم به من حسن السيرة فيهم فإن كان الوالي من العلماء بالله الذين يكون الحق سمعهم و بصرهم فليس له حظ في هذه العطايا فإنها عطايا غني لفقراء و إنما يعطي من هذه صفته عطاء غني لغني ظاهر في مظهر فقير لما أعطى عن فقر ذاتي فأخذ هذا المعطى له من الاسم الله لا من الاسم الرب فما أعظم الغفلة على قلوب العباد هيهات متى تبلغ البشر درجة من لا يوصف بالغفلة و هم الملأ الأعلى الذين يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَ النَّهارَ لا يَفْتُرُونَ في غير ليل و لا نهار يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَ النَّهارِ وَ هُمْ لا يَسْأَمُونَ و كفى بالبشرية نقصا و اعلم أن العطايا تختلف باختلاف المستحقين فمنهم من يكون عطاؤه هو و منهم من يكون عطاؤه معرفته بنفسه و منهم من يكون عطاؤه ما هو منه فإن كان المستحق يقول بالاستحقاق الذاتي فلا يلزمه إلا شكر إيجاد العين حيث كان مظهرا له جل و تعالى و إن كان يقول بالاستحقاق العرضي و هو يرى أنه تعالى جعل له استحقاقا فهذا يتضاعف عليه الشكر فإنه دون الأول في المرتبة و إن كان المستحق يرى الاستحقاق للظاهر في مظهر ما من حيث ما هو ظاهر لذلك المظهر و لا يرى أن عينه تستحق شيئا فهذا لا يجب عليه شكر إلا إن أوجبه على نفسه كإيجاب الحق على نفسه في مثل قوله كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ فتتوزع العطايا على مقادير من توزع عليهم في العلم و العمل و الحال و الزمان و المكان و القصد و ملازمة العمل و مغبته قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُناسٍ مَشْرَبَهُمْ قال فرعون لموسى و هارون فَمَنْ رَبُّكُما يا مُوسى قالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ و هو الذي يستحقه فالرب هو القاسم العطايا

(السؤال الثاني و الثمانون) كم أجزاء النبوة الجواب أجزاء النبوة على قدر آي الكتب المنزلة و الصحف و الأخبار الإلهية من العدد الموضوع في العالم من آدم إلى آخر نبي يموت مما وصل إلينا و مما لم يصل على أن القرآن يجمع ذلك كله فإن النبي صلى الله عليه و سلم يقول فيمن حفظ القرآن إن النبوة أدرجت بين جنبيه فهي و إن كانت مجموعة في القرآن فهي مفصلة معينة في آي الكتب المنزلة مفسرة في الصحف متميزة في الأخبار الإلهية الخارجة عن قبيل الصحف و الكتب و يجمع النبوة كلها أم الكتاب و مفاتحها بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ فالنبوة سارية إلى يوم القيامة في الخلق و إن كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من أجزاء النبوة فإنه يستحيل أن ينقطع خبر الله و أخباره من العالم إذ لو انقطع لم يبق للعالم غذاء يتغذى به في بقاء وجوده قُلْ لَوْ كانَ الْبَحْرُ مِداداً لِكَلِماتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ

محيي الدين بن عربي

السفر الحادي عشر

تحقيق وتقديم
د. عثمان يحيى

تصدير ومراجعة
د. ابراهيم مدكور

المجلس الأعلى للثقافة

بالتعاون مع

معهد الدراسات العليا في السوربون

الهيئة المصرية العامة للكتاب

١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م

ويتضمَّن المسائل التى لا يعلمها إلاَّ الأَكابر من عباد الله ، الذين هم فى زمانهم
بمنزلة الأَنبياء فى زمان النبوَّة . وهى النبوَّة العامَّة .

(النبوة العامة ونبوة التشريع) 3

(٢٤٣) فإنَّ النبوَّة التى انقطعت بوجود رسول الله – صلَّى الله عليه وسلم
– إنَّما هى « نبوَّة التشريع » ، لا مقامها . فلا شَرْعَ يكون ناسخاً لشرعه –
صلَّى الله عليه وسلَّم – ولا يزيد فى حكمه شرعاً آخر . وهذا معنى قوله – 6
صلَّى الله عليه وسلَّم – : « إنَّ الرِّسَالَةَ والنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِى
وَلَا نَبِىَّ » أى لا نبىَّ بَعْدِى يكون على شرع يخالف شرعى . بل إذا كان ،
يكون تحت حكمِ شريعتى . « وَلَا رَسُولَ » = أى لا رسول بعدى إلى أحد 9
من خلق الله بشرع يدعوهم إليه . فهذا هو الذى انقطع وسُدَّ بابه ، لا مقام
النبوَّة .

1 ويتضمن : (الياء والتاء مهملتان K) ‖ المسائل K (الهمزة ساقطة) C : المسايل B ‖ التى : (مهملة K ، مطموسة B) ‖ يعلمها : (كذلك ، كذلك) ‖ إلا (همزة تحتية وشدة)B : الا C K ‖ الأكابر ... عباد : (مهملة تماما K ، الهمزة ساقطة K B C) ‖ الذين ... فى : (مهملة K) ‖ زمانهم : (الزاى مهملة K) ‖2 بمنزلة B C : بمنزله K (الباء مهملة) ‖ الانبياء C : الانبيآء B : الانبيا K (الياء مهملة) ‖ فى زمان : (مهملة ماعدا النون K) ‖ النبوة : (الباء بمثناة K) ‖ النبوة : (مهملة ماعدا التاء K) ‖ العامة C : العامه K : (مطموسة B) ‖ 4 فإن (همزة تحتية وشدة) B : فان K (الفاء مهملة) C ‖ التى انقطعت : (مهملة ماعدا التاء الأخيرة K) ‖ بوجود... عليه : (مهملة تماما K) ‖ 5 إنما (همزة تحتية شدة) B : أنما K (مهملة) ‖ التشريع : (الياء مهملة K) ‖ لامقامها : (القاف بموحدة والميم بنقطة K) ‖ فلا : (مهملة K) ‖ يكون : (الياء مهملة K) ‖ 6 عليه : (مهملة K) ‖ ولايزيد : (مهملة ماعدا الزاى K) ‖ فى : (مهملة K) ‖ آخر C B : اخر K ‖ قوله : (مهملة K) ‖ 7 عليه : (كذلك) ‖ إن(همزة تحتية وشدة) B : ان C K ‖ الرسالة C B : الرساله K ‖ والنبوة CB : والنبوه K (النون والباء مهملتان) ‖ قد ... بعدى : (جميع الحروف المعجمة مهملة K) ‖ 8 لانبى بعدى يكون : (كذلك) ‖ شرع ... بل : (كذلك) ‖ إذا (همزة تحتية)B : اذا C K ‖ 8 – 9 كان، يكون : (مهملة تماما K) ‖ 9 شريعتى : (الياء مهملة K) ‖ بعدى : (مهملة K) ‖ 10 من خلق : (مهملة K ، الخاء مطموسة B) ‖ بشرع : (الباء مطموسة B) ‖ يدعوهم : (مهملة K) ‖ 10 فهذا : (الفاء مهملة K) ‖ انقطع : (القاف بموحدة K) ‖ مقام : (مهملة K) ‖ 11 النبوة C B : النبوه K ‖

محيي الدين بن عربي

السفر الثاني عشر

تحقيق وتقديم
د. عثمان يحيى

تصدير ومراجعة
د. ابراهيم مدكور

المجلس الأعلى للثقافة

بالتعاون مع

معهد الدراسات العليا في السوربون

١٤٠٨ هـ - ١٩٨٨ م

حضرة الخيال كما أدرك رسول الله ـ صلّى الله عليه وسلم ـ [F. 41a]
« العلم فى صورة اللبن » وكذا « أوّلُ رُؤياه » . قالت عائشة :
« أوّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رسُولُ اللّهِ ـ ص ـ مِنَ ٱلوَحْيِ الرُّؤْيا فَكَان لاَ يَرَى رُؤْيَا 3
إلاّ خَرَجَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ » = وهى التى أبقى الله على المسلمين ، وهى
من أجزاء النبوّة .

(النبوة التى ارتفعت والنبوة التى أبقيت) 6

(١٣٢) فما ارتفعت النبوّة بالكلية . ولهذا قلنا : « إنّما ارتفعت
نبوّة التشريع » . فهذا معنى : « لانبىّ بعده » . ـ وكذلك « من حفظ
القرآن فقد أدرجت النبوّة بين جنبيه » = فقد قامت به النبوّة بلا شك . 9

1 حضرة CB : حضره K ‖ الخيال : (مهملة K) ‖ عليه : (كذلك) ‖ وسلم (اللام مشددة) : (الشدة ساقطة CK) ‖ 2 فى : (مهملة K) ‖ صورة CB : صوره K ‖ اللبن : (الباء مهملة K) ‖ أول (همزة فوقية وشدة) B (الهمزة ساقطة) C (الشدة ساقطة) : (الهمزة والشدة ساقطتان K) ‖ رؤياه C : رءياه BK ‖ قالت : (مهملة K) ‖ عائشة C : عايشة B : (مهملة تماما K) ‖ 3 مابدى‌ء CB : مابدى K ‖ به : (مهملة K) ‖ ص : صلى الله عليه وسلم .·. (مهملة K ، الشدة ساقطة ، احيانا C) ‖ من : (مهملة K) ‖ الرؤيا C : الرءيا BK ‖ فكان ... يرى .·. (مهملة K) ‖ رؤيا C : رءيا K (الياء مهملة B) ‖ 4 إلا (همزة تحتية وشدة) B : الا CK ‖ خرجت ... الصبح .·. (جميع الحروف المعجمة مهملة K سوى الحرف الأول : الخاء) ‖ التى ... المسلمين .·. (مهملة K سوى حرف النون الأخيرة ، الهمزة ساقطة فيه) ‖ 5 من : (النون مهملة K) ‖ أجزاء C : اجزا K (مهملة) : اجزآء (بالمد) B ‖ النبوة (بتشديد الواو) CB : النبوه K ‖ 7 فما : (مهملة K) ‖ 7 – 8 ارتفعت ... لا نبى بعده CK (إجمالا) : ارتفعت مع انه لا نبى بعده B ‖ 7 النبوة (بتشديد الواو) C : النبوه K : — B ‖ بالكلية (بتشديد اللام والياء) K (مهملة الشدة ساقطة) C (الشدة ساقطة) : — B ‖ 7 – 8 ولهذا ... نبوة (الواو مشددة) K (مهملة غالبا ، الهمزة ساقطة مع الشدة) C (الهمزة ساقطة) : — B ‖ 8 التشريع K (مهملة) C : — B ‖ فهذا معنى K (مهملة سوى الفاء) C : — B ‖ لانبى (بتشديد الياء) : CB (الشدة ساقطة K) ‖ بعده CB : (الباء مهملة K) ‖ وكذلك ... حفظ .·. (مهملة تماما K) ‖ 9 القرآن C : القران K (مهملة) : القرءان B ‖ فقد : (الفاء مهملة K ، القاف بموحدة) ‖ ادرجت (همزة فوقية) : (الهمزة ساقطة BK) ‖ النبوة (الواو مشددة) CB : النبوه K (الشدة ساقطة) ‖ بين : (مهملة K) ‖ فقد ... به .·. (مهملة K سوى التاء) ‖ النبوة (بتشديد الواو) CB (الشدة ساقطة K) ‖ بلا : (الباء مهملة K) ‖

فعلمنا أَنّ قوله : « لانبيٌّ بعده » أَى لا مُشَرِّعَ خاصّةً ، لا أَنّه لايكون بعده نبيٌّ . فهذا مثل قوله : « إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده ؛ وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده » = ولم يكن كسرى وقيصر إلاّ ملك الفرس والروم ، وما زال الملك من الروم ولكن ارتفع هذا الاسم مع وجود المُلْك فيهم ، وتَسَمّى مَلِكُهُمْ باسمٍ آخر ، بعد هلاك قيصر وكسرى .

(١٣٣) كذلك اسم النبى زال بعد رسول الله — صلّى الله عليه وسلم — فإنّه زال التشريع المنزل من عند الله بالوحى بعده — صلّى الله عليه وسلّم — فلا يَشْرَعُ أحدٌ بعده شرعاً ، إلاّ ما اقتضاه نظر المجتهدين من العلماء فى الأَحكام ؛ فإنّه بتقرير رسول الله — ص — صحّ (نظر المجتهد) فَحُكْم . المجتهد من شرعه الذى شَرَعه — ص — [F. 41b] الذى يعطى المجتهد دليله ، وهو الذى أذن الله به ؛

I فعلمنا : (الفاء مهملة K) ‖ أَن (همزة فوقية وشدة) B (الهمزة ساقطة) ؛ ان C K (الهمزة والشدة ساقطتان فيهما) ‖ قوله : (مهملة K) ‖ نبى (الياء مشددة) C B (الشدة ساقطة K) ‖ مشرع (بتشديد الراء) B : (الشدة ساقطة C K) ‖ خاصة : (بتشديد الصاد) C B (الشدة ساقطة فيه) : خاصه K (كذلك) ‖ أه (همزة فوقية وشدة) B .·. أنه C K (الهمزة والشدة ساقطتان فيهما) ‖ لا يكون بعده .·. + من يتصف بالنبوة B ‖ 2 نبى K (الشدة ساقطة) C :— B ‖ فهذا : (الفاء مهملة K) ‖ مثل قوله .·. (مهملة K) ‖ إذا (همزة تحتية) B : اذا C K ‖ 2 فلا . . . بعده .·. (مهملة K) ‖ وإذا (همزة تحتية) : (الهمزة ساقطة C B K) ‖ 2 — 3 قيصر ... قيصر .·. (مهملة K) ‖ 3 — 4 يكن ... ومازال .·. (مهملة K ، الهمزة ساقطة مع الشدة C K) ‖ 3 وقيصر K (مهملة) C : ولاقيصر B ‖ ملك : (كذا فى جميع الأصول ، والصواب : ملكى ، والكلمة مشكلة فى اصل B بفتح الميم واللام ، سهوا) ‖ الفرس والروم B : ص C K (= الروم والفرس) ‖ 4 — 5 من الروم .·. باسم .·. (مهملة غالبا K) ‖ 4 ولكن C B : ولاكن K (مهملة) ‖ 5 ملكهم C K : مليكهم B ‖ آخر C B : اخر K ‖ بعد ، قيصر .·. (مهملة K) ‖ 6 كذلك ... فإنه (همزة تحتية وشدة) .·. (مهملة غالبا K ، الهمزة ساقطة مع الشدة C K) ‖ 7 التشريع : (مهملة K) ‖ المنزل ... بالوحى K (مهملة جزئيا) C : — B ‖ 8 بعده : (مهملة K) ‖ صلى ... وسلم K (مهملة) C :— B ‖ 8 — 9 فلا يشرع ... الأحكام (همزة فوقية) .·. (مهملة غالبا K ، الهمزة ساقطة مع الشدة فيه ، احيانا C) ‖ 8 فإنه (همزة تحتية وشدة) B : فانه K (الفاء مهملة) C ‖ 8 — 9 بتقرير ... وسلم (بتشديد اللام) .·. (مهملة K ، الشدة ساقطة فيه) ‖ 9—10 الذى شرعه ... الله به C K (اجمالا) : الذى ان اذن الله به B ‖ 9 شرعه K (مهملة) C : — B ‖ 10 ص : صلى الله عليه وسلم K (مهملة K ، الشدة ساقطة فيه) C : — B ‖ الذى ... دليله K (مهملة سوى الذال) C :— B ‖ وهو الذى C K : الذى B ‖ اذن : (النون مهملة K ، الهمزة ساقطة B K) ‖

فهى (أى أجزاء النبوّة) وإن كانت مجموعة فى القرآن ، فهى مفصّلة معيّنة فى آى الكتب المنزّلة ، مُفَسَّرَةٌ فى الصحف ، متميّزةٌ فى الأَخبار [F. 109b] الإِلٰهية الخارجةِ عن قَبِيل الصحف والكتب . ويجمع النبوّة كلّها « أُمّ الكتاب » ومفتاحُها « بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ » .

(كلمات الله لا تنقطع وهى الغذاء العام لجميع الموجودات)

(٣٥٧) فالنبوّة سارية إلى يوم القيامة فى الخلق ، وإن كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من أجزاء النبوّة . فإنّه يستحيل أن ينقطع خَبَرُ الله وإخباره من العالَم ، إذ لو انقطع لم يبق للعالَم غذاء يتغذّى به فى بقاء وجوده . — ﴿ قُلْ لَوْ كَانَ ٱلْبَحْرُ مِدَاداً لِكَلِمَاتِ رَبِّى لَنَفِدَ ٱلْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّى وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَداً ﴾ .

1 فهى ... كانت .·. (مهملة تماما K ، الهمزة ساقطة C K) ‖ مجموعة : (الجيم مهملة K) ‖ فى : (مهملة K) ‖ القرآن C : القران K (مهملة تماما) : القرءان B ‖ فهى : (مهملة K) ‖ مفصلة (بتشديد الصاد) C B (الشدة ساقطة فيه) : مفصله K ‖ معينة (الياء مشددة) C B (الشدة ساقطة فيه) : معينه K (الياء بموحدة ، الشدة ساقطة) ‖ فى : (مهملة K) ‖ 2 المنزلة (الزاى مشددة) C B (الشدة ساقطة فيه) : المنزله K ‖ الإلهية (همزة تحتية ومد) : الالاهية K : الالهية C B ‖ 3 الخارجة : (مهملة تماما K) ‖ قبيل : (مهملة K سوى القاف التى هى بموحدة) ‖ الصحف : (القاء على الطريقة المغربية K) ‖ النبوة (الواو مشددة) : (الشدة ساقطة K) ‖ أم الكتاب : (إشارة من بعيد إلى آية ٣٩ من سورة الرعد وآية ٤ من سورة الزخرف) ‖ 4 بسم ... الرحيم : (آية فقط من سورة الفاتحة) ‖ بسم : (مهملة K) ‖ الرحيم : (مهملة K) ‖ 6 فالنبوة ... فى .·. (جميع الحروف المعجمة مهملة سوى النون والياء K ، الشدة ساقطة فيه ، كذلك الهمزة C K) ‖ الخلق : (القاف بموحدة K) ‖ 6 — 7 وإن (همزة تحتية) ... انقطع .·. (مهملة K سوى التاء والشين ، الهمزة ساقطة C B K) ‖ 7 فالتشريع ... وإخباره (همزة تحتية) من .·. (مهملة جزئيا K ، الهمزة ساقطة فيه ، أحيانا C B ، كذلك الشدة C K) ‖ أجزاء : اجزآء (بالمد) B ‖ 8 وإخباره (همزة تحتية) : وإخباره (همزة فوقية) C ‖ 8 — 10 إذ (همزة تحتية) ... مدداً .·. (مهملة جزئيا K ، الهمزة ساقطة فيه ، أحيانا C B ، كذلك الشدة C K ، القاف بموحدة أحياناً K) ‖ 8 — 9 غذاء ، بقاء : غذآء ، بقآء (بالمد) B ‖ 9 — 10 قل ... مددا : (الكهف ، ١٠٩ — 18/109) ‖ 10 جئنا : جيئا B ‖

الفتوحات المكية

للشيخ

محيي الدين بن عربي

٥٦٠ - ٦٣٨ هـ

قدم له

الدكتور محمود مطرجي

إشراف

مكتب البحوث والدراسات

الجزء الثالث

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

وميكـائيـل يتلـوه ثـلاث ... تمسكهـنّ بـالحبـل المتيـن
وإسـرافيـل يتبعـه وحيـد ... بقلـب قـد تفنـن بـالفنـون
نقلقلهـم عـن التثبيـب خمـس ... ولـولاهـنّ كـانـوا فـي سكـون
وينصـرنـي علـى الإشـراك وتـري ... تلقـي نصـر ذلـك بـاليميـن
نجيـب مـن ثمـانيـة كـرام ... وثنتـا عشـرة نقبـاء ديـن
أقـاليـم البـلاد لهـا رجـال ... علـى التمثيـل فـي رأي العيـون
وتحـرسنـا بـأربعـة رجـال ... مـن الأوتـاد فـي الحصـن الحصيـن
إمـامـا العـالميـن همـا وزيـرا ... مليـك العـالـم القطـب المكيـن
وسـتـة أنفـس لجهـات سـت ... أئمتهـنّ مـن نـور وطيـن
فهـذا الـرمـز إن فكـرت فيـه ... تـرى سـرّ الظهـور مـع الكمـون

اعلم أيّدنا الله وإياك بروح منه أن هذا الباب يتضمن أصناف الرجال الذين يحصرهم العدد والذين لا توقيت لهم، ويتضمن المسائل التي لا يعلمها إلاّ الأكابر من عباد الله الذين هم في زمانهم بمنزلة الأنبياء في زمان النبوّة وهي النبوّة العامّة، فإن النبوّة التي انقطعت بوجود رسول الله ﷺ إنما هي نبوّة التشريع لا مقامها، فلا شرع يكون ناسخاً لشرعه ﷺ، ولا يزيد في حكمه شرعاً آخر، وهذا معنى قوله ﷺ: «**إن الرسالة والنبوّة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبيّ**» أي لا نبيّ بعدي يكون على شرع يخالف شرعي، بل إذا كان يكون تحت حكم شريعتي، ولا رسول أي لا رسول بعدي إلى أحد من خلق الله بشرع يدعوهم إليه، فهذا هو الذي انقطع وسدّ بابه لا مقام النبوّة، فإنه لا خلاف أن عيسىٰ عليه السلام نبيّ ورسول، وأنه لا خلاف أنه ينزل في آخر الزمان حكماً مقسطاً عدلاً بشرعنا لا بشرع آخر ولا بشرعه الذي تعبّد الله به بني إسرائيل من حيث ما نزل هو به، بل ما ظهر من ذلك هو ما قرّره شرع محمد ﷺ، ونبوّة عيسىٰ عليه السلام ثابتة له محققة، فهذا نبيّ ورسول قد ظهر بعده ﷺ وهو الصادق في قوله: أنه لا نبيّ بعده، فعلمنا قطعاً أنه يريد التشريع خاصة وهو المعبّر عنه عند أهل النظر بالاختصاص وهو المراد بقولهم: إن النبوّة غير مكتسبة.

وأما القائلون باكتساب النبوّة فإنهم يريدون بذلك حصول المنزلة عند الله المختصة من غير تشريع لا في حق أنفسهم ولا في حق غيرهم، فمن لم يعقل النبوّة سوى عين الشرع ونصب الأحكام قال بالاختصاص ومنع الكسب، فإذا وقفتم على كلام أحد من أهل الله

أسماء التشبيه، وهذا القدر كاف في الغرض.

السؤال الخامس والعشرون: ما بدء الوحي؟ الجواب: إنزال المعاني المجرّدة العقلية في القوالب الحسيّة المقيدة في حضرة الخيال في نوم كان أو يقظة، وهو من مدركات الحسّ في حضرة المحسوس مثل قوله: ﴿فتمثل لها بشراً سوياً﴾ وفي حضرة الخيال كما أدرك رسول الله ﷺ العلم في صورة اللبن وكذا أول رؤياه قالت عائشة: «أول ما بدىء به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا فكان لا يرى رؤيا إلاّ خرجت مثل فلق الصبح» وهي التي أبقى الله على المسلمين وهي من أجزاء النبوّة فما ارتفعت النبوّة بالكلية، ولهذا قلنا: إنما ارتفعت نبوّة التشريع، فهذا معنى لا نبيّ بعده، وكذلك من حفظ القرآن فقد أدرجت النبوّة بين جنبيه فقد قامت به النبوّة بلا شك، فعلمنا أن قوله: لا نبيّ بعده أي لا مشرع خاصة لا أنه لا يكون بعده نبيّ، فهذا مثل قوله: إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده، وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده، ولم يكن كسرى وقيصر إلاّ ملك الروم والفرس وما زال الملك من الروم، ولكن ارتفع هذا الاسم مع وجود الملك فيهم وتسمّى ملكهم باسم آخر بعد هلاك قيصر وكسرى، كذلك اسم النبيّ زال بعد رسول الله ﷺ، فإنه زال التشريع المنزّل من عند الله بالوحي بعده ﷺ، فلا يشرع أحد بعده شرعاً إلاّ ما اقتضاه نظر المجتهدين من العلماء في الأحكام، فإنه بتقرير رسول الله ﷺ صحّ، فحكم المجتهد من شرعه الذي شرعه ﷺ الذي يعطي المجتهد دليله وهو الذي أذن الله به فما هو من الشرع الذي لم يأذن به الله فإن ذلك كفر وافتراء على الله. فإن قلت: هذا الذي بدىء به رسول الله ﷺ من أين؟ يقول: إنه بدء الوحي، قلنا: لا شك ولا خفاء عند المؤمنين والأولياء أن محمداً ﷺ خصّه الله بالكمال في كل فضيلة، فمن ذلك أن خصّه بكمال الوحي وهو استيفاء أنواعه وضروبه وهو قوله عليه السلام: «أوتيت جوامع الكلم» وبعث عامّة فما بقي ضرب من الوحي إلاّ وقد نزل عليه به، فلما كان بهذه المثابة وبدىء ﷺ بالرؤيا في وحيه ستة أشهر علمنا أن بدء الوحي الرؤيا وأنها جزء من ستة وأربعين جزءاً من النبوّة لكونها ستة أشهر، وكانت نبوّته ثلاثاً وعشرين سنة، فستة أشهر جزء من ستة وأربعين، ولا يلزم أن يكون لكل نبيّ فقد يوحى لنبيّ لا من بدء الوحي الذي هو الرؤيا بل بضرب آخر من الوحي، فلما بدىء بالرؤيا ﷺ قلنا: الرؤيا بدء الوحي بلا شك لأن الكمال الذي وصف به نفسه ﷺ في المقام أعطى أن يكون بدء الوحي ما بدىء به رسول الله ﷺ، وكذا ينبغي أن يكون، فإن البدء عندنا هو ما يناسب الحسّ أوّلاً ثم يرتقي إلى الأمور المجردة الخارجة عن الحسّ فلم تكن إلاّ الرؤيا نوماً كان أو يقظة،

وملك، فتوزع العطايا على قدر الولاية وقدر ما عاملهم به من حسن السيرة فيهم، فإن كان الوالي من العلماء بالله الذين يكون الحق سمعهم وبصرهم فليس له حظ في هذه العطايا فإنها عطايا غني لفقراء، وإنما يعطي من هذه صفته عطاء غنيّ لغنيّ ظاهر في مظهر فقير لما أعطى عن فقر ذاتيّ فأخذ هذا المعطي له من الاسم الله لا من الاسم الربّ، فما أعظم الغفلة على قلوب العباد، هيهات متى تبلغ البشر درجة من لا يوصف بالغفلة وهم الملأ الأعلى الذين يسبحون الليل والنهار لا يفترون في غير ليل ولا نهار، يسبحون له بالليل والنهار وهم لا يسأمون وكفى بالبشرية نقصاً.

واعلم أن العطايا تختلف باختلاف المستحقين، فمنهم من يكون عطاؤه هو، ومنهم من يكون عطاؤه معرفته بنفسه، ومنهم من يكون عطاؤه ما هو منه، فإن كان المستحق يقول بالاستحقاق الذاتيّ فلا يلزمه إلاّ شكر إيجاد العين حيث كان مظهراً له جلّ وتعالىٰ، وإن كان يقول بالاستحقاق العرضيّ وهو يرى أنه تعالىٰ جعل له استحقاقاً فهذا يتضاعف عليه الشكر فإنه دون الأوّل في المرتبة، وإن كان المستحق يرى الاستحقاق للظاهر في مظهر ما من حيث ما هو ظاهر لذلك المظهر ولا يرى أن عينه تستحق شيئاً فهذا لا يجب عليه شكر إلاّ إن أوجبه على نفسه كإيجاب الحق عن نفسه في مثل قوله ﴿كتب ربكم على نفسه الرحمة﴾ فتتوزع العطايا على مقادير من توزع عليه في العلم والعمل والحال والزمان والمكان والقصد وملازمة العمل ومغبته ﴿قد علم كل أناس مشربهم﴾ قال فرعون لموسىٰ وهرون: ﴿فمن ربكما يا موسىٰ قال ربنا الذي أعطى كل شيء خلقه﴾ وهو الذي يستحقه، فالرب هو القاسم العطايا.

السؤال الثاني والثمانون: كم أجزاء النبوّة؟ الجواب: أجزاء النبوّة على قدر رآي الكتب المنزّلة والصحف والأخبار الإلهية من العدد الموضوع في العالم من آدم إلى آخر نبيّ يموت ممّا وصل إلينا وممّا لم يصل، على أنّ القرآن يجمع ذلك كله، فإنّ النبي ﷺ يقول فيمن حفظ القرآن أنّ النبوّة أدرجت بين جنبيه، فهي وإن كانت مجموعة في القرآن فهي مفصلة معينة في آي الكتب المنزّلة مفسرة في الصحف متميزة في الأخبار الإلهية الخارجة عن قبيل الصحف والكتب، ويجمع النبوّة كلها أمّ الكتاب ومفتاحها بسم الله الرحمن الرحيم، فالنبوّة سارية إلى يوم القيامة في الخلق وإن كان التشريع قد انقطع فالتشريع جزء من أجزاء النبوّة، فإنه يستحيل أن ينقطع خبر الله وأخباره من العالم، إذ لو انقطع لم يبق للعالم غذاء يتغذّى به في بقاء وجوده ﴿قل لو كان البحر مداداً لكلمات ربي لنفد البحر قبل

(الجزء الثاني)

كتاب اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر

للامام العارف الرباني سيدي عبد الوهاب
الشعراني نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

(على الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)

محيي الدين وفي حضرة الخيال أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم العلم في صورة اللبن ولذا كان يؤول به رؤياه
وهذا هو ما أبقاه الله تعالى على الامة من أجزاء النبوة فان مطلق النبوة لم يرتفع وانما ارتفع نبوة التشريع
فقط كما يؤيده حديث من حفظ القرآن فقد أدرجت النبوة بين جنبيه فقد قامت بهذا النبوة بلا شك وقوله
صلى الله عليه وسلم فلا نبي بعدي ولا رسول المراد به لا مشرع بعدي (فان قلت) فما الحكمة في كون الرؤيا
الصادقة جزأ من ستة وأربعين جزأ من النبوة وما حكمة هذا العدد (فالجواب) انما خصت الاجزاء بهذا
العدد لان نبوته صلى الله عليه وسلم كانت ثلاثا وعشرين سنة وكانت رؤياه الصادقة ستة أشهر ونسبة الستة
أشهر الى الثلاث وعشرين سنة جزء من ستة وأربعين جزأ فلا يلزم أن تكون هذه الاجزاء النبوة كل نبي فقد
يوحى الى نبي أكثر من ذلك فتكون الاجزاء بحسب ذلك من خمسين وستين وأكثر والله أعلم (فان قلت)
هل مقام الولاية من لازم مقام النبوة أو هو وصف آخر لا يكون للانبياء (فالجواب) أن ولاية الله تعالى
لعباده هي الفلك المحيط العام وهي الدائرة الكبرى وفي حكمها وحقيقتها أن الله تعالى يتولى من شاء من
عباده برسالة أو نبوة أو ايمان ونحو ذلك من أحكام الولاية المطلقة وكل رسول لا بد أن يكون نبيا وكل نبي لا بد
أن يكون وليا وكل ولي لا بد أن يكون مؤمنا (فان قلت) فالى أي وقت يستمر حكم الرسالة والنبوة (فالجواب)
أما الرسالة فتستمر الى دخول الناس الجنة أو النار وأما النبوة فانها باقية الحكم في الآخرة لا يختص حكمها
بالدنيا (فان قلت) فما حقيقة الرسالة وهل هي حال أو مقام (فالجواب) كما قاله الشيخ في الباب الثامن
والخمسين ومائة ان حقيقة الرسالة ابلاغ كلام الله من متكلم الى سامع وهو حال لا مقام اذ لا بقاء لها بعد
انقضاء التبليغ فلا تزال الرسالة يتجدد حكمها كل حين وهو قوله تعالى ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث
فالاتيان به هو الرسالة وحدوث الذكر هو عند السامع المرسل اليه ولهذا ظهر علم الرسالة في صورة اللبن لان
المرسل هو اللبن اه * وقال في الباب السابع والخمسين ومائة اعلم أن الرسالة نعت كوني متوسط بين
مرسل ومرسل اليه والمرسل به قد يعبر عنه بالرسالة وقد تكون الرسالة حال الرسول لا مقاما لها بانقضاء
التبليغ قال تعالى ما على الرسول الا البلاغ فالرسالة هنا هي التي أرسل بها او بلغها وهكذا وردت في القرآن
حيثما وردت ولا يقبلها الرسول الا بواسطة روح قدسي ينزل بالرسالة تارة على قلبه وتارة يتمثل له الملك رجلا
وكل روحي لا يكون بهذه الصفة لا يسمى رسالة بشرية وانما يسمى وحيا والهاما أو وجودا ولا تكون
الرسالة الا كما ذكرنا يعني بواسطة روح قدسي (فان قلت) فما الفرق بين النبي والرسول (فالجواب) الفرق
بينهما هو أن النبي اذا ألقى اليه الروح شيأ اقتصر به ذلك النبي على نفسه خاصة ويحرم عليه أن يبلغ غيره ثم
ان قيل له بلغ ما أنزل اليك اما لطائفة مخصوصة كسائر الانبياء واما عامة ولم يكن ذلك الا لمحمد صلى الله عليه وسلم
سمي بهذا الوجه رسولا وان لم يختص في نفسه بحكم لا يكون لمن بعث اليهم فهو رسول لا نبي وأعني بها نبوة
التشريع التي لا تكون للاولياء * فعلم أن كل رسول لم يختص بشيء من الحكم في حق نفسه فهو رسول
لا نبي وان خص مع التبليغ بشيء في حق نفسه فهو رسول ونبي فما كل رسول نبي على ما قررناه ولا كل نبي
رسول بلا خلاف والله أعلم هكذا ذكره الشيخ محيي الدين في الباب الثامن والخمسين ومائة فليتامل فان من
بلغ شرعا لا نصيب له في العمل به يطلق عليه نبي أيضا من حيث انه مخبر والله أعلم (فان قلت) فهل كان الوحي
للانبياء الذين لم يرسلوا على لسان جبريل في اليقظة أم في المنام (فالجواب) لم أر في ذلك شيأ عن الاصوليين
ولكن ذكر الشيخ عبد العزيز الديريني في كتابه المسمى بالدرر الملتقطة أن الانبياء الذين لم يرسلوا كان
الوحي اليهم في المنام على لسان جبريل اه فلا أدري ما دليله في ذلك فليتامل (فان قلت) فكم تنقسم
النبوة على قسم (فالجواب) تنقسم النبوة البشرية على قسمين (القسم الاول) من الله تعالى الى غيره
من غير روح ملكي بين الله تعالى وبين عبده بل اخبارات الهية يجدها في نفسه من الغيب أو في تجليات ولا
يتعلق بذلك الاخبار حكم تحليل ولا تحريم بل تعريف بمعاني الكتاب والسنة أو بصدق حكم مشروع ثابت
أنه من عند الله تعالى أو تعريف بفساد حكم قد ثبت بالنقل صحته ونحو ذلك وكل ذلك تنبيه من الله تعالى

والنوم ان الموت اعراض الروح عن الجسم بالكلية بنزول بذلك جميع القوى كالليل بمغيب الشمس وأما النوم فليس باعراض
بالكلية عن الجسم انما هو حجب أبخرة تحول بين القوى وبين مدركاتها الحسية مع وجود الحياة في النائم كالشمس اذا حال السحاب دونها او دون موضع خاص من الارض يكون الضوء موجودا كالحياة وان لم يقع ادراك الشمس لذلك الذي حال بينه وبين السماء من السحاب المتراكم * وقال في الباب العشرين وثلثمائة في قوله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسئولا اعلم ان الاسم كان هنا هو النفس فيسئل النفس عن سمعه وبصره وفؤاده فيقال له ما فعلت برعيتك كما يسئل الوالي الجائر اذا أخذه الملك وعذبه عند استغاثة رعيته منه * وقال في قوله تعالى فلا يظهر على غيبه أحدا الا من ارتضى من رسول المراد بهذا الغيب الذي يطلع عليه رسوله هو علم التكليف الذي غاب عنه العباد ولم تشتغل عقولهم بدركه ولهذا جعل الملائكة رصدا حذرا من الشياطين ان تلقي اليه مما يعمل به في نفسه من التكليف الذي جعله الله تعالى سعادة للعباد من أمر ونهي فهذا الغيب هو علم الرسالة ولهذا قال ليعلم أن قد أبلغوا رسالات ربهم فاضاف الرسالة الى قوله ربهم ليعلموا ان الشياطين لم تلق اليهم أعني الرسل شيأ فيتيقنون أن تلك الرسالة من الله تعالى

وشاهد

منه بامر هذا الامام الذى بايعته وأطال الشيخ فى ذكر مبايعة النبات وسائر الحيوانات للقطب فراجعه (فان قلت) فما المراد بقولهم القطب لا يموت (فالجواب) كما قاله الشيخ فى الباب الثالث والسبعين من الفتوحات أن المراد به أن العالم لا يخلو زمانا واحدا من قطب يكون فيه كما هو فى الرسل عليهم الصلاة والسلام ولذلك أبقى الله تعالى من الرسل الاحياء باجسادهم فى الدنيا أربعة ثلاثة مشرعون وهم ادريس والياس وعيسى وواحد حامل العلم اللدنى وهو الخضر عليه السلام وايضاح ذلك ان الدين الحنيفى له أربعة أركان كاركان البيت وهم الرسل والانبياء والاولياء والمؤمنون والرسالة هى الركن الجامع للبيت وأركانه فلا يخلو زمان من رسول يكون فيه وذلك هو القطب الذى هو محل نظر الحق تعالى من العالم كما يليق بجلاله ومن هذا القطب يتفرع جميع الامدادات الالهية على جميع العالم العلوى والسفلى قال الشيخ محيي الدين ومن شرطه أن يكون ذا جسم طبيعى وروح ويكون موجودا فى هذه الدار الدنيا بجسده وحقيقته فلا بد أن يكون موجودا فى هذه الدار بجسده وروحه من عهد آدم الى يوم القيامة ولما كان الامر على ما ذكرناه ومات رسول الله صلى الله عليه وسلم بعدما قرر الدين الذى لا ينسخ والشرع الذى لا يتبدل دخلت الرسل كلهم فى شريعته ليقوموا بها فلا تخلو الارض من رسول حى بجسمه اذ هو قطب العالم الانسانى ولو كانوا فى العدد ألف رسول فان المقصود من هؤلاء هو الواحد فادريس فى السماء الرابعة وعيسى فى السماء الثانية والياس والخضر فى الارض ومعلوم ان السموات السبع من عالم الدنيا لكونها تبقى ببقاء الدنيا وتفنى بفناء صورة فهى جزء من دار الدنيا بخلاف الفلك الاطلس فانه معدود من الآخرة فان فى يوم القيامة تبدل الارض غير الارض والسموات يعنى يبدلن بغيرهن كما تبدل هذه النشاة الترابية منا أيها السعداء بنشأة أخرى أرق وأصفى وألطف فهى نشأة طبيعية جسمية لا يبول أهلها ولا يتغوطون كما وردت بذلك الاخبار وقد أبقى الله فى الارض الياس والخضر وكذلك عيسى اذا نزل وهم من المرسلين فهم القائمون فى الارض بالدين الحنيفى فما زال المرسلون ولا يزالون فى هذه الدار لكن من باطنية شرع محمد صلى الله عليه وسلم ولكن أكثر الناس لا يعلمون فالقطب هو الواحد من عيسى وادريس والياس والخضر عليهم السلام وهو أحد أركان بيت الدين وهو كركن الحجر الاسود واثنان منهم هما الامامان وأربعتهم هم الاوتاد فبالواحد يحفظ الله الايمان وبالثانى يحفظ الله الولاية وبالثالث يحفظ الله النبوة وبالرابع يحفظ الله الرسالة وبالمجموع يحفظ الله الدين الحنيفى فالقطب من هؤلاء واحد لا بعينه قال الشيخ ولكل واحد من هؤلاء الاربعة من هذه الامة فى كل زمان شخص على قلبه نائبا عنه مع وجودهم وأكثر الاولياء لا يعرفون القطب والامامين والاوتاد الا النواب لا هؤلاء المرسلون الذين ذكرناهم ولهذا يتطاول كل أحد لنيل هذه المقامات ثم اذا خصوا بها عرفوا عند ذلك انهم نواب لذلك القطب فاعرف هذه النكتة فانك لا تراها فى كلام أحد غيرنا ولولا ما ألقى فى سرى من اظهارها ما أظهرتها اه (فان قلت) فما المراد بقولهم فلان من الاقطاب على مصطلحهم (فالجواب) مرادهم بالقطب فى عرفهم كل من جمع الاحوال والمقامات وقد يتوسعون فى هذا الاطلاق فيسمون القطب فى بلادهم أو بلدهم كل من دار عليه مقام ما من المقامات وانفرد به فى زمانه على أبناء جنسه فرجل البلد قطب ذلك البلد ورجل الجماعة قطب تلك الجماعة وهكذا ولكن الاقطاب المصطلح عليهم فيما بين القوم لا يكون منهم فى الزمان الا واحد وهو الغوث (فان قلت) فهل يكون القطب الغوث أحدا من مشايخ سلسلة القوم كالشيخ يوسف العجمى وسيدى أحمد الزاهد وسيدى مدين واضرابهم (فالجواب) كما قاله سيدى على الخواص رحمه الله لا يلزم أن يكون أحدهم قطبا فان مقام القطبانية عزيز جدا ان يلمح سناه كل أحد ولكن المسلكون المذكورون كالحجاب على باب الملك يعلمون كل من أراد دخول حضرة الملك الآداب اللائقة به وما ظهر على يديهم من الكرامات والخوارق انما هو لشدة صفاء نفوسهم وكثرة مراقبتهم لله تعالى وكثرة اخلاصهم ومجاهداتهم قال وقد ذكر الشيخ عبد القادر الجيلى ان للقطب ستة عشر عالما احاطيا الدنيا والآخرة عالم من هذه العوالم

ترى فى الارض هنالك عوجا ولا أمتا فيأخذ البصر من المبصر جميع من فى الموقف بلا حجاب من ارتفاع وانخفاض ليرى الخلق كلهم بعضهم بعضا فيشهدون حكم الله فى الفصل والقضاء فى عباده وأطال فى ذلك

* وقال فى الباب التاسع والسبعين وثلثمائة انما سمى القرآن قرآنا لانه جمع بين ما نزل فى الكتب والصحف وما لم ينزل فيها ففيه كل ما فى الكتب المنزلة وفيه ما لم ينزل فى كتاب ولا صحيفة كما قيل فى الفاتحة ان الله تعالى أعطاها نبيه محمدا صلى الله عليه وسلم خاصة دون غيره من الرسل من كنز تحت العرش فلم توجد فى كتاب منزل ولا فى صحيفة الا فى القرآن خاصة

* وقال فى قوله صلى الله عليه وسلم ان ربكم واحد وان أباكم واحد انما لم يقل صلى الله عليه وسلم ان أبويكم اثنان يعنى حواء وآدم كما وقع فى الظاهر لان حواء عين آدم اذ هى عين ضلعه فلم يكن الا أب واحد فى صورتين مختلفتين وليس أبوك الا من أنت عينه فما ثم الا أب واحد وأطال فى ذلك

* وقال فى حديث حبب الى النساء والطيب لم يبين صلى الله عليه وسلم من حبب اليه ذلك ولكن نحن نعلم يقينا من وجه عصمته أن المراد تحبيب الله تعالى اليه ذلك فانه معصوم عن ان يحب لطمع أو طبع أو حذر فعلم أن من أحب النساء والطيب بحكم الطبع مثلا فليس بوارث للنبى صلى الله عليه وسلم فى هذا المقام وسيأتى معنى وجعلت قرة عينى فى الصلاة فى الباب

وهذا

(الجزء الثانى)

من كتاب اليواقيت والجواهر * فى بيان عقائد الاكابر

للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب

الشعرانى نفعنا الله والمسلمين

ببركاته وأفاض علينا

من نفحاته

آمين

*(بهامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم

الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف

الله تعالى له أسنى الاجور)*

فتعين علينا أدبا وايثارا ومروءة ومكارم أخلاق ان الوسيلة لو كانت لنا لوهبناها له صلى الله عليه وسلم وكان هو الاولى بأفضل الدرجات لعلو منصبه ولما عرفناه من منزلته عند الله تعالى * ومما يؤيد تحريم سؤالنا الوسيلة لانفسنا ما ذكره العلماء في الخصائص من تحريم خطبة المرأة التي عرض عليه الصلاة والسلام لوليها بتزويجها له ولذلك امتنع أبو بكر من اجابة عمر حين سأله عمر أن يتزوج ابنته حفصة وقال أبو بكر اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يذكرها اه (وقد رأيت) في نسخة من نسخ الفتوحات بمصر ما نصه يجوز لكل مسلم أن يسأل لنفسه الوسيلة لان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينه عنها لنفسه ولعلها من النسخ المدسوس فيها على الشيخ أو مرجوع عنها بدليل قوله رضي الله عنه في الباب السابع وثلاثين وثلثمائة ان منزلته صلى الله عليه وسلم في الجنان هي الوسيلة التي يتفرع منها جميع الجنان وهي في جنة عدن دار المقامة ولها شعبة في كل جنة من الجنان ومن تلك الشعبة يظهر محمد صلى الله عليه وسلم لاهل تلك الجنة وهي في كل جنة أعظم منزلة فيها انتهى فاياك أن تضيف الى الشيخ ما في النسخة المدسوسة ثم تعترض عليه والله أعلم

(المبحث الثالث والثلاثون في بيان بداية النبوة والرسالة والفرق بينهما وبيان امتناع رسالة رسولين معا في عصر واحد وبيان أنه ليس كل رسول خليفة وغير ذلك من النفائس التي لا توجد في كتاب)

اعلم يا أخي أنه قد ورد في الصحيح أول ما بدئ به رسول الله صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصادقة الحديث (فان قلت) ما حقيقة بدء الوحي (فالجواب) كما قاله الشيخ في الجواب الخامس والعشرين من الباب الثالث والسبعين من الفتوحات أن المراد ببدء الوحي انزال المعاني المجردة العقلية في القوالب الحسية المقيدة في حضرة الخيال سواء كان ذلك في نوم أو يقظة (فان قلت) فاذن هو من مدركات الحس (فالجواب) نعم هو من مدركات الحس وحضرة المحسوس كما في قوله تعالى فتمثل لها بشرا سويا قال الشيخ محيي الدين وفي حضرة الخيال أدرك رسول الله صلى الله عليه وسلم العلم في صورة اللبن ولهذا كان تأويله رؤياه هذا هو ما أبقاه الله تعالى على الامة من أجزاء النبوة فان مطلق النبوة لم يرتفع وانما ارتفع نبوة التشريع فقط كما يؤيده حديث من حفظ القرآن فقد أدرجت النبوة بين جنبيه فقد قامت به النبوة بلا شك وقوله صلى الله عليه وسلم فلا نبي بعدي ولا رسول المراد به لا مشرع بعدي (فان قلت) فما الحكمة في كون الرؤيا الصادقة جزأ من ستة وأربعين جزأ من النبوة وما حكمة هذا العدد (فالجواب) انما خصت الاجزاء بهذا العدد لان نبوته صلى الله عليه وسلم كانت ثلاثا وعشرين سنة وكانت رؤياه الصادقة ستة أشهر ونسبة الستة أشهر الى الثلاث وعشرين سنة جزء من ستة وأربعين جزأ فلا يلزم أن تكون هذه الاجزاء للنبوة كل نبي فقد يوحى الى نبي أكثر من ذلك فتكون الاجزاء بحسب ذلك من خمسين وستين وأكثر والله أعلم (فان قلت) هل مقام الولاية من لازم مقام النبوة أو هو وصف آخر لا يكون للانبياء (فالجواب) أن ولاية الله تعالى لعباده هي الفلك المحيط العام وهي الدائرة الكبرى وفي حكمها وحقيقتها أن الله تعالى يتولى من شاء من عباده برسالة أو نبوة أو ايمان ونحو ذلك من أحكام الولاية المطلقة فكل رسول لابد أن يكون نبيا وكل نبي لابد أن يكون وليا وكل ولي لابد أن يكون مؤمنا (فان قلت) فالى أي وقت يستمر حكم الرسالة والنبوة (فالجواب) أما الرسالة فتستمر الى دخول الناس الجنة أو النار وأما النبوة فانها باقية الحكم في الآخرة لا يختص حكمها بالدنيا (فان قلت) فما حقيقة الرسالة وهل هي حال أو مقام (فالجواب) كما قاله الشيخ في الباب الثامن والخمسين ومائة أن حقيقة الرسالة ابلاغ كلام الله من متكلم الى سامع وهو حال لا مقام اذ لا بقاء لها بعد انقضاء التبليغ فلا تزال الرسالة يتجدد حكمها كل حين وهو قوله تعالى ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث فالاتيان به هو الرسالة وحدوث الذكر هو عند السامع المرسل اليه ولهذا ظهر علم الرسالة في صورة اللبن لان

وأخذت أتلو الآية في نفسي فلما جئت الى قوله تعالى فسأكتبها للذين يتقون الآية سررت وظننت أني قد ظفرت بحجة وظهرت عليه بما يقصم ظهره فقلت له يا ملعون ان الله تعالى قد قيدها بنعوت مخصوصة تخرجها من ذلك العموم فقال فسأكتبها للذين يتقون الى آخر النسق فتبسم ابليس وقال والله يا سهل ما كنت أظن أن يبلغ بك الجهل بصفات الله تعالى هذا المبلغ ولا ظننت انك ههنا ليتك سكت ليتك سكت ليتك سكت ألست تعلم يا سهل أن التقييد صفتك لا صفته تعالى قال سهل فرجعت الى نفسي وغصصت بريقي وأقام الماء في حلقي و والله ما وجدت له جوابا ولا سددت في وجهه بابا وعلمت أنه طمع في مطمع وانصرفت وانصرف والله ما أدري بعد هذا ما يكون فان الله تعالى ما نص بما يرفع هذا الاشكال فبقي الامر عندي على المشيئة منه في خلقه لا أحكم عليه في ذلك الا بما حكم به على نفسه من حيث وجوب الايمان به انتهى كلام سهل قال الشيخ محيي الدين واعلم رحمك الله أني تتبعت ما حكي عن ابليس فما رأيت أقصر منه حجة ولا أجهل منه بين العلماء فلما وقفت له على هذه المسئلة التي حكاها عنه سهل بن عبد الله تعجبت وعلمت أنه قد علم الاجهل

لمن عمل بذلك أجر الواجب لارتفاع حكم الاباحة منه بأمر هذا الامام الذى بايعته وأطال الشيخ فى ذكر مبايعة النبات وسائر الحيوانات للقطب فراجعه (فان قلت) فما المراد بقولهم القطب لا يموت (فالجواب) كما قاله الشيخ فى الباب الثالث والسبعين من الفتوحات أن المراد به أن العالم لا يخلو زمانا واحدا من قطب يكون فيه كما هو فى الرسل عليهم الصلاة والسلام ولذلك أبقى الله تعالى من الرسل الاحياء بأجسادهم فى الدنيا أربعة ثلاثة مشرعون وهم ادريس والياس وعيسى وواحد حامل العلم اللدنى وهو الخضر عليه السلام وايضاح ذلك ان الدين الحنيفى له أربعة أركان كاركان البيت وهم الرسل والانبياء والاولياء والمؤمنون والرسالة هى الركن الجامع للبيت واركانه فلا يخلو زمان من رسول يكون فيه وذلك هو القطب الذى هو محل نظر الحق تعالى من العالم كما يليق بجلاله ومن هذا القطب يتفرع جميع الامداد الالهية على جميع العالم العلوى والسفلى قال الشيخ محيى الدين ومن شرطه أن يكون ذا جسم طبيعى وروح ويكون موجودا فى هذه الدار الدنيا بجسده وحقيقته فلابد أن يكون موجودا فى هذه الدار بجسده وروحه من عهد آدم الى يوم القيامة ولما كان الامر على ماذكرناه ومات رسول الله صلى الله عليه وسلم بعدما قرر الدين الذى لا ينسخ والشرع الذى لا يتبدل دخلت الرسل كلهم فى شريعته ليقوموا بها فلا تخلو الارض من رسول حى بجسمه اذ هو قطب العالم الانسانى ولو كانوا فى العدد ألف رسول فان المقصود من هؤلاء هو الواحد فادريس فى السماء الرابعة وعيسى فى السماء الثانية والياس والخضر فى الارض ومعلوم ان السموات السبع من عالم الدنيا لكونها تبقى ببقاء الدنيا وتفنى بفنائها صورة فهى جزء من دار الدنيا بخلاف الفلك الاطلس فانه معدود من الآخرة فان فى يوم القيامة تبدل الارض غير الارض والسموات يعنى يبدلن بغيرهن كما تبدل هذه النشأة الترابية منا بأجسام السعداء بنشأة أخرى أرق وأصفى وألطف فهى نشأة طبيعية جسمية لا يبولون اهلها ولا يتغوطون كما وردت بذلك الاخبار وقد أبقى الله فى الارض الياس والخضر وكذلك عيسى اذا نزل وهم من المرسلين فهم القائمون فى الارض بالدين الحنيفى فمازال المرسلون ولا يزالون فى هذه الدار لكن من باطنية شرع محمد صلى الله عليه وسلم ولكن أكثر الناس لا يعلمون فالقطب هو الواحد من عيسى وادريس والياس والخضر عليهم السلام وهو أحد أركان بيت الدين وهو كركن الحجر الاسود واثنان منهم هما الامامان وأربعتهم هم الاوتاد فبالواحد يحفظ الله الايمان وبالثانى يحفظ الله الولاية وبالثالث يحفظ الله النبوة وبالرابع يحفظ الله الرسالة وبالمجموع يحفظ الله الدين الحنيفى فالقطب من هؤلاء واحد لا بعينه قال الشيخ ولكل واحد من هؤلاء الاربعة من هذه الامة فى كل زمان شخص على قلبه نائب عنه مع وجودهم وأكثر الاولياء لا يعرفون القطب والامامين والاوتاد الا النواب ولا هؤلاء المرسلون الذين ذكرناهم ولهذا يتطاول كل أحد لنيل هذه المقامات ثم اذا خصوا بها عرفوا عند ذلك انهم نواب لذلك القطب فاعرف هذه النكتة فانك لا تراها فى كلام أحد غيرنا ولولا ما ألقى فى سرى من اظهارها ما أظهرتها اه (فان قلت) فما المراد بقولهم فلان من الاقطاب على مصطلحهم (فالجواب) مرادهم بالقطب فى عرفهم كل من جمع الاحوال والمقامات وقد يتوسعون فى هذا الاطلاق فيسمون القطب فى بلادهم أو بلادهم كل من دار عليه مقام ما من المقامات وانفرد به فى زمانه على أبناء جنسه فرجل البلد قطب ذلك البلد ورجل الجماعة قطب تلك الجماعة وهكذا ولكن الاقطاب المصطلح عليهم فيما بين القوم لا يكون منهم فى الزمان الا واحد وهو الغوث (فان قلت) فهل يكون القطب الغوث أحدا من مشايخ سلسلة القوم كالشيخ يوسف العجمى وسيدى أحمد الزاهد وسيدى مدين واضرابهم (فالجواب) كما قاله سيدى على الخواص رحمه الله لا يلزم أن يكون أحدهم قطبا فان مقام القطبانية عزيز جل ان يلمح سناه كل أحد ولكن السالكون المذكورون كالحجاب على باب الملك يعاونون كل من أراد دخول حضرة الملك الآداب اللائقة به وما ظهر على يديهم من

قالوا انا معكم انما نحن مستهزؤن الله يستهزئ بهم اعلم ان المنافق برزخ بين المؤمن والكافر فاذا انقلب تخلص الى أحد الطرفين وهو طرف الكفر ولم يتخلص للايمان اذ لو تخلص هنا للايمان ولم يكن برزخا لكان اذا انقلب لا ينقلب الا الى الله فى دار كرامته فمأخذ المنافق الايمان دقيق لا يشعر به كثير من العلماء وقد نبه على ذلك بقوله واذا لقوا الذين آمنوا قالوا آمنا فلو أنهم قالوا ذلك حقيقة لسعدوا وكذلك قوله واذا خلوا الى شياطينهم قالوا انا معكم أى لو قالوا ذلك وسكتوا لما أثر فيهم الذم الواقع ولكنهم زادوا قولهم انما نحن مستهزؤن فشهدوا على أنفسهم أنهم كانوا كافرين فما أخذوا الايمان أقروا به والا فلو أنهم بقوا على صورة النفاق من غير زيادة لسعدوا الا ترى ان الله تعالى لما أخبر عن نفسه فى مؤاخذته اياهم كيف قال الله يستهزئ بهم فما أخذهم بقولهم انا معكم وانما أخذهم بما زادوا به على النفاق من قولهم انما نحن مستهزؤن كما مر وفى الحديث مداراة الناس صدقة والمؤمن يدارى الطرفين مداراة حقيقة ولا يزيد على المداراة شيئا من الاستهزاء فيعنى غرته قال فتفطن لذلك فانه سر غامض فى القرآن ووضوحه أخفاه وانظر الى صورة كل منافق تجده ما أخذ الا بما زاد على النفاق قال فالمؤمن المدارى منافق لكنه ناج وفاعل خير لانه اذا انفرد مع أحد الفريقين أظهر الاتحاد به ولم يتعرض الى ذكر الفريق الآخر الذى ليس بحاضر عنده فاذا انقلب الى الآخر

1

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

تصنیف لطیف:

قطب ربانی ... عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم:

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

اور ہم پر اپنے لئے مقام وسیلہ کے سوال کے حرام ہونے کی تائید اس مسئلہ سے بھی ہوتی ہے جسے علماء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں ذکر فرمایا ہے کہ اس خاتون کو نکاح کا پیغام دینا حرام ہے جس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کے ولی کو تعریض فرمائی ہو کہ اس کا نکاح آپ سے کردے۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش کش قبول کرنے سے رک گئے جبکہ انہوں نے اپنی بیٹی حفصہ سے نکاح کرنے کو کہا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حفصہ کا ذکر فرماتے ہوئے سنا۔ انتہی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے مصر میں فتوحات کے نسخوں میں سے ایک نسخے میں یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی کہ ہر مسلمان کیلئے جائز ہے کہ اپنے لئے مقام وسیلہ کا سوال کرے کیونکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے اپنے لئے معین نہیں فرمایا۔ اور شاید یہ ان نسخوں میں سے ہے جن میں شیخ پر جھوٹی باتیں درج کی گئیں۔ یا آپ نے اس سے رجوع فرمالیا۔ دلیل یہ ہے کہ آپ نے ۳۳۷ ویں باب میں فرمایا ہے کہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مرتبہ وہ مقام وسیلہ ہی ہے جس سے تمام جنتیں بطور فرع نکلتی ہیں۔ اور یہ جنت عدن میں دار المقامہ ہے اور اس کا جنتوں میں سے ہر جنت میں شعبہ ہے۔ اور اس شعبہ سے اس جنت والوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ظاہر ہوں گے اور یہ ہر جنت میں سب سے عظیم مقام ہے۔ انتہی۔ پس اس جھوٹی بات کو شیخ کی طرف منسوب کرنے اور یوں آپ پر اعتراض کرنے سے پرہیز کر۔ واللہ علم۔

تینتیسویں بحث

نبوت اور رسالت

۳۳ ویں بحث نبوت اور رسالت کی ابتداء اور ان دونوں کے درمیان فرق کے بیان ہیں۔ اور ایک زمانے میں بیک وقت دو رسولوں کی ایک ساتھ رسالت کے امتناع کے بیان میں اور اس مسئلہ کا بیان کہ ہر رسول خلیفہ نہیں۔ علاوہ ازیں دیگر نفیس مسائل جو کہ کسی کتاب میں نہیں پائے جاتے۔

اے بھائی! جان لے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر وحی کی ابتداء سب سے پہلے سچی خواب سے ہوئی۔ اگر تو کہے کہ آغاز وحی کی حقیقت کیا ہے؟ تو جیسا کہ شیخ نے فتوحات کے ۳۷ ویں باب میں مذکور ۲۵ ویں جواب میں فرمایا ہے کہ آغاز وحی سے مراد معانی مجردہ عقلیہ کو قوالب حسیہ مقیدہ کی صورت میں بارگاہ خیال میں نازل کرنا ہے، برابر ہے کہ نیند میں ہو یا بیداری میں۔

اگر تو کہے کہ جب تو یہ ان چیزوں سے ہے جن کا ادراک حس کے ساتھ ہوتا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ہاں۔ یہ مدرکات حس اور حضرت محسوس سے ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے فتمثل لھا بشرا سویا (مریم آیت ۱۷۔ پس وہ اس کے سامنے پورے انسان کی شکل میں ظاہر ہوا)۔ شیخ محی الدین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بارگاہ خیال میں علم کا ادراک دودھ کی صورت میں فرمایا۔ اور اسی لئے آپ اپنی خواب کی تعبیر اس کے ساتھ فرماتے تھے۔ اور اجزائے نبوت میں سے یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے امت پر باقی رکھا کیونکہ مطلقا فیض نبوت مرفوع نہیں ہوا۔ نبوت شریعت مرفوع ہوئی ہے۔ جیسے کہ حدیث پاک میں ہے من حفظ القرآن فکانما ادرجت النبوۃ بین جنبیہ۔ یعنی جس نے قرآن کریم حفظ کیا گویا اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان فیض نبوت کا چشمہ جاری کردیا

گیا۔ تو بلاشک اس وجہ سے نبوت کا فیض قائم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد کہ فلا نبی بعدی و لا رسول کا مفہوم یہ ہے کہ میرے بعد کوئی اور شریعت جاری کرنے والا نہیں۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ شیخ اکبر قدس سرہ العزیز کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے مبعوث ہونے کے قائل ہیں۔ حاشا وکلا۔ بلکہ جیسا کہ مذکورہ ترجمہ سے بھی واضح ہے اس سے پہلے شیخ نے اس بحث میں تفصیل سے بیان کیا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ دراصل حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کے نائب ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کسی جدید نبی کی بعثت کے امکان کا ذکر نہیں کر رہے بلکہ یہ بتا رہے ہیں کہ اہل اللہ و اکابر اسلام سے جو حقائق و معارف ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں یہ آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عالمگیر نبوت و رسالت ہی کا فیض ہے۔ آپ خاتم النبین ہیں۔ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کا کوئی تصور نہیں۔ آپ آخری نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ اور فائدہ تام کیلئے یہاں من وعن وہی الفاظ نقل کئے دیتا ہوں جو مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں اپنے عظیم اور مبسوط فتوی میں شیخ الاسلام عمدۃ الفقہا الاعلام حضرت الامام احمد رضا بریلوی علیہ رحمۃ المولی القوی نے بیان فرمائے جس کا نام ہے جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوہ۔ فرماتے ہیں ''اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہ جاننا فرض اول اور مناط (مدار) ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خاتم النبین ماننا۔ ان کے زمانے میں، خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال اور باطل جاننا فرض اجل اور جزو ایمان ہے۔ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر، نہ صرف منکر بلکہ شک کرنے والا، نہ شاک (شک کرنے والا) کہ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً کافر ملعون مخلد فی النیران (جہنم میں ہمیشہ رہنے والا) ہے۔ نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کہ اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر۔ بین کافر جلی الکفران ہے۔ الناقل محمد محفوظ الحق غفرلہ، ولوالدیہ)

مختلف سوالات اور ان کے جوابات

اگر تو کہے کہ سچا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ اس عدد کی کیا حکمت ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اجزاء کی اس عدد کے ساتھ تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت ۲۳ سال تھی جبکہ سچے خواب چھ ماہ اور چھ ماہ کی ۲۳ سال کے ساتھ نسبت ۴۶ اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ پس لازم نہیں کہ یہ اجزاء ہر نبی کی نبوت کیلئے ہوں۔ پس کبھی ایک نبی کی طرف اس سے زائد وحی کی گئی ہے تو اجزاء اس کے مطابق پچاس ساٹھ یا زائد ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

اگر تو کہے کہ کیا مقام ولایت، نبوت کے مقام کے لوازم میں سے ہے یا یہ کوئی اور وصف ہے جو کہ انبیاء کیلئے نہیں ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کیلئے ولایت یہ فلک محیط عام ہے اور یہ دائرہ کبری ہے۔ اور اس کے حکم اور اس کی حقیقت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے رسالت یا نبوت یا ایمان اور ولایت مطلقہ کے اس طرح کے دیگر احکام کے ساتھ دوستی فرماتا ہے اور ہر رسول کیلئے ضروری ہے کہ نبی ہو۔ جبکہ ہر نبی کیلئے ضروری ہے کہ ولی ہو اور ہر ولی کیلئے لازم کہ صاحب ایمان ہو۔

اگر تو کہے کہ حکم رسالت اور نبوت کس وقت تک رہتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ رسالت تو لوگوں کے جنت یا دوزخ میں داخل ہونے تک رہتی ہے۔ رہی نبوت تو اس کا حکم آخرت میں باقی رہتا ہے۔ اس کا حکم دنیا کے ساتھ خاص نہیں

فرمایا ہے۔ پس اس کی طرف رجوع کر۔

القطب لایموت سے کیا مراد ہے؟

اگر تو کہے کہ صوفیاء کے اس قول سے کیا مراد ہے کہ قطب مرتا نہیں؟ تو جیسا کہ شیخ نے فتوحات کے ۳۷۳ ویں باب میں فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جہان کسی ایک زمانے میں قطب سے خالی نہیں ہوتا جیسے کہ وہ رسل علیہم السلام میں ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اجسام کیساتھ رسل علیہم السلام میں سے چار کو باقی رکھا۔ تین ارباب شریعت ہیں اور یہ حضرت ادریس، الیاس، اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور ایک علم لدنی کے حامل اور وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

وضاحت مسئلہ

اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ارکان بیت اللہ کی طرح دین حنیفی کے چار ارکان ہیں۔ اور وہ رسل، انبیاء، اولیاء اور مومنین ہیں۔ اور رسالت، بیت اور اس کے ارکان کا رکن جامع ہے۔ پس کوئی زمانہ رسول سے خالی نہیں جو اس میں ہوتا ہے۔ اور وہ قطب ہی ہے جو کہ جہان سے حق تعالیٰ کی نگاہ کا محل ہے جیسے اس کے جلال کے شایاں ہے۔ اور اس قطب سے ہی تمام امداد الٰہیہ تمام عالم علوی و سفلی پر تقسیم ہوتی ہے۔ شیخ محی الدین فرماتے ہیں: اس کی شرط ہے کہ جسم طبیعی اور روح والا ہو۔ اور اس دار دنیا میں اپنے جسد اور اپنی حقیقت کے ساتھ موجود ہو۔ پس ضروری ہوا کہ وہ اس جہان میں اپنے جسم اور روح کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے لے کر قیامت تک موجود ہو۔ اور چونکہ یہ امر مذکورہ صورت پر ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دین کو پختہ کر کے واصل بحق ہو گئے جو کہ منسوخ نہیں ہوگا اور وہ شریعت جو کہ بدلے گی نہیں تو تمام رسل علیہم السلام آپ کی شریعت میں داخل ہو گئے کہ اس کے ساتھ قائم رہیں۔ پس زمین، اپنے جسم کے ساتھ زندہ رسول سے خالی نہیں ہوتی کیونکہ وہ عالم انسانی کا قطب ہے گرچہ تعداد میں ہزار رسول ہوں۔ پس بیشک مقصود ان سے وہی ایک ہے۔ پس ادریس چوتھے آسمان میں۔ عیسیٰ دوسرے میں جبکہ الیاس و خضر زمین میں ہیں۔ علیہم الصلوات والتسلیمات۔ اور یہ معلوم ہے کہ ساتوں آسمان عالم دنیا سے ہیں کیونکہ یہ صورتاً بقاء دنیا کے ساتھ باقی ہیں اور اس کی فنا کے ساتھ فنا ہو جائیں گے۔ پس یہ جہان دنیا کا جزو ہیں۔ بخلاف فلک اطلس کے کیونکہ وہ آخرت سے شمار کیا جاتا ہے۔ پس بیشک قیامت کے دن میں زمین دوسری زمین کے ساتھ بدل دی جائے گی اور آسمان بھی۔ یعنی یہ بھی ان کے غیر کے ساتھ بدل دیئے جائیں گے۔ جیسے ہم سے اے نیک بختو! یہ خاکی تخلیق دوسری سے بدل دی جائے گی جو کہ زیادہ نازک پاکیزہ اور لطیف ہوگی۔ پس طبیعیہ جسمیہ تخلیق ہوگی کہ یہ لوگ بول و براز سے مبرا ہوں گے جیسا کہ اس کے بارے میں احادیث وارد ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس اور خضر علیہما السلام کو زمین میں باقی رکھا ہے اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے۔ اور یہ حضرات مرسلین سے ہیں۔ پس وہ زمین میں دین حنیفی کے ساتھ قائم ہیں۔ پس اس جہان میں رسول ہمیشہ رہے اور رہیں گے مگر شرع محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی باطنیت کے ساتھ۔ لیکن اکثر لوگوں کو علم نہیں۔

پس قطب حضرت عیسیٰ، ادریس، الیاس اور خضر علیہم السلام میں سے ایک ہی ہے اور وہ بیت الدین کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور وہ رکن حجر اسود کی طرح ہے اور ان میں سے دو امام ہیں اور وہ چاروں اوتاد ہیں۔ پس ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ دوسرے کے ساتھ اللہ تعالیٰ ولایت کی حفاظت کرتا ہے۔ تیسرے کے ساتھ نبوت کی اور چوتھے کے ساتھ رسالت کی حفاظت فرماتا

هو

۱۲۱

مثنوی معنوی

مولانا جلال الدین مولوی بلخی

تایپ و تصحیح از نسخه "کلاله خاور"، توسط حسین ُکرد

صفحه بندی توسط سایت www.sufism.ir

لطفاً اگر اشتباهی یافتید آنرا به سایت زیر گزارش دهید.

فایلهای اصلی را میتوانید از سایت زیر کپی کنید:

www.guidinglights.org

۲۳. تفاوت عقول در اصل فطرت خلاف معتزله که ایشان گویند در اصل عقول جزوی برابرند این فزونی و تفاوت از تعلم است و ریاضت و تجربه

این تفاوتِ عقلها را، نیک دان — در مراتب، از زمین تا آسمان
هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از زُهره و شهاب
هست عقلی چون ستارهٔ آتشی — هست عقلی چون چراغ سر خوشی
زآنکه ابر از پیش آن چون وا جهد — نورِ یزدان بین، خردها بر دهد
عقلهای خلق، عکس عقل او — عقل او مُشک است و، عقل خلق بو
عقلِ کلّ و نفسِ کل مردِ خداست — عرش و کرسی را مدان کز وی جداست
مظهر حق است ذاتِ پاک او — زو بجو حق را، و از دیگر مجو
عقل جزوی، عقل را بَد نام کرد — کامِ دنیا مرد را بی کام کرد
آن ز صیدی، حُسن صیادی بدید — وین ز صیادی، غم صیدی کشید
آن ز خدمت، نازِ مخدومی بیافت — وین ز مخدومی، ز راه عز بتافت
آن ز فرعونی اسیر آب شد — وز اسیری، سبطی از ارباب شد
لعب معکوس است و فرزین بندِ سخت — حیله کم کن، کار اقبال است و بخت
بر خیالِ حیله، کم تن تار را — که غنی، ره کم دهد مکار را
مکر کن در راهِ نیکو خدمتی — تا نبوّت یابی اندر اُمتی

مکر کن تا وارهی از مکر خَود — مکر کن تا دور گردی از جسد
مکر کن تا کمترین بنده شوی — در کمی افتی، خداونده شوی
روبهی و خدمت، ای گرگ کهن — هیچ بر قصدِ خداوندی مکن
لیک، چون پروانه بر آتش بتاز — کیسه ای زآن بر مدوز و، پاک باز
زور را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوی زاری آید ای فقیر
گر گنی زاری بیابی رحم او — رحم او در زاری خود باز جو
زاری مضطر، تشنه معنویست — زاریِ سرد دروغِ آن غویست
گریهٔ اخوان یوسف حیلت است — که درونشان پُر ز رشک و علت است

۲۴. حکایت آن اعرابی که سگ او از گرسنگی میمرد و انبان او پر نان بود و بر سگ نوحه می کرد و شعر میگفت و میگریست و بر سر و رو میزد و دریغش می آمد لقمه ای از انبان به سگ دادن

آن سگی میمرد، گریان آن عرب — اشک می بارید و می گفت از کرب
هیچ چه سازم؟ مر مرا تربیر چیست؟ — زین سپس من چون توانم بی تو زیست؟
سائلی بگذشت و گفت: این گریه چیست؟ — نوحه و زاری تو از بهر کیست؟

پیش صورتهای حمام، ای ولد   عرضه کردی هیچ سیم اندام خود؟
بگذری ز آن نقشهای همچو حور   خلوت آری با عجوزی نیم کور
در عجوزه چیست کایشان را نبود؟   کاو تو را با نقشها با خود ربود
تو نگوئی، من بگویم در بیان   عقل و، حس و، درک و، تدبیر است و جان
در عجوزه جان آمیزش کنیست   صورتِ گرمابه ها را روح نیست
صورت گرمابه گر جنبش کند   در زمان از صد عجوزت بر کند
جان چه باشد؟ با خبر از خیر و شر   شاد از احسان و، گریان از ضرر
چون سر و ماهیت جان مُخبر است   هر که او آگاه تر با جان تر است
اقتضای جان چو ای دل آگهیست   هر که آگه تر بوَد جانش قویست
روح را تاثیر، آگاهی بود   هر که را این بیش، اللهی بود
خود جهان جان سراسر آگهیست   هر که بیجانست از دانش تُهیست
چون خبرها هست بیرون زین نهاد   باشد این جانها در آن میدان جماد
جان اول مظهر درگاه شد   جان جان خود مظهر الله شد
آن ملایک جمله عقل و جان بُدند   جان تو آمد که جسم آن شدند
از سعادت چون بر آن جان بر زدند   همچو تن آن روح را خادم شدند
آن بلیس، از جان از آن در پرده بود   یک نشد با جان که عضو مُرده بود
چون نبودش آن، فدای آن نشد   دست بشکسته مطیع جان نشد
جان نشد ناقص، گر آن عضوش شکست   کان به دست اوست، تاند کرد هست
سِرّ دیگر هست، کو گوش دگر؟   طوطیی کو مستعد آن شکر؟
طوطیان خاص را قندی است ژرف   طوطیان عام از این خود بسته طرف
کی چشد درویش صورت ز آن نکات؟   معنی است آن، نی فعولن فاعلات
از خر عیسی دریغش نیست قند   لیک، خر آمد به خلقت که پسند
قند، خر را گر طرب انگیختی   پیش خر قنطار شکر ریختی
معنی "نَختِم علی أفواهِهِم"   این شناس، این است ره رو را مُهم
تا ز راهِ خاتمِ پیغمبران   بو که برخیزد ز لب ختمِ گران
ختمهائی کانبیا بگذاشتند   آن به دین احمدی برداشتند
قفلهای ناگشاده مانده بود   از دَمِ "إنا فَتَحنا" بر گشود
او شفیع است، این جهان و آن جهان   این جهان در دین و، آنجا در جنان
این جهان گوید که: تو رهشان نما   وآنجهان گوید که: تو مَهشان نما
پیشه اش اندر ظهور و در کمون   اهدِ قومی، انهُم لا یعلمون
باز گشته از دَمِ او هر دو باب   در دو عالم دعوتِ او مُستجاب
بهر این خاتم شدست او، که به جُود   مثل او نی بود و، نی خواهند بود

چونکه در صنعت بَرد اُستاد دست / نی تو گوئی ختم ِ صنعت بر تو است؟
در گشادِ ختمها تو خاتمی / در جهان روح بخشان حاتمی
هست اشاراتِ محمد المراد / کل گشاد، اندر گشاد، اندر گشاد
صد هزاران آفرین بر جان او / بر قدوم و دور فرزندان او
آن خلیفه زادگان مُقبلش / زاده اند از عنصر جان و دلش
گر ز بغداد و هَری، یا از ری اند / بی مزاج آب و گِل، نسل وی اند
شاخ ِ گُل هر جا که میروید گُل است / خُمّ ِ مُل هر جا که میجوشد مُل است
گر ز مغرب سر زند خورشید سر / عین خورشید است، نی چیز دگر
عیب جویان را از این دم کور دار / هم به ستاری خود، ای کردگار
گفت حق: چشم ِ خفاش ِ بَد خصال / بسته ام من ز آفتاب بی مثال
از نظرهای خفاش کَمّ و کاست / انجم ِ آن شمس نیز اندر خفاست
انجم آمد چون مرید و شمس پیر / شمس آمد، در یقین، بَدر ِ مُنیر

۳. تکوهیدن ناموسهای پوسیده که مانع ذوق ایمان و دلیل ِ ضعف ِصدقند و راه زن صد هزاران ابله نادان

ای ضیاء الحق حسام الدین بیا / ای صقال روح و سلطان الهدی
مثنوی را مسرح و مشروح ده / صورت امثال او را روح ده
تا حروفش جمله عقل و جان شوند / سوی خلدستان ِ جان پرّان شوند
هم به سعی تو ز ارواح آمدند / سوی دام ِ حرفِ مستحصر شدند
باد عمرت در جهان همچون خضر / جانفزا و دستگیر و مستمر
چون خضر، و الیاس مانی در جهان / تا زمین گردد ز لطفت آسمان
گفتمی از لطفِ تو جزوی ز صد / گر نبودی طمطراق ِ چشم بَد
لیک از چشم ِ بدِ زهر آب دم / زخمهای روح فرسا خورده ام
جز به رمز ذکر حال دیگران / شرح حالت می نیارم در بیان
این بهانه هم ز دستان ِ دلیست / که از اویم پای دل اندر گِلیست
صد دل و جان عاشق صانع شده / چشم بَد، یا گوش بَد مانع شده
خود یکی بوطالب، آن عمّ ِ رسول / مینمودش شنعتِ عربان مهول
که چه گویندم عرب؟ کز طفل ِ خود / او بگردانید دین معتمد
منصب اجداد و آبا را بماند / در پی احمد چنین بی ره براند
آن رسول پاکباز مجتبی / از پی آن تا رهاند مرو را
گفتش: ای عم، یک شهادت تو بگو / تا کنم با حق شفاعت بهر تو
گفت: لیکن فاش گردد از سماع / کلّ سِرّ ٍ جاوَزَ الاثنین شاع

مولانا جلال الدین محمد البلخی الرومی

لاجرم از سحر یزدان قرن قرن | اندر افتادند چون زن زیر پهن
ساحرانشان بنده بودند و غلام | اندر افتادند چون صعوه به دام
هین بخوان قرآن ببین سحر حلال | سر نگونی مکرهای کالجبال
من نی‌ام فرعون کایم سوی نیل | سوی آتش می‌روم من چون خلیل
نیست آتش هست آن ماء معین | و آن دگر از مکر آب آتشین
بس نکو گفت آن رسول خوش جواز | ذره‌ای عقلت به از صوم و نماز
ز انکه عقلت جوهر است این دو عرض | این دو در تکمیل آن شد مفترض
تا جلا باشد مر آن آیینه را | که صفا آید ز طاعت سینه را
لیك گر آیینه از بن فاسد است | صیقل او را دیر باز آرد به دست
و آن گزین آیینه که خوش مغرس است | اندکی صیقل‌گری آن را بس است

تفاوت عقول در اصل فطرت خلاف معتزله که ایشان گویند در اصل عقول جزوی برابرند
این فزونی و تفاوت از تعلم است و ریاضت و تجربه

این تفاوت عقلها را نیك دان | در مراتب از زمین تا آسمان
هست عقلی همچو قرص آفتاب | هست عقلی کمتر از زهره و شهاب
هست عقلی چون چراغی سر خوشی | هست عقلی چون ستاره‌ی آتشی
ز انکه ابر از پیش آن چون وا جهد | نور یزدان بین خردها بر دهد
عقل جزوی عقل را بد نام کرد | کام دنیا مرد را بی‌کام کرد
آن ز صیدی حسن صیادی بدید | وین ز صیادی غم صیدی کشید
آن ز خدمت ناز مخدومی بیافت | وین ز مخدومی ز راه عز بتافت
آن ز فرعونی اسیر آب شد | وز اسیری سبط صد سهراب شد
لعب معکوس است و فرزین بند سخت | حیله کم کن کار اقبال است و بخت
بر خیال و حیله کم تن تار را | که غنی ره کم دهد مکار را
مکر کن در راه نیکو خدمتی | تا نبوت یابی اندر امتی

مکر کن تا وارهی از مکر خود | مکر کن تا فرد گردی از جسد

در عجوزه جان آمیزش کنی است — صورت گرمابه‌ها را روح نیست
صورت گرمابه گر جنبش کند — در زمان او از عجوزت بر کند
جان چه باشد با خبر از خیر و شر — شاد با احسان و گریان از ضرر
چون سر و ماهیت جان مخبر است — هر که او آگاه‌تر با جان‌تر است
روح را تاثیر آگاهی بود — هر که را این بیش اللهی بود
چون خبرها هست بیرون زین نهاد — باشد این جانها در آن میدان جماد
جان اول مظهر درگاه شد — جان جان خود مظهر الله شد
آن ملایك جمله عقل و جان بدند — جان نو آمد كه جسم آن بدند
از سعادت چون بر آن جان بر زدند — همچو تن آن روح را خادم شدند
آن بلیس از جان از آن سر برده بود — یك نشد با جان كه عضو مرده بود
چون نبودش آن فدای آن نشد — دست بشكسته مطیع جان نشد
جان نشد ناقص گر آن عضوش شكست — كان به دست اوست تاند كرد هست
سر دیگر هست كو گوش دگر — طوطیی كو مستعد آن شكر
طوطیان خاص را قندی است ژرف — طوطیان عام از آن خور بسته طرف
كی چشد درویش صورت ز آن زكات — معنی است آن نه فعولن فاعلات
از خر عیسی دریغش نیست قند — لیك خر آمد به خلقت كه پسند
قند خر را گر طرب انگیختی — پیش خر قنطار شكر ریختی
معنی نَخْتِمُ عَلَى أفواههم — این شناس این است ره رو را مهم
تا ز راه خاتم پیغمبران — بو كه برخیزد ز لب ختم گران
ختمهایی كانبیا بگذاشتند — آن به دین احمدی برداشتند
قفلهای ناگشاده مانده بود — از كف إِنَّا فَتَحْنا بر گشود
او شفیع است این جهان و آن جهان — این جهان زی دین و آن جا زی جنان
این جهان گوید كه تو رهشان نما — و آن جهان گوید كه تو مهشان نما
پیشه‌اش اندر ظهور و در كمون — اهد قومی انهم لا یعلمون
باز گشته از دم او هر دو باب — در دو عالم دعوت او مستجاب

بهر این خاتم شدست او که به خود مثل او نه بود و نه خواهند بود

چون که در صنعت برد استاد دست نه تو گویی ختم صنعت بر تو است

در گشاد ختمها تو خاتمی در جهان روح بخشان حاتمی

هست اشارات محمد المراد کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

صد هزاران آفرین بر جان او بر قدوم و دور فرزندان او

آن خلیفه زادگان مقبلش زاده‌اند از عنصر جان و دلش

گر ز بغداد و هری یا از ری‌اند بی‌مزاج آب و گل نسل وی‌اند

شاخ گل هر جا که روید هم گل است خم مل هر جا که جوشد هم مل است

گر ز مغرب بر زند خورشید سر عین خورشید است نه چیز دگر

عیب چینان را از این دم کور دار هم به ستاری خود ای کردگار

گفت حق چشم خفاش بد خصال بسته‌ام من ز آفتاب بی‌مثال

از نظرهای خفاش کم و کاست انجم آن شمس نیز اندر خفاست

نکوهیدن ناموسهای پوسیده را که مانع ذوق ایمان و دلیل ضعف صدق‌اند و راه زن صد هزار ابله، چنان که راه زن آن مخنث شده بودند گوسفندان و نمی‌یارست گذشتن، و پرسیدن مخنث از چوپان که این گوسفندان تو مرا عجب گزند، گفت اگر مردی و در تو رگ مردی هست همه فدای تو‌اند و اگر مخنثی هر یکی ترا اژدهاست، مخنثی دیگر هست که چون گوسفندان را بیند در حال از راه باز گردد نیارد پرسیدن ترسد که اگر بپرسم گوسفندان در من افتند و مرا بگزند

ای ضیاء الحق حسام الدین بیا ای صقال روح و سلطان الهدی

مثنوی را مسرح مشروح ده صورت امثال او را روح ده

تا حروفش جمله عقل و جان شوند سوی خلدستان جان پران شوند

هم به سعی تو ز ارواح آمدند سوی دام حرف و مستحق شدند

باد عمرت در جهان همچون خضر جان فزا و دستگیر و مستمر

چون خضر و الیاس مانی در جهان تا زمین گردد ز لطفت آسمان

گفتمی از لطف تو جزوی ز صد گر نبودی طمطراق چشم بد

قال تعالیٰ

وعلمناه من لدنا علماً

الجزء الثاني من كتاب

التفهيمات الالهية

تصنيف

حجة الاسلام الشيخ قطب الدين احمد المدعو بالشاه ولي الله المحدث الدهلوي

(المتوفى سنة ١١٧٦ھ)

صاحب "ازالة الخفاء" و"الخير الكثير" وغيرهما

سلسلة مطبوعات المجلس العلمي دابھيل (سورت) رقم ١٨

طبع في

مدينه برقي پريس بجنور (يوپي)

١٣٥٥ھ

١٩٣٦م

علیہا السلام علی اثرہ یصنعون صنعہ وأما ابراهیم علیہ السلام فکان صاحب قرب الوجود لکن لما کان ذا قرب شدید اشتبہ علیہ قرب الوجوہ بقرب الفرائض ومن علوم علم الحکمۃ الا تری انہ استدل فی اثبات واجب الوجود وکان لوط واسمعیل واسحق ویعقوب علیہم السلام یحذون حذوہ ویربون بانفسہم للقرب فقلت حکمتہم فلما وجد یوسف علیہ السلام ترک نفسہ وما یؤدی الیہ فخلصت لہ الحکمۃ،

واما شعیب علیہ السلام فکأنہ کان من ارھاص موسی علیہ السلام وکان ذا قرب فرائضی واما موسی علیہ السلام فکان راسخ القدم فی قرب الفرائض فصدر منہ آثار فاضحۃ للنظام فارتفع لہ الجبل وانفجر لہ الماء من الحجر وانفلق لہ البحر فکان متبحرا فانشعبت منہ شعبۃ الملک وشعبۃ الوعظ وغیرہما من الشعب فجاء الانبیاء من بعدہ یضمحلون فی شعبۃ من شعباتہ ویکملونہ بعد اخذھم قرب الفرائض فکان یوشع علیہ السلام صاحب الملک وکان شعیب علیہ السلام اذا اجمع امتہ فوقف اللہ عزاسمہا علی کلمۃ فتکلم بہا لما بلغت شرورہم حدہا فخرجت الکلمۃ من فیہ اضطرارا ثم وجد زکریا علیہ السلام فکان ارہاصا بعیسی علیہ السلام فاکتسب قرب الملکوت ثم کان عیسی علیہ السلام ملکوتیا صرفا،

واعلم ان الملائکۃ وان کانوا اقویاء فی الاحیاء والتربیۃ فتاثیرہم یشبہ حلول الماء فی منبت الشجر لا یصل الی کل فرع ولا ورق الا علی توزیع طبیعۃ الشجر وعیسی علیہ السلام لما کان فی العالم لا فوقہ کان تاثیرہ جزئیا خرق العوائد فاحیی الموتی وابرأ الاکمہ والابرص،

واما رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فنشأ فی دورۃ الکمال اول نشأۃ فاجتمعت لہ الاقترابات جملۃ واحدۃ وھو صاحب الکتاب الموقوت واکثر من سواہ صاحب الحکمۃ الموقوتۃ وشرح صدرہ ومعراجہ کلاہما من ھذہ الدورۃ الجامعۃ وختم بہ النبیون ای لا یوجد بعدہ من

يأمره الله سبحانه بالتشريع على الناس،

وابوبكر رضي الله عنه هو مقتبس رسول الله صلى الله عليه وسلم في دورة الكمال فاجل كماله و توجه به الى الله سبحانه وعمر رضي الله عنه ورث منه صلى الله عليه وسلم قرب الفرائض وعثمان رضي الله عنه قسطا من قرب الوجود ثم نزل في دورة الايمان وشرح الصدر وعلي رضي الله عنه الحكمة كاملة ثم ذهب الى القرب الملكوتي ثم نزل في شرح رسول الله صلى الله عليه وسلم للشرع فاستوطنها ولهذا اسمى نفسه بالوصي وهذه هي الوصاية،

تفہیم

صاحب ظہور ارشاد وتلقین او سرعة است گویا حیران است وصاحب بطن درصحبت او غایت لطور سیر است وصاحب فروعیة جامع اصول کمالات است زیرا که اولیاء چون می میرند کرمہا واشراقہا وکراماتہا ہمہ منعدم میشوند وباقی نمی ماند الا تجلی سابع بر نفس ایشان و این اصل است ودیگر فروع وفروع آن نور مفرد را آن تجلی بدست می آید بدون انوار او و فروع او که بجز دیر ماندگی وابتہاج در آن مقام بدست نمی آید وکذلک نکتہ ومغیبۃ اصول آن راجع میکند در ان جہان معلوم خواہد شد که کار باصول بوده است نه فروع۔

تفہیم

اما قولك معنى البصير هو المتجلى في صورة البصر فقريب من مقامك الذى اقمت فيه لان تقررك الذى به كنت في نشأة النفوس اضمحل في تقرر الحق ومن اضمحل في تقرر الحق يرى كل تقرر في نشأته مضمحلا فيه فبذلك رايت البصر له اضمحلال في الحق ومما اختزن فيك فقبل ان تكون في مقامك هذا ان البصير معناه ذات ظهرت في خصوصية بصيرته فازدوج مقامك بعلمك فانتج هذا العلم وكذا لكل رجل من ذوى المقام والحال يزدوج مقامه بعلمه فيحصل له علوم و

قال الله تعالىٰ

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

للشيخ قطب الدين احمد المعروف بالشاه ولي الله المحدث الدهلوي قدس سره

(المتوفى سنه ۱۱۷۶ھ)

صاحب حجة الله البالغة وازالة الخفاء وغيرهما

من سلسلة مطبوعات المجلس العلمي نمبر ۱۳

(سنه ۱۳۵۲ھ)

مدینہ پریس بجنور

مزاج موسیٰ علیہ السلام صلب اشد الصلابۃ،

وعلمہ الخضر ان فی قرب النوافل مقامات بازاء مقامات قرب الفرائض فقتل الصبی کما اغرق فرعون واقام الجدار بلا اجر کما سقی شعیب علیہ السلام وخرق السفینۃ کما القتہ فی الیم امہ وتجلی اللہ سبحانہ علیہ فی صورۃ النار لناریۃ مزاجہ وصلابۃ اخلاقہ وکلمہ شفاھا لشدۃ اقترابہ بقرب الفرائض و لم یذکر اللہ سبحانہ شعیبا علیہ السلام فی قصۃ موسیٰ علیہ السلام کانہ لیس محوضا من حیث البدء وانما سطع سطوعا فی قرب الفرائض عند الاھلاک،

ویوشع وشموئیل علیہما السلام لیسا من المحوضین،

والیاس علیہ السلام صلب مثل موسیٰ علیہ السلام ولذلک کان خرقہ تسخیر النار وکان صاحب النجائب والقفار،

داؤد علیہ السلام مبدء الملک ومزاجہ سابغ وورثہ سلیمان علیہ السلام وکان خاتم التسخیر والملک وعندی انہ خاتم بالفعل والقوۃ جمیعا واوتیت من کل شیئ ای من الحسن والجمال واکتساب معارف الحکمۃ ومعارج الجنابۃ، وشعیاہ ویونس علیہما السلام لیسا بمحوضین ولولا طغیان قوم یونس علیہ السلام لما جعل رسولا فی غلبات قرب الفرائض، وذکریا ویحیی علیہما السلام ایضا لیسا بمحوضین

وعیسیٰ علیہ السلام ھو من اتم الانبیاء شانا واجلھم برھانا ومزاجہ السبوغ ولذلک کانت معجزاتہ سبوغیۃ کلھا وکان وجودہ من طریق السبوغ ولذلک حق لہ ان ینعکس فیہ انوار سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ویزعم العامۃ انہ اذا نزل فی الارض کان واحدا من الامۃ کلا بل ھو شرح للاسم الجامع المحمدی ونسخۃ منتسخۃ منہ فشتان بینہ وبین احد من الامۃ الا انہ یتبع القرآن ویأتم بخاتم الانبیاء وذلک لا یقدح فی کمالہ بل یؤیدہ فتعرف وھو بذ انہ محاق لشرور الیھود ولذلک نزل بین یدی القیامۃ وسیأتیک تمام الکلام،

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ھو تمثال للحی القیوم من حیث التفصیل وھو جمع لجمیع الوجوہ

المنطمسۃ امتنع ان یکون بعدہ نبی مستقل بالتلقی فمن ھذا السبیل من المعرفۃ نعلن بان موسیٰ علیہ السلام لوکان بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وسعہ الا الاتباع ونجھر بان ھذا النوع من اخذ الفیض لیس معدودا فی الفناء فی الرسول ھذا علی انہ بین یدی الساعۃ واقرب الانبیاء الیھا ومتمم لمکارم الاخلاق عمیق المأخذ لاصول الشرع وفروعہ فھذہ الاسباب ایضا تمھد خاتمیتہ فتعرف فھناک کان شمسا واحدا فی جلالتہ وابتدأت منہ کواکب ستۃ فی بادی النظر والا فقد کل ابصار بصایرنا فی اکتناہ کنھھا وتبین اعدادھا فی اطوارھا وقد افصح عن کثرتہا جل اصاحبھا علیھا الصلوات والتسلیمات حیث حکم بان آنیۃ الحوض الکوثر الذی ھو من تمثلات کمالہ الاقصی اکثر من نجوم السماء ثلاثۃ منھا باطنیۃ کانھا من تمثلات الاقتراب بین الاولین فی شعبھما الثلث،

الاول التقوی خلقا وعملا علی حذاء العظمۃ، الثانی الاجتہاد الفقہی والفراسۃ فی التجاربیۃ علی حذاء الحکمۃ، الثالث العنایات الجزئیۃ واعنی بہا ان احدا اذا نظر فی ھیکلہ الجسمانی افضی نظرہ الی التجلی الذاتی علی حذاء القطبیۃ الباطنیۃ وثلثۃ اخری کانھا من تمثلات الاقتراب الثالث فی شعبھا الثلاث،

الاول الملک المشار الیہ بقولہ تعالی انا فتحنا لک فتحا الآیۃ علی حذاء القطبیۃ الارشادیۃ، الثانی نصب المزاج المدنیۃ من المجازات والمخاصمات علی حذاء الحفظ، الثالث سکینۃ وعظیۃ علی فصاحۃ ونصاحۃ علی حذاء الوحی الظاھری ثم ان تلک الکواکب صارت بدورا ثم شموسا،

ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما رجع من غزوۃ التبوک قال رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر یعنی بہ الرجوع عن الکثرۃ الی الوحدۃ وعن عالم التمثل الی عالم التعری وعن حضرۃ تفصیل العلم الی حضرۃ اجمالہ کما فصلنا فی حقیقۃ ابراھیم وھو اصعب الاسفار واوعر الاقطار حیث تفوق مبدء تعینہ عن موطن جبل فیہ وبذلک تابط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کمال اجمالی

فائدۃ

القصیدۃ

تنبیہ

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ○

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

(اردو ترجمہ)

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

دفتر اول ـــــ حصہ پنجم

(تصحیح و حواشی و ترجمہ)

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

(ناشر)

مدینہ پبلشنگ کمپنی ○ بندر روڈ ○ کراچی

ہے۔ عوام بے چاروں کا کیا ذکر۔ اخص خواص میں سے بھی بہت کم ایسے لوگ ہیں جنہیں اس دولت و معرفت کی طرف راستہ ملا ہے ۔

اگر پادشاہ بر در پیرزن
بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن !

یہ نہایت ظہورات اور تجلیات کے اعتبار سے ہے۔ جس کے بعد کسی قسم کی تجلی اور ظہور متصور نہیں ہو سکتا

ومن بعد هذا ما يدق صفاته
وما كتمه احظى لديه واجمل

اور سلامتی کا نزول ہو ہر متبع ہدایت پر اور ہر ایسے شخص پر جو مصطفےٰ کی متابعت کا پابند ہو۔ علیہ وعلی آلہ وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وآل کل وعلی الملٰئکۃ المقربین الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات اتمہا واکملہا واولاہا واعلاہا وادومہا وابقہا واتمہا واشملہا۔

مکتوب نمبر ۳۰۱

مولانا امان اللہ کی طرف صادر فرمایا:

قرب نبوت و قرب ولایت اور ان راہوں کے بیان میں جو قرب نبوت تک پہنچا دیتی ہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بعد الحمد والصلوٰۃ۔ میرے فرزند مولانا امان اللہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ نبوت قرب الٰہی جل شانہٗ سے عبارت ہے جس میں ظلیت کا شائبہ تک نہیں۔ اس کے عروج کا رخ حق جل وعلا کی طرف ہوتا ہے اور اس کے نزول کا رخ مخلوق کی طرف۔ یہ قرب بالاصالۃ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کا حصہ ہے اور یہ رتبہ وعہدہ ان بزرگوں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اس رتبہ و منصب کو ختم کرنے والے حضرت سید البشر ہیں علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ، ہیں حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ نزول کے بعد حضرت خاتم الرسل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے۔ نمایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ پیر کار ول

؎ اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازے پر آئے تو اے خواجہ تو اپنی ڈاڑھی نہ اکھیڑ۔ یعنی رنج نہ کر۔

؎ اس کے بعد وہ چیز ہے جس کا بیان بہت دقیق ہے۔ اور جس کا چھپانا اس کے نزدیک زیادہ لذیذ اور بہتر ہے۔

کو بھی حصہ حاصل ہے۔ اور اس مقام کے علوم و معارف اور کمالات سے بطریق وراثت پیروکاروں کو بھی حصہ ملتا ہے۔ ع

خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را[1]

تو خاتم المرسلین علیہ وآلہ وعلی جمیع الانبیاء والرسل الصلوات والتسلیمات کی بعثت کے بعد بطریق وراثت و تبعیت آپ کے پیروکاروں کو کمالات نبوت کا حصول آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لہٰذا شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

اے عزیز جان لے ! (اللہ تعالیٰ تجھے سعادت مند کرے) کہ کمالات نبوت تک پہنچانے والے دو راستے ہیں۔ ایک راستہ تو مقام ولایت کے کمالات مفصّل طور پر طے کرنے سے وابستہ ہے۔ اور تجلیات ظلیہ اور معارف سکریہ، جو مرتبہ ولایت کے مناسب ہیں، کے حصول پر موقوف ہے۔ ان کمالات کے طے کرنے اور ان تجلیات کے حصول کے بعد کمالات نبوت میں قدم رکھا جا سکتا ہے۔ اس مقام میں اصل تک وصول ہوتا ہے۔ اور ظلیت کی طرف التفات و توجہ گناہ ہے۔

اور دوسرا راستہ وہ ہے جس میں ان کمالات ولایت کے حصول کے بغیر ہی کمالات نبوت تک وصول میسر آجاتا ہے۔ اور یہ دوسرا راستہ کشادہ اور فراخ ہے۔ اور وصول کے زیادہ نزدیک ہے۔

اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ کرام علیہم وعلیٰ اصحابہم الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں سے انبیاء کی وراثت اور تبعیت کے طور پر جو کمالات نبوت تک پہنچا ہے اسی راستے سے پہنچا ہے، الاماشاء اللہ پہلا راستہ دور دراز اور معسر الحصول اور مشکل الوصول ہے۔ اولیاء کی ایک جماعت مقام ولایت میں شرف نزول سے مشرف ہوئی ہے۔ انہوں نے ان کمالات کو جو مقام نزول سے تعلق رکھتے ہیں کمالات نبوت خیال کر لیا ہے اور مخلوق کی طرف رُخ کرنے کو جو مقام دعوت کے خصائص سے ہے، مقام نبوت گمان کر لیا ہے بلکہ یہ نزول اس کے عروج کی دونوں ولایتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مقام ولایت سے اوپر ایک عروج و نزول ہے جو نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مخلوق کی یہ توجہ اس توجہ بخلق کا غیر ہے جو نبوت کے مناسب ہے۔ اور یہ دعوت اس دعوت کا غیر ہے، جس کو کمالات نبوت سے شمار کیا گیا ہے۔

یہ گمان کرنے والے کیا کریں۔ کیونکہ انہوں نے دائرہ ولایت سے قدم باہر ہی نہیں رکھا۔ اور کمالات نبوت کی حقیقت کو نہیں پا سکے۔ نصف ولایت کو جو اس کی جانب عروج ہے پوری ولایت گمان کر لیا ہے۔ اور اس کے دوسرے نصف کو جو جانب نزول ہے، مقام نبوت تصور کر لیا ہے۔ ؎

[1] اللہ تعالیٰ مصلحت عام کی خاطر کسی بندے کو خاص کر لیتا ہے۔

(الجزء الثانى)

من كتاب اليواقيت والجواهر * فى بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب
الشعرانى نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(بحلى الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم
الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور رضاعف
الله تعالى له أسنى الاجور)*

كان به لوصلة بينهم وبين الله تعالى فانه فوت أرواحهم اهـ * وقال في الجواب الخامس والعشرين من الباب الثالث والسبعين اعلم أن النبوة لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلى الله عليه وسلم وانما ارتفع نبوة التشريع فقط فقوله صلى الله عليه وسلم لا نبي بعدي ولا رسول بعدي أي ما ثم من يشرع بعدي شريعة خاصة فهو مثل قوله صلى الله عليه وسلم اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده ولم يكن كسرى وقيصر الا ملك الروم والفرس وما زال الملك في الروم ولكن ارتفع هذا الاسم فقط مع وجود الملك فيهم وسمى ملكهم باسم آخر غير ذلك وقد كان الشيخ عبد القادر الجيلي يقول أوتي الانبياء اسم النبوة وأوتينا اللقب أي حجر علينا اسم النبي مع أن الحق تعالى يخبرنا في سرائرنا بمعاني كلامه وكلام رسوله صلى الله عليه وسلم ويسمى صاحب هذا المقام من أنبياء الاولياء فغاية نبوتهم التعريف بالاحكام الشرعية حتى لا يخطئوا فيها لا غير اهـ (فان قلت) فما الحكم في تشريع المجتهدين (فالجواب) أن المجتهدين لم يشرعوا شيأ من عند أنفسهم وانما شرعوا ما اقتضاه نظرهم في الاحكام فقط من حيث انه صلى الله عليه وسلم قرر حكم المجتهدين فصار حكمهم من جملة شرعه الذي شرعه فانه صلى الله عليه وسلم هو الذي أعطى المجتهد المادة التي اجتهد فيها من الدليل ولو قدر أن المجتهد شرع شرعا لم يعطه الدليل الوارد عن الشارع رددناه عليه لانه شرع لم يأذن به الله والله أعلم * (خاتمة) * مما يؤيد كون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل من سائر المرسلين وانه خاتمهم وكلهم يستمدون منه ما قاله الشيخ في علوم الباب الاحد والتسعين وأربعمائة من أنه ليس لاحد من الخلق علم يناله في الدنيا والآخرة الا وهو من باطنية محمد صلى الله عليه وسلم سواء الانبياء والعلماء المتقدمون على زمن بعثته والمتأخرون عنها وقد أخبرنا صلى الله عليه وسلم بانه أوتي علم الاولين والآخرين ونحن من الآخرين بلا شك وقد عم محمد صلى الله عليه وسلم الحكم في العلم الذي أوتيه فشمل كل علم منقول ومعقول ومفهوم وموهوب فاجتهد يا أخي أن تكون ممن يأخذ العلم بالله تعالى عن نبيه محمد صلى الله عليه وسلم فانه أعلم خلق الله بالله على الاطلاق واياك أن تخطئ أحدا من علماء أمته من غير دليل وهذا سر نبهتك عليه فاحتفظ به ولا تقل حجرت واسعا وتقول قد يعطى الله تعالى عبده من الوجه الخاص الذي بين كل مخلوق وبين ربه عز وجل من غير واسطة محمد صلى الله عليه وسلم ما شاء من العلوم بدليل قصة الخضر عليه السلام مع موسى الذي هو رسول زمانه لانا نقول نحن ما حجرنا عليك أن لا تعلم مقالة وانما حجرنا عليك أن لا يكون لك علم ذلك الا من باطنية محمد صلى الله عليه وسلم شعرت بذلك أم لم تشعر قال الشيخ ووافقنا على ذلك الامام أبو القاسم بن قسي في كتابه خلع النعلين وهو من روايتنا عن ابنه عنه بتونس سنة تسعين وخمسمائة والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

* (المبحث السادس والثلاثون في عموم بعثة محمد صلى الله عليه وسلم الى الجن والانس وكذلك الملائكة على ما سيأتي فيه وهذه فضيلة لم يشركه فيها أحد من المرسلين) *

وقد ورد في صحيح مسلم وغيره وأرسلت الى الخلق كافة وفسروه بالانس والجن كما فسروا بهما أيضا من بلغ في قوله تعالى وأوحى الى هذا القرآن لانذركم به ومن بلغ أي بلغه القرآن وكذا فسروا بذلك أيضا العالمين في قوله تعالى تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا قاله الجلال المحلي رحمه الله (فان قلت) فهل تكليف الجن بالشرائع المنزلة من عند الحق تعالى تكليف ألزمهم به الحق تعالى ابتداء او ألزموا به أنفسهم ابتداء كونا في الفضائل فألزمهم الحق تعالى به كالنذر (فالجواب) قد أورد هذا السؤال الشيخ في الباب السادس والستين وثلثمائة وقال لا أدري اهـ فمن ظفر في ذلك بنقل فليلحقه بهذا الموضع من هذا الكتاب واختلفوا في الملائكة هل أرسل اليهم محمد صلى الله عليه وسلم أم لا فنقل البيهقي في الباب الرابع من شعب الايمان عن الحليمي أنه صرح بأنه صلى الله عليه وسلم لم يرسل الى الملائكة ثم انه نقل عن الحليمي أيضا في الباب الخامس عشر بانفكاكهم عن شرعه وفي تفسير الرازي والبرهان النسفي حكاية الاجماع في تفسير

وان لم يقع ادراك الشمس لذلك الذى (١٩٠) خال بينه وبين السماع من السحاب المتراكم * وقال في الباب العشرين وثلثمائة في قوله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل أولئك كان عنه مسؤلا اعلم ان اسم كان هنا هو النفس فيسئل النفس عن سمعه وبصره وفؤاده فيقال له ما فعلت رعيتك كما يسئل الوالي الجائر اذا أخذه الملك وعذبه عند استغاثة رعيته منه * وقال في قوله تعالى فلا يظهر على غيبه أحدا الا من ارتضى من رسول المراد بهذا الغيب الذي يطلع عليه رسوله هو علم التكليف الذي غاب عنه العباد ولم تشتغل عقولهم بدركه ولهذا جعل الملائكة له رصدا حذرا من الشياطين ان تلقي اليه ما يعمل به في نفسه من التكليف الذي جعله الله تعالى سعادة للعباد من أمر ونهي فهذا الغيب هو علم الرسالة ولهذا قال ليعلم أن قد أبلغوا رسالات ربهم فأضاف الرسالة الى قوله ربهم لما علموا ان الشياطين لم تلق اليهم أعني الرسل شيأ فيتيقنون ان تلك الرسالة من الله تعالى لا من غيره ثم هل هذا القدر الذي يطلع عليه من ارتضاه من رسول هل هو باعلام الملك أو هو بلا واسطة ملك الظاهر الثاني وتكون الملائكة تحف أنوارها برسول الله صلى الله عليه وسلم كالهالة حول القمر والشياطين من ورائهم لا تجد سبيلا الى هذا الرسول حتى يظهر الله له ما شاء من علم التكليف الذي خفي عنه وعن العباد علمه قال وليس في كتابنا هذا الآية

(الجزء الثاني)

كتاب اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر

للامام العارف الرباني سيدي عبد الوهاب

الشعراني نفعنا الله والمسلمين

ببركاته وأفاض علينا

من نفحاته

آمين

(على الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)

الثالث والسبعين اعلم أن النبوة لم ترتفع مطلقا بعد محمد صلى الله عليه وسلم وانما ارتفع نبوة التشريع فقط فقوله صلى الله عليه وسلم لانبي بعدي ولا رسول بعدي أي ماثم من يشرع بعدي شريعة خاصة فهو مثل قوله صلى الله عليه وسلم اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده ولم يكن كسرى وقيصر الا ملك الروم والفرس وما زال الملك في الروم ولكن ارتفع هذا الاسم فقط مع وجود الملك فيهم وسمي ملكهم باسم آخر غير ذلك وقد كان الشيخ عبد القادر الجيلي يقول أوتي الانبياء اسم النبوة وأوتينا اللقب أي حجر علينا اسم النبي مع أن الحق تعالى يخبرنا في سرائرنا بمعاني كلامه وكلام رسوله صلى الله عليه وسلم ويسمى صاحب هذا المقام من أنبياء الاولياء فغاية نبوتهم التعريف بالاحكام الشرعية حتى لا يخطئوا فيها لا غير اهـ

(فان قلت) فما الحكم في تشريع المجتهدين (فالجواب) أن المجتهدين لم يشرعوا شيأ من عند أنفسهم وانما شرعوا ما اقتضاه نظرهم في الاحكام فقط من حيث انه صلى الله عليه وسلم قرر حكم المجتهدين فصار حكمهم من جملة شرعه الذي شرعه فانه صلى الله عليه وسلم هو الذي أعطى المجتهد المادة التي اجتهد فيها من الدليل ولو قدر أن المجتهد شرع شرعا لم يعطه الدليل الوارد عن الشارع رددناه عليه لانه شرع لم يأذن به الله والله أعلم * (خاتمة) * مما يؤيد كون محمد صلى الله عليه وسلم أفضل من سائر المرسلين وأنه خاتمهم وكلهم يستمدون منه ما قاله الشيخ في علوم الباب الاحد والتسعين وأربعمائة من أنه ليس لاحد من الخلق علم يناله في الدنيا والآخرة الا وهو من باطنية محمد صلى الله عليه وسلم سواء الانبياء والعلماء المتقدمون على زمن بعثته والمتأخرون عنها وقد أخبرنا صلى الله عليه وسلم بأنه أوتي علم الاولين والآخرين ونحن من الآخرين بلا شك وقد عمم محمد صلى الله عليه وسلم الحكم في العلم الذي أوتيه فشمل كل علم منقول ومعقول ومفهوم وموهوب فاجتهد يا أخي أن تكون ممن يأخذ العلم بالله تعالى عن نبيه محمد صلى الله عليه وسلم فانه أعلم خلق الله بالله على الاطلاق واياك أن تعطي أحدا من علماء أمته من غير دليل وهذا سر نبهتك عليه فاحتفظ به ولا تقل حجرت واسعا وتقول قد يعطي الله تعالى عبده من الوجه الخاص الذي بين كل مخلوق وبين ربه عز وجل من غير واسطة محمد صلى الله عليه وسلم ما شاء من العلوم بدليل قصة الخضر عليه السلام مع موسى الذي هو رسول زمانه لانا نقول نحن ما حجرنا عليك أن لا تعلم مطلقا وانما حجرنا عليك أن لا يكون لك علم ذلك الا من باطنية محمد صلى الله عليه وسلم شعرت بذلك أم لم تشعر قال الشيخ ووافقنا على ذلك الامام أبو القاسم بن قسي في كتابه خلع النعلين وهو من روايتنا عن ابنه عنه بتونس سنة تسعين وخمسمائة والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

* (المبحث السادس والثلاثون في عموم بعثة محمد صلى الله عليه وسلم الى الجن والانس وكذلك الملائكة على ما يأتي فيه وهذه فضيلة لم يشركه فيها أحد من المرسلين) *

وقد ورد في صحيح مسلم وغيره وأرسلت الى الخلق كافة وفسروه بالانس والجن كما فسروا بهما أيضا من بلغ في قوله تعالى وأوحي الي هذا القرآن لانذركم به ومن بلغ أي بلغه القرآن وكما فسروا بذلك أيضا العالمين في قوله تعالى تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا قاله الجلال المحلي رحمه الله (فان قلت) فهل تكاليف الجن بالشرائع المنزلة من عند الحق تعالى تكاليف ألزمهم به الحق تعالى ابتداء أو ألزموا به أنفسهم ليشاركونا في الفضائل فألزمهم الحق تعالى به كالنذر (فالجواب) قد أورد هذا السؤال الشيخ في الباب السادس والستين وثلثمائة وقال لا أدرى اهـ فمن ظفر في ذلك بنقل فليلحقه بهذا الموضع من هذا الكتاب واختلفوا في الملائكة هل أرسل اليهم محمد صلى الله عليه وسلم أم لا فنقل البيهقي في الباب الرابع من شعب الايمان عن الحليمي أنه صرح بأنه صلى الله عليه وسلم لم يرسل الى الملائكة ثم انه نقل عن الحليمي أيضا في الباب الخامس عشر بانفكاكهم عن شرعه وفي تفسير الرازي والبرهان النسفي حكاية الاجماع في تفسير الآية الثانية السابقة آنفا على انه صلى الله عليه وسلم لم يكن رسولا اليهم * قال الشيخ كمال الدين بن أبي شريف في حاشيته وفي نقل البيهقي ذلك عن الحليمي اشعار بالتبري من عهدته وبتقدير أن لا اشعار فيه فلم يصرح بأنه مرضي عنده قال وأما الحليمي فانه وان كان من أهل السنة فقد وافق المعتزلة في تفضيل الملائكة

في الباب الخامس وخمسمائة ما نصه انما قال تعالى فانك باعيننا ليعلمه أنه ما حكم عليه صلى الله عليه وسلم الا بما هو الاصلح له عنده سواء سره أم ساءه هذا مراده بقوله باعيننا أي ما أنت بحيث نجهلك وننساك والله أعلم * وقال في الباب الثالث والثلاثين وثلثمائة قال ابليس للحق جل وعلا يارب كيف تطلب مني السجود ولم ترد ذلك فلو أردته لسجدت ولم أقدر على المخالفة فقال له الحق جل وعلا متى علمت أني لم أرد منك السجود بعد وقوع الاباية منك أو قبل ذلك فقال ابليس ما علمت بذلك الا بعد ما وقعت مني الاباية فقال الله عز وجل له بذلك آخذتك فلله الحجة البالغة * وقال في حديث البخاري في الذين يقرؤن القرآن لا يجاوز حناجرهم اعلم أن من لم يكن وارثا لرسول الله صلى الله عليه وسلم في مقام تلاوته القرآن انما يتلو حروفا ممثلة في خياله وحصلت له من ألفاظ معلمه ان كان أخذه عن تلقين أو من حروف كتابة ان كان أخذه عن كتابة فاذا أحضر تلك الحروف في خياله ونظر اليها بعين خياله ترجم اللسان عنها فتلاها من غير تدبر ولا فهم ولا استبصار بل لبقاء تلك الحروف في حضرة خياله فالتالي لهذا التالي أجر الترجمة لا أجر القرآن لانه ما تلا المعاني وانما تلا حروفا تنزل من الخيال الذي هو مقدم الدماغ الى اللسان فيترجم به لا يجاوز حضرته الى القلب الذي في صدره فلا يصل الى قلبه منه شيء وأطال في ذلك * وقال في الباب التاسع والثلاثين وثلثمائة من شرف هذه الامة المحمدية

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

تصنیف لطیف:

قطب ربانی [illegible] عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم:

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱- گنج بخش روڈ لاہور

ہوگا تو ہم اس کی گردن اڑا دیں گے ورنہ درگذر تے ہوئے اس سے صرف نظر کریں گے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے دعویٰ نبوت کی پابندی کا مسئلہ

اگر کہا جائے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے نبوت کے دعویٰ پر پابندی تھی؟ تو جواب یہ ہے کہ کوئی پابندی نہ تھی۔ اور اسی لئے عبد صالح حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وما فعلتہ عن امری (الکھف آیت ۸۲۔ میں نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا) پس بیشک آپ کے زمانے نے یہ عطا کیا۔ اور آپ اپنے رب کی طرف سے ایک شریعت پر تھے جسے آپ کے پروردگار نے آپ کی طرف ملک الہام کی زبان پر وحی فرمایا۔ بعض کہتے ہیں کہ بلا واسطہ اتاری گئی۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کے لئے حضرت موسیٰ کے پاس اور ہمارے پاس اس کی گواہی دی ہے اور آپ کا تزکیہ فرمایا۔ اور آج حضرت الیاس اور خضر علیہما الصلوٰۃ السلام شریعت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیں۔ موافقت کے طریقے سے یا اتباع کے طور پر۔ بہر حال انہیں یہ صرف تعریف کے طور پر حاصل ہے بطور نبوت نہیں۔ اور اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب زمین پر اتریں گے تو ہم میں صرف ہمارے نبی پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے ساتھ فیصلہ کریں گے جس کا بطور تعریف اللہ تعالیٰ انہیں تعارف کرائے گا گرچہ آپ (اپنی ذات میں) نبی ہیں۔

امر حق سے مراد

اور جان لے کہ حق عز وجل کا امر اس کا عمومی حکم ہے مگر یہ کہ اسے دلیل خاص کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول (النساء آیت ۵۹۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی) پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی کے لئے اختیار نہیں رکھا کہ آپ کی شرع کی مخالفت کرے۔ اس پر صرف اتباع واجب کی ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ اختیار رکھا کہ شریعت جاری کریں پس امر کریں اور نہی کریں۔ رہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد و اولوا لامر منکم (النساء آیت ۵۹ اور اپنے میں سے حاکموں کی) تو ہمارا ان کی طاعت کرنے سے مراد اس صورت میں ہے جبکہ ہمیں مباح کا حکم دیں یا ہمیں اس سے روکیں۔ نہ یہ کہ وہ ہمارے لئے ایسی شریعت جاری کریں جو کہ ثابت شدہ شرع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہو۔ تو جب وہ ہمیں کسی مباح کا امر کریں یا ہمیں اس سے روکیں پس ان کی طاعت کریں تو اس میں ہمارا اجر اس شخص کا اجر ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کے امر کی طاعت کی جو اس نے امر اور نہی کی صورت میں واجب کیا۔ اور یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اور اکثر لوگ اس کا شعور نہیں رکھتے بلکہ کبھی تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اور شیخ نے فتوحات کے ۳۸ ویں باب میں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باب رسالت بند کر دیا تو وحی کے منقطع ہونے کی بناء پر جس کی وجہ سے اولیاء کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اتصال تھا یہ نہایت شدید حقیقت تھی جس کی تلخی اولیاء اللہ نے حلق سے اتاری کیونکہ یہ ان کی ارواح کی غذا تھی۔ انتہی۔ اور ۷۳ ویں باب کے ۲۵ ویں جواب میں شیخ نے فرمایا: جان لے کہ حضور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (فیض) نبوت مطلقاً مرفوع نہیں ہوا۔ صرف نبوت تشریع اٹھائی گئی ہے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میرے بعد کوئی رسول نہیں۔ یعنی وہاں کوئی ایسا نہیں جو میرے بعد کوئی خاص شریعت جاری کرے۔ تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کی طرح ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں۔ اور قیصر ہلاک

ہو گیا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں۔ اور کسریٰ وقیصر نہیں تھا مگر روم اور فارس کا بادشاہ اور روم میں بادشاہ ہمیشہ رہا۔ لیکن صرف یہ نام اٹھ گیا باوجودیکہ ان میں بادشاہ پایا گیا اور ان کے بادشاہ کا نام اس کے علاوہ کوئی اور رکھا گیا۔ اور شیخ عبدالقادر الجیلی فرماتے ہیں کہ انبیاء کو اسم نبوت عطا فرمایا گیا اور ہمیں لقب۔ یعنی ہم پر اسم نبی ممنوع ہے۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ ہمیں ہمارے سرائر میں اپنے کلام اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے معنوں کی خبر دیتا ہے اور اس مقام والوں کو خصوصی فیض نبوت پانے والے اولیاء کا نام دیا جاتا ہے۔ تو ان کے فیض نبوت کی غایت احکام شرعیہ کا مکمل تعارف ہے تاکہ ان میں خطا نہ کریں۔ اور کچھ نہیں۔ انتہی۔

(اقول وباللہ التوفیق۔ یہاں وہ حاشیہ دیکھ لیا جائے جو کہ مقام وسیلہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تخصیص کے عنوان کے تحت درج ہے۔ ضروری ہے۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ)

تشریع مجتہدین کا حکم

اگر تو کہے کہ مجتہدین کے شریعت بیان کرنے کا کیا حکم ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ مجتہدین نے اپنی طرف سے کوئی چیز شریعت کے طور پر بیان نہیں کی۔ انہوں نے تو صرف وہ شرعی امور بیان کئے ہیں جن کا احکام میں ان کے غور وفکر نے تقاضا کیا اس حیثیت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجتہدین کے حکم کو برقرار رکھا۔ تو ان کا حکم آپ کی اس شرع سے ہی ہوا جو آپ نے مقرر فرمائی۔ کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنہوں نے مجتہد کو وہ مادہ عطا فرمایا جس میں اس نے دلیل سے اجتہاد کیا۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ مجتہد نے ایسی شریعت جاری کی جو اسے شارع کی طرف سے وارد ہونیوالی دلیل نے عطا نہیں کی تو ہم اسے اس پر رد کر دیں گے کیونکہ یہ ایسی شرع ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اذن نہیں دیا۔ واللہ اعلم۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل المرسلین اور خاتم النبیین اور اعلم باللہ تعالیٰ ہیں

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہونے اور یہ کہ آپ ان کے خاتم ہیں اور سب کے سب آپ سے ہی استمداد کرتے ہیں کی تائید ۴۹۱ ویں باب کے علوم میں شیخ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ خلق میں سے کسی کے لئے کوئی علم نہیں جو وہ دنیا و آخرت میں حاصل کرتا ہے مگر وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنیت سے ہے۔ برابر ہے کہ آپ کی بعثت شریفہ کے زمانے سے پہلے کے انبیاء وعلماء ہوں یا بعد والے۔ اور ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ کو اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے اور بلاشبہ ہم آخرین میں سے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا شدہ علم میں حکم عام رکھا ہے۔ پس یہ منقول، معقول، مفہوم اور موہوب ہر علم کو شامل ہے۔ پس اے بھائی! کوشش کر کہ تو ان میں سے ہو جو کہ علم باللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ اللہ کے متعلق ساری مخلوق سے مطلقاً زیادہ عالم ہیں۔ اور اس سے پرہیز کر کہ تو آپ کی امت کے علماء میں سے کسی کو بلا دلیل خطا کار گردانے۔ اور یہ ایک راز ہے جس پر میں نے تجھے متنبہ کیا ہے۔ اس کی حفاظت کر، اور یہ مت کہہ کہ تو نے وسیع کو تنگ کر دیا ہے اور تو یوں کہنے لگے کہ کبھی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو وجہ خاص سے جو کہ ہر مخلوق اور اس کے رب عزوجل کے درمیان ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کے بغیر جو چاہے علوم عطا فرماتا ہے اور حضرت خضر علیہ السلام کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو کہ اپنے زمانے کے رسول ہیں رونما ہونے والے واقعہ سے دلیل پکڑے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے تجھ پر تنگی نہیں کی کہ تو

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الثاني والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الألوسي البغدادي ﴾
ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

ملكا .تى خالف ماألقاه وأتى به الكتاب أوالسنة أواجماع الامة ومثله فيما أرى التكلم بمايشبه الهذيان ويضحك منه الصبيان وينبغى لمن وقع له ذلك أن لا يشيعه ويعلن به لما فيه من التعرض للفتنة، فقدأخرج مسلم عن مطرف أيضاً من وجه آخر قال: بعث إلىّ عمران بن حصين فى مرضه الذى توفى فيه فقال: إنى محدثك فان عشت فا كتم عنى وإن مت فحدث بها إن شئت إنه قد سلم علي- وفى رواية الحاكم فى المستدرك- اعلم يامطرف أنه كان يسلم على الملائكة عند رأسى وعند البيت وعند باب الحجرة فلما اكتويت ذهب ذلك قال: فلما برأ كلمه قال: اعلم يامطرف أنه عاد إلى الذى كنت اكتم على حتى أموت، وكذا ينبغى أن لا يقول لالقاء الملك عليه ايحاء لما فيه من الايهام القبيح وهو ايهام وحى النبوة الذى يكفر مدعيه بعد رسول الله ﷺ بلا خلاف بين المسلمين، وأطلق بعض الغلاة من الشيعة القول بالايحاء إلى الائمة الاطهار وهم رضى الله تعالى عنهم بمعزل عن قبول قول أولئك الاشرار ٭

فقد روى أن سديراً الصيرفى سأل جعفراً الصادق رضى الله تعالى عنه فقال: جعلت فداك إن شيعتكم اختلفت فيكم فاكثرت حتى قال بعضهم: إن الامام ينكت فى أذنه، وقال آخرون: يوحى اليه، وقال آخرون: يقذف فى قلبه، وقال آخرون: يرى فى منامه، وقال آخرون: إنما يفتى بكتب آبائه فبأى جوابهم آخذ يجعلنى الله تعالى فداك؟ قال: لا تأخذ بشىء مما يقولون ياسدير نحن حجج الله تعالى وأمناؤه على خلقه حلالنا من كتاب الله تعالى وحرامنا منه، حكاه محمد بن عبدالكريم الشهرستانى فى أول تفسيره مفاتيح الاسرار وقد ظهر فى هذا العصر (١) عصابة من غلاة الشيعة لقبوا أنفسهم بالبابية لهم فى هذا الباب فصول يحكم بكفر معتقدها كل من انتظم فى سلك ذوى العقول، وقد كاد يتمكن عرقهم فى العراق لولاهمة واليه النجيب الذى وقع على همته وديانته الاتفاق حيث خذلهم نصره الله تعالى وشتت شملهم وغضب عليهم رضى الله تعالى عنه وأفسد عملهم فجزاه الله تعالى عن الاسلام خيرا ودفع عنه فى الدارين ضيما وضيرا. وادعى بعضهم الوحى إلى عيسى عليه السلام بعد نزوله، وقد سئل عن ذلك ابن حجر الهيثمى فقال: نعم يوحى اليه عليه السلام وحى حقيقى كما فى حديث مسلم وغير عن النواس بن سمعان، وفى رواية صحيحة «فبينما هو كذلك إذ اوحى الله تعالى ياعيسى انى أخرجت عبادا لى لا يد لأحد بقتالهم فحول عبادى إلى الطور وذلك الوحى على لسان جبريل عليه السلام إذ هو السفير بين الله تعالى وانبيائه» لا يعرف ذلك لغيره، وخبر لا وحى بعدى باطل، وما اشتهر أن جبريل عليه السلام لا ينزل إلى الارض بعد موت النبى ﷺ فهو لا أصل له، ويرده خبر الطبرانى ما أحب أن يرقد الجنب حتى يتوضأ فانى أخاف أن يتوفى وما يحضره جبريل عليه السلام فانه يدل على أن جبريل ينزل إلى الارض ويحضر موت كل مؤمن توفاه الله تعالى وهو على طهارة اه، ولعل من نفى الوحى عنه عليه السلام بعد نزوله أراد وحى التشريع وماذكر وحى لا تشريع فيه فتأمل ٭

وكونه ﷺ خاتم النبيين مما نطق به الكتاب وصدعت به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان أصر ٭

ومن السنة ما أخرج أحمد والبخارى. ومسلم. والنسائى. وابن مردويه عن أبى هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى دارا بناء فأحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية من زواياها فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وأنا خاتم النبيين» وصح عن جابر مرفوعا نحوه هذا، وكذا عن أبى بن كعب. وأبى سعيد الخدرى رضى الله تعالى عنهم، وللشيخ محيى الدين بن عربى

(١) سنة ١٢٦١ اه منه

جماعة إحياء الفلسفة

فصوص الحكم

للشيخ الأكبر محيي الدين بن عربي المتوفى سنة ٦٣٨ هجرية

والتعليقات عليه

بقلم

أبو العلا عفيفي

دكتور في الفلسفة من جامعة كمبردج وأستاذ الفلسفة بجامعة فاروق الأول

[١٣٦٥ هـ — ١٩٤٦ م]

ملتزم الطبع والنشر أصحاب
دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابي الحلبي وشركاه

واعلم أنها[1] لا تسمى مفاتح[2] إلا فى حال الفتح ، وحال الفتح هو حال تعلق التكوين بالأشياء ؛ أو قل إن شئت حال تعلق القدرة بالمقدور (٥٤ — ا) ولا ذوق لغير الله[3] فى ذلك . فلا يقع فيها تجلٍّ ولا كشف ، إذ لا قدرة ولا فعل إلا لله[3] خاصة ، إذ له الوجود المطلق الذى لا يتقيد . فلما رأينا عتب الحق له عليه السلام فى سؤاله فى القدر علمنا أنه طلب هـذا الاطلاع ، فطلب أن يكون له قدرة تتعلق بالمقدور ، وما يقتضى ذلك إلا مَنْ له الوجود المطلق. فطلب ما لا يمكن وجوده فى الخلق ذوقا ، فإن الكيفيات لا تدرك إلا بالأذواق . وأما ما رويناه مما أوحى الله[4] به إليه لئن لم تنته لأمحون[5] اسمك من ديوان النبوة، أى أرفع عنك طريق الخبَر وأعطيك الأمور على التجلى ، والتجلى لا يكون إلا بما أنت عليه من الاستعداد الذى به يقع الإدراك الذوق ، فتعلَمَ أنك ما أدركت إلا بحسب استعدادك فتنظر فى هذا الأمر الذى طلبْتَ، فإذا[6] لم تره تعلم أنه ليس عندك الاستعداد الذى تطلبه وأن ذلك من خصائص الذات الإلهية ، وقد علمت أن الله أعطى كل شىء خلقه : ولم يعطك هذا الاستعداد الخاص ، فما هو خلقَك ، ولو كان خلقَكَ لأعطاكه الحق الذى أخبر أنه « أعطى كل شىء خلقه » . فتكون أنت الذى تنتهى عن مثل هذا السؤال من نفسك، لا تحتاج فيه إلى نهى إلهى . وهذه (٥٤ — ب) عناية من الله بالعزيْر عليه السلام عَلِمَ ذلك من علمه وجهله من جهله .

٨ واعلم أن الولاية هى الفلك[7] المحيط العام ، ولهذا لم تنقطع ؛ ولها الإنباء العام . وأما نبوة التشريع والرسالة فمنقطعه[8] . وفى محمد صلى الله عليه وسلم قد انقطعت ،

---

(١) ا ، ن : أنه (٢) ب : بالمفاتيح — ن : مفاتيح (٣) ا : + تعالى فى الحالتين
(٤) ا : + تعالى (٥) ا : لأمحن (٦) ا : فما لم (٧) ب : الملك
(٨) ب : المنقطعة

فلا نبي بعده : يعني مشرِّعاً أو مشرَّعا له ، ولا رسول وهو المشرع . وهذا الحديث قَصَمَ ظهور أولياء الله لأنه يتضمن انقطاع ذوق العبودية الكاملة التامة . فلا ينطلق عليه اسمها الخاص بها فإن العبد يريد ألّا يشارك سيده — وهو الله[١] — في اسم ؛ والله[١] لم يتسمَّ[٢] بنبي ولا رسول، وتسمى بالولي واتصف بهذا الاسم فقال «الله[٣] ولى الذين آمنوا » : وقال « هو الولى الحميد » . وهذا الاسم باقٍ جارٍ على عباد الله دنيا وآخرة . فلم يبق اسم يختص به العبد دون الحق بانقطاع النبوة والرسالة : إلا أن الله لَطَفَ[٤] بعباده ، فأبقى لهم النبوة العامة التي لا تشريع فيها ، وأبقى لهم التشريع في الاجتهاد في ثبوت الأحكام ، وأبقى لهم الوراثة في التشريع فقال « العلماء ورثة الأنبياء » . وما ثَمَّ ميراث في ذلك إلا فيما اجتهدوا فيه من الأحكام فشرَّعوه . فإذا رأيت النبي يتكلم بكلام خارج عن التشريع فمن حيث هو ولي[٥] وعارف ، ولهذا ، مقامه (٥٥ — ب) من حيث هو عالم أتم وأكمل من حيث هو رسول أو ذو تشريع وشرع . فإذا سمعت أحداً من أهل الله يقول أو ينقَل إليك عنه أنه قال الولاية أعلى من النبوة ، فليس يريد ذلك القائل إلا ما ذكرناه . أو يقول إن الولى فوق النبي والرسول ، فإنه يعني بذلك في شخص واحد : وهو أن الرسول عليه السلام — من حيث هو ولي — أتم من حيث هو نبي رسول[٦] ؛ لا أن الولى التابع له أعلى منه ، فإن التابع لا يدرك المتبوع أبدا فيما هو تابع له فيه[٧] ؛ إذ لو أدركه لم يكن تابعا[٨] له فافهم . فرجع الرسول والنبي المشرع إلى الولاية والعلم . ألا ترى الله تعالى قد أمره بطلب الزيادة من العلم لا من غيره فقال له آمراً « وقل[٩] رَب

٩

---

(١) ا : + تعالى (٢) ب : لم يسم — ا : لا يتسمى (٣) ن : ساقطة
(٤) ب : لطيف لطف — ن : لطيف بعباده (٥) الواو ساقطة في ب
(٦) ن : ورسول (٧) ب : ساقطة (٨) ا : تابع (٩) ب ، ن : قل من غير الواو

سنن النسائي

المسمى بالمجتبى

طبعة مخرّجة الأحاديث على باقي الكتب الستّة

ومسند الإمام أحمد ومرقمة الكتب والأبواب على المعجم المفهرس وتحفة الأشراف

مع فهرس أطراف الأحاديث على ترتيب الحروف

وبهامشه

حاشية الإمام السندي المتوفى ١٠٣٨هـ

تخريج وترقيم وضبط

صدقي جميل العطار

دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع - بيروت - لبنان

Dar El Fikr - Printers- Publishers- Distributors- Beirut- Lebanon

أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «**الصَّلاَةُ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلاَّ مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ**» .[م= ١٣٩٦ ، أ= ١٦١١٧] .

(126/ 5) - باب الصلاة في الكعبة

688 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «**دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلاَلٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا فَتَحَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلاَلاً فَسَأَلْتُهُ هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ**» [خ= ٣٩٧ ، م= ١٣٢٩ ، د= ٢٠٢٣ ، ق= ٣٠٦٣ ، أ= ٦٠٢٦]

(127/ 6) - باب فضل المسجد الأقصى والصلاة فيه

689 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْهِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: «**أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ ﷺ لَمَّا بَنَى بَيْتَ الْمَقْدِسِ سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خِلاَلاً ثَلاَثَةً: سَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حُكْماً يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأُوتِيَهُ، وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مُلْكاً لاَ يَنْبَغِي لأَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ فَأُوتِيَهُ وَسَأَلَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حِينَ فَرَغَ مِنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ أَنْ لاَ يَأْتِيَهُ أَحَدٌ لاَ يَنْهَزُهُ إِلاَّ الصَّلاَةُ فِيهِ، أَنْ يُخْرِجَهُ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ**». [ق= ١٤٠٨ ، أ= ٦٦٥٥].

(128/ 7) - باب فضل مسجد النبي ﷺ والصلاة فيه

690 - أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي

مسجده ﷺ أفضل من الصلاة في المسجد الحرام بدون ألف صلاة. ونقل ابن عبد الرحمن عن جماعة أهل الأثر أن معناه أن الصلاة في المسجد الحرام أفضل من الصلاة في مسجد المدينة ثم أيده بما أخرجه من حديث ابن عمر مرفوعاً: «صلاة في مسجدي هذا أفضل من ألف صلاة في غيره إلا المسجد الحرام فإنه أفضل منه بمائة صلاة».

688 - قال السندي: قوله: «**البيت**» أي الكعبة «**فأغلقوا عليهم**» أي باب البيت. «**أول من ولج**» أي دخل «**اليمانيين**» بتخفيف الياء الأخيرة أفصح من التشديد نسبة إلى اليمن.

689 - قال السندي: قوله: «**حكماً يصادف حكمه**» أي يوافق حكم الله تعالى والمراد التوفيق للصواب في الاجتهاد وفصل الخصومات بين الناس «**فأوتيه**» على بناء المفعول من الإيتاء ونائب الفاعل ضمير مستتر لسليمان والضمير المنصوب لمسؤوله «**أن لا يأتيه**» أي لا يجيئه ولا يدخله أحد «**لا ينهزه**» لا يحركه «**أن يخرجه**» من الإخراج أو الخروج والظاهر أن في الكلام اختصاراً والتقدير أن لا يأتيه أحداً لا يخرجه من خطيئته كيوم ولدته أمه وقوله أن يخرجه من خطيئته كيوم ولدته أمه بدل من تمام هذا الكلام المشتمل على الاستثناء إلا أنه حذف الاستثناء لدلالة البدل عليه فليتأمل والله تعالى أعلم.

690 - قال السندي: قوله: «**آخر المساجد**» أي آخر المساجد الثلاثة المشهود لها بالفضل أو آخر

سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ وَكَانَا مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: «**صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ** الْمَسَاجِدِ إِلاَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الأَنْبِيَاءِ وَمَسْجِدُهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ».

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ: لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنَعَنَا أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذٰلِكَ الْحَدِيثِ حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ وَتَلاَمَنَا أَنْ لاَ نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذٰلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ جَالَسْنَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ الْحَدِيثَ وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «**فَإِنِّي آخِرُ الأَنْبِيَاءِ وَإِنَّهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ**». [خ= ١١٩٠، م= ١٣٩٤، ت= ٣٢٥، ق= ١٤٠٤، أ= ١٠٠١٦].

691 ـ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «**مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ**».

[خ= ١١٩٥، م= ١٣٩٠، أ= ١٦٤٣٣].

692 ـ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «**إِنَّ قَوَائِمَ مِنْبَرِي هٰذَا رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ**».

(129/ 8) ـ باب ذكر المسجد الذي أسس على التقوى

693 ـ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: «تَمَارَى رَجُلاَنِ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ فَقَالَ رَجُلٌ: هُوَ

مساجد الأنبياء أو أنه يبقى آخر المساجد ويتأخر عن المساجد الأخر في الفناء أي فكما أنه تعالى شرف آخر الأنبياء شرف كذلك مسجده الذي هو آخر المساجد بأن جعل الصلاة فيه كألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام والله تعالى أعلم.

691 ـ قال السندي: قوله: «**ما بين بيتي**» المراد البيت المعهود وهو بيت عائشة الذي صار فيه قبره ﷺ، وفي رواية الطبراني ما بين المنبر وبيت عائشة، وفي رواية البزار ما بين قبري ومنبري «**روضة من رياض الجنة**» قيل: على ظاهره وأنه قد نقل من الجنة وسينقل إليها وقيل المراد أن العبادة فيها سبب مؤد إلى روضة من رياض الجنة.

692 ـ قال السندي: قوله: «**رواتب في الجنة**» جمع راتبة، من رتب إذا انتصب قائماً، أي أن الأرض التي هو فيها من الجنة فصارت القوائم مقرها الجنة، أو أنه سينقل إلى الجنة، والله تعالى أعلم.

693 ـ قال السندي: قوله: «**تمارى**» تجادل «**أسس**» بنيت قواعده «**من أول يوم**» من أيام بنائه «**هو مسجدي هذا**» هذا نص في أن المراد بالمسجد المذكور في القرآن مسجده ﷺ لا مسجد قباء كما زعمه أصحاب التفسير لكونه أوفق للقصة.

كتاب الفتاوى الحديثيه لعلامة زمانه وفريد دهره ووحيد
أوانه بقية المجتهدين وخاتمة الفقهاء والمحدثين الشيخ
أحمد شهاب الدين بن حجر الهيتمى المكى والى
الله عليه موائد رحمته وغفرانه وأمطر
عليه سحائب كرمه واحسانه
وأعاد علينا وعلى
المسلمين من بركات
علومه
آمين

وبهامشه كتاب الدرر المنتثره فى الاحاديث المشتهره
للامام جلال الدين الاسيوطى رحمه الله

ما يقتضي ذلك وورد التصريح بما أوله مسلم وتص عليه الأئمة وأخرج مسلم يبعث كل عبد على ما مات عليه
والبيهقي من مات على مرتبة من هذه المراتب بعث عليها يوم القيامة وعلله بعض العلماء بخبر يبعث الميت في
ثيابه التي مات فيها أي في عمله الذي توفي عليه من خير وشر وصح أن المجروح في سبيل الله يأتي يوم القيامة
وجرحه يثعب دما وأن الميت محرما يبعث ملبيا وورد بسند ضعيف لكنه شواهد أن الملبين والمؤذنين
يخرجون من قبورهم يؤذن المؤذن ويلبي الملبي وبسند واه من ورق الدنيا وهو سكران دخل القبر سكران
وبعث من قبره سكران وفي كشف علوم الآخرة للغزالي يبعث السكران سكران يوم القيامة والزامر زامرا
وشارب الخمر والكوز معلق في عنقه والقدح في يده على الحال التي صده في الدنيا عن سبيل الله قال الحافظ
السيوطي بعد ذكره جميع ما مر وفي هذا كله إشارة لتخصيص الحديث السابق بأن الحالة التي يأتي
عليها في الآخرة ما كان عليه في الدنيا المراد بها حالة الطاعة والمعصية بخلاف المباحات فلا يأتي التجار بآلته
ونحوه ونحو ذلك لأن استعمالهم لها مما لا يحوز شرعا والله أعلم (وسئل) نفع الله به ما معنى حديث
الطبراني عن أم سلمة رضي الله عنها قلت يا رسول الله أخبرني عن قول الله تعالى حور عين قال حور بيض
ضخام العيون شفر الحوراء بمنزلة جناح النسر (فأجاب) بقوله الشفر بالفتح مضاف للحوراء وهو هدب
العين مشبه بجناح النسر في الطول المناسب لذلك لضخامة العيون ويؤيده رواية ابن أبي الدنيا شفر المرأة من
الحور العين أطول من جناح النسر وصحف ذلك بعضهم فقال إنه بالقاف والحوراء بالرفع وزعم أنه استعارة
يعني أن الحوراء بمنزلة جناح النسر في السرعة والطيران والخفة وهو مع كونه تصحيفا لا يلائم المقام (وسئل)
نفع الله به ما معنى ذبح الموت إذا استقر أهل الجنة في الجنة وأهل النار في النار مع أنه عرض عندنا أو عدم
محض عند المعتزلة وعليهما فهو لا يمكن أن يكون جسما (فأجاب) بقوله نظر لذلك طائفة ضعفاء العقول
فأنكروا لأجله الحديث وأجاب المحققون عن ذلك بأن هذا من باب التمثيل البليغ وبأنه يجوز أن يخلق الله
تعالى هذا الجسم ثم يذبح ثم يجعل مثالا لأن الموت لا يطرأ على أهل الجنة وقال القرطبي يجوز أن يخلق الله
كبشا يسميه الموت ويلقي في قلوب الفريقين أن هذا الموت يكون ذبحه دليلا على الخلود في الدارين وقال
غيره لا مانع أن ينشئ الله من الأعراض أجساما يجعلها مادة لها كما ثبت في حديث مسلم أن البقرة وآل عمران
يجيئان كأنهما غمامتان ونحو ذلك من الأحاديث والله سبحانه وتعالى أعلم (وسئل) نفع الله به عن معنى
فرح أهل الجنة بذبح الموت مع علمهم من أنبيائهم وكتبهم أنهم لا يموتون (فأجاب) بقوله ورد في بعض طرق
الحديث عند ابن حبان أنهم يطلعون خائفين أن يخرجوا من مكانهم الذي هم فيه وفسر بأنه خوف توهم
لا يستقر ولا ينافي ذلك تقدم علمهم بأنه لا موت في الآخرة لأن التوهمات تطرأ على المعلومات ثم لا تستقر
فكان فرحهم بإزالة وهم وأيضا فبالعين اليقين أقوى من علم اليقين فشاهدتهم ذبح الموت أقوى وأشد
في انتفائه من تقدم علمهم إذ العيان أقوى من الخبر (وسئل) نفع الله بعلومه عن معمر المغربي ورتن الهندي
المدعيين أنهما من الصحابة هل لذلك صحة (فأجاب) بقوله لا صحة لذلك كما بينه أئمة الحديث منهم الذهبي في
الميزان وشيخ الإسلام الحافظ ابن حجر في الإصابة وأفتى به غير مرة وقد ذكر أهل الحديث وغيرهم أن من ادعى
الصحبة بعد مضي مائة سنة من وفاته صلى الله عليه وسلم فهو كاذب وأن آخر الصحابة موتا كما في مسلم واتفق عليه
العلماء أبو الطفيل مات سنة عشرة ومائة من الهجرة (وسئل) نفع الله به وبعلومه عما وقع في تهذيب
النووي وأما ما روي عن بعض المتقدمين لو عاش إبراهيم لكان نبيا فباطل وجسارة على الكلام على المغيبات
ومجازفة وهجوم على عظيم فهل ما قاله صحيح (فأجاب) بقوله رحمه الله قد تعجب منه شيخ الإسلام في الإصابة
وقال إنه ورد عن ثلاثة من الصحابة ولا يظن بالصحابي أنه هجم على مثل هذا بظنه وبين الحافظ السيوطي أنه
صح عن أنس رضي الله عنه أنه سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ابنه إبراهيم قال لا أدري رحمة الله على إبراهيم
لو عاش لكان صديقا نبيا وفي رواية عن أنس أنه رفع ذلك إلى النبي صلى الله عليه وسلم ورواه ابن منده

والبيهقي

يفهم أنه كع باستعفف قلت هذا تصحف على المصنف وإنما هو بعينهم إنه بالعين المهملة من الإعانة وأقرب منه ما أخرجه الديلمي من حديث عائشة مرفوعا تزوجوا النساء فإنهن يأتين بالمال ومن شواهده حديث التمسوا الرزق بالنكاح

****

مطلب ما معنى ذبح الموت الخ

مطلب ما ورد في حق إبراهيم ابن نبينا صلى الله عليه وسلم

والبيهقي عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواه ابن عساكر عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم مرأخرج أيضا وقال فيه من ليس بالقوي عن علي بن أبي طالب لما توفي ابراهيم أرسل النبي صلى الله عليه وسلم الى أمه مارية فجاءته وغسلته وكفنته وخرج به وخرج الناس معه فدفنه وأدخل صلى الله عليه وسلم يده في قبره فقال أما والله انه لنبي ابن نبي وبكى وبكى المسلمون حوله حتى ارتفع الصوت ثم قال صلى الله عليه وسلم تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول ما يغضب الرب وانا عليك يا ابراهيم لمحزونون وروى أبو داود أنه مات وعمره ثمانية عشر شهرا فلم يصل عليه صلى الله عليه وسلم وصححه ابن حزم قال الزركشي اعتل من سلم ترك الصلاة عليه بعلل منها أنه استغنى بفضيلة أبيه عن الصلاة كما استغنى الشهيد بفضيلة الشهادة ومنها انه لا يصلى نبي على نبي وقد جاء لو عاش لكان نبيا انتهى ولا بعد في اثبات النبوة له مع صغره لانه كعيسى القائل يوم ولد اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا وكيحيى الذي قال تعالى فيه وآتيناه الحكم صبيا قال المفسرون نبئ وعمره ثلاث سنين واحتمال نزول جبريل بوحي لعيسى أو يحيى يجري في ابراهيم ويرجحه أنه صلى الله عليه وسلم صومه يوم عاشوراء وعمره ثمانية أشهر وذكر السبكي في حديث كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد ان الاشارة بذلك الى روحه لان الارواح خلقت قبل الاجساد أو الى حقيقته والحقائق تقصر عقولنا عن معرفتها ثم ان تلك الحقائق يؤتي الله كل حقيقة منها ما يشاء في الوقت الذي يشاء فحقيقة النبي صلى الله عليه وسلم قد تكون من قبل خلق آدم آتاها الله ذلك بأن يكون خلقها الله مهيئة له وأفاضه عليها من ذلك الوقت فصار نبيا انتهى وبه يعلم تحقيق نبوة سيدنا ابراهيم في حال صغره (وسئل) نفع الله بعلومه هل سمع الحسن البصري من كلام علي كرم الله وجهه حتى يتم للسادة الصوفية سند خرقتهم وتلقينهم الذكر المروي عنه عن علي كرم الله وجهه (فأجاب) بقوله اختلف الناس فيه فأنكره الاكثرون وأثبته جماعة قال الحافظ السيوطي وهو الراجح عندي كالحافظ ضياء الدين المقدسي في المختارة والحافظ شيخ الاسلام ابن حجر في أطراف المختارة لوجوه الاول ان المثبت مقدم على النافي الثاني انه ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر وميز لسبع وأمر بالصلاة فكان يحضر الجماعة ويصلي خلف عثمان الى أن قتل وعلي اذ ذاك بالمدينة يحضر الجماعة كل فرض ولم يخرج منها الا بعد قتل عثمان وسن الحسن اذ ذاك أربع عشرة سنة فكيف ينكر سماعه منه مع ذلك وهو يجتمع معه كل يوم بالمسجد خمس مرات مدة سبع سنين ومن ثم قال علي بن المديني رأى الحسن عليا بالمدينة وهو غلام وزيادة على ذلك ان عليا كان يزور أمهات المؤمنين ومنهن أم سلمة والحسن في بيتها هو وأمه ح براذهي مولاة لها وكانت أم سلمة رضي الله عنها تخرجه الى الصحابة يباركون عليه وأخرجته الى عمر رضي الله عنه فدعا له اللهم فقهه في الدين وحببه الى الناس ذكره المزي وأسنده العسكري وقد أورد المزي في التهذيب من طريق أبي نعيم أنه سئل عن قوله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يدركه فقال كل شئ قلته فيه فهو عن علي غير اني في زمان لا أستطيع أن أذكر عليا أي زمان الحجاج ثم ذكر الحافظ أحاديث كثيرة وقعت له من رواية الحسن عن علي كرم الله وجهه وفي بعضها ورجاله ثقات قول الحسن سمعت عليا يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل أمتي مثل المطر الحديث (وسئل) نفع الله به هل ورد أنه صلى الله عليه وسلم لما حفر الخندق ظهرت صخرة عجزوا عن كسرها فضربها صلى الله عليه وسلم ثلاث ضربات فلانت وتفتت وأن سيدنا ابراهيم أثرت قدماه في مقامه الموجود الآن (فأجاب) بقوله الاول ورد من طرق صحيحة والثاني صح عن ابن سلام موقوفا عليه (وسئل) نفع الله به ورضي عنه هل ورد أنه صلى الله عليه وسلم لانت له الصخر وأثرت قدماه فيه وأنه كان اذا مشى على التراب لا يؤثر قدمه الشريف فيه وانه لما صعد صخرة بيت المقدس ليلة المعراج اضطربت تحته ولانت فأمسكتها الملائكة وان الاثر الموجود الآن بها أثر قدمه صلى الله عليه وسلم وانه لم يعط نبي معجزة الا وقد أعطي نبينا صلى الله عليه وسلم مثلها أو واحد من أمته وأنه لما جاء الى بيت أبي بكر بمكة ووقف ينتظره ألصق منكبه ومرفقه بالحائط فغاص المرفق في الحجر وأثر فيه

أخرجه الديلمي من حديث ابن عباس

(حديث) تفكروا في كل شئ ولا تتفكروا في الله ابن أبي شيبة في كتاب العرش عن ابن عباس موقوفا وأبو نعيم في الحلية عنه مرفوعا بلفظ تفكروا في خلق الله ولا تفكروا في الله

****

مطلب في أن الحسن البصري سمع من علي على الصحيح

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٢٢٠١ ـ ظننتُم أن الله سلَّطها عليَّ ، ما كان ليفعلَ ـ يعني ذاتَ الجنبِ ـ والذي نفسي بيدِه ! لا يبقى في البيتِ أحدٌ إلا لُدَّ [1] إلا عمّي (ك ـ عن عائشة) .

٣٢٢٠٢ ـ إن ذلك لداء ، ما كان اللهُ ليقرفَني [2] به ـ يعني ذاتَ الجنبِ ؛ لا يبقينَّ في البيتِ أحدٌ إلا لُدَّ إلا عمَّ رسول الله . (حم ، طب ك ـ عن أسماء بنت عميس) .

٣٢٢٠٣ ـ إنها من الشيطان وما كانَ الله لِيُسلطها عليَّ ـ يعني ذاتِ الجنب . (ك ـ عن عائشة) .

ذكر ولد ابراهيم ﷺ

٣٢٢٠٤ ـ لو عاشَ إبراهيمُ لكانَ صديقاً نبياً . (الباوردي ـ عن أنس ؛ ابن عساكر ـ عن جابر وعن ابن عباس وعن ابن أبي أوفى) .

٣٢٢٠٥ ـ لو عاشَ إبراهيمُ ما رَقَّ له خالٌ . (ابن سعد ـ عن مكحول مرسلاً) .

---

(١) لُدَّ : في الحديث « خير ما تداويتم به اللَّدود » هو بالفتح من الأدوية : ما يسقاه المريض في أحد شِقي الفم . ومنه الحديث « أنه لُدَّ في مرضه ، فلما أفاق قال : لا يبقى في البيت أحد إلا لُدَّ » فعل ذلك عقوبة لهم ؛ لأنهم لدوه بغير إذنه . النهاية (٤/٢٤٥) ب .

(٢) ليقرفني : القرَف : ملابسة الداء ومداناة المريض . النهاية (٤/٤٦) ب .

مسند الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الرابع

ممن نزل فيه ولا على الذين اذا ما أتوك لتحملهم قلت لا أجد ما أحملكم عليه فسلمنا وقلنا أتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال عرباض صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الصبح ذات يوم ثم أقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال قائل يا رسول الله كأن هذه موعظة مودع فماذا تعهد الينا فقال أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين المهديين فتمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حيوة بن شريح ثنا بقية حدثنى بحير بن سعد عن خالد بن معدان عن ابن أبى بلال عن عرباض بن سارية انه حدثهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعظهم يوما بعد صلاة الغداة فذكره **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى حدثنا اسمعيل عن هشام الدستوائى عن يحيى بن أبى كثير عن محمد بن ابراهيم بن الحرث عن خالد بن معدان عن أبى بلال عن العرباض بن سارية انه حدثهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعظهم يوما بعد صلاة الغداة فذكره **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا اسمعيل عن هشام الدستوائى عن يحيى بن أبى كثير عن محمد بن ابراهيم بن الحرث عن خالد بن معدان عن العرباض بن سارية انه حدثهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستغفر للصف المقدم ثلاث مرار وللثانى مرة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا عبد الرحمن بن مهدى قال ثنا معاوية بن صالح عن سعيد بن هانئ قال سمعت العرباض بن سارية قال بعت من النبى صلى الله عليه وسلم بكرا فاتيته أتقاضاه فقلت يا رسول الله اقضنى ثمن بكرى فقال أجل لا أقضيكها الا لجينية قال فقضانى فاحسن قضائى قال وجاءه اعرابى فقال يا رسول الله اقضنى بكرى فاعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ جملا قد أسن فقال يا رسول الله هذا خير من بكرى قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان خير القوم خيرهم قضاء **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا عبد الرحمن بن مهدى ثنا معاوية يعنى ابن صالح عن سعيد بن سويد الكلبى عن عبد الله بن هلال السلمى عن عرباض بن سارية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى عبد الله لخاتم النبيين وان آدم عليه السلام لمنجدل فى طينته وسأنبئكم باول ذلك دعوة أبى ابراهيم وبشارة عيسى بى ورؤيا أمى التى رأت وكذلك أمهات النبيين ترين **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا أبو العلاء وهو الحسن ابن سوار قال ثنا ليث عن معاوية عن سعيد بن سويد عن عبد الاعلى بن هلال السلمى عن عرباض بن سارية قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انى عبد الله وخاتم النبيين فذكر مثله وزاد فيه ان أم رسول الله صلى الله عليه وسلم رأت حين وضعته نورا أضاءت منه قصور الشام **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا عبد الرحمن بن مهدى عن معاوية يعنى ابن صالح عن يونس بن سيف عن الحرث بن زياد عن أبى رهم عن العرباض بن سارية السلمى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يدعونا الى السحور فى شهر رمضان هلموا الى الغداء المبارك ثم سمعته يقول اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا أبو عاصم ثنا وهب بن خالد الحمصى حدثتنى أم حبيبة بنت العرباض قالت حدثنى أبى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرم يوم خيبر كل ذى مخلب من الطير ولحوم الحمر الاهلية والخليسة والمجثمة وان توطأ السبايا حتى يضعن ما فى بطونهن **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا أبو عاصم ثنا وهب أبو خالد قال حدثتنى أم حبيبة بنت العرباض عن أبيها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأخذ الوبرة من قصص فى الله عز وجل

فى أثر نعيم فدعاه فقال له أرأيتك الذى سمعتنى اذكر آنفا اسكت عنه فلا تذكره لاحد فانصرف نعيم من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جاء عيينة بن حصن ومن معه من غطفان فقال لهم علمتم ان محمدا صلى الله عليه وسلم قال شيأ قط الا حقا قالوا لا قال فانه قد قال لى فيما أرسلت به اليكم بنو قريظة فلعلنا نحن أمرناهم بذلك ثم نهانى أن أذكره لكم فانطلق عيينة حتى لقى أبا سفيان بن حرب فأخبره بما أخبره نعيم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال انما أنتم فى مكر من بنى قريظة قال أبو سفيان فنرسل اليهم نسألهم الرهن فان دفعوا الينا رهنا منهم فصدقوا وان أبوا فنحن منهم فى مكر فجاءهم رسول أبى سفيان يسألهم الرهن فقال انكم أرسلتم الينا تأمروننا بالمكث وتزعمون انكم ستخالفون محمدا وأصحابه فان كنتم صادقين فارهنونا بذلك من أبنائكم وصبحوهم غدا قالت بنو قريظة قد دخلت علينا ليلة السبت فامهلوا حتى يذهب السبت فرجع الرسول الى أبى سفيان بذلك فقال أبو سفيان ورؤس الاحزاب معه هذا مكر من بنى قريظة فارتحلوا فبعث الله تعالى عليهم الريح حتى ما كاد رجل منهم يهتدى الى رحله فكانت تلك هزيمتهم فبذلك رخص الناس الخديعة فى الحرب ابن جرير *(غزوة خيبر)* عن على قال سار رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فلما أتاها رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث عمر ومعه الناس الى مدينتهم والى قصرهم فقاتلوهم فلم يلبثوا ان هزموا عمر وأصحابه فجاء يجبنهم ويجبنونه فساء ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لابعثن عليهم رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله يقاتلهم حتى يفتح الله له ليس بفرار فتطاول الناس لها ومدوا أعناقهم يرونه أنفسهم رجاء ما قال فمكث رسول الله صلى الله عليه وسلم ساعة فقال أين على فقالوا هو أرمد قال ادعوه لى فلما أتيته فتح عينى ثم تفل فيهما ثم أعطانى اللواء فانطلقت به سعيا خشية أن يحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم فيهم حدثا أو فى حتى أتيتها فقاتلتهم فبرز مرحب يرتجز وبرزت ارتجز كما يرتجز حتى التقينا فقتله الله بيدى وانهزم أصحابه فتحصنوا وأغلقوا الباب فاتينا الباب فلم أزل أعالجه حتى فتحه الله (ش) والبزار وسنده حسن *عن

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الثالث عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

ولوزٍ وكعكٍ فوضعتُه بين يديه فقال : اللهم أْتني بأحبِّ أهلي إليك - أو قال : إليَّ - يأكل معي من هذا ! فطلع العباس ، فقال : ادنُ يا عم ! فاني سألتُ الله أن يأتيني بأحب أهلي إلي - أو إليه - يأكل معي من هذا فأتيت ، فجلس فأكل (كر).

٣٧٣٣٨ - عن نبيط قال قال رسول الله ﷺ للعباس : يا عماه ! أنتَ أكبر مني ! قال العباس : أنا أسنْ ورسول الله أكبرُ (ش ، وفيه أحمد بن إسحاق بن إبراهيم بن نبيط ، قال في المغنى : متروك، له نسخة وكل ما يأتي منها ، كر).

٣٧٣٣٩ - عن سهل بن سعد الساعدي قال : لما قدمَ رسول الله ﷺ من بدرٍ استأذنَه العباس أن يأذنَ له أن يرجع إلى مكة حتى يهاجر منها إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اطمئنَّ يا عمِّ فأنك خاتم المهاجرين في الهجرة كما أنا خاتمُ النبيين في النبوةِ (الشاشي ، كر).

٣٧٣٤٠ - ﴿ أيضاً ﴾ قال : استأذن العباس النبي ﷺ في الهجرة فكتب إليه : يا عم ! أقِمْ مكانك الذي أنت به فان الله قد ختم بك الهجرة كما ختم بي النبوة (ع ، طب وأبو نعيم في فضائل الصحابة ، كر وابن النجار ، ومدار الحديث على اسماعيل بن قيس بن سعد بن

بحوث ودراسات
بإدارة معهد الآداب الشرقية في بيروت

١٩

كتاب ختم الأولياء

تأليف

الشيخ أبي عبد الله محمد بن علي بن الحسن الحكيم الترمذي

تحقيق

عثمان اسماعيل يحيى
عضو المركز القومي للأبحاث العلمية في باريز
شعبة الحضارة الاسلامية

المطبعة الكاثوليكية - بيروت
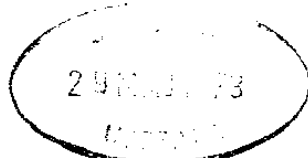
عن رسول الله ، صلى الله عليه وسلم ، انه قال: « فإذا أتوا آدم ، يسألونه ان يشفع لهم الى ربّه ، قال لهم آدم: أرأيتم لو أن أحدكم جمع متاعه في غيبته ثم ختم عليها ، فهل كان يؤتى المتاع الا من قبل الختم ؟ فاتوا محمدًا ، فهو خاتم النبيين » . ومعناه عندنا : ان النبوة تمّت بأجمعها لمحمد ، صلى الله عليه وسلم. فجعل قلبه ، لكمال النبوة ، وعاء عليها ، ثم ختم !

ينبؤك[هـ] (هذا) ، ان الكتاب المختوم والوعاء المختوم ، ليس لأحد عليه سبيل ، في الانتقاص منه ، ولا بالازدياد فيه مما[و] ليس منه . وان سائر الانبياء[ي] ، عليهم[أ٢] السلام[أ٢] ، لم[ب٢] يختم لهم على قلوبهم ، (فهم غير آمنين ان تجد) النفس سبيلًا الى ما فيها .

ولم يدع الله[ت٢] الحجة مكتومة[ث٢] ، في باطن قلبه حتى اظهرها[ج٢]: فكان بين كتفيه[ح٢] ذلك الختم ، ظاهرًا كبيضة حمامة[خ٢] [٢٢٠أ] . و (هذا) له شأن عظيم[د٢] تطول قصته .

فان الذي عَمِيَ عن خبر[ذ٢] هذا ، يظن[ر٢] ان « خاتم النبيين[ز٢] » تأويله انه آخرهم[س٢] مبعثًا[ش٢] . فأي منقبة[ص٢] في هذا؟ وأي علم في هذا؟ هذا[ض٢] تأويل البله ، الجهلة !

(٢٢٠أ) ما يتعلق بالظاهرة المادية لختم النبوة في جسم النبي ، عليه الصلاة والسلام ، (بين كتفيه) راجع كتاب الشريعة للآجري ص٤٥٧ .

هـ ينبك VF . — و ما V .

ي النبيين V . — أ٢ – أ٢ – V .

ب٢ – F . — ت٢ + تلك V .

ث٢ مكتوما V . — ج٢ اظهره V .

ح٢ كتفي E . — خ٢ حمام V ، + مكتوب عليه محمد رسول الله V.

د٢ عجيب V . — ذ٢ – V .

ر٢ نظر V . — ز٢ + النبي عليه الصلاة والسلام V .

س٢ + آخر النبيين F . — ش٢ معنا VF.

ص٢ مبعثه VF. — ض٢ – V .

صحيح مسلم

للامام الحافظ ابن الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن كوشان القشيري
النيسابوري المتوفى سنة ٢٦١ هجرية المدفون بنصرآباد ظاهر نيسابور

مع شرحه المسمى

إكمال إكمال المعلم

للامام أبي عبد الله محمد بن خلفة الوشتاني الأبي المالكي المتوفى سنة ٨٢٧ أو سنة ٨٢٨ هجرية.

وشرحه المسمى

مكمل إكمال الإكمال

للامام أبي عبد الله محمد بن محمد بن يوسف السنوسي الحسيني المتوفى سنة ٨٩٥ هـ
رحم الله الجميع وأسكنهم في جنانه المحل الرفيع

تنبيه : جعلنا متن صحيح الامام مسلم بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي مفصولا بينهما بجدول الى كتاب الإيمان
ومنه جعلنا متن الصحيح بالهامش وشرح الأبي بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي .

تنبيه : لوجود نسخة من شرح الإمام الأبي في المكتبة الخديوية المصرية التزمنا مقابلة النسخة الواردة من المغرب
على تلك النسخة وان كانت النسخة المغربية أصح منها احتياطا وطمأنينة للبال .

الجزء السابع

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

(ع) يعني اليهود والغرقد العوسج قال أبو حنيفة الدينوري العوسجة اذا عظمت فهي غرقدة ورأيت في بعض التعاليق ان الغرقد هو الدفلى ولا يصح (ط) الغرقد شجر معروف له شوك معروف ببلاد بيت المقدس وهناك يكون قتل الدجال واليهود (قوله في الآخر لاتقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله) (ع) هذا الحديث ظهر صدقه فانه لو عد من تنبأ من زمنه صلى الله عليه وسلم الى الآن لبلغ هذا العدد و يعرف ذلك من يطالع التواريخ ولولا الاطالة لفعلنا ذلك ﴿قلت﴾ دعوى النبوة لفظا أو معنى يدخل فيه ما يتفق من كثير أن يقول قد قيل لي أو أذن لي وكان الشيخ ينكر هذه المقالة كثيرا ويقول لا أقبلها ولا من المرجاني الذي صحت ولايته قال وقد اختلف بم يعرف النبي ان الذي يخاطبه ملك فكيف يصح لغيره أن يأتي بكلام فيه تعمية توهم ان الذي يقول له ذلك ملك

﴿أحاديث ابن صياد وهو الدجال﴾

(ط) يقال ابن صياد وابن صائد واسمه صاف وكل ذلك في الام قال الواقدي ونسبته في بني النجار وقيل هو من اليهود وكانوا حلفاء لبني النجار (ع) ولا شك انه أحد الدجاجلة الكذابين لدعواه أنه رسول الله وانه يأتيه كاذبان وصادقان وانه رأى عرشا فوق الماء والذي تدل عليه الاحاديث أنه لم يتعين له صلى الله عليه وسلم انه هو الدجال ولم يوح اليه في أمره بشيء وانما أوحي اليه بصفة الدجال من حيث هو وكان بعض أمارات تلك الصفات فيه وفيه ما خالف تلك الصفة ككون الدجال أعور ولم يكن هو أعور وكون الدجال لا يولد له وقد ولد له ولذلك ظهر منه ما يوجب التعارض حسبما يأتي كقوله لرسول الله صلى الله عليه وسلم أتشهد أني رسول الله وكقوله لابن عمر ما قال وانتفاخه حتى ملأ السكة وقوله وقد قيل له أيسرك أن تكون ذلك الرجل قال لو عرض علي ما كرهت وقوله اني لاعرفه وأعرف مولده وأعرف أين هو وصدر منه بعد مقالته هذه علامات خير فاسلم وأقلع عن هذه المقالات وحج وجاهد مع المسلمين وترجم الطبري وغيره عليه في تراجم الصحابة * واختلف

(قوله حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين كلهم يزعم انه رسول الله) (م) هذا الحديث ظهر صدقه بانه لو عد من تنبأ من زمنه صلى الله عليه وسلم الى الآن بلغ هذا العدد (ب) دعوى النبوّة لفظا ومعنى حتى يدخل فيه ما يتفق من كثير أن يقول قد قيل لي أو اذن لي وكان الشيخ ينكر هذه المقالة كثيرا و يقول لا أقبلها ولا من المرجاني الذي ثبتت ولايته قال وقد اختلف بم يعرف النبي أن الذي يخاطب ملكا فكيف يصح لغيره أن ياتي بكلام فيه تعمية توهم ان الذي يقول له ذلك ملك

﴿باب ذكر ابن صياد﴾

﴿ش﴾ (ط) يقال ابن صياد وابن صايد ونسبته في بني النجار وقيل هو من اليهود وكانوا حلفاء بني النجار (ع) ولا شك انه أحد الدجاجلة الكذابين لدعواه انه رسول الله وانه يأتيه كاذبان وصادقان وانه رأى عرشا فوق الماء والذي تدل عليه الاحاديث انه لم يتعين له صلى الله عليه وسلم انه هو الدجال ولم يوح اليه في أمره بشيء وانما أوحي اليه بصفة الدجال من حيث هو وكان بعض أمارات تلك الصفة فيه وفيه ما خالف وكذا ظهر منه ما يوجب التعارض حسبما يأتي كقوله لرسول الله صلى الله عليه وسلم أتشهد أني رسول الله وكقوله لابن عمر ما قال وانتفاخه حتى ملا السكة وصدر منه بعد مقالاته هذه علامة خير فاسلم وأقلع عن هذه المقالات وحج وجاهد مع المسلمين وترجم الطبري وغيره

أخبرنا وقال أبو بكر ثنا أبو الاحوص ح وثنا أبو كامل الجحدري ثنا أبو عوانة كلاهما عن سماك عن جابر ابن سمرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان بين يدي الساعة كذابين زاد في حديث أبي الاحوص قال فقلت له أنت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم * وحدثني ابن مثنى وابن بشار قالا ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن سماك بهذا الاسناد مثله قال سماك وسمعت أخي يقول قال جابر فاحذروهم * حدثني زهير بن حرب واسحق بن منصور قال اسحق أخبرنا وقال زهير ثنا عبد الرحمن وهو ابن مهدي عن مالك عن أبي الزناد عن الاعرج عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لاتقوم الساعة حتى يبعث دجالون كذابون قريب من ثلاثين كلهم يزعم أنه رسول الله

لجامع المعقول والمنقول عمدة المتكلمين والمحققين

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

قدس سره

هذه الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع الله تعالی عطف علی اجتماع هذه الکمالات فی حق من یعلم الحق تعالی انه الضمیر لمن یفتری علیه بدعوی الرسالة والکتاب وتشریع الاوامر والنواهی ثم یمهل عطف علی یجمع ثلاثا وعشرین سنة فان النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم بعث وعمره اربعون سنة وتوفی وعمره ثلاث وستون سنة علی الصحیح وقد ادعی بعض الکذابین النبوة کمسیلمة الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاهنة فقتل بعضهم وتاب بعضهم وبالجملة لم ینتظم امر الکاذب فی النبوة الا ایاما معدودة ثم یظهر یقوی الله سبحانه دینه علی سائر الادیان کما وعده فی القرآن ووقوع الاظهار فی بعض الازمنة والبلاد کاف فی صدق الوعد فلا یرد انه قد یغلب الکفار علی بعض بلاد الاسلام اما غلبة الکفر فی اواخر الزمان فهو ثابت باخبار النبی صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فهو من دلائل نبوته و ینصره علی اعدائه ویحیی آثاره من الکتاب والحدیث وشرائعه من الفرائض والسنن بعد موته الی یوم القیمة وبعض هذه الامور وان کان للمخالف دعواه فی غیر الانبیاء لکن مجموع هذه الامور حجة قاطعة حدسیة وثانیهما هذا المسلک للامام الرازی وحاصله ان تکمیل تکمیل الانبیاء فهو نبی انه ادعی ذلک الامر العظیم ای النبوة بین اظهر قوم بضم الهاء جمع ظهر خلاف البطن ویقال هو بین ظهریهم واظهرهم اذا کان فی وسطهم وهم یحیطون به ومن زعم ان معنی اظهر قوم اغلب قوم فلم یعرف اللغة لا کتاب لهم ولا حکمة معهم ای لا شریعة وبین لهم الکتاب والحکمة وعلمهم الاحکام والشرائع من الواجبات والسنن والمحرمات والمباحات واتم مکارم الاخلاق من الحیاء والجود وصلة الرحم واکرام الضیف ونحوها ای اظهرها وعلمها الناس بحیث لا مزید علیه واکمل کثیرا من الناس فی الفضائل العلمیة والعملیة ونور العالم بالایمان والعمل الصالح واظهر الله دینه علی الدین کله کما وعده بقوله هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولا معنی للنبوة والرسالة سوی ذلک واعلم ان شواهد نبوته صلی الله علیه وآله وسلم کثیرة منها نصوص التوراة والانجیل ومنها بشارة اهل الکتاب قبل مولده وبعده الی ان بعث فجحده الا قلیل ومنها اخبار الکهنة عند مولده وبعثه ومنها ما وجد فی الکنائس القدیمة مکتوبا وفی الاحجار منقوشا قبل ان یتولد ومنها هواتف الجن لاصحابهم من الانس ومنها ما ظهر لیلة مولده من خمود نار مجوس وشق ایوان کسری ونزول النجوم واضاءة ما بین السماء والارض الی غیر ذلک مما فصل فی التواریخ ثم شرع فی اثبات ان نبوته عامة وانه لا نبی بعده بقوله واذا ثبت نبوته والحال انه قد دل کلامه وکلام الله المنزل علیه علی متعلق بدل انه خاتم النبیین وانه مبعوث الی کافة الناس ای جمیعهم بتشدید الفاء من الکف وهو المنع کان اجتماعهم یمنع خروج فرد عنهم بل الی الجن والانس ففی الحدیث ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون رواه مسلم وفی القرآن ولکن رسول الله وخاتم النبیین وعن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما فی تفسیر قوله تعالی وما ارسلناک الا کافة للناس قال ارسله الی الجن والانس رواه الدارمی بل ذهب بعض العارفین الی انه مبعوث الی الملائکة والشجر والحجر ایضا اخذ بقوله ارسلت الی الخلق کافة وبما روی من شهادة الاشجار والاحجار بنبوته ثبت انه آخر الانبیاء جزاء الشرط وفیه خلاف لبعض الشیعة زعموا ان الائمة الاثنی عشرة انبیاء وللیزیدیة اتباع یزید بن انیسة فرقة من الخوارج زعمت انه سیبعث من العجم نبی بکتاب وینسخ هذا الدین بدین الصابئین وهذا ضلال وکفر فان قلت فما تقول فی قوله علیه السلام سیکون بعدی ثلاثون کلهم یدعی انه نبی ولا نبی بعدی الا ما شاء الله

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به
أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالقَدَمُ في الإِسْلامِ ما قَدْ عَلِمْتَ، فَاللهُ عَلَيكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثمانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ، ثمَّ خَلَا بِالآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ المِيثَاقَ قالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثمانُ، فَبَايَعَهُ، فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ. [طرفه في: ١٣٩٢].

٩/ ٣٨ - بابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ القُرَشِيِّ الهَاشِمِيِّ، أَبِي الحَسَنِ رضي الله عنه

وَقالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ».

وَقالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

٣٧٠١ - حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ، عَنْ أَبِي حازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يَفتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيهِ». قالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: «أَينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ». فَقَالُوا: يَشْتَكِي عَينَيهِ يَا رَسُولَ اللهِ، قالَ: «فَأَرْسِلُوا إِلَيهِ فَأْتُونِي بِهِ». فَلَمَّا جاءَ بَصَقَ في عَينَيهِ، وَدَعا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللهِ، أُقاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: «انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ، فَوَاللهِ لأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً، خَيرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ». [طرفه في: ٢٩٤٢].

٣٧٠٢ - حدثنا قُتَيبَةُ: حَدَّثَنَا حاتِمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيدٍ، عَنْ سَلَمَةَ قالَ: كانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ في خَيبَرَ، وَكانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا كانَ مَسَاءُ اللَّيلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللهُ في صَبَاحِهَا، قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ - أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ - غَداً رَجُلاً يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَوْ قالَ: يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللهُ عَلَيهِ». فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ، وَما نَرْجُوهُ، فَقَالُوا: هذا عَلِيٌّ، فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَيهِ. [طرفه في: ٢٩٧٥].

٣٧٠٣ - حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي حازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلاً جاءَ إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ: هذا فُلانٌ، لأَمِيرِ المَدِينَةِ، يَدْعُو عَلِيّاً عِنْدَ المِنْبَرِ، قالَ: فَيَقُولُ: ماذَا؟ قالَ: يَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ. قالَ: وَاللهِ ما سَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ، وَما كانَ لَهُ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الحَدِيثَ سَهْلاً، وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، كَيفَ؟ قالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ، فَاضْطَجَعَ في المَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَينَ ابْنُ عَمِّكِ». قالَتْ: في المَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيهِ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلَى ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَيَقُولُ: «اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ». مَرَّتَينِ. [طرفه في: ٤٤١].

٣٧٠٤ - حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا حسَينٌ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيدَةَ قالَ: جاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثمانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قالَ: نَعَمْ، قالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قالَ: هُوَ ذَاكَ بَيتُهُ، أَوْسَطُ بُيُوتِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوؤُكَ؟ قالَ: أَجَلْ، قالَ: فَأَرْغَمَ اللهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ. [طرفه في: ٣١٣٠].

٣٧٠٥ - حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الحَكَمِ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيلَى قالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ: أَنَّ فاطِمَةَ عَلَيهَا السَّلامُ شَكَتْ ما تَلقَى مِنْ أَثَرِ الرَّحا، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ سَبْيٌ، فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جاءَ النَّبِيُّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ عائِشَةُ بِمَجِيءِ فاطِمَةَ، فَجاءَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَينَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ لأَقُومَ، فَقَالَ: «عَلَى مَكانِكُما». فَقَعَدَ بَينَنَا، حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيهِ عَلَى صَدْرِي، وَقالَ: «أَلا أُعَلِّمُكُما خَيراً مِمَّا سَأَلْتُمانِي، إِذَا أَخَذْتُما مَضَاجِعَكُما، تُكَبِّرَا أَرْبَعاً وَثَلاثِينَ، وَتُسَبِّحَا ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، وَتَحْمَدَا ثَلاثاً وَثَلاثِينَ، فَهُوَ خَيرٌ لَكُما مِنْ خادِمٍ». [طرفه في: ٣١١٣].

٣٧٠٦ - حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ قالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَلِيٍّ: «أَما تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى». [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي رضي الله عنه، رقم: ٢٤٠٤]. [الحديث ٣٧٠٦ - طرفه في: ٤٤١٦].

٣٧٠٧ - حدثنا عَلِيُّ بْنُ الجَعْدِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

٣٠-(٢٤٠٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو جَعْفَرٍ، مُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ وَعُبَيْدُ اللَّهِ الْقَوَارِيرِيُّ وَسُرَيْجُ ابْنُ يُونُسَ، كُلُّهُمْ عَنْ يُوسُفَ ابْنِ الْمَاجِشُونِ (وَاللَّفْظُ لابْنِ الصَّبَّاحِ)، حَدَّثَنَا يُوسُفُ أَبُو سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

عَنْ أَبِيهِ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَلِيٍّ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إلا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي»، قَالَ سَعِيدٌ: فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا، فَلَقِيتُ سَعْدًا، فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ، فَقَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ، فَقُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ؟ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِلا فَاسْتَكَّتَا.

٣١-(٢٤٠٤) و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ.

عَنْ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قال: خَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ، فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي». [أخرجه البخاري: ٤٤١٦].

٣١-(٢٤٠٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الإِسْنَادِ.

٣٢-(٢٤٠٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبَّادٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ)، قَالا: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ (وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ) عَنْ بُكَيْرِ ابْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

أَمَرَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَلَنْ أَسُبَّهُ، لأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إلا أَنَّهُ لا نُبُوَّةَ بَعْدِي».

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ: «لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ»، قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ: «ادْعُوا لِي عَلِيًّا»، فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ.

وَلَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ﴾ [آل عمران: ٦١]. دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: «اللَّهُمَّ هَؤُلاءِ أَهْلِي».

[أخرجه البخاري: ٣٧٠٦].

٣٢-(٢٤٠٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ، سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ سَعْدٍ.

عَنْ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: «أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى».

٣٣-(٢٤٠٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقَارِيَّ)، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، يَوْمَ خَيْبَرَ: «لأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ»، قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَحْبَبْتُ الإِمَارَةَ إِلا يَوْمَئِذٍ، قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا، قَالَ

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري
ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثالث
الطبقة الأولى
في البدريين من المهاجرين والأنصار

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

بين المهاجرين والأنصار ، فلم تكن مؤاخاةٌ إلا قبل بدر ، آخى بينهم على الحقّ والمؤاساة ، فآخى رسول الله ، ﷺ ، بينه وبين على بن أبى طالب .

قال : أخبرنا محمّد بن إسماعيل بن أبى فُديك عن عبد الله بن محمّد بن عمر بن علىّ عن أبيه أن النّبىّ ، ﷺ ، حين آخى بين أصحابه وضع يده على منكب علىّ ثم قال : أنت أخى تَرِثُنى وأرِثُكَ : فلمّا نزلت آية الميراث قَطعت ذاك .

قال : أخبرنا محمّد بن عمر قال : أخبرنا موسى بن محمّد بن إبراهيم عن أبيه، قال محمّد بن عمر : وأخبرنا عبد الله بن جعفر عن ابن أبى عون [١] وسعد ابن إبراهيم ، قال محمّد بن عمر: وأخبرنا محمّد بن صالح عن عاصم بن عمر بن قتادة قالوا : آخى رسول الله ، ﷺ ، بين على بن أبى طالب وسهل بن حُنيف .

قال : أخبرنا محمّد بن عمر قال : أخبرنا موسى بن محمّد بن إبراهيم عن أبيه قال : كان علىّ بن أبى طالب يوم بدر مُعْلِمًا بصوفة بيضاء .

قال : أخبرنا عبد الوهاب بن عطاءٍ قال : أخبرنا سعيد بن أبى عروبة عن قتادة أن على بن أبى طالب كان صاحب لواء رسول الله ، ﷺ ، يوم بدر وفى كلّ مَشْهَد .

* * *

ذكر قول رسول الله ، ﷺ ، لعلىّ بن أبى طالب : أما تَرْضى أَن تكونَ منّى بمنزلة هارون من موسى إلا أنّه لا نبىّ بعدى ؟

قال قال محمّد بن عمر : وكان علىّ ممّن ثَبَتَ مع رسول الله ، ﷺ ، يوم أُحُدٍ حين انهزم النّاس ، وبايعه على الموت ، وبعثه رسول الله ، ﷺ ، سريّة إلى بنى سعد بفَدَك فى مائة رجل ، وكان معه إحدى رايات المهاجرين الثلاث يومَ فتْح مكّة ، وبعثه سريّة إلى الفُلُس [٢] إلى طَيِّىء ، وبعثه إلى اليمن ولم يتخلّف عن رسول الله ، ﷺ ، فى غزوة غزاها إلا غزوة تبوك خَلّفه فى أهله .

---

(١) ابن أبى عون : تحرف فى طبعة إحسان وعطا والتحرير إلى « ابن عون » .

(٢) كذا فى (ل) وبهامشها : الصحيح لدى الشيخ محمد عبده « الفَلْس » . وورد لدى ياقوت « الفُلس » بضم أوله ، ويجوز أن يكون جمع « فَلْس » فهو علم مرتجل لاســـم صنم ، هكذا =

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : أخبرنا فُضَيْل [(١)] بن مرزوق عن عطيّة، حدّثنى أبو سعيد قال : غزا رسول الله ، ﷺ ، غزوة تبوك وخلّف عليًّا فى أهله ، فقال بعضُ النّاس : ما منعه أن يخرج به إلا أنّه كَرِهَ صُحْبَتَه ، فبلغ ذلك عليًّا فذكره للنّبىّ ، ﷺ ، فقال : أيا ابن أبى طالب أما ترضى أن تنزل منّى بمنزلة هارون من موسى ؟

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : أخبرنا فِطْر بن خليفة عن عبد الله بن شريك قال : سمعتُ عبد الله بن رُقيم الكنانىّ قال : قدمنا المدينة فلقينا سعد بن مالك فقال : خرج رسول الله ، ﷺ ، إلى تبوك وخلّف عليًّا ، فقال له : يا رسول الله خرجتَ وخلّفْتَنى ؟ فقال : أمَا ترضى أن تكون منّى بمنزلة هارون من موسى إلاّ أنّه لا نبىّ بعدى ؟

قال : أخبرنا عفّان بن مسلم عن حمّاد بن سلمة قال : أخبرنا علىّ بن زيد عن سعيد بن المسيّب قال : قلت لسعد بن مالك إنى أريد أن أسألك عن حديث وأنا أهابُك أن أسألك عنه ، قال : لا تفعل يابن أخى ، إذا علمتَ أنّ عندى علمًا فسَلْنى عنه ولا تَهَبْنى ، فقلت قول رسول الله ، ﷺ ، لعلىّ حين خلّفه بالمدينة فى غزوة تبوك ، قال قال : أتخلّفنى فى الخالفة فى النساء والصبيان ؟ فقال : أما ترضى أن تكون منّى بمنزلة هارون من موسى ؟ فأدْبَرَ علىّ مسرعًا كأنى أنْظُرُ إلى غُبار قدمَيْه يَسْطَعُ ، وقد قال حمّاد : فرجع علىّ مسرعًا .

قال : وأخبرنا رَوْح بن عُبادة قال : أخبرنا عون عن ميمون عن البراء بن عازب وزيد بن أرقم قالا : لما كان عند غزوة جَيْش العُسْرة وهى تبوك قال رسول الله ،

= وجدناه مضبوطا فى الجمهرة عن ابن الكلبى . ووجدنا فى كتاب الأصنام « فَلْس » بفتح الفاء وسكون اللام .

هذا وقد ضبط فى ت ، ث ضبط قلم بضم أوله .

وقيده صاحب المراصد بضم أوله وثانيه ، ثم قال : وضبطه بعضهم بالفتح وسكون اللام . وفى القاموس : الفلس : بكسر الفاء صنم لطيئ .

وقال الصالحى فى سبل الهدى ج ٦ ص ٣٣٥ : وضبطه بعضهم بضم أوله وسكون ثانيه . وجزم به ابن سيد الناس فى عيون الأثر .

(١) فُضَيل : تحرف فى طبعة إحسان وعطا والتحرير إلى « فضل » .

ﷺ ، لعلىّ بن أبى طالب إنّه لابدّ من أن أقيم أو تقيم ، فخلّفه ، فلمّا فصل رسول الله ، ﷺ ، غازيًا قال ناس : ما خلّف عليًّا إلا لشىءٍ كرِهَهُ منه . فبلغ ذلك عليًّا فاتّبع رسول الله ، ﷺ ، حتى انتهى إليه ، فقال له : ما جاء بك يا علىّ ؟ قال : لا يا رسول الله إلا أنى سمعتُ ناسًا يزعمون أنّك إنّما خَلّفتنى لشىء كرِهتَهُ منّى ، فتضاحك رسول الله ، ﷺ ، وقال : يا علىّ أما ترضى أن تكون منّى كهارون من موسى غيرَ أنّك لستَ بنبىّ ؟ قال : بلى يا رسول الله . قال : فإنّه كذلك .

أخبرنا روح بن عُبادة قال : أخبرنا بسطام بن مسلم عن مالك بن دينار قال : قلتُ لسعيد بن جُبير : مَنْ كان صاحب راية رسول الله ، ﷺ ؟ قال : إنّك لرِخْوُ اللَّبَب . فقال لى معبد الجُهَنى : أنا أُخبرك ، كان يحملها فى المسير ابن ميسرة العبسىّ فإذا كان القتال أخذها علىّ بن أبى طالب ، رضى الله عنه .

* * *

ذكر صفة علىّ بن أَبى طالب ، عليه السلام

قال : أخبرنا يزيد بن هارون قال : أخبرنا إسماعيل بن أبى خالد عن الشّعبى قال: رأيتُ عليًّا وكان عريض اللحية وقد أخذت ما بين منكبيه ، أصلع على رأسه زُغَيْبَات .

أخبرنا الفضل بن دُكين قال : أخبرنا يونس بن أبى إسحاق عن أبيه أبى إسحاق قال : رأيت عليًّا فقال لى أبى قم يا عمرو فانْظُرْ إلى أمير المؤمنين ، فقُمتُ إليه فلم أرَه يَخْضِبُ لحيته ، ضَخْم اللّحية .

قال : أخبرنا مؤمَّل بن إسماعيل وقبيصة بن عقبة قالا : أخبرنا سفيان عن أبى إسحاق قال : رأيت عليًّا أبيض الرأس واللّحية .

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : أخبرنا شريك عن أبى إسحاق قال : رأيت عليًّا أصلع أبيض اللّحية ، رَفَعَنى أبى .

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : أخبرنا شريك عن جابر عن عامر قال : كان علىّ يَطْرُدُنا من الرّحْبَة ونحن صبيان ، أبيض الرأس واللّحية .

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

٣٥٢٧ ـ حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو الزِّنادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنافٍ، اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ، يَا بَنِي عَبْدِ المُطَّلِبِ اشْتَرُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيرِ بْنِ العَوَّامِ عَمَّةَ رَسُولِ اللهِ، يَا فاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللهِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللهِ شَيئاً، سَلَانِي مِنْ مالِي ما شِئْتُما». [طرفه في: ٢٧٥٣].

١٤/ ٨ ـ باب ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ وَمَوْلَى القَوْمِ مِنْهُمْ

٣٥٢٨ ـ حدثنا سُلَيمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قالَ: دَعا النَّبِيُّ ﷺ الأَنْصارَ فَقالَ: «هَل فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيرِكُمْ»؟ قالُوا: لَا، إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا، فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْنُ أُخْتِ القَوْمِ مِنْهُمْ». [طرفه في: ٣١٤٦].

١٥/ ١٥ ـ باب قِصَّةِ الحَبَشِ، وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «يَا بَنِي أَرْفِدَةَ»

٣٥٢٩ ـ حدثنا يَحْيى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ ﷺ دَخَلَ عَلَيهَا، وَعِنْدَهَا جارِيَتانِ في أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُو بَكْرٍ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ، فَقالَ: «دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيدٍ». وَتِلْكَ الأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى. [طرفه في: ٤٥٤].

٣٥٣٠ ـ وَقالَتْ عائِشَةُ: رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتُرُنِي، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الحَبَشَةِ، وَهُمْ يَلْعَبُونَ في المَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «دَعْهُمْ، أَمْناً بَنِي أَرْفِدَةَ». يَعْنِي مِنَ الأَمْنِ. [طرفه في: ٩٤٩].

١٦/ ١٦ ـ باب مَنْ أَحَبَّ أَنْ لَا يُسَبَّ نَسَبُهُ

٣٥٣١ ـ حدثني عُثْمانُ بْنُ أَبِي شَيبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ قالَت: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ ﷺ في هِجَاءِ المُشْرِكِينَ، قالَ: «كَيفَ بِنَسَبِي»؟ فَقالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كما تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ العَجِينِ. وَعَنْ أَبِيهِ قالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عائِشَةَ، فَقالَتْ: لَا تَسُبَّهُ، فَإِنَّهُ كانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت ﷺ رقم: ٢٤٨٧، ٢٤٨٩]. [الحديث ٣٥٣١ ـ طرفاه في: ٤١٤٥، ٦١٥٠].

١٧/ ١٧ ـ باب ما جاءَ في أَسْماءِ رَسُولِ اللهِ ﷺ

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ أَشِدَّآءُ عَلَى ٱلْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ٢٩]. وَقَوْلِهِ: ﴿مِنۢ بَعْدِى ٱسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦].

٣٥٣٢ ـ حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ قالَ: حَدَّثَنِي مَعْنٌ، عَنْ مالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِي خَمْسَةُ أَسْماءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وأَحْمَدُ، وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الكُفرَ، وأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا العَاقِبُ». [مسلم: كتاب الفضائل، باب في أسمائه ﷺ، رقم: ٢٣٥٤]. [الحديث ٣٥٣٢ ـ طرفه في: ٤٨٩٦].

٣٥٣٣ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَعْجَبُونَ كَيفَ يَصْرِفُ اللهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُونَ مُذَمَّماً وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّماً، وَأَنَا مُحَمَّدٌ».

١٨/ ١٨ ـ باب خاتَمِ النَّبِيِّينَ ﷺ

٣٥٣٤ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا سَلِيمٌ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ، كَرَجُلٍ بَنَى دَاراً، فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ». [مسلم: كتاب الفضائل، باب ذكر كونه ﷺ خاتم النبيين، رقم: ٢٢٨٧].

٣٥٣٥ ـ حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيتاً، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هذهِ اللَّبِنَةُ؟ قالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خاتِمُ النَّبِيِّينَ» [مسلم: كتاب الفضائل، باب ذكر كونه ﷺ خاتم النبيين، رقم: ٢٢٨٦].

١٩/ ١٩ ـ باب وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٥٣٦ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيرِ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

وَقالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ مِثْلَهُ. [مسلم: كتاب الفضائل، باب كم سن النبي ﷺ يوم قبض، رقم: ٢٣٤٩]. [الحديث ٣٥٣٦ ـ طرفه في: ٤٤٦٦].

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

النَّاسُ يُطِيفُونَ بِهِ، يَقُولُونَ: مَا رَأَيْنَا بُنْيَانًا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا، إلا هَذِهِ اللَّبِنَةَ، فَكُنْتُ أَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةَ».

٢١-(٢٢٨٦) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، قال:

هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: «مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى بُيُوتًا فَأَحْسَنَهَا وَأَجْمَلَهَا وَأَكْمَلَهَا، إلا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ وَيُعْجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ فَيَقُولُونَ: أَلا وَضَعْتَ هَاهُنَا لَبِنَةً! فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ»، فَقَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: «فَكُنْتُ أَنَا اللَّبِنَةَ».

٢٢-(٢٢٨٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ)، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إلا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ! قال فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ». [أخرجه البخاري: ٣٥٣٥].

٢٢-(٢٢٨٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ» فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

٢٣-(٢٢٨٧) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا سَلِيمُ ابْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ مِينَاءَ.

عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا إلا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا، وَيَقُولُونَ: لَوْلا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ». قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ، جِئْتُ فَخَتَمْتُ الأَنْبِيَاءَ». [أخرجه البخاري: ٣٥٣٤].

٢٣-(٢٢٨٧) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سَلِيمٌ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، مِثْلَهُ.

وَقَالَ بَدَلَ -أَتَمَّهَا- أَحْسَنَهَا.

(٨)-باب: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةَ أُمَّةٍ قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا

٢٤-(٢٢٨٨) قال مُسْلِمٌ: وَحُدِّثْتُ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ، وَمِمَّنْ رَوَى ذَلِكَ عَنْهُ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنِي بُرَيْدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ رَحْمَةَ أُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهِ، قَبَضَ نَبِيَّهَا قَبْلَهَا، فَجَعَلَهُ لَهَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَيْنَ يَدَيْهَا، وَإِذَا أَرَادَ هَلَكَةَ أُمَّةٍ، عَذَّبَهَا، وَنَبِيُّهَا حَيٌّ، فَأَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ، فَأَقَرَّ عَيْنَهُ بِهَلَكَتِهَا حِينَ كَذَّبُوهُ وَعَصَوْا أَمْرَهُ».

(٩)-باب: إِثْبَاتِ حَوْضِ نَبِيِّنَا ﷺ وَصِفَاتِهِ

٢٥-(٢٢٨٩) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ عُمَيْرٍ قال:

سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ». [أخرجه البخاري: ٦٥٨٩].

٢٥-(٢٢٨٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ (ح).

وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ جَمِيعًا عَنْ مِسْعَرٍ (ح).

وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي (ح).

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

برواية أبي ذرّ الهروي
عن مشايخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني

للإمام الحافظ
أحمد بن علي بن حجر
العسقلاني
(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

الجزء السادس

تقديم وتحقيق وتعليق
عبد القادر شيبة الحمد
عضو هيئة التدريس بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية سابقاً
والمدرس بالمسجد النبوي الشريف

طبع على نفقة
صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبد العزيز آل سعود
النائب الثاني لرئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام
جعله الله في موازين حسناته وأمده بعونه

أنا اللبنة » كذا وقع فى حديث أبي هريرة ، وفى حديث جابر « موضع اللبنة » وهو المراد . ونقل ابن العربى فى شرح الترمذى عن بعض الصوفية أن لله ألف اسم ولرسوله ألف اسم ، وقيل الحكمة فى الاقتصار على الخمسة المذكورة فى هذا الحديث أنها أشهر من غيرها موجودة فى الكتب القديمة وبين الأمم السالفة . الحديث الثانى :

قوله (سفيان) هو ابن عيينة .

قوله (عن أبى الزناد) فى رواية « حدثنا أبو الزناد » .

قوله (ألا تعجبون) فى رواية عبد الرحمن بن أبى الزناد عن أبيه عند المصنف فى التاريخ « يا عباد الله انظروا » وله من طريق محمد بن عجلان عن أبيه عن أبى هريرة بلفظ « ألم تروا كيف » والباقى سواء .

قوله (يشتمون مذمماً) كان الكفار من قريش من شدة كراهتهم فى النبي صلى الله عليه وسلم لا يسمونه باسمه الدال على المدح فيعدلون إلى ضده فيقولون مذمم ، وإذا ذكروه بسوء قالوا فعل الله بمذمم ، ومذمم ليس هو اسمه ولا يعرف به فكان الذى يقع منهم فى ذلك مصروفاً إلى غيره . قال ابن التين : استدل بهذا الحديث من أسقط حد القذف بالتعريض وهم الأكثر خلافاً لمالك ، وأجاب بأنه لم يقع فى الحديث أنه لا شىء عليهم فى ذلك بل الواقع أنهم عوقبوا على ذلك بالقتل وغيره انتهى . والتحقيق أنه لا حجة فى ذلك إثباتاً ولا نفياً ، والله أعلم . واستنبط منه النسائى أن من تكلم بكلام مناف لمعنى الطلاق ومطلق الفرقة وقصد به الطلاق لا يقع ، كمن قال لزوجته كلى وقصد الطلاق فإنها لا تطلق ، لأن الأكل لا يصلح أن يفسر به الطلاق بوجه من الوجوه ، كما أن مذمماً لا يمكن أن يفسر به محمد عليه أفضل الصلاة والسلام بوجه من الوجوه .

باب خَاتِمِ النَّبِيِّين

[٣٥٣٤] ٣٤١٢- نا محمدُ بنُ سنانٍ قال نا سليمُ بن حيَّانَ قال نا سعيدُ بن ميناءَ عن جابر بن عبدِالله قال: قالَ النبيُّ صلى اللهُ عليه: «مثلي ومثلُ الأنبياءِ كمثل رجلٍ بنى داراً فأكملها وأَحسنَها، إلا موضعَ لبنةٍ، فجعلَ الناسُ يدخلونها ويتعجَّبُونَ ويقولونَ: لولا موضعُ اللبنة».

[٣٥٣٥] ٣٤١٣- نا قتيبةُ بنُ سعيد قال نا إسماعيلُ بنُ جعفر عن عبدِالله بن دينار عن أَبي صالحٍ عن أَبي هريرةَ أنَّ رسولَ اللهِ صلى اللهُ عليهِ قالَ: «إنَّ مثلي ومثلَ الأنبياءِ من قبلي كمثلِ رجلٍ بنى بيتاً فأَحسنَهُ وأَجملَهُ، إلا موضعَ لبنة من زاويةٍ، فجعلَ الناسُ يطوفونَ به ويعجبونَ له ويقولونَ: هلا وُضعَت هذه اللبنة؟ قال: فأَنا اللبنةُ، وأَنا خاتمُ النبيِّين».

قوله (باب خاتم النبيين) أى أن المراد بالخاتم فى أسمائه أنه خاتم النبيين ، ولمح بما وقع فى القرآن

أشار إلى ما أخرجه فى التاريخ من حديث العرباض بن سارية رفعه « إنى عبد الله وخاتم النبيين وإن آدم لمنجدل فى طينته » الحديث ، وأخرجه أيضاً أحمد وصححه ابن حبان والحاكم فأورد فيه حديثى أبى هريرة وجابر ومعناهما واحد وسياق أبى هريرة أتم ، ووقع فى آخر حديث جابر عند الإسماعيلى من طريق عفان بن سليم بن حيان « فأنا موضع اللبنة جئت فختمت الأنبياء » .

قوله (مثلى ومثل الأنبياء كرجل بنى داراً) قيل : المشبه به واحد والمشبه جماعة فكيف صح التشبيه ؟ وجوابه أنه جعل الأنبياء كرجل واحد ، لأنه لا يتم ما أراد من التشبيه إلا باعتبار الكل ، وكذلك الدار لا تتم إلا بإجتماع البنيان ، ويحتمل أن يكون من التشبيه التمثيل وهو أن يوجد وصف من أوصاف المشبه ويشبه بمثله من أحوال المشبه به ، فكأنه شبه الأنبياء وما بعثوا به من إرشاد الناس ببيت أسست قواعده ورفع بنيانه وبقى منه موضع به يتم صلاح ذلك البيت ، وزعم ابن العربى أن اللبنة المشار إليها كانت فى أس الدار المذكورة وأنها لولا وضعها لانقضت تلك الدار ، قال : وبهذا يتم المراد من التشبيه المذكور انتهى . وهذا إن كان منقولا فهو حسن وإلا فليس بلازم ، نعم ظاهر السياق أن تكون اللبنة فى مكان يظهر عدم الكمال فى الدار بفقدها وقد وقع فى رواية همام عند مسلم « إلا موضع لبنة من زاوية من زواياها » فيظهر أن المراد أنها مكملة محسنة وإلا لاستلزم أن يكون الأمر بدونها كان ناقصاً ، وليس كذلك فإن شريعة كل نبى بالنسبة إليه كاملة ، فالمراد هنا النظر إلى الأكمل بالنسبة إلى الشريعة المحمدية مع ما مضى من الشرائع الكاملة .

قوله (لولا موضع اللبنة) بفتح اللام وكسر الموحدة بعدها نون وبكسر اللام وسكون الموحدة أيضاً هى القطعة من الطين تعجن وتجبل وتعد للبناء ويقال لها ما لم تحرق لبنة ، فإذا أحرقت فهى آجرة . وقوله « موضع اللبنة » بالرفع على أنه مبتدأ وخبره محذوف أى لولا موضع اللبنة يوهم النقص لكان بناء الدار كاملا ، ويحتمل أن تكون « لولا » تحضيضية وفعلها محذوف تقديره لولا أكمل موضع اللبنة . ووقع فى رواية همام عند أحمد « ألا وضعت ههنا لبنة فيتم بنيانك » . وفى الحديث ضرب الأمثال للتقريب للأفهام وفضل النبى صلى الله عليه وسلم على سائر النبيين ، وأن الله ختم به المرسلين ، وأكمل به شرائع الدين .

بابُ وَفاة النَّبيِّ صلَّى اللّهُ عليه

[٣٥٣٦] ٣٤١٤- نا عبدُاللّهِ بنُ يوسفَ قال نا الليثُ عن عُقيل عن ابن شهابٍ عن عُروةَ بنِ الزُّبير عن عائشةَ أنَّ النبيَّ صلى اللّهُ عليهِ تُوُفِّي وهو ابنُ ثلاث وستينَ.

وقال ابنُ شهاب: وأخبرني سعيدُ بنُ المسيَّبِ مثلَه.

[الحديث ٣٥٣٦- طرفه في: ٤٤٦٦].

قوله (باب وفاة النبى صلى الله عليه وسلم) كذا وقعت هذه الترجمة عند أبى ذر وسقطت من رواية النسفى ولم يذكرها الإسماعيلى ، وفى ثبوتها هنا نظر فإن محلها فى آخر المغازى كما سيأتى ، والذى يظهر

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ مَا أَظُنُّ رَجُلاً يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

١٧- بَاب

٣٦٨٦-(حسن) حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

١٧- بَاب

٣٦٨٧-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْعِلْمَ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. [خ: ٨٢] [م: ٢٣٩١] [تقدم:٢٢٨٤]

٣٦٨٨-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ فَقُلْتُ وَمَنْ هُوَ فَقَالُوا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

١٧- بَاب

٣٦٨٩-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ.

حَدَّثَنِي أَبِي بُرَيْدَةُ قَالَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَعَا بِلاَلاً فَقَالَ يَا بِلاَلُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلاَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ فَقَالُوا لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ فَقُلْتُ أَنَا عَرَبِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قُلْتُ أَنَا قُرَشِيٌّ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ قُلْتُ أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ قَالُوا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ بِلاَلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلاَّ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلاَّ تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهِمَا.

وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ وَمُعَاذٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ لِمَنْ هَذَا فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] صَحِيحٌ غَرِيبٌ.

وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ.

وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ رُؤْيَا الأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ.

١٧- بَاب

٣٦٩٠-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ.

سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ يَقُولُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللَّهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلاَّ فَلاَ فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ بُرَيْدَةَ.

وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ (وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ) وَعَائِشَةَ.

٣٦٩١-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِي فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ فَقَالَ لِي أَمَا شَبِعْتِ أَمَا شَبِعْتِ قَالَتْ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لاَ لأَنْظُرَ مَنْزِلَتِي عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ عُمَرُ قَالَتْ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِينِ الإِنْسِ وَالْجِنِّ قَدْ فَرُّوا مِنْ عُمَرَ قَالَتْ فَرَجَعْتُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

١٧- بَاب

٣٦٩٢-(ضعيف) حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ [حَسَنٌ] غَرِيبٌ.

وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ بِالْحَافِظِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

١٧- بَاب

مستند اور با محاورہ ترجمہ
جلد سوم
مشکوٰۃ شریف
اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح
امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری
ترجمہ
مولانا عابد الرحمن کاندھلوی مرحوم
عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)
دار الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

بہترین لوگوں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ نے کہا عمرؓ اتم نے مجھ کو اس خطاب سے مخاطب کیا ہے تو میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع نہیں ہوا جو عمرؓ سے بہتر ہو۔ (ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے۔)

حضرت عمرؓ کی انتہائی منقبت

٥٧٨٩ وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت عقبہؓ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کا وہ رعب و دبدبہ جس سے شیطان بھی خوفزدہ رہتا تھا

٥٧٩٠ وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ إِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے تھے جب وہاں سے واپس آئے تو آپکی خدمت میں ایک سیاہ (حبشی) لڑکی حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے یہ نذر مانی تھی کہ جب آپ غزوہ سے کامیاب ہوکر واپس تشریف لائینگے تو میں آپ کے سامنے دف بجاکر گاؤں گی۔ آپنے فرمایا۔ اگر تونے نذر مانی ہے تو دف بجا۔ چنانچہ اس لڑکی نے دف بجانا شروع کیا وہ دف بجارہی تھی کہ ابوبکرؓ آگئے اور وہ دف بجاتی رہی پھر علیؓ آئے اور وہ دف بجاتی رہی، پھر عثمانؓ آئے اور وہ دف بجاتی رہی، پھر عمرؓ آئے تو اس لڑکی نے دف بجانا چھوڑ کر دف کو اپنی سرین کے نیچے رکھ لیا اور اس پہ بیٹھ گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا عمرؓ! شیطان تم سے ڈرتا ہے (یہاں شیطان سے مراد دف بجانے والی لڑکی ہے) میں بیٹھا ہوا تھا اور یہ لڑکی دف بجارہی تھی کہ ابوبکرؓ آئے اور یہ دف بجاتی رہی پھر علیؓ آئے اور وہ دف بجاتی رہی۔ پھر عثمانؓ آئے اور وہ دف بجانے میں مشغول رہی۔ اور پھر تم آئے تم کو دیکھتے ہی اس نے دف کو پھینک دیا۔

(ترمذی یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے)

جلالِ فاروقیؓ

٥٧٩١ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ تَعَالَيْ فَانْظُرِيْ فَجِئْتُ فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلٰى مَنْكِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلٰى رَأْسِهِ

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے ایک غیر مفہوم سخت آواز سنی اور پھر بچوں کا شور و غل سنائی دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر کھڑے ہو گئے اور باہر تشریف لے جاکر دیکھا تو ایک حبشی عورت اچھل کود رہی تھی اور بچے اسکے گرد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ عائشہ! ادھر آؤ تم بھی دیکھو۔ چنانچہ میں گئی اور آپکے پیچھے کھڑے ہوکر اپنی ٹھوڑی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے پر رکھ لی اور میں نے کندھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنا شروع کیا تھوڑی دیر بعد رسول

مختصر
صحيح الجامع الصغير

للإمام

للسيوطي والألباني

أعده الدكتور/

أحمد نصر الله صبري

أستـــاذ الحـــديث وعلـــوم القـــرآن

«بالجامعة الإسلامية» سابقا

٣٨٣٢ - ٥٢٧٤ (حسن)

«لَوْ غُفِرَ لَكُمْ مَا تَأْتُونَ إِلَى الْبَهَائِمِ لَغُفِرَ لَكُمْ كَثِيرٌ» (حم طب) عن أبي الدرداء

٣٨٣٣ - ٥٢٧٥ (صحيح)

«لَوْ قُضِيَ كَانَ» (الدارقطني في الأفراد حل) عن أنس

٣٨٣٤ - ٥٢٧٦ (صحيح)

«لَوْ قُلْتَ بِسْمِ اللَّهِ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ حَتَّى تَلِجَ بِكَ فِي جَوِّ السَّمَاءِ» (ن) عن جابر (طب) عن أبي طلحة وأنس

٣٨٣٥ - ٥٢٧٧ (صحيح)

«لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا وَلَوْ لَمْ تَقُومُوا بِهَا عُذِّبْتُمْ» (هـ) عن أنس

٣٨٣٦ - ٥٢٧٨ (صحيح)

«لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ» (م د) عن عمران بن حصين

٣٨٣٧ - ٥٢٨٠ (صحيح)

«لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ فَارِسَ» (ق ت) عن أبي هريرة

٣٨٣٨ - ٥٢٨٢ (حسن)

«لَوْ كَانَ الْقُرْآنُ فِي إِهَابٍ مَا أَكَلَتْهُ النَّارُ» (طب) عن عقبة بن عامر وعصمة بن مالك

٣٨٣٩ - ٥٢٨٣ (صحيح)

«لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَأَطْلَقْتُهُمْ لَهُ - يَعْنِي أُسَارَى بَدْرٍ -» (حم خ د) عن جبير بن مطعم

٣٨٤٠ - ٥٢٨٤ (حسن)

«لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ» (حم ت ك) عن عقبة بن عامر (طب) عن عصمة بن مالك

٣٨٤١ - ٥٢٨٥ (صحيح)

«لَوْ كَانَ ذَلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّومَ - يَعْنِي الْغَيْلَ -» (م) عن أسامة بن زيد

٣٨٤٢ - ٥٢٨٧ (صحيح)

«لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا» (ت) عن ابن عباس

٣٨٤٣ - ٥٢٨٨ (صحيح)

«لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادٍ مِنْ مَالٍ لَابْتَغَى إِلَيْهِ ثَانِيًا وَلَوْ كَانَ لَهُ وَادِيَانِ لَابْتَغَى لَهُمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ» (حم ق ت) عن أنس (حم ق) عن ابن عباس (خ) عن ابن الزبير (هـ) عن أبي هريرة (حم) عن أبي واقد (تخ البزار) عن بريدة

٣٨٤٤ - ٥٢٩١ (حسن)

«لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَأَعْتَقْتُمْ عَنْهُ أَوْ تَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ أَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهُ ذَلِكَ» (د) عن ابن عمرو

٣٨٤٥ - ٥٢٩٢ (صحيح)

«لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ» (ت الضياء) عن سهل بن سعد

٣٨٤٦ - ٥٢٩٣ (صحيح)

«لَوْ كَانَتْ سُورَةٌ وَاحِدَةٌ لَكَفَتِ النَّاسَ» (حم د) عن أبي سعيد

٣٨٤٧ - ٥٢٩٥ (حسن)

«لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللَّهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا كُلَّهُ حَتَّى لَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ» (حم هـ حب) عن عبد الله بن أبي أوفى

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الحادي عشر

المحتوى
كتاب الفضائل والشمائل - كتاب المناقب
تراجم رجال المشكاة

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

رواه الترمذي، وقال: هذا حديثٌ غريب.

٦٠٤٧ ـ (١٣) وعن عقبة بن عامر، قال: قال النبي ﷺ: «لو كان بعدي نبيٌّ لكانَ عمر بن الخطاب». رواه الترمذي. وقال: هذا حديث غريب.

٦٠٤٨ ـ (١٤) وعن بريدة، قال: خرجَ رسولُ اللّهِ ﷺ في بعضِ مغازيه فلما انصرفَ جاءت جاريةٌ سوداءُ. فقالت: يا رسولَ الله! إني كنتُ نذرتُ إن ردَّكَ اللّهُ صالحاً أن أضربَ بين يديكَ بالدُّفِّ وأتغنّى. فقال لها رسول الله ﷺ: «إن كنتِ نذرتِ فاْضربي،

---

* لـيــس فــي الــدار غــيــره ديــارا *

(رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب.) قيل: نقل في الميزان عن أهل الحديث تضعيفه، وأقول: يقوّيه ما في الجامع من أن قوله: ما طلعت الشمس على رجل خير من عمر. رواه الترمذي والحاكم في مستدركه عن أبي بكر مرفوعاً[1]. وقد أخرج البغوي في الفضائل عن ثابت بن الحجاج فقال: خطب عمر ابنة أبي سفيان فأبوا أن يزوّجوه فقال رسول الله ﷺ: ما بين لابتي المدينة خير من عمر. ولا شك أن المراد بعده ﷺ للإجماع وبعد أبي بكر لما تقدم والله أعلم.

٦٠٤٧ ـ (وعن عقبة بن عامر قال: قال النبي) وفي نسخة: رسول الله. (ﷺ: لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب. رواه الترمذي وقال: هذا حديث غريب.) بزيادة حسن في نسخة من الترمذي، وقد نقله ابن الجوزي أيضاً عنه، ورواه أيضاً أحمد في مسنده والحاكم في صحيحه[2] عنه، والطبراني، عن عصمة بن مالك. وفي بعض طرق هذا الحديث: لو لم أبعث لبعثت يا عمر.

٦٠٤٨ ـ (وعن بريدة) بالتصغير (قال: خرج رسول الله ﷺ في بعض مغازيه) أي أزمنة غزواته (فلما انصرف جاءته) أي النبي ﷺ. وفي نسخة: جاءت. (جارية سوداء فقالت: يا رسول الله إني كنت نذرت إن ردك الله صالحاً) أي منصوراً. وفي رواية: سالماً. (أن أضرب بين يديك) أي قدامك وفي حضورك (بالدف) بضم الدال وتشديد الفاء وهو أفصح وأشهر، وروي الفتح أيضاً. هو ما يطبل به والمراد به الدف الذي كان في زمن المتقدمين، وأما ما فيه الجلاجل فينبغي أن يكون مكروهاً اتفاقاً. وفيه دليل على أن الوفاء بالنذر الذي فيه قربة واجب، والسرور بمقدمه ﷺ قربة سيما من الغزو الذي فيه تهلك الأنفس، وعلى أن الضرب بالدف مباح. وفي قولها: (وأتغنى) دليل على أن سماع صوت المرأة بالغناء مباح إذا خلا عن الفتنة (فقال رسول الله ﷺ: إن كنت نذرت فاضربي

---

(١) الجامع الصغير ٢/ ٤٨٥ حديث رقم ٧٩٣٧. والحديث أخرجه الترمذي في السنن ٥/ ٥٧٧ حديث رقم ٣٦٨٤. والحاكم في المستدرك ٣/ ٩٠.

الحديث رقم ٦٠٤٧: أخرجه الترمذي في السنن ٥/ ٥٧٨ حديث رقم ٣٦٨٦. وأحمد في المسند ٤/ ١٥٤.

(٢) الحاكم في المستدرك ٣/ ٨٥.

الحديث رقم ٦٠٤٨: أخرجه الترمذي في السنن ٥/ ٥٧٦ حديث رقم ٣٦٩٠. وأحمد في المسند ٥/ ٣٥٣.

تعقبات السيوطي

على موضوعات ابن الجوزي

٥٠٨-٥٩٨هـ

أو

النكت البديعات على الموضوعات

للإمام الحافظ جلال الدين السيوطي

٨٤٩ - ٩١١هـ

تحقيق
الأستاذ الدكتور/ عبد الله شعبان
أستاذ ورئيس قسم الحديث بكلية الدراسات الإسلامية للبنات/ جامعة الأزهر

دار مكة المكرمة للنشر والتوزيع

قلت : قد ورد نحو هذا من طريق .

فأخرج أحمد والترمذى من حديث أنس مرفوعا : أرحم أمتى بأمتى أبو بكر، وأشدهم في دين الله عمر ، وأصدقهم حياء عثمان بن عفان ، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ، وأفرضهم زيد بن ثابت ، وأقرؤهم أبى بن كعب ، ولكل أمة أمين ، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح [(١)] .

وأخرج أبو يعلى من حديث ابن عمر مرفوعا مثله ، فزادوا : أقضاهم على [(٢)] .

وأخرج الطبرانى في الأوسط بسند حسن من حديث جابر نحوه . وزاد : « **وأوتى عويمر عبادة** » يعنى أبا الدرداء .

(٣٠٤) حديث : « **لو لم أبعث فيكم لبعث عمر** » [(٣)] .

= وهو غير ثقة ، ضعيف ، ويحدث عن ضعفاء ، وهو بين الضعف ، وأحاديثه عامتها ضعيفة : الكامل ٢ / ٤٥٣ ، الضعفاء الكبير ١ / ١٤٤ ، المجروحين ١ / ١٩٢ ، الميزان ١ / ٣٢٨ .

(١) مسند أحمد ٣ / ٢٨١ ، سنن الترمذى ٥ / ٦٦٤ ، ٦٦٥ ، من حديث أنس ، قال أبو عيسى : هذا حديث حسن غريب ، وقال في الثانى : هذا حديث حسن صحيح .

(٢) البغوى في شرح السنة ١٤ / ١٣١ من حديث أنس .

❖❖ تخريجات أخرى للحديث.

ابن ماجه في سننه ١ / ٥٥ .

وابن أبى عاصم في السنة ٢ / ٥٨٢ .

والبغوى في شرح السنة ١٤ /١٣١ .

ومصابيح السنة ١٧٩/٤ .

والعقيلي في الضعفاء ١ / ١٤٤ .

وابن حيان كما في الموارد /٥٤٨ .

وأبو نعيم في الحلية ١ / ٢٢٨ .

والذهبي في أعلام النبلاء ١ / ٤٤٦ .

والسيوطى في اللآلئ ١ / ٤٢٨ .

والمحب الطبرى في الرياض / ١٦١ .

❖❖❖ الحديث حسن الإسناد . شواهده قوية . صححه البغوى وغيره .

(٣) الموضوعات ١ / ٣٢٠ .

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: هَكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ.

١٠٩-(٢٩٣٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ، هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ». [اخرجه البخاري: ٣٣٣٨].

١١٠-(٢٩٣٧) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ ابْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ (ح).

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ)، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ.

عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ، وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى ابْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ! فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ، قَالَ: «لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ، مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ

لأحدهم خيرًا من مائة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه فيرسلُ اللَّهُ عليهم النَّغَفَ في رقابهم، فيُصبحون فرسى كموت نفسٍ واحدة، ثُمَّ يهبطُ نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه إلى الأرض، فلا يجدون في الأرض موضعَ شبرٍ إلا ملأه زَهَمُهم ونَتْنُهُم، فيرغبُ نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه إلى اللَّه فيرسلُ اللَّهُ، طيرًا كأعناق البُخت فتحملُهم فتطرحُهُم حيثُ شاء اللَّهُ ثُمَّ يرسلُ اللَّهُ مطرًا لا يكنُّ منه بيتُ مدرٍ ولا وبرٍ، فيغسلُ الأرضَ حتَّى يتركها كالزَّلَفة، ثُمَّ يُقالُ للأرض: أنبتي ثمرتك ورُدِّي بركتك فيومئذ تأكلُ العصابةُ من الرُّمَّانة، ويستظلُّون بقحفها، ويُباركُ في الرِّسْل، حتَّى إنَّ اللِّقحةَ من الإبل لتكفي الفئامَ من النَّاس، واللِّقحةَ من البقر لتكفي القبيلةَ من النَّاس واللِّقحةَ من الغنم لتكفي الفخذَ من النَّاس، فبينما هُم كذلك إذ بعثَ اللَّهُ ريحًا طيِّبةً، فتأخذُهُم تحتَ آباطهم، فتقبضُ رُوحَ كُلِّ مؤمنٍ وكُلِّ مُسلمٍ، ويبقى شرارُ النَّاس، يتهارجُون فيها تهارُجَ الحُمُر، فعليهم تقومُ السَّاعةُ».

١١١-(٢١٣٧) حدَّثنا عليُّ بنُ حُجرٍ السَّعديُّ، حدَّثنا عبدُ اللَّه ابنُ عبد الرَّحمن ابن يزيدَ ابن جابرٍ والوليدُ ابنُ مُسلمٍ.

قال ابنُ حُجرٍ: دخلَ حديثُ أحدهما في حديث الآخر عن عبد الرَّحمن ابن يزيدَ ابن جابرٍ، بهذا الإسناد، نحوَ ما ذكرنا.

وزاد بعدَ قوله «لقد كان بهذه مرَّةً -ماءٌ» «ثُمَّ يسيرون حتَّى ينتهوا إلى جبل الخَمَر، وهو جبلُ بيت المقدس، فيقولون: لقد قتلنا من في الأرض، هلُمَّ فلنقتل من في السَّماء فيرمون بنشَّابهم إلى السَّماء، فيردُّ اللَّهُ عليهم نُشَّابهم مخضوبةً دمًا».

وفي رواية ابن حُجرٍ: «فإنِّي قد أنزلتُ عبادًا لي، لا يدي لأحدٍ بقتالهم».

(٢١)-باب: في صفة الدجّال وتحريم المدينة عليه وقتله المؤمن وإحيائه

١١٢-(٢٩٣٨) حدَّثني عمرٌو النَّاقدُ والحسنُ الحُلوانيُّ وعبدُ ابنُ حُميدٍ، وألفاظُهم متقاربةٌ، والسِّياقُ لعبدٍ (قال: حدَّثني، وقال الآخران: حدَّثنا يعقوبُ، وهو ابنُ إبراهيم ابن سعدٍ)، حدَّثنا أبي، عن صالحٍ، عن ابن شهابٍ، أخبرني عُبيدُ اللَّه ابنُ عبد اللَّه ابن عُتبة.

أنَّ أبا سعيدٍ الخُدريَّ قال: حدَّثنا رسولُ اللَّه ﷺ يومًا حديثًا طويلًا عن الدَّجَّال، فكان فيما حدَّثنا قال: «يأتي، وهو مُحرَّمٌ عليه أن يدخُل نقابَ المدينة، فينتهي إلى بعض السِّباخ الَّتي تلي المدينة، فيخرُجُ إليه يومئذٍ رجُلٌ هو خيرُ النَّاس، أو من خير النَّاس، فيقولُ له: أشهدُ أنَّك الدَّجَّالُ الَّذي حدَّثنا رسولُ اللَّه ﷺ حديثَهُ، فيقولُ الدَّجَّالُ: أرأيتُم إن قتلتُ هذا ثُمَّ أحييتُهُ، أتشُكُّون في الأمر؟ فيقولون: لا، قال: فيقتُلُهُ ثُمَّ يُحييه، فيقولُ حين يُحييه: واللَّه! ما كُنتُ فيك قطُّ أشدَّ بصيرةً منِّي الآن، قال: فيُريدُ الدَّجَّالُ أن يقتُلَهُ فلا يُسلَّطُ عليه».

قال أبو إسحاق: يُقالُ إنَّ هذا الرَّجُلَ هو الخضرُ عليه السَّلامُ. [أخرجه البخاري: ١٨٨٢، ٧١٣٢].

١١٢-(٢٩٣٨) وحدَّثني عبدُ اللَّه ابنُ عبد الرَّحمن الدَّارميُّ، أخبرنا أبو اليمان، أخبرنا شُعيبٌ، عن الزُّهريِّ، في هذا الإسناد، بمثله.

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

اردو ترجمہ

مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ہوں، جس طرح نوح نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا (بخاری ومسلم)

دجّال جس شخص کو مصیبت میں ڈالے گا وہ درحقیقت راحت میں ہوگا

۵۲۳۷ وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظُفَرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَغَيْرِ كَاتِبٍ۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجّال اپنے ساتھ پانی آگ لیکر نکلے گا وہ چیز جس کو لوگ پانی سمجھیں گے حقیقت میں آگ ہوگی جھلسا دینے والی۔ اور جس کو آگ خیال کریں گے وہ حقیقت میں پانی ہوگا ٹھنڈا اور شیریں۔ پس تم میں سے جو شخص دجال کو پائے گا تو وہ اس چیز میں اپنا پڑنا یا ڈالا جانا پسند کرے گا جس کو وہ اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے۔ اسلئے کہ وہ آگ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے (بخاری ومسلم) اور مسلم نے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ دجال کی آنکھ بیٹھی ہوئی ہوگی اور دوسری آنکھ پر موٹا ناخونہ ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مومن خواہ وہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو پڑھ لے گا۔

دجّال کی پہچان

۵۲۳۸ (۱۱) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّتُهُ وَجَنَّتُهُ نَارٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ بہت کثرت سے بال ہونگے اسکے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور جنت حقیقت میں آگ۔ (مسلم)

دجّال کے طلسماتی کارناموں اور یاجوج و ماجوج کا ذکر

۵۲۳۹ (۱۲) وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ وَفِي رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر دجال خروج کرے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے بحث و گفتگو کرونگا (اور اس پر غالب آؤنگا) اور اگر وہ اس وقت نکلے جبکہ میں تم میں موجود نہ ہوں تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اس سے بحث و گفتگو کرنیوالا ہوگا۔ (یعنی اس کی برائیوں کو رفع کرنیوالا اور اپنے آپ کو اس سے بچانیوالا) اور میرا وکیل و خلیفہ ہر مسلمان پر خدا ہے۔ (یعنی خدا تعالےٰ ہر مسلمان کا محافظ و مددگار ہے) دجّال جوان ہوگا۔ گھونگریالے بال ہونگے اور اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی۔ گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عبدالعزیٰ سے تشبیہ دے سکتا ہوں تم میں سے جو شخص اسکو پائے وہ اسکے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے اسلئے کہ یہ آیتیں تم کو دجال کے فتنہ سے بچائیں گی۔ دجّال اس راہ سے خروج کریگا جو شام اور عراق کے درمیان واقع ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! اپنے دین

وَمَا لَبْثُهُ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ اَيَّامِهٖ كَاَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِیْ كَسَنَةٍ اَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلٰوةُ يَوْمٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْا لَهٗ قَدْرَهٗ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِسْرَاعُهٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيْحُ فَيَاْتِیْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَاْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْاَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ اَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَاَسْبَغَهٗ ضُرُوْعًا وَاَمَدَّهٗ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَاْتِی الْقَوْمَ فَيَدْعُوْهُمْ فَيَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِيْنَ لَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ شَیْءٌ مِّنْ اَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُوْلُ لَهَا اَخْرِجِیْ كُنُوْزَكِ فَتَتْبَعُهٗ كُنُوْزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُوْ رَجُلًا مُّمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهٗ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِیَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلٰى اَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ اِذَا طَاْطَاَ رَاْسَهٗ قَطَرَ وَاِذَا رَفَعَهٗ تَحَدَّرَ مِنْهُ مِثْلُ جُمَانٍ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ مِنْ رِيْحِ نَفَسِهٖ اِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِیْ حَيْثُ يَنْتَهِیْ طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يَاْتِیْ عِيْسٰى قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ

پر) ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کب تک زمین پر رہے گا؟ فرمایا چالیس دن، اس کا ایک دن تو ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی دن ہمارے دنوں کے برابر ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! اسکا جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اس روز ہماری ایک دن کی نماز کافی ہوگی؟ فرمایا نہیں! بلکہ اس روز ایک دن کا اندازہ کرکے نماز پڑھنی ہوگی (یعنی ایک ایک دن کا اندازہ کرکے حسب معمول نماز پڑھنا) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ زمین پر کس قدر جلد چلے گا (یعنی اس کی رفتار کی کیفیت کیا ہوگی؟) فرمایا وہ اس ابر کے مانند تیز رفتار ہوگا جس کے پیچھے ہوا ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دے دیگا۔ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے پھر وہ آسمان کو بارش کا حکم دیگا۔ ابر آسمان سے زمین پر مینہ برسائے گا۔ اور زمین کو حکم دیگا۔ زمین سبزہ اگادے گی پھر شام کو اس قوم کے مواشی چرکے آئیں گے۔ ان کے کوہان بڑے بڑے ہوجائیں گے تھن بڑھ جائیں گے (یعنی تھن بڑے بڑے ہوجائیں گے اور دودھ سے بھرے ہوں گے) اور ان کے پہلو خوب کھنچے اور تنے ہوئے ہوں گے پھر دجال ایک اور قوم کے پاس پہنچے گا اور اس کو اپنی دعوت دیگا (یعنی اپنے خدا ہونے کی دعوت) وہ قوم اس کی دعوت کو رد کردے گی۔ اور وہ ان کو چھوڑ کر چلا جائیگا (یعنی خدا اس کو ان کی طرف سے پھیر دے گا) اور وہ قحط زدہ ہوجائیں گے۔ یعنی ان کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ پھر دجال ایک ویرانہ یا خرابہ پر سے گذرے گا اور اس کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانوں کو نکال دے۔ (چنانچہ وہ خرابہ اس کے حکم کے مطابق خزانوں کو نکال دیگا) اور وہ خزانے اس طرح اس کے پیچھے ہولیں گے جس طرح شہد کی مکھیوں کے سردار کے پیچھے مکھیاں ہولیتی ہیں پھر دجال ایک شخص کو جو شباب میں بھرا ہوگا اپنی دعوت دیگا۔ وہ اس کی دعوت کو رد کردیگا۔ دجال غضب ناک ہوکر تلوار مارے گا اور اس جوان کے دو ٹکڑے ہوکر ایک دوسرے سے اتنی دور جاکر گریں گے کہ دونوں کے درمیان پھینکے ہوئے تیر کے برابر فاصلہ ہوگا پھر دجال ان ٹکڑوں کو بلائیگا اور وہ جوان زندہ ہوکر آجائیگا اس وقت دجال کا چہرہ بشاش ہوگا اور (وہ اپنی الوہیت کے اس کارنامہ پر) مسکراتا ہوگا۔ غرض دجال اسی طرح اپنے کاموں میں مشغول ہوگا کہ اچانک خداوند مسیح ابن مریم کو بھیجے گا جو دمشق کے مشرق میں سفید منارہ پر نازل ہونگے اس وقت حضرت عیسیٰ زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ اور اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے (یعنی مسیح

عَنْ وُجُوْهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ
فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ أَوْحَى
اللّٰهُ إِلٰى عِيْسٰى أَنِّيْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا
لِّيْ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ
عِبَادِيْ إِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَأْجُوْجَ
وَمَأْجُوْجَ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ
فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ
فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ
فَيَقُوْلُ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ
يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى يَنْتَهُوْا إِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَ
هُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُوْلُوْنَ
لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ
مَنْ فِي السَّمَآءِ فَيَرْمُوْنَ بِنُشَّابِهِمْ
إِلَى السَّمَآءِ فَيَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ
مَخْضُوْبَةً دَمًا وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَأَصْحَابُهٗ
حَتّٰى تَكُوْنَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ
خَيْرًا مِّنْ مِّائَةِ دِيْنَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ
فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهٗ
فَيُرْسِلُ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِيْ رِقَابِهِمْ
فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ
ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابُهٗ
إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ
مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهٗ زَهَمُهُمْ
وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَ
أَصْحَابُهٗ إِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا
كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ
حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ تَطْرَحُهُمْ
بِالنَّهْبَلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ
قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِيْنَ
ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ
مَدَرٍ وَّلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى

فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہونگے) وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پسینہ ٹپکے گا اور سر اٹھائیں گے تو انکے سر سے چاندی کے دانوں کی مانند جو موتیوں جیسے ہونگے قطرے گریں گے جو کافر آپ کے سانس کی ہوا پائیگا مرجائیگا۔ اور آپ کے سانس کی ہوا حد نظر تک جائے گی۔ پھر حضرت مسیح دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو باب لد پر پائیں گے (شام میں ایک پہاڑ ہے) اور مار ڈالیں گے۔ پھر حضرت عیسٰے کے پاس ایک قوم آئے گی جس کو خدا تعالٰی نے دجال کے مکر و فریب اور فتنہ سے محفوظ رکھا ہوگا۔ مسیح علیہ السلام اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف کریں گے۔ اور ان درجات کی خوش خبری دیں گے جو انکو بہشت میں حاصل ہوں گے حضرت عیسٰی اسی حال میں ہوں گے کہ خدا تعالٰی ان کی طرف وحی بھیجے گا اور بتائے گا کہ میں نے اپنے بہت سے ایسے بندے پیدا کئے ہیں جن سے لڑنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔ تم میرے بندوں کو کوہ طور کی طرف لیجاؤ۔ اور وہاں ان کی حفاظت کرو۔ پھر خداوند یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا۔ جو ہر بلند زمین سے اتریں گے اور دوڑیں گے ان کی سب سے پہلی جماعت طبریہ (واقع شام) کے تالاب پر پہنچے گی اور اس کا سارا پانی پی جائے گی۔ پھر یاجوج ماجوج کی آخری جماعت ادھر سے گذرے گی۔ اور (تالاب کو خالی دیکھ کر) کہے گی کہ اس میں کبھی پانی تھا۔ اسکے بعد یاجوج ماجوج آگے بڑھیں گے اور جبل خمر پر پہنچیں گے جو بیت المقدس کا ایک پہاڑ ہے اور یہاں ٹھہر کر کہیں گے کہ زمین پر جو لوگ تھے ان کو ہم نے مار ڈالا۔ آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ اور خداوند تعالٰی ان کے تیروں کو خون آلود کر کے گرا دے گا۔ اور خدا کے نبی (حضرت مسیح) اور ان کے ساتھی کوہ طور پر رو کے جائیں گے یہاں تک کہ (بھوک اور غذا کی احتیاج میں) ان کی حالت اس درجہ کو پہنچ جائیگی کہ ان میں سے ہر شخص کے نزدیک بیل کا سر سو دیناروں سے بہتر ہوگا۔ ہاں ان دیناروں سے جو آج تمہارے نزدیک نہایت قیمتی ہیں (جب یہ حالت ہو جائیگی تو) خدا کے نبی عیسٰی اور ان کے ہمراہی خدا تعالٰی سے دعا کریں گے (کہ وہ یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر دے) خداوند یاجوج ماجوج پر کیڑوں کا عذاب نازل فرمائیگا۔ یعنی ان کی گردنوں میں کیڑے پڑ جائیں گے (اس قسم کے کیڑے جیسے کہ اونٹ اور بکری کی ناک میں پڑ جاتے ہیں) وہ ان کیڑوں سے سب کے سب ایک دم مر جائیں گے۔ پھر عیسٰے اور ان کے ہمراہی پہاڑ سے زمین پر آئیں گے اور زمین پر ایک بالشت ٹکڑا ایسا نہ پائیں گے جو یاجوج و

يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى إِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ إِلَّا الرِّوَايَةَ الثَّانِيَةَ وَهِيَ قَوْلُهُ تَطْرَحُهُمْ بِالنَّهْبَلِ إِلَى قَوْلِهِ سَبْعَ سِنِينَ رَوَاهَا التِّرْمِذِيُّ۔

ماجوج کی چربی اور بدبو سے محفوظ ہو۔ عیسٰےؑ اور ان کے ہمراہی پھر خدا تعالےٰ سے دعا کریں گے اور وہ ان کو اس مصیبت سے نجات دے) خداوند ایسے پرندوں کو بھیجے گا جن کی گردنیں بختی (خراسانی) اونٹ کی مانند ہوں گی۔ یہ پرندے یاجوج وماجوج کی نعشوں کو اٹھائیں گے اور جہاں خدا کی مرضی ہو گی وہاں پھینک دیں گے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ پرندے ان نعشوں کو نہبل میں ڈال دیں گے (یعنی اس جگہ یہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے) اور مسلمان یاجوج ماجوج کی کمانوں تیروں اور ترکشوں کو سات برس تک جلاتے رہیں گے۔ پھر خداوند تعالیٰ ایک بڑی بارش فرمائے گا جس سے کوئی آبادی خالی نہ رہے گی (یعنی یہ بارش سب جگہ ہوگی۔ اور زمین کا کوئی حصہ ایسا باقی نہ رہے گا جہاں بارش نہ ہوئی ہو) یہ بارش زمین کو دھو کر صاف کر دے گی اور وہ آئینہ کے مانند ہو جائے گی۔ پھر زمین سے کہا جائیگا کہ اپنے پھلوں کو نکال اور اپنی برکت کو واپس لا چنانچہ ان ایام میں (دس سے لیکر چالیس آدمیوں تک کی) ایک جماعت انار کے ایک پھل سے سیراب ہو جائے گی اور انار کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں برکت دیجائے گی یہاں تک کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کے لئے کفایت کرے گا۔ لوگ ایسی خوش حالی اور امن سے زندگی بسر کر رہے ہوں گے کہ خداوند تعالیٰ ایک خوشبودار ہوا بھیجے گا جو ہر مومن اور مسلم کی روح کو قبض کرے گی اور صرف شریر و بدکار لوگ دنیا میں باقی رہ جائیں گے جو آپس میں گدھوں کی طرح مختلط ہو جائیں گے اور لڑیں گے اور انہیں لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔ اس کو مسلم نے بیت کیا مگر دوسری روایت یعنی انکا قول "تطرحھم بالنھبل الخ،، سبع سنین تک اس کو ترمذی نے روایت کیا۔

دجال کے کارناموں کا ذکر

۵۲۳۰ ؍ ۱۳ وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَيَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُولُونَ لَهُ أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُولُ أَعْمِدُ إِلَى هٰذَا الَّذِي خَرَجَ قَالَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُولُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَيَقُولُونَ اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال نکلے گا اور ایک مرد مسلمان اس کی طرف متوجہ ہو گا اور چند یا رہ بند شخص دجال سے جا ملیں گے جو اس کے محافظ ہوں گے یہ موا نگہبان لوگ اس مرد مسلمان سے پوچھیں گے کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ وہ کہیگا میں اس کی طرف جا رہا ہوں جس نے خروج کیا ہے (یعنی دجال) رسول خدا نے فرمایا کہ یہ (سنکر) دجال کے لوگ اس شخص سے کہیں گے تو ہمارے رب (یعنی دجال) پر ایمان کیوں نہیں لے آتا؟ وہ شخص کہے گا ہمارے پروردگار کی صفات کسی پر چھپی نہیں ہیں۔ (یعنی ہر شخص پروردگار حقیقی کی صفات سے واقف ہے) وہ لوگ آدمی (یہ سنکر) آپس میں کہیں گے کہ اسکو مار ڈالو لیکن بعض لوگ

تَصْنِيفُ

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري

٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري» قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

(٩٤)- باب: فَضْلِ الصَّلاةِ بِمَسْجِدَيْ مَكَّةَ وَالمَدِينَةِ

٥٠٥-(١٣٩٤) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ(وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو) قَالا : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ :«صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ، إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

٥٠٦-(١٣٩٤) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ(قَالَ عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا، وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ). أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :«صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِي غَيْرِهِ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

٥٠٧-(١٣٩٤) حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ الْمُنْذِرِ الْحِمْصِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ الأَغَرِّ مَوْلَى الْجُهَنِيِّينَ(وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ).

أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : صَلاةٌ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ آخِرُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدَهُ آخِرُ الْمَسَاجِدِ.

قَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ : لَمْ نَشُكَّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ، عَنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَمَنَعَنَا ذَلِكَ أَنْ نَسْتَثْبِتَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنْ ذَلِكَ الْحَدِيثِ، حَتَّى إِذَا تُوُفِّيَ أَبُو هُرَيْرَةَ، تَذَاكَرْنَا ذَلِكَ وَتَلاوَمْنَا أَنْ لا نَكُونَ كَلَّمْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ فِي ذَلِكَ حَتَّى يُسْنِدَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِنْ كَانَ سَمِعَهُ مِنْهُ، فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ، جَالَسَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ قَارِظٍ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ الْحَدِيثَ، وَالَّذِي فَرَّطْنَا فِيهِ مِنْ نَصِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْهُ، فَقَالَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ : أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :«فَإِنِّي آخِرُ الأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ». [أخرجه البخاري: ١١٩٠].

٥٠٨-(١٣٩٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا، عَنِ الثَّقَفِيِّ.

قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ : سَمِعْتُ يَحْيَى ابْنَ سَعِيدٍ يَقُولُ : سَأَلْتُ أَبَا صَالِحٍ :

هَلْ سَمِعْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ فَضْلَ الصَّلاةِ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ : لا، وَلَكِنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ قَارِظٍ ؛ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ ؛ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ :«صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ(أَوْ كَأَلْفِ صَلاةٍ) فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلا أَنْ يَكُونَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

٥٠٨-(١٣٩٤) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِمٍ قَالُوا : حَدَّثَنَا يَحْيَى الْقَطَّانُ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ.

٥٠٩-(١٣٩٥) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالا : حَدَّثَنَا يَحْيَى(وَهُوَ الْقَطَّانُ)، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ : أَخْبَرَنِي نَافِعٌ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :«صَلاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا، أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

٥٠٩-(١٣٩٥) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ.

حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ، وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي(ح).
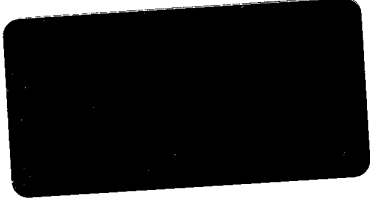
شرح
ديوان حماسة أبي تمام

المنسوب

لأبي العلاء المعري

دراسة وتحقيق
الدكتور حسين محمد نقشة

المجلد الأول

دار الغرب الإسلامي

الذِّمَارُ مَا وَجَبَ عَلَيْكَ أَنْ تَغْضَبَ لَهُ.

٢ ـ بَنُـو جِنِّيَّةٍ وَلَـدَتْ سُيُوفـاً صَوارِمَ كلُّها ذَكَرٌ صَنِيْـعُ

الذَّكَرُ ضِدُّ الأَنِيْثِ[١]. وَصَنِيْع: مَصْنُوعٌ مِنَ الحَدِيْدِ والفُولاذِ. أي في الشَّهَامَةِ كَوَلَدِ الجِنّ.

٣ ـ (شَرَى)[٢] شُكْرِي وَوُدِّي مِن بَعِيْدٍ لآخِـرِ غَـالِـبٍ أَبَـداً رَبِـيْـعُ

التخريـج:

الأبيات في شعر قيس بن زهير ص ٤٧.
والأبيات في ديوان حاتم ص ١٤٨ /د. عادل سليمان. ويذكر قصة حاتم وبني زياد.
الأبيات في شروح سقط الزند ج ١٤٨٧/٤ لقيس بن زهير ويذكر القصة.

الروايـة:

ديوان حاتم ص ١٤٨.
٣ ـ شرى ودي وتكرمتي جميعاً....

***

١٦٠ ـ وَقَالَ هُدْبَةُ بنُ خَشْرَم[٣] (من الوافر وهو مخروم)

= الربيع فاطمة بنت الخرشب يريد أن يرتهنها بدرعه ولكنه أرسلها ثم أغار على إبل الربيع فآستاقها فلما قتل حذيفة مالك بن زهير ظن قيس أن الربيع لا يقوم معه بطلب ثاره فلما قام قال الأبيات قيس بن زهير تنظر القصة مفصلة في شرح التبريزي ج ٨١/٢ وشرح الفسوي ٤٢ ب وشروح سقط الزند ج ١٤٨٧/٤.

(١) الأنيث من الرجال المخنث اللسان مادة أنث.

(٢) بالأصل (سرى) بالسين المهملة. والصواب من بقية النسخ.

(٣) البياري ـ وهدبة بن خشرم «ثم قال» هذه الأبيات تروى للحجاج بن سلامة أو سلمة ـ أنا أشك فيه ـ آبن الحارث بن قطبة الذي هاجى جميلاً فآعتلاه جميل فقال هذه الأبيات كأنه يستعفى من الهجاء. وهدبة ـ هو هدبة الخشرم بن كرز بن أبي حية الكاهن من بني عذرة يكنى أبا سليمان وهو شاعر إسلامي مفلق كثير الأمثال في شعره وهو قالل آبن عمه زيادة الحارثي ـ صاحب الحماسية المرقمة ٦٢ في أيام معاوية. ورفض المسور بن زيادة صاحب الحماسية المرقمة ٦٣ أخذ الدية فقتله بأبيه. تنظر ترجمته في الشعر والشعراء ٦٩١ معجم الشعراء ٤٦٠ الأغاني ١٦٩/٢١. الاشتقاق ٥٤٧ تزيين الأسواق ٣٠٩ سمط اللآلىء ٢٤٩ ـ خزانة الأدب ج ٣٣٤/٩ شرح التبريزي ج =

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ شَيْخٌ لَهُ.

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ.

وَفِي الْبَاب عَنْ الْمُغِيرَةِ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ صَحِيحٌ) غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ.

وَأَبُو عُثْمَانَ هَذَا شَيْخٌ ثِقَةٌ وَهُوَ الْجَعْدُ بْنُ عُثْمَانَ وَيُقَالُ ابْنُ دِينَارٍ وَهُوَ بَصْرِيٌّ وَقَدْ رَوَى عَنْهُ يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ وَشُعْبَةُ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الأَئِمَّةِ.

٦٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ اسْمِ الْمَوْلُودِ

٢٨٣٢-(حسن) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ حَدَّثَنِي عَمِّي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ بِتَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ يَوْمَ سَابِعِهِ وَوَضْعِ الأَذَى عَنْهُ وَالْعَقِّ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

٦٤- بَابُ مَا جَاءَ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ الأَسْمَاءِ

٢٨٣٣-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الأَسْوَدِ أَبُو عَمْرٍو الْوَرَّاقُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّقِّيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ الْمَكِّيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَحَبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.[م: ٢١٣٢] [انظر ما بعده]

٢٨٣٤ -(صحيح) حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ عَنْ نَافِعٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَحَبَّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ.

هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.[م: ٢١٣٢] [انظر ما قبله]

٦٥- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ الأَسْمَاءِ

٢٨٣٥-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ.

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لأَنْهَيَنَّ أَنْ يُسَمَّى رَافِعٌ وَبَرَكَةُ وَيَسَارٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

هَكَذَا رَوَاهُ أَبُو أَحْمَدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عُمَرَ.

وَرَوَاهُ غَيْرُهُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَأَبُو أَحْمَدَ ثِقَةٌ حَافِظٌ وَالْمَشْهُورُ عِنْدَ النَّاسِ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَيْسَ فِيهِ عَنْ عُمَرَ.

٢٨٣٦-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ عُمَيْلَةَ الْفَزَارِيِّ.

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لاَ تُسَمِّ غُلاَمَكَ رَبَاحٌ وَلاَ أَفْلَحُ وَلاَ يَسَارٌ وَلاَ نَجِيحٌ يُقَالُ أَثَمَّ هُوَ فَيُقَالُ لاَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[م: ٢١٣٦]

٢٨٣٧-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونٍ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمَّى بِمَلِكِ الأَمْلاَكِ قَالَ سُفْيَانُ شَاهَانْ شَاهْ وَأَخْنَعُ يَعْنِي وَأَقْبَحُ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٦٢٠٥، ٦٢٠٦] [م: ٢١٤٣]

٦٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَغْيِيرِ الأَسْمَاءِ

٢٨٣٨-(صحيح) حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَأَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ غَيَّرَ اسْمَ عَاصِيَةَ وَقَالَ أَنْتِ جَمِيلَةُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وَإِنَّمَا أَسْنَدَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَى بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ مُرْسَلاً.

وَفِي الْبَاب عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ وَعَائِشَةَ وَالْحَكَمِ بْنِ سَعِيدٍ وَمُسْلِمٍ وَأُسَامَةَ بْنِ أَخْدَرِيٍّ وَشُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ وَخَيْثَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ. [م: ٢١٣٩]

٢٨٣٩-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُغَيِّرُ الاسْمَ الْقَبِيحَ.

قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَرُبَّمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلاً وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ عَنْ عَائِشَةَ.

٦٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٨٤٠-(صحيح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ.

وَفِي الْبَاب عَنْ حُذَيْفَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [خ: ٣٥٣٢، ٤٨٩٦] [م: ٢٣٥٤]

٦٨- بابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْجَمْعِ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ

٢٨٤١-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى أَنْ يَجْمَعَ أَحَدٌ بَيْنَ اسْمِهِ وَكُنْيَتِهِ وَيُسَمِّيَ مُحَمَّدًا أَبَا الْقَاسِمِ.

وَفِي الْبَاب عَنْ جَابِرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ اسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَكُنْيَتِهِ وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْضُهُمْ. [خ: ١١٠، ٦١٨٨] [م: ٢١٣٤] [بدون معنى "الجمع"]

٢٨٤١(م)- (صحيح) رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا فِي السُّوقِ يُنَادِي يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لَمْ أَعْنِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي.

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ مَا يَدُلُّ عَلَى كَرَاهِيَةِ أَنْ يُكَنَّى أَبَا الْقَاسِمِ.

٢٨٤٢-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَمَّيْتُمْ بِي فَلَا تَكْتَنُوا بِي.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ. [خ: ٣١١٤ باختلاف] [م: ٢١٣٣ باختلاف]

٢٨٤٣ -(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا فِطْرُ بْنُ خَلِيفَةَ حَدَّثَنِي مُنْذِرٌ وَهُوَ الثَّوْرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ.

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ وُلِدَ لِي بَعْدَكَ أُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا وَأُكَنِّيهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَانَتْ رُخْصَةً لِي.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٦٩- بابُ مَا جَاءَ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

٢٨٤٤-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي غَنِيَّةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

إِنَّمَا رَفَعَهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ.

وَرَوَى غَيْرُهُ عَنِ ابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ هَذَا الْحَدِيثَ مَوْقُوفًا.

وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ هَذَا الْوَجْهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

وَفِي الْبَاب عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ وَبُرَيْدَةَ وَكَثِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

٢٨٤٥-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (صَحِيحٌ).

٧٠- بابُ مَا جَاءَ فِي إِنْشَادِ الشِّعْرِ

٢٨٤٦-(حسن) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَوْ قَالَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

٢٨٤٦(م)- (حسن) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَالْبَرَاءِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَهُوَ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ.

٢٨٤٧-(صحيح) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ.

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَمْشِي وَهُوَ يَقُولُ.

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ... الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ... وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللَّهِ تَقُولُ الشِّعْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ هَذَا الْحَدِيثَ أَيْضًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء العاشر

يحتوي على الكتب التالية
الفتن - أحوال القيامة وبدء الخلق - الفضائل والشمائل

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وأنا الحاشر الذي يحشر الناس على قدميَّ، وأنا العاقب» والعاقب: الذي ليس بعده نبيّ. متفق عليه.

٥٧٧٧ ـ (٢) وعن أبي موسى الأشعري، قال: كان رسول الله ﷺ يُسمّي لنا نفسه أسماءً فقال: «أنا محمَّد، وأحمد، والمقفيّ،

ﷺ بعث والدنيا مظلمة بغياية الكفر، فأتى ﷺ بالنور الساطع حتى محا الكفر. قال النووي: ويحتمل أن يراد به الظهور بالحجة والغلبة كما قال تعالى: ﴿**ليظهره على الدين كله**﴾ [التوبة ـ ٣٣]. وجاء في حديث آخر مفسراً بالذي محيت به سيئات من تبعه، كما قال تعالى: ﴿**قل للذين كفروا أن ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف**﴾ [الأنفال ـ ٣٨]. **(وأنا الحاشر)** أي ذو الحشر **(الذي يحشر)** أي يجمع **(الناس على قدمي)** بفتح الميم وتشديد الياء، وفي نسخة بالكسر والتخفيف أي على أثري. قال النووي: ضبطوه بتحفيف الياء على الافراد وتشديدها على التثنية. قال الطيبي: والظاهر على قدميه اعتباراً للموصول، إلا أنه اعتبر المعنى المدلول للفظة أنا. وفي شرح السنة: أي يحشر أوّل الناس لقوله: «أنا أوّل من تنشق عنه الأرض»[1]. وقال النووي: أي على أثري وزمان نبوّتي وليس بعدي نبي. قال الطيبي: هو من الإسناد المجازي لأنه سبب في حشر الناس لأن الناس لم يحشروا ما لم يحشر. **(وأنا العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي)** الظاهر أن هذا تفسير للصحابي أو من بعده. وفي شرح مسلم قال ابن الأعرابي: العاقب الذي يخلف في الخير من كان قبله. ومنه يقال: عقب الرجل لولده. **(متفق عليه)** ورواه مالك والترمذي والنسائي.

٥٧٧٧ ـ **(وعن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه قال: كان رسول الله ﷺ يسمي لنا نفسه أسماء فقال: أنا محمد وأنا أحمد والمقفي)** بكسر الفاء المشددة في جميع الأصول المصححة، أي المتبع من قفا أثره إذا تبعه. يعني أنه آخر الأنبياء الآتي على أثرهم لا نبي بعده. وقيل: المتبع لآثارهم امتثالاً لقوله تعالى: ﴿**فبهداهم اقتده**﴾ [الأنعام ـ ٩٠]. وفي معناه العاقب، وفي بعض نسخ الشمائل بفتح الفاء المشددة لأنه قفي به. قال الطيبي: قيل: هو على صيغة الفاعل، وهو المولى الذاهب. يقال: قفى عليه أي ذهب به، فكأن المعنى هو آخر الأنبياء، فإذا قفي فلا نبي بعده. فمعنى المقفي والعاقب واحد، لأنه تبع الأنبياء، أو هو المقفي لأنه المتبع للنبيين وكل شيء تبع شيئاً. فقد قفاه. يقال: هو يقفو أثر فلان أي يتبعه. قال تعالى: ﴿**ثم قفينا على آثارهم برسلنا**﴾ [الحديد ـ ٢٧]. هذا أحد الوجهين. والوجه الآخر أن يكون المقفى بفتح القاف، ويكون مأخوذاً من القفي والقفي الكريم والضيف والقفاوة البر واللطف. فكأنه سمي المقفي لكرمه وجوده وفضله. والوجه الأوّل أحسن وأوضح. أقول: والظاهر أن هذا الوجه الثاني لا وجه له، بل هو تصحيف لمخالفته أصول المشكاة والشمائل

---

(١) مر في الحديث ٥٧٦١.

الحديث رقم ٥٧٧٧: أخرجه مسلم ٤/ ١٨٢٨ حديث رقم (١٢٦ . ٢٣٥٥). وأحمد في المسند ٤/ ٣٩٥.

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء الثالث

المحتوى:

دارم ـ ظُليم

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

أجمعت الأمةُ على الاحتجاج بِهِ. وكان يدلس، لكن المعهود منه أنه لا يدلّس إلاّ عن ثقة. وكان قويَّ الحفظ، وما في أصحاب الزّهري أصغر سنّاً منه، ومع هذا فهو مِنْ أثبتهم.

قال أَحمَدُ بنُ حَنبل: هو أثبتُ الناس في عَمْرو بن دينار. وقال أحمد: كنت أنا وابنُ المديني فذكرنا أثبتَ مَنْ يَرْوي عن الزهري فقال علي: سفيان بن عُيَينة، وقلت أنا: مالك، فإنّ مالكاً أقلُّ خطأ وابنُ عيينة يخطىء في نحوٍ من عشرين حديثاً عن الزُّهري، ثم ذكرتُ ثمانية عشر منها، فقلت: هاتِ ما أخطأ فيه سفيان بن عيينة أكثر من عشرين حديثاً. قال أحمد: وعند مالك، عن الزهري، نحو من ثلثمائة حديث، وكذا عندَ ابن عُيينة عنه نحو الثلثمائة.

وروى مُحمدُبنُ عَبْدِالله بن عمار المَوْصِليّ، عن يحيى بن سَعِيد القطان، قال: أشهدُ أنّ سفيان بن عُيينة اختلط سنة سبع وتسعين ومائة، فمن سمع منه فيها فسماعهُ لا شيء.

قلتُ: سمع منه فيها محمدُ بنُ عَاصِم صاحبُ ذاك الجزء العالي، ويغلب على ظني أنّ سائرَ شيوخ الأئمة الستة سمعوا منه قَبلْ سنةَ سبع. فأما سنة ثمان وتسعين ففيها مات ولم يَلْقَه أحدٌ فيها، لأنه توفي قبل قدوم الحاجّ بأربعة أشهر.

وأنا أستبعدُ هذا الكلام من القطّان، وأعده غلطاً من ابن عمار؛ فإنّ القطان مات في صفر من سنة ثمان وتسعين وقت قدوم الحاج ووقْتَ تحدثهم عن أخبار الحجاز، فمتى تمكّن يحيى بن سعيد مِنْ أن يسمع اختلاط سفيان، ثم يشهد عليه بذلك، والموتُ قد نزل به، فلعله بلغه ذلك في أثناء سنة سبع، مع أنّ يحيى مُتَعَنِّت جدّاً في الرجال وسفيان فثقة مطلقاً. والله أعلم.

٣٣٣١ [٣٨٢٦] ـ سُفْيَانُ بنُ اللَّيْلِ الكُوفِيُّ[١]. روى عنه الشعبي.

قال العُقيلي: كان ممن يَغْلُو في الرفض. لا يصح حديثُه.

قلت: لأنّ حديثه انفرد به السري بن إسماعيل أحد الهلكى، عن الشعبي، حدثني سُفْيان بن الليل قال: لما قدم الحسن بنُ علي رضي الله عنهما من الكوفة إلى المدينة أتيتُه فقلت: يا مذلّ المؤمنين. قال: لا تقل ذاك، فإني سمعتُ أَبي يقول: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «لا تذهب الأيام والليلي حتى يملك رجل وهو معاوية، والله ما أحبُّ أنّ لي الدنيا وما فيها وأنه يهراق[٢] فيّ محجنة من دم» وسمعت أبي يقول: سمعت رسول الله ـ ﷺ ـ يقول: «مَنْ أحبّنا بقلبه، وأَعَانَنا بيدِه ولسانه، كنتُ أنا وهو في عِلّيين. ومَن أحبّنا بقلبه وأعاننا بلسانه

---

(١) المغني ١/ ٢٦٩، الضعفاء الكبير ٢/ ١٧٥، الجرح والتعديل ٤/ ٢١٩.

(٢) في ب: أنه بهرام.

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ، ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

اللَّهِ اثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لُبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ تَكْفِينَا فِيهِ صَلاَةُ يَوْمٍ قَالَ فَاقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ قَالَ قُلْنَا فَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ قَالَ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرُ الأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ وَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ مَا بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْطَلِقُ فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ ضَرْبَةً فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ يَنْحَدِرُ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ وَلاَ يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلاَّ مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَنْطَلِقُ حَتَّى يُدْرِكَهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى قَوْمًا قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ فَيَمْسَحُ وُجُوهَهُمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ يَا عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لاَ يَدَانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ وَأَحْرِزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا ثُمَّ يَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ فِي هَذَا مَاءٌ مَرَّةً وَيَحْضُرُ نَبِيُّ اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَيَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَلاَ يَجِدُونَ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلاَّ قَدْ مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ فَيَرْغَبُونَ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لاَ يُكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلاَ وَبَرٍ فَيَغْسِلُهُ حَتَّى يَتْرُكَهُ كَالزَّلَقَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ فَتُشْبِعُهُمْ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارِكُ اللَّهُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى إِنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الإِبِلِ تَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ تَكْفِي الْقَبِيلَةَ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ تَكْفِي الْفَخِذَ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ. [م: ٢٩٣٧]

٤٠٧٦-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ.

أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيُوقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَنُشَّابِهِمْ وَأَتْرِسَتِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ. [م: ٢٩٣٧]

٤٠٧٧-(ضعيف) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ (السَّيْبَانِيِّ) يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنِ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللَّهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلاَّ حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لاَ مَحَالَةَ وَإِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْكُمْ فَأَنَا حَجِيجٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنْ يَخْرُجْ مِنْ بَعْدِي فَكُلُّ امْرِئٍ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ خَلَّةٍ بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَيَعِيثُ يَمِينًا وَيَعِيثُ شِمَالاً يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا فَإِنِّي سَأَصِفُهُ لَكُمْ صِفَةً لَمْ يَصِفْهَا إِيَّاهُ نَبِيٌّ قَبْلِي إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ أَنَا نَبِيٌّ وَلاَ نَبِيَّ بَعْدِي ثُمَّ يُثَنِّي فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ وَلاَ تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا وَإِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنَّ مَعَهُ جَنَّةً وَنَارًا فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهِ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللَّهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُونَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلاَمًا كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَقُولَ لأَعْرَابِيٍّ أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ فِي صُورَةِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ فَيَقُولاَنِ يَا بُنَيَّ اتَّبِعْهُ فَإِنَّهُ رَبُّكَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يُسَلَّطَ عَلَى نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَيَقْتُلَهَا وَيَنْشُرَهَا بِالْمِنْشَارِ حَتَّى يُلْقَى شِقَّتَيْنِ ثُمَّ يَقُولَ انْظُرُوا إِلَى عَبْدِي هَذَا فَإِنِّي أَبْعَثُهُ الآنَ ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّ لَهُ رَبًّا غَيْرِي فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ وَيَقُولُ لَهُ الْخَبِيثُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ وَأَنْتَ عَدُوُّ اللَّهِ أَنْتَ الدَّجَّالُ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ بَعْدُ أَشَدَّ بَصِيرَةً بِكَ مِنِّي الْيَوْمَ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الطَّنَافِسِيُّ فَحَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَرْفَعُ أُمَّتِي دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ قَالَ.

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَاللَّهِ مَا كُنَّا نُرَى ذَلِكَ الرَّجُلَ إِلاَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ.

قَالَ الْمُحَارِبِيُّ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَى حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرَ الأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُكَذِّبُونَهُ فَلاَ تَبْقَى لَهُمْ سَائِمَةٌ إِلاَّ هَلَكَتْ وَإِنَّ مِنْ فِتْنَتِهِ أَنْ يَمُرَّ بِالْحَيِّ فَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرَ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرَ الأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ حَتَّى تَرُوحَ مَوَاشِيهِمْ مِنْ يَوْمِهِمْ ذَلِكَ أَسْمَنَ مَا كَانَتْ وَأَعْظَمَهُ وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ وَأَدَرَّهُ ضُرُوعًا وَإِنَّهُ لاَ يَبْقَى شَيْءٌ مِنَ الأَرْضِ إِلاَّ وَطِئَهُ وَظَهَرَ عَلَيْهِ إِلاَّ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لاَ يَأْتِيهِمَا مِنْ نَقْبٍ مِنْ نِقَابِهِمَا إِلاَّ لَقِيَتْهُ الْمَلاَئِكَةُ بِالسُّيُوفِ صَلْتَةً حَتَّى يَنْزِلَ عِنْدَ الظُّرَيْبِ الأَحْمَرِ عِنْدَ مُنْقَطَعِ السَّبَخَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ فَلاَ يَبْقَى مُنَافِقٌ وَلاَ مُنَافِقَةٌ إِلاَّ خَرَجَ إِلَيْهِ فَتَنْفِي الْخَبَثَ مِنْهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَيُدْعَى ذَلِكَ الْيَوْمُ يَوْمَ الْخَلاَصِ.

فَقَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ بِنْتُ أَبِي الْعَكَرِ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ وَجُلُّهُمْ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ وَإِمَامُهُمْ رَجُلٌ صَالِحٌ فَبَيْنَمَا إِمَامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلِّي بِهِمُ الصُّبْحَ إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِمْ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ الصُّبْحَ فَرَجَعَ ذَلِكَ الإِمَامُ يَنْكُصُ يَمْشِي الْقَهْقَرَى لِيَتَقَدَّمَ عِيسَى يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَيَضَعُ عِيسَى يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ

مِيزَانُ الاعْتِدَالِ

فى نقد الرّجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدّين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوّض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنّة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء الأوّل

المحتوى:

أبان ـ أيوب

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

٨٧٢ [١٢٨٠] ـ [إسْمَاعِيلُ بْنُ أَبي الذَّراع، لا أعرفه. وعن ابن حزم أنه ضعيف[١]].

٨٧٣ [٢٣١٨ ت] ـ إسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِع[٢] [ت، ق] مدني معروف. نزل البصرة، وحدث عن المقبْري والقرظي. وعنه وكيع ومكي وطائفة.

ضعفه أَحْمَدُ ويحيى وجماعة.

وقال الدَّارَقُطْنِيُّ وغيره: متروك الحديث.

وقال ابْنُ عَدِيٍّ: أحاديثُه كلُّها مما فيه نظر.

حدثنا الحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِالله القَطَّانُ، حدثنا هشام بن عمار، حدثنا الوليد بن مسلم، عن إسماعيل بن رافع، عن المقبري، عن أبي هريرة قال. قال رسول الله ﷺ: «خلَقَ اللهُ آدَمَ مِنْ تُرَابِ الجَابِيَةِ وعجَنَهُ بمَاءِ الجَنَّة[٣]».

ومن تلبيس التِّرْمِذِيِّ قال: ضَعَّفه بعضُ أهلِ العلم. قال: وسمعْتُ محمداً ـ يعني البخاري ـ يقول: هو ثقة مقارب الحديث.

قلت: مات قبل الخمسين ومائة.

٨٧٤ [٢٣١٩ ت] ـ [صح] إسْماعِيلُ بْنُ رَجَاءِ الزُّبَيْدِيُّ[٤] [م، عو].

وثَّقه ابنُ مَعِيْنٍ وغيره. وحدَّث عنه شعبة وفِطْر.

وقال أَبُو الفَتْحِ الأَزْدِيُّ وَحْدَه: منكر الحديث.

٨٧٥ [١٢٨١] ـ إسْمَاعِيلُ بْنُ رَجَاءِ الحِصْنِيُّ[٥]: شيخ من أهل الجزيرة: روى عن مالك وموسى بن أعْين.

---

(١) سقط في أ.

(٢) ينظر: تهذيب الكمال: ١/ ١٠٠، تهذيب التهذيب: ١/ ٢٩٤، تقريب التهذيب: ١/ ٦٩، الكنى للإمام مسلم: ١١٣، خلاصة تهذيب الكمال: ١/ ٨٦، تاريخ البخاري الكبير: ١/ ٣٥٤، الجرح والتعديل: ٢/ ١٦٨، الترغيب والترهيب: ٤/ ٦٧، ضعفاء ابن الجوزي: ١/ ١١١.

(٣) ذكره ابن الجوزي في الموضوعات: (١/ ١٩٠)، والزبيدي في الإتحاف: (٨/ ٤١٩). وذكر الحديث ابن عساكر كما في التهذيب: (١/ ٢٣٩) والألباني في الضعيفة: (١/ ٣٥٧) قال: منكر.

(٤) ينظر: تهذيب الكمال: ١/ ١٠١، تهذيب التهذيب: ١/ ٢٩٦، تقريب التهذيب: ١/ ٦٩، الكاشف: ١/ ١٢٢، تاريخ البخاري الكبير: ١/ ٣٥٣، الجرح والتعديل: ٢/ ١٦٨، الثقات: ٦/ ٢٩، طبقات الحفاظ: ٧٨٣ الكنى للإمام مسلم: ٢٠٦، تفسير الطبري: ١/ ٥٥٢، تفسير الثوري: ٣٦٦، طبقات ابن سعد: ٦/ ٢٢٢، خلاصة تهذيب الكمال: ١/ ٨٦.

(٥) المغني: ١/ ٨٠، الضعفاء والمتروكين: ١/ ١١٢، الجرح والتعديل: ٢/ ١٦٩. والحصني: بالكسر =

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض　　الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء الرابع

المحتوى :

عاصم ـ عبد

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

أبو إبراهيم الترجماني، حدثنا عبد الرحمن بن مالك، عن سعيد بن سلمة، عن الشعبي، قال: رأى أبو هريرة رجلاً فأعجبه هيئتُه فقال: ممن أَنْتَ؟ قال: من النبط. قال: تنحّ عني، سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «قتلة الأنبياء وأعوان الظلمة؛ فإذا اتخذوا الرِّبَاع وشيدوا البُنيان فالهرب الهرب»[1].

عبد الرحمن بن مالك. عن يزيدَ بن أبي زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى: «رأيت علياً توضأ فمسحَ رَأْسَه، ثم مسح قدميه، وقال: هكذا رأيت نبيّ الله ﷺ توضّأ[2]».

٤٩٥٥ [٣٨٠٦ ت] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ محمدِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي حَبِيْبِ الجرْمِيُّ صاحب الأنماط[3]. عن أبيه، عن جده: شهد خالداً ضحى بالجعد بن درهم. لا يعرف هؤلاء، حكاها القاسم بن محمد المعمري عنه.

٤٩٥٦ [٥٠٨٦] ـ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ محمَّدِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ العَرْزَمِيُّ[4]. عن أبيه.

ضعَّفَه الدَّارَقُطْنِيُّ.

وقال أَبُو حَاتِمٍ: ليس بالقوي.

٤٩٥٧ [٣٨٠٧ ت] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ محمَّدٍ (ع) المُحَارِبِيُّ[5]. ثقة صاحب حديث.

= . . . وقال قال أبي هذا خطأ يرويه تليد ابن سليمان عن أبي الحاف عن عطية عن أبي سعيد أن النبي ـ ﷺ ـ قال إن أهل الدرجات العلى. فأحسب علي بن عابس أراد هذا الحديث وينظر الدولابي في الكنى ٢/ ٩٩ وكنز العمال (٣٢٦٥٢) (٣٦٠٩٠، ٣٦١٢٨) (٣٦١٤٩) وابن أبي عاصم ٢/ ٦١٧ والطحاوي في المشكل ٢/ ٣٩١.

(١) أخرجه العقيلي في الضعفاء ٣/ ٣٤٥ ـ ٣٤٦ وقال لا أصل له عن ثقة وذكره الهيثمي في المجمع ٥/ ٢٣٧ وقال رواه الطبراني في الأوسط وفيه عبد الرحمن بن مغول وهو متروك وابن الجوزي في الموضوعات ٢/ ٤٢ والسيوطي في اللآلىء ١/ ٢٣٢ والشوكاني في الفوائد (٤١٦) وابن عراق في تنزيه الشريعة ٢/ ٢٩: قال: وفي معناه حديث ابن عباس مرفوعاً: من إكفاء الدين تفصح النبط واتخاذهم القصور من الأمصار، قال أبو حاتم خبر منكر عمران بن تمام مستوراً حتى حدث به عن ابن حمزة عن ابن عباس يعني فافتضح.

(٢) ذكره الحافظ في اللسان ضمن ترجمة المذكور.

(٣) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٨١٥، تهذيب التهذيب: ٦/ ٢٦٥ (٥٢٢)، تقريب التهذيب: ١/ ٤٩٧ (١١٠١)، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ١٥١، الذيل على الكاشف: رقم ٩١١، تاريخ البخاري الكبير: ٥/ ٣٤٦، لسان الميزان: ٧/ ٢٨٤.

(٤) المغني ٢/ ٣٨٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٩٩، الجرح والتعديل: ٥/ ٢٨٢.

(٥) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٨١٥، تهذيب التهذيب: ٦/ ٢٦٥ (٥٢٤)، تقريب التهذيب: ١/ ٤٩٧ (١١٠٢)، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ١٥١، الكاشف: ٢/ ١٨٤، تاريخ البخاري الكبير: ٥/ ٣٤٧، لسان الميزان: ٧/ ٢٨٤، مقدمة الفتح: ٤١٨، الثقات: ٧/ ٩٢، طبقات ابن سعد: ٦/ ٣٩٢، تاريخ الدوري: ٢/ ٣٥٧، ديوان الضعفاء: ت ٢٤٨٠، المغني: ت ٣٦٢٢، العبر ١/ ٣١٩.

قال ابْنُ مَعِينٍ: يروي المناكير عن المجهولين.

وقال أَبُو حَاتِمٍ: صدوق يَرْوِي عن مجهولين أحاديث منكرة ففسد حديثُه بذلك. وقال ابن معين أيضاً: ثقة.

وقال وَكِيعٌ: ما كان أحفظه للطوال.

وقال أَبُو نُعَيْمٌ: كنا نكون عند سفيان فإذا مرّ حديثٌ من أحاديث الزُّهْد قال ابن المحاربي: خُذْ إليك، هذا من بابَتِك.

وقد قال عَبْدالله بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، عن أبيه: بلغنا أنّ المحاربي كان يدلّس، ولا نعلمه سمع من معمر.

قلتُ: حدث عنه أَحْمَدُ، وهَنَّادٌ، وعلي بن حرب، وخلق، ومات سنة بضع وتسعين ومائة. لقي عبدَ الملك بن عمير.

٤٩٥٨ [٥٠٨٧] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْن مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ مصرِّفٍ اليَمَامِيُّ[١]. عن أبيه. قال أَبُو حَاتِمٍ: ليس بقوي.

٤٩٥٩ [٥٠٩٠] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الحَاسِبُ[٢]. لا يُدْرى مَنْ ذا؛ وخَبَرُهُ كذب. روى الخَطِيبُ من طريق عبدالله بن عبد الرحمن بن محمد، عن أبيه، عن خزيمة بن خازم، حدثني المنصور، حدثني أبي، عن أبيه، عن جدّه، قال: كنت أنا وأبي العباس عند رسول الله ﷺ إذ دخل عليٌّ فقال النبيُّ ﷺ: «لله أشد حُبّاً لهذا مني؛ إن الله جعل ذرّيةَ كل نبيّ من صلبه وجعل ذريتي من صُلْب عليّ[٣]».

٤٩٦٠ [٥٠٩١] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بن مُحَمَّدٍ[٤]، مدني. يروي عن السائب بن يزيد، نكرة لا يُعرف.

٤٩٦١ [٣٨٠٨ ت] ـ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ[٥] (س) بْنِ أَبِي بِكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ الأَنْصَارِيُّ.

---

(١) المغني ٢/ ٣٨٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٩٩، الجرح والتعديل: ٥/ ٢٨١.

(٢) تنزيه الشريعة ١/ ٧١، اللسان ٣/ ٤٢٩.

(٣) ذكره الحافظ ابن حجر في اللسان ضمن ترجمة المذكور.

(٤) ينظر المغني ٢/ ٣٨٥.

(٥) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٨١٤، تهذيب التهذيب: ٦/ ٢٦٤ (٥٢٠)، تقريب التهذيب: ١/ ٤٩٧ (١١٠٠)، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ١٥١، الكاشف: ٢/ ١٨٤، تاريخ البخاري الكبير: ٥/ ٣٤٤، لسان الميزان ٧/ ٢٨٤، الثقات ٨٤/ ٣٧٢.

تصنيف

الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي

وُلد سنة ٧٧٣هـ - توفي سنة ٨٥٢ هـ

باعتناء

إبراهيم الزيبق عادل مرشد

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الأول

مؤسسة الرسالة

الحديث.

وقال في رواية معاوية بن صالح: ضعيف.

وقال في موضع آخر: أصحاب الحديث لا يكتبون حديثه.

وقال ابن المُثنّى: ما سمعتُ عبدالرحمن حدّث عنه شيئاً قطُّ.

وقال عمرو بن علي: ليس من أهل الكَذِب.

قال: وسألتُ عبدالرحمن عن حديثه فأبى [أن يحدِّثني به]، وقال: كان يَشْتم عثمان.

وقال البخاري: تركه ابنُ مَهْدي.

وقال أيضاً: يضعّفُه أبو الوليد.

وقال أبو زُرْعَة: صدوقٌ إلا أنَّ في رأيه غُلوّاً.

وقال أبو حاتم: حَسَنُ الحديث، جيدُ اللقاء، وله أغاليط، لا يُحتجُّ بحديثه ويُكتب حديثه، وهو سيِّىء الحِفْظ.

وقال ابن المبارك: لقد مَنَّ الله على المسلمين بسوء حِفْظِ أبي إسرائيل.

وقال الجُوْزجاني: مفترٍ زَائِغ.

وقال النَّسائي: ليس بثقة.

وقال مَرَّةً: ضعيف.

وقال العُقَيْلي: في حديثه وَهْمٌ واضطراب، وله مع ذلك مذهب سوء.

وقال ابنُ عدي: عامة ما يرويه يُخالف الثقات، وهو في جُمْلَة مَن يُكتب حديثُه.

قال مُطَيَّن: مات سنة (١٦٩).

قلت: وقال التِّرمِذيُّ: ليس بالقوي عند أصحاب الحديث.

وقال ابن سَعْد: يقولون إنه صدوق.

وقال حسين الجُعْفي: كان طويل اللِّحية أحمق.

وقال أبو داود: لم يكن يكذب، حديثه ليس من حديث الشِّيعة، وليس فيه نَكَارة.

وقال أبو أحمد الحاكم: متروك الحديث.

وقال ابن حِبّان في «الضعفاء»: ولد بعد الجماجم بسنة، وكانت الجماجم سنة (٨٣)، ومات وقد قارب الثمانين، روى عنه أهل العراق، وكان رافضياً شتّاماً، وهو مع ذلك منكر الحديث، حملَ عليه أبو الوليد الطَّيالسي حملاً شديداً.

وقال العُقَيْلي: حديث «وُجِدَ قَتيلٌ بين قريتين» ليس له أصل، وما جاء به غيره.

خ م قد - إسماعيل بن الخليل الخَزّاز، أبو عبدالله الكوفي.

روى عن: علي بن مُسْهِر، وعبدالرحيم بن سُلَيمان، وحَفْص بن غِياث، وغيرهم.

وعنه: البخاريُّ، ومسلم، وروى له أبو داود بواسطة الذُّهْلي حديثاً، وحسنٌ غير منسوب، والدَّارمي، والصَّغَانيُّ، والفَسَوي، ويعقوب بن شيبة، وتَمْتَام، وبشر بن موسى، وغيرهم.

قال أبو حاتم: كان من الثقات. وقال مُطَيَّن: كان ثقةً، وكتب عنه ابنُ نُمَيْر ومات سنة (٢٢٥).

قلتُ: وقال العِجْلي: ثقةٌ صاحبُ سُنَّة، وذكره ابنُ حِبَّان في «الثقات».

وذكر أبو نعيم الإسْتِرَاباذي أنه مات سنة (٢٤).

بخ ت ق - إسماعيل بن رَافع بن عُوَيمر، أو ابن أبي عُوَيْمر الأنصاريُّ، ويقال: المَزنيُّ، أبو رافع القاصّ المَدَنيُّ، نزيلُ البَصْرة.

روى عن: سُمَيّ مولى أبي بكر بن عبدالرحمن، وابن أبي مُلَيْكة، وسعيد المَقْبُري، وزيد بن أسْلَم، وعبدالوهّاب بن بُخْت، وبُكَيْر بن الأشَجّ، وابن المُنْكَدِر، وغيرهم.

وعنه: أخوه إسحاق، وعبدالرحمن المُحَاربي، ووكيع، والوليد بن مسلم، وأبو عاصم، ومكّي بن إبراهيم.

وروى عنه: من القدماء: سُلَيمان بن بلال، والليثُ بن سَعْد، وآخرون.

قال ابن المبارك: لم يكن به بأس، ولكنّه يحمل عن هذا وعن هذا، ويقول: بلغني، ونحو هذا.

وقال عمرو بن علي: منكر الحديث، في حديثه

ضَعْفٌ، لم أسمع يحيى ولا عبدالرحمن حدَّثا عنه بشيء قط.

وقال أحمد: ضعيف.

وقال في رواية عنه: منكر الحديث.

وقال ابن مَعين: ضعيف.

وقال في رواية الدُّوري عنه: ليس بشيء.

وقال أبو حاتم: مُنْكر الحديث.

وقال التِّرمِذي: ضَعَّفَهُ بعضُ أهل العلم، وسمعت محمداً يقول: هو ثقةٌ، مقاربُ الحديث.

وقال النَّسائي: متروك الحديث.

وقال مَرَّةً: ضعيف. ومرةً: ليس بشيء.

ومرَّةً: ليس بثقة.

وقال ابن خِراش، والدَّارَقُطْني: متروك.

وقال يعقوب بن سفيان: إسماعيل بن رافع، وطلحة بن عَمرو، وصالح بن أبي الأخضر، ليسوا بمتروكين، ولا يقومُ حديثهم مقامَ الحُجَّة.

وقال ابنُ عدي: أحاديثه كلُّها مما فيه نَظَر، إلا أنه يُكتب حديثه في جملة الضُّعفاء.

وقال ابنُ سَعْد: مات بالمدينة قديماً، وكان كثير الحديث، ضعيفاً.

وذكره البخاري فيمن مات ما بين سنة عشر ومئة إلى سنة خمسين ومئة.

قلت: هذا سبقُ قلم، وصوابه ما بين سنة عشر ومئة إلى سنة عشرين ومئة، كذا هو في «التَّاريخ الأوسط»، والله أعلم.

وقال السَّاجي: صدوق يَهِمُ في الحديث.

وقال العِجْلي: ضعيف الحديث.

وقال الحاكم أبو أحمد: ليس بالقوي عندهم.

وقال علي بن الجُنَيْد: متروك.

وذكره يعقوب بن سفيان في باب من يُرغَب في الرواية عنهم.

وقال البَزَّار: ليس بثقةٍ، ولا حُجة.

وضَعَّفَهُ أيضاً أبو حاتم والعُقَيْلي، وأبو العرب، ومحمد بن أحمد المُقَدَّمي، ومحمد بن عبدالله بن عَمَّار، وابنُ الجارُود، وابن عبدالبر، وابن حَزْم، والخطيب، وغيرهم.

وقال ابنُ حِبَّان: كان رجلاً صالحاً، إلا أنه كان يَقلِبُ الأخبار، حتى صار الغالب على حديثه المَناكير التي يسبق إلى القَلْب أنه كان المتعمِّدَ لها.

وقال الآجُرِّي عن أبي داود: ليس بشيء، سمع من الزُّهري فذهبت كتبه، فكان إذا رأى كتاباً قال: هذا قد سمعتُهُ.

م ٤ - إسماعيل بن رَجاء بن رَبيعة الزُّبَيْديُّ، أبو إسحاق الكوفيُّ.

روى عن: أبيه، وأوس بن ضَمْعَج، وعبدالله بن أبي الهُذَيْل، وغيرهم.

وعنه: الأعمش - وهو من أقرانه - وشُعْبَة، والمَسْعُودي، وفِطْر بن خَلِيْفَة، وإدريس بن يزيد الأَوْدي، وجماعة.

قال ابنُ مَعين، وأبو حاتم، والنَّسائي: ثِقةٌ.

وقال ابن فُضَيْل، عن الأعمش: كان يجمعُ صِبيان المكاتب ويحدِّثهم لكي لا يَنْسى حديثه.

قلت: وذكره ابن حِبَّان في «الثقات».

وحكى هذا الذي قاله ابن فُضَيْل.

وقال اللالكائي: رأى المُغيرة بن شُعْبَة.

كذا قرأتُه بخط مُغْلْطاي.

وقرأتُ بخط الذهبي: قال الأزدي وَحْدَه: مُنكر الحديث.

د تم سي - إسماعيل بن رِياح بن عَبِيْدة السُّلَمي.

عن: أبيه.

وعنه: أبو هاشم الرُّمَّاني.

وقال أبو حاتم: يقال: إسماعيل عن رِياح بن عَبيدة، ولا أعلم حافظاً نَسَبَ إسماعيل. وفيه خلاف تقدَّم في إسماعيل بن أبي إدريس.

قلت: وسئل ابن المَدِيني عنه فقال: لا أعرفه مجهول.

تصنيف

الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي

ولد سنة ٧٧٣هـ - توفي سنة ٨٥٢ هـ

باعتناء

إبراهيم الزيبق عادل مرشد

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الثاني

مؤسسة الرسالة

قلت: ووثَّقه العِجْليُّ، وأبو بكر البَزَّار في «مسنده».

وفي «الزهرة»: روى عنه البُخاريُّ عشرة أحاديث.

عَبْدالرَّحمن بن محمد بن الأشعث. في عبدالرحمن بن قَيْس بن محمد بن الأشعث.

مد س - عَبْدالرحمن بن محمد بن أبي بكر بن محمد بن عَمرو بن حَزْم الأنصاريُّ الحَزْميُّ المَدَنيُّ.

روى عن: أبيه.

وعنه: عَطَّاف بن خالد، ويحيى بن حَسَّان، والواقديُّ.

قال البُخاريُّ: روى عنه الوَاقديُّ عجائب.

وذكره ابنُ حِبَّان في «الثِّقات».

ت - عَبْدالرَّحمن بن محمد بن أبي بكر الصِّديق.

عن: عائشة.

وعنه: ابنه القاسم.

كذا وقع في بعض نُسخ التِّرمذي، وفي سائر الأُصول الصَّحيحة عن عبدالرحمن بن القاسم بن محمد بن أَبي بكر، عن أبيه، عن عائشة، وهو الصَّواب.

عخ - عَبْدالرَّحمن بن محمد بن حبيب بن أَبي حبيب الجَرْميُّ صاحب الأنماط.

روى عن: أبيه عن جَدِّه قصة الجَعْد بن دِرْهم.

وعنه: القاسم بن محمد بن حُميد المَعْمريُّ.

عبدالرحمن بن محمد بن زيد بن جُدْعان. في عبدالرحمن بن جُدْعان.

ع - عَبْدالرَّحمن بن محمد بن زياد المُحاربيُّ، أبو محمد الكوفيُّ.

روى عن: إبراهيم بن مسلم الهَجَريِّ، وإسماعيل بن أبي خالد، وحَجَّاج بن أرطاة، وسَلَّام الطويل، والأعمش، وإسماعيل بن مسلم المكيِّ، وعَبَّاد بن كثير، وعبدالله بن سعيد المَقْبُريِّ، وفِطْر بن خليفة، ومحمد بن سُوقة، وأبي إسحاق الشَّيبانيِّ، ومحمد بن إسحاق، ويحيى بن سعيد الأنصاري، وعطاء بن السَّائب، وفضيل بن غزوان

وغيرهم.

وعنه: أحمد ابن حنبل، وهَنَّاد بن السَّري، وأبو بكر بن أبي شيبة، وأبو سعيد الأشج، وأحمد بن حرب المَوْصليُّ، وعلي بن محمد الطَّنافسيُّ، ومحمد بن سَلَّام البِيكَنْديُّ، وأبو كُريب، ونصر بن عبدالله بن عبدالرحمن الوَشَّاء، وهارون بن إسحاق الهَمْدانيُّ، والحسن ابن عَرَفة وغيرهم.

قال ابنُ مَعين، والنَّسائيُّ: ثقة.

وقال النَّسائيُّ أيضاً: ليس به بأس.

وقال أبو حاتم: صَدُوق إذا حَدَّث عن الثِّقات، ويروي عن المَجْهولين أحاديث مُنْكرة فيُفْسِد حديثَه.

وقال محمود بن غَيْلان: قيل لوكيع: مات عبدالرَّحمن المُحاربيّ. فقال: رحمه الله، ما كان أحفظه لهذه الأحاديث الطوال.

وذكره ابنُ حِبَّان في «الثِّقات».

وقال البُخاريُّ، عن محمود بن غَيْلان: مات سنة خمس وتسعين ومئة.

قلت: وكذا أرَّخه ابنُ سَعْد، وقال: كان ثقةً كثيرَ الغَلَط.

وقال ابنُ شاهين في «الثِّقات»: قال عثمان بن أبي شيبة: هو صَدُوق، ولكنَّه هو كذا، ضعَّفه[1].

وقال البَزَّار، والدَّارقطنيُّ: ثقة.

وقال عُثمان الدَّارميُّ: سألتُ ابن معين عنه، فقال: ليس به بأس. قال عثمان: وعبدالرحمن ليس بذاك.

وقال عبدالله بن أحمد، عن أبيه: بَلَغنا أنَّه كان يُدَلِّس. ولا نعلمه سمع من مَعْمر. وقال عبدالله بن محمد عن عاصم: حَدَّثنا. فقال: لعله سمعه من سَيْف بن محمد عن عاصم، يعني فَدَلَّسه.

وقال العُقَيْليُّ: كان يُدَلِّس، أنكر أحمد حديثه عن معمر.

وقال العِجْليُّ: لا بأس به.

وقال السَّاجيُّ: صَدُوق يَهِم.

(١) كان في المطبوع: مضطرب، والمثبت من «ثقات» ابن شاهين ص ٢١٥.

د س - عبدالرحمن بن محمد بن سَلاَّم بن ناصح البَغْداديُّ، أبو القاسم مولى بني هاشم، وقد يُنْسَب إلى جَدِّه، سَكَن طَرَسُوس.

روى عن: رَيْحان بن سعيد، وحَجَّاج الأعور، وأبي داود الطَّيالسيِّ، وأبي داود الحَفَريِّ، وزيد بن الحُباب، وإسحاق الأزرق، وأبي أُسامة، وعبدالصمد بن عبدالوارث، وعَفَّان، وعمر بن يونس اليَمَاميِّ، وأبي أحمد الزُّبيريِّ، وعمرو بن محمد العَنْقَزيِّ، ومحمد بن رَبيعة الكِلاَبيِّ، وأبي معاوية وخلق.

وعنه: أبو داود، والنَّسائيُّ، وابنُ ابنه أبو الحسن أحمد بن محمد بن عبدالرحمن، وأبو حاتم، ومُطيَّن، ووَصِيف بن عبدالله الأنطاكيُّ، وحَرْب بن إسماعيل، وأبو القاسم ابن أخي أبي زُرْعة، وأبو بِشْر الدُّولابيُّ، وابنُ أبي داود وجماعة.

قال أبو حاتم: شَيْخ.

وقال النَّسائيُّ: ثقة.

وقال مَرَّة: لا بأس به.

وذكره ابنُ حِبَّان في «الثِّقات»، وقال: رُبَّما خَالَف.

قلت: وقال الدَّارقطنيُّ: طَرَسُوسيٌّ، ثقة. وأرَّخ صاحب «الزهرة» وفاته سنة (٣١).

عَبْدالرَّحمن بن محمد بن عَبدالرَّحمن الأنصاريُّ، هو: ابن أبي الرِّجال. تقدَّم.

بخ ت - عبدالرحمن بن محمد.

عن: جَدَّته، عن أم سَلَمة أنَّ النبيَّ صلَّى الله عليه وآله وسلم كان في بيتها . . . الحديث، وفيه: «المُسْتَشار مُؤْتَمن».

وعنه: داود بن أبي عبدالله مولى بني هاشم.

وقيل: عن داود، عن ابن جُدْعان، عن جَدَّته.

وقيل: عن داود، عن عبدالرحمن بن محمد بن زيد بن جُدعان، عن جَدَّته، عن أبي الهيثم بن التَّيِّهان.

وقال ابنُ أبي حاتم، عن أبيه: عبدالرحمن بن محمد بن زيد بن جُدْعان، روى عن عائشة، روى عنه عبدالرحمن بن أبي الضَّحاك.

وكذا قال ابنُ حِبَّان «الثِّقات»، زاد: وهو الذي روى عنه أبو جعفر الفَرَّاء، فقال: حدَّثنا عبدالرحمن بن جُدْعان سمعتُ ابنَ عُمر في السَّلام.

وذكر البُخاريُّ في «التاريخ» الاختلاف في حديث عبدالرحمن بن أبي الضَّحاك، عن عبدالرحمن بن محمد بن زَيْد. ثم قال: وروى أبو جعفر الفَرَّاء عن عبدالرحمن بن جُدعان سمع ابن عمر قوله في السلام.

وقال النسائي: عبدالرحمن بن محمد [ثقة روى عنه] الزهري.

قلت: فيلخص من هذا أنَّ ابن جُدْعان في رواية التِّرمذي ليس هو علي بن زيد بن جُدْعان كما فَهِمه ابنُ عساكر في «الأطراف» بل هو عبدالرحمن هذا كما دل عليه رواية البُخاريّ في «الأدب المفرد»، ويلخص أنَّه روى عن جَدَّته، وقيل: عن أُمِّه ولم تسمَّ، وعن عائشة وابن عُمر، وروى عنه داود بن أبي عبدالله مولى بني هاشم وأبو جعفر الفَرَّاء وعبدالرحمن بن أبي الضَّحاك، والزُّهريّ.

ووَثَّقه النَّسائيُّ، وابنُ حِبَّان والله أعلم بصواب ذاك من خطاه.

٤ - عَبْدالرحمن بن مُحَيريز الجُمَحيُّ.

روى عن: فضالة بن عُبيد، وأبي أُمامة، وزيد بن أرقم.

وعنه: مكحول الشَّاميُّ، وأبو قِلاَبة الجَرْميُّ، وإبراهيم بن محمد بن حاطب.

قال البُخاريُّ: ويذكر عن عيسى بن سِنان، عن أبي بكر بن بَشير أنَّه رآه مع ابن عُمر وأبي أُمامة، وواثلة ببيت المقدس.

وذكره ابنُ حِبَّان في «الثِّقات».

روى له الأربعة حديثاً واحداً في قَطْع يد السارق، وقال التِّرمذيُّ: حَسَن غريب.

قلت: ذكره ابنُ عبدالبَرِّ في «الصحابة» وأشار إلى أنَّه وُلِد على عَهْد رسولِ الله صلَّى الله عليه وآله وسلم، قال: وكان فاضلاً.

وقال ابنُ القَطَّان: لا يُعْرف.

س - عَبْدالرحمن بن مَرْزوق الدِّمشقيُّ.

صحيح مسلم

للامام الحافظ ابن الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن كوشان القشيري
النيسابوري المتوفي سنة ٢٦١ هجرية المدفون بنصر آباد ظاهر نيسابور

مع شرحه المسمّى

إكمال إكمال المعلم

للامام أبي عبد الله محمد بن خلفة الوشتاني الأبّي المالكي المتوفي سنة ٨٢٧ أو سنة ٨٢٨ هجرية.

وشرحه المسمّى

مكمل إكمال الإكمال

للامام أبي عبد الله محمّد بن يوسف السنوسي الحسني المتوفى سنة ٨٩٥هـ
رحم الله الجميع وأسكنهم في جنّاته المحل الرفيع

تنبيه : جعلنا متن صحيح الامام مسلم بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي مفصولاً بينهما بجدول الى كتاب الإيمان
ومنه جعلنا متن الصحيح بالهامش وشرح الأبّي بصدر الصحيفة وبذيلها شرح السنوسي.

تنبيه : لوجود نسخة من شرح الإمام الأبّي في المكتبة الخديوية المصرية التزمنا مقابلة النسخة الواردة من المغرب
على تلك النسخة وان كانت النسخة المغربية أصحّ منها احتياطاً وطمأنينة للبال.

الجزء السادس

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

وأنا الماحى الذى يمحى بى الكفر وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على عقبي وأنا العاقب والعاقب الذى

ليس بعده نبى * حدثنى حرملة بن يحيي أخبرنا ابن وهب قال أخبرنى يونس عن ابن شهاب عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان لى أسماء أنا محمد وأنا أحمد وأنا الماحى الذى يمحو الله بى الكفر وأنا الحاشر الذى يحشر الناس على قدمى وأنا العاقب الذى ليس بعده أحد وقد سماه الله رؤفا رحيما * وحدثنى عبد الملك بن شعيب بن الليث ثنى أبى عن جدى قال ثنى عقيل ح وثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق أخبرنا معمر ح وثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمى ثنا أبو اليمان أخبرنا شعيب كلهم عن الزهرى بهذا الاسناد وفى حديث شعيب ومعمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وفى حديث عقيل قال قلت للزهرى وما العاقب قال الذى ليس بعده نبى وفى حديث معمر وعقيل الكفرة وفى حديث شعيب الكفر * وحدثنا اسحق بن ابراهيم الحنظلى أخبرنا جرير عن الاعمش عن عمرو بن مرة عن أبى عبيدة عن أبى موسى الاشعرى قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم

يسمى لنا نفسه أسماء فقال أنا محمد وأحمد والمقفى والحاشر ونبى التوبة ونبى الرحمة * وحدثنا زهير بن حرب ثنا جرير عن الاعمش

الاسم فانه سبحانه حمده بما لم يحمد به غيره وأعطاه من المحامد ما لم يعط غيره ويلهمه يوم القيامة الى ما لا يلهم له غيره منها تقول رجل محمود ومحمد اذا بلغ الغاية فى ذلك وتكاملت فيه المحاسن قال الاعشى يمدح بعض الملوك * الى الماجد القرم الجواد المحمدى * أراد الذى تكاملت فيه الخصال المحمودة فيقال محمد أى من تكاملت فيه كما يقال مذمم وقيل ان البناء فيه للتكثير نحو فتحت الابواب فهى مفتحة وأما أحمد فأفعل من الحمد أيضا * قال ابن قتيبة ومن أعلام نبوته صلى الله عليه وسلم انه لم يسم أحد بهذا الاسم قبله صيانة من الله تعالى لهذا الاسم المكرم كما فعل بيحيى عليه السلام اذ لم يجعل له من قبل سميا (قوله وأنا الماحى الذى يمحى بى الكفر) (ط) قيل من أرض العرب وقيل من الارض التى زويت له صلى الله عليه وسلم وانه يبلغها ملك أمته وقيل من الارض عموما والمراد ظهور الحجة والغلبة كما قال تعالى ليظهره على الدين كله وجاء فى حديث ان معناه الذى محيت به سيئات من تبعه كقوله صلى الله عليه وسلم الاسلام يجب ما قبله (قوله وأنا الحاشر) (ط) هو اسم فاعل من الحشر والحشر الجمع (قوله الذى يحشر الناس على عقبي وفى الآخر قدمى) (ع) فأما رواية على عقبي فمعناها على أثرى أى لا نبى بعدى وأما رواية قدمى فمعناها على سابقتى من قوله تعالى لهم قدم صدق عند ربهم أى سابقة خير وترجع الى ما فسرت به الأولى أى لا نبى بعدى وقيل يعنى على سنتى وقيل يحشرون بمشاهدتى من قوله تعالى ويكون الرسول عليكم شهيدا وقيل يعنى على أمامى وقدامى كأنهم يجمعون اليه ويكونون أمامه وخلفه وحوله (قوله وأنا العاقب) (م) العاقب آخر الرسل عليهم السلام أى أرسل عقبهم (ع) قال ابن الاعرابى العاقب والعقوب الذى يخلف من كان قبله فى الخير ومنه عقب الرجل لولده بعده (قوله والمقفى) (م) قال شمر معناه العاقب * ابن الانبارى معناه المتبع للنبيين عليهم السلام يقال قفوته أقفوه وتقفيته اتبعته ومثله قفته أقوفه وقفيته أتبعته غيره قال تعالى ثم قفينا على آثارهم برسلنا وقفينا بعيسى ابن مريم (قوله ونبى الرحمة) وروى المرحمة (ع) والمعنى متقارب وما أرسلناك

الاسم قبله صيانة من الله تعالى لهذا الاسم المكرم كما فعل بيحيى بن زكريا اذ لم يجعل له من قبل سميا (قوله وأنا الماحى الذى يمحى بى الكفر) قيل من أرض العرب أو من الارض التى زويت له صلى الله عليه وسلم وأنه يبلغها ملك أمته وقيل الأرض عموما والمراد ظهور الحجة والغلبة وجاء فى حديث أنه الذى محيت به سيئات من تبعه كقوله صلى الله عليه وسلم الاسلام يجب ما قبله (قوله الذى يحشر الناس على عقبي وفى الآخر على قدمى) (ع) أما رواية على عقبي فمعناها على أثرى أى لا نبى بعدى وأما رواية قدمى فمعناها على سابقتى من قوله تعالى لهم قدم صدق عند ربهم أى سابقة خير وترجع الى ما فسرت به الأولى أى لا نبى بعدى وقيل يعنى على سنتى وقيل يحشرون بمشاهدتى من قوله تعالى ويكون الرسول عليكم شهيدا وقيل يعنى على أمامى وقدامى كأنهم يجمعون اليه ويكونون أمامه وخلفه وحوله (قوله وأنا العاقب) العاقب آخر الرسل (قوله والمقفى) قال شمر معناه العاقب * ابن الانبارى المتبع للنبيين عليهم السلام (قوله ونبى الرحمة) وروى الملاحم والمعنى متقارب ولا ينافيه كونه نبى الملاحم جمع ملحمة وهى الحرب لان بعثه بالسيف والحرب من وجوه الرحمة لان الجهاد بالسيف يردع عن الكفر ولا يستأصل بخلاف ما كانت تؤيد به الرسل قبله من العذاب المستأصل لأممهم وقد صح أنه صلى الله عليه وسلم جاءه ملك الجبال ان شئت أطبقت عليهم الأخشبين فقال أرجو

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

٣٨٩٨ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، هُوَ ابْنُ زَيدٍ، عَنْ يَحْيىٰ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ ﷺ قالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «الأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، فَمَنْ كانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى ما هَاجَرَ إِلَيهِ، وَمَنْ كانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ﷺ». [طرفه في: ١].

٣٨٩٩ ـ حدثني إِسْحاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيىٰ بْنُ حَمْزَةَ قالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ المَكِّيِّ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ﷺ كانَ يَقُولُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ. [الحديث ٣٨٩٩ ـ أطرافه في: ٤٣٠٩، ٤٣١٠، ٤٣١١].

٣٩٠٠ ـ وحدثني الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قالَ: زُرْتُ عائِشَةَ مَعَ عُبَيدِ بْنِ عُمَيرٍ اللَّيثِيِّ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الهِجْرَةِ فَقَالَتْ: لَا هِجْرَةَ اليَوْمَ، كانَ المُؤْمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ، مَخَافَةَ أَنْ يُفتَنَ عَلَيهِ، فَأَمَّا اليَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللهُ الإِسْلَامَ، وَاليَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيثُ شَاءَ، وَلكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. [طرفه في: ٣٠٨٠].

٣٩٠١ ـ حدثني زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيىٰ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيرٍ: قالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عائِشَةَ ﷺ: أَنَّ سَعْداً قالَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ: أَنَّهُ لَيسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجاهِدَهُمْ فِيكَ، مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ ﷺ وَأَخْرَجُوهُ، اللَّهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ.

وَقالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ: أَخْبَرَتْنِي عائِشَةُ: مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوا نَبِيَّكَ، وَأَخْرَجُوهُ مِنْ قُرَيشٍ. [طرفه في: ٤٦٣].

٣٩٠٢ ـ حدثنا مَطَرُ بْنُ الفَضْلِ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قالَ: بُعِثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكُثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً يُوحىٰ إِلَيهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَماتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. [مسلم: كتاب الفضائل، باب كم أقام النبي ﷺ بمكة والمدينة، رقم: ٢٣٥١]. [طرفه: ٣٨٥١].

٣٩٠٣ ـ حدثني مَطَرُ بْنُ الفَضْلِ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحاقَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: مَكَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ. [طرفه في: ٣٨٥١].

٣٩٠٤ ـ حدثنا إِسْماعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي مالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيدِ اللهِ، عَنْ عُبَيدٍ، يَعْنِي ابْنَ حُنَينٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَلَسَ عَلَى المِنْبَرِ فَقَالَ: «إِنَّ عَبْداً خَيَّرَهُ اللهُ بَينَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا ما شَاءَ، وَبَينَ ما عِنْدَهُ، فاخْتَارَ ما عِنْدَهُ». فَبَكَىٰ أَبُو بَكْرٍ وَقالَ: فَدَينَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا. فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقالَ النَّاسُ: انْظُرُوا إِلَى هذا الشَّيخِ، يُخْبِرُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللهُ بَينَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَينَ ما عِنْدَهُ، وَهُوَ يَقُولُ: فَدَينَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هُوَ المُخَيَّرَ، وَكانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ، وَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ في صُحْبَتِهِ وَمالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيلاً مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلَّا خُلَّةَ الإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ في المَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ». [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق ﷺ، رقم: ٢٣٨٢]. [طرفه في: ٤٦٦].

٣٩٠٥ ـ حدثنا يَحْيىٰ بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، قالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيرِ: أَنَّ عائِشَةَ ﷺ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ، إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَينَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ، بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ المُسْلِمُونَ خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِراً نَحْوَ أَرْضِ الحَبَشَةِ، حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، وَهُوَ سَيِّدُ القَارَةِ، فَقَالَ: أَينَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ في الأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّي، قالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَقْرِي الضَّيفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جارٌ، ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ، فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً في أَشْرَافِ قُرَيشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلاً يَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الكَلَّ، وَيَقْرِي الضَّيفَ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَقالُوا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ في دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ ما شَاءَ، وَلَا يُؤْذِينَا بِذلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا، فَقَالَ ذلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِي بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ في دَارِهِ، وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ

فَحَمَلَنَا عَلَيها، فَلَمَّا انطَلَقنا قُلنا، أَوْ قالَ بَعْضُنا: واللهِ لَا يُبارَكُ لَنا، أَتَينا النَّبيَّ ﷺ نَسْتَحْمِلُه فَحَلَفَ أَنْ لا يَحْمِلَنا، ثُمَّ حَمَلَنا، فَارْجِعُوا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنُذَكِّرُهُ، فَأَتيناهُ فَقالَ: «ما أَنا حَمَلْتُكُمْ، بَلِ اللهُ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّي وَاللهِ - إِنْ شَاءَ اللهُ - لا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ، فَأَرَى غَيرَها خَيراً مِنْها، إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي وأَتَيتُ الَّذِي هُوَ خَيرٌ، أَوْ: أَتَيتُ الَّذِي هُوَ خَيرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِينِي». [طرفه في: ٣١٣٣].

٦٦٢٤ - حدثني إِسْحاقُ بْنُ إِبْراهِيمَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قالَ: هذا ما حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «نَحْنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ القِيامَةِ». [طرفه في: ٢٣٨].

٦٦٢٥ - فَقالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَاللهِ، لأَنْ يَلَجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِينِهِ فِي أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْ أَنْ يُعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللهُ عَلَيهِ». [مسلم: كتاب الأيمان، باب النهي عن الإصرار على اليمين، رقم: ١٦٥٥]. [الحديث ٦٦٢٥ - طرفه في: ٦٦٢٦].

٦٦٢٦ - حدثني إِسْحاقُ، يَعْنِي ابْنَ إِبْراهِيمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا مُعاوِيَةُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَلَجَّ فِي أَهْلِهِ بِيَمِينٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْماً، لِيَبَرَّ». يَعْنِي الكَفَّارَةَ. [مسلم: كتاب الأيمان، باب النهي عن الإصرار على اليمين، رقم: ١٦٥٥]. [طرفه في: ٦٦٢٥].

٢/ ٢ - بابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «وَايْمُ اللهِ»

٦٦٢٧ - حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَعْثاً، وَأَمَّرَ عَلَيهِمْ أُسامَةَ بْنَ زَيدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمْرَتِهِ، فَقامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقالَ: «إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمْرَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللهِ إِنْ كانَ لَخَلِيقاً لِلإِمارَةِ، وَإِنْ كانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هذا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ». [طرفه في: ٣٧٣٠].

٣/ ٣ - بابٌ كَيفَ كانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ

وَقالَ سَعْدٌ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ». وَقالَ أَبُو قَتَادَةَ: قالَ أَبُو بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ: لَاهَا اللهِ إِذاً. يُقالُ: وَاللهِ وَبِاللهِ وَتَاللهِ.

٦٦٢٨ - حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ سُفْيانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قالَ: كانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا وَمُقَلِّبِ القُلُوبِ». [طرفه في: ٦٦١٧].

٦٦٢٩ - حدثنا مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَوانَةَ، عَنْ عَبْدِ المَلِكِ، عَنْ جابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِذَا هَلَكَ قَيصَرُ فَلَا قَيصَرَ بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ». [طرفه في: ٣١٢١].

٦٦٣٠ - حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيصَرُ فَلَا قَيصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللهِ». [طرفه في: ٣٠٢٧].

٦٦٣١ - حدثني مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عائِشَةَ رضي الله عنها، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قالَ: «يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللهِ لَوْ تَعْلَمُونَ ما أَعْلَمُ لَبَكَيتُمْ كَثِيراً وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً». [طرفه في: ١٠٤٤].

٦٦٣٢ - حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيمانَ قالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قالَ: أَخْبَرَنِي حَيوَةُ قالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ، زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشامٍ قالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ، فَقالَ لَهُ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيكَ مِنْ نَفْسِكَ». فَقالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّهُ الآنَ، وَاللهِ، لأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي، فَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «الآنَ يَا عُمَرُ». [طرفه في: ٣٦٩٤].

٦٦٣٣، ٦٦٣٤ - حدثنا إِسْماعِيلُ قالَ: حَدَّثَنِي مالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهابٍ، عَنْ عُبَيدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ وَزَيدِ بْنِ خالِدٍ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَينِ اخْتَصَما إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقالَ أَحَدُهُمَا: اقْضِ بَينَنَا بِكِتابِ اللهِ، وَقالَ الآخَرُ، وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللهِ، فَاقْضِ بَينَنَا بِكِتابِ اللهِ وَأْذَنْ لِي أَنْ أَتَكَلَّمَ، قالَ: «تَكَلَّمْ». قالَ: إِنَّ ابْنِي كانَ عَسِيفاً عَلَى هذا - قالَ مالِكٌ: وَالعَسِيفُ الأَجِيرُ - زَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيتُ مِنْهُ بِمِئَةِ شَاةٍ وَجارِيَةٍ لِي، ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ العِلْمِ، فَأَخْبَرُونِي أَنَّ ما عَلَى ابْنِي جَلْدُ مِئَةٍ وَتَغْرِيبُ عامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَقالَ

الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة

المعروف بالموضوعات الكبرى

للعلامة نور الدين علي بن محمد بن سلطان
المشهور بالملا علي القاري

حققه وعلق عليه وشرحه
محمد بن لطفي الصباغ

الطبعة الثانية
مع زيادة في التحقيق والتعليق

المكتب الإسلامي

ذكره ابن أبي حاتم في «العلل» عن ابن عباس رضي الله عنهما، وقال عن أبيه: إنه منكر، وأسنده الديلمي إلى وهب بن قيس به مرفوعاً، وعلى كل حال فلا يصح، وأما ما يزيدُهُ العوامُّ من قوله: «فتموتوا فتدخلوا النار» فلا أصل له أصلاً.

٥٩١ ـ حديث: «لا تَنْظُرْ إلى مَنْ قالَ وانْظُرْ إلى ما قالَ»[١].

قاله عليٌّ كرم الله وجهه، كما رواه ابن السمعاني في «تاريخه» عنه. ذكره السيوطي.

٥٩٢ ـ حديث: «لا سلام على آكل».

لا أصل له في مبناه وهو صحيح في معناه.

٥٩٣ ـ حديث: «لا عُذْرَ لِمَن أَقَرَّ».

قال العسقلاني: لا أصل له، وليس معناه على إطلاقه صحيحاً.

٥٩٤ ـ حديث: «لا غيبة لفاسق»[٢].

قال أحمد: منكر، وقال الدارقطني والخطيب والحاكم: باطل.

لكن قال الزركشي: له طرق كثيرة. وقد رواه البيهقي في «سننه» من حديث أنس رضي الله عنه بلفظ:

«مَنْ أَلقى جِلْبَابَ الحياءِ فلا غيبةَ له»، وقال: في إسناده ضعف.

وقال الهروي في «ذم الكلام»: هو حديث حسن. وساقه مِنْ طُرُقٍ عن بهز: «لَيْسَ لفاسقٍ غيبةٌ».

٥٩٥ ـ حديث: «لا فَتى إلا علي، ولا سَيْفَ إلَّا ذُو الفِقار».

لا أصل له ممَّا يعتمد عليه. نعم يُروى في أثرٍ واهٍ عن الحسن بن

---

(١) انظر «الدرر» برقم ٤٦١ و«الفوائد» للكرمي رقم ١١٣ و«الكشف» ٢/٣٦١.

(٢) انظر «الدرر» برقم ٤٤٩ و«الفوائد» للكرمي رقم ١١٠ و«المقاصد» ٣٥٤ و«التدريب» ٣٧٠ و«التمييز» ١٣٦ و«الكشف» ٢/٣٦٦ وانظر رقم ٣٩٠ من هذا الكتاب.

عرفة العبدي[1] من حديث أبي جعفر محمد بن علي الباقر. قال: نادى مَلَكٌ منَ السماءِ يوم بدر يقال له رضوان: «لا سيفَ إلَّا ذو الفقار لا فتى إلَّا عليٌّ». وذكره كذا في «الرياض النضرة»[2].

وقال: ذو الفقار اسم سيف النبي ﷺ وسُمِّيَ بذلك لأنه كانت فيه حفر صغار.

أقول: ومما يدل على بطلانه أنه لو نودي بهذا من السماءِ في بدر لسمعه الصحابة الكرام، ونقل عنهم الأئمة الفخام، وهذا شبيه ما ينقل من ضرب النقارة حوالي بدر، وينسبونه إلى الملائكة على وجه الاستمرار من زمنه عليه الصلاة والسلام إلـى يومنا هذا. وهو باطلٌ عقلاً ونقلاً، وإن كان ذكره ابن مرزوق[3] وتبعه القسطلاني في «مواهبه»[4].

وكذا من مفتريات الشيعة الشنيعة: حديث:

«نادِ علياً مُظهرَ العجائب، تَجِدْهُ عوناً لك في النوائب، بنبوتك يا محمد، بولايتك يا عليُّ».

٥٩٦ ـ حديث: «لا مَهْرَ أقلُّ من عشرة دراهم».

قال السخاوي: رواه الدارقطني عن جابر به مرفوعاً في حديث،

---

(١) هو الحسن بن عرفة العبدي، أبو علي البغدادي، وثّقَهُ ابنُ معين وأبو حاتم. قال ابن أبي حاتم؛ عاش مائة وعشرين سنة، وكان له عشرة أولاد بأسماء العشرة المبشرين بالجنة. مات سنة ٢٥٧.

(٢) «الرياض النضرة في فضائل العشرة» لمحب الدين أحمد بن محمد الطبري المكي الشافعي المتوفى سنة ٦٩٤هـ.

(٣) في الأصول: (ابن المرزوق) والتصحيح من «كشف الخفاء» ٢/٣٦٣ وابن مـرزوق هو أبو عبد الله محمد بن أحمد بن محمد... بن مرزوق التلمساني عرف بالخطيب توفي بمصـر سنة ٧٨١هـ.

(٤) «المواهب اللدنية بالمنح المحمدية» كتاب في السيرة النبوية لشهاب الدين أحمد بن محمد القسطلاني المصري المتوفى سنة ٩٢٣هـ وهو كتاب جليل القدر، كثير النفع، ليس له نظير في بابه.

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرّجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ: أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، أَبُو قَتَادَةَ.

وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ ابْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أُرَاهُ يَعْنِي أَبَا قَتَادَةَ.

وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ: وَيَقُولُ: «وَيْسَ» أَوْ يَقُولُ «يَا وَيْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ».

٧٢-(٢٩١٦) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرِو ابْنِ جَبَلَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ (ح).

وحَدَّثَنَا عُقْبَةُ ابْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ نَافِعٍ (قَالَ عُقْبَةُ: حَدَّثَنَا، وقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ)، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ».

٧٢-(٢٩١٦) وحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ ابْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِمَا، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، بِمِثْلِهِ.

٧٣-(٢٩١٦) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أُمِّهِ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ».

٧٤-(٢٩١٧) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «يُهْلِكُ أُمَّتِي هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ». قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ». [أخرجه البخاري: ٣٦٠٤، ٣٦٠٥، ٧٠٥٨].

وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَأَحْمَدُ ابْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، فِي هَذَا الإِسْنَادِ، فِي مَعْنَاهُ.

٧٥-(٢٩١٨) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ)، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَدْ مَاتَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ». [أخرجه البخاري: ٣٦١٨، ٦٦٣٠].

٧٥-(٢٩١٨) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ (ح).

و حَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

٧٦-(٢٩١٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ:

هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا

يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لا يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ». [اخرجه البخاري: ٣٠٢٧، ٣١٢٠].

٧٧-(٢٩١٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ.

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلا كِسْرَى بَعْدَهُ». فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ سَوَاءً. [اخرجه البخاري: ٣١٢١، ٣٦١٩، ٦٦٢٩].

٧٨-(٢٩١٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ، قَالا: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ.

عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، كَنْزَ آلِ كِسْرَى الَّذِي فِي الأَبْيَضِ».

قَالَ قُتَيْبَةُ: مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَلَمْ يَشُكَّ.

٧٨-(٢٩١٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ، قَالا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ ابْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ سَمُرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي عَوَانَةَ.

٧٨-(٢٩٢٠) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنْ ثَوْرٍ (وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ)، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ؟» قَالُوا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاؤُوهَا نَزَلُوا، فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ، قَالُوا: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا».

قَالَ ثَوْرٌ: لا أَعْلَمُهُ إِلا قَالَ «الَّذِي فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّانِيَةَ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الآخَرُ، ثُمَّ يَقُولُوا الثَّالِثَةَ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، فَيُفَرَّجُ لَهُمْ، فَيَدْخُلُوهَا فَيَغْنَمُوا، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ، إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ فَقَالَ: إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ، فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ».

٧٨-(٢٩٢٠) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مَرْزُوقٍ، حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلالٍ، حَدَّثَنَا ثَوْرُ ابْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ، فِي هَذَا الإِسْنَادِ، بِمِثْلِهِ.

٧٩-(٢٩٢١) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَتُقَاتِلُنَّ الْيَهُودَ، فَلَتَقْتُلُنَّهُمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هَذَا يَهُودِيٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ». [اخرجه البخاري: ٢٩٢٥].

٧٩-(٢٩٢١) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ سَعِيدٍ، قَالا: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، بِهَذَا الإِسْنَادِ.

وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: «هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي».

٨٠-(٢٩٢١) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِي عُمَرُ ابْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ:

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

على يده ، وما يسرني أنهم عندنا ـ أو قال : و ما يسرهم أنهم عندنا . (حم ، خ ، ن ـ عن أنس)[1] .

٣١٧٦٥ ـ إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده ، وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده ، والذي نفسي بيده ! لتنفقن كنوزهما في سبيل الله . (حم ، ق[2] عن جابر بن سمرة ؛ حم ، ق ، ت ـ عن أبي هريرة) .

٣١٧٦٦ ـ إذا وقعت الملاحم بعث الله بعثاً من الموالي من دمشق هم أكرم العرب فرساً وأجودها سلاحاً ، يؤيد الله بهم هذا الدين . (ه[3] ك ـ عن أبي هريرة) .

٣١٧٦٧ ـ إنكم ستفتحون مصر وهي أرض يسمى فيها القيراط ، فإذا فتحتموها فاستوصوا بأهلها خيراً فان لهم ذمة ورحماً ، فاذا رأيت رجلين يختصمان في موضع لبنة فاخرج منها (حم : م ـ عن أبي ذر) .

٣١٧٦٨ ـ إذا فتحت مصر فاستوصوا بالقبط خيراً . فان لهم ذمة ورحماً (طب ، ك ـ عن كعب بن مالك) .

---

(١) أخرجه البخاري كتاب المناقب باب مناقب خالد . (٥/٣٤) ص .

(٢) أخرجه البخاري كتاب الايمان والنذور باب كيف كانت يمين النبي ﷺ (٨/١٦٠) ص .

(٣) أخرجه ابن ماجه كتاب الفتن باب الملاحم رقم (٤٠٩٠) وفي الزوائد : هذا اسناده حسن . ص .

لَمْ تُرَعْ[1] يا كسرى ! إن الله قد بعثَ رسولاً وأنزل عليه كتاباً فاتَّبِعهُ تسلمْ لك دنياكَ وآخرتَكَ ، قال : سأنظُرُ . (ابن اسحاق وابن أبي الدنيا وابن النجار - عن الحسن البصري عن أصحاب رسول الله ﷺ) أنهم قالوا : يا رسولَ الله ما حجةُ الله على كسرى فيك ؟ قال : فذكره .

٣١٨٠١ - إن ربي قد قتلَ كسرى ولا كسرى بعد اليوم . وقد قَتلَ قيصرَ ولا قيصرَ بعد اليوم . (طب - عن أبي بكرة) .

٣١٨٠٢ - إذا هَلكَ كسري فلا كسرى بعدَه ، وإذا هَلكَ قيصرُ فلا قيصرَ بعدَه ، والذي نفسي بيده ! لَتُنفقَنَّ كنوزُهما في سبيل الله تعالى . خ - عن أبي هريرة) .

٣١٨٠٣ - رأيتُ كأن في يديَّ سِوارين من ذهب فكرهتُهما فنفختهما[2] فذهَبا كسرى وقيصر . (ش - عن الحسن مرسلا) .

٣١٨٠٤ - اليومَ انتصفتِ العربُ من العجم - قالهُ يومَ ذي قار . (بق في مسنده ، خ في التاريخ وابنِ السكن والبغوي وابن قانع - عن بشير بن زيد

---

(١) لم تُرَعْ : أي لا فزع ولا خوف . النهاية (٢/٢٧٧) ب .

(٢) فنفختهما : وفي الحديث « رأيت كأنه وُضع في يديَّ سِواران من ذهب فأوحِيَ إليَّ أنِ انفخهما » أي ارمِها وألقها ، كما تنفخ الشيء إذا دفعته عنك . وإن كان بالحاء المهملة فهو من نفحت الشيء إذا رميته اهـ . النهاية (٥/٩٠) ب .

بالمنح المحمدية

تأليف

العلامة أحمد بن محمد القسطلاني
(٨٥١ - ٩٢٣هـ)

الجزء الثالث

تحقيق

صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

النجاشي للناس في اليوم الذي مات فيه، وخرج بهم إلى المصلى وصف بهم وصلى عليه وكبر أربع تكبيرات).

وفي حديث أنس عند أحمد والبخاري: (أن رسول الله ﷺ صعد أحداً، ومعه أبو بكر وعمر وعثمان، فرجف بهم، فضربه برجله وقال له: أثبت أحد، فإنما عليك نبي وصديق وشهيدان) فكان كما أخبر ﷺ.

ومن ذلك: ما رواه الشيخان من حديث أبي هريرة أنه ﷺ قال: (إذا هلك كسرى فلا كسرى بعده، وإذا هلك قيصر فلا قيصر بعده، والذي نفسي بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله)، قال النووي قال الشافعي وسائر العلماء: معناه لا يكون كسرى بالعراق ولا قيصر بالشام، كما كان في زمنه ﷺ، فأعلمنا ﷺ بانقطاع ملكهما من هذين الإقليمين، وكان كما قال، فأما كسرى فانقطع ملكه وزال بالكلية من جميع الأرض، وتمزق ملكه كل ممزق، واضمحل بدعوة النبي ﷺ، وأما قيصر فانهزم من/ الشام ودخل أقصى بلاده، ففتتح المسلمون بلاده واستقرت للمسلمين ولله الحمد، انتهى. ١/٣١٧

وقد وقع ذلك في خلافة سيدنا عمر بن الخطاب كما قدمته، وقال ﷺ لسراقة: كيف بك إذا لبست سواري كسرى؟ فلما أتي بهما عمر ألبسهما إياه وقال: الحمد لله الذي سلبهما كسرى وألبسهما سراقة.

ومن ذلك: إخباره ﷺ بالمال الذي تركه عمه العباس عند أم الفضل، بعد أن كتمه، فقال: ما علمه غيري وغيرها وأسلم كما تقدم ذلك في غزوة بدر من المقصد الأول.

وإخباره بشأن كتاب حاطب إلى أهل مكة.

وبموضع ناقته حين ضلت وكيف تعلقت بخطامها في الشجرة.

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٣٥٦ - لا يكونُ مائةُ سنةٍ وعلى الأرض عينٌ تطرفُ (ك - عن ابن مسعود) .

٣٨٣٥٧ - لا تمر مائة سنةٍ من الهجرةِ ومنكم عينٌ تطرُفُ (ق في البعث - عن أنس) .

٣٨٣٥٨ - لا تمضي مائةُ سنةٍ وعينٌ تطرُف (ن - عن عبد الله ابن بريدة عن أبيه) .

٣٨٣٥٩ - والذي نفسي بيده ! ما بقي من دنياكم فيما مضى منها إلا كما بقي من يومِكم هذا ، وما يُرى من المسلمين إلا اليسير (سمويه ، ض - عن أنس) .

الفصل الثاني في خروج الكذابين والفتن

٣٨٣٦٠ - في أمتي كذابون ودجالون سبعةٌ وعشرون ، منهم أربعةُ نسوةٍ ، وإني خاتمُ النبيين لا نبي بعدي (حم طب، والضياء - عن حذيفة) .

٣٨٣٦١ - بينا أنا نائمٌ رأيتُ في يدي أسْوَارَيْنِ من ذهب فأهمني شأنُهما ، فأوحي إليّ في المنام أن أنفخهما ، فنفختُهما فطارا ، فأولتُهما كذابين يخرجان من بعدي ، وكان أحدُهما العنسي والآخرُ

مسيلمة (ق ، ت [1] هـ - عن أبي هريرة ، خ - عن ابن عباس) .

٣٨٣٦٢ - لَتُنْتَقَضَنَّ عُرى الإسلام عروةً عروةً ، ولتكونن أئمةٌ مضلون ، وليخرجن على أثر ذلك الدجالون الثلاثة (ك - عن حذيفة)

٣٨٣٦٣ - لا تقومُ الساعة حتى يَخرجَ سبعون كذاباً (طب - عن ابن عمر) .

٣٨٣٦٤ - إن بين يدي الساعةِ كذابين فاحذروهم (حم ، م [2] عن جابر بن سمرة) .

٣٨٣٦٥ - إني أشهدُ عددَ ترابِ الدنيا أن مسيلمةَ كذابٌ (طب - عن وبر الحنفي) .

٣٨٣٦٦ - في ثقيفٍ كذابٌ ومُبِيرٌ (ت - عن ابن عمر ، طب - عن سلامة بنت الحر) .

٣٨٣٦٧ - إن في ثقيفٍ كذاباً ومُبِيراً (م - [3] عن أسماء بنت أبي بكر) .

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الرؤيا باب رؤيا النبي ﷺ رقم ٢٢٧٤ . ص

(٢) أخرجه مسلم كتاب الامارة باب الناس تبع لقريش رقم ١٨٢٢ ص

(٣) أخرجه مسلم كتاب فضائل الصحابة باب ذكر كذاب ثقيف رقم ٢٥٤٥
مبيراً : أي مهلكاً . ص

سبيلهم حذو القذة بالقذة ، وغلب الشرك على أكثر النفوس ، لظهور الجهل وخفاء العلم ، وصار المعروف منكرًا والمنكر معروفًا ، والسنة بدعة والبدعة سنة ، وطمست الأعلام ، واشتدت غربة الإسلام ، وقلّ العلماء ، وغلب السفهاء ، وتفاقم الأمر ، واشتد البأس ، وظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ، ولكن لا تزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولأهل الشرك والبدع مجاهدين إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها وهو خير الوارثين . ا هـ ملخصًا .

قلت : فإذا كان هذا في القرن السابع وقبله ، فما بعده أعظم فسادًا كما هو الواقع .

قوله : « وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي » قال القرطبي : وقد جاء عددهم معينًا في حديث حذيفة قال : قال رسول الله ﷺ « يَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابون دَجَّالون سَبْعٌ وَعِشْرُون ، مِنْهُم أَرْبَعُ نِسوة » أخرجه أبو نعيم . وقال : هذا حديث غريب [٢٢٠] . انتهى .

وحديث ثوبان أصح من هذا .

قال القاضي عياض : عدّ من تنبأ من زمن رسول الله إلى الآن ممن اشتهر بذلك وعرف واتبعه جماعة على ضلالة . فوجد هذا العدد فيهم ، ومن طالع كتب الأخبار والتواريخ عرف صحة هذا .

---

٢٢٠ ـــ حسن :

أبو نعيم في الحلية (٤ / ١٧٩) وقال : غريب تفرد به معاذ بن هشام عن أبيه موجودًا في كتابه ا . هـ

وإسناده حسن .

وقال الحافظ : وقد ظهر مصداق ذلك في زمن رسول ﷺ ، فخرج مسيلمة الكذاب باليمامة ، والأسود العنسي باليمن ، وفي خلافة أبي بكر : طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة ، وسَجاح في بني تميم ، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي ﷺ ، وقتل مسيلمة في خلافة أبي بكر رضي الله عنه ، قتله وَحْشي قاتل حمزة يوم أُحد ، وشاركه في قتل مسيلمة يوم اليمامة رجل من الأنصار ، وتاب طليحة ومات على الإسلام في زمن عمر رضي الله عنه ، ونقل أن سجاح تابت أيضًا . ثم خرج المختار ابن أبي عبيد الثقفي وغلب على الكوفة في أول خلافة ابن الزبير . وأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين ، فتتبعهم فقتل كثيرًا ممن باشر ذلك ، وأعان عليه ، فأحبه الناس ، ثم ادعى النبوة وزعم أن جبريل عليه السلام يأتيه . ومنهم الحارث الكذاب ، خرج في خلافة عبد الملك بن مروان فقتل . وخرج في خلافة بني العباس جماعة .

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقًا . فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم تنشأ دعوته عن جنون أو سوداء . وإنما المراد من قامت له شوكة وبدا له شبهة كمن وصفنا . وقد أهلك الله تعالى من وقع له منهم ذلك وبقي منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر .

قوله : « وأنا خاتم النبيين » قال الحسن : الخاتم : الذي ختم به ، يعني أنه آخر النبيين . كما قال تعالى : ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم وَلَكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [الأحزاب : ٤٠] وإنما ينزل عيسى بن مريم في آخر الزمان حاكمًا بشريعة محمد ﷺ مصليًا إلى قبلته . فهو كأحد أمته ، بل هو أفضل هذه الأمة . قال النبي ﷺ : « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلن فِيكُم

الفتوحات المكية
للشيخ
محيي الدين بن عربي
٥٦٠ - ٦٣٨هـ
قدم له
الدكتور محمود مطرجي
إشراف
مكتب البحوث والدراسات
الجزء الرابع
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

يترجم عن الله كما قال تعالىٰ: ﴿وما كان لبشر أن يكلمه الله إلاَّ وحياً أو من وراء حجاب أو يرسل رسولاً﴾ فالوحي منه ما يلقيه إلى قلوب عباده من غير واسطة فأسمعهم في قلوبهم حديثاً لا يكيف سماعه ولا يأخذه حدّ ولا يصوّره خيال، ومع هذا يعقله ولا يدري كيف جاء ولا من أين جاء ولا ما سببه، وقد يكلمه من وراء حجاب صورة ما يكلمه به، وقد يكون الحجاب بشريته، وقد يكون الحجاب كما كلّم موسىٰ من الشجرة من جانب الطور الأيمن له لأنه لو كلّمه من الأيسر الذي هو جهة قلبه ربما التبس عليه بكلام نفسه، فجاءه الكلام من الجانب الذي لم تجر العادة أن تكلمه نفسه منه وقد يكلمه بوساطة رسول من ملك كقوله: ﴿نزل به الروح الأمين على قلبك﴾ يعني بالقرآن الذي هو كلام الله، وقد يكون بوساطة بشر وهو قوله: ﴿فأجره حتى يسمع كلام الله﴾ فأضاف الكلام إلى الله، وما سمعته الصحابة ولا هذا الأعرابي إلاَّ من لسان رسول الله ﷺ، وليست النبوّة بأمر زائد على الأخبار الإلهيّ بهذه الأقسام والقرآن خبر الله وهو النبوّة كلها لأنه الجامع لجميع ما أراد الله أن يخبر به عباده، وصحّ في الحديث: «**أنه من حفظ القرآن فقد أدرجت النبوّة بين جنبيه**» فإذا تقرّر ما ذكرناه فاعلم أن مبدأ الوحي الرؤيا الصادقة وهي لا تكون إلاَّ في حال النوم، قالت عائشة في الحديث الصحيح: «**أوّل ما بدىء به رسول الله ﷺ من الوحي الرؤيا الصادقة**» فكان لا يرى رؤيا إلاَّ جاءت مثل فلق الصبح، وسبب ذلك صدقه ﷺ فإنه ثبت عنه أنه قال: «**أصدقكم رؤيا أصدقكم حديثاً**» فكان لا يحدث أحداً ﷺ بحديث عن تزوير يزوّره في نفسه بل يتحدث بما يدركه بإحدى قواه الحسيّة أو بكلها ما كان يحدّث بالغرض ولا يقول ما لم يكن ولا ينطق في اليقظة عن شيء يصوّره في خياله ممّا لم ير لتلك الرؤيا بجملتها عيناً في الحسّ، فهذا سبب صدق رؤياه، وإنما بدىء الوحي بالرؤيا دون الحسّ لأن المعاني المعقولة أقرب إلى الخيال منها إلى الحسّ، لأن الحسّ طرف أدنى والمعنى طرف أعلى، وألطف والخيال بينهما والوحي معنى، فإذا أراد المعنى أن ينزل إلى الحسّ فلا بدّ أن يعبر على حضرة الخيال قبل وصوله إلى الحسّ، والخيال من حقيقته أن يصوّر كل ما حصل عنده في صورة المحسوس لا بدّ من ذلك، فإن كان ورود ذلك الوحي الإلهيّ في حال النوم سمّي رؤيا، وإن كان في حال اليقظة سمّي تخيّلاً أي خيّل إليه فلهذا بدىء الوحي بالخيال، ثم بعد ذلك انتقل الخيال إلى الملك من خارج، فكان يتمثل له الملك رجلاً أو شخصاً من الأشخاص المدركة بالحسّ، فقد ينفرد هذا الشخص المراد بذلك الوحي بإدراك هذا الملك، وقد يدركه الحاضرون معه، فيلقي على سمعه حديث ربّه وهو الوحي، وتارة ينزل

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٢١١١ ـ لما أسري بي إلى السماء قربني ربي تعالى حتى كان بيني وبينه تعالى كقاب قوسين أو أدنى لا بل أدنى قال : يا حبيبي ! يا محمدُ ! قلت : لبيكَ يا ربِ ! قال : هل غمَّك أن جعلتُك آخرَ النبيين ؟ قلتُ : يارب ؟ لا ، قال : حبيبي ! هل غمَّ أمتَك أن جعلتهم آخرَ الأممِ ؟ قلتُ : يا رب ! لا ، قال : أبلغْ أمتَك عني السلام وأخبرهم أني جعلتُهم آخرَ الأمم لأفضح الأممَ عندَهم ولا أفضحَهم عند الأمم . (الخطيب والديلمي وابن الجوزي في الواهيات ـ عن أنس) .

٣٢١١٢ ـ ما منَ الأنبياءِ من نبيٍ إلا وقد أُعطيَ من الآياتِ ما مثله امنَ عليهِ البشرُ وإنما كانَ الذي أُوتيتُه وَحياً أوحاهُ اللهُ تعالى إليَّ فأرجوه أن أكونَ أكثرَهم تبعاً يومَ القيامة . (حم ، م ، خ ـ عن أبي هريرة) .

٣٢١١٣ ـ إني رأيتُ في المنام غنماً سوداً يتبعُها غنمٌ عُفْرٌ [١] ، يا أبا بكرٍ ! عبِّرْها ، قال : هي العربُ تتبعُك العجمُ ، قال : هكذا عبَّرها الملكُ سحَراً . (ك ـ عن أبي أيوب) .

٣٢١١٤ ـ إني عندَ اللهِ في أمِّ الكتابِ خاتمُ النبيين وإن آدمَ لمنجدلٌ في طينتهِ وسأخبركم بتأويلِ ذلك : دعوةُ أبي ابراهيم وبشارةُ عيسى بي

---

(١) عفر : العُفرة : بياض ليس بالناصع ، ولكن كلون عفر الأرض ، وهو وجهها . النهاية (٣/٢٦١) ب .

أنوار التنزيل وأسرار التأويل

المعـــروف

بتفسير البيضاوي

تأليف

ناصر الدين أبي الخير عبد الله بن عمر بن محمد
الشيرازي الشافعي البيضاوي
(ت٦٩١ هـ)

إعداد وتقديم
محمد عبد الرحمٰن المرعشلي

الجزء الرابع

طبعة جديدة مصححة ومنقحة وُضِع التفسير فيها تحت آيات القرآن
الكريم من المصحف العثماني

دار إحياء التراث العربي مؤسسة التاريخ العربي

بيروت

كان فيه ما يخشى، والواو للحال، وليست المعاتبة على الإخفاء وحده فإنه حسن بل على الإخفاء مخافة قالة الناس وإظهار ما ينافي إضماره، فإن الأولى في أمثال ذلك أن يصمت أو يفوض الأمر إلى ربه. ﴿فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَراً﴾ حاجة بحيث ملها ولم يبق له فيها حاجة وطلقها وانقضت عدتها. ﴿زَوَّجْنَاكَهَا﴾ وقيل قضاء الوطر كناية عن الطلاق مثل لا حاجة لي فيك. وقرىء «زوجتكها»، والمعنى أنه أمر بتزويجها منه أو جعلها زوجته بلا واسطة عقد. ويؤيده أنها كانت تقول لسائر نساء النبي ﷺ: إن الله تعالى تولى إنكاحي وأنتن زوجكن أولياؤكن. وقيل كان زيد السفير في خطبتها وذلك ابتلاء عظيم وشاهد بين على قوة إيمانه. ﴿لِكَيْلاَ يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوا مِنْهُنَّ وَطَراً﴾ علة للتزويج، وهو دليل على أن حكمه وحكم الأمة واحد إلا ما خصه الدليل ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ﴾ أمره الذي يريده ﴿مَفْعُولاً﴾ مكوناً لا محالة كما كان تزويج زينب.

﴿مَّا كَانَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ ٱللَّهُ لَهُۥ سُنَّةَ ٱللَّهِ فِى ٱلَّذِينَ خَلَوْاْ مِن قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ ٱللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿٣٨﴾ ٱلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَٰلَٰتِ ٱللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُۥ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا ٱللَّهَ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾﴾.

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللهُ لَهُ﴾ قسم له وقدر من قولهم فرض له في الديوان، ومنه فروض العسكر لأرزاقهم. ﴿سُنَّةَ اللهِ﴾ سن ذلك سنة. ﴿فِي الَّذِينَ خَلَوا مِنْ قَبْلُ﴾ من الأنبياء، وهو نفي الحرج عنهم فيما أباح لهم. ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللهِ قَدَراً مَقْدُوراً﴾ قضاء مقضياً وحكماً مبتوتاً.

﴿الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالاَتِ اللهِ﴾ صفة للذين خلوا أو مدح لهم منصوب أو مرفوع، وقرىء «رسالة الله». ﴿وَيَخْشَوْنَهُ وَلاَ يَخْشَوْنَ أَحَداً إِلاَّ اللهَ﴾ تعريض بعد تصريح. ﴿وَكَفَى بِاللهِ حَسِيباً﴾ كافياً للمخاوف أو محاسباً فينبغي أن لا يخشى إلا منه.

﴿مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾﴾.

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾ على الحقيقة فيثبت بينه وبينه ما بين الوالد وولده من حرمة المصاهرة وغيرها، ولا ينتقض عمومه بكونه أباً للطاهر والقاسم وإبراهيم لأنهم لم يبلغوا مبلغ الرجال ولو بلغوا كانوا رجاله لا رجالهم. ﴿وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ﴾ وكل رسول أبو أمته لا مطلقاً بل من حيث إنه شفيق ناصح لهم، واجب التوقير والطاعة عليهم وزيد منهم ليس بينه وبينه ولادة. وقرىء «رَسُولُ اللهِ» بالرفع على أنه خبر مبتدأ محذوف ولكن بالتشديد على حذف الخبر أي ﴿ولكن رسول الله﴾ من عرفتم أنه لم يعش له ولد ذكر. ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ وآخرهم الذي ختمهم أو ختموا به على قراءة عاصم بالفتح، ولو كان له ابن بالغ لاق بمنصبه أن يكون نبياً كما قال عليه الصلاة والسلام في إبراهيم حين توفي: لو عاش لكان نبياً، ولا يقدح فيه نزول عيسى بعده لأنه إذا نزل كان على دينه، مع أن المراد منه أنه آخر من نبيء. ﴿وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً﴾ فيعلم من يليق بأن يختم به النبوة وكيف ينبغي شأنه.

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾﴾.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللهَ ذِكْراً كَثِيراً﴾ يغلب الأوقات ويعم الأنواع بما هو أهله من التقديس والتحميد والتهليل والتمجيد.

﴿وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً﴾ أول النهار وآخره خصوصاً، وتخصيصهما بالذكر للدلالة على فضلهما على سائر الأوقات لكونهما مشهودين كإفراد التسبيح من جملة الأذكار لأنه العمدة فيها. وقيل الفعلان موجهان

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبى الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الثاني والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾
إدارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

فأرض الله تعالى واسعة ، نعم إن كان له عذر غير ذلك كالعمى والحبس وتخويف المخالف له بقتله أو قتل ولده أو أبيه أو أمه على أى وجه كان القتل تخويفا يظن معه وقوع ماخوف به جاز له السكنى والموافقة بقدر الضرورة ووجب عليه السعى فى الحيلة للخروج وان لم يكن التخويف كذلك كالتخويف بفوات المنفعة أو بلحوق المشقة التى يمكنه تحملها كالحبس مع القوت والضرب القليل الغير المهلك لايجوز له الموافقة وإن ترتب على ذلك موته كان شهيدا ، وأما الثانى فالتقية ممن كانت عداوته مبنية على أغراض دنيوية ه

وقد اختلف العلماء فى وجوب الهجرة وعدمه فيه فقال بعضهم : تجب الهجرة لوجوب حفظ المال والعرض ه

وقال جمع : لا تجب إذ الهجرة عن ذلك المقام مصلحة من المصالح الدنيوية ولا يعود بتركها نقصان فى الدين إذ العدو المؤمن كيفما كان لا يتعرض لعدوه الضعيف المؤمن مثله بالسوء من حيث هو مؤمن ه

وقال بعض الأجلة على طريق المحاكمة : الحق أن الهجرة ههنا قد تجب أيضا وذلك إذا خاف هلاك نفسه أو أقاربه أو الافراط فى هتك حرمته ، وقال : إنها مع وجوبها ليست عبادة إذ التحقيق أنه ليس كل واجب عبادة يثاب عليها فان الأكل عند شدة المجاعة والاحتراز عن المضرات المعلومة أو المظنونة فى المرض وعن تناول السمومات فى حال الصحة وما أشبه ذلك أمور واجبة ولا يثاب فاعلها عليها اه ، وفيه بحث ، وتمام الكلام فى هذا المقام يطلب من زبر العلماء الاعلام ، ولعل لنا عودة ان شاء الله تعالى لذكر شىء من ذلك والله تعالى الهادى لسلوك أقوم المسالك . بقى لنا فيما يتعلق بالآية شىء وهو ماقيل : انه سبحانه وصف المرسلين الخالين عليهم الصلاة والسلام بأنهم لايخشون أحدا إلا الله وقد أخبر عز وجل عن موسى عليه السلام بأنه قال : (إنا نخاف أن يفرط علينا) وهل خوف ذلك الا خشية غير الله تعالى فما وجه الجمع؟ قلت : أجيب بأن الخشية أخص من الخوف ه

قال الراغب : الخشية خوف يشوبه تعظيم وأكثر مايكون ذلك عن علم بما يخشى منه ، وذكر فى ذلك عدة آيات منها هذه الآية ، ونفى الخاص لايستلزم نفى العام فقد يجتمع مع إثباته ، وهذا أولى مما قيل فى الجواب من أن الخشية أخص من الخوف لأنها الخوف الشديد والمنفى فى الآية ههنا هو ذلك لا مطلق الخوف المثبت فيما حكى عن موسى عليه السلام ، وأجاب آخر بأن المراد بالخشية المنفية الخوف الذى يحدث بعد الفكر والنظر وليس من العوارض الطبيعية البشرية ، والخوف المثبت هو الخوف العارض بحسب البشرية بادى الرأى وكم قد عرض مثله لموسى عليه السلام ولغيره من إخوانه وهو مما لانقص فيه كما لا يخفى على كامل ، وهو جواب حسن ، وقيل : ان موسى عليه السلام انما خاف أن يعجل فرعون عليه بما يحول بينه وبين اتمام الدعوة واظهار المعجزة فلا يحصل المقصود من البعثة فهو خوف لله عز وجل ، والمراد بما نفى عن المرسلين هو الخوف عنه سبحانه بمعنى أن يخاف غيره جل وعلا فيخل بطاعته أو يقدم على معصيته وأين هذا من ذاك فتأمل تولى الله تعالى هداك ه

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ ﴾ رد لمنشأ خشيته صلى الله تعالى عليه وسلم الناس المعاتب عليها بقوله تعالى : (وتخشى الناس والله أحق أن تخشاه) وهو قولهم : إن محمدا عليه الصلاة والسلام تزوج زوجة ابنه زيد بنفى كون زيد ابنه الذى يحرم نكاح زوجته عليه صلى الله تعالى عليه وسلم على أبلغ وجه كما ستعرفه قريبا

إن شاء الله تعالى ، والرجال جمع رجل بضم الجيم كما هو المشهور وسكونه وهو على ما في القاموس الذكر إذا احتلم وشب أو هو رجل ساعة يولد ، وفي بعض ظواهر الآيات والأخبار ماهو مؤيد للثاني نحو قوله تعالى (للرجال نصيب مما ترك الولدان والأقربون) وقوله سبحانه : (وإن كان رجل يورث كلالة) ونحو قوله عليه الصلاة والسلام : « فلأولى رجل ذكر » والبحث الذي ذكره بعض أجلة المتأخرين فيما ذكر من الأمثلة لا يدفع كون الظاهر منها ذلك عند المنصف، وقد يذكر لتأييد الأول قوله تعالى : (والمستضعفين من الرجال والنساء والولدان) فان الرجال فيه للبالغين ، وفيه بحث ، نعم ظاهر كلام الزمخشري وهو امام له قدم راسخة في اللغة وغيرها من العلوم العربية يدل على أن الرجل هو الذكر البالغ، وأياما كان فاضافة رجال الى ضمير المخاطبين باعتبار الولاد فان أريد بالرجال الذكور البالغون فالمعنى ما كان محمد أبا أحد من أبنائكم أيها الناس الذكور البالغين الذين ولدتموهم ، وان أريد بهم الذكور مطلقا فالمعنى ما كان محمد أبا أحد من أبنائكم الذين ولدتموهم مطلقا كبارا كانوا أوصغارا .

والأب حقيقة لغوية في الوالد على ما يفهم من كلام كثير من اللغويين ، والمراد بالابوة المنفية هنا الابوة الحقيقية الشرعية التي يترتب عليها أحكام الابوة الحقيقية اللغوية من الارث ووجوب النفقة وحرمة المصاهرة سواء كانت بالولادة أو بالرضاع أو بتبني من يولد مثله لمثله وهو مجهول النسب فحيث نفى كونه صلى الله تعالى عليه وسلم أبا أحد من رجالهم بأي طريق كانت الابوة، ومن المعلوم أن زيدا أحد من رجالهم تحقق نفي كونه عليه الصلاة والسلام ابا له مطلقا ، أما كونه صلى الله تعالى عليه وسلم ليس ابا له بالولادة فمما لانزاع فيه ولم يتوهم أحد خلافه ، ومثله كونه عليه الصلاة والسلام ليس ابا له بالرضاع، وأما كونه صلى الله تعالى عليه وسلم ليس أبا له بالتبني مع تحقق تبنيه عليه الصلاة والسلام فلأن الابوة بالتبني التي نفيت انما هي الابوة الحقيقية الشرعية وما كان من التبني لايستتبعها لتوقفها شرعا على شرائط ، منها كون المتبنى مجهول النسب وذلك منتف في زيد فقد كان معروف النسب فيما بينهم، وقد تقدم لك أنه ابن حارثة، وتعميم نفي أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد من رجالهم بحيث شمل نفي الابوة بالولادة والابوة بالرضاع والابوة بالتبني مع أنه لاكلام في انتفاء الاولين وانما الكلام في انتفاء الاخيرة فقط اذ هي التي يزعمها من يقول : تزوج محمد عليه الصلاة والسلام زوجة ابنه للمبالغة في نفي الابوة بالتبني التي زعموا ترتب احكام الابوة الحقيقية عليها بنظمها في سلك ما لا خفاء فيه أصلا .

ولعل هذا هو السر في قوله سبحانه (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم) دون ما كان محمد أبا أحد من الرجال أو ما كان محمد أبا أحد منكم ، ولعله لهذا أيضا صرح بنفي أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد من رجالهم ليعلم منه نفي بنوة أحد من رجالهم له عليه الصلاة والسلام ، ولم يعكس الحال بأن يصرح بنفي بنوة أحد من رجالهم له عليه الصلاة والسلام ليعلم نفي أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد من رجالهم، ويؤتى بما بعد على وجه ينتظم مع ما قبل وبحمل الابوة المنفية على الأبوة الحقيقية الشرعية ينحل اشكال في الآية وهو أن سياقها لنفي أبوته عليه الصلاة والسلام لزيد ليرد به على من يعترض على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بتزوجه مطلقته فان أريد بالابوة الابوة الحقيقية اللغوية وهي ما يكون بالولادة لم تلائم السياق ولم يحصل بها الرد المذكور مع أنه هو المقصود إذ لم يكن أحد يزعم ويتوهم أنه صلى الله تعالى عليه وسلم كان أبا زيد بالولادة ، وان أريد بها الابوة المجازية التي تحقق بالتبني ونحوه فنفيها غير صحيح لأنه عليه الصلاة والسلام كان

أبا لزيد مجازا لتبنيه إياه ولم يزل زيد يدعى بابن محمد صلى الله تعالى عليه وسلم حتى نزل قوله تعالى (ادعوهم لآبائهم) فدعوه حينئذ بابن حارثة، ووجه انحلاله بما ذكرنا من أن المراد بالابوة الابوة الحقيقية الشرعية أن هذه الابوة تكون بالولادة وبالرضاع وبالتبنى بشرطه وهى بانواعها غير متحققة فى زيد، أما عدم تحققها بالنوعين الاولين فظاهر، وأما عدم تحققها بالنوع الاخير فلأن التبنى وإن وقع إلا أن شرطه الذى به يستتبع الابوة الحقيقية الشرعية مفقود كما علمت، وبجعل اضافة الرجال الى الضمير المخاطبين باعتبار الولادة يندفع استشكال النفى المذكور بأنه عليه الصلاة والسلام قد ولد له عدة ذكور فكيف يصح النفى لأن من ولد له عليه الصلاة والسلام ليس مضافا للمخاطبين باعتبار الولادة بل هو مضاف اليه صلى الله تعالى عليه وسلم باعتباره، ومن خص الرجال بالبالغين قال: لا ينتقض العموم بذلك لأن جميع من ولد له عليه الصلاة والسلام مات صغيرا ولم يبلغ مبلغ الرجال، وقيل: لا اشكال فى ذلك لأنه عليه الصلاة والسلام لم يكن له ابن يوم نزول الآية لأن السورة مدنية نزلت على مانقل عن ابن الاثير فى تاريخ الكامل السنة الخامسة من الهجرة وفيها تزوج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بزينب، ومن ولد له صلى الله تعالى عليه وسلم من الذكور بمن عدا ابراهيم فانما ولد بمكة قبل الهجرة وتوفى فيها، وابراهيم وإن ولد بالمدينة لكن ولد السنة الثامنة من الهجرة فلم يكن مولودا يوم النزول بل بعده وهو كما ترى، وكما استشكل النفى بما ذكر استشكل بالحسن والحسين رضى الله تعالى عنهما فقد كان النبى ﷺ أباً لهما حقيقة شرعية، ولم يرتض بعضهم هنا الجواب بخروجهما بالاضافة لأن لهما نسبة إلى المخاطبين باعتبار الولادة لدخول على كرم الله تعالى وجهه فيهم وهما ولداه، وارتضاه آخر بناء على أن الاضافة للاختصاص باعتبار الولادة ولا اختصاص للحسنين بعلى رضى الله تعالى عنهم باعتبارها لما انهما ولدا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم أيضا لكن بالواسطة. فان قبل هذا فذاك وإلا فالجواب. أما ماقيل من أن المراد بالرجال البالغون ولم يكونا رضى الله تعالى عنهما يوم النزول كذلك فان الحسن رضى الله تعالى عنه ولد السنة الثالثة من الهجرة والحسين رضى الله تعالى عنه ولد السنة الرابعة منها لخمس خلون من شعبان وقد علقت به أمه عقب ولادة أخيه بخمسين ليلة أو أقل وكان النزول بعد ولادتهما على ماسمعت آنفا، وأما ماقيل من أن المراد بالاب فى الآية الاب الصلب ومعلوم أنه صلى الله تعالى عليه وسلم لم يكن أباهما كذلك فتدبر، وقيل: ليس المراد من الآية سوى نفى أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد من الرجال بالتبنى لتنتفى أبوته عليه الصلاة والسلام لزيد التى يزعمها المعترض كما يدل عليه سوق الآية الكريمة فكأنه قيل: ماكان محمد أبا أحد من رجالكم كما زعمتم حيث قلتم إنه أبو زيد لتبنيه اياه وهى ساكتة عن نفى أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد بالولادة أو بالرضاع وعن اثباتها فلا سؤال بمن ولد له صلى الله تعالى عليه وسلم من الذكور ولا بالحسنين رضى الله تعالى عنهم ولا جواب ه

وإلى اختيار هذا يميل كلام أبى حيان والله تعالى أعلم. واستدل بعض الشافعية بهذه الآية على أنه لا يجوز أن يقال للنبى عليه الصلاة والسلام أبو المؤمنين حكاه صاحب الروضة ثم قال: ونص الشافعى عليه الرحمة على أنه يجوز أن يقال له صلى الله تعالى عليه وسلم أبو المؤمنين أى فى الحرمة ونحوها، وقال الراغب بعد أن قال الاب الوالد مانصه: ويسمى كل من كان سببا فى ايجاد شىء اواصلاحه اوظهوره أبا ولذلك سمى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم أبا المؤمنين قال الله تعالى: (النبى أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم) وفى بعض القراآت (وهو أب لهم) وروى أنه عليه الصلاة والسلام قال: لعلى كرم الله تعالى وجهه «أنا وأنت أبوا هذه الأمة» وإلى هذا أشار صلى الله

تعالى عليه وسلم بقوله «كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببي ونسبي» اه فلا تغفل، وعلى جواز الاطلاق قالوا: إن قوله تعالى: ﴿وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ﴾ استدراك من نفى كونه عليه الصلاة والسلام أبا أحد من رجالهم على وجه يقتضى حرمة المصاهرة ونحوها إلى إثبات كونه صلى الله تعالى عليه وسلم أبا لكل واحد من الأمة فيما يرجع إلى وجوب التوقير والتعظيم له صلى الله تعالى عليه وسلم ووجوب الشفقة والنصيحة لهم عليه عليه الصلاة والسلام فان كل رسول أب لأمته فيما يرجع إلى ذلك، وحاصله أنه استدراك من نفى الأبوة الحقيقية الشرعية التى يترتب عليها حرمة المصاهرة ونحوها إلى إثبات الأبوة المجازية اللغوية التى هى من شأن الرسول عليه الصلاة والسلام وتقتضى التوقير من جانبهم والشفقة من جانبه صلى الله تعالى عليه وسلم وقيل فى توجيه الاستدراك أيضا إنه لما نفيت أبوته صلى الله تعالى عليه وسلم لأحد من رجالهم مع اشتهار أن كل رسول أب لأمته ولذا قيل: إن لوطا عليه السلام عنى بقوله: (هؤلاء بناتى هن أطهر لكم) المؤمنات من أمته يتوهم نفى رسالته صلى الله تعالى عليه وسلم بناء على توهم التلازم بين الأبوة والرسالة فاستدرك باثبات الرسالة تنبيها على أن الأبوة المنفية شيء والمثبتة للرسول شيء آخر، وأما قوله سبحانه ﴿وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ فقد قيل إنه جيء به ليشير إلى كمال نصحه وشفقته صلى الله تعالى عليه وسلم فيفيد أن أبوته عليه الصلاة والسلام للامة المشار اليها بقوله تعالى: (ولـكن رسول الله) أبوة كاملة فوق أبوة سائر الرسل عليهم السلام لأنهم وذلك لأن الرسول الذى يكون بعده رسول ربما لايبالغ فى الشفقة غايتها وفى النصيحة نهايتها اتكالا على من يأتى بعده كالوالد الحقيقى إذا علم أن لولده بعده من يقوم مقامه، وقيل: إنه جيء به للاشارة إلى امتداد تلك الأبوة المشار اليها بما قبل إلى يوم القيامة فكأنه قيل: (ما كان محمد أبا أحد من رجالكم) بحيث تثبت بينه وبينه حرمة المصاهرة ولـكن كان أبا كل واحد منكم وأبا أبنائكم وأبناء أبنائكم وهكذا إلى يوم القيامة بحيث يجب له عليكم وعلى من تناسل منكم احترامه وتوقيره ويجب عليه لكم ولمن تناسل منكم الشفقة والنصح الكامل، وقيل: إنه جيء به لدفع مايتوهم من قوله تعالى: (من رجالكم) من أنه صلى الله تعالى عليه وسلم يكون أبا أحد من رجاله الذين ولدوا منه عليه الصلاة والسلام بأن يولد له ذكر فيعيش حتى يبلغ مبلغ الرجال وذلك لأن كونه عليه الصلاة والسلام خاتم النبيين يدل على أنه لا يعيش له ولد ذكر حتى يبلغ لأنه لو بلغ لكان منصبه أن يكون نبيا فلا يكون هو صلى الله تعالى عليه وسلم خاتم النبيين ويراد بالأب عليه الأب الصلب لئلا يعترض بالحسنين رضى الله تعالى عنهما، ودليل الشرطية مارواه إبراهيم السدى عن أنس قال: كان إبراهيم -يعنى ابن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم- قد ملأ المهد ولو بقى لكان نبيا لـكن لم يبق لأن نبيكم آخر الأنبياء عليهم السلام، وجاء نحوه فى روايات أخر.

أخرج البخارى من طريق محمد بن بشر عن إسماعيل بن أبى خالد قال: قلت لعبدالله بن أبى أوفى رأيت إبراهيم ابن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم قال: مات صغيرا ولو قضى بعد محمد صلى الله تعالى عليه وسلم نبى عاش ابنه إبراهيم ولـكن لانبى بعده.

وأخرج أحمد عن وكيع عن إسماعيل سمعت ابن أبى أوفى يقول: لو كان بعد النبى نبى ما مات ابنه.

وأخرج ابن ماجه وغيره من حديث ابن عباس لما مات إبراهيم ابن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم صلى عليه وقال:

«إن له مرضعا فى الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا ولو عاش لأعتقت أخواله من القبط وما استرق قبطى» وفى سنده أبو شيبة إبراهيم بن عثمان الواسطى وهو على ماقال القسطلانى ضعيف، ومن طريقه أخرجه ابن منده فى المعرفة وقال: إنه غريب، وكأن النووى لم يقف على هذا الخبر المرفوع أو نحوه أو وقف عليه ولم يصح عنده فقال فى تهذيب الأسماء واللغات: وأما ما روى عن بعض المتقدمين لو عاش إبراهيم لكان نبيا فباطل وجسارة على الكلام على المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم، ومثله ابن عبدالبر فقد قال فى التمهيد: لاأدرى ما هذا فقد ولد نوح عليه السلام غير نبى ولو لم يلد النبى إلا نبيا لكان كل أحد نبيا لأنهم من نوح عليه السلام، وأنا أقول: لايظن بالصحابى الهجوم على الاخبار عن مثل هذ الأمر بالظن، فالظاهر أنه لم يخبر إلا عن توقيف من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، وإذا صح حديث ابن عباس رضى الله تعالى عنهما المرفوع ارتفع الخصام، لكن الظاهر أن هذا الأمر فى إبراهيم خاصة بأن يكون قد سبق فى علم الله تعالى أنه لو عاش لجعله جل وعلا نبيا لا لكونه ابن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم بل لأمر هو جل شأنه به أعلم (والله أعلم حيث يجعل رسالته) وحينئذ يرد على الشرطية السابقة أعنى قوله لأنه: لو بلغ لكان منصبه أن يكون نبيا منع ظاهر، والدليل الذى سيق فيما سبق لا يثبتها لما أن ظاهره الخصوص فيجوز أن يبلغ ولد ذكره عليه الصلاة والسلام غير إبراهيم ولا يكون نبيا لعدم أهليته للنبوة فى علم الله تعالى لو عاش.

وقول بعض الأفاضل: ليس مبنى تلك الشرطية على اللزوم العقلى والقياس المنطقى بل على مقتضى الحكمة الالهية وهى أن الله سبحانه أكرم بعض الرسل عليهم السلام بجعل أولادهم أنبياء كالخليل عليه السلام ونبينا صلى الله تعالى عليه وسلم أكرمهم عليه وأفضلهم عنده فلو عاش أولاده اقتضى تشريف الله تعالى له وأفضليته عنده ذلك ليس بشىء لأنا نقول: لا يلزم من إكرام الله تعالى بعض رسله عليهم السلام بنبوة الأولاد وكون نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم أكرمهم وأفضلهم اقتضاء التشريف والأفضلية نبوة أولاده لو عاشوا و بلغوا ليقال إن حكمة كونه عليه الصلاة والسلام خاتم النبيين لكونها أجل وأعظم منعت من أن يعيشوا فينبؤا، ألاترى أن الله تعالى أكرم بعض الرسل بجعل بعض أقاربهم فى حياتهم وبعد مماتهم أنبياء معينين لهم ومؤيدين لشريعتهم غير مخالفين لها فى أصل أو فرع كموسى عليه السلام ونبينا عليه الصلاة والسلام أكرمهم وأفضلهم ولم يجعل له ذلك.

فان قيل: إنه عوض صلى الله تعالى عليه وسلم عنه بأن جعل جل شأنه له من أقاربه وأهل بيته علماء أجلاء كأنبياء بنى إسرائيل كعلى كرم الله تعالى وجهه كما يرشد اليه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم له رضى الله تعالى عنه «أنت منى بمنزلة هرون من موسى» إلا أنه لا نبى بعدى قلنا. فلم لا يجوز أن يبقى سبحانه له عليه الصلاة والسلام أولادا ذكورا بالغين ويعوضه عن نبوتهم التى منعت عنها حكمة الخاتمية نحو ماعوضه عن نبوة بعض أقاربه التى منعت عنها تلك الحكمة وذلك أقرب لمقتضى التشريف كما لايخفى، وقيل: الملازمة مستفادة من الآية لأنه لولاها لم يكن للاستدراك معنى إذ لكن تتوسط بين متقابلين فلابد من منافاة بنوتهم له عليه الصلاة والسلام لكونه خاتم النبيين وهو إنما يكون باستلزام بنوتهم نبوتهم، ولا يقدح فيه قوله تعالى: (رسول الله) كما يتوهم لأنه لو سلم رسالتهم لكانت إما فى عصره صلى الله تعالى عليه وسلم وهى تنافى رسالته أو بعده وهى تنافى

خاتميته اه ، وفيه أن الملازمة فى قوله: ولولا ذلك لم يكن للاستدراك معنى ممنوعة، والدليل المذكور لم يثبتها لجواز أن يكون معنى الاستدراك ماذكرناه أولا ، على أن فيما ذكره بعد ما لا يخفى، وقيل فى توجيه الاستدراك: إنه لما كان عدم النسل من الذكور يفهم منه أنه لا يبقى حكمه صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يدوم ذكره استدرك بما ذكر وهو كما ترى *

وقال بعض المتأخرين: يجوز أن لا يكون الاستدراك بلكن هنا بمعنى رفع التوهم الناشىء من أول الكلام كما فى قولك: مازيد كريم لكنه شجاع بل بمعنى أن يثبت لما بعدها حكم مخالف لما قبلها نحو ماهذا ساكن لكنه متحرك وما هذا أبيض لكنه أسود وقد جاء كذلك فى بعض آى الكتاب الكريم كما فى قوله تعالى: (ياقوم ليس بى سفاهة ولكنى رسول من رب العالمين) فان نفى السفاهة لا يوهم انتفاء الرسالة ولا انتفاء ما يلزمها من الهدى والتقوى حتى يجعل استدراكا بالمعنى الأول اه فليتأمل *

ومن العجيب ان ابن حجر الهيتمى قال فى فتاواه الحديثية: إنه لابعد فى إثبات النبوة لابراهيم ابن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى صغره وقد ثبت فى الصغر لعيسى ويحيى عليهما السلام ، ثم نقل عن السبكى كلاما فى حديث «كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد» حاصله أن حقيقته عليه الصلاة والسلام قد تكون من قبل آدم آتاها الله تعالى النبوة بأن خلقها مهيأة لها وأفاضها عليها من ذلك الوقت وصار نبيا ثم قال: وبه يعلم تحقيق نبوة سيدنا إبراهيم فى حال صغره اه وفيه بحث . وخبر أنه عليه الصلاة والسلام أدخل يده فى قبره بعد دفنه وقال «أما والله إنه لنبى ابن نبى» فى سنده من ليس بالقوى فلا يعول عليه ليتكلف لتأويله، والخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع لما يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى ختم النبيون به ومآله آخر النبيين، وقال المبرد: (خاتم) فعل ماض على فاعل وهو فى معنى ختم النبيين فالنبيين منصوب على أنه مفعول به وليس بذاك . وقرأ الجمهور (وخاتم) بكسر التاء على أنه اسم فاعل أى الذى ختم النبيين ، والمراد به آخرهم أيضا، وفى حرف ابن مسعود ولكن نبيا ختم النبيين ، والمراد بالنبى ماهو أعم من الرسول فيلزم من كونه صلى الله تعالى عليه وسلم خاتم النبيين كونه خاتم المرسلين والمراد بكونه عليه الصلاة والسلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى أحد من الثقلين بعد تحليه عليه الصلاة والسلام بها فى هذه النشأة *

ولا يقدح فى ذلك ما أجمعت الأمة عليه واشتهرت فيه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوى ونطق به الكتاب على قول ووجب الايمان به وأكفر منكره كالفلاسفة من نزول عيسى عليه السلام آخر الزمان لأنه كان نبيا قبل تحلى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم بالنبوة فى هذه النشأة ومثل هذا يقال فى بقاء الخضر عليه السلام على القول بنبوته وبقائه ، ثم انه عليه السلام حين ينزل باق على نبوته السابقة لم يعزل عنها بحال لكنه لا يتعبد بها لنسخها فى حقه وحق غيره وتكليفه بأحكام هذه الشريعة أصلا وفرعا فلا يكون اليه عليه السلام وحى ولا نصب أحكام بل يكون خليفة لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وحاكما من حكام ملته بين أمته بما علمه فى السماء قبل نزوله من شريعته عليه الصلاة والسلام كما فى بعض الآثار أو ينظر فى الكتاب والسنة وهو عليه السلام لا يقصر عن رتبة الاجتهاد المؤدى الى استنباط ما يحتاج اليه أيام مكثه فى الأرض من الاحكام وكسره الصليب وقتله الخنزير ووضعه الجزية وعدم قبولها مما علم من شريعتنا صوابيته فى قوله

صلى الله تعالى عليه وسلم (١) «إن عيسى ينزل حكما عدلا يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية»، فنزوله عليه السلام غاية لاقرار الكفار ببذل الجزية على تلك الأحوال ثم لا يقبل الا الاسلام لا نسخ لها قاله شيخ الاسلام ابراهيم اللقانى فى هداية المريد لجوهرة التوحيد، وقوله: أنه عليه السلام حين ينزل باق على نبوته السابقة لم يعزل عنها بحال لكنه لايتعبد بها الخ أحسن من قول الخفاجى الظاهر أن المراد من كونه على دين نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم انسلاخه عن وصف النبوة والرسالة بأن يبلغ ما يبلغه عن الوحى وانما يحكم بما يتلقى عن نبينا عليه الصلاة والسلام ولذا لم يتقدم لامامة الصلاة مع المهدى ولا أظنه عنى بالانسلاخ عن وصف النبوة والرسالة عزله عن ذلك بحيث لا يصح اطلاق الرسول والنبى عليه عليه السلام فمعاذ الله أن يعزل رسول أو نبى عن الرسالة أو النبوة بل أكاد لا أتعقل ذلك، ولعله أراد أنه لايبقى له وصف تبليغ الاحكام عن وحى كما كان له قبل الرفع فهو عليه السلام نبى رسول قبل الرفع وفى السماء وبعد النزول وبعد الموت أيضا، وبقاء النبوة والرسالة بعد الموت فى حقه وحق غيره من الأنبياء والمرسلين عليهم السلام حقيقة مما ذهب اليه غير واحد فان المتصف بهما وكذا بالايمان هو الروح وهى باقية لا تتغير بموت البدن، نعم ذهب الاشعرى كما قال النسفى الى انهما بعد الموت باقيان حكما، وما أفاده كلام اللقانى من أنه عليه السلام يحكم بما علم فى السماء قبل نزوله من الشريعة قد أفاده السفارينى فى البحور الزاخرة وهو الذى أميل له، وأما أنه يجتهد ناظرا فى الكتاب والسنة فبعيد وإن كان عليه السلام قد أوتى فوق ما أوتى مجتهدو الامم مما يتوقف عليه الاجتهاد بكثير اذ قد ذهب معظم اهل العلم الى أنه حين ينزل يصلى وراء المهدى رضى الله تعالى عنه صلاة الفجر وذلك الوقت يضيق عن استنباط ما تضمنته تلك الصلاة من الاقوال والافعال من الكتاب والسنة على الوجه المعروف *

نعم لا يبعد أن يكون عليه السلام قد علم فى السماء بعضا ووكل الى الاجتهاد والاخذ من الكتاب والسنة فى بعض آخر، وقيل: إنه عليه السلام يأخذ الاحكام من نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم شفاها بعد نزوله وهو فى قبره الشريف عليه الصلاة والسلام، وأيد بحديث أبى يعلى «والذى نفسى بيده لينزلن عيسى ابن مريم ثم لئن قام على قبرى وقال يا محمد لأجيبنه» *

وجوز أن يكون ذلك بالاجتماع معه عليه الصلاة والسلام روحانية ولا بدع فى ذلك فقد وقعت رؤيته صلى الله تعالى عليه وسلم بعد وفاته لغير واحد من الكاملين من هذه الامة والاخذ منه يقظة، قال الشيخ سراج الدين بن الملقن فى طبقات الاولياء: قال الشيخ عبد القادر الكيلانى قدس سره: رأيت رسول الله ﷺ قبل الظهر فقال لى: يا بنى لم لا تتكلم؟ قلت: يا أبتاه أنا رجل أعجم كيف أتكلم على فصحاء بغداد فقال: افتح فاك ففتحته فتفل فيه سبعا وقال: تكلم على الناس وادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة فصليت الظهر وجلست وحضرنى خلق كثير فارتج على فرأيت عليا كرم الله تعالى وجهه قائما بازائى فى المجلس فقال لى: يا بنى لم لا تتكلم؟ قلت: يا أبتاه قد ارتج على فقال: افتح فاك ففتحته فتفل فيه ستا فقلت: لم لا تكملها سبعا قال: أدبا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ثم توارى عنى فقلت: غواص الفكر يغوص فى بحر القلب على درر المعارف فيستخرجها الى ساحل الصدر فينادى عليها سمسار ترجمان اللسان فتشترى بنفائس أثمان حسن الطاعة فى بيوت اذن الله ان ترفع، وقال أيضا فى ترجمة الشيخ خليفة بن موسى النهر ملكى: كان كثير الرؤية لرسول الله عليه

(١) حديث صحيح وفى الصحيحين ماهو بمعناه اه منه

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

مُّدَّكِرٍ	مِنْ	فَهَلْ	لِلذِّكْرِ	الْقُرْاٰنَ	يَسَّرْنَا	لَقَدْ	وَ
نصیحت پکڑنیوالا ○	کوئی	پس کیا ہے	واسطے نصیحت کے	قرآن کو	آسان کیا ہم نے	البتہ تحقیق	اور

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟ ○

آسان لفظی اور عام فہم ترجمہ

القرآن الکریم

فائق البیان فی معانی کلمات القرآن

لفظی ترجمہ: مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بامحاورہ سلیس ترجمہ: مولانا فتح محمد خان جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

پاک کمپنی (رجسٹرڈ)

۱۷-اردو بازار ○ لاہور

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

مَا	كَانَ	مُحَمَّدٌ	اَبَآ	اَحَدٍ	مِّنْ	رِّجَالِكُمْ	وَلٰكِنْ	رَّسُوْلَ	اللّٰهِ
نہیں	ہے	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	باپ	کسی کا	سے	مردوں تمہارے میں	اور لیکن	رسول	اللہ کا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ع ۵

وَ	خَاتَمَ	النَّبِيّٖنَ	وَ	كَانَ	اللّٰهُ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمًا	يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا
اور	مہر	سب نبیوں پر ہے	اور	ہے	اللہ	ہر	چیز کو	جاننے والا	اے	لوگو جو	ایمان لائے ہو

اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں) اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۴۰﴾ اے اہل ایمان اللہ کا

اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ

اذْكُرُوا	اللّٰهَ	ذِكْرًا	كَثِيْرًا	وَّ	سَبِّحُوْهُ	بُكْرَةً	وَّ	اَصِيْلًا	هُوَ	الَّذِيْ
یاد کرو	اللہ کو	یاد کرنا	بہت	اور	پاکی بیان کرو اس کی	صبح	اور	شام	وہی ہے	جو

بہت ذکر کیا کرو ﴿۴۱﴾ اور صبح اور شام اُس کی پاکی بیان کرتے رہو ﴿۴۲﴾ وہی تو ہے

يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

يُصَلِّيْ	عَلَيْكُمْ	وَ	مَلٰٓئِكَتُهٗ	لِيُخْرِجَكُمْ	مِّنَ	الظُّلُمٰتِ	اِلَى	النُّوْرِ
رحمت بھیجتا ہے	اوپر تمہارے	اور	فرشتے اس کے	تاکہ نکالے تم کو	سے	اندھیروں	طرف	نور کی

جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۖۚ وَاَعَدَّ

وَ	كَانَ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ	رَحِيْمًا	تَحِيَّتُهُمْ	يَوْمَ	يَلْقَوْنَهٗ	سَلٰمٌ	وَ	اَعَدَّ
اور	ہے	ساتھ ایمان والوں کے	مہربان	دعا ان کی	جس دن	ملاقات کرینگے اس سے	سلام ہے	اور	تیار کیا ہے

اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے ﴿۴۳﴾ جس روز وہ اُن سے ملیں گے اُن کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور

لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا

لَهُمْ	اَجْرًا	كَرِيْمًا	يٰۤاَيُّهَا	النَّبِيُّ	اِنَّآ	اَرْسَلْنٰكَ	شَاهِدًا	وَّ	مُبَشِّرًا
واسطے انکے	ثواب	بزرگ	اے	نبی	بیشک	بھیجا ہم نے تجھ کو	گواہ	اور	خوشخبری دینے والا

اُس نے اُن کے لیے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے ﴿۴۴﴾ اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا

القرآن الحکیم
مترجم
از مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ
تفسیر
از مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلویؒ
قدرت اللہ

اللّٰهَ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

اللہ سے اور بس ہے اللہ کفایت کرنیوالا ف۱ نہیں ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

و لیکن پیغمبر خدا کا ہے اور ختم کرنیوالا تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو

عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

جاننے والا ف۲ اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کو یاد کرنا بہت

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ

اور پاکی بیان کرو اس کی صبح اور شام وہی ہے جو رحمت بھیجتا ہے اوپر تمہارے

وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ

اور فرشتے اس کے تو کہ نکالے تم کو اندھیروں سے طرف روشنی کی اور ہے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَاَعَدَّ

ساتھ ایمان والوں کے مہربان دعا ان کی جسدن ملاقات کریں گے اس سے سلام ہے اور تیار کیا ہے

لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

واسطے اُن کے ثواب بزرگ ف۳ اے نبی تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو گواہ

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور پکارنے والا طرف اللہ کی ساتھ حکم اسکے کے اور چراغ روشن

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا

اور خوشخبری دے ایمان والوں کو ساتھ اسکے کہ واسطے انکے ہے اللہ کی طرف سے فضل بڑا ف۴ اور مت

تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى

کہا مان کافروں کا اور منافقوں کا اور چھوڑ دے ایذا دینا اُن کا اور توکل کر اوپر

اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ

اللہ کے اور کفایت ہے اللہ کام بنانے والا اے لوگو جو ایمان لائے ہو جسوقت کہ نکاح کرو تم

الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ

ایمان والیوں کو پھر طلاق دو تم اُن کو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ ان کو پس نہیں واسطے تمہارے

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

اوپر ان کے گنتی دنوں کی کہ گنو اس کو پس کچھ فائدہ دو اُن کو اور رخصت کرو ان کو رخصت کرنا

ف۱ یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو گیا مضائقہ رہتا ہے ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص رہے ہیں جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤد علیہ السلام کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہوا ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلاف حکم نہیں کرتے۔ ۱۲۔ منہ رح

ع ۵/۶ ۲

ف۲ حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے۔ ۱۲۔ منہ رح

ف۳ یعنی اللہ ان پر سلام بھیجے گا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور رہو گی۔ ۱۲۔ منہ رح

ف۴ سب اُمتوں سے برتر یہی اُمت ہے۔ ۱۲۔ منہ رح

جلد چہارم

تبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

مصنفہ فخر المفسرین زبدۃ المحدثین عمدۃ المتکلمین فاضل اجل حضرت
مولانا ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ،

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

اس بے نظیر تفسیر میں جس طرح بے شمار دریائے علوم کو کوزے میں بند کیا ہے اسی طرح اس کی زبان عام فہم سلیس اور صاف ہے تاکہ ہر خاص و عام استفادہ کرے اور لطائف و حقائق و نکات قرآنیہ سے فیض یاب ہو

ناشر میر محمد کتب خانہ مرکز علم و ادب آرام باغ کراچی

اسلام میں ظاہر ہو کر مخالف ہمیشہ سے اپنی کاری گری کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے بہت سی جھوٹی حدیثیں بھی گھڑی ہیں جن سے اسلام اور پیغمبرؑ پر بدنما دھبہ لگانا مقصود ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید کی تفسیر کرنے میں بھی وہ ایسی روایات شامل کر دیتے ہیں کہ جن سے آیات کا مطلب اُلٹ پلٹ ہو جاوے اور اسلام پر کوئی عیب لگے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر انہوں نے ایسا کیا ہے۔ من جملہ ان کے یہاں بھی عجیب و غریب روایات گھڑی ہیں۔ کسی نے کہہ دیا کہ زینب اچھے کپڑے پہنے کھڑی تھی۔ پیغمبرؑ جو زید کے گھر میں گئے زینب کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئے اور اللھم مقلب القلوب پڑھ کر چلے آئے۔ زینب اس لگاوٹ کو سمجھ گئی اس نے زید سے کہہ دیا۔ زید کو غیرت آئی طلاق دیدی آپؐ نے جھٹ پٹ نکاح کر لیا بلکہ بے نکاح کیے شوق میں آکر اس کے گھر میں گھس گئے اور اس سے ہمبستر ہوئے اور جو کسی نے پوچھا تو کہہ دیا کہ میرا نکاح اس سے آسمان پر ہو چکا ہے تخفی فی نفسك کے معنی زینب کی محبت اور اس کا عشق مراد لیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ دل میں تو یہ تھا کہ زید اس کو چھوڑ دے لیکن اس کو لوگوں سے ڈر کر ظاہر نہیں کرتے تھے اور بظاہر زید کو کہتے تھے کہ اس کو طلاق نہ دے۔

معاذ اللہ معاذ اللہ نبی علیہ السلام پر کیا کیا بہتان باندھے ہیں۔ زینبؓ تو آپؐ کی پھوپی زاد بہن تھی، لڑکپن سے آپؐ کے سامنے ہوتی تھی اور کون عورت تھی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پردہ کرتی تھی۔ پھر کیا آج ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو دیکھا تھا۔ اور اگر ابتدا سے محبت تھی تو زید سے کیوں نکاح کروایا جو بشکل

اس کے ورثہ راضی ہوئے تھے، آپ ہی کیوں نہ کر لیا جو بڑی خوشی سے اس کے وارث منظور کرتے۔

ان بے دینوں سے تو یہ بہتان بندی کچھ بھی تعجب نہیں مگر تعجب تو اپنے بعضؒ[1] سیدھے سادے بھولے بھالے مفسرین سے ہے کہ جنہوں نے ان کی روایات کو اپنی تفاسیر میں نقل کر دیا۔ اور ان کے اس کہنے سے دھوکہ میں آ گئے کہ حدثنا فلان عن فلان۔ یہ حضرات تو بس اس حدثنا پر غش ہیں، پھر نہیں دیکھتے کہ اس کے راوی کیسے ہیں اور یہ روایت کیسی ہے؟ جو مخالفینِ اسلام ان روایات یا ان سادہ لوح مفسرین کے اقوال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگاتے ہیں وہ عیب دراصل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ بھی نہیں لگتا بلکہ اُن راویوں پر لگتا ہے۔ نہ ہم ان بے ہودہ روایات کی صحت کے قائل ہیں نہ ان پر جو اعتراضات پڑتے ہیں ان کے جواب کے ذمہ دار ہیں

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ
محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
(زید کے بھی نہیں) لیکن وہ اللہ کے رسول
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
اور سب نبیوں پر مُہر ہیں اور اللہ ہر
شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝٤٠ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
بات جانتا ہے ایمان دارو!
اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝٤١ وَّ
اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور

[1] برخلاف محققین مفسرین کے اللہ ان کو جزائے خیر دے انہوں نے اس مقام پر ہمارے موافق معنے لکھے ہیں۔ ابن کثیر نے ان روایات پر ذرا بھی توجہ نہ کی اور کہہ دیا کہ یہ چھوڑ دینے کے قابل ہیں ۱۲ منہ

تفسیر القرآن
پارہ وقال الذین ۱۹ تا فمن اظلم ۲۴
مفسر
حضرت ادیب اعظم الحاج مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی
مصنف دو صد سیزدہ کتب
و
بانی جامعہ امامیہ
جلد چہارم
شمیم بک ڈپو، ناظم آباد ۲ کراچی ۱۸

وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

جو لوگ خدا کے احکام لوگوں تک پہنچاتے تھے وہ خدا سے ڈرتے تھے اور اس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (پھر تم کیوں ڈرتے ہو) اور اللہ حساب کے لیے کافی ہے۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور رسولوں کی مُہر ہیں (اُن پر نبوت ختم ہوتی ہے) اور خدا تو ہر شے سے خوب واقف ہے۔

عرب کا یہ دستور تھا کہ جب اُن کی مروجہ رسوم کے خلاف کوئی عمل ہوتا تھا تو وہ بڑی سختی سے اس کا مواخذہ کرتے تھے، اسے مطعون کرتے تھے۔ اس کا بائیکاٹ کرتے تھے۔ بعض اوقات اُس کو اپنے قبیلہ سے خارج کر دیتے تھے۔ لہٰذا جب حضورؐ نے اپنے لے پالک زید کی مطلقہ بی بی سے عقد کیا اور لوگوں نے اس کے خلاف شورش کی، تو حضرتؐ اس بات سے ڈرے کہ ان لوگوں کے غلط پروپیگنڈے کا مسلمانوں پر جو ابھی بہت تھوڑی تعداد میں ہیں، بُرا اثر پڑے گا تو خدا اُنؐ کی تسلی کے لیے فرماتا ہے کہ تم ان سے ڈرو نہیں (یہ امر اللہ کی سنت ہے اُن لوگوں کے لیے) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اُس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتے اور محاسبہ کرنے والا تو اللہ ہے۔ جب کسی رسم بد کا انسداد منظور ہوتا ہے تو انبیاءؑ اُس کی ابتدا اپنے گھر سے ہی کرتے ہیں۔ لوگ زید کو ابنِ محمدؐ کہہ کر پکارتے تھے۔ لہٰذا خدا نے اس کی روک تھام کے لیے فرمایا کہ ہمارے رسولؐ بنی آمت میں سے کسی کے باپ نہیں اور تم زید کو ابنِ رسولؐ نہ کہا کرو۔ وہ تو حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں۔ حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ ذُرِّيَّةَ كُلِّ نَبِيٍّ فِيْ صُلْبِهٖ وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِيْ فِيْ صُلْبِ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ۔ (اللہ نے ہر نبی کی اولاد اُس کے صلب میں قرار دی ہے اور میری اولاد صلبِ علی سے ہے) " ارجح المطالب "
آیہ اَبْنَآءَنَا کی عملی تفسیر میں آپ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ساتھ لے جا کر ثابت کیا کہ میرے بیٹے یہ ہیں۔
اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمت میں کسی کو کوئی نسبی تعلق رسولؐ سے نہیں سوائے حسنینؑ علیہما السلام کے۔
یہ بھی کس قدر لطیف بات ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی دونوں شاخوں میں جو آخری ہادیؑ ہوئے ہیں اُن کا نسبی سلسلہ عورت سے رکھا گیا ہے۔ حضرت اسحاقؑ کے سلسلہ کی آخری کڑی حضرت عیسیٰؑ بھی جو ذریتِ ابراہیمؑ ہیں ماں کی طرف سے شامل ہوئے یعنی آخری حجت حضرت مریمؑ کے بیٹے ہوئے۔ اس طرح اسماعیلؑ سلسلہ کے آخری ہادی حضرت فاطمہؑ کی اولاد میں حضرت امام مہدی علیہ السلام ہوئے۔
یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بیان تو اس بات کا ہو رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمہارے مردوں کیسے

آسان اردو ترجمہ
قرآنِ مجید
حافظ نذر احمد
مُسلِم اکادمی
۱۸/۲۹، محمّد نگر، لاہور
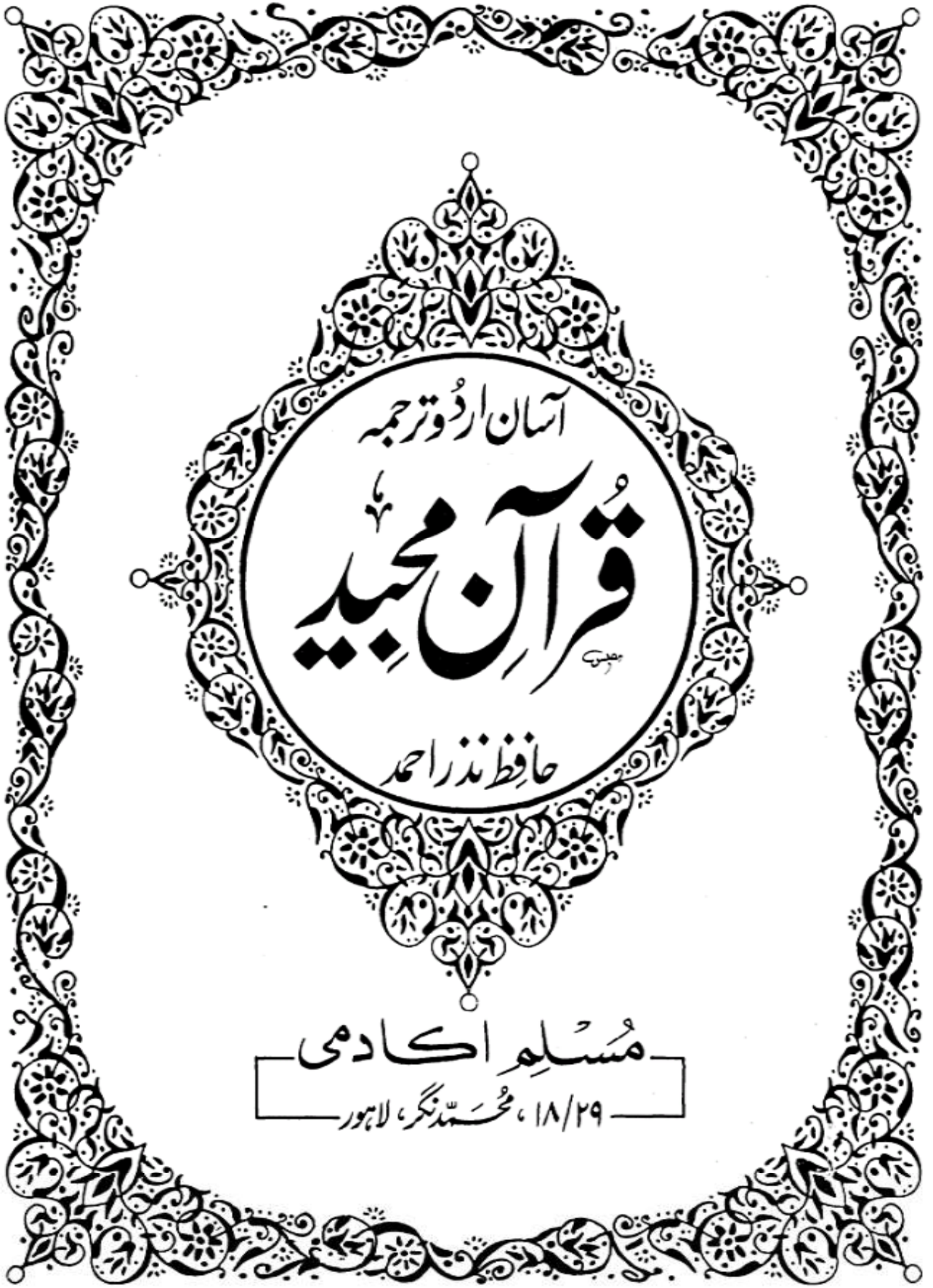
مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي

فِي	سُنَّةَ اللّٰهِ	لَهُ	فَرَضَ اللّٰهُ	فِيمَا	مِنْ حَرَجٍ	عَلَى النَّبِيِّ	مَا كَانَ
میں	اللہ کا دستور	اسکے لئے	مقرر کیا اللہ نے	اس میں جو	کوئی حرج	نبی پر	نہیں ہے

نبی پر اس کام میں کوئی حرج (تنگی) نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا اللہ کا (یہی) دستور (رہا ہے) ان میں

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿۳۸﴾ الَّذِينَ

الَّذِينَ	مَّقْدُورًا	قَدَرًا	أَمْرُ اللّٰهِ	وَكَانَ	مِنْ قَبْلُ	خَلَوْا	الَّذِينَ
وہ جو	اندازہ سے	مقرر کیا ہوا	اللہ کا حکم	اور ہے	پہلے	گزرے	وہ جو

جو پہلے گزرے ہیں اور اللہ کا حکم (صحیح) اندازہ سے مقرر کیا ہوا ہے۔ ﴿۳۹﴾ وہ جو

يُبَلِّغُونَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ ۗ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا

حَسِيبًا	بِاللّٰهِ	وَكَفٰى	إِلَّا اللّٰهَ	أَحَدًا	وَلَا يَخْشَوْنَ	وَيَخْشَوْنَهُ	رِسٰلٰتِ اللّٰهِ	يُبَلِّغُونَ
حساب لینے والا	اللہ	اور کافی ہے	اللہ کے سوا	کسی سے	اور نہیں ڈرتے	اور اس سے ڈرتے ہیں	اللہ کے پیغامات	پہنچاتے ہیں

اللہ کے پیغام پہنچاتے ہیں اور وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ

النَّبِيِّينَ	وَخَاتَمَ	رَّسُولَ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ	مِّنْ رِّجَالِكُمْ	أَحَدٍ	أَبَا	مُحَمَّدٌ	مَا كَانَ
نبیوں	اور مہر	اللہ کے رسول	اور لیکن	تمہارے مردوں میں سے	کسی کے	باپ	محمدؐ	نہیں ہیں

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور (سب) نبیوں پر مہر (آخری نبی) ہیں

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿۴۰﴾ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا

ذِكْرًا	اللّٰهَ	اذْكُرُوا	الَّذِينَ اٰمَنُوا	يٰأَيُّهَا	عَلِيمًا	بِكُلِّ شَيْءٍ	اللّٰهُ	وَكَانَ
یاد	اللہ	یاد کرو تم	ایمان والو	اے	جاننے والا	ہر شے کا	اللہ	اور ہے

اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! تم اللہ کو یاد کرو

كَثِيرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهُ

وَمَلٰٓئِكَتُهُ	عَلَيْكُمْ	يُصَلِّي	هُوَ الَّذِي	وَّأَصِيلًا	بُكْرَةً	وَّسَبِّحُوهُ	كَثِيرًا
اور اس کے فرشتے	تم پر	بھیجتا ہے	وہی جو	اور شام	صبح	اور پاکیزگی بیان کرو اسکی	بکثرت

بکثرت۔ اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (بھی)

وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآىٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

اپنے دل میں وہ بات چھپا رہے تھے جسکو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو۔ پھر جب زید نے اس سے تعلق ختم کر لیا یعنی اسکو طلاق دے دی تو ہم نے اسے تمہاری زوجیت میں دیدیا تاکہ مومنوں پر انکے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں جب وہ بیٹے ان سے اپنا تعلق ختم کر لیں یعنی طلاق دے دیں کچھ تنگی نہ رہے اور اللہ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا تھا۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ۙ

۳۸۔ پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے انکے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا۔

الَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ یَخْشَوْنَهٗ وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۳۹﴾

۳۹۔ یعنی ان پیغمبروں میں جو اللہ کے پیغام جوں کے توں پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۴۰﴾ ع ۵ ۲

۴۰۔ محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں لیکن اللہ کے پیغمبر اور نبیوں کی مہر یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

الجزء الاول من كتاب الفتوحات المكيه التي فتح الله بها على
الشيخ الامام العامل الراسخ الكامل خاتم الاولياء
الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق والدين
أبي عبد الله محمد بن علي المعروف بابن
عربي الحاتمي الطائي قدس
الله روحه ونور
ضريحه
امين

الفتوحات المكية

(في اربع المجلدات)

التي فتح الله بها على الشيخ الإمام العامل الراسخ الكامل خاتم الأولياء الوارثين برزخ البرازخ محيي الحق و الدين أبي عبد الله محمّد بن علي المعروف با بن عربي الحاتمي الطائي قدّس الله روحه و نوّر ضريحه آمين

المجلد الأول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

سُنو! بے شک

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

ابلیس نے آکر حوا سے خناس طلب کیا اور جب آپ نے پورا واقعہ اس کے سامنے بیان کیا تو اس نے خناس کو آواز دی اور اس کے ٹکڑے یکجا مجتمع ہو کر اصلی شکل میں آموجود ہوئے۔ دوبارہ اصرار کر کے ابلیس اس کو آپ کے سپرد کر کے چلا گیا اور جب حضرت آدم نے واپس آکر پھر خناس کو موجود پایا تو حضرت حوا پر بہت بگڑے اور خناس کو قتل کر کے جلا دیا اور نصف راکھ ہوا میں اڑا کر نصف پانی میں بہا دی۔ پھر جب آپ چلے گئے تو ابلیس نے آکر پھر حوا سے خناس کو طلب کیا اور جب آپ نے پورا واقعہ سنا دیا تو اس نے خناس کو پھر آواز دی اور وہ اپنے اصلی روپ میں آموجود ہوا۔ تیسری مرتبہ پھر اصرار کر کے ابلیس نے خناس کو آپ ہی کے سپرد کر دیا لیکن اب کی مرتبہ حضرت آدم نے اس کو ذبح کر کے گوشت پکایا اور آدھا خود کھایا اور آدھا حوا کو کھلا دیا۔ لیکن یہ واقعہ معلوم کر کے ابلیس نے اظہار مسرت کے ساتھ کہا کہ میری بھی اسکیم یہی تھی کہ کسی خناس کا گوشت سینہ انسانی میں نفوذ کر جائے اس لئے باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔

یعنی وہ خناس جو انسانی سینوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے

ارشادات :۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب تک بندے میں نفس کی ایک رمق بھی باقی ہے اس کو آزادی میسر نہیں آسکتی۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ جس کو اپنی جانب مدعو کرتا ہے اسی کو مراتب بھی عطا ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے کہ جس کو اللہ چاہتا ہے برگزیدہ بنا کر ہدایت عطا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ برگزیدہ لوگ وہ لوگ ہیں جو جذبہ حق میں فنا ہو جائیں اور اہل ہدایت وہ ہیں جو تائب ہو کر خدا کا راستہ تلاش کریں۔ فرمایا کہ مجذوب کے بھی کئی مدارج ہیں پہلے درجہ میں تہائی نبوت حاصل ہوتی ہے دوسرے میں نصف اور تیسرے میں نصف سے کچھ زیادہ اور جب وہ مدارج نبوت طے کر کے تمام مجذوبین پر سبقت لے جاتا ہے تو خاتم الاولیاء ہو جاتا ہے۔ حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وہ ولی کو درجہ نبوت کیسے حاصل ہو سکتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حضور اکرم ؐ کا یہ ارشاد ہے "میانہ روی اور رویائے صادقہ نبوت کے چوبیس حصوں میں سے ایک ہے اور جذب بھی جزو پیغمبری ہے اور دونوں اوصاف مجذوب میں بدرجہ اتم موجود ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اولیاء فاقہ کشی سے نہیں ڈرتے بلکہ خطرات سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ فرمایا کہ جن لوگوں میں کلام اللہ سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو وہ دانش مند نہیں ہوتے۔ فرمایا کہ قیامت میں حق العباد کا مواخذہ نہ ہونے کا نام تقویٰ ہے۔ فرمایا کہ شجاعت نام ہے محشر میں خدا کے سوا کسی سے وابستہ نہ ہونے کا اور صاحب عزت وہی ہیں جس کو گناہوں نے ذلیل نہ کیا ہو اور آزاد وہ ہے جس کو حرص نہ ہو اور امیر وہ ہے جس پر ابلیس قابض نہ ہو سکے اور دانش مند وہ ہے جو صرف خدا کے لئے نفس کا مخالف ہو۔ فرمایا کہ خدا سے خائف رہنے والا اسی کی طرف رجوع کرتا ہے حالانکہ جس شے سے خوف پیدا ہو اس سے دور رہا

تصوف کی بنیادی اور مشہور کتاب کا سلیس اردو ترجمہ
فتوح الغیب
حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہٗ
ادارہ اسلامیات
۱۹۰۔ انار کلی ○ لاہور

مسرور و شادمان کیا جائے گا۔ جس کے بعد رنج و غم نہیں اور ایسا علم دیا جائے گا جس کے بعد جہل نہیں اور ایسا امن دیا جائے گا جس کے بعد خوف نہیں اور ایسا نیک بخت بنایا جائے گا جس کے بعد تیرے لیے بدبختی نہیں اور ایسی عزّت بخشی جائے گی جس کے بعد ذلّت نہیں اور ایسا مقربِ بارگاہِ الہٰی کیا جائیگا کہ کہ پھر اُس سے دُور و مہجور نہ ہو گا اور تجھے ایسا عروج عطا کیا جائے گا جسکے بعد تنزّلی نہیں اور ایسا پاک و معصوم کیا جائے گا کہ پھر گناہوں میں آلودہ نہ ہو گا۔

یہ رُتبہ پانے پر تُو خُدا تعالےٰ کا محبوب اور ملجا و ماویٰ بن جائے گا اور تیری شان میں لوگوں کی مدح و ثنا بالکل سچ اور بجا ہو گی۔ تو از الہٗ امراضِ روحانی کے لیے بذاتِ خود اکسیرِ اعظم بن جائے گا۔ پھر لوگ تیری باطنی صفات اور تیرے بلند رُتبہ کو پہچان بھی نہیں سکیں گے اور تُو ایک ایسا بزرگ ہو گا، جس کا کوئی مثل نہ ہو گا۔ ایسا مردِ نادر و یکتا ہو گا جس کا کوئی ہم رُتبہ و ہم جنس نہ ہو گا۔

اُس وقت میں تُو طاق، فقید المثال، غیب الغیب اور سرّ الاسرار ہو جائے گا۔ اُس وقت تُو ہر رسولؑ، ہر نبی اور ہر صدیق کا روحانی وارث ہو گا۔ تجھ پر ولایت کی انتہا ہو گی اور تیرے پاس کسبِ فیض کے لیے ابدال آئیں گے۔ تجھ سے خلقِ خدا کی مشکلات حل ہوں گی۔ تیری دُعا سے بارانِ رحمت کا نزول ہو گا۔ تیری برکت سے کھیتیاں اُگائی اور سرسبز و شاداب کی جائیں گی اور تیری دُعاؤں سے ہر خاص و عام، اہلِ سرحدات،

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

الحمد للہ والمنۃ کہ مجموعہ تقریرات اعتراضات [illegible] ودو

مباحثہ شاہجہانپور

کہ رئیس المتکلمین جناب سیدنا و مولانا مولوی محمد قاسم جامع الخیرات مجمع البرکات با پنڈت دیانند
و منشی اندرمن و پادری اسکاٹ مفسر انجیل و پادری نولس صاحبان وغیرہ
در سنہ ۱۲۹۵ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بمقام شاہجہانپور کردہ بودند

بماہ جنوری سنہ ۱۸۹۱ع

بمطبع مجتبائی واقع دہلی طبع گردید

ہوتا ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اَور صفت سے مستفید ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
اَور صفت سے مستفید ہیں کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام میں بدلالت احیار موتے وشفاء
امراض مضمون جاں بخشی کا پتہ لگتا ہی اور حضرت موسےٰ علیہ السلام میں بدلالت
اعجوبہ کاری عصائے موسوی کہ کبھی عصا تھا کبھی اژدہا تھا یہ معلوم ہوتا ہی کہ صفت
تبدیل وتقلیب کا سراغ نکلتا ہی مگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بدلالت
اعجاز قرآنی وکمالات علمی یہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ صفت علم سے مستفید ہیں اور درگاہ
علمی میں باریاب ہیں مگر سب جانتے ہیں کہ علم وہ صفت ہی کہ تمام صفات اپنی کارگزاری
میں اُسکی محتاج ہیں پر علم اپنی کام میں کسی صفت کا محتاج نہیں کون نہیں جانتا کہ ارادہ قدرت وغیرہ
صفات بے علم وادراک کسی کام کے نہیں۔ روٹی کھانے کا ارادہ کرتے ہیں اور پھر کھاتے ہیں تو اوّل
یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ روٹی ہی تھپر نہین اور پانی پینے کا ارادہ کرتے ہین یا پیتے ہین تو یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ پانی ہی شراب
نہین یہ علم نہین تو اور کیا ہی مگر روٹی کو روٹی سمجھنا اور پانی کو پانی سمجھنا ارادہ وقدرت پر موقوف
نہین اگر روٹی سامنے آجائے یا پانی سامنے سے گزر جائے تو بے ارادہ واختیار وہ روٹی اور یہ پانی معلوم
ہوگا القصہ علم کو اپنے معلومات کے تعلق مین کسی صفت کی ضرورت نہین مگر باقی تمام صفات کو اپنے
تعلقات مین علم کی حاجت ہی غرض جو صفات غیر سے متعلق ہوتے ہین۔ اُن سب مین علم اول ہی
اور سب پر افسر ہی اور علم سے اول اور کوئی صفت نہین بلکہ علم ہی پر مراتب صفات متعلقہ بالغیر
ختم ہوجاتے ہین اس لئے وہ نبی جو صفت العلم سے مستفید ہو اور بارگاہ علمی تک باریاب ہو تمام
انبیا سے مراتب مین زیادہ اور رتبہ مین اول اور سب کا سردار اور سب کا مخدوم مکرم ہوگا اور سب اُسکے تابع
ومحتاج ہونگے اُس پر مراتب کمالات ختم ہوجائینگے اسلئے وہ نبی خاتم الانبیاء بھی ضرور ہی
ہوگا وجہ اسکی یہ ہی کہ انبیا بوجہ احکام رسانی مثل گورنر وغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں
اسلئے اُنکا حاکم ہونا ضرور ہی چنانچہ ظاہر ہی اسلئے جیسے عہدہ ہاے ماتحت میں سب
میں اوپر عہدہ گورنری یا وزارت ہی اور سوا اسکے اور سب عہدے اُسکے ماتحت ہوتے ہیں

اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہی اُسکے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا اور وجہ اُسکی یہی ہوتی ہی کہ اُس پر مراتب عہدجات ختم ہوجاتے ہیں ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہوتا ہی نہیں جو ہوتا ہی اُسکے ماتحت ہوتا ہی اسلیئے اُسکے احکام اوروں کے احکام کے ناسخ ہونگے اَوروں کے احکام اُسکے احکام کے ناسخ نہونگے اور اسلیئے یہ ضرور ہی کہ وہ خاتم زمانی بھی ہو کیونکہ اوپر کے حاکم تک نوبت سب حکام ماتحت کے بعد میں آتی ہی اور اسلیئے اُسکا حکم اخیر حکم ہوتا ہی چنانچہ ظاہر ہی پارلیمنٹ تک مرافعہ کی نوبت سبھی کے بعد میں آتی ہی یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ کسی اور نبی نے دعوے خاتمیت نہ کیا گیا تو حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کیا۔ چنانچہ قرآن و حدیث میں یہ مضمون بتصریح موجود ہی سوا آپکے اور آپسے پہلے اگر دعوے خاتمیت کرتے تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کرتے مگر دعوٰی خاتمیت تو درکنار اُنہوں نے یہ فرمایا کہ میرے بعد جہان کا سردار آنیوالا ہی۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ آپ نے اپنی خاتمیت کا انکار کیا بلکہ خاتم کے آنے کی بشارت دی کیونکہ سب کا سردار خاتم الحکام ہوا کرتا ہی اور درصورت مخالفت رائے اُسکے احکام آخری احکام ہوا کرتے ہیں چنانچہ مرافعہ کرنیوالوں کو خود ہی معلوم ہی جب افضلیت محمدی اور خاتمیت محمدی دونوں معلوم ہوگئیں تو اب یہ گذارش ہے کہ فقط افضلیت محمدی کمالات ہی میں واجب التسلیم نہیں بلکہ معجزات میں بھی افضلیت محمدی واجب الایمان ہی اور کیوں نہو معجزات خود آثار کمالات ہوتے ہیں اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے مردے زندہ ہوگئے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام سے عصا سے بے جان اژدہا بے جاندار بنگیا تو کیا ہوا رسول اللہ صلعم کے طفیل سے کبھی کا سوکھا کھجور کی لکڑی کا ستون زندہ ہوگیا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ ایک زمانے تک رسول اللہ صلعم جمعہ کے روز اپنی مسجد کے ایک ستون کے ساتھ جو کھجور کا تھا پشت لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے جب ممبر بنایا گیا تو آپ اُس ستون کو چھوڑ کر ممبر پر خطبہ پڑھنے تشریف لائے

هذا كتاب شرح الاستاذ الفاضل والعالم الكامل
الشيخ عبد الرزاق القاشانى على فصوص الحكم
للاستاذ الاكبر الشيخ محيى الدين بن
العربى تغمدهما الله بالرحمة
والرضوان وأسكنهما أعلى
فراديس الجنان
آمين

وبأسفل كل صحيفة حل المواضع الخفية من شرح بالى افندى

(طبع بالمطبعة الميمنية)
على نفقة أصحابها (مصطفى البابى الحلبى وأخويه بكرى وعيسى)
(بمصر)

الشر بعةوالناموس وأنذروحـذرعن الانحطاط عن مرتبةالانسان الى درجات الحيوانات العجم وذلك لانحطاطه عن رتبةالارواح المقدسـةولهذا المعنى قال (وليس بعده ولدفى هـذا النوع فهوخاتم الاولاد) لان من انحط عن مرتبةالانسان وقع فى مرتبةالسـباع والبهائم وان كان فى صورةالانسان لخـلوه عن أحكام الوجوب والصـفات الالهيةواستيلاء صـفات النفس وغلبة أحكام الامكان عليه وهومعنى قولهم ان العالم قبل آدم كان مسكن الجن أى القوى النفسانيـة والنفوس الارضـيةوبعضهم يقولون كان قبل ذلك النوع الفرس اشارة الى أن الفرس فى الافق الاعلى من الحيوان قبـل طورالانسان ولهـذاقال انه خاتم الاولاد فان القلب ولدالروح وخاتم الآباء فى هذا النوع هوالمهدى عليه السـلام قوله (وتولدمعه أخت له فتخرج قبـله و يخرج بعدها يكون رأسه عند رجليها) اشارة الى مرتبـة النفس الحيوانية الواقعـة فى جهة الانفعال المطلق فان القلب من حيث انه قلب لا يكون الامع التعلق البـدنى والتعلق لا يكون الابتوسـط النفس الحيوانية المنطبقـة فى البدن الغالب عليه التضاد من الطبيعة العنصرية المتنـكسة بتوجهها الى عالم الطبيعـة ولمـا كان أصـل التضاد من العالم العنصرى والنفس الحيوانيـة مقبلة اليه متنـكسة كانت اثنينية التضاد والتقابل تقوى عندرأسـها وتضعف عنـدرجليها واذاضعفت جهة التضاد قويت جهة الوحدة بالاعتدال وتوجهت النفس الناطقة اليه فيكون رأس هذا الذكرهو حقيقة شيث عليه السلام عندرجليها ولايمكنه الاأن يكون توأما وتخرج الاخت قبله لظهورالنفس قبل القلب ضرورة (و يكون مولده بالصين) لانه أقصى البلاد لاعمارة بعده كما هوآخر الانسان لا انسان بعده ولا غاية بعده قال عليه السلام اطلبوا العلم ولو بالصين ومعنى قوله (ولغته لغة بلده) ان كلامه ودينه فى مرتبة آخر الاصناف الانسانية فان الحكماء مذهبهم التناسخ لا يعدون عنـه قوله (و يسرى العقم فى الرجال والنساء فيكـثرالنـكاح من غير ولادة ويدعوهم الى الله فلا يجاب فاذاقبضه الله وقبض مؤمنى زمانه بقى من بقى مثل البهائم لا يحـلون حلالا ولا يحرمون حراما يتصرفون بحكم الطبيعة شـهوة مجردة عن العقل والشرع فعليهم تقوم الساعة) ظاهر لانهم بعدهذا الطور لا يلدون الا نسان بالحقيقـة وان كانوا فى صورةالانسان فهم أشرار الناس فتجب أن تقوم عليهم القيامة كما قال عليه السـلام لا تقوم الساعة الاعلى أشرار النـاس وقال شرالناس من قامت القيامة عليـه وهو حى وذلك بتجـلى الحق فى صورة العـدل

(فهوخاتم الاولاد) الذكوركان شيثاأول الاولادالذكور (وتولدمعه أخته) وهى خاتمةالاولادالاناث كما ان أخت شيث أول الاناث اه بالى

وكان شيث كذلك فان حواء كانت تلدلآدم فى كل بطن ذكراوأنثى فخرجت أخته قبله لانه لولم يتأخرعنها فى الولادة لم يكن خاتم الاولاد و يشبه أن تكون ولادةشيث مع أخته بعكس ذلك ليكون أول مولود اه جامى

ودعوته الى العلم بالتجليات الاسمـائية بالطريق الخاص من مرتبة ختم الرسـل كطريق مشايخنا فلا يجاب لانقطاع الفيض الروحانى فلم يجيبوا دعوته مع انه لا يضرايمانهم لانهـم وان لم يجيبوالم يردوا ولم ينكروه لكون دعوته مطابقة لدينهم كان المؤمنين الذين لم يجيبوا دعوة مشايخنا لا يضرهم يدل عليـه قوله (فاذا قبض مؤمنى زمانه وهذا الولدهوالولى الذى لا يستجاب دعوته يكون بعـدختم الولاية العـامةوهوعيسى فمعنى قوله لاولى بعـده أى الولى المستجاب الدعوة و ينتفع الناس بكمالاته ومعارفه فلا ينافى ختميةوجود هذا الولد اه بالى

واستئناف

هو الهادی

الحمد للہ کہ آیۂ تحریر ان رسالہ خیر و برکت کا مقالہ
جامع حالات میلاد شریف حضرت سید الکونین مسمےٰ بہ

نور العینین فی ذکر رسول الثقلین

مؤلفہ سید احمد مجتبیٰ شیفتہ محمد مصطفےٰ مولوی حافظ
حاجی غلام محمد یار ولی علی خانصاحب لکھنوی سلمہ اللہ الغنی

مطبع نامی لکھنؤ میں طبع ہوا

شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۲ ہجری

جدا جدا ذکر کیا گیا اور حضور کے کل اعضائے شریف مناسب ساخت پر اعتدال کے ساتھ تھے اور جسم مبارک گندہ تھا
اور جوڑ گتھے ہوئے تھے شکم مبارک برابر تھا یعنے اونچا تھا سینہ سے اور ایک باریک خط بالونکا کوڑی سے ناف تک
کھچا تھا اور چھاتیان اور شکم مبارک بالون سے صاف تھا اور شانون پر اور مونڈھون پر اور کلائیون پر اور
بالائے صدر پر اور پنڈلیون پر بال تھے لیکن بہت کثرت سے نتھے اور بغلین حضور کی سفید تھین
اور ایک روایت مین ہے سفید مائل بہ سرخی اور قرطبی نے لکھا ہے کہ حضور کی بغلون مین بال نتھے
لیکن علمانے اسمین کلام کیا ہے اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بغلون کے موئے شریف کو نچواتے تھے اور صحابہ نے فرمایا ہے کہ حضور کی بغل شریف کی پسینے مین مثل
مشک کے خوشبو آتی تھی اور پشت مبارک پاک اور صاف اور ہموار تھی حدیث شریف مین وارد ہے
کہ پشت مبارک گویا نقرہ گداختہ تھی اور درمیان دونو شانون کے خاتم نبوت تھی دہنے جانب کو
مائل شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے مدارج مین لکھا ہے کہ اجزائے جسم مبارک سے ایک چیز ابھری نکلی
ہوئی تھی مشابہ جسم اطہر کی رنگ اور صفا اور نورانیت مین اوسکو خاتم نبوت کہتے ہین یعنے ختم کرنیوالے
نبوت کی خاتم بکسر تا اسم فاعل ہے ختم کا اور بفتح تا بمعنی مہر اور انگوٹھی کی ہے یعنی وہ چیز کہ دلیل ہے اوپر
اسکے کہ نہین ہے بعد اوسکے پیغمبر اور وجہ اوسکی تسمیہ کی اس اسم کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت سرور عالم کتب
متقدمہ مین اسکے ساتھ تعریف کیے گئے ہین پس وہ ایک ایسی علامت ہے کہ پہچانے جاتے ہین حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ اوسکے کہ یہ وہی پیغمبر ہین کہ جنکی بشارت دیگئی ہے اور خاتم نبوت ایک آیت
ہے آیات الٰہی سے اور ایک بھید ہے بہت بڑا مخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حاکم نے
مستدرک مین وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ جو پیغمبر مبعوث ہوا ہے علامت اوسکی نبوت کی اوسکے ہاتھ
مین تھی مگر ہمارے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم حضور کی علامت نبوت دونو شانونکے درمیان مین تھی

	کہ از تعظیم دارد مہر بر پشت ؎		نبوت را توئی آن نامہ در مشت

عربی اور اُردو کی جامع ترین لغت
المنجد
مرتب :
لوئیس معلوف
ترجمہ
مولانا عبدالحفیظ بلیاوی
تکمیل و نظر ثانی :
قاری عبدالستار
فاضل مدینہ یونیورسٹی
تقدیم :
محمد اسحاق بھٹی
مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

میں جو یا گیہوں کا چھلکا۔ کلی کا غلاف ج اَخبِیَة۔
خَتَّ (ن) خَتًّا۔ السِّنَانَ اليه: پیا پے نیزہ مارنا۔
اَخَتَّه۔ حصہ کم کرنا۔ لَخَتَّ الرَّجُلُ: باپ کے ذکر پر شرمندہ ہونا۔
الخَتَت۔ بدن کی سستی۔
الخَتِيت۔ گھٹیا، ناقص۔
خَتَأَهُ (ف) خَتْأً۔ عن كذا: روکنا۔ منع کرنا۔
اِخْتَتَأَ۔ خوف وغیرہ سے رنگ بدل جانا مِنْ فُلَانٍ: شرم، ڈر یا ذلت کی وجہ سے چھپنا لَهُ: فریب دینا الشَّيْءَ: اُچک لینا۔
مفازة (مُخْتَتَئَة) بیابان جس میں راستہ نہ ملتا ہو۔
خَتَرَه (ض) خَتْرًا۔ بری طرح سے بیوفائی کرنا۔ صفت (خَاتِرٌ و خَتَّارٌ و خَتِيرٌ و خَتُورٌ و خِتِّيرٌ) (ن ض) خَتْرًا و خُتُورًا۔ نفسُهُ: جی بگڑنا۔
خَتِرَ (س) خَتَرًا۔ زہر یا دوا وغیرہ پینے کی وجہ سے بے حس ہونا۔
تَخَتَّرَ۔ سست و ڈھیلا ہونا۔ مرض وغیرہ کی وجہ سے سست ہونا۔
خَتَّرَهُ۔ الشرابُ: بے حس کر دینا۔
خَتْرَبَهُ۔ کاٹنا اور ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔
خَتْرَمَ خَتْرَمَةً۔ عاجزی یا گھبراہٹ کی وجہ سے چپ رہنا۔
خَتَعَ (ف) خَتْعًا و خُتُوعًا۔ الدليلُ بالقوم: اندھیرے میں راہبری کرنا علی القوم: اچانک آ جانا۔ (وانْخَتَعَ) فی الارض: دور تک نکل جانا۔
الخَوْتَعُ والخَتِعُ والخُتَعُ۔ ماہر راہبر۔
الخَوْتَعُ: خرگوش کا بچہ۔ الخُتَعُ: بجو۔
الخُتَعَةُ: مادہ چیتا۔
الخَتَاعُ۔ چمڑے کا دستانہ جو باز پالنے والے باز کے پنجوں کے خوف سے ہاتھ میں پہنتے ہیں۔
خَتَلَهُ (ن ض) خَتْلًا و خَتَلَانًا و خَاتَلَهُ مُخَاتَلَةً۔ فریب دینا۔ کہا جاتا ہے "خَاتَلَ الصيادُ" یعنی آہستہ آہستہ چلا تا کہ شکار کو احساس نہ ہو۔ صفت (خاتِل و ختول)
تَخَاتَلُوا۔ باہم ایک دوسرے کو فریب دینا۔
اِخْتَتَلَ۔ لِأَسْرَارِ القَوْمِ: چوری سے سننا۔
اِخْتَتَلَ الرَّجُلَ: فریب دینا۔
الخَتَل۔ چھپنے کی جگہ۔ خرگوش کا سوراخ۔
الخَوْتَل۔ خوش طبع و دانا مرد۔
الخَتَّال۔ بڑا فریبی۔ مؤنث خَتَّالَة۔
خَتَمَ (ض) خَتْمًا و خِتَامًا۔ الشيءَ و عليه: مہر لگانا العملَ: ختم کرنا الكتابَ: پوری پڑھ لینا الاناءَ: مٹی وغیرہ سے بند کرنا۔ کہا جاتا ہے "خَتَمَ عَلَيْكَ بَابَه" یعنی اس نے تم سے اعراض کیا اللهُ لَهُ بالخير: اچھا انجام کرنا علی قلبه: بے سمجھ کر دینا الزَّرْعَ و عليه: پہلی مرتبہ سیراب کرنا۔
خَتَّمَ۔ اچھی طرح ختم کرنا۔ خَتَّمَهُ: انگوٹھی پہنانا۔
اَخْتَمَ۔ خاتمہ پر پہنچنا۔
تَخَتَّمَ۔ الخاتمَ بِه: انگوٹھی پہننا۔ کہا جاتا ہے "تختَّم بالعقيق" اس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی بامرِه: چھپانا عنه: غفلت برتنا اور چپ رہنا۔ عمامہ باندھنا۔ کہا جاتا ہے "تختّم بعمامته" اس نے اپنا عمامہ باندھا۔
اِخْتَتَمَهُ۔ پورا کرنا۔
اَلْخَتْم۔ مہر۔ شہد۔
الخَاتَام۔ انگوٹھی۔ مہر۔ ج۔ خَوَاتِيم۔
الخَاتَم والخَاتِم ج خَوَاتِم و خُتُم: انگوٹھی۔ مہر۔ انجام۔ گدی کا گڑھا۔ ٹانگوں کی تھوڑی سی سفیدی۔
الخَاتِمَة۔ الخاتم کا مؤنث۔ انجام۔ نتیجہ ج خَوَاتِم و خَاتِمَات۔
الخَتَمَة۔ انگوٹھی۔
الخِتَام۔ مہر لگانے کی مٹی یا ہر وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے۔ ج خُتُم
المُخَتَّم۔ مِنَ الخيل: گھوڑا جس کی ٹانگوں میں تھوڑی سی سفیدی ہو۔
خَتَنَ (ن ض) خَتْنًا۔ الشَّيْءَ: کاٹنا۔ الصبیَّ: ختنہ کرنا۔ صفت مفعولی (خَتِين و مَخْتُون) عام مختون: خشک سال۔
وخَتَنَ الرجلَ: فریب دینا۔
خَتِنَه (ن) خُتُونًا و خُتُونَةً و خَاتَنَه: داماد بنانا۔ خاتن الرجل: فریب دینا۔
اِخْتَتَنَ۔ الصبیُّ: ختنہ شدہ ہونا۔
الخِتَان والخِتَانَة۔ ختنہ۔ الخِتَانَة: ختنہ کرنے کا پیشہ۔
الخَتَن۔ عورت کی طرف سے رشتہ جیسے سسر، سالہ، داماد۔ ج اَخْتَان۔
الخَتَنَة۔ الختن کا مؤنث۔ ساس۔
الخَاتُون۔ بیگم۔ معزز عورت کا لقب۔ ج خَوَاتِين (کلمہ عجمی ہے)
خَتَايَخْتُو خَتْوًا۔ غم یا بیماری سے شکستہ دل ہونا۔ خَتَاه: روکنا۔
اَخْتَى۔ المتاعَ: ایک ایک کر کے بیچنا۔
اِخْتَتَى اِخْتِتَاءً۔ مرض یا غم کی وجہ سے شکستہ دل ہونا۔
خَثَّ۔ الشَّيءَ: جمع کرنا اور درست کرنا۔
اِخْتَثَّ۔ شرم کرنا۔
الخُثُّ۔ سیلاب کا کوڑا کرکٹ۔ یا خشک شدہ کائی۔
الخَثَّة والخُثَّة۔ آگ سلگانے کیلئے چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا مٹھا۔
خَثَرَ (ن) خَثْرًا و خُثُورًا و خَثَرَانًا و خَثِرَ (س) خَثَرًا و خَثُرَ (ک) و تَخَثَّرَ اللبنُ: گاڑھا ہونا۔ دہی بننا۔ صفت (خَاثِر)
خَثُرَت (ض) خَثْرًا۔ نفسُ الرجلِ: جی متلانا۔ مضطرب ہونا۔ کہا جاتا ہے "اِسْتَيْقَظَ فُلَانٌ خَاثِرَ النَّفْسِ" فلاں شخص بیدار ہوا اس حال میں کہ وہ سست تھا۔
خَثِرَ (س) خَثَرًا۔ شرم کرنا۔
خَثَّرَ و اَخْثَرَ۔ اللبنَ: گاڑھا کرنا۔
اَخْثَرَ الزُّبْدَ: مکھن کو بغیر پگھلائے ہوئے چھوڑ دینا۔ اور امثلہ عرب میں سے ہے "ما يدری اَيُخْثِرُ ام يُذِيبُ" اس شخص کے حق میں بولتے ہیں جو متردد و متحیر ہو۔

مُرتّبٌ ترتيبًا ألفبائيًا وفق أوائل الحروف

تأليف

مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي

المتوفى سنة ٨١٧ هـ

نسخة منقحة وعليها تعليقات

الشيخ أبو الوفا نصر الهوريني المصري الشافعي

المتوفى سنة ١٢٩١ هـ

راجعه واعتنى به

أنس محمد الشامي　　زكريا جابر أحمد

دار الحديث

القاهرة

٢٣٣٠- ختلع

■خَتْلَعَ: ظَهَرَ، وخَرَجَ إلى البَدْوِ.

٢٣٣١- ختلم

■خَتْلَمَ[1] الشيءَ: أخَذَهُ في خُفْيَةٍ.

٢٣٣٢- ختم

خَتَمَهُ يَخْتِمُهُ خَتْمًا وخِتامًا، طَبَعَهُ، و- على قَلْبِهِ: جَعَلَهُ لا يَفْهَمُ شيئًا، ولا يَخْرُجُ منه شيء، و- الشيءَ خَتْمًا: بَلَغَ آخِرَهُ، و- الزَّرْعَ، و- عليه: سَقاهُ أول سَقْيَةٍ. وككِتابٍ: الطينُ يُخْتَمُ به على الشيءِ، والخاتَمُ: ما يوضَعُ على الطينَةِ، وحَلْيٌ للإِصْبَعِ كالخاتِمِ والخاتامِ والخَيْتامِ (والخِيتامِ) والخَتَمِ، محرَّكَةً، والخاتِيامِ،[2] ج: خَواتِمُ وخواتيمُ، وقد تَخَتَّمَ به، و- من كلِّ شيءٍ: عاقِبَتُهُ، وآخِرَتُهُ، كخاتِمَتِهِ، وآخِرُ القَوْمِ، كالخاتِمِ، و- من القَفا: نُقْرَتُهُ، وأقَلُّ وضَحِ القَوائِمِ، وهو مُخَتَّمٌ، كمُعَظَّمٍ، و- من الفرس الأُنْثَى: الخِلْقَةُ الدُّنيا من طُبْيَيْها. وتَخَتَّمَ عنه: تَغافَلَ، وسَكَتَ، و- بأمْرِهِ: كَتَمَه، وتَعَمَّمَ، والاسمُ: التَّخْتِمَةُ. وكمِنْبَرٍ: الجَوْزَةُ تُدَلِّكُ لِتَمْلاسَّ ويُنْقَدَ بها، فارِسِيَّتُهُ، تير، والخَتْمُ: العَسَلُ، وأفواهُ خَلايا النَّحْلِ، وأن تَجمَعَ النَّحْلُ شيئًا من الشَّمعِ رقيقًا أرَقَّ من شَمعِ القُرْصِ، فَتَطْلِيَهُ به. والمَخْتُومُ: الصاعُ. والخُتُمُ، بضمتين: فُصوصُ مَفاصِلِ الخَيْلِ، الواحِدُ: ككِتابٍ وعالَمٍ[3].

٢٣٣٣- ختن

خَتَنَ الوَلَدَ يَخْتِنُه ويَخْتُنُه، فهو خَتينٌ ومَخْتونٌ: قَطَعَ غُرْلَتَه، والاسْمُ: ككِتابٍ وكِتابَةٍ. والخِتانَةُ: صِناعَتُه. والخِتانُ: مَوْضِعُه من الذَّكَرِ. والخَتْنُ: القَطْعُ، وبالتحريكِ: الصِّهْرُ، أو كلُّ مَن كان من قِبَلِ المرأةِ كالأبِ والأخِ، ج: أخْتانٌ، وهي: بهاءٍ. ومحمدُ بنُ الحَسَنِ الأسْتَراباذِيُّ: عُرِفَ بالخَتَنِ؛ لأنَّهُ كانَ خَتَنَ أبي بَكْرٍ الإِسماعِيلِيِّ. والخُتونَةُ، بالضم: المُصاهَرَةُ، كالخُتونِ، وتَزَوُّجُ الرَّجُلِ المرأةَ. وخاتَنَهُ: تَزَوَّجَ إليه[4]. وكزُفَرَ: د، منه عليُّ بنُ محمدٍ، مُتَأخِّرٌ. والخَتَنَةُ، مُحرَّكَةً: أُمُّ الزَّوْجَةِ. والخاتُونُ: للمَرْأةِ الشَّريفَةِ، كَلِمَةٌ أعْجَمِيَّةٌ.

٢٣٣٤- ختو

■و: خَتَا يَخْتُو: انْكَسَرَ من حُزْنٍ أو فَزَعٍ أو مَرَضٍ فَتَخَشَّعَ، كاخْتَتَى، و- الثَّوْبَ: فَتَلَ هُدْبَهُ، فهو مَخْتُوٌّ، و- فُلانًا: كَفَّهُ عن الأمْرِ. وأخْتَى: باعَ مَتاعَهُ كَسْرًا ثَوْبًا ثَوْبًا. والمُخْتَتَى: النَّاقِصُ[5].

٢٣٣٥- ختي

■ي: الخاتِيَةُ: العُقابُ. واخْتَتَى: تَغَيَّرَ لَوْنُهُ من مَخافَةِ سُلْطانٍ ونحوِها.

٢٣٣٦- خثث

■الخُثُّ، بالضم: غُثاءُ السَّيْلِ إذا خَلَفَه ونَضَبَ عنه، وطُحْلُبٌ يَبِسَ وقَدُمَ عَهْدُه. والخُثَّةُ: البَعْرَةُ اللَّيِّنَةُ، وطينٌ يُعْجَنُ بِبَعَرٍ أو رَوْثٍ، ثم يُطْلَى به أخْلافُ الناقةِ لِئلا يُؤْلِمَها الصِّرارُ، وقُبْضَةٌ من كِسارِ العِيدانِ يُقْتَبَسُ بها النارُ، ويُفْتَحُ. والتَّخْثيثُ: الجَمْعُ، والرَّمُّ. والاخْتِثاثُ: الاحْتِشامُ.

---

(١) الثاء لغة فيه كما سيأتي للمصنف، فتكون هذه لثغة أو هي لغة والميم زائدة، وأصله الختل فتأمل. اهـ شارح.

(٢) نظمها الزين العراقي الحافظ مستوفاة اللغات فقال:

خذ عد نظم لغات الخاتم انتظمت ... ثمانيًا ما حواها قبل نظام
خاتام خاتم ختم خاتم وختا ... م خاتيام وخيتوم وخيتام
وهمز مفتوح تاء تاسع وإذا ... ساغ القياس أتم العشر خاتام

ولم يذكر الناظم ختمًا محركة، وقد ذكره المصنف وابن سيده وابن هشام في شرح الكعبية. اهـ شارح.

(٣) هكذا في النسخ. والذي في نص ابن الأعرابي ككتاب وسحاب. اهـ شارح.

(٤) قال ابن شميل: سميت المصاهرة مخاتنة لالتقاء الختانين بسببها. اهـ.

(٥) وهو من ختا لونه: إذا تغير من فزع أو مرض. اهـ شارح.

الكليات

معجم في المصطلحات والفروق اللغوية

لأبي البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفوي
ت: ١٠٩٤هـ = ١٦٨٣م

قابله على نسخة خطية وأعده للطبع ووضع فهارسه

د. عدنان درويش　　محمد المصري

مؤسسة الرسالة
ناشرون

والخشوع: بالجوارح، ولذلك إذا تواضع القلب خشعت الجوارح.

والخنوع: ضراعة لمن هو دونه طمعاً لغرض في يده.

الخيال: الظن والتوهم وكساء أسود ينصب على عود يخيل به للبهائم والطير فتظنه إنساناً.

والخيال مرتع الأفكار كما أن المثال مرتع الأبصار.

والخيال قد يقال للصورة الباقية عن المحسوس بعد غيبته في المنام وفي اليقظة.

والطيف لا يقال إلا فيما كان حال النوم، وقد ألغزت فيه:

وما باطِلٌ قَدْ يُشْبِهُ الحَقَّ بَدْؤُه
يعذِّبني جَهْراً ويُنْعِمُني سِراً

والخيل: في الأصل اسم للأفراس والفرسان جميعاً، وعليه قوله تعالى: ﴿ومن رِباطِ الخَيْلِ﴾[1] ويستعمل في كل واحد منهما منفرداً، فما روي: «يا خيل الله اركبي» للفرسان. و«عفوت لكم عن صدقة الخيل» يعني الأفراس.

الخداع[2]: يقال: خادع إذا لم يبلغ مراده، وخدع: إذا بلغ مراده. ولا بد للمشترك فيه من اثنين مغايرين بالذات، بخلاف الخدع فإنه يكفي فيه المغايرة بين الفاعل والمفعول بالاعتبار، كما في معالجة الطبيب نفسه، وعلم الشخص بنفسه، والمذكور صريحاً في باب المفاعلة فعل الفاعل فقط، وأما فعل المفعول فهو مدلول الكلام.

الختم: هو يستعمل تارة متعدياً بنفسه وأخرى بـ (على) وهو قريب من الكتم لفظاً لتوافقهما في العين واللام، وكذا معنىً لأن الختم على الشيء يستلزم كتم ما فيه.

وخَتَم الله عَلَى قَلْبِه: جعله بحيث لا يفهم شيئاً ولا يخرج عنه شيء.

وختم الشيء: بلغ آخره.

والخاتِم، بكسر التاء: فاعل الختم وهو الإتمام والبلوغ، وبفتحها: بمعنى الطابع، وتسمية نبينا خاتم الأنبياء لأن الخاتم آخر القوم. قال الله تعالى: ﴿ما كانَ مُحمدٌ أبَا أحَدٍ مِنْ رِجالِكم ولكِنْ رَسولَ اللهِ وخاتَمَ النَّبيين﴾[3] ونفي الأعم يستلزم نفي الأخص. والاستدراك شبه العلة لما نفاه من أبوته للكبار الذين يطلق عليهم اسم الرجال. والأحسن أنه من الكتم، لأنه ساتر الأنبياء بنور شريعته كالشمس تستتر بنورها الكواكب، كما أنها تستضيء بها.

[والدليل العقلي لكونه خاتم الأنبياء جمعه بين الظاهر والباطن][4].

الخِزْي[5]، بالكسر: من خَزِيَ الرجل كـ(علم) إذا لحقه انكسار إما من نفسه أو من غيره، والأول هو

(١) الأنفال: ٦٠.

(٢) هذه المادة ليست في: خ.

(٣) الأحزاب: ٤٠.

(٤) من: خ، وبإزائه في هامشها تعليقة: «في الأنوار في قوله تعالى ﴿وخاتم النبيين﴾ وآخرهم الذين ختمهم أو ختموا به، يريد أنه بالكسر والفتح، فمعنى الأول بالأول والثاني بالثاني، وفي «الكشاف» بالكسر يكون للمعنيين».

وتحتها تعليقة أخرى هي: «كونه عليه الصلاة والسلام خاتم النبيين دلالة على تأبيد الأحكام التي قبض عليها النبي ﷺ كما تقرر في الأصول تقرر كون الدلالة دليلاً قطعياً هذا هو البقاء بعد قبضه عليه الصلاة والسلام».

(٥) ليست هذه المادة في: خ.

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيلة بفهارس مفصلة

١

دار المعارف

* **ختلع** * خَتْلَعَ الرَّجُلُ : خَرَجَ إِلى الْبَدْوِ . قالَ أَبُو حاتِمٍ : قُلْتُ لأُمِّ الْهَيْثَمِ ، وكانَتْ أَعْرابِيَّةً فَصِيحَةً : ما فَعَلَتْ فُلانَةُ ؟ لأَعْرابِيَّةٍ كُنْتُ أَراها مَعَها ، فقالَتْ : خَتْلَعَتْ وَاللهِ طالِعَةً ، فَقُلْتُ : ما خَتْلَعَتْ ؟ فَقالَتْ : ظَهَرَتْ ، تُرِيدُ أَنَّها خَرَجَتْ إِلَى الْبَدْوِ .

* **ختم** * خَتَمَهُ يَخْتِمُهُ خَتْماً وخِتاماً (الأَخِيرَةُ عَنِ اللِّحْيانِيِّ) طَبَعَهُ ، فَهُوَ مَخْتُومٌ ومُخَتَّمٌ ، شُدِّدَ لِلْمُبالَغَةِ ، وَالْخاتِمُ الْفاعِلُ . وَالْخَتْمُ عَلَى الْقَلْبِ : أَلاَّ يَفْهَمَ شَيْئاً ، ولا يَخْرُجَ مِنْهُ شَيْءٌ ، كَأَنَّهُ طُبِعَ . وفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ : « خَتَمَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ » ، هُوَ كَقَوْلِهِ : « طَبَعَ اللهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ » ، فَلا تَعْقِلُ وَلاَ تَعِي شَيْئاً ، قالَ أَبُو إِسْحٰقَ : مَعْنَى خَتَمَ وَطَبَعَ فِي اللُّغَةِ واحِدٌ ، وَهُوَ التَّغْطِيَةُ عَلَى الشَّيْءِ وَالاسْتِيثاقُ مِنْ أَلاَّ يَدْخُلَهُ شَيْءٌ ، كَما قالَ جَلَّ وَعَلاَ : « أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفالُها » ، وَفِيهِ : « كَلاَّ بَلْ رانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ » ، مَعْناهُ غَلَبَ وغَطَّى عَلَى قُلُوبِهِم ما كانُوا يَكْسِبُونَ ، وقَوْلُهُ عَزَّ وجَلَّ : « فَإِنْ يَشَإِ اللهُ يَخْتِمْ عَلَى قَلْبِكَ » ، قالَ قَتادَةُ : الْمَعْنَى إِنْ يَشَإِ اللهُ يُنْسِكَ ما آتاكَ ، وقالَ الزَّجَّاجُ : مَعْناهُ إِنْ يَشَإِ اللهُ يَرْبِطْ عَلَى قَلْبِكَ بِالصَّبْرِ عَلَى أَذاهُمْ ، وعَلَى قَوْلِهِمُ « افْتَرَى على اللهِ كَذِباً » .

وَالْخاتَمُ : ما يُوضَعُ عَلَى الطِّينَةِ ، وهُوَ اسْمٌ مِثْلُ الْعالَمِ . وَالْخِتامُ : الطِّينُ الَّذِي يُخْتَمُ بِهِ عَلَى الْكِتابِ ، وقَوْلُ الأَعْشَى :

وَصَهْباءَ طافَ يَهُودِيُّها
وَأَبْرَزَها وعَلَيْها خَتَمْ

أَيْ عَلَيْها طِينَةٌ مَخْتُومَةٌ ، مِثْلُ نَفَضٍ بِمَعْنَى مَنْفُوضٍ وقَبَضٍ بِمَعْنَى مَقْبُوضٍ .

وَالْخَتْمُ : الْمَنْعُ . وَالْخَتْمُ أَيْضاً : حِفْظُ ما فِي الْكِتابِ بِتَعْلِيمِ الطِّينَةِ . وفِي الْحَدِيثِ : آمِينَ خاتَمُ رَبِّ الْعالَمِينَ عَلَى عِبادِهِ الْمُؤْمِنِينَ ، قِيلَ : مَعْناهُ طابَعُهُ وعَلامَتُهُ الَّتِي تَدْفَعُ عَنْهُمُ الأَعْراضَ وَالْعاهاتِ ، لأَنَّ خاتَمَ الْكِتابِ يَصُونُهُ وَيَمْنَعُ النّاظِرِينَ عَمّا فِي باطِنِهِ ، وتُفْتَحُ تاؤُهُ وتُكْسَرُ ، لُغَتانِ .

وَالْخَتْمُ وَالْخاتِمُ وَالْخاتَمُ وَالْخاتامُ وَالْخَيْتامُ : مِنَ الْحَلْيِ كَأَنَّهُ أَوَّلُ وَهْلَةٍ خُتِمَ بِهِ ، فَدَخَلَ بِذٰلِكَ فِي بابِ الطّابَعِ ، ثُمَّ كَثُرَ اسْتِعْمالُهُ لِذٰلِكَ ، وإِنْ أُعِدَّ الْخاتَمُ لِغَيْرِ الطَّبْعِ ، وأَنْشَدَ ابْنُ بَرِّيّ فِي الْخَيْتامِ :

يا هِنْدُ ذاتَ الْجَوْرَبِ الْمُنْشَقِّ
أَخَذْتِ خَيْتامِي بِغَيْرِ حَقِّ

ويُرْوَى : خاتامِي ، قالَ : وقالَ آخَرُ :

أَتُوعِدُنا بِخَيْتامِ الأَمِيرِ

قالَ : وشاهِدُ الْخاتامِ ما أَنْشَدَهُ الْفَرَّاءُ لِبَعْضِ بَنِي عَقِيلٍ :

لَئِنْ كانَ ما حُدِّثْتُهُ الْيَوْمَ صادِقاً
أَصُمْ فِي نَهارِ الْقَيْظِ لِلشَّمْسِ بادِيا
وأَرْكَبْ حِماراً بَيْنَ سَرْجٍ وفَرْوَةٍ
وأُعْرِ مِنَ الْخاتامِ صُغْرَى شِمالِيا

وَالْجَمْعُ خَواتِمُ وخَواتِيمُ . وقالَ سِيبَوَيْهِ : الَّذِينَ قالُوا خَواتِيمُ إِنَّما جَعَلُوهُ تَكْسِيرَ فاعالٍ ، وإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كَلامِهِمْ ، وهٰذا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ سِيبَوَيْهِ لَمْ يَعْرِفْ خاتاماً . وقَدْ تَخَتَّمَ بِهِ : لَبِسَهُ ، ونَهَى النَّبِيُّ ، ﷺ ، عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ . وفِي الْحَدِيثِ : التَّخَتُّمُ بِالْياقُوتِ يَنْفِي الْفَقْرَ ، يُرِيدُ أَنَّهُ إِذا ذَهَبَ مالُهُ باعَ خاتَمَهُ فَوَجَدَ فيهِ غِنًى ، قالَ ابْنُ الأَثِيرِ : وَالأَشْبَهُ – إِنْ صَحَّ الْحَدِيثُ – أَنْ يَكُونَ لِخاصَّةٍ فِيهِ . وفِي الْحَدِيثِ : أَنَّهُ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْخاتَمِ إِلا لِذِي سُلْطانٍ ، أَيْ إِذا لَبِسَهُ لِغَيْرِ حاجَةٍ ، وكانَ لِلزِّينَةِ الْمَحْضَةِ ، فَكَرِهَ لَهُ ذٰلِكَ ورَخَّصَها لِلسُّلْطانِ لِحاجَتِهِ إِلَيْها فِي خَتْمِ الْكُتُبِ . وفِي الْحَدِيثِ : أَنَّهُ جاءَهُ رَجُلٌ عَلَيْهِ خاتَمُ شَبَهٍ ، فَقالَ : ما لِي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ الأَصْنامِ ؟ لأَنَّها كانَتْ تُتَّخَذُ مِنَ الشَّبَهِ ، وقالَ فِي خاتَمِ الْحَدِيدِ : مالِي أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النّارِ ؟ لأَنَّهُ كانَ مِنْ زِيِّ الْكُفّارِ الَّذِينَ هُمْ أَصْحابُ النّارِ .

ويُقالُ : فُلانٌ خَتَمَ عَلَيْكَ بابَهُ : أَعْرَضَ عَنْكَ . وَخَتَمَ فُلانٌ لَكَ بابَهُ إِذا آثَرَكَ عَلَى غَيْرِكَ .

وخَتَمَ فُلانٌ الْقُرْآنَ إِذا قَرَأَهُ إِلَى آخِرِهِ .

ابْنُ سِيدَهْ : خَتَمَ الشَّيْءَ يَخْتِمُهُ خَتْماً بَلَغَ آخِرَهُ ، وخَتَمَ اللهُ لَهُ بِخَيْرٍ . وخاتِمُ كُلِّ شَيْءٍ وخاتِمَتُهُ : عاقِبَتُهُ وآخِرُهُ .

وَاخْتَتَمْتُ الشَّيْءَ : نَقِيضُ افْتَتَحْتُهُ . وخاتِمَةُ السُّورَةِ : آخِرُها ، وقَوْلُهُ أَنْشَدَهُ الزَّجّاجُ :

إِنَّ الْخَلِيفَةَ إِنَّ اللهَ سَرْبَلَهُ
سِرْبالَ مُلْكٍ بِهِ تُرْجَى الْخَواتِيمُ

إِنَّما جَمَعَ خاتِماً عَلَى خَواتِيمَ اضْطِراراً .

وخِتامُ كُلِّ مَشْرُوبٍ : آخِرُهُ . وفِي التَّنْزِيلِ الْعَزِيزِ : « خِتامُهُ مِسْكٌ » ، أَيْ آخِرُهُ لأَنَّ آخِرَ ما يَجِدُونَهُ رائِحَةُ الْمِسْكِ ، وقالَ عَلْقَمَةُ : أَيْ خِلْطُهُ مِسْكٌ ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَرْأَةِ تَقُولُ لِلطِّيبِ : خِلْطُهُ مِسْكٌ ، خِلْطُهُ كَذا ؟ وقالَ مُجاهِدٌ : مَعْناهُ مِزاجُهُ مِسْكٌ ، قالَ : وهُوَ قَرِيبٌ مِنْ قَوْلِ عَلْقَمَةَ ، وقالَ ابْنُ مَسْعُودٍ : عاقِبَتُهُ طَعْمُ الْمِسْكِ ، وقالَ الْفَرَّاءُ : قَرَأَ عَلِيٌّ ، عَلَيْهِ السَّلامُ ، خاتِمُهُ مِسْكٌ ، وقالَ : أَما رَأَيْتَ الْمَرْأَةَ تَقُولُ لِلْعَطّارِ : اجْعَلْ لِي خاتِمَهُ مِسْكاً ، تُرِيدُ آخِرَهُ ؟ قالَ الْفَرَّاءُ : وَالْخاتِمُ وَالْخِتامُ مُتَقارِبانِ فِي الْمَعْنَى ، إِلاَّ أَنَّ الْخاتِمَ الاِسْمُ ، وَالْخِتامُ الْمَصْدَرُ ، قالَ الْفَرَزْدَقُ :

فَبِتْنَ جَنابَتَيَّ مُصَرَّعاتٍ
وبِتُّ أَفُضُّ أَغْلاقَ الْخِتامِ

وقالَ : ومِثْلُ الْخاتِمِ وَالْخِتامِ قَوْلُكَ لِلرَّجُلِ : هُوَ كَرِيمُ الطّابِعِ وَالطِّباعِ ، قالَ : وتَفْسِيرُهُ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذا شَرِبَ وَجَدَ آخِرَ كَأْسِهِ رِيحَ الْمِسْكِ .

وخاتِمُ الْوادِي : أَقْصاهُ . وخِتامُ الْقَوْمِ وخاتِمُهُمْ وخاتَمُهُمْ : آخِرُهُمْ (عَنِ اللِّحْيانِيِّ) . ومُحَمَّدٌ ﷺ ، خاتَمُ الأَنْبِياءِ ، عَلَيْهِ وعَلَيْهِمُ الصَّلاةُ وَالسَّلامُ . التَّهْذِيبُ : وَالْخاتِمُ وَالْخاتَمُ مِنْ أَسْماءِ

= « يمشي لي الخوتلي » ، ونراه أدق وأصوب . [عبد الله]

النَّبيِّ ﷺ وفى التَّنْزيلِ الْعَزيزِ : « ما كانَ مُحَمَّدٌ أَبا أَحَدٍ مِنْ رِجالِكُمْ وَلٰكِن رَسُولَ اللهِ وخاتِمَ النَّبِيِّينَ » ، أَى آخِرَهُمْ ، قالَ : وقَدْ قُرِئَ وخاتَمَ ، وقَوْلُ الْعَجَّاجِ :

مُبارَكٍ لِلأَنْبياءِ خاتِمِ

إِنَّما حَمَلَهُ عَلَى الْقِراءةِ الْمَشْهُورَةِ فكَسَرَ ، ومِنْ أَسْمائِهِ العاقِبُ أَيْضاً ومَعْناهُ آخِرُ الأَنْبِياءِ .

وأَعْطانِي خَتْمِي أَى حَسْبِى ، قالَ دُرَيْدُ ابْنُ الصِّمَّةِ :

وإِنِّى دَعَوْتُ اللهَ لَمَّا كَفَرْتَنِى

دُعاءً فأَعْطانِى عَلَى ماقِطٍ خَتْمِى

وَهُوَ مِنْ ذٰلِكَ ، لأَنَّ حَسْبَ الرجُلِ آخِرُ طَلَبِه .

وخَتَمَ زَرْعَهُ يَخْتِمُهُ خَتْماً ، وخَتَمَ عَلَيْهِ : سَقاهُ أَوَّلَ سَقْيَةٍ ، وهُوَ الْخَتْمُ ، وَالْخِتامُ اسْمٌ لَهُ ، لأَنَّهُ إِذا سُقِىَ خُتِمَ بِالرَّجاءِ ، وقَدْ خَتَمُوا عَلَى زُرُوعِهِمْ أَى سَقَوْها وهِىَ كِرابٌ بَعْدُ ، قالَ الطَّائِفِىُّ : الْخِتامُ أَنْ تُثارَ الأَرْضُ بِالْبَذْرِ حَتَّى يَصِيرَ الْبَذْرُ تَحْتَها ثُمَّ يَسْقُونَها ، يَقُولُونَ خَتَمُوا عَلَيْهِ ، قالَ أَبُو مَنْصُورٍ : وأَصْلُ الْخَتْمِ التَّغْطِيَةُ ، وخَتْمُ الْبَذْرِ تَغْطِيَتُهُ ، ولِذٰلِكَ قِيلَ لِلزَّرَّاعِ كافِرٌ لأَنَّهُ يُغَطِّى الْبَذْرَ بِالتُّرابِ .

وَالْخَتْمُ : أَفْواهُ خَلايَا النَّحْلِ . وَالْخَتْمُ : أَنْ تَجْمَعَ النَّحْلُ مِنَ الشَّمَعِ شَيْئاً رَقِيقاً أَرَقَّ مِنْ شَمَعِ الْقُرْصِ ، فَتَطْلِيَهُ بِهِ ، وَالْخاتَمُ أَقَلُّ وَضَحِ الْقَوائِمِ . وفَرَسٌ مُخَتَّمٌ : بِأَشاعِرِهِ بَياضٌ خَفِىٌّ كاللُّمَعِ دُونَ التَّخْدِيمِ . وخاتَمُ الْفَرَسِ الأُنْثَى : الْحَلْقَةُ الدُّنْيا مِنْ ظَبْيَتِها[1] .

ابْنُ الأَعْرابِىِّ : الْخُتُمُ فُصُوصُ مَفاصِلِ الْخَيْلِ ، وَاحِدُها خِتامٌ وخَتَامٌ[2] .

وتَخَتَّمَ عَنِ الشَّىْءِ : تَغافَلَ وسَكَتَ .

وَالْمِخْتَمُ : الْجَوْزَةُ الَّتى تُدَلِّكُ لِتَمْلاسَّ فَيُنْقَدَ بِها ، تُسَمَّى التِّيرَ بِالْفارِسِيَّةِ .

وجاءَ مُتَخَتِّماً أَىْ مُتَعَمِّماً . وما أَحْسَنَ تَخَتُّمَهُ (عَنِ الزَّجَّاجِىِّ) ، وَاللهُ أَعْلَمُ .

* **ختن** * خَتَنَ الْغُلامَ وَالْجارِيَةَ يَخْتِنُهُما ويَخْتُنُهُما خَتْنًا ، وَالاِسْمُ الْخِتانُ وَالْخِتانَةُ ، وهُوَ مَخْتُونٌ ؛ وقِيلَ : الْخَتْنُ لِلرِّجالِ ، وَالْخَفْضُ لِلنِّساءِ . وَالْخَتِينُ : الْمَخْتُونُ ، الذَّكَرُ وَالأُنْثَى فِى ذٰلِكَ سَواءٌ . وَالْخِتانَةُ : صِناعَةُ الْخاتِنِ . وَالْخَتْنُ : فِعْلُ الْخاتِنِ الْغُلامَ ، وَالْخِتانُ ذٰلِكَ الأَمْرُ كُلُّهُ وعِلاجُهُ . وَالخِتانُ : مَوْضِعُ الْخَتْنِ مِنَ الذَّكَرِ ، ومَوْضِعُ الْقَطْعِ مِنْ نَواةِ الْجارِيَةِ . قالَ أَبو مَنْصُورٍ : هُوَ مَوْضِعُ الْقَطْعِ مِنَ الذَّكَرِ وَالأُنْثَى ؛ وَمِنْهُ الْحَدِيثُ الْمَرْوِىُّ : إِذا الْتَقَى الْخِتانانِ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ ، وهُما مَوْضِعُ الْقَطْعِ مِنْ ذَكَرِ الْغُلامِ وفَرْجِ الْجارِيَةِ . ويُقالُ لِقَطْعِهِما الإِعْذارُ وَالْخَفْضُ ؛ ومَعْنَى الْتِقائِهِما غُيُوبُ الْحَشَفَةِ فى فَرْجِ الْمَرْأَةِ حَتَّى يَصِيرَ خِتانُهُ بِحِذاءِ خِتانِها ، وذٰلِكَ أَنَّ مَدْخَلَ الذَّكَرِ مِنَ الْمَرْأَةِ سافِلٌ عَنْ خِتانِها ، لأَنَّ خِتانَها مُسْتَعْلٍ ، وَلَيْسَ مَعْناهُ أَنْ يُماسَّ خِتانُهُ خِتانَها ؛ هٰكَذا قالَ الشَّافِعِىُّ فِى كِتابِهِ . وَأَصْلُ الْخَتْنِ : الْقَطْعُ . ويُقالُ : أَطْحِرَتْ خِتانَتُهُ إِذا اسْتُقْصِيَتْ فِى الْقَطْعِ ، وتُسَمَّى الدَّعْوَةُ لِذٰلِكَ خِتانًا .

وخَتَنُ الرجُلِ : الْمُتَزَوِّجُ بِابْنَتِهِ أَوْ بِأُخْتِهِ ؛ قالَ الأَصْمَعِىُّ : ابْنُ الأَعْرابِىِّ : الْخَتَنُ أَبو امْرَأَةِ الرجُلِ ، وأَخُو امْرَأَتِهِ ، وكُلُّ مَنْ كانَ مِنْ قِبَلِ امْرَأَتِهِ ، وَالْجَمْعُ أَخْتانٌ ، وَالأُنْثَى خَتَنَةٌ .

وخاتَنَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ إِذا تَزَوَّجَ إِلَيْهِ . وَفِى الْحَدِيثِ : عَلِىٌّ خَتَنُ رَسُولِ اللهِ ، ﷺ ، أَىْ زَوْجُ ابْنَتِهِ ، وَالاِسْمُ الْخُتُونَةُ .

التَّهْذِيبُ : الأَحْماءُ مِنْ قِبَلِ الزَّوْجِ ، وَالأَخْتانُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْأَةِ ، وَالصِّهْرُ يَجْمَعُهُما . وَالْخَتَنَةُ : أُمُّ الْمَرْأَةِ ، وعَلَى هٰذا التَّرْتِيبِ . غَيْرُهُ : الْخَتَنُ كُلُّ مَنْ كانَ مِنْ قِبَلِ الْمَرْأَةِ ، مِثْلُ الأَبِ وَالأَخِ ، وَهُمُ الأَخْتانُ ، هٰكَذا عِنْدَ الْعَرَبِ ، وأَمَّا الْعامَّةُ فَخَتَنُ الرَّجُلِ زَوْجُ ابْنَتِهِ ؛ وأَنْشَدَ ابْنُ بَرِّىٍّ لِلرَّاجِزِ :

وما عَلَىَّ أَنْ تَكُونَ جارِيَهْ

حَتَّى إِذا ما بَلَغَتْ ثَمانِيَهْ

زَوَّجْتُها عُتْبَةَ أَوْ مُعاوِيَهْ

أَخْتانُ صِدْقٍ ومُهُورٌ عالِيَهْ

وأَبُو بَكْرٍ وعُمَرُ ، رَضِىَ اللهُ عَنْهُما ، خَتَنَا رَسُولِ اللهِ ، ﷺ .

وسُئِلَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ : أَيَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى شَعَرِ خَتَنَتِهِ ؟ فَقَرَأَ هٰذِهِ الآيَةَ : « وَلا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلاَّ لِبُعُولَتِهِنَّ » ، حَتَّى قَرَأَ الآيَةَ فَقالَ : لا أَراهُ فِيهِمْ ولا أَراها فِيهِنَّ ؛ أَرادَ بِخَتَنَتِهِ أُمَّ امْرَأَتِهِ . وَرَوَى الأَزْهَرِىُّ أَيْضًا قالَ : سُئِلَ سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى رَأْسَ أُمِّ امْرَأَتِهِ فَتَلا : « لا جُناحَ عَلَيْهِنَّ » ، إِلَى آخِرِ الآيَةِ ، قالَ : لا أَراها فِيهِنَّ .

ابْنُ الْمُظَفَّرِ : الْخَتَنُ الصِّهْرُ . يُقالُ : خاتَنْتُ فُلانًا مُخاتَنَةً ، وهُوَ الرَّجُلُ الْمُتَزَوِّجُ فِى الْقَوْمِ ، قالَ : وَالأَبَوانِ أَيْضًا خَتَنَا ذٰلِكَ الزَّوْجِ . وَالْخَتَنُ : زَوْجُ فَتاةِ الْقَوْمِ ؛ وَمَنْ كانَ مِنْ قِبَلِهِ مِنْ رَجُلٍ أَو امْرَأَةٍ فَهُمْ كُلُّهُمْ أَخْتانٌ لأَهْلِ الْمَرْأَةِ . وَأُمُّ الْمَرْأَةِ وأَبُوها : خَتَنانِ لِلزَّوْجِ ؛ الرَّجُلُ خَتَنٌ ، وَالْمَرْأَةُ خَتَنَةٌ .

قالَ أَبُو مَنْصُورٍ : الْخُتُونَةُ الْمُصاهَرَةُ ، وَكَذٰلِكَ الْخُتُونُ ، بِغَيْرِ هاءٍ ؛ ومِنْهُ قَوْلُ الشَّاعِرِ :

رَأَيْتُ خُتُونَ الْعامِ وَالْعامِ قَبْلَهُ

كَحائِضَةٍ يُزْنَى بِها غَيْرَ طاهِرِ

أَرادَ رَأَيْتُ مُصاهَرَةَ الْعامِ وَالْعامِ الَّذِى كانَ قَبْلَهُ كَامْرَأَةٍ حائِضٍ زُنِىَ بِها ، وذٰلِكَ أَنَّهُما كانا عامَىْ جَدْبٍ ، فَكانَ الرَّجُلُ الْهَجِينُ ، إِذا كَثُرَ مالُهُ ، يَخْطُبُ إِلَى الرَّجُلِ الشَّرِيفِ الْحَسِيبِ الصَّرِيحِ النَّسَبِ ، إِذا قَلَّ مالُهُ ، حَرِيمَتَهُ ، فَيُزَوِّجُهُ إِيَّاهَا ، لِيَكْفِيَهُ مَؤُونَتَها فِى

---

(١) قوله : « الحلقة الدنيا من ظبيتها » هكذا هو بالأصل ، وهو نص المحكم ، وفى القاموس : الخِلْفَةُ الدُّنيا من طُبْيِيها .

(٢) قوله : « واحدها خِتام وخَتام » كذا بالأصل . والذى فى القاموس : الواحد ككِتاب وعالَم . ومثله فى التهذيب والتكملة ، نقلاً عن ابن الأعرابىّ .

مفردات القرآن (اردو)
www.KitaboSunnat.com
جلد اول
تصنیف
امام راغب اصفہانی
ترجمہ و حواشی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری
شیخ شمس الحق
۴۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا﴾ (۳۔۱۱۸) مومنو! (کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دان نہ بنانا۔ یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔

﴿وَمَا زَادُوْکُمْ اِلَّا خَبَالًا﴾ (۹۔۴۷) تو تمہارے حق میں شرارت کرتے۔

اور حدیث میں ہے [1]

(۱۰۶) مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ ثَلَاثًا کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یَّسْقِیَہٗ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ: جو شخص تین مرتبہ شراب پیے گا تو اللہ تعالیٰ اسے لازماً دوزخیوں کی پیپ پلائے گا۔

زہیر نے کہا [2] ع (طویل)

(۱۳۰) ھُنَالِكَ اِنْ یُّسْتَخْبَلُوا الْمَالُ یَخْبِلُوا

یعنی ایسے موقعہ پر اگر ان سے مال مانگا جائے تو وہ مال دے دیتے ہیں۔

(خ ب و)

خَبَتِ (ن) النَّارُ: آگ کا شعلہ افسردہ ہو گیا اور اس پر راکھ کا خِبَاء یعنی پردہ سا آ گیا۔ اصل میں خِبَاءٌ اس پردہ کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو ڈھانپا جائے۔ اسی بنا پر جو یا گیہوں کی بالی کے چھلکے کو بھی خِبَاء کہا جاتا ہے۔

قرآن میں ہے:

﴿کُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاھُمْ سَعِیْرًا﴾ (۱۷۔۹۷) جب اس کی آگ بجھنے کو ہوگی تو ہم ان کو (عذاب دینے کے لئے) اور بھڑکا دیں گے۔

(خ ت ر)

اَلْخَتْرُ: اصل میں اس غداری کو کہتے ہیں جسے اس قدر کوشش سے کیا جائے کہ انسان کمزور پڑ جائے اور اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں قرآن پاک میں ہے:

﴿کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوْرٍ﴾ (۳۱۔۳۲) جو عہد شکن اور ناشکرے ہیں۔

(خ ت م)

اَلْخَتْمُ وَالطَّبْعُ: کے لفظ دو طرح سے استعمال ہوتے ہیں کبھی تو خَتَمْتُ اور طَبَعْتُ کے مصدر ہوتے ہیں اور اس کے معنیٰ کسی چیز پر مہر کی طرح نشان لگانا کے ہیں اور کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر لگانے سے بن جاتا ہے۔

مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کے متعلق وثوق حاصل کر لینا اور اس کا محفوظ کرنا مراد ہوتا ہے۔ جیسا کہ کتابوں یا

---

[1] الحدیث باختلاف الفاظه فی النسائی عن ابن عمرو وحم ق ہ ن عن ابن عمرو (ہ عن ابی هریرة) و(طب عن ابن عمرو) والترمذی عن ابن عمرو ورد(ة عن ابن عمرو) راجع الفتح الکبیر ج ۳: ۲۰۱۔۲۰۲).

[2] قاله زهیر بن ابی سلمیٰ المزنی وتمامه .... وان یسئلوا یعطوا وان یسیروا یغلوا والبیت فی اللسان (خیل، خول) وفی روایة الطبری ۲۳۔۱۹۹/۷: ۲۷۸) وان یستخولوا بدل یستخبلوا ویخولوا بدل یخبلوا وکذا فی روایة ابی عبید فی غریبه والعسکری فی الصناعتین وعده من جید المدیح قال فی الامالی (۲: ۱۵۴) ومایبالی مدح بهذین البیتین الایمدح بغیرهما والبیت فی مختار الجاهلی بشرح المصطفیٰ السقا (۱: ۱۶۳) والمختارات ۶۲ والعمدة (۲: ۱۲۷) و نقدالشعر ۳۳ فی سبعة ابیات والبحر (۷: ۱۴۳) والعقد الثمین ۹۱ والمعانی الکبیر ۵۲۹ والسیوطی ۱۰۸ قال فی اللسان والاخبال اعطاء البعیر اوالناقة للرکوب واستخبل ای استعارمنه والاصمعی وابو عبیدة فی روایتهما عن ابی عمرو انکر الاستخبال وغیر هما اثبته (والمعانی للقبتی ۵۴۰).

دروازوں پر مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔کہ کوئی چیز ان کے اندر داخل نہ ہو۔قرآن پاک میں ہے:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (۲۔۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔

﴿وَخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ﴾ (۴۵۔۲۳) اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی۔

اور کبھی کسی چیز کا اثر حاصل کر لینے سے کنایہ ہوتا ہے جیسا کہ مہر سے نقش ہو جاتا ہے اور اسی سے خَتَمْتُ الْقُرْآنَ کا محاورہ ہے یعنی قرآن پاک ختم کر لیا اور آیت کریمہ:

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾ (۲۔۷) خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی۔اور آیت:

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ﴾ (۶۔۴۶) (ان کافروں سے) کہو بھلا دیکھو تو اگر تمہارے کان یا دو آنکھیں چھین لے اور اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے۔میں عادت الٰہیہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب انسان اعتقادِ باطل یا محرمات کے ارتکاب میں حد کو پہنچ جاتا ہے اور کسی طرح حق کی طرف التفات نہیں کرتا تو اس کی ہیئت نفسانی کچھ ایسی بن جاتی ہے کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا اس کی خو بن جاتی ہے۔گویا اس طرح اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔چنانچہ اسی معنیٰ میں فرمایا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ﴾ (۱۶۔۱۰۸) یہی لوگ ہیں جن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر خدا نے مہر لگا رکھی ہے۔اسی طرح آیات کریمہ:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا﴾ (۱۸۔۲۸) اور جس شخص کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے..........اس کا کہنا نہ ماننا۔

﴿وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ﴾ (۱۷۔۴۶) اور ان کے دلوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔

﴿وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً﴾ (۵۔۱۳) اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔

میں اِغْفَالٌ کِنٌّ اور قَسَاوۃٌ سے بھی علی الترتیب یہی معنیٰ مراد ہیں۔

جبائی کہتے ہیں [1] کہ اللہ کے کفار کے دلوں پر مہر لگانے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ایسی علامت قائم کر دیتے ہیں کہ فرشتے انکے کفر سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور ان کے حق میں دعائے خیر نہیں کرتے۔لیکن یہ بے معنیٰ سی بات ہے۔کیونکہ اگر یہ کتابت محسوس ہو تو اصحاب التشریح کو بھی اس کا ادراک ہونا ضروری ہے اور اگر سراسر عقلی اور غیر محسوس ہے تو ملائکہ ان کے عقائد باطلہ سے مطلع ہونے کے بعد اس قسم کی علامت سے بے نیاز ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہر لگانے کے معنیٰ ان کے ایمان نہ لانے کی شہادت دینے کے ہیں اور آیت کریمہ:

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ﴾ (۳۶۔۶۵) آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں۔کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ

[1] ھو ابو علی محمد بن عبدالوھاب الجبائی المتوفی ۳۰۳ ھ والجباء مثل رمان کورۃ بخوزستان من نواحی الاھوا زبین فارس وواسطه والنضرۃ منتھا (التاج).

الجامع بين فني الرواية والدراية من
علم التفسير

تأليف
محمد بن علي بن محمد الشوكاني
"وفاته بصنعاء ١٢٥٠ هـ"

اعتنى به وراجع أصوله
يوسف الغوش

دار المعرفة
بيروت . لبنان

ولا يخشون سواه، ولا يبالون بقول الناس، ولا بتعييرهم، بل خشيتهم مقصورة على الله سبحانه **﴿وكفى بالله حسيباً﴾** حاضراً في كل مكان يكفي عباده كل ما يخافونه، أو محاسباً لهم في كل شيء، ولما تزوّج ﷺ زينب قال الناس: تزوّج امرأة ابنه، فأنزل الله **﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم﴾** أي: ليس بأب لزيد بن حارثة على الحقيقة حتى تحرم عليه زوجته، ولا هو أب لأحد لم يلده. قال الواحدي: قال المفسرون: لم يكن أبا أحد لم يلده، وقد ولد له من الذكور إبراهيم، والقاسم، والطيب، والمطهر. قال القرطبي: ولكن لم يعش له ابن حتى يصير رجلاً، قال: وأما الحسن، والحسين، فكانا طفلين، ولم يكونا رجلين معاصرين له **﴿ولكن رسول الله﴾** قال الأخفش، والفراء: ولكن كان رسول الله، وأجازا الرفع. وكذا قرأ ابن أبي عبلة بالرفع في رسول وفي خاتم على معنى: ولكن هو رسول الله وخاتم النبيين، وقرأ الجمهور بتخفيف لكن، ونصب رسول وخاتم، ووجه النصب على خبرية كان المقدرة كما تقدّم، ويجوز أن يكون بالعطف على أبا أحد. وقرأ أبو عمرو في رواية عنه بتشديد لكن ونصب رسول على أنه اسمها، وخبرها محذوف: أي: ولكن رسول الله هو. وقرأ الجمهور (خاتم) بكسر التاء. وقرأ عاصم بفتحها. ومعنى القراءة الأولى: أنه ختمهم: أي: جاء آخرهم. ومعنى القراءة الثانية: أنه صار كالخاتم لهم الذي يتختمون به، ويتزينون بكونه منهم. وقيل: كسر التاء، وفتحها لغتان. قال أبو عبيد: الوجه الكسر؛ لأن التأويل: أنه ختمهم، فهو: خاتمهم، وأنه قال: «أنا خاتم النبيين»، وخاتم الشيء آخره، ومنه قولهم: خاتمة المسك. وقال الحسن: الخاتم هو: الذي ختم به **﴿وكان الله بكلّ شيء عليماً﴾** قد أحاط علمه بكل شيء، ومن جملة معلوماته هذه الأحكام المذكورة هنا.

وقد أخرج أحمد، والبخاري، والترمذي، وغيرهم عن أنس قال: «جاء زيد بن حارثة يشكو زينب إلى رسول الله ﷺ، فجعل رسول الله ﷺ يقول: اتق الله، وأمسك عليك زوجك، فنزلت **﴿وتخفي في نفسك ما الله مبديه﴾**» قال أنس: فلو كان رسول الله ﷺ كاتماً شيئاً لكتم هذه الآية، فتزوّجها رسول الله ﷺ فما أولم على امرأة من نسائه ما أولم عليها، ذبح شاة **﴿فلما قضى زيد منها وطراً زوّجناكها﴾** فكانت تفخر على أزواج النبيّ ﷺ تقول: زوّجكنّ أهاليكنّ، وزوّجني الله من فوق سبع سموات. وأخرج أحمد، ومسلم، والنسائي، وغيرهم عن أنس قال: لما انقضت عدّة زينب، قال رسول الله ﷺ لزيد: «اذهب، فاذكرها عليّ، فانطلق، قال: فلما رأيتها عظمت في صدري، فقلت: يا زينب أبشري أرسلني رسول الله يذكرك، قالت: ما أنا بصانعة شيئاً حتى أؤامر ربي، فقامت إلى مسجدها، ونزل القرآن، وجاء رسول الله ﷺ، ودخل عليها بغير إذن، ولقد رأيتنا حين دخلت على رسول الله ﷺ أطعمنا عليها الخبز واللحم، فخرج الناس، وبقي رجال يتحدّثون في البيت بعد الطعام، فخرج رسول الله ﷺ واتبعته، فجعل يتتبع حجر نسائه يسلم عليهنّ، ويقولون: يا رسول الله كيف وجدت أهلك؟ فما أدري أنا أخبرته أن القوم قد خرجوا أو أخبر، فانطلق حتى دخل البيت، فذهبت أدخل معه، فألقى الستر بيني وبينه، ونزل الحجاب، ووعظ القوم بما وعظوا به **﴿لا تدخلوا بيوت النبيّ إلاّ أن يؤذن لكم﴾** [الأحزاب: 53] الآية». وأخرج سعيد بن منصور، وعبد بن حميد، والترمذي وصححه، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، والطبراني، وابن مردويه عن عائشة قالت: لو كان رسول الله ﷺ كاتماً شيئاً من الوحي لكتم هذه الآية **﴿وإذ تقول للذي أنعم الله عليه﴾** يعني: بالإسلام **﴿وأنعمت عليه﴾** يعني: بالعتق **﴿أمسك عليك زوجك﴾** إلى قوله: **﴿وكان أمر الله مفعولاً﴾** وإن رسول الله ﷺ لما تزوّجها قالوا: تزوّج حليلة ابنه، فأنزل الله **﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين﴾**، وكان رسول الله ﷺ تبناه وهو صغير، فلبث حتى صار رجلاً يقال له: زيد بن محمد، فأنزل الله **﴿ادعوهم لآبائهم هو أقسط عند الله﴾** [الأحزاب: 5] يعني: أعدل عند الله. وأخرج ابن سعد عن محمد بن كعب القرظي في قوله: **﴿سنة الله في الذين خلوا من قبل﴾** قال: يعني: يتزوّج من النساء ما شاء هذا فريضة، وكان من قبل من الأنبياء هذا سنتهم، قد كان لسليمان بن داود ألف امرأة، وكان لداود مائة امرأة. وأخرج ابن المنذر، والطبراني، عن ابن جريج في قوله: **﴿سنة الله في الذين خلوا من قبل﴾** قال داود: والمرأة التي نكح، وزوجها، واسمها اليسية، فذلك سنة في محمد وزينب **﴿وكان أمر الله قدراً مقدوراً﴾** كذلك من سنته في داود، والمرأة، والنبي، وزينب. وأخرج ابن جرير عن ابن عباس في قوله: **﴿ما كان محمد أبا أحد من رجالكم﴾** قال: نزلت في زيد بن حارثة. وأخرج أحمد، ومسلم عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: «مثلي ومثل النبيين كمثل رجل بنى داراً، فانتهى إلاّ لبنة واحدة، فجئت أنا، فأتممت تلك اللبنة». وأخرج البخاري، ومسلم، وغيرهما عن جابر قال: قال رسول الله ﷺ: «مثلي، ومثل الأنبياء كمثل رجل ابتنى داراً، فأكملها وأحسنها إلاّ موضع لبنة، فكان من دخلها فنظر إليها قال: ما أحسنها إلاّ موضع اللبنة، فأنا موضع اللبنة حتى ختم بي الأنبياء». وأخرج البخاري، ومسلم، وغيرهما من حديث أبي هريرة نحوه. وأخرج أحمد، والترمذي وصححه من حديث أبيّ بن كعب نحوه أيضاً.

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٤٢﴾ هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَـٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَـٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُۥ سَلَـٰمٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ إِنَّآ أَرْسَلْنَـٰكَ شَـٰهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِۦ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾ وَبَشِّرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُم مِّنَ ٱللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾ وَلَا تُطِعِ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَٱلْمُنَـٰفِقِينَ وَدَعْ أَذَىٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلًا ﴿٤٨﴾

قال الله تعالیٰ

وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

للشيخ قطب الدين احمد المعروف بالشاه ولی الله المحدث الدهلوی قدس سرہٗ

(المتوفی سنہ ۱۱۷۶ھ)

صاحب حجة الله البالغة وازالة الخفاء وغيرهما

من سلسلة مطبوعات المجلس العلمی نمبر ۱۳

(سنہ ۱۳۵۲ھ)

مدینہ پریس بجنور

وسر ذلك اتساع دائرة الارشاد وشروقه وانعكاس سخط الله وغيرته،

واعلمن ان الله تعالى هو خير تام ينافى الشرور والخداج اذ الشرور امور من بدعات عالم التخليط ومن مخرجات الصورة المزاجية فايقن بما تلونا عليك وصار حينئذ من اولى العزم وبهذا تم له الكمال المطلق،

ثم ان له صلى الله عليه وسلم نماء اخر من حيث سبوغه الاتم جليل الشان دقيق البرهان وفصل خطابنا فيه انه لما اتسع الاسم الساطع فى صدره اتساعا مستطيرا لبعد صيقلة استعداده بامور فطرية وكسبية كما تلونا كان الاسم حاكما عليه بلا شريك حكما بليغا وتسلط سلطانا عظيما وصار مطلقا بحذاء اطلاق الاسماء القديمة فلما توحدت كمالاته المنشعبة كمالا واحدا وجعل يتسع اتساعا مثل اتساع الاسماء القديمة المطلقة لم يبق فى عالم التقرر وارض التحقق شرجة من الشراج الا دخل فيه ذلك النور المقدس باتم وجه واكمله فليس هناك كمال ولا مقام الا ورسول الله صلى الله عليه وسلم فيه امام الناحية وناظورة الديوان،

كل ذلك ثانيا من حيث الافاضة الايجادية لما هو جامع جهات الموجودات على حذاء ما كان اولا من حيث الانجماس القدسي فى عالم الاسماء وظلالها من وساطة وترجمانية بين الله تعالى وخليقته، **فاعلمن** اذن انه كما امتنع قبل تمثله عليه السلام انجماس حقيقة اقرب واسبغ من حقيقته وما صدق ذلك لانطماس حقيقته العليا وعدم تمثلها عن اتصاف الناس بالنبوة المشعرة برسوخ القدم فى موطن التلقى وعدم التقليد فيه فكذلك بعد تمثله فى موطن الوجود الحدثى امتنع تلقى حقيقة ما من الحقائق كمالا من قبل نفسها بلا ترجمان،

وصد ذلك باب النبوة فما طار طائر من اولى اجنحة استعداد الا وقع فى شبكة تربيته وجذبه الى نفسه كجذب المقناطيس بالحديد فلما تظاهرت جهة القدسانية والتمثلانية غير
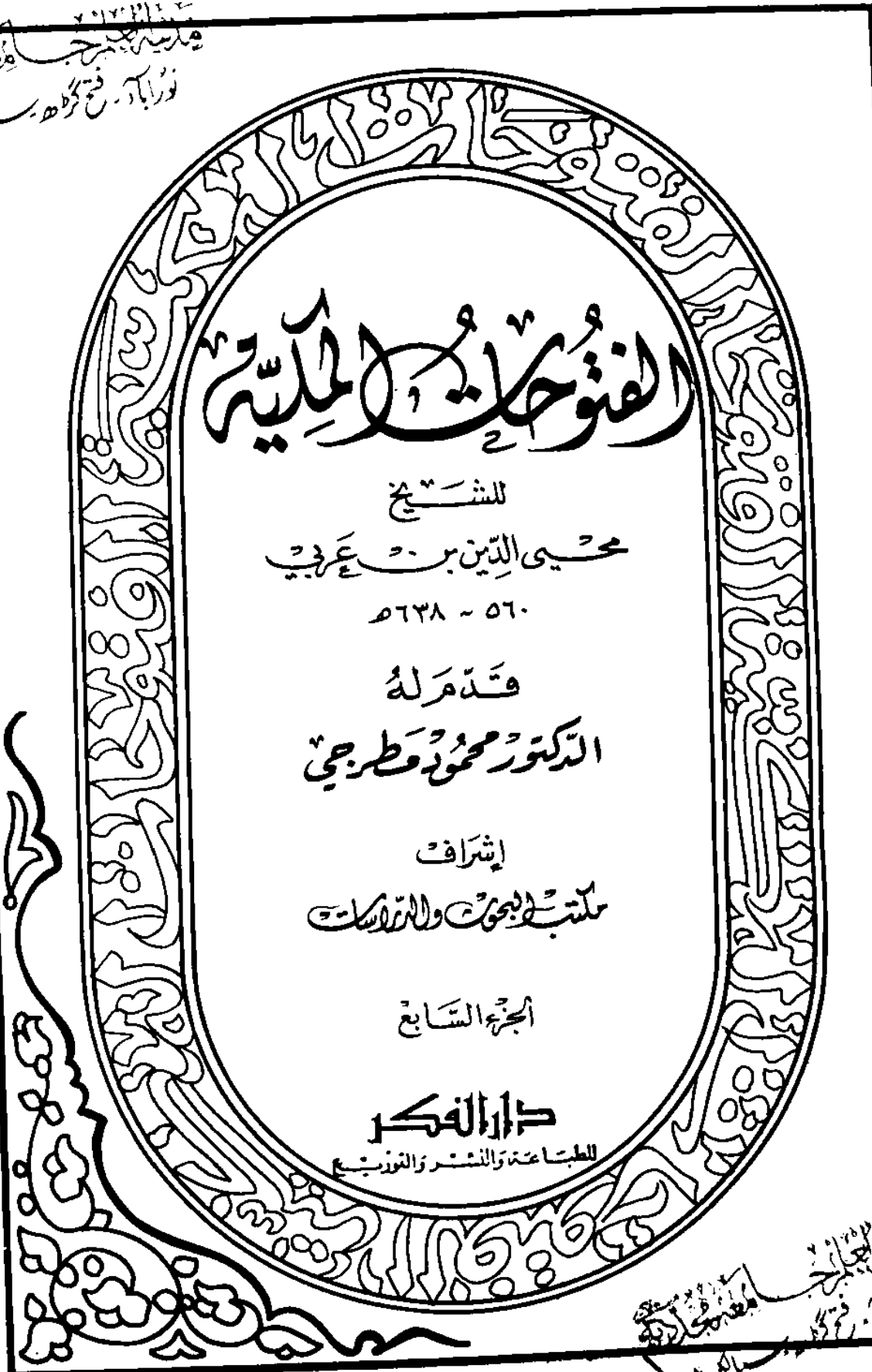
الفتوحات المكية
للشيخ
محيي الدين بن عربي
٥٦٠ - ٦٣٨هـ
قدم له
الدكتور محمود مطرجي
إشراف
مكتب البحوث والدراسات
الجزء السابع
دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

الإنسانية الكاملة، وما عدا الكاملة فهو الإنسان الحيوان المسمّى بالحدّ حيواناً ناطقاً والأقطاب من الكمل.

ثم أن الله جعل العالم الجسمي والجسماني في منزلين: منزل يسمّى الدنيا ومنزل يسمّى الآخرة، وجعل سكانهما الإنس والجان والمعتبر فيهما الإنس ولمعتبر من الإنس الكمل لا غير، وهم الذين ذكرهم الله لا يزيدون عليه في نفوسهم هذا ذكرهم في نفوسهم وفي خلواتهم باللسان. وأما في العموم فلا إله إلاّ الله ثم بعدها أنواع الذكر من سبحان الله المقيد والمطلق والحمد لله وكذلك والله أكبر كذلك ولا حول ولا قوّة إلاّ بالله كذلك، فعمر بهذا الصنف المقصود من العالم أوّلاً الدار الدنيا من الدارين وجعل سكناهم فيها بآجال مسماة ينتهون إليها ثم ينتقلون عند فراغ مدتهم إلى الدار الآخرة، ونقلتهم على ضربين: منهم من ينتقل بموت وهو مفارقة الحياة الدنيا فيحي بحياة الآخرة، ومنهم من ينتقل بالحياة الدنيا من غير موت وهو الشهيد في سبيل الله خاصة وما يقال فيه بأنه أفضل من الميت إلاّ أنه أفضل من بعض الموتى، ثم إن الله جعل هذا الصنف الإنساني في الدنيا أمماً كثيرين، ثم بعث في كل أمة رسولاً ليعلمها ما هو الأمر عليه الذي خلقوا له، ويعلمهم بما للحق عليهم أن يفعلوه وما لهم إذا فعلوا ذلك من الخير عند الله في الدار الآخرة، وماذا عليهم إذا لم يفعلوا من العقوبة عند الله في الدار الدنيا إذا علم ولاة أمرهم ذلك وفي الآخرة، ثم جعل الفضل فيهم فمنهم الفاضل والأفضل من الأمم ومن الرسل.

وختم الأمم بأمة محمد ﷺ وجعلهم خير أمة أخرجت للناس، وختم بمحمد ﷺ جميع الرسل عليهم السلام وختم بشرعه جميع الشرائع فلا رسول بعده يشرع ولا شريعة بعد شريعته تنزل من عند الله إلاّ ما قرّره شرعه من اجتهاد علماء أمته في استنباط الأحكام من كتابه وسنّة نبيه وعني بالسنّة الحديث لا من قياس، وأعني بالقياس هنا قياس فرع على فرع لا قياس فرع على أصل، فإن قياس الفرع على الأصل هو المستنبط الذي ثبت بالاجتهاد وجعله الفقهاء أصلاً رابعاً كما جعلوا الإجماع أصلاً ثالثاً وهو إجماع الصدر الأوّل وقالوا إنهم ما أجمعوا على أمر إلاّ ولا بدّ أن يعرفوا فيه نصاً يرجون فيه إليه إلاّ أنه ما وصل إلينا مع قطعنا به فإنه من المحال أن يجتمعوا على حكم لا يكون لهم فيه نص لأن نظرهم وفطرهم مختلفة فلا بدّ من الاختلاف وقد أجمعوا على أمر فذلك الحكم مقطوع به عندنا أنهم فيه على نص من الرسول ﷺ، ولا حكم بإجماع بعد إجماع الصدر الأوّل، فلما كان الأمر على

(الجزء الثانى)

من كتاب اليواقيت والجواهر * فى بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الربانى سيدى عبد الوهاب
الشعرانى نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(بحلى الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم
الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف
الله تعالى له أسنى الاجور)*

* وقال أيضا ليس الرجل من يقيده العرش وما حواه من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الى خارج هذا الوجود كله وهناك يعرف قدر عظمة موجده سبحانه وتعالى انتهى * وقال الشيخ في الباب السادس عشر وثلثمائة اعلم أنه لما كان الاستواء على العرش تمدحا لله عز وجل جعل الله تعالى لنبيه كذلك نسبة على طريق التمدح عليه حيث كان العرش أعلى مقام ينتهي اليه من أسرى به من الرسل عليهم الصلاة والسلام قال وهذا يدل على أن الاسراء كان بجسمه صلى الله عليه وسلم ولو كان الاسراء رؤيا رآها لما كان الاسراء ولا الوصول الى هذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعراب في حقه انكار على ذلك لان الرؤيا يصل الانسان فيها الى مرتبة رؤية الله تعالى وهي أشرف الحالات ومع ذلك فليس لها ذلك الموقع من النفوس اذ كل انسان بل كل حيوان له قوة الرؤيا قال وانما قال صلى الله عليه وسلم على سبيل التمدح حتى ظهرت لمستوى سمعت فيه صريف الاقلام وأتى بحرف الغاية الذي هو حتى اشارة لما قلناه من أنه منتهى السير بالقدم المحسوس العرش والله تعالى أعلم *(خاتمة)* ذكر الشيخ في الباب العاشر ومائة مانصه (فان قيل) ما الفرق بين تنزل الوحي على الانبياء عليهم الصلاة والسلام وبين تنزله على الاولياء في المنام على يد ملك الالهام (فالجواب) الفرق بينهما أن تنزل الوحي على النبي يكون على قلبه وعلى صدره لكون نبوته مشهودة له وأما تنزله على الاولياء فيكون بين جنبيهم من وراء حجبهم لان نبوتهم مستورة عنهم فالوحي لهم في الظاهر لا في الظهور والى ذلك الاشارة بقول بعض العارفين لم يمت أبو يزيد البسطامي حتى استظهر القرآن أي من الله تعالى عليه بفهم معانيه كلها من طريق الالهام بحكم الارث لرسول الله صلى الله عليه وسلم ومن استظهر القرآن هكذا فقد أدرجت النبوة بين جنبيه وأطال في ذلك وسيأتي بسط ذلك بزيادة على ذلك في مباحث الولاية ان شاء الله تعالى والله تعالى أعلم

(المبحث الخامس والثلاثون في كون محمد صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين كما صرح به القرآن)

اعلم ان الاجماع قد انعقد على أنه صلى الله عليه وسلم خاتم المرسلين كما أنه خاتم النبيين وان كان المراد بالنبيين في الآية هم المرسلين وعبارة الشيخ محيي الدين في الباب الثاني والستين وأربعمائة من الفتوحات قد ختم الله تعالى بشرع محمد صلى الله عليه وسلم جميع الشرائع فلا رسول بعده يشرع ولا نبي بعده يرسل اليه بشرع يتعبد به في نفسه انما يتعبد الناس بشريعته الى يوم القيامة (قلت) وأما اجتهاد الائمة وتشريعهم في الاحكام فذلك باذنه مع أن مادتهم في الاستنباط انما هو شرعه صلى الله عليه وسلم الثابت كتابا كان أو سنة وأعني بالسنة هنا الحديث ويلحق بالسنة كل حكم صدر عن المجتهد من قياس فرع على أصل فانه من السنة أيضا وهو المراد بالاستنباط وأما قياس فرع على فرع فلا يقول به الا المقلدون للائمة فانهم جعلوا قياس الفرع على الاصل أصلا رابعا كما جعلوا الاجماع أصلا ثالثا وقالوا ان الائمة لا تجمع على أمر الا وهم يعرفون له دليلا وان لم يذكروه لنا فنحن نقطع بتحريم خرق اجماع الائمة سواء أعلمنا لهم دليلا في ذلك أم لم نعلم والله أعلم * وقال في الباب الرابع عشر من الفتوحات اعلم أن حقيقة النبي الذي ليس برسول هو شخص يوحي الله اليه بأمر يتضمن ذلك شريعة يتعبد بها في نفسه فان بعث بها الى غيره كان رسولا أيضا وأطال في ذلك ثم قال واعلم ان الملك يأتي النبي بالوحي على حالين تارة ينزل بالوحي على قلبه وتارة يأتيه في صورة جسدية من خارج فيلقي ما جاء به الى ذلك النبي على اذنه فيسمعه أو يلقيه على بصره فيبصره فيحصل له من النظر مثل ما يحصل له من السمع سواء قال وهذا باب أغلق بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم فلا يفتح لاحد الى يوم القيامة ولكن بقي للاولياء وحي الالهام الذي لا تشريع فيه انما هو بفساد حكم قال به بعض الناس بصحة دليله ونحو ذلك فيعمل به في نفسه فقط قال ولو ان الوحي على لسان جبريل عليه السلام كان باقيا بعد محمد صلى الله عليه وسلم لكان عيسى عليه السلام

جبريل أن يظهر بصورة اسرافيل (١٨٨) ولا ميكائيل وعكسه ففي قوة الانسان ماليس في قوة الملك وأطال في الفرق بينهما * وقال في الباب الثاني عشر وثلثمائة في معرفة وحي الأولياء الالهامي اعلم أن الحق تعالى اذا أراد ان يوحي الى قلب ولي من أوليائه بأمر ما تجلى الحق الى قلب ذلك الولي برفع الحجب فيفهم الولي من ذلك التجلي ما يريد الحق أن يعلم ذلك الولي به فيجد الولي في نفسه علم ما لم يكن يعلم كما وجد النبي صلى الله عليه وسلم العلم بالضربة بين ثدييه وفي شربه اللبن ومن الأولياء من يشعر بذلك ومنهم من لا يشعر به بل يقول وجدت في خاطري كذا وكذا ولا يعرف من أتاه به ولكن من عرف فهو أتم * وقال في الباب الثالث عشر وثلثمائة اعلم ان أول رسول أرسل نوح عليه السلام ومن كانوا قبله انما كانوا أنبياء كل واحد على شريعة من ربه فمن شاء دخل في شرعه ومن شاء لم يدخل فمن دخل ثم رجع كان كافرا ومن لم يدخل فليس بكافر ومن أدخل نفسه ثم كذب الانبياء كان كافرا ومن لم يفعل وبقي على البراءة لم يكن كافرا قال وأما قوله تعالى وان من أمة الا خلا فيها نذير فليس هو بنص في الرسالة وانما هو نص في ان في كل أمة عالما بالله تعالى وباليوم الآخر وذلك هو النبي لا الرسول اذ لو كان الرسول لقال اليهم ولم يقل فيها * قال ونحن نقول انه كان فيهم أنبياء عالمون بالله فمن شاء وافقهم ودخل معهم في دينهم وتحت حكمهم ومن لم يشأ لم يكلف ذلك وكان اذا

(الجزء الثانى)

كتاب اليواقيت والجواهر فى بيان عقائد الاكابر

للامام العارف الربانى سيدى عبدالوهاب
الشعرانى نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(وعلى الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر فى بيان علوم الشيخ الاكبر
لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)*

با نسبة لاتساع الوجود كالذرة الطائرة فى الهواء ليس لها سقف ترسى عليه ولا أرض تنزل عليها فسبحان من لا يعرف قدره غيره وفى كلام سيدى على بن وفا رحمه الله يصف حاله

وقد نفذت من الاقطار أجمعها * وقد تجاوزت حد الخفض والرفع

* وقال أيضا ليس الرجل من يقيده العرش وما حواه من الافلاك والجنة والنار وانما الرجل من نفذ بصره الى خارج هذا الوجود كله وهناك يعرف قدر عظمة موجده سبحانه وتعالى انتهى * وقال الشيخ فى الباب السادس عشر وثلثمائة اعلم أنه لما كان الاستواء على العرش تمدحا لله عز وجل جعل الله تعالى لنبيه كذلك نسبة على طريق التمدح عليه حيث كان العرش أعلى مقام ينتهى اليه من أسرى به من الرسل عليهم الصلاة والسلام قال وهذا يدل على أن الاسراء كان بجسمه صلى الله عليه وسلم ولو كان الاسراء رؤيا رآها لما كان الاسراء ولا الوصول الى هذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعراب فى حقه انكار على ذلك لان الرؤيا يصل الانسان فيها الى مرتبة رؤية الله تعالى وهى أشرف الحالات ومع ذلك فليس لها ذلك الموقع من النفوس اذ كل انسان بل كل حيوان له قوة الرؤيا قال وانما قال صلى الله عليه وسلم على سبيل التمدح حتى ظهرت لمستوى سمعت فيه صريف الاقلام وأتى بحرف الغاية الذى هو حتى اشارة لما قلناه من أن منتهى السير بالقدم المحسوس العرش والله تعالى أعلم *(خاتمة)* ذكر الشيخ فى الباب العاشر ومائتين ما نصه (فان قيل) ما الفرق بين تنزل الوحى على الانبياء عليهم الصلاة والسلام وبين تنزله على الاولياء فى المنام على يد ملك الالهام (فالجواب) الفرق بينهما أن تنزل الوحى على النبى يكون على قلبه وعلى صدره لكون نبوته مشهودة له وأما تنزله على الاولياء فيكون بين جنبيهم من وراء حجبهم لان نبوتهم مستورة عنهم فالوحى لهم فى الباطن لا فى الظاهر والى ذلك الاشارة بقول بعض العارفين لم يمت أبو يزيد البسطامى حتى استظهر القرآن أى من الله تعالى عليه بفهم معانيه كلها من طريق الالهام بحكم الارث لرسول الله صلى الله عليه وسلم ومن استظهر القرآن هكذا فقد أدرجت النبوة بين جنبيه وأطال فى ذلك وسيأتى بسط ذلك زيادة على ذلك فى مباحث الولاية ان شاء الله تعالى والله تعالى أعلم

(المبحث الخامس والثلاثون فى كون محمد صلى الله عليه وسلم خاتم النبيين كما صرح به القرآن)

اعلم ان الاجماع قد انعقد على أنه صلى الله عليه وسلم خاتم المرسلين كما أنه خاتم النبيين وان كان المراد بالنبيين فى الآية هم المرسلين وعبارة الشيخ محيى الدين فى الباب الثانى والستين وأربعمائة من الفتوحات قد ختم الله تعالى بشرع محمد صلى الله عليه وسلم جميع الشرائع فلا رسول بعده يشرع ولا نبى بعده يرسل اليه بشرع يتعبد به فى نفسه انما يتعبد الناس بشريعته الى يوم القيامة (قلت) وأما اجتهاد الائمة وتشريعهم فى الاحكام فذلك باذنه مع أن مادتهم فى الاستنباط انما هو شرعه صلى الله عليه وسلم الثابت كتابا كان أو سنة وأعنى بالسنة هنا الحديث ويلحق بالسنة كل حكم صدر عن المجتهد من قياس فرع على أصل فانه من السنة أيضا وهو المراد بالاستنباط وأما قياس فرع على فرع فلا يقول به الا المقلدون للائمة فانهم جعلوا قياس الفرع على الاصل أصلا رابعا كما جعلوا الاجماع أصلا ثالثا وقالوا ان الائمة لا تجمع على أمر الا وهم يعرفون له دليلا وان لم يذكروه لنا فنحن نقطع بتحريم خرق اجماع الائمة سواء أعلمنا لهم دليلا فى ذلك أم لم نعلم والله أعلم * وقال فى الباب الرابع عشر من الفتوحات اعلم أن حقيقة النبى الذى ليس برسول هو شخص يوحى الله اليه بامر يتضمن ذلك شريعة يتعبد بها فى نفسه فان بعث بها الى غيره كان رسولا أيضا وأطال فى ذلك ثم قال واعلم ان الملك يأتى النبى بالوحى على حالين تارة ينزل بالوحى على قلبه وتارة يأتيه فى صورة جسدية من خارج فيلقى ما جاء به الى ذلك النبى على اذنه فيسمعه أو يلقيه على بصره فيبصره فيحصل له من النظر مثل ما يحصل له من السمع سواء قال وهذا باب أغلق بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم فلا يفتح لاحد الى يوم القيامة ولكن بقى للاولياء وحى الالهام الذى لا تشريع فيه انما هو بفساد حكم قال به بعض الناس بصحة دليله ونحو ذلك فيعمل به فى نفسه فقط قال

بالادراك فان الابصار لا تدرك مع انها آلة يدرك العبد بها رؤية ربه قال وانما منع موسى الرؤية لانه سألها من غير وحى الهى بها ومقامهم الادب فلذا قيل له لن ترانى ثم انه تعالى استدرك استدراكا لطيفا لما علم تعالى أن حد موسى انتهى من حيث سؤاله الرؤية بغير وحى بالاحالة على الجبل فى استقراره عند التجلى اذ الجبل من الممكنات فلما تجلى الحق للجبل واندك علم موسى انه فيما لم يكن ينبغى له وان كان الحامل له على ذلك الشوق مثل ما يقع فيه من سكر من حب الله فقال تبت اليك وأنا أول المؤمنين بوقوع هذا الجائز وأطال فى صفات الناس فى رؤية الله عز وجل (وقال) فيه فى قوله تعالى أفرأيت من اتخذ الهه هواه وأضله الله على علم اعلم ان الهوى أعظم من عبد من دون الله فانه لنفسه حكم وهو الواضع لكل ما عبد ولولا قوة سلطانه فى الانسان ما أثر مثل هذا الاثر فيمن هو على علم بانه ليس بالاله وأطال فى ذكر من ادعى الالوهية من العبيد ومن ادعيت فيه ولم يدعها ومن ادعاها فى سكر ثم قال وكان الحلاج ممن ادعاها فى سكر بيقين فقال قول السكارى فخبط وخلط بحكم السكر عليه كما يشتم السكران أعظم ملوك الدنيا فى حال سكره ولا يلتزم معه أدبا فالحلاج سعيد وان شقى به آخرون وأطال فى ذلك ثم قال واذا كان يوم القيامة جسد

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

تصنیف لطیف :

قطب ربانی [illegible] عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبدالوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم :

رئیس المتکلمین عالم باعمل پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے معراج پانے والے رسول کریم علیہ السلام پہنچے۔ شیخ نے کہا: یہ دلالت کرتا ہے کہ اسراء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اقدس کے ساتھ تھا۔ اور اگر اسراء کوئی خواب ہوتا جو کہ آپ نے دیکھا تو اسراء اور نہ ہی اس مقام تک رسائی مدح وستائش قرار پاتی۔ اور نہ ہی اعرابیوں سے اس کے بارے میں انکار واقع ہوتا کیونکہ خواب میں تو انسان اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے کے مقام تک پہنچ جاتا ہے جو کہ اشرف الحالات ہے۔ اور اس کے باوجود اس کے لئے نفوس میں وہ مقام نہیں ہے۔ کیونکہ ہر انسان بلکہ ہر حیوان کے لئے خواب کی قوت ہے۔ شیخ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی سبیل المدح یہ فرمایا کہ "حتی کہ میں مستوی تک پہنچا جہاں میں نے صرف اقلام سنی۔ اور آپ نے حرف غایت جو کہ حتی ہے اس سمت اشارہ کرنے کو استعمال فرمایا کہ قدم محسوس کے ساتھ سیر کی انتہاء عرش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

خاتمہ

شیخ نے ۱۰اویں باب میں یہ ذکر کیا ہے کہ اگر کہا جائے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر وحی کے نزول اور اولیاء پر فرشتہ الہام کے ہاتھوں خواب میں اس کے نزول کے مابین کیا فرق ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ نبی پر وحی کا نزول اس کے قلب اور اس کے سینے پر ہوتا ہے کیونکہ اسکی نبوت اس کے مشاہدہ میں ہوتی ہے۔ البتہ اولیاء پر اس کا نزول ان کے حجابات کے پیچھے ان کے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہوتا ہے۔ پس وحی ان کے لئے پشت میں ہوتی ہے نہ کہ ظہور میں۔ اور اسی کی طرف بعض عارفین کے اس قول کا اشارہ ہے کہ بایزید بسطامی کا وصال نہیں ہوا حتیٰ کہ آپ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کے طور پر الہام کے طریقے سے اللہ تعالیٰ سے قرآن پاک کے تمام معانی کے فہم میں استفادہ کیا۔ اور جس نے اس طرح قرآن پاک کے معانی کا استفادہ کیا تو بیشک اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان فیوض نبوت درج ہو گئے۔ اور اس مسئلہ میں آپ نے طویل گفتگو فرمائی۔ اور اس کی تفصیل اس مقام سے زیادہ مباحث ولایت میں آ رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

پینتیسویں بحث

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں

جیسا کہ قرآن کریم نے اس کی تصریح فرمائی۔ جان لے کہ اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین ہیں جس طرح کہ آپ خاتم النبین ہیں گرچہ آیت میں نبیین سے مراد مرسلین ہی ہیں۔ اور فتوحات کے ۴۶۲ ویں باب شیخ محی الدین کی عبارت (کا ترجمہ) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات کے ساتھ تمام شریعتوں کو ختم فرمایا دیا ہے تو آپ کے بعد کوئی رسول نہیں جو شریعت جاری کرے نہ ہی آپ کے بعد کوئی نبی جس کی طرف کسی شریعت کا پیغام بھیجا جائے جس کے ساتھ وہ اپنی ذات میں عبادت کرے۔ قیامت تک لوگ صرف آپ کی شریعت کے ساتھ عبادت کریں گے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ رہا ائمہ کا اجتہاد اور احکام کے بارے میں ان کا بیان شریعت تو یہ آپ کی اجازت سے ہے۔ علاوہ ازیں استنباط میں ان کا قوام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت ہی ہے جو کہ ثابت ہے خواہ کتاب ہو یا سنت۔ اور یہاں سنت سے میری مراد حدیث ہے اور سنت کے ساتھ ہر وہ حکم لاحق ہے جو کہ فرع کو اصل پر قیاس کے ذریعے مجتہد سے صادر ہوا کیونکہ یہ بھی سنت

لفخر الدين والملة

الشيخ عبد القادر السنندجي الكردستاني

مع حاشية المحاكمات

للشيخ محمد وسيم الكردستاني

وحواشي متفرقة لبعض الأفاضل

للمحقق السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني

المتوفى ٨١٦هـ

ويليه حاشيتي السيالكوتي والحلبي

الناشر

المكتبة الأزهرية للتراث

٩ درب الأتراك خلف الجامع الأزهر الشريف

الناشر

الجزيرة للنشر والتوزيع

٩ درب الأتراك خلف الجامع الأزهر الشريف - ت: ٢٥١٢٠٨٤٧

(الجزء الثاني)

(من)

تقريب المرام في شرح تهذيب الكلام لأفضل المتأخرين وقدوة المحققين فخر الملة والدين مرجع أفاضل علماء الاكراد في زمانه الشيخ عبدالقادر السنندجي الكردستاني

مع حاشية المحاكمات لاخيه المحقق الرباني مولانا الشيخ محمد وسيم الكردستاني وحواش متفرقة لبعض الافاضل

كل من أراد هذا الكتاب وشرح تحرير الاصول لابن الهمام مع شرح الاسنوي على منهاج الاصول للبيضاوي وشرح كشف الاسرار للنسفي مع نور الانوار وقمر الاقمار كلهما على المنار وشرح المسايرة للكمال بن الهمام وكتاب سيبويه مع شواهد الاعلم وشروح التلخيص وهي عروس الافراح لابن السبكي ومواهب الفتاح لابن يعقوب والايضاح للمصنف وحاشية الدسوقي على شرح السعد كلها على التلخيص بحيث لو طالعت سطرا من متن التلخيص ترى في صحيفته هذه المواد كلها مفصولة بجداول (وكل ما ذكر طبع بالمطبعة الاميريه) فليخابر بشأنها حضرة الشيخ فرج الله زكي الكردستاني المريواني بالازهر الشريف بمصر القاهرة

طبعت بمعرفة حضرة ذي الهمة العلية الشيخ فرج الله زكي الكردستاني المريواني وكيل الشركة الخيريه لنشر الكتب العالية الاسلاميه بالمطبعة الكبرى الاميريه ببولاق مصر المحمية سنة ١٣١٩ هـ

(بالقسم الأدبي)

لاختلال دينهم بالتحريف وأنواع الضلالات مع ادعائهم أنه من عند الله (وانه لا) يبعث (نبي بعده) ولكن رسول الله وخاتم النبيين (و) اذا ثبت أنه خاتم الانبياء ثبت أنه (لاتنسخ شريعته) بل شريعته ناسخة لجميع الاديان (و) أجمع المسلمون على (أنه أفضل الانبياء) كيف لا (وأمته خير الامم) قال الله تعالى كنتم خير أمة الآية وتفضيل الامة من حيث انها أمة تفضيل للرسول الذي هم أمته (واختلفوا في الافضل بعده فقيل آدم) عليه السلام لكونه أبا البشر (وقيل ابراهيم) عليه السلام لزيادة توكله واطمئنانه (وقيل موسى) عليه السلام لكونه كليم الله (وقيل عيسى) عليه السلام لكونه روح الله تعالى وقيل نوح عليه السلام لطول عبادته ومجاهدته (ودل الكتاب على معراجه) صلى الله عليه وسلم (الى المسجد الاقصى واجماع القرن الثاني على أنه في اليقظة وبالجسد) ولو كان دعوى النبي

بواجب حينا آخر فلا تناقض سواء كان الواجب مؤقتا أو أبدا وأجيب بأن الكلام في الحكم فليتأمل (قوله وانه لايبعث نبي بعده) اشارة الى دفع مايقال ان عيسى حي بعد نبينا عليهما السلام حيث رفع الى السماء وينزل الى الدنيا فلا يكون صلى الله عليه وسلم خاتما وحاصل الدفع أن معنى كونه خاتم النبيين هو أنه لايبعث بعده نبي آخر بشريعة أخرى فان عيسى عليه السلام انما ينزل على شريعة نبينا ولا يسعه الا اتباعه (قوله وتفضيل الامة من حيث انها الخ) اشارة الى دفع مايتوهم أنا لانسلم ان خيرية الامة تدل على خيرية نبيهم لجواز أن تكون راجعة الى نفسهم وحاصل الدفع أن اضافة الخير الى الامة ظاهرة في الخيرية من حيث كونهم أمة له صلى الله عليه وسلم فتدل على خيريته صلى الله عليه وسلم فحينئذ قوله صلى الله عليه وسلم لاتفضلوني على يونس بن متى ونحوه لعله تواضع منه كما هو عادته صلى الله عليه وسلم (قوله لزيادة توكله واطمئنانه) أقول هذا تعليل لايلائم قوله في الآية ولكن ليطمئن قلبي فتدبر جدا (قوله لكونه روح الله) وكلمته ألقاها الى مريم مع أنه حي في السماء لكن ينبغي أن يعلم أن كون نبينا صلى الله عليه وسلم ميتا في الارض أنفع للامة من كونه حيا في السماء حيث

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب ٧١٢٠

لمحمّد صلى الله عليه وآله وسلم : ﴿**إنّما أنت منذر ولكلّ قوم هاد**﴾ .

فالنذر هم الرُّسل ، والأنبياء والأوصياء هداة ، وفي قوله عزَّ وجلَّ ﴿**ولكلّ قوم هاد**﴾ دليلٌ على أنّه لم تخل الأرض من هداة في كلّ قوم وكلّ عصر تلزم العباد الحجّة لله عزَّ وجلَّ بهم من الأنبياء والأوصياء .

فالهداة من الأنبياء والأوصياء لا يجوز انقطاعهم ما دام التكليف من الله عزَّ وجلَّ لازماً للعباد ، لأنّهم يؤدُّون عن النذر ، وجائز أن تنقطع النذر ، كما انقطعت بعد النبيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فلا نذر بعده .

٩ ـ حدَّثنا أبي ؛ ومحمّد بن الحسن رضي الله عنهما قالا : حدَّثنا سعد بن عبد الله قال : حدَّثنا محمّد بن الحسين بن أبي الخطّاب ؛ ويعقوب بن يزيد جميعاً ، عن حمّاد بن عيسى ، عن حريز بن عبد الله ، عن محمّد بن مسلم قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : في قول الله عزَّ وجلَّ : ﴿**إنّما أنت منذر ولكل قوم هاد**﴾ فقال : كلُّ إمام هاد لكلّ قوم في زمانهم .

١٠ ـ حدَّثنا أبي رضي الله عنه قال، حدَّثنا سعد بن عبد الله قال : حدَّثنا أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمير ، عن عمر بن أُذينة ، عن بريد بن معاوية العجليِّ قال : قلت لأبي جعفر عليه السلام : ما معنى ﴿**إنّما أنت منذر ولكلّ قوم هاد**﴾ فقال : المنذر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، وعليٌّ الهاديُّ ، وفي كلِّ وقت وزمان إمام منّا يهديهم إلى ما جاء به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم .

والأخبار في هذا المعنى كثيرة وإنّما قال الله عزَّ وجلَّ لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم : ﴿**لتنذر قوماً ما أتاهم من نذير من قبلك**﴾ أي ما جاءهم رسول قبلك بتبديل شريعة ولا تغيير ملّة ولم ينف عنهم الهداة والدُّعاة من الأوصياء ، وكيف يكون ذلك وهو عزَّ وجلَّ يحكي عنهم في قوله : ﴿**وأقسموا بالله جهد أيمانهم لئن جاءهم نذيرٌ ليكونُنَّ أهدى من إحدى الأُمم فلمّا جاءهم نذير ما زادهم إلاّ نفوراً**﴾[1] . فهذا يدلُّ على أنّه قد كان هناك هاد يدلّهم على شرائع دينهم

---

(١) سورة فاطر ؛ الآية : ٤٢ .

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی
فی
احوال المہدیؑ

مصنفہ

جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر:- مہتمم البرہان گنگا پور ۳۵- بیڈن سٹریٹ روڈ- کرشن نگر- لاہور
ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸
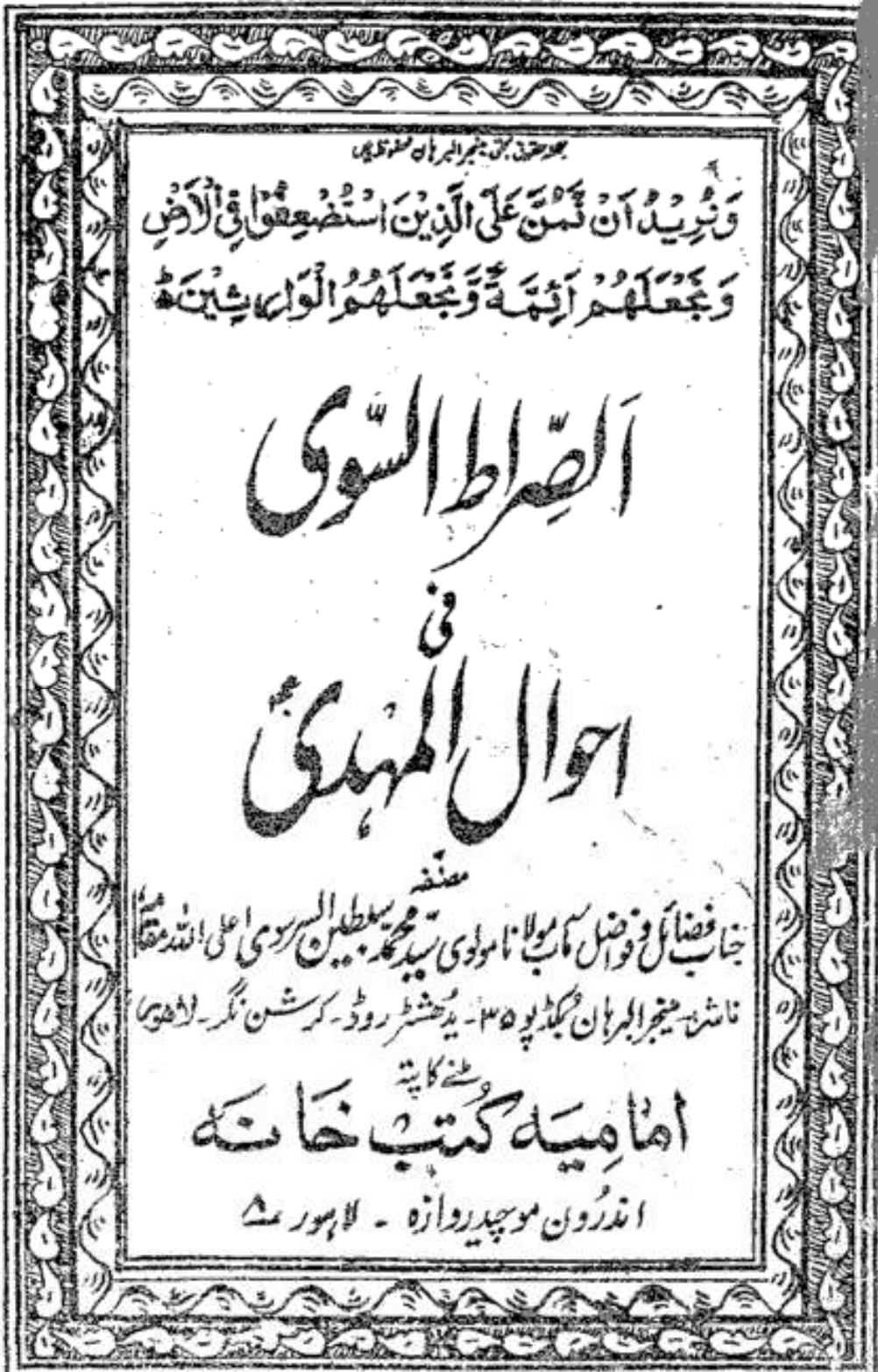
قابل غور ہیں۔ اور یہی حقیقت افلاک الباب علوم نبی۔ اوصیائے پیغمبر وائمہؑ کے اقوال و فرمائشات سے ثابت ہوتی ہے جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔ اسی طرح حقیقت سماوات کلام خدا سے یہ ثابت ہوتی ہے۔ "ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ" پھر ارادہ باری تخلیق سماوات کی طرف متوجہ ہوا۔ درانحالیکہ وہ دخان (دود۔ دھواں) تھے۔ پس سماوات بھی اجسام ثقیلہ کثیفہ نہیں ہیں۔ بلکہ دخانی و بخاری تیتے ہیں۔ آج ہزاروں برس کی تحقیقات کے بعد یہ معلوم کیا ہے۔ کہ جسم انسانی ہر مہینے نیا بدلتا رہتا ہے۔ اور خدا یوں فرماتا ہے۔ "اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ" کیا ہم ایک دفعہ بنا کر اور خلق کر کے تھک گئے اور عاجز ہو گئے۔ نہیں بلکہ وہ ہمیشہ خلعت جدیدہ کا لباس پہنے رہتے ہیں" یہ اس تحقیق حکماء سے کہیں اعلیٰ اور زیادہ ہے۔ جسم انسانی ہر ماہ نہیں بلکہ ہر دن بدلتا ہے۔ وقس علی ذٰلک؛

خلاصہ یہ ہے۔ کہ حقیقی ترقی انسان کا دار و مدار علوم حقیقیہ ہی پر ہے۔ اور علوم حقیقیہ وہی ہیں۔ جو بلا اسباب ظاہریہ و آلات خارجیہ من جانب اللہ بطور وحی و الہام کلامی عطا ہوئے ہوں۔ اور اس لئے نوع انسانی بالفطرۃ ایسے معلم کی محتاج ہے۔ اور بحکم فطرت عالم و قول خدا و فعل خدا ایسے معلم کا وجود ضروری ہے۔ اور ایسا معلم اس زمانے میں امام ہے۔ لہذا وجود امام ضروری ہے۔ اور وجود امامؑ کا منکر خدا کی وجود اور قول کتاب اور خدا کے کلام اور کام کا منکر اور اس کا مخالف ہے۔ وھو المطلوب؛

تنبیہ۔ یہاں بعض جہال کو یہ شبہ ہو سکتا ہے۔ کہ اب تک ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی و اوصیاءؑ گزر چکے۔ اور حضرت خاتم النبیینؐ تمام تعلیمات کا خاتمہ کر چکے۔ اب کسی امام کی ضرورت نہیں ہے۔ اور انسان من حیث الفطرت اب کسی خاص معلم روحانی کا محتاج نہیں ہے۔ مگر یہ شبہ تقریرات سابقہ سے خود رفع ہے۔ کیونکہ جو ضرورت جب تھی اب بھی ہے۔ علوم پہلے ناقص تھے اب بھی ہیں۔ عقول پہلے ناقص تھیں اب بھی ہیں۔ تمام افراد انسانی معصوم نہیں ہو گئے۔ جن کے علوم و کلمات و افعال و اعمال میں احتمال غلطی و خطا نہ ہو۔ اور ان کے علوم علوم حقیقیہ یقینیہ سمجھے جائیں۔ جو اختلاف پہلے تھا۔ اب بھی موجود ہے۔ بلکہ زیادہ۔ اگرچہ اس کی علت تعلیمات انبیاءؑ کو چھوڑ دینا ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں زمانہ ظہور نبیؐ میں یا امامؑ میں ان لوگوں میں بالکل اختلاف نہ تھا۔ جو نبیؐ کو مانتے تھے۔ اور امام برحق کو سچا پیشوا سمجھتے تھے اور ان سے علم حاصل کرتے تھے۔ پیغمبرؐ زمانہ پیغمبری میں تمام اختلافات کو رفع فرما دیتے تھے۔ پس دلیل ایک ہی ہے۔ اور ضرورت ایک۔ اگر کسی وقت میں نوع انسانی معلم روحانی کی محتاج تھی۔ تو اب بھی ہے۔ الا یہ کہہ دیا جائے۔ کہ کبھی انسان محتاج پیغمبرؐ و امامؑ و معلم روحانی نہ تھا۔ اور بعثت معلمین الٰہی معاذ اللہ

ﮯ اگر تفصیل تمام مسائل علم ہیئت کی دیکھنی ہو۔ تو کتاب "البدر التمام" اردو ترجمہ "الہیئۃ والاسلام" ملاحظہ

منشورات مكتبة الهدى

تفسير القمي

لأبي الحسن علي بن ابراهيم القمي رحمه الله

(من اعلام قرني ٣ - ٤ هـ)

صححه وعلق عليه وقدم له

حجة الاسلام العلامة

السيد طيب الموسوي الجزائري

الجزء الاول

مؤسسة دار الكتاب للطباعة والنشر

قم - ايران

تلفن : ٢٣٥٦٨

كما افسد بنو الجان ويسفكون الدماء كما سفك بنو الجان ويتحاسدون ويتباغضون فاجعل ذلك الخليفة منا فانا لا نتحاسد ولا نتباغض ولا نسفك الدماء ونسبح بحمدك ونقدس لك قال جل وعز (اني اعلم ما لا تعلمون) اني اريد ان اخلق خلقا بيدي واجعل من ذريته انبياء ومرسلين وعباداً صالحين ائمة مهتدين واجعلهم خلفاء على خلقي في ارضي ينهونهم عن معصيتي وينذرونهم من عذابي ويهدونهم الى طاعتي ويسلكون بهم طريق سبيلي وأجعلهم لي حجة عليهم وابيد النسناس من ارضي واطهر هامهم وانقل مردة الجن العصاة من بريتي وخلقي وخيرتي واسكنهم في الهواء في اقطار الارض فلا يجاورون نسل خلقي وأجعل بين الجن وبين خلقي حجاباً فلا يرى نسل خلقي الجن ولا يجالسونهم ولا يخالطونهم فمن عصاني من نسل خلقي الذين اصطفيتهم واسكنتهم مساكن العصاة اوردتهم مواردهم ولا آبالي قال فقالت الملائكة يا ربنا افعل ما شئت (لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم) قال فباعدهم الله من العرش مسيرة خمس مأة عام ، قال فلاذوا بالعرش واشاروا بالأصابع فنظر الرب عزوجل اليهم ونزلت الرحمة فوضع لهم البيت المعمور فقال طوفوا به ودعوا العرش فانه لي رضى فطافوا به وهو البيت الذي يدخله كل يوم سبعون الف ملك لا يعودون ابداً فوضع الله البيت المعمور توبة لأهل السماء ووضع الكعبة توبة لأهل الارض فقال الله تبارك وتعالى « اني خالق بشرا من صلصال من حمأ مسنون فاذا سويته ونفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين » قال وكان ذلك من الله تعالى في آدم قبل ان يخلقه واحتجاجا منه عليهم (قال) فاغترف ربنا عز وجل غرفة بيمينه من الماء العذب الفرات وكلتا يديه يمين فصلصلها في كفه حتى جمدت فقال لها منك اخلق النبيين والمرسلين وعبادي الصالحين والأئمة المهتدين والدعاة الى الجنة وأتباعهم الى يوم القيامة ولا ابالي ولا اسأل عما

تلك آيات الكتاب وقرآن مبين

بحران باطنان من دقائق القرآن وعينان تجريان من تاويل الآيات بلطيف البيان
ونجمان يهتدى بهما الى عوارف معارف الرحمن وسراجان منيران على طريق الشهود والعرفان

أحدهما

عرائس البيان في حقائق القرآن

للشيخ الكامل ابي محمد روزبهان ابن ابي النصر

المتوفى سنة ٦٠٦

والآخر

للشيخ العارف بالله محمد بن علي الطائي الا…

محيي الدين المعروف بابن العربي قدس سره

المتوفى سنة ٦٣٨ه

علم التصوف علم ليس يعرفه	الا اخو فطنة بالحق معروف
وليس يعرفه من ليس يشهده	وكيف يشهد ضوء الشمس مكفوف

قد طبعا في المطبع العالي المعز الى ابن المنشي نولكشور

جعفر بن محمد كتاب الله على اربعة اشياء العبارة والاشارة واللطائف والحقائق فالعبارة للعوام والاشارة للخواص
واللطائف للاولياء والحقائق للانبياء وقال امير المومنين على بن ابى طالب كرم الله وجهه ما من اية
الا ولها اربعة معانٍ ظاهر وباطن وحدّ ومطّلع فالظاهر التلاوة والباطن الفهم والحدّ هو احكام الحلال والحرام
والمطّلع هو مراد الله من العبد بها قيل القرآن عبارة واشارة ولطائف وحقائق فالعبارة للسمع والاشارة
للعقل واللطائف للمشاهدة والحقائق للاستسلام وقال الجنيد كلام الله على اربعة معانٍ ظاهر وباطن وحق
وحقيقة وقال جعفر الصادق يقرأ القرآن على تسعة اوجه الحق والحقيقة والتحقق والحقائق والعقود والعهود والحدّ
وقطع العلائق واجلال المعبود وقال الحريري كلام الله متصل بعبده والعبد متوقع المزيد من ربه فى كل حال وقال جعفر الصادق
انزل القرآن على سبعة انواع على التعريف والتكليف والتعطيف والتشريف والتأليف والتخويف والتكشيف ثم نزل امر ونهى
ووعد ووعيد ونصّ وتأسيس وتمحيص ثم نزل داعيًا وراعيًا وشاهدًا وحافظًا وشافيًا ودافعًا ونافعًا فتعرضت ان
اغترف من هذه البحور الازلية غرفات من حكم الازليات والاشارات الابديات التى تقصر عنها افهام العلماء
وعقول الحكماء اقتداءً بالاولياء واسوة بالخلفاء وسنة للاصفياء وصنّفت فى حقائق القرآن كتابًا موجزًا
محكمًا لا اطالة فيه ولا املال وذكرت ما سنح لى من حقيقة القرآن ولطائف البيان واشارة الرحمن فى القرآن
بالفاظ لطيفة وعبارة شريفة وربما ذكرت تفسير اية لم يفسرها المشايخ ثم اردفت بعد قولى اقوال مشايخى مما
عبارتها الطف واشارتها اظرف بركاتهم وتركت كثيرًا منها ليكون كتابى اخف محملًا واحسن تفصيلًا واستخرت
الله تعالى فى ذلك واستعنت به ليكون موافقًا للمراد وموافقًا لسنة رسوله واصحابه واولياء امته وهو حسبى وحسب
كل ضعيف وسمّيتها **بعرائس البيان فى حقائق القرآن** وما اصبت فى ذلك فهو بتأييد الله ونصرته وما اخطأت

فيه فهو لا دم لى انا استغفر الله تعالى من ذلك انه غفور حليم جواد كريم رؤف رحيم

سُورة فاتحة الكتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُمّى الفاتحةُ فاتحةً لانها مفتاح ابواب خزائن اسرار الكتاب ولانها مفتاح كنوز لطائف الخطاب بانجلائها ينكشف
جميع القرآن لاهل البيان لان من عرف معانيها يفتح بها اقفال المتشابهات ويقتبس بسناها انوار الآيات
بِسْمِ الباء كشف البقاء لاهل الفناء والسين كشف سناء القدس لاهل الانس والميم كشف الملكوت لاهل
النعوت والباء برّه للعموم والسين سرّه للخصوص والميم محبته لخصوص الخصوص والباء بدو العبودية والسين
سرّ الربوبية والميم منّة فى ازليته على اهل الصفوة والباء من بسم اى بيها بى بقاء ارواح العارفين فى بحار العظمة

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري

رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الثاني

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

أبي هريرة رضي اللَّه عنه قال : قال رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم : « أنا أولى الناس بعيسى ابن مريم في الدنيا والآخرة ، الأنبياءِ إخوة لعلات أمهاتهم شتى ودينهم واحد وليس بيني وبين عيسى ابن مريم نبي » .

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين(١) .

٤٢١٣- حدثنا علي بن حمشاذ العدل ثنا أبو المثنى ثنا سليمان بن حرب ثنا حماد بن زيد عن المغيرة بن حبيب عن شهر(٢) بن حوشب عن أبي هريرة رضي اللَّه عنه قال : حنة ولدت مريم ومريم ولدت عيسى .

٤٢١٤- حدثني علي بن محمد القاضي ثنا الحسين بن محمد بن زياد ثنا الحسين بن عمرو العنقزي حدثني أبي ثنا إسرائيل عن جابر عن زيد العمي(1) قال : ولد عيسى ابن مريم يوم عاشوراء(●) .

٤٢١٥- أخبرني محمد بن إسحاق الصفار العدل ثنا أحمد بن نصر ثنا عمرو بن حماد ثنا أسباط عن السدي(٣) عن أبي مالك عن ابن عباس رضي اللَّه عنهما وعن مرة عن عبد اللَّه قالا : خرجت مريم إلى جانب المحراب بحيض أصابها ، فلما طهرت إذ هي برجل معها وهو قوله : ﴿ فأرسلنا إليها روحنا فتمثل لها بشرًا سويًّا ﴾ [مريم : ١٧] ، وهو جبريل عليه السلام ففزعت منه فقالت : ﴿ إني أعوذ بالرحمن منك إن كنت تقيًّا * قال إنما أنا رسول ربك لأهب لك غلامًا زكيًّا ﴾ الآية [مريم : ١٨ ، ١٩] ، فخرجت وعليها جلبابها فأخذ بكمها فنفخ في جيب درعها وكان مشقوقًا من قدامها فدخلت النفخة صدرها فحملت ، فأتتها أختها امرأة زكريا ليلة تزورها فلما فتحت لها الباب التزمتها فقالت امرأة زكريا : يا مريم أشعرت أني حبلى ، فقالت مريم أيضًا : أشعرت أني حبلى ؟ فقالت امرأة زكريا : فإني وجدت ما في بطني يسجد للذي في بطنك فذلك قوله عز وجل : ﴿ مصدقًا بكلمة من اللَّه ﴾ [آل عمران : ٣٩] فولدت امرأة زكريا يحيى ، ولما بلغ أن تضع مريم خرجت إلى جانب

---

(١) قد أخرجاه البخاري (٤٧٨/٦) ومسلم (١٨٣٧/٤) .

(٢) شهر مختلف فيه ، وهو إلى الضعف أقرب .

(1) زيد العمى هو ابن الحواري . ١٢ « تقريب » . (مصححه) .

(●) (قلت) : سنده واهٍ . (الذهبي) .

(٣) السدي لا يعتمد عليه في مثل هذه القصة .

للإمام الحافظ أبي عبد الله الحاكم النيسابوري
رحمه الله تعالى

طبعة متضمنة انتقادات الذهبي رحمه الله

وبذيله

تتبع أوهام الحاكم التي سكت عليها الذهبي

لأبي عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

الجزء الثاني

دار الحرمين للطباعة والنشر والتوزيع

يا رسول اللَّه إنك أمرتني بالصلاة فما الصلاة؟ قال: «خير موضوع فمن شاء أقل ومن شاء أكثر» قلت: يا رسول اللَّه أي الأعمال أحب إلى اللَّه؟ قال: «الإيمان باللَّه» ثم ذكر الحديث إلى أن قال: فقلت: يا رسول اللَّه كم النبيون؟ قال: «مائة ألف وأربعة وعشرون ألف نبي»، قلت: كم المرسلون منهم؟ قال: «ثلثمائة وثلاثة عشر» وذكر باقي الحديث(●).

٤٢٢٦- حدثنا أبو عون محمد بن أحمد بن ماهان الجزار بمكة(*) ثنا علي الصفار ثنا أبو عبد اللَّه محمد بن علي بن زيد ثنا إبراهيم بن المنذر الحزامي ثنا إبراهيم بن المهاجر بن مسمار عن محمد بن المنكدر وصفوان بن سليم عن يزيد الرقاشي عن أنس بن مالك رضي اللَّه عنه قال: بعث رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم بعد ثمانية آلاف من الأنبياء منهم أربعة آلاف من بني إسرائيل.

٤٢٢٧- حدثني أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه ثنا أبو المثنى العنبري ثنا يحيى بن معين ثنا مروان بن معاوية عن مجالد عن أبي الوداك عن أبي سعيد قال: قال النبي صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم: «إني خاتم ألف نبي أو أكثر»(●●).

٤٢٢٨- حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا أحمد بن عبد الجبار ثنا يونس بن بكير عن محمد بن إسحاق عن الحسن بن مسلم عن مقسم عن ابن عباس رضي اللَّه عنهما أنه قال: لقد سلك فج الروحاء سبعون نبيًا حجاجًا عليهم ثياب الصوف ولقد صلى في مسجد الخيف سبعون نبيًا.

٤٢٢٩- حدثني محمد بن صالح بن هاني ثنا أبو زكريا يحيى بن محمد بن يحيى الشهيد ثنا أبو الربيع سليمان بن داود الزهراني ثنا محمد بن ثابت ثنا معبد بن خالد الأنصاري عن يزيد الرقاشي عن أنس بن مالك رضي اللَّه عنه قال: قال رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وعلى آله وسلم: «كان فيما خلا من إخواني من الأنبياء ثمانية آلاف نبي ثم كان عيسى ابن مريم ثم كنت أنا بعده»(●●●).

(●) (قلت): السعدي ليس بثقة. (الذهبي).

(*) الصواب: حدثنا أبو عون محمد بن أحمد بن ماهان الجزار على الصفا. أي: حدث الحاكم على الصفا الذي يقابل المروة.

(●●) (قلت): مجالد ضعيف. (الذهبي).

(●●●) (قلت): سنده واه. (الذهبي).

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

هريرة) [1] .

٣٨٨٤٣ ـ ليس بيني وبين عيسى نبي وإنه نازلٌ ، فاذا رأيتموه فاعرفوه ، رجلٌ مربوعٌ إلى الحمرةِ والبياض ، ينزلُ بين ممُصَّرتين كأن رأسه يقطرُ وإن لم يصبهُ بللٌ ، فيقاتلُ الناس على الإسلام فيدقُّ الصليبَ ويقتلُ الخنزير ويضعُ الجزية ، ويهلكُ الله في زمانه المللَ كلها إلا الإسلام ، ويهلكُ المسيحُ الدجل ، فيمكثُ في الأرض أربعين سنةً ثم يُتوفى فيصلي عليه المسلمون (د ـ عن أبي هريرة) [2] .

٣٨٨٤٤ ـ طوبى لعيشٍ بعد المسيح ! يؤذنُ للسماء في القطرِ ويؤذنُ للأرضِ في النباتِ حتى لو بذرتَ حبَّكَ في الصَّفا لنبت ، وحتى يمُرَّ الرجلُ على الأسدِ فلا يضرُّه ، ويطأ على الحية فلا تضره ولا تشاح ولا تحاسد ولا تباغض (أبو سعيد النقاش في فوائد العراقيين ـ عن أبي هريرة) .

٣٨٨٤٥ ـ عصابتان من أمتي أحرزَهما الله من النارِ : عصابةٌ

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الايمان باب نزول عيسى ابن مريم رقم ٢٠٢ . ص

(٢) أخرجه أبو داود كتاب الملاحم باب خروج الدجال رقم ٤٣٢٤ . ص

مسند

الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الثاني

قال حدثني الزهري قال حدثني ثابت الزرقي قال سمعت أباهريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسبوا الريح فانها تجيء بالرحمة والعذاب ولكن سلوا الله من خيرها وتعوذوا من شرها **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن ابن أبي ذئب قال حدثني سعيد بن أبي سعيد عن أبيه عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تسافر يوما الامع ذي محرم **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاثة كلهم حق على الله عز وجل عونه المجاهد في سبيل الله عز وجل والناكح ليستعفف والمكاتب يريد الاداء **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن ابن أبي عروبة قال ثنا قتادة عن عبدالرحمن بن آدم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الانبياء اخوة لعلات دينهم واحد وأمهاتهم شتى وأنا أولى الناس بعيسى بن مريم لانه لم يكن بيني و بينه نبي وانه نازل فاذا رأيتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الى الحمرة والبياض سبط كان رأسه يقطر وان لم يصبه بلل بين ممصرتين فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الجزية و يعطل الملل حتى يهلك الله في زمانه الملل كلها غير الاسلام و يهلك الله في زمانه المسيح الدجال الكذاب و تقع الامنة في الارض حتى ترتع الابل مع الاسد جميعا والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم و يلعب الصبيان والغلمان بالحيات لا يضر بعضهم بعضا فيمكث ماشاء الله ان يمكث ثم يتوفى فيصلي عليه المسلمون و يدفنونه **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا عبد الوهاب قال ثنا هشام عن قتادة عن عبدالرحمن بن آدم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال الانبياء فذكر معناه الا انه قال حتى يهلك في زمانه مسيح الضلالة الاعور الكذاب **حدثنا** عبد الله حدثني أبي حدثنا حسين يعني في تفسير شيبان عن قتادة قال ثنا عبدالرحمن بن آدم عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر الحديث **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن عبيدالله قال حدثني سعيد بن أبي سعيد عن أبيه عن أبي هريرة قال دخل رجل المسجد فصلى ثم جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم فسلم فرد عليه السلام وقال ارجع فصل فانك لم تصل فرجع ففعل ذلك ثلاث مرات قال فقال والذي بعثك بالحق ما أحسن غير هذا فعلمني قال اذا قمت الى الصلاة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعا ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا ثم افعل ذلك في صلاتك كلها **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن اسمعيل يعني ابن أبي خالد قال ثنا زياد عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا كسرى بعد كسرى ولا قيصر بعد قيصر والذي نفس محمد بيده لتنفقن كنوزهما في سبيل الله عز وجل **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي و يزيد عن اسمعيل عن أبيه ان أباهريرة كان يصلي بهم بالمدينة نحوا من صلاة قيس وكان قيس لا يطول قال قلت هكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي قال نعم أو أوجز وقال يزيد وأوجز حدثناه وكيع قال نعم وأوجز **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن أشعث عن محمد عن أبي صالح ذكوان عن أبي هريرة وأبي سعيد وجابر أو اثنين من هؤلاء الثلاثة ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصرف **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي قال ثنا فضيل بن غزوان قال حدثني ابن أبي نعم عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الذهب بالذهب والفضة بالفضة والورق بالورق مثلا بمثل يدا بيد من زاد أو ازداد فقد أربى **حدثنا** عبدالله حدثني أبي ثنا يحيي عن شعبة قال ثنا محمد بن جحادة عن أبي حازم عن أبي هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

في عنوق الصبي (عب) * عن ابن عمر ان شرط عثمان كانوا يسرقون السياط فبلغ ذلك عثمان فقال أقسم بالله لتتركن هذا أو لأوتين برجل منكم سرق سوط صاحبه الافعلت به وفعلت (عب) * عن الزهري قال دخلت على عمر بن عبد العزيز فسألني أيقطع العبد الآبق اذا سرق قلت لم أسمع فيه شيأ فقال عمر كان عثمان ومروان لا يقطعانه (عب) * عن أبي مطر قال رأيت عليا أتى برجل فقالوا انه قد سرق جملا فقال ما أراك سرقت قال بلى قال فلعله شبه لك قال بلى قد سرقت قال اذهب به يا قنبر فشد أصبعه (٤٣٧) وأوقد النار وادع الجزار ليقطع ثم انتظر حتى أجيء فلما جاء قال له أسرقت قال لا فتركه قالوا يا أمير المؤمنين لم تركته وقد أقر لك قال آخذه بقوله وأتركه بقوله ثم قال على رضى الله عنه أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم برجل قد سرق فأمر به فقطع يده ثم بكى فقلت لم تبكى قال وكيف لا أبكى وأمتي تقطع بين أظهركم قالوا يا رسول الله أفلا عفوت عنه قال ذاك سلطان سوء الذي يعفو عن الحدود ولكن تعافوا الحدود بينكم (ع) وضعف * عن على قال قطع النبي صلى الله عليه وسلم في بيضة من حديد قيمتها أحد وعشرون درهما البزار وفيه المختار بن نافع ضعيف * عن الشعبي قال كان على لا يقطع الا اليد والرجل وان سرق بعد ذلك سجن ونكل وكان يقول اني لاستحي الله ان لا أدع له يدا يأكل بها و يستنجي (عب) * عن عكرمة بن خالد قال كان على لا يقطع سارقا حتى يأتي بالشهداء فيوقفهم عليه و يسجنه فان شهدوا عليه قطعه وان نكلوا تركه فأتى مرة بسارق فسجنه حتى اذا كان الغد دعابه و بالشاهدين فقيل تغيب أحد الشاهدين فخلى سبيل السارق ولم يقطعه (عب) * عن الحرث قال أتى على برجل نقب بيتا فلم يقطعه وعزره أسواطا (عب) * عن عمرو بن دينار قال كان عمر بن الخطاب يقطع السارق من المفصل وكان على يقطعها من شطر القدم (ص هق) * عن حجية بن عدى ان عليا قطع أيديهم من المفصل وحسمها فكأني أنظر الى أيديهم كأنها أيور الحمر (قط هق) * عن الشعبي ان عليا كان يقطع الرجل و يدع العقب يعتمد عليها (قط هق) * عن أبي الزعراء عن على انه كان اذا أخذ اللص قطعه ثم حسم ثم ألقاه في السجن

مختصر

صحيح الجامع الصغير

للإمام

للسيوطي والألباني

أعده الدكتور/

أحمد نصر الله صبري

أستاذ الحديث وعلوم القرآن

«بالجامعة الإسلامية» سابقا

وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ التَّوْبَةَ مِنَ الذَّنْبِ : النَّدَمُ وَالِاسْتِغْفَارُ» (هب) عن عائشة .

٩٨٥ - ١٤٣٥ (حسن)

«إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ بِالْغُرِّ الْبِيضِ : ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ» (ن) عن أبي ذر .

٩٨٦ - ١٤٣٦ (صحيح)

«إِنْ كُنْتَ عَبْدًا لِلَّهِ فَارْفَعْ إِزَارَكَ» (طب هب) عن ابن عمر .

٩٨٧ - ١٤٣٧ (صحيح)

«إِنْ كُنْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا» (ن هـ) عن جابر .

٩٨٨ - ١٤٣٨ (صحيح)

«إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيرَهَا فَلَا تَلْبَسُوهَا فِي الدُّنْيَا» (حم ن ك) عن عقبة بن عامر .

٩٨٩ - ١٤٣٩ (صحيح)

«إِنْ لَمْ تَجِدُوا إِلَّا مَرَابِضَ الْغَنَمِ وَأَعْطَانَ الْإِبِلِ فَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوا فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ» (هـ) عن أبي هريرة .

٩٩٠ - ١٤٤١ (صحيح)

«إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا فَخُذُوا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ» (حم ق د هـ) عن عقبة بن عامر .

٩٩١ - ١٤٤٣ (صحيح)

«إِنْ يَعِشْ هَذَا الْغُلَامُ فَعَسَى أَنْ لَا يَبْلُغَ الْهَرَمَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ» (م) عن أنس وعن المغيرة وعن عائشة .

٩٩٢ - ١٤٤٤ (صحيح)

«إِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ» (ق ت) عن ابن عمر .

٩٩٣ - ١٤٤٥ (صحيح)

«أَنْ يَمْنَحَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُومًا» (خ) عن ابن عباس .

٩٩٤ - ١٤٤٦ (حسن)

«أَنَا ابْنُ الْعَوَاتِكِ مِنْ سُلَيْمٍ» (ص طب) عن سبابة بن عاصم .

٩٩٥ - ١٤٤٨ (صحيح)

«أَنَا أَتْقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُودِ اللَّهِ» (حم) عن رجل من الأنصار .

٩٩٦ - ١٤٤٩ (صحيح)

«إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ» (ن) عن عائشة .

٩٩٧ - ١٤٥٠ (صحيح)

«أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ» (م) عن أنس .

٩٩٨ - ١٤٥١ (صحيح)

«أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ» (حم ق ن) عن البراء .

٩٩٩ - ١٤٥٢ (صحيح)

«أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ» (حم ق د) عن أبي هريرة .

١٠٠٠ - ١٤٥٣ (صحيح)

«أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيْعَةً فَادْعُونِي فَأَنَا وَلِيُّهُ وَأَيُّكُمْ مَا تَرَكَ مَالًا فَلْيُؤْثِرْ بِمَالِهِ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانَ» (م) عن أبي هريرة .

١٠٠١ - ١٤٥٥ (حسن)

«أَنَا أَوْلَى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ

تراث الإسلام

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
٢٢٤ - ٣١٠ هـ

٩

حققه وعلق حواشيه
محمود محمد شاكر

راجعه وخرج أحاديثه
أحمد محمد شاكر

الطبعة الثانية

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠

عليه وما جاء به من عند الله،[١] محكوم له بحكم الملّة التى كان عليها أيام حياته،[٢] غيرُ منقولٍ شىء من أحكامه فى نفسه وماله وولده صغارهم وكبارهم بموته، عما كان عليه فى حياته = دلّ الدليل على أن معنى قول الله :[٣] « وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته » ، إنما معناه : إلاّ ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى ، وأن ذلك فى خاصٍّ من أهل الكتاب ، ومعنىٌّ به أهل زمان منهم دون أهل كل الأزمنة التى كانت بعد عيسى ، وأن ذلك كائن عند نزوله ، كالذى :ـ

١٠٨٣٠ ـ حدثنى بشر بن معاذ قال ، حدثنى يزيد قال ، حدثنا سعيد ، عن قتادة ، عن عبد الرحمن بن آدم ، عن أبى هريرة : أن نبىَّ الله صلى الله عليه وسلم قال : الأنبياء إخوة لعلاّتٍ ، أمهاتهم شتى ودينهم واحدٌ . وإنّى أولى الناس بعيسى بن مريم ، لأنه لم يكن بينى وبينه نبىٌّ . وإنه نازلٌ ، فإذا رأيتموه فاعرفوه ، فإنه رجل مربُوع الخَلق ، إلى الحمرة والبياض ، سَبْط الشعر ، كأن رأسه يقطر وإن لم يصبه بَلَل ، بين ممصَّرتين ، فيدُقّ الصليب ، ويقتل الخنزير ، ويضع الجزية ، ويفيض المال ، ويقاتل الناس على الإسلام حتى يهلك الله فى زمانه الملل كلَّها غير الإسلام ، ويهلك الله فى زمانه مسيحَ الضلالة الكذابَ الدجال ، وتقع الأمَنَة فى الأرض فى زمانه ، حتى ترتع الأسود مع الإبل ، والنمور مع البقر ، والذئاب مع الغنم ، وتلعب الغِلمان = أو : الصبيان = بالحيات ، لا يضرّ بعضهم بعضاً . ثم يلبث فى الأرض ما شاء الله = وربما قال : أربعين سنة = ثم يتوفّى ، ١٧/٦

---

(١) فى المطبوعة : « وإذ كان ذلك كذلك كان فى إجماع الجميع من أهل الإسلام على أن كل كتابى . . . » غير ما فى المخطوطة ، ليصلح الخطأ الذى وقع فيها . كما سترى فى التعليق : ٣ .

(٢) فى المطبوعة : « بحكم المسألة التى كان عليها . . . » ، والصواب من المخطوطة .

(٣) فى المطبوعة والمخطوطة : « أدل الدليل على معنى قول الله » ، والصواب يقتضى ما أثبت . وسياق العبارة : « وإذ كان ذلك كذلك ، وكان الجميع من أهل الإسلام مجمعين . . . دل الدليل على أن معنى قول الله . . . إنما معناه . . . » . فهذا هو السياق الذى يدل على صواب ما صححته فى المطبوعة والمخطوطة .

ويصلى عليه المسلمون ويدفنونه .[١]

* * *

وأما الذى قال : عنى بقوله : « ليؤمنن به قبل موته » ، ليؤمنن بمحمد صلى الله عليه وسلم قبلَ موت الكتابى — فمما لا وجه له مفهوم ، لأنه = مع فساده من الوجه الذى دَلّلنا على فساد قول من قال : « عنى به : ليؤمنن بعيسى قبل موت الكتابى » = يزيده فساداً أنه لم يجر لمحمد عليه السلام فى الآيات التى قبلَ ذلك ذكر ، فيجوز صرف « الهاء » التى فى قوله : « ليؤمنن به » ، إلى أنها من ذكره . وإنما قوله : « ليؤمنن به » ، فى سياق ذكر عيسى وأمه واليهود . فغير جائز صرف الكلام عما هو فى سياقه إلى غيره ، إلاّ بحجة يجب التسليم لها من دلالة ظاهر التنزيل، أو خبر عن الرسول تقوم به حُجَّة . فأما الدَّعاوى ، فلا تتعذر على أحد .

* * *

قال أبو جعفر : فتأويل الآية = إذْ كان الأمر على ما وصفنا[٢] = : وما من أهل الكتاب إلاّ من ليؤمنن بعيسى ، قبل موت عيسى = وحذف « مَن » بعد « إلاّ » ، لدلالة الكلام عليه ، فاستغنى بدلالته عن إظهاره ، كسائر ما قد تقدم من أمثاله التى قد أتينا على البيان عنها .

* * *

(١) الأثر : ١٠٨٣٠ — هذا الحديث ، مضى برقم : ٧١٤٥ ، من طريق ابن حميد ، عن سلمة ، عن ابن إسحق ، عن الحسن بن دينار ، عن قتادة ، بمثله ، إلا ببعض اختلاف يسير جداً فى لفظه . وهو حديث صحيح ، خرجه أخى السيد أحمد فى موضعه هناك ، وأشار إلى طريق الطبرى هذه فى هذا الموضع ، فراجعه هناك .

(٢) فى المطبوعة : « ما وصفت » ، وأثبت ما فى المخطوطة .

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

برواية أبي ذر الهروي
عن مشايخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني

للإمام الحافظ
أحمد بن علي بن حجر
العسقلاني
(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

الجزء السادس

تقديم وتحقيق وتعليق
عبد القادر شيبة الحمد
عضو هيئة التدريس بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية سابقاً
والمدرس بالمسجد النبوي الشريف

طبع على نفقة
صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبد العزيز آل سعود
النائب الثاني لرئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام
جعله الله في موازين حسناته وأمده بعونه

قالَ: قالَ النبيُّ صلى اللهُ عليه: «رأيتُ عيسى وموسى وإبراهيمَ، فأمَّا عيسى فأحمرُ جعدٌ عريضُ الصدر، وأمَّا موسى فآدمُ جسيمٌ سبطٌ كأنَّهُ من رجال الزُّطِّ».

[٣٤٣٩] **٣٣٢٥- نا** إبراهيمُ بن المنذر قال نا أبوضمرةَ قال نا موسى عن نافعٍ قال عبدالله: ذكر النبيُّ صلى اللهُ عليه يومًا بينَ ظهراني الناس المسيحَ الدجالَ فقالَ: «إنَّ اللهَ ليس بأعور، ألا إنَّ [٣٤٤٠][1] المسيحَ الدجالَ أعورُ العين اليُمنى، كأنَّ عينَهُ عنبةٌ طافية، وأراني الليلةَ عندَ الكعبةِ في المنام، فإذا رجلٌ آدمُ كأحسن ما ترى من أُدم الرجال، تضربُ لمتُهُ بينَ منكبيه، رجلُ الشعر يقطرُ رأْسُهُ ماءً، واضعًا يديه على منكبي رجلين وهو يطوفُ بالبيت. فقلتُ: من هذا؟ فقالوا: هذا المسيحُ بن مريمَ. ثمَّ رأيتُ رجلاً وراءَهُ جعدًا قططًا أعورَ العين اليُمنى كأشبه من رأيتُ بابن قَطَن، واضعًا يديه على منكبي رجل يطوفُ بالبيت، فقالوا: المسيحُ الدجال». تابعه عبيدُالله عن نافع.

[الحديث ٣٤٤٠- أطرافه في: ٣٤٤١، ٥٩٠٢، ٦٩٩٩، ٧٠٢٦، ٧١٢٨].

[٣٤٤١] **٣٣٢٦- نا** أحمد بنُ محمد المكيُّ قالَ سمعتُ إبراهيمَ بن سعد قال: ني الزهريُّ عن سالم عن أبيه قالَ: لا والله، ما قالَ النبيُّ صلى اللهُ عليه لعيسى أحمرُ، ولكنْ قالَ: «بينما أنا نائمٌ أطوفُ بالكعبة، فإذا رجلٌ آدمُ سبطُ الشعر يهادَى بينَ رجلين ينطفُ رأْسُهُ ماءً -أو يُهراقُ رأسهُ ماءً- فقلتُ: من هذا؟ قالوا: ابنُ مريمَ، فذهبتُ ألتفتُ فإذا رجلٌ أحمرُ جسيمٌ جعدُ الرأسِ أعورُ عينه اليمنى كأنَّ عنبة طافية، قلت: من هذا؟ قالوا: هذا الدجالَ، وأقربُ الناس به شبَهًا ابنُ قَطَن». قالَ الزهريُّ: رجلٌ من خُزاعةَ هلكَ في الجاهلية.

[٣٤٤٢] **٣٣٢٧- نا** أبواليمان قال أنا شعيبٌ عن الزهريِّ قالَ أنا أبوسلمةَ بن عبدالرحمن أنَّ أباهريرةَ قالَ: سمعتُ رسولَ اللهِ صلى اللهُ عليه يقولُ: «أنا أولى الناس بابن مريمَ، والأنبياءُ أولادُ علات ليسَ بيني وبينَهُ نبيٌّ».

[الحديث ٣٤٤٢- وطرفه في: ٣٤٤٣].

[٣٤٤٣] **٣٣٢٨- نا** محمدُ بنُ سنان قال نا فُليحُ بن سليمانَ قال نا هلالُ بن عليٍّ عن عبدالرحمنِ ابن أبي عمرةَ عن أبي هريرةَ قالَ: قالَ رسولُ اللهِ صلى اللهُ عليه: «أنا أَولى الناسِ بعيسى بنِ مريمَ

(١) الرقمان ٣٤٣٩ و٣٤٤٠ هما لحديث واحد جعله محمد فؤاد عبدالباقي حديثين.

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق
الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر
الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

قتادةَ ، عن عبدِ الرحمنِ بنِ آدمَ ، عن أبى هريرةَ ، قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « الأنبياءُ إخوةٌ لِعَلَّاتٍ ، أُمَّهاتُهم شَتَّى ، ودينُهم واحدٌ ، وأنا أوْلَى الناسِ بعيسى ابنِ مريمَ ؛ لم يَكُنْ بينى وبينَه نبيٌّ ، وإنه خَليفتى على أُمَّتى ، وإنه نازلٌ ، فإذا رأيْتُموه فاعْرِفوه ، فإنه رجلٌ مَرْبوعُ الخَلْقِ إلى الحُمْرَةِ والبَياضِ ، سَبْطُ الشعَرِ كأن شعَرَه يَقْطُرُ ، وإن لم يُصِبْه بَلَلٌ ، بينَ مُمَصَّرَتين[1] ، يَدُقُّ الصليبَ ، ويَقْتُلُ الخِنْزيرَ ، ويَفيضُ المالُ ، ويُقاتِلُ الناسَ على الإسلامِ حتى يُهْلِكَ اللَّهُ فى زمانِه المِلَلَ كلَّها ، ويُهْلِكُ اللَّهُ فى زمانِه مَسيحَ الضَّلالةِ الكذَّابَ الدجالَ ، وتَقَعُ فى الأرضِ الأَمَنةُ ، حتى تَرْتَعَ الأسودُ مع الإبلِ ، والنَّمِرُ مع البقرِ ، والذئابُ مع الغنَمِ ، وتَلْعَبَ الغِلمانُ بالحَيَّاتِ ، لا يَضُرُّ بعضُهم بعضًا ، فيَثْبُتُ فى الأرضِ أربعين سنةً ، ثم يُتَوَفَّى ، ويُصَلِّى المسلمون عليه ويَدْفِنُونه »[2] .

قال أبو جعفرٍ : ومعلومٌ أنه لو كان قد أماته اللَّهُ عزَّ وجلَّ لم يَكُنْ بالذى يُميتُه مِيتةً أُخرَى ، فيَجْمَعَ عليه مِيتَتَيْن ؛ لأن اللَّهَ عزَّ وجلَّ إنما أخْبَرَ عبادَه أنه يَخْلُقُهم ثم يُميتُهم ، ثم يُحْيِيهم ، كما قال جلَّ ثناؤُه : ﴿ اللَّهُ الَّذِى خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِن شُرَكَآئِكُم مَّن يَفْعَلُ مِن ذَٰلِكُم مِّن شَىْءٍ ﴾ [الروم : ٤٠] .

٢٩٢/٣ / فتأويلُ الآيةِ إذن : قال اللَّهُ لعيسى : يا عيسى إنى قابِضُك مِن الأرضِ ، ورافِعُك إلىَّ ، ومُطَهِّرُك من الذين كفَروا فجحَدوا نبوَّتَك .

وهذا الخبرُ وإن كان مخرجُه مخرجَ خبرٍ ، فإن فيه مِن اللَّهِ عزَّ وجلَّ احتجاجًا على الذين حاجُّوا رسولَ اللَّهِ ﷺ فى عيسى مِن وفدِ نَجْرانَ ، بأن عيسى لم يُقْتَلْ ولم

---

(١) المُمَصَّرة من الثياب : التى فيها صفرة خفيفة . النهاية ٤/ ٣٣٦.

(٢) أخرجه أحمد ١٥/ ١٥٣، ١٥٤ (٩٢٧٠) ، وأبو داود (٤٣٢٤) ، وابن حبان (٦٨٢١) ، والحاكم ٥٩٥/٢ من طريق قتادة به ، وسيأتى من طريق سعيد بن أبى عروبة عن قتادة به فى ٦٧٤/٧ .

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

لقد سبقتُم سبقاً بعيداً ، ولئن أخذتم يميناً وشمالاً لقد ضللتم ضلالاً بعيداً .
(ابن النجار ـ عن أبي سعيد) .

٣٢٥٤٥ ـ لا تسبُّوا أصحابي ، فمن سبَّ أصحابي فعليه لعنةُ الله والملائكة والناس أجمعين ، لا يُقبلُ منه يومَ القيامة صرفٌ ولا عدلٌ . (أبو نعيم عن جابر) .

٣٢٥٤٦ ـ يُجمعُ الناسُ غداً في الموقف ثم يُلتقطُ منهم قذفةُ أصحابي ومُبغضوهم فيُحشرون إلى النار . (القاضي أبو سعيد ـ عن محمد بن أحمد بن صاعد عن سعيد بن المسيب عن عمر) .

٣٢٥٤٧ ـ اللهم ! لا تكلْهم إليَّ فأضعُفَ عنهم ولا تكلهم إلى أنفسهم فيعجزوا عنها، ولا تكلهم إلى الناس فيستأثروا عليهم ، ولكن توحَّدْ بأرزاقهم (حم ، ط ، ك ـ عن الله بن حوالة) .

الفصل الثاني

في فضائل الخلفاء الأربعة رضوان الله تعالى أجمعين

أبو بكر الصديق رضي الله عنه

٣٢٥٤٨ ـ أبو بكرٍ خيرُ الناس إلا أن يكونَ نبيٌّ . (طب ، عد ـ عن سلمة بن الأكوع) .

٣٢٥٤٩ ـ أبو بكرٍ صاحبي ومؤنسي في الغار فاعرفوا ذلك له ، فلو

٣٢٥٧٦ ـ ما نفعني مالٌ قطُّ ما نفعني مالُ أبي بكرٍ . (حم ، هـ ـ عن أبي هريرة) .

٣٢٥٧٧ ـ مُروا أبا بكرٍ فليُصلِّ بالناس . (ق ، د ، ت ، هـ ـ عن عائشة ؛ ق ـ عن أبي موسى ؛ خ [١] ـ عن ابن عمر ؛ هـ ـ عن ابن عباس وعن سالم بن عبيد) .

الإكمال

٣٢٥٧٨ ـ أبو بكرٍ خيرُ الناس بعدي إلا أن يكونَ نبيٌّ (عد ، طب والديلمي والخطيب في المتفق والمفترق ـ عن اياس بن سلمة بن الأكوع عن أبيه .... قال عد : هذا الحديث أحد ما أنكر) .

٣٢٥٧٩ ـ رأيتُ ليلةَ أُسري بي حولَ العرش فريدةً خضراءَ مكتوب فيها بقلمٍ من نورٍ أبيضَ : لا إله إلا الله ، محمدٌ رسولُ الله، أبو بكر الصديق (حب في الضعفاء ، قط في الأفراد ـ عن أبي الدرداء) .

٣٢٥٨٠ ـ عُرجَ بي إلى السماء فما مررتُ بسماءٍ إلا وجدتُ اسمي مكتوباً : محمدٌ رسول الله وأبو بكر الصديقُ خلفي . (الحسن بن عرفة في جزئه ، عد وأبو نعيم في فضائل الصحابة ـ عن أبي هريرة) .

٣٢٥٨١ ـ لما خلقَ اللهُ العرش كتبَ عليه بقلمٍ من نورٍ طول القلم ما بين

---

(١) أخرجه البخاري كتاب أبواب صلاة الجماعة باب حد المريض أن يشهد الجماعة (١/١٦٩) ص .

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلّامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الثالث عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

وأنتَ يا أمير المؤمنين ؟ فقال : نحن أهلُ البيتِ لا يُوازينا أحدٌ (حل) .

٣٦٠٩٦ ـ ﴿ أيضاً ﴾ عن زيد بن وهب أن سويد بن غفلة دخل على عليٍّ في إمارته فقال : يا أمير المؤمنين ! إني مررتُ بنفرٍ يذكرون أبا بكر وعمر بغير الذي هما له أهل ، فنهض إلى المنبر فقال : والذي فلقَ الحبةَ وبرأَ النسمةَ ! لا يُحبهما إلا مؤمنٌ فاضلٌ ، ولا يبغضُهما ولا يخالِفُهما إلا شقيٌ مارقٌ ، فحبهما قربةٌ وبغضُهما مروقٌ ، ما بالُ أقوامٍ يذكرون أخوي رسول الله ﷺ ووزيريه وصاحبيه وسيدي قريش وأبوي المسلمين ؟ فأنا بريءٌ ممن يذكرهما بسوءٍ وعليه معاقبُ (حل) .

٣٦٠٩٧ ـ عن علي قال : ما أرى رجلاً يسبُّ أبا بكر وعمر تتيسرَ له توبةٌ أبداً (كر) .

٣٦٠٩٨ ـ عن علي قال : خيرُ هذه الأمة أبو بكر وعمر ، ثم الله أعلمُ بخياركم (قط في الأفراد والأصبهاني في الحجة) .

٣٦٠٩٩ ـ عن جعفر بن محمد عن أبيه عن جده عن علي بن أبي طالب قال : بينما أنا عند رسول الله ﷺ إذ طلعَ أبو بكر وعمر فقال : يا عليُّ ! هذان سيدا كهول أهل الجنة ما خلا النبيين والمرسلين ممن مضى في سالف الدهرِ وغابرِه ، يا علي ! لا تخبرهما بمقالتي هذه ما عاشا ، قال عليٌ : فلما ماتا حدثتُ الناس بذلك (العشارى) .

شیخ چلپی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا

احمد عبدالجواد رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا گویا کہ اس نے حدیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا

اردو ترجمہ

کنز العمال

فی سنن الأقوال والأفعال

مستند کتب میں رواۃ حدیث سے متعلق کلام تلاش کر کے حوالہ کے ساتھ شامل کتاب ہے

حصہ یازدہم

تالیف

علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری
متوفی [illegible]

مقدمہ، عنوانات، نظر ثانی، تصحیحات

مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب مدظلہم
استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

الفصل الثانی فی فضائل الخلفاء الاربعۃ رضوان اللّٰہ تعالٰی علیہم اجمعین

ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

۳۲۵۴۸ ... ابوبکرلوگوں میں سب سے افضل ہیں ہاں البتہ کوئی نبی ہے تو وہ ابوبکرصدیق سے افضل ہے۔(نسب عدی بن کامل نے سلمہ بن اکوع سے نقل کیا۔ذخیرۃ الحفاظ ۲۶ ضعیف الجامع ۵۵)

۳۲۵۴۹......ابوبکر غار میں میرے ساتھی اور مجھے انس رضی اللہ عنہ پہنچانے والے تھے لہٰذا ان کی اس فضلیت کا اعتراف کروا گر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرصدیق کو بناتا صدیق اکبرکی کھڑکی کے علاوہ مسجد کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی بند کی جائے۔(عبداللہ بن احمد بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

۳۲۵۵۰　ابوبکر مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں ابوبکر دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں۔(مسند الفردوس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا اسنی المطالب ۲۹ ضعیف الجامع ۵۷)

۳۲۵۵۱......جبرائیل میرے پاس آئے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا دروازہ دکھایا مجھے دکھایا جنت کا وہ دروازہ جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا تا کہ میں بھی دیکھتا تو فرمایا اے ابوبکر آپ میری امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔(ابوداؤد حاکم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا اور ضعیف قرار دیا)

۳۲۵۵۲......مجھے حکم ملا ہے کہ ابوبکر سے خواب کی تعبیر پوچھو(مسند فردوس بروایت سمرہ رضی اللہ عنہ)

۳۲۵۵۳......مال اور صحبت کے لحاظ سے میرے اوپر سب سے زیادہ احسان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلامی رشتہ ہے مسجد میں خوخہ ابوبکر کے علاوہ تمام خوخہ بند کردیا جائے۔(مسلم ترمذی نے ابی سعید سے نقل کیا)

۳۲۵۵......ابوبکر بن ابی ابوقحافہ سے زیادہ میرے اوپر مال اور نفس کے اعتبار سے احسان کرنے والا کوئی نہیں اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا لیکن اسلام کی روشنی اس مسجد میں کھولنے والے تمام دریچے بند کردیئے جائیں سوائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دریچے کے۔(احمد بخاری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۵۶......سن لو میں ہرایک کو خلیل بنانے سے بری ہوں اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا تمہارے صاحب(یعنی خود نبی کریم ﷺ)اللہ کے خلیل ہیں۔(سعید بن منصور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۵۷......میں اللہ کے سامنے بری ہوں اس بات سے کہ تم میں سے کسی کو خلیل بناؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنالیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا سن لو تم سے پہلے لوگ انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مساجد بناتے تھے تم قبروں کو مساجد مت بناؤ میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔(مسلم نے جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

۳۲۵۵۸......ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم دوزخ سے اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہو۔(ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا)

۳۲۵۵۹......ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے ساتھی ہو حوض کوثر پر اور میرے ساتھی ہو غار میں۔(ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ضعیف الجامع:۱۳۲۷)

۳۲۵۶۰......اے لوگو تمہارے ساتھ میرا تعلق بھائی اور دوستی کا ہے میں اللہ کے سامنے برأت کا اظہار کرتا ہوں اس بات سے کہ کسی کو اپنا خلیل بناؤں اپنی امت میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا میرے رب نے مجھے خلیل بنایا جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا سن لو تم سے پہلے لوگ انبیاء اور صلحاء کی قبروں کو مساجد بناتے تھے تم قبروں کو مساجد مت بناؤ میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔(مسلم نسائی نے جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا احسان

۳۲۵۷۵ میرے اوپر ابوبکر سے بڑا کوئی محسن نہیں اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی اور اپنی بیٹی میرے نکاح میں دی۔ (طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ذخیرۃ الحفاظ ۴۷۳۱)

۳۲۵۷۶ کسی نے مال نے مجھے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا کے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے پہنچایا۔ (احمد ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا)

۳۲۵۷۷......ابوبکر کو حکم کرو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ (بیہقی ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیہقی نے ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سالم بن عبید سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۷۸......ابوبکر لوگوں میں سب سے بہترین ہیں مگر کوئی نبی ہو۔ (ابن عدی، طبرانی، دیلمی اور خطیب نے متفق ومتفرق میں ایاس بن سلمہ بن اکوع سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ابن عدی نے کہا یہ حدیث خبر واحد ہے منکر نہیں ذخیرۃ الحفاظ ۲۶ ضعیف الجامع ۵۵)

۳۲۵۷۹ ...... میں نے معراج کی رات عرش کے گرد ایک سبز موتی کو دیکھا اس پر نور ابیض کے قلم سے لکھا ہوا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق۔ (ابن حبان نے ضعفاء میں دار قطنی نے افراد میں ابی الدرداء سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۸۰......معراج کی رات میرا جس آسمان پر بھی گذر ہوا وہاں لکھا ہوا ملا محمد رسول اللہ ﷺ اور میرے نام کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔ (حسن بن عرفہ نے اپنے جزء میں عدی اور ابونعیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا تذکرۃ الموضوعات ۹۳ التعقبات ۵۴)

۳۲۵۸۱...... جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا تو اس پر نور کے قلم سے قلم کی مقدار طویل لکھا یا مغرب سے مشرق تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسی کی وجہ سے روکتا ہوں اور اسی کی وجہ سے دیتا ہوں اس کی امت تمام امتوں میں افضل ہے ان میں افضل ابوبکر ہیں۔ (رافعی نے سلمان سے نقل کیا)

۳۲۵۸۲......معراج کی رات جب آسمان پر لے جایا گیا اور مجھے جنت عدن میں داخل کیا گیا میرا ہاتھ ایک سیب کو لگا یا جب اس کو میں نے اپنے ہاتھ لگایا وہ حور عیناء کی پسندیدہ شکل میں تبدیل ہو گیا اس کی آنکھوں کی پلکیں نسر رندہ کے پر کے اگلے حصہ کی طرح تھیں میں نے پوچھا یہ حور کس کے لے ہے تو بتایا یہ آپ کے خلیفہ کے لئے۔ (طبرانی نے عقبہ بن عامر سے نقل کیا)

۳۲۵۸۳......میرے پاس دواۃ اور شانہ کی ہڈی لے کر آؤ تا کہ تمہارے لئے ایک تحریر لکھدوں اس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو گے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اور مؤمنین ابوبکر کے علاوہ کسی اور کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے۔ (حاکم نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۸۴ ......ابوبکر کہاں ہیں اللہ تعالیٰ اور مسلمان ان کے علاوہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیں گے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ (احمد، طبرانی، حاکم اور سعید بن منصور نے عبداللہ بن زمعہ سے نقل کیا)

۳۲۵۸۵ ...... اللہ کی پناہ کہ مسلمان صدیق اکبر کے بارے میں اختلاف کریں۔ (ابوداؤد الطیالسی اور ابونعیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے)

۳۲۵۸۶......اے چچا جان اللہ تعالیٰ نے ابوبکر کو اپنے دین اور وحی کے سلسلہ میں میرا خلیفہ بنایا ہے ان کی بات مانو کامیاب ہو گے ان کی اطاعت کرو ہدایت پاؤ گے۔ (ابن مردویہ وابونعیم نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں خطیب اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا)

۳۲۵۸۷...... اے آپ اپنے خواب میں سچے ہیں میرے بعد امت کے معاملات کے آپ ہی ذمہ دار ہوں گے میرے بعد دو سال تک خلیفہ ہوں گے۔ (ابونعیم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے

شیخ چلپی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سُنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا

احمد عبد الجواد رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مُطالعہ کیا گویا کہ اس نے حدیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مُطالعہ کیا

اُردو ترجمہ

کنز العُمّال

فی سنن الأقوال والأفعال

مستند کتب میں رواۃ حدیث سے متعلق کلام تلاش کر کے حوالہ کے ساتھ شاملِ کتاب ہے

حصہ سیز دہم

تالیف

علّامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی [illegible]

مقدمہ، عنوانات، نظرثانی، تصحیحات

مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

دار الاشاعت اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

ضرور ان دونوں کے ساتھ ملادے گا۔

رواہ احمد بن حنبل والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجه وابن جریر وابو عوانة وخشیش وابن ابی عاصم والحاکم

۳۶۰۹۳ ... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ رواہ ابن ماجه والعدنی وابو نعیم فی الحلیة

۳۶۰۹۴ ... "ایضاً" محمد بن حنفیہ کی روایت ہے کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا: ان کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ پھر مجھے خوف ہوا کہ میں پوچھوں کہ پھر کون افضل ہے اور وہ فرمادیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں لہٰذا میں نے کہا: اے اباجان پھر آپ افضل ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہیں۔ رواہ البخاری وابو داؤد وابن ابی عاصم وخشیش وابو نعیم فی الحلیة

۳۶۰۹۵ "ایضاً" ابو جنتری کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: خبردار! نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں ایک شخص نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تو اہل بیت ہیں ہمارا موازنہ کوئی نہیں کرتا۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیة

۳۶۰۹۶ "ایضاً" زید بن وہب کی روایت ہے کہ سوید بن غفلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونے، آکر عرض کیا اے امیر المؤمنین میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو ابوبکر وعمر رضی اللہ کا اچھے الفاظ میں تذکرہ نہیں کررہے تھے چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ فوراً اٹھے اور منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور ذی روح کو پیدا فرمایا: ان دونوں حضرات سے صرف مومن ہی محبت کرتا ہے اور ان سے بغض اور ان کی مخالفت صرف بدبخت اور سرکش ہی کرتا ہے ان دونوں حضرات کی محبت قربت خداوندی کا باعث ہے اور ان سے بغض رکھنا بدبختی ہے بھلا لوگوں کو کیا ہوا جو رسول اللہ ﷺ کے بھائیوں وزیروں صاحبین قریش کے سرداروں اور مسلمانوں کے ابوین کا تذکرہ کرتے ہیں؟ جو شخص بری نظر سے ان کا تذکرہ کرے گا میں اس سے بری الذمہ ہوں اور اس پر سزا ہوگی۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیة

۳۶۰۹۷ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص ابوبکر وعمر رضی اللہ کو گالی دیتا اور پھر اسے کبھی توبہ کی توفیق نصیب ہو۔

رواہ ابن عساکر

۳۶۰۹۸ ... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر وعمر رضی اللہ اس امت میں سب سے افضل ہیں اور پھر تم میں سے جو افضل ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ رواہ الدار قطنی فی الافراد والاصبهانی فی الحجة

۳۶۰۹۹ ... جعفر بن محمد اپنے والد اور دادا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا یکا یک ایک طرف سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ نمودار ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں گذشتہ وآئندہ انبیاء مرسلین کے علاوہ اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں۔

۳۶۱۰۰ ... عبد خیر کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: رسول کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے پہلے جنت میں کون داخل ہوگا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا یہ حضرات آپ سے قبل جنت میں داخل ہوں گے؟ فرمایا: جی ہاں قسم اس ذات کی جو دانے کو پھاڑتی ہے اور جان کو پیدا کرتی ہے۔ بلاشبہ وہ دونوں حضرات جنت کے پھل کھاتے ہوں گے اس کا پانی پیتے ہوں گے اور اس کے بچھونوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جب کہ میں غمزدہ وپریشان حساب کے لیے کھڑا ہوں گا اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے پہلے جھگڑا لے کر جانے والے میں اور معاویہ ہوں گے۔ رواہ العشاری والاصبهانی فی الحجة وابن عساکر

۳۶۱۰۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے محبت کی وہ قیامت کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوگا اور جہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ جانا چاہیں گے وہ بھی ان کے ساتھ جائے گا اور جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت کرے گا وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلے گا جس شخص نے عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کی وہ بھی ان کے ساتھ ہوگا اور جس نے ان لوگوں کے

تاريخ الخلفاء

تأليف

جلال الدين عبد الرحمن
السيوطي
المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

يكون نبي»، وفي لفظ: «. . .**على أحد من المسلمين بعد النبيين والمرسلين أفضل من أبي بكر»**. وقد ورد أيضاً من حديث جابر، ولفظه: «**ما طلعت الشمس على أحد منكم أفضل منه**» أخرجه الطبراني وغيره، وله شواهد من وجوه أخر تقضي له بالصحة أو الحسن. وقد أشار ابن كثير إلى الحكم بصحته.

وأخرج الطبراني عن سلمة بن الأكوع قال: قال رسول الله ﷺ: «**أبو بكر الصديق خير الناس، إلا أن يكون نبي**». وفي الأوسط عن سعد بن زرارة قال: قال رسول الله ﷺ: «**إن روح القدس جبريل أخبرني أن خير أمتك بعدك أبو بكر**». وأخرج الشيخان عن عمرو بن العاص قال: قلت: يا رسول الله، أي الناس أحبُّ إليك؟ قال: «**عائشة**»، قلت: من الرجال؟ قال: «**أبوها**»، قلت: ثم من؟ قال: «**ثم عمر بن الخطاب**». وقد ورد هذا الحديث بدون «**ثم عمر**» في رواية أنس وابن عمر وابن عباس [البخاري: (٣٦٦٢)].

وأخرج الترمذيّ والنسائي والحاكم عن عبدالله بن شقيق قال: قلت لعائشة: أي أصحاب رسول الله ﷺ كان أحب إلى رسول الله ﷺ؟ قالت: «**أبو بكر**»، قلت: ثم من؟ قالت: «**ثم عمر**»، قلت: ثم من؟ قالت: «**أبو عبيدة بن الجراح**». وأخرج الترمذيّ وغيره عن أنس قال: قال رسول الله عليه الصلاة والسلام لأبي بكر وعمر: «**هذان سيدا كهول أهل الجنة من الأولين والآخرين، إلا النبيين والمرسلين**». وأخرج مثله عن عليّ [الترمذيّ: (٣٦٦٥، ٣٦٦٦)، وابن ماجه: (١٠٠)]. وفي الباب عن ابن عباس، وابن عمر، وأبي سعيد الخدري، وجابر بن عبدالله.

وأخرج الطبراني في الأوسط عن عمار بن ياسر قال: من فضل عَلى أبي بكر وعمر أحداً من أصحاب رسول الله ﷺ فقد أزرى على المهاجرين والأنصار. وأخرج ابن سعد عن الزهري قال: قال النبي عليه الصلاة والسلام لحسان بن ثابت: «**هل قلت في أبي بكر شيئاً؟**» قال: نعم، فقال: «**قل وأنا أسمع**»، فقال:

وثانيَ اثنين في الغار المنيف وقد ... طاف العدوُ به إذ صعد الجبلا
وكان حِبَّ رسول الله قد علموا ... من البرية لم يَعْدِلْ به رجلاً

فضحك النبي ﷺ حتى بدت نواجذه، ثم قال: «**صدقت يا حسان، هو كما قلت**».
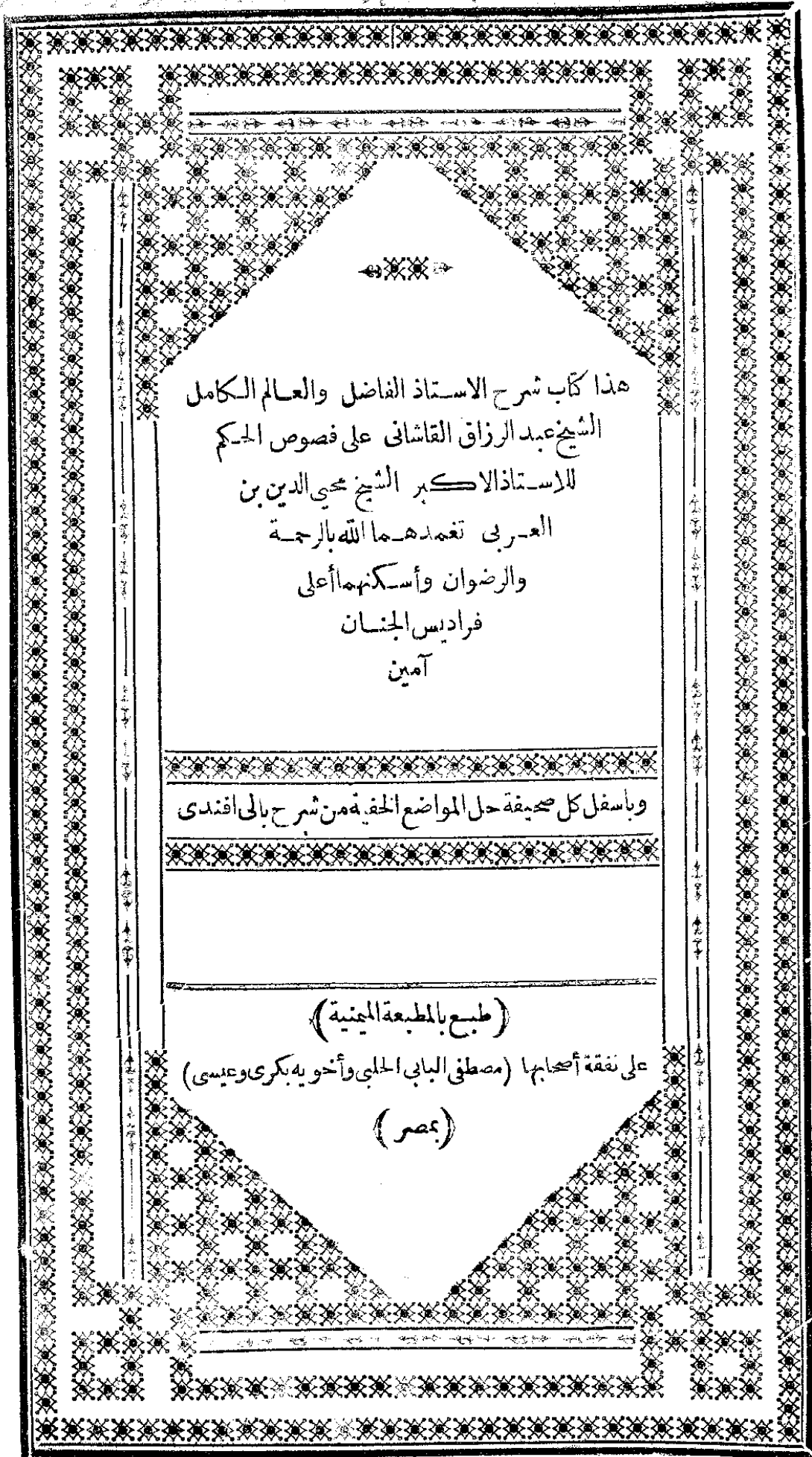
هذا كتاب شرح الاستاذ الفاضل والعالم الكامل
الشيخ عبد الرزاق القاشانى على فصوص الحكم
للاستاذ الاكبر الشيخ محيي الدين بن
العربى تغمدهما الله بالرحمة
والرضوان وأسكنهما أعلى
فراديس الجنان
آمين

وبأسفل كل صحيفة حل المواضع الخفية من شرح بالى افندى

(طبع بالمطبعة الميمنية)
على نفقة أصحابها (مصطفى البابى الحلبى وأخويه بكرى وعيسى)
(بمصر)

التشريع فذلك لا يقدح في مقامه ولا يناقض ماذهبنا اليه فانه من وجه يكون أنزل كما أنه من وجه يكون أعلى وقد ظهر في ظاهر شرعنا ما يؤيد ماذهبنا اليه في فضل عمر في أسارى بدر بالحكم فيهم وفي تأبير النخل فما يلزم الكامل أن يكون له التقدم في كل شئ وفي كل مرتبة وانما نظر الرجال الى التقدم في رتب العلم بالله هنالك مطلبهم وأما حوادث الاكوان فلا تعلق لخواطرهم بها فتحقق ماذكرناه) اشارة الى أن خاتم الاولياء قد يكون تابعا في حكم الشرع كما يكون المهدى الذي يجيء في آخر الزمان فانه يكون في الاحكام الشرعية تابعا لمحمد صلى الله عليه وسلم وفي المعارف والعلوم والحقيقة تكون جميع الانبياء والاولياء تابعين له كلهم ولا يناقض ماذكرناه لان باطنه باطن محمد عليه السلام ولهذا قيل انه حسنة من حسنات سيد المرسلين وأخبر عليه السلام بقوله ان اسمه اسمي وكنيته كنيتي فله المقام المحمود ولا يقدح كونه تابعا في أنه معدن علوم الجميع من الانبياء والاولياء فانه يكون في علم التشريع والاحكام أنزل كما يكون في علم التحقيق والمعرفة بالله أعلى ألا ترى الى ما ظهر في شرعنا من فضل عمر في أسارى بدر حيث أشار الى قتلهم حين نزل قوله تعالى ما كان لنبي أن يكون له أسرى حتى يثخن في الارض تريدون عرض الدنيا الى قوله لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما أخذتم عذاب عظيم وقال عليه السلام لو نزل العذاب لما نجى منه غير عمر وسعد بن معاذ وبكى عليه السلام حين نبهه جبريل على الخطا ونزول الوحي بان يقتل من أصحابه بعدد الاسارى الذين أطلقوهم وأخذوا منهم الفداء ومن حديث تأبير النخل حيث منع عليه السلام منه ثم تبين الخطا فقال اعملوا فانتم أعلم بامور دنياكم (وقال الخضر لموسى أنا على علم علمنيه الله لا تعلمه أنت وأنت على علم علمك الله لا أعلمه أنا) أى لا ينبغي لكل واحد منا الظهور بما يباين مقامه ومرتبته ولهذا قال فما يلزم الكامل أن يكون له التقدم في كل شئ وفي كل مرتبة والباقي ظاهر واما حديث الرؤيا في قوله (ولما مثل النبي صلى الله عليه وسلم بالحائط من اللبن وقد كمل سوى موضع لبنة فكان صلى الله عليه وسلم تلك اللبنة غير أنه صلى الله عليه وسلم لا يراها الا كما قال لبنة واحدة وأما خاتم الاولياء فلا بد له من هذه الرؤيا فيرى ما مثله به رسول الله صلى الله عليه وسلم ويرى في الحائط موضع لبنتين واللبن من ذهب وفضة فيرى اللبنتين اللتين ينقص الحائط عنهما ويكمل بهما لبنة فضة ولبنة ذهب فلا بد أن يرى نفسه تنطبع في موضع تينك اللبنتين فيكون خاتم الاولياء تينك اللبنتين فيكمل الحائط بهما والسبب الموجب لكونه رآها لبنتين انه تابع لشرع خاتم الرسل في الظاهر

والمراد بقوله (من وجه يكون أعلى) بيان زيادة خاتم الاولياء من الوجه المذكور ولا يلزم منه الافضلية وانما تثبت فضيلته من حيث هو متبوع على التابع اذا لم يكن متبوعية ذلك المتبوع من التابع فكان التابع من حيث انه تابع أفضل من المتبوع من حيث انه متبوع لكون المتبوعية له من اعطاء التابع فكما أن الله أعلى وأشرف على معلوماته فكذلك ختم الرسل فتابعيته بختم الاولياء تابعية صاحب القوى قواه في أخذ مراداته فكان ختم الاولياء مرتبة من مراتب ختم الرسل وهو معنى قوله (وهو حسنة من حسنات خاتم الرسل) اه بالى حيث ورد ان لله تعالى مائة وأربعة وعشرين ألفا من الانبياء ومثلي ومثل الانبياء كمثل القصر أحسن بنيانه وترك منه موضع لبنة فطاف به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت أنا سددت تلك اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل اه فلا بد له من هذه الرؤيا دليلا على ختميته في الولاية يكمل الحائط بهما كما يكمل بلبنة واحدة في رؤيا خاتم الرسل لوجود التطابق بينهما

(الجزء الثاني)

من كتاب اليواقيت والجواهر * في بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الرباني سيدي عبد الوهاب
الشعراني نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

*(بحلى الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم
الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف
الله تعالى له أسنى الاجور)*

أن ذلك العبد يعد يوسف وسنة تلك ما ألقى اليه شيء قال وما رأيت أحدا من أهل الله نبه على هذا المكر أبدا انتهى (فان قلت) فما صورة وصول الاولياء الى العلم بأحوال السموات (فالجواب) يصل الاولياء الى ذلك بانجلاء مرآة قلوبهم كما يكشفون عن أحوال أهل الجنة وأهل النار الآن بحكم الارث لرسول الله صلى الله عليه وسلم لما رأى الجنة والنار في صلاة الكسوف ورأى في النار عمرو بن لحى الذي سيب السوائب وصاحب المحجن وصاحبة الهرة التي حبستها حتى ماتت وفي بعض طرق الحديث رأيت الجنة والنار في عرض هذا الحائط انتهى والله تعالى أعلم

(المبحث السابع والاربعون في بيان مقام الوارثين للرسل من الاولياء رضي الله عنهم أجمعين)

اعلم ان عدد منازل الاولياء في المعارف والاحوال التي ورثوها من الرسل عليهم الصلاة والسلام مائتا ألف منزل وثمانية وأربعون ألف منزل وتسعمائة وتسعة وتسعون منزلا لابد لكل من حقق له قدم الولاية أن ينزلها جميعها ويخلع عليه في كل منزل من العلوم ما لا يحصى قال الشيخ محيي الدين وهذه المنازل خاصة بهذه الامة المحمدية لم ينلها أحد من الامم قبلهم ولكل منزل ذوق خاص لا يكون لغيره ذكره في الباب الثالث والسبعين من الفتوحات * وقال في الباب التاسع والاربعين وثلثمائة كنت أظن قبل أن يطلعني الله تعالى على مقامات الانبياء من حيث كوني وارثا لهم أن من الادب أن يقال فلان على قدم الانبياء ولا يقال انه على قلوبهم لان الاولياء على آثار الانبياء يقتدون ولو أنهم كانوا على قلوب الانبياء لنالوا ما نالته الانبياء أصحاب الشرائع فلما أطلعني الله على مقامات الانبياء علمت أن للاولياء معراجين أحدهما يكونون فيه على قلوب الانبياء ما عدا محمدا صلى الله عليه وسلم كما يأتي لكن من حيث هم أولياء أو ما هم من نبيه لا تشريع فيه والمعراج الثاني يكونون فيه على أقدام الانبياء أصحاب التشريع فيأخذون معاني شرعهم بالتعريف من الله ولكن من مشكاة نور الانبياء فلا يخلص لهم الاخذ عن الله تعالى ولا عن الروح القدس وما عدا ذلك فانه يخلص لهم من الله تعالى ومن الروح القدس من طريق الالهام انتهى * وقال في الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة اعلم ان ورثة الانبياء هم العلماء والاولياء فالاولياء حفاظ الاحوال والاحكام الباطنة التي تدق عن الافهام والعلماء حفاظ الاحكام الظاهرة التي تفهم ببادي الرأي وقد ورث هؤلاء أيضا الانبياء في الاحوال الباطنة كما كان عليه السلف الصالح فكانوا أولياء علماء فلما تخلف الناس عن العمل بكل ما يعلمون سموا علماء فقط وسلبوهم اسم الولي والا فالعلماء حقيقتهم الاولياء فعلى ما عليه الناس اليوم كل ولي عالم عامل بلا شك وليس كل عالم وليا لانه قد يتخلف عن مقام العمل بما علم فالفقهاء على الحقيقة هم الاولياء لزيادتهم بعلم الاحوال على علم المقال (فان قلت) فما الفرق بين الوارث المحمدي والوارث لغيره من الانبياء عليهم السلام (فالجواب) ان الفرق بينهما ان ورثة الانبياء آياتهم في الآفاق من خرق العوائد وغيرها وآية الوارث المحمدي في قلبه فلذلك كان الوارث المحمدي مجهولا في العموم معروفا في الخصوص لا غير لان خرق العادة انما هو حال وعلم في قلبه فهو في كل نفس يزداد علما به علم حال وذوق لا يزال كذلك كما مرت الاشارة اليه أول مبحث المعجزات

* وقال في الباب التاسع والثلاثين وأربعمائة من علامة الوارث المحمدي ان يشهد نفسه خلف كل نبي ولو كانوا مائة ألف نبي لرأى نفسه في أماكن على عددهم فان جميع الانبياء والرسل قد جمعت حقائقهم وشرائعهم في محمد صلى الله عليه وسلم فمن آمن به وصدق فكأنه آمن بجميع الانبياء حقيقة ثم انه اذا تعددت صورته خلف جميع الانبياء يصير يعلم انه هو وليس غيره في كل صورة وأطال في ذلك * وقال في الباب الثالث والسبعين في الجواب الثامن والخمسين اعلم ان هذه الدولة المحمدية جامعة لاقدام النبيين والمرسلين فأي ولي رأى قدما أمامه في حضرة الحق فذلك قدم النبي الذي هو له وارث وأما قدم محمد صلى الله عليه وسلم فلا يطأ أثره أحد كما لا يكون أحد على قلبه وكما لا يكون أحد وارثه على الكمال أبدا لانه لو ورثه على الكمال

حيث مرتبتها الخفاء يعني على صورتها حصورا أي منقطعا عن مباشرة النساء وهو العنين عندنا كما كانت مريم منقطعة عن مباشرة الرجال قال واسمها حنة ومريم لقبها * وقال في الباب الثاني والثمانين وثلثمائة في قوله تعالى كذلك يطبع الله على كل قلب متكبر جبار اعلم ان الحق تعالى ختم على كل قلب أن تدخله ربوبية الحق تعالى فلا أحد قط من الخلق يجد في نفسه انه رب اله بل كل أحد منهم يعلم من نفسه انه عبد ذليل مفتقر محتاج فلذلك طبع الله على كل قلب متكبر جبار أن لا يدخله كبر الهي أبدا لختمه على باطن كل عبد أن يدخله تأله وأما الالسنة فلم تعصم من التلفظ بدعوى الالوهية كما لم تعصم الانفس ان تعتقد الالوهية في غيرها فعصمت ان تعتقدها في نفسها دون أمثالها وأطال في ذلك * وقال من أراد الدخول الى فهم كلام ربه فليترك عقله ويقدم بين يديه شرعه ويقول لعقله أنت عبد مثلي كيف أترك ما نصبه الحق الى نفسه لعجزك عن تعقله مع انك قاصر عن معرفة ربك ولو ألزمت نفسك الانصاف لالزمت حكم الايمان والتلقي وجعلت النظر والاستدلال في غير ما لم يرد عن ربك وأطال في ذلك * ثم قال في قوله تعالى ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث اعلم انه لا يلزم من حدوث الامر عند

محكمات هن أم الكتاب وأخر متشابهات اعلم أن المحكم من الآيات كله عربي والمتشابه كل موسوى لانه أعجمى والعجمية عند أهل

لكان رسولا مثله أو نبيا بشريعة تخصه يأخذها عمن أخذ منه محمد صلى الله عليه وسلم ولا قائل بذلك فنعوذ
بالله من التلبيس اه (فإن قلت) فما المراد بقوله صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الأنبياء هل هم المحدثون
أو مطلق العلماء (فالجواب) المراد بهم كل من كان علمه لا تستقل به العقول ولا الحواس بل تحيله العقول
من حيث نظرها وليس المراد بهم ما يستقل العقول والحواس بإدراك علمهم فإن ذلك لا يكون وارثه فافهم
* واعلم أنه لا يصح ميراث لأحد إلا بعد انتقال الموروث إلى البرزخ لأن كل ما حصل للعبد بغير
انتقال لا يسمى إرثا وإنما يسمى هبة وعطية ومنحة يكون العبد فيها نائبا أو خليفة لا وارثا * قال
في الباب الثمانين والثلثمائة ولا يخفى أن الإرث كله يرجع إلى نوعين معنوي ومحسوس فالمحسوس هو
الأخبار المتعلقة بأفعاله صلى الله عليه وسلم وأقواله وأحواله وأما المعنوي فهو تطهير النفس من مذام
الأخلاق وتحليتها بمكارمها وكثرة ذكر الله عز وجل على كل حال بحضور ومراقبة (فإن قلت) فمن هو
أعظم الورثة للأنبياء عليهم الصلاة والسلام (فالجواب) كما قاله الشيخ في الجواب الثالث عشر من الباب
الثالث والسبعين أن أعظم الورثة الختمان وأحدهما أعظم من الآخر فواحد يختم الله به الولاية على
الإطلاق وواحد يختم الله به الولاية المحمدية فأما خاتم الولاية على الإطلاق فهو عيسى عليه السلام فهو الولي
بالنبوة المطلقة في زمان هذه الأمة وقد حيل بينه وبين التشريع والرسالة فينزل آخر الزمان وارثا وخاتما
لا ولي بعده بنبوة مطلقة كما أن محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة تشريع بعده فعلم أن عيسى عليه
السلام وإن كان بعده ومن أولي العزم وخواص الرسل فقد زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه
الذي هو لغيره فيرسل وليا ذا نبوة مطلقة ويلهم بشرع محمد صلى الله عليه وسلم ويفهمه على وجهه كالأولياء
المحمديين فهو منا وهو سيدنا فكان آخر الأمر نبيا كما كان آدم أول الأمر نبيا فختمت النبوة بمحمد والولاية
بعيسى * قال الشيخ وأما خاتم الولاية المحمدية فهو رجل من العرب من أكرمها أصلا ويدا وهو في زماننا
اليوم موجود وقد اجتمعت به في سنة خمس وتسعين وخمسمائة ورأيت العلامة التي أخفاها الحق تعالى فيه
عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رأيت خاتم الولاية المحمدية منه ورأيته مبتلى بالإنكار عليه فيما
يتحقق به في سره من العلوم الربانية وأطال في ذلك * ثم قال واعلم أن الأولياء كثيرا ما يتكلمون بالخوارق
فينبغي التسليم لهم ما لم يخرج أحدهم عن الشرع كأن زعم أحدهم أن الله تعالى كلمه كما كلم موسى عليه
السلام فإن ذلك يبطل اختصاص موسى واصطفاءه على الناس بالكلام وفي القرآن العظيم وما كان لبشر أن
يكلمه الله إلا وحيا أو من وراء حجاب الآية (فإن قلت) فلم سمي الإنسان بشرا (فالجواب) سمي بشرا
لمباشرته للأمور التي لا تعوقه عن اللحوق بدرجة الروح فلو أنه خلص من العوائق لكلمه الله تعالى من
حيث كلم الأرواح وارتفاع بشريته محال لأن برزخها يدق ولا ينقطع فلا يصح مكالمة الله تعالى كفاحا لأحد من
الأمة ولو ارتفعت رتبته (فإن قلت) فما الفرق بين الكلام والمحادثة والمناجاة فإن أهل الله يمنعون المكالمة
دون المحادثة والمناجاة (فالجواب) الفرق بينهما أن مقام الكلام لا بد أن يسمع صاحبه كلام الحق والمحادثة
والمناجاة ليس فيهما سماع كلام الحق فهم كالمتهجدين في الأسحار يناجون الحق ويسامرونه ويلهمهم الفهم
عنه وبعض أهل الله يمنع المحادثة مع الحق أيضا لأحد من الأولياء ويقول المراد بحديث إن يكن من أمتي
محدثون فعمر هو المناجاة (فإن قلت) فما الفرق بين المحدثين من الأولياء والنبيين (فالجواب) الفرق
بينهما التكليف وذلك أن النبوة لا بد فيها من علم التكليف وحديث المحدثين لا تكليف فيه جملة واحدة
وإنما يقع لهم الحديث فيما تنتجه الأحوال والمقامات وأطال الشيخ في ذلك في الباب الثالث والسبعين
(فإن قلت) فما المراد بحديث إن لله عبادا ليسوا بأنبياء يغبطهم النبيون بمقامهم وقربهم من ربهم
(فالجواب) المراد بهم أرباب العلوم وأرباب السلوك الذين اهتدوا بهدي أنبيائهم ولكن ليس لهم أتباع

العجمية عربية والعربية عند
الأعاجم عجمية وما ثم عجمة
إلا في الاصطلاح والألفاظ
والصور الظاهرة وأما المعاني
فلا عجمة فيها بل كلها عربية
فمن ادعى علم المعاني وقال
بالتشابه فلا علم له أصلا بما
ادعى أنه علمه من ذلك فإن
المعاني كالنصوص عند أهل
الألفاظ لأنها بسائط لا تركيب
فيها والعجمة من شرطها التركيب
فلولا التركيب ما ظهر للعجمة
صورة في الوجود * وقال في
الباب الثالث والثمانين
وثلثمائة معنى قوله صلى الله
عليه وسلم لبلال يستفهمه
بم سبقتني إلى الجنة مع أنه صلى
الله عليه وسلم يعلم أن السبق
له هو أي بم صرت طارقا بين
يدي في الجنة كالطارقين في
الدنيا بين يدي الملوك قال
فأفهمنا صلى الله عليه وسلم
أن من فعل مثل بلال من أنه
كلما أحدث توضأ وصلى
ركعتين كان كذلك طارقا
بين يدي رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولبلال الأولية
وغيره تبع له * وقال في الباب
الخامس والثمانين وثلثمائة
في قوله صلى الله عليه وسلم
للسوداء أين الله اعلم أنه قد
دل الدليل العقلي على استحالة
حصر الحق في أينية ولكن
الشارع صلى الله عليه وسلم
لما علم أن الجارية المذكورة
ليس في قوتها أن تعقل
موجدها إلا على ما تصورته في نفسها خاطبها بذلك ولو أنه خاطبها بغير ما تصورته في نفسها لارتفعت الفائدة المطلوبة ولم يحصل القبول فكان من
حكمته صلى الله عليه وسلم أن سأل مثل هذه الجارية بمثل هذا السؤال وبمثل هذه العبارة ولذلك لما أشارت إلى السماء قال فيها إنها مؤمنة يعني

(الجزء الثاني)

كتاب اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الاكابر
للامام العارف الرباني سيدي عبد الوهاب
الشعراني نفعنا الله والمسلمين
ببركاته وأفاض علينا
من نفحاته
آمين

(على الهوامش بقية كتاب الكبريت الاحمر في بيان علوم الشيخ الاكبر لصاحب اليواقيت والجواهر المذكور ضاعف الله تعالى له أسنى الاجور)

فلما أطلعني الله على مقامات الانبياء علمت أن للاولياء معراجين أحدهما يكونون فيه على قلوب الانبياء ماعدا محمدا صلى الله عليه وسلم كما سيأتي لكن من حيث هم أولياء أوملهمون فيما لاتشريع فيه والمعراج الثاني يكونون فيه على أقدام الانبياء أصحاب التشريع فيأخذون معاني شرعهم بالتعريف من الله ولكن من مشكاة نور الانبياء فلا يخلص لهم الاخذ عن الله تعالى ولا عن الروح القدس وماعدا ذلك فانه يخلص لهم من الله تعالى ومن الروح القدس من طريق الالهام انتهى * وقال في الباب الثامن والثلاثين وأربعمائة اعلم ان ورثة الانبياء هم العلماء والاولياء فالاولياء حفاظ الاحوال والاحكام الباطنة التي تدق عن الافهام والعلماء حفاظ الاحكام الظاهرة التي تفهم ببادي الرأي وقد يرث هؤلاء أيضا الانبياء في الاحوال الباطنة كما كان عليه السلف الصالح فكانوا أولياء علماء فلما تخلف الناس عن العمل بكل ما يعلمون سموا علماء فقط وسلبوهم اسم الولي والا فالعلماء حقيقتهم الاولياء فعلى ما عليه الناس اليوم كل ولي عالم عامل بلا شك وليس كل عالم وليا لانه قد يتخلف عن مقام العمل بما علم فالفقهاء على الحقيقة هم الاولياء لزيادتهم بعلم الاحوال على علم المقال (فان قلت) فما الفرق بين الوارث المحمدي والوارث لغيره من الانبياء عليهم السلام (فالجواب) ان الفرق بينهما ان ورثة الانبياء آياتهم في الآفاق من خرق العوائد وغيرها وآية الوارث المحمدي في قلبه فلذلك كان الوارث المحمدي مجهولا في العموم معروفا في الخصوص لاغير لان خرق العادة انما هو حال وعلم في قلبه فهو في كل نفس يزداد علما به علم حال وذوق لا يزال كذلك كما سبقت الاشارة اليه أول مبحث المعجزات * وقال في الباب التاسع والثلاثين وأربعمائة من علامة الوارث المحمدي ان يشهد نفسه خلف كل نبي ولو كانوا مائة ألف نبي لرأى نفسه في أماكن على عددهم فان جميع الانبياء والرسل قد جمعت حقائقهم وشرائعهم في محمد صلى الله عليه وسلم فمن آمن به وصدق فكأنه آمن بجميع الانبياء حقيقة ثم انه اذا تعددت صورته خلف جميع الانبياء يصير يعلم انه هو وليس غيره في كل صورة وأطال في ذلك * وقال في الباب الثالث والسبعين في الجواب الثامن والخمسين اعلم ان هذه الدولة المحمدية جامعة لأقدام النبيين والمرسلين فاي ولي رأى قدما أمامه في حضرة الحق فذلك قدم النبي الذي هو له وارث وأما قدم محمد صلى الله عليه وسلم فلا يطأ أثره أحد كما لا يكون أحد على قلبه وكما لا يكون أحد وارثا له على الكمال أبدا لانه لو ورثه على الكمال لكان رسولا مثله أونبيا بشريعة تخصه يأخذها عن أخذ منه محمد صلى الله عليه وسلم ولا قائل بذلك فنعوذ بالله من التلبيس اه (فان قلت) فما المراد بقوله صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء هل هم المحدثون أومطلق العلماء (فالجواب) المراد بهم كل من كان علمه لا تستقل به العقول ولا الحواس بل تحيله العقول من حيث نظرها ليس المراد بهم ما يستقل العقول والحواس بادراك علمهم فان ذلك لا يكون وارثه فافهم * واعلم أنه لا يصح ميراث لاحد الابعد انتقال الموروث الى البرزخ لان كل ما حصل للعبد بغير انتقال لا يسمى ارثا وانما يسمى هبة وعطية ومنحة يكون العبد فيها نائبا وخليفة لا وارثا * قال في الباب الثامن والثلثمائة ولا يخفى أن الارث كله يرجع الى نوعين معنوي ومحسوس فالمحسوس هو الاخبار المتعلقة بأفعاله صلى الله عليه وسلم وأقواله وأحواله وأما المعنوي فهو تطهير النفس من مذام الاخلاق وتحليتها بمكارمها وكثرة ذكر الله عز وجل على كل حال بحضور ومراقبة (فان قلت) فمن هو أعظم الورثة للانبياء عليهم الصلاة والسلام (فالجواب) كما قاله الشيخ في الجواب الثالث عشر من الباب الثالث والسبعين أن أعظم الورثة الختمان وأحدهما أعظم من الآخر فواحد يختم الله به الولاية على الاطلاق وواحد يختم الله به الولاية المحمدية فاما خاتم الولاية على الاطلاق فهو عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد حيل بينه وبين التشريع والرسالة فينزل آخر الزمان وارثا وخاتما لاولي بعده بنبوة مطلقة كما ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة تشريع بعده فيعلم أن عيسى عليه السلام وان كان بعده ومن أولي العزم وخواص الرسل فقد زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فيرسل وليا ذا نبوة مطلقة ويلهم بشرع محمد صلى الله عليه وسلم ويفهمه على وجهه كالاولياء

قوله تعالى لو اطلعت عليهم لوليت منهم فرارا ولملئت منهم رعبا اعلم ان الانبياء لانهم زم ولا تقتل في صاف وقد وصف الحق رسول الله صلى الله عليه وسلم بالانم زام وقول الله صدق لكن لم يكن توليته لرؤية أجسامهم لانهم أناس مثله وانما توليه من شهود أمر يهوله مما قام بهم قال وقد رأيناهم في سياحتنا وما ملئنا منهم رعبا الا ناما شهدنا منهم الاصور أجسامهم فرأيناهم أمثالنا مع انه صلى الله عليه وسلم رأى ليلة الاسراء أمورا مهولة ولم يتأثر مثل ما كان يتأثر لو اطلع على أهل الكهف وروى البيهقي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لما تدلى لنا الرفرف ليلة ... عرج بي غشي على ... ولم يغش على من ذلك ... فضل جبريل على ... بذلك قال وهنا نكتة ... ان الله تعالى ماذ ... رؤية عينهم بذكر الا ... عليهم فهم أسفل منه ... ومع ذلك خاف أن ... فينزل عن مقامه ... بذلك رعبا فلا يؤثر وابيه تأثير الادنى في الاعلى الرضا عنه والسخط عليه فلذلك كان حقيقا أن يولي منهم فرارا كما يفر الانسان من الوقوف على مهواة خوف السقوط وأطال في ذلك فراجعه * وقال في الباب التسعين وثلثمائة لقد طفت بالكعبة مع قوم لا أعرفهم فانشدوني بيتين حفظت واحدا ونسيت الآخر

لقد طفنا كما طفتم سنينا * بهذا البيت طرا أجمعينا وقال لي واحد منهم أما تعرفني فقلت لا قال أنا من أجدادك الاول قلت له كم لك منذ مت

المحمديين فهو منا وهو سيدنا فكان آخر الامر نبيا كما كان آدم أول الامر نبيا فختمت النبوة بمحمد والولاية بعيسى * قال الشيخ وأما خاتم الولاية المحمدية فهو رجل من العرب من أكرمها أصلا و يدا وهو فى زماننا اليوم موجود وقد اجتمعت به فى سنة خمس وتسعين وخمسمائة و رأيت العلامة التى أخفاها الحق تعالى فيه عن عيون عباده وكشفها لى بمدينة فاس حتى رأيت خاتم الولاية المحمدية منه و رأيته مبتلى بالانكار عليه فيما يتحقق به فى سره من العلوم الربانية وأطال فى ذلك * ثم قال واعلم أن الاولياء كثيرا ما يتكلمون بالخوارق فينبغى التسليم لهم مالم يخرج أحدهم عن الشرع كأن زعم أحدهم أن الله تعالى كلمه كما كلم موسى عليه السلام فان ذلك يبطل اختصاص موسى واصطفاءه على الناس بالكلام وفى القرآن العظيم وما كان لبشر أن يكلمه الله الا وحيا أو من وراء حجاب الآية (فان قلت) فلم سمى الانسان بشرا (فالجواب) سمى بشرا لمباشرته للامور التى لا تعوقه عن العروق بدرجة الروح فلو أنه خلص من العوائق لكلمه الله تعالى من حيث كلم الارواح وارتفاع بشر يته محال لان جزأها يدق ولا ينقطع فلا يصح مكالمة الله تعالى كفاحا لاحد من الامة ولو ارتفعت رتبته (فان قلت) فما الفرق بين الكلام والمحادثة والمناجاة فان أهل الله يمنعون المكالمة دون المحادثة والمناجاة (فالجواب) الفرق بينهما أن مقام الكلام لابد أن يسمع صاحبه كلام الحق والمحادثة والمناجاة ليس فيهما سماع كلام الحق فهم كالمجتهدين فى الاسحار يناجون الحق و يسامرونه ويلهمهم الفهم عنه و بعض أهل الله يمنع المحادثة مع الحق أيضا لاحد من الاولياء و يقول المراد بحديث ان يكن من أمتى محدثون فعمر هو المناجاة (فان قلت) فما الفرق بين المحدثين من الاولياء والنبيين (فالجواب) الفرق بينهما التكليف وذلك أن النبوة لابد فيها من علم التكليف وحديث المحدثين لا تكليف فيه جملة واحدة وانما يقع لهم الحديث فيما تنتجه الاحوال والمقامات وأطال الشيخ فى ذلك فى الباب الثالث والسبعين (فان قلت) فما المراد بحديث ان لله عبادا ليسوا بانبياء يغبطهم النبيون بمقامهم وقربهم من ربهم (فالجواب) المراد بهم أرباب العلوم وأرباب السلوك الذين اهتدوا بهدى أنبيائهم ولكن ليس لهم أتباع لعلو مقامهم فهم مستريحون يوم القيامة لا يحزنهم الفزع الاكبر ولا يخافون على أنفسهم لما عندهم من الاستقامة ولا على غيرهم لانهم ليس لهم أتباع ذكره الشيخ فى الباب المذكور أيضا (فان قلت) قد رأينا فى كلام بعضهم تكفير الاولياء المحدثين بفتح الدال المهملة لكونهم يصححون الاحاديث التى قال الحفاظ بضعفها (فالجواب) تكفير الناس للمحدثين المذكورين عدم انصاف منهم لان حكم المحدثين حكم المجتهدين فكما يحرم على كل واحد من المجتهدين أن يخالف ما ثبت عنده فكذلك المحدثون بفتح الدال وكلاهما شرع بتقرير رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الشيخ محيى الدين فى الباب الثالث والسبعين من الجواب السابع والخمسين وقد وقع لنا التكفير مع علماء عصرنا لما صححنا بعض أحاديث قالوا بضعفها قال ونحن نعذرهم فى ذلك لانه ما قام عندهم دليل على صدق كل واحد من هذه الطائفة وهم مخاطبون بغلبة الظن ولو أنهم وفوا النظر معهم حقه لسلموا لهم حالهم كما يسلم الشافعى للحنفى حكمه ولا ينقض حكم من حكم به من الحكام ومما اعتذر وا به قولهم لو صدقت القوم فى كل ما يدعونه من نحو ذلك لدخل الخلل فى الشريعة لعدم العصمة فيهم فلذلك سددنا الباب وقلنا ان الصادق من هؤلاء لا يضره سدنا هذا الباب قال الشيخ محيى الدين ونعم ما فعلوه ونحن نسلم لهم ذلك ونصوبهم فيه ونحكم لهم بالاجر التام على ذلك ولكن اذا لم يقطعوا بان ذلك الولى مخطئ فى مخالفتهم فان قطعوا بخطئه فلا عذر لهم فان أقل الاحوال أن ينزلوا الاولياء المذكورين منزلة أهل الكتاب لا يصدقونهم ولا يكذبونهم اه وكذلك قال الشيخ أيضا فى أواخر الباب الثالث والستين وثلثمائة ولفظه اعلم أن من عدم الانصاف من الناس ايمانهم بما جاء من أخبار الصفات على لسان الرسل وعدم ايمانهم بها اذا أتى بها أحد من خواص أتباعهم من العلماء والاولياء فان الحبر واحد ويا ليتهم اذ لم يؤمنوا بها اذا جاءت على يد الاولياء يأخذونها على وجه الحكاية فان الانبياء كما جاز ايما تحيله العقول وآمن الناس به كذلك ينبغى الايمان به اذا جاء على لسان الاولياء فكثيرا ما تهب نفحة من نفحات

قال لى بضع وأربعون ألف سنة فقلت له ليس لآدم عليه السلام هذا القدر من السنين فقال لى عن أى آدم تقول عن هذا الاقرب اليك أو عن غيره فتذكرت حديثا روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد خلق مائة ألف آدم فقلت قد يكون ذلك الجد الذى نسبنى اليه من أولئك والتاريخ فى ذلك مجهول مع حدوث العالم بلا شك فان العالم لا يصح له مرتبة الاولية لانه مفعول الله تعالى * وقال فى الباب الاحد والتسعين وثلثمائة فى قوله تعالى فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى اعلم ان فى هذه الآية اثبات القتل والرمى لمن نفاه عنه ثم انه لم يثبت على ولذلك بل أعقب الاثبات وأطال فى عقب النفى اثباتا * وقال لكن الله قتلهم والثم له ولكن الله رمى فما أراد ما نفى وما أسرع فى الذ لعين واحدة قال تكثير ذلك ان الله تعالى وان أمر هم فأظهر أمرا وأمراوما و رائى هذا الخطاب فلما وقع الامتثال وظهر القتل بالفعل من أعيان المحدثات قال ما أنتم الذين قتلتموهم بل أنا قتلتهم فانتم لنا بمنزلة السيف لكم أو أى آلة كانت للقتل فكما أن القتل وقع فى المقتول بالآلة ولم يقل فيها انها القاتلة بل الضارب هو القاتل كذلك الضارب بالنسبة الينا ليس هو القاتل بل هو مثل السيف بالنسبة اليه هو فافهم * وقال فى الباب الثانى والتسعين وثلثمائة فى قوله تعالى وجزاء سيئة سيئة مثلها الآية اعلم أن كل من غضب عن العالم وانتقم

الانبياء على قلوب أتباعهم تؤديهم الى الموافقة فى الالفاظ التى جاءتبهم الرسل من صفات البارى جل وعلا فكما سلمنا فى الاصل فكذلك نسلم فى الفرع بجامع الموافقة فاياك والكفران فانه خسران اهـ * وقال أيضا فى الباب الاحد وثلثمائة كثيرا ما يرد على أهل الكشف من الاولياء أمور لا تقبلها العقول وترمى بها واذا قالها النبى صلى الله عليه وسلم قبلت ايمانا وتاويلا ولا تقبل من غيره وهذا من عدم الانصاف فان الاولياء اذا عملوا بما شرع لهم هبت عليهم من تلك الحضرة نفحات جود الهى تكشف لهم عما شاء الله من أعيان تلك الامور الالهية التى قبلت من الانبياء فاذا جاء بها ولى كفر ومع أنهم يؤمنون بها عينها اذا جاء بها النبى فما أعمى بصيرة هؤلاء المكفرين وأقل الامور أن يقولوا له ان كان ما تقول حقا وانك خوطبت به أو كشف لك عنه فتاويله كذا وكذا ان كان ذلك من أهل التاويل وان كان ظاهريا يقول قد ورد فى الخبر النبوى ما يشبه هذا فان ذلك ليس هو من شرط النبوة ولا حجره الشارع فى كتاب ولا سنة اهـ (فان قلت) فان سلمنا للاولياء ما جاؤا به فما حكمه اذا خالف ما جاءت به الرسل (فالجواب) حكمه الرد فان الولى اذا أتى فى كشفه بما يخالف ما كشف للرسل وجب علينا الرجوع الى كشف الرسل وعلمنا أن ذلك الولى قد طرأ عليه فى كشفه خلل لكونه زاد على كشفه نوعا من التاويل بفكره فلم يقف مع كشفه فهو كصاحب الرؤيا يخبر عما رأى وكشفه صحيح ولكن أخطأ فى التعبير فان الكشف لا يخطئ أبدا وانما المتكلم فى مدلوله ذلك يخطئ ويصيب الا ان كان يخبر عن الله تعالى فى ذلك اهـ قال الشيخ أبو تراب النخشبى رحمه الله اذا ألف القلب الاعراض عن الله صحبته الوقيعة فى أولياء الله قال ولما علم العارفون من المجادلين بغير علم أنهم لا بد لهم من الانكار على الطائفة عدلوا الى الاشارات كما عدلت مريم عليها السلام من أجل أهل الافك والالحاد الى الاشارة فكل آية أو حديث له عندهم وجهان وجه يرونه فى نفوسهم ووجه يرونه فيما خرج عنهم قال تعالى سنريهم آياتنا فى الآفاق وفى أنفسهم فيسمون ما يرونه فى نفوسهم اشارة ليؤنسوا بذلك المنكرين عليهم ولا يسمونه تفسيرا وقاية لشرهم وتشنيعهم عليهم وذلك لجهلهم بمواقع خطابات الحق تعالى واقتدوا فى ذلك بسنن من قبلهم فان الله تعالى كان قادرا على ان ينص ما تأوله أهل الله وغيرهم فى كتابه ومع ذلك فما فعل بل أدرج فى تلك الكلمات الالهية التى نزلت على لسان العامة علوم معانى الاختصاص الخاص فهمها بالخاص قال ولو أن هؤلاء المنكرين ينصفون لاعتبروا فى نفوسهم اذا نظروا فى الآية بالعين الظاهرة التى يسلمونها فيما بينهم فيرون انهم يتفاضلون فى ذلك ويعلو بعضهم على بعض فى الكلام فى معنى تلك الآية مثلا ويقر الفاضل منهم بفضل الافضل والقاصر بفضل غير القاصر فيها وكلهم فى مجرى واحد ومع هذا الفضل المشهود لهم فيما بينهم ينكرون على أهل الله اذا جاؤا بشئ مما يغمض عن ادراكهم وذلك لانهم يعتقدون فيهم انهم ليسوا بعلماء وأن العلم لا يحصل الا على يد المعلم المعتاد فى عرفهم وصدقوا فان أصحابنا ما حصل لهم العلم الا بالاعلام الروحانى الربانى فهم عاكفون على حضرته ينتظرون ما يفتح الله به على قلوبهم قال تعالى خلق الانسان علمه البيان وقال تعالى علم الانسان ما لم يعلم وقال فى حق الخضر وعلمناه من لدنا علما فصدق المنكرون فيما قالوا ان العلم لا يكون الا بالتعلم وأخطؤا فى اعتقادهم أن الله تعالى لا يعلم من ليس بنبى ولا رسول قال تعالى يؤتى الحكمة من يشاء والحكمة هى العلم وجاء بمن وهى نكرة ولكن لما آثر هؤلاء المنكرون الدنيا على الآخرة وآثروا ما يتعلق بجناب الخلق على ما يتعلق بجناب الحق وتعودوا أخذ العلم من الكتب وأفواه الرجال الذين من جنسهم ورأوا فى زعمهم أنهم من أهل الله تعالى بما علموا وامتازوا عن العامة حجبهم ذلك عن أن يعلموا أن لله عبادا تولى تعليمهم فى سرائرهم على يد ملك الالهام فعلمهم معانى كلامه وكلام رسله وهو تعالى هو العالم الحقيقى وأطال فى ذلك * ثم قال فلهذا صان أهل الله تعالى نفوسهم بتسميتهم الحقائق اشارات فان المنكرين لا يرون الاشارات وأين هؤلاء المنكرون من قول على بن أبى طالب رضى الله عنه لو تكلمت لكم فى تفسير الفاتحة لحملت لكم سبعين وقرا فهل هذا العلم الا من العلم اللدنى الذى أعطاه الله تعالى فى القرآن اذ الفكر لا يصل الى ذلك وقد

فقد رحم نفسه بذلك الانتقام لكونه شفاء له مما يجد من ألم الغضب وصدقة الانسان على نفسه من أفضل الصدقات ثم اذا رحم نفسه وزال الغضب لا بد أن تعقبه الرحمة وهو الندم الذى يجده الانسان فى نفسه اذا عاقب أحدا ويقول لو شاء الله كان العفو عنه أحسن لا بد أن يقول ذلك اما دنيا أو أخرى يعنى فى انتقامه لنفسه لئلا يتخيل أن اقامة الحدود من هذا القبيل فان اقامة الحدود شرع من عند الله ما للانسان فيها تعمل وأطال فى ذلك ثم قال واعلم أنه لم يات فى القرآن قط أن الله خير الآخذين ولا خير الباطشين ولا المعذبين ولا المنتقمين وانما جاء خير الراحمين خير الفاصلين خير الشاكرين خير الغافرين وأما خير الماكرين فالحكمة لا ينبغى أن تذكر الا بين أهل الله تعالى فتأمل ما تحته * وقال فى الباب الثالث والتسعين وثلثمائة فى قول الله تعالى وان منها أى الحجارة لما يهبط من خشية الله هذا دليل على شهود الحجارة بالخشية ولا يخشى الا حى دراك قال وقد أخذ الله بابصار الانس والجان عن ادراك حياة الجماد الا من شاء الله تعالى كنحن واضرابنا فانا لا نحتاج الى دليل فى ذلك لكون الحق تعالى قد كشف لنا عن حياتها عينا واسمعنا تسبيحها ونطقها قال وكذلك اندكاك الجبل لما وقع التجلى انما كان ذلك منه لمعرفته بعظمة الله عز وجل فلولا ما عنده من العظمة لما اندك كذلك لان الذوات لا تؤثر

1

اکابر صوفیاء کرام اور مشائخ عظام کے عقائد و نظریات اور علوم و معارف کا بہترین مجموعہ

تصنیف لطیف :

قطب ربانی [illegible] عارف باللہ تعالیٰ

سیدی عبد الوہاب الشعرانی قدس سرہ النورانی

مترجم :

رئیس المتکلمین عالم باعمل، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا الحاج

صاحبزادہ پیر سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب چشتی صابری قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

۱۱۔ گنج بخش روڈ لاہور

طرف سے پہچان کرانے کی وجہ سے ان کی شریعت کے معانی حاصل کرتے ہیں لیکن نور انبیاء کے مشکوۃ سے۔ پس انہیں اللہ تعالیٰ سے اور نہ ہی روح قدس سے براہ راست فیض حاصل نہیں ہوتا۔ اور علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور روح قدس سے بطور الہام فیض پاتے ہیں۔

علماء اور اولیاء ورثۃ الانبیاء ہیں

اور شیخ نے ۴۳۰ ویں باب میں فرمایا: جان لے کہ انبیاء کے وارث علماء اور اولیاء ہی ہیں۔ پس اولیاء احوال اور احکام باطنی کے محافظ ہیں جو کہ فہموں پر دقیق ہیں۔ جب کہ علماء احکام ظاہر کے حافظ ہیں جو کہ ظاہری طور پر ہی سمجھے جا سکتے ہیں۔ اور کبھی یہ حضرات بھی احوال باطنہ میں انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ جس طرح کہ سلف صالح اس منصب پر تھے کہ وہ اولیاء علماء تھے۔ پس جب لوگ اس سب کچھ پر عمل سے پیچھے رہ گئے جو ان کے علم میں تھا تو انہیں صرف علماء کہا گیا اور ان سے نام ولی سلب کر لیا گیا ورنہ علماء حقیقت میں اولیاء ہی ہیں۔ جس طرح کہ آج لوگوں کا عقیدہ ہے۔ ہر ولی بلا شک و شبہ عالم عامل ہے جبکہ ہر عالم ولی نہیں۔ کیونکہ کبھی وہ اپنے علم پر عمل سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ پس فقہاء حقیقت میں وہ اولیاء ہی ہیں کہ یہ حضرات علم مقام پر علم احوال کا اضافہ رکھتے ہیں۔

وارث محمدی اور دیگر انبیاء کے وارث میں فرق

اگر تو کہے کہ وارث محمدی اور حضور علیہ السلام کے سوا دوسرے انبیاء علیہم السلام کے وارث کے درمیان کیا فرق ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ انبیاء کے وارثوں کی خرق عادات وغیرہ آیات آفاق میں ہیں۔ جبکہ وارث محمدی کی آیت اس کے قلب میں ہے۔ اسی لئے وارث محمدی عام طور پر غیر معروف ہوتا ہے۔ خواص میں معروف ہوتا ہے۔ کیونکہ خرق عادت صرف اس کے قلب میں حال اور علم ہے۔ پس وہ ہر سانس میں علم حال و ذوق کے حوالے سے اپنے رب کے متعلق علم میں بڑھتا رہتا ہے۔ اسی طرح رہتا ہے۔ جس طرح کہ معجزات کی بحث میں اس کی طرف اشارہ گذر چکا ہے۔

اور ۴۳۹ ویں باب میں فرمایا: وارث محمدی کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کا ہر نبی کے پیچھے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور اگر وہ ایک لاکھ نبی ہوں تو وہ اپنے آپ کو ان کی گنتی کے مطابق اتنے ہی مکانات میں دیکھتا ہے۔ پس بیشک تمام انبیاء و رسل کے حقائق اور شرائع حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جمع ہیں۔ تو جو بھی آپ پر ایمان لایا اور تصدیق کی تو گویا در حقیقت تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لایا۔ پھر جب اس کی صورت تمام انبیاء کے پیچھے متعدد ہوتی ہے تو وہ جاننے لگتا ہے کہ یہ وہی ہے۔ اور ہر صورت میں اس کا غیر نہیں۔ اور اس میں طویل کلام فرمایا۔ اور ۳۷۳ ویں باب میں ۵۸ ویں جواب میں فرماتے ہیں: جان لے کہ یہ دولت محمدیہ انبیاء و مرسلین کے قدموں کی جامع ہے۔ تو جس ولی نے حضرت الہیہ حقیہ میں کوئی قدم اپنے آگے دیکھا تو یہ اس نبی کا قدم ہے جس کا وہ وارث ہے۔ رہا قدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اس کے نشان کو کوئی پائمال نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ کوئی آپ کے قلب پر نہیں ہوتا اور جس طرح کہ کوئی بھی کمال پر آپ کا وارث نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کمال پر آپ کا کوئی وارث ہوتا تو آپ کی مثل رسول ہوتا یا نبی۔ ایسی شریعت کے ساتھ جو اس کے ساتھ مخصوص ہوتی۔ اسے اس سے حاصل کرتا جس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حاصل کیا۔ اور اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ ہم تلبیس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتے ہیں۔ انتہی۔

(اقول وباللہ التوفیق بتوسل الحبیب الشفیع و بواسطۃ ابنہ الرفیع السید الشریف الغوث الا اعظم صلی اللہ

﴿ ۵۳۹ ﴾

تعالیٰ علی جدہ الکریم و علیه وبارك وسلم شیخ کا علی قدم النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اختلاف ان کی کشفی تحقیق ہے۔ حضور سید الاولیاء غوث پاک رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے ساتھ متصادم نہیں کہ آپ نے فرمایا۔ وکل ولی له قدم وانی علی قدم النبی بدر الکمال۔ وہ ان کے ذوق وتحقیق کے مطابق ہے اور یہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ کی رفعت وعظمت کا آئینہ دار ہے۔ اس کی مثال وہ وضاحت ہے جو کہ شیخ نے تنزل الوحی علی قلب الانبیاء اور تنزل وحی علی قلوب الاولیاء میں بیان فرمائی ہے۔ یہ وضاحت ماقبل میں وحی الہامی اور وحی انبیاء کے فرق کی بحث میں بیان کی ہے۔ من شاء فلیطالع ثمہ۔ نیز عرف کے مطابق نقش قدم پر چلنے سے مراد نشان قدم پر پاؤں رکھنا اور اسے پامال کرنا نہیں ہوتا بلکہ اسے راہنمائے منزل اور قبلہ توجہ بنانا مراد ہوتا ہے۔ یعنی یوں تو تمام مقربین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نقش قدم پر چلتے ہیں لیکن غوثیت عظمیٰ اور محبوبیت کے حوالے سے اس سلسلے میں غوث پاک رضی اللہ عنہ کو خصوصیت حاصل ہے کہ آپ علی قدم النبی بدر الکمال کی برکت سے قرب کے اس مقام تک پہنچے جسے آپ نے اُنکے ذریعے فرمایا۔ انا الحسنی والمخدع مقامی، واقدامی علی عنق الرجال۔ محمد محفوظ الحق غفرلہ ولوالدیہ)۔

العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون مراد ہیں

اگر تو کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول العلماء ورثۃ الانبیاء سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ محدثون ہیں یا مطلق علماء؟ تو جواب یہ ہے کہ ان سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کے علم کے متعلق عقول اور حواس مستقل نہ ہوں۔ بلکہ عقول اپنے غور وفکر کی حیثیت سے اسے محال جانیں اور ان سے مراد وہ نہیں جن کے علم کے ادراک کے ساتھ عقول وحواس مستقل ہوں۔ پس بیشک یہ اس کا وارث نہیں ہوتا۔ پس سمجھ لے۔ اور جان لے کہ کسی کے لئے میراث صحیح نہیں مگر موروث کے برزخ کی طرف منتقل ہونے کے بعد۔ کیونکہ انتقال کے بغیر عبد کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے وراثت نہیں کہتے۔ اسے تو ھبہ، عطیہ اور ہدیہ کہتے ہیں جس میں بندہ نائب اور خلیفہ ہوتا ہے نہ کہ وارث۔ اور ۳۸۰ ویں باب میں فرماتے ہیں: مخفی نہ رہے کہ وراثت سب کی سب دو اقسام کی طرف لوٹتی ہے۔ معنوی اور محسوس۔ پس محسوس وہ اخبار ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال، اقوال اور احوال کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ رہی معنوی وراثت تو یہ نفس کو مذموم اخلاق سے پاک کرنا اور اچھے اخلاق۔ اور ہر حال میں حضور قلب اور توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت۔ کے ساتھ اسے آراستہ کرنا ہے۔

اعظم الورثاء کون ہیں

اگر تو کہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ورثاء میں سے اعظم کون ہے؟ تو جیسا کہ شیخ نے ۳۰۷ ویں باب میں تیرہویں جواب میں کہا جواب یہ ہے کہ ورثاء میں اعظم دو خاتم ہیں اور ان میں کا ایک، دوسرے سے اعظم ہے۔ پس ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ولایت علی الاطلاق ختم فرماتا ہے اور ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ ولایت محمدیہ ختم فرماتا ہے۔ رہا خاتمہ الولایت علی الاطلاق۔ تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ اس امت کے دور میں نبوت مطلقہ کے ساتھ ولی ہیں جبکہ آپ کے اور تشریع ورسالت کے درمیان آڑ قائم کی گئی ہے۔ پس آپ آخری زمانے میں وارث اور خاتم ہو کر نازل ہوں گے آپ کے بعد نبوت مطلقہ کے ساتھ کوئی ولی نہیں ہوگا۔ جس طرح کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم نبوت ہیں۔ آپ کے بعد نبوت تشریع نہیں ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ آپ کے بعد ہوں گے اور اولوالعزم اور خواص رسل میں سے ہیں۔ پس بیشک آپ کا حکم اس مقام سے آپ پر اس

زمانے کے حکم کی وجہ سے زائل ہو چکا جو کہ آپ کے غیر کے لئے ہے۔ پس آپ نبوت مطلقہ والے ولی کے طور پر بھیجے جائیں گے اور آپ کو شریعت محمد یہ علی صاحبہا السلام بطور الہام عطا ہوگی اور آپ اسے اولیاء محمد یین کی طرح اس کی جہت سے سمجھیں گے۔ پس آپ ہم سے ہیں اور ہمارے سردار ہیں۔ آپ آخر امر میں نبی ہیں جس طرح کہ حضرت آدم اول امر میں نبی تھے۔ پس نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ختم ہوگئی اور ولایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ۔

خاتم ولایت محمد یہ

شیخ نے فرمایا: رہا خاتم ولایت محمد یہ تو وہ دیار مغرب کا ایک کریم الاصل والنعمہ شخص ہے۔ اور وہ آج ہمارے دور میں موجود ہے اور ۵۹۵ھ میں میری اس سے ملاقات ہوئی۔ اور میں نے وہ علامت دیکھی جسے حق تعالیٰ نے اس میں اپنے بندوں کی آنکھوں سے چھپا رکھا ہے۔ اور اسے شہر فاس میں میرے لئے منکشف فرمایا۔ حتیٰ کہ میں نے اس کی وجہ سے خاتم ولایت محمد یہ دیکھا۔ اور میں نے اسے ان علوم ربانیہ کے بارے میں جن کے ساتھ وہ اپنے سر میں متحقق ہے لوگوں کے اعتراض میں مبتلا پایا اور شیخ نے یہاں طویل گفتگو کی۔ پھر فرماتے ہیں: جان لے کہ اولیاء اکثر خوارق کے ساتھ کلام کرتے ہیں پس جب تک وہ سلام حد شرع سے باہر نہ ہو اسے تسلیم کرنا چاہیے۔ جیسے کہ ان میں سے کسی کا گمان کرنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کلام فرمایا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا۔ پس اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اختصاص اور لوگوں پر آپ کا کلام الٰہی کے ساتھ انتخاب باطل ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن عظیم میں فرمایا: وما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا او من وراء حجاب (الشوریٰ آیت ۵۱۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرے مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ۔

بشر کی وجہ تسمیہ

اگر تو کہے کہ انسان کو بشر کیوں کہا گیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اسے بشر اس لئے کہا گیا کہ وہ ایسے امور کا اپنے ہاتھ سے ارتکاب کرتا ہے جو اسے درجۂ روح کے ساتھ لاحق ہونے سے روکتے ہیں۔ اگر وہ ان رکاوٹوں سے خلاصی پالیتا تو اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرماتا جہاں سے اس نے ارواح سے کلام فرمایا۔ اور اس کی بشریت کا اٹھ جانا محال ہے کیونکہ اس کا جزء دقیق ہے اور منقطع نہیں ہوتا۔ پس امت میں سے کسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مشافہۃً کلام کرنا صحیح نہیں۔ گرچہ اس کا رتبہ بلند ہو۔

کلام، محادثہ اور مناجات میں فرق

اگر تو کہے کہ پھر کلام، محادثہ اور مناجات میں کیا فرق ہے۔ بیشک اہل اللہ مکالمہ منع کرتے ہیں نہ کہ محادثہ اور مناجات؟ تو جواب یہ ہے کہ دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ کلام کے مقام کے لئے لازم ہے کہ اس مرتبے والا کلام حق سنے۔ جبکہ محادثہ اور مناجات میں کلام حق کا سماع نہیں ہے۔ پس یہ سحر گاہی مجاہدہ کرنیوالوں کی طرح حق سے مناجات کرتے ہیں۔ اور اس کے حضور معروضات پیش کرتے ہیں۔ اور وہ انہیں اس کی طرف سے فہم کا الہام فرماتا ہے۔ جبکہ بعض اہل اللہ، اولیاء میں سے کسی کے لئے حق کے ساتھ محادثہ (حدیث گفتن) بھی ممنوع قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں اس حدیث سے مراد مناجات ہے جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میری امت سے محدثون ہیں تو وہ عمر ہے۔

سجلٌّ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه
علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

قال: يا جابر، إن هذا أمرٌ من أمرِ الله وسرٌ من سرِ الله! فإياك والشك، فإن الشك في أمر الله عز وجل كفر!

وفيه عن الحسن بن خالد قال: قال علي بن موسى الرضا، رضي الله عنه: لا دين لمن لا ورع له، وإنّ أكرمكم عند الله أتقاكم، أي أعملكم بالتقوى! ثم قال: إن الرابع من ولدي ابن سيدة الإماء، يطهر الله به الأرض من كل جور وظلم، وهو الذي يشك الناس في ولادته، وهو صاحب الغيبة؛ فإذا خرج أشرقت الأرض بنور ربها، ووضع ميزان العدل بين الناس، فلا يظلم أحد أحداً. وهو الذي تطوى له الأرض، ولا يكون له ظل، وهو الذي ينادي منادٍ من السماء، يسمعه جميع أهل الأرض: ألا إنّ حجة الله قد ظهر عند بيت الله، فاتبعوه فإن الحق فيه ومعه، قول الله عز وجل: **﴿إن نشأ ننزل عليهم من السماء آية فظلت أعناقهم لها خاضعين﴾**[1] وقول الله عز وجل: **﴿يوم ينادي المنادي من مكان قريب﴾**[2] و **﴿يوم يسمعون الصيحة بالحق ذلك يوم الخروج﴾**[3] أي خروج ولدي القائم المهدي عليه السلام. أبو نعيم الحافظ أخرج عن الباقر رضي الله عنه قال: إن الله يلقي في قلوب محبينا وأتباعنا الرعب، فإذا قام قائمنا المهدي عليه السلام، كان الرجل من محبينا أجرأ من أسد وأمضى من سنان!

صاحب الأربعين أخرج عن حذيفة بن اليمان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ويح هذه الأمة من ملوك جبابرة، كيف يقتلون ويطردون المسلمين! إلا من أظهر طاعتهم؛ فالمؤمن التقي يصانعهم بلسانه ويفر منهم بقلبه، فإذا أراد الله ـ تبارك وتعالى ـ أن يعيد الإسلام عزيزاً، قصم كل جبار عنيد، وهو القادر على ما يشاء، وأصلح الأمة بعد فسادها. يا حذيفة، لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد، لطوى الله ذلك اليوم، حتى يملك رجل من أهل بيتي يظهر الإسلام؛ والله لا يخلف وعده، وهو على وعده قدير. صاحب الأربعين عن أبي جعفر المنصور الدوانيقي العباسي، عن أبيه عن جده عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لن تهلك أمة، أنا في أولها وعيسى بن مريم في آخرها، والمهدي في وسطها.

أخرج محمد بن يوسف الكنجي الشافعي، عن علي كرم الله وجهه قال: بخ بخ للطالقان، فإن لله تعالى كنوزاً، ليست من ذهب ولا فضة، ولكن بها رجال معروفون، عرفوا الله حق معرفته، وهم أيضاً أنصار المهدي عليه السلام في آخر الزمان! أخرج الكنجي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على

---

(١) سورة الشعراء، الآية: ٤.
(٢) سورة ق، الآية: ٤١.
(٣) سورة ق، الآية: ٤٢.

الحق، ظاهرين إلى يوم القيامة، فينزل عيسى بن مريم فيقول له أميرهم: تعال صلِّ بنا! فيقول: لا، إن بعضكم على بعض أُمراء، تكرمة من الله تبارك وتعالى لهذه الأُمة! قال: هذا حديث حسن صحيح، أيضاً رواه مسلم في صحيحه. أخرج الكنجي بسنده عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: كيف أنتم إذا نزل ابن مريم عليه السلام فيكم، وإمامكم منكم؟! قال: هذا حديث حسن صحيح، أيضاً رواه البخاري ومسلم في صحيحيهما. أخرج الكنجي بسنده عن ابن عمر قال: قال النبي ﷺ: يخرج المهدي من قرية يقال لها كرعة، وعلى رأس المهدي ملك ينادي: ألا إن هذا المهدي فاتبعوه. هذا حديث حسن، أيضاً رواه أبو نعيم والطبراني وغيرهما. وفي كتاب الفتن للحافظ نعيم بن حماد، بسنده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: منا الذي يصلي عيسى بن مريم خلفه. وفيه بسنده عن هشام بن محمد قال: المهدي الذي يؤم عيسى بن مريم عليهما السلام. وفي كتاب فضل الكوفة لمحمد بن علي العلوي، بسنده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يملك المهدي أمر الناس سبعاً أو عشراً، أسعد الناس به أهل الكوفة.

الباب التاسع والسبعون

في ذكر ولادة القائم المهدي (ع) وزايجة ولادته وزايجة عيسى (ع)

وفي كتاب الغيبة للشيخ محمد بن علي بن الحسين قدس سره، عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى الكاظم رضي الله عنهم قال: حدثتني حكيمة بنت الإمام محمد التقي الجواد: بعث إليّ الإمام أبو محمد الحسن العسكري فقال: يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا، فإنها ليلة النصف من شعبان، فإن الله تبارك وتعالى يظهر في هذه الليلة حجته في أرضه. قالت: فاستقمت ونمت، ثم قمت وقت السحر، وقرأ الٓمٓ السجدة ويسٓ، فاضطربت نرجس فكشف الثوب عنها، فإذا به المولود ساجداً، فنادىٰ أبو محمد: هلمي إلى ابني يا عمة! فجئت به إليه فوضع قدميه على صدره، وأدخل لسانه في فيه، وأمرّ يده على عينيه وأُذنيه ومفاصله، ثم قال: تكلم يا بني فقال: أشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً رسول الله ﷺ. ثم صلّى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن صلّى على أبيه، ثم قال أبو محمد: يا عمة، اذهبي به إلى أُمه يسلّم عليها، وإيتيني به. فذهبت به فسلم على أُمه، ثم رددته فوضعته

الفتح الربانى
و
الفيض الرحمانى
تأليف
سيدى عبد القادر الجيلانى
(٤٧٠ - ٥٦٠ هـ)
Bibliotheca Alexandrina
0123269
دار الريان للتراث

هذا قول أميرنا ورئيسنا وكبيرنا وقائدنا وسفيرنا وشفيعنا ، مقدم النبيين والمرسلين الصديقين من زمان آدم عليه السلام إلى يوم القيامة ، قد نفى كمال الإيمان عمن لا يحب لأخيه المسلم مثل ما يحب لنفسه . إذا أحببت لنفسك أطايب الأطعمة وأحسن الكسوة وأطيب المنازل وأحسن الوجوه وكثرة الأموال وأحببت لأخيك المسلم بالضد من ذلك فقد كذبت في دعواك كمال الإيمان ، يا قليل التدبير لك جار فقير ، ولك أهل فقراء ولك مال عليه زكاة ، ولك ربح كل يوم ربح فوق ربح ، ومعك قدر يزيد على قدر حاجتك إليه ، فمنعك لهم عن العطاء هو الرضا بما هم فيه من الفقر ولكن إذا كان نفسك وهواك وشيطانك وراءك فلا جرم لا يسهل عليك فعل الخير معك قوة حرص وكثرة أمل وحب الدنيا وقلة تقوى وإيمان ، أنت مشرك بك وبمالك وبالخلق وما عندك خير ، من كثرت رغبته في الدنيا واشتد حرصه عليها ونسي الموت ولقاء الحق عز وجل ولم يفرق بين الحلال والحرام فقد تشبه بالكفار الذين قالوا :

(ما هِيَ إلاَّ حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نمُوتُ وَنَحْيَـا وَمَا يُهْلِكُنَا إلاَّ الدَّهْرُ) .

كأنك واحد منهم ولكن قد تحليت بالإسلام وقد حقنت دمك بالشهادتين ، ووافقت المسلمين في الصلاة والصيام عادة لا عبادة ؛ تظهر للناس أنك تقي وقلبك فاجر وما ينفعك ذلك .

(يا قوم) إيش ينفعكم الجوع والعطش بالنهار والإفطار على الحرام بالليل ، تصومون بالنهار وتعصون بالليل ، يا أكلة الحرام أنتم تمنعون نفوسكم شرب الماء بالنهار ثم تفطرون على دماء المسلمين ، ومنكم من يصوم بالنهار ويفسق بالليل ، عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم أنه قال :

« لاَ تُخْذَلُ أُمَّتي مَا عَظَّمُوا شَهْرَ رَمَضَان » .

تعظيمه التقوى فيه وأن تصومه لوجه الله مع حفظ حدود الشرع

(يا غلام) صم وإذا أفطرت واس الفقراء بشيء من إفطارك ، لا

الكليات

معجم في المصطلحات والفروق اللغوية

لأبي البقاء أيوب بن موسى الحسيني الكفوي
ت: ١٠٩٤هـ = ١٦٨٣م

قابله على نسخة خطية وأعده للطبع ووضع فهارسه

د. عدنان درويش — محمد المصري

مؤسسة الرسالة
ناشرون

معـد بن عـدنـان. ﷺ إلى هنـا انتهى النسب الصحيح، ولا نبي من ولد إسماعيل عليه الصلاة والسلام إلا نبينا سيدنا ومولانا محمـد ﷺ. وفي نسخة توراة السبعين التي اتفق عليها سبعون حبراً من أحبارهم وهو في أيـدي النصارى أن سيـدنـا موسى عليه الصلاة والسلام سأل الله تبارك وتعالى أنه هل يكون بعدي نبي لبني إسرائيل؟ فقال تبارك وتعـالى: إني مقيم لهم نبياً من بني إخـوتهم إلى آخره. والمراد سيدنا ومولانا محمـد ﷺ دون من جاء بعد سيـدنا عليـه الصلاة والسـلام من الأنبياء لقوله من بني إخوتهم، إذ الضمير لبني إسرائيل، وهذا لنبي ليس من بني إسرائيـل وإضافـة الشيء إلى نفســه غيـر واجبـة فيجب الحمـل على بني الأعمـام فإطـلاق الإخـوة على بني الأعمـام على طريق التجوز لكـونهم جميعاً أولاد إنسـان واحد، وقد أرسلهم الله تبارك وتعالى بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركـون. وأيده بالمعجزات الظاهرة والبـراهين الباهـرة، انشق له القمــر، وسلم عليـه الحجــر، وكلّمــه الـذراع المسموم، وانهلت بدعوته الغيوم، وكلمه البعير، وطاب بريقه البئر، وردت الحـدق لمسته، وردّت الغنم العجفاء مسحته، ونبع الماء من بين أصابعه انفجاراً، ونزلت لنصـرته المـلائكة جهـاراً، ومن أكبرها سور القرآن، ولكن لا ينكشف وجه الإعجاز فيها إلا لريان من أهل العـرفان، جعـل فيه مـورد الإلهـام، ولسـانـه مصـدر الأحكـام لا ينـطق عن الهوى، ولا يأمر إلا بالتقـوى، ونسخ بـدينه سـائر الملل والأديان، ﷺ وعلى آله وأصحابه ما رنحت ريح الصبا عذبات البان، وطلوع ذلك البدر المنير اللطيف، وتشرف العالم بيمن مقـدمه الشـريف، كـان في مكة في المسجـد المشهـور يـوم الاثنين حين طلع الفجر في عاشر ربيع الأول لثمان خلت منه في العشرين من نيسان بعد الفيل بخمسين يوماً في عهد كسرى أنو شروان، وقد توفي أبوه بالمدينة حين تم لأمـه آمنة من حملهـا شهران. ولمـا بلغ ست سنين توفيت أمه آمنة بين مكة والمدينة، ولما بلغ ثماني سنين توفي عبد المطلب، ولما أتمت له أربعون سنة بعثـه الله، تبارك وتعـالى، وذلك في اليوم الاثنين لثماني عشرة ليلة خلت من رمضان، ولما أتت له ثلاث وخمسـون سنة هاجر إلى المدينة وأقام بها بعد الهجرة عشـر سنين بلا خـلاف، ثم مرض يوم الأربعاء لثلاثين من صفر، ثم انتقل يوم الاثنين لليلتين خلتـا من ربيع الأول بعـدمـا زالت الشمس، ودفن ليلة الأربعـاء في حجـرة عـائشـة رضي الله عنها][1].

فصل النون

[النِّكاح]: كل نِكـاح في القرآن فهـو التزوج إلا ﴿إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾[2] فإن المراد الحُلُم.

[النَّبأ]: كل نبأ في القرآن فهو الخبر إلا ﴿فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الأَنْبَاءُ﴾[3] فإن المراد الحجج.
والنبـأ والأنباء لم يـردا في القرآن إلا لمـا له وقـعٌ وشأن عظيم.

---

(1) ما بين المعقوفين من: خ.
(2) النساء: ٦.
(3) القصص: ٦٦.

أقرب الموارد

في فصح العربية والشوارد

الجزء الثاني

تأليف

الفقير اليه تعالى سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

عُفي عنه

منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي

قم - ايران ١٤٠٣هق

و– الدمعَ عن خدّي باصبعي : مسحتــهُ كقولهِ ،، اذا ما التقينا سال من عبراتنا : شآبيبُ نَنْأى سيلَها بالاصابعِ ،،

(ناءى) عنهُ الشرَّ مُناآةً : دافع عنهُ و– زيدًا : باعدهُ

(أنآهُ) عنهُ إناءً : ابعدهُ و– الخيمةَ : عمل لها نؤيًا و– النؤيَ : عملهُ

(تناءوا) عنهُ تَناثيًا : تباعدوا

(إنتأى) عنهُ انتِئاءً : ابتعد تقول أنأتهُ فانتأى و– النؤيَ : عملهُ

(النَّأْيُ والنُّؤْيُ والنِّئْيُ والنُّؤَى) الحفير حول الخباء او الخيمة يمنع السيل ج آناء بتقديم الهمزة وقلبها الفًا كآبار وآناء ونُؤِيٌّ ونِئِيٌّ ،والناي سيُذكَر في ن ي ي

(المُنتأى) الموضع البعيد و– النُّؤْيُ

* نَبَأَ * الشيءُ ع نَبْأً ونُبُوءًا : ارتفع و– على القوم : طلع عليهم و– من ارض الى ارض : خرج

(نبأ نَبْأً) صات خفيًّا او هو صوت الكلاب مثل النَّبْح

(نبأت بهِ الارضُ) جاءت بهِ يقال ،، ان الحتوفَ ينبأنَ بالمرء في كل وادٍ ،،

(نَبَأَ) تجافى وتباعد تقول نبأ بصري وسمعي عن كذا اذا لم يوافقك وكرهتهُ وهو لغة في نبا ينبو من الناقص

(نبَّأهُ) الخبرَ و– بالخبر تَنْبِئَةً وتَنْبِيئًا خبَّرهُ ويقال نبَّأت زيدًا عمرًا منطلقًا اي اعلمتهُ

(نابأهُ) منابأةً : انبأ كلٌّ منهما صاحبهُ و– القومَ : ترك جوارهم وتباعد منهم

(أنبأهُ) الخبرَ و– بالخبر إنباءً : مثل نبّأهُ و– فلانًا : دفعهُ عنهُ واخرجهُ من ارضٍ الى ارض

(رمى السهمَ فأنبأ) اي لم يشرم ولم يخدش او لم ينفذ او هي لغة في انبى من الناقص ويقال انبيتهُ بابدال الهمزة ياء وسيُذكَر في ترجمة ن ب ي

(تَنَبَّأَ) تنبوءًا : ادّعى النبوة و– تكلم بالنبوّة

(إستَنْبَأَ) النبأَ : بحث عنهُ و– الرجلَ : استخبرهُ ويقال ،، استُنْبِئَ فلانٌ ،،

(النابِئُ) اسم فاعل و– المكان المرتفع المحدودب

(سَيْل نابِئٌ) اي جاء من بلد آخر وكذلك رجل نابئٌ كقولهِ ،، ولكن قذاها كلُّ اشعث نابئ ،، وفي الاساس ،، رجلٌ نابئٌ وسيلٌ نابئٌ طارئٌ من حيث لا يُدرَى

(هل عندكم نابِئَةُ خبر) مثل هل عندكم مغرّبة خبر وجائبة خبرٍ

(النَّبَأُ) محرّكة : الخبر يقال ،، آتاني نبأ من الأنباء ،، وقال في الكلّيات ،، النبأُ والانباء لم يردا في القرآن الّا لما لهُ وقع وشأنٌ عظيم ،، ج أنباء

(النَّبْأَة) الصوت الخفيُّ وفي الاساس ،، سمعت نبأةً اي صوتًا ،، وقيل صوت الكلاب

(النُّبُوءَة) اسم من النبيء وهي الاخبار عن الله ويقال النبوّة بالقلب والادغام وتصغيرها نُبَيِّئَة يقال ،، مُسَيلمة نُبَيِّئَة سوءٍ ،، والتصغير للتحقير

(النَّبِيءُ) المخبر عن الله والابدال والادغام لغة فاشية وهي المختارة وقُرِئَ بها في السبعة ج أنبياء وأنباء ونَبِيئون ونُبَاء كقولهِ ،، يا خاتم النُّبآءِ انك مُرسَلٌ ،، وهي نَبِيئَة ج نَبِيئات

(النَّبِيءُ) ايضًا : الطريق الواضح و– المكان المرتفع المحدودب

(النَّبِيءُ) ايضًا : الخارج من مكان الى مكانٍ فعيل بمعنى فاعل وقيل المُخرَج فيكون فعيلًا بمعنى مفعول وتصغير النبيء نُبَيِّئٌ والنَّبيّ نُبَيٌّ والنسبة نَبَوِيٌّ قيل النَّبِيءُ ماخوذ من النبإ لانبائهِ عن الله فهو فعيل بمعنى فاعل مهموز اللام وقيل من النبوّ بمعنى الارتفاع فهو فَعِيل بمعنى مفعول غير مهموز وقيل من النبيء وهو الطريق الواضح سُمّي بهِ لانهُ طريق الى الله

(الأنبا) الاب المُرشِد اعجمية (نصرانيّة)

(المُتنبّيء) لقب ابي الطيب صاحب الديوان المشهور لانهُ ادّعى النبوّة

* نَبَّ * التيسُ خاصّةً ض نَبًّا ونَبِيبًا ونَبابًا : صاح عند الهياج قال عمر ،، ليكلمني بعضكم ولا تَنبّوا عندي نَبيب التيوس ،، اي لا تضجّوا و– عتودُ فلان : تكبّر وتعظّم ومنهُ ،، وكنّا اذا الجبّار نبَّ عتودُهُ ،،

(نَبَّبَ)النباتُ تنبيبًا : صارت لهُ انابيب ونبّبت النخلة كذلك ويقال نَبّبَ الشرّ

(أنبّهُ) طولُ العُزبة : حملهُ على طلب الزواج

(تَنبّبَ) الماء : تسيّل

(النَّبّة) المرّة و– الرائحة الكريهة

(الأُنْبُب) الأنبوب ولعلّهُ مقصور منهُ

(الأُنْبُوب) ما بين الكعبين من القصب والرمح و– من النبات : ما بين عقدتيهِ ويستعار لكل اجوف مستدير كالقصب ومنهُ انبوب الماء لقناتهِ ج أنابيب و– الطريقة في الجبل (هذليّة) و– السطر من الشجر يقال ،، لهُ انبوبٌ من نخل وغيرهِ ،، اي سطر و– الارض المشرفة اذا كانت رقيقة مرتفعة و– الطريق يقال ،، الزمَ الانبوبَ وهو الطريق ،،

(شرب من أُنبوبِ الكوز) اي من قصبتهِ

(أنابيب الرئة) مخارج النفَس منها

(الأُنْبُوبَة) الأُنبوب وهي اخصُّ منهُ وفي الصحاح ،، الأُنبوبة ما بين كل عقدتين من القصب وهي أفعُولة والجمع أنبوبٌ وأنابيب ،،

* نَبْنَبَ * صاح عند الهياج و– طوّل عملهُ في تحسين

* نَبَتَ * الارضُ ن نَبْتًا ونَباتًا : صارت ذات نبات و– البقلُ : نشأ وخرج من الارض و– ثديُ الجارية نُبُوتًا : نَهَدَ و– الانسانُ نَباتًا ونبتةً : نمى شبابهُ

(نَبَت فلانٌ في مَنْبت صدقٍ) اي كان سليل قوم معروفين بالصدق

(ألم يَنْبت حلم فلانٍ بعدُ) اي ألم يظهر

(نبّت) الصبيَّ : ربّاهُ و– الشجرَ : غرسهُ والحبَّ : زرعهُ يقال ،، نَبِّتْ أجلك بين عينيك ،، اي اغرسهُ

(أنبتت) الارضُ: اخرجت النبات و–

عربی اور اُردو کی جامع ترین لغت
المنجد
مرتب :
لوئیس معلوف
ترجمہ
مولانا عبدالحفیظ بلیاوی
تکمیل و نظر ثانی :
قاری عبدالستار
فاضل مدینہ یونیورسٹی
تقدیم :
محمد اسحاق بھٹی
مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

اِنْتَاش پیچھے ہونا اور دور ہونا الشَّیَٔ فُلَانًا
جلدی میں ڈالنا بغَنَمِہٖ بکریوں کے ساتھ
کوچ کرنا فُلَانًا بطی سمجھنا ہٗ اللّٰہُ برباد کرنا۔
النؤُوْش قوی غالب۔
النَئِیْش دور۔ کہا جاتا ہے "فَعَلَہٗ نَئِیْشًا"
اس نے اس کو اخیر میں کر دیا۔ "وَجَاءَ
نَئِیْشًا" وہ دیر سے آیا۔ "وَاتَّبعَہٗ نَئِیْشًا"
بولا جاتا ہے جبکہ پیچھے رہ جائے اور پھر ساتھ
چھوٹ جانے کے خوف سے جلدی سے پیچھا
کرے۔

نَافَ(ف) نَافًا فِی الْاَمْرِ کوشش کرنا۔
نَئِفَ(س) نَاْفًا و نَافًا مِنَ الشَّرَابِ:
آسودہ ہونا الرَّجُلُ نفرت کرنا الشَّیَٔ کھانا۔
نَالَ(ف) نَاْلًا و نَئِیْلًا و نَالَانًا الْفَرسُ
گھوڑے کا جھومتے ہوئے چلنا۔ صفت نَؤُوْلٌ.
الرَّجُلُ سر اُٹھا کر ہلاتے ہوئے چلنا فُلَانًا:
حسد کرنا۔

نَامَ(ض) نَئِیْمًا آہستہ آہستہ رونا۔
نَامَتِ الْقَوْسُ وَالْاَسَدُ والظَّبْیُ کمان
شیر۔ ہرن کا آواز کرنا۔
النَامَۃُ. نَامَ کا اسم مرۃ۔ نغمہ۔ آواز۔ کہا جاتا
ہے "اَسْکَتَ اللّٰہُ نَامَتَہٗ" اللہ اس کی آواز کو
خاموش کردے یعنی مار دے۔
نَاْنَاَ. نَاْنَاَۃً و تَنَاْنَاَ عَنِ الْاَمْرِ سُست
ہونا۔ عاجز ہونا۔ قاصر ہونا۔ صفت نَأنَا و نَاْنَاءُ
و نُؤْنُؤٌ یعنی عاجز۔ بزدل۔ نَاْنَاَ فُلَانًا اچھی
غذا دینا۔ ارادہ سے باز رکھنا۔
نَای یَنْای نَاْیًا فُلَانًا و نَای عَنْ فُلَانٍ:
دور ہونا۔ صفت نَاءٍ مؤنث نَائِیَۃٌ.
نَایٰ وانْایٰ و اِنْتَأی النُوْی لِلْخِیْمَۃِ:
خیمہ کے گرد چوبچہ کھودنا۔
ناءَ یٰ مناآۃً الرَّجُلَ دور کرنا الشَّرَّ عَنْ
فُلَانٍ مدافعت کرنا۔ ہٹانا۔
اَنْأی فُلَانًا عنہٗ دور کرنا۔
تناءَ ی تَنَائِیًا و اِنْتَأی اِنْتِئَاءً دور رہونا۔
النَأی والنُوْی والنِئی والنُؤی چوبچہ
خیمہ کے ارد گرد۔ ج آنَاء واَنْآءٌ و نُئِیٌّ و
نِئِیٌّ.
النَائِی دور۔
المُنْتَأی دور جگہ۔ خیمہ کے ارد گرد چوبچہ۔
النَای بانسری۔ ج نَایَات (دخیل)

نَبَّ(ض) نَبًّا و نَبِیْبًا و نُبَابًا التَیْسُ
خاصۃً بکرے کا جوش کے وقت بلبلانا۔
نَبَّبَ تَنْبِیْبًا النَبَاتُ پورے دار ہونا۔
تَنَبَّبَ المَاءُ پانی کا بہہ پڑنا۔
النَبَّۃُ اسم مرۃ۔ بدبو۔
الْاُنْبُوْب بانس یا نرکل وغیرہ کا پورا۔ ج
اَنَابِیْب ہر گول جوف دار کیلئے بھی استعارہ
کے طور پر بولا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے "شَرِبَ
مِنْ اُنْبُوْبِ الْکُوْزِ" اس نے کوزہ کی ٹونٹی
سے پیا۔ اُنْبُوْبُ المَاءِ نالی۔ اُنْبُوْبُ
الْکُوْزِ: کوزہ کی ٹونٹی۔ الْاُنْبُوْبُ مِنَ
الشَّجَرِ درختوں کی قطار۔ اَنَابِیْبُ الرِّئَۃِ:
پھیپھڑے سے سانس لینے کی نالیاں۔
الْاُنْبُب والْاُنْبُو بَۃ بانس یا نرکل کا پورا۔

نَبَاَ(ف) نَبْاً و نُبُوْئًا الشَّیُٔ بلند ہونا۔ دور
ہونا۔ کہا جاتا ہے "نَبَاَ سَمْعِیْ عَنْ کَذَا"
میرے کان نے فلاں بات سے نفرت کی عَلَی
الْقَوْمِ ظاہر ہونا۔ برآمد ہونا مِنْ اَرْضٍ اِلٰی
اَرْضٍ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف
نکلنا (نَبَاَ ف) نَبْاً آہستہ آواز نکالنا۔
نَبَّاَ تَنْبِئَۃً و تَنْبِیْئًا و اَنْبَاَ فُلَانًا الْخَبَرَ و
بِالْخَبَرِ خبر دینا۔ تم کہتے ہو نَبَّاْتُ زَیْدًا
عَمْرًوا خَارِجًا یعنی میں نے زید کو بتلایا کہ
عمرو خارج ہے۔ وَاَنْبَاَ فُلَانًا دفع کرنا۔ ایک
جگہ سے دوسری جگہ نکالنا۔
نَابَاْہُ مُنَابَأۃً ایک دوسرے کو خبر دینا۔ نَابَاَ
الْقَوْمُ دور ہونا۔ پڑوس چھوڑ دینا۔
تَنَبَّاَ تَنَبُّؤًا دعوی نبوت کرنا۔
اِسْتَنْبَاَ الرَّجُلَ خبر دریافت کرنا النَبَاَ خبر
کی تفتیش کرنا۔
النَبَاُ خبر ج اَنْبَاءٌ.
النَبْأۃُ آہستہ آواز یا کتے کی آواز۔
النُبُوْءَۃ والنُبُوۃ اللہ تعالٰی کے الہام سے
غیب کی بات بتانا۔ پیشین گوئی کرنا۔ خدا کی
طرف سے پیغامبری۔
النَبِیُٔ والنَبِیُّ اللہ تعالٰی کے الہام سے غیب
کی باتیں بتانے والا۔ آئندہ کی پیشین گوئی
کرنے والا۔ خدا کی طرف سے پیغامبر۔ نسبت
کیلئے نَبَوِیٌّ ج اَنْبِیَاء و نَبِیُّوْنَ و اَنْبَاء و
نُبَاء مؤنث نَبِیئَۃٌ ج نَبِیْئَات. النَبِیُّ واضح
راستہ۔ ٹیڑھی بلند جگہ۔ ایک جگہ سے دوسری
جگہ جانے والا نَبِیٌّ کی تصغیر نُبَیِّیٌٔ اور نَبِیّ
کی نُبَیٌّ.
النَابِی فا۔ ٹیڑھی بلند جگہ۔ رَجُلٌ نَابِیٌٔ و
سَیْلٌ نَابِیٌٔ ایسی جگہ سے آنے والا کہ معلوم
نہ ہو۔

نَبَتَ(ن) نَبْتًا و نَبَاتًا الْمَکَانُ سبزہ زار
ہونا البَقْلُ سبزی کا اگنا (نُبُوْتًا) ثَدْیُ
الْجَارِیَۃِ پستان کا ابھرنا۔
نَبُتَ(ن) نَبْتَۃً و نَبَاتًا الْاِنْسَانُ جوان
ہونا اور کہا جاتا ہے "نَبَتَ فُلَانٌ فِی مَنْبَتِ
صِدْقٍ" یعنی فلاں نے سچے لوگوں میں
پرورش پائی۔
اَنْبَتَ الْمَکَانُ سبزی والی ہونا البَقْلُ:
سبزی کا اگنا الغُلَامُ لڑکے کا جوان ہونا۔
اَنْبَتَ اللّٰہُ الْبَقْلَ: سبزی اگانا۔ صفت
مَنْبُوْت خلاف قیاس۔
نَبَّتَ الشَّجَرَ پودا لگانا الحَبَّ دانہ بونا
الصَّبِیَّ بچّے کی پرورش کرنا۔
تَنَبَّتَ الشَّیُٔ ظاہر ہونا۔
النَبْتُ مص۔ سبزی۔ ج نُبُوْت واحد نَبْتَۃٌ.
النَبَاتُ مص۔ زمین سے جو کچھ اگے (پودا یا
بیل یا گھاس) واحد نَبَاتَۃٌ ج نَبَاتَات واَنْبِتَۃ
علم النَبَاتِ وہ علم جس میں نباتات کی
حقیقت اور ان کے افعال و خواص سے بحث
ہو۔
النَبَاتِیّ ماہر علم نبات۔
النَابِت نئی اُگی ہوئی سبزی۔
النَابِتَۃ. النَابِت کا مؤنث۔ اولاد۔ چوپاؤں
کے بچّے۔ کہا جاتا ہے "اِنَّ بَنِیْ فُلَانٍ لَنَابِتَۃ

خیر المقال

فی

ترجمۃ المنقذ من الضلال

للامام الہمام ابی حامد محمدؐ غزالی رحمۃ اللہ علیہ

جس کو

مولوی سیّد ممتاز علی صاحب مترجم چیف کورٹ پنجاب لاہور

نے

زبان عربی سے ترجمہ کیا

مع

حواشی مفیدہ از مترجم

سنہ ۱۸۹۰ء

کے رنگوں اور شکلوں کا علم نہ ہوتا اور اُس کے روبرو اوّل ہی مرتبہ ان امور کا ذکر کیا جاتا تو وہ اُن کو ہرگز نہ سمجھتا اور اُن کا اقرار نہ کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت کے لئے یہ بات قریب الفہم کردی ہے کہ اُن کو

خواب خاصیت نبوت کا نمونہ ہے

خاصیت نبوت کا ایک نمونہ عطا فرمایا ہے۔ جو خواب ہے۔ کیونکہ سونیوالا آیندہ ہونے والی بات کو یا تو صریحاً معلوم کرلیتا ہے یا بصورت تمثیل جس کا انکشاف بعد ازاں بذریعہ تعبیر کے ہوجاتا ہے۔ اس بات کا اگر انسان کو خود تجربہ نہ ہوا ہوتا اور اُس کو یہ کہا جاتا کہ بعض انسان مردہ کی مانند بے ہوش ہوجاتے ہیں اور اُس کی قوت حس و شنوائی و بینائی زایل ہوجاتی ہے۔ پھر وہ غیب کا ادراک کرنے لگتے ہیں تو انسان ضرور اس بات کا انکار کرتا اور اُس کے محال ہونے پر دلیل قائم کرتا ہے اور یہ کہتا کہ قویٰ جتنی ہی اسباب ادراک ہیں پس جس شخص کو خود ان اسباب کی موجودگی و احضار کی حالت میں ایسی اشیاٗ کا ادراک نہیں ہوسکتا تو یہ بات زیادہ مناسب اور زیادہ صحیح ہے۔ کہ اُن قویٰ کے معطل ہونے کی حالت میں تو ہرگز ہی ادراک نہ ہو۔ مگر یہ ایک قسم کا قیاس ہے جس کی تردید وجود اور مشاہدہ سے ہوتی ہے۔ جس طرح عقل ایک حالت منجملہ حالات ہاء انسانی ہے جس میں ایسی نظر حاصل ہوتی ہے کہ اُس کے ذریعہ سے انواع معقولات نظر آنے لگتے ہیں۔ جن کی ادراک سے حواس بالکل بیکار ہیں۔ اسی طرح نبوت سے مراد ایک ایسی حالت ہے جس سے ایسی نظر نورانی حاصل ہوجاتی ہے کہ

اُس کے ذریعہ سے امور غیب اور وہ امور جن کو عقل ادراک نہیں کرسکتی ظاہر ہونے لگتے ہیں ۔

منکرین نبوت کے شبہات کا جواب

نبوت میں شک یا تو اُس کے امکان کی بابت پیدا ہوتا ہے ۔ یا اُس کے وجود وقوع کی نسبت یا اس امر کی نسبت کہ نبوت کسی شخص خاص کو حاصل ہے یا نہیں۔ اُس کے امکان کی دلیل تو یہ ہے کہ وہ موجود ہے ۔ اور اُس کے وجود کی دلیل یہ ہے کہ عالم میں ایسے معارف موجود ہیں جن کا عقل کے ذریعہ سے حاصل ہونا ناممکن ہے ۔ مثلاً علم طب و علم نجوم ۔ جو شخص ان علوم پر بحث کرتا

نبوت کا ثبوت اس عام اصول پر کہ الہام ایک ملکہ ہے جس کا تعلق کل علوم سے ہے

ہے ۔ وہ بالضرور یہ جانتا ہے کہ یہ علوم[1] الہام الٰہی اور توفیق منجانب اللہ کے سوا معلوم نہیں ہوسکتے اور تجربہ سے ان علوم کے حاصل کرنے کا کوئی راہ نظر نہیں آتا ۔ بعض احکام علم نجوم ایسے ہیں جن کا وقوع ہزار برس میں صرف ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے ۔ سو ایسے احکام تجربہ سے کیونکر حاصل ہوسکتے ہیں؟ اسی طرح پر خواص ادویہ کا حال ہے ۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ جن امور کا ادراک عقل سے نہیں ہو سکتا اُن کے ادراک کا ایک اَور طریق موجود ہونا ممکن ہے ۔ اور نبوت کے یہی معنے ہیں ۔ کیونکہ نبوت سے فقط ایسا ہی طریق ادراک مراد ہے ۔ بلکہ اس قسم کا ادراک جو مدرکات

[1] امام صاحب نے حقیقت نبوت کے باب میں جو کچھ لکھا ہے وہ اُن صحیح واقعات پر مبنی ہے جو تحقیق حالات نفس انسانی سے دریافت ہوئے ہیں۔ اگرچہ دنیا نے

المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
الجامعة الإسلامية بالمدينة النبوية
عمادة البحث العلمي
رقم: (٣١)

كتاب النبوات

الإمام العلامة شيخ الإسلام علم الأعلام
تقي الدين أبي العباس أحمد بن تيمية
المتوفى سنة ٧٢٨ هجرية

تحقيق
الدكتور عبد العزيز بن صالح الطويان
عضو هيئة التدريس بالجامعة الإسلامية
بالمدينة المنورة

الجزء الأول

أضواء السلف

وكذلك اسم النبي؛ يقال نبي الله؛ كما قال: ﴿ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَآءَ ٱللَّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴾[1]، وقيل لهم: ﴿ لَّا تَجْعَلُوا۟ دُعَآءَ ٱلرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ﴾[2]؛ فتقولون: يا محمد، بل قولوا: يا نبي الله، يا رسول الله.

معنى الرسول في اللغة

ورسول: فعول؛ بمعنى مفعول؛ [أي: مُرْسَل؛ فرسول الله: الذي أرسله الله؛ فكذلك نبي الله هو بمعنى مفعول][3]: أي: منبأ الله؛ الذي نبأه الله، وهذا أجود من أن يقال: إنه بمعنى فاعل؛ أي: منبئ؛ فإنه إذا نبأه الله فهو نبي [الله][4]؛ سواء أنبأ بذلك / غيره، أو لم ينبئه؛ فالذي صار به النبي نبيًا: أن ينبئه الله.

٣٦/ب

وهذا مما يبين ما امتاز به عن غيره؛ فإنه إذا كان الذي ينبئه الله؛ كما أن الرسول هو الذي يُرسله الله؛ فما نبأ الله حق، وصدق، ليس فيه كذب؛ لا خطأ، ولا عمدًا[5]؛ وما يوحيه الشيطان: هو من إيحائه، ليس من إنباء

---

(١) سورة البقرة، الآية: ٩١.

(٢) سورة النور، الآية: ٦٣.

(٣) ما بين المعقوفتين ملحق بهامش «خ».

(٤) ما بين المعقوفتين ملحق في «خ» بين السطرين.

(٥) وهذه مسألة لغوية يتطرق إليها شيخ الإسلام رحمه الله في تعريف اسم النبي: هل النبي فعيل بمعنى فاعل، أم فعيل بمعنى مفعول. وهي مسألة خلافية، ذهب فيها بعض العلماء إلى القول الأول؛ أي: أنه فعيل بمعنى فاعل.
انظر: «لسان العرب» لابن منظور: (١/ ١٦٢)، و«روح المعاني» للألوسي: (٩/ ٧٨-٧٩).
ورجح شيخ الإسلام رحمه الله أنه فعيل بمعنى مفعول، وعلل ذلك بأن النبي صار نبيًا؛ لأنه منبأ من الله، وهذا الذي امتاز به النبي عن غيره؛ فهو بمعنى مفعول: أي: نبأه الله؛ سواء نبأ غيره، أم لا.
=

الفرق بين الرسول والنبي

والمقصود هنا : الكلام على النبوة ؛ فالنبي هو الذي ينبئه الله ، وهو ينبئ بما أنبأ الله به ؛ فإن أُرسل مع ذلك إلى من خالف أمر الله ليبلغه رسالة من الله إليه ؛ فهو رسول ، وأما إذا كان إنما يعمل بالشريعة قبله ، ولم يُرسل هو إلى أحد [يبلغه][1] عن الله رسالة ؛ فهو نبي ، وليس برسول ؛ قال تعالى : ﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا تَمَنَّىٰٓ أَلْقَى ٱلشَّيْطَٰنُ فِىٓ أُمْنِيَّتِهِۦ ﴾[2] ، وقوله : ﴿ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ ﴾ ؛ فذكر إرسالا يعم النوعين وقد خص أحدهما بأنه رسول فإن هذا هو الرسول المطلق الذي أمره بتبليغ رسالته إلى من خالف الله ؛ كنوح .

أول رسول بعث إلى المشركين

وقد ثبت في «الصحيح» أنه[3] أول رسول بُعث إلى أهل الأرض[4] ،

= الشيطان» : ص١٩٨ ـ ١٩٩ ، و«مجموع الفتاوى» : (١١/ ٢٢٦ ـ ٢٢٩) ، (١٢/ ٣٩٩) ، و«شرح الأصفهانية» : (٢/ ٥٠٣ ـ ٥٠٧ ، ٦٣٤) ، و«درء تعارض العقل والنقل» : (٥/ ٣٥٦) ، و(١٠/ ٢٠٤ ـ ٢٠٥) ، و«منهاج السنة النبوية» : (٨/ ٢٢ ـ ٢٣) .

(١) في «خ» : (بلغه) . وما أثبت من «م» ، و«ط» .

(٢) سورة الحج ، الآية : ٥٢ .

(٣) يعني : نوح عليه السلام .

(٤) كما في حديث الشفاعة ، وفيه قوله ﷺ : «فيأتون نوحًا فيقولون : يا نوح أنت أول الرسل إلى الأرض . .» الحديث أخرجه البخاري : (٤/ ٣٩٢ ـ ٣٩٣) ، كتاب التوحيد ، باب : قول الله تعالى : ﴿وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة﴾ . ومسلم في «صحيحه» : (١/ ١٨٤ ـ ١٨٥) ، كتاب الإيمان ، باب : أدنى أهل الجنة منزلة فيها . وانظر كلام شيخ الإسلام في : «الرد على المنطقيين» : ص٣٧٠ ، و«دقائق التفسير» : (١/ ٤٣١) . وقال في تفسير آيات أشكلت (١/ ٢٣٢) : (إن نوحًا أول رسول بعث إلى المشركين) .

وقال الشيخ حافظ حكمي رحمه الله : (إن نوحًا أول الرسل والنبيين بعد الاختلاف ؛ قال الله تعالى لنبيه ﷺ : ﴿ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ﴾ [النساء ، الآية : ١٦٣] ؛ لأن أمته أول من اختلف ، وغير ، وبدل ، وكذب ؛ كما قال تعالى : ﴿ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَٱلْأَحْزَابُ مِنۢ بَعْدِهِمْ ﴾ [غافر ، الآية : ٥] ، وإلا فآدم قبله كان نبيًا رسولاً ، =

الفرق بين الرسول والنبي

فالأنبياء ينبئهم الله؛ فيُخبرهم بأمره، ونهيه، وخبره. وهم يُنبئون المؤمنين بهم ما أنبأهم الله به من الخبر، والأمر، والنهي. فإن أُرسلوا إلى كفار يدعونهم إلى توحيد الله، وعبادته وحده لا شريك له، ولا بُد أن يكذب الرسلَ قومٌ؛ قال تعالى: ﴿ كَذَٰلِكَ مَآ أَتَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُواْ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴾[1]، وقال: ﴿ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ﴾[2]؛ فإن الرسل تُرسَل إلى مخالفين؛ فيكذبهم بعضهم.

وقال: ﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا [يوحى][3] إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰٓ أَفَلَمْ يَسِيرُواْ فِى ٱلْأَرْضِ فَيَنظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ ٱلْءَاخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ ٱتَّقَوْاْ ۗ أَفَلَا [تَعْقِلُونَ][4] ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا ٱسْتَيْـَٔسَ ٱلرُّسُلُ وَظَنُّوٓاْ أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُواْ جَآءَهُمْ نَصْرُنَا [فَنُنْجِي][5] مَن نَّشَآءُ ۖ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُنَا عَنِ ٱلْقَوْمِ ٱلْمُجْرِمِينَ ﴾[6].

= القضاء كما قضيت. ففهمها الله سليمان). «تفسير الطبري»: (١٧/ ٥١ ـ ٥٢).

(١) سورة الذاريات، الآية: ٥٢.

(٢) سورة فصلت، الآية: ٤٣.

(٣) كذا في «خ»، و«م»، و«ط»: (يوحى)، وهي قراءة الأصل. وقرأ حفص عن عاصم: «نوحي» ـ بالنون وكسر الحاء.
انظر: «الغاية والقراءات العشر» للنيسابوري: ص١٨١، و«زاد المسير» لابن الجوزي: (٤/ ٢٩٥) و«الوافي في شرح الشاطبية في القراءات السبع» لعبد الفتاح القاضي: ص٢٩٧.

(٤) في «خ»: (يعقلون).

(٥) كذا في «خ»، و«م»، و«ط»: فننجي ـ بنونين؛ الأولى مضمومة والثانية ساكنة، والياء ساكنة ـ وهي قراءة ابن كثير، ونافع، وأبي عمرو، وحمزة، والكسائي، وقرأ حفص، وابن عامر، وأبو بكر ـ عن عاصم ـ ويعقوب: فنجي ـ بنون واحدة مضمومة، وتشديد الجيم، وياء مفتوحة. انظر: «الغاية في القراءات العشر» للنيسابوري: ص١٨١، و«زاد المسير» لابن الجوزي: (٤/ ٢٩٦). و«الوافي في شرح الشاطبية في القراءات العشر» لعبد الفتاح القاضي: ص٢٩٧.

(٦) سورة يوسف، الآيتان: ١٠٩ ـ ١١٠.

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ
نانوتوی مزیل الالتباس اور موضع اثر ابن عباس مسمی بہ

تحذیر الناس

از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

ختم نبوت اور فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
کے موضوع پر نہایت جامع و محققانہ کتاب

مع تکملہ

از حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ

ناشر

دارالاشاعت اردو بازار، کراچی ۱
فون ۲۱۳۷۶۸

ہیں ورنہ مدرک حقیقی اور عالم تحقیقی وہ عقل اور نفس ناطقہ ہی ہے اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ صلعم ہیں اور انبیاء باقی اور سواولیاء اور علماء گذشتہ و مستقبل اگر عالم ہیں تو بالعرض ہیں۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی اہل فہم جانتے ہیں کہ نبوت کمالات علمی میں سے ہے کمالات عملی میں ہیں۔ الغرض کمالات ذوی العقول کل دو کمالوں میں منحصر ہے ایک کمال علمی دوسرا کمال عملی اور بنا مدح کل انہیں دو باتوں پر ہے۔ چنانچہ کلام اللہ میں چار فرقوں کی تعریف کرتے ہیں نبیین اور صدیقین اور شہداء اور صالحین جنمیں سے انبیاء اور صدیقین کا کمال تو علمی ہے اور شہداء اور صالحین کا کمال عملی انبیاء کو تو منبع العلوم اور فاعل اور صدیقین کو مجمع العلوم اور قابل سمجھئے اور شہداء کو منبع العمل اور فاعل اور صالحین کو مجمع العمل اور قابل خیال فرمائیے۔ دلیل اس دعویٰ کی یہ ہے کہ انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔ اور اگر قوت عمل اور ہمت میں انبیاء امتیوں سے زیادہ بھی ہوں تو یہ معنے ہوئے کہ مقام شہادت اور وصف شہادت بھی ان کو حاصل ہے مگر کوئی ملقب ہوتا ہے* مرزا جان جاناں صاحبؒ شاہ غلام علی صاحبؒ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ چاروں صاحبؒ جامع بین الفقر والعلم تھے پر مرزا صاحبؒ اور شاہ غلام علی صاحبؒ تو فقیری میں مشہور ہوئے اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ علم میں وجہ اس کی یہی ہوئی کہ ان کے علم پر تو ان کی فقیری غالب تھی اور ان کی فقیری پر ان کا علم اگرچہ ان کے علم سے ان کا علم یا ان کی فقیری کم نہ ہو سو انبیاء میں سے علم عمل سے غالب ہوتا ہے اگرچہ ان کا عمل اور ہمت اور قوت اوروں کے عمل اور ہمت اور قوت سے غالب ہو۔ بہرحال علم میں انبیاء اوروں سے ممتاز ہوتے ہیں اور مصداق نبوت وہ کمال علمی ہی ہے جیسا کہ مصداق صدیقیت بھی وہ کمال علمی ہے چنانچہ لفظ نبأ و صدق بھی ماخذ اوصاف مذکورہ اس بات پر شاہد ہے نبأ خود خبر کو کہتے ہیں۔ جو اقسام علوم یا معلوم میں سے ہے اور

* تو اپنے اوصاف غالبہ کے ساتھ ملقب ہوتا ہے۔

صادق اور صاف علم میں سے پر نبوت اور صدیقیت میں وہی فرق فاعلیت اور قابلیت
جو آفتاب و آئینہ میں وقت تقابل معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حدیث مرفوع قولی
جس کا یہ مطلب ہے کہ جو میرے سینہ میں خدا نے ڈالا تھا میں نے ابوبکر کے
سینہ میں ڈال دیا۔ اس پر شاہد ہے مگر جیسے نبی کو نبی اس لیے کہتے ہیں کہ خبردار یا
خبردار کرنے والا ہوتا ہے صدیق کو صدیق اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عقل بجز
قول صادق قبول نہیں کرتی۔ قول صادق بے دلیل اس طرح قبول کر لیتا ہے جس
طرح مٹھائی کو معدہ اور قول باطل سے اس طرح گھبراتا ہے اور اس طرح اس کو رد
کرتا ہے جیسے مکھی کو معدہ رد کرتا ہے۔ یہی تھا کہ صدیق اکبر کو ایمان لانے کے لئے معجزہ
کی ضرورت نہ ہوئی علیٰ ہذا القیاس مصداق شہید بدلالت حدیث وہ شخص ہے جو اعلاء
کلمۃ اللہ اور ترقی دین کے لئے جان دینے کو تیار ہو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے جو کسی نے پوچھا کہ بعضے آدمی طمع مال میں لڑتے ہیں اور بعضے بوجہ عصبیت
یعنی بوجہ قرابت و حمیت قومی اور بعضے بغرض ناموری ان میں سے شہید کون ہوتا
ہے تو آپ نے فرمایا من قاتل لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا غرض شہادت اس
صورت میں عوارض ہمت اور قوت عملی میں سے ہوئی اور شہید اول درجہ کا آمر بالمعروف
اور ناہی عن المنکر ہوا اور اسی وجہ سے شاید شہید کو شہید کہتے ہیں یعنے بروز
قیامت وہ شاہد ہوگا۔ کہ فلانا شخص حکم خدا مان گیا تھا۔ اور فلانے نے نہیں مانا
کیونکہ اس بات کی اطلاع جیسے آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر کو ہو سکتی ہے اتنی
اوروں کو نہیں ہو سکتی اور اس کی گواہی اسباب میں ایسی سمجھئے جیسے کسی مقدمہ میں
سرکاری ملازمان کی گواہی چنانچہ اس امت کے حق میں یہ فرمانا۔ کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر اور ادھر یہ ارشاد وکذالک
جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس غور کیجئے تو اسی جانب مشیر ہے
غرض شہید سے فیض عمل ہوتا ہے یعنی بھلے عمل اوروں سے کراتا ہے۔ اور برے
عملوں سے روکتا ہے سو جو شخص اس سے مستفیض ہو وہ صالح ہے اور ظاہر ہے

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن
والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب
الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم
مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقى البروسوى
قدس سره العالى
المتوفى سنة ١١٣٧ه
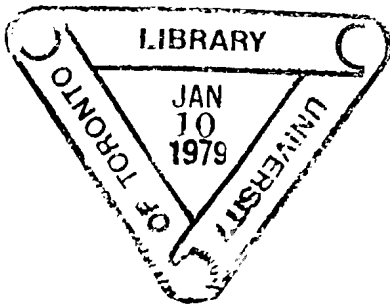
استانبول

١٩٢٦

قلت كان امم الانبياء يهلكون فى الدنيا اذا لم يؤمنوا بهم بعد المعجزات و نبينا عليه السلام بعث بالسيف ليرتدعوا به عن الكفر ولا يستأ صلوا و فى كونه عليه السلام نبى الحرب رحمة و منها الماحى و هو الذى محا الله به الكفر اوسيئات من اتبعه و منها الحاشر و هو الذى يحشر الناس على قدمه اى على اثره و يجوز أن يراد بقدمه عهده و زمانه فيكون المعنى ان الناس يحشرون فى عهده اى فى دعوته من غير أن تنسخ ولا تبدل و منها العاقب و هو الذى ليس بعده نبى لا مشرعا و لا متابعا اى قد عقب الانبياء فانقطعت النبوة قال عليه السلام يا على أنت منى بمنزلة هرون من موسى الا انه لا نبى بعدى اى بالنبوة العرفية بخلاف النبوة التحقيقية التى هى الانباء عن الله فانها باقية الى يوم القيامة الا انه لا يجوز أن يطلق على أهلها النبى لايهامه النبوة العرفية الحاصلة بمجيئ الوحى بواسطة جبرآئيل عليه السلام و منها الفاتح فان الله فتح به الاسلام ومنها الكاف قيل معناه الذى ارسل الى الناس كافة وليس هذا بصحيح لان كافة لا يتصرف منه فعل فيكون منه اسم فاعل و انما معناه الذى كف الناس عن المعاصى كذا فى التكملة ، يقول الفقير هذا اذا كان الكاف مشددا و اما اذا كان مخففا فيجوز أن يشاربه الى المعنى الاول كما قال تعالى يس اى ياسيد البشر و منها صاحب الساعة لانه بعث مع الساعة نذيرا للناس بين يدى عذاب شديد ومنها الرؤف والرحيم والشاهد والمبشر والسراج المنير و طه و يس والمزمل والمدثر و عبدالله وقثم اى الجامع للخير و منها ، ن ، اشارة الى اسم النور والناصر و منها المتوكل والمختار والمحمود والمصطفى و اذا اشتقت اسماؤه من صفاته كثرت جدا و منهـا الخاتم بفتح التاء اى احسن الانبيا خلقا و خلقا فكأنه جمال الانبياء كالخاتم الذى يتجمل به اى لما اتقنت به النبوة و كملت كان كالخاتم الذى يختم به الكتاب عند الفراغ منه و اما الخاتم بكسر التاء فمعناه انه آخر الانبياء فهو اسم فاعل من ختم و منها راكب الجمل سماه به شعيا النبى عليه السـلام فان قلت لم خص بركوب الجمل وقد كان يركب غيره كالفرس والحمار قلت كان عليه السلام من العرب لامن غيرهم كما قال احب العرب لثلاث لانى عربى والقرآن عربى ولســان اهل الجنـة عربى و الجمل مركب العرب مختص بهم لا ينسب الى غيرهم من الامم ولا يضاف لسواهم ومنها صاحب الهراوة سماه به سطيح الكاهن والهراوة بالكسر العصا فان قلت لم خص بالعصا وقد كان غيره من الانبياء يمسكها قلت العصا كثيرا ما تستعمل فى ضرب الابل وتخص بذلك كما قال به كثير فى صفة البعير

* ينوخ ثم يضرب بالهراوى * فلا عرف لديه و لا نكير *

فركوبه الجمل وكونه صاحب هراوة كناية عن كونه عربيا وقيل هى اشارة الى قوله فى الحديث فى صفة الحوض اذود الناس عنه بعصاى ومنها روح الحق سماه به عيسى عليه السلام فى الانجيل و سماه ايضا المنحنا بمعنى محمد ياخود آنكه خداى بفرستد اورا بعد ازمسيح ، وفى التكملة هو بالسريانية ومنها حياطى بالعبرانية وبر قليطس بالرومية بمعنى محمد وماذ ماذ بمعنى طيب طيب وفار قليطا مقصورا بمعنى احمد و روى فار قلبط بالباء و قيل معناه الذى

کتابِ مُقدّس

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

ہو۔ [۷] مگر میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ میرا یہاں سے رُخصت ہو جانا تمہارے حق میں بہتر ثابت ہوگا۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا لیکن اگر میں چلا جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ [۸] جب وہ مددگار آ جائے گا تو جہاں تک گناہ، راستبازی اور اِنصاف کا تعلق ہے وہ دنیا کو مُجرم قرار دے گا۔ [۹] گناہ کے بارے میں اِس لیے کہ لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ [۱۰] راستبازی کے بارے میں اِس لیے کہ میں واپس باپ کے پاس جا رہا ہُوں اور تُم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ [۱۱] اور اِنصاف کے بارے میں اِس لیے کہ اِس دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا جا چُکا ہے۔

[۱۲] مجھے تُم سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر ابھی تُم اُسے برداشت نہ کر پاؤ گے۔ [۱۳] لیکن جب وہ ''رُوحِ حق'' آئے گا تو وہ ساری سچّائی کی طرف تمہاری راہنمائی کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ تمہیں صرف وہی بتائے گا جو وہ سُنے گا اور مستقبل میں پیش آنے والی باتوں کی خبر دے گا۔ [۱۴] وہ میرا جلال ظاہر کرے گا کیونکہ وہ میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔ [۱۵] سب کچھ جو بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا کہ پاک رُوح میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔

[۱۶] تھوڑی دیر بعد تُم مجھے دیکھ نہ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے۔

غم اور خُوشی

[۱۷] اِس پر اُس کے بعض شاگرد آپس میں کہنے لگے کہ اُس کے یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد تُم مجھے نہ دیکھ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے اور یہ کہ میں باپ کے پاس جا رہا ہُوں۔ [۱۸] چنانچہ وہ ایک دُوسرے سے پُوچھتے رہے کہ ''تھوڑی دیر'' سے اُس کا کیا مطلب ہے؟ ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

[۱۹] یسُوع نے دیکھا کہ وہ اُس سے اِس بارے میں پُوچھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اُن سے کہا: کیا تُم آپس میں یہ پُوچھ رہے ہو کہ میرا مطلب کیا تھا جب میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے بعد تُم مجھے نہ دیکھ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے؟ [۲۰] میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ تُم روؤ گے اور ماتم کرو گے لیکن دنیا کے لوگ خُوشی منائیں گے۔ تُم غمگین تو ہو گے لیکن تمہارا غم خُوشی میں بدل جائے گا۔ [۲۱] جب کسی عورت کے بچّہ پیدا ہونے لگتا ہے تو وہ غمگین ہو جاتی ہے، اِس لیے کہ اُس کے دُکھ کی گھڑی آ پہنچی۔ لیکن جوں ہی بچّہ پیدا ہو جاتا ہے تو اِس خُوشی کے باعث کہ دنیا میں ایک اِنسان پیدا ہُوا ہے، وہ اپنا درد بھُول جاتی ہے۔ [۲۲] یہی حال تمہارا ہے۔ اب تُم غمگین ہو مگر میں تُم سے پھر ملوں گا۔ تب تُم خُوشی مناؤ گے اور تُم سے تمہاری خُوشی کوئی بھی چھین نہ سکے گا۔ [۲۳] اُس دِن تمہیں مجھ سے کوئی بھی سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ اگر تُم میرا نام لے کر باپ سے کچھ مانگو گے تو وہ تمہیں عطا فرمائے گا۔ [۲۴] تُم نے میرا نام لے کر اب تک کچھ نہیں مانگا۔ مانگو تو پاؤ گے اور تمہاری خُوشی پُوری ہو جائے گی۔

[۲۵] اگرچہ میں یہ باتیں تمہیں تمثیلوں کے ذریعہ بتاتا ہُوں مگر وقت آ رہا ہے کہ میں تمثیلوں سے کام نہیں لُوں گا بلکہ میں اپنے باپ کے بارے میں تُم سے صاف صاف باتیں کروں گا۔ [۲۶] اُس دِن تُم میرا نام لے کر مانگو گے اور میں وعدہ نہیں کرتا کہ میں تمہاری خاطر باپ سے سوال کروں گا۔ [۲۷] کیونکہ باپ تو خُود تُم سے محبّت رکھتا ہے اِس لیے کہ تُم نے مجھ سے محبّت رکھّی ہے اور تُم ایمان لائے ہو کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہُوں۔ [۲۸] میں باپ میں سے نکل کر دنیا میں آیا ہُوں۔ اب دنیا سے رُخصت ہو کر باپ کے پاس واپس جا رہا ہُوں۔

[۲۹] اِس پر یسُوع کے شاگردوں نے اُس سے کہا: اب تُو صاف صاف بات کر رہا ہے اور تمثیل سے کام نہیں لے رہا ہے۔ [۳۰] اب ہم جان گئے کہ تجھے سب کچھ معلوم ہے اور تُو اِس کا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پُوچھے۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے آیا ہے۔

[۳۱] یسُوع نے اُنہیں جواب دیا: اب تو تُم ایمان لے آئے۔ [۳۲] لیکن وہ وقت آ رہا ہے بلکہ آ پہنچا ہے کہ تُم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔ پھر بھی میں اکیلا نہیں ہُوں کیونکہ میرا باپ میرے ساتھ ہے۔

[۳۳] میں نے تمہیں یہ باتیں اِس لیے کہیں کہ تُم مجھ میں تسلّی پاؤ۔ تُم دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو مگر ہمّت سے کام لو۔ میں دنیا پر غالب آیا ہُوں۔

خداوند یسُوع کی دعا

۱۷ جب یسُوع یہ سب کہہ چُکا تو اُس نے آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر یہ دعا کی:

''اَے باپ! اب وقت آ گیا ہے، تُو اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تا کہ تیرا بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ [۲] چنانچہ تُو نے اُسے تمام اِنسانوں پر اختیار بخشا تا کہ وہ اُن سب کو جنہیں تُو نے اُسے دیا ہے ہمیشہ کی زندگی دے۔ [۳] ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ واحد

المسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد

ناشرون

فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا، وَلَا يَذْكُرْهَا لأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ».

٤/ ٤ ـ بابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ

٦٩٨٦ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ خيراً، لَقِيتُهُ بِالْيَمَامَةِ، عَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللهِ، والحُلمُ مِنَ الشَّيطانِ، فَإِذَا حَلَمَ فَلْيَتَعَوَّذْ مِنْهُ، وَلْيَبْصُقْ عَنْ شِمَالِهِ، فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ». وَعَنْ أَبِيهِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [طرفه في: ٣٢٩٢].

٦٩٨٧ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ». [مسلم: أوائل كتاب الرؤيا، رقم: ٢٢٦٤].

٦٩٨٨ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ المُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رُؤْيَا المُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ». رَوَاهُ ثَابِتٌ، وَحُمَيْدٌ، وَإِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، وَشُعَيْبٌ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [مسلم: أوائل كتاب الرؤيا، رقم: ٢٢٦٣]. [الحديث ٦٩٨٨ ـ طرفه في: ٧٠١٧].

٦٩٨٩ ـ حدثني إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْأً مِنَ النُّبُوَّةِ».

٥/ ٥ ـ بابُ المُبَشِّرَاتِ

٦٩٩٠ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا المُبَشِّرَاتُ». قَالُوا: وَمَا المُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: «الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ».

٦/ ٦ ـ بابُ رُؤْيَا يُوسُفَ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَٰٓأَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَٰجِدِينَ ﴿٤﴾ قَالَ يَٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰٓ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا۟ لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ ٱلشَّيْطَٰنَ لِلْإِنسَٰنِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥﴾ وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ ٱلْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكَ وَعَلَىٰٓ ءَالِ يَعْقُوبَ كَمَآ أَتَمَّهَا عَلَىٰٓ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦﴾﴾ [يوسف: ٤ ـ ٦]. وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿يَٰٓأَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُءْيَٰىَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّى حَقًّا ۖ وَقَدْ أَحْسَنَ بِىٓ إِذْ أَخْرَجَنِى مِنَ ٱلسِّجْنِ وَجَآءَ بِكُم مِّنَ ٱلْبَدْوِ مِنۢ بَعْدِ أَن نَّزَغَ ٱلشَّيْطَٰنُ بَيْنِى وَبَيْنَ إِخْوَتِىٓ ۚ إِنَّ رَبِّى لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ ۞ رَبِّ قَدْ ءَاتَيْتَنِى مِنَ ٱلْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِى مِن تَأْوِيلِ ٱلْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ أَنتَ وَلِىِّۦ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۖ تَوَفَّنِى مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِى بِٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٠١﴾﴾ [يوسف: ١٠٠ ـ ١٠١]. فاطِرٌ وَالبَدِيعُ وَالمُبْدِعُ وَالبَارِىءُ وَالخَالِقُ وَاحِدٌ. مِنَ البَدْءِ: بَادِئَةٍ.

٧/ ٧ ـ بابُ رُؤْيَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ ٱلسَّعْىَ قَالَ يَٰبُنَىَّ إِنِّىٓ أَرَىٰ فِى ٱلْمَنَامِ أَنِّىٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَٰدَيْنَٰهُ أَن يَٰٓإِبْرَٰهِيمُ ﴿١٠٤﴾ قَدْ صَدَّقْتَ ٱلرُّءْيَآ ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾﴾ [الصافات: ١٠٢ ـ ١٠٥]. قَالَ مُجَاهِدٌ: أَسْلَمَا: سَلَّمَا مَا أُمِرَا بِهِ، وَتَلَّهُ: وَضَعَ وَجْهَهُ بِالأَرْضِ.

٨/ ٨ ـ بابُ التَّوَاطُوءِ عَلى الرُّؤْيَا

٦٩٩١ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ: أَنَّ أُنَاساً أُرُوا لَيْلَةَ القَدْرِ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، وَأَنَّ أُنَاساً أُرُوا أَنَّهَا فِي العَشْرِ الأَوَاخِرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «التَمِسُوهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ». [طرفه في: ١١٥٨].

٩/ ٩ ـ بابُ رُؤْيَا أَهْلِ السُّجُونِ وَالفَسَادِ وَالشِّرْكِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَدَخَلَ مَعَهُ ٱلسِّجْنَ فَتَيَانِ ۖ قَالَ أَحَدُهُمَآ إِنِّىٓ أَرَىٰنِىٓ أَعْصِرُ خَمْرًا ۖ وَقَالَ ٱلْءَاخَرُ إِنِّىٓ أَرَىٰنِىٓ أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِى خُبْزًا تَأْكُلُ ٱلطَّيْرُ مِنْهُ ۖ نَبِّئْنَا بِتَأْوِيلِهِۦٓ ۖ إِنَّا نَرَىٰكَ مِنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٣٦﴾ قَالَ لَا يَأْتِيكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقَانِهِۦٓ إِلَّا نَبَّأْتُكُمَا بِتَأْوِيلِهِۦ قَبْلَ أَن يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِى رَبِّىٓ ۚ إِنِّى تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَٱتَّبَعْتُ مِلَّةَ ءَابَآءِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَآ أَن نُّشْرِكَ بِٱللَّهِ مِن شَىْءٍ ۚ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ ٱللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٨﴾

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

برواية أبي ذر الهروي
عن مشايخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني

للإمام الحافظ
أحمد بن علي بن حجر
العسقلاني
(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

الجزء الثاني عشر

تقديم وتحقيق وتعليق
عبد القادر شيبة الحمد
عضو هيئة التدريس بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية سابقاً
والمدرس بالمسجد النبوي الشريف

طبع على نفقة
صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبد العزيز آل سعود
النائب الثاني لرئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام
جعله الله في موازين حسناته وأمده بعونه

قوله (باب المبشرات) بكسر الشين المعجمة جمع مبشرة وهى البشرى ، وقد ورد فى قوله تعالى ﴿ لهم البشرى فى الحياة الدنيا ﴾ هى الرؤيا الصالحة ، أخرجه الترمذى وابن ماجه وصححه الحاكم من رواية أبى سلمة بن عبد الرحمن عن عبادة بن الصامت ورواته ثقات إلا أن أبا سلمة لم يسمعه من عبادة ، وأخرجه الترمذى أيضاً من وجه آخر عن أبى سلمة قال : « نبئت عن عبادة » وأخرجه أيضاً هو وأحمد وإسحق وأبو يعلى من طريق عطاء بن يسار عن رجل من أهل مصر عن عبادة ، وذكر ابن أبى حاتم عن أبيه أن هذا الرجل ليس بمعروف ، وأخرجه ابن مردويه من حديث ابن مسعود قال : « سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم » فذكر مثله ، وفى الباب عن جابر عند البزار وعن أبى هريرة عند الطبرى وعن عبد الله بن عمرو عند أبى يعلى .

قوله (لم يبق من النبوة إلا المبشرات) كذا ذكره باللفظ الدال على المضى تحقيقاً لوقوعه والمراد الاستقبال أى لا يبقى ، وقيل هو على ظاهره لأنه قال ذلك فى زمانه واللام فى النبوة للعهد والمراد نبوته ، والمعنى لم يبق بعد النبوة المختصة بى إلا المبشرات ، ثم فسرها بالرؤيا ، وصرح به فى حديث عائشة عند أحمد بلفظ « لم يبق بعدى » وقد جاء فى حديث ابن عباس أنه صلى الله عليه وسلم قال ذلك فى مرض موته أخرجه مسلم وأبو داود والنسائى من طريق إبراهيم بن عبد الله بن معبد عن أبيه عن ابن عباس « أن النبى صلى الله عليه وسلم كشف الستارة ورأسه معصوب فى مرضه الذى مات فيه والناس صفوف خلف أبى بكر فقال : يا أيها الناس إنه لم يبق من مبشرات النبوة إلا الرؤيا الصالحة يراها المسلم أو ترى له » الحديث ، وللنسائى من رواية زفر بن صعصعة عن أبى هريرة رفعه أنه « ليس يبقى بعدى من النبوة إلا الرؤيا الصالحة » وهذا يؤيد التأويل الأول ، وظاهر الاستثناء مع ما تقدم من أن الرؤيا جزء من أجزاء النبوة أن الرؤيا نبوة وليس كذلك لما تقدم أن المراد تشبيه أمر الرؤيا بالنبوة ، أو لأن جزء الشىء لا يستلزم ثبوت وصفه له كمن قال : أشهد أن لا إله إلا الله ، رافعاً صوته لا يسمى مؤذناً ولا يقال إنه أذن وإن كانت جزءاً من الأذان ، وكذا لو قرأ شيئاً من القرآن وهو قائم لا يسمى مصلياً وإن كانت القراءة جزءاً من الصلاة ، ويؤيده حديث أم كرز بضم الكاف وسكون الراء بعدها زاى الكعبية قالت : « سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول : ذهبت النبوة وبقيت المبشرات » أخرجه أحمد وابن ماجه وصححه ابن خزيمة وابن حبان ، ولأحمد عن عائشة مرفوعاً « لم يبق بعدى من المبشرات إلا الرؤيا » وله وللطبرانى من حديث حذيفة بن أسيد مرفوعاً « ذهبت النبوة وبقيت المبشرات » ولأبى يعلى من حديث أنس رفعه « إن الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا نبى ولا رسول بعدى ولكن بقيت المبشرات ، قالوا : وما المبشرات ؟ قال : رؤيا المسلمين جزء من أجزاء النبوة » قال المهلب ما حاصله : التعبير بالمبشرات خرج للأغلب ، فإن من الرؤيا ما تكون منذرة وهى صادقة يريها الله للمؤمن رفقاً به ليستعد لما يقع قبل وقوعه . وقال ابن التين : معنى الحديث أن الوحى ينقطع بموتى ولا يبقى ما يعلم منه ما سيكون إلا الرؤيا ، ويرد عليه الإلهام فإن فيه إخباراً بما سيكون ، وهو للأنبياء بالنسبة للوحى كالرؤيا ، ويقع لغير الأنبياء كما فى الحديث الماضى فى مناقب عمر « قد كان فيمن مضى من الأمم محدثون » وفسر المحدث بفتح الدال بالملهم بالفتح أيضاً ، وقد أخبر كثير من الأولياء عن أمور مغيبة فكانت كما أخبروا ، والجواب أن الحصر فى المنام لكونه يشمل آحاد المؤمنين بخلاف الإلهام فإنه مختص بالبعض ، ومع كونه مختصاً فإنه نادر ، فإنما ذكر المنام لشموله وكثرة وقوعه ، ويشير إلى ذلك قوله صلى الله عليه وسلم : « فإن يكن » وكان السر فى

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢ هـ.

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣ هـ.

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الأول

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

بالمنح المحمدية» ورتبته على عشرة مقاصد تسهيلاً للسالك والقاصد:

المقصد الأول:

في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام بسبق نبوته في سابق أزليته،

كان قد تعلّم القرءان والسنّة والأحكام قبل أن يقول ذلك (**بالمنح**) الكاملة (**المحمديّة) فأل**، للكمال، فالتعبير بها أولى بالمدح، فلا يرد أنه يوهم استيعابه جميعها هنا، ولا كذلك (**ورتبته**) أي: الكتاب، أي المقصود منه بالذات فلا ينافي أن الخطبة مقصودة والترتيب لغة جعل كل شيء في مرتبته، وعرفا جعل الأشياء الكثيرة بحيث يطلق عليها اسم الواحد، ويكون لبعض أجزائه نسبة إلى بعضها بالتقدم والتأخّر، والمراد ألفته مرتبًا فأل كونه مشتملاً (**على عشرة مقاصد**) جمع مقصد بالكسر، المقصود من مكان أو غيره، وبما ذكر لا يرد أن ترتيبه عليها يفيد أنه غيرها ضرورة أن المرتب على شيء يغاير ما رتّب عليه، (**تسهيلاً**) تليينًا (**للسالك والقاصد**) اسم فاعل، أي: الآتي، أي: الشارع في قراءة [هذا] الكتاب والطالب للوقوف عليه.

(**المقصد الأول في**) بيان (**تشريف اللّه تعالىٰ**) حال لازمة، أي: متعاليًا عمّا لا يليق بعلى جناب قدسه، قال العكبري: وهو تفاعل من علوّ القدر والمنزلة هنا، وأصل تفاعل لتعاطي الفعل كتخاشع، وكذا تفعل كتكبّر وهما في حقه تعالىٰ بمعنى التفرّد لا بمعنى التعالي، انتهى.

(**له عليه الصلاة والسلام**) أي: فيما يدلّ على شرفه من الأحاديث وغيرها، (**بسبق نبوّته**) أي: تقدّمها ولم يشتغل الأكثر بتعريف النبوّة والرسالة، بل بالنبيّ والرسول وقد عرّفها إمام الحرمين بأنها صفة كلاميّة هي قول اللّه تعالىٰ: هو رسولي، وتصديقه بالأمر الخارق، كما مر.

وقال الغزالي: النبوة عبارة عما يختصّ به النبيّ ويفارق به غيره، وهو يختص بأنواع من الخواص، أحدها: أنه يعرف حقائق الأمور المتعلقة باللّه وصفاته وملائكته والدار الآخرة، علمًا مخالفًا لعلم غيره، بكثرة المعلومات وزيادة الكشف والتحقيق، ثانيها: أن له في نفسه صفة، بها تتم الأفعال الخارقة للعادة، كما أن لنا صفة تتمّ بها الحركات المقرونة بإرادتنا وهي القدرة، ثالثها: أن له صفة بها يبصر الملائكة ويشاهدهم، كما أن للبصير صفة بها يفارق الأعمى، رابعها: أن له صفة بها يدرك ما سيكون في الغيب، فهذه كمالات وصفات ينقسم كل منها إلى أقسام، انتهى.

(**في سابق أزليّته**) قال في التوقيف الأزل: القدم، ليس له ابتداء ويطلق مجازًا على ما ال عمره، والأزل: استمرار الوجود في أزمنة مقدرة غير متناهية في جانب الماضي، كما إن بد استمراره كذلك في المآل، والأزلي ما ليس مسبوقًا بالقدم وللوجود ثلاثة لا رابع لها، أزلي

المقاصد الحسنة

في

بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة

تأليف

الإمام الحافظ الناقد المؤرخ شمس الدين أبي الخير محمد بن عبد الرحمن
السخاوى المتوفى سنة ٩٠٢ هجرية رحمه الله ورضى عنه

صححه وعلق حواشيه
عبد الله محمد الصديق
من علماء الأزهر والقرويين
ومتخصص فى علم الحديث والإسناد

قدمه وترجم للمؤلف
عبد الوهاب عبد اللطيف
الحائز للعالمية من درجة أستاذ
والمدرس بكلية الشريعة

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٧٠٠ — حديث : علامة الإذن التيسير (١)

٧٠١ — حديث : علقوا السوط حيث يراه أهل البيت ، فانه أدب لهم ، الطبرانى فى الكبير من حديث عيسى وعبد الصمد : ابنى على بن عبيد الله بن عباس عن أبيهما عن جدهما ابن عباس به ، ومن طريق داود بن على عن أبيه به بدون ، فانه أدب لهم ، زاد فى رواية : كى يرهب عنه الخادم . وهو من حديث داود عن البزار بلفظ : ضع السوط حيث يراه الخادم ، وقال لا نعلمه عن ابن عباس إلا بهذا الإسـ[illegible] من حديث ابن عباس ، وحديث ابن عباس عند البخارى فى الأدب المفرد بلفظ : علق سوطك حيث يراه أهلك ، وفيه ابن أبى ليلى وفيه ضعف ، وفى الباب عن ابن عمر عند أبى نعيم فى ترجمة الحسن بن صالح من الحلية من روايته عن عبد الله بن دينار عنه بلفظ الترجمة ، وعن جابر رفعه : رحم الله رجلا علق فى بيته سوطاً يؤدب به أهله ، وفى سنده عباد بن كثير وهو ضعيف .

٧٠٢ — حديث : علماء أمتى كأنبياء بنى إسرائيل ، قال شيخنا ومن قبله الدميرى والزركشى : إنه لا أصل له ، زاد بعضهم ولا يعرف فى كتاب معتبر [illegible] مضى فى : أكرموا حملة القرآن كاد حملة القرآن أن يكونوا أنبياء ، إلا أنهم لا يو[illegible] إليهم ، ولأبى نعيم فى فضل العالم العفيف بسند ضعيف عن ابن عبا[illegible] رفعه : أقرب الناس من درجة النبوة أهل العلم والجهاد .

٧٠٣ — حديث : العلماء ورثة الأنبياء ، أحمد وأبو داود والترمذى [illegible] عن أبى الدرداء به مرفوعا ، بزيادة : إن الأنبياء لم يورثوا ديناراً ولا درهما إ[illegible] العلم الحديث (٢) ، وصححه ابن حبان والحاكم وغيرهما [illegible] حمزة الكنانى [illegible] غيرهم بالاضطراب فى سنده ، لكن له شواهد يتقوى بها ، ولذا قال شيخنا له طرق يعرف بها أن للحديث أصلا انتهى ، ولفظ الترجمة عند الديلمى من حديث مح[illegible] بن مط[illegible] عن شريك عن أبى اسحق عن البراء بن عازب بزيادة : يحبهم أه[illegible] الحيتان فى البحر إذا ماتوا ، وكذا أورد لفظ [illegible] أنس بزيادة ، وإنما العالم من عمل بعلمه .

---

(١) لم يتكلم عليه وهو حكمة صوفية .

(٢) أكثر العامة يحملون الحديث على علماء العصر خطأ . والمراد بالعلماء المجتهدون العاملون بعلمهم ، وهذا غير متوفر الآن إلا نادراً .

المسمّى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس "وتحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

قالَ: حَدَّثَني عُقَيلٌ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ: أَخبَرَني سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ وَعُروَةُ بْنُ الزُّبَيرِ في رِجالٍ مِنْ أَهلِ العِلمِ: أَنَّ عائِشَةَ ﵂ قالَتْ: كانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ: «لَنْ يُقبَضَ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ». فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ ـ وَرَأسُهُ عَلَى فَخِذِي ـ غُشِيَ عَلَيهِ ساعَةً ثُمَّ أفاقَ، فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقفِ، ثُمَّ قالَ: «اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعلَى». قُلتُ: إِذاً لَا يَختارُنا، وَعَلِمتُ أَنَّهُ الحَدِيثُ الَّذِي كانَ يُحَدِّثُنا وَهُوَ صَحِيحٌ، قالَتْ: فَكانَتْ تِلكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِها: «اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الأَعلَى». [طرفه في: ٤٤٣٥].

٣٠/ ٣٠ ـ بابُ الدُّعاءِ بِالمَوتِ وَالحَياةِ

٦٣٤٩ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحيى، عَنْ إِسماعِيلَ، عَنْ قَيسٍ قالَ: أَتَيتُ خَبَّاباً وَقَدِ اكتَوَى سَبعاً قالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهانَا أَنْ نَدعُوَ بِالمَوتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، رقم: ٢٦٨١]. [طرفه في: ٥٦٧٢].

٦٣٥٠ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنا يَحيى، عَنْ إِسماعِيلَ قالَ: حَدَّثَني قَيسٌ قالَ: أَتَيتُ خَبَّاباً وَقَدِ اكتَوَى سَبعاً في بَطنِهِ، فَسَمِعتُهُ يَقُولُ: لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهانَا أَنْ نَدعُوَ بِالمَوتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [طرفه في: ٥٦٧٢].

٦٣٥١ ـ حدثنا ابنُ سَلَامٍ: أَخبَرَنا إِسماعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبدِ العَزِيزِ بْنِ صُهَيبٍ، عَنْ أَنَسٍ ﵁ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدٌ مِنكُمُ المَوتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّياً لِلمَوتِ فَلْيَقُلِ: اللَّهُمَّ أَحْيِني ما كانَتِ الحَياةُ خَيراً لِي، وَتَوَفَّني إِذا كانَتِ الوَفاةُ خَيراً لِي». [مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب كراهة تمني الموت لضر نزل به، رقم: ٢٦٨٠]. [طرفه في: ٥٦٧١].

٣١/ ٣١ ـ بابُ الدُّعاءِ لِلصِّبيانِ بِالبَرَكَةِ، وَمَسْحِ رُؤُوسِهِم

وَقالَ أَبُو مُوسَى: وُلِدَ لِي غُلَامٌ وَدَعا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالبَرَكَةِ.

٦٣٥٢ ـ حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنا حاتِمٌ، عَنِ الجَعدِ بْنِ عَبدِ الرَّحمٰنِ قالَ: سَمِعتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خالَتِي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقالَتْ: يا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ ابْنَ أُختِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأسِي وَدَعا لِي بِالبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبتُ مِنْ وَضُوئِهِ، ثُمَّ قُمتُ خَلفَ ظَهرِهِ، فَنَظَرتُ إِلَى خاتَمِهِ بَينَ كَتِفَيهِ، مِثلَ زِرِّ الحَجَلَةِ. [طرفه في: ١٩٠].

٦٣٥٣ ـ حدثنا عَبدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنا ابنُ وَهبٍ: حَدَّثَنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي عَقِيلٍ: أَنَّهُ كانَ يَخرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبدُ اللهِ بْنُ هِشامٍ مِنَ السُّوقِ، أَوْ: إِلَى السُّوقِ، فَيَشتَرِي الطَّعامَ، فَيَلقاهُ ابْنُ الزُّبَيرِ وَابْنُ عُمَرَ، فَيَقُولَانِ: أَشرِكْنا، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعا لَكَ بِالبَرَكَةِ. فَرُبَّما أَصابَ الرَّاحِلَةَ كَما هِيَ، فَيَبعَثُ بِها إِلَى المَنزِلِ. [طرفه في: ٢٥٠٢].

٦٣٥٤ ـ حدثنا عَبدُ العَزِيزِ بْنُ عَبدِ اللهِ: حَدَّثَنا إِبراهِيمُ بْنُ سَعدٍ، عَنْ صالِحِ بْنِ كَيسانَ، عَنِ ابنِ شِهابٍ قالَ: أَخبَرَني مَحمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ في وَجهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئرِهِم. [طرفه في: ٧٧].

٦٣٥٥ ـ حدثنا عَبدانُ: أَخبَرَنا عَبدُ اللهِ: أَخبَرَنا هِشامُ بْنُ عُروَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عائِشَةَ ﵂ قالَتْ: كانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤتَى بِالصِّبيانِ فَيَدعُو لَهُم، فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبالَ عَلَى ثَوبِهِ، فَدَعا بِماءٍ فَأَتبَعَهُ إِيَّاهُ، وَلَمْ يَغسِلهُ. [مسلم: كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، رقم: ٢٨٦]. [طرفه في: ٢٢٢].

٦٣٥٦ ـ حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخبَرَنا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهرِيِّ قالَ: أَخبَرَني عَبدُ اللهِ بْنُ ثَعلَبَةَ بْنِ صُعَيرٍ، وَكانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَنهُ: أَنَّهُ رَأَى سَعدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوتِرُ بِرَكعَةٍ. [طرفه في: ٤٣٠٠].

٣٢/ ٣٢ ـ بابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

٦٣٥٧ ـ حدثنا آدَمُ: حَدَّثَنا شُعبَةُ: حَدَّثَنا الحَكَمُ قالَ: سَمِعتُ عَبدَ الرَّحمٰنِ بْنَ أَبِي لَيلَى قالَ: لَقِيَنِي كَعبُ بْنُ عُجرَةَ فَقالَ: أَلَا أُهدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَينا، فَقُلنا: يا رَسُولَ اللهِ، قَدْ عَلِمنا كَيفَ نُسَلِّمُ عَلَيكَ، فَكَيفَ نُصَلِّي عَلَيكَ؟ قالَ: «فَقُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَما صَلَّيتَ عَلَى آلِ إِبراهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ. اللَّهُمَّ بارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَما بارَكتَ عَلَى آلِ إِبراهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ». [طرفه في: ٣٣٧٠].

٦٣٥٨ ـ حدثنا إِبراهِيمُ بْنُ حَمزَةَ: حَدَّثَنا ابنُ أَبِي حازِمٍ وَالدَّراوَردِيُّ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عَبدِ اللهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل البخاري

برواية أبي ذر الهروي
عن مشايخه الثلاثة السرخسي والمستملي والكشميهني

للإمام الحافظ
أحمد بن علي بن حجر
العسقلاني
(٧٧٣ - ٨٥٢ هـ)

الجزء السادس

تقديم وتحقيق وتعليق
عبد القادر شيبة الحمد
عضو هيئة التدريس بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية سابقاً
والمدرس بالمسجد النبوي الشريف

طبع على نفقة
صاحب السمو الملكي الأمير سلطان بن عبد العزيز آل سعود
النائب الثاني لرئيس مجلس الوزراء ووزير الدفاع والطيران والمفتش العام
جعله الله في موازين حسناته وأمده بعونه

يطرحُ خميصةً على وجهه، فإذا اغتمَّ كشفَها عن وَجهه فقالَ وهوَ كذلك: «لعنةُ اللهِ على اليهود والنصارى، اتَّخذوا قبورَ أنبيائهم مساجدَ، يُحذِّرُ ما صنعوا».

[٣٤٥٥] ٣٣٣٩- نا محمدُ بنُ بشارٍ قال نا محمدُ بنَ جعفر قال نا شعبةُ عن فُراتٍ القزازِ قال سمعتُ أباحازمٍ قالَ: قاعدتُ أباهريرةَ خمس سنينَ، فسمعتُهُ يحدِّثُ عنِ النبيِّ صلى اللهُ عليه قالَ: «كانت بنو إسرائيلَ تسوسُهُم الأنبياءُ، كلما هلكَ نبي خَلَفَه نبي، وإنَّهُ لا نبي بعدي، وسيكونُ خُلفاءُ فيكثرون. قالوا: فما تأمرُنا؟ قالَ: فُوا بيعة الأوَّلِ فالأول، أعطوهم حقَّهم، فإنَّ اللهَ سائلُهم عمَّا استرعاهم».

[٣٤٥٦] ٣٣٤٠- نا سعيدُ بنُ أبي مريم قال أنا أبوغسان قال ني زيدُ بنُ أسلمَ عن عطاء بن يسارٍ عن أبي سعيدٍ أنَّ النبيَّ صلى اللهُ عليه قالَ: «لتتَّبِعُنَّ سنَنَ من قبلكم شبراً بشبرٍ وذراعًا بذراع، حتى لو سلكوا جُحرَ ضبٍّ لسلكتموهُ». قلت: يا رسولَ اللهِ، اليهودَ والنصارى؟ قالَ النبيُّ صلى اللهُ عليه: «فمنْ؟».

[الحديث ٣٤٥٦- طرفه في: ٧٣٢٠].

[٣٤٥٧] ٣٣٤١- نا عمرانُ بن ميسرةَ قال نا عبدُالوارث قال نا خالدٌ عن أبي قلابةَ عن أنس قالَ: ذكروا النارَ والناقوسَ فذكروا اليهودَ والنصارى، فأُمرَ بلالٌ أن يشفعَ الأذان وأن يوترَ الإقامةَ.

[٣٤٥٨] ٣٣٤٢- نا محمدُ بنُ يوسفَ قال نا سفيانُ عنِ الأعمشِ عن أبي الضحى عن مسروق عن عائشةَ كانتْ تكْرَهُ أن يجعلَ يدهُ في خاصرتِه وتقولُ: إنَّ اليهودَ تفعله.

تابعهُ شعبةُ عن الأعمش.

[٣٤٥٩] ٣٣٤٣- نا قتيبةُ بنُ سعيدٍ قال نا الليثُ عن نافعٍ عن ابنِ عمرَ عن رسولِ اللهِ صلى اللهُ عليه قالَ: «إنَّما أجلُكم -في أجل من خلا منَ الأمَمِ- ما بينَ صلاة العصرِ إلى مغرب الشمس، وإنما مثلُكم ومثلُ اليهودِ والنصارى كرجلٍ استعملَ عمالاً فقالَ: من يعملُ لي إلى نصف النهارِ على قيراط قيراط؟ فعملت اليهودُ إلى نصفِ النهار على قيراط قيراط. ثمَّ قالَ: من يعملُ لي من نصفِ النهارِ إلى صلاة العصرِ على قيراطٍ قيراطٍ؟ فعملتْ النصارى من نصفِ النهارِ إلى صلاة العصرِ على قيراطٍ قيراطٍ. ثمَّ قالَ: من يعملُ لي من صلاةِ العصرِ إلى مغرب الشمسِ على

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

الـمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﵄ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُحْشَرُونَ حُفاةً عُراةً غُرْلاً، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤]. فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَىٰ إِبْرَاهِيمُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمالِ، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كما قالَ العَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴾». [المائدة: ١١٧، ١١٨].

قالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَبِيصَةَ قالَ: هُمُ الْمُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ ﵁. [طرفه في: ٣٣٤٩].

٤٩/ ٥٠ ـ باب نُزُولُ عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيهِمَا السَّلَامُ

٣٤٤٨ ـ حدثنا إِسْحاقُ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ﵁ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَما فِيهَا». ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ [النساء: ١٥٩]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

٣٤٤٩ ـ حدثنا ابْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ». تَابَعَهُ عُقَيلٌ وَالأَوْزَاعِيُّ. [مسلم: كتاب الإيمان، باب نزول عيسى بن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد ﷺ، رقم: ١٥٥]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

٥٠/ ٥١ ـ باب ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

٣٤٥٠ ـ حدثنا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قالَ: قالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا ما سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَاراً، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ ماءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ». [الحديث ٣٤٥٠ ـ طرفه في: ٧١٣٠].

٣٤٥١ ـ قالَ حُذَيفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ رَجُلاً كانَ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ المَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَل عَمِلتَ مِنْ خَيرٍ؟ قالَ: ما أَعْلَمُ، قِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قالَ: ما أَعْلَمُ شَيئاً غَيرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجازِيهِمْ، فَأُنْظِرُ المُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ المُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ». [طرفه في: ٢٠٧٧].

٣٤٥٢ ـ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ المَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ أَوْصَىٰ أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَباً كَثِيراً، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَاراً، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْماً رَاحاً فَاذْرُوهُ فِي الْيَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلتَ ذلِكَ؟ قالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

قالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ: «وَكَانَ نَبَّاشاً». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه، رقم: ٢٩٣٤، ٢٩٣٥]. [الحديث ٣٤٥٢ ـ طرفاه في: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

٣٤٥٣، ٣٤٥٤ ـ حدثني بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ ﵃ قالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهْوَ كَذلِكَ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى اليَهُودِ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». يُحَذِّرُ ما صَنَعُوا. [طرفه في: ٤٣٦، ٤٣٧].

٣٤٥٥ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ القَزَّازِ، قالَ: سَمِعْتُ أَبَا حازِمٍ، قالَ: قاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «كانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ». قالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: «فُوا

بِبَيعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعاهُمْ». [مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، رقم: ١٨٤٢].

٣٤٥٦ ـ حدثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْراً بِشِبْرٍ، وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ». قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، اليَهُودَ وَالنَّصارَى؟ قالَ: «فَمَنْ». [الحديث ٣٤٥٦ ـ طرفه في: ٧٣٢٠].

٣٤٥٧ ـ حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيسَرَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَارِثِ: حَدَّثَنَا خالِدٌ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ قالَ: ذَكَرُوا النَّارَ وَالنَّاقُوسَ، فَذَكَرُوا اليَهُودَ وَالنَّصارَى، فَأُمِرَ بِلالٌ: أَنْ يَشْفَعَ الأَذانَ، وَأَنْ يُوتِرَ الإِقامَةَ. [طرفه في: ٦٠٣].

٣٤٥٨ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحىٰ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عائِشَةَ ﷺ: كانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ في خاصِرَتِهِ، وَتَقُولُ: إِنَّ اليَهُودَ تَفعَلُهُ. تابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ.

٣٤٥٩ ـ حدثنا قُتَيبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيثٌ، عَنْ نافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَجَلُكُمْ في أَجَلِ مَنْ خَلَا مِنَ الأُمَمِ، ما بَينَ صَلَاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ اليَهُودِ وَالنَّصارَى، كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً، فَقالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، فَعَمِلَتِ اليَهُودُ إِلَى نِصْفِ النَّهارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ، ثُمَّ قالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهارِ إِلَى صَلَاةِ العَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصارَى من نِصْفِ النَّهارِ إِلَى صَلَاةِ العَصْرِ على قِيراطٍ قِيراطٍ، ثُمَّ قالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَينِ قِيرَاطَينِ؟ أَلَا، فَأَنْتُمُ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ العَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ، عَلَى قِيرَاطَينِ قِيرَاطَينِ، أَلَا لَكُمُ الأَجْرُ مَرَّتَينِ، فَغَضِبَتِ اليَهُودُ وَالنَّصارَى، فَقالُوا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً، وَأَقَلُّ عَطاءً، قالَ اللهُ: هَل ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيئاً؟ قالُوا: لَا، قالَ: فَإِنَّهُ فَضْلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ». [طرفه في: ٥٥٧].

٣٤٦٠ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفيانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ ﷺ يَقُولُ: قاتَلَ اللهُ فُلاناً، أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «لَعَنَ اللهُ اليَهُودَ، حُرِّمَتْ عَلَيهِمِ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَباعُوهَا». تابَعَهُ جابِرٌ، وَأَبُو هُرَيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفه في: ٢٢٢٣].

٣٤٦١ ـ حدثنا أَبُو عاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي كَبْشَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قالَ: «بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

٣٤٦٢ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قالَ: قالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «إِنَّ اليَهُودَ وَالنَّصارَى لَا يَصْبُغُونَ، فَخالِفُوهُمْ». [مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب مخالفة اليهود في الصبغ، رقم: ٢١٠٣]. [الحديث ٣٤٦١ ـ طرفه في: ٥٨٩٩].

٣٤٦٣ ـ حدثني مُحَمَّدٌ قالَ: حَدَّثَنِي حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الحَسَنِ: حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ في هذا المَسْجِدِ، وَمَا نَسِينَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وما نَخْشى أَنْ يَكُونَ جُنْدَبٌ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كانَ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِكِّيناً فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى ماتَ، قالَ اللهُ تَعالَى: بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفسِهِ، حَرَّمْتُ عَلَيهِ الجَنَّةَ». [طرفه في: ١٣٦٤].

٥١/ ٥١ ـ باب حَدِيثُ أَبْرَصَ وَأَعْمى وَأَقْرَعَ في بَنِي إِسْرَائِيلَ

٣٤٦٤ ـ حدثني أَحْمَدُ بْنُ إِسْحاقَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحاقُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجاءٍ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَى، بَدَا لِلَّهِ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيهِمْ مَلَكاً، فَأَتَى الأَبْرَصَ فَقالَ: أَيُّ شَيءٍ أَحَبُّ إِلَيكَ؟ قالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ، قالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ، فَأُعْطِيَ لَوْناً حَسَناً، وَجِلْداً حَسَناً، فَقالَ: أَيُّ المَالِ أَحَبُّ إِلَيكَ؟ قالَ: الإِبِلُ ـ أَوْ قالَ: البَقَرُ، هُوَ شَكَّ فِي ذلِكَ: إِنَّ الأَبْرَصَ وَالأَقْرَعَ: قالَ أَحَدُهُمَا الإِبِلُ، وَقالَ

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قالَ: أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ، بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ في مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، في مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثَى. يَعْنِي قَرْيَةً مِنَ البَحْرَيْنِ. [طرفه في: ٨٩٢].

٧٠/ ٧١ - بابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

٤٣٧٢ - حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قالَ: حَدَّثَني سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ خَيلاً قِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «ما عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ»؟ فَقَالَ: عِنْدِي خَيرٌ، يَا مُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلنِي تَقْتُل ذَا دَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ، تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ، فَسَلْ مِنْهُ ما شِئْتَ، حَتَّى كانَ الغَدُ، ثُمَّ قالَ لَهُ: «ما عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ»؟ قالَ: ما قُلتُ لَكَ. إِنْ تُنْعِمْ، تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كانَ بَعْدَ الغَدِ، فَقَالَ: «ما عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ»؟ فَقَالَ: عِنْدِي ما قُلتُ لَكَ، فَقَالَ: «أَطْلِقُوا ثُمَامَةَ». فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ، يَا مُحَمَّدُ، وَاللهِ ما كانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ، أَحَبَّ الوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللهِ ما كانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ. وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ البِلَادِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيلَكَ أَخَذَتْنِي، وَأَنَا أُرِيدُ العُمْرَةَ، فَمَاذَا تَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قالَ لَهُ قائِلٌ: صَبَوْتَ؟ قالَ: لَا، وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَلَا وَاللهِ، لَا يَأْتِيكُمْ مِنَ اليَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَا النَّبِيُّ ﷺ. [مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب ربط الأسير وحبسه...، رقم: ١٧٦٤]. [طرفه في: ٤٦٢].

٤٣٧٣ - حدّثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَينٍ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قالَ: قَدِمَ مُسَيلِمَةُ الكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَجَعَلَ يَقُولُ: إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا في بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِي يَدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قِطْعَةُ جَرِيدٍ، حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيلِمَةَ في أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: «لَوْ سَأَلْتَنِي هذهِ القِطْعَةَ ما أَعْطَيتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ ما رَأَيتُ، وَهذا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي». ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ. [طرفه في: ٣٦٢٠].

٤٣٧٤ - قالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ ما أُرِيتُ». فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «بَينَا أَنَا نَائِمٌ، رَأَيتُ في يَدَيَّ سِوَارَينِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا، فَأُوحِيَ إِلَيَّ في المَنَامِ: أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَينِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي». أَحَدُهُمَا العَنْسِيُّ، وَالآخَرُ مُسَيلِمَةُ. [طرفه في: ٣٦٢١].

٤٣٧٥ - حدّثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «بَينَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الأَرْضِ، فَوُضِعَ في كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الكَذَّابَينِ، اللَّذَينِ أَنَا بَينَهُمَا: صَاحِبَ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبَ اليَمَامَةِ». [مسلم: كتاب الرؤيا، باب رؤيا النبي ﷺ، رقم: ٢٢٧٤]. [طرفه في: ٣٦٢١].

٤٣٧٦ - حدّثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قالَ: سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيمُونٍ قالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ العُطَارِدِيَّ يَقُولُ: كُنَّا نَعْبُدُ الحَجَرَ، فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَراً هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَينَاهُ وَأَخَذْنَا الآخَرَ، فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَراً، جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ عَلَيهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ، فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلنَا: مُنَصِّلُ الأَسِنَّةِ، فَلَا نَدَعُ رُمْحاً فِيهِ حَدِيدَةٌ، وَلَا سَهْماً فِيهِ حَدِيدَةٌ، إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَينَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ.

٤٣٧٧ - وَسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ يَقُولُ: كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ ﷺ غُلَاماً، أَرْعَى الإِبِلَ عَلَى أَهْلِي، فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ، إِلَى مُسَيلِمَةَ الكَذَّابِ.

٧١/ ٧٢ - بابُ قِصَّةِ الأَسْوَدِ العَنْسِيِّ

٤٣٧٨ - حدّثنا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الجَرْمِيُّ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ عُبَيدَةَ بْنِ نَشِيطٍ، وَكانَ في مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ: أَنَّ عُبَيدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قالَ: بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيلِمَةَ الكَذَّابَ قَدِمَ المَدِينَةَ، فَنَزَلَ في دَارِ بِنْتِ الحَارِثِ، وَكانَ تَحْتَهُ بِنْتُ

سبيلهم حذو القذة بالقذة ، وغلب الشرك على أكثر النفوس ، لظهور الجهل وخفاء العلم ، وصار المعروف منكرًا والمنكر معروفًا ، والسنة بدعة والبدعة سنة ، وطمست الأعلام ، واشتدت غربة الإسلام ، وقلّ العلماء ، وغلب السفهاء ، وتفاقم الأمر ، واشتد البأس ، وظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ، ولكن لا تزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولأهل الشرك والبدع مجاهدين إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها وهو خير الوارثين . ا هـ ملخصًا .

قلت : فإذا كان هذا في القرن السابع وقبله ، فما بعده أعظم فسادًا كما هو الواقع .

قوله : « وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي » قال القرطبي : وقد جاء عددهم معينًا في حديث حذيفة قال : قال رسول الله ﷺ « يَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابون دَجَّالون سَبْعٌ وَعِشْرُون ، مِنْهُم أَرْبَعُ نِسوة » أخرجه أبو نعيم . وقال : هذا حديث غريب (٢٢٠) . انتهى .

وحديث ثوبان أصح من هذا .

قال القاضي عياض : عدّ من تنبأ من زمن رسول الله إلى الآن ممن اشتهر بذلك وعرف واتبعه جماعة على ضلالة . فوجد هذا العدد فيهم ، ومن طالع كتب الأخبار والتواريخ عرف صحة هذا .

---

٢٢٠ ـــ حسن :
أبو نعيم في الحلية (٤ / ١٧٩) وقال : غريب تفرد به معاذ بن هشام عن أبيه موجودًا في كتابه ا . هـ
وإسناده حسن .

وقال الحافظ : وقد ظهر مصداق ذلك في زمن رسول ﷺ ، فخرج مسيلمة الكذاب باليمامة ، والأسود العنسي باليمن ، وفي خلافة أبي بكر : طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة ، وسَجاح في بني تميم ، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي ﷺ ، وقتل مسيلمة في خلافة أبي بكر رضي الله عنه ، قتله وَحْشي قاتل حمزة يوم أُحد ، وشاركه في قتل مسيلمة يوم اليمامة رجل من الأنصار ، وتاب طليحة ومات على الإسلام في زمن عمر رضي الله عنه ، ونقل أن سجاح تابت أيضًا . ثم خرج المختار ابن أبي عبيد الثقفي وغلب على الكوفة في أول خلافة ابن الزبير . وأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين ، فتتبعهم فقتل كثيرًا ممن باشر ذلك ، وأعان عليه ، فأحبه الناس ، ثم ادعى النبوة وزعم أن جبريل عليه السلام يأتيه . ومنهم الحارث الكذاب ، خرج في خلافة عبد الملك بن مروان فقتل . وخرج في خلافة بني العباس جماعة .

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقًا . فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم تنشأ دعوته عن جنون أو سوداء . وإنما المراد من قامت له شوكة وبدا له شبهة كمن وصفنا . وقد أهلك الله تعالى من وقع له منهم ذلك وبقي منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر .

قوله : « وأنا خاتم النبيين » قال الحسن : الخاتم : الذي ختم به ، يعني أنه آخر النبيين . كما قال تعالى : ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم وَلَكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [الأحزاب : ٤٠] وإنما ينزل عيسى بن مريم في آخر الزمان حاكمًا بشريعة محمد ﷺ مصليًا إلى قبلته . فهو كأحد أمته ، بل هو أفضل هذه الأمة . قال النبي ﷺ : « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلن فِيكم

بالمنح المحمدية

تأليف

العلامة أحمد بن محمد القسطلاني
(٨٥١ - ٩٢٣هـ)

الجزء الثالث

تحقيق

صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

فمن تشريف الله تعالى له ﷺ ختم الأنبياء والمرسلين به، وإكمال الدين الحنيف له، وقد أخبر الله في كتابه، ورسوله في السنة المتواترة عنه، أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب أفاك دجال ضال مضل، ولو تحذق وتشعبذ، وأتى بأنواع السحر والطلاسم والنيرنجيات[1]، فكلها محال وضلالة عند أولي الألباب.

ولا يقدح في هذا نزول عيسى بن مريم عليه السلام بعده، لأنه إذا نزل كان على دين نبينا ﷺ ومنهاجه، مع أن المراد: أنه آخر من نبئ.

قال أبو حيان: ومن ذهب إلى أن النبوة مكتسبة لا تنقطع، أو إلى أن الولي أفضل من النبي فهو زنديق يجب قتله والله أعلم.

(١) قال في القاموس: النيرنج: أخذ كالسحر وليس به [م].

انما انا قاسم واللہ یعطی

الحمد للہ کہ رسالہ لطیفہ عجیبہ در تحقیق و اثبات معنی ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تحذیر الناس

از افاضات مبارکہ

حجۃ الاسلام حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا

محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم دیوبند

مع توضیح المطالب

بعد نظر ثانی و تصحیح اغلاط وغیرہ

(مولوی) محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند نے

اپنے

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

ہر ایک یہ کہ خاتم طبقات تحتانیہ ہمعصر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئے ہوں دوسرے یہ کہ
مقدم ہوئے ہوں تیسرے یہ کہ ہمعصر ہوں احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہے
اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم انبیاء طبقات ہونگے اور بر تقدیر
ثالث دو احتمال ہیں ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخصوص ساتھ ایک ہی طبقہ کے
ہو اور آپ کی خاتمیت بہ نسبت انبیاء اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ میں وہاں کے
خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک ان میں کے صاحب شرع جدید و خاتم انبیاء اپنے طبقات
کا ہو دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہوں اور کوئی ان میں کا صاحب
شرع جدید نہ ہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ
طبقات کے حقیقی ہو اور ختم ہر ایک خاتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو۔
احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جس سے صاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے اور علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح
کرتے ہیں کہ آنحضرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا اور نبوت آپ کی عام
ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہو گا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہو گا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین
سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسے علیہم السلام میں نقل کرتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لہ ما
من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیومنن بہ ولینصرنہ ویوصی
امتہ بذلک وفیہ من التنویہ وتعظیم قدرہ مما لا یخفے وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ
فی زمانہم یکون مرسلا الیہم یکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ
ویکون الانبیاء واممہم کلہم من امتہ فالنبی صلے اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم و نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسے وجب علیہم وعلے اممہم الایمان بہ ونصرتہ
ولہذا یاتی عیسے فی آخر الزمان علے شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی زمانہ
وفی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علے نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی
علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم۔ انتہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی اپنے رسالہ
فتح الرحمن میں لکھتے ہیں مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکے آنکہ بعد وے رسول نباشد
آنکہ شرع وے عام باشد وہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وے اتباع شرع وے
فرض ست وسر این بلکہ ہمہ رسل اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند وچونکہ شرع

تحذیر الناس

مِن اِنکارِ أثر إبن عبّاس رضی اللہ عنہ

تألیف

حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرۃ مولانا محمد قاسم نانوتوی نور اللہ مرقدہ

بانی دار العلوم دیوبند (م ۱۲۹۷ھ)

مقدمہ

علامہ ڈاکٹر خالد محمود ڈائرکٹر اسلامک اکیڈیمی مانچسٹر

حاشیہ

مولانا حافظ عزیز الرحمٰن ایم اے؛ ایل ایل بی

توضیح بعض عبارات

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم

ادارہ العزیز

نزد جامع مسجد صدیقیہ گلی برف خانہ والا سیالکوٹ روڈ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

بعثت نبویہ کے کہ جس سے صاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہے باطل ہے۔ اور علماء اہلِ سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں، کہ آنحضرت کے عصر میں کوئی نبی صاحب شرعِ جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت آپ کی عام ہے اور جو نبی آپ کے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا چنانچہ تقی الدین بکی سے جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام میں نقل کرتے ہیں۔

قال السبکی فی تفسیر لہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ مما لا یخفی۔ وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم یکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یأتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فی زمانہ وفی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی امہم والنبی علیہ السلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم۔ انتہیٰ۔

اور بحر العلوم مولانا عبد العلیٰ اپنے رسالہ فتح الرحمٰن میں لکھتے ہیں۔

"مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکے آنکہ بعد وے رسول نہ باشد دیگر آں کہ شرع وے عام باشد وہر کیکہ موجود باشد وقت نزول شرعِ وے اتباع شرعِ وے برو واجب وفرض است سوم شرط اینکہ ہمہ رسل در اخذِ شرع مستمد از خاتم الرسالت اند۔ چونکہ شرع

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

اقتراب الساعة

طبع فی مطبعة مفید عام الکائنة فی آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالیٰ

١٣٠١م

کیا جاوے جس سے صریح نقصان عقل ناقل نقل مذکور معلوم ہوتا ہے تو ایک
مستقل کتاب بنتی ہے مگر مین نے بفحوائے قول خدا خذ العفو وأمر بالعرف
واعرض عن الجاهلين اوس سے اعراض کیا یہہ قول اس قائل کا باطل ہے بلکہ
کفر ہے حدیث لا وحی بعد موتی بے اصل ہے ہان لا نبی بعدی آیا ہے اسکے
معنی نزدیک اہل علم کے یہہ ہین کہ میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ نہ لاویگا سبکی نے
اپنی تصنیف مین صراحت کی ہے اسبات کی کہ عیسے علیہ السلام ہمارے ہی نبی کی
شریعت کا حکم دینگے قرآن وحدیث کی روسے اس سے یہہ امر راجح سمجھا جاتا ہے
کہ وہ سنت کو جناب نبوت سے بطریق مشافہہ کے بغیر کسی واسطہ کے یا بطریق وحی
والہام کے حاصل کرینگے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب انہون نے
بہت حدیثین روایت کرنا شروع کیا اور لوگون نے اونپر انکار کیا تو انہون نے
کہا اگر عیسے بن مریم میرے مرنے سے پہلے اوترین اور مین اونکو حدیث کی روایت
کرون رسول خدا صلعم سے تو وہ میری تصدیق کرینگے یہہ دلیل ہے اس بات پر
کہ وہ عالم جمیع علوم سنت نبی صلعم کے ہونگے اونکو اسکی حاجت نہو گی کہ وہ سنت کو
کسی امتی سے اخذ کرین یہانتک کہ ابو ہریرہ جنہون نے خود جناب رسالت سے احادیث
کو سنا ہے وہ بہی محتاج اونکی تصدیق کے ہین انتہے مین کہتا ہون اس تکلیف کی
کیا ضرورت ہے کہ وہ بلا واسطہ علم سنت کو مشافہۃ حاصل کرینگے کوئی حدیث صحیح
اس باب مین اگر ملے تو تو یہہ بات ٹہیک ہے ورنہ قرآن وکتب سنت جو آج دنیا
مین موجود ہین اور قیامت تک باقی رہینگی دریافت حکم خدا ورسول کے لئے کافی
ہین انکے ہوتے ہوئے باین سند متصل مرفوع ضرورت اخذ بالمشافہہ کی کیا ہے یہہ
مشافہہ بہی اگر ثابت ہو تو عالم مثال یا ارواح مین ہوسکتا ہے نہ اس عالم مین بہرا سپر
دلیل کیا ہان یہہ بات اور ہے کہ اونکو وحی آوے مگر جسطرح حدیث نواس بن سمعان مین

بانگِ درا
حصہ اول
1905 سے ------

داغ

عظمتِ غالب ہے اک مدت سے پیوندِ زمیں
مہدی مجروح ہے شہرِ خموشاں کا مکیں
توڑ ڈالی موت نے غربت میں مینائے امیر
چشمِ محفل میں ہے اب تک کیفِ صہبائے امیر
آج لیکن ہمنوا! سارا چمن ماتم میں ہے
شمعِ روشن بجھ گئی، بزمِ سخن ماتم میں ہے
بلبلِ دلّی نے باندھا اُس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادِل باغِ ہستی کے جہاں
چل بسا داغ، آہ! میّت اس کی زیبِ دوش ہے
آخری شاعر جہان آباد کا خاموش ہے
اب کہاں وہ بانکپن، وہ شوخیِ طرزِ بیاں
آگ تھی کافورِ پیری میں جوانی کی نہاں
تھی زبانِ داغ پر جو آرزو ہر دل میں ہے
لیلیِ معنی وہاں بے پردہ، یاں محمل میں ہے

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الثاني والعشرون

هجر

للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

واختلفتِ القرأةُ فى قراءةِ قولِه : ﴿ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِۦ ﴾ ؛ فقرَأتْه عامةُ قرأةِ المدينةِ والبصرةِ وبعضُ الكوفيِّين : (مُتِمٌّ) بالتنوين[1] (نُورَهُ) بالنصبِ[2] . وقرَأه بعضُ قرأةِ مكةَ وعامةُ قرأةِ الكوفةِ ﴿ مُتِمُّ ﴾ بغيرِ تنوينٍ ﴿ نُورِهِۦ ﴾ خفضًا[3] . وهما قراءتان معروفتان متقاربتا المعنى ، فبأيَّتِهما قرَأ القارئُ فمصيبٌ عندَنا .

وقولُه : ﴿ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ ﴾ . يقولُ : واللهُ مظْهِرٌ دينَه ، وناصرٌ رسولَه ، ولو كرِه الكافرون باللَّهِ .

القولُ فى تأويلِ قولِه تعالى : ﴿ هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ﴿٩﴾ ﴾ .

يقولُ تعالى ذكرُه : اللهُ الذى أرسَل رسولَه محمدًا ﴿ بِٱلْهُدَىٰ ﴾ . يعنى : ببيانِ الحقِّ ، ﴿ وَدِينِ ٱلْحَقِّ ﴾ . يعنى : وبدينِ اللهِ ، وهو الإسلامُ .

[٢/ ٩٦٠و] وقولُه : ﴿ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ ﴾ . يقولُ : ليُظهِرَ دينَه الحقَّ الذى أرسَل به رسولَه على كلِّ دينٍ سِواه ؛ وذلك عندَ نزولَ عيسى ابنِ مريمَ ، وحينَ تصِيرُ المِلَّةُ واحدةً ، فلا يكونُ دينٌ غيرُ الإسلامِ .

كما **حدَّثنا** ابنُ حميدٍ ، قال : ثنا مِهْرانُ ، عن سفيانَ ، عن أبى المقدامِ ثابتِ بنِ هُرْمُزَ ، عن أبى هريرةَ : ﴿ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ ﴾ . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ[4] .

وقد ذكَرْنا اختلافَ المختلفِين فى معنى قولِه : ﴿ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ ﴾ . والصوابَ لدينا مِن القولِ فى ذلك بعللِه فيما مضَى ، بما أغنى عن إعادتِه فى هذا

---

(١) سقط من : م .

(٢) وهى قراءة نافع وأبى بكر وابن عامر وأبى جعفر ويعقوب . ينظر النشر ٢/ ٢٨٩ .

(٣) وبها قرأ ابن كثير وحفص وحمزة والكسائى وخلف . المصدر السابق .

(٤) تقدم تخريجه فى ١١/ ٤٢٣.

وَالْمُبَيِّنُ لِمَا تَضَمَّنَهُ مِنَ السُّنَّةِ وَآيِ الفُرْقَانِ

تأليف

أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي بَكْرٍ القُرْطُبِيِّ

(ت ٦٧١ هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

شَارَكَ فِي تَحْقِيقِ هَذَا الجُزْءِ

كامل محمد الخراط محمد معتز كريم الدين

الجُزْءُ العِشْرُونَ

مؤسسة الرسالة

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ﴾ [آل عمران: ١٨٥] وشبهه، حسب ما تقدَّم بيانه في «آل عمران»(١). الباقون: «مُتِمٌّ نُورَهُ» لأنّه فيما يستقبل، فعمِل. ﴿وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَٰفِرُونَ﴾ من سائر الأصناف.

قوله تعالى: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ۝٩﴾

قوله تعالى: ﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ﴾ أي: محمَّداً بالحقِّ والرشاد. ﴿لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ﴾ أي: بالحجج. ومن الظهور الغلبَةُ باليد في القتال، وليس المراد بالظهور ألّا يبقى دين آخر من الأديان، بل المراد: يكون أهل الإسلام عالين غالبين. ومن الإظهار ألّا يبقى دين سوى الإسلام في آخر الزمان. قال مجاهد: وذلك إذا نزل عيسى لم يكن في الأرض دين إلّا دين الإسلام(٢).

وقال أبو هريرة: «لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ» بخروج عيسى(٣). وحينئذ لايبقى كافر إلا أسلم. وفي «صحيح مسلم» عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «لينزلنَّ ابنُ مريم حَكماً عادلاً، فَلَيَكْسِرَنَّ الصليبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الخنزيرَ، ولَيَضَعَنَّ الجِزْيَةَ، وَلَتُتْرَكَنَّ القِلاص، فلا يُسْعَى عليها، ولَتَذْهَبَنَّ الشَّحْناءُ والتَّباغُضُ والتَّحاسدُ، ولَيَدْعُوَنَّ إلى المال فلا يَقْبَلُهُ أحَدٌ»(٤). وقيل: «لِيُظْهِرَهُ»أي: ليطلع محمَّداً ﷺ على سائر الأديان، حتى يكون عالماً بها، عارفاً بوجوه بطلانها، وبما حَرَّفوا وغَيَّروا منها. ﴿عَلَى ٱلدِّينِ﴾ أي: الأديان؛ لأنَّ الدين مصدر يعبَّر به عن جمع.

---

(١) ٥/ ٤٤٧.

(٢) الكشاف ٤/ ٩٩.

(٣) أخرجه الطبري ١١/ ٤٢٣ و٢٢/ ٦١٥.

(٤) مسلم (١٥٥): (٢٤٣)، وهو عند أحمد (١٠٤٠٤)، والقلاص: جمع قلوص، وهي الناقة الشابة. النهاية (قلص).

مجمع البيان جلد: ١٠

(٦٢) سورة الجمعة مدينة و آياتها إحدى عشرة (١١)
و هي إحدى عشرة آية بالإجماع .

فضلها

أبي بن كعب عن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) قال و من قرأ سورة الجمعة أعطي عشر حسنات بعدد من أتى الجمعة و بعدد من لم يأتها في أمصار المسلمين . منصور بن حازم عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال من الواجب على كل مؤمن إذا كان لنا شيعة أن يقرأ في ليلة الجمعة بالجمعة و سبح اسم ربك و في صلاة الظهر بالجمعة و المنافقين فإذا فعل فكأنما يعمل عمل رسول الله (صلى الله عليه وآله و سلّم) و كان ثوابه و جزاؤه على الله الجنة .

تفسيرها

لما ختم الله سبحانه سورة الصف بالترغيب في عبادته و الدعاء إليها و ذكر تأييد المؤمنين بالنصر و الظهور على الأعداء افتتح هذه السورة ببيان قدرته على ذلك و على جميع الأشياء فقال : سورة الجمعة
بِسمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ يُسبِّحُ للَّهِ مَا فى السمَوَتِ وَ مَا فى الأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الحَكِيمِ(١) هُوَ الَّذِى بَعَث فى الأُمِّيِّنَ رَسولاً مِّنهُمْ يَتْلُوا عَلَيهِمْ ءَايَتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَب وَ الحِْكْمَةَ وَ إِن كانُوا مِن قَبْلُ لَفِى ضلَل مُّبِين(٢) وَ ءَاخَرِينَ مِنهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بهِمْ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الحَْكِيمُ(٣) ذَلِك فَضلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشاءُ وَ اللَّهُ ذُو الْفَضلِ الْعَظِيمِ(٤) مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثمَّ لَمْ يحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يحْمِلُ أَسفَارَا بِئْس مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِئَايَتِ اللَّهِ وَ اللَّهُ لا يهْدِى الْقَوْمَ الظلِمِينَ(٥)

اللغة

الأسفار الكتب واحدها سفر و إنما سمي بذلك لأنه يكشف عن المعنى بإظهاره يقال سفر الرجل عمامته إذا كشفها و سفرت المرأة عن وجه ها فهي سافرة و منه و الصبح إذا أسفر .

الإعراب

« و إن كانوا من قبل لفي ضلال مبين » إن هذه مخففة من إن و لهذا لزمها اللام الفارقة في خبر كان لئلا يلتبس بأن النافية و آخرين مجرورة لأنه صفة محذوف معطوف على الأميين أي و في قوم آخرين و يحتمل أن يكون منصوبا بالعطف على هم في يعلمهم .
« يحمل أسفارا » في موضع النصب على الحال .
« بئس مثل القوم » المخصوص بالذم محذوف تقديره بئس مثل القوم الذين كذبوا بآيات الله مثلهم فيكون الذين في موضع جر و يجوز أن يكون التقدير بئس مثل القوم مثل الذين كذبوا فحذف المضاف و أقيم المضاف إليه مقامه و على هذا يكون الذين في موضع رفع و هو المخصوص بالذم .

المعنى

« يسبح لله ما في السماوات و ما في الأرض » أي ينزهه سبحانه كل شيء و يشهد له بالوحدانية و الربوبية بما ركب فيها من بدائع الحكمة و عجائب الصنعة الدالة على أنه قادر عالم حي قديم سميع بصير حكيم لا يشبه شيئا و لا يشبهه شيء و إنما قال مرة سبح و مرة يسبح إشارة إلى دوام تنزيهه في الماضي و المستقبل « الملك » أي القادر على تصريف الأشياء « القدوس » أي المستحق للتعظيم الطاهر عن كل نقص « العزيز » القادر الذي لا يمتنع عليه شيء « الحكيم » العالم الذي يضع الأشياء موضعها « هو الذي بعث في الأميين » يعني العرب و كانت أمة أمية لا تكتب و لا تقرأ و لم يبعث إليهم نبي عن مجاهد و قتادة و قيل يعني أهل مكة لأن مكة تسمى أم القرى « رسولا منهم » يعني محمدا (صلى الله عليه وآله و سلّم) نسبه نسبهم و هو من جنسهم كما قال لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه و وجه النعمة في أنه جعل النبوة في أمي موافقته لما تقدمت البشارة به في كتب الأنبياء السالفة و لأنه أبعد من توهم الاستعانة على ما أتى به من الحكمة بالحكم التي تلاها و الكتب التي قرأها و أقرب إلى العلم بأن ما يخبرهم به من إخبار الأمم الماضية و القرون الخالية على وفق ما في كتبهم ليس ذلك إلا بالوحي « يتلو عليهم آياته » أي يقرأ عليهم القرآن المشتمل على الحلال و الحرام و الحجج و الأحكام « و يزكيهم » أي و يطهرهم من الكفر و الذنوب و يدعوهم إلى ما يصيرون به أزكياء « و يعلمهم الكتاب و الحكمة » الكتاب القرآن و الحكمة الشرائع و قيل إن الحكمة تعم الكتاب و السنة و كل ما أراده الله تعالى فإن الحكمة هي العلم الذي يعمل عليه فيما يجتبي أو يجتنب من أمور الدين و الدنيا « و إن كانوا من قبل لفي ضلال مبين » معناه و ما كانوا من قبل بعثه إليهم إلا في عدول عن الحق و ذهاب عن الدين بين ظاهر « و آخرين منهم » أي و يعلم آخرين من المؤمنين « لما يلحقوا بهم » و هم كل من بعد الصحابة إلى يوم القيامة فإن الله سبحانه بعث النبي إليهم و شريعته تلزمهم و إن لم يلحقوا بزمان الصحابة عن مجاهد و ابن زيد و قيل هم الأعاجم و من لا يتكلم بلغة العرب فإن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) مبعوث إلى من شاهده و إلى كل من بعدهم من العرب و العجم عن ابن عمر و سعيد بن جبير و روي ذلك عن أبي جعفر (عليه السلام) و روي أن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) قرأ هذه الآية فقيل له من هؤلاء فوضع يده على كتف سلمان و قال لو كان الإيمان في الثريا لنالته رجال من هؤلاء و على هذا فإنما قال منهم لأنهم إذا أسلموا صاروا منهم فإن المسلمين كلهم يد واحدة على من سواهم و أمة واحدة و إن اختلف أجناسهم كما قال سبحانه و المؤمنون و المؤمنات بعضهم أولياء بعض و من لم يؤمن بالنبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) فإنهم ليسوا ممن عناهم الله تعالى بقوله « و آخرين منهم » و إن كان مبعوثا إليهم بالدعوة لقوله

سجلٌ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه

علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب : ٧١٢٠

مثله قط! والبر والفاجر عنده سواء، ترسل السماء مدراراً ولم تدخر الأرض شيئاً من نباتها .

وفيه عن ابن عمر رفعه : يخرج المهدي وعلى رأسه ملك ينادي : هذا المهدي خليفة الله فاتبعوه! وفيه عن أبي سعيد الخدري رفعه : تملأ الأرض جوراً وظلماً، فيخرج رجل من عترتي يملك الأرض سبعاً أو تسعاً، فيملأ الأرض قسطاً وعدلاً، وفيه عن أبي سعيد الخدري رفعه : لا تقوم الساعة حتى يملك الأرض رجل من أهل بيتي، أجلى الجبهة أقنى الأنف، يملأ الأرض عدلاً كما ملئت قبله ظلماً، يكون سبع سنين. وفيه عن حذيفة بن اليمان قال : خطبنا رسول الله ﷺ فذكرنا ما هو كائن فقال : لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد، لطوّل الله ذلك اليوم حتى يبعث رجلاً من ولدي اسمه اسمي : فقام سلمان الفارسي فقال : يا رسول الله من أي ولدك هو؟ قال: من ولدي هذا ـ وضرب بيده على الحسين سلام الله عليه ـ وفيه عن ابن مسعود رفعه : ولا تقوم الساعة حتى يأتي رجل من أهل بيتي، يواطي اسمه اسمي .

وفيه عن أبي سعيد رفعه : المهدي منا أهل البيت، أشم الأنف يملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً. وفيه عبد الرحمن بن عوف رفعه : ليبعثن الله تعالى من عترتي رجلاً، أفرق الثنايا أجلى الجبهة، يملأ الأرض عدلاً، يفيض المال عليه فيضاً. وفيه عن إبراهيم بن محمد بن الحنفية عن أبيه، عن علي بن أبي طالب رفعه : المهدي منا أهل البيت، يصلحه الله في ليلة. وفيه عن جابر بن عبد الله رفعه : المهدي من ولدي اسمه اسمي وكنيته كنيتي، أشبه الناس بي خَلْقاً وخُلُقاً، يكون له غيبة وحيرة يضل فيها الأُمم، يقبل كالشهاب الثاقب، يملأها عدلاً وقسطاً كما ملئت جوراً وظلماً. وفيه عن الباقر عن آبائه، عن علي بن أبي طالب سلام الله عليهم رفعه : المهدي من ولدي يكون له غيبة وحيرة تضل فيها الأمم، يأتي به خير الأنبياء، فيملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً. وفيه عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رفعه : إن علياً إمام أُمتي بعدي، ومن ولده القائم المنتظر، الذي يملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً. والذي بعثني بالحق بشيراً ونذيراً! إن الثابتين على القول بإمامته في زمان غيبته، لأعز من الكبريت الأحمر! فقام إليه جابر بن عبد الله فقال : يا رسول الله، وللقائم من ولدك غيبة؟ قال : إي وربي! ويمحص الله الذين آمنوا ويمحق الكافرين. يا جابر، إن هذا أمرٌ من أمرِ الله وسرٌ من سر الله، فإياك والشك فيه، فإن الشك في أمر الله عز وجل كفر !.

وفيه عن الحسن بن خالد قال : قال علي بن موسىٰ الرضا : الوقت المعلوم، وهو يوم خروج قائمنا. فقيل له : من القائم منكم ؟ قال : الرابع من ولدي ابن سيدة الإماء، يطهر الله به الأرض من كل جور، ويقدسها من كل ظلم، وهو الذي يشك الناس في ولادته، وهو صاحب الغيبة قبل خروجه، فإذا خرج أشرقت الأرض بنوره، ووضع ميزان العدل بين الناس،

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بإمام بعد إمام لعلهم يتذكرون وأكمل الدين بأمنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون
والصلاة والسلام على من بشر به قبل وصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وآله مصابيح الدجى إلى يوم يبعثون ولعنة الله
على أعدائهم ما دامت السماوات والأرضون **أما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الأنوار في تاريخ الإمام الثاني عشر
والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الأنوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الأبصار والحاضر في قلوب الأخيار وحليف الإيمان وكاشف
الأحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن إمام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الأزمان من مؤلفات خادم أخبار الأئمة
الأخيار وتراب أعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الأطهار وجعلهما في دولتهم من الأعوان والأنصار

باب

ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه **كا** ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني
عن علان الرازي قال أخبرني بعض أصحابنا أنه لما حملت جارية أبي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن
الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن
جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قالت بعث إلي أبو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا فإنها
ليلة النصف من شعبان فإن الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في أرضه قالت فقلت له ومن أمه قال لي نرجس قالت
له والله جعلني الله فداك ما بها أثر فقال هو ما أقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف أمسيت فقلت
بل أنت سيدتي وسيدة أهلي قالت فأنكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية إن الله تبارك وتعالى سيهب لك في
ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما أن فرغت من صلاة العشاء الآخرة أفطرت وأخذت مضجعي فرقدت
فلما أن كان في جوف الليل قمت إلى الصلاة ففرغت من صلاتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي
راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي أبو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فإن الأمر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة
ويس فبينما أنا كذلك إذا انتبهت فزعة فوثبت إليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي
قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم أخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فإذا أنا به ساجدا يتلقى الأرض بمساجده فضممته
إلي فإذا أنا به نظيف منظف فصاح بي أبو محمد عليه السلام هلمي إلي ابني يا عمة فجئت به إليه فوضع يديه تحت أليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره
ثم أدلى لسانه في فيه وأمر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا رسول الله
ثم صلى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن وقف على أبيه ثم أحجم قال أبو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به إلى أمه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فترة ع

باب ما يكون عند ظهوره صلوات الله عليه

رسول الله صلى الله عليه وآله المخصوص وفي يده هراوته ثم يقوم بين يديه عنان الحجاز فاخفى يصل بها نحو البيت الحرام ثم احد يعرفه ويظهر وهو شاب قال المفضل يا سيدي يعود شابا او يظهر في شيبته فقال عليه السلام سبحان الله وهل يعرف ذلك يظهر كيف شاء وباي صورة شاء اذا جاءه الامر من الله تعالى مجده وجل ذكره قال المفضل يا سيدي فمن اين يظهر وكيف يظهر قال عليه السلام يا مفضل يظهر وحده ويأتي البيت وحده ويلج الكعبة وحده ويجن عليه الليل وحده فاذا نامت العيون وغسق الليل نزل اليه جبرئيل وميكائيل عليهما السلام والملائكة صفوفا فيقول له جبرئيل عليه السلام يا سيدي قولك مقبول وامرك جائز فيمسح يده على وجهه ويقول الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوء من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين ويقف بين الركن والمقام فيصرخ صرخة فيقول يا معاشر نقبائي واهل خاصتي ومن ذخرهم الله لنصرتي قبل ظهوري على وجه الارض ائتوني طائعين فترد صيحته عليهم وهم على فرشهم في شرق الارض وغربها فيسمعونه في صيحة واحدة في اذن كل رجل فيجيئون نحوها ولا يمضي لهم الا كلمحة بصر حتى يكون كلهم بين يديه عليه السلام بين الركن والمقام فيأمر الله عز وجل النور فيصير عمودا من الارض الى السماء فيستضيء به كل مؤمن على وجه الارض ويدخل عليه نور من جوف بيته فتفرح نفوس المؤمنين بذلك النور وهم لا يعلمون بظهور قائمنا اهل البيت عليه وعليهم السلام ثم يصبحون وقوفا بين يديه وهم ثلثمائة وثلثة عشر رجلا بعدة اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله يوم بدر قال المفضل يا مولاي يا سيدي فاثنان وسبعون رجلا الذين قتلوا مع الحسين بن علي عليه السلام يظهرون معهم قال يظهر منهم ابو عبد الله الحسين بن علي عليه السلام يظهرون في اثني عشر الفا مؤمنين من شيعة علي عليه السلام وعليه عمامة سوداء قال المفضل يا سيدي فبغير سنة القائم بايعوا له قبل ظهوره وقبل قيامه فقال عليه السلام يا مفضل كل بيعة قبل ظهور القائم فبيعته كفر ونفاق وخديعة لعن الله المبايع لها والمبايع له بل يا مفضل يسند القائم ظهره الى الحرم ويمد يده فترى بيضاء من غير سوء ويقول هذه يد الله وعن الله وبامر الله ثم يتلو هذه الآية ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم فمن نكث فانما ينكث على نفسه الآية فيكون اول من يقبل يده جبرئيل عليه السلام ثم يبايعه وتبايعه الملائكة ونجباء الجن ثم النقباء ويصبح الناس بمكة فيقولون من هذا الرجل الذي بجانب الكعبة وما هذا الخلق الذين معه وما هذه الآية التي رأيناها الليلة ولم تر مثلها فيقول بعضهم لبعض هذا الرجل هو صاحب العنيزات فيقول بعضهم لبعض انظروا هل تعرفون احدا ممن معه فيقولون لا نعرف احدا منهم الا اربعة من اهل مكة واربعة من اهل المدينة وهم فلان وفلان ويعدونهم باسمائهم ويكون هذا اول طلوع الشمس في ذلك اليوم فاذا طلعت الشمس واضاءت صاح صائح بالخلائق من عين الشمس بلسان عربي مبين يسمع من في السموات والارضين يا معشر الخلائق هذا مهدي آل محمد ويسميه باسم جده رسول الله صلى الله عليه وآله ويكنيه وينسبه الى ابيه الحسن الحادي عشر الى الحسين بن علي صلوات الله عليهم اجمعين بايعوه تهتدوا ولا تخالفوا امره فتضلوا فاول من يقبل يده الملائكة ثم الجن ثم النقباء يقولون سمعنا واطعنا ولا يبقى ذو اذن من الخلائق الا سمع ذلك النداء وتقبل الخلائق من البدو والحضر والبر والبحر يحدث بعضهم بعضا ويستفهم بعضهم بعضا ما سمعوا باذانهم فاذا دنت الشمس للغروب صرخ صارخ من مغربها يا معشر الخلائق قد ظهر ربكم بالوادي اليابس من ارض فلسطين وهو عثمان بن عنبسة الاموي من ولد يزيد بن معاوية لعنهم الله فبايعوه تهتدوا ولا تخالفوا عليه فتضلوا فيرد عليه الملائكة والجن والنقباء قوله ويكذبونه ويقولون له سمعنا وعصينا ولا يبقى ذو شك ولا مرتاب ولا منافق ولا كافر الا ضل بالنداء الاخير وسيدنا القائم عليه السلام مسند ظهره الى الكعبة ويقول يا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ينظر الى ابراهيم واسماعيل فها انا ذا ابراهيم واسماعيل الا ومن اراد ان ينظر الى موسى ويوشع فها انا ذا موسى ويوشع الا ومن اراد ان ينظر الى عيسى وشمعون فها انا ذا عيسى وشمعون الا ومن اراد ان ينظر الى محمد عليه السلام وامير المؤمنين صلوات الله عليه فها انا ذا محمد صلى الله عليه وآله وامير المؤمنين عليه السلام الا ومن اراد ان ينظر الى الائمة من ولد الحسين عليه السلام فها انا ذا الائمة عليهم السلام اجيبوا الى مسألتي فاني انبئكم بما نبئتم به وما لم تنبئوا به ومن كان يقرأ الكتب والصحف فليسمع مني ثم يبتدي بالصحف التي انزلها الله على آدم وشيث عليهما السلام ويقول امة آدم وشيث هبة الله هذه والله هي الصحف حقا ولقد ارانا ما لم نكن نعلمه فيها وما كان خفي علينا وما كان اسقط منها وبدل وحرف ثم يقرأ صحف نوح وصحف ابراهيم عليهما السلام ثم حقا وما اسقط منها وبدل وحرف منها هذه والله التوراة الجامعة والزبور التام والانجيل الكامل وانها اضعاف ما قرأنا منها ثم يتلو القرآن فيقول المسلمون هذا والله القرآن حقا الذي انزله الله على محمد صلى الله عليه وآله وما اسقط منه وحرف وبدل ثم تظهر الدابة بين الركن والمقام فتكتب في وجه المؤمن مؤمن وفي وجه الكافر كافر ثم يقبل على القائم عليه السلام رجل وجهه الى قفاه وقفاه الى صدره ويقف بين يديه فيقول يا سيدي انا بشير امرني ملك من الملائكة ان الحق بك وابشرك بهلاك جيش السفياني بالبيداء فيقول له القائم عليه السلام بين قصتك وقصة اخيك فيقول الرجل كنت واخي في جيش السفياني وخربنا الدنيا من دمشق الى الزوراء وتركناها جماء وخربنا الكوفة وخربنا المدينة وكسرنا المنبر وراثت بغالنا في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله وخرجنا منها وعددنا ثلثمائة الف رجل نريد اخراب البيت وقتل اهله فلما صرنا في البيداء عرسنا فيها فصاح بنا صائح يا بيداء ابيدي القوم

ويستمعهم بعضهم بعضا

گوہر مبین بیان یعنی ترجمہ تفسیر قرآن با ترجمہ تحت لفظی اردو صاف سلیس زبان با فوائد و عوائد روایات صحیحہ کارآمد اعتقادات نامی

ترجمہ اردو تفسیر حسینی

جلد اول مسمی بہ

تفسیر قادری

مطبع منشی نول کشور

بھائیون کی طرف اشارہ ہی اور چاند سورج حضرت یعقوب علیہ السلام اور اونکی بی بی سے عبارت ہی جو یوسف علیہ السلام کی خالہ تھین
یہ سب یوسف کی تعظیم اور تکریم کرینگے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سوچے کہ اگر یوسف کے بھائی یہ خواب سنینگے تو اسے ہلاک کرنے کا ارادہ
کرینگے قَالَ یٰبُنَیَّ کہا یعقوب علیہ السلام نے کہ اے میرے چھوٹے بیٹے چھوٹا بیٹا شفقت کی راہ سے کہا لَا تَقْصُصْ نہ بیان کر اور نہ کہنا
رُءْيَاكَ اپنا خواب عَلٰٓى اِخْوَتِكَ اپنے بھائیون پر فَيَكِيْدُوْا لَكَ کہ حیلہ کرینگے تجھے ہلاک کرنے کے واسطے كَيْدًا ط حیلہ
وسوسۂ شیطان کے سبب سے اِنَّ الشَّيْطٰنَ تحقیق کہ شیطان لِلْاِنْسَانِ آدمی کے واسطے عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ دشمن ہی
ظاہر کہ اوسے حیلہ اور مکر مین لگاتا ہی وَكَذٰلِكَ اور جسطرح تجھے ایسے خواب کے ساتھ برگزیدہ کیا کہ اپنے بھائیون پر تیری بلندی اور
بزرگی کی دلیل ہی اسی طرح يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ برگزیدہ کریگا تیرا رب تجھے حکومت اور سلطنت کے ساتھ وَيُعَلِّمُكَ اور تعلیم کریگا تجھے
مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ خواب کی تعبیرون سے یا نازل کی ہوئی کتابون کی مشکل باتین حل کرنے سے وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ اور پوری
کردیگا اپنی نعمت کہ نبوت ہی عَلَيْكَ تجپر وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ اور اولاد یعقوب پر یعنی تیرے بھائیون پر ایک قول کے بموجب
اونھین پیغمبر کہتے ہین یا یعقوب علیہ السلام کی نسل پر کہ اوسمین انبیا علیہم السلام پیدا کریگا كَمَآ اَتَمَّهَا جسطرح پوری کی نعمت
عَلٰٓى اَبَوَيْكَ تیرے دو باپون پر مِنْ قَبْلُ پہلے اس زمانے سے یا تجھسے پہلے دو باپون سے دادا اور پردادا مراد ہین اِبْرٰهِيْمَ
وَاِسْحٰقَ ط ابراہیم اور اسحاق علیہما السلام پر یعنی حضرت ابراہیم پر تو خلت اور رسالت اور آتش نمرود سے نجات دیکر اور
حضرت اسحاق پر اونکے صلب سے یعقوب علیہ السلام اور اسباط کو پیدا کرکے اِنَّ رَبَّكَ تحقیق کہ تیرا رب عَلِيْمٌ جاننے والا ہی
کہ کون شخص برگزیدہ ہونے کا استحقاق رکھتا ہی حَكِيْمٌ ۝ محکم کار اور درست کردار ہی کہ جو کچھ چاہیے وہ کرتا ہی لَقَدْ كَانَ
تحقیق کہ ہین فِيْ يُوْسُفَ یوسف علیہ السلام کے قصّے مین وَاِخْوَتِهٖٓ اور اونکے بھائیون کی حکایت مین اٰيٰتٌ
قدرت کی نشانیان اور حکمت کی دلیلین لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝ پوچھنے والون کو اور اونکے سوا اور لوگون کو بھی حضرت یوسف
علیہ السلام کے گیارہ بھائی تھے ایک کا نام بنیامین تھا اور یہ حقیقی بھائی تھا اور چھ سوتیلے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ کے
بیٹے تھے انکے نام یہودا روبیل شمعون لاوی زبالون یشجر تھے چار اور سوتیلے بھائی تھے اور یہ چارون دو حرمون سے تھے دان
نفتالی جاد اشر لکھا ہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وہ خواب اپنے والد سے بیان کیا اور اونکے والد یعقوب علیہ السلام نے وہ خواب
چھپانے کی نصیحت کی اور برگزیدگی اور نعمت پوری ہونے کی خوشخبری اونھین دی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی بعضی بھاوجون نے
یہ سن لیا اور مغرب کی نماز کے وقت جب اونکے شوہر گھر مین آئے تو اونکی جورون نے اونسے حال بیان کیا اونھین حسد پیدا ہوا اور حضرت یوسف
علیہ السلام کا کام تمام کرنے کی تدبیر مین مشغول ہوے اِذْ قَالُوْا یاد کر اوسے کہ یوسف علیہ السلام کے بھائیون نے آپس مین کہا لَيُوْسُفُ
وَاَخُوْهُ البتہ یوسف اور اوسکا بھائی بنیامین اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا بہت پیارا ہی ہمارے باپ کو مِنَّا ہمسے
وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ط حال آنکہ ہم لوگ طاقت ور اور کارگذار ہین اور وہ دونون کم سن اور بیکار ہین تو چاہیے کہ ہمارا باپ ہمین
زیادہ چاہتا چونکہ دو عاجز ضعیفون کو ہم دس قویون کے اوپر اوسنے ترجیح دی اور عزیز کرلیا تو اِنَّ اَبَانَا بیشک ہمارا باپ

ع ١

التاسعُ والعشرون: خطابُ التَّهْييج، نحو: ﴿وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ [المائدة: ٢٣].

الثلاثون: خطابُ التحنُّنِ والاستعطاف، نحو: ﴿يَٰعِبَادِىَ ٱلَّذِينَ أَسْرَفُواْ﴾ الآية [الزمر: ٥٣].

الحادي والثلاثون: خطابُ التحبُّب، نحو: ﴿يَٰٓأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ﴾ [مريم: ٤٢]، ﴿يَٰبُنَىَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ﴾ [لقمان: ١٦]، ﴿يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِى﴾ [طه: ٩٤].

الثاني والثلاثون: خطابُ التعجيز، نحو: ﴿فَأْتُواْ بِسُورَةٍ﴾ [البقرة: ٢٣].

الثالث والثلاثون: خطابُ التشريف، وهو كلُّ ما في القرآن مخاطبةً بـ «قل»، فإنه تشريفٌ منه تعالى لهذه الأمة بأن يخاطبَها بغير واسطةٍ لتفوزَ بشرف المخاطبة.

الرابع والثلاثون: خطابُ المعدوم، ويَصِحُّ ذلك تَبَعاً لموجودٍ، نحو: ﴿يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ﴾ [الأعراف: ٢٦] فإنه خطابٌ لأهلِ ذلك الزمانِ ولكلِّ مَنْ بعدَهم.

* * *

فائدة

قال بعضُهم: «خطابُ القرآن ثلاثةُ أقسامٍ: قسمٌ لا يَصْلُحُ إلا للنبي ﷺ، / وقسمٌ لا يَصْلُح إلا لغيره، وقسمٌ يصلح لهما». ١٠٥/٣

* * *

مجمع البيان جلد: ٤

(٦) سورة الأنعام مكية و آياتها خمس و ستون و مائة (١٦٥)

هي مكية عن ابن عباس غير ست آيات « و ما قدروا الله حق قدره » إلى آخر ثلاث آيات « قل تعالوا أتل ما حرم ربكم عليكم » إلى آخر ثلاث آيات فإنهن نزلن بالمدينة و في رواية أخرى عنه غير ثلاث آيات « قل تعالوا أتل » إلى آخر الثلاث و باقي السورة كلها نزلت بمكة و روي عن أبي بن كعب و عكرمة و قتادة أنها كلها نزلت بمكة جملة واحدة ليلا و معها سبعون ألف ملك قد ملأوا ما بين الخافقين لهم زجل بالتسبيح و التحميد فقال النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) سبحان الله العظيم و خر ساجدا ثم دعا الكتاب فكتبوها من ليلتهم و أكثرها حجاج على المشركين و على من كذب بالبعث و النشور .

عدد آيها

هي مائة و خمس و ستون آية كوفي ست بصري شامي سبع حجازي (خلافها) أربع آيات « و جعل الظلمات و النور » حجازي « لست عليكم بوكيل » كوفي « كن فيكون » و « إلى صراط مستقيم » غير الكوفي .

فضلها

أبي بن كعب عن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) قال أنزلت علي الأنعام جملة واحدة يشيعها سبعون ألف ملك لهم زجل بالتسبيح و التحميد فمن قرأها صلى عليه أولئك السبعون ألف ملك بعدد كل آية من الأنعام يوما و ليلة ، جابر بن عبد الله الأنصاري عن النبي (صلى الله عليه وآله و سلّم) قال من قرأ ثلاث آيات من أول سورة الأنعام إلى قوله « و يعلم ما تكسبون » و كل الله به أربعين ألف ملك يكتبون له مثل عبادتهم إلى يوم القيامة و ينزل ملك من السماء السابعة و معه مرزبة من حديد فإذا

تقارب أعمار أهل العصر و وجه آخر و هو أنه يقتضي إهلاكهم في الدنيا بعد إقامة الحجة عليهم بإتيان الرسل و قال الجبائي المراد بالأجل هنا أجل العمر الذي هو مدة الحياة و هذا أقوى لأنه يعم جميع الأمم « فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون » أي لا يتأخرون « ساعة » عن ذلك الوقت « و لا يستقدمون » أي لا يتقدمون ساعة على ذلك الوقت و قيل معناه لا يطلبون التأخر عن ذلك الوقت للإياس عنه و لا يطلبون التقدم عليه و معنى « جاء أجلهم » قرب أجلهم كما يقال جاء الصيف إذا قارب وقته .

يَبَنى ءَادَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسلٌ مِّنكُمْ يَقُصونَ عَلَيْكمْ ءَايَتى فَمَنِ اتَّقَى وَ أَصلَحَ فَلا خَوْفٌ عَلَيهِمْ وَ لا هُمْ يحْزَنُونَ(٣٥) وَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِئَايَتِنَا وَ استَكْبرُوا عَنهَا أُولَئك أَصحَب النَّارِ هُمْ فِيهَا خَلِدُونَ(٣٦)

الإعراب

« إما » أصله إن الجزاء دخلت عليه ما و لدخولها دخلت النون الثقيلة في « يأتينكم » و لو قال إن يأتينكم لم يجز و قد شرحنا هذا في سورة البقرة و بيناه و قال سيبويه إن حتى و أما و إلا لا يجوز فيهن الإمالة لأن هذه الألفات ألزمت الفتح لأنها أواخر حروف جاءت لمعنى ففصل بينها و بين أواخر الأسماء التي فيها الألف نحو حبلى و هدى إلا أن حتى كتبت بالياء لأنها على أربعة أحرف فأشبهت سكرى و أما التي للتخيير شبهت بأن التي ضمت إليها ما فكتبت بالألف و إلا كتبت بالألف لأنها لو كتبت بالياء لأشبهت إلى .

المعنى

لما تقدم ذكر النعم الدنيوية عقبه بذكر النعم الدينية « يا بني آدم » هو خطاب يعم جميع المكلفين من بني آدم من جاءه الرسول منهم و من جاز أن يأتيه الرسول معطوف على ما تقدم « إما يأتينكم » أي إن يأتكم « رسل منكم » أي من جنسكم « يقصون عليكم آياتي » أي يعرضونها عليكم و يخبرونكم بها « فمن اتقى » إنكار الرسل و الآيات « و أصلح » عمله و قيل فمن اتقى المعاصي و اجتنبها و التقوى اسم جامع لذلك و تقديره فمن اتقى منكم و أصلح « فلا خوف عليهم » في الدنيا « و لا هم يحزنون » في الآخرة « و الذين كذبوا بآياتنا » أي حججنا « و استكبروا عنها » أي عن قبولها « أولئك أصحاب النار » الملازمون لها « هم فيها خالدون » باقون فيها على وجه الدوام و التأبيد .

فَمَنْ أَظلَمُ مِمَّنِ افْترَى عَلى اللَّهِ كَذِباً أَوْ كَذَّب بِئَايَتِهِ أُولَئك يَنَاهُمْ نَصِيبهُم مِّنَ الْكِتَبِ حَتى إِذَا جَاءَتهُمْ رُسلُنَا يَتَوَفَّوْنهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضلُّوا عَنَّا وَ شهِدُوا عَلى أَنفُسِهِمْ أَنهُمْ كانُوا كَفِرِينَ(٣٧)

اللغة

النيل وصول النفع إلى العبد إذا أطلق فإن قيد وقع على الضرر لأن أصله الوصول إلى الشيء من نلت أنال نيلا قال امرؤ القيس :

سماحة ذا و بر ذا و وفاء ذا

و نائل ذا إذا صحا و إذا سكر و التوفي قبض الشيء بتمامه يقال توفيته و استوفيته .

المعنى

ثم ذكر سبحانه وعيد المكذبين فقال « فمن أظلم ممن افترى على الله كذبا » أي لا أحد أظلم منه صورته صورة الاستفهام و المراد به الإخبار و إنما جاء بلفظ الاستفهام ليكون أبلغ « أو كذب بآياته » الدالة على توحيده و نبوة رسله « أولئك ينالهم نصيبهم من الكتاب » أي من العذاب إلا أنه كنى عن العذاب بالكتاب لأن الكتاب ورد به كقوله « لكن حقت كلمة العذاب على الكافرين » عن الحسن و أبي صالح و قيل معناه ينالهم نصيبهم من العمر و الرزق و ما كتب لهم من الخير و الشر فلا يقطع عنهم رزقهم بكفرهم عن الربيع و ابن زيد و قيل ينالهم جميع ما كتب لهم و عليهم عن مجاهد و عطية « حتى إذا جاءتهم رسلنا » يعني الملائكة

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الرابع عشر

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

الجملة، ثانيها كونها مستأنفة وهو الظاهر، وما أشار إليه من وجه الربط وادعى أنه التحقيق لايخلو عما هو خلاف المتبادر، والتعبير بصيغه الاستقبال للاشارة الى أن التنزيل عادة مستمرة له تعالى، والمراد بالملائكة عند الجمهور جبريل عليه السلام ويسمى الواحد بالجمع - كما قال الواحدي - اذا كان رئيساً، وعند بعض هو عليه السلام ومن معه من حفظة الوحي *

وقرأ ابن كثير وأبو عمرو (ينزل) مخففاً من الانزال، وزيد بن علي رضي الله تعالى عنهما. والاعمش. وأبو بكر ينزل مشدداً مبنيا للمفعول والملائكة بالرفع على أنه نائب الفاعل والجحدري كذلك إلا أنه خفف، وأبو العالية والاعرج. والمفضل عن عاصم (تنزل) بتاء فوقية مفتوحة وتشديد الزاي مبنياً للفاعل وقد حذف منه أحد التاءين وأصله تتنزل، وابن أبي عبلة (ننزل) بنون العظمة والتشديد، وقتادة بالنون والتخفيف، وفي هاتين القراءتين كما في البحر التفات ﴿ بالرُّوح ﴾ أي الوحي كما أخرجه ابن جرير، وابن أبي حاتم عن ابن عباس ويدخل في ذلك القرآن، وروي عن الضحاك. والربيع بن أنس الاقتصار عليه، وأياما كان فاطلاق (الروح) على ذلك بطريق الاستعارة المصرحة المحققة، ووجه الشبه أن الوحي يحيي القلوب الميتة بداء الجهل والضلال أو أنه يكون به قوام الدين كما أن بالروح يكون قوام البدن، ويلزم ذلك استعارة مكنية وتخييلية وهي تشبيه الجهل والضلال بالموت وضد ذلك بالحياة أو تشبيه الدين بانسان ذي جسد وروح، وهذا كما إذا قلت: رأيت بحرا يغترف الناس منه وشمسا يستغيثون بها فانه يتضمن تشبيه علم الممدوح بالماء العظيم والنور الساطع لكنه جاء من عرض فليس - كأظفار المنية - وليس غير كونه استعارة مصرحة، وجعل ذلك في الكشف من قبيل الاستعارة بالكناية وليس بذاك، والباء متعلقة بالفعل السابق أو بما هو حال من مفعوله أي ينزل الملائكة ملتبسين بالروح، وقوله سبحانه: ﴿ مِنْ أَمْرِهِ ﴾ بيان للروح المراد به الوحي، والأمر بمعنى الشأن واحد الأمور، ولا يخرج ذلك الروح من الاستعارة إلى التشبيه كما قيل في قوله تعالى: (حتى يتبين لكم الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر) لما قالوا: من أن بينهما بونا بعيداً لأن نفس الفجر عين المشبه شبه بخيط، وليس مطلق الأمر بالمعنى السابق مشبها به ولذا بينت به الروح الحقيقية في قوله تعالى: (قل الروح من أمر ربي) كما تبين به المجازية، ولو قيل: يلقي أمره الذي هو الروح لم يخرج عن الاستعارة فليس وزان (من أمره) وزان (من الفجر) وليس كل بيان مانعا من الاستعارة كما يتوهم من كلام المحقق في شرح التلخيص *

وجوز أن يكون الجار والمجرور متعلقا بمحذوف وقع حالا من الروح على معنى حال كونه ناشئا ومبتدأ منه أو صفة له على رأي من جوز حذف الموصول مع بعض صلته أي بالروح الكائن من أمره أو متعلقا - بينزل - و (من) سببية أو تعليلية أو ينزل الملائكة بسبب أمره أو لأجله، والأمر على هذا واحد الاوامر، وعلى ما قبله قيل: فيه احتمالان. وذهب بعضهم الى أن (الروح) هو جبريل عليه السلام وأيده بقوله تعالى: (نزل به الروح الأمين) وجعل الباء بمعنى مع، وعن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما ان (الروح) خلق من خلق الله تعالى كصور بني آدم لا ينزل من السماء ملك الا ومعه واحد منهم، وروى ذلك عن ابن جريج وعليه حمل بعضهم ما في الآية هنا. وتعقب ذلك ابن عطية بأن هذا قول ضعيف لم يأت له سند يعول عليه، وأضعف منه بل لا يكاد يقدم عليه في الآية أحد ما روي عن مجاهد أن المراد بالروح أرواح الخلق لا ينزل ملك الا ومعه

روح من تلك الارواح ﴿عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ﴾ أى أن ينزل عليهم لا لاختصاصهم بصفات تؤهلهم لذلك ه والآية دليل على أن النبوة عطائية كما هو المذهب الحق ، ويرد بها أيضا على بعض المتصوفة القائلين بأنه لاحاجه للخلق إلى ارسال الرسل عليهم السلام قالوا : الرسل سوى الله تعالى وكل ماسواه سبحانه حجاب عنه جل شانه فالرسل حجاب عنه تعالى وكل ماهو حجاب لاحاجة للخلق اليه فالرسل لاحاجة اليهم ، وهذا جهل ظاهر، ولعمرى أنه زندقة والحاد ، وفساده مثل كونه زندقة فى الظهور ، ويكفى فى ذلك منع الكبرى القائلة بأن كل ماسواه سبحانه الخ فان الرسل وسيلة إلى الله تعالى والوصول اليه عز وجل لاحجاب ، وهل يقبل ذو عقل أن نائب السلطان فى بلاده حجاب عنه ؟ وهب هذا القائل أمكنه الوصول اليه سبحانه بلا واسطة بقوة الرياضة والاستعداد والقابلية فالسواد الاعظم الذين لا يمكنهم ماأمكنه كيف يصنعون . وممن ينتظم فى سلك هؤلاء الملحدين البراهمة فانهم أيضا نفوا النبوة لكنهم استدلوا بأن العقل كاف فيما ينبغى أن يستعمله المكلف فيأتى بالحسن ويجتنب القبيح ويحتاط فى المشتبه بفعل أو ترك ، فالانبياء عليهم السلام إما أن يأتوا بما يوافق العقل فلاحاجة معه اليهم أو بما يخالفه فلا التفات اليهم ، وجوابه أن هذا مبنى على القول بالحسن والقبح العقليين ، وقد رفعت الاقلام وجفت الصحف وتم الامر فى ابطاله ، وعلى تقدير تسليمه لانسلم أن العقل يستقل بجميع ماينبغى ، ولانسلم أيضا أنهم إن جاؤا بما يوافق العقل لاحاجة اليهم لجواز أن يعرفوا المكلف بعض مايخفى عليه مماينبغى له أو يؤكدوا حكمه بحكمهم ، ودليلان أقوى من دليل ، ولانسلم أيضا أنهم إن جاؤا بمايخالف العقل لايلتفت اليهم لجواز أن يخالفوه فيما يخفى عليه ، على أن ذلك فرض محال لإجماع الناس على أن الشرع لايأتى بخلاف العقل فى نفس الامر وإنما يأتى بمايقصر عن ادراكه بنفسه كوجوب صوم آخر يوم من رمضان وحرمة صوم أول يوم من شوال ، وتمام الكلام فى ذلك يطلب من محله ﴿أَنْ أَنْذِرُوا﴾ بدل من (الروح) على أن (أن) هى التى من شأنها أن تنصب المضارع وصلت بالامر كما وصلت به فى قولهم : كتبت اليه بأن قم، ولاضير فى ذلك كما حقق فى موضعه أى ينزلهم ملتبسين بطلب الانذار منهم . وجوز ابن عطية . وأبو البقاء وصاحب الغنيان كون (أن) مفسرة فلا موضع لها من الاعراب ، وذلك لما فى تنزيل الملائكة بالوحى من معنى القول كأنه قيل : يقول بواسطة الملائكة لمن يشاء من عباده أن أنذروا ، وجوز الزمخشرى ذلك وكون (أن) المخففة من المثقلة وأمر البدلية على حاله قال : والتقدير بانه أنذروا أى بان الشان أقول لكم أنذروا ه وتعقبه أبو حيان بأن جعلها مخففة واضمار اسمها وهو ضمير الشان وتقدير القول حتى يكون الخبر جملة خبرية تكلف لاحاجة اليه مع سهولة جعلها الثنائية التى من شأنها نصب المضارع ، وفيه بحث ، ففى الكشف أن تحقيق وصل الامر بهذا الحرف ناصبة كانت أو مخففة واضمار القول قد سلف إنما الكلام فى إيثار المخففة ههنا وفى يونس والناصبة فى نوح وهى الاصل لقلة التقدير ، وذلك لأن مقام المبالغة يقتضى إيثار المخففة ، ولهذا جعل بدلا والمبدل منه ماعرفت شأنه ، وكذلك فى يونس معناه أعجبوا من هذا الامر المحقق وهو أن الشان كذا ، وأما فى نوح فكلام ابتدائى ، وجعلهم فائدة القول أن لايقع الطلبى خبرا من ضيق العطن فذلك فى ضمير الشان غير مسلم لأنه متحد بمابعده وهو كما تقول: كلامى اضرب زيدا انتهى . وقرئ (لينذروا) والانذار الاعلام كما قيل خلا أنه مختص باعلام المحذور أى اعلموا ﴿أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا﴾ فالضمير للشان وهو من خلاف

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

❊ ❊ ❊ ❊ ❊

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

الجزء السابع والعشرون

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾﴾

واعلم أن هذا الكلام يدل على أن المؤمن عند الموت وفي القبر وعند البعث لا يكون فازعاً من الأهوال ومن الفزع الشديد ، بل يكون آمن القلب ساكن الصدر لأن قوله (أن لا تخافوا ولا تحزنوا) يفيد نفي الخوف والحزن على الإطلاق .

ثم إنه تعالى أخبر عن الملائكة أنهم قالوا للمؤمنين (نحن أولياؤكم في الحياة الدنيا وفي الآخرة) وهذا في مقابلة ما ذكره في وعيد الكفار حيث قال (وقيضنا لهم قرناء) ومعنى كونهم أولياء للمؤمنين أن للملائكة تأثيرات في الأرواح البشرية ، بالإلهامات والمكاشفات اليقينية ، والمقامات الحقيقية ، كما أن للشياطين تأثيرات في الأرواح بإلقاء الوساوس فيها وتخييل الأباطيل إليها . وبالجملة فكون الملائكة أولياء للأرواح الطيبة الطاهرة حاصل من جهات كثيرة معلومة لأرباب المكاشفات والمشاهدات ، فهم يقولون : كما أن تلك الولاية كانت حاصلة في الدنيا فهي تكون باقية في الآخرة فإن تلك العلائق ذاتية لازمة غير قابلة للزوال ، بل كأنها تصير بعد الموت أقوى وأبقى ، وذلك لأن جوهر النفس من جنس الملائكة ، وهي كالشعلة بالنسبة إلى الشمس ، والقطرة بالنسبة إلى البحر ، والتعلقات الجسمانية هي التي تحول بينها وبين الملائكة ، كما قال صلى الله عليه وسلم « لولا أن الشياطين يحومون على قلوب بني آدم لنظروا إلى ملكوت السموات » فإذا زالت العلائق الجسمانية والتدبيرات البدنية ، فقد زال الغطاء والوطاء ، فيتصل الأثر بالمؤثر ، والقطرة بالبحر ، والشعلة بالشمس ، فهذا هو المراد من قوله (نحن أولياؤكم في الحياة الدنيا وفي الآخرة) ثم قال (ولكم فيها ما تشتهي أنفسكم ولكم فيها ما تدعون) قال ابن عباس : (ولكم فيها ما تدعون) أي ماتتمنون ، ، كقوله تعالى (لهم فيها فاكهة ولهم ما يدعون) فان قيل فعلى هذا التفسير لا يبقى فرق بين قوله (ولكم فيها ما تشتهي أنفسكم) وبين قوله (ولكم فيها ماتدعون) قلنا : الأقرب عندي أن قوله (ولكم فيها ما تشتهي أنفسكم) إشارة إلى الجنة الجسمانية ، وقوله (ولكم فيها ما تدعون) إشارة إلى الجنة الروحانية المذكورة في قوله (دعواهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها سلام ، وآخر دعواهم أن الحمد لله رب العالمين) .

ثم قال (نزلا من غفور رحيم) والنزل : رزق النزيل وهو الضيف ، وانتصابه على الحال ، قال العارفون : دلت هذه الآية على أن كل هذه الاشياء المذكورة جارية مجرى النزل ، والكريم إذا أعطى النزل فلا بد وأن يبعث الخلع النفيسة بعدها ، وتلك الخلع النفيسة ليست إلا السعادات الحاصلة عند الرؤية والتجلي والكشف التام ، نسأل الله تعالى أن يجعلنا لها أهلا بفضله وكرمه ، إنه قريب مجيب .

قوله تعالى : ﴿ومن أحسن قولا ممن دعا إلى الله وعمل صالحاً وقال إنني من المسلمين﴾ .

قال تعالیٰ

وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا

الجزء الثانی من کتاب

التفہیمات الالٰہیۃ

تصنیف

حجۃ الاسلام الشیخ قطب الدین احمد المدعو بالشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی رح

(المتوفی سنۃ ۱۱۷۶ھ)

صاحب "ازالۃ الخفاء" و"الخیر الکثیر" وغیرہما

سلسلۃ مطبوعات المجلس العلمی دابھیل (سورت) رقم ۱۸

طبع فی

مدینہ برقی پریس بجنور (یوپی)

۱۳۵۵ھ

۱۹۳۶ء

العادات الفاسدة وقبحها ومن رد التحريفات ومن التمثيل ومن بيان صفاته تعالى المباينة عن الناسوت فهذا هو النظام الطبيعي لمضامين الآيات،

ثم ان اساليب السور يشبه اسلوب الرسالة من وجه واسلوب القصيدة من وجه واسلوب الآيات مثل اسلوب الابيات وقوافيها مثل قوافي الابيات على مذهب العرب القديم فانهم يجوزون النون والميم في بيت وان يكون الواو والياء في بيت فهذا بيان لنظام النظم، لنضرب لك مثلا يتضح بدرجة قرب الملكوت،

ارأيت الرجل يعشق احدا كيف يكون لانتشار عشقه حتى يبلغ نصاب الكمال وزن محدود فاول ما يقرعه استحسان المعشوق في خياله ويعقب ذلك الميل وتعلق القلب وشوق اللقاء ثم يظهر عليه يبس الجفون واسوداد الوجه والقلق والتململ و كذلك سلطان الحكمة خفي الحكم ضعيف الاثر ومقتضى التفهيم ضروري ايجابي وعند قرب الملكوت يحصحص الحق ويتشعشع النور،

تفہیم

من خصائص قرب الكمال ان يتولى الله سبحانه للعبد ظاهرا وباطنا فيجري تدبيره على مقتضى الحكمة الالهية علم اولم يعلم قال الله تعالى وهو يتولى الصالحين،

ومن خصائص هذا القرب ان يناديه الملائكة كما نادت مريم وليس ندائها بالاصوات بل بالاشارات وهذا القرب هو الكمال الذى اشار اليه رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث قال كمل من الرجال كثير الحديث وهو الصلاح الذى اتاه الله يونس عليه السلام بعد ان نبذته الحوت قال تعالى فاجتباه ربه فجعله من الصالحين والوحي وراء ذلك،

ایاہ ولیس عندنا هذا هكذا بل العامة لاتشترك فطمعهم فی اخذ العلم فانما اخذهم وحي لیس الا لانه انما یکون کمثل الماء تملأ به منابت الشجر فتحول عیدانا واوراقا ونضارة وكذلك علمهم الذی یأخذونه من دورة الكمال التی هي اجمال الدورات كلها یتحول تفثا تارة وكشفا اخری وقد یتصور فی صورة رسالة الملك وقد یتصور فی صورة رویته والعامة قد تنال حظا من رسالة الملك ورؤیته الا تری كیف رأت مریم جبرئیل رجلا سویا وكیف نادته الملائكة وفی الحدیث ان مؤمنا زار اخاه فی قریة فتمثل له الملك عند درب القریة فقال انی رسول الله الیك وفی الحدیث لوكنتم علی حالة واحدة لصافحتكم الملائكة وانتم علی فرشكم ورأی اسید بن حضیر الملائكة كهیئة المصابیح فی الغمام ولكنهم لا یرون رؤیته مستفادة من دورة الكمال،

فانما مبدأ الفرق بین العامة وبین الانبیاء هو البعثة والتبهج الی الدعوة بعد ما رزقوا قسطا من الكمال او حظا من القرب لاغیر وكل ما یجعل فرقا دون ذلك تجوز وتسامح فی الكلام ومن كان مقلدا لواحد من الائمة وبلغه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ما یخالف قوله فی مسألة وغلب علی ظنه ان ذلك نقل صحیح فلیس له عذر فی ان یترك حدیثه علیه السلام الی قول غیره وما ذلك شأن المسلمین ویخشی علیه النفاق ان فعل ذلك،

تفہیم

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموهم قلنا یا رسول الله الیهود والنصاری قال فمن اخرجه البخاری ومسلم وصدق رسول الله صلی الله علیه وسلم فقد رأینا رجالا من ضعیفي المسلمین یتخذون الصلحاء اربابا من دون الله ویجعلون قبورهم مساجد كما كان الیهود والنصاری یفعلون

المُسمَّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

شَرِبْتُ ـ يَعْنِي اللَّبَنَ ـ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّيِّ يَجْرِي فِي ظُفُرِي، أَوْ فِي أَظْفَارِي، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ». فَقَالُوا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ قَالَ: «العِلْمَ». [طرفه في: ٨٢].

٣٦٨٢ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ﭭ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أُرِيتُ فِي المَنَامِ أَنِّي أَنْزِعُ بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلَى قَلِيبٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوباً أَوْ ذَنُوبَيْنِ نَزْعاً ضَعِيفاً، وَاللهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْباً، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيّاً يَفْرِي فَرِيَّهُ، حَتَّى رَوِيَ النَّاسُ وَضَرَبُوا بِعَطَنٍ».

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: العَبْقَرِيُّ عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ، وَقَالَ يَحْيَى: الزَّرَابِيُّ الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيقٌ، ﴿مَبْثُوثَةٌ﴾ [الغاشية: ١٦]، كَثِيرَةٌ. [طرفه في: ٣٦٣٣].

٣٦٨٣ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الحَمِيدِ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَاهُ قَالَ:

حدثني عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَضْحَكُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِي كُنَّ عِنْدِي، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الحِجَابَ». فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي وَلَا تَهَبْنَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِيهاً يَا ابْنَ الخَطَّابِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكاً فَجّاً قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجّاً غَيْرَ فَجِّكَ». [طرفه في: ٣٢٩٤].

٣٦٨٤ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. [الحديث ٣٦٨٤ ـ طرفه في: ٣٨٦٣].

٣٦٨٥ ـ حدثنا عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي، فَإِذَا عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَداً أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَايْمُ اللهِ، إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ: إِنِّي كُنْتُ كَثِيراً أَسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ». [طرفه في: ٣٦٧٧].

٣٦٨٦ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، وَكَهْمَسُ بْنُ المِنْهَالِ قَالَا: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﭬ قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ، وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ: «اثْبُتْ أُحُدُ، فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدَانِ». [طرفه في: ٣٦٧٥].

٣٦٨٧ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ، هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلَنِي ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ ـ يَعْنِي عُمَرَ ـ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَداً قَطُّ، بَعْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ، كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ، حَتَّى انْتَهَى، مِنْ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ.

٣٦٨٨ ـ حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ ﭬ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟». قَالَ: لَا شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ ﷺ، فَقَالَ: «أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ». قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ». قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ. [الحديث ٣٦٨٨ ـ أطرافه في: ٦١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣].

٣٦٨٩ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﭬ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ».

تاريخ الخلفاء

تأليف

جلال الدين عبد الرحمن

السيوطي

المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

باهى بالناس عشية عرفة عامة وباهى بعمر خاصة، وإنه لم يبعث الله نبياً إلا كان في أمته مُحَدَّث، وإن يكن في أمتي منهم أحد فهو عمر»، قالوا: يا رسول الله كيف محدث؟ قال: «**تتكلم الملائكة على لسانه**» إسناده حسن.

❊ ❊ ❊

فصــــل

في أقوال الصحابة والسلف فيه

قال أبو بكر الصديق رضي الله عنه: ما على ظهر الأرض رجل أحبُّ إليَّ من عمر؛ أخرجه ابن عساكر. وقيل لأبي بكر في مرضه: ماذا تقول لربك وقد وَلَّيْتَ عمر؟ قال: أقول له: وليت عليهم خيرهم، أخرجه ابن سعد.

وقال عليٌّ رضي الله عنه: إذا ذكر الصالحون فَحَيْهَلا بعمر، ما كنا نبعد أن السكينة تنطق على لسان عمر، أخرجه الطبراني في «الأوسط».

وقال ابن عمر رضي الله عنهما: ما رأيت أحداً قط بعد النبي ﷺ من حين قبض أَجَدَّ ولا أَجْوَدَ من عمر، أخرجه ابن سعد.

وقال ابن مسعود رضي الله عنه: لو أن عِلْم عمر وُضِعَ في كفَّة ميزان ووضع علم أحياء الأرض في كفة لرجح علم عمر بعلمهم، ولقد كانوا يَرَوْنَ أنه ذهب بتسعة أعشار العلم، أخرجه الطبراني في «الكبير»، والحاكم.

وقال حذيفة رضي الله عنه: كأن علم الناس كان مدسوساً في حِجْرِ عمر. وقال حذيفة رضي الله عنه: والله ما أعرف رجلاً لا تأخذه في الله لومة لائم إلا عمر.

وقالت عائشة رضي الله عنها؛ وذكرت عمر: كان والله أَحْوَذِيّاً نَسِيجَ وَحْدِه.

وقال معاوية رضي الله عنه: أما أبو بكر فلم يُرِدِ الدنيا ولم ترده، وأما عمر فأرادته الدنيا ولم يردها، وأما نحن فتمرَّغنا فيها ظهراً لبطن؛ أخرجه الزبير بن بكار في «الموفقيات».

وقال جابر رضي الله عنه: دخل عليٌّ على عمر ـ وهو مُسَجًّى ـ فقال: رحمة الله عليك، ما مِنْ أحدٍ أحبُّ إليَّ أن ألقى الله بما في صحيفته، بعد صحبة النبي عليه الصلاة والسلام من هذا المسجى؛ أخرجه الحاكم.

وقال ابن مسعود رضي الله عنه: إذا ذكر الصالحون فحيهلا بعمر، إن عمر كان أعلمنا بكتاب الله وأفقهنا في دين الله تعالى، أخرجه الطبراني والحاكم.

وسئل ابن عباس عن أبي بكر فقال: كان كالخير كله، وسئل عن عمر، فقال: كان كالطير الحذر الذي يرى أن له بكل طريق شَرَكاً يأخذه، وسئل عن علي، فقال: مُلِيء عزماً وعلماً ونجدة، أخرجه في «الطيوريات».

وأخرج الطبراني عن عمير بن ربيعة أن عمر بن الخطاب قال لكعب الأحبار: كيف تجد نعتي؟ قال: أجد نعتك قرناً من حديد، قال: وما قرن من حديد؟ قال: أمير شديد لا تأخذه في الله لومة لائم، قال: ثم مَهْ؟ قال: ثم يكون من بعدك خليفة تقتله فئة ظالمة، قال: ثم مَهْ؟ قال: ثم يكون البلاء.

وأخرج أحمد والبزار والطبراني عن ابن مسعود ـ رضي الله عنه ـ قال: فَضَلَ عمر بن الخطاب الناس بأربع: بذكر الأسرى يوم بدر، أمر بقتلهم فأنزل الله: ﴿لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ﴾ [الأنفال: ٦٨]، وبذكر الحجاب، أمر نساء النبي ﷺ أن يحتجبن، فقالت له زينب: وإنك علينا يا ابن الخطاب والوحي ينزل علينا في بيوتنا، فأنزل الله: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَٰعًا﴾ [الأحزاب: ٥٣]، وبدعوة النبي عليه الصلاة والسلام: **«اللَّهم أيِّد الإسلامَ بعمر»**، وبرأيه في أبي بكر، كان أول من بايعه.

وأخرج ابن عساكر عن مجاهد قال: كنا نُحَدَّثُ أن الشياطين كانت مُصَفَّدَةً في إمارة عمر، فلما أُصيب بُثَّتْ. وأخرج عن سالم بن عبدالله قال: أبطأ خبر عمر على أبي موسى، فأتى امرأة في بطنها شيطان فسألها عنه، فقالت: حتى يجيئني شيطاني، فجاء فسألته عنه فقال: تركته مؤتزراً بكساء يَهْنأ إبل الصَّدَقة، وذاك رجل لا يراه شيطان إلا خَرَّ لمنخريه، الملك بين عينيه، وروح القدس ينطق بلسانه.

❋ ❋ ❋

فصل

قال سفيان الثوري: من زعم أن علياً كان أحق بالولاية من أبي بكر وعمر فقد أخطأ، وخطَّأ أبا بكر وعمر والمهاجرين والأنصار. وقال شريك: ليس يُقَدِّمُ علياً على أبي بكر وعمر أحد فيه خير. وقال أبو أسامة: أتدرون من أبو بكر وعمر؟ هما أبو الإسلام وأمه. وقال جعفر الصادق: أنا بريء مِمَّنْ ذكر أبا بكر وعمر إلا بخير.

❋ ❋ ❋

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

بلله الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

(اردو ترجمہ)

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

دفتر اوّل ـــــ حصہ چہارم

(تصحیح و حواشی و ترجمہ)

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

(ناشر)

مدینہ پبلشنگ کمپنی ۔ بندر روڈ ۔ کراچی

اختلاف بلحاظ منظر کے سبب ہے۔ بلکہ وہاں استدلال اور برہان کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ حق سبحانہ کے وجود میں کوئی پوشیدگی اور اس کے ظہور میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اور وہ تمام بدیہیات سے زیادہ روشن ہے۔ اور یہ بات سوائے اُس شخص کے کہ جس کے دل میں مرض اور اس کی آنکھوں پر پردہ ہو کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اور تمام اشیاء حواس ظاہری سے محسوس ہیں۔ اور ضروری طور پر معلوم ہے کہ ان سب کا وجود اسی ذات پاک کی طرف سے ہے جو مطلوب میں مضر نہیں ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى	اور سلام ہو آپ پر اور اُن سب پر جو ہدایت پر چلے
وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ	اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَتَمُّهَا وَاَكْمَلُهَا۔	کو لازم پکڑے۔

مکتوب نمبر ۲۴۸

عالی جناب مرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعداروں کو ان کے تمام کمالات سے بطریق تبعیت کچھ نہ کچھ حصہ حاصل ہے۔ اور اس بیان میں کہ کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس امر کی تحقیق میں کہ تجلی ذاتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے کس معنی سے ہے۔ اور اس کے مناسب بیان میں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا	اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے ہم کو اس طرف ہدایت
لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَقَدْ	کی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے
جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ صَلَوَاتُ	بے شک ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ آئے
اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَسْلِيْمَاتُهٗ عَلَيْهِمْ وَعَلٰى	ہیں۔ اُن پر اور ان کے تابعداروں اور مددگاروں
اَتْبَاعِهِمْ وَاَعْوَانِهِمْ وَخَزَنَةِ	اور ان کے اسرار کے خزانچیوں پر اللہ تعالیٰ کی
اَسْرَارِهِمْ	طرف سے صلوٰۃ وسلام ہو۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعدار کمال متابعت اور زیادہ محبت کے باعث بلکہ محض عنایت

حاشیہ صفحہ ۵۹) سے برہان لمی یہ ہے کہ علت سے معلول کی طرف دلیل پکڑیں اور انی یہ ہے کہ معلول سے علت کی طرف دلیل پکڑیں۔

حاشیہ صفحہ ۵۹ لہ سورہ اعراف، پارہ دلو انا۔

بخشش سے اپنے متبوع انبیاءؑ کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں۔ اور پورے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ تابعوں اور متبوعوں کے درمیان سوائے اصالت اور تبعیت اور اولیت اور آخریت کے کچھ فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس امر کے کوئی تابعدار اگرچہ افضل الرسل کے تابعداروں سے ہو۔ کسی نبی کے مرتبہ کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہو نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان کا سر ہمیشہ اس پیغمبر کے نیچے رہتا ہے جو تمام پیغمبروں سے نیچے درجے کا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تمام انبیاء اور ان کے ارباب کے تعینات کے مبادی مقام اصل سے ہیں۔ اور تمام امم واسفل امتوں اور ان کے ارباب کے مُبادی تعینات اس اصل کے ظلال کے مقامات سے اپنے اپنے درجہ کے موافق ہیں۔ پھر اصل وظل کے درمیان کس طرح مساوات ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ۔[۱]

بے شک ہمارے مُرسل بندوں کے لیے ہمارا وعدہ ہو چکا کہ وہ فتحیاب ہیں اور ہمارا ہی لشکر غالب ہے۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ تجلی ذاتی جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان حضرت خاتم الرسل سے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل تابعداروں کو بھی اس تجلی سے حصہ حاصل ہے۔ وہ اس معنے کے لحاظ سے نہیں ہے کہ تجلی ذات انبیاء کے نصیب نہیں ہے۔ اور تابعداری کے سبب ان کے کاملوں کو نصیب ہے۔ حاشا وکلا کہ کوئی اس سے یہ مطلب تصور کرے۔ کیونکہ اس میں اولیاء کی انبیاء پر زیادت ہے بلکہ اس تجلی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہونا اس معنے کے اعتبار سے ہے۔ کہ دوسروں کو اس کا حاصل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی طفیل اور تبعیت سے ہے۔ یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس تجلی کا حاصل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔ اور اس اُمت کے کامل اولیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے سبب سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعمت عظمیٰ کے دسترخوان پر اس کے طفیلی اور جلیس ہیں۔ اور اولیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم پس خوردہ کھانے والے۔ اور جلیس طفیلی اور خادم پس خوردہ کھانے والے کے درمیان بہت فرق ہے۔ اس مقام پر قدم لغزش کھا جاتا ہے۔

اس شبہ کی تحقیق میں اس فقیر نے اپنے مکتوبات اور رسالوں میں کئی قسم کی وجہیں ذکر کی ہیں۔ اور

[۱] سورۃ والصافات، پارہ ۲۳۔

حق وہی ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسودہ میں تحقیق کیا ہے۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اگرچہ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اس تجلّی سے کامل حصہ حاصل ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس ولایت خاصہ نے ان کی امتوں کے اولیا میں اثر نہیں کیا ہے۔ اور اس تجلی سے وافر حصہ حاصل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ جب ان کی اصلوں میں یہ دولت طفیلی اور انعکاسی ہو تو فروع میں عکس العکس کے طریق پر کیا پہنچے۔ اس معنے کا مصداق کشف صریح ہے نہ استدلال عقلی۔

اور یہ جو پہلے مذکور ہوا ہے کہ کامل تابعدار کمال متابعت کے سبب اپنے متبوعوں کے کمالات جذب کر لیتے ہیں، مراد ان سے متبوعوں کے اصلیہ کمالات ہیں نہ کہ مطلقاً تاکہ تناقض پیدا نہ ہو۔ بلکہ یہ لوگ انبیا میں سے اپنے ہر ایک نبی کی مخصوصہ ولایت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ اور سب امتوں کے درمیان یہی اُمت تابعداری کے سبب اس تجلی سے مخصوص ہے۔ اور اس دولت عظمیٰ سے مشرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امت خیر الامم ہے۔ اور اس اُمت کے علما بنی اسرائیل کی طرح ہیں:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

دل نے چاہا کہ اس ولایت خاصہ کے کچھ فضائل وخصائص لکھے۔ لیکن وقت کی تنگی نے مدد نہ کی اور کاغذ نے کوتاہی کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے علوم ومعارف بھاری بادل کی طرح برس رہے ہیں۔ اور عجیب وغریب اسرار پر اطلاع بخشی ہے ہیں۔ اس راز کے محرم اپنی اپنی استعداد کے موافق میرے بزرگوار فرزند ہیں۔ اور دوسرے دوست چند روز حضور میں ہیں اور چند روز غیبت میں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ ولی ہر چند ولی ہو صحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق حد سے بڑھ کر ہے صحیفہ گرامی جو اس حقیر کے نام فرمایا تھا اس کے پہنچنے سے مشرف ہوا اعمال کو قاصر دیکھنا بڑی بھاری نعمت ہے۔ لیکن توسط احوال تمام امور میں اچھا ہے۔ افراط تفریط کی طرح حد اعتدال سے باہر ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلٰى سَآئِرِ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَالْتَزَمَ مُتَابَعَةَ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيْمَاتُ ۔ اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جو ہدایت پر چلے اور حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سُنو! بے شک

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

میں دوسروں سے اعانت کا طلب گار رہا اس وقت تک تو میرے سامنے ایک حجاب سا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ سے اعانت کا طالب ہوا تو میرے قلب میں ایک سوراخ نمودار ہوا اور پہلی سی بے قراری ختم ہو گئی۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا قول ہے "کون ہے جو حاجت مند کے پکارنے پر اس کا جواب دے" آپ نے فرمایا کہ جب تک تو نے صادق کو آواز دی اس وقت تک تو جھوٹا تھا اور اب قلبی سوراخ کی حفاظت کرنا۔

ارشادات۔ فرمایا جو شخص یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص شے پر موجود ہے یا کسی شے سے قائم ہے وہ کافر ہے۔ فرمایا کہ جس معصیت سے قبل انسان میں خوف پیدا ہو وہ اگر توبہ کر لے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جس عبادت کی ابتداء میں مامون رہتا اور آخر میں خود بینی پیدا ہونا شروع ہو تو اس کا نتیجہ بعد الٰہی کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گنہگار ہے اور جو معصیت پر اظہار ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ صبر کرنے والے درویش اور شکر کرنے والے مالدار میں سے آپ کے نزدیک کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صبر کرنے والے درویش کو اس لئے فضیلت حاصل ہے کہ مالدار کو ہمہ اوقات اپنے مال کا تصور رہتا ہے۔ اور درویش کو صرف اللہ تعالیٰ کا خیال۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ "توبہ کرنے والے ہی عبادت گزار ہیں" آپ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مشغول ہونے کے بعد دنیا کی ہر شئے کو بھول جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے کا نعم البدل ہے۔ یختص برحمتہ من یشاء کی تفسیر کے سلسلے میں آپ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کر لیتا ہے۔ یعنی تمام اسباب و وسائل ختم کر دیئے جاتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ عطائے الٰہی بلاواسطہ ہے نہ کہ بالواسطہ۔ فرمایا مومن کی تعریف یہ ہے کہ جو اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول رہے فرمایا کہ صاحب کرامت وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے نفس کو سرکشی سے آمادہ بجنگ رہے کیونکہ نفس سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ تک رسائی کا سبب ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اوصاف مقبولیت میں سے ایک وصف الہام بھی ہے جو لوگ دلائل سے الہام کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں وہ بد دین ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جتنا کہ رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر چیونٹی رینگتی ہے۔ فرمایا کہ عشق الٰہی نہ تو اچھا ہے نہ برا۔ فرمایا کہ مجھ پر رموز حقیقت اس وقت منکشف ہوئے جب میں خود دیوانہ ہو گیا۔ فرمایا نیک بختی کی علامت یہ بھی ہے کہ عقلمند دشمن سے واسطہ پڑ جائے۔ فرمایا کہ پانچ لوگوں کی صحبت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اول جھوٹے سے کیونکہ اس کی صحبت فریب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ دوم بے وقوف سے کیونکہ جس قدر وہ تمہاری منفعت چاہے گا اسی قدر نقصان پہنچے گا۔ سوم کنجوس سے کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت رائے گاں ہو جاتا ہے۔ چہارم بزدل سے کیونکہ یہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ پنجم فاسق سے کیوں کہ ایک نوالے کی طمع میں کنارہ کش ہو کر مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

فِيْهَا فَكَانَتْ قَبْرَهَا۔

پھر ایک ذرہ اسی متنازعہ زمین کے گھر میں چل رہی تھی کہ ایک کنوئیں یا گھڑے (غار) میں گر پڑی اور وہی اس کی قبر بن گیا۔

حضرت عمرؓ کی کرامت

٥٧٠٠ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعٰى سَارِيَةَ فَبَيْنَمَا عُمَرُ يَخْطُبُ فَجَعَلَ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُوْلٌ مِّنَ الْجَيْشِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَقِيْنَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُوْنَا فَاِذَا بِصَائِحٍ يَصِيْحُ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاَسْنَدْنَا ظُهُوْرَنَا اِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک لشکر (نہاوند کی طرف) بھیجا اور اس پر ساریہ کو مقرر کیا ایک روز عمرؓ (مسجد نبوی میں جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکایک آپ نے بلند آواز سے کہا، ساریہ! پہاڑ کی طرف اس واقعہ کے چند روز بعد لشکر سے ایک قاصد آیا۔ اور عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ امیر المومنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہم کو شکست دی۔ ناگہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا اے ساریہ! پہاڑ کی جانب چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خداوند تعالےٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔

کعب احبارؓ کی کرامت

٥٧٠١ وَعَنْ نُبَيْهَةَ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَذَكَرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ يَزِفُّوْنَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ۔

نبیہہ بن وہب کہتے ہیں کہ کعب حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوا کعب نے کہا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ اس میں آفتاب طلوع ہوتا ہو اور ستر ہزار فرشتے آسمان سے نہ اترتے ہوں (یعنی روزانہ صبح کے وقت اتنے فرشتے نازل ہوتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور انوار قبر سے برکت حاصل کرنے کیلئے بازوؤں کو قبر پر پھیلاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوسرے آجاتے ہیں اور صبح تک یہی کرتے ہیں اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ جبکہ قیامت کے دن قبر پھٹے گی اور آپ قبر سے برآمد ہونگے اور ستر ہزار فرشتوں کے درمیان خداوند تعالیٰ کے پاس چلے جائیں گے۔ (دارمی)

بَابُ وَفَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا بیان

فصل اوّل

جب اہل مدینہ کے نصیب جاگے تھے

٥٧٠٢ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا

حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

تاريخ الخلفاء

تأليف

جلال الدين عبد الرحمن

السيوطي

المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

السابع عشر: قوله في اليهود: إنهم قوم بُهْت.

الثامن عشر: قوله تعالى: ﴿ثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ ٱلْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾﴾ [الواقعة: ٣٩، ٤٠]، قلت: أخرج قصتها ابن عساكر في تاريخه عن جابر بن عبدالله، وهي في «أسباب النزول».

التاسع عشر: رفع تلاوة ﴿الشيخ والشيخة إذا زنيا﴾ الآية.

العشرون: قوله يوم أحد لما قال أبو سفيان: أفي القوم فلان؟: لا نجيبنّه، فوافقه النبي عليه الصلاة والسلام، قلت: أخرج قصته أحمد في «مسنده».

قال: ويضم إلى هذا ما أخرجه عثمان بن سعيد الدارمي في كتاب «الرد على الجهمية» من طريق ابن شهاب عن سالم بن عبدالله أن كعب الأحبار قال: ويل لملك الأرض من ملك السماء، فقال عمر: إلا من حاسب نفسه، فقال كعب: والذي نفسي بيده إنها في التوراة لَتَابِعَتُها، فَخَرَّ عمر ساجداً.

ثم رأيت في «الكامل» لابن عدي من طريق عبدالله بن نافع ـ وهو ضعيف ـ عن أبيه عن عمر أن بلالاً كان يقول إذا أذن: أشهد أن لا إله إلا الله، حي على الصلاة، فقال له عمر: قل في أثرها: أشهد أن محمداً رسول الله، فقال النبي عليه الصلاة والسلام: «قل كما قال عمر».

❋ ❋ ❋

فصـــل

في كراماته رضي الله عنه

أخرج البيهقي وأبو نعيم، كلاهما في «دلائل النبوة»، واللالكائي في «شرح السنة» والدير عاقولي في «فوائده»، وابن الأعربي في «كرامات الأولياء»، والخطيب فيما رواه مالك عن نافع عن ابن عمر، قال: وَجَّهَ عمر جيشاً، ورأس عليهم رجلاً يدعى سارية، فبينما عمر يخطب جعل ينادي: يا سارية الجبل، ثلاثاً، ثم قدم رسول الجيش، فسأله عمر، فقال: يا أمير المؤمنين هُزِمْنا، فبينا نحن كذلك إذ سمعنا صوتاً ينادي: يا سارية الجبل، ثلاثاً، فأسندنا ظهورنا إلى الجبل، فهزمهم الله، قال: قيل لعمر: إنك كنت تصيح بذلك. وذلك الجبل الذي كان سارية عنده بنهاوند من أرض العجم، قال ابن حجر في الإصابة: إسناده حسن.

وأخرج ابن مردويه من طريق ميمون بن مهران عن ابن عمر قال: كان عمر

يخطب يوم الجمعة، فعرض في خطبته أن قال: يا سارية الجبل، من استرعى الذئب ظلم، فالتفت الناس بعضهم لبعض، فقال لهم علي: لَيَخْرُجَنَّ مما قال، فلما فرغ سألوه فقال: وقع في خلدي أن المشركين هزموا إخواننا، وأنهم يمرون بجبل، فإن عدلوا إليه قاتلوا من وجه واحد، وإن جاوزوا هلكوا، فخرج مني ما تزعمون أنكم سمعتموه، قال: فجاء البشير بعد شهر فذكر أنهم سمعوا صوت عمر في ذلك اليوم، فعدلنا إلى الجبل ففتح الله علينا.

وأخرج أبو نعيم في «الدلائل» عن عمرو بن الحارث، قال: بينما عمر على المنبر يخطب يوم الجمعة إذ ترك الخطبة فقال: يا سارية الجبل، مرتين أو ثلاثاً، ثم أقبل على خطبته، فقال بعض الحاضرين: لقد جُنَّ، إنه لمجنون، فدخل عليه عبدالرحمن بن عوف، وكان يطمئن إليه، فقال: لشد ما ألومهم عليك، إنك لتجعل لهم على نفسك مقالاً، بينا أنت تخطب إذ أنت تصيح: يا سارية الجبل، أي شيء هذا؟ قال: إني والله ما ملكت ذلك، رأيتهم يقاتلون عند جبل يُؤْتَوْنَ من بين أيديهم ومن خلفهم، فلم أملك أن قلت: يا سارية الجبل، ليلحقوا بالجبل، فلبثوا إلى أن جاء رسول سارية بكتابه: إن القوم لقونا يوم الجمعة، فقاتلناهم، حتى إذا حضرت الجمعة ودار حاجب الشمس، سمعنا منادياً ينادي: يا سارية الجبل، مرتين، فلحقنا بالجبل، فلم نزل قاهرين لعدونا حتى هزمهم الله وقتلهم، فقال أولئك الذين طعنوا عليه: دعوا هذا الرجل فإنه مصنوع له.

وأخرج أبو القاسم بن بشران في «فوائده» من طريق موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال: قال عمر بن الخطاب لرجل: ما اسمك؟ قال: جمرة، قال: ابن من؟ قال: ابن شهاب، قال: مِمَّن؟ قال: من الحرقة، قال: أين مسكنك؟ قال: الحَرَّة، قال: بأيها؟ قال: بذات لظى، فقال عمر: أدرك أهلك فقد احترقوا، فرجع الرجل فوجد أهله قد احترقوا.

وأخرج مالك في «الموطأ» عن يحيى بن سعيد، نحوه، وأخرجه ابن دريد في «الأخبار المنثورة»، وابن الكلبي في «الجامع»، وغيرهم. وقال أبو الشيخ في كتاب «العظمة»: حدثنا أبو الطيب، حدثنا علي بن داود، حدثنا عبدالله بن صالح، حدثنا ابن لهيعة، عن قيس بن الحجاج عمن حدثه قال: لما فتحت مصر أتى أهلها عمرو بن العاص حين دخل يوم من أشهر العجم فقالوا: يا أيها الأمير، إن لنيلنا هذا سُنَّة لا يجري إلا بها، قال: وما ذاك؟ قالوا: إذا كان إحدى عشرة ليلة تخلو من هذا الشهر عمدنا إلى جارية بكر بين أبويها، فأرضينا أبويها وجعلنا عليها من الثياب والحلي أفضل

المجلد الاول من تفسير روح البيان

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقى البروسوى قدس سره العالى المتوفى سنه ١١٣٧

حمدا لمن ابدع السيد آدم واودعه مظاهر اسمائه وصفاته المنعوتة بالعالم واجمل فيه جميع الحقائق وجعله مظهر اسمه الجامع لما تأخر وتقدم وصلاة وسلاما على مرآت درج الكمال الاسنى وصورة صور الكائنات ومجمع اسرار الآيات البينات سيدنا محمد سر الاسرار فهو الاسم الاعظم والحبيب الافخم الناطق بلسانه (انا سيد ولد آدم) وعلى آله واصحابه المصطفين من العرب والعجم الدامغين بانوارهم آثام الظلم وبعد فلما لم يبق نسخ هذا التفسير الشريف المرغوب بين المشارق والمغارب الذى طبع سابقا فى المطبعة العثمانية بمعرفة ابينا المرحوم المغفور عثمان بك نور الله مضجعه بلطفه المشكور وطلبوا كثيرا من العلماء ولم يجدوه اردت ان اطبع طبعا نفيسا والتزمت باعتناء التصحيح وفوضت تصحيحه الى يدى العالمين العاملين اعنى المدرس المجيز باسكدار الموصوف بالعفة والاستقامة [حافظ محمد خيرى] والمصحح الكتب الذى اشتهر بتصحيحه فى المطبوعات [احمد رفعت] غفر الله لهما وشكر سعيهما وطبعت فى عصر خليفة السلطان [محمد رشاد خان] خلد الله ملكه الى آخر الدوران مستعينا بتوفيق الله وطلبا لمرضاة الله تعالى فى الصبح والمسى وارجو من الله تعالى ان اخدم اخواننا المسلمين بطبع كتب التفاسير والاحاديث وغير ذلك واكون فى زمرة (سيد القوم خادمهم) وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب

مدير المطبعة العثمانيه وصاحب الامتياز

محمد صائم بن عثمان بك

١٣٣٠

لما وصل الى الطور لاقتباس النار لاهله ﴿ نودى ياموسى انى انا ربك ﴾ فتجلى الربوبية اولا ثم قيل ﴿ فاخلع نعليك ﴾ وهما الطبيعة والنفس امر بتركهما ثم قيل ﴿ وانا اخترتك فاستمع لما يوحى انى انا الله لا اله الا انا فاعبدنى ﴾ فتجلى الالوهية ثم بعدها تجلى الذات وامر بارشاد فرعون فترك اهله هنالك ولم يلتفت وجاء الى فرعون وكان دخوله بمصر فى نصف الليل فدق باب فرعون بعصاه امتثالا لامر الله تعالى قيل انه شابت لحية فرعون فى ذلك الوقت بمهابة دقه فقال أكنت وليدا مربى عندنا قال موسى نعم ولذلك دعوتك قبل الكل لسبق حقك على رعاية له فأرادوا قتله فألقى عصاه فصارت ثعبانا مبينا فبنا عزم على ابتلاعهم فاستأمنوا فأعطاهم الامان وكان يريد أن يؤمن ولكنه منعه هامان فبعد دعوة فرعون جاء الى اهله فوجدها قد وضعت الحمل فاحاطتها ذئاب من اطرافها لمحافظتها فلم يقدر ان يمر من هنا مار فانظر الى قدرة الله تعالى ــ روى ــ ان الامام الاعظم والهمام الاقدم رحمه الله لم يشتغل بالدعوة الى مذهبه الا بالاشارة النبوية فى المنام بعدما قصد الانزواء فهذا اعدل دليل الى وصوله الى الحقيقة وكان يقوم كل الليل وسمع رحمه الله هاتفا فى الكعبة ان يا أبا حنيفة اخلصت خدمتى واحسنت معرفتى فقد غفرت لك ولمن تبعك الى قيام الساعة كذا فى عين العلم للشيخ محمد البلخى رحمه الله * وعن بعض العارفين قبلة البشر الكعبة وقبلة اهل السماء البيت المعمور وقبلة الكروبيين الكرسى وقبلة حملة العرش العرش ومطلوب الكل وجه الله سبحانه وتعالى ﴿ وقالوا ﴾ نزلت لما قالت اليهود عزير ابن الله والنصارى المسيح ابن الله ومشركوا العرب الملائكة بنات الله فضمير قالوا راجع الى الفرق الثلاث المذكورة سابقا اما اليهود والنصارى فقد ذكروا صريحا واما المشركون فقد ذكروا بقوله تعالى ﴿ كذلك قال الذين لا يعلمون مثل قولهم ﴾ اى قال اليهود والنصارى وما شاركهم فيما قالوا من الذين لا يعلمون ﴿ اتخذ الله ولدا ﴾ الاتخاذ اما بمعنى الصنع والعمل فلا يتعدى الا الى واحد واما بمعنى التصيير والمفعول الاول محذوف اى صير بعض مخلوقاته ولدا وادعى انه ولده لانه ولده حقيقة وكما يستحيل عليه تعالى ان يلد حقيقة كذا يستحيل عليه التبنى واتخاذ الولد فنزه الله تعالى نفسه عما قالوا فى حقه فقال ﴿ سبحانه ﴾ تنزيه والاصل سبحه سبحانا على انه مصدر بمعنى التسبيح وهو التنزيه اى منزه عن السبب المقتضى للولد وهو الاحتياج الى من يعينه فى حياته و يقوم مقامه بعد مماته وعما يقتضيه الولد وهو التشبيه فان الولد لا يكون الا من جنس والده فكيف يكون للحق سبحانه ولد وهو لا يشبهه شئ : قال فى المثنوى

لم يلد لم يولد است او از قدم * نى پدر دارد نه فرزند و نه عم

﴿ بل له ما فى السموات والارض ﴾ رد لما قالوه واستدلال على فساده فان الاضراب عن قول المبطلين معناه الرد والانكار * وفى الوسيط بل اى ليس الامر كما زعموا والمعنى انه خالق ما فى السموات والارض جميعا الذى يدخل فيه الملائكة وعزير والمسيح دخولا اوليا فكان المستفاد من الدليل امتناع ان يكون شئ ما مما فى السموات والارض ولدا سواء كان ذلك مازعموا انه ولده ام لا ﴿ كل ﴾ اى كل ما فيهما كائنا ما كان من اولى العلم وغيرهم ﴿ له ﴾

در اوائل دفتر سوم در بيان دعوت كردن نوح عليه السلام پسر را و سر كشيد او كه بر سر كوه معروم و جاوه كم و منت نو نكشم

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

۱۳۰۱م

نزدیک مسلم وغیرہ کے آیا ہے فیقتل عیسی الدجال عند باب لد الشرقی فبینما ھم
کذلک اذ اوحی اللہ تعالے الی عیسی بن مریم انی قد اخرجت عباداً من عبادی
لا یدان لک بقتالھم فحرز عبادی الی الطور الحدیث ظاہر یہی ہے کہ لانے والے
اس وحی کے جبرئیل علیہ السلام ہونگے بلکہ اسی کا ہمکو یقین ہے اسمین کچھہ تردد نہین
کیونکہ اونکا وظیفہ یہی ہے کہ وہ درمیان خدا و انبیاء کے سفیر ہوتے ہین یہہ بات
کسی دوسرے فرشتے کے لئے معلوم نہین ابو حاتم نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے انہ
وکل جبریل بالکتب و بالوحی الی الانبیاء مگر اس سے یہہ بات ثابت نہین ہوتی کہ یہہ
وحی تعلیم شریعت کے لئے ہوگی بلکہ ظاہر یہہ ہے کہ بیان احکام حوادث و انتظام
آفات کے واسطے ہوگی کیونکہ شریعت تو دنیا مین پہلے ہی سے موجود ہے کتاب
وسنت باقی ہے اوسکے لئے ضرورت وحی کی جب سمجھی جاتی کہ قرآن وحدیث کافی
نہوتے حالانکہ قرآن پاک مین صاف فرمادیا ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم
نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اس اکمال کے بعد اب کیا حاجت وحی کی اس دین مین
باقی رہی ہے جسکے لئے عیسے علیہ السلام محتاج پیغام کے ہونگے وحی اگر آویگی تو
اون کامون کے لئے آویگی جو زمانہ عیسوی مین ملاحم و آفات کی جنس سے پیش
آنے والے ہین جیسے نکلنا یاجوج ماجوج کا یہہ حدیث ان جبریل لا ینزل الی الارض
بعد موت النبی صلعم بے اصل ہے حالانکہ کئی حدیث مین آنا جبرئیل کا آیا ہے جیسے
وقت مرنے کے طہارت پر شب قدر مین دجال کے روکنے کو مکہ مدینے سے الی غیر ذلک

فائدہ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی سے کسی نے پوچھا عیسے علیہ السلام آخر زمانے
مین جب اوترینگے تو حافظ قرآن وسنت ہونگے یا کتاب وسنت کو اوسوقت کے
علماء سے تلقی کرینگے انہون نے جواب لکھا کہ یہہ بات کسی جگہہ نہین آئی لایق مقام
عیسوی تو یہہ ہے کہ رسول خدا صلعم سے تلقی کرکے امت مین بطابق اوس تلقی کے

حکم کرینگے اسلیے کہ یہ درحقیقت اونکے خلیفہ ہین انتہے اشاعہ مین بعد اوسکے کہا ہے
انتھی ما اردنا نقلہ عن کلام الشیخ العلامۃ علی القاری الحنفی رح وھو فی
غایۃ النفاسۃ مین کہتا ہون یہہ مسئلہ حافظ ابن حجر سے پوچہا گیا تو یہہ جواب
ملا اگر کسی حنفی سے پوچہا جاتا تو وہ یہی جواب دیتا کہ کتب قشیری شاگرد خضر شاگرد
امام اعظم رح سے تلقی کرینگے ان سطاوی فجاوی مین کچہ زیادت بہی بمقتضاے مقام
گزر چکی ہے وہ اصل کلام علی قاری سے علحدہ ہے پہر علی قاری نے اس قول کا
بہی رد لکہا ہے کہ مہدی مقلد ابو حنیفہ ہونگے ادلہ شافیہ ذکر کرکے یہہ بات قرار
دی ہے کہ مہدی علیہ السلام مجتہد مطلق ہونگے صاحب اشاعہ نے کہا یہہ تقریر
مخالف تحریر فتوحات کے ہے ان المھدی لا یعلم القیاس لیحکم وانما یعلمہ
لتجنبہ فما یحکم المھدی الا بما یلقی الیہ الملک من عند اللہ الذی بعثہ
الیہ لیسددہ وذلک ھو الشرع الحنیفی المحمدی الذی لو کان محمد صلعم
حیا ورفعت الیہ تلک النازلۃ لم یحکم فیھا الا بحکم المھدی فیعلم ان ذلک
ھو الشرع المحمدی فیحرم علیہ القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ ایاھا
وانہ قال صلعم فی صفتہ یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انہ متبع لما شرع انتھی
اس بنیاد پر مہدی مجتہد نہونگے اسلیے کہ مجتہد حکم ساتہہ قیاس کے کرتا ہے اون پر
یہہ امر حرام ہوگا مجتہد سے خطا ہوتی ہے انسے کبہی خطا نہوگی یہہ احکام مین معصوم
ہونگے بشہادت نبی صلعم یہہ بات اس بات پر مبنی ہے کہ اجتہاد کرنا حق انبیا مین
جائز نہین وھو التحقیق وباللہ التوفیق انتھی کلام الاشاعۃ مین کہتا ہون کلام
اشاعہ وکلام فتوحات سے یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جناب امام علیہ السلام ظاہری الحنفی
محمدی المذہب ہونگے قرآن وحدیث پر عمل کرینگے نہ آپ کسیطرح کا قیاس کرین نہ
دوسرے کے قیاس پر چلین قیاس کی حاجت کیا ہے ادلہ خاصہ وعامہ کتاب و

مُسْنَد
الإمام أحمد بن حنبل

وَبِهامِشِهِ

مُنْتَخَب كَنز العُمَّال في سُنَن الأقوال وَالأفعال

المجلد الثاني

* اياكم ونساء الغزاة فان حرمتهن عليكم كحرمة أمهاتكم أبو الشيخ عن أنس * لاتدخلوا على النساء وان كن كنائن قالوا يارسول الله أفرأيت الحمو قال الحمو الموت (طب) عن عقبة بن عامر * لايحل لرجل يؤمن بالله واليوم الآخر أن يخلو بامرأة ليست ذات محرم الا ومعها ذو محرم (عب) عن طاوس مرسلا * لايخلون رجل بامرأة فان الشيطان ثالثهما (طب) عن سليمان بن بريدة عن أبيه * لايدخل رجل على امرأة الا ومعها محرم من دخل فليعلم ان الله معه (٣٩٨) (هب) عن ابن عباس * لان يكون فى رأس رجل مشط من حديد حتى يبلغ العظم خير من أن تمسه امرأة ليست له بمحرم (هب) عن معقل بن يسار * لعن الله بيتا يدخله مخنث ابن النجار عن ابن عباس ٢ * ياأنه اخرج من المدينة الى حمراء الاسد فليكن بها منزلك ولاتدخلن المدينة الا أن يكون للناس عيد فتشهده الباوردى عن عائشة * لاتباشر المرأة المرأة الا وهما زانيتان ولا يباشر الرجل الرجل الا وهما زانيان (طب) عن أبى موسى * لايباشر الرجل الرجل الا الوالد والولد (ك) فى تاريخه عن أبى هريرة * (الافعال) * عن أبى عبد الرحمن السلمى قال قال عمر ابن الخطاب لايدخل رجل على مغيبة فقام رجل فقال ان أخا لى أو ابن عم لى خرج غازيا وأوصانى فادخل عليهم فضربه بالدرة ثم قال اذن كذا ادن دونك لاتدخل وقم على الباب فقل لكم حاجة أتريدون شيأ (عب) * عن الحسن ان رجلا مر على رجل يكلم امرأة فرأى مالم يملك نفسه فجاء بعصا فضربه حتى سالت الدماء فشكا الرجل مالقى الى عمر ابن الخطاب فارسل عمر الى الرجل فسأله فقال ياأمير المؤمنين انى رأيته يكلم امرأة فرأيت منه مالم أملك نفسى فتكلم عمر ثم قال وأينا كان يفعل هذا ثم قال اشتروا للرجل اذهب عين من عيون الله أصابتك (كر) * عن عمر بن دينار عن موسى بن خلف ان عمر بن الخطاب مر برجل يكلم امرأة على ظهر الطريق فعلاه بالدرة فقال له الرجل ياأمير المؤمنين انها امرأتى قال فهلا حيث لايراك الناس الخرائطى فى مكارم الاخلاق * عن عمر قال اياكم

قال عبد الله كذا قال أبى فى هذه الاحاديث **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا سليمان بن داود قال أنا اسمعيل عن ابن دينار يعنى عبد الله عن أبى صالح السمان عن أبى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بنيانا فاحسنه وأجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا تلك اللبنة وأنا خاتم النبيين **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا سليمان ثنا اسمعيل أنا عتبة بن مسلم مولى بنى تيم عن عبيد بن حنين مولى بنى زريق عن أبى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فليغمسه كله ثم ليطرحه فان فى أحد جناحيه شفاء وفى الآخر داء وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا ولغ الكلب فى اناء أحدكم فليغسله سبع مرات **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية بن عمرو قال ثنا زائدة ثنا سليمان الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا سمع الشيطان المنادى ينادى بالصلاة ولى وله ضراط حتى لايسمع الصوت فاذا فرغ رجع فوسوس فاذا أخذ فى الاقامة فعل مثل ذلك **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية قال ثنا أبو اسحق عن الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال تجد من شرار الناس يوم القيامة الذى يأتى هؤلاء بحديث هؤلاء وهؤلاء بحديث هؤلاء **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية قال ثنا زائدة ثنا عبد الله بن ذكوان عن عبد الرحمن الاعرج عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لاتقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها فيؤمن الناس أجمعون فيومئذ لاينفع نفسا ايمانها لم تكن آمنت من قبل أو كسبت فى ايمانها خيرا ولا تقوم الساعة حتى تقاتلوا اليهود فيفر اليهودى وراء الحجر فيقول الحجر ياعبد الله يامسلم هذا يهودى ورائى ولا تقوم الساعة حتى تقاتلوا قوما نعالهم الشعر **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية قال ثنا زائدة عن الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة قال من تولى قوما بغير اذن مواليه فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لايقبل الله منه يوم القيامة عدلا ولا صرفا والمدينة حرام فمن أحدث فيها أو آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لايقبل الله منه يوم القيامة عدلا ولا صرفا وذمة المسلمين واحدة يسعى بها أدناهم فمن أخفر مسلما فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لايقبل الله منه يوم القيامة عدلا ولا صرفا **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية بن عمرو قال ثنا زائدة قال ثنا أبو الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال توكل الله عز وجل بحفظ امرئ خرج فى سبيل الله لايخرجه الا الجهاد فى سبيل الله وتصديق بكلمات الله حتى يوجب له الجنة أو يرجعه الى بيته أو من حيث خرج **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية ثنا زائدة قال حدثنا سليمان الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من كلم فى سبيل الله والله أعلم بمن يكلم فى سبيله يجىء يوم القيامة جرحه كهيئته يوم جرح لونه لون دم وريحه ريح مسك **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن الاعمش عن أبى صالح عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال احتج آدم وموسى قال فقال موسى يا آدم أنت الذى خلقك الله بيده ونفخ فيك من روحه أغويت الناس وأخرجتهم من الجنة قال فقال آدم أنت موسى أنت اصطفاك الله بكلامه تلومنى على عمل أعمله كتبه الله على قبل أن يخلق السموات والارض قال فحج آدم موسى **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا معاوية بن عمرو قال ثنا زائدة قال ثنا عبد الله بن ذكوان يكنى أبا الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن أبى هريرة قال قال النبى صلى الله عليه وسلم يابنى عبد المطلب يابنى هاشم

٢ قوله انه اسم مخنث كان بالمدينة اهـ من هامش

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

٤٥- كِتَاب الْمَنَاقِب

١- بَابٌ فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٦٠٥-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا خَلاَّدُ بْنُ أَسْلَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ.

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ بَنِي كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.
[قال الألباني: صحيح دون الاصطفاء الأول]

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [م: ٢٢٧٦] [أخرجه دون الاصطفاء الأول] [انظر ما بعده]

٣٦٠٦-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا الأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ.

حَدَّثَنِي وَاثِلَةُ بْنُ الأَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ. [م: ٢٢٧٦] [انظر ما قبله]

٣٦٠٧-(ضعيف) حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ.

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الأَرْضِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِهِمْ مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ قَبِيلَةٍ ثُمَّ تَخَيَّرَ الْبُيُوتَ فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ هُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ.

٣٦٠٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ.

جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلاَمُ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [تقدم:٣٥٣٢، وسيأتي:٣٧٥٨]

٣٦٠٩-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (صَحِيحٌ) غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَفِي الْبَاب عَنْ مَيْسَرَةَ الْفَجْرِ.

١- بَاب

٣٦١٠-(ضعيف) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ لَيْثٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلاَ فَخْرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

٣٦١١-(ضعيف) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ عَنْ يَزِيدَ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلاَئِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

١- بَاب

٣٦١٢-(صحيح) حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ لَيْثٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ حَدَّثَنِي كَعْبٌ.

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَلُوا اللَّهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَسِيلَةُ قَالَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لاَ يَنَالُهَا إِلاَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَكَعْبٌ لَيْسَ هُوَ بِمَعْرُوفٍ وَلاَ نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْهُ غَيْرَ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ.

٣٦١٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا

فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَأَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ.

٣٦١٣(م)-(حسن) وَبِهَذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرُ فَخْرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ غَرِيبٌ]

٣٦١٤-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ أَخْبَرَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرٍ.

أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلاَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لاَ تَنْبَغِي إِلاَّ لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

قَالَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ هَذَا قُرَشِيٌّ مِصْرِيٌّ مَدَنِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ. [م: ٣٨٤]

٣٦١٥-(صحيح) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلاَّ تَحْتَ لِوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ (صَحِيحٌ) وَقَدْ رُوِيَ بِهَذَا الإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ [تقدم:٣١٤٨]

٣٦١٦-(ضعيف) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْتَظِرُونَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلاً اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلاً وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلاَمِ مُوسَى كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيسَى كَلِمَةُ اللَّهِ وَرُوحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلاَمَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَعِيسَى رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلاَ وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلاَ فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ وَلاَ فَخْرَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

٣٦١٧-(ضعيف) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ الْمَدَنِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلاَمٍ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَصِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

هَكَذَا قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ وَالْمَعْرُوفُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدَنِيُّ.

٣٦١٨-(صحيح) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلاَلٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ.

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيلاَدِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٦١٩-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ جَدِّهِ قَالَ وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ أَأَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلاَدِ (وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ وَرَفَعَتْ بِي أُمِّي عَلَى الْمَوْضِعِ) قَالَ وَرَأَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ أَخْضَرَ مُحِيلاً.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٦٢٠-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو الْعَبَّاسِ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ غَزْوَانَ أَبُو نُوحٍ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ فَلاَ يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ وَلاَ يَلْتَفِتُ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّونَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتَّى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ هَذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هَذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللَّهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلاَ حَجَرٌ إِلاَّ خَرَّ سَاجِدًا وَلاَ يَسْجُدَانِ إِلاَّ لِنَبِيٍّ وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الإِبِلِ قَالَ أَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَةَ التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ.

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

٢٢١٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوسِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَافٍ.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَتَى ذَاكَ قَالَ إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُرْسَلٌ.

وَهَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

٣٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى

٢٢١٣-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ هَيَّاجٍ الأَسَدِيُّ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَرْحَبِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ الأَسْوَدِ عَنْ مُجَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ.

عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ ابْنِ شَدَّادٍ الْفِهْرِيِّ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ فِي نَفَسِ السَّاعَةِ فَسَبَقْتُهَا كَمَا سَبَقَتْ هَذِهِ هَذِهِ.

لأُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

٢٢١٤-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَأَشَارَ أَبُو دَاوُدَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى فَمَا فَضَلَ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرَى.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٦٥٠٤] [م: ٢٩٥١]

٤٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِتَالِ التُّرْكِ

٢٢١٥-(صحيح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ وَعَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلاَءِ قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَبُرَيْدَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ وَمُعَاوِيَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٢٩٢٨] [م: ٢٩١٢]

٤١- بَابُ مَا جَاءَ إِذَا ذَهَبَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ

٢٢١٦-(صحيح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٣٠٢٧] [م: ٢٩١٨]

٤٢- بَابُ مَا جَاءَ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ قِبَلِ الْحِجَازِ

٢٢١٧-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ حَضْرَمَوْتَ أَوْ مِنْ نَحْوِ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَحْشُرُ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي ذَرٍّ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ.

٤٣- بَابُ مَا جَاءَ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ كَذَّابُونَ

٢٢١٨-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلاَثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ وَابْنِ عُمَرَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٢٨٥، ٣٦٠٩] [م: ١٥٧]

٢٢١٩-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ.

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ.

٤٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ

٢٢٢٠-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ

سبيلهم حذو القذة بالقذة ، وغلب الشرك على أكثر النفوس ، لظهور الجهل وخفاء العلم ، وصار المعروف منكرًا والمنكر معروفًا ، والسنة بدعة والبدعة سنة ، وطمست الأعلام ، واشتدت غربة الإسلام ، وقلّ العلماء ، وغلب السفهاء ، وتفاقم الأمر ، واشتد البأس ، وظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ، ولكن لا تزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولأهل الشرك والبدع مجاهدين إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها وهو خير الوارثين . ا هـ ملخصًا .

قلت : فإذا كان هذا في القرن السابع وقبله ، فما بعده أعظم فسادًا كما هو الواقع .

قوله : « وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي » قال القرطبي : وقد جاء عددهم معينًا في حديث حذيفة قال : قال رسول الله ﷺ « يَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابون دَجَّالون سَبْعٌ وَعِشْرُون ، مِنْهُم أَرْبَعُ نِسوة » أخرجه أبو نعيم . وقال : هذا حديث غريب (٢٢٠) . انتهى .

وحديث ثوبان أصح من هذا .

قال القاضي عياض : عدّ من تنبأ من زمن رسول الله إلى الآن ممن اشتهر بذلك وعرف واتبعه جماعة على ضلالة . فوجد هذا العدد فيهم ، ومن طالع كتب الأخبار والتواريخ عرف صحة هذا .

---

٢٢٠ ــ حسن :

أبو نعيم في الحلية (٤ / ١٧٩) وقال : غريب تفرد به معاذ بن هشام عن أبيه موجودًا في كتابه ا . هـ

وإسناده حسن .

وقال الحافظ : وقد ظهر مصداق ذلك في زمن رسول ﷺ ، فخرج مسيلمة الكذاب باليمامة ، والأسود العنسي باليمن ، وفي خلافة أبي بكر : طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة ، وسَجاح في بني تميم ، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي ﷺ ، وقتل مسيلمة في خلافة أبي بكر رضي الله عنه ، قتله وَحْشي قاتل حمزة يوم أُحد ، وشاركه في قتل مسيلمة يوم اليمامة رجل من الأنصار ، وتاب طليحة ومات على الإسلام في زمن عمر رضي الله عنه ، ونقل أن سجاح تابت أيضًا . ثم خرج المختار ابن أبي عبيد الثقفي وغلب على الكوفة في أول خلافة ابن الزبير . وأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين ، فتتبعهم فقتل كثيرًا ممن باشر ذلك ، وأعان عليه ، فأحبه الناس ، ثم ادعى النبوة وزعم أن جبريل عليه السلام يأتيه . ومنهم الحارث الكذاب ، خرج في خلافة عبد الملك بن مروان فقتل . وخرج في خلافة بني العباس جماعة .

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقًا . فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم تنشأ دعوته عن جنون أو سوداء . وإنما المراد من قامت له شوكة وبدا له شبهة كمن وصفنا . وقد أهلك الله تعالى من وقع له منهم ذلك وبقي منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر .

قوله : « وأنا خاتم النبيين » قال الحسن : الخاتم : الذي ختم به ، يعني أنه آخر النبيين . كما قال تعالى : ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم وَلَكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [الأحزاب : ٤٠] وإنما ينزل عيسى بن مريم في آخر الزمان حاكمًا بشريعة محمد ﷺ مصليًا إلى قبلته . فهو كأحد أمته ، بل هو أفضل هذه الأمة . قال النبي ﷺ : « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزلن فِيكُم

بالمنح المحمدية

تأليف

العلامة أحمد بن محمد القسطلاني

(٨٥١ - ٩٢٣هـ)

الجزء الثالث

تحقيق

صالح أحمد الشامي

المكتب الإسلامي

فأما قوله: «حتى تقتتل فئتان عظيمتان دعواهما واحدة» يريد فتنة معاوية وعلي بصفين. قال القاضي أبو بكر بن العربي: وهذا أول خطب طرق الإسلام.

وتعقبه القرطبي بأن أول أمر دهم الإسلام موت النبي ﷺ، ثم بعد موته موت عمر، لأن بموته ﷺ انقطع الوحي وكان أول ظهور الشر ارتداد العرب وغير ذلك، وبموت عمر سل سيف الفتنة بقتل عثمان. وكان من قضاء الله وقدره ما كان وما يكون.

وأما قوله: «دجالون كذابون قريب من ثلاثين» فقد جاء عددهم معيناً من حديث حذيفة قال: قال رسول الله ﷺ: يكون في أمتي دجالون كذابون سبعة وعشرون، منهم أربع نسوة. وأنا خاتم النبيين لا نبي بعدي. أخرجه الحافظ أبو نعيم وقال: هذا حديث غريب. قال القاضي عياض: هذا الحديث قد ظهر، فلو عدَّ من تنبأ من زمن النبي ﷺ إلى الآن ممن اشتهر بذلك لوجد هذا العدد، ومن طالع كتب التاريخ عرف صحة هذا.

وقوله: «حتى يقبض العلم» فقد قبض ولم يبق إلا رسمه.

وأما: «الزلازل» فوقع منها شيء كثير، وقد شاهدنا بعضها.

وأما قوله: «حتى يكثر فيكم المال فيفيض وحتى يهمَّ رب المال[1] من يقبل صدقته» فهذا مما لم يقع.

وقوله: «حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيقول يا ليتني مكانه» لما يرى من عظيم البلاء ورياسة الجهلاء وخمول العلماء وغير ذلك، مما ظهر كثير منه.

---

(١) قوله: «رب المال» موافق لنص البخاري ولكنه مغاير لما قدم في الحديث من قوله: «يهم الرجل».

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ارشاداتِ مجدد
یہ ہے شرع و تصوّف کی کہانی
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی
مؤلفہ
گدائے مجدد الف ثانیؒ خاکپائے شیر ربانیؒ، فدائے ثانی لاثانیؒ
فقیر جمیل احمد شرقپوری
ملنے کا پتہ
مکتبہ شیر ربانیؒ مکتبہ نور اسلام
شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ
(مغربی پاکستان)
کتبہ منیر احمد

الرُّبُوبِیَّۃ کی حقیقت کو اسی مقام پر طلب کرنا چاہیے۔

(۴) حقیقتِ محمدی ﷺ کا صحیح تصور

حقیقت محمدی عَلَیْہِ مِنَ الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُھَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُھَا کہ ظہور اوّل ست وحقیقت الحقائق ست باں معنی کہ حقائق انبیاء کرام وچہ حقائق ملائکہ عظام عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کالظلال اند او را واو اصل حقائق ست قَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَقَالَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ پس ناچار آں حقیقت واسطہ بود درمیان سائر حقائق و درمیان حق جل وعلا و وصول بمطلوب احدے را بے توسط او عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ محال باشد فَھُوَ نَبِیُّ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاِرْسَالُہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ ازینجاست کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت تبعیت او میخواہند وآرزو داخل اُمتاں او میگردند کَمَا وَرَدَ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وَالتَّحِیَّاتُ۔

(دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۱۲۷

مکتوب نمبر ۱۲۲)

ترجمہ

حقیقتِ محمدی جو ظہور اوّل ہیں سب سے بڑی حقیقت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے تمام حقائق کیا انبیاء کرام علیہم السّلام اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق کا اصل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے اوّل خدا تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا) اور فرمایا ہے خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُّوْرِیْ (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوں۔ اور مومن میرے نور سے) پس یہی حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا۔ فَھُوَ نَبِیُّ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاِرْسَالُہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ (آپ تمام انبیاء اور مرسلین کے بھی نبی ہیں۔ اور

آپ کا تشریف لانا جہان کے لئے رحمت ہے، یہی وجہ ہے کہ انبیاء اولوالعزم باوجود اصالت کے آپ کی اتباع طلب کرتے رہے۔ اور آپ کی اُمت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

حضور اللہ کے نور سے پیدا ہوئے

(۵)

باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجود نشا عنصری از نور حق جلّ و علا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ و دیگراں را ایں دولت میسر نشدہ است۔

دفتر سوم حصہ نہم صفحہ ۵، مکتوب نمبر ۱۰۰

(ترجمہ)

جاننا چاہئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیدائش دیگر افراد کی طرح نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے۔ جیسے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ (میری خلقت اللہ کے نور سے ہوئی) کسی دوسرے شخص کو یہ سعادت میسر نہیں ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں

(۶)

چنانکہ گذشت و مشہور و مبکرر و ذکر علم جملی کہ از صفات اضافیہ گشتہ است۔ نوریت کہ در نشاء عنصری بعد از انصباب از اصلاب بارحام تنکزہ بمقتضائے حکم و مصالح بصورت انسانی کہ احسن تقویم است ظہور نمودہ است مسمی بمحمد و احمد شدہ (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ حصہ نہم صفحہ ۵)

تَفْسِيرُ الفَخْرِ الرَّازِي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

✽ ✽ ✽ ✽ ✽

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثلاثون

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ ٱلْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ ٱلْوَتِينَ ﴿٤٦﴾

أيضاً بقول كاهن ، لأنه وارد بسب الشياطين وشتمهم ، فلا يمكن أن يكون ذلك بإلهام الشياطين ، إلا أنكم لاتتذكرون كيفية نظم القرآن ، واشتماله على شتم الشياطين ، فلهذا السبب تقولون إنه من باب الكهانة .

قوله تعالى ﴿ تنزيل من رب العالمين ﴾ .

اعلم أن نظير هذه الآية قوله فى الشعراء (إنه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الأمين على قلبك لتكون من المنذرين) فهو كلام رب العالمين لأنه تنزيله ، وهو قول جبريل لأنه نزل به ، وهو قول محمد لأنه أنذر الخلق به ، فههنا أيضاً لما قال فيما تقدم (إنه لقول رسول كريم) أتبعه بقوله (تنزيل من رب العالمين) حتى يزول الإشكال ، وقرأ أبو السمال : تنزيلا، أى نزل تنزيلا.

ثم قال تعالى ﴿ ولو تقول علينا بعض الأقاويل ﴾ قرىء (ولو تقول) على البناء للمفعول ، التقول افتعال القول ، لأن فيه تكلفاً من المفتعل ، وسمى الأقوال المنقولة أقاويل تحقيراً لها ، كقولك الأعاجيب والأضاحيك ، كأنها جمع أفعولة من القول ، والمعنى ولو نسب إلينا قولا لم نقله .

قوله تعالى : ﴿ لأخذنا منه باليمين ، ثم لقطعنا منه الوتين ﴾ وفيه مسألتان .

﴿ المسألة الأولى ﴾ فى الآية وجوه (الأول) معناه لأخذنا بيده ، ثم لضربنا رقبته وهذا ذكره على سبيل التمثيل بما يفعله الملوك بمن يتكذب عليهم ، فإنهم لا يمهلونه ، بل يضربون رقبته فى الحال ، وإنما خص اليمين بالذكر ، لأن القتال إذا أراد أن يوقع الضرب فى قفاه أخذ بيساره ، وإذا أراد أن يوقعه فى جيده وأن يلحقه بالسيف ، وهو أشد على المعمول به ذلك العمل لنظره إلى السيف أخذ بيمينه ، ومعناه : لأخذنا بيمينه ، كما أن قوله (لقطعنا منه الوتين) لقطعنا وتينه وهذا تفسير بين وهو منقول عن الحسن البصرى (القول الثانى) أن اليمين بمعنى القوة والقدرة وهو قول الفراء والمبرد والزجاج ، وأنشدوا قول الشماخ .

إذا ما راية رفعت لمجد تلقاها عرابة باليمين

والمعنى لأخذ منه اليمين ، أى سلبنا عنه القوة ، والباء على هذا التقدير صلة زائدة ، قال ابن قتيبة وإنما قام اليمين مقام القوة ، لأن قوة كل شىء فى ميامنه (والقول الثالث) قال مقاتل (لأخذنا منه باليمين) يعنى انتقمنا منه بالحق ، واليمين على هذا القول بمعنى الحق ، كقوله تعالى (إنكم كنتم تأتوننا عن اليمين) أى من قبل الحق .

لجامع المعقول والمنقول عمدة المتكلمين والمحققين

العلامة محمد عبد العزيز الفرهاري

قدس سره

احواله قبل النبوة من الصدق والامانة فكانت قريش تقول انه لم يكذب قط وكانوا يلقبونه بالامين ومن الوفاء بالعهد حتى اقام على مكانه ثلاثة ايام لرجل قال له انا آتيك الساعة وحسن الخلق والتجنب عن الاصنام وعادات الجاهلية وعبادة الحق سبحانه في غار حراء وحال الدعوة اى دعوة الناس الى الايمان من تحمل المشاق الشديدة في تبليغ الحق والاجتهاد باللسان والسنان ودعوة الملوك الجبابرة كملك غسان وكسرى فارس وقيصر الروم ونجاشي الحبشة ومقوقس مصر وغيرهم مع ان بعضهم اوعده بالبطش فلم يخف مع قلة اعوانه واسبابه وبعد تمام فتحه فتح البلاد ودخل الناس في دين الله افواجا واطاع العرب كلهم وجاءته الهدايا والرسل من ملوك الاطراف فانه لم يتغير اخلاقه من المسكنة والتواضع للفقراء والشفقة على اليتامى والارامل والقناعة بطعام قليل وثوب خشن ومسكن ضيق كمساكن المساكين وقد كانت تجلب اليه الاموال العظيمة من الغنائم والخراجات فينفقها على الناس ولا يدخر لنفسه شيئا حتى توفي ودرعه رهن وكانت قريش تعلم يوم فتح مكة انه قاتلهم اجمعين فقال لا تثريب عليكم اليوم يغفر الله لكم وهو ارحم الراحمين واخلاقه العظيمة جمع خلق بضمتين اما سخاوته فلم يسأل عن شئ فقال لا واما شجاعته فلم يفر قط ولو عظم البأس يوم احد وحنين وكان يقوم في صف الحرب قدامهم واما حلمه فروى انه جاءه يهودي يسأله دينا فجلس معه حتى صلى الناس العشاء فجعلت الصحابة يهددونه فنهاهم النبي صلى الله عليه وسلم قالوا يهودي يحبسك قال ان لصاحب الحق مقالا فاسلم اليهودي وقال كنت اجرب حلمه كما في التوراة واما تواضعه فحسبك انه خير بين ان يكون نبيا ملكا او نبيا عبدا فاختار ان يكون نبيا عبدا فادخل اليه رجل فجعل يرتعد من هيبته قال لا تخف فاني لست بملك ولكني ابن امرأة تاكل القديد ولو جمعت اخلاقه لصارت دفاتر من غير ان تحصى كيف وقد قال الله تعالى انك لعلى خلق عظيم واحكامه الحكمية اى المشتملة على الحكمة من آداب الطهارة والصلوة وقواعد النكاح والطلاق والبيع والهبة والقضاء والشهادة والمواريث وغيرها مما فصل في الفقه مع ادلته بحيث لو تامل العاقل فيه علم ان هذا التدبير من احكم الحاكمين وقال الامام الشافعي لو نظر اليهود والنصارى في كتب الامام محمد الشيباني لآمنوا بلا شك واقدامه حيث يحجم الابطال الاقدام التقدم والاحجام التاخر والفرار والجبن والابطال جمع بطل بفتحتين وهو الشجاع الذي يبطل دماء المقتولين فلا يقتص منه وصح ان الناس انهزموا عنه يوم حنين وهجم عليه العدو فجعل يزجر بغلته عليهم ويقول ؎ انا النبي لا كذب ؛ انا ابن عبد المطلب. ووثوقه اى اعتماده بعصمة الله تعالى اى حفظه في جميع الاحوال قد صح انه كان يامر بعض الصحابة ليحرسوه الليل فلما نزل والله يعصمك من الناس قال انصرفوا فقد عصمني الله تعالى فلم يامر بحراسته بعد وثباته على حاله من غير جزع واضطراب لدى الاهوال جمع هول وهو الخوف اى عندها اما الهجرة من مكة الى المدينة ليلا والاختفاء في الغار فكان بامر الله سبحانه لان القتال كان حراما عليه والصبر واجبا قبل نزول آية القتال ومع ذلك لما وقف المشركون على الغار وقال ابوبكر رضي الله عنه لو نظر احدهم الى قدميه لابصرنا قال ما ظنك باثنين الله ثالثهما بحيث لم يجد اعداؤه مع شدة عداوتهم له وحرصهم على الطعن فيه الجار متعلق بلم يجد مطعنا مفعول لم يجد ولا الى القدح فيه الجار صلة القدح سبيلا اى ثبت اوصاف كمال بحيث لا مطعن فيه للعدو ثم لا يخفى ان ما ذكره الشارح هي احواله الظاهرة واما الباطنة فاجل واعظم منها لكنها حجبت عن العوام ولذا قال العارف ابو يزيد البسطامي رحمه الله لو بدا للخلق من النبي صلى الله عليه وسلم ذرة لم يقم لها ما دون العرش فان العقل بعد الاطلاع على سيرة الانبياء الماضين يجزم بجزمه في سائر العلوم العادية بامتناع اجتماع

هذه الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع الله تعالی عطف علی اجتماع هذه الکمالات فی حق من یعلم الحق تعالی انه الضمیر لمن یفتری علیه
بدعوی الرسالة والکتاب وتشریع الاوامر والنواهی ثم یمهل عطف علی یجمع ثلاثا وعشرین سنة فان النبی صلی الله تعالی علیه واله
وسلم بعث وعمره اربعون سنة وتوفی وعمره ثلاث وستون سنة علی الصحیح وقد ادعی بعض الکذابین النبوة کمسیلمة الیمامی والاسود
العنسی وسجاح الکاهنة فقتل بعضهم وتاب بعضهم وبالجملة لم ینتظم امر الکاذب فی النبوة الا ایاما معدودة ثم یظهر یقوی الله سبحانه
دینه علی سائر الادیان کما وعده فی القران وقوع الاظهار فی بعض الازمنة والبلاد کاف فی صدق الوعد فلا یرد انه قد یغلب الکفار
علی بعض بلاد الاسلام اما غلبة الکفر فی اواخر الزمان فهو ثابت باخبار النبی صلی الله تعالی علیه واله وسلم فهو من دلائل نبوته و
ینصره علی اعدائه ویحیی اثاره من الکتاب والحدیث وشرائعه من الفرائض والسنن بعد موته الی یوم القیمة وبعض هذه الامور
وان کان للمخالف دعواه فی غیر الانبیاء لکن مجموع هذه الامور حجة قاطعة حدسیة وثانیهما هذا المسلک للامام الرازی وحاصله
ان تکمیل تکمیل الانبیاء فهو نبی انه ادعی ذلک الامر العظیم ای النبوة بین اظهر قوم بضم الهاء جمع ظهر خلاف البطن ویقال هو بین
ظهریهم واظهرهم اذا کان فی وسطهم وهم یحیطون به ومن زعم ان معنی اظهر قوم اغلب قوم لم یعرف اللغة لا کتاب لهم ولا حکمة
معهم ای لا شریعة وبین لهم الکتاب والحکمة وعلمهم الاحکام والشرائع من الواجبات والسنن والمحرمات والمباحات واتم مکارم
الاخلاق من الحیاء والجود وصلة الرحم واکرام الضیف ونحوها ای اظهرها وعلمها الناس بحیث لا مزید علیه واکمل کثیرا من
الناس فی الفضایل العلمیة والعملیة ونور العالم بالایمان والعمل الصالح واظهر الله دینه علی الدین کله کما وعده بقوله هو الذی
ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولا معنی للنبوة والرسالة سوی ذلک واعلم ان شواهد نبوته صلی الله علیه واله
کثیرة منها نصوص التوراة والانجیل ومنها بشارة اهل الکتاب قبل مولده وبعده الی ان بعث فجحده الا قلیل ومنها اخبار الکهنة
عند مولده وبعثه ومنها ما وجد فی الکنائس القدیمة مکتوبا وفی الاحجار منقوشا قبل ان یتولد ومنها هواتف الجن لاصحابهم
من الانس ومنها ما ظهر لیلة مولده من خمود نار مجوس وشق ایوان کسری ونزول النجوم واضاءة ما بین السماء والارض الی غیر ذلک
مما فصل فی التواریخ ثم شرع فی اثبات ان نبوته عامة وانه لا نبی بعده بقوله واذا ثبت نبوته والحال انه قد دل کلامه وکلام
الله المنزل علیه علی متعلق بدل انه خاتم النبیین وانه مبعوث الی کافة الناس ای جمیعهم بتشدید الفاء من الکف وهو المنع کان
اجتماعهم یمنع خروج فرد عنهم بل الی الجن والانس ففی الحدیث ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون رواه مسلم وفی القران و
لکن رسول الله وخاتم النبیین وعن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما فی تفسیر قوله تعالی وما ارسلناک الا کافة للناس قال ارسله
الی الجن والانس رواه الدارمی بل ذهب بعض العارفین الی انه مبعوث الی الملائکة والشجر والحجر ایضا اخذ بقوله ارسلت الی الخلق
کافة وبما روی من شهادة الاشجار والاحجار بنبوته ثبت انه اخر الانبیاء جزاء الشرط وفیه خلاف لبعض الشیعة زعموا ان الائمة الاثنی
عشر انبیاء ولليزيدية اتباع یزید بن انیسة فرقة من الخوارج زعمت انه سیبعث من العجم نبی بکتاب وینسخ هذا الدین بدین الصابئین
وهذا ضلال وکفر فان قلت فما تقول فی قوله علیه السلام سیکون بعدی ثلاثون کلهم یدعی انه نبی ولا نبی بعدی الا ما شاء الله

گوشت کھاتے رہے ہو۔ پاک وصاف اور ناپاک دونوں قسم کے لوگ اُسے کھا سکتے ہیں۔ [۲۳] البتّہ اِتنی احتیاط ضرور برتنا کہ خُون ہرگز نہ کھانا کیونکہ خُون ہی تو جان ہے اور تُم جان کو گوشت کے ساتھ ہرگز مت کھانا۔ [۲۴] تُم خُون ہرگز نہ کھانا بلکہ اُسے پانی کی مانند زمین پر اُنڈیل دینا [۲۵] تُم اُسے ہرگز نہ کھانا تا کہ تمہارا اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کا بھی بھلا ہو کیونکہ تمہارا یہ فعل خداوند کی نگاہ میں راست ٹھہرے گا۔

[۲۶] لیکن اپنی مُقدّس اشیاء اور اپنی منّت کی چیزیں خداوند کے چُنے ہُوئے مقام پر لے جانا۔ [۲۷] اپنی سوختنی قربانیوں کا گوشت اور خُون دونوں خداوند اپنے خدا کے مذبح پر چڑھانا۔ تمہارے ذبیحوں کا خُون بھی خداوند تمہارے خدا کے مذبح پر ہی اُنڈیلا جائے لیکن اُن کا گوشت تُم کھا سکتے ہو۔ [۲۸] اِن تمام قوانین پر جو میں تمہیں دے رہا ہُوں نہایت احتیاط سے عمل کرنا تا کہ تمہارا اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کا ہمیشہ بھلا ہو کیونکہ تمہارا یہ فعل خداوند تمہارے خدا کی نگاہ میں ٹھیک اور راست ٹھہرے گا۔

[۲۹] جن قوموں پر تُم حملہ کر کے نکال ڈالنے کو ہو اُنہیں خداوند تمہارا خدا تمہارے سامنے سے کاٹ ڈالے گا۔ لیکن جب تُم اُن کو نکال کر اُن کے ملک میں بس جاؤ [۳۰] اور اُن کے تمہارے سامنے سے نیست و نابود کیے جانے کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ تُم اُن کے معبودوں کے متعلق یہ دریافت کر کے کہ یہ قومیں کس طرح اپنے معبودوں کی پرستش کیا کرتی تھیں کیوں نہ ہم بھی ویسا ہی کریں پھندے میں پھنس جاؤ۔ [۳۱] تُم اُن کے طریق پر خداوند اپنے خدا کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ اپنے معبودوں کی پرستش کرتے وقت ایسے بُرے کام کرتے ہیں جن سے خداوند کو سخت نفرت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی آگ میں جلا کر اپنے معبودوں پر نچھاور کر دیتے ہیں۔

[۳۲] دیکھو کہ جتنے احکام میں تمہیں دیتا ہُوں اُن سب پر عمل کرو۔ اُن میں نہ تو کچھ اضافہ کرو اور نہ اُن میں سے کچھ گھٹاؤ۔

دوسرے معبودوں کی پرستش

۱۳ اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھ کر پیشگوئی کرنے والا برپا ہو اور وہ تمہیں کسی عجیب و غریب نشان یا معجزہ کی اطلاع دے [۲] اور اگر وہ نشان یا معجزہ جس کا اُس نے ذکر کیا ہو وقوع میں آ جائے اور وہ کہے آؤ ہم دوسرے معبودوں کی (یعنی ایسے معبود جن سے تُم واقف نہیں ہو) پیروی کریں اور اُن کی پرستش کریں [۳] تو تُم اُس نبی یا خواب دیکھنے والے کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ خداوند تمہارا خدا یہ جاننے کے لیے تمہیں آزماتا ہے کہ آیا تُم اُس سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبّت رکھتے ہو یا نہیں۔ [۴] تمہیں خداوند اپنے خدا ہی کی پیروی کرنی چاہیے اور اُسی کا خوف ماننا چاہیے۔ اُس کے احکام کو مانو اور اُس کے فرمانبردار رہو؛ اُس کی خدمت کرو اور اُسی سے لپٹے رہو [۵] وہ نبی یا خواب دیکھنے والا مار ڈالا جائے کیونکہ اُس نے خداوند تمہارے خدا کے خلاف جس نے تمہیں ملک مِصر سے نکال کر تمہیں غلامی کے ملک سے رہائی بخشی سرکشی کی ترغیب دی۔ اُس نے تمہیں اُس راہ سے بہکانے کی کوشش کی جس پر چلنے کا خداوند تمہارے خدا نے تمہیں حکم دیا تھا۔ تُم اپنے بیچ میں سے ایسی بُرائی دُور کر دینا۔

[۶] اگر تمہارا سگا بھائی یا تمہارا بیٹا یا بیٹی یا تمہاری چہیتی بیوی یا تمہارا کوئی گہرا دوست تمہیں خُفیہ طور پر یہ کہہ کر ورغلائے کہ چلو ہم اور معبودوں کی پرستش کریں (یعنی ایسے معبودوں کی جنہیں نہ تُم اور نہ تمہارے باپ دادا ہی جانتے تھے؛ [۷] ایسے لوگوں کے معبود جو تمہارے اِردگرد رہتے ہیں خواہ وہ تمہارے نزدیک رہتے ہوں یا دُور یا ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بسے ہُوئے ہوں) [۸] تُم اُس کی بات نہ ماننا، نہ اُس کی سُننا۔ تُم اُس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اُسے بچانا اور نہ چھپانا۔ [۹] تُم اُسے ضرور قتل کر ڈالنا اور اُسے قتل کرتے وقت پہلے تمہارا ہاتھ اُٹھے اور اُس کے بعد دوسرے سب لوگوں کے ہاتھ اُٹھیں۔ [۱۰] اُسے سنگسار کرنا تا کہ وہ مر جائے کیونکہ اُس نے تمہیں خداوند تمہارے خدا سے جو تمہیں ملک مِصر سے یعنی غلامی کے ملک سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا۔ [۱۱] تب سب بنی اسرائیل یہ سن کر ڈریں گے اور تُم میں سے کوئی پھر کبھی ایسی بُرائی نہ کرے گا۔

[۱۲] اگر تُم اُن شہروں میں سے جو خداوند تمہارا خدا تمہیں رہنے کو دے رہا ہے کسی شہر کے متعلق یہ افواہ سنو [۱۳] کہ تُم میں سے چند شریر لوگ اُٹھ کھڑے ہُوئے ہیں جنہوں نے اپنے شہروں کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیا ہے کہ چلو ہم اور معبودوں کی (جن سے تُم واقف نہ تھے) پرستش کریں۔ [۱۴] تب تُم دریافت کرنا اور پوری طرح چھان بین کر کے تحقیقات کرنا اور اگر یہ سچ ہو اور ثابت ہو جائے کہ ایسا قابلِ نفرت کام تمہارے بیچ میں کیا جا چکا ہے [۱۵] تب تُم اُس شہر کے سب باشندوں کو تلوار سے مار ڈالنا۔ وہاں کے تمام لوگوں اور اُن کے سب مویشیوں کو بالکل نیست و نابود کر دینا۔ [۱۶] اور اُس شہر کا سارا مالِ غنیمت چوک کے بیچ میں اِکٹھا کر کے اُس شہر کو اور اُس کی ساری لُوٹ کو خداوند اپنے خدا کے لیے سوختنی قربانی کے طور پر جلا دینا۔ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ڈھیر کی طرح پڑا رہے اور پھر کبھی تعمیر نہ کیا جائے۔ [۱۷] اِن ملامت آمیز اشیاء میں سے کوئی شے بھی تمہارے ہاتھ نہ لگنے پائے تا کہ خداوند اپنے شدید قہر سے باز آئے اور تمہارے باپ دادا سے قسم کھا کر کیے ہُوئے وعدہ کے مطابق وہ تُم پر رحم کرے اور ترس کھائے اور تمہاری تعداد میں اِضافہ کرے [۱۸] لہٰذا تُم خداوند اپنے خدا کے فرمانبردار رہو۔ اور میں نے آج کے دِن اُس کے جو

في هدي خير العباد

لابن قيم الجوزية

الإمام المحدث المفسر الفقيه شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أبي بكر الزرعي الدمشقي
(٦٩١ - ٧٥١ هـ)

حقق نصوصه ، وخرج أحاديثه ، وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط   عبد القادر الأرنؤوط

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

عليهم، ولا يهرُب من مجادلتهم إلا عاجزٌ عن إقامة الحجة، فليوَلِّ ذٰلك إلى أهله، وليُخَلِّ بَيْنَ المَطِيِّ وحَادِيها، والقوسِ وباريها، ولولا خشيةُ الإطالة لذكرنا مِن الحُجج التي تلزمُ أهل الكتابَيْنِ الإقرارَ بأنه رسولُ الله بما في كتبهم، وبما يعتقدونه بما لا يمكنهم دفعُه ما يزيد على مائة طريق، ونرجو من الله سبحانه إفرادَها بمصنف مستقل.

مناظرة المصنف لأحد علماء أهل الكتاب في نبوته ﷺ

ودار بيني وبين بعض علمائهم مناظرةٌ في ذلك، فقلت له في أثناء الكلام: ولا يتم لكم القَدح في نبوة نبينا ﷺ إلا بالطعن في الربِّ تعالى والقدح فيه، ونسبته إلى أعظم الظلم والسفه والفساد، تعالى الله عن ذٰلك، فقال: كيف يلزمُنا ذٰلك؟ قلت: بل أبلغ مِن ذلك، لا يَتمُّ لكم ذٰلك إلا بجحوده وإنكار وجوده تعالى، وبيانُ ذٰلك أنه إذا كان محمد عندكم ليس بنبي صادق، وهو بزعمكم ملك ظالم، فقد تهيأ له أن يفتريَ على الله، ويتقوَّل عليه ما لم يقُلْه، ثم يتم له ذٰلك، ويستمر حتى يُحلِّل، ويُحَرِّمَ، ويفرِضَ الفرائضَ، ويشرع الشرائع، وينسخَ المِلل، ويضربَ الرقاب، ويقتلَ أتباعَ الرسل، وهم أهلُ الحق، ويسبي نساءَهم وأولادَهم، ويَغْنَم أموالهم ودِيارَهم، ويتِمَّ له ذٰلك حتى يفتحَ الأرض، وينسب ذٰلك كله إلى أمر الله تعالى له به ومحبته له، والربُّ تعالى يُشاهده، وما يفعل بأهل الحقِّ وأتباع الرسل، وهو مستمر في الافتراء عليه ثلاثاً وعشرين سنة، وهو مع ذلك كُلِّه يُؤيده وينصُره، ويُعلي أمره، ويُمكِّن له من أسباب النصر الخارجة عن عادة البشر، وأعجَب من ذٰلك أنه يُجيب دعواته، ويُهلِكُ أعداءَه من غير فعل منه نفسه ولا سبب، بل تارة بدعائه، وتارة يستأصِلُهم سبحانه من غير دعاء منه ﷺ، ومع ذٰلك يقضي له كل حاجة سأله إياها، ويعده كل وعد جميل، ثم ينجز له وعده على أتمِّ الوجوه، وأهنئها، وأكملها، هٰذا وهو عندكم في غاية الكذِب والافتراءِ والظّلم، فإنه لا أكذبَ ممن كذبَ على اللّهِ، واستمرَّ على ذٰلك، ولا أظلمَ ممن أبطل شرائعَ أنبيائه ورسله، وسعى في رفعها من الأرض، وتبديلها بما يُريد هو، وقتل أولياءه وحزبه وأتباع رسله، واستمرت نصرتُه عليهم دائماً، والله تعالى في ذٰلك كُلِّهِ

يقره، ولا يأخُذ منه باليمين، ولا يقطَعُ منه الوتَين، وهو يُخبِرُ عن ربه أنه أوحى إليه أنه لا ﴿أظلم ممن افترى على الله كذباً أو قال: أوحي إليَّ ولم يُوحَ إليه شيء. ومن قال: سأنزل مِثْلَ ما أنزل الله﴾ [الأنعام: ٩٣] فيلزمُكم معاشِرَ مَنْ كذَّبه أحدُ أمرين لا بد لكم منهما:

إما أن تقُولوا: لا صانع للعالم، ولا مُدَبِّرَ، ولو كان للعالم صانع مدبِّرٌ قديرٌ حكيم، لأخذ على يديه، ولقابله أعظمَ مقابلة، وجعله نكالاً للظالمينَ إذ لا يليقُ بالملوك غيرُ هذا، فكيف بملك السماواتِ والأرض، وأحكم الحاكمين؟.

الثاني: نِسبةُ الربِّ إلى ما لا يليق به من الجور، والسفه، والظلم، وإضلال الخلق دائماً أبَد الآباد، لا بَلْ نصرة الكاذب، والتمكين له من الأرض، وإجابة دعواته، وقيام أمره مِن بعده، وإعلاء كلماته دائماً، وإظهار دعوته، والشهادة له بالنبوة قرناً بعد قرن على رؤوس الأشهاد في كل مجمع وناد، فأين هٰذا من فعل أحكم الحاكمين، وأرحم الراحمين، فلقد قدحتم في رب العالمين أعظمَ قدح، وطعنتم فيه أشَدَّ طعن، وأنكرتموه بالكلية، ونحن لا ننكر أن كثيراً من الكذابين قام في الوجود، وظهرت له شوكة، ولكن لم يتم له أمرُه، ولم تطل مدته، بل سلط عليه رسله وأتباعهم، فمحقوا أثره، وقطعوا دابره، واستأصلوا شأفته. هٰذه سنته في عباده منذ قامت الدنيا، وإلى أن يرث الأرض ومن عليها. فلما سمع مني هذا الكلام، قال: معاذَ الله أن نقول: إنه ظالم أو كاذب، بل كُلُّ منصف من أهل الكتاب يُقِرُّ بأن من سلك طريقه، واقتفى أثَره، فهو مِن أهل النجاة والسعادة في الأخرى. قلتُ له: فكيف يكون سالكُ طريق الكذاب، ومقتفي أثره بزعمكم مِن أهل النجاة والسعادة؟ فلم يجد بداً من الاعتراف برسالته، ولكن لم يُرسل إليهم. قلت: فقد لزمك تصديقُه، ولا بد وهو قد تواترت عنه الأخبار بأنه رسولُ رب العالمين إلى الناس أجمعينَ، كِتَابِيهم وأمِّيهم، ودعا أهل الكتاب إلى دينه،

سبيلهم حذو القذة بالقذة ، وغلب الشرك على أكثر النفوس ، لظهور الجهل وخفاء العلم ، وصار المعروف منكرًا والمنكر معروفًا ، والسنة بدعة والبدعة سنة ، وطمست الأعلام ، واشتدت غربة الإسلام ، وقلّ العلماء ، وغلب السفهاء ، وتفاقم الأمر ، واشتد البأس ، وظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت أيدي الناس ، ولكن لا تزال طائفة من العصابة المحمدية بالحق قائمين ولأهل الشرك والبدع مجاهدين إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها وهو خير الوارثين . ا هـ ملخصًا .

قلت : فإذا كان هذا في القرن السابع وقبله ، فما بعده أعظم فسادًا كما هو الواقع .

قوله : « وإنه سيكون في أمتي كذابون ثلاثون كلهم يزعم أنه نبي » قال القرطبي : وقد جاء عددهم معينًا في حديث حذيفة قال : قال رسول الله ﷺ « يَكُونُ في أُمَّتِي كَذَّابون دَجَّالون سَبْعٌ وَعِشْرُون ، مِنْهُم أَرْبَعُ نِسوة » أخرجه أبو نعيم . وقال : هذا حديث غريب [٢٢٠] . انتهى .

وحديث ثوبان أصح من هذا .

قال القاضي عياض : عدّ من تنبأ من زمن رسول الله إلى الآن ممن اشتهر بذلك وعرف واتبعه جماعة على ضلالة . فوجد هذا العدد فيهم ، ومن طالع كتب الأخبار والتواريخ عرف صحة هذا .

---

٢٢٠ ــ حسن :

أبو نعيم في الحلية (٤ / ١٧٩) وقال : غريب تفرد به معاذ بن هشام عن أبيه موجودًا في كتابه ا . هـ

وإسناده حسن .

وقال الحافظ : وقد ظهر مصداق ذلك في زمن رسول ﷺ ، فخرج مسيلمة الكذاب باليمامة ، والأسود العنسي باليمن ، وفي خلافة أبي بكر : طليحة بن خويلد في بني أسد بن خزيمة ، وسَجاح في بني تميم ، وقتل الأسود قبل أن يموت النبي ﷺ ، وقتل مسيلمة في خلافة أبي بكر رضي الله عنه ، قتله وَحْشي قاتل حمزة يوم أُحد ، وشاركه في قتل مسيلمة يوم اليمامة رجل من الأنصار ، وتاب طليحة ومات على الإسلام في زمن عمر رضي الله عنه ، ونقل أن سجاح تابت أيضًا . ثم خرج المختار ابن أبي عبيد الثقفي وغلب على الكوفة في أول خلافة ابن الزبير . وأظهر محبة أهل البيت ودعا الناس إلى طلب قتلة الحسين ، فتتبعهم فقتل كثيرًا ممن باشر ذلك ، وأعان عليه ، فأحبه الناس ، ثم ادعى النبوة وزعم أن جبريل عليه السلام يأتيه . ومنهم الحارث الكذاب ، خرج في خلافة عبد الملك بن مروان فقتل . وخرج في خلافة بني العباس جماعة .

وليس المراد بالحديث من ادعى النبوة مطلقًا . فإنهم لا يحصون كثرة لكون غالبهم تنشأ دعوته عن جنون أو سوداء . وإنما المراد من قامت له شوكة وبدا له شبهة كمن وصفنا . وقد أهلك الله تعالى من وقع له منهم ذلك وبقي منهم من يلحقه بأصحابه وآخرهم الدجال الأكبر .

قوله : « وأنا خاتم النبيين » قال الحسن : الخاتم : الذي ختم به ، يعني أنه آخر النبيين . كما قال تعالى : ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُم وَلَكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ﴾ [الأحزاب : ٤٠] وإنما ينزل عيسى بن مريم في آخر الزمان حاكمًا بشريعة محمد ﷺ مصليًا إلى قبلته . فهو كأحد أمته ، بل هو أفضل هذه الأمة . قال النبي ﷺ : « وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلن فِيكُم

الموسوعة الحديثية
تقدمها مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع
ويشرف على إصدارها
معالي الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

سنن الدارقطني

تأليف

الحافظ الكبير علي بن عمر الدارقطني
٣٠٦ - ٣٨٥ هـ

وبذيله

التعليق المغني على الدارقطني

للمحدث العلامة أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الثاني

كتاب الجمعة كتاب الوتر كتاب العيدين
كتاب الاستسقاء كتاب الجنائز كتاب الزكاة

حققه وضبط نصه وعلق عليه
شعيب الارنؤوط
حسن عبد المنعم شلبي جمال عبد اللطيف

مؤسسة الرسالة

عن محمد بن علي ، قال : إن لمهدينا آيتين لم تكونا منذُ خَلْق السماوات والأرض ، ينكسفُ القمرُ لأوَّلِ ليلة من رمضان ، وتنكسف الشمسُ في النِّصف منه ، ولم تكونا منذ خَلْق السماواتِ والأرض](١) .

١٧٩٦- حدثنا عبد الله بن أبي داود ، حدثنا أحمد بن صالح ومحمد بن سلمة ، قالا : حدثنا ابن وهب ، عن عمرو بن الحارث ، أن عبد الرحمن بن القاسم ، حدَّثه عن أبيه

عن عبد الله بن عمر ، عن رسول الله ﷺ قال : «إنَّ الشمس والقمرَ آيتانِ من آيات الله لا ينخسفانِ لموت أحد ولا لحياته ، ولكنَّهما آيتانِ من آيات الله ، فإذا رأيتُموها فصلُّوا»(٢) .

١٧٩٦- قوله : «عن عبد الله بن عمر» الحديث أخرجه الشيخان [البخاري (٢٨٢٨) ، ومسلم (٩١٤)] ، واعلم أنه ثبت عن النبي ﷺ في الكسوف والخسوف في كلِّ رَكعة بركوع ، وفي كلِّ ركعة ركوعانِ ، وفي كلِّ ركعة ثلاثُ رُكُوعات ، وأربعة ركوعات ، وخمسة ركوعات ، قال الحافظ في «فتح الباري» : وجمع بعضهم بين هذه الأحاديث بتعدد الواقعة ، وأن الكسوف وقع مراراً فيكون كل من هذه الأوجه جائزاً ، وإلى ذلك ذهب إسحاق بن راهويه ، لكن لم يثبت عنده الزيادة على أربع ركوعات ، وقال ابن خُزيمة وابن المنذر والخطَّابي وغيرهم : يجوز العمل بجميع ما ثبت من ذلك ، وهو من الاختلاف المباح . وقوَّاه النووي في «شرح مسلم» والله أعلم .

---

(١) هذا الحديث لم يرد في الأصول وألحق في هامش (غ) بعلامة «صح» وكتب بعده ما نصه : «في الأصل بخط الحافظ ابن الأنماطي هنا» ثم كتب جملة أخرى نصها : «ليس من السماع ولا الرواية من الطريقين وليس في نسخة الدمياطي» .
وهذا أثر باطل ، عمرو بن شمر قال ابن حبان : رافضي يشتم الصحابة ، ويروي الموضوعات عن الثقات ، وجابر وهو ابن يزيد الجعفي ضعيف رافضي .
(٢) هو في «مسند» أحمد (٦٤٨٣) و(٦٧٦٣) ، وابن حبان (٢٨٢٨) وهو حديث صحيح .

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

٣٦- كِتَابُ الْمَلَاحِمِ

١- بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي قَرْنِ الْمِائَةِ

٤٢٩١-(صحيح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْمَهْرِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ شَرَاحِيلَ بْنِ يَزِيدَ الْمَعَافِرِيِّ عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِيمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا.

قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ لَمْ يَجُزْ بِهِ شَرَاحِيلَ.

[قال العلقمي في شرح الجامع الصغير قال شيخنا: اتفق الحفاظ على أنه حديث صحيح، وممن نص على صحته من المتأخرين: أبو الفضل العراقي وابن حجر، ومن المتقدمين: الحاكم في المستدرك والبيهقي في المدخل.

قال المنذري: وعبد الرحمن بن شريح الإسكندراني ثقه اتفق البخاري ومسلم على الاحتجاج بحديثه وقد عضله. انتهى.

والحاصل أن الحديث مروي من وجهين، من وجه متصل ومن وجه معضل. وأما قول أبي علقمة فيما أعلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال المنذري: الراوي لم يجزم برفعه. انتهى.]

٢- بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ مَلَاحِمِ الرُّومِ

٤٢٩٢-(صحيح) حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ قَالَ مَالَ مَكْحُولٌ وَابْنُ أَبِي زَكَرِيَّا إِلَى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ وَمِلْتُ مَعَهُمْ فَحَدَّثَنَا عَنْ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ عَنِ الْهُدْنَةِ قَالَ قَالَ جُبَيْرٌ.

انْطَلِقْ بِنَا إِلَى ذِي مِخْبَرٍ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْنَاهُ فَسَأَلَهُ جُبَيْرٌ عَنِ الْهُدْنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ سَتُصَالِحُونَ الرُّومَ صُلْحًا آمِنًا فَتَغْزُونَ أَنْتُمْ وَهُمْ عَدُوًّا مِنْ وَرَائِكُمْ فَتُنْصَرُونَ وَتَغْنَمُونَ وَتَسْلَمُونَ ثُمَّ تَرْجِعُونَ حَتَّى تَنْزِلُوا بِمَرْجٍ ذِي تُلُولٍ فَيَرْفَعُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّصْرَانِيَّةِ الصَّلِيبَ فَيَقُولُ غَلَبَ الصَّلِيبُ فَيَغْضَبُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَدُقُّهُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَغْدِرُ الرُّومُ وَتَجْمَعُ لِلْمَلْحَمَةِ.

٤٢٩٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ فِيهِ وَيَثُورُ الْمُسْلِمُونَ إِلَى أَسْلِحَتِهِمْ فَيَقْتَتِلُونَ فَيُكْرِمُ اللَّهُ تِلْكَ الْعِصَابَةَ بِالشَّهَادَةِ إِلَّا أَنَّ الْوَلِيدَ جَعَلَ الْحَدِيثَ عَنْ جُبَيْرٍ عَنْ ذِي مِخْبَرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ رَوْحٌ وَيَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ وَبِشْرُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ كَمَا قَالَ عِيسَى.

٣- بَابُ فِي أَمَارَاتِ الْمَلَاحِمِ

٤٢٩٤-(حسن) حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ يَخَامِرَ.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ خُرُوجُ الدَّجَّالِ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى فَخِذِ الَّذِي حَدَّثَهُ أَوْ مَنْكِبِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا أَوْ كَمَا أَنَّكَ قَاعِدٌ يَعْنِي مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ.

[قال المنذري: في إسناد عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان وكان رجلاً صالحاً وثقه بعضهم وتكلم فيه غير واحد]

٤- بَابُ فِي تَوَاتُرِ الْمَلَاحِمِ

٤٢٩٥-(ضعيف) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ الْغَسَّانِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَلْحَمَةُ الْكُبْرَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ.

٤٢٩٦-(ضعيف) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بِلَالٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَيْنَ الْمَلْحَمَةِ وَفَتْحِ الْمَدِينَةِ سِتُّ سِنِينَ وَيَخْرُجُ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ فِي السَّابِعَةِ.

قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ عِيسَى.

[قال المنذري: في إسناد هذا بقية بن الوليد وفيه مقال]

٥- بَابُ فِي تَدَاعِي الْأُمَمِ عَلَى الْإِسْلَامِ

٤٢٩٧-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ السَّلَامِ.

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ فَقَالَ قَائِلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ.

[قال المنذري: أبو عبد السلام هذا هو صالح بن رستم الهاشمي الدمشقي سئل عنه أبو حاتم فقال: مجهول لا نعرفه]

٦- بَابُ فِي الْمَعْقِلِ مِنَ الْمَلَاحِمِ

٤٢٩٨-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْطَاةَ قَالَ سَمِعْتُ جُبَيْرَ بْنَ نُفَيْرٍ يُحَدِّثُ.

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوطَةِ إِلَى جَانِبِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ مَدَائِنِ الشَّامِ.

٧- بَابٌ

مجمع بحار الأنوار

في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار

تأليف

الشيخ العلامة اللغوى ملك المحدثين محمد طاهر الصديق
الهندى الفتنى الـــگجراتى

المتوفى سنة ٩٨٦ ﻫ / ١٥٧٨ م

طبع

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن الهند

١٣٨٧ ﻫ / ١٩٦٧ م

جَدَّ يَجِدّ. و منه ح قس:

'أجدّكما' لا تقضيان كراكما

أى أبجدٍ منكما و هو منصوب على المصدر. و فيه: لا يضحى 'بجدّاء' هو ما لا لبن لها من كل حلوبة لأنه أيبست ضرعها، و بجدد الضرع ذهب لبنه و الجدّاء من النساء الصغيرة الثدى. و منه ح على: انها 'جدّاء' أى قصيرة الندبين. و ح أبى سفيان: 'جُدّ' ثديا امك أى قطعا، دعاء عليه. و فيه: كان لا يبالى أن يصلى فى المكان 'الجدد' أى المستوى من الأرض. و منه: فوحل به فرسه فى 'جدد'. و فيه: كان يختار الصلاة على الجُدّ إن قدر، الجد و الجدة بالضم شاطئ النهر و به سميت المدينة التى عند مكة جدة. و فيه: و اذا 'جوادّ' منهج عن يمينى، هى الطرق جمع جادّة، و هى سواء الطريق و وسطه، و قيل: الطريق الأعظم الجامع للطرق. و فيه: ما على 'جديد'١ الأرض أى وجهها. در: 'الجديد' الموت. ن: لو كان أحدكم احترق بيته ما رضى حتى 'يجده' بضم ياء، و روى: يجدده، و هما بمعنى. ط: أجدّ و أجود من عمر، فيه تنازع العاملان، قوله: بعد رسول الله صلى الله عليه و سلم، أى بعد وفاته أو بعده فى هذه الخلال، قوله: من حين قبض، دليل للأول. و ح: يبعث على رأس كل مائة سنة من يجدد٢ دينها، اختلفوا فيه و كل فرقة حملوه على امامهم، و الأولى الحمل على العموم و لا يخص بالفقهاء، فان انتفاعهم بأولى الأمر، و المحدثين، و القراء،

---

(١) فى هامش الفتنية: ثوب جديد اصله المقطوع ثم جعل لكل ما احدث انشاء - ه. و منه الجديدان و الاجدان الليل و النهار - ه. جدّ ربنا اى فيضه و عظمته، و الجد ايضا البخت جددت حظظت - ه.

(٢) فيه: "ان الله تعالى يبعث لهذه الأمة" اى يقيض لها على رأس كل مائة سنة من الهجرة او غيرها على ما مر "من" رجلا او اكثر يجدد لها دينها اى يبين السنة من البدعة و يذل اهلها؛ قال ابن كثير و قد يدعى كل قوم فى امامهم انه المراد، و الظاهر حمله على العلماء من كل طائفة - ه.

و الوعاظ، و الزهاد أيضا كثير، و المراد من انقضت المائة و هو حى عالم مشهور.
ج : و الحديث اشارة إلى جماعة من الأكابر على رأس كل مائة، ففى رأس الأولى: عمر بن عبدالعزيز، و من الفقهاء و المحدثين و غيرهم ما لا يحصى؛ و فى الثانية : المامون و الشافعى، و الحسن بن زياد، و أشهب المالكى، و على بن موسى، و يحيى بن معين، و معروف الكرخى؛ و على الثالثة: المقتدر، و أبوجعفر الطحاوى الحنفى، و أبو جعفر الإمامى، و ابوالحسن الأشعرى، و النسائى؛ و على الرابعة: القادر بالله، و أبوحامد الإسفرائينى، و أبو بكر محمد الخوارزمى الحنفى، و المرتضى أخو الرضى[١] الإمامى؛ و على رأس الخامسة: المستظهر بالله، و الغزالى، و القاضى فخرالدين الحنفى و غيرهم.
ش: فى قسمه جده له، هو بفتح جيم العظمة، و ضمير جده و قسمه لله تعالى، و ضمير له للنبى صلى الله عليه و سلم.

[جدر] نه فيه: احبس الماء حتى يبلغ ’الجدر‘ هو ههنا المسنّاة و هو ما رفع حول المزرعة كالجدار، و قيل: لغة فى الجدار، و قيل: أصل الجدار، و روى: الجدر- بالضم جمع جدار، و روى بالذال و يجىء. ك : هو بمفتوحة فمهملة ساكنة، و الرجل هو حاطب، و قيل: غيره، و من نسبه إلى النفاق فهو مجترئ إذ لا يطلق الأنصارى على من اتهم[٢] به. ن: هو بفتح جيم و كسرها و جمعه جدور و هو الجدار و جمعه جدر ككتب، و المراد أصل الحائط، و قيل: أصل الشجر. دل[٣] صلى الله عليه و سلم الزبير [على] الإيثار بأن يسقى شيئا يسيرا ثم يرسله إلى جاره فلما قال ما قال أمره أن يأخذ جميع حقه، و قوله هذا يوجب الردة و لم يقتله تأليفا، و حكى أنه كان منافقا و يتم بيانا فى شرح. ط : فاستوعى أى استوفاه. نه و منه قوله لعائشة: أخاف

(١) فى المطبوعة و غيرها: الرضا، و لا يصح.

(٢) فى هاهش الفتنية: كونه انصاريا لا يخالفه لأنه يكون من قبيلتهم لا من أنصار المسلمين ـ هـ.

(٣) كذا فى الأحمدآبادية، و فى المطبوعة: اول.

مُستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد اوّل

مِشکوٰۃ شریف

مع عربی

اُردو ترجمہ
مِشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

وسلم تعوذوا بالله من جب الحزن قالوا یا رسول الله وما جب الحزن قال واد في جهنم یتعوذ منه جهنم کل یوم اربع مائة مرة قیل یا رسول الله ومن یدخلها قال القرّاء المراؤن باعمالهم (رواه الترمذي وكذا ابن ماجة وزاد فيه وان من ابغض القرّاء الى الله تعالى الذين يزورون الامراء قال المحاربي يعني الجورة -)

سے پناہ مانگو غم کے کنویں سے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ غم کا کنواں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ ایک وادی (نالہ) ہے دوزخ میں جس سے دوزخ دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا وہ قرآن پڑھنے والے جو اپنے اعمال کو دکھانے کے لئے کرتے ہیں (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ خدا کے نزدیک مغبوض ترین وہ قاری (قرآن پڑھنے والے) ہیں جو امراء سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس حدیث کے راوی محاربی نے کہا ہے کہ امراء سے مراد ظالم امراء ہیں

۲۵۷/۴۱ وعن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك ان ياتي على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى علماؤهم شر من تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود (رواه البيهقي في شعب الايمان)

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جلد ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا اور نہیں باقی رہے گا قرآن میں مگر اس کے نقوش۔ ان کی مسجدیں (ظاہر میں) آباد ہوں گی لیکن فی الحقیقت وہ خراب ہوں گی ہدایت سے ان کے علماء آسمان کے نیچے (بسنے والی) مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے اُن ہی سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور ان ہی میں لوٹ آئے گا۔

(بیہقی در شعب الایمان)

۲۵۸/۴۲ وعن زياد بن لبيد قال ذكر النبي صلى الله عليه وسلم شيئا فقال ذاك عند اوان ذهاب العلم قلت يا رسول الله وكيف يذهب العلم ونحن نقرأ القرآن ونقرئه ابناءنا ويقرئه ابناؤنا ابناءهم الى يوم القيمة فقال ثكلتك امك زياد ان كنت لاراك من افقه رجل بالمدينة اوليس هذه اليهود والنصارى يقرؤن التورىة والانجيل لا يعملون بشيء مما فيهما۔ (رواه احمد وابن ماجة وروى الترمذي عنه نحوه وكذا الدارمي عن ابي امامة)۔

حضرت زیاد بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا (یعنی ابتلا اور فتنہ کا) اور پھر فرمایا کہ یہ اس وقت ہوگا جبکہ علم جاتا رہے گا۔ میں نے یہ سنکر عرض کیا یا رسول اللہ! علم کیوں کر جاتا رہیگا حالانکہ ہم قرآن کو پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی قرآن پڑھائیں گے، وہ اپنے بچوں کو پڑھائیں گے اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ آپؐ نے فرمایا زیاد تیری ماں تم کو گم کرے میں تو مدینہ میں تجھ کو سمجھ دار انسان خیال کرتا تھا۔ کیا یہ یہود و نصارٰی تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے ہیں لیکن جو کچھ ان کتابوں کے اندر ہے اس میں سے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔ (احمد۔ ابن ماجہ اور ترمذی اور دارمی نے اس کو ابو امامہؓ سے روایت کیا۔)

۲۵۹/۴۳ وعن ابن مسعود قال قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا العلم وعلموه الناس تعلموا الفرائض وعلموها الناس تعلموا القرآن وعلموه الناس فاني امرؤ مقبوض والعلم سينقص ويظهر الفتن حتى يختلف اثنان في فريضة لا يجدان احدا يفصل بينهما۔ (رواه الدارمي والدارقطني)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور سکھاؤ اور علمِ فرائض (فرض احکام کا علم) سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ سیکھو قرآن کو اور سکھاؤ لوگوں کو۔ پس میں ایک شخص ہوں، جو اٹھا یا جاؤں گا اور علم کو بھی عنقریب اٹھا لیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے یہانتک کہ اختلاف کریں گے دو شخص ایک فرض چیز میں اور ایسا کوئی شخص نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کرے (یعنی علم اس قدر کم ہو جائے گا یا فتنے اس قدر بڑھ جائیں گے۔ (دارمی۔ دارقطنی)

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

قَالَ سَمِعْت ابْنَ أَبِي عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ مُحَمَّدُ بْنُ عَجْلاَنَ كَانَ ثِقَةً مَأْمُونًا فِي الْحَدِيثِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَالصُّنَابِحِيُّ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُسَيْلَةَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ قَالَ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ فَقَالَ إِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي أَوَّلِ الإِسْلاَمِ قَبْلَ نُزُولِ الْفَرَائِضِ وَالأَمْرِ وَالنَّهْيِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَوَجْهُ هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ أَهْلَ التَّوْحِيدِ سَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَإِنْ عُذِّبُوا بِالنَّارِ بِذُنُوبِهِمْ فَإِنَّهُمْ لاَ يُخَلَّدُونَ فِي النَّارِ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي ذَرٍّ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ.

هَكَذَا رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَغَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ التَّابِعِينَ فِي تَفْسِيرِ هَذِهِ الآيَةِ ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ قَالُوا إِذَا أُخْرِجَ أَهْلُ التَّوْحِيدِ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ. [م: ٢٩]

٢٦٣٩-(صحيح) حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَعَافِرِيِّ ثُمَّ الْحُبُلِيِّ قَالَ.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلاً مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلاَئِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سجلا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لاَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ فَيَقُولُ لاَ يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لاَ ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلاَّتِ فَقَالَ إِنَّكَ لاَ تُظْلَمُ قَالَ فَتُوضَعُ السِّجِلاَّتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلاَّتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلاَ يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللَّهِ شَيْءٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

٢٦٣٩(م)-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيَى بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَالْبِطَاقَةُ: الْقِطْعَةُ.

١٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ

٢٦٤٠-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ أَبُو عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ أَوِ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَالنَّصَارَى مِثْلَ ذَلِكَ وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً.

وَفِي الْبَاب عَنْ سَعْدٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَعَوْفِ بْنِ مَالِكٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

٢٦٤١-(حسن) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ الأَفْرِيقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلاَنِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلاَّ مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مُفَسَّرٌ لاَ نَعْرِفُهُ مِثْلَ هَذَا إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

٢٦٤٢-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي عَمْرٍو السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ.

سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ خَلْقَهُ فِي ظُلْمَةٍ فَأَلْقَى عَلَيْهِمْ مِنْ نُورِهِ فَمَنْ أَصَابَهُ مِنْ ذَلِكَ النُّورِ اهْتَدَى وَمَنْ أَخْطَأَهُ ضَلَّ فَلِذَلِكَ أَقُولُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلَى عِلْمِ اللَّهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

٢٦٤٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّهُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلاَ يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا قَالَ أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. [خ: ٢٨٥٦] [م: ٣٠]

٢٦٤٤-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ وَالأَعْمَشِ كُلُّهُمْ سَمِعُوا زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ.

عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ نَعَمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَفِي الْبَاب عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ. [خ: ١٢٣٧، ٦٤٤٣] [م: ٩٤]

المسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به
أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَسْمَاءَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا المَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِيَ الكُفرَ، وَأَنَا الحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا العَاقِبُ». [طرفه في: ٣٥٣٢].

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُورَةُ الجُمُعَةِ ـ ٦٢

١/١ ـ باب قَوْلُهُ:

﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾ [٣]

وَقَرَأَ عُمَرُ: فَامْضُوا إِلَى ذِكْرِ اللهِ.

٤٨٩٧ ـ حدثني عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي سُلَيمانُ بْنُ بِلالٍ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الغَيثِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: كُنَّا جُلُوساً عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأُنْزِلَتْ عَلَيهِ سُورَةُ الجُمُعَةِ: ﴿وَءَاخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا۟ بِهِمْ﴾. قالَ: قُلتُ: مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللهِ؟ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتَّى سَأَلَ ثَلاثاً، وَفِينَا سَلمَانُ الفَارِسِيُّ، وَضَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ عَلَى سَلمَانَ، ثُمَّ قالَ: «لَوْ كانَ الإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا، لَنَالَهُ رِجالٌ، أَوْ رَجُلٌ، مِنْ هؤُلَاءِ». [مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، رقم: ٢٥٤٦]. [الحديث ٤٨٩٧ ـ طرفه في: ٤٨٩٨].

٤٨٩٨ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الوَهَّابِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ: أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ، عَنْ أَبِي الغَيثِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَنَالَهُ رِجالٌ مِنْ هؤُلَاءِ». [طرفه في: ٤٨٩٧].

٢/٢ ـ باب

﴿وَإِذَا رَأَوْا۟ تِجَـٰرَةً﴾ [١١]

٤٨٩٩ ـ حدثني حَفْصُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا خالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حُصَينٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الجَعْدِ، وَعَنْ أَبِي سُفيَانَ، عَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ﷺ قالَ: أَقْبَلَتْ عِيرٌ يَوْمَ الجُمُعَةِ، وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَثَارَ النَّاسُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلاً، فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا۟ تِجَـٰرَةً أَوْ لَهْوًا ٱنفَضُّوٓا۟ إِلَيْهَا﴾. [طرفه في: ٩٣٦].

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سُورَةُ المُنَافِقِينَ ـ ٦٣

١/١ ـ باب

﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ قَالُوا۟ نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ ٱللَّهِ ـ إِلَى ـ لَكَـٰذِبُونَ﴾ [١]

٤٩٠٠ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجاءٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ: عَنْ أَبِي إِسْحاقَ، عَنْ زَيدِ بْنِ أَرْقَمَ قالَ: كُنْتُ فِي غَزَاةٍ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ، وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ. فَذَكَرْتُ ذلِكَ لِعَمِّي أَوْ لِعُمَرَ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَدَعانِي فَحَدَّثْتُهُ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا ما قالُوا، فَكَذَّبَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَدَّقَهُ، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ قَطُّ، فَجَلَسْتُ فِي البَيتِ، فَقَالَ لِي عَمِّي: ما أَرَدْتَ إِلَى أَنْ كَذَّبَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَقَتَكَ؟ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ﴾. فَبَعَثَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيدُ». [مسلم: أوائل كتاب صفات المنافقين، رقم: ٢٧٧٢]. [الحديث ٤٩٠٠ ـ أطرافه في: ٤٩٠١، ٤٩٠٢، ٤٩٠٣، ٤٩٠٤].

٢/٢ ـ باب

﴿ٱتَّخَذُوٓا۟ أَيْمَـٰنَهُمْ جُنَّةً﴾ [٢] يَجْتَنُّونَ بِهَا

٤٩٠١ ـ حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحاقَ، عَنْ زَيدِ بْنِ أَرْقَمَ ﷺ قالَ: كُنْتُ مَعَ عَمِّي، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُولَ يَقُولُ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا. وَقالَ أَيضاً: لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى المَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الأَعَزُّ مِنْهَا الأَذَلَّ، فَذَكَرْتُ ذلِكَ لِعَمِّي، فَذَكَرَ عَمِّي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أُبَيٍّ وَأَصْحَابِهِ، فَحَلَفُوا ما قالُوا، فَصَدَّقَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَذَّبَنِي، فَأَصَابَنِي هَمٌّ لَمْ يُصِبْنِي مِثْلُهُ، فَجَلَسْتُ فِي بَيتِي، فَأَنْزَلَ اللهُ ﷻ: ﴿إِذَا جَآءَكَ ٱلْمُنَـٰفِقُونَ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ هُمُ ٱلَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا۟ عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ ٱللَّهِ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ لَيُخْرِجَنَّ ٱلْأَعَزُّ مِنْهَا ٱلْأَذَلَّ﴾ [١ ـ ٨]. فَأَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَرَأَهَا عَلَيَّ، ثُمَّ قالَ: «إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ». [طرفه في: ٤٩٠٠].

٣/٣ ـ باب

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ ءَامَنُوا۟ ثُمَّ كَفَرُوا۟ فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ﴾ [٣]

٤٩٠٢ ـ حدثنا آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الحَكَمِ قالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ كَعْبٍ القُرَظِيَّ قالَ: سَمِعْتُ زَيدَ بْنَ أَرْقَمَ ﷺ قالَ: لَمَّا قالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ: لَا تُنْفِقُوا عَلَى

سُنَنُ أبي دَاوُدَ

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

نفسه واللَّهُ خليفتي على كلِّ مسلم فمن أدركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف فإنها جواركم من فتنته قلنا وما لبثه في الأرض قال أربعون يوماً يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر أيامه كأيامكم فقلنا يا رسول الله هذا اليوم الذي كسنة أتكفينا فيه صلاة يوم وليلة قال لا اقدروا له قدره ثم ينزل عيسى ابن مريم عند المنارة البيضاء شرقي دمشق فيدركه عند باب لد فيقتله. [م: ٢٩٣٧].

٤٣٢٢-(صحيح بما قبله) حدثنا عيسى ابن محمد حدثنا ضمرة عن السيباني عن عمرو بن عبد الله عن أبي أمامة عن النبي ﷺ نحوه وذكر الصلوات مثل معناه.

٤٣٢٣-(صحيح إلا) حدثنا حفص بن عمر حدثنا همام حدثنا قتادة عن سالم بن أبي الجعد عن معدان بن أبي طلحة.

عن حديث أبي الدرداء يرويه عن النبي ﷺ قال من حفظ عشر آيات من أول سورة الكهف عصم من فتنة الدجال. [م: ٨٠٩] [أخرجه دون لفظ "فتنة"]

قال أبو داود وكذا قال هشام الدستوائي عن قتادة إلا أنه قال من حفظ من خواتيم سورة الكهف.

و قال شعبة عن قتادة من آخر الكهف.

[قال الالباني: صحيح قلت: الرواية الأولى أصح، ورواتها أكثر، ويشهد لها حديث النواس المتقدم]

٤٣٢٤-(صحيح) حدثنا هدبة بن خالد حدثنا همام بن يحيى عن قتادة عن عبد الرحمن بن آدم.

عن أبي هريرة أن النبي ﷺ قال ليس بيني وبينه نبي يعني عيسى وإنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع إلى الحمرة والبياض بين ممصرتين كأن رأسه يقطر وإن لم يصبه بلل فيقاتل الناس على الإسلام فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويهلك الله في زمانه الملل كلها إلا الإسلام ويهلك المسيح الدجال فيمكث في الأرض أربعين سنة ثم يتوفى فيصلي عليه المسلمون. [خ: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦، ٣٤٤٨، ٣٤٤٩] [م: ١٥٥].

١٥- باب في خبر الجساسة

٤٣٢٥-(صحيح) حدثنا النفيلي حدثنا عثمان بن عبد الرحمن حدثنا ابن أبي ذئب عن الزهري عن أبي سلمة.

عن فاطمة بنت قيس أن رسول الله ﷺ أخر العشاء الآخرة ذات ليلة ثم خرج فقال إنه حبسني حديث كان يحدثنيه تميم الداري عن رجل كان في جزيرة من جزائر البحر فإذا أنا بامرأة تجر شعرها قال ما أنت قالت أنا الجساسة اذهب إلى ذلك القصر فأتيته فإذا رجل يجر شعره مسلسل في الأغلال ينزو فيما بين السماء والأرض فقلت من أنت قال أنا الدجال خرج نبي الأميين بعد قلت نعم قال أطاعوه أم عصوه قلت بل أطاعوه قال ذاك خير لهم [م: ٢٩٤٢].

[قال المنذري: في إسناده عثمان بن عبد الرحمن القرشي مولاه الحراني المعروف بالطرائفي، قيل له ذلك لأنه كان يتبع طرائف الحديث. قال ابن نمير: كذاب. وقال أبو عروبة: عنده عجائب. وقال ابن حبان البستي: لا يجوز عندي الاحتجاج بروايته كلها على حال من الأحوال. وقال إسحاق بن منصور: ثقة. وقال أبو حاتم الرازي: صدوق. وأنكر على البخاري إدخال اسمه في كتاب الضعفاء، وقال: يحول منه انتهى. قلت: وأخرجه مسلم من طرق كثيرة ليس فيها عثمان بن عبد الرحمن]

٤٣٢٦-(صحيح) حدثنا حجاج بن أبي يعقوب حدثنا عبد الصمد حدثنا أبي قال سمعت حسيناً المعلم حدثنا عبد الله بن بريدة حدثنا عامر بن شراحيل الشعبي.

عن فاطمة بنت قيس قالت سمعت منادي رسول الله ﷺ ينادي أن الصلاة جامعة فخرجت فصليت مع رسول الله ﷺ فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته جلس على المنبر وهو يضحك قال ليلزم كل إنسان مصلاه ثم قال هل تدرون لم جمعتكم قالوا الله ورسوله أعلم قال إني ما جمعتكم لرهبة ولا رغبة ولكن جمعتكم أن تميماً الداري كان رجلاً نصرانياً فجاء فبايع وأسلم وحدثني حديثاً وافق الذي حدثتكم عن الدجال حدثني أنه ركب في سفينة بحرية مع ثلاثين رجلاً من لخم وجذام فلعب بهم الموج شهراً في البحر وأرفؤوا إلى جزيرة حين مغرب الشمس فجلسوا في أقرب السفينة فدخلوا الجزيرة فلقيتهم دابة أهلب كثيرة الشعر قالوا ويلك ما أنت قالت أنا الجساسة انطلقوا إلى هذا الرجل في هذا الدير فإنه إلى خبركم بالأشواق قال لما سمت لنا رجلاً فرقنا منها أن تكون شيطانة فانطلقنا سراعاً حتى دخلنا الدير فإذا فيه أعظم إنسان رأيناه قط خلقاً وأشده وثاقاً مجموعة يداه إلى عنقه فذكر الحديث وسألهم عن نخل بيسان وعن عين زغر وعن النبي الأمي قال إني أنا المسيح وإنه يوشك أن يؤذن لي في الخروج قال النبي ﷺ وإنه في بحر الشام أو بحر اليمن لا بل من قبل المشرق ما هو مرتين وأومأ بيده قبل المشرق قالت حفظت هذا من رسول الله ﷺ وساق الحديث [م: ٢٩٤٢].

٤٣٢٧-(ضعيف الإسناد) حدثنا محمد بن صدران حدثنا المعتمر حدثنا إسماعيل بن أبي خالد عن مجالد بن سعيد عن عامر قال.

حدثتني فاطمة بنت قيس أن النبي ﷺ صلى الظهر ثم صعد المنبر وكان لا يصعد عليه إلا يوم جمعة قبل يومئذ ثم ذكر هذه القصة.

قال أبو داود وابن صدران بصري غرق في البحر مع ابن مسور لم يسلم منهم غيره.

[قال المنذري: وأخرجه ابن ماجه. ومجالد بن سعيد فيه مقال]

٤٣٢٨-(ضعيف الإسناد) حدثنا واصل بن عبد الأعلى أخبرنا ابن فضيل عن الوليد بن عبد الله بن جميع عن أبي سلمة بن عبد الرحمن.

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ذات يوم على المنبر إنه بينما أناس يسيرون في البحر فنفد طعامهم فرفعت لهم جزيرة فخرجوا يريدون الخبز فلقيتهم الجساسة قلت لأبي سلمة وما الجساسة قال امرأة تجر شعر جلدها ورأسها قالت في هذا القصر فذكر الحديث وسأل عن نخل بيسان وعن عين زغر قال هو المسيح فقال لي ابن أبي سلمة إن في هذا الحديث شيئاً ما حفظته قال شهد جابر أنه هو ابن صياد قلت فإنه قد مات قال وإن مات قلت فإنه أسلم قال وإن أسلم قلت فإنه قد دخل المدينة قال وإن دخل المدينة.

[قال المنذري: في إسناده الوليد بن عبد الله بن جميع الزهري الكوفي احتج به مسلم في صحيحه. وقال الإمام أحمد ويحيى بن معين ليس به بأس.

سنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد، (ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ، ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

اللَّهُ فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ قَالَ فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلاَدِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَلاَ يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلاَّ شَرِبُوهُ وَلاَ بِشَيْءٍ إِلاَّ أَفْسَدُوهُ فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ فَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ فَتَنْتُنُ الأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ فَأَدْعُو اللَّهَ فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الأَرْضُ مَدَّ الأَدِيمِ فَعُهِدَ إِلَيَّ مَتَى كَانَ ذَلِكَ كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ كَالْحَامِلِ الَّتِي لاَ يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلاَدَتِهَا.

قَالَ الْعَوَّامُ وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

مؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان في "الثقات"، وباقي رجال الإسناد ثقات.

رواه أبو بكر بن أبي شيبة عن يزيد بن هارون بإسناده ومتنه.

ورواه أبو يعلى الموصلي: حدثنا أبو خيثمة، حدثنا يزيد بن هارون فذكر نحوه.

ورواه الحاكم في "المستدرك" عن أبي العباس أحمد بن محمد المحبوبي، عن سعيد بن مسعود، عن يزيد بن هارون، به. وقال: هذا حديث صحيح الإسناد]

٣٤- بَابُ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ

٤٠٨٢-(ضعيف) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ فَقَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلاَءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلاَ يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلاَ يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَئُوهَا جَوْرًا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد الكوفي مختلف فيه.

رواه أبو بكر بن أبي شيبة في "مسنده" عن معاوية بن هشام فذكره بإسناده ومتنه سواء

ورواه وأبو يعلى الموصلي حدثنا محمد بن يزيد بن رفاعة، حدثنا أبو بكر بن عياش، حدثنا يزيد أبي زياد فذكره بزيادة ونقص ألفاظ.

لكن لم ينفرد به يزيد بن أبي زياد، عن إبراهيم، فقد رواه الحكم في "المستدرك" من طريق عمرو بن قيس، عن الحاكم، عن إبراهيم به]

٤٠٨٣-(حسن) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي صِدِّيقٍ النَّاجِيِّ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلاَّ فَتِسْعٌ فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ تُؤْتَى أُكُلَهَا وَلاَ تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي فَيَقُولُ خُذْ.

٤٠٨٤-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ.

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاَثَةٌ كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لاَ يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلاً لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ.

ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لاَ أَحْفَظُهُ فَقَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

رواه الحاكم في "المستدرك" من طريق الحسين بن حفص، عن سفيان، به. وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

ورواه أحمد بن حنبل في "مسنده" ولفظه: إذا رأيتم الرايات السود قد جاءت فأتوها من قبل خراسان فان فيها خليفة اللّه المهدي]

٤٠٨٥-(حسن) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَاسِينُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.

إبراهيم بن محمد وثقه العجلي وذكره ابن حبان في "الثقات". وقال البخاري في "التاريخ": في إسناده نظر.

وياسين العجلي، قال البخاري: فيه نظر، قال: ولا أعلم له حديثاً غير هذا. وقال ابن معين وأبو زرعة: لا بأس به.

وأبو داود الحفري: اسمه عمر بن سعد احتج به مسلم في "صحيحه".

وباقي رجال الإسناد ثقات.

رواه أبو يعلى الموصلي (:حدثنا) أبو بكر (بن أبي شيبة) حدثنا أبو داود عمر بن سعد، حدثنا ياسين فذكره]

٤٠٨٦-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ.

كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ.

٤٠٨٧-(موضوع) حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ الْيَمَامِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ نَحْنُ وَلَدَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.

علي بن زياد لم أر من جرحه ولا من وثقه، وباقي الرجال ثقات.

قال المزي في "الأطراف": كذا عنده والصواب "عبداللّه بن زياد" قاله محمد بن خلف الحدادي، عن سعد بن عبد الحميد وتابعه أبو بكر محمد بن صالح بن يزيد القناد، عن محمد بن الحجاج، عن عبداللّه بن زياد السحيمي]

٤٠٨٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهُ.

[قال البوصيري: هذا إسناد ضعيف لضعف عمرو بن جابر وابن لهيعة]

٣٥- بَابُ الْمَلاَحِمِ

الدر المنثور في التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

جميعًا »[(١)] .

وأخرَج أحمدُ ، والبخاريُّ ، ومسلمٌ ، والبيهقيُّ في « الأسماءِ والصفاتِ » ، [(٢)]عن أبي هريرةَ[(٢)] قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « كيف أنتم إذا نزَل فيكم ابنُ مريمَ وإمامُكم منكم ؟ »[(٣)] .

وأخرَج ابنُ أبي شيبةَ ، وأحمدُ ، وأبو داودَ ، وابنُ جريرٍ ، وابنُ حبانَ ، عن أبي هريرةَ ، أن النبيَّ ﷺ قال : « الأنبياءُ إخوةٌ[(٤)] لعَلَّاتٍ ، أمَّهاتُهم شتَّى ، ودينُهم واحدٌ ، وإني أولى الناسِ بعيسى ابنِ مريمَ ؛ لأنه لم يكنْ بيني وبينَه نبيٌّ ، وإنه خليفتي على أُمَّتي ، وإنه نازلٌ ، فإذا رأيتُموه فاعْرِفوه ؛ رجلٌ مَرْبوعٌ ، إلى الحُمْرةِ والبياضِ ، عليه ثوبانِ مُمَصَّرانِ[(٥)] ، كأن رأسَه يَقْطُرُ وإن لم يُصِبْه بلَلٌ ، فيدُقُّ الصليبَ ، ويَقْتُلُ الخنزيرَ ، ويضعُ الجزيةَ ، ويدعو الناسَ إلى الإسلامِ ، ويُهلِكُ اللَّهُ في زمانِه المِلَلَ كلَّها إلا الإسلامَ ، ويُهلِكُ اللَّهُ في زمانِه المسيحَ[(٦)] الدجَّالَ ، ثم تقعُ الأَمَنَةُ على الأرضِ ، حتى ترتَعَ [١٣٠و] الأُسودُ مع الإبلِ ، والنِّمارُ مع البقرِ ، والذئابُ مع الغنمِ ، وتلعبُ الصبيانُ بالحيَّاتِ[(٧)] لا تضرُّهم ، فيمكُثُ أربعينَ

(١) ابن أبي شيبة ١٤٤/١٥ ، وأحمد ٢١٧/١٢ (٧٢٧٣) ، ومسلم (١٢٥٢) .

(٢ - ٢) سقط من : م .

(٣) أحمد ١٠٨/١٣ ، ١٥٢/١٤ (٨٦٨٠ ، ٨٤٣١) ، والبخارى (٣٤٤٩) ، ومسلم (٢٢٤/١٥٥) ، والبيهقى (٨٩٥) .

(٤) في م : « أخوات » .

(٥) في ص : « يمصران » ، وفي ب ١ : « صفدان » . وثوبان ممصران : فيهما صفرة خفيفة . ينظر النهاية ٣٣٦/٤ .

(٦) سقط من : ف ١ .

(٧) في ف ١ : « بالحيتان » .

سنةً ، ثم يُتوفَّى ويُصلِّى عليه المسلمون ويَدْفِنونه »[(١)] .

وأخرَج أحمدُ عن أبى هريرةَ ، عن النبىِّ ﷺ قال : « إنى لأرجو إن طال بى عُمُرٌ أن ألْقى عيسى ابنَ مريمَ ، فإن عَجِل بى موتٌ ، فمَن لقِيه مِنكم فلْيُقرِئْه منِّى السلامَ »[(٢)] .

وأخرَج الطبرانىُّ عن أبى هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « ألا إن عيسى ابنَ مريمَ ليس بينى وبينَه نبىٌّ ولا رسولٌ ، ألا إنه خليفتى فى أمَّتى مِن بعدى ، ألا إنه يَقْتُلُ الدجَّالَ ، ويكسِرُ الصليبَ ، ويضعُ الجزيةَ ، وتضعُ الحربُ أوزارَها ، ألا مَن أدْرَكه مِنكم فلْيَقرأْ عليه السلامَ »[(٣)] .

وأخرَج الطبرانىُّ ، [(٤)]وابنُ عساكرَ[(٤)] ، عن أبى هريرةَ ، أن رسولَ اللَّهِ ﷺ قال : « يَنزِلُ عيسى ابنُ مريمَ[(٥)] ، فيمكُثُ فى الناسِ أرْبعين سنةً »[(٦)] .

وأخرَج أحمدُ ، [(٤)]وابنُ عساكرَ[(٤)] ، عن أبى هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « يَنزِلُ ابنُ مريمَ إمامًا عادلًا وحَكَمًا مُقْسِطًا ، فيكسِرُ الصليبَ ، ويقتُلُ الخنزيرَ ، ويُرْجِعُ السِّلْمَ ، ويتخِذُ[(٧)] السيوفَ مَناجِلَ ، وتَذْهَبُ حُمَةُ

---

(١) ابن أبى شيبة ١٥/١٥٨ ، وأحمد ١٥/١٥٣ ، ١٥٤ (٩٢٧٠) ، وأبو داود (٤٣٢٤) ، وابن جرير ٥/٤٥٢ ، ٧/ ٦٧٤، وابن حبان (٦٨٢١) . صحيح (صحيح سنن أبى داود - ٣٦٣٥) . وينظر السلسلة الصحيحة (٢١٨٢) .

(٢) أحمد ١٣/٣٥٠ ، ٣٥١ (٧٩٧٠ ، ٧٩٧١) . وقال محققوه : إسناده صحيح على شرطهما .

(٣) الطبرانى فى الأوسط (٤٨٩٨) ، وفى الصغير ١/ ٢٥٦، ٢٥٧. وقال الهيثمى : قلت فى الصحيح بعضه ، ورواه الطبرانى فى الصغير والأوسط ، وفيه محمد بن عقبة السدوسى ، وثقه ابن حبان ، وضعفه أبو حاتم .مجمع الزوائد ٨/ ٢٠٥.

(٤ - ٤) ليس فى : الأصل ، ص ، ب١ ، ف٢ .

(٥) بعده فى ف١ : « إلى الأرض » .

(٦) الطبرانى فى الأوسط (٥٤٦٤) ، وابن عساكر ٤٧/٥٢٢ . وقال الهيثمى : ورجاله ثقات . مجمع الزوائد ٨/ ٢٠٥.

(٧) فى ب١ : « تتخذ » .

خلفًا مِن حواريِّه »[١] .

وأخرَج ابنُ أبي شيبةَ ، والحكيمُ [٢]الترمذيُّ ، والحاكمُ[٢] وصحَّحه ، عن عبدِ الرحمنِ بنِ جبيرِ بنِ نفيرٍ الحضرميِّ ، عن أبيه قال : لما اشتدَّ جَزَعُ أصحابِ رسولِ اللَّهِ ﷺ على مَن قُتِل يومَ مؤتةَ قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « لَيُدْرِكَنَّ الدجَّالُ مِن هذه الأمةِ قومًا مثلَكم ، أو خيرًا منكم - ثلاثَ مراتٍ - ولن يُخْزِيَ اللَّهُ أُمَّةً أنا أوَّلُها وعيسى ابنُ مريمَ آخرُها »[٣] . قال الذهبيُّ : مرسلٌ ، وهو خبرٌ منكرٌ .

وأخرَج الحاكمُ عن أنسٍ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « سيُدْرِكُ رجالٌ مِن أُمَّتي عيسى ابنَ مريمَ ، ويشهدون قتالَ الدجَّالِ »[٤] .

وأخرَج الحاكمُ وصحَّحه ، [٥]وابنُ عساكرَ[٥] ، عن أبي هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « لَيَهبِطَنَّ ابنُ مريمَ حكَمًا عدْلًا وإمامًا مُقْسِطًا ، وليَسلُكَنَّ فَجًّا حاجًّا أو معتمِرًا ، وليأتِيَنَّ قبري حتى يُسلِّمَ عليَّ ولأَرُدَّنَّ عليه » . يقولُ أبو هريرةَ : أيْ بني أخي ، إن رأيْتُموه فقولوا : أبو هريرةَ يُقْرِئُك السلامَ[٦] .

وأخرَج الحاكمُ عن أنسٍ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « مَن أدْرَك منكم

---

(١) الحكيم الترمذى ٩٢/٢ .

(٢ - ٢) سقط من : ص ، ب ١ ، ف٢ .

(٣) ابن أبي شيبة ٢٩٨/٥ ، ٢٩٩ ، والحاكم ٤١/٣ .

(٤) الحاكم ٥٤٤/٤ ، ٥٤٥ ، وسكت عنه . وقال الذهبى : منكر وعباد ضعيف .

(٥ - ٥) ليس فى : الأصل ، ص ، ف٢ ، م .

(٦) الحاكم ٥٩٥/٢ ، وابن عساكر ٤٩٣/٤٧ . وقال الألبانى : منكر بهذا التمام ... وأما شطره الأول فصحيح . السلسلة الضعيفة (١٤٥٠) .

عيسى ابنَ مريمَ فَلْيُقرِئْه مِنِّى السلامَ »[(١)] .

وأخرَج أحمدُ فى « الزهدِ » عن أبى هريرةَ قال : يلبَثُ عيسى ابنُ مريمَ فى الأرضِ أربَعين سنةً ، لو يقولُ للبطْحاءِ : سِيلى عَسَلًا . لسالَتْ .

وأخرَج ابنُ أبى شيبةَ ، وأحمدُ ، والترمذىُّ وصحَّحه ، عن مُجَمِّعِ بنِ جاريةَ : سمِعتُ رسولَ اللَّهِ ﷺ يقولُ : « ليقتُلَنَّ ابنُ مريمَ الدجَّالَ ببابِ لُدٍّ »[(٢)] .

وأخرَج أحمدُ عن ثوبانَ ، عن رسولِ اللَّهِ ﷺ قال : « عِصابتان مِن أُمَّتى أحرَزهم اللَّهُ مِن النارِ ؛ عِصابةٌ تَغْزو الهندَ ، وعِصابةٌ تكونُ مع عيسى ابنِ مريمَ »[(٣)] .

وأخرَج الترمذىُّ وحسَّنه ،[(٤)] وابنُ عساكرَ[(٤)] ، عن محمدِ بنِ يوسفَ بنِ عبدِ اللَّهِ بنِ سَلَامٍ ، عن أبيه ، عن جدِّه قال : مكتوبٌ فى التوراةِ صفةُ محمدٍ ﷺ ، وعيسى ابنُ مريمَ يُدفَنُ معه[(٥)] .

وأخرَج البخارىُّ فى « تاريخِه » ، والطبرانىُّ ، عن عبدِ اللَّهِ بنِ سلَامٍ قال : يُدْفَنُ عيسى ابنُ مريمَ / مع رسولِ اللَّهِ ﷺ وصاحبَيه فيكونُ قبرُه رابعًا[(٦)] . ٢٤٦/٢

قولُه تعالى : ﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُواْ﴾ الآية .

أخرَج سعيدُ بنُ منصورٍ ، وابنُ المنذرِ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن ابنِ عباسٍ ، أنه

---

(١) الحاكم ٥٤٥/٤ ، حسن (صحيح الجامع - ٥٨٧٧) . وينظر السلسلة الصحيحة (٢٣٠٨) .

(٢) ابن أبى شيبة ١٦١/١٥ ، وأحمد ٢٠٩/٢٤ - ٢١٢ (١٥٤٦٦ - ١٥٤٦٩) ، والترمذى (٢٢٤٤) . صحيح (صحيح سنن الترمذى - ١٨٢٩) .

(٣) أحمد ٨١/٣٧ (٢٢٣٩٦) . وقال محققوه : حديث حسن . وينظر السلسلة الصحيحة (١٩٣٤) .

(٤ - ٤) ليس فى : الأصل ، ص ، ف٢ ، م .

(٥) الترمذى (٣٦١٧) ، وابن عساكر ٥٢٣/٤٧ . ضعيف (ضعيف سنن الترمذى - ٧٤٣) .

(٦) البخارى ٢٢٩/٦ ، والطبرانى - كما فى تهذيب الكمال ٣٩٥/١٩ واللفظ له - وابن عساكر ٥٢٣/٤٧ بمعناه .

1A

جلد دوم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ۰ محمد بوستان ۰ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۰ پاکستان

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال عام کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی آدمی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر اتریں گے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کو عام کر دیں گے اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اھل الکتب الخ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت سے پہلے آپ پر فوراً ایمان لائیں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو تین مرتبہ دہراتے۔

امام احمد اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے آپ کے لئے نماز جمع کر دی جائے گی وہ اتنا مال دیں گے کہ کوئی سننے والا نہ ہوگا آپ خراج کو ختم کر دیں گے، آپ روحاء کے مقام پر اتریں گے وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ آیت تلاوت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لایا جائے گا (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحاء کے درہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھے احرام باندھیں گے (3)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ایک ہوگا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء علاتی (باپ کی طرف سے) بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، ان کا دین ایک ہے، میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ قریبی ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ میری امت پر میرے نائب ہیں، وہ آسمان سے اترنے والے ہیں، جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ درمیانی قد کے ہیں سرخ و

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 64-63 (242)، دار الکتب العلمیہ

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 290، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 540

4۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)

سفید رنگت والے ہیں، انہوں نے دو کپڑے گیروی رنگ کے پہنے ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے ہوں گے، اگر چہ انہیں پانی نے چھوا تک نہ ہو، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام ادیان کو ختم کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانہ میں بھی مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے، اونٹوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیل رہے ہوں گے۔ یہ چیزیں انہیں کچھ تکلیف نہ دیں گے۔ وہ چالیس سال تک یہاں رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ آپ پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو دفن کریں گے(1)۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں اگر میری عمر طویل ہو تو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر موت مجھے جلدی آئے تو تم میں سے جو بھی انہیں ملے انہیں میرا اسلام کہے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار میرے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی یا رسول حائل نہیں، خبردار وہ میرے بعد میری امت پر میرے نائب ہیں، خبردار وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی، تم میں سے جو بھی ان سے ملے، انہیں میرا اسلام کہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور چالیس سال تک دنیا میں رہیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور منصف حکم بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، امن لوٹ آئے گا، تلواروں کو درانتیاں بنا لیا جائے گا، ہر زہر والی چیز کی زہر ختم ہو جائے گی، آسمان اپنا رزق نازل فرمائے گا، زمین اپنی برکات باہر نکال دے گی یہاں تک کہ بچہ سانپ کے ساتھ کھیلے گا تو وہ اس بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا ریوڑ کو چرائے گا اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، شیر گائیں چرائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیں گے(3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلنے والا ہے اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس پر ایک بھاری پردہ ہوگا، وہ اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے کہا تو میرا رب ہے وہ آزمائش میں پڑ گیا، جس نے کہا میرا رب اللہ ہے جو زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی، وہ اس کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا، ایسے آدمی پر کوئی فتنہ اور عذاب نہ ہوگا، وہ زمین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 298، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 482

چیزوں کو دور کرتا ہے، وہ باغ ایک سال ایک جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، دوسرے سال دوسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، تیسرے سال تیسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے۔ ممکن ہے آخر میں کھانے والے کا کھانا خوب موٹا تازہ اور اس کا گچھا بہت لمبا ہو، قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں اپنے حواریوں کا نائب پائیں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی اور امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نصیر حضرمی رحمہما اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جب غزوۂ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا غم بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال ضرور اس امت کی ایک جماعت کو پائے گا جو تمہاری مثل ہوں گے یا تم سے بہتر ہوں گے۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو ذلیل و رسوا نہیں کرے گا جس کا میں اول ہوں اور عیسیٰ بن مریم آخر ہیں۔ ذہبی نے کہا یہ مرسل ہے اور منکر ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کو ملیں گے اور دجال سے جنگ کے وقت حاضر ہوں گے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابن مریم ایک عادل منصف امیر کی حیثیت سے اتریں گے۔ وہ فج میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہوں گے۔ وہ میری قبر کے پاس آئیں گے، مجھے سلام کریں گے، میں انہیں سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے بھتیجو اگر تم دیکھو تو کہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تو میری طرف سے اسے سلام کہے (5)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک رہیں گے، اگر وہ بطحاء کو کہیں گے کہ تو شہد بہا تو وہ شہد بہائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے مجمع بن جاریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن مریم دجال کو لد دروازے کے پاس قتل کریں گے (6)۔

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان میں جہاد کرے گی، دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔

1۔ نوادرالاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، باب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 43 (4351)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 587 (8634)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 651 (4162)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 587 (8635)
6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 420، دار صادر بیروت

مسند الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الرابع

ستفقدونها (طب) عن عدى بن حاتم * ليأتين على الناس زمان تسير الظعينة من مكة الى الحيرة لا يأخذ أحد بخطام راحلتها وليأتين على
الناس زمان يمشى الرجل على كفه ذهبا يتصدق به لا يقبل منه (طب) عن عدى بن حاتم * يا عدى لا تزدرين أصحابى وليفتحن كنوز كسرى
ولتخرجن الظعينة من الحيرة فى جوار هذا البيت وليشاحن على هذا المال فى أول النهار ثم يطرح فى آخره فلا يقبله أحد (طب) عن عدى
ابن حاتم * بعث الله عز وجل اليه يعنى الى كسرى ملكا فاخرج يده من سور (۲۷۳) جدار بيته الذى هو فيه تلألأ نورا فلما رآها
فزع فقال لم ترع يا كسرى
ان الله قد بعث رسولا
وأنزل عليه كتابا فاتبعه
تسلم لك دنياك وآخرتك
قال سأنظر ابن اسحق
وابن أبى الدنيا وابن النجار
عن الحسن البصرى عن
أصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم انهم قالوا يا رسول
الله ما حجة الله على كسرى
فيك قال فذكره * رأيت
كأنما فى يدى سوارين من
ذهب فكرهتهما فنفختهما
فذهبا كسرى وقيصر
(ش) عن الحسن مرسلا
* اليوم انتقضت العرب
ملك العجم قاله يوم ذى قار
بقى فى مسنده (خ) فى
التاريخ وابن السكن
والبغوى وابن قانع عن
بشير بن زيد وقيل يزيد
الضبعى وكان قد أدرك
الجاهلية قال البغوى ولم
أسمع ببشير بن زيد الا فى
هذا الحديث * انى خرجت
أنا وصاحبى هذا يعنى أبا
بكر ليس لنا طعام الا البرير
يعنى الاراك حتى قدمنا على
اخواننا من الانصار فآسونا
فى طعامهم وكان طعامهم
التمر وأيم الله لو أجد لكم
الخبز واللحم لاطعمتكموه ولكنكم لعلكم أن تدركوا زمانا أو من أدركه
منكم يغدى على أحدكم بجفنة ويراح عليه بأخرى ويستر أحدكم بيته كما تستر الكعبة هناد عن سعيد بن هشام * انكم ستقاتلون قوما
فتظهرون عليهم فيتقونكم بأموالهم دون أنفسهم وأموالهم ويصالحونكم على صلح فلا تأخذوا منهم فوق ذلك فانه لا يحل لكم البغوى عن
رجل من جهينة * انكم ستجندون أجنادا ويكون لكم ذمة وخراج وأرض يفتحها الله لكم منها ما يكون على شفير البحر مدائن وقصور فمن أدركه

فيها مؤمنا ثم يمسى كافرا ويمسى مؤمنا ثم يصبح كافرا يبيع أقوام خلاقهم بعرض من الدنيا يسير أو بعرض
الدنيا قال الحسن والله لقد رأيناهم صورا ولا عقول أجساما ولا أحلام فراش نار وذبان طمع يغدون
بدرهمين ويروحون بدرهمين يبيع أحدهم دينه بثمن العنز **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا على بن
عاصم عن خالد الحذاء عن حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال جاءت امرأة الى النعمان بن بشير فقالت
ان زوجها وقع على جاريتها فقال سأقضى فى ذلك بقضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كنت أحللتها له
ضربته مائة سوط وان لم تكونى أحللتها له رجمته **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا سليمان بن داود
الطيالسى حدثنى داود بن ابراهيم الواسطى حدثنى حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير قال كنا قعودا فى
المسجد مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان بشير رجلا يكف حديثه فجاء أبو ثعلبة الخشنى فقال يا بشير بن
سعد أتحفظ حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الامراء فقال حذيفة أنا أحفظ خطبته فجلس أبو
ثعلبة فقال حذيفة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تكون النبوة فيكم ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء
ان يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة فتكون ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء الله أن يرفعها ثم
تكون ملكا عاضا فيكون ما شاء الله ان يكون ثم يرفعها اذا شاء أن يرفعها ثم تكون ملكا جبرية فتكون
ما شاء الله ان تكون ثم يرفعها اذا شاء ان يرفعها ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت قال حبيب فلما قام
عمر بن عبد العزيز وكان يزيد بن النعمان بن بشير فى صحابته فكتبت اليه بهذا الحديث أذكره اياه فقلت له
انى أرجو ان يكون أمير المؤمنين يعنى عمر بعد الملك العاض والجبرية فادخل كتابى على عمر بن عبد العزيز
فسر به وأعجبه **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا يونس ثنا ليث عن يزيد بن أبى حبيب عن خالد بن كثير
الهمدانى انه حدثه ان السرى بن اسمعيل الكوفى حدثه ان الشعبى حدثه انه سمع النعمان بن بشير يقول
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من الحنطة خمرا ومن الشعير خمرا ومن الزبيب خمرا ومن التمر خمرا ومن
العسل خمرا وانا أنهى عن كل مسكر **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حسن وبهز المعنى قالا ثنا حماد
ابن سلمة عن سماك بن حرب عن النعمان بن بشير قال أظنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سافر رجل
بأرض تنوفة قال حسن فى حديثه يعنى فلاة فقال تحت شجرة ومعه راحلته وعليها سقاؤه وطعامه فاستيقظ
فلم يرها فعلا شرفا فلم يرها ثم علا شرفا فلم يرها ثم التفت فاذا هو بها تجر خطامها فما هو بأشد بها فرحا من الله
بتوبة عبده اذا تاب اليه قال بهز قال حماد أظنه عن النبى صلى الله عليه وسلم **حدثنا**
عبد الله حدثنى أبى ثنا عفان ثنا أبو عوانة عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر عن أبيه عن حبيب بن سالم عن
النعمان بن بشير قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ فى العيدين والجمعة بسبح اسم ربك الاعلى
وهل أتاك حديث الغاشية وربما اجتمعا فى يوم واحد فقرأ بهما وقد قال أبو عوانة وربما اجتمع عيدان فى
يوم **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا سفيان ثنا مجالد قال سمعت الشعبى قال سمعت النعمان بن بشير
يقول وكان أميرا على الكوفة نحلنى أبى غلاما فأتيت النبى صلى الله عليه وسلم لاشهده فقال أكل ولدك
نحلت قال لا قال فانى لا أشهد على جور **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا سفيان عن مجالد عن الشعبى
سمعه من النعمان بن بشير سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول مثل المدهن والواقع فى حدود الله قال
سفيان مرة القائم فى حدود الله مثل ثلاثة ركبوا فى سفينة فصار لاحدهم أسفلها وأوعرها وشرها فكان

للعلّامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء السادس

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

١٥١١٢ ـ إن هذا الأمرَ بدأ نبوةً ورحمةً ثم يكون خلافةً ورحمةً ثم يكونُ مُلْكاً عضوضاً يشربون الخمورَ ويلبسون الحريرَ ويستحلُّون الفروجَ وينصرون ويُرزقون حتى يأتيهم أمر الله . (نعيم بن حماد في الفتن عن حذيفة) .

١٥١١٣ ـ أولُ هذه الأمة نبوةٌ ورحمةٌ ، ثم خلافةٌ ورحمةٌ ، ثم مُلكٌ عاضٌّ وفيه رحمةٌ ، ثم جبروةٌ[١] صلعاء ليس لأحدٍ فيها متعلَّقٌ تُضرَبُ فيها الرقاب وتُقطعُ فيها الأيدي والأرجلُ وتؤخذ فيها الأموالُ (نعيم بن حماد في الفتن عن أبي عبيدة بن الجراح) .

١٥١١٤ ـ تكونُ النبوةُ فيكم ما شاء الله أن تكون ، ثم يرفعُها إذا شاء أن يرفعها ، ثم تكونُ خلافةً على منهاجِ النبوة فتكونُ ما شاء الله أن تكون ، ثم يرفعُها إذا شاء أن يرفعها ، ثم تكونُ مُلكاً عضوضاً فتكونُ ماشاء الله ، ثم يرفعها إذا شاء أن يرفعها ثم ملكاً جبريَّة ثم تكون خلافةً على منهاجِ النبوة . (ط د حم[٢] والروياني ص عن نعمان بن بشير عن حذيفة) .

---

(١) جبروة صلعاء : أي ظاهرة بارزة . النهاية (٣/٤٧) ب .

(٢) هذا الحديث رواه أحمد في مسنده وبلفظه (٤/٢٧٣) وفي مسند النعمان بن بشير . وأما عزو المصنف الحديث لـ : « د » فلم أجده في مظانه . ص .

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزينة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

٢٣٩-(١٥٢) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيد، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيد ابْنِ أَبِي سَعِيد، عَنْ أَبِيه.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «مَا مِنَ الأَنْبِيَاءِ مِنْ نَبِيٍّ إِلا قَدْ أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». [اخرجه البخاري ٤٩٨١ و ٧٢٧٤]

٢٤٠-(١٥٣) حَدَّثَنِي يُونُسُ ابْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْب، قال: وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا يُونُسَ حَدَّثَهُ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ».

٢٤١-(١٥٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ صَالِحِ ابْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قال: رَأَيْتُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ سَأَلَ الشَّعْبِيَّ فَقَالَ: يَا أَبَا عَمْرٍو! إِنَّ مَنْ قِبَلَنَا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ يَقُولُونَ، فِي الرَّجُلِ، إِذَا أَعْتَقَ أَمَتَهُ ثُمَّ تَزَوَّجَهَا: فَهُوَ كَالرَّاكِبِ بَدَنَتَهُ، فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ ابْنُ أَبِي مُوسَى.

عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «ثَلاثَةٌ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمَنَ بِنَبِيِّهِ وَأَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ فَآمَنَ بِهِ وَاتَّبَعَهُ وَصَدَّقَهُ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَعَبْدٌ مَمْلُوكٌ أَدَّى حَقَّ اللَّهِ تَعَالَى وَحَقَّ سَيِّدِهِ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهُ أَمَةٌ فَغَذَاهَا فَأَحْسَنَ غِذَاءَهَا، ثُمَّ أَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ أَدَبَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا، فَلَهُ أَجْرَانِ».

ثُمَّ قَالَ الشَّعْبِيُّ لِلْخُرَاسَانِيِّ: خُذْ هَذَا الْحَدِيثَ بِغَيْرِ شَيْءٍ، فَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَرْحَلُ فِيمَا دُونَ هَذَا إِلَى الْمَدِينَةِ.

[اخرجه البخاري ٩٧ و ٢٥٤٤ و ٢٥٥١ و ٣٠١١ و ٣٤٤٦ و ٥٠٨٣..

وسياتي بعد الحديث: ١٣٦٥]

٢٤١-(١٥٤) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ ابْنُ سُلَيْمَانَ (ح).

وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (ح).

وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

كُلُّهُمْ عَنْ صَالِحِ ابْنِ صَالِحٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، نَحْوَهُ.

[اخرجه البخاري ٢٥٤٧]

(٧١) - باب: نُزُول عيسى ابن مَرْيَمَ حاكمًا بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ

٢٤٢-(١٥٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيد، حَدَّثَنَا لَيْثٌ (ح).

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْحٍ، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ حَكَمًا مُقْسِطًا، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ». [اخرجه البخاري ٢٢٢٢ و ٢٤٧٦ و ٣٤٤٨]

٢٤٢-(١٥٥) وحَدَّثَنَاه عَبْدُ الأَعْلَى ابْنُ حَمَّادٍ، وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَزُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ (ح).

وحَدَّثَنِيه حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قال: حَدَّثَنِي يُونُسُ (ح).

وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الإِسْنَادِ.

وَفي رِوَايَةِ ابنِ عُيَيْنَةَ: «إمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَـدْلاً». وَفي رِوَايَةِ يُونُسَ: «حَكَمًا عَادِلاً» وَلَمْ يَذْكُرْ: «إمَامًا مُقْسِطًا».

وَفي حَديث صَالِحٍ «حَكَمًا مُقْسِطًا» كَمَا قال اللَّيْثُ، وَفي حَديثِه، مِنَ الزِّيَادَة: «وَحَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فيهَا».

ثُمَّ يَقُول أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ [النساء: ١٥٩] الآيَةَ.

٢٤٣-(١٥٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيد، حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ سَعِيد ابْنِ أَبي سَعِيد، عَنْ عَطَاء ابْنِ مِينَاءَ.

عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَاللَّهِ! لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَادِلاً، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيَضَعَنَّ الْجِزْيَةَ، وَلَتُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ، فَلا يُسْعَى عَلَيْهَا، وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ، وَلَيَدْعُوَنَّ (وَلَيُدْعَوُنَّ) إِلَى الْمَالِ فَلا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ».

٢٤٤-(١٥٥) حَدَّثَني حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْب، أَخْبَرَني يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَاب، قَالَ: أَخْبَرَني نَافِعٌ، مَوْلَى أَبي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ.

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟». [أخرجه البخاري ٣٤٤٩]

٢٤٥-(١٥٥) وحَدَّثَني مُحَمَّدُ ابْنُ حَاتِم، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخي ابْنِ شِهَاب، عَنْ عَمِّهِ، قال: أَخْبَرَني نَافِعٌ مَوْلَى أَبي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَأَمَّكُمْ؟».

٢٤٦-(١٥٥) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ حَرْب، حَدَّثَني الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِم، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبي ذِئْب، عَنِ ابْنِ شِهَاب، عَنْ نَافِع، مَوْلَى أَبي قَتَادَةَ.

عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟».

فَقُلْتُ لابْنِ أَبي ذِئْب: إِنَّ الأَوْزَاعِيَّ حَدَّثَنَا عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ نَافِع، عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ: «وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ». قال ابْنُ أَبي ذِئْب: تَدْرِي مَا أَمَّكُمْ مِنْكُمْ؟ قُلْتُ: تُخْبِرُني، قال: فَأَمَّكُمْ بِكِتَابِ رَبِّكُمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

٢٤٧-(١٥٦) حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ شُجَاع، وَهَارُونُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَحَجَّاجُ ابْنُ الشَّاعِرِ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّد) عَنِ ابْنِ جُرَيْج، قال: أَخْبَرَني أَبُو الزُّبَيْرِ.

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الأُمَّةَ».

(٧٢) - باب: بَيَانِ الزَّمَنِ الَّذي لا يُقْبَلُ فيه الإيمَانُ

٢٤٨-(١٥٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَيُّوبَ، وَقُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيد، وَعَلِيُّ ابْنُ حُجْر، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَر)، عَنِ الْعَلاءِ (وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ)، عَنْ أَبيه.

عَنْ أَبي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ مِنْ مَغْرِبِهَا آمَنَ النَّاسُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ فَيَوْمَئِذٍ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾».

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري

٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري» قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

أبي قتادة، عن أسير ابن جابر، قال: كنت في بيت عبد الله ابن مسعود، والبيت ملآن، قال: فهاجت ريح حمراء بالكوفة، فذكر نحو حديث ابن علية.

(١٢)-باب: ما يكون من فتوحات المسلمين قبل الدجال

٣٨-(٢٩٠٠) حدثنا قتيبة ابن سعيد، حدثنا جرير، عن عبد الملك ابن عمير، عن جابر ابن سمرة.

عن نافع ابن عتبة، قال: كنا مع رسول الله ﷺ في غزوة، قال: فأتى النبي ﷺ قوم من قبل المغرب، عليهم ثياب الصوف، فوافقوه عند أكمة، فإنهم لقيام ورسول الله ﷺ قاعد، قال: فقالت لي نفسي، ائتهم فقم بينهم وبينه لا يغتالونه، قال: ثم قلت: لعله نجي معهم، فأتيتهم فقمت بينهم وبينه قال: فحفظت منه أربع كلمات، أعدهن في يدي، قال: (تغزون جزيرة العرب، فيفتحها الله، ثم فارس، فيفتحها الله، ثم تغزون الروم، فيفتحها الله، ثم تغزون الدجال، فيفتحه الله)

قال: فقال نافع: يا جابر! لا نرى الدجال يخرج حتى تفتح الروم.

(١٣)-باب: في الآيات التي تكون قبل الساعة

٣٩-(٢٩٠١) حدثنا أبو خيثمة زهير ابن حرب وإسحاق ابن إبراهيم وابن أبي عمر المكي -واللفظ لزهير- (قال إسحاق: أخبرنا، و قال الآخران: حدثنا سفيان ابن عيينة)، عن فرات القزاز، عن أبي الطفيل.

عن حذيفة ابن أسيد الغفاري، قال: اطلع النبي ﷺ علينا ونحن نتذاكر، فقال (ما تذاكرون؟) قالوا: نذكر الساعة، قال: (إنها لن تقوم حتى ترون قبلها عشر آيات) فذكر الدخان، والدجال، والدابة، وطلوع الشمس من مغربها، ونزول عيسى ابن مريم ﷺ، ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف بجزيرة العرب، وآخر ذلك نار تخرج من اليمن، تطرد الناس إلى محشرهم.

٤٠-(٢٩٠١) حدثنا عبيد الله ابن معاذ العنبري، حدثنا أبي، حدثنا شعبة، عن فرات القزاز، عن أبي الطفيل.

عن أبي سريحة حذيفة ابن أسيد، قال: كان النبي ﷺ في غرفة ونحن أسفل منه، فاطلع إلينا فقال (ما تذكرون؟) قلنا: الساعة، قال: (إن الساعة لا تكون حتى تكون عشر آيات: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف في جزيرة العرب، والدخان، والدجال، ودابة الأرض، ويأجوج ومأجوج، وطلوع الشمس من مغربها، ونار تخرج من قعرة عدن ترحل الناس).

قال شعبة: وحدثني عبد العزيز ابن رفيع، عن أبي الطفيل، عن أبي سريحة، مثل ذلك، لا يذكر النبي ﷺ.

وقال أحدهما، في العاشرة: نزول عيسى ابن مريم ﷺ.

و قال الآخر: وريح تلقي الناس في البحر.

٤١-(٢٩٠١) وحدثناه محمد ابن بشار، حدثنا محمد (يعني ابن جعفر)، حدثنا شعبة، عن فرات، قال: سمعت أبا الطفيل يحدث.

عن أبي سريحة، قال: كان رسول الله ﷺ في غرفة، ونحن تحتها نتحدث، وساق الحديث، بمثله.

من ابن صائد؟ أما علمت أن رسول الله ﷺ قال: «إنما يخرج من غضبة يغضبها»؟

٩٩-(٢٩٣٢) حدثنا محمد ابن المثنى، حدثنا حسين (يعني ابن حسن ابن يسار). حدثنا ابن عون، عن نافع، قال: كان نافع يقول: ابن صياد، قال:

قال ابن عمر: لقيته مرتين، قال فلقيته فقلت لبعضهم: هل تحدثون أنه هو؟ قال: لا، والله! قال قلت: كذبتني، والله! لقد أخبرني بعضكم أنه لن يموت حتى يكون أكثركم مالا وولدا، فكذلك هو زعموا اليوم، قال: فتحدثنا ثم فارقته، قال: فلقيته لقية أخرى وقد نفرت عينه، قال فقلت: متى فعلت عينك ما أرى؟ قال: لا أدري، قال: قلت لا تدري وهي في رأسك؟ قال: إن شاء الله خلقها في عصاك هذه، قال: فنخر كأشد نخير حمار سمعت، قال: فزعم بعض أصحابي أني ضربته بعصا كانت معي حتى تكسرت، وأما أنا، فوالله! ما شعرت قال: وجاء حتى دخل على أم المؤمنين فحدثها فقالت: ما تريد إليه؟ ألم تعلم أنه قد قال: «إن أول ما يبعثه على الناس غضب يغضبه».

(٢٠)-باب: ذكر الدجال وصفته وما معه

١٠٠-(١٦٩) حدثنا أبو بكر ابن أبي شيبة، حدثنا أبو أسامة ومحمد ابن بشر، قالا: حدثنا عبيد الله عن نافع، عن ابن عمر (ح).

وحدثنا ابن نمير (واللفظ له) حدثنا محمد ابن بشر، حدثنا عبيد الله، عن نافع.

عن ابن عمر، أن رسول الله ﷺ ذكر الدجال بين ظهراني الناس فقال: «إن الله تعالى ليس بأعور، ألا وإن المسيح الدجال أعور العين اليمنى، كأن عينه عنبة طافئة».

١٠٠-(١٦٩) حدثني أبو الربيع وأبو كامل، قالا: حدثنا حماد (وهو ابن زيد) عن أيوب (ح).

وحدثنا محمد ابن عباد، حدثنا حاتم (يعني ابن إسماعيل)، عن موسى ابن عقبة، كلاهما عن نافع، عن ابن عمر، عن النبي ﷺ بمثله. [اخرجه البخاري: ٣٤٣٩، ٤٤٠٢، ٧١٢٢، ٧٤٠٧]

١٠١-(٢٩٣٣) حدثنا محمد ابن المثنى ومحمد ابن بشار، قالا: حدثنا محمد ابن جعفر، حدثنا شعبة عن قتادة، قال:

سمعت أنس ابن مالك قال: قال رسول الله ﷺ: «ما من نبي إلا وقد أنذر أمته الأعور الكذاب، ألا إنه أعور، وإن ربكم ليس بأعور، ومكتوب بين عينيه ك ف ر». [اخرجه البخاري: ٧١٣١، ٧٤٠٨].

١٠٢-(٢٩٣٣) حدثنا ابن المثنى وابن بشار (واللفظ لابن المثنى) قالا: حدثنا معاذ ابن هشام، حدثني أبي، عن قتادة.

حدثنا أنس ابن مالك، أن نبي الله ﷺ قال: «الدجال مكتوب بين عينيه ك ف ر، أي كافر».

١٠٣-(٢٩٣٣) وحدثني زهير ابن حرب. حدثنا عفان. حدثنا عبد الوارث، عن شعيب ابن الحبحاب، عن أنس ابن مالك، قال: قال رسول الله ﷺ: «الدجال ممسوح العين. مكتوب بين عينيه كافر» ثم تهجاها ك ف ر. «يقرؤه كل مسلم».

١٠٤-(٢٩٣٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ (قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقال الآخَرَانِ: حَدَّثَنَا) أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى، جُفَالُ الشَّعَرِ، مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ، فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ».

١٠٥-(٢٩٣٤) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لأَنَا أَعْلَمُ بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ مِنْهُ، مَعَهُ نَهْرَانِ يَجْرِيَانِ، أَحَدُهُمَا، رَأْيَ الْعَيْنِ، مَاءٌ أَبْيَضُ، وَالآخَرُ، رَأْيَ الْعَيْنِ، نَارٌ تَأَجَّجُ، فَإِمَّا أَدْرَكَنَّ أَحَدٌ فَلْيَأْتِ النَّهْرَ الَّذِي يَرَاهُ نَارًا وَلْيُغَمِّضْ، ثُمَّ لْيُطَأْطِئْ رَأْسَهُ فَيَشْرَبَ مِنْهُ، فَإِنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ، عَلَيْهَا ظَفَرَةٌ غَلِيظَةٌ، مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ وَغَيْرِ كَاتِبٍ».

١٠٦-(٢٩٣٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ (ح).

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ، فِي الدَّجَّالِ: «إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ، فَلَا تَهْلِكُوا».

[أخرجه البخاري: ٣٤٥٠، ٧١٣٠].

١٠٦-(٢٩٣٥) قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

١٠٧-(٢٩٣٤/٢٩٣٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ ابْنُ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ.

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ، فَقَالَ لَهُ عُقْبَةُ: حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الدَّجَّالِ، قَالَ: «إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ، وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ».

فَقَالَ عُقْبَةُ: وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ تَصْدِيقًا لِحُذَيْفَةَ.

١٠٨-(٢٩٣٤/٢٩٣٥) حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ -وَاللَّفْظُ لابْنِ حُجْرٍ- (قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا، وقال ابْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ)، عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ نُعَيْمِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ، قَالَ:

اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: «لأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ، إِنَّ مَعَهُ نَهْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ، فَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ، مَاءٌ وَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ، نَارٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَاهُ أَنَّهُ نَارٌ، فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً».

قَالَ أَبُو مَسْعُود: هٰكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ.

١٠٩-(٢٩٣٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ، هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ». [اخرجه البخاري: ٣٣٣٨].

١١٠-(٢٩٣٧) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ ابْنَ سَمْعَانَ الْكِلابِيَّ (ح).

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ)، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ.

عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ، وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى ابْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ! فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاةُ يَوْمٍ، قَالَ: «لا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لا يَدَانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ، مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ

لأحدهم خيرًا من مائة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه فيرسلُ اللَّهُ عليهمُ النَّغفَ في رقابهم، فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة، ثمَّ يهبطُ نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه إلى الأرض، فلا يجدون في الأرض موضع شبر إلا ملأهُ زهمهم ونتنهم، فيرغبُ نبيُّ اللَّه عيسى وأصحابُه إلى اللَّه فيرسلُ اللَّهُ، طيرًا كأعناق البُخت فتحملُهم فتطرحُهم حيث شاء اللَّه ثمَّ يرسلُ اللَّهُ مطرًا لا يكنُّ منه بيتُ مدرٍ ولا وبرٍ، فيغسلُ الأرض حتَّى يتركها كالزَّلفة، ثمَّ يقالُ للأرض: أنبتي ثمرتك وردِّي بركتك فيومئذ تأكلُ العصابةُ من الرُّمَّانة، ويستظلُّون بقحفها، ويبارَكُ في الرِّسل، حتَّى إنَّ اللِّقحةَ من الإبل لتكفي الفئام من النَّاس، واللِّقحةَ من البقر لتكفي القبيلةَ من النَّاس واللِّقحةَ من الغنم لتكفي الفخذ من النَّاس، فبينما هم كذلك إذ بعث اللَّهُ ريحًا طيِّبةً، فتأخذُهم تحت آباطهم، فتقبضُ روح كلِّ مؤمنٍ وكلِّ مسلمٍ، ويبقى شرارُ النَّاس، يتهارجون فيها تهارُجَ الحُمُر، فعليهم تقومُ السَّاعةُ».

١١١-(٢١٣٧) حدَّثنا عليُّ ابنُ حُجرٍ السَّعديُّ، حدَّثنا عبدُ اللَّه ابنُ عبد الرَّحمن ابن يزيد ابن جابرٍ والوليدُ ابنُ مسلمٍ.

قال ابنُ حُجرٍ: دخل حديثُ أحدهما في حديث الآخر عن عبد الرَّحمن ابن يزيد ابن جابرٍ، بهذا الإسناد، نحو ما ذكرنا.

وزاد بعد قوله «لقد كان بهذه مرَّةً -ماءٌ ثمَّ يسيرون حتَّى ينتهوا إلى جبل الخمر، وهو جبلُ بيت المقدس، فيقولون: لقد قتلنا من في الأرض، هلمَّ فلنقتل من في السَّماء فيرمون بنشَّابهم إلى السَّماء، فيردُّ اللَّهُ عليهم نشَّابهم مخضوبةً دمًا».

وفي رواية ابن حُجرٍ: «فإنِّي قد أنزلتُ عبادًا لي، لا يدي لأحدٍ بقتالهم».

(٢١)-باب: في صفة الدَّجَّال وتحريم المدينة عليه وقتله المؤمن وإحيائه

١١٢-(٢٩٣٨) حدَّثني عمرٌو النَّاقدُ والحسنُ الحُلوانيُّ وعبدُ ابنُ حُميدٍ، وألفاظهم متقاربةٌ، والسِّياقُ لعبدٍ (قال: حدَّثني، وقال الآخران: حدَّثنا يعقوبُ، وهو ابنُ إبراهيم ابن سعدٍ)، حدَّثنا أبي، عن صالحٍ، عن ابن شهابٍ، أخبرني عُبيدُ اللَّه ابنُ عبد اللَّه ابن عُتبة.

أنَّ أبا سعيدٍ الخُدريَّ قال: حدَّثنا رسولُ اللَّه ﷺ يومًا حديثًا طويلًا عن الدَّجَّال، فكان فيما حدَّثنا قال: «يأتي، وهو محرَّمٌ عليه أن يدخل نقاب المدينة، فينتهي إلى بعض السِّباخ الَّتي تلي المدينة، فيخرجُ إليه يومئذٍ رجلٌ هو خيرُ النَّاس، أو من خير النَّاس، فيقولُ له: أشهدُ أنَّك الدَّجَّالُ الَّذي حدَّثنا رسولُ اللَّه ﷺ حديثه، فيقولُ الدَّجَّالُ: أرأيتم إن قتلتُ هذا ثمَّ أحييتُه، أتشكُّون في الأمر؟ فيقولون: لا، قال: فيقتلُه ثمَّ يحييه، فيقولُ حين يحييه: واللَّه! ما كنتُ فيك قطُّ أشدَّ بصيرةً منِّي الآن، قال: فيريدُ الدَّجَّالُ أن يقتلهُ فلا يسلَّطُ عليه».

قال أبو إسحاق: يقالُ إنَّ هذا الرَّجل هو الخضرُ عليه السَّلام. [أخرجه البخاري: ١٨٨٢، ٧١٣٢].

١١٢-(٢٩٣٨) وحدَّثني عبدُ اللَّه ابنُ عبد الرَّحمن الدَّارميُّ، أخبرنا أبو اليمان، أخبرنا شعيبٌ، عن الزُّهريِّ، في هذا الإسناد، بمثله.

١١٣-(٢٩٣٨) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ قُهْزَاذَ، مِنْ أَهْلِ مَرْوَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، فَتَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ، مَسَالِحُ الدَّجَّالِ، فَيَقُولُونَ لَهُ: أَيْنَ تَعْمِدُ؟ فَيَقُولُ: أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ، قَالَ: فَيَقُولُونَ لَهُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا؟ فَيَقُولُ: مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ، فَيَقُولُونَ: اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ، قَالَ: فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ، فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَذَا الدَّجَّالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَالَ فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ، فَيَقُولُ: خُذُوهُ وَشُجُّوهُ، فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا، قَالَ فَيَقُولُ: أَوَ مَا تُؤْمِنُ بِي؟ قَالَ: فَيَقُولُ: أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا، قَالَ ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: مَا ازْدَدْتُ فِيكَ إِلا بَصِيرَةً، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نُحَاسًا، فَلا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلا، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ».

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

(٢٢)-باب: في الدجال وهو أهون على الله عز وجل

١١٤-(٢٩٣٩) حَدَّثَنَا شِهَابُ ابْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ.

عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُ، قَالَ: «وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لا يَضُرُّكَ» قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالأَنْهَارَ، قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ».

١١٥-(٢٩٣٩) حَدَّثَنَا سُرَيْجُ ابْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ.

عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، قَالَ: «وَمَا سُؤَالُكَ؟» قَالَ: قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَعَهُ جِبَالٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، وَنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ، قَالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ».

١١٥-(٢٩٣٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ، قَالا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ (ح).

وحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ (ح).

و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ (ح).

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ هَارُونَ (ح).

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ حُمَيْدٍ.

وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ: فَقَالَ لِي: «أَيْ بُنَيَّ».

(٢٣)-باب: في خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَمُكْثِه فِي الأَرْضِ وَنُزُولِ عِيسَى وَقَتْلِه إِيَّاهُ وَذَهَابِ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالإِيمَانِ وَبَقَاءِ شِرَارِ النَّاسِ وَعِبَادَتِهِمُ الأَوْثَانَ وَالنَّفْخِ فِي الصُّورِ وَبَعْثِ مَنْ فِي الْقُبُورِ

١١٦-(٢٩٤٠) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَالِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ ابْنَ عَاصِمِ ابْنِ عُرْوَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيَّ يَقُولُ:

سَمِعْتُ **عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو**، وَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ مَا هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِه؟ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ ! أَوْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا يُحَرَّقُ الْبَيْتُ، وَيَكُونُ، وَيَكُونُ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ (لا أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا). فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ، فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ، لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ، فَلا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِه مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلا قَبَضَتْهُ، حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ، حَتَّى تَقْبِضَهُ»**. قَالَ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: **«فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلامِ السِّبَاعِ، لا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا، فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلا تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الأَوْثَانِ، وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَلا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلا أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا، قَالَ: وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِه، قَالَ: فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ -أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ- مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ (نُعْمَانُ الشَّاكُّ) فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ! هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ، وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ، قَالَ ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ، فَيُقَالُ مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ، تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ، قَالَ: فَذَاكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا، وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ»**.

١١٧-(٢٩٤٠) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ ابْنَ عَاصِمِ ابْنِ عُرْوَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ:

سَمِعْتُ رَجُلاً قَالَ **لِعَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو**: إِنَّكَ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لا أُحَدِّثَكُمْ بِشَيْءٍ، إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا، فَكَانَ حَرِيقَ الْبَيْتِ (قَالَ شُعْبَةُ: هَذَا أَوْ نَحْوَهُ).

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي»** وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ.

وَقَالَ فِي حَدِيثِه: **«فَلا يَبْقَى أَحَدٌ فِي قَلْبِه مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلا قَبَضَتْهُ»**

قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ مَرَّاتٍ، وَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ.

١١٨-(٢٩٤١) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.

عَنْ **عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو**، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: **«إِنَّ أَوَّلَ الآيَاتِ خُرُوجًا، طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ**

مُسْنَد

الإمَام أحمَد بن حَنبَل

وَبهَامِشِهِ

منتَخَب كَنز العُمَّال في سُنَن الأقوال وَالأفعال

المجلد الرابع

*(باب فى غزواته صلى الله عليه وسلم و بعوثه وسراياه *عدد الغزوات)* عن البراء بن عازب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا تسع عشرة غزوة (ش) *عن أبي اسحق عن زيد بن أرقم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم غزا سبع عشرة غزوة قال أبو اسحق فسألت زيد بن أرقم كم غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سبع عشرة غزوة (ش) *عن أبي يعقوب اسحق بن عثمان قال سألت موسى بن أنس كم غزا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سبع (٩٦) وعشرون غزوة ثمان غزوات يغيب فيها الاشهر وتسع عشرة يغيب فيها الايام قات كم غزا أنس بن مالك قال ثمان غزوات (كر)

(غزوة بدر)

عن أنس قال أخذ عمر يحدثنا عن أهل بدر قال ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليرينا مصارعهم بالامس يقول هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله وهذا مصرع فلان غدا ان شاء الله فجعلوا يصرعون عليها قات والذى بعثك بالحق ما أخطؤا تيك كانوا يصرعون عليها ثم أمر بهم فطرحوا فى بئر فانطلق اليهم فقال يا فلان يا فلان هل وجدتم ما وعدكم الله حقا فانى وجدت ما وعدنى الله حقا قلت يا رسول الله أتكلم أقواما قد جيفوا قال ما أنتم باسمع لما أقول منهم ولكن لا يستطيعون أن يجيبوا (ط ش حم م ن) وأبو عوانة (ع) وابن جرير *عن ابن عباس قال حدثنى عمر بن الخطاب قال لما كان يوم بدر نظر النبي صلى الله عليه وسلم الى أصحابه وهم ثلاثمائة ونيف ونظر الى المشركين فاذاهم ألف وزيادة فاستقبل صلى الله عليه وسلم القبلة ومد يديه وعليه رداؤه وازاره ثم قال اللهم انجز ما وعدتنى اللهم انجز ما وعدتنى اللهم انك ان تهلك هذه العصابة من أهل الاسلام فلا تعبد فى الارض أبدا فما زال يستغيث ربه و يدعوه حتى سقط رداؤه فأتاه أبو بكر فأخذ رداءه ثم التزمه من ورائه ثم قال يا نبي الله كفاك مناشدتك ربك فانه سينجز لك ما وعدك وأنزل الله عند ذلك اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم أنى ممدكم بألف من الملائكة مردفين فلما كان يومئذ والتقوا هزم الله المشركين وقتل منهم سبعون رجلا وأسر منهم سبعون رجلا فاستشار رسول الله صلى الله عليه وسلم أبا بكر وعليا وعمر فقال أبو بكر يا نبي الله هؤلاء بنو العم الحديث

انه سمع معاوية بن أبي سفيان يوم عاشوراء عام حج وهو على المنبر فذكر الحديث **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا عبد الرزاق عن سفيان عن عاصم بن أبي النجود عن ذكوان عن معاوية بن أبي سفيان عن النبي صلى الله عليه وسلم قال فى شارب الخمر اذا شرب الخمر فاجلدوه ثم اذا شرب فاجلدوه ثم اذا شرب الثالثة فاجلدوه ثم اذا شرب الرابعة فاضربوا عنقه **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا محمد بن بكر قال أنا ابن جريج وروح ثنا ابن جريج قال أخبرنى الحسن بن مسلم عن طاوس عن عبد الله بن العباس ان معاوية بن أبي سفيان قال روح أخبره قال قصرت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمشقص على المروة أو رأيته يقصر عنه بمشقص على المروة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا يزيد بن هرون قال ثنا يحيى بن سعيد ان سعد بن ابراهيم أخبره عن الحكم بن ميناء ان يزيد بن جارية الانصارى أخبره انه كان جالسا فى نفر من الانصار فخرج عليهم معاوية فسألهم عن حديثهم فقالوا كنا فى حديث من حديث الانصار فقال معاوية الا أزيدكم حديثا سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم قالوا بلى يا أمير المؤمنين قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من أحب الانصار أحبه الله عز وجل ومن أبغض الانصار أبغضه الله عز وجل **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا روح ثنا عمر بن سعيد بن أبي حسين قال حدثنى على بن عبد الله ان على بن على رجلا من بنى عبد شمس قال أبي وعبد الله بن الحرث وحدثنى عمر بن سعيد ان على بن عبد الله بن على أخبره ان أباه أخبره قال سمعت معاوية على المنبر بمكة يقول نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الذهب والحرير **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا روح ثنا شعبة قال حدثنا أبو اسحق قال سمعت عامر بن سعد يقول سمعت جرير بن عبد الله يقول سمعت معاوية بن أبي سفيان يقول وهو يخطب توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثلاث وستين وتوفى أبو بكر رضى الله تعالى عنه وهو ابن ثلاث وستين وتوفى عمر وهو ابن ثلاث وستين قال معاوية وأنا اليوم ابن ثلاث وستين **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا روح قال ثنا حماد بن سلمة عن جبلة بن عطية عن ابن محيريز عن معاوية عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا أراد الله عز وجل بعبد خيرا يفقهه فى الدين **حدثنا** عبد الله قال وجدت هذا الكلام فى آخر هذا الحديث فى كتاب أبي بخط يده متصلا به وقد خط عليه فلا أدرى أقرأه على أم لا وان السامع المطيع لا حجة عليه وان السامع العاصى لا حجة له **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا أسود بن عامر انا أبو بكر عن عاصم عن أبي صالح عن معاوية قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من مات بغير امام مات ميتة جاهلية **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا عبد الصمد ثنا حرب يعنى ابن شداد قال حدثنى يحيى بن أبي كثير قال حدثنى أبو شيخ الهنائى عن أخيه حمان ان معاوية عام حج جمع نفرا من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الكعبة فقال أسألكم عن أشياء فاخبرونى أنشدكم الله هل نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الحرير قالوا نعم قال وأنا أشهد ثم قال أنشدكم بالله انهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس الذهب قالوا نعم قال وأنا أشهد قال أنشدكم بالله انهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن لبس صوف النمور قالوا نعم قال وأنا أشهد **حدثنا** عبد الله حدثنى أبي ثنا يحيى بن حماد قال ثنا شعبة بن الحجاج عن جراد رجل من بنى تميم عن رجاء بن حيوة عن معاوية بن أبي سفيان عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين **حدثنا** عبد الله قال وجدت هذا الحديث فى كتاب أبي بخط يده ثنا بكر بن يزيد واظنى قد سمعته منه فى المذاكرة فلم أكتبه وكان بكر ينزل المدينة أظنه كان فى المحنة كان قد ضرب على هذا

المُسَمَّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمانٌ، تَكُونُ الغَنَمُ فِيهِ خَيرَ مالِ المُسْلِمِ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الجِبَالِ، أَوْ سَعَفَ الجِبَالِ، في مَوَاقِعِ القَطْرِ، يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الفِتَنِ». [طرفه في: ١٩].

٣٦٠١ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ الأُوَيسِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ المُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَتَكُونُ فِتَنٌ، القَاعِدُ فِيهَا خَيرٌ مِنَ القَائِمِ، وَالقَائِمُ فِيهَا خَيرٌ مِنَ المَاشِي، وَالمَاشِي فِيهَا خَيرٌ مِنَ السَّاعِي، وَمَنْ يُشْرِف لَهَا تَسْتَشْرِفهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلجَأً أَوْ مَعَاذاً فَلْيَعُذْ بِهِ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، رقم: ٢٨٨٦]. [الحديث ٣٦٠١ ـ طرفاه في: ٧٠٨١، ٧٠٨٢].

٣٦٠٢ ـ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ: مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيرَةَ هذا، إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ: «مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ، مَنْ فاتَتْهُ، فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمالَهُ».

٣٦٠٣ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ: أَخْبَرَنَا سُفيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ زَيدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «سَتَكُونُ أَثَرَةٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا»، قالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: «تُؤَدُّونَ الحَقَّ الَّذِي عَلَيكُمْ، وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ». [مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول، رقم: ١٨٤٣]. [الحديث ٣٦٠٣ ـ طرفه في: ٧٠٥٢].

٣٦٠٤ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ إِسْماعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُهْلِكُ النَّاسَ هذا الحَيُّ مِن قُرَيشٍ». قالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قالَ: «لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ». قالَ مَحْمُودٌ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ. [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل. . .، رقم: ٢٩١٧]. [الحديث ٣٦٠٤ ـ طرفاه في: ٣٦٠٥، ٧٠٥٨].

٣٦٠٥ ـ حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ المَكِّيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، عَنْ جَدِّهِ قالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِي هُرَيرَةَ، فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ المَصْدُوقَ. يَقُولُ: هَلَاكُ أُمَّتِي عَلَى يَدَي غِلمَةٍ مِنْ قُرَيشٍ». فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلمَةٌ؟ قالَ أَبُو هُرَيرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ بَنِي فُلَانٍ وَبَنِي فُلَانٍ. [طرفه في: ٣٦٠٤].

٣٦٠٦ ـ حدثنا يَحْيَىٰ بْنُ مُوسَىٰ: حَدَّثَنَا الوَلِيدُ قالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ جابِرٍ قالَ: حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيدِ اللهِ الحَضْرَمِيُّ، قالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الخَوْلَانِيُّ: أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيفَةَ بْنَ اليَمَانِ يَقُولُ: كانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الخَيرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي، فَقُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا في جاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ، فَجَاءَنَا اللهُ بِهذا الخَيرِ، فَهَل بَعْدَ هذا الخَيرِ مِنْ شَرٍّ؟ قالَ: «نَعَمْ». قُلتُ: وَهَل بَعْدَ ذلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيرٍ؟ قالَ: «نَعَمْ، وَفِيهِ دَخَنٌ» قُلتُ: وَما دَخَنُهُ؟ قالَ: «قَوْمٌ يَهْدُونَ بِغَيرِ هَدْيِي، تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ». قُلتُ: فَهَل بَعْدَ ذلِكَ الخَيرِ مِنْ شَرٍّ؟ قالَ: «نَعَمْ، دُعاةٌ إِلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجابَهُمْ إِلَيهَا قَذَفُوهُ فِيهَا». قُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، صِفهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ: «هُمْ مِنْ جِلدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلسِنَتِنَا». قُلتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذلِكَ؟ قالَ: «تَلزَمُ جَمَاعَةَ المُسْلِمِينَ وَإِمامَهُمْ»، قُلتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمامٌ؟ قالَ: «فَاعْتَزِل تِلكَ الفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ، حَتَّى يُدْرِكَكَ المَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذلِكَ». [مسلم: كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، رقم: ١٨٤٧]. [الحديث ٣٦٠٦ ـ طرفاه في: ٣٦٠٧، ٧٠٨٤].

٣٦٠٧ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ المُثَنَّى قالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَىٰ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْماعِيلَ: حَدَّثَنِي قَيسٌ، عَنْ حُذَيفَةَ ﷺ قالَ: تَعَلَّمَ أَصْحَابِي الخَيرَ، وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ. [طرفه في: ٣٦٠٦].

٣٦٠٨ ـ حدثنا الحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، رقم: ٢٨٨٨]. [طرفه في: ٨٥].

٣٦٠٩ ـ حدثني عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ، فَيَكُونَ بَينَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيباً مِن ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، رقم: ٢٨٨٨]. [طرفه في: ٨٥].

الجزء الأول

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

رأس الصراطِ كتابُ الله والداعي من فوقِ واعظُ الله في قلبِ كلِ مسلم
(حم ك عن النواس) .

صحيح الباني ٩٢٢ ـ قد تركتُكم على البيضاء ليلُها كنهارها لا يزيغُ عنها بعدي إلا هالكٌ ومن يَعش منكم فسيرى اختلافاً كثيراً فعليكم بما عرفتم من سُنَّتي وسنَّةِ الخلفاء الراشدين المَهدين عضُّوا عليها بالنواجذ وعليكم بالطاعةِ وإن عبداً حبشياً فانما المؤمنُ كالجملِ الأنفِ حيثما قيدَ انقاد .
(حم ه ك عن عرباض) .

صحيح الباني ٩٢٣ ـ كتابُ اللهِ هو حبلُ اللهِ الممدود من السماء إلى الأرض .
(ش وابن جرير عن أبي سعيد) .

صحيح الباني ٩٢٤ ـ كلُّ شرطٍ ليسَ في كتاب الله فهو باطلٌ وإنْ كان مائة شرط . (البزار طب عن ابن عباس) .

ضعيف الباني ٩٢٥ ـ كيف أنتم إذا كنتم من دينِكم مثلَ القمرِ ليلة البدر لا يبصِره منكم إلا البصير . (ابن عساكر عن أبي هريرة) .

ضعيف الباني ٩٢٦ ـ كيف بِكُم إذا كنتم من دينِكم كرؤية الهلال . (ابن عساكر عن أبي هريرة) .

حسن الباني ٩٢٧ ـ لو نزلَ موسى فاتبعتموه وتركتُموني لضَللتم أنا حظكم من النبيين وأنتم حظي من الأمم . (هب عن عبد الله بن الحارث) .

حسن الباني ٩٢٨ ـ ليأتين على أُمتي ما أتى على بني إسرائيل حذوَ النَّعل بالنَّعل

حتى إنْ كان مِنهم من أتى أمَّهُ علانيةً لـكان في أُمتي من يَصنع ذلك وإنَّ بني إسرائيل تفرَّقتْ على ثنتين وسبعين مِـلَة وتَفترقُ أُمتي على ثلاثٍ وسبعين ملةً كلُّهم في النار إلا واحدةً قالوا من هي يا رسولَ الله قال ما أنا عليه وأصحابي . (ت عن ابن عمر) .

٩٢٩ ـ ما اختلفت أُمةٌ بعد نبيها إلا ظَهر أهل باطِلها على أهلِ حقِها . (طس عن عمر) .

٩٣٠ ـ من اتَّبعَ كتابَ اللهِ هَداه من الضَّلال ووقاه سوء الحساب يوم القيامة . (طس عن ابن عباس) .

٩٣١ ـ من أجَلَّ سلطانَ اللهِ أجلَّهُ الله يوم القيامة . (طب عن أبي بكرة) .

٩٣٢ ـ من أهانَ سُلطانَ الله في الأرضِ أهانَهُ اللهُ . (ت عن أبي بكرة) .

٩٣٣ ـ من أحيا سُنَّتي فقد أحبَّني ومنْ أحبَّني كان معي في الجنة . (السجزي عن أنس) .

٩٣٤ ـ من أخَذَ بسنتي فهو مني ومن رَغِبَ عن سُنتي فليس مني . (ابن عساكر عن ابن عمر) .

٩٣٥ ـ من تَمَسَّكَ بالسُنَّةِ دَخَلَ الجنةَ . (قط في الأفراد عن عائشة) .

الجزء الأول

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

كما يختطفُ الذئبُ الشاةَ الشاذَّةَ من الغنم . (طب وابن قانع قط في الأفراد وأبو نعيم في المعرفةِ عن أسامة بن شريك) .

١٠٣٣ ـ من سرَّه أن يسكُنَ بُحبوحة الجنةِ فليلزم الجماعةَ فان الشيطانَ مع الواحدِ وهو من الاثنين أبعد . (الديلمي عن ابن عمر) .

١٠٣٤ ـ من عَمِلَ لله في الجماعة فأصاب قَبِلَ الله تعالى منه وإن أخطأ غفر الله له ومن يبتغي الفُرقةَ فأصاب لم يتقبل الله منه وإن أخطأ فليتبوأ مقعده من النار . (طب عن ابن عباس) .

١٠٣٥ ـ من خَرَجَ من الجماعة قيدَ شِبرٍ فقد خَلَعَ رِبقةَالإسلام من عُنُقِه حتى يراجِعَه ومن مات وليس عليه إمام جماعةٍ فان موتته موتةً جاهلية . (ك عن ابن عمر) .

١٠٣٦ ـ من شَقَّ عصا المسلمينَ ، والمسلمون في إسلام رامح (١) فقد خَلَعَ رِبقة الإسلام من عُنُقِه . (الرامهرمزي في الأمثال طب والخطيب في المتفق والمفترق عن ابن عباس) .

١٠٣٧ ـ من فارقَ المسلمين قيدَ شِبرٍ فقد خَلَعَ رِبقة الإسلام من عُنُقِه ومن مات ليس عليه إمامٍ فميتَتُهُ ميْتَةَ الجاهلية ومن ماتَ تحت راية عُمِّيَّة يدعو إلى عصبية أو ينصُرُ عصبية فقِتْلة جاهلية . (طب

(١) كذا وفي المنتخب دامج وهو المجتمع .

الجزء الأول

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

كان . (ش طب عن أسامة بن شريك) .

١٠٤٦ ـ من قاتلَ على الخلافةِ فاقتُلوه كائناً مَنْ كان . (الديلمي عن أبي ذر) .

١٠٤٧ ـ من بَلَغَهُ عني حديثٌ فكذَّبَ به فقد كذَّب ثلاثةً كذَّبَ اللهَ ورسولَه والذي حدَّث به . (طس وابن عساكر عن جابر) .

١٠٤٨ ـ من قال في الدين برأيه فقد اتهمني . (أبو نعيم عن جابر) .

١٠٤٩ ـ لا تقيسوا الدينَ ، فانَّ الدينَ لا يُقاس وأول من قاسَ إبليس . (الديلمي عن علي) .

١٠٥٠ ـ من قاس حديثي برأيه فقد اتَّهمني . (الديلمي عن أنس) .

١٠٥١ ـ من تَكلَّم بالرأي فقد اتهمَني في الدين . (الديلمي عن أنس) .

١٠٥٢ ـ افترقت بنو إسرائيل على إحدى وسبعينَ فِرقةً وتزيدُ أمتي عليها فِرقَة ليس فيها فِرقة أضرَ على أُمتي من قومٍ يقيسون الدين برأيهم ، فيُحِلون ما حرَّمَ الله ويحرِّمونَ ما أحلَّ الله . (طب عد حل كر عن عوف بن مالك وضعف) .

١٠٥٣ ـ إنَّ بني إسرائيل تفرقت إحدى وسبعين فِرقةً فهَلَكَ سبعون فِرقة ، وخَلصَت فرقةٌ واحدةٌ وإن أُمتي ستَفْتَرِقُ على اثنتين

وسبعين فرقة تهلك إحدى وسبعون وتخلص فرقة قيل يا رسول الله من تلك الفرقة قال الجماعة الجماعه . (حم عن أنس) .

١٠٥٤ - إنّ أهلَ الكتابين افترقوا في دينهم على ثنتين وسبعين ملةً وإنّ هذه الأمةَ ستفترقُ على ثلاث وسبعين ملةً كلها في النار إلا واحدةً وهي الجماعةُ وإنها ستخرجُ من أمتي أقوامٌ تتجارى بهم تلك الأهواء كما يتجارى الكلبُ بصاحبه فلا يبقى منهم عرقٌ ولا مفصل إلا دخله . (حم طب ك عن معاوية) .

١٠٥٥ - افترقت بنو إسرائيل على إحدى وسبعين ملةً ولن تذهبَ الليالي ولا الأيام (١) حتى تفترق أمتي على مثلها وكل فرقةٍ منها في النار إلا واحدةً وهي الجماعةُ . (عبد بن حميد عن سعد بن أبي وقاص) .

١٠٥٦ - تفترقُ أمتي على نيفٍ وسبعينَ فرقةً أضرُّها على أمتي قومٌ يقيسون الأمور برأيهم فيحلّون الحرامَ ويحرّمون الحلالَ . (كر عن عوف بن مالك) .

١٠٥٧ - تفترقُ أمتي على ثلاثٍ وسبعين فرقة كلهن في النار إلا واحدة ما أنا عليه اليوم وأصحابي . (طس عن أنس) .

١٠٥٨ - تفترقُ أمتي على ثلاثٍ وسبعين فرقةً أعظمُها فتنةً على

(١) كذا والظاهر هو الأيام بحذف لا .

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

المُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تُحْشَرُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ﴾ [الأنبياء: ١٠٤]. فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَىٰ إِبْرَاهِيمُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِي ذَاتَ اليَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كَما قَالَ العَبْدُ الصَّالِحُ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ: ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ - إِلَى قَوْلِهِ - ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١١٨﴾﴾». [المائدة: ١١٧، ١١٨].

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: ذُكِرَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ، عَنْ قَبِيصَةَ قَالَ: هُمُ المُرْتَدُّونَ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَاتَلَهُمْ أَبُو بَكْرٍ ﷺ. [طرفه في: ٣٣٤٩].

٤٩/ ٥٠ ـ باب نُزُولُ عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيهِمَا السَّلامُ

٣٤٤٨ ـ حدثنا إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَعِيدَ بْنَ المُسَيِّبِ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الجِزْيَةَ، وَيَفِيضَ المَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَما فِيهَا». ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: وَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾﴾ [النساء: ١٥٩]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

٣٤٤٩ ـ حدثنا ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ». تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالأَوْزَاعِيُّ. [مسلم: كتاب الإيمان، باب نزول عيسى بن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد ﷺ، رقم: ١٥٥]. [طرفه في: ٢٢٢٢].

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

٥٠/ ٥١ ـ باب ما ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

٣٤٥٠ ـ حدثنا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا ما سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَاراً، فَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى أَنَّهَا نَارٌ، فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ». [الحديث ٣٤٥٠ ـ طرفه في: ٧١٣٠].

٣٤٥١ ـ قَالَ حُذَيْفَةُ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «إِنَّ رَجُلاً كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ المَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: ما أَعْلَمُ، قِيلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: ما أَعْلَمُ شَيْئاً غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيهِمْ، فَأُنْظِرُ المُوسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ المُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللهُ الجَنَّةَ». [طرفه في: ٢٠٧٧].

٣٤٥٢ ـ فَقَالَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ المَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ أَوْصَىٰ أَهْلَهُ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوا لِي حَطَباً كَثِيراً، وَأَوْقِدُوا فِيهِ نَاراً، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِي وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِي فَامْتُحِشَتْ، فَخُذُوهَا فَاطْحَنُوهَا، ثُمَّ انْظُرُوا يَوْماً رَاحاً فَاذْرُوهُ فِي اليَمِّ، فَفَعَلُوا، فَجَمَعَهُ فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللهُ لَهُ».

قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَاكَ: «وَكَانَ نَبَّاشاً». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته وما معه، رقم: ٢٩٣٤، ٢٩٣٥]. [الحديث ٣٤٥٢ ـ طرفاه في: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

٣٤٥٣، ٣٤٥٤ ـ حدثني بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَائِشَةَ وَابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ، طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ: «لَعْنَةُ اللهِ عَلَى اليَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ». يُحَذِّرُ ما صَنَعُوا. [طرفه في: ٤٣٦، ٤٣٧].

٣٤٥٥ ـ حدثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتٍ القَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِينَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ». قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: «فُوا

مسند الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الثاني

النبي صـلى الله عليه وسلم قال الحسنة بعشر أمثالها والصوم لى وأنا اجزى به يدع طعامه وشرابه من جراى الصوم لى وأنا أجزى به ولخلوف فم الصائم عند الله عزوجل أطيب من ريح المسك **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا هشام بن حسان عن محمد عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال يوشك من عاش منكم ان يلقى عيسى بن مريم اماما مهديا وحكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية وتضع الحرب أوزارها **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر ثنا هشام عن محمد عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من رآنى فى المنام فقد رآنى فان الشيطان لا يتمثل بى **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا هشام عن محمد عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال من هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة فان عملها كتبت له عشر أمثالها الى سبعمائة وسبع أمثالها فان لم يعملها كتبت له حسنة ومن هم بسيئة فلم يعملها لم تكتب عليه **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر ثنا هشام عن محمد عن أبى هريرة قال الفأرة مسخ وآية ذلك انه يوضع لها لبن اللقاح فلا تقربه واذا وضع لها لبن الغنم أصابت منه قال فقال له كعب سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فانزلت على التوراة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا هشام عن محمد عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال البهيمة عقلها جبار والبئر جبار وفى الركاز الخمس **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبة عن موسى بن أبى عثمان قال سمعت أبا عثمان قال سمعت أبا هريرة يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤذن يغفر له مد صوته ويشهد له كل رطب ويابس وشاهد الصلاة يكتب له خمس وعشرون حسنة ويكفر عنه ما بينهما **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما الامام ليؤتم به فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا واذا قال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا لك الحمد وان صلى جالسا فصلوا جلوسا أجمعون **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن جعفر قال ثنا سعيد يعنى ابن أبى عروبة عن أبى محمد أظنه حبيب بن الشهيد عن عطاء بن أبى رباح عن أبى هريرة قال فى كل الصلوات يقرأ فما أسمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أسمعناكم وما أخفى علينا أخفينا عليكم **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا عفان قال حدثنى عبد الرحمن بن ابراهيم قال حدثنا العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العينان تزنيان واللسان يزنى واليدان تزنيان والرجلان تزنيان ويحقق ذلك أو يكذبه الفرج **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا عفان قال ثنا عبد الرحمن بن ابراهيم عن العلاء عن أبيه عن أبى هريرة قال كان النبى صلى الله عليه وسلم يسير فى طريق مكة فأتى على جمدان فقال هذا جمدان سيروا سبق المفردون قالوا وما المفردون قال الذاكرون الله كثيرا ثم قال اللهم اغفر للمحلقين قالوا والمقصرين قال اللهم اغفر للمحلقين قالوا والمقصرين قال والمقصرين وبهذا الاسناد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتؤدن الحقوق الى أهلها حتى يقاد للشاة الجلحاء من الشاة القرناء وبهذا الاسناد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال لا يسوم الرجل على سوم أخيه المسلم ولا يخطب على خطبته وبهذا الاسناد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان هذا الحر من فيح جهنم فابردوا بالصلاة وبهذا الاسناد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سمع الشيطان الاذان ولى وله ضراط حتى لا يسمع الصوت وبهذا الاسناد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اذا أحصن قالوا يحمم ويجبه قال والتجبيه أن يحمل الزانيان على حمار ويقابل أقفيتهما ويطاف بهما وسكت حبرهم وهو فتى شاب فلما رآه النبى صلى الله عليه وسلم ألظ به فقال حبرهم اللهم اذ نشدتنا فانا نجد فى التوراة الرجم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فما أول ما ارتخصتم أمر الله قالوا زنى رجل منا ذو قرابة من ملك من ملوكنا فسجنه وأخر عنه الرجم ثم زنى بعده آخر فى أسرة الناس فاراد الملك رجمه فحال قومه دونه فقالوا الا والله لا يرجم صاحبنا حتى تجىء بصاحبك فترجمه فاصطلحوا هذه العقوبة بينهم فقال (٤١١) النبى صلى الله عليه وسلم فانى أحكم بما فى التوراة فامر بهما رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجما قال الزهرى فاخبرنى سالم عن ابن عمر قال لقد رأيتهما حين أمر النبى صلى الله عليه وسلم برجمهما فلما رجما رأيته يجافى بيديه عنها ليقيها الحجارة فبلغنا ان هذه الآية أنزلت فيه انا أنزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون الذين أسلموا وكان النبى صلى الله عليه وسلم منهم (عب) * عن أبى هريرة قال جاء الاسلمى نبى الله صلى الله عليه وسلم فشهد على نفسه انه أصاب امرأة حراما أربع مرات كل ذلك يعرض عنه فاقبل فى الخامسة أنكتها قال نعم قال حتى غاب ذلك منك فى ذلك منها كما يغيب المرود فى المكحلة والرشاء فى البئر قال نعم قال هل تدرى ما الزنا قال نعم أتيت منها حراما ما يأتى الرجل من امرأته حلالا قال فما تريد بهذا القول قال أريد أن تطهرنى فامر به فرجم فسمع النبى صلى الله عليه وسلم رجلين من أصحابه يقول أحدهما لصاحبه أنظر الى هذا الذى ستر الله عليه فلم تدعه نفسه حتى رجم رجم الكلب فسكت النبى صلى الله عليه وسلم عنهما ثم سار ساعة حتى مر بجيفة حمار شائل برجله فقال أين فلان وفلان قالا نحن ذان يا رسول الله قال انزلا فكلا من جيفة هذا الحمار فقالا يا نبى الله غفر الله لك من يأكل من هذا قال فما نلتما من عرض أخيكما آنفا أشد من أكل الميتة والذى نفسى بيده انه الآن لفى أنهار الجنة ينغمس فيها (عب د) * عن على قال فجرت جارية لآل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا على انطلق فاقم عليها الحد فانطلقت فاذا بها دم يسيل لم ينقطع فاتيته فقال يا على أفرغت قلت أتيتها ودمها يسيل فقال دعها حتى ينقطع دمها ثم أقم عليها الحد وأقيموا

ابن جميل الا أنه كان فقيرا فأغناه الله ورسوله وأما خالد فانكم تظلمون خالدا وقد احتبس ادراعه واعتده فى سبيل الله وأما العباس فهى على ومثلها معها يا عمر اما شعرت ان عم الرجل صنو أبيه (حم خ م د ن) عن أبى هريرة قال أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بصدقة فقيل منع ابن جميل وخالد بن الوليد والعباس بن عبد المطلب قال فذكره * اذهب اليه فان لم يعط صدقته فاضرب عنقه ابن سعد عن عبد الرحمن بن الربيع الظفرى * يوشك أن يأتى على الناس زمان (٤٩٤) يشق على الرجل أن يخرج فيه زكاة ماله (طب) والعسكرى عن عدى بن حاتم * أتحبان أن يسوركما الله بسوارين يوم القيامة من نار فاديا زكاته (حم ت) وضعفه عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده * (الافعال) عن على قال ان الله فرض على الاغنياء فى أموالهم بقدر ما يكفى فقراءهم فان جاعوا وعروا وجهدوا فبمنع الاغنياء وحق على الله أن يحاسبهم يوم القيامة ويعذبهم عليه (ص هق) * (الفصل الثالث فى الاحكام) * بسم الله الرحمن الرحيم من محمد النبى الى شرحبيل بن عبد كلال والحرث بن عبد كلال ونعيم ابن عبد كلال قيل ذى رعين ومعافر وهمدان اما بعد فقد رجع رسولكم وأعطيتم من المغانم خمس الله وما كتب على المؤمنين من العشر فى العقار وما سقت السماء أو كانت سيحا أو كان بعلا ففيه العشر اذا بلغ خمسة أوسق وفى خمس من الابل سائمة شاة الى أن تبلغ أربعا وعشرين فاذا زادت واحدة على أربع وعشرين ففيها بنت مخاض فان لم توجد بنت مخاض فابن لبون ذكر الى أن تبلغ خمسا وثلاثين فاذا زادت على خمس وثلاثين واحدة ففيها بنت لبون الى أن تبلغ خمسا وأربعين ما فاذا زادت واحدة على خمس وأربعين ففيها حقة طروقة الجمل الى أن تبلغ ستين فان زادت واحدة على ستين ففيها جذعة الى أن تبلغ خمسا وسبعين فاذا زادت واحدة على خمس وسبعين ففيها ابنتا لبون الى أن تبلغ تسعين فان زادت واحدة ففيها حقتان طروقتا الجمل الى أن تبلغ عشرين ومائة فما زاد ففى كل أربعين بنت لبون وفى كل خمسين حقة طروقة الجمل وفى كل ثلاثين باقورة تبيع جذع أو جذعة وفى كل أربعين باقورة

ليث ثنا سعيد قال وثنا هاشم حدثنا الليث حدثنى سعيد بن أبى سعيد عن عطاء بن ميناء مولى ابن أبى ذباب عن أبى هريرة أنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لينزلن ابن مريم حكما وعدلا فيكسر الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية وليتركن القلاص فلا يسعى عليها ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد وليدعون الى المال فلا يقبله أحد **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حجاج ثنا ليث حدثنى سعيد بن أبى سعيد عن أبيه عن أبى هريرة أنه سمعه يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا زنت أمة أحدكم فتبين زناها فليجلدها الحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت فليجلدها الحد ولا يثرب عليها ثم ان زنت فتبين زناها فليبعها ولو بحبل من شعر **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حجاج وثنا هاشم قالا ثنا ليث قال حدثنى سعيد عن أبيه عن أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول لا اله الا الله وحده عز جنده ونصر عبده وغلب الاحزاب وحده فلا شئ بعده قال هاشم أعز **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حجاج قال ثنا ليث قال حدثنى سعيد عن عطاء بن ميناء مولى ابن أبى ذباب أنه سمع أبا هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول انتدب الله عز وجل لمن يخرج فى سبيله لا يخرجه الا الايمان بى والجهاد فى سبيلى انه على ضامن حتى أدخله الجنة بايهما كان اما بقتل واما بوفاة أو أرده الى مسكنه الذى خرج منه نال ما نال من أجر أو غنيمة **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا جرير عن عمارة بن القعقاع عن أبى زرعة عن أبى هريرة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كبر فى الصلاة سكت هنية فقلت له يا رسول الله بأبى أنت وامى ما تقول فى سكوتك بين التكبير والقراءة قال أقول اللهم باعد بينى وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والمغرب اللهم أنقنى من خطاياى كما ينقى الثوب الابيض من الدنس اللهم اغسلنى من خطاياى بالثلج والماء والبرد **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا جرير عن منصور عن أبى حازم عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا هشيم عن عباد بن راشد عن سعيد بن أبى خيرة قال ثنا الحسن منذ نحو من أربعين أو خمسين سنة عن أبى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يأتى على الناس زمان يأكلون فيه الربا قال قيل له الناس كلهم قال من لم يأكله منهم ناله من غباره **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا هشيم قال أنا عوف عن رجل حدثه عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حريم البئر أربعون ذراعا من حوالها كلها لاعطان الابل والغنم وابن السبيل أول شارب ولا يمنع فضل ماء ليمنع به الكلا **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن عبد الرحمن الطفاوى قال ثنا أيوب عن الزهرى عن سعيد بن المسيب عن أبى هريرة قال شر الطعام طعام العرس يطعمه الاغنياء ويمنعه المساكين ومن لم يجب فقد عصى الله ورسوله **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا محمد بن عبد الرحمن عن محمد بن عمرو بن علقمة عن رجل عن أبى هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما اجتمع قوم ثم تفرقوا لم يذكروا الله كأنما تفرقوا عن جيفة حمار **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حجاج قال ثنا شيبان قال ثنا منصور عن سعد بن ابراهيم عن عمر بن أبى سلمة عن أبيه عن أبى هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جدال فى القرآن كفر **حدثنا** عبد الله حدثنى أبى ثنا حجاج قال قال ابن جريج أخبرنى موسى ابن عقبة عن سهيل بن أبى صالح عن أبيه عن أبى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من جلس فى مجلس كثر فيه لغطه فقال قبل ان يقوم سبحانك ربنا وبحمدك لا اله الا أنت أستغفرك ثم أتوب اليك الا غفر الله له

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

٣٢-(٢٨٩٥) حدّثنا أبو كامل، فُضيل ابن حسين وأبو معن الرّقاشيّ (واللّفظ لأبي معن). قالا: حدّثنا خالد ابن الحارث، حدّثنا عبد الحميد ابن جعفر، أخبرني أبي، عن سليمان ابن يسار، **عن عبد الله ابن الحارث ابن نوفل**، قال:

كنتُ واقفًا مع أُبيّ ابن كعب، فقال: لا يزال النّاس مختلفة أعناقهم في طلب الدّنيا، قلت: أجل، قال: إنّي سمعت رسول اللّه ﷺ يقول: «يوشك الفرات أن يحسر عن جبل من ذهب، فإذا سمع به النّاس ساروا إليه، فيقول من عنده: لئن تركنا النّاس يأخذون منه ليذهبنّ به كلّه، قال: فيقتتلون عليه، فيقتل من كلّ مائة تسعة وتسعون».

قال أبو كامل في حديثه: قال وقفت أنا وأبيّ ابن كعب في ظلّ أُجم حسّان.

٣٣-(٢٨٩٦) حدّثنا عبيد ابن يعيش وإسحاق ابن إبراهيم (واللّفظ لعبيد). قالا: حدّثنا يحيى ابن آدم ابن سليمان مولى خالد ابن خالد، حدّثنا زهير، عن سهيل ابن أبي صالح، عن أبيه.

عن أبي هريرة، قال: قال رسول اللّه ﷺ: «منعت العراق درهمها وقفيزها، ومنعت الشّأم مُديها ودينارها، ومنعت مصر إردبّها ودينارها، وعدتم من حيث بدأتم، وعدتم من حيث بدأتم، وعدتم من حيث بدأتم».

شهد على ذلك لحم أبي هريرة ودمه.

(٩)-باب: في فتح قسطنطينية وخروج الدّجّال ونزول عيسى ابن مريم

٣٤-(٢٨٩٧) حدّثني زهير ابن حرب، حدّثنا معلّى ابن منصور، حدّثنا سليمان ابن بلال، حدّثنا سهيل، عن أبيه.

عن أبي هريرة، أنّ رسول اللّه ﷺ قال: «لا تقوم السّاعة حتّى ينزل الرّوم بالأعماق، أو بدابق، فيخرج إليهم جيش من المدينة، من خيار أهل الأرض يومئذ، فإذا تصافّوا، قالت الرّوم: خلّوا بيننا وبين الّذين سبوا منّا نقاتلهم، فيقول المسلمون: لا، واللّه! لا نخلّي بينكم وبين إخواننا، فيقاتلونهم فينهزم ثلث لا يتوب اللّه عليهم أبدًا، ويقتل ثلثهم، أفضل الشّهداء عند اللّه، ويفتتح الثّلث، لا يفتنون أبدًا، فيفتتحون قسطنطينيّة، فبينما هم يقتسمون الغنائم، قد علّقوا سيوفهم بالزّيتون، إذ صاح فيهم الشّيطان: إنّ المسيح قد خلفكم في أهليكم، فيخرجون وذلك باطل، فإذا جاؤوا الشّأم خرج، فبينما هم يعدّون للقتال، يسوّون الصّفوف، إذ أقيمت الصّلاة، فينزل عيسى ابن مريم ﷺ فأمّهم، فإذا رآه عدوّ اللّه، ذاب كما يذوب الملح في الماء ن فلو تركه لانذاب حتّى يهلك، ولكن يقتله اللّه بيده، فيريهم دمه في حربته».

(١٠)-باب: تقوم السّاعة والرّوم أكثر النّاس

٣٥-(٢٨٩٨) حدّثنا عبد الملك ابن شعيب ابن اللّيث، حدّثني عبد اللّه ابن وهب، أخبرني اللّيث ابن سعد، حدّثني موسى ابن عليّ، عن أبيه، قال:

قال المستورد القرشيّ، عند عمرو ابن العاص: سمعت رسول اللّه ﷺ يقول: «تقوم السّاعة والرّوم أكثر النّاس». فقال له عمرو: أبصر ما تقول، قال: أقول ما سمعت من رسول اللّه ﷺ، قال: لئن قلت ذلك، إنّ فيهم لخصالًا أربعًا: إنّهم لأحلم النّاس عند فتنة، وأسرعهم

قَالَ أَبُو مَسْعُود: هٰكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ.

١٠٩-(٢٩٣٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِع، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّد، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ، هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ». [اخرجه البخاري: ٣٣٣٨].

١١٠-(٢٩٣٧) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ ابْنُ حَرْب، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِم، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِر، حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ جَابِر الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ جُبَيْر، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْر الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ ابْنَ سَمْعَانَ الْكِلابِيَّ (ح).

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ)، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِم، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِر، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِر الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْر، عَنْ أَبِيهِ، جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْر.

عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاة، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: «مَا شَأْنُكُمْ؟» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ، وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِم، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى ابْنِ قَطَن، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالا، يَا عِبَادَ اللَّهِ! فَاثْبُتُوا» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَة، وَيَوْمٌ كَشَهْر، وَيَوْمٌ كَجُمُعَة، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَة، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاةُ يَوْم، قَالَ: «لا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلا يَحِلُّ لِكَافِر يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لا يَدَانِ لأَحَد بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَب يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ، مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ

لأحدهلم خيرًا من مائة دينار لأحدكم اليوم، فيرغب نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُه فيُرسلُ اللّهُ عليهم النَّغفَ في رقابهم، فيُصبحُون فرسَى كموت نفس واحدة، ثمّ يهبطُ نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُه إلى الأرض، فلا يجدُون في الأرض موضع شبر إلا ملأهُ زهمهُم ونتنُهُم، فيرغبُ نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُهُ إلى اللّه فيُرسلُ اللّهُ، طيرًا كأعناق البُخت فتحملُهُم فتطرحُهُم حيثُ شاء اللّهُ ثمّ يُرسلُ اللّهُ مطرًا لا يكُنُّ منهُ بيتُ مدر ولا وبر، فيغسلُ الأرض حتّى يتركها كالزّلفة، ثمّ يُقالُ للأرض: أنبتي ثمرتك وردّي بركتك فيومئذ تأكلُ العصابةُ من الرُّمّانة، ويستظلُّون بقحفها، ويُبارك في الرِّسل، حتّى إنّ اللِّقحة من الإبل لتكفي الفئام من النّاس، واللِّقحة من البقر لتكفي القبيلة من النّاس واللِّقحة من الغنم لتكفي الفخذ من النّاس، فبينما هُم كذلك إذ بعث اللّهُ ريحًا طيِّبة، فتأخُذُهُم تحت آباطهم، فتقبضُ رُوح كُلِّ مُؤمن وكُلِّ مُسلم، ويبقى شرارُ النّاس، يتهارجُون فيها تهارُج الحُمُر، فعليهم تقُومُ السّاعةُ».

١١١-(٢١٣٧) حدّثنا عليُّ ابنُ حُجر السّعديُّ، حدّثنا عبدُ اللّه ابنُ عبد الرّحمن ابن يزيد ابن جابر والوليدُ ابنُ مُسلم.

قال ابنُ حُجر: دخل حديثُ أحدهما في حديث الآخر عن عبد الرّحمن ابن يزيد ابن جابر، بهذا الإسناد، نحو ما ذكرنا.

وزاد بعد قوله «-لقد كان بهذه مرّةً -ماءٌ ثُمّ يسيرُون حتّى ينتهُوا إلى جبل الخمر، وهُو جبلُ بيت المقدس، فيقُولُون: لقد قتلنا من في الأرض، هلُمّ فلنقتُل من في السّماء فيرمُون بنُشّابهم إلى السّماء، فيرُدُّ اللّهُ عليهم نُشّابهُم مخضُوبةً دمًا».

وفي رواية ابن حُجر: «فإنِّي قد أنزلتُ عبادًا لي، لا يدي لأحد بقتالهم».

(٢١)-باب: في صفة الدّجّال وتحريم المدينة عليه وقتله المؤمن وإحيائه

١١٢-(٢٩٣٨) حدّثني عمرٌو النّاقدُ والحسنُ الحُلوانيُّ وعبدُ ابنُ حُميد، وألفاظُهُم مُتقاربةٌ، والسِّياقُ لعبد (قال: حدّثني، وقال الآخران: حدّثنا يعقُوبُ، وهُو ابنُ إبراهيم ابن سعد)، حدّثنا أبي، عن صالح، عن ابن شهاب، أخبرني عُبيدُ اللّه ابنُ عبد اللّه ابن عُتبة.

انّ ابا سعيد الخُدريّ قال: حدّثنا رسُولُ اللّه ﷺ يومًا حديثًا طويلًا عن الدّجّال، فكان فيما حدّثنا قال: «يأتي، وهُو مُحرّمٌ عليه أن يدخُل نقاب المدينة، فينتهي إلى بعض السِّباخ الّتي تلي المدينة، فيخرُجُ إليه يومئذ رجُلٌ هُو خيرُ النّاس، أو من خير النّاس، فيقُولُ لهُ: أشهدُ أنّك الدّجّالُ الّذي حدّثنا رسُولُ اللّه ﷺ حديثهُ، فيقُولُ الدّجّالُ: أرأيتُم إن قتلتُ هذا ثُمّ أحييتُهُ، أتشُكُّون في الأمر؟ فيقُولُون: لا، قال: فيقتُلُهُ ثُمّ يُحييه، فيقُولُ حين يُحييه: واللّه! ما كُنتُ فيك قطُّ أشدّ بصيرةً منِّي الآن، قال: فيُريدُ الدّجّالُ أن يقتُلهُ فلا يُسلّطُ عليه».

قال أبُو إسحاق: يُقالُ إنّ هذا الرّجُل هُو الخضرُ عليه السّلام. [أخرجه البخاري: ١٨٨٢، ٧١٣٢].

١١٢-(٢٩٣٨) وحدّثني عبدُ اللّه ابنُ عبد الرّحمن الدّارميُّ، أخبرنا أبُو اليمان، أخبرنا شُعيبٌ، عن الزُّهريِّ، في هذا الإسناد، بمثله.

مختصر

صحيح الجامع الصغير

للإمام

للسيوطي والألباني

أعده الدكتور/

أحمد نصر الله صبري

أستـــاذ الحـــديث وعلـــوم القـــرآن

«بالجامعة الإسلامية» سابقا

٥٣٨١ - ٧٤٣٢ (صحيح)

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ» (حم ق) عن أبي هريرة

٥٣٨٢ - ٧٤٣٣ (صحيح)

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقٍ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثٌ هُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا ; فَيَفْتَتِحُونَ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ» (م) عن أبي هريرة

٥٣٨٣ - ٧٤٣٤ (صحيح)

«لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا إِلَّا الْقُرْآنَ فَمَنْ كَتَبَ عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوا عَنِّي وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» (حم م) عن أبي سعيد

٥٣٨٤ - ٧٤٣٧ (صحيح)

«لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ» (حم ق ت) عن علي

٥٣٨٥ - ٧٤٣٨ (صحيح)

«لَا تُكْرُوا الْأَرْضَ بِشَيْءٍ» (ن) عن رافع بن خديج

٥٣٨٦ - ٧٤٣٩ (حسن)

«لَا تُكْرِهُوا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ اللَّهَ يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيهِمْ» (ت هـ ك) عن عقبة بن عامر

٥٣٨٧ - ٧٤٤٠ (صحيح)

«لَا تَكْشِفْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ إِلَى فَخِذِ حَيٍّ وَلَا مَيِّتٍ» (د) عن علي

٥٣٨٨ - ٧٤٤١ (صحيح)

«لَا تَكَلَّفُوا لِلضَّيْفِ» (ابن عساكر) عن سلمان

٥٣٨٩ - ٧٤٤٢ (صحيح)

«لَا تَكُونُوا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلَى أَخِيكُمْ» (خ) عن أبي هريرة

٥٣٩٠ - ٧٤٤٣ (حسن)

«لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللَّهِ وَلَا بِغَضَبِهِ وَلَا بِالنَّارِ» (د ت ك) عن سمرة

٥٣٩١ - ٧٤٤٤ (صحيح)

«لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ» (م) عن ابن الزبير

٥٣٩٢ - ٧٤٤٥ (صحيح)

«لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ» (خ ت ن) عن ابن عمر

٥٣٩٣ - ٧٤٤٦ (صحيح)

«لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ فَوَاللَّهِ لَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٨٠٨ ـ ما أهبطَ اللهُ عز وجل إلى الأرض منذ خلق آدم إلى أن تقوم الساعةُ فتنةً أعظمُ من فتنةِ الدجال ، وقد قلتُ فيه قولاً لم يقله أحدٌ من قبلي : إنه آدمُ جعد ممسوح عينِ اليسار ، على عينه ظفرة غليظة ، وإنه يبرئ الأكمه والأبرص ويقول : أنا ربكم فمن قال : ربي اللهُ ، فلا فتنةَ عليه ، ومن قال : أنت ربي فقد افتتن يلبثُ فيكم ما شاء الله ، ثم ينزلُ عيسى ابن مريم مصدقاً بمحمد على ملته إماماً مهدياً وحكماً عدلاً فيقتلُ الدجالُ (طب ـ عن عبد الله بن مغفل) .

٣٨٨٠٩ ـ ما سؤالك عنه ! إنك لا تدركُه ، أما ! إنه لا يخرج حتى لا يُقسمَ ميراث ولا يُفرحَ بغنيمةٍ ـ يعني الدجال (طب ـ عن المغيرة) .

٣٨٨١٠ ـ ما شُبِّه عليكم منه ـ يعني الدجال ـ فإن الله تعالى ليس بأعورَ ، يخرجُ فيكونُ في الأرض أربعين صباحاً ، يرد منها كلَّ منهلٍ إلا الكعبة وبيتَ المقدس والمدينة ، الشهرُ كالجمعة والجمعة كاليومِ ، ومعه جنة ونار ، فناره جنة وجنته نار ، معه جبلٌ من خبز ونهر من ماء ، يدعو رجلاً لا يسلِّطه الله عليه فيقول : ما تقولُ فيَّ ؟ فيقولُ : أنت عدوُّ الله وأنتَ الدجال الكذابُ ، فيدعو بمنشار فيضعه

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ، ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال، سعيد بن بشير قال البخاري: يتكلمون في حفظه وهو يحتمل.

وقال ابن أبي حاتم: سمعت أبي وأبا زرعة قالا: محله الصدق عندنا، قلت: يحتج به؟ قالا: لا، قلت: وضعّفه ابن معين وأبو مسهر وتركه ابن مهدي]

٤٠٣١-(حسن) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ سِنَانٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ عِظَمُ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلاَءِ وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاَهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ.

٤٠٣٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لاَ يُخَالِطُ النَّاسَ وَلاَ يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ.

٤٠٣٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الإِيمَانِ وَقَالَ بُنْدَارٌ حَلاَوَةَ الإِيمَانِ.

مَنْ كَانَ يُحِبُّ الْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلاَّ لِلَّهِ.

وَمَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا.

وَمَنْ كَانَ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ. [خ: ١٦] [م: ٤٣]

٤٠٣٤-(حسن) حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ (ح).

وحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالاَ حَدَّثَنَا رَاشِدٌ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحِمَّانِيُّ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ.

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ لاَ تُشْرِكْ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلاَ تَتْرُكْ صَلاَةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلاَ تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ.

[قال البوصيري: هذا إسناد حسن، شهر مختلف فيه.

وقد تقدم الجملة الأخيرة بهذا الإسناد في أول كتاب الأشربة، وتقدم الكلام عليه]

٢٤- بَابُ شِدَّةِ الزَّمَانِ

٤٠٣٥-(صحيح) حَدَّثَنَا غِيَاثُ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّحَبِيُّ أَنْبَأَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ سَمِعْتُ ابْنَ جَابِرٍ يَقُولُ قَالَ.

سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ رَبِّهِ يَقُولُ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ بَلاَءٌ وَفِتْنَةٌ.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

رواه ابن حبان في "صحيحه" من طريق الوليد بن مزيد، عن ابن جابر، به]

٤٠٣٦-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ الْجُمَحِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.

إسحاق بن بكر بن أبي الفرات قال الذهبي في الكاشف: مجهول. وقال السليماني: منكر الحديث. وذكره ابن حبان في "الثقات".

ووقع عند ابن ماجه "عبدالله بن قدامة" وصوابه: عبد الملك وهو مختلف فيه.

قال المزي في "الأطراف": رواه محمد بن عبدالملك الدقيقي، عن يزيد بن هارون قال...: عن أبيه، عن أبي هريرة.

ورواه أبو بكر بن أبي شيبة في "مسنده" هكذا بالإسناد والمتن]

٤٠٣٧-(صحيح) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغَ عَلَيْهِ وَيَقُولَ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلاَّ الْبَلاَءُ. [خ: ٧١١٥، ٧١٢١] [م: ١٥٧]

٤٠٣٨-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ يَعْنِي مَوْلَى مُسَافِعٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتُنْتَقَوُنَّ كَمَا يُنْتَقَى التَّمْرُ مِنْ أَغْفَالِهِ فَلَيَذْهَبَنَّ خِيَارُكُمْ وَلَيَبْقَيَنَّ شِرَارُكُمْ فَمُوتُوا إِنِ اسْتَطَعْتُمْ.

[قال الألباني: صحيح، ضعيف بهذا التمام، وهو ثابت دون قوله: "فموتوا"]

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال، أبو حميد: لم أرَ من جرّحه ولا من وثّقه.

ويونس: هو ابن يزيد الأيلي، وباقي الرجال ثقات]

٤٠٣٩-(ضعيف جداً إلاّ) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْجَنَدِيُّ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لاَ يَزْدَادُ الأَمْرُ إِلاَّ شِدَّةً وَلاَ الدُّنْيَا إِلاَّ إِدْبَارًا وَلاَ النَّاسُ إِلاَّ شُحًّا وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ إِلاَّ عَلَى شِرَارِ النَّاسِ وَلاَ الْمَهْدِيُّ إِلاَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ.

[قال الألباني: ضعيف جداً، إلا جملة الساعة فصحيحة]

[قال البوصيري: رواه الحاكم في "المستدرك" من طريق يحيى بن السكن، عن محمد بن خالد الجندي بإسناده ومتنه سواء وقال: هذا حديث يعد في أفراد الشافعي.

وليس كذلك فقد حدث به غيره.

وله شاهد من حديث أبي أمامة رواه أبو يعلى الموصلي (في "مسنده")]

٢٥- بَابُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ

٤٠٤٠-(صحيح) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ وَأَبُو هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ

معجم أحاديث الإمام المهدي

عليه السلام

تأليف ونشر

مؤسسة المعارف الإسلامية

الجزء الثاني

أحاديث النبي صلى الله عليه وآله

فَلا تَنْطِقُ، وَيَكُونُ عِيسَى فِي أُمَّتِي حَكَماً عَدْلاً، وَإِماماً مُقْسِطاً، يَدُقُّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ، وَيَتْرُكُ الصَّدَقَةَ، وَلا يَسْعَى عَلَى شاةٍ، و تُرْفَعُ الشَّحْناءُ وَالتَّباغُضُ، وَيُنْزَعُ حِمَةُ كُلِّ دابَّةٍ، حَتَّى يُدْخِلَ الْوَلِيدُ يَدَهُ فِي الْحَنَشِ فَلا يَضُرُّهُ، وَتَلْقَى الْوَلِيدَةُ الأَسَدَ فَلا يَضُرُّها، وَيَكُونُ فِي الإِبِلِ كَأَنَّهُ كَلْبُها، وَالذِّئْبُ فِي الْغَنَمِ كَأَنَّهُ كَلْبُهُ . وَتُملأُ الأَرْضُ مِنَ الإِسْلامِ، وَيُسْلَبُ الْكُفّارُ مُلْكَهُمْ، فَلا يَكُونُ مُلْكٌ إِلّا الإِسْلام، وَتَكُونُ الأَرْضُ كَفاثُورَةِ الْفِضَّةِ، فَتُنْبِتُ نَباتَها كَما كانَتْ عَلَى عَهْدِ آدَمَ ﷺ، يَجْتَمِعُ النَّفَرُ عَلَى الْقِطْفِ فَيُشْبِعُهُمْ، وَيَجْتَمِعُ النَّفَرُ عَلَى الرُّمّانَةِ، وَيَكُونُ الثَّوْرُ بِكَذا وَكَذا مِنَ المالِ، وَتَكُونُ الْفَرَسُ بِالدُّرَيْهِماتِ»*.

المفردات : حمة كلّ دابة: أي: إبرة يلسعها. الحنش: الحيّة السامّة . فاثورة الفضّة: السبيكة الخالصة . القطف: العنقود من العنب وغيره . وقد يكون أصل «ولا يسعى على شاة» على وشاية، أي: لا يستمع وشاية بحقّ الآخرين ويتأثر بها كما يحدث للحكّام غير المعصومين .

المصادر

★ : الفتن لابن حمّاد: ج٢ص٥٦٦ ح١٥٨٩ ـ ثنا ضمرة بن ربيعة، عن يحيى بن أبي عمرو السيباني، عن عمرو بن عبد الله الحضرمي، عن أبي أمامة الباهلي ﷺ، قال:

* : سنن ابن ماجة: ج٢ ص١٣٥٩ ح٤٠٧٧ ـ حدثنا علي بن محمد، ثنا عبد الرحمن المحاربي، عن إسماعيل بن رافع، أبي رافع، عن أبي زرعة الشيباني، يحيى بن أبي عمرو، عن أبي أمامة الباهلي قال: خطبنا رسول الله ﷺ فكان أكثر خطبته حديثاً حدّثناه عن الدجّال، وحذّرناه، فكان من قوله أن قال:ـ وأورد حديثاً طويلاً سيأتي ذكره في أحاديث الدجّال ـ جاء فيه: فقالت أم شريك بنت أبي العكر: يا رسول الله فأين العرب يومئذ؟ قال:«هُمْ يَوْمَئِذٍ قَلِيلٌ، وجُلُّهُمْ بِبَيْتِ المَقْدِسِ، وَإِمامُهُم رَجُلٌ صالِحٌ، فَبَيْنَما إِمامُهُمْ قَدْ تَقَدَّمَ يُصَلّي بِهِمُ

مُستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مِشکوٰۃ شریف

اُردو ترجمہ

مِشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

أُدُمٍ فَقَالَ اعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَوْتِي ثُمَّ فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ ثُمَّ مُوتَانٌ يَأْخُذُ فِيكُمْ كَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتَّى يُعْطَى الرَّجُلُ مِائَةَ دِينَارٍ فَيَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَا يَبْقَى بَيْتٌ مِنَ الْعَرَبِ إِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَكُونُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ بَنِي الْأَصْفَرِ فَيَغْدِرُونَ فَيَأْتُونَكُمْ تَحْتَ ثَمَانِينَ غَايَةً تَحْتَ كُلِّ غَايَةٍ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

رکھتے تھے آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے تو چھ چیزوں کو گن اول میری موت دوسرے بیت المقدس کا فتح ہونا۔ تیسرے وبا، عام جو تم میں بکریوں کی بیماری کی طرح پھیلے گی چوتھے مال کی زیادتی اس قدر کہ اگر ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے تو وہ ان کو حقیر و ذلیل جانے گا اور اس پر ناراض ہوگا۔ پانچویں فتنہ کا ظہور جس سے عرب کا کوئی گھر نہ بچے گا۔ چھٹے صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی پھر رومی عہد شکنی کریں گے اور تمہارے مقابلہ پر اسی نشانوں کے ماتحت آئیں گے جن میں سے ہر نشان کے ماتحت بارہ ہزار آدمی ہوں گے۔ (بخاری)

رومیوں سے جنگ اور دجال کو قتل کرنے کی پیشگوئی

٥١٨٥ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّامَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَؤُمُّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت قائم ہونے سے پہلے رومی مقام اعماق میں یا دابق میں آئیں گے اور ان کے مقابلہ پر مدینہ کا ایک لشکر جائے گا۔ جس میں اس وقت کے بہترین لوگ ہوں گے جب وہ لڑنے کے لئے صف باندھیں گے تو رومی ان سے کہیں گے ہم ان لوگوں سے لڑنا چاہتے ہیں جو ہمارے لوگوں کو قید کرکے لے آئے ہیں۔ تم سے لڑنا نہیں چاہتے ان لوگوں کو ہمارے مقابلہ پر بھیج دو۔ مسلمان ان کے جواب میں کہیں گے خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم اپنے ان مسلمان بھائیوں کو تمہارے مقابلہ میں نہ بھیجیں گے پھر مسلمان رومیوں سے لڑیں گے۔ اور ان میں سے ایک تہائی مسلمان رومیوں کے سامنے سے بھاگ جائیں گے خدا ان بھاگنے والے مسلمانوں کی توبہ کو کبھی قبول نہیں کریگا۔ اور ایک تہائی مسلمان شہید ہوں گے، اور خدا کے نزدیک یہ بہترین شہدا ہوں گے اور ایک تہائی مسلمان رومیوں پر فتح حاصل کریں گے جن کو خدا تعالے کبھی فتنہ میں نہ ڈالے گا۔ پھر مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے اور اس کے بعد جبکہ وہ مال غنیمت کو تقسیم کرتے ہوں گے اور اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت پر لٹکا دیا ہوگا شیطان ان کے درمیان یہ اعلان کریگا کہ تمہاری عدم موجودگی میں مسیح دجال تمہارے گھروں میں پہنچ گیا یہ سنتے ہی مسلمان قسطنطنیہ سے نکل کھڑے ہوں گے اور یہ خبر جھوٹی ہوگی۔ جب قسطنطنیہ سے نکل کر مسلمان شام میں پہنچیں گے تو دجال خروج کریگا مسلمان اس سے لڑنے کے لئے تیار ہوں گے اور اپنی صفوں کو درست کرتے ہوں گے کہ نماز کا وقت آجائیگا اور عیسٰے بن مریم آسمان سے اتریں گے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے پھر جب حضرت عیسٰے کو خدا کا دشمن (دجال) دیکھے

کراماتِ بینات محی الدین عبدالقادر
محبوب سبحانی شہباز لامکاں حضرت شیخ غوث اعظم جیلانی
گلدستہ کرامات
۱۲۴۴ھ — ولادت — ۱۸۲۷ء
۱۳۰۷ھ — وفات — ۱۸۹۰ء
مکتبہ اشرفیہ بازار مسجد مہاجرین مریدکے ضلع شیخوپورہ

اگر کاغذ ہو جائین اور شاخہاے درختان ہفت اقلیم سے اگر قلم بن جائین اور ہون تحریر کنندہ اُنکے کل مخلوق جن و انسان ملک وحش وطیر تو بیشک قاصر ہون اور عاجز آجائین اُسکی تحریر سے آور جناب شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ کرامات اور خوارق عادات حضرت غوث الاعظم کے بیشمار اور بے نہایت ہین جیسے کہ تھے معجزات آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لاتعد ولاتحصے اور جیسے کہ آن جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم تھے نبی الثقلین ویسے ہی تھے آن جناب ولی الثقلین محبوب الٰہی بلکہ شیخ الجزو والکل اور جیسے کہ جناب پیغمبر علیہ صلوات الملک الاکبر روز میثاق سے مرسل ہوے اور فرمایا کہ کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین ویسے ہی آن جناب فیضمآب روز میثاق سے ولی کیے گئے آور کتاب مناقب معراجیہ مین درج ہے کہ جیسے کہ نہین بیٹھتی تھی مکھی جسم مبارک خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ویسے ہی دور رہتی تھی مکھی بدن شریف آنحضرت عالی درجت سے اور جیسے کہ عرق در نور عرق جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا تھا معطر خوشبوے مشک و عطر سے ویسے ہی معطر تھا عرق جسم آن جناب کرامت مآب رضی اللہ تعالے عنہ کا آور جیسے کہ کھا جاتی تھی زمین بول اور غائط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسیطرح کسی شخص نے بول اور غائط آن جناب کا بھی پر دہ زمین پر نہ دیکھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے آنحضرت رضی اللہ عنہ کہ ہذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر پس یہ کلام معرفت التیام آنحضرت کے دلالت کرتے ہین اوپر فناے اتم اور محو کامل آن جناب کے بیچ ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ازراہ فرط عشق و محبت ذات در ذات ہو کر فنا فی الرسول ہوگئے تھے ذاتاً وصفاتاً قولاً وفعلاً حالاً وکمالاً کہ یہ رتبہ سواے ذات غوثیہ کے کسی اور اہل ولایت کو حاصل نہین ہو پس ثابت ہوا کہ رتبہ حضرت غوث الاعظم کا سائر اولیا اللہ سے اعلیٰ اور بلند تر ہو پس مریدان با سعادت اور معتقدان با اعتقاد آن جناب کو فرض عین ہو کہ محبت آن جناب کی دل محبت منزل مین ایسی رکھین کہ وہ محبت زن و فرزند اور خویش و اقرباے سے فائق ہو اور نگینہ دل مین نقش اسم مبارک آنحضرت کا

المجلد العاشر
من
تفسير روح البيان

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن
والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب
الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم
مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقي البروسوى
قدس سره العالى
المتوفى سنه ١١٣٧
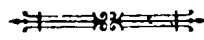
استانبول

عثمان بك مطبعه سى

١٩٢٨

على ان المحاسبة عامة لما فى الدارين وان المراد بها فى بعض المواضع هو التضييق والتشديد مطلقا
﴿ فاتقوا الله يا أولى الالباب ﴾ اى اعتبروا بحال الامم الماضين من المنكرين المعاندين وما
نزل بهم من العذاب والوبال فاتقوا الله اوامره ونواهيه ان خلصت عقولكم من شوب
الوهم فان اللب هو العقل الخالص من شوآئب الوهم وذلك بخلوص القلب من شوآئب
صفات النفس والرجوع الى الفطرة الاولى واذا خلص العقل من الوهم والقلب من النفس
كان الايمان يقينيا فلذلك وصفهم بقوله ﴿ الذين آمنوا ﴾ اى الايمان التحقيقى اليقينى العيانى
الشهودى وفيه اشارة الى ان منشأ التقوى هو الخلوص المذكور ولا ينافى ذلك زيادة
الخلوص بالتقوى فكم من شئ يكون سببا لاصل شئ آخر ويكون سببا فى زيادته وقوته
على ذلك الآخر وبكمال التقوى يحصل الخروج من قشر الوجود المجازى والدخول
فى لب الوجود الحقيقى والاتصاف بالايمان العيانى قال بعضهم الذين آمنوا حقا وصدقا ويجوز
أن يكون صفة كاشفة لامقيدة فانه لايليق أن يعد غير المؤمنين من اولى الالباب اللهم الا
أن يراد باللب العقل العارى عن الضعف بأى وجه كان من البلادة والبله والجنون وغيرها
فتخصيص الامر بالتقوى بالمؤمنين من بينهم لانهم المنتفعون انتهى والظاهر ان قوله الذين
آمنوا مبتدأ خبره قوله تعالى ﴿قد انزل الله اليكم ﴾ والخطاب من قبيل الالتفات ﴿ ذكرا ﴾
هو النبى عليه السلام كما بينه بأن ابدل منه قوله ﴿ رسولا ﴾ وعبر عنه بالذكر لمواظبته
على تلاوة القرآن اوتبليغه و التذكير به وعبر عن ارساله بالانزال بطريق الترشيح اى
للتجوز فيه عليه السلام بالذكر اولانه مسبب عن انزال الوحى اليه يعنى ان رسول الله شبه
بالذكر الذى هو القرآن لشدة ملابسته به فأطلق عليه اسم المشبه به استعارة تصريحية
وقرن به مايلائم المستعار منه وهو الانزال ترشيحا لها اومجازا مرسلا من قبيل اطلاق
اسم السبب على المسبب فان انزال الوحى اليه عليه السلام سبب لارساله وقال بعضهم ان
التقدير قد انزل الله اليكم ذكرا يعنى القرءآن وارسل اليكم رسولا يعنى محمدا عليه السلام
لكن الا يجاز اقتضى اختصار الفعل الناصب للرسول وقد دل عليه القرينة وهو قوله انزل
نظيره قوله علفتها تبنا وماء باردا اى وسقيتها ماء باردا فيكون الوقف فى ذكرا تاما بخلافه
اذا كان بدلا وقال القاشانى قد انزل الله اليكم ذكرا اى فرقانا مشتملا على ذكر الذات
والصفات والاسماء والافعال والمعاد رسولا اى روح القدس الذى انزله به فأبدل منه بدل
الاشتمال لان انزال الذكر هو انزاله بالاتصال بالروح النبوى والقاء المعانى فى القلب
﴿ يتلو ﴾ يقرأ ويعرض ﴿ عليكم ﴾ يا اولى الالباب اويا ايها المؤمنون ﴿ آيات الله ﴾ اى
القرءآن ﴿ مبينات ﴾ اى حال كون تلك الآيات مبينات ومظهرات لكم ماتحتاجون اليه
من الاحكام اومبينات بالفتح بمعنى واضحات لاخفاء فى معانيها عند الاهالى اولا مرية
فى اعجازها عند البلغاء المصقعين وانما يتلوها اوانزله ﴿ ليخرج ﴾ الرسول ويخلص او الله
تعالى قال بعضهم اللام متعلقة بأنزل لابقوله يتلو لان يتلو مذكور على سبيل التبعية دون
انزل ﴿ الذين آمنوا وعملوا الصالحات ﴾ الموصول عبارة عن المؤمنين بعد انزاله والافاخراج

عن

حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل

في وجوه التأويل

للعلامة جار الله أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري

(٤٦٧-٥٣٨ هـ)

تحقيق وتعليق ودراسة

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور فتحي عبد الرحمن أحمد حجازي

أستاذ البلاغة والنقد بكلية اللغة العربية جامعة الأزهر

الجزء الأول

مكتبة العبيكان

وكيف تكون ذات الحاضر عندهم في الجنة هي ذات الذي رزقوه في الدنيا؟ قلت: معناه هذا مثل الذي رزقناه من قبل[1]، وشبهه بدليل قوله: ﴿وَأُتُوا بِهِۦ مُتَشَٰبِهًا﴾، وهذا كقولك: أبو يوسف أبو حنيفة، تريد أنه لاستحكام الشبه كأن ذاته ذاته. فإن قلت: إلام يرجع الضمير في قوله: ﴿وَأُتُوا بِهِۦ﴾؟ قلت: إلى المرزوق في الدنيا والآخرة/ ٣٣ب جميعاً؛ لأنّ قوله: ﴿هَٰذَا ٱلَّذِى رُزِقْنَا مِن قَبْلُ﴾: انطوى تحته ذكر ما رزقوه في الدارين، ونظيره قوله تعالى: ﴿إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا﴾ [النساء: ١٣٥]، أي بجنسي الغنى والفقير؛ لدلالة قوله: غنياً أو فقيراً على الجنسين، ولو رجع الضمير إلى المتكلم به، لقيل أولى به على التوحيد، فإن قلت: لأي غرض يتشابه ثمر الدنيا وثمر الجنة؟، وما بال ثمر الجنة لم يكن أجناساً أخر؟ قلت: لأنّ الإنسان بالمألوف آنس، وإلى المعهود أميل، وإذا رأى ما لم يألفه نفر عنه طبعه وعافته نفسه، ولأنه إذا ظفر بشيء من جنس ما سلف له به عهد وتقدّم معه ألف، ورأى فيه مزية ظاهرة، وفضيلة بينة، وتفاوتاً بينه وبين ما عهد بليغاً، أفرط ابتهاجه واغتباطه، وطال استعجابه واستغرابه، وتبين كنه النعمة فيه، وتحقق مقدار الغبطة به، ولو كان جنساً لم يعهده وإن كان فائقاً، حسب أنّ ذلك الجنس لا يكون إلا كذلك، فلا يتبين موقع النعمة حق التبين، فحين أبصروا الرمانة من رمان الدنيا ومبلغها في الحجم، وأن الكبرى لا تفضل عن حدّ البطيخة الصغيرة، ثم يبصرون رمّانة الجنة تشبع السكن، والنبقة من نبق الدنيا في حجم الفلكة، ثم يرون نبق الجنة كقلال هجر، كما رأوا ظل الشجرة من شجر الدنيا وقدر امتداده، ثم يرون الشجرة في الجنة يسير الراكب في ظلها مائة عام لا يقطعه، كان ذلك أبين للفضل، وأظهر للمزية، وأجلب للسرور، وأزيد في التعجب من أن يفاجئوا ذلك الرمان وذلك النبق من غير عهد سابق بجنسهما، وترديدهم هذا القول ونطقهم به عند كل ثمرة يرزقونها، دليل على تناهي الأمر وتمادي الحال في ظهور المزية وتمام الفضيلة، وعلى أنّ ذلك التفاوت العظيم هو الذي يستملي تعجبهم، ويستدعي تبجحهم في كل أوان، عن مسروق: «نَخْلُ الجَنَّةِ نَضِيدٌ مِنْ أَصْلِهَا إِلَىٰ فَرْعِهَا، وَثَمَرُهَا أَمْثَالُ القِلاَلِ، كُلَّمَا نَزَعْتَ ثَمَرَةً عَادَتْ مَكَانَهَا أُخْرَىٰ، وَأَنْهَارُهَا تَجْرِي فِي غَيْرِ أُخْدُودٍ، والعُنْقُودُ ٱثْنَتَا عَشْرَةَ ذِرَاعاً» (٣٢). ويجوز أن يرجع الضمير في ﴿أتوا به﴾: إلى الرزق، كما أن هذا إشارة إليه، ويكون المعنى: أن ما يرزقونه من ثمرات الجنة يأتيهم

---

٣٢ ـ أخرجه ابن أبي شيبة (٧/ ٢٨) رقم (٣٣٩٥٩)، وهناد بن السري في الزهد (١/ ٩٠) رقم (٩٥)، ورواه في (١/ ٩٤) رقم (١٠٣، ١٠٤). ويحيىٰ بن صاعد في زوائد زهد ابن المبارك رقم (٥٤٤).

---

(١) قال محمود رحمه الله: «معناه هذا مثل الذي رزقناه من قبل... إلخ». قال أحمد رحمه الله: وهذا من التشبيه بغير الأداة، وهو أبلغ مراتب التشبيه، كقولهم: أبو يوسف أبو حنيفة.

المُسمّى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،

ومصححة على عدة نسخ

ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد

ناشرون

هذا القَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلتُ: رَجُلٌ يَأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلْتُكَ هَل كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا، قُلتُ: فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلكَ أَبِيهِ، وَسَأَلْتُكَ: هَل كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ فَذَكَرْتَ: أَنْ لَا، فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ، وَسَأَلْتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَذَكَرْتَ: أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ؟ فَذَكَرْتَ: أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذلِكَ أَمْرُ الإِيمَانِ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ: أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ فَذَكَرْتَ: أَنْ لَا، وَكَذلِكَ الإِيمَانُ حِين تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ القُلوبَ، وَسَأَلْتُكَ: هَل يَغْدِرُ؟ فَذَكَرْتَ: أَنْ لَا، وَكَذلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: بِمَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَذَكَرْتَ: أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الأَوْثَانِ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَالصِّدْقِ، وَالعَفَافِ، فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقّاً، فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، لَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيهِ، لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلتُ عَنْ قَدَمِهِ.

ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ، فَقَرَأَهُ، فَإِذَا فِيهِ:

«بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ، فَإِنَّ عَلَيكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ و: ﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ ٦٤﴾ [آل عمران: ٦٤]».

قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ، وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الكِتَابِ، كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ، وَارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ، وَأُخْرِجْنَا، فَقُلتُ لأَصْحَابِي حِينَ أُخْرِجْنَا: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ. فَمَا زِلتُ مُوقِناً أَنَّهُ سَيَظْهَرُ، حَتَّى أَدْخَلَ اللهُ عَلَيَّ الإِسْلَامَ، وَكَانَ ابْنُ النَّاظُورِ صَاحِبُ إِيلِيَاءَ، وَهِرَقْلَ سُقُفاً عَلَى نَصَارَى الشَّأْمِ، يُحَدِّثُ أَنَّ هِرَقْلَ حِينَ قَدِمَ إِيلِيَاءَ، أَصْبَحَ يَوْماً خَبِيثَ النَّفْسِ، فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِهِ: قَدِ اسْتَنْكَرْنَا هَيْئَتَكَ. قَالَ ابْنُ النَّاظُورِ: وَكَانَ هِرَقْلُ حَزَّاءً، يَنْظُرُ فِي النُّجُومِ، فَقَالَ لَهُمْ حِينَ سَأَلُوهُ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيلَةَ حِينَ نَظَرْتُ فِي النُّجُومِ مَلِكَ الخِتَانِ قَدْ ظَهَرَ، فَمَنْ يَخْتَتِنُ مِنْ هذهِ الأُمَّةِ؟ قَالُوا: لَيسَ يَخْتَتِنُ إِلَّا اليَهُودُ، فَلَا يُهِمَّنَّكَ شَأْنُهُمْ، وَاكْتُبْ إِلَى مَدَايِنِ مُلكِكَ، فَيَقْتُلُوا مَنْ فِيهِمْ مِنَ اليَهُودِ. فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى أَمْرِهِمْ، أُتِيَ هِرَقْلُ بِرَجُلٍ أَرْسَلَ بِهِ مَلِكُ غَسَّانَ، يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهُ هِرَقْلُ، قَالَ: اذْهَبُوا فَانْظُرُوا أَمُخْتَتِنٌ هُوَ أَمْ لَا؟ فَنَظَرُوا إِلَيهِ، فَحَدَّثُوهُ أَنَّهُ مُخْتَتِنٌ، وَسَأَلَهُ عَنِ العَرَبِ، فَقَالَ: هُمْ يَخْتَتِنُونَ. فَقَالَ هِرَقْلُ: هذا مُلكُ هذهِ الأُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ. ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ إِلَى صَاحِبٍ لَهُ بِرُومِيَةَ، وَكَانَ نَظِيرَهُ فِي العِلمِ، وَسَارَ هِرَقْلُ إِلَى حِمْصَ، فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ، حَتَّى أَتَاهُ كِتَابٌ مِنْ صَاحِبِهِ، يُوَافِقُ رَأْيَ هِرَقْلَ عَلَى خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَاءِ الرُّومِ فِي دَسْكَرَةٍ لَهُ بِحِمْصَ، ثُمَّ أَمَرَ بِأَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ، ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الرُّومِ هَل لَكُمْ فِي الفَلَاحِ وَالرُّشْدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ مُلكُكُمْ، فَتُبَايِعُوا هذا النَّبِيَّ؟ فَحَاصُوا حَيصَةَ حُمُرِ الوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَلَمَّا رَأَى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَأَيِسَ مِنَ الإِيمَانِ، قَالَ: رُدُّوهُمْ عَلَيَّ، وَقَالَ: إِنِّي قُلتُ مَقَالَتِي آنِفاً أَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ. فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ، فَكَانَ ذلِكَ آخِرَ شَأْنِ هِرَقْلَ.

رَوَاهُ صَالِحُ بْنُ كَيسَانَ، وَيُونُسُ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[مسلم: كتاب الجهاد والسير، باب كتاب النبي ﷺ إلى هرقل، رقم: ١٧٧٣]. [الحديث ٧ ـ أطرافه في: ٥١، ٢٦٨١، ٢٨٠٤، ٢٩٤١، ٢٩٧٨، ٣١٧٤، ٤٥٥٣، ٥٩٨٠، ٦٢٦٠، ٧١٩٦، ٧٥٤١].

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

٢/ ٢ ـ كتاب الإِيمَانِ

١/ ١ ـ باب الإِيمَانِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ»

وَهُوَ قَوْلٌ وَفِعْلٌ، وَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ، قَالَ اللهُ تَعَالَى: ﴿لِيَزۡدَادُوٓاْ إِيمَٰنٗا مَّعَ إِيمَٰنِهِمۡۗ﴾ [الفتح: ٤]، ﴿وَزِدۡنَٰهُمۡ هُدٗى﴾ [الكهف: ١٣]، ﴿وَيَزِيدُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ٱهۡتَدَوۡاْ هُدٗىۗ﴾ [مريم: ٧٦]، ﴿وَٱلَّذِينَ ٱهۡتَدَوۡاْ زَادَهُمۡ هُدٗى وَءَاتَىٰهُمۡ تَقۡوَىٰهُمۡ ١٧﴾ [محمد:

کتابِ مُقدّس

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by
International Bible Society
1820 Jet Stream Drive
Colorado Springs, Co 80921-3696
UNITED STATES OF AMERICA

Printed at
Clays Ltd, UK

[۱۳] خداوندفرماتاہےکہ تُم نے میرے خلاف سخت باتیں کہی ہیں،
تو بھی تُم پُوچھتے ہوکہ ہم نے تیرے خلاف کیا کہا ہے؟
[۱۴] تُم نے کہا ہے کہ خدا کی عبادت کرنا بے فائدہ ہے۔ خدا کے احکام پر عمل کرنے سے ہمیں کیا حاصل ہُوا اوراس کے احکام پر عمل کر کے اوراس کے حضور ماتم کرنے والوں کی طرح جانے سے کیا حاصل ہُوا؟ [15] اب ہم مغروروں کو برکت والے کہتے ہیں۔ بے شک شریرخوشحال ہوتے ہیں اور خدا کی مخالفت کرنے والے رہائی پاتے ہیں۔

[۱۶] تب خداترسوں نے آپس میں گفتگو کی اور خدانے متوجہ ہو کراُن کی سُنی اوران کے بارے میں جوخدا سے ڈرتے اوراس کے نام کی تعظیم کرتے ہیں، خدا کے حضور یادگاری کا ایک دفتر لکھّا گیا۔

[۱۷] خداوندفرماتا ہے کہ وہ میرے لوگ ہوں گے۔ اس روز وہ میری خاص ملکیّت ہوں گے۔ میں اُن پر شفقت کروں گا جیسے باپ اپنے خدمت گُزار بیٹے پر شفیق ہوتا ہے۔ [۱۸] تب تُم راستبازوں اور بدکاروں میں اور خدا کی عبادت کرنے اورنہ کرنے والوں میں امتیاز کروگے۔

خدا کا دِن

۴ یقیناً وہ دِن آتا ہے جو بھٹّی کی مانند تپ رہا ہوگا۔ تب سب مغرور اور بدکار بھوسہ کی مانند ہوں گے اور وہ آنے والا دِن اُنہیں ایسا جلا دے گا، خداوند فرماتا ہے، کہ اُن کی جڑ یا شاخ میں کچھ باقی نہ چھُوٹے گا۔ [۲] لیکن تُم جو میرے نام کی تعظیم کرتے ہو، تمہارے لیے آفتابِ صداقت اس طرح نکلے گا کہ اس کی کرنوں میں شفا ہوگی اور تُم گاؤخانے کے بچھڑوں کی طرح کُودو پھاندوگے۔ [۳] تب تُم بدکاروں کو کُچل دوگے۔ اس روز جب میں یہ کام کروں گا تو وہ تمہارے پاؤں کے تلوؤں کی راکھ ہوں گے۔ خداوند فرماتا ہے۔

[۴] میرے بندے موسیٰ کے فرائض اور احکام کو جو میں نے اسے حورب پر تمام اِسرائیلیوں کے لیے دیئے، یاد رکھّو۔

[۵] دیکھو اس عظیم اور ہولناک دِن کے آنے سے پیشتر میں ایلیّاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا۔ [۶] اور وہ والدوں کے دل اولاد کی طرف اور اولاد کے دل ان کے والدوں کی طرف مائل کرے گا۔ ورنہ میں آؤں گا اور ملک پر لعنت بھیجوں گا۔

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

خداوند کا اخزیاہ کو سزا دینا

۱ اخی اب کی وفات کے بعد موآب نے اِسرائیل کے خلاف بغاوت کر دی۔ [۲] اور ایسا ہُوا کہ اخزیاہ سامریہ میں اپنے بالا خانہ کے جھروکے میں سے گر گیا اور زخمی ہو گیا۔ لہٰذا اُس نے قاصد بھیجے اور اُن سے کہا کہ جا کر عقرون کے دیوتا بعل زبوب سے پُوچھو کہ میں اِس چوٹ سے شفایاب ہو سکوں گا یا نہیں؟

[۳] لیکن خداوند کے فرشتہ نے ایلیاہ تشبی سے کہا کہ جا اور سامریہ کے بادشاہ کے قاصدوں سے مل اور اُن سے پُوچھ کہ کیا تُم عقرون کے دیوتا بعل زبوب سے اِس لیے پُوچھنے جا رہے ہو کہ اِسرائیل میں خدا نہیں ہے؟ [۴] لہٰذا خداوند یوں فرماتا ہے کہ جس بستر پر تُو پڑا ہُوا ہے اُسے ہرگز نہ چھوڑ پائے گا اور یقیناً مر جائے گا! تب ایلیاہ چلا گیا۔

[۵] اور جب قاصد بادشاہ کے پاس لَوٹے تو اُس نے اُنہیں پُوچھا کہ تُم کس لیے واپس آ گئے؟

[۶] اُنہوں نے جواب دیا کہ ایک آدمی ہم سے ملنے آیا اور اُس نے ہمیں کہا کہ بادشاہ کے پاس جس نے تمہیں بھیجا ہے واپس جاؤ اور اُسے بتاؤ کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا اِسرائیل میں خدا نہیں ہے جو تُو عقرون کے دیوتا بعل زبوب سے پُوچھنے کے لیے آدمی بھیج رہا ہے؟ اِس لیے جس بستر پر تُو پڑا ہُوا ہے اُسے نہ چھوڑ پائے گا بلکہ یقیناً مر جائے گا۔

[۷] تب بادشاہ نے پُوچھا کہ وہ آدمی جو تمہیں ملنے آیا اور جس نے تمہیں یہ بتایا وہ کیسا دکھائی دے رہا تھا؟

[۸] اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ آدمی بالوں کا لباس پہنے ہُوئے تھا اور اُس کی کمر کے گرد چمڑے کی پیٹی بندھی ہُوئی تھی۔

بادشاہ نے کہا کہ وہ ایلیاہ تشبی تھا۔

[۹] تب بادشاہ نے ایک سردار کو پچاس سپاہیوں کے ہمراہ ایلیاہ کے پاس بھیجا۔ وہ سردار ایلیاہ کے پاس جو ایک پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھا ہُوا تھا گیا اور کہنے لگا کہ اَے مردِ خدا! بادشاہ فرماتا ہے کہ نیچے اُتر آ!

[۱۰] ایلیاہ نے اُس سردار کو جواب دیا کہ اگر میں مردِ خدا ہُوں تو آگ آسمان سے نازل ہو اور تجھے اور تیرے پچاس آدمیوں کو بھسم کر ڈالے! تب آگ نے آسمان سے نازل ہو کر اُس سردار کو اور اُس کے پچاسوں آدمیوں کو بھسم کر ڈالا۔

[۱۱] اُس کے بعد بادشاہ نے پچاس سپاہیوں کے ہمراہ ایک دوسرے سردار کو ایلیاہ کے پاس بھیجا۔ اُس نے ایلیاہ سے کہا کہ اَے مردِ خدا! بادشاہ یوں فرماتا ہے کہ فوراً نیچے اُتر آ!

[۱۲] ایلیاہ نے جواب دیا کہ اگر میں مردِ خدا ہُوں تو آگ آسمان سے نازل ہو اور تجھے اور تیرے پچاسوں آدمیوں کو بھسم کر ڈالے! تب خدا کی آگ نے آسمان سے نازل ہو کر اُسے اور اُس کے پچاسوں آدمیوں کو بھسم کر ڈالا۔

[۱۳] بادشاہ نے ایک تیسرے سردار کو پچاس سپاہیوں کے ہمراہ بھیجا۔ یہ تیسرا سردار گیا اور گھٹنوں کے بل ایلیاہ کے آگے گرا اور اُس کی مِنّت کر کے کہنے لگا کہ اَے مردِ خدا! میری جان کا اور اِن پچاسوں آدمیوں کی جانوں کا بھی جو تیرے خادم ہیں لحاظ کرنا! [۱۴] دیکھ! آسمان سے آگ نازل ہُوئی تھی جس نے پہلے دو سرداروں کو اُن کے آدمیوں سمیت بھسم کر دیا لیکن اب تُو میری جان کا خیال رکھنا!

[۱۵] تب خداوند کے فرشتہ نے ایلیاہ سے کہا کہ اُس کے ہمراہ نیچے اُتر جا اور اُس سے خوفزدہ نہ ہو۔ لہٰذا ایلیاہ اُٹھا اور اُس کے ہمراہ نیچے بادشاہ کے حُضور میں پہنچ گیا۔

[۱۶] اُس نے بادشاہ سے کہا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ کیا تُو نے عقرون کے دیوتا بعل زبوب سے پُوچھنے کے لیے قاصد اِس لیے بھیجے تھے کہ تیرے واسطے اِسرائیل میں خدا نہیں تھا جس سے تُو دریافت کر سکتا؟ چونکہ تُو نے ایسا کیا ہے اِس لیے تُو اِس بستر کو جس پر تُو پڑا ہُوا ہے کبھی نہ چھوڑے گا اور یقیناً مر جائے گا! [۱۷] پس ایلیاہ کی معرفت فرمائے گئے خدا کے کلام کے مطابق وہ مر گیا۔

اور چونکہ اخزیاہ کا کوئی بیٹا نہ تھا اِس لیے شاہِ یہوداہ یہورام بن یہوسفط کے دوسرے سال سے یہورام بطور بادشاہ اُس کا جانشین ہُوا۔ [۱۸] اور کیا اخزیاہ کے دورِ حکومت کے تمام دیگر واقعات اور جو کچھ اُس نے کیا وہ شاہانِ اِسرائیل کی تواریخ میں مندرج نہیں؟

ایلیاہ کا آسمان پر اُٹھایا جانا

۲ جب خداوند ایلیاہ کو بگولے میں آسمان پر اُٹھا لینے کو تھا تو ایلیاہ اور الیشع جلجال سے روانہ ہو کر اپنی راہ جا رہے تھے۔ [۲] ایلیاہ نے الیشع سے کہا کہ تُو یہیں ٹھہر جا کیونکہ خداوند نے مجھے بیت ایل جانے کو کہا ہے۔

لیکن الیشع نے کہا کہ خداوند کی حیات کی قسم اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ لہٰذا وہ دونوں بیت ایل چلے گئے۔

[۳] اور بیت ایل کے نبیوں کی ایک جماعت الیشع کے پاس آئی اور اُسے پُوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ آج خداوند تیرے آقا کا

سایہ تیرے سر پر سے اُٹھا لے گا؟
الیشع نے جواب دیا کہ ہاں مجھے معلوم ہے مگر تُم بات مت کرو۔
[۴] پھر ایلیاہ نے کہا کہ اَے الیشع! تُو یہیں ٹھہر کیونکہ خداوند نے مجھے یریحو جانے کو کہا ہے۔
اِس پر اُس نے جواب دیا کہ خداوند کی حیات کی قسم اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ پس وہ یریحو چل دیئے۔
[۵] اور یریحو کے نبیوں کی ایک جماعت الیشع کے پاس گئی اور اُس سے پُوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ خداوند تیرے آقا کا سایہ تیرے سر پر سے اُٹھا لینے والا ہے؟
اُس نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہُوں مگر تُم بات مت کرو۔
[۶] تب ایلیاہ نے الیشع سے کہا کہ تُو یہیں ٹھہر کیونکہ خداوند نے مجھے یردن جانے کو کہا ہے۔
اُس نے جواب دیا کہ خداوند کی حیات کی قسم اور تیری جان کی سوگند میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ پس وہ دونوں آگے چل دیئے۔
[۷] نبیوں کی جماعت کے پچاس آدمی گئے اور کچھ فاصلے پر اُس جگہ کی طرف مُنہ کر کے جہاں ایلیاہ اور الیشع یردن کے کنارے رُکے ہُوئے تھے کھڑے ہو گئے۔ [۸] اور ایلیاہ نے اپنی چادر لی اور اُسے لپیٹ کر پانی پر مارا اور پانی دائیں اور بائیں طرف دو حصّوں میں تقسیم ہو گیا اور وہ دونوں خشک زمین پر چل کر پار ہو گئے۔
[۹] اور جب وہ دریا کے پار پہنچ گئے تو ایلیاہ نے الیشع سے کہا کہ اِس سے پیشتر کہ میں تجھ سے لے لیا جاؤں بتا کہ میں تیرے لیے کیا کروں؟ الیشع نے جواب دیا کہ مجھے تیری روح کا دوگُنا حصّہ ورثہ میں ملے۔
[۱۰] ایلیاہ نے کہا کہ تُو نے ایک مشکل چیز مانگی ہے۔ پھر بھی جب تُو دیکھے کہ میں تجھ سے جدا کیا جا رہا ہُوں تو تیرے لیے ایسا ہی ہو گا ورنہ نہیں۔
[۱۱] اور جب وہ باتیں کرتے ہُوئے جا رہے تھے تو اچانک ایک آتشین رتھ اور آتشین گھوڑے نمودار ہُوئے اور اُن دونوں کو جدا کر دیا اور ایلیاہ ایک بگُولے میں آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔
[۱۲] الیشع نے یہ دیکھا تو چلّا کر کہا کہ میرے ابُو! میرے ابُو! اِسرائیل کے رتھ اور اُس کے سوار! اور الیشع نے اُسے پھر نہ دیکھا۔ تب اُس نے اپنے کپڑوں کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔
[۱۳] اُس نے اُس چادر کو جو ایلیاہ پر سے گر پڑی تھی اُٹھا لیا اور واپس لَوٹ کر یردن کے کنارے کھڑا ہو گیا۔ [۱۴] تب اُس نے اُس چادر کو جو ایلیاہ پر سے گر گئی تھی لیا اور اُس سے پانی کو مارا اور پھر پُوچھا کہ خداوند، ایلیاہ کا خدا اب کہاں ہے؟ اور جب اُس نے پانی کو مارا تو وہ دائیں طرف اور بائیں طرف دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا اور وہ پار چلا گیا۔
[۱۵] اور یریحو کے نبیوں کی جماعت نے یہ دیکھا تو کہا کہ ایلیاہ کی روح الیشع پر ٹھہری ہُوئی ہے اور وہ اُس کے استقبال کو آئے اور اُس کے سامنے زمین تک جھک کر اُسے سجدہ کیا۔ [۱۶] اُنہوں نے کہا کہ دیکھ! ہم جو تیرے خادم ہیں، ہمارے پاس پچاس تنومند جوان ہیں۔ اجازت دے کہ وہ جائیں اور تیرے آقا کو تلاش کریں۔ ممکن ہے کہ خداوند کی روح نے اُسے اُٹھا کر کسی پہاڑ پر یا کسی وادی میں پہنچا دیا ہو۔ اُس نے کہا مت بھیجو۔
[۱۷] لیکن اُنہوں نے یہاں تک ضِد کی کہ اُس نے انکار کرنے میں شرم محسوس کی۔ اُس نے کہا کہ اچھا اُنہیں بھیج دو اور اُنہوں نے پچاس آدمی بھیج دیئے جنہوں نے تین دِن تک اُسے تلاش کیا مگر نہ پایا۔ [۱۸] اور جب وہ لَوٹ کر الیشع کے پاس آئے جو یریحو میں ٹھہرا ہُوا تھا تو اُس نے اُن سے کہا کہ کیا میں نے تمہیں جانے سے نہیں روکا تھا؟

پانی کا پاک صاف ہو جانا

[۱۹] اور اُس شہر کے لوگوں نے الیشع سے کہا کہ اَے ہمارے آقا، جیسا کہ تُو خُود دیکھ رہا ہے، یہ قصبہ اچھی جگہ واقع ہے لیکن پانی خراب ہے اور زمین بنجر ہے۔
[۲۰] اُس نے کہا کہ میرے پاس ایک نیا پیالہ لاؤ اور اُس میں نمک ڈال دو۔ پس وہ اُسے اُس کے پاس لے آئے۔
[۲۱] پھر وہ پانی کے چشمہ پر گیا اور یہ کہتے ہُوئے نمک اُس میں ڈال دیا کہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں نے اِس پانی کو ٹھیک کر دیا ہے۔ آیندہ یہ کبھی مَوت کا یا زمین کے بنجر پن کا باعث نہ ہو گا۔ [۲۲] سو الیشع کے کلام کے مطابق جو اُس نے فرمایا تھا وہ پانی آج تک ٹھیک ہے۔

الیشع کا مذاق اُڑایا جانا

[۲۳] وہاں سے الیشع بیت ایل گیا اور جب وہ اپنی راہ چلا جا رہا تھا تو کچھ نوجوان اُس قصبہ سے باہر آئے اور اُس کا مذاق اُڑانے لگے اور کہنے لگے کہ جا اَے گنجے سر والے! جا اَے گنجے سر والے!
[۲۴] اُس نے پیچھے مُڑ کر اُن پر نگاہ ڈالی اور خداوند کے نام سے اُن پر لعنت بھیجی۔ تب جنگل میں سے دو ریچھ نکل کر آئے اور اُنہوں

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

ہے، اُسے سلامت پائے گا۔
۴۰ جو تمہیں قبول کرتا ہے، مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اُسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ ۴۱ جو نبی کو نبی سمجھ کر قبول کرتا ہے وہ نبی کا اجر پائے گا اور جو کسی راستباز کو راستباز سمجھ کر قبول کرتا ہے وہ راستباز کا اجر پائے گا۔ ۴۲ اور جو اِن چھوٹوں میں سے کسی کو میرا شاگرد مان کر ایک پیالہ ٹھنڈا پانی ہی پلا دے گا تو میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ وہ اپنا اجر ہرگز نہ کھوئے گا۔

خداوند یسُوعؔ اور یوحنّا بپتسمہ دینے والا

۱۱ جب یسُوعؔ اپنے بارہ شاگردوں کو ہدایت دے چُکا تو وہاں سے روانہ ہُوا تا کہ اُن کے دوسرے شہروں میں بھی تعلیم دے اور منادی کرے۔
۲ یوحنّا نے قید خانہ میں مسیح کے کاموں کے بارے میں سُنا تو اُس نے اپنے شاگردوں کو بھیجا ۳ کہ وہ مسیح سے پُوچھیں کہ وہ شخص جو آنے والا تھا تُو ہی ہے یا ہم کسی اور کا انتظار کریں۔
۴ یسُوعؔ نے اُنہیں جواب دیا کہ جو کچھ تُم دیکھتے اور سُنتے ہو جا کر یوحنّا سے بیان کر دو ۵ کہ اندھے دیکھتے ہیں، لنگڑے چلتے ہیں، کوڑھی پاک صاف کیے جاتے ہیں، بہرے سُنتے ہیں، مُردے زندہ کیے جاتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سُنائی جاتی ہے۔ ۶ مبارک ہے وہ شخص جو میرے سبب سے ٹھوکر نہیں کھاتا۔
۷ جب یوحنّا کے شاگرد چلے گئے تو یسُوعؔ لوگوں سے یوحنّا کے بارے میں کہنے لگا کہ تُم بیابان میں کیا دیکھنے گئے تھے؟ کیا ہوا سے ہلتے ہُوئے سرکنڈے کو؟ ۸ اگر نہیں تو پھر اور کیا دیکھنے گئے تھے؟ نفیس کپڑے پہنے ہُوئے کسی شخص کو؟ جو نفیس کپڑے پہنتے ہیں شاہی محلوں میں رہتے ہیں۔ ۹ آخر تُم کیا دیکھنے گئے تھے؟ کسی نبی کو؟ ہاں، لیکن میں تُم سے کہتا ہُوں کہ نبی سے بھی بڑے کو۔ ۱۰ یوحنّا ہی وہ شخص ہے جس کی بابت کلام میں لکھا ہے کہ

دیکھ میں اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیج رہا ہُوں،
جو تیرے آگے تیری راہ تیّار کرے گا۔

۱۱ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو عورتوں سے پیدا ہُوئے ہیں اُن میں یوحنّا بپتسمہ دینے والے سے بڑا کوئی پیدا نہیں ہُوا لیکن جو آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا ہے وہ یوحنّا سے بھی بڑا ہے۔ ۱۲ یوحنّا بپتسمہ دینے والے کے دِنوں سے اُس وقت تک خدا کی بادشاہی کی شدّت سے مخالفت ہوتی رہی ہے اور زورآور اُس پر قابض ہوتے رہے ہیں۔ ۱۳ کیونکہ سارے نبیوں اور توریت نے یوحنّا تک پیش گوئی کی۔ ۱۴ اگر تُم ماننے کے لیے تیّار ہو تو وہ ایلیّاہ جو آنے والا تھا یہی ہے۔ ۱۵ جس کے پاس سُننے کے کان ہوں وہ سُن لے۔
۱۶ میں اِس زمانہ کے لوگوں کو کِس سے تشبیہ دُوں؟ وہ اُن لڑکوں کی طرح ہیں جو بازاروں میں بیٹھے ہُوئے اپنے ہمجولیوں کو پکار کر کہتے ہیں:

۱۷ ہم نے تمہارے لیے بانسری بجائی،
لیکن تُم نہ ناچے؛
ہم نے ماتم کیا،
تب بھی تُم نے چھاتی نہ پیٹی۔

۱۸ کیونکہ یوحنّا نہ کھاتا آیا اور نہ پیتا اور لوگ کہتے ہیں کہ اُس میں بدروح ہے ۱۹ ابنِ آدم کھاتا اور پیتا آیا اور وہ کہتے ہیں دیکھو! یہ کھاؤ اور شرابی ہے بلکہ محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار ہے۔ مگر حکمت اپنے کاموں سے راست ٹھہرتی ہے۔

توبہ نہ کرنے والوں پر افسوس

۲۰ تب یسُوعؔ اُن شہروں کو ملامت کرنے لگا جن میں اُس نے اپنے بیشتر معجزے دکھائے تھے لیکن اُنہوں نے توبہ نہ کی تھی۔ ۲۱ اَے خُرازِینؔ! تجھ پر افسوس، اَے بیت صیداؔ! تجھ پر افسوس۔ اگر یہ معجزے جو تمہارے یہاں دکھائے گئے صورؔ اور صیداؔ میں دکھائے جاتے تو وہاں کے لوگ ٹاٹ اوڑھ کر اور سر پر راکھ ڈال کر کب کے توبہ کر لیتے۔ ۲۲ لیکن میں تُم سے کہتا ہُوں کہ اِنصاف کے دِن صورؔ اور صیداؔ کا حال تمہارے حال سے زیادہ قابلِ برداشت ہوگا۔ ۲۳ اور اَے کفرنحومؔ! کیا تُو آسمان تک بلند کیا جائے گا؟ نہیں، تُو پاتال میں اُترے گا کیونکہ یہ معجزے جو تُجھ میں دکھائے گئے اگر سدُومؔ میں دکھائے جاتے تو وہ آج تک باقی رہتا۔ ۲۴ لیکن میں تُم سے کہتا ہُوں کہ اِنصاف کے دِن سدُومؔ کا حال تیرے حال سے زیادہ قابلِ برداشت ہوگا۔

سکُون اور اطمینان

۲۵ اُس وقت یسُوعؔ نے کہا: اَے باپ! آسمان اور زمین کے خداوند! میں تیرا شکر کرتا ہُوں کہ تُو نے یہ باتیں عالموں اور عقلمندوں سے پوشیدہ رکھیں اور بچّوں پر ظاہر کیں۔ ۲۶ ہاں اَے باپ! تیری خوشی یہی تھی۔
۲۷ میرے باپ کی طرف سے سب کچھ میرے سپرد کر دیا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بامام بعد امام لعلهم يتذكرون واكمل الدين بامنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون
والصلوة والسلام على من بشر به وباوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى واهل بيته مصابيح الدجى الى يوم يبعثون ولعنة الله
على اعاديهم ما دامت السموات والارضون **اما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الانوار في تاريخ الامام الثاني عشر
والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الانوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الابصار والحاضر في قلوب الاخيار وحليف الايمان وكاشف
الاحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن امام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الازمان من مؤلفات خادم اخبار الائمة
الاخيار وتراب اقدام حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الاطهار وجعلهما في دولتهم من الاعوان والانصار

باب ولادته واحوال امه صلوات الله عليه **كا** ولد ع للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني
عن علان الرازي قال اخبرني بعض اصحابنا انه لما حملت جارية ابي محمد ع قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن
الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن
جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب ع قالت بعث الي ابو محمد الحسن بن علي عليهما السلام فقال يا عمة اجعلي افطارك الليلة عندنا فانها
ليلة النصف من شعبان فان الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في ارضه قالت فقلت له ومن امه قال لي نرجس قلت
والله جعلني الله فداك ما بها اثر فقال هو ما اقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف امسيت فقلت
بل انت سيدتي وسيدة اهلي قالت فانكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية ان الله تبارك وتعالى سيهب لك في
ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما ان فرغت من صلوة العشاء الآخرة افطرت واخذت مضجعي فرقدت
فلما ان كان في جوف الليل قمت الى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي
راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي ابو محمد ع من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فان الامر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة
ويس فبينما انا كذلك اذ انتبهت فزعة فوثبت اليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي
قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم اخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فاذا انا به ساجدا يتلقى الارض بمساجده فضممته
الي فاذا انا به نظيف منظف فصاح بي ابو محمد ع هلمي الي ابني يا عمة فجئت به اليه فوضع يديه تحت اليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره
ثم ادلى لسانه في فيه وامر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا رسول الله
ثم صلى على امير المؤمنين ع وعلى الائمة الى ان وقف على ابيه ثم احجم قال ابو محمد ع يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فترة ع

فرددته

وفيه مسكن الخضر والمقيم فيه كالمقيم في فسطاط رسول الله صلى الله عليه وآله وما من مؤمن ولا مؤمنة الا وقلبه يحن اليه قلت جعلت فداك ولا يزول القائم
فيه ابدا قال نعم قلت فمن بعده قال هكذا من بعده الى انقضاء الخلق قلت فما يكون من اهل الذمة عنده قال يسالمهم كما سالمهم رسول الله صلى الله عليه وآله
ويؤدون الجزية عن يد وهم صاغرون قلت فمن نصب لكم عداوة فقال لا يا ابا محمد ما لمن خالفنا في دولتنا من نصيب ان الله قد احل لنا دماءهم
عند قيام قائمنا فاليوم محرم علينا وعليكم ذلك فلا يغرنك احد اذا قام قائمنا انتقم لله ولرسوله ولنا اجمعين **يب** الصفار عن ابن ابي
الخطاب عن جعفر بن بشير ومحمد بن عبد الله عن هلال عن العلاء عن محمد قال سالت ابا جعفر عليه السلام عن القائم اذا قام باي سيرة يسير في الناس فقال
بسيرة ما سار به رسول الله صلى الله عليه وآله حتى يظهر الاسلام قلت وما كانت سيرة رسول الله صلى الله عليه وآله قال ابطل ما كانت في الجاهلية واستقبل الناس
بالعدل وكذلك القائم اذا قام يبطل ما كان في الهدنة مما كان في ايدي الناس ويستقبل بهم العدل **تذييل** قال شيخنا الطبرسي في
كتاب اعلام الورى فان قيل اذا حصل الاجماع على ان لا نبي بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وانتم قد زعمتم ان القائم اذا قام لم يقبل الجزية من اهل الكتاب
وانه يقتل من بلغ العشرين ولم يتفقه في الدين وامر بهدم المساجد والمشاهد وانه يحكم بحكم داود عليه السلام لا يسال بينة واشباه ذلك مما ورد في
آثاركم وهذا يكون نسخا للشريعة وابطالا للاحكام فقد اثبتم معنى النبوة وان لم تتلفظوا باسمها فما جوابكم عنها الجواب انا لم نعرف
ما تضمنه السؤال من انه عليه السلام لا يقبل الجزية من اهل الكتاب وانه يقتل من بلغ العشرين ولم يتفقه في الدين فان كان ورد بذلك خبر فهو غير
مقطوع به فاما هدم المساجد والمشاهد فقد يجوز ان يختص بهدم ما بني من ذلك على غير تقوى الله تعالى وعلى خلاف ما امر الله
سبحانه به وهذا مشروع قد فعله النبي صلى الله عليه وآله واما ما روي من انه عليه السلام يحكم بحكم آل داود لا يسال عن بينة فهذا ايضا غير مقطوع به وان صح فتاويله
انه يحكم بعلمه فيما يعلمه واذا علم الامام او الحاكم امرا من الامور فعليه ان يحكم بعلمه ولا يسال عنه وليس في هذا نسخ الشريعة على ان هذا
الذي ذكروه من ترك قبول الجزية واستماع البينة ان صح لم يكن نسخا للشريعة لان النسخ هو ما تاخر دليله عن الحكم المنسوخ ولم يكن مصطحبا
فاما اذا اصطحب الدليلان فلا يكون ذلك ناسخا لصاحبه وان كان مخالفا في المعنى ولهذا اتفقنا على ان الله سبحانه لو قال الزموا السبت
الى وقت كذا ثم لا تلزموه لا يكون نسخا لان الدليل الرافع مصاحب للدليل الموجب واذا صحت هذه الجملة وكان النبي صلى الله عليه وآله قد اعلمنا بان القائم من
ولده يجب اتباعه وقبول احكامه فنحن اذا صرنا الى ما يحكم فينا وان خالف بعض الاحكام المتقدمة غير عاملين بالنسخ لان النسخ لا يدخل فيما يصطحب
الدليل انتهى اقول روى الحسين بن مسعود في شرح السنة باسناده عن النبي صلى الله عليه وآله انه قال والذي نفسي بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم
حكما عدلا يكسر الصليب يريد ابطال النصرانية ويحكم بشرع الاسلام ومعنى قتل الخنزير تحريم اقتنائه واكله واباحة قتله وفيه بيان ان اعيانها
نجسة لان عيسى عليه السلام انما يقتلها على حكم شرع الاسلام والشيء الطاهر المنتفع به لا يباح اتلافه وقوله ويضع الجزية معناه انه يضعها من اهل الكتاب

ويحملهم على الاسلام فقد روى ابو هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله في نزول عيسى عليه السلام ويهلك في زمانه الملل كلها الا الاسلام ويهلك الدجال فيمكث في
الارض اربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون وقيل معنى وضع الجزية ان المال يكثر حتى لا يوجد محتاج ممن يوضع فيهم الجزية يدل عليه
قوله صلى الله عليه وآله فيفيض المال حتى لا يقبله احد وروى البخاري باسناده عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم وهذا
حديث متفق على صحته انتهى اقول وقد اورد هو وغيره اخبارا اخر في ذلك فظهر ان هذه الامور المنقولة من سير القائم عليه السلام لا تختص بنا بل اورد
المخالفون ايضا ونسبوا الى عيسى عليه السلام لكن قد رووا ان امامكم منكم فما كان جوابهم فهو جوابنا والشبهة مشتركة بيننا وبينهم اقول ذكر السيد
ابن طاوس قدس الله روحه في كتاب سعد السعود اني وجدت في صحف ادريس النبي عليه السلام عند ذكر سؤال ابليس وجواب الله له قال رب فانظرني
الى يوم يبعثون قال لا ولكنك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم فانه يوم قضيت وحتمت ان اطهر الارض ذلك اليوم من الكفر والشرك
والمعاصي وانتخب لذلك الوقت عبادا لي امتحنت قلوبهم للايمان وحشوتها بالورع والاخلاص واليقين والتقوى والخشوع والصدق
والحلم والصبر والوقار والتقى والزهد في الدنيا والرغبة فيما عندي واجعلهم دعاة الشمس والقمر واستخلفهم في الارض وامكن لهم دينهم
الذي ارتضيته لهم ثم يعبدونني لا يشركون بي شيئا يقيمون الصلاة لوقتها ويؤتون الزكاة لحينها ويامرون بالمعروف وينهون عن
المنكر والقي في تلك الزمان الامانة على الارض فلا يضر شيء شيئا ولا يخاف شيء من شيء ثم تكون الهوام والمواشي بين الناس فلا يؤذي بعضهم
بعضا وانزع حمة كل ذي حمة من الهوام وغيرها واذهب سم كل ما يلدغ وانزل بركات من السماء والارض وتزهر الارض بحسن نباتها وتخرج
كل ثمارها وانواع طيبها والقي الرافة والرحمة بينهم فيتواسون ويقتسمون بالسوية فيستغني الفقير ولا يعلو بعضهم بعضا ويرحم الكبير
الصغير ويوقر الصغير الكبير ويدينون بالحق وبه يعدلون ويحكمون اولئك اوليائي اخترت لهم نبيا مصطفى وامينا مرتضى فجعلته
لهم نبيا ورسولا وجعلتهم له اولياء وانصارا تلك امة اخترتها للنبي المصطفى واميني المرتضى ذلك وقت حجبته في علم غيبي ولا بد انه واقع
ابيدك يومئذ وخيلك ورجلك وجنودك اجمعين فاذهب فانك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم **بيان** اقول ظاهر ان هذه الامة

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٦٥٥ ـ لا تذهبُ الدنيا ولا تنقضي حتى يملكَ رجلٌ من أهلِ بيتي يواطىء اسمُه اسمي (حم ، د ، ت ـ عن ابن مسعود)[1].

٣٨٦٥٦ ـ لا يزدادُ الأمرُ إلا شدةً ، ولا الدنيا إلا إدباراً ، ولا الناسُ إلا شحاً ، ولا تقومُ الساعة إلا على شـرارِ الناس ، ولا مهديٌّ إلا عيسى ابن مريم (هـ ، ك ـ عن أنس) .

٣٨٦٥٧ ـ يخرجُ ناسٌ من المشرقِ فيوطئون للمهـدي سلطانه (هـ ـ عن عبد الله بن الحارث بن جزء)[٣] .

٣٨٦٥٨ ـ يقتتلُ عند كنزكم هذا ثلاثةٌ كلهم ابن خليفة ، ثم لا يصيرُ إلى واحدِ منهم ، ثم تطلعُ الراياتُ السودُ من قبلِ المشرق فيقتلونـكم قتلاً لم يقتله قومٌ ، فاذا رأيتموه فبايعوه ولو حبواً على الثلج فانه خليفة الله المهدي (هـ ، ك ـ عن ثوبان) .

٣٨٦٥٩ ـ يكون في آخر أمتي خليفةٌ يحثي المال حثياً ولا يعدُّه عدداً (حم ، م ـ عن جابر .

---

(١) أخرجه الترمذي كتاب الفتن رقم (٢٢٣١) وقال حسن صحيـح ص

(٣) أخرجه الحاكم في المستدرك ٤/٤٤١ وابن ماجه كتاب الفتن رقم٤٠٣٩ .ص

(٠) أخرجه ابن ماجه كتاب الفتن رقم ٤٠٨٨ وقال في الزوائد : وفي إسناده ابن لهيعة . ص

اردو ترجمہ کنز العمال

حصہ چہاردہم

مترجم
مفتی علی شہزاد علوی
فاضل دار العلوم، کراچی

۳۸۶۴۹.....لوگوں کی تین پناہ گاہیں ہوں گی، بڑی جنگ سے ان کی پناہ گاہ انطاکیہ کے نشیبی علاقہ دمشق میں ہوگی، اور جنگ سے ان کی پناہ گاہ بیت المقدس ہے اور یاجوج ماجوج سے ان کی پناہ گاہ طور سینا ہے۔

حلیة الاولیاء، ابن عساکر عن الحسین بن علی، ابن عساکر عن یحیی بن جابر الطائی مرسلا

۳۸۶۵۰.....قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیاں نہ ظاہر ہو جائیں، مشرق میں دھنسنا، مغرب میں دھنسنا، اور جزیرہ العرب میں دھنسنا، دجال، دھواں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یاجوج ماجوج کا نکلنا، دابۃ الارض کا نکلنا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، اور آگ جو عدن کے نشیبی علاقے سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی اور چھوٹی چیونٹی اور بڑی چیونٹی (سب) کو جمع کرے گی۔

طبرانی، حاکم وابن مردویہ عن واثلہ

''مہدی کا ظہور''

۳۸۶۵۱.....جب تم خراسان سے سیاہ جھنڈے آتے دیکھو تو وہاں پہنچ جاؤ کیونکہ ان میں خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا۔مسند احمد، حاکم عن ثوبان

۳۸۶۵۲.....خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے انہیں کوئی روک نہ سکے گا یہاں تک کہ وہ ایلیاء میں نصب ہو جائیں گے۔

مسند احمد، ترمذی عن ابی ہریرۃ

۳۸۶۵۳.....تمہیں مہدی کی خوشخبری ہو جو قریش میں میرے خاندان کا آدمی ہوگا وہ زلزلوں اور لوگوں کے اختلاف کے دور میں نکلے گا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا، جیسے وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی آسمان وزمین کے رہنے والے اس سے خوش ہوں گے، مال کو صحیح برابر حصوں میں تقسیم کرے گا، اور امت محمد علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے دلوں کو مسرت سے بھر دے گا، اس کا انصاف انہیں کافی ہوگا، یہاں تک کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: جسے کوئی ضرورت ہو وہ میرے پاس آجائے؟ تو اس کے پاس صرف ایک آدمی آئے گا اس سے سوال کرے گا، پھر وہ کہے گا: دربان کے پاس جاؤ وہ تمہیں عطا کرے گا، چنانچہ وہ اس کے پاس آکر کہے گا: میں مہدی کا قاصد ہوں تاکہ تم مجھے مال دو، وہ کہے گا: دونوں ہاتھوں سے اٹھاؤ، وہ جھولی بھرے گا لیکن اٹھا نہیں سکے گا، پھر وہ مال نکال دے گا اور اتنا باقی رکھے گا جسے اٹھا سکے، مال لے کر نکلے گا تو اسے ندامت وپشیمانی ہوگی وہ (دل میں) کہے گا: امت محمد میں سے میں ہی (بڑا) بے باک ہوں، سب کو اس مال کی طرف بلایا گیا تو میرے علاوہ سب نے چھوڑ دیا، چنانچہ (اس خیال سے) وہ دربان کو مال واپس کرے گا، تو وہ کہے گا: ہم جو چیز دے دیتے ہیں واپس نہیں لیتے، پھر وہ (مہدی) اس حال میں چھ، سات، آٹھ یا نو سال رہے گا اس کے بعد زندگی میں کوئی خیر نہیں۔مسند احمد، والباوردی عن ابی سعید

کلام:.....ضعیف الجامع ۳۸، الضعیفۃ ۱۵۸۸۔

۳۸۶۵۴.....میری امت میں مہدی نکلے گا جو پانچ سات یا نو سال زندہ رہے گا اس کے پاس ایک شخص آکر کہے گا: اے مہدی! مجھے دو، مجھے دو، تو وہ جتنا اٹھا سکے گا اس کا کپڑا بھر دے گا۔ترمذی عن ابی سعید

۳۸۶۵۵.....دنیا کا اختتام وانتہا اس وقت تک نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے خاندان کا ایک شخص جس کا نام میرے ہم نام ہوگا اس کا مالک بن جائے۔

مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، عن ابن مسعود

۳۸۶۵۶.....حکومت میں سختی ہی ہوگی، دنیا پیٹھ ہی پھیرے گی اور لوگ آئے دن بخیل ہی ہوں گے اور قیامت برے لوگوں پر ہی برپا ہوگی اور مہدی عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔ابن ماجہ، حاکم عن انس

کلام:.....الا باطیل ۲۹۹، ذخیرۃ الحفاظ ۶۳۳۷۔

۳۸۶۵۷.....کچھ لوگ مشرق سے نکلیں گے اور مہدی کی حکومت کی اطاعت کریں گے۔ابن ماجہ عن عبداللہ بن الحارث بن جزء

کلام:.....ضعیف الجامع ۶۴۲۱۔

تاريخ الخلفاء

تأليف

جلال الدين عبد الرحمن

السيوطي

المتوفّى سنة ٩١١ هـ

دار ابن حزم

خليفة، حتى قام عمر بن عبدالعزيز، فأتاني ثلاث مرات في المنام، فارتحلت إليه فبايعته.

وعن حبيب بن هند الأسلمي قال: قال لي سعيد بن المسيب: إنما الخلفاء ثلاثة: أبو بكر، وعمر، وعمر بن عبدالعزيز، قلت له: أبو بكر وعمر قد عرفناهما، فمن عمر؟ قال: إن عشت أدركته، وإن من كان بعدك، قلت: ومات ابن المسيب قبل خلافة عمر.

وقال ابن عون: كان ابن سيرين إذا سئل عن الطلاء قال: نهى عنه إمام الهدى؛ يعني: عمر بن عبدالعزيز.

وقال الحسن: إن كان مهدي فعمر بن عبدالعزيز، وإلا فلا مهدي إلا عيسى ابن مريم.

وقال مالك بن دينار: الناس يقولون: مالك زاهد، وإنما الزاهد عمر بن عبدالعزيز الذي أتته الدنيا فتركها.

وقال يونس بن أبي شبيب: شهدت عمر بن عبدالعزيز وإن حُجْزَةَ إزاره لغائبة في عُكَنه، ثم رأيته بعد ما استُخلف ولو شئت أن أعد أضلاعه من غير أن أمسها لفعلت.

وقال ولده عبدالعزيز: سألني أبو جعفر المنصور: كم كانت غلة أبيك حين أفضت الخلافة إليه؟ قلت: أربعين ألف دينار، قال: فكم كانت حين توفي؟ قلت: أربعمائة دينار، ولو بقي لنقصت. وقال مسلمة بن عبدالملك: دخلت على عمر بن عبدالعزيز أعوده في مرضه فإذا عليه قميص وسخ، فقلت لفاطمة بنت عبدالملك: ألا تغسلون قميصه؟ قالت: والله ما له قميص غيره.

قال أبو أمية الخصي غلام عمر: دخلت يوماً على مولاتي فغدتني عدساً، فقلت: كل يوم عدس؟ قالت: يا بني هذا طعام مولاك أمير المؤمنين. قال: ودخل عمر الحمام يوماً فأطلى فولي عانته بيده. قال: ولما احتضر بعثني بدينار إلى أهل الدير، وقال: إن بعتموني موضع قبري وإلا تحولت عنكم، فأتيتهم فقالوا: لولا أنا نكره أن يتحول عنّا ما قبلناه.

وقال عون بن المعمر: دخل عمر على امرأته فقال: يا فاطمة، عندك درهم أشتري به عنباً؟ فقالت: لا، وقالت: وأنت أمير المؤمنين لا تقدر على درهم تشتري به عنباً؟ قال: هذا أهون علينا من معالجة الأغلال غداً في جهنم. وقالت فاطمة امرأته: ما أعلم أنه اغتسل لا من جنابة ولا من احتلام منذ استخلفه الله حتى قبضه.

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب ٧١٢٠

صلى الله عليه وآله وسلم فأجلسني على فخذه ، وأجلس أخي الحسن على فخذه الأُخرى ، ثمَّ قبّلنا وقال : بأبي أنتما من إمامين صالحين اختاركما الله منّي ، ومن أبيكما وأُمّكما ، واختار من صلبك يا حسين تسعة أئمّة تاسعهم قائمهم وكلّكم في الفضل والمنزلة عند الله تعالى سواء .

١٣ ـ حدَّثنا محمّد بن موسى بن المتوكّل رضي الله عنه قال : حدَّثني محمّد بن يحيى العطّار ؛ وعبد الله بن جعفر الحميريُّ ، عن محمّد بن الحسين بن أبي الخطّاب ، عن ابن محبوب عن أبي الجارود ، عن أبي جعفر عليه السلام ، عن جابر بن عبد الله الأنصاريُّ قال : دخلت على فاطمة عليها السلام وبين يديها لوح فيه أسماء الأوصياء من ولدها فعددت اثني عشر آخرهم القائم ثلاثة منهم محمّد، وأربعة منهم عليٌّ صلوات الله عليهم أجمعين .

١٤ ـ حدَّثنا حمزة بن محمّد بن أحمد بن جعفر بن محمّد بن زيد بن عليٍّ بن الحسين بن عليٍّ بن أبي طالب عليهم السلام قال : أخبرنا أحمد بن محمّد بن سعيد قال : أخبرني القاسم بن محمّد بن حمّاد قال : حدَّثنا غياث بن إبراهيم قال : حدَّثنا الحسين بن زيد بن عليٍّ ، عن جعفر بن محمّد عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : أبشروا ثمَّ أبشروا ـ ثلاث مرَّات ـ إنّما مثل أُمّتي كمثل غيث لا يُدرى أوله خير أو آخره ، إنّما مثل أُمّتي كمثل حديقة أطعم منها فوج عاماً ، ثمَّ أطعم منها فوج عاماً ، لعلَّ آخرها فوجاً أن يكون أعرضها بحرا ، وأعمقها طولاً وفرعاً ، وأحسنها جنىً ، وكيف تهلك أُمّة أنا أوَّلها ، واثنا عشر من بعدي من السعداء وأولى الألباب ، والمسيح عيسى بن مريم آخرها ، ولكن يهلك بين ذلك نتج الهرج ليسوا منّي ولست منهم .

١٥ ـ حدَّثنا أبي رضي الله عنه قال : حدَّثنا سعد بن عبد الله ، عن أحمد بن محمّد بن عيسى ، عن محمّد بن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة ، عن أبان بن أبي عيّاش ، عن سليم بن قيس الهلاليِّ قال : سمعت عبد الله ابن جعفر الطيّار يقول: كنّا عند معاوية والحسن والحسين عليهما السلام وعبد الله بن عبّاس وعمر بن أبي سلمة وأُسامة بن زيد فذكر حديثاً جرى بينه وبينه وأنّه قال لمعاوية بن أبي سفيان : سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول : إنّي أولى بالمؤمنين

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بامام بعد امام لعلهم يتذكرون واكمل الدين بامامة وحجة في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلوة والسلام على من بشر به وباوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وآله مصابيح الدجى الى يوم يبعثون ولعنة الله على اعدائهم ما دامت السموات والارضون **اما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الانوار في تاريخ الامام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الانوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الابصار والحاضر في قلوب الاخيار وحليف الايمان وكاشف الاحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن امام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الازمان من مؤلفات خادم اخبار الائمة الاخيار وتراب اعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الاطهار وجعلهما في دولتهم من الاعوان والانصار

باب ولادته واحوال امه صلوات الله عليه

كا ولد للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني عن علان الرازي قال اخبرني بعض اصحابنا انه لما حملت جارية ابي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب قالت بعث الي ابو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي افطارك الليلة عندنا فانها ليلة النصف من شعبان فان الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في ارضه قالت فقلت له ومن امه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها اثر فقال هو ما اقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف امسيت فقلت بل انت سيدتي وسيدة اهلي قالت فانكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية ان الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما ان فرغت من صلوة العشاء الآخرة افطرت واخذت مضجعي فرقدت فلما ان كان في جوف الليل قمت الى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي ابو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فان الامر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما انا كذلك اذ انتبهت فزعة فوثبت اليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم اخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فاذا انا به عليه السلام ساجدا يتلقى الارض بمساجده فضممته الي فاذا انا به نظيف منظف فصاح بي ابو محمد عليه السلام هلمي الي ابني يا عمة فجئت به اليه فوضع يديه تحت اليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم ادلى لسانه في فيه وامر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا رسول الله ثم صلى على امير المؤمنين وعلى الائمة الى ان وقف على ابيه ثم احجم قال ابو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فترة

فرددته

باب علامات ظهوره صلوات الله عليه

انا نشهد وكل مسلم اليوم انا قد ظلمنا وطردنا وبغي علينا واخرجنا من ديارنا واموالنا واهالينا وقهرنا الا انا نستنصر الله اليوم و
كل مسلم ويجيء والله ثلاثمائة وبضعة عشر رجلا فيهم خمسون امرأة يجتمعون بمكة على غير ميعاد قزعا كقزع الخريف يتبع بعضهم بعضا وهي
الآية التي قال الله اينما تكونوا يأت بكم الله جميعا ان الله على كل شيء قدير فيقول رجل من آل محمد وهي القرية الظالمة اهلها ثم يخرج من مكة
هو ومن معه الثلاثمائة وبضعة عشر يبايعونه بين الركن والمقام معه عهد نبي الله ورايته وسلاحه ووزيره معه فينادي المنادي بمكة
باسمه وامره من السماء حتى يسمعه اهل الارض كلهم اسمه اسم نبي ما اشكل عليكم فلم يشكل عليكم عهد نبي الله ورايته وسلاحه والنفس
الزكية من ولد الحسين معه عهد نبي الله ورايته وسلاحه فان عهد نبي الله صار عند علي بن الحسين ثم صار عند محمد بن علي ويفعل الله ما
يشاء فالزم هؤلاء ابدا واياك ومن ذكرت لك فاذا خرج رجل منهم معه ثلاثمائة وبضعة عشر رجلا ومعه راية رسول الله عامدا الى المدينة
حتى يمر بالبيداء حتى يقول هذا مكان القوم الذين يخسف بهم وهي الآية التي قال الله افأمن الذين مكروا السيئات ان يخسف الله بهم الارض
او يأتيهم العذاب من حيث لا يشعرون او يأخذهم في تقلبهم فما هم بمعجزين فاذا قدم المدينة اخرج محمد بن الشجري على سنة يوسف ثم يأتي
الكوفة فيطيل بها المكث ما شاء الله ان يمكث حتى يظهر عليها ثم يسير حتى يأتي العذراء هو ومن معه وقد الحق به ناس كثير والسفياني
يومئذ بوادي الرملة حتى اذا التقوا وهم يوم الابدال يخرج اناس كانوا مع السفياني من شيعة آل محمد ويخرج ناس كانوا مع آل محمد
الى السفياني فهم من شيعته حتى يلحقوا بهم ويخرج كل ناس الى رايتهم وهو يوم الابدال قال امير المؤمنين ويقتل يومئذ السفياني
ومن معه حتى لا يدرك منهم مخبر والخائب يومئذ من خاب من غنيمة كلب ثم يقبل الى الكوفة فيكون منزله بها فلا يترك عبدا مسلما
الا اشتراه واعتقه ولا غارما الا قضى دينه ولا مظلمة لاحد من الناس الا ردها ولا يقتل منهم عبد الا ادى ثمنه دية مسلمة الى اهلها
ولا يقتل قتيل الا قضى عنه دينه والحق عياله في العطاء حتى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا وعدوانا ويسكنه هو
واهل بيته الرحبة والرحبة انما كانت مسكن نوح وهي ارض طيبة ولا يسكن رجل من آل محمد ولا يقتل الا بارض طيبة زاكية فهم
الاوصياء الطيبون **جا** الجعابي عن محمد بن موسى الحضرمي عن مالك بن عبد الله عن علي بن معبد عن اسحاق بن ابي يحيى الكعبي عن
السفيان الثوري عن منصور الربعي عن خراش عن حذيفة بن اليمان قال سمعت رسول الله يقول عبر الله واوليائه واصفيائه حتى يطهر
الارض من المنافقين والضالين وابناء الضالين حتى تلتقي بالرجل يومئذ خمسون امرأة هذه تقول يا عبد الله اشترني وهذه تقول
يا عبد الله اشترني وهذه تقول يا عبد الله آوني **ني** ابن عقدة عن احمد بن محمد الدينوري عن علي بن الحسن الكوفي عن عميرة بنت اوس
قالت حدثني جدي الخضر بن عبد الرحمن عن جده عبد الله بن حمزة عن كعب الاحبار انه قال اذا كان يوم القيامة حشر الخلق على اربعة اصناف صنف ركبان
وصنف على اقدامهم يمشون وصنف مكبون وصنف على وجوههم صم بكم عمي فهم لا يعقلون ولا يكلمون ولا يؤذن لهم فيعتذرون
اولئك الذين تلفح وجوههم النار وهم فيها كالحون فقيل له يا كعب من هؤلاء الذين يحشرون على وجوههم وهذه الحالة حالهم فقال كعب
اولئك كانوا على الضلال والارتداد والنكث فبئس ما قدمت لهم انفسهم اذا لقوا الله بحرب خليفتهم ووصي نبيهم وعالمهم وفاضلهم
وحامل اللواء وولي الحوض والمرتجى والرجاء دون هذا العالم وهو العلم الذي لا يجهل والحجة التي من زال عنها عطب وفي النار هوى
ذاك علي ورب الكعبة اعلمهم علما واقدمهم سلما واوفرهم حلما عجب كعب ممن قدم على علي غيره ومن يشك في القائم المهدي الذي يبدل
الارض غير الارض وبه يحتج عيسى بن مريم على نصارى الروم والصين ان القائم المهدي من نسل علي اشبه الناس بعيسى بن مريم خلقا وخلقا
وسمتا وهيبة يعطيه الله جل وعز ما اعطى الانبياء ويزيده ويفضله ان القائم من ولد علي له غيبة كغيبة يوسف ورجعة كرجعة عيسى بن مريم
ثم يظهر بعد غيبته مع طلوع النجم الاحمر وخراب الزوراء وهي الري وخسف المزورة وهي بغداد وخروج السفياني وحرب ولد العباس مع فتيان
ارمينية وآذربيجان تلك حرب يقتل فيها الوف والوف كل يقبض على سيف محلى تخفق عليه رايات سود تلك حرب يستبشر فيها الموت الاحمر
والطاعون الاكبر **ني** بهذا الاسناد عن الخضر بن عبد الرحمن عن ابيه عن جده عمر بن سعد قال قال امير المؤمنين لا تقوم القائم
حتى تفقأ عين الدنيا وتظهر الحمرة في السماء وتلك دموع حملة العرش على اهل الارض وحتى يظهر فيهم قوم لا خلاق لهم يدعون لولدي
وهم براء من ولدي تلك عصابة رديئة لا خلاق لهم يدعون لولدي وهم براء من ولدي تلك عصابة رديئة لا خلاق لهم على الاشرار مسلطة و
للجبابرة مفتنة وللملوك مبيرة تظهر في سواد الكوفة يقدمهم رجل اسود اللون والقلب رث الدين لا خلاق له مهجن زنيم عتل تداولته
ايدي العواهر من الامهات من شر نسل لا سقاها الله المطر في سنة اظهار غيبة المتغيب من ولدي صاحب الراية الحمراء والعلم الاخضر
يوم للمصيبين بين الانبار وهيت ذلك يوم فيه صيلم الاكراد والشراة وخراب دار الفراعنة ومسكن الجبابرة ومأوى الولاة الظلمة وام البلاء
واخت العار تلك ورب علي يا عمر بن سعد بغداد الا لعنة الله على العصاة من بني امية وبني فلان العباس الخونة الذين يقتلون الطيبين

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب ٧١٢٠

من قبله ، ويبرأ إلى الله عزّ وجلّ من عدوّهم أولئك رفقائي وأكرم أُمّتي عليَّ .

٤ ـ حدَّثنا أبي ؛ ومحمّد بن الحسن ، ومحمّد بن موسى المتوكّل رضي الله عنهم قالوا : حدَّثنا سعد بن عبد الله ؛ وعبد الله بن جعفر الحميريُّ ؛ ومحمّد بن يحيى العطّار جميعاً قالوا : حدَّثنا أحمد بن محمّد بن عيسى ؛ وإبراهيم بن هاشم ؛ وأحمد بن أبي عبد الله البرقيُّ ؛ ومحمّد بن الحسين بن أبي الخطّاب جميعاً : قالوا : حدَّثنا أبو عليٍّ الحسن بن محبوب السرَّاد ، عن داوود بن الحصين ، عن أبي بصير ، عن الصادق جعفر بن محمّد عن آبائه عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : المهديُّ من ولدي ، اسمه اسمي ، وكنيته كنيتي ، أشبه النّاس بي خَلقاً وخُلقاً ، تكون له غيبة وحيرة حتّى تضلَّ الخلق عن أديانهم ، فعند ذلك يقبل كالشهاب الثاقب فيملأها قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً .

٥ ـ حدَّثنا عبد الواحد بن محمّد بن عبدوس العطّار النيسابوريُّ قال : حدَّثنا عليُّ بن محمّد بن قتيبة النيسابوريُّ قال : حدَّثنا حمدان بن سليمان النيسابوريُّ ، عن محمّد بن إسماعيل بزيع ، عن صالح بن عقبة ، عن أبيه ، عن أبي جعفر محمّد بن عليٍّ الباقر ، عن أبيه سيّد العابدين عليٍّ بن الحسين ، عن أبيه سيّد الشهداء الحسين بن عليٍّ ، عن أبيه سيّد الأوصياء أمير المؤمنين عليِّ بن أبي طالب عليهم السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : المهديُّ من ولدي ، تكون له غيبة وحيرة تضلُّ فيها الأُمم ، يأتي بذخيرة الأنبياء عليهم السلام فيملأها عدلاً وقسطاً كما ملئت جوراً وظلماً .

٦ ـ وبهذا الإسناد عن أمير المؤمنين عليه السلام قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : أفضل العبادة انتظار الفرج .

٧ ـ حدَّثنا محمّد بن موسى بن المتوكّل رضي الله عنه قال : حدَّثنا محمّد بن أبي عبد الله الكوفيُّ قال : حدَّثنا محمّد بن إسماعيل البرمكيُّ ، عن عليِّ بن عثمان ، عن محمّد بن الفرات ، عن ثابت بن دينار ، عن سعيد بن جبير ، عن ابن عبّاس قال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إنَّ عليَّ بن أبي طالب عليه السلام إمام أُمّتي وخليفتي عليها من بعدي ، ومن ولده القائم المنتظر الّذي يملأ

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

ناشر: منیجر البرہان ٹکلاڈپو ۳۵- یدھشتر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸

علی بن مہریار ابلج الحاجب لکھتے ہیں۔ یعنی دونوں ابروؤں کے درمیان کشادگی۔ اور اسی طرح بینی مبارک کی انحرابی کے باب ہیں۔ پس یہ اختلافات جزئیہ شمائل و اوصاف مہدویہ ہیں جو صحاح احادیث سے من حیث المجموع ثابت ہیں تارح نہیں ہو سکتے۔ اور شناخت امامؑ کے لئے کافی ہیں۔ کہ خلیفہ مہدی آخر الزمانؑ یہ ہے۔

ماحصل یہ ہے۔ کہ وہ جناب جس طرح نام اور کنیت میں شبیہ رسولؐ ہیں۔ اور حسب و نسب میں اسی شجرہ طیبہ نبوت سے۔ اسی طرح خَلق اور خُلق میں شبیہ رسول خداؐ ہیں۔ جناب امیر المومنینؑ کی حدیث میں گزرا۔ اور ایسا ہی ہے۔ جو ابن بابویہؒ نے روایت کیا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ مہدیؑ تمام لوگوں کی نسبت خَلق اور خُلق۔ صورت و سیرت میں مجھ سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ اور ایک روایت میں فرمایا۔ کہ شمائل و خصائل مہدیؑ میرے شمائل و خصائل ہیں۔ اور کفایۃ الاثر میں خزاز سے روایت ہے۔ کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ میرے ماں باپ فدا ہوں۔ میرے ہم نام اور میرے ہم شبیہ اور شبیہ موسےؑ پر۔ اور فضل بن شاذان بسند صحیح معتبر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اولاد حسینؑ سے نواں امام قائم اہل بیتؑ و مہدیؑ امت ہے۔ اور اقوال و افعال و شمائل و خصائل میں سب سے زیادہ مجھ سے مشابہ ہے۔ اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ مہدیؑ سب سے زیادہ خَلق و خُلق و بہاء و ہیئت میں عیسےٰ بن مریمؑ سے مشابہ ہے۔ یہ مخالف احادیث سابقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہے۔ کہ آنحضرتؐ جامع ہیں جمیع اوصاف و شمائل و خصائل انبیاء سابقین کو۔ ع

حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری ۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اور مہدیؑ شبیہ آنحضرتؐ ہیں۔ لہٰذا شمائل و اوصاف انبیاء سابقین ضرور ان میں ہوں گے۔ اور تصریحاً جسمانیت میں مثل انبیاء بنی اسرائیل قوی و قد آور ہوں گے۔ لا منافات۔ اور مشابہت عیسوی سے کوئی جاہل یہ گمان نہ کر بیٹھے۔ کہ معاذ اللہ بس عیسےٰ اور مہدیؑ ایک ہی شخص ہیں نہ دو۔ کیونکہ روایات کثیرہ دال ہیں۔ کہ مہدیؑ شبیہ و ہم شکل و ہم شکل رسول خداؐ ہیں۔ لہٰذا بنا بر اس قیاس فاسد چاہیئے۔ کہ محمد مصطفےٰؐ اور مہدی آخر الزمانؑ دونوں ایک ہی شخص ہوں نہ دو۔ اور یہ ایسا بدیہی البطلان ہے۔ کہ اجہل بھی اس کو قبول نہیں کر سکتا چہ جائیکہ عالم نافہم و تدبر بہ بعض روایات اہل السنت ابواب سابقہ میں گزریں جن میں خصائل و شمائل مہدیؑ آخر الزماں مروی ہیں۔ یہاں اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔

نیز اس بیان کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ محی الدینؒ عربی کا یہ کہنا کہ مہدیؑ صورت میں شبیہ رسولؐ ہے اور خلق اور سیرت میں ان سے کمتر ہے غلط ہے۔ اور روایات صحیحہ کے مخالف۔ اور محض قیاس سے مستنبط۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ کے خلق میں کوئی مساوی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا ان کو خلق عظیم پر محیط فرماتا ہے۔ اور دوسرا شخص اس پر پہنچ نہیں سکتا اور یہ قیاس صریح البطلان ہے۔ اور نتیجہ بالعکس ہے۔ کیونکہ مہدیؑ نفس رسولؐ و مظہر اوصاف رسولؐ و نائب خاص رسولؐ اور آئینۂ کمالات رسولؐ ہے۔ اور ظہور انوار محمدی و اوصاف و کمالات محمدی اسی جناب پر موقوف ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ وہ ہم شکل و ہم نام و ہم کنیت و جزو نور محمدی خلق اور سیرت میں بھی مثل محمدؐ ہو بلکہ ایسا ہونا ضروری و لازمی ہے۔ کیونکہ اخلاق توارث صفات باطنیہ خلق و سیرت و کمالات و اوصاف کا نام ہے و توارث شکل و صورت ظاہریہ کا پس ضرور یہی صحیح ہے۔ کہ بحکم خود آنحضرتؐ مہدی خُلق کی طرح خُلق میں بھی شبیہ رسولؐ ہیں۔ اور یہ مسلم و محقق ہے۔ کہ خُلق رسولؐ و باطن پیغمبرؐ قرآن ہے جیسا کہ جناب اُم المومنین عائشہ سے مروی ہے۔ کہ جب ان سے دریافت کیا گیا۔ کہ خلق محمدی جو خُلق عظیم ہے کیا ہے؟ فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن۔ آپ کا خلق قرآن ہے۔ اور معنی اس جملے کے واضح ہیں۔ کہ جو قرآن میں علماً و تعلیماً موجود ہے۔ وہ باطن پیغمبرؐ میں عملاً موجود تھا۔ اور معارف و علوم و اخلاق و اوصاف حمیدہ آپؐ کے اوصاف باطنیہ تھے۔ اور قرآن مجموعہ جمیع محامد اوصاف و فضائل اخلاق و معارف و مدرکات ہے۔ پس جو کچھ قرآن میں ہے۔ سب باطن مہدی آخر الزمانؑ میں ہے۔ اور احاطہ اس پر ممکن نہیں ہاں معرفت شناخت کے لئے بعض امور آئندہ ابواب میں مذکور ہوں گے۔ اور متفرق طور پر تمام ابواب میں معلوم ہوں گے۔

سُنَنِ اَنبیاءؑ یہاں مناسب ہے بعض سنن انبیاء کا ذکر بھی کریں۔ تاکہ باب کی پوری تکمیل ہو جائے۔ اگرچہ اجمالی طور پر تو یہی کہا جا سکتا ہے۔ بلکہ ثابت ہے۔ کہ تمام سنن جمیع انبیاءؑ اسی جناب میں جمع ہیں۔ مگر یہاں بعض خاص سنن کا ذکر آئے گا۔ جن میں تشبیہ مہدی با انبیاءؑ ضروری ہے۔ اور بعض باب معجزات میں مذکور ہوں گی۔

جناب ابو بصیر صادق آل محمدؐ سے روایت کرتے ہیں۔ فِیْ صَاحِبِ هٰذَا الْ

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان
الصوفي سلمه الله
تعالى

١٣٠١م

وجه الارض نيعا نجها فلا يطيقها نيعلم انه قد خسف بهم فينطلق الى صاحب
مكة فيبشره فيقول الحمد لله هذه العلامة التى كنتم تخبرون بها رواه
نعيم بن حماد وفى رواية لا يفلت منهم الا بشير ونذير لبشير الى المهدى
ونذير الى السفيانى وهما رجلان من كلب جمع ان دونون روایت مین یون
ہے کہ یہہ دونون آدمی بہاگ کہڑے ہونگے پہر راعی آدیگا وہ کسیکو نہ پاویگا
ایک روایت مین یون آیا ہے فیخسف بثلثهم ویمسخ ثلث فتصیر وجوههم الی
اقفیتهم یمشون الی ورائهم کما یمشون الی امامهم ویلحق ثلثهم بمکة یہہ روایت
اگر ثابت ہوگی تو جمع مین حاجت تحمل وتعسف کی ہے یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ خسف لشکر
کا دو بار ہو ایک بار اسطرح دوسری بار اوسطرح اسی کے قریب ہے یہہ بات کہ صاحب
مدینہ ایک لشکر پہلے لشکر سفیانی سے روانہ کریگا یہہ امیر ہوگا مدینہ پر طرف سے سفیانی
کے اسلئے اسکی طرف بہی یہہ نسبت کی گئی ۸ رمضان مین سورج چاند کو گہن لگنا یہہ
روایت امام محمد بن علی باقر سے ہے انہون نے کہا ہمارے مہدی کے لئے دو
نشانیان ہین کہ جب سے خدا نے آسمان زمین کو پیدا کیا ہے آجتک نہین ہوئین
ایک یہہ کہ پہلی رات رمضان کو کسوف قمر کا ہوگا دوسرے نصف رمضان مین سورج
کو گہن لگیگا رواہ الدار قطنی فی سننه وعن ابن عباس رضی الله عنهما قال لا
یخرج المهدی حتی تطلع من الشمس اٰیة رواه البیهقی ونعیم بن حماد ۹ نکلنا تارے
ذی السنین کا ہے محمد بن علی باقر نے کہا اذا بلغ العباس خراسان طلع بالمشرق
القرن ذو السنين وكان اول ما طلع بهلاك قوم نوح اغرقهم الله وطلع فى
زمن ابراهيم حين القى فى النار وحين اهلك الله قوم فرعون ومن معه
وحين قتل يحيى بن زكريا فاذا رايتم ذلك فاستعيذوا بالله من شر الفتن
ويكون طلوعه بعد انكساف الشمس والقمر ثم لا يلبثون حتى يطلع الابقع بمصر

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

اور تُو نے مجھے تسلّی دی ہے۔
۲ یقیناً خدا میری نجات ہے؛
میں اُس پر توکّل کروں گا اور نہ ڈروں گا۔
خداوند خدا ہی میری قوّت اور میرا گیت ہے؛
وہ میری نجات بنا ہے۔
۳ تُم خُوش ہو کر نجات کے چشموں سے
پانی بھرو گے۔

۴ اُس وقت تُم کہو گے:

خداوند کا شکر بجا لاؤ، اُسے اُس کے نام سے پکارو؛
قوموں میں اُس کے کارناموں کا ذکر کرو،
اور اُس کے نام کی بڑائی کا اعلان کرو۔
۵ خداوند کی مدح سرائی کرو کیونکہ اُس نے عظیم کام کیے ہیں؛
اور یہ ساری دُنیا کو بتا دو۔
۶ اَے صِیّون کے لوگو، للکارو اور خُوشی سے گاؤ،
کیونکہ اِسرائیل کا قدُوس تمہارے درمیان عظیم ہے۔

بابل کے خلاف پیشگوئی

۱۳ بابلؔ کے متعلق پیغام جسے آموصؔ کے بیٹے یسعیاؔہ نے رویا میں پایا:

۲ پہاڑ کی ننگی چوٹی پر پرچم لہراؤ،
اُنہیں للکارو؛
اور ہاتھ سے اشارہ کرو
کہ وہ اُمراء کے پھاٹکوں سے داخل ہوں۔
۳ میں نے اپنے مُقدّسوں کو حکم دیا ہے؛
اور اپنے بہادروں کو بُلایا ہے
جو میری فتحیابی پر للکارتے ہیں
کہ وہ میرے قہر کو انجام دیں۔
۴ سُنو، پہاڑوں پر شور وغُل ہو رہا ہے،
جیسے کسی بڑے مجمع کا ہو!
سُنو، مملکتوں میں ہنگامہ مچا ہُوا ہے،
گویا مختلف قوموں کا اِجتماع ہو!
ربُّ الافواج جنگ کے لیے لشکر جمع کر رہا ہے۔
۵ وہ دُور دراز کے ملکوں سے آئے ہیں،
آسمان کی اِنتہا سے۔
خداوند اور اُس کے قہر کے ہتھیار۔
تا کہ سارا ملک تباہ کیا جائے۔

۶ واویلا کرو کیونکہ خداوند کا دِن قریب ہے؛
وہ قادرِ مطلق کی طرف سے بڑی تباہی لے کر آئے گا۔
۷ اُس کی وجہ سے تمام ہاتھ ڈھیلے پڑ جائیں گے،
اور ہر شخص کا دل پگھل جائے گا۔
۸ وہ دہشت زدہ ہوں گے،
درد اور سخت تکلیف اُنہیں جکڑ لے گی؛
اور وہ زچہ کی مانند درد سے تلملا اُٹھیں گے۔
وہ پُرخوف نگاہوں سے ایک دُوسرے کا مُنہ تاکیں گے،
اور اُن کے چہرے مشتعل ہوں گے۔

۹ دیکھو، خداوند کا دِن آ رہا ہے
اور قہر شدید، غُصّہ سے بھرا ہُوا نہایت دہشت انگیز دِن۔
تا کہ ملک کو ویران
اور اُس میں بسنے والے گنہگاروں کو نیست و نابود کر دے۔
۱۰ آسمان کے ستارے اور کواکب
بے نُور ہو جائیں گے۔
اُبھرتا ہُوا سورج تاریک ہو جائے گا
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی۔
۱۱ میں دُنیا کو اُس کی بُرائی کی،
اور شریروں کو اُن کے گناہوں کی سزا دُوں گا۔
میں مغروروں کے گھمنڈ کو ختم کر دُوں گا
اور سنگدلوں کے غرور کو پست کرُوں گا۔
۱۲ میں اِنسان کو خالص سونے،
بلکہ اوفیر کے سونے سے بھی کمیاب بنا دُوں گا۔
۱۳ اِس لیے میں آسمانوں کو لرزاؤں گا؛
اور زمین اپنی جگہ سے ہل جائے گی
یہ ربُّ الافواج کے قہر سے،
اُس کے بھڑکتے ہُوئے غُصّہ کے دِن ہوگا۔

۱۴ شکاری کے ڈر سے بھاگنے والی ہرنیوں،
اور بن چرواہے کی بھیڑوں کی طرح،

شاہِ مصرؔ فرعونؔ کا نوحہ تیّار کر اور اس سے کہہ:

تُو مختلف قوموں کے درمیان شیر ببر کی مانند گردانا جاتا ہے،
لیکن تُو محض سمندر میں کے گھڑیال کی مانند ہے،
جو اپنی ندّیوں میں غوطے مارتا ہے
اور ان کے پانی کو پاؤں سے متحرک کر کے ان میں جھاگ
پیدا کرتا ہے
اور ان کی ندّیوں کو گدلا کر دیتا ہے۔

[۳] خداوند خدا یوں فرماتا ہے:

میں لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ کے ساتھ
تجھ پر اپنا جال پھیلاؤں گا
اور وہ تجھے میرے ہی جال میں کھینچ لیں گے۔
[۴] میں تجھے زمین پر پھینک دُوں گا
اور تجھے کھلے میدان میں پٹک دُوں گا۔
اور ہوا کے تمام پرندوں کو تجھ پر بسیرا کرنے دُوں گا
اور زمین کے تمام درندے سیر ہونے تک تجھے نگلتے رہینگے۔
[۵] میں تیرا گوشت پہاڑوں پر پھیلا دُوں گا
اور تیرے باقی اعضاء سے وادیوں کو بھر دُوں گا۔
[۶] میں زمین کو پہاڑوں تک تیرے بہتے ہُوئے خون سے سینچوں گا
اور نالے تیرے خون آلودہ گوشت سے بھر دئے جائیں گے۔
[۷] جب میں تجھے مٹاؤں گا اس وقت میں آسمان پر پردہ ڈال
دُوں گا
اور اس کے ستاروں کو بے نور کر دُوں گا؛
میں آفتاب کو بادلوں سے چھپا لوں گا،
اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا۔
[۸] اور میں تمام نورانی اجرامِ فلک کو
تجھ پر تاریک کر دُوں گا؛
اور تیرے ملک کو تاریکی سے ڈھانپ دُوں گا،
یہ خداوند خدا نے فرمایا ہے۔
[۹] جب میں مختلف قوموں کے درمیان
اور ان ملکوں میں جو تیرے لیے اجنبی ہیں تجھے تباہ کر
ڈالُوں گا،
تب میں کئی قوموں کے دلوں کو مضطرب کر دوں گا۔
[۱۰] میں کئی قوموں کو تیری وجہ سے حیرت زدہ کر دُوں گا،
اور جب میں اپنی تلوار ان کے سامنے گھُماؤں گا
تب ان کے بادشاہ تیرے باعث خوف سے کانپ اُٹھینگے۔
تیرے زوال کے دِن
ان میں سے ہر ایک
اپنی اپنی جان بچانے کے لیے ہر پل کانپتا رہے گا۔

[۱۱] خداوند خدا یوں فرماتا ہے:

شاہِ بابلؔ کی تلوار
تجھ پر چلے گی۔
[۱۲] میں تیری جمعیّت کو
ایسے قوی لوگوں کی تلواروں سے گراؤں گا۔
جو تمام قوموں میں نہایت ہیبتناک ہیں۔
وہ مصرؔ کے گھمنڈ کو چُور چُور کر دیں گے،
اور اس کے تمام لوگوں کو کُچل دیں گے۔
[۱۳] میں اس کے تمام مویشیوں کو
پانی کے ذخیروں کے پاس سے نابود کر دُوں گا
تاکہ انسان کے قدم پھر کبھی ان کے پانی کو متحرک نہ کریں
نہ مویشیوں کے سُم اسے گدلا کریں۔
[۱۴] تب میں ان کا پانی نتھرنے دُوں گا
اور اس کی ندیوں کو روغن کی مانند بہنے دُوں گا،
یہ خداوند خدا نے فرمایا ہے۔
[۱۵] جب میں مصرؔ کو ویران کر دُوں گا
اور ملک کو ہر شے سے خالی کر دُوں گا،
اور جب میں اس میں بسنے والوں کو ختم کر دُوں گا،
تب وہ جان لیں گے کہ میں خداوند ہُوں۔

[۱۶] اور وہ اس پر یہ نوحہ گائیں گے۔ مختلف قوموں کی بیٹیاں بھی یہ نوحہ گائیں گی اور مصرؔ اور اس کے لوگوں کا ماتم کریں گی۔ یہ خداوند نے فرمایا ہے۔
[۱۷] بارھویں سال کے مہینہ کے پندرھویں دِن خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہُوا: [۱۸] اَے آدم زاد، مصرؔ کے لوگوں کے لیے ماتم کر اور اسے اور زور آور قوموں کی بیٹیوں کو گڑھے میں اُتر جانے والوں کے ساتھ زمین میں دفن کر دے۔ [۱۹] ان سے کہہ، کیا تُم

اور یہوسفط کی وادی کی طرف کوچ کریں،
کیونکہ میں وہاں بیٹھ کر
ہر طرف کی تمام قوموں کا انصاف کروں گا۔
[۱۳] درانتی گھماؤ،
کیونکہ فصل تیار ہے۔
آؤ اور انگوروں کو روندو،
کیونکہ (مَے نچوڑنے کا) کولھو لبالب بھرا ہے
اور حوض لبریز ہے۔
اُن کی شرارت اس قدر بڑی ہے!

[۱۴] فیصلہ کی وادی میں
بھیڑ ہی بھیڑ ہے!
کیونکہ فیصلہ کی وادی میں
خداوند کا دِن نزدیک ہے۔
[۱۵] آفتاب اور مہتاب تاریک ہو جائیں گے،
اور تارے بے نور ہو جائیں گے۔
[۱۶] خداوند صِیّون سے للکارے گا
اور یروشلیم سے گرجے گا؛
اور آسمان اور زمین کانپ اُٹھیں گے۔
لیکن خداوند اپنے لوگوں کے لیے پناہ گاہ،
اور بنی اِسرائیل کے لیے قلعہ ہوگا۔

خدا کے لوگوں کے لیے برکتیں

[۱۷] تب تُم جان لوگے کہ میں خداوند تمہارا خدا،
اپنے مُقدّس پہاڑ صِیّون میں سکونت کرتا ہُوں۔
یروشلیم مُقدّس مقام ہوگا؛
اور پردیسی پھر کبھی اس پر حملہ آور نہ ہوں گے۔

[۱۸] اس وقت پہاڑوں پر سے نئی مَے ٹپکے گی،
اور ٹیلوں پر سے دودھ بہے گا؛
اور یہُوداہ کے تمام نالوں میں پانی جاری ہوگا۔
اور خداوند کے گھر میں سے ایک چشمہ پھُوٹ نکلے گا
جو شِطّیم کی وادی کو سیراب کرے گا۔
[۱۹] چونکہ اُنہوں نے یہُوداہ پر ظلم ڈھائے،
اور اُن کے ملک میں معصوموں کا خون بہایا،
اس لیے مِصر ویران ہو جائے گا،
اور ادوم اجڑا ہُوا ریگستان بن جائے گا۔
[۲۰] یہُوداہ ہمیشہ کے لیے
اور یروشلیم پُشت در پُشت آباد رہیں گے۔
[۲۱] اُن کا قتل کا جرم جسے میں نے نہیں بخشا تھا،
اب بخشوں گا۔

خداوند صِیّون میں سکونت پذیر ہے۔

عامُوس

پیش لفظ

یہ کتاب ۷۶۰ - ۷۹۳ ق۔م میں لکھّی گئی۔ اُس وقت عزّیاہؔ یہُوداہ میں اور یربعامؔ دومؔ اِسرائیل میں حکومت کرتے تھے۔ بیت ایل شمالی حکومت کا وہ شہر تھا جہاں لوگ عبادت کے لیے جمع ہُوا کرتے تھے۔ چنانچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ عامُوس نے غالبًا اسی شہر میں رہتے وقت یہ کتاب لکھّی۔ عامُوس کی اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ شمالی حکومت (اِسرائیل) کو آگاہ کرنے کے لیے کہ خدا سب قوموں سے اُن کے کاموں کا حساب لے گا' یہ کتاب وجود میں آئی۔ خدا نے عامُوس کو جو ایک چرواہا تھا' چُن لیا۔ وہ ایک شہر تقوعؔ میں رہا کرتا تھا۔ عامُوس نے اِسرائیل کی بُت پرستی اور امیر لوگوں کی غریب لوگوں سے دُوری کو اس کتاب میں نکتہ چینی کا نشانہ بنایا ہے۔ اس کتاب کا اِسرائیل کے لیے

بجلی مشرق سے چمک کر مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔ [28] جہاں مرا ہُوا جانور ہوتا ہے وہاں گدھ بھی جمع ہوجاتے ہیں۔

[29] اُن دِنوں کی مصیبت کے بعد

سورج ایک دم تاریک ہوجائے گا،
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی؛
آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے،
اور آسمان کی قوّتیں ہلا دی جائیں گی۔

[30] اُس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور تب دنیا کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابنِ آدم کو آسمان کے بادلوں پر عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گی۔ [31] اور وہ اپنے فرشتوں کو نرسنگے کی تیز آواز کے ساتھ بھیجے گا اور وہ اُس کے برگزیدہ لوگوں کو چاروں طرف سے یعنی آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جمع کریں گے۔

[32] اب انجیر کے درخت سے یہ سبق سیکھو۔ جوں ہی اُس کی ڈالیاں نرم ہوتی ہیں اور پتّے نکلتے ہیں، تُم جان لیتے ہو کہ گرمی کا موسم آنے والا ہے۔ [33] اُسی طرح جب تُم اِن باتوں کو ہوتا دیکھو گے تو جان لو گے کہ وہ نزدیک ہے بلکہ دروازہ ہی پر ہے۔ [34] مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہولے اِس نسل کا خاتمہ نہ ہوگا۔ [35] آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں کبھی نہ ٹلیں گی۔

نامعلوم دِن اور وقت

[36] وہ دِن اور گھڑی کب آئے گی یہ کوئی نہیں جانتا۔ نہ تو آسمان کے فرشتے جانتے ہیں نہ بیٹا، صرف باپ ہی جانتا ہے۔ [37] جیسا نُوحؔ کے دِنوں میں ہُوا تھا ویسا ہی ابنِ آدم کی آمد کے وقت ہوگا۔ [38] کیونکہ طوفان سے پہلے کے دِنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے کراتے تھے۔ نُوحؔ کے کشتی میں داخل ہونے کے دِن تک یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ [39] اُنہیں خبر تک نہ تھی کہ کیا ہونے والا ہے، یہاں تک کہ طوفان آیا اور اُن سب کو بہا لے گیا۔ ابنِ آدم کی آمد بھی ایسی ہی ہوگی۔ [40] اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے، ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔ [41] دو عورتیں چکّی پیستی ہوں گی۔ ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی۔

[42] پس جاگتے رہو کیونکہ تُم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دِن آئے گا۔ [43] لیکن یاد رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کو کس وقت آئے گا تو وہ جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتا۔ [44] اِس لیے تُم بھی تیار رہو کیونکہ جس وقت تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آجائے گا۔

[45] پھر وہ وفادار اور ہوشیار خادم کون سا ہے جسے اُس کے مالک نے اپنے گھر کے نوکر چاکروں پر مقرّر کیا تاکہ اُنہیں وقت پر کھانا دیا کرے؟ [46] وہ خادم بڑا مبارک ہے اگر اُس کا مالک آکر اُسے ایسا ہی کرتے پائے۔ [47] مَیں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ وہ اپنی ساری ملکیّت کی دیکھ بھال کا اختیار اُس کے سپُرد کردے گا۔ [48] لیکن اگر وہ خادم بُرا نکلے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ میرے مالک کے آنے میں ابھی دیر ہے [49] اور اپنے ساتھیوں کو مارنے پیٹنے لگے اور شرابیوں کے ساتھ کھانا پینا شروع کردے [50] اور اُس کا مالک کسی ایسے دِن جب کہ خادم کو اُس کے آنے کی امید نہ ہو اور کسی ایسی گھڑی جس کی اُسے خبر نہ ہو، واپس آجائے [51] تو وہ اُسے کوڑوں سے پٹوا کر ریاکاروں کے ساتھ بند کردے گا جہاں وہ روتا اور دانت پیستا رہے گا۔

دس کنواریوں کی تمثیل

25 اُس وقت آسمان کی بادشاہی اُن دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنے چراغ لے کر دُلہا سے ملاقات کرنے نکلیں۔ [2] اُن میں سے پانچ بیوقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ [3] جو بیوقوف تھیں اُنہوں نے چراغ تو لے لیے لیکن اپنے ساتھ تیل نہ لیا۔ [4] مگر جو عقلمند تھیں اُنہوں نے اپنے چراغوں کے علاوہ کُپّیوں میں تیل بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ [5] دُلہا کے آنے میں دیر ہوگئی اور وہ سب کی سب اونگھتے اونگھتے سو گئیں۔

[6] آدھی رات ہُوئی تو شور مچ گیا کہ دُلہا آگیا ہے اُس سے ملنے کے لیے آجاؤ۔

[7] اِس پر سب کنواریاں جاگ اُٹھیں اور اپنے اپنے چراغ جلانے لگیں۔ [8] بیوقوف کنواریوں نے عقلمند کنواریوں سے کہا: اپنے تیل میں سے کچھ ہمیں بھی دے دو کیونکہ ہمارے چراغ بجھے جارہے ہیں۔

[9] عقلمند کنواریوں نے جواب دیا: نہیں، شاید یہ تیل ہمارے اور تمہارے دونوں کے لیے کافی نہ ہو۔ بہتر ہے کہ تُم دُکان پر جا کر اپنے لیے تیل خرید لو۔

[10] جب وہ تیل خریدنے جارہی تھیں تو دُلہا آپہنچا۔ جو کنواریاں

عربی اور اردو کی جامع ترین لغت

المنجد

مرتب :

لوئیس معلوف

ترجمہ

مولانا عبدالحفیظ بلیاوی

تکمیل و نظر ثانی :

قاری عبدالستار

فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقدیم :

محمد اسحاق بھٹی

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور

چاند کی روشنی میں شکار کرنا الطَّیْرَ: پرندہ کو شکار کیلئے رات میں آگ سے چندھا کر دینا۔
تَقَامَرَ القَوْمُ: باہم جوا کھیلنا۔
إِقْمَارَّ إِقْمِیْرَارًا. سفید ہونا۔ چاند کے رنگ کا ہونا۔
القَمَر. چاند۔ تین رات کے بعد آخر ماہ تک قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال ج أَقْمَارُ
القَمَرَان: آفتاب و ماہتاب۔ أَقْمَارُ العِلْم وشُمُوْسُه: علماء اور کہا گیا ہے "إِسْتَرْ عَیْنَهُ الشَّمْسَ والقَمَرَ" یعنی میں نے اس کو مہلت دی۔
القُمْرَة. سبزی مائل۔ سفید رنگ۔
المَاء القَمِر بہت پانی۔ لَیْلَةٌ قَمِرَةٌ: چاندنی رات۔
الحُرُوْفُ القَمَرِیَّة. چودہ حروف ہیں جن کے ساتھ تلفظ میں لام پڑھا جاتا ہے جیسے اَلْقَمَرَ.
القُمْرِيّ. فاختہ کی مانند ایک مشہور پرندہ مؤنث قُمْرِیَّة ج قُمْر وَ قَمَارِيّ.
اَلْقَمَرِیَّةُ: زمین پر پھیلنے والی بوٹی جس کے پھلوں کے بیج چاند کی طرح ہوتے ہیں زیب و زینت کے لئے لگائی جاتی ہے۔ امریکہ کے علاقہ میں پائی جاتی ہے۔
القِمَار. س۔ جوا۔
القَمِیْر. جواری۔ کہا جاتا ہے "هُوَ قَمِیْرُكَ" وہ جوئے میں تمہارا ساتھی ہے ج أَقْمَار. جیسے نَصِیْر وأَنْصَار.
قَمْرَةُ الْمِرْكَبُ: (عِنْدَ المَلاَّحِیْن) بحری جہاز کا کمرہ
الأَقْمَر. سبزی مائل سفید رنگ والا۔ سفید وَجْهٌ أَقْمَر: چاند کے مشابہ چہرہ۔ سَحَابٌ أَقْمَر پانی سے بھرا ہوا بادل۔
القَمْرَاءُ. الاقمر کا مؤنث۔ چاندنی۔
لَیْلَةٌ مُقْمِرٌ ومُقْمِرَةٌ. چاندنی رات۔ عرب کے امثال میں سے ہے "أَنْشَطُ مِنْ ظَبْيٍ مُقْمِرٍ" بیان کیا گیا ہے کہ چاندنی میں ہرن کو نشاط حاصل ہوتا ہے اور وہ کھیلتا کودتا ہے اور کبھی دھوکے میں آجاتا ہے اور درندہ شکار کر لیتا ہے۔ اسی وجہ سے دوسری مثال میں کہا گیا ہے "أَغَرُّ مِنْ ظَبْيٍ مُقْمِرٍ".
المَقْمُوْر. مع۔ بُرائی۔ ناپسندیدہ بات اور اسی سے مثال ہے "وَضَعْتُ یَدَیَّ بَیْنَ إِحْدَی مَقْمُوْرَتَیْنِ" دو بُرائیوں میں سے ایک بُرائی میں میں نے ہاتھ ڈالا۔
قَمَزَ (ن ض) الشَّيْءَ: جمع کرنا الشَّيْءَ: اُنگلیوں کے کناروں سے پکڑنا۔
اَقْمَزَ الرَّجُلُ: بیکار چیزوں کا ذخیرہ کرنا۔
القَمَز. بے کار مال۔
القُمْزَة کھجور کی ایک مٹھی۔ نباتات کا شگوفہ جس میں دانہ نہ ہو۔ ج قُمَز.
قَمَسَهُ (ن ض) قَمْسًا وأَقْمَسَهُ فِي المَاءِ: پانی میں غوطہ دینا۔ اَقْمَسَ الکَوْکَبُ: ستارے کا غروب ہونا قَمَسَتِ الدَّلْوُ فِي المَاءِ: ڈول کا ڈوب جانا۔ قَمَسَ بِهِ فِي البِئْرِ: کنوئیں میں پھینکنا۔ الوَلَدُ فِي البَطْنِ: بچّے کا پیٹ میں حرکت کرنا۔
قَمَسَ (ن ض) قَمْسًا وقُمُوْسًا وانْقَمَسَ فِي المَاءِ: پانی میں غوطہ لگانا۔
اِنْقَمَسَ الکَوْکَبُ: ستارہ کا غروب ہونا۔
اِنْقَمَسَ فِي الرَّکِیَّة: کنوئیں میں کود پڑنا۔
قَمَّسَ الرَّجُلُ: اُونٹوں کو سیراب کرنا۔
قَامَسَهُ قِمَاسًا ومُقَامَسَةً. غوطہ لگانے میں مقابلہ کرنا۔ مناظرہ کرنا۔ مباحثہ کرنا۔ کہا گیا ہے "هُوَ یُقَامِسُ حُوْتًا" وہ مچھلی سے غوطہ لگانے میں مقابلہ کرتا ہے یعنی اپنے سے زیادہ علم والے سے مباحثہ کرتا ہے۔
تَقَامَسُوْا فِي المَاءِ: باہم غوطہ زنی کرنا۔
القَمَّاس. غوطہ خور۔
القَامُوْس. سمندر۔ سمندر کا گہرا حصہ۔ ج قَوَامِیْس.
القَامُوْس. علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی علم لغت میں ایک مشہور کتاب زمانہ موجودہ میں ہر لغت کی کتاب کو قَامُوْس کہتے ہیں۔
القِمَاس. کنوئیں میں پانی کی زیادتی۔
القِمِّیْس ج قَمَامِیْس القِمِیْس سمندر۔
القَمُوْس. کنواں جس میں پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈول ڈوب جائے۔
القُمَّس. مرد شریف ج قَمَامِس و قَمَامِسَة.
القَوْمَس. امیر۔ سمندر کا گہرا حصہ۔ ج قَوَامِس. القَوَامِس: مصیبتیں۔
قَمَشَ (ن ض) قَمْشًا وقَمَّشَ القُمَاشَ: اِدھر اُدھر سے جمع کرنا۔
تَقَمَّشَ. جو کچھ ملے اس کو کھا جانا اگرچہ معمولی ہو۔
اِقْتَمَشَ. القُمَاشَ: اِدھر اُدھر سے کھانا۔
القُمَاش. ردی اور گھٹیا چیزیں۔ قُمَاشُ النَّاسِ: رذیل لوگ۔ قُمَاشُ البَیْتِ: گھر کا سامان۔ ج أَقْمِشَه.
القَمْش. س۔ ردی چیز۔
القَمَّاش. سامان بیچنے والا۔
قَمَصَ (ن ض) قُمَاصًا وقِمَاصًا وقَمْصًا الفَرَسُ وغَیْرُهُ: گھوڑے کا اگلی دونوں ٹانگوں کو اکٹھا ہی اُٹھانا اور اکٹھا ہی رکھنا العَیْرُ: گدھے کا کودنا اور بھاگنا (قَمَصًا) مِنْهُ: نفرت کرنا۔ اعراض کرنا النَّاقَةُ بالرَّدِیْفِ: اُونٹنی کا اُچھلتے ہوئے لے جانا (وقَمَصَ) البَحْرُ بالسَّفِیْنَةِ: موج سے حرکت دینا۔ وقَمَّصَهُ: قمیص پہنانا۔ قَمَّصَ الثَّوْبَ: کرتا قطع کرنا۔
تَقَمَّصَ. کرتا پہننا اور استعارہ کی بنا پر کہا جاتا ہے "تَقَمَّصَ الوِلاَیَةَ والإِمَارَةَ وتَقَمَّصَ لِبَاسَ العِزِّ" تَقَمَّصَتِ الرُّوْحُ: ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونا۔
القَمَص. انڈے سے نکلے ہوئے ٹڈی کے تازہ بچے۔ مکھیاں یا مچھر جو پانی کے اوپر اُڑتے ہیں۔ واحد قَمَصَة.
القِمَاص س۔ قلق.
القَمِیْص. کرتا (مذکر و مؤنث) ج أَقْمِصَة وقُمُص وقُمْصَان. القَمِیْصُ: لڑائیہ

مرتب ترتيباً ألفبائياً وفق أوائل الحروف

تأليف

مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي

المتوفى سنة ٨١٧ هـ

نسخة منقحة وعليها تعليقات

الشيخ أبو الوفا نصر الهوريني المصري الشافعي

المتوفى سنة ١٢٩١ هـ

راجعه واعتنى به

أنس محمد الشامي

زكريا جابر أحمد

دار الحديث

القاهرة

عن كثيرٍ يَجِبُ له. والقامِحُ: الكارِهُ للماءِ لأيَّةِ عِلَّةٍ كانَتْ، و- من الإِبِلِ: ما اشْتَدَّ عَطَشُهُ حتى فَتَرَ شَدِيدًا، واقْتَمَحَ [(١)] البُرُّ: صارَ قَمْحًا نضِيجًا، و- النَّبِيذَ: شَرِبَهُ.

٧٧٣٢- قمحد

■ القَمَحْدُوَةُ: الهَنَةُ النَّاشِزَةُ فَوْقَ القَفا وأعْلَى القَذالِ خَلْفَ الأُذُنَيْنِ، ومُؤَخَّرُ القَذالِ، ج: قَماحِدُ. وفي ذِكْرِ الجوهريِّ إيَّاها في (قَحَدَ [(٢)]) نَظَرٌ.

٧٧٣٣- قمخ

■ أقْمَخَ بأنْفِهِ: تَكَبَّرَ، وشَمَخَ، وجَلَسَ كالمُتَعَظِّمِ.

٧٧٣٤- قمد

القَمْدُ: الإِباءُ، والتَّمَنُّعُ، والإِقامةُ في خيرٍ أو شرٍّ، وبالتحريك: الطُّولُ، أو ضِخَمُ العُنُقِ في طُولٍ، والنَّعْتُ: أقْمَدُ، وهي: قَمْداءُ وقُمُدٌّ وقُمُدَّةٌ وقُمُدَّانِيَّةٌ. وذَكَرٌ قُمُدٌّ، كعُتُلٍّ: شديدُ الإِنعاظِ. ورجلٌ قُمُدٌ، مُخَفَّفَةً، وقُمُدٌّ وقُمادٌ، كغُرابٍ، وقُمْدودٌ وقُماديٌّ وقُمُدَّانٌ وقُمُدَّانِيٌّ: شديدٌ، أو غليظٌ. واقْمَدَ: طَمَحَ بعُنُقِهِ، وأنْعَظَ، وأسالَ. واقْمَهَدَّ: ليسَ من قَمَدَ ووَهِمَ الجوهريُّ [(٣)].

٧٧٣٥- قمدر

■ القَمْدَرُ، كجعفرٍ: الطويلُ.

٧٧٣٦- قمر

القُمْرَةُ، بالضم: لَوْنٌ إلى الخُضْرَةِ، أو بَياضٌ فيه كُدْرَةٌ. حِمارٌ أقْمَرُ، وأتانٌ قَمْراءُ. والقَمَرُ: يكونُ في الليلةِ الثالثةِ. والقَمْراءُ: ضَوْءُهُ، وطائرٌ، وليلةٌ فيها القَمَرُ، كالمُقْمِرَةِ والمُقْمِرِ، كمُحْسِنَةٍ ومُحْسِنٍ، والقَمِرَةِ، كفَرِحَةٍ. ووَجْهٌ أقْمَرُ: مُشَبَّهٌ به. وأقْمَرَ: ارْتَقَبَ طُلوعَهُ. وتَقَمَّرَ الأسَدُ: طَلَبَ الصَّيدَ في القَمَرِ [(٤)]، و- المرأةَ: اخْتَدَعَها، أو ابْتَنَى عَليها في القَمْراءِ. وقَمِرَ السِّقاءُ، كفَرِحَ: بانَتْ أدَمَتُهُ من بَشَرَتِهِ، و- الرجُلُ: تَحَيَّرَ بَصَرُهُ من الثَّلْجِ، وأرِقَ في القَمَرِ فلم يَنَمْ، و- الإِبلُ: رَوِيَتْ من الماءِ، و- الكَلأُ والماءُ وغيرُهما: كَثُرَ. وماءٌ قَمِرٌ، كفَرِحٍ: كثيرٌ. والأقْمَرُ: الأبْيَضُ. وأقْمَرَ الثَّمَرُ [(٥)]: تَأَخَّرَ إيناعُهُ حتى يُدْرِكَهُ البَرْدُ، و- الإِبلُ وقَعَتْ في كَلأٍ كثيرٍ. وقامَرَهُ مُقامَرَةً وقِمارًا فقَمَرَهُ، كنَصَرَهُ، وتَقَمَّرَهُ: راهَنَه فغَلَبَهُ، وهو التَّقامُرُ. وقَمِيرُكَ: مُقامِرُكَ، ج: أقْمارٌ، وقد قَمَرَ يَقْمِرُ. وتَقَمَّرَ المرأةَ: تَزَوَّجَها. والقُمْرِيَّةُ، بالضم: ضَرْبٌ من الحَمامِ، ج: قَمارِيُّ وقُمْرٌ، أو الأُنْثَى قُمْرِيَّةٌ، والذَّكَرُ ساقُ حُرٍّ. ونَخْلَةٌ مِقْمارٌ: بَيْضاءُ البُسْرِ. والمَقْمُورُ: الشَّرُّ. وبَنُو قَمَرٍ، محركةً: حَيٌّ. وغُبُّ القَمَرِ: ع بينَ ظَفارِ والشِّحْرِ. وبنُو قُمَيْرٍ، كزُبَيْرٍ: بَطْنٌ. وكقَطامِ: ع، منه العُودُ القَمارِيُّ. وقَمَرُ المُقَنَّعِ [(٦)]: هو الذي أظْهَرَهُ في الجَوِّ احْتِيالاً، أو أنَّهُ من عَكْسِ شُعاعِ الزِّئْبَقِ. وقَمِيرُ بنتُ عَمْرٍو، كأميرٍ: امرأةُ مَسْرُوقِ بنِ الأجْدَعِ. وقُمْرٌ، بالضم: ع وراءَ بلادِ الزَّنْجِ، يُجْلَبُ منه الوَرَقُ القُمارِيُّ، ولا يُقالُ: القُمْرِيُّ، وهو حِرِّيفٌ طَيِّبُ الطَّعْمِ.

٧٧٣٧- قمرز

■ القُمْرُزُ، كهُمَّقِعٍ وعُلَبِطٍ: الصغيرُ الأُذُنِ، والقصيرُ.

---

(١) هكذا في سائر النسخ، والذي في «اللسان» وغيره: أقمح البر كما تقول: أنضج، صرح به الأزهري وغيره، فلينظر ذلك. اهـ شارح.

(٢) أي: بناء على أن الميم زائدة، والصواب: ذكره هنا فإن الميم أصلية، وذهب أبو حيان إلى زيادتها. فليتأمل. اهـ شارح.

(٣) أي: في ذكره هنا، والصواب ذكره في «قمهد» وسيأتي. اهـ شارح.

(٤) قال الشارح: الصواب: في القمراء. اهـ.

(٥) هكذا بالمثلثة في سائر النسخ، والصواب: التمر بالفوقية. اهـ شارح.

(٦) هو لقب ثور بن عميرة، أحد الدجاجلة الذين ادعوا الألوهية بطريق التناسخ، وكان من جملة ما أظهره صورة قمر، ولما اشتهر أمره قصده الناس وحاصروه في قلعته، فلما تيقن بالهلاك جمع نساءه وسقاهن سمًّا فمتن، ثم تناول شربة منه فمات لعنه الله. ولم يذكره المصنف في مادة (قنع). اهـ شارح.

أقرب الموارد
في فصح العربية والشوارد

الجزء الثاني

تأليف

الفقير اليهِ تعالى سعيد الخوري الشرتوني اللبناني

عُني عنه

منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي

قم - ايران ١٤٠٣ هـ ق

الآدَمَة والبَشَرَة و (قَمِرَ الكَتَّان) احترق من القمر
(قَمِرَ) الرجلُ ل تحيَّر بصرهُ من الثلج ولم يبصر فيهِ و— فلانٌ : أرِق في القمر فلم يَنَم و— الابلُ : رويت من الماء و— الكلأُ والماءُ وغيرهُما : كثُر و— الشيءُ : اشتدَّ بياضهُ
(قَامَرَهُ) راهنهُ ولاعبهُ في القِمار
(أقمَرَ) الرجلُ : ارتقب طلوع القمر و— الثمرُ : تأخَّر اينائهُ حتى يدركهُ البَرْد و— ضربهُ البرد فذهبت حلاوتهُ قبل ان ينضج و— الابلُ : رتعت في كلإٍ كثير و— رويت من الماء و— تأخَّر عشاؤها او طال في القمر و— القومُ : طلع عليهم القمر و— الليلةُ : اضاءت و— الهلالُ : صار في الليلة الثالثة قمرًا
(تَقَمَّرَ) غلب من يقامرهُ وخدعهُ و— الاسدُ وغيرهُ : خرج في القمراء يطلب الصيد و— الظباءَ والطير : تصيَّدها في القمراء لانهُ يقمر بصرها فيها و— الطيرَ : عشَّاها في الليل بالنار ليصيدها و— فلانًا : اتاهُ في القمراء و— المرأةَ : تزوَّجها و— الجاريةَ : اختدعها وقيل ابتنى عليها في القمراء
(تَقَامَرُوا) تراهنوا ولعبوا في القمار
(إقْمَارَّ) إقْمِيرارًا : ابيضَّ وصار بلون القمر
(القِمَار) مصدر قامَرَ و— كل لعب يُشترَط فيهِ غالبًا ان يأخذ الغالب شيئًا من المغلوب سواءٌ كان بالورق او غيرهِ واصل القِمار ان يأخذ الواحد من صاحبهِ شيئًا فشيئًا في اللعب
(قِمَارِ) كقطامِ : موضعٌ منهُ العود القِمَارِيّ
(القُمَارِيُّ) ورق حِرّيف طيّب الطعم نسبة شاذَّة الى قُمْر وهو موضع وراء بلاد الزنج يُجلَب منهُ
(القَمَر) كوكبٌ يستمدُّ نورهُ من الشمس فينكسر على الارض فيرفع ظلمة الليل وتُشبَّه بهِ وجوه الحسان وهو قَمَرٌ بعد ثلاث ليالٍ الى آخر الشهر واما قبل ذلك فهو هلال ج أقمار
(قَمَرَ الشتاء) يضرب بهِ المثل في الضياع يقال اضيع من قمر الشتاء لانهُ لا يجلس فيهِ كما يجلس في قمر الصيف قيل وسُمّي بذلك لانهُ يقمر ضوء الكواكب ويفوز بهِ
(استرعيتُ المالَ القمر) تركتهُ هملًا ليلًا بلا راعٍ يحفظهُ و(استرعيتهُ الشمس) اهملتهُ نهارًا و(استرعيتهُ الشمس والقمرَ) اهملتهُ
(لو كنت اعلم من اين يطلع القمر) اي من اين آتي بالفرح
(قَمَر المُقَنَّع) هو الذي اظهرهُ في الجوّ احتيالًا او من عكس شعاع الزئبق والمُقَنَّع هو حكيم بن عطايا وقيل نور بن عُميرة ظهر في خلافة المهدي العبَّاسي وكان يعتقد الحلول والتناسخ ويدَّعي الالوهيَّة وكان ماهرًا في السحر
(أقمار العلم وشموسهُ) العلماء
(ماءٌ قَمِرٌ) بفتح فكسر : اي كثير
(القَمْرَاء) مؤنث الاقمر و— ضوء القمر و— طائرٌ صغير من الدخاخيل
(القَمْرَة) المرّة من قَمَرَهُ
(القُمْرَة) لونٌ الى الخضرة وقيل بياضٌ فيهِ كدرة والقمر يكون في الليلة الثالثة
(القَمِرَة) كفَرِحة : الليلة فيها القمر
(القُمْرِيَّة) ضربٌ من الحمام ج قَمَارِيّ وقُمْر وقيل الانثى قُمْرِيَّة والذكر ساقُ حُرّ قال الفيوميّ «القُمْرِيّ من الفواخت منسوب الى طير قُمْر وقُمْر اما جمع اقمر مثل احمر وحُمْر واما جمع قُمْرِيّ مثل رومٍ وروميّ والانثى (قُمْرِيَّة) والذكر (ساق حُرّ) والجمع (قَمَارِيّ)»
(الحروف القَمَريَّة) اربعة عشر حرفًا من حروف الهجاء تظهر معها لام ال كا في القمر فنسبت اليهِ
(غابَ قُمَيْر) وهو القمر عند المحاق
(القَمِير) المُقامِر يقال هو قَميرك اي مُقامِرك ج أقمار كنصير وانصار وهو شاذّ
(الاقمَر) الابيض و— ما لونهُ القُمْرَة يقال حمار أقمر واتانٌ قَمْراء وليل اقمر اي فيهِ القمر مضيءٌ وليلة قمراء كذلك (وجه أقمَر) مشبَّه بالقمر ج قُمْر (سحاب أقمَر) ملآن (نخلة مِقمار) اي بيضاء البسر (ليلة مُقْمِرٌ ومُقمِرة) اي فيها القمر (أنشط من ظبي مُقمِر) مَثَل قيل لان الظبي يأخذهُ النشاط في القمر ويلعب وربَّما يغترُّ بهِ ولا يحترز فتاكلهُ السباع ولهذا قيل في مثلٍ آخر «اغرُّ من ظبيٍ مُقمِر»
(الليل طويلٌ وانت مُقمِر) اي حالة كونك مرتقبًا لطلوع القمر والعبارة مَثَل
(المَقْمُور) اسم مفعول و— الشر والكريهة ومنهُ المثَل «وضعت يدي بين احدى مَقْمورتين» اي بين احدى شرَّتين
* القُمْرُز والقُمَرِز * كقُمقِع وعُلَبِط : الصغير الاذن و— القصير
* قَمْرَصَ * الرجلُ : اكل اللوز
(لبنٌ قُمارِصٌ) اي قارص
* القُمْرُق * الجمرك (دخيل)
* قَمَزَهُ * ن وضبط في اللسان ض قَمْزًا : جمعهُ و— الشيءَ : اخذهُ باطراف الاصابع
(أقمَزَ) الرجلُ : اقتنى القَمَز
(القَمَز) محركة : المال الرُّذال الذي لا خير فيهِ
(القُمْزَة) القبضة من التمر وغيرهِ و— برعوم النبت تكون فيهِ الحبَّة ج قُمَز (الكلأ هنا قُمَزٌ قُمَز) اي متقطّع غير متراصّ (القاموس)
* قَمَسَ * الرجلُ في الماء ن ض قَمْسًا : غاص و— فلانًا في الماء : غمسهُ لازمٌ متعدٍّ و— لهُ الاكام في السراب : ارتفعت فرأيتها تطفو و— الولدُ في البطن : اضطرب
(فلان يَقمِس في سربهِ) اذا كان يختفي مرةً ويظهر مرة
(قَمَّسَ) الرجلُ : اروى ابلَهُ

تأليف

أبي القاسم جار الله محمود بن عمر بن أحمد الزمخشري
المتوفى سنة ٥٣٨هـ

تحقيق

محمد باسل عيون السود

الجزء الثاني

المحتوى:
فأد - يهم

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

العُصْفُر وهو الشِّنجار ويقال له: القِلياء والقيلياء.

وهو يَقليه ويَقلاه: يبغضه، وفعل ذلك عن قِلًى ومَقْلِيَةٍ، وتقلّى إليه: تبغّض، وتقالَوْا: تباغضوا، وبينهم تَقالٍ.

ومن المجاز: قَلا الحمارُ أُتنه: طردها. والنّاقة تَقْلُو براكبها. وهو يتقلّى على فراشه: يَتَملْمَلُ ولا يستقرّ؛ وأنشد الجاحظ: [من الخفيف]

لَسْتُ أدري أطالَ لَيْلِيَ أم لا
كيفَ يَدْري بذاكَ مَنْ يَتَقَلّى[1]

وفلان على المِقْلاة: من الجَزَع. واقْلَوْلى الرجلُ: استَوْفز وتجافَى عن مكانه؛ قال: [من الطويل]

سَمِعْن غنائي بعدما نِمْنَ نَوْمَةً
من اللّيل فاقْلَوْلَيْنَ فَوْقَ المَضاجعِ[2]

* قمأ هو صاغرٌ قَميءٌ، وقد قَمُؤ: قماءةً وقَمْأً قَمْأً إذا ذَلّ وصَغُرَ في الأعين، وتقول: فلان قَميّ إلاّ أنه كَميّ.

* قمح: قَمِحتُ السَّويقَ وغيره واقتمحته إذا أخذتَه في راحتك إلى فِيك، واقتمحتُ قُمْحَةً من سَويق وغيره، كقولك: التقمتُ لُقمةً من طعام، ومنه قولهم: قَمَحَ البعير عن الماء وقامَحَ إذا رفع رأسه عنه لا يشرب لعيافه أو لبرد الماء أو للريّ أو لبعض العِلَل، وبعيرٌ قامحٌ ومُقامح، ومن ذلك قالوا لشَيْبان ومِلْحان وهما من أشدّ أشهر الشتاء بَرْداً: شهرا قُمَاحٍ وقِمَاحٍ: لمُقامحة الإبل فيهما عن بَرْدِ الماء؛ قالَ الهذليّ: [من الوافر]

فَتى ما ابنُ الأغرّ إذا شَتَوْنا
وحُبَّ الزّادُ في شَهْرَيْ قُماحِ[3]

وإبلٌ قِمَاحٌ جمعُ قامِحٍ؛ أو وُصِفتْ بالقِماح الذي بمعنى المُقامحة؛ قالَ بشر بن أبي خازم: [من الوافر]

ونحنُ على جوانبها قعودٌ
نَغُضّ الطّرْفَ كالإبلِ القِماحِ[4]

وفي حديث أمّ زَرْع: «وأشربُ فأتَقمَّحُ»[5] أي فأرْوَى حتى لا أقدر على الزّيادة فأرفع رأسي فِعلَ المقامح. ورُوِيَ: فأتقنّحُ أي فأرفع رأسي من الرّيّ كما يُرفع الباب بالقناحة.

ومن المجاز: أُقْمِحَ المغلول فهو مُقْمَحٌ إذا لم يتركه عمودُ الغُلّ الذي ينخس ذَقَنَه أن يطأطىء رأسه ﴿فَهُمْ مُقْمَحُونَ﴾[6]. وقَمَّحَ صاحبَه إذا دفعه بشيء وَقِحٍ ممّا يَجِبُ له كما يفعل الأمراءُ الظَّلَمَةُ بمن يغزو معهم يرضخونه أدنى شيء ويستأثرون بالغنائم. وما أصابت الإبل إلاّ قَمِيحَةً من كلإٍ: شيئاً من اليبَس تستفّه.

* قمر: أقمر الهلال: صار في اللّيلة الثالثة قمراً. وفي مثل: «اللّيلُ طويلٌ وأنت مُقْمِر»[7]، وليلة مقمرةٌ، وأتيته في القَمراء وقعدنا في القمراء؛

---

(١) لم يرد البيت في المعاجم الأخرى.
(٢) البيت بلا نسبة في اللسان والتاج (قلا).
(٣) البيت لمالك بن خالد الهذلي في شرح أشعار الهذليين ٤٥١، واللسان والتاج (سبح، قمح)، وبلا نسبة في اللسان (لوح)، والإنصاف ٦٦.
(٤) ديوان بشر بن أبي خازم ٤٨، واللسان والتاج (قمح)، والمجمل ٤/ ١٢٢ (قمح)، والمخصص ٧/ ١٠٠، ١٦/ ١٣٤، وديوان الأدب ١/ ٤٥٦، والتهذيب ٤/ ٨١، وبلا نسبة في العين ٣/ ٥٥، والمقاييس ٥/ ٢٤، والجمهرة ٥٦٠.
(٥) أخرجه البخاري في النكاح، باب: حديث أم زرع.
(٦) ٨/ يس: ٣٦.
(٧) المستقصى ٢/ ١٨٢، ومجمع الأمثال ٢/ ٧٤.

لسان العرب

لابن منظور

طبعة جديدة محققة ومشكولة شكلاً كاملاً
ومذيّلة بفهارس مفصّلة

١

دار المعارف

وَلَيْلَةٌ قَمْراءُ أَىْ مُضِيئَةٌ . وَأَقْمَرَتْ لَيْلَتُنا . أَضاءَتْ . وَأَقْمَرْنا أَىْ طَلَعَ عَلَيْنا الْقَمَرُ .

وَالْقَمَرُ : الَّذِى فِى السَّماءِ . قالَ ابْنُ سِيدَهْ : وَالْقَمَرُ يَكُونُ فِى اللَّيْلَةِ الثّالِثَةِ مِنَ الشَّهْرِ ، وَهُوَ مُشْتَقٌّ مِنَ الْقُمْرَةِ ، وَالْجَمْعُ أَقْمارٌ . وَأَقْمَرَ : صارَ قَمَراً ، وَرُبَّما قالُوا : أَقْمَرَ اللَّيْلُ وَلا يَكُونُ إِلاّ فِى الثّالِثَةِ ، أَنْشَدَ الفارِسِىُّ :

يا حَبَّذا العَرَصاتُ لَيـ ... ـلاً فِى لَيالٍ مُقْمِراتِ !

أَبُو الْهَيْثَمِ : يُسَمَّى الْقَمَرُ لِلَيْلَتَيْنِ مِن أَوَّلِ الشَّهْرِ هِلالاً ، وَلِلَيْلَتَيْنِ مِنْ آخِرِهِ ، لَيْلَةِ سِتٍّ وَعِشْرِينَ وَلَيْلَةِ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ ، هِلالاً ، وَيُسَمَّى ما بَيْنَ ذلِكَ قَمَراً . الْجَوْهَرِىُّ : الْقَمَرُ بَعْدَ ثَلاثٍ إِلَى آخِرِ الشَّهْرِ يُسَمَّى قَمَراً لِبَياضِهِ ، وَفِى كَلامِ بَعْضِهِمْ قُمَيْرٌ ، وَهُوَ تَصْغِيرُهُ . وَالْقَمَرانِ : الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ . وَالْقَمْراءُ : ضَوْءُ الْقَمَرِ ، وَلَيْلَةٌ مُقْمِرَةٌ ، وَلَيْلَةٌ قَمْراءُ مُقْمِرَةٌ ، قالَ :

يا حَبَّذا القَمْراءُ وَاللَّيْلُ السّاجْ ... وَطُرُقٌ مِثْلُ مُلاءِ النَّسّاجْ

وَحَكَى ابْنُ الأَعْرابِىِّ : لَيْلٌ قَمْراءُ ، قالَ ابْنُ سِيدَهْ : وَهُوَ غَرِيبٌ ، وَعِنْدِى أَنَّهُ عَنَى بِاللَّيْلِ اللَّيْلَةَ ، أَوْ أَنَّهُ عَلَى تَأْنِيثِ الجَمْعِ : قالَ : وَنَظِيرُهُ ما حَكاهُ مِنْ قَوْلِهِمْ : لَيْلٌ ظَلْماءُ ، قالَ : إِلاّ أَنَّ ظَلْماءَ أَسْهَلُ مِنْ قَمْراءَ ؛ قالَ : وَلا أَدْرِى لأَىِّ شَىْءٍ اسْتَسْهَلَ ظَلْماءَ ، إِلاّ أَنْ يَكُونَ سَمِعَ العَرَبَ تَقُولُهُ أَكْثَرَ . وَلَيْلَةٌ قَمِرَةٌ : قَمْراءُ (عَنِ ابْنِ الأَعْرابِىِّ) ، قالَ : وَقِيلَ لِرَجُلٍ : أَىُّ النِّساءِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟ قالَ : بَيْضاءُ بَهْتَرَةٌ ، حالِيَةٌ عَطِرَةٌ ، حَيِيَّةٌ خَفِرَةٌ ، كَأَنَّها لَيْلَةٌ قَمِرَةٌ ؛ قالَ ابْنُ سِيدَهْ : وَقَمِرَةٌ عِنْدِى عَلَى النَّسَبِ .

وَوَجْهٌ أَقْمَرُ : مُشَبَّهٌ بِالقَمَرِ . وَأَقْمَرَ الرَّجُلُ : ارْتَقَبَ طُلُوعَ القَمَرِ ؛ قالَ ابْنُ أَحْمَرَ :

لا تُقْمِرَنَّ عَلَى قَمْرٍ وَلَيْلَتِهِ ... لا عَنْ رِضاكَ وَلا بِالكُرْهِ مُغْتَصِبا

ابْنُ الأَعْرابِىِّ : يُقالُ لِلَّذِى قَلَصَتْ قُلْفَتُهُ حَتَّى بَدا رَأْسُ ذَكَرِهِ : عَضَّهُ القَمَرُ ؛ وَأَنْشَدَ :

فِداكَ نِكْسٌ لايَبِضُّ حَجَرُهْ ... مُخَرَّقُ العِرْضِ جَدِيدٌ مِمْطَرُهْ

فِى لَيْلِ كانُونٍ شَدِيدٍ خَصَرُهْ ... عَضٍّ بِأَطْرافِ الزُّبانَى قَمَرُهْ

يَقُولُ : هُوَ أَقْلَفُ لَيْسَ بِمَخْتُونٍ إِلا ما نَقَصَ مِنْهُ القَمَرُ ، وَشَبَّهَ قُلْفَتَهُ بِالزُّبانَى ؛ وَقِيلَ : مَعْناهُ أَنَّهُ وُلِدَ وَالقَمَرُ فِى العَقْرَبِ ، فَهُوَ مَشْئُومٌ .

وَالعَرَبُ تَقُولُ : اسْتَرْعَيْتُ مالِى القَمَرَ إِذا تَرَكْتَهُ هَمَلاً لَيْلاً بِلا راعٍ يَحْفَظُهُ ، وَاسْتَرْعَيْتُهُ الشَّمْسَ إِذا أَهْمَلْتَهُ نَهاراً ؛ قالَ طَرَفَةُ :

وَكانَ لَها جارانِ قابُوسُ مِنْهُما ... وَبِشْرٌ وَلَمْ أَسْتَرْعِها الشَّمْسَ وَالقَمَرْ

أَىْ لَمْ أُهْمِلْها ؛ قالَ وَأَرادَ البَعِيثُ هذا المَعْنَى بِقَوْلِهِ :

بِحَبْلِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَرَحْتُها ... وَما غَرَّنِى مِنْها الكَواكِبُ وَالقَمَرْ

وَتَقَمَّرْتُهُ : أَتَيْتُهُ فِى القَمْراءِ . وَتَقَمَّرَ الأَسَدُ : خَرَجَ يَطْلُبُ الصَّيْدَ فِى القَمْراءِ ؛ وَمِنْهُ قَوْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَنَمَةَ الضَّبِّىِّ :

أَبْلِغْ عُتَيْبَةَ أَنَّ راعِىَ إِبْلِهِ ... سَقَطَ العَشاءُ بِهِ عَلَى سِرْحانِ

سَقَطَ العَشاءُ بِهِ عَلَى مُتَقَمِّرٍ ... حامِى الذِّمارِ مُعاوِدِ الأَقْرانِ

قالَ ابْنُ بَرِّىّ : هذا مَثَلٌ لِمَنْ طَلَبَ خَيْراً فَوَقَعَ فِى شَرٍّ ، قالَ : وَأَصْلُهُ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ فِى مَفازَةٍ ، فَيَعْوِى لِتُجِيبَهُ الكِلابُ بِنُباحِها فَيَعْلَمَ إِذا نَبَحَتْهُ الكِلابُ أَنه مَوْضِعُ الحَىِّ فَيَسْتَضِيفُهُمْ ؛ فَيَسْمَعُ الأَسَدُ أَوِ الذِّئْبُ عُواءَهُ ، فَيَقْصِدُ إِلَيْهِ فَيَأْكُلُهُ ؛ قالَ : وَقَدْ قِيلَ إِنَّ سِرْحانَ هٰهُنا اسْمُ رَجُلٍ كانَ مُغِيراً ، فَخَرَجَ بَعْضُ العَرَبِ بِإِبِلِهِ لِيُعَشِّيَها ، فَهَجَمَ عَلَيْهِ سِرْحانُ فاسْتاقَها ؛ قالَ : فَيَجِبُ عَلَى هذا أَلاّ يَنْصَرِفَ سِرْحانُ لِلتَّعْرِيفِ وَزِيادَةِ الأَلِفِ وَالنُّونِ ، قالَ : وَالمَشْهُورُ هُوَ القَوْلُ الأَوَّلُ .

وَقَمَرُوا الطَّيْرَ : عَشَّوْها فِى اللَّيْلِ بِالنارِ لِيَصِيدُوها ، وَهُوَ مِنْهُ ؛ وَقَوْلُ الأَعْشَى :

تَقَمَّرَها شَيْخٌ عِشاءً فَأَصْبَحَتْ ... قُضاعِيَّةً تَأْتِى الكَواهِنَ ناشِصا

يَقُولُ : صادَها فِى القَمْراءِ ؛ وَقِيلَ : مَعْناهُ بَصُرَ بِها فِى القَمْراءِ ؛ وَقِيلَ : اخْتَدَعَها كَما يُخْتَدَعُ الطَّيْرُ ؛ وَقِيلَ : ابْتَنَى عَلَيْها فِى ضَوْءِ القَمَرِ ، وَقالَ أَبُو عَمْرٍو : تَقَمَّرَها أَتاها فِى القَمْراءِ ، وَقالَ الأَصْمَعِىُّ : تَقَمَّرَها طَلَبَ غِرَّتَها وَخَدَعَها ، وَأَصْلُهُ تَقَمُّرُ الصَّيّادُ الظِّباءَ وَالطَّيْرَ بِاللَّيْلِ إِذا صادَها فِى ضَوْءِ القَمَرِ فَتَقْمَرُ أَبْصارُها فَتُصادُ ؛ وَقالَ أَبُو زُبَيْدٍ يَصِفُ الأَسَدَ :

وَراحَ عَلَى آثارِهِمْ يَتَقَمَّرُ

أَىْ يَتَعاهَدُ غِرَّتَهُمْ ، وَكَأَنَّ القِمارَ مَأْخُوذٌ مِنَ الخِداعِ ؛ يُقالُ : قامَرَهُ بِالخِداعِ فَقَمَرَهُ .

قالَ ابْنُ الأَعْرابِىِّ فِى بَيْتِ الأَعْشَى : تَقَمَّرَها تَزَوَّجَها وَذَهَبَ بِها ، وَكانَ قَلْبُها مَعَ الأَعْشَى فَأَصْبَحَتْ وَهِىَ قُضاعِيَّةٌ ، وَقالَ ثَعْلَبٌ : سَأَلْتُ ابْنَ الأَعْرابِى عَنْ مَعْنَى قَوْلِهِ تَقَمَّرَها فَقالَ : وَقَعَ عَلَيْها وَهُوَ ساكِتٌ ، فَظَنَّتْهُ شَيْطاناً .

وَسَحابٌ أَقْمَرُ : مَلآنُ ؛ قالَ :

سَقَى دارَها جَوْنُ الرَّبابَةِ مُخْضِلٌ ... يَسُحُّ فَضِيضَ الماءِ مِنْ قَلَعٍ قُمْرِ

وَقَمِرَتِ القِرْبَةُ تَقْمَرُ قَمَراً إِذا دَخَلَ الماءُ بَيْنَ الأَدَمَةِ وَالبَشَرَةِ فَأَصابَها فَضاءٌ[1] وَفَسادٌ ؛ وَقالَ ابْنُ سِيدَهْ : وَهُوَ شَىْءٌ يُصِيبُ القِرْبَةَ مِنَ القَمَرِ كالاحْتِراقِ . وَقَمِرَ السِّقاءُ قَمَراً : بانَتْ أَدَمَتُهُ مِنْ بَشَرَتِهِ .

وَقَمِرَ قَمَراً : أَرِقَ فِى القَمَرِ فَلَمْ يَنَمْ .

---

(١) قوله : « فضاء » خطأ صوابه « قَضأٌ » على فَعَل . وقضِئَ السقاء والقربة يقضأ قَضأً فسد فعفن وتهافت .

[عبد الله]

مفردات القرآن (اردو)
www.KitaboSunnat.com
جلد دوم
تصنیف
امام راغب اصفہانی
ترجمہ و حواشی
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہٗ فیروزپوری
شیخ شمس الحق
۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

(ناقہ نے سوار کو گرادیا) وَقَلَوْتُ بِالْقُلَّةِ (میں نے گلی کو پھینکا) وغیرہا محاورات سے مشتق ہوگا۔ اور جس چیز سے دل بوجہ بغض یا ناپسندیدہ ہونے کے اس طرح گھن کھائے گویا اسے پھینک رہا ہے تو اسے مَقْلُوٌّ کہا جائے گا۔اور اگر ناقص یائی سے مشتق مانا جائے تو یہ قَلَيْتُ الْبُسْرَ وَالسَّوِيْقَ عَلَى الْمِقْلَاةِ کے محاورہ سے ماخوذ ہوگا جس کے معنی مِقْلَاة (فرائی پین) میں کھجور اور ستو ڈال کر تلنے کے ہیں۔

(ق م ح)

اَلْقُمْحُ: خلیل نے کہا ہے کہ قَمْحٌ اس گیہوں کو کہتے ہیں جو پکنے کے وقت سے لے کر ذخیرہ اندوزی تک بالی کے اندر ہی رکھا جائے اور اس گیہوں سے جو ستو بنایا جاتا ہے اسے قَمِيْحَة کہا جاتا ہے۔

(اور ستو کی مناسبت سے) کوئی چیز پھانکنے کے لیے سر اوپر اٹھانے کو اَلْقَمْحُ (ف) کہتے ہیں۔پھر محض سر اٹھانے پر (خواہ کسی وجہ سے ہو قَمْحَ کہا جانے لگا ہے۔چنانچہ کہا جاتا ہے قَمَحَ الْبَعِيْرُ: اونٹ نے (سیری کے بعد حوض سے) سر اوپر اٹھالیا اَقْمَحْتُ الْبَعِيْرَ: میں نے اونٹ کا سر اونچا کر کے پچھلی جانب باندھ دیا۔اور آیت کریمہ: ﴿فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ﴾ (۳۶۔۸) تو انکے سر الٹ رہے ہیں۔میں تشبیہ اور تمثیل کے طور پر ان کو مُقْمَحُوْنَ کہا گیا ہے۔اور اس سے مقصود قبول حق سے ان کی سرتابی اور سرکشی اور راہ خدا میں خرچ کرنے سے ان کے انکار کو بیان کرنا ہے۔بعض نے کہا ہے کہ قیامت کے دن ان کی اس حالت کی طرف اشارہ ہے جس کا تذکرہ آیت ﴿اِذِ الْاَغْلَالُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ﴾ (۴۰۔۷۱) جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔میں پایا جاتا ہے۔

(ق م ر)

اَلْقَمَرُ: چاند جب پورا ہو رہا ہو تو اسے قمر کہا جاتا ہے اور یہ حالت تیسری رات کے بعد ہوتی ہے۔

بعض نے کہا کہ چاند کو قَمَر اس لیے کہا جاتا ہے وہ ستاروں کی روشنی کو خیرہ کر دیتا ہے اور ان پر غالب آجاتا ہے[1] قرآن پاک میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا﴾ (۱۰۔۵) وہی تو ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو منور بنایا۔

﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾ (۳۶۔۳۹) اور چاند کی (بھی) ہم نے منزلیں مقرر کردیں۔

﴿وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (۵۴۔۱) اور چاند شق ہو گیا۔

﴿وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا﴾ (۹۱۔۲) اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے۔

﴿كَلَّا وَالْقَمَرِ﴾ (۷۴۔۳۲) ہاں ہاں (ہمیں) چاند کی قسم۔

اَلْقَمْرَاء: چاند کی روشنی۔چاندنی۔تَقَمَّرْتُ فُلَانًا چاندنی رات میں کسی کے پاس جانا۔

قَمِرَتِ الْقِرْبَةُ: چاند کی روشنی سے پانی کی مشک خراب ہوگئی۔

حِمَارٌ اَقْمَرُ: چاند کے رنگ۔یعنی سبزی مائل سفید رنگ کا گدھا۔

قَمَرْتُ فُلَانًا كَذَا میں نے فلاں کو اس چیز سے دھوکا دیا۔

[1] يقال قمره اى غلب عليه فى القمار

التراث العربي
سلسلة تصدرها وزارة الإعلام
في الكويت

-١٦-

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الثالث عشر

تحقيق

الدكتور حسين نصار

راجعه

عبد العليم الطحاوى و عبد الستار احمد فراج

باشراف لجنة فنية بوزارة الاعلام

١٣٩٤ هـ - ١٩٧٤ م

مطبعة حكومة الكويت

تم إعادة طباعة هذا الجزء من قبل
المجلس الوطني للثقافة و الفنون و الأداب

الصافِي ، (حِمارٌ أَقْمَرُ .و) العَرَب تقولُ فى السَّماءِ إذا رَأَتْها : كَأَنَّها بَطْنُ (أَتان قَمْرَاء) ، فهى أَمْطَرُ ما تكُون. وفى حَدِيث الدَّجّال : «هِجَانٌ أَقْمَرُ». قال ابنُ قُتَيْبَةَ : الأَقْمَرُ : الأَبْيَضُ الشَّدِيدُ البَياضِ ، والأُنْثَى قَمْرَاءُ . ويُقالُ للسَّحابِ الذى يَشْتَدُّ ضَوْءُه لِكَثْرَة مائه : سَحابٌ أَقْمَرُ . وفى حديث حَلِيمَة : «ومعَها أَتانٌ قَمْراءُ» ، أَى بَيْضَاءُ .

(والقَمَرُ) الّذى فى السَّماءِ معروفٌ . قال ابنُ سِيدَه : (يَكُونُ فى اللَّيْلَةِ الثالِثَةِ) من الشَّهْر ، وهو مُشْتَقٌّ من القُمْرَة ، والجَمْعُ أَقْمارٌ . وقال أَبو الهَيْثَم : يُسَمَّى القَمَرُ لِلَيْلَتَيْن من أَوّلِ الشَّهْرِ هِلالاً ، ولِلَيْلَتَيْنِ من آخرِه لَيْلَةَ سِتٍّ وعِشْرِين ولَيْلَةَ سَبْعٍ وعِشْرين : هِلالاً ، ويُسَمَّى ما بَيْنَ ذٰلك قَمَرًا . وفى الصّحاح : القَمَرُ بَعْدَ ثَلاثٍ إلى آخِرِ الشَّهْرِ يُسَمَّى قَمَرًا لِبَياضِه .

(والقَمْرَاءُ : ضَوْءُه) ، أَى القَمَرِ .

(و) القَمْرَاءُ : (طائرٌ) صَغِيرٌ من الدَّخاخِيلِ . وفى التَّهْذِيب : القَمْرَاءُ : دُخَلَةٌ من الدُّخَّل .

(و) القَمْرَاءُ : (لَيْلَةٌ فيها القَمَرُ) ، قال :

يا حَبَّذَا القَمْرَاءُ واللَّيْلُ السَّاجْ
وطُرُقٌ مِثْلُ مُلاَءِ النَّسَّاجْ[1]

وحَكَى ابنُ الأَعْرَابِىّ : لَيْلٌ قَمْرَاءُ . قال ابنُ سِيدَه : وهُوَ غَرِيبٌ . قال : وعِنْدِى أَنَّه عَنَى باللَّيْلِ اللَّيْلَةَ ، أَو أَنَّثَه على تَأْنِيثِ الجَمْعِ . وسيأْتى للمصنِّف فى «ظ ل م» (كالمُقْمِرَة والمُقْمِرِ ، كمُحْسِنَة ومُحْسِنٍ ، والقَمِرَة ، كفَرِحَة) ، يُقَال : لَيْلَةٌ قَمِرَةٌ ، أَى قَمْرَاءُ ؛ عن ابنِ الأَعرابىّ . قال : وقِيلَ لِرَجُل : أَىُّ النِّساء أَحَبُّ إِلَيْك ؟ قال : بَيْضاءُ بَهْتَرَةٌ ، حالِيَةٌ عَطِرَةٌ ، حَيِيَّةٌ خَفِرَةٌ ، كأَنَّها لَيْلَةٌ قَمِرَةٌ . قال ابنُ سِيدَه : وقَمِرَةٌ ، عندى ، على النَّسَب .

(ووَجْهٌ أَقْمَرُ : مُشَبَّهٌ به) ، أَى بالقَمَرِ فى بَياضِ اللَّوْنِ .

(١) اللسان والعباب .

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢ هـ.

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣ هـ.

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

الإجلال، وهامت أرواح العشاق في معاناة الأشواق:

كل إليك بكله مشتاق وعليه من رقبائه أحداق
يهواك ما ناح الحمام بأيكة أو لاح برق في الدجى خفاق
شوقي إليه لا يزال يديره فجميعه لجميعه عَشاق

اشتاق القمر ....

(الإجلال وهامت أرواح العشاق:) خرجت على وجهها فلم تدر أين تتوجه، **(في معاناة الأشواق:)** جمع شوق، وهو نزاع النفس إلى الشيء والحنين، وشوّقني إلى كذا هيجني وأنشد لغيره قوله **(كل)** استغراقية؛ كقوله: ﴿والله بكل شيء عليم﴾ [البقرة: ٢٨٢] «وكل راع مسؤول عن رعيّته»، ولا يستعمل إلا مضافاً لفظًا كما رأيت، أو تقديراً؛ كقوله: ﴿كلٌّ يجري﴾ [الرعد: ٢، لقمان: ٢٩، فاطر ١٣،الزمر: ٥].

قال الأخفش: المعنى كلهم يجري كما تقول كل منطلق، أي: كلهم، ومنه ما هنا، أي: كل الشاخصين ومن بعدهم. **(إليك بكله)** بجملته روحًا وجسمًا **(مشتاق وعليه من رقبائه)** جمع رقيب **(أحداق:)** عيون: **(يهواك)** تميل نفسه إليك **(ما ناح الحمام بأيكة)** مفرد أيك، كتمر وتمرة شجر، كما في المصباح، أو هو مضاف للضمير لأدنى ملابسة، فيكون جمعًا **(أو لاح برق :)** ما يلمع من السحاب، مصدر **(في الدجى:)** والظلم **(خفاق)** والدجى لا يكاد ينفكّ عن برق وإن لم يعمّ فإن فقد في مكان وجد في غيره، **(شوقي)** فاعل يهوي **(إليه)** بإشباع الهاء للوزن، وفيه التفات عن الخطاب، وفي نسخ إليك **(لا يزال يديره)** يحرّك الهوى **(فجميعه)** أي: كل أو الشوق، والأول أولى؛ لأنه المحدث عنه، ولفظ كل واحد ومعناه متعدّد، فيجوز عود الضمير على اللفظ وعلى المعنى **(لجميعه)** أي: النبيّ ﷺ، وإن لم يتقدم له ذكر لدلالة الكلام عليه فكأنه مذكور؛ كقوله: «ولأبويه، ولكل واحد منهما السدس»، أي: الميّت، أي: كل محب **(عشاق)** بفتح المهملة، أي: كثير العشق لجميع أجزاء المصطفى، فجميع متعلّق به مقدم عليه **(اشتاق القمر)** سمّي بذلك لبياضه. قال الفارابي وتبعه الجوهري: الهلال ثلاث ليال أول الشهر ثم هو قمر بعد ذلك. وقال الأزهري: القمر يسمّى ليلتين أول الشهر هلالاً، كليلتي ستّ وسبع وعشرين، ويسمى قمرًا فيما بين ذلك. وقال غيره: الهلال ثلاث ليال،ثم هو قمر إلى ثلاثة عشر، ثم يستوي ليلة ثلاثة عشر فتسمى تلك الليلة ليلة السواء، ثم تليها ليلة البدر؛ لأنه إذا بدرت الشمس بالغروب بادرها بالطلوع. وقيل: من البدرة، وهي ألف دينار لتمام عدده، ثم يسمّى ليلة النصف قمراً وزبرقانًا بكسر الزاي، ومنه:

Nūr al-Ḥasan Khān

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirāb al-sāʻah

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

١٣٠١م

کی چاند گہن پندرہوین رات سورج گہن ہوگا اسطرح کا گہن جب سے خدا نے
آسمان زمین کو بنایا ہے کبھی آجتک نہین ہوا ۳ ایک رمضان مین دوبار چاند
گہن ہوگا یہہ کچہہ مخالف اول کے نہین ہے ۴ قرن ذی السنین نکلیگا ۵
ایک تارا نکلے گا جسکی دم چمکتی ہوگی ۶ مشرق کیطرف سے ایک بڑی آگ ظاہر
ہوگی تین رات یا سات رات رہیگی جاوہ کی آگ بھی گویا اسی کا نمونہ ہے جو اس
سنہ ۱۳۰۰ مین ظاہر ہوئی ۷ آسمان مین اندھیرا ظاہر ہوگا ۸ آسمان پر سرخی ہوگی
آسمان کے کنارون مین پہیل جاویگی یہہ سرخی شفق کیسی نہوگی فی الحال جو سرخی
صبح شام چہہ ماہ سے اب تک ہوتی ہے افق مین منتشر ہے کیا تعجب ہے کہ یہی نشانی
ہو واللہ اعلم ۹ ایک عام ندا ہوگی جو ساری زمین والونکو پہونچیگی ہر زبان والا
اپنی اپنی زبان مین اوسکو سنے گا ۱۰ شام مین ایک گاؤن حرستا نام زمین مین دہس
جاویگا ۱۱ آسمان سے ایک منادی بنام مہدی ندا کریگا مشرق مغرب والے
اوسکو سنین گے کوئی سوتا نہیگا مگر جاگ اوٹھیگا کوئی کہڑا نہوگا مگر بیٹھہ جاویگا
کوئی بیٹھا نہوگا مگر دونون پاؤن پر کہڑا ہوجاویگا یہہ ندا اوس ندا کے سوا ہے
جو بعد ظہور مہدی کے ہوگی ۱۲ شوال مین عصابہ ذیقعدہ مین معمعہ ذی الحجہ مین
محاربہ ہوگا حاجی لوٹے مارے جاوینگے خون جمرہ عقبہ پر سے بہ نکلے گا عصابہ سے
مراد یہہ ہے کہ ابر ظاہر ہوگا معمعہ کہتے ہین آگ لگنے کی آواز کو لو کے دن کو جو
نہایت گرم ہو مراد اس سے فتنے ہین اشاعہ مین کہا ہے تارے ومدار سرخی سیاہی
تو ہوچکی انتہے مین کہتا ہون اگرچہ ہوچکی مگر اب پہر ہوتی ہے گویا یہی کثرت دلیل
ہے قرب ظہور پر ۱۳ اختلاف ہوگا زلزلے آوینگے ۱۴ آسمان سے ندا ہوگی
الا ان الحق فی آل محمد زمین سے ندا ہوگی الا ان الحق فی آل عیسیٰ او آل عباس
پہلی ندا فرشتے کی ہوگی دوسری ندا شیطان کی ہے ۱۵ اور فتنے ہون جو

ایک بیوہ کا نذرانہ

[۴۱] پھر وہ ہیکل کے خزانہ کے سامنے جا بیٹھا اور دیکھنے لگا کہ لوگ اُس میں کیا کیا ڈالتے ہیں۔ کئی امیر لوگ اُس میں بڑی بڑی رقمیں ڈال رہے تھے۔ [۴۲] اِتنے میں ایک غریب بیوہ وہاں آئی اور اُس نے صرف دو پیسے یعنی ایک دھیلا ڈالا۔

[۴۳] یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر اُن سے کہا کہ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ ہیکل کے خزانہ میں نذرانہ ڈالنے والے لوگوں میں اِس غریب بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا ہے۔ [۴۴] کیونکہ اُنہوں نے تو اپنی فالتو رقم میں سے کچھ ڈالا مگر اِس نے غریبی کے باوجود سب کچھ جو اُس کے پاس تھا دے دیا یعنی کہ اپنی ساری پُونجی ڈال دی۔

آخرت کی نشانیاں

۱۳ جب وہ ہیکل سے باہر نکلا تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک نے اُس سے کہا کہ اَے اُستاد! دیکھ یہ کیسے کیسے پتھّر اور کیسی کیسی عمارتیں ہیں۔

[۲] یسُوعؔ نے اُس سے کہا: تُو اِن عالیشان عمارتوں کو دیکھتا ہے؟ اِن کا کوئی بھی پتھّر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گِرا دیا جائے گا۔

[۳] جس وقت وہ ہیکل کے سامنے کوہِ زیتونؔ پر بیٹھا تھا تو پطرسؔ، یعقوبؔ، یوحنّاؔ اور اندریاسؔ نے تنہائی میں اُس سے پُوچھا: [۴] ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور اِن کے ظہور میں آنے کا نشان کیا ہے؟

[۵] یسُوعؔ اُن سے کہنے لگا کہ خبردار رہو! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ [۶] کیونکہ بہت سے لوگ میرے نام سے آئیں گے اور اپنے آپ کو مسیح کہہ کر بے شمار لوگوں کو گمراہ کر دیں گے؟ [۷] اور جب تُم لڑائیوں کے بارے میں اور لڑائیوں کی افواہیں سُنو تو گھبرا نہ جانا۔ اِن کا واقع ہونا ضروری ہے مگر ابھی آخرت نہ ہوگی۔ [۸] کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت حملہ کرے گی اور جگہ جگہ زلزلے آئیں گے اور کال پڑیں گے لیکن آگے آنے والی مصیبتوں کا آغاز اِن ہی سے ہوگا۔

[۹] چنانچہ تُم خبردار رہو کیونکہ لوگ تمہیں عدالتوں کے حوالہ کریں گے۔ تُم عبادت خانوں میں کوڑوں سے پیٹے جاؤ گے اور میری وجہ سے حاکموں اور بادشاہوں کے آگے حاضر کیے جاؤ گے تاکہ اُنہیں میری گواہی دے سکو۔ [۱۰] لیکن اِس سے پہلے ضروری ہے کہ ساری قوموں میں اِنجیل کی منادی کی جائے۔ [۱۱] جب لوگ تمہیں پکڑ کر عدالت کے حوالہ کریں تو پہلے سے فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کہیں گے بلکہ جو کچھ تمہیں اُس وقت بتایا جائے وہی کہنا کیونکہ کہنے والے تُم نہیں بلکہ پاک رُوح ہے۔

[۱۲] بھائی اپنے بھائی اور باپ اپنے بیٹے کو قتل کے لیے حوالہ کرے گا۔ بچّے اپنے ماں باپ کے خلاف کھڑے ہو کر اُنہیں قتل کروا ڈالیں گے۔ [۱۳] اور میرے نام کے سبب سے لوگ تُم سے دشمنی رکھّیں گے لیکن جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔

[۱۴] جب تُم اُس اُجاڑ دینے والی مکروہ چیز کو وہاں کھڑا دیکھو جہاں اُس کا موجود ہونا جائز نہیں (پڑھنے والا سمجھ لے) تو اُس وقت جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ [۱۵] جو کوئی چھت پر ہو وہ نیچے نہ اُترے اور نہ ہی اندر جا کر کچھ باہر نکالنے کی کوشش کرے۔ [۱۶] اور جو شخص کھیت میں ہو اپنا کپڑا لینے کے لیے واپس نہ جائے۔ [۱۷] لیکن افسوس ہے اُن پر جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور اُن پر بھی جو دودھ پلاتی ہوں۔ [۱۸] دعا کرو کہ یہ مصیبت سردیوں میں برپا نہ ہو [۱۹] کیونکہ یہ ایسی بڑی مصیبت کے دِن ہوں گے کہ خدا کی خلقت کے شروع سے اب تک نہ تو ایسی مصیبت آئی ہے نہ پھر کبھی آئے گی۔ [۲۰] اگر خداوند اُن دِنوں کی تعداد کم نہ کرتا تو کوئی جاندار زندہ نہ بچتا۔ مگر اُس نے اپنے برگزیدہ لوگوں کی خاطر اُن دِنوں کو گھٹا دیا ہے۔ [۲۱] اگر اُس وقت کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا دیکھو وہ وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ [۲۲] کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور معجزے اور عجیب کام دکھائیں گے تاکہ اگر ممکن ہو تو خدا کے برگزیدہ لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ [۲۳] لہٰذا خبردار رہو! میں نے پہلے ہی تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔

[۲۴] لیکن اُن دِنوں کی مصیبت کے بعد

سورج تاریک ہو جائے گا،
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی؛
[۲۵] آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے،
اور آسمان کی قوّتیں ہلا دی جائیں گی۔

[۲۶] اُس وقت لوگ ابنِ آدم کو بادلوں میں عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گے [۲۷] اور تب وہ فرشتوں کو بھیج کر آسمان کی انتہا سے زمین کی انتہا تک چاروں طرف سے اپنے برگزیدہ لوگوں کو جمع کرے گا۔

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢ هـ.

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣ هـ.

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الأول

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

اليوم، وأن اسمه محمد. رواه أبو جعفر بن أبي شيبة، وخرجه أبو نعيم في الدلائل بسند ضعيف.

وقيل: كان مولده عليه الصلاة والسلام عند طلوع الغفر، وهو ثلاثة أنجم صغار ينزلها القمر، وهو مولد النبيين، ووافق ذلك من الشهور الشمسية نيسان، وهو برج الحمل، وكان لعشرين مضت منه.

وقيل ولد ليلاً فعن عائشة قالت: كان بمكة يهودي يتجر فيها، فلما كانت الليلة التي ولد فيها رسول الله ﷺ قال: يا معشر قريش هل ولد فيكم الليلة مولود. قالوا لا نعلمه قال ولد في هذه الليلة نبي هذه الأمة الأخير بين كتفيه علامة فيها

اليوم، وإن اسمه محمّد، رواه أبو جعفر بن أبي شيبة) محمّد بن عثمٰن العبسي الكوفي محدثها الحافظ البارع، صنّف وجمع، وثّقه صالح جزرة وابن عدي وعبدان، وقال عبد اللّٰه بن أحمد: كذاب، وقال ابن خراش: يضع وقال مطين: هو عصا موسى تلقف ما يأفكون، وقال ابن البرقاني: لم أزل أسمع أنه مقدوح فيه، مات في جمادىٰ الأولى سنة سبع وتسعين ومائتين، وما يقع في نسخ أبو جعفر وابن أبي شيبة بزيادة واو غلط من الجهلة.

(وخرّجه أبو نعيم في الدلائل) أي: في كتاب دلائل النبوّة، وكذا رواه ابن عساكر **(بسند ضعيف)** ومن ثمّ عبّر أوّلا بروى تمريضًا على العادة، **(وقيل: كان مولده عليه الصّلاة والسّلام عند طلوع الغفر)** بفتح الغين المعجمة وسكون الفاء ثم راء مهملة، كما ضبطه ابن باطيش وهو مقتضى القاموس. **(وهو ثلاثة أنجم صغار ينزلها القمر، وهو مولد النبيّين)** أي: وقت مولدهم، **(ووافق ذلك من الشهور الشمسية نيسان)** بفتح النون وهو سابع الأشهر الرومية؛ كما في القاموس. **(وهو برج الحمل)** وفي النور عن الدمياطي ولد في برج الحمل، وهو يحتمل أن يكون في نيسان وأن يكون في آذار، انتهى. لكن ما جزم به المصنّف نقله في روضة الأحباب عن أبي معشر البلخي.

(وكان) ذلك، أي: مولده، **(لعشرين مضت منه)** من نيسان، قاله الخوارزمي **(وقيل: ولد ليلاً)** من غير تعيين وقت ولادته؛ ككونه عند طلوع الغفر فغايره ما قبله، **(فعن عائشة)** أنها **(قالت: كان بمكّة يهودي يتّجر فيها، فلمّا كانت الليلة التي ولد فيها رسول اللّٰه ﷺ، قال)** اليهودي: وهذا مما تلقته عن غيرها؛ لأن ولادتها بعد ذلك بمدّة وهي لا تحدّث إلا عن ثقة، **(يا معشر قريش، هل ولد فيكم الليلة مولود؟ قالوا: لا نعلمه، قال:)** زاد في رواية يعقوب بن سفيٰن السابقة انظروا فإنه **(ولد في هذه الليلة نبيّ هذه الأمّة الأخيرة، بين كتفيه علامة)** هي: خاتم النبوّة **(فيها**

شعرات متواترات كأنهن عرف الفرس فخرجوا باليهودي حتى أدخلوه على أمه فقالوا: أخرجي المولود ابنك فأخرجته وكشفوا عن ظهره فرأى تلك الشامة فوقع اليهودي مغشيًا عليه فلما أفاق قالوا ما لك ويلك قال: ذهبت والله النبوة من بني إسرائيل، رواه الحاكم.

قال الشيخ بدر الدين الزركشي: «والصحيح أن ولادته عليه الصلاة والسلام كانت نهارًا، قال: وأما ما روي من تدلي النجوم فضعفه ابن دحية لاقتضائه أن الولادة ليلاً. قال: وهذا لا يصلح أن يكون تعليلاً، فإن زمان النبوة صالح للخوارق، ويجوز أن تسقط النجوم نهارًا» انتهى.

شعرات متواترات) أي: مجتمعات؛ كما في رواية في صفة الخاتم، وفي أُخرى: متراكمات **(كأنهنّ عرف الفرس،)** وفي رواية يعقوب: فانصرفوا فسألوا، فقيل لهم: قد ولد لعبد اللّٰه بن عبد المطّلب غلام **(فخرجوا باليهودي حتى أدخلوه على أُمّه، فقالوا)** لها: **(أخرجي المولود ابنك فأخرجته)** أُمّه لهم **(وكشفوا عن ظهره، فرأى تلك الشامة فوقع اليهودي مغشيًا عليه، فلمّا أفاق قالوا: ما لك؟)** أي: أيّ شيء حصل لك **(ويلك، قال: ذهبت واللّٰه النبوّة من بني إسرائيل،)** يعقوب عليه السلام **(رواه الحاكم)** ورواه يعقوب بن سفيٰن عن عائشة أيضًا؛ كما قدّم المصنّف قريبًا في عجائبِ ولادته، وأعاده هنا استدلالاً على أنه ولد ليلاً مع إفادة أنه رواه غير من عزاه له هناك، فلا تكرار وإن كانت القصّة واحدة؛ لأن المخرج بفتح الميم متّحد وهو عائشة رضي اللّٰه عنها، ولا يضرّ اختلاف بعض الألفاظ بالزيادة والنقص؛ لأنه من اختلاف الرواة.

(قال الشيخ بدر الدين الزركشي: والصحيح أن ولادته عليه الصّلاة والسّلام كانت نهارًا) لا ليلاً **(قال: وأمّا ما روي من تدلّي النجوم)** ليلة مولده، كالذي رواه البيهقي في حديث فاطمة بنت عبد اللّٰه الثقفية: ورأيت النجوم تدنو حتى ظننت أنها ستقع عليّ، **(فضعّفه ابن دحية لاقتضائه أن الولادة ليلاً)** وإنما كانت نهارًا على الصحيح، **(قال)** الزركشي: **(وهذا لا يصلح أن يكون تعليلاً)** لتضعيف المروي من تدلّي النجوم لا لكونه ولد ليلاً، بدليل قوله: **(فإن زمان النبوّة صالح للخوارق، ويجوز أن تسقط النجوم نهارًا، انتهى.)** كلام الزركشي على أن في تضعيفه بتلك العلّة شيئًا على مقتضى الصناعة، فالمحدثون إنما يعلّلون الحديث من جهة الإسناد الذي هو المرقاة، لا بمخالفة ظاهر القرءان فضلاً عن معارضته بأحاديث أُخر؛ كما صرّح به الحافظ ابن طاهر وغيره، قال النجم: وقد يقال أن الولادة عقب الفجر وللنجوم حينئذ سلطان كما في الليل، فلا ينافي سقوطها، انتهى.

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

التافهُ يتكلمُ في أمرِ العامة (حم ، هـ ، ك ـ عن أبي هريرة)[1] .

٣٨٤٥٣ تجيءُ ريحٌ بين يدي الساعة فيقبضُ فيها روحُ كلِّ مؤمنٍ (ك ـ عن عياش بن ربيعة) .

٣٨٤٥٤ ـ تقومُ الساعة والرومُ اكثرُ الناسِ (حم ، م ـ عن المستورد) .

٣٨٤٥٥ ـ ستةٌ من أشراطِ الساعةِ : موتي ، وفتحُ بيتَ المقدس ، وأن يُعطى الرجلُ ألفَ دينار فيتسخطها ، وفتنةٌ يدخلُ حرُّها بيتَ كل مسلم ، وموتٌ يأخذُ في الناسِ كقُعاصِ الغنم ، وأن يغدُرَ الرومُ فيسيرون بثمانين بَنْداً تحت كلِّ بندٍ اثنا عشر ألفاً (حم ، طب ـ عن معاذ) .

٣٨٤٥٦ ـ ستخرجُ نارٌ من حضرموت قبلَ القيامةِ تحْشرُ الناسَ (حم ، ت ـ عن ابن عمر) .

٣٨٤٥٧ ـ سيأتي على أمتي زمانٌ يكثرُ فيه القراء ويقلُّ فيه الفقهاء ويُقبضُ العلمُ ويكثرُ الهرجُ ، ثم يأتي من بعد زمانٌ يقرأ القرآنَ رجالٌ من أمتي لا يجاوزُ تراقيَهم ، ثم يأتي من بعد زمانٌ يجادلُ المشركُ باللهِ المؤمن في مثلِ ما يقولُ (طب ، ك ـ عن

---

(١) أخرجه ابن ماجه كتاب الفتن باب شدة الزمان رقم ٤٠٣١ . ص

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري

٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

٣٢-(٢٨٩٥) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، فُضَيْلُ ابْنُ حُسَيْنٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ (وَاللَّفْظُ لأَبِي مَعْنٍ). قَالا: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ ابْنِ نَوْفَلٍ، قَالَ:

كُنْتُ وَاقِفًا مَعَ أُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ، فَقَالَ: لا يَزَالُ النَّاسُ مُخْتَلِفَةً أَعْنَاقُهُمْ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا، قُلْتُ: أَجَلْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَإِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوا إِلَيْهِ، فَيَقُولُ مَنْ عِنْدَهُ: لَئِنْ تَرَكْنَا النَّاسَ يَأْخُذُونَ مِنْهُ لَيُذْهَبَنَّ بِهِ كُلِّهِ، قَالَ: فَيَقْتَتِلُونَ عَلَيْهِ، فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ».

قَالَ أَبُو كَامِلٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ وَقَفْتُ أَنَا وَأُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ فِي ظِلِّ أُجُمِ حَسَّانَ.

٣٣-(٢٨٩٦) حَدَّثَنَا عُبَيْدُ ابْنُ يَعِيشَ وَإِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ (وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدٍ). قَالا: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ آدَمَ ابْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدِ ابْنِ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ سُهَيْلِ ابْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَقَفِيزَهَا، وَمَنَعَتِ الشَّأْمُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا، وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ، وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ».

شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ.

(٩)-باب: فِي فَتْحِ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَخُرُوجِ الدَّجَّالِ وَنُزُولِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

٣٤-(٢٨٩٧) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا مُعَلَّى ابْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ بِلالٍ، حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالأَعْمَاقِ، أَوْ بِدَابِقٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، فَإِذَا تَصَافُّوا، قَالَتِ الرُّومُ: خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ، فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ: لا، وَاللَّهِ! لا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا، فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا، وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ، أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ، وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ، لا يُفْتَنُونَ أَبَدًا، فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطَنْطِينِيَّةَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ، قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ، إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ: إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ، فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ، فَإِذَا جَاؤُوا الشَّأْمَ خَرَجَ، فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ ﷺ فَأَمَّهُمْ، فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللَّهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ن فَلَوْ تَرَكَهُ لانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ، فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ».

(١٠)-باب: تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ

٣٥-(٢٨٩٨) حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ ابْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي مُوسَى ابْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ، عِنْدَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ». فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو: أَبْصِرْ مَا تَقُولُ، قَالَ: أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ، إِنَّ فِيهِمْ لَخِصَالاً أَرْبَعًا: إِنَّهُمْ لأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ، وَأَسْرَعُهُمْ

إِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيبَةٍ، وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ، وَخَيْرُهُمْ لِمِسْكِينٍ وَيَتِيمٍ وَضَعِيفٍ، وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيلَةٌ: وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوكِ.

٣٦-(٢٨٩٨) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ، أَنَّ عَبْدَ الْكَرِيمِ ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ.

أَنَّ الْمُسْتَوْرِدَ الْقُرَشِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ». قَالَ: فَبَلَغَ ذَلِكَ عَمْرَو ابْنَ الْعَاصِ فَقَالَ: مَا هَذِهِ الأَحَادِيثُ الَّتِي تُذْكَرُ عَنْكَ أَنَّكَ تَقُولُهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: قُلْتُ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَقَالَ عَمْرٌو: لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ، إِنَّهُمْ لأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ، وَأَجْبَرُ النَّاسِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ لِمَسَاكِينِهِمْ وَضُعَفَائِهِمْ.

(١١)-باب: إِقْبَالِ الرُّومِ فِي كَثْرَةِ الْقَتْلِ عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

٣٧-(٢٨٩٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ حُجْرٍ، كِلاهُمَا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ (وَاللَّفْظُ لابْنِ حُجْرٍ)، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْعَدَوِيِّ.

عَنْ يُسَيْرِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ: هَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ هِجِّيرَى إِلا: يَا عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ! جَاءَتِ السَّاعَةُ، قَالَ فَقَعَدَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ: إِنَّ السَّاعَةَ لا تَقُومُ، حَتَّى لا يُقْسَمَ مِيرَاثٌ، وَلا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ، ثُمَّ قَالَ: بِيَدِهِ هَكَذَا (وَنَحَّاهَا نَحْوَ الشَّأْمِ) فَقَالَ: عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لأَهْلِ الإِسْلامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الإِسْلامِ، قُلْتُ: الرُّومَ تَعْنِي؟ قَالَ: نَعَمْ، وَتَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيدَةٌ، فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لا تَرْجِعُ إِلا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ، فَيَفِيءُ هَؤُلاءِ وَهَؤُلاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ، لا تَرْجِعُ إِلا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ، حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ، فَيَفِيءُ هَؤُلاءِ وَهَؤُلاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ، لا تَرْجِعُ إِلا غَالِبَةً، فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا، فَيَفِيءُ هَؤُلاءِ وَهَؤُلاءِ، كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ، وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ، نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الإِسْلامِ، فَيَجْعَلُ اللَّهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ، فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً -إِمَّا قَالَ لا يُرَى مِثْلُهَا، وَإِمَّا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا- حَتَّى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيْتًا، فَيَتَعَادُّ بَنُو الأَبِ، كَانُوا مِائَةً فَلا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ، فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ؟ أَوْ أَيُّ مِيرَاثٍ يُقَاسَمُ؟ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِبَأْسٍ، هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذَلِكَ، فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ، إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيِّهِمْ، فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ، وَيُقْبِلُونَ، فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً، قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ، وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ، وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ، هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ، أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ يَوْمَئِذٍ».

قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ: عَنْ أُسَيْرِ ابْنِ جَابِرٍ.

٣٧-(٢٨٩٩) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلالٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ يُسَيْرِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَهَبَّتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ.

وَحَدِيثُ ابْنِ عُلَيَّةَ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ.

٣٧-(٢٨٩٩) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ ابْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ (يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ)، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ (يَعْنِي ابْنَ هِلالٍ)، عَنْ

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ، ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ.

١٣- بَابُ الْعُزْلَةِ

٣٩٧٧-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِيِّ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ خَيْرُ مَعَايِشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَيَطِيرُ عَلَى مَتْنِهِ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً أَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ إِلَيْهَا يَبْتَغِي الْمَوْتَ أَوِ الْقَتْلَ مَظَانَّهُ وَرَجُلٌ فِي غُنَيْمَةٍ فِي رَأْسِ شَعَفَةٍ مِنْ هَذِهِ الشِّعَافِ أَوْ بَطْنِ وَادٍ مِنْ هَذِهِ الْأَوْدِيَةِ يُقِيمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْيَقِينُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ إِلَّا فِي خَيْرٍ.[م: ١٨٨٩]

٣٩٧٨-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ رَجُلٌ مُجَاهِدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ امْرُؤٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.[خ: ٢٧٨٦، ٦٤٩٤] [م: ١٨٨٨]

٣٩٧٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ.

سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صِفْهُمْ لَنَا قَالَ هُمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا يَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ قَالَ فَالْزَمْ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ كَذَلِكَ.[خ: ٣٦٠٦] [م: ١٨٤٧]

٣٩٨٠-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ

[قال المزي في "التحفة" ٣٧٥/٣ : والصواب عن عبد الرحمن بن عبدالله الأنصاري] [خ: ١٩، ٣٣٠٠، ٣٦٠٠، ٦٤٩٥، ٧٠٨٨]

٣٩٨١-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْخَزَّازُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ قُرْطٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَكُونُ فِتَنٌ عَلَى أَبْوَابِهَا دُعَاةٌ إِلَى النَّارِ فَأَنْ تَمُوتَ وَأَنْتَ عَاضٌّ عَلَى جِذْلِ شَجَرَةٍ خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تَتْبَعَ أَحَدًا مِنْهُمْ.[خ: ٣٦٠٦] [م: ١٨٤٧]

٣٩٨٢-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ.[خ: ٦١٣٣] [م: ٢٩٩٨]

٣٩٨٣-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ.

[قال البوصيري: رواه أبو داود الطيالسي في "مسنده" عن زمعة بإسناده ومتنه بزيادة. وله شاهد في "الصحيحين" من حديث أبي هريرة]

١٤- بَابُ الْوُقُوفِ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ

٣٩٨٤-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ.

سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَأَهْوَى بِإِصْبَعَيْهِ إِلَى أُذُنَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.[خ: ٥٢، ٢٠٥١] [م: ١٥٩٩]

٣٩٨٥-(صحيح) حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ قُرَّةَ.

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ.[م: ٢٩٤٨]

١٥- بَابُ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا

٣٩٨٦-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَيَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.[م: ١٤٥]

١٦- بَابُ مَنْ تُرْجَى لَهُ السَّلَامَةُ مِنَ الْفِتَنِ

٣٩٨٧-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

قلتُ : أتركُهم وما اختاروا ، وأختارُ اللهَ ورسوله والدارَ الآخرة ، وأصبرُ على مصائبِ الدنيا وبلْواها حتى ألحقَ بك إن شاء الله ! قال : صدقتَ ، اللهم افعَلْ ذلك بهِ . (الثقفي في الأربعين ؛ وفيه صالح بن أبي الأسود واه) .

٣١٥٢٠ ـ عن علي بن أبي طالب قال : قال رسولُ الله ﷺ : تكونُ فتنٌ لا يستطيعُ أن يُغيِّرَ فيها بيدٍ ولا بلسانٍ ! فقال علي : يا رسولَ الله! وفيهم مؤمنون يومئذٍ ؟ قال : نعم ، قال : فهل ينقُص ذلك من إيمانهم ؟ قال : لا إلا كما ينقُصُ المطرُ على الصَّفا . (رسته في الإيمان ؛ وليس من ينظر في حاله إلا المتهم) .

٣١٥٢١ عن أسامة بن زيد : أشرفَ رسولُ الله ﷺ على أُطُمٍ[1] من آطامِ المدينةِ فقال : هل ترونَ ما أرى ؟ إني لأرى الفتنَ تقعُ خلالَ بيوتِكم كمواقعِ القطرِ . (ش ، حم والحميدي ، خ[2] ، م والعدني ونعيم ابن حماد في الفتن وأبو عوانة ، ك) .

٣١٥٢٢ ـ عن علي قال : سيأتي على الناسِ زمانٌ لا يَبقى من الإسلامِ إلا اسمُه ولا يبقى من القرآنِ إلا رسمُه ، مساجدُهم يومئذٍ عامرةٌ وهي خرابٌ من الهُدى ، علماؤهم شرُّ مَنْ تحتَ أديمِ السماء ، مِنْ عندِهم

---

(١) أطُم : الأطم بالضم : بناء مرتفع ، وجمعه آطام النهاية (٥٤/١) . ب

(٢) أخرجه البخاري كتاب الحج باب آطام المدينة (٢٨/٣) ص .

نجمُ الفتنةِ وإليهم تعودُ . (العسكري في المواعظ) .

٣١٥٢٣ ـ عن أنسٍ قال : دعا رسولُ الله ﷺ الأنصارَ ليكتُبَ لهم بالبحرين فقالوا : حتى تكتبَ لإخوانِنا من قريشٍ مثلَنا ، فقال : إنكم ستلْقون بعدي أَثَرةً فاصبروا حتى تَلْقوْني . (خط في المتفق) .

٣١٥٢٤ ـ عن علي قال: لاتكونوا عُجُلاً[1] مذاييعَ[2] بُذْراً[3]! فان من ورائكم بلاءً مُبْلِحاً[4] مُكْلِحاً[5] وأموراً منها مُماحِلةً[6] رُدُحاً[7] . (خ في الأدب) .

---

(١) عُجُلاً : العَجول من النساء والابل : الواله التي فقدت ولدها الثكلى لعجلتها في جيئتها وذهابها جزعاً والجمع عُجُل وعجائل ومعاجيل ، قال الأعشى : يدفع بالراح عنه نسوةٌ عُجُل . لسان العرب (١١/٤٢٨) ب

(٢) مذاييع : هو جمع مِذياع ، من أذاع الشيء إذا أفشاه وقيل أراد الذين يشيعون الفواحش ، وهو بناء مبالغة . النهاية (٢/١٧٤) . ب

(٣) بُذْراً : جمع بَذُور . يقال : بذرت الكلام بين الناس كما تُبْذر الحبوب : أي أفشيته وفرقته . النهاية . (١/١١٠) ب

(٤) مُبْلِحاً : أي مُعْيياً . النهاية . (١/١٥١) ب

(٥) مُكلِحاً : أي يُكلِح الناس لشدته . والكُلوح : العبوس النهاية (٤/١٩٦)ب

(٦) مُماحِلة : أي فتناً طويلة المدة . والمماحل من الرجال : الطويل . النهاية (٤/٣٠٤) . ب

(٧) رُدُحاً : الرُدُح : الثقيلة العظيمة ، واحدها رداح يعني الفتن . النهاية (٢/٢١٣) ب

شیخ چلپی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ متقی نے حدیث کی بڑی کتب سے اصول سنت کے بارے میں جتنی احادیث کو جمع فرمایا اس سے زیادہ کسی نے نہیں کیا

احمد عبدالجواد رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے اس کتاب کا مطالعہ کیا گویا کہ اس نے حدیث کی ستر سے زائد کتابوں کا مطالعہ کیا

اردو ترجمہ

کنز العمال

فی سنن الأقوال والأفعال

مستند کتب میں رواۃ حدیث سے متعلق کلام تلاش کر کے حوالہ کے ساتھ شاملِ کتاب ہے

حصہ یازدہم

تالیف

علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری

متوفی [illegible]

مقدمہ، عنوانات، نظرثانی، تصحیحات

مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

سعید بن میسیب سے انہوں نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دین دنیا پر غالب رہے گا یہاں تک کہ دنیا کی زیب وزینت ظاہر ہوجائے جب دنیا کی زیب وزینت ظاہر ہوگی تو دنیا دین پر غالب آجائے گی جیسے آزاد کردہ باندی نکاح کا پیغام دے اپنے آقا کوتم میں بہتر وہ ہی ہے جو دین کے غلبہ کی حالت میں وفات پا جائے باقی رہنے والے تلوار کی دھار پر زندہ رہنے والوں کی طرح ہیں مضبوطی سے تھامے رہو مضبوطی سے تھامے رہو۔ ابی نے بتایا میں نے کہا یارسول اللہ کیا ان پر کوئی خلیفہ مقرر نہیں فرماتے کہ اس کوان کی ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت فرمائے اوران کواس کے بھلائی کی؟ فرمایا معاملہ میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اللہ کا فیصلہ غالب رہے گا خاموشی اختیار کرو۔ (ابوالشیخ نے فتن میں روایت کی مغنی نے کہا اس کی سند میں عروہ بن عبداللہ بن زبیر ابی الزناد سے روایت کرنے میں غیر معروف ہے)

۳۱۵۱۹.....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے علی: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب لوگ آخرت سے اور دنیا کی طرف راغب ہوں گے اور میراث کی مال کوسمیٹ کر کھا جائیں گے اور مال سے بہت زیادہ محبت کریں گے اور اللہ کے دین کو فساد کا ذریعہ بنا لیں گے اور بیت المال کو شخصی دولت کے طور پر استعمال کریں گے؟ میں نے عرض کیا میں ان لوگوں کواوران کے اعمال کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کواور دار آخرت کواختیار کروں گا اور دنیا کے مصائب پر صبر کروں گا حتی کہ آپ کے ساتھ ملاقات کروں گا انشاء اللہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے سچ کہا اے اللہ ان کے ساتھ یہی معاملہ فرما۔ (ثقفی نے اربعین میں روایت کی ہے اس کی سند میں صالح بن ابی الاسود ضعیف ہے)

۳۱۵۲۰.....حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے فتنے ظاہر ہوں گے کہ آدمی اس میں منکرات کو اپنے ہاتھ یا زبان سے روکنے پر قادر نہ ہوگا حضرت رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ اس وقت ان لوگوں میں کوئی مؤمن بھی ہوگا؟ ارشاد فرمایا ہاں کیا منکرات پر رد نہ کرنا ان کے ایمان میں کوئی نقص پیدا کرے گا ارشاد فرمایا کہ نہیں مگر اتنا جتنا کہ بارش چکنے پتھر پر۔

رسته فی الایمان ولیس من بنظر فی حاله الالنتهم

۳۱۵۲۱.....اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ رسول اللہ ﷺ کے گھروں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ کیا تم وہ باتیں دیکھتے ہو جن کو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں دیکھ رہا ہوں فتنے تمہاری گھروں میں اس طرح داخل ہوں گے جس طرح بارش کا پانی داخل ہوتا ہے۔ جعرا ج حمیدی بخاری مسلم والعدنی ونعیم بن حما دفی الفتن وابوعوانہ مستدرک

۳۱۵۲۲.....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا قرآن کے صرف نقوش رہ جائیں گے مساجد کی تعمیر اچھی ہوگی لیکن ھدایت کے لحاظ سے خراب ہوگی اس زمانہ کے علماء زیر آسمان بدترین لوگ ہوں گے انہی سے فتنوں کے ستارے ظاہر ہوں گے اور انہی کی طرف لوٹیں گے۔ العسکری فی المواعظ

۳۱۵۲۳.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کو بلایا تا کہ بحرین میں ان کے لئے جاگیریں لکھ دیں تو انصار نے کہا پہلے ہماری طرح ہمارے مہاجر بھائیوں کے لئے بھی لکھ دیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے بعد دیکھو گے کہ تم پر اوروں کو ترجیح دی جارہی ہوگی اس وقت صبر سے کام لو یہاں تک مجھ سے ملاقات کرو۔ اخصرا فی المتفق

۳۱۵۲۴.....حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم جلد بازفواحشات پھیلانے والے لوگوں میں فتنہ کے بیج بونے والے نہ بنو کیونکہ تمہیں بعد میں ایسی بلاء کا سامنا کرنا جو عیب دار بنادے گا شدت تکلیف کی وجہ سے لوگوں کا چہرہ متغیر کرے گا اور امور ظاہر ہوں گے ان میں سے طویل اور شدید فتنے بھی ہیں۔ بخاری فی الادب

امر بالمعروف نہی عن المنکر کی حد

۳۱۵۲۵.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یارسول اللہ ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب چھوڑ دیں؟ فرمایا جب تم میں

روضة الكافي

ثقة الإسلام
الشيخ محمد بن يعقوب الكليني
المتوفي سنة ٣٢٩ هـ

الجزء الثامن

منشورات الفجر
بيروت ـ لبنان

الرَّسُولِ ﷺ، فَقَالَ اللَّهُمَّ آنِسْ وَحْشَتِي، وَصِلْ وَحْدَتِي، وَارْزُقْنِي جَلِيساً صَالِحاً فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ فِي أَقْصَى الْمَسْجِدِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَقَالَ لَهُ: مَنْ أَنْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: أَنَا أَبُو ذَرٍّ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: وَلِمَ تُكَبِّرُ يَا عَبْدَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: إِنِّي دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَدَعَوْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُؤْنِسَ وَحْشَتِي وَأَنْ يَصِلَ وَحْدَتِي وَأَنْ يَرْزُقَنِي جَلِيساً صَالِحاً فَقَالَ لَهُ أَبُو ذَرٍّ: أَنَا أَحَقُّ بِالتَّكْبِيرِ مِنْكَ إِذَا كُنْتُ ذَلِكَ الْجَلِيسَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَنَا وَأَنْتُمْ عَلَى تُرْعَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَفْرُغَ النَّاسُ مِنَ الْحِسَابِ، قُمْ يَا عَبْدَ اللَّهِ فَقَدْ نَهَى السُّلْطَانُ عَنْ مُجَالَسَتِي.

٤٧٩ - عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّوْفَلِيِّ، عَنِ السَّكُونِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام قَالَ: قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمُهُ، وَمِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، يُسَمَّوْنَ بِهِ وَهُمْ أَبْعَدُ النَّاسِ مِنْهُ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى، فُقَهَاءُ ذَلِكَ الزَّمَانِ شَرُّ فُقَهَاءَ تَحْتَ ظِلِّ السَّمَاءِ، مِنْهُمْ خَرَجَتِ الْفِتْنَةُ وَإِلَيْهِمْ تَعُودُ».

٤٨٠ - الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الرِّضَا عليه السلام بِخُرَاسَانَ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ وَرِثْنَا الْعَفْوَ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ، وَوَرِثْنَا الشُّكْرَ مِنْ آلِ دَاوُدَ وَزَعَمَ أَنَّهُ كَانَ كَلِمَةً أُخْرَى وَنَسِيَهَا مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لَهُ لَعَلَّهُ قَالَ: وَوَرِثْنَا الصَّبْرَ مِنْ آلِ أَيُّوبَ فَقَالَ يَنْبَغِي.

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ: وَإِنَّمَا قُلْتُ ذَلِكَ، لِأَنِّي سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ يَقْطِينٍ يُحَدِّثُ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ الْمَدِينَةَ سَنَةَ قَتْلِ مُحَمَّدٍ وَإِبْرَاهِيمَ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ، الْتَفَتَ إِلَى عَمِّهِ عِيسَى بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْعَبَّاسِ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ رَأَى أَنْ يَعْضِدَ شَجَرَ الْمَدِينَةِ وَأَنْ يُعَوِّرَ عُيُونَهَا، وَأَنْ يَجْعَلَ أَعْلَاهَا أَسْفَلَهَا، فَقَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، هَذَا ابْنُ عَمِّكَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِالْحَضْرَةِ، فَابْعَثْ إِلَيْهِ فَسَلْهُ عَنْ هَذَا الرَّأْيِ، قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ عِيسَى فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؛ إِنَّ دَاوُدَ عليه السلام أُعْطِيَ فَشَكَرَ، وَإِنَّ أَيُّوبَ عليه السلام ابْتُلِيَ فَصَبَرَ، وَإِنَّ يُوسُفَ عليه السلام عَفَا بَعْدَ مَا قَدَرَ فَاعْفُ فَإِنَّكَ مِنْ نَسْلِ أُولَئِكَ

٤٨١ - مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عليه السلام فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ [البقرة: ٨٩] فَقَالَ: كَانَتِ الْيَهُودُ تَجِدُ فِي كُتُبِهَا أَنَّ مُهَاجَرَ مُحَمَّدٍ ﷺ مَا بَيْنَ عَيْرٍ وَأُحُدٍ، فَخَرَجُوا يَطْلُبُونَ الْمَوْضِعَ فَمَرُّوا بِجَبَلٍ يُسَمَّى حَدَاداً فَقَالُوا: حَدَادٌ وَأُحُدٌ سَوَاءٌ، فَتَفَرَّقُوا عِنْدَهُ، فَنَزَلَ بَعْضُهُمْ بِتَيْمَاءَ، وَبَعْضُهُمْ بِفَدَكَ، وَبَعْضُهُمْ بِخَيْبَرَ، فَاشْتَاقَ الَّذِينَ بِتَيْمَاءَ إِلَى بَعْضِ إِخْوَانِهِمْ، فَمَرَّ بِهِمْ أَعْرَابِيٌّ مِنْ قَيْسٍ فَتَكَارَوْا مِنْهُ وَقَالَ لَهُمْ: أَمُرُّ بِكُمْ مَا بَيْنَ عَيْرٍ وَأُحُدٍ، فَقَالُوا لَهُ: إِذَا مَرَرْتَ بِهِمَا فَآذِنَّا بِهِمَا، فَلَمَّا تَوَسَّطَ بِهِمْ أَرْضَ الْمَدِينَةِ قَالَ لَهُمْ: ذَاكَ عَيْرٌ وَهَذَا أُحُدٌ فَنَزَلُوا عَنْ ظَهْرِ إِبِلِهِ، وَقَالُوا: قَدْ

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد، (ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ، ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد حسن.
سنان بن سعد ويقال سعد بن سنان مختلف فيه وفي اسمه.
وله شاهد في "صحيح مسلم" وغيره من حديث أبي هريرة.
وفي الترمذي وابن ماجه من حديث ابن مسعود]

٣٩٨٨-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الإِسْلاَمَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.

قَالَ قِيلَ وَمَنِ الْغُرَبَاءُ قَالَ النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ.

[قال الألباني: صحيح، دون: "قال: قيل..."]

٣٩٨٩-(ضعيف) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ عِيسَى ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ يَبْكِي فَقَالَ مَا يُبْكِيكَ قَالَ يُبْكِينِي شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَإِنَّ مَنْ عَادَى لِلَّهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللَّهَ بِالْمُحَارَبَةِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الأَبْرَارَ الأَتْقِيَاءَ الأَخْفِيَاءَ الَّذِينَ إِذَا غَابُوا لَمْ يُفْتَقَدُوا وَإِنْ حَضَرُوا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُعْرَفُوا قُلُوبُهُمْ مَصَابِيحُ الْهُدَى يَخْرُجُونَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه عبدالله بن لهيعة، وهو ضعيف.
رواه الحاكم من طريق عياش بن عباس، عن عيسى، به. وقال: لا علة له]

٣٩٩٠-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاسُ كَإِبِلٍ مِائَةٍ لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيهَا رَاحِلَةً.[خ: ٦٤٩٨] [م: ٢٥٤٧]

١٧- بَابُ افْتِرَاقِ الأُمَمِ

٣٩٩١-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَفَرَّقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً.

٣٩٩٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً فَإِحْدَى وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هُمْ قَالَ الْجَمَاعَةُ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.
راشد بن سعد قال فيه أبو حاتم: صدوق.
وعباد بن يوسف لم يخرج له أحد سوى ابن ماجه وليس له عنده سوى هذا الحديث. قال ابن عدي: روى أحاديث تفرد بها وذكره ابن حبان في "الثقات".
وباقي رجال الإسناد ثقات.
وله شاهد من حديث أبي هريرة. رواه أبو داود في "سننه" والترمذي في "الجامع" وقال: حسن صحيح]

٣٩٩٣-(صحيح) حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو حَدَّثَنَا قَتَادَةُ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ افْتَرَقَتْ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَإِنَّ أُمَّتِي سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلاَّ وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.
رواه الإمام احمد في "مسنده" من حديث أنس أيضاً.
ورواه أبو يعلى الموصلي]

٣٩٩٤-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَتَتَّبِعُنَّ (سُنَنَ) مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بَاعًا بِبَاعٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ وَشِبْرًا بِشِبْرٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا فِي جُحْرِ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمْ فِيهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالَ فَمَنْ إِذًا.[خ: ٧٣١٩]

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رواه البخاري في "صحيحه" من حديث أبي هريرة أيضاً بلفظ: "لا تقوم الساعة حتى يأخذ أمتي ما أخذ القرون قبلها شبراً بشبر وذراعاً (بذراع)". قيل: يا رسول الله، كفارس والروم؟ قال: من الناس إلا أولئك؟
وله شاهد في "الصحيحين" من حديث أبي سعيد]

١٨- بَابُ فِتْنَةِ الْمَالِ

٣٩٩٥-(صحيح) حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ.

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ لاَ وَاللَّهِ مَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ إِلاَّ مَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ وَهَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْخَيْرَ لاَ يَأْتِي إِلاَّ بِخَيْرٍ أَوَ خَيْرٌ هُوَ إِنَّ كُلَّ مَا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلاَّ آكِلَةَ الْخَضِرِ أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلأَتْ امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ اجْتَرَّتْ فَعَادَتْ فَأَكَلَتْ فَمَنْ يَأْخُذْ مَالاً بِحَقِّهِ يُبَارَكْ لَهُ وَمَنْ يَأْخُذْ مَالاً بِغَيْرِ حَقِّهِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الَّذِي يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ.[خ:٩٢١، ٦٤٢٧] [م: ١٠٥٢]

٣٩٩٦-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَنْبَأَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بَكْرَ بْنَ سَوَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ رَبَاحٍ حَدَّثَهُ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ خَزَائِنُ فَارِسَ وَالرُّومِ أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللَّهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ تَتَنَافَسُونَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلَى رِقَابِ بَعْضٍ.[م: ٢٩٦٢]

٣٩٩٧-(صحيح) حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الْمِصْرِيُّ أَخْبَرَنِي ابْنُ

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد اول

مشکوٰۃ شریف

مع عربی

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأُتِيَ بِهِ فَعَرَّفَهُ نِعَمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ۔
(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

کہ لوگ تجھ کو عالم کہیں اور قرآن اس لئے پڑھا کہ لوگ تجھ کو قاری کہیں چنانچہ تجھ کو عالم اور قاری کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائیگا اور اس کو مُنہ کے بل کھینچا جائیگا۔ پھر وہ آگ میں ڈالدیا جائیگا۔ اسکے بعد وہ شخص ہوگا جس کو خدا نے وسعت دی اور اسکی روزی کو زیادہ کیا اور طرح طرح کا مال عطا کیا اس کو خدا کے حضور میں حاضر کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائیگا اور وہ ان نعمتوں کو یاد کریگا پھر خداوند تعالیٰ اس سے پوچھیگا کہ ان نعمتوں کے شکر میں تو نے کیا کام کیا؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنا تجھ کو پسند ہے نہیں چھوڑا اور تیری خوشنودی کے لئے اس میں خرچ کیا۔ خداوند تعالیٰ فرمائیگا تو جھوٹا ہے تو نے تو اس لئے خرچ کیا کہ تجھ کو سخی کہا جائے چنانچہ تجھ کو سخی کہا گیا۔ پس حکم دیا جائیگا کہ اس کو مُنہ کے بل کھینچا جائیگا اور پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

١٩٥/٩ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھائیگا کہ لوگوں کے دل و دماغ سے اس کو نکال لے بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائیگا کہ علماء (حق) کو اُٹھالیگا حتّٰی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہیگا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے دین کی باتیں پوچھیں گے اور وہ علم کے بغیر فتوٰی دینگے۔ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

١٩٦/١٠ وَعَنْ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُ أَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ قَالَ أَمَا إِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنْ ذٰلِكَ أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أُمِلَّكُمْ وَإِنِّي أَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا۔
(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

شقیقؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے (ایک روز) ایک شخص نے ان سے کہا۔ اے ابو عبدالرحمٰن میں چاہتا ہوں کہ آپ روزانہ ہم کو وعظ و نصیحت فرمایا کریں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا میں ایسا اس لئے نہیں کرتا کہ تم اکتا جاؤ گے میں نصیحت کے معاملہ میں اسی طرح تمہاری خبرگیری کرتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خبرگیری کرتے تھے اور ہمارے اُکتا جانے کا خیال رکھتے تھے۔
(بخاری و مسلم)

١٩٧/١١ وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَإِذَا أَتٰى عَلٰى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا۔
(رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی بات کہتے تو تین مرتبہ اس کا اعادہ فرماتے۔ یہاں تک کہ لوگ اس کو اچھی طرح سمجھ لیتے اور جب آپ کسی جماعت کے قریب سے گزرتے اور اسکو سلام کرنے کا ارادہ فرماتے، تو تین مرتبہ اس کو سلام کرتے۔ (بخاری)

١٩٨/١٢ وَعَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي فَقَالَ مَا عِنْدِي فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَا أَدُلُّهُ عَلٰى مَنْ يَحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ

حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ میری سواری چلنے سے عاجز ہوگئی ہے آپ مجھ کو سواری عطا فرمائیے۔ آں حضرتؐ نے فرمایا۔ میرے پاس (کوئی) سواری نہیں ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا شخص اس کو بتلادوں جو سواری دیدے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ـ أَوْ قَالَ عَطَاءٌ: أَشْهَدُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ـ خَرَجَ وَمَعَهُ بِلَالٌ، فَظَنَّ أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلَتِ المَرْأَةُ تُلْقِي القُرْطَ وَالخَاتَمَ، وَبِلَالٌ يَأْخُذُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهِ.

وَقَالَ إِسْماعِيلُ: عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَطَاءٍ، وَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: كتاب أول كتاب العيدين، رقم: ٨٨٤]. [الحديث ٩٨ ـ أطرافه في: ٨٦٣، ٩٦٢، ٩٦٤، ٩٧٥، ٩٧٧، ٩٧٩، ٩٨٩، ١٤٣١، ١٤٤٩، ٤٨٩٥، ٥٢٤٩، ٥٨٨٠، ٥٨٨١، ٥٨٨٣، ٧٣٢٥].

٣٣/ ٣٣ ـ باب الحِرْصِ عَلَى الحَدِيثِ

٩٩ ـ **حدثنا** عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ القِيَامَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ ظَنَنْتُ ـ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ـ أَنْ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ هذا الحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ القِيَامَةِ، مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ خَالِصاً مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ». [الحديث ٩٩ ـ طرفه في: ٦٥٧٠].

٣٤/ ٣٤ ـ باب كَيْفَ يُقْبَضُ العِلْمُ

وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ: انْظُرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَاكْتُبْهُ، فَإِنِّي خِفْتُ دُرُوسَ العِلْمِ وَذَهَابَ العُلَمَاءِ، وَلَا تَقْبَلْ إِلَّا حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ، وَلْتُفْشُوا العِلْمَ، وَلْتَجْلِسُوا حَتَّى يُعَلَّمَ مَنْ لَا يَعْلَمُ، فَإِنَّ العِلْمَ لَا يَهْلِكُ حَتَّى يَكُونَ سِرّاً.

حدثنا العَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الجَبَّارِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، بِذٰلِكَ، يَعْنِي حَدِيثَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ، إِلَى قَوْلِهِ: ذَهَابَ العُلَمَاءِ.

١٠٠ ـ **حدثنا** إِسْماعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ العَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلٰكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِماً، اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوساً جُهَّالاً، فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

قَالَ الفِرَبْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبَّاسٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ هِشَامٍ، نَحْوَهُ. [مسلم: كتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، رقم: ٢٦٧٣]. [الحديث ١٠٠ ـ طرفه في: ٧٣٠٧].

٣٥/ ٣٦ ـ باب هَلْ يَجْعَلُ لِلنِّسَاءِ يَوْمٌ عَلَى حِدَةٍ فِي العِلْمِ

١٠١ ـ **حدثنا** آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ: يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ: قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْماً مِنْ نَفْسِكَ. فَوَعَدَهُنَّ يَوْماً لَقِيَهُنَّ فِيهِ، فَوَعَظَهُنَّ وَأَمَرَهُنَّ، فَكَانَ فِيما قَالَ لَهُنَّ: «مَا مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تُقَدِّمُ ثَلَاثَةً مِنْ وَلَدِهَا، إِلَّا كَانَ لَهَا حِجَاباً مِنَ النَّارِ». فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: وَاثْنَتَيْنِ؟ فَقَالَ: «وَاثْنَتَيْنِ». [مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، رقم: ٢٦٣٣]. [الحديث ١٠١ ـ طرفاه في: ١٢٤٩، ٧٣١٠].

١٠٢ ـ **حدثنا** مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهذا.

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَصْبَهَانِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «ثَلَاثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الحِنْثَ». [مسلم: كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، رقم: ٢٦٣٤]. [الحديث ١٠٢ ـ طرفه في: ١٢٥٠].

٣٦/ ٣٥ ـ باب مَنْ سَمِعَ شَيْئاً فَرَاجَعَ حَتَّى يَعْرِفَهُ

١٠٣ ـ **حدثنا** سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ لَا تَسْمَعُ شَيْئاً لَا تَعْرِفُهُ، إِلَّا رَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ، وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ»، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَوَلَيْسَ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾﴾؟ [الانشقاق] قَالَتْ: فَقَالَ: «إِنَّمَا ذٰلِكِ العَرْضُ، وَلٰكِنْ: مَنْ نُوقِشَ الحِسَابَ يَهْلِكْ». [مسلم: كتاب الجنة، باب إثبات الحساب، رقم: ٢٨٧٦]. [الحديث ١٠٣ ـ أطرافه في: ٤٩٣٩، ٦٥٣٦، ٦٥٣٧].

٣٧/ ٣٧ ـ باب لِيُبَلِّغِ العِلْمَ الشَّاهِدُ الغَائِبَ

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

١٠٤ ـ **حدثنا** عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ: أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ ـ وَهُوَ يَبْعَثُ البُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ـ: ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ، أُحَدِّثْكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ الغَدَ مِنْ يَوْمِ الفَتْحِ،

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٧٢٧ - تكون في أمتي فزعةٌ فيصيرُ الناس إلى علمائِهم فاذا هم قردة وخنازيرُ (الحكيم - عن أبي أمامة) .

٣٨٧٢٨ - سيكونُ بعدي خسفٌ بالمشرقِ وخسف بالمغربِ وخسفٌ في جزيرةِ العرب ، قيل يخسف بالارض وفيهم الصالحون ؟ قال : نعم ، إذا أكثرَ أهلُها الخبثَ (طب - عن أم سلمة) .

٣٨٧٢٩ - في هذه الامة خسف ومسخ وقذف ، قيل : يارسول الله ! ومتى ذلك ؟ قال : إذا ظهرتِ القيناتُ والمعازفُ وشُرِبَتِ الخمورُ (ت : غريب - عن عمران بن حصين) مرَّ برقم ٣٨٧١٩.

٣٨٧٣٠ - والذي بعثني بالحق لا تنقضي هذه الدنيا حتى يقع بهم الخسفُ والمسخُ والقذفُ ، قالوا : ومتى ذلك يا نبيَّ الله ؟ قال : إذا رأيتم النساء قد ركبنَ السروجَ ، وكثرتِ القيناتُ ، وشُهِد شهاداتُ الزورِ ، وشرب الخمرُ لا يستخفى بها ، وشرِبَ المصلون في آنيةِ أهلِ الشرك من الذهبِ والفضة ، واستغنى الرجالُ بالرجال والنساءُ بالنساء ، فاستذفِروا واستعدوا واتقوا القذفَ من السماء (ك وتعقب ، عد هب وضعفه - عن أبي هريرة)

٣٨٧٣١ - لا بدَّ من خسف ومسخ ورجفٍ ! قالوا : يا رسول الله ! في هذه الأمة ؟ قال : نعم ، إذا اتخذوا القيان ، واستحلوا الزنا ،

للإمام المجدد ، المحدث الفقيه

أحمد بن عبد الرحيم المعروف بولي الله الدهلوي

(١١١٤ - ١١٧٦ هـ)

وكذلك يكون التّذكير بآلاء الله، وبأيّام الله على الأسلوب الّذي هو معروف عندهم، وشائع لديهم؛ فهذا هو السّبب في اختلاف شرائع الأنبياء عليهم الصّلاة والسّلام.

اختلاف الشّرائع كاختلاف وصفات الطّبيب:

وهذا الاختلاف في الشرائع كالاختلاف في وصفات الطّبيب؛ فإنّه إذا دبّر أمر المريضين يصف لأحدهما دواءً وغذاءً بارداً، ويأمر الآخر بدواءٍ وغذاء حارّ، وغرض الطّبيب من معالجتهما واحد، وهو إصلاح مزاجهما، وإزالة الموادّ الفاسدة منهما، لا غير؛ ويمكن أن يصف الطّبيب في كلّ منطقة أدوية وأغذية مختلفة، تلائم أهلها، وكذلك يختار في كلّ فصل من الفصول علاجاً مختلفاً يناسب ذلك الفصل.

كذلك لمّا أراد الطبيب الحقيقيّ ـ جلّ مجدُه ـ معالجة من ابتُلِيَ بالمرض النّفسانِيّ، وتقوية القوّة الملكيّة، وإزالة الفسادِ الطّارئ عليهم، اختلفت المعالجة بحسب اختلاف أقوام كلّ عصرٍ وعاداتهم، ومشهوراتهم، ومسلّماتهم.

أنموذج اليهود:

وعلى كلٍّ، فإنْ أردتَ أن ترى أنموذج[1] اليهود، فانظر علماء السّوء الّذين يطلبون الدّنيا، ويولعون بتقليد السّلف، ويعرضون عن نصوص الكتاب والسّنّة، ويستندون إلى تعمُّق عالم وتشدّده، أو إلى استحسانه، فأعرضوا عن كلام الشّارع المعصوم، وجعلوا الأحاديث الموضوعة، والتأويلات الفاسدة قدوةً، فانظر كأنّهم هم!

* * *

(١) الأنموذج والنّموذج: مثال الشيء، أصلهما كلمة فارسيّة.

سید ابو الاعلیٰ مودودی
تنقیحات
اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور

اسلام ہے کہاں؟ مسلمانوں میں نہ اسلامی سیرت ہے، نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی افکار ہیں نہ اسلامی جذبہ۔ حقیقی اسلامی روح نہ ان کی مسجدوں میں ہے نہ مدرسوں میں نہ خانقاہوں میں۔ عملی زندگی سے اسلام کا ربط باقی نہیں رہا۔ اسلام کا قانون نہ ان کی شخصی زندگی میں نافذ ہے نہ اجتماعی زندگی میں۔ تمدن و تہذیب کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کا نظم صحیح اسلامی طرز پر باقی ہو۔ ایسی حالت میں دراصل مقابلہ اسلام اور مغربی تہذیب کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پس ماندہ تہذیب کا مقابلہ ایک ایسی تہذیب سے ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنیٔ علم ہے، گرمیٔ عمل ہے۔ ایسے نامساوی مقابلہ کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں۔ ان کی تہذیب شکست کھا رہی ہے۔ وہ آہستہ آہستہ مغربی تہذیب میں جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کے دلوں اور دماغوں پر مغربیت مسلط ہو رہی ہے۔ ان کے ذہن مغربی سانچوں میں ڈھل رہے ہیں، ان کی فکری و نظری قوتیں مغربی اصولوں کے مطابق تربیت پا رہی ہیں۔ ان کے تصورات، ان کے اخلاق، ان کی معیشت، ان کی معاشرت، ان کی سیاست، ہر چیز مغربی رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔ ان کی نئی نسلیں اس تخیل کے ساتھ اٹھ رہی ہیں کہ زندگی کا حقیقی قانون وہی ہے جو مغرب سے ان کو مل رہا ہے۔ یہ شکست دراصل مسلمانوں کی شکست ہے مگر بدقسمتی سے اس کو اسلام کی شکست سمجھا جاتا ہے۔

ایک ملک نہیں جو اس مصیبت میں گرفتار ہو۔ ایک قوم نہیں جو اس خطرہ میں مبتلا ہو۔ آج تمام دنیائے اسلام اسی خوفناک انقلاب کے دور سے گزر رہی ہے

درحقیقت یہ علما کا کام تھا کہ جب اس انقلاب کی ابتدا ہو رہی تھی اس وقت وہ بیدار ہوتے، آنے والی تہذیب کے اصول و مبادی کو سمجھتے، مغربی ممالک کا سفر کر کے ان علوم کا مطالعہ کرتے جن کی بنیاد پر یہ تہذیب اٹھی ہے۔ اجتہاد کی قوت سے کام لے کر ان کارآمد علمی اکتشافات اور عملی طریقوں کو اخذ کر لیتے جن کے بل پر مغربی قوموں نے ترقی کی ہے اور ان نئے کل پرزوں کو اصول اسلام کے تحت مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور ان کی تمدنی زندگی کی مشین میں اس طرح نصب کر دیتے کہ صدیوں کے جمود سے جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہو جاتی اور اسلام کی گاڑی پھر سے زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنے لگتی۔ مگر افسوس کہ علماء (الا ماشاء اللہ) خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہو چکے تھے۔ ان میں اجتہاد کی قوت نہ تھی، ان میں تفقہ نہ تھا، ان میں حکمت نہ تھی، ان میں عمل کی طاقت نہ تھی، ان میں یہ صلاحیت ہی نہ تھی کہ خدا کی کتاب اور رسولِ خدا کی علمی و عملی ہدایت سے اسلام کے دائمی اور لچکدار اصول اخذ کرتے اور زمانہ کے متغیر حالات میں ان سے کام لیتے۔ ان پر تو اسلاف کی اندھی اور جامد تقلید کا مرض پوری طرح مسلط ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو ان کتابوں میں تلاش کرتے تھے جو خدا کی کتابیں نہ تھیں کہ زمانے کی قیود سے بالاتر ہوتیں۔ وہ ہر معاملہ میں ان انسانوں کی طرف رجوع کرتے تھے جو خدا کے نبی نہ تھے کہ ان کی بصیرت اوقات اور حالات کی بندشوں سے بالکل آزاد ہوتی۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب رہنمائی کر سکتے جب کہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی، مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اٹھا کر ان

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بإمام بعد إمام لعلهم يتذكرون وأكمل الدين بأمنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلوة والسلام على من بشر به وبأوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وأهل بيته مصابيح الدجى إلى يوم يبعثون ولعنة الله على أعدائهم ما دامت السموات والأرضون **أما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الأنوار في تاريخ الإمام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الأنوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الأبصار والحاضر في قلوب الأخيار وحليف الإيمان وكاشف الأحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن إمام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الأزمان من مؤلفات خادم أخبار الأئمة الأخيار وتراب أعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الأطهار وجعلهما في دولتهم من الأعوان والأنصار

باب ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه

كا ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني عن علان الرازي قال أخبرني بعض أصحابنا أنه لما حملت جارية أبي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قالت بعث إلي أبو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا فإنها ليلة النصف من شعبان فإن الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في أرضه قالت فقلت له ومن أمه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها أثر فقال هو ما أقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف أمسيت فقلت بل أنت سيدتي وسيدة أهلي قالت فأنكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية إن الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما أن فرغت من صلوة العشاء الآخرة أفطرت وأخذت مضجعي فرقدت فلما أن كان في جوف الليل قمت إلى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي أبو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فإن الأمر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما أنا كذلك إذا انتبهت فزعة فوثبت إليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم أخذتني فترة وأخذتها فطرة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فإذا أنا به ساجدا يتلقى الأرض بمساجده فضممته إلي فإذا أنا به نظيف منظف فصاح بي أبو محمد عليه السلام هلمي إلي ابني يا عمة فجئت به إليه فوضع يديه تحت أليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم أدلى لسانه في فيه وأمر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا رسول الله ثم صلى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن وقف على أبيه ثم أحجم قال أبو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به إلى أمه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فطرة ع

باب ما ورد من اخبار الله واخبار النبي صلى الله عليه وآله بالقائم عليه السلام من طرق الخاصة والعامة

١٦ **ما** الحفار عن عثمان بن احمد عن ابي قلابة عن بشر بن عمر عن مالك بن انس عن زيد بن اسلم عن اسمعيل بن ابان عن ابي مريم عن ثوير بن ابي فاختة عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال قال ابي دفع النبي صلى الله عليه وآله الراية يوم خيبر الى علي بن ابي طالب عليه السلام ففتح الله عليه ثم ذكر نصبه يوم الغدير وبعض ما ذكر فيه من فضائله الى ان قال ثم بكى النبي صلى الله عليه وآله فقيل مم بكاؤك يا رسول الله قال اخبرني جبرئيل عليه السلام عن ربه عز وجل ان ذلك يزول اذا قام قائمهم وعلت كلمتهم واجتمعت الامة على محبتهم وكان الشانئ لهم قليلا والكاره لهم ذليلا وكثر المادح لهم وذلك حين تغير البلاد وتضعف العباد والاياس من الفرج فعند ذلك يظهر القائم فيهم قال النبي صلى الله عليه وآله اسمه كاسمي واسم ابيه كاسم ابي وهو من ولد ابنتي يظهر الله الحق بهم ويخمد الباطل باسيافهم ويتبعهم الناس بين راغب اليهم وخائف لهم قال وسكن البكاء عن رسول الله صلى الله عليه وآله فقال معاشر المؤمنين ابشروا بالفرج فان وعد الله لا يخلف وقضاءه لا يرد وهو الحكيم الخبير فان فتح الله قريب اللهم انهم اهلي فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا اللهم اكلأهم وارعهم وكن لهم وانصرهم واعنهم واعزهم ولا تذلهم واخلفني فيهم انك على كل شيء قدير

انهم يظلمونه ويمنعونه حقه ويقاتلونه ويقتلون ولده ويظلمونهم بعده واخبرني جبرئيل ع

١٧ **ما** المفيد عن احمد بن الوليد عن ابيه عن الصفار عن محمد بن عبيد عن علي بن اسباط عن سيف بن عميرة عن محمد بن حمران قال قال ابو عبد الله عليه السلام لما كان من امر الحسين عليه السلام ما كان ضجت الملائكة الى الله تعالى وقالت يا رب يفعل هذا بالحسين صفيك وابن نبيك قال فاقام الله لهم ظل القائم عليه السلام وقال بهذا انتقم له من ظالميه

١٨ **ما** جماعة عن ابي المفضل عن جعفر بن محمد بن بشار عن مجاهد بن موسى عن عباد بن عباد عن مجالد بن سعيد عن جبير بن نوف ابي الوداك قال قلت لابي سعيد الخدري والله ما يأتي علينا عام الا وهو شر من الماضي ولا امير الا وهو شر ممن كان قبله فقال ابو سعيد سمعته من رسول الله صلى الله عليه وآله يقول ما تقول ولكن سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لا يزال بكم الامر حتى يولد في الفتنة والجور من لا يعرف عندها حتى تملأ الارض جورا فلا يقدر احد يقول الله ثم يبعث الله عز وجل رجلا مني ومن عترتي فيملأ الارض عدلا كما ملأها من كان قبله جورا ويخرج له الارض افلاذ كبدها ويحثو المال حثوا ولا يعده عدا وذلك حين يضرب الاسلام بجرانه

ايضاح قال الفيروزآبادي الجران باطن العنق ومنه حتى ضرب الحق بجرانه اي قر قراره واستقام كما ان البعير اذا برك واستراح مد عنقه على الارض

١٩ **ك** ابن المتوكل عن علي عن ابيه عن الهروي عن الرضا عن آبائه عليهم السلام قال قال النبي صلى الله عليه وآله والذي بعثني بالحق بشيرا ليغيبن القائم من ولدي بعهد معهود اليه مني حتى يقول اكثر الناس ما لله في آل محمد حاجة ويشك آخرون في ولادته فمن ادرك زمانه فليتمسك بدينه ولا يجعل للشيطان اليه سبيلا بشكه فيزيله عن ملتي ويخرجه من ديني فقد اخرج ابويكم من الجنة من قبل وان الله عز وجل جعل الشياطين اولياء للذين لا يؤمنون

٢٠ **ك** ابن ادريس عن ابيه عن ابي الياس عن المبارك بن فضالة عن وهب بن منبه رفعه الى ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله لما عرج بي ربي جل جلاله اتاني النداء يا محمد قلت لبيك رب العظمة لبيك فاوحى الله عز وجل الي يا محمد فيم اختصم الملأ الاعلى قلت الهي لا علم لي فقال لي يا محمد هلا اتخذت من الآدميين وزيرا واخا ووصيا من بعدك فقلت الهي ومن اتخذ تخير لي انت يا الهي فاوحى الله الي يا محمد قد اخترت لك من الآدميين عليا فقلت الهي ابن عمي فاوحى الله الي يا محمد ان عليا وارثك ووارث العلم من بعدك وصاحب لوائك لواء الحمد يوم القيامة وصاحب حوضك يسقي من ورد عليه من مؤمني امتك ثم اوحى الله عز وجل الي يا محمد اني قد اقسمت على نفسي قسما حقا لا يشرب من ذلك الحوض مبغض لك ولاهل بيتك وذريتك الطيبين حقا حقا اقول يا محمد لادخلن الجنة جميع امتك الا من ابى فقلت الهي واحد يأبى دخول الجنة فاوحى الله عز وجل الي بلى فقلت فكيف يأبى فاوحى الله عز وجل الي يا محمد اخترتك من خلقي واخترت لك وصيا من بعدك وجعلته منك بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدك والقيت محبته في قلبك وجعلته ابا لولدك فحقه بعدك على امتك كحقك عليهم في حياتك فمن جحد حقه فقد جحد حقك ومن ابى ان يواليه فقد ابى ان يواليك ومن ابى ان يواليك فقد ابى ان يدخل الجنة فخررت لله عز وجل ساجدا شكرا لما انعم الي فاذا مناد ينادي ارفع يا محمد راسك وسلني اعطك فقلت الهي اجمع امتي من بعدي على ولاية علي بن ابي طالب ليردوا علي جميعا حوضي يوم القيامة فاوحى الله تعالى الي يا محمد اني قد قضيت في عبادي قبل ان اخلقهم وقضائي ماض فيهم لاهلك به من اشاء واهدي به من اشاء وقد آتيته علمك من بعدك وجعلته وزيرك وخليفتك من بعدك على اهلك وامتك عزيمة مني ولا يدخل الجنة من عاداه وابغضه وانكر ولايته بعدك فمن ابغضه ابغضك ومن ابغضك ابغضني ومن عاداه فقد عاداك ومن عاداك فقد عاداني ومن احبه فقد احبك ومن احبك فقد احبني وقد جعلت له هذه الفضيلة واعطيتك ان اخرج من صلبه احد عشر مهديا كلهم من ذريتك من البكر البتول وآخر رجل منهم يصلي خلفه عيسى بن مريم يملأ الارض عدلا كما ملئت منهم ظلما وجورا انجي به من الهلكة واهدي به من الضلالة وابرئ به الاعمى واشفي به المريض فقلت الهي وسيدي متى يكون ذلك فاوحى الله عز وجل يكون ذلك اذا رفع العلم وظهر الجهل وكثر القراء وقل العمل وكثر القتل وقل الفقهاء الهادون وكثر فقهاء الضلالة والخونة وكثر الشعراء واتخذ امتك قبورهم مساجد وحليت المصاحف وزخرفت المساجد وكثر الجور والفساد وظهر المنكر وامر امتك به ونهوا عن المعروف واكتفى الرجال بالرجال والنساء بالنساء وصارت الامراء كفرة واولياؤهم فجرة واعوانهم ظلمة وذوو الرأي منهم فسقة وعند ذلك ثلاثة خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزيرة العرب وخراب البصرة على يد رجل من ذريتك يتبعه الزنوج وخروج رجل من ولد الحسين بن علي وظهور الدجال يخرج بالمشرق من سجستان وظهور السفياني فقلت الهي وما يكون بعدي من الفتن فاوحى الله الي واخبرني ببلاء بني امية لعنهم الله ومن فتنة ولد عمي وما هو كائن الى يوم القيامة فاوصيت بذلك ابن عمي حين هبطت الى الارض وأديت الرسالة ولله الحمد على ذلك كما حمده النبيون وكما حمده كل شيء قبلي وما هو خالقه الى يوم القيامة

عن محمد بن آدم عن ابيه خ

يا محمد صح

فاوحى الله عز وجل يكون ذلك صح

بيان قوله تعالى فيم اختصم الملأ الاعلى اشارة الى قوله تعالى ما كان لي من علم بالملإ الاعلى اذ يختصمون والمشهور بين المفسرين انه اشارة الى قوله تعالى اني جاعل في الارض خليفة وسؤال الملائكة في ذلك فلعله تعالى سأله اولا عن ذلك ثم

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَةَ التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ.

٥٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلامَةِ الدَّجَّالِ

٢٢٣٥-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنِّي لأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ وَلَقَدْ أَنْذَرَ نُوحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَئِذٍ لِلنَّاسِ وَهُوَ يُحَذِّرُهُمْ فِتْنَتَهُ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَنْ يَرَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رَبَّهُ حَتَّى يَمُوتَ وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر يَقْرَؤُهُ مَنْ كَرِهَ عَمَلَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ. [خ: ٧١٢٣] [م: ١٦٩] [سيأتي:٢٢٤٩]

٢٢٣٦-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هَذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ.

قَالَ هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ. [خ: ٢٩٢٥] [م: ٢٩٢١]

٥٧- بَابُ مَا جَاءَ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ

٢٢٣٧-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالاَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ سُبَيْعٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَوْذَبٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ وَلاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي التَّيَّاحِ.

٥٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَلامَاتِ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

٢٢٣٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنَا الْحَكَمُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قُطَيْبٍ السَّكُونِيِّ عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ صَاحِبِ مُعَاذٍ.

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمَى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُسْرٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

وَهَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

٢٢٣٩-(صحيح الإسناد موقوف) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ مَعَ قِيَامِ السَّاعَةِ.

قَالَ مَحْمُودٌ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ هِيَ مَدِينَةُ الرُّومِ تُفْتَحُ عِنْدَ خُرُوجِ الدَّجَّالِ وَالْقُسْطَنْطِينِيَّةُ قَدْ فُتِحَتْ فِي زَمَانِ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

٥٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

٢٢٤٠-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ.

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلاَبِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعْنَا إِلَيْهِ فَعَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ الْغَدَاةَ فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ قَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ لِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ شَبِيهٌ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ رَآهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ سُورَةِ أَصْحَابِ الْكَهْفِ قَالَ يَخْرُجُ مَا بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَشِمَالاً يَا عِبَادَ اللَّهِ اثْبُتُوا قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ الْيَوْمَ الَّذِي كَالسَّنَةِ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاَةُ يَوْمٍ قَالَ لاَ وَلَكِنِ اقْدُرُوا لَهُ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا سُرْعَتُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُكَذِّبُونَهُ وَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَتَتْبَعُهُ أَمْوَالُهُمْ وَيُصْبِحُونَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ وَيُصَدِّقُونَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ أَنْ تُمْطِرَ فَتُمْطِرَ وَيَأْمُرُ الأَرْضَ أَنْ تُنْبِتَ فَتُنْبِتَ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ كَأَطْوَلِ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَمَدِّهِ خَوَاصِرَ وَأَدَرِّهِ ضُرُوعًا قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْخَرِبَةَ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَيَنْصَرِفُ مِنْهَا فَيَتْبَعُهُ كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً شَابًّا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ يَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ هَبَطَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِشَرْقِيِّ دِمَشْقَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَّانٌ كَاللُّؤْلُؤِ قَالَ وَلاَ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ يَعْنِي أَحَدًا إِلاَّ مَاتَ وَرِيحُ نَفَسِهِ مُنْتَهَى بَصَرِهِ قَالَ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ

قَالَ فَيَلْبَثُ كَذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ ثُمَّ يُوحِي اللَّهُ إِلَيْهِ أَنْ حَوِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لاَ يَدَانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ قَالَ وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ كَمَا قَالَ اللَّهُ ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ قَالَ فَيَمُرُّ أَوَّلُهُمْ بِبُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ فَيَشْرَبُ مَا فِيهَا ثُمَّ يَمُرُّ بِهَا آخِرُهُمْ فَيَقُولُ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتَّى يَنْتَهُوا إِلَى جَبَلِ بَيْتِ مَقْدِسٍ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الأَرْضِ فَهَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مُحْمَرًا دَمًا وَيُحَاصَرُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ يَوْمَئِذٍ خَيْرًا لأَحَدِهِمْ مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللَّهُ إِلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى مَوْتَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ قَالَ وَيَهْبِطُ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَلاَ يَجِدُ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلاَّ وَقَدْ مَلأَتْهُ زَهَمَتُهُمْ وَنَتَنُهُمْ وَدِمَاؤُهُمْ قَالَ فَيَرْغَبُ عِيسَى إِلَى اللَّهِ وَأَصْحَابُهُ قَالَ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ قَالَ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ بِالْمَهْبِلِ وَيَسْتَوْقِدُ الْمُسْلِمُونَ مِنْ قِسِيِّهِمْ وَنُشَّابِهِمْ وَجِعَابِهِمْ سَبْعَ سِنِينَ قَالَ وَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَطَرًا لاَ يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ وَبَرٍ وَلاَ مَدَرٍ قَالَ فَيَغْسِلُ الأَرْضَ فَيَتْرُكُهَا كَالزَّلَفَةِ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أَخْرِجِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقَحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى إِنَّ الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الإِبِلِ وَإِنَّ الْقَبِيلَةَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْبَقَرِ وَإِنَّ الْفَخِذَ لَيَكْتَفُونَ بِاللِّقْحَةِ مِنَ الْغَنَمِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا فَقَبَضَتْ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى سَائِرُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ كَمَا تَتَهَارَجُ الْحُمُرُ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ.[م: ٢٩٣٧]

٦٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ الدَّجَّالِ

٢٢٤١-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الدَّجَّالِ فَقَالَ أَلاَ إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلاَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنُهُ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ سَعْدٍ وَحُذَيْفَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَأَسْمَاءَ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرَةَ وَعَائِشَةَ وَأَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَالْفَلَتَانِ بْنِ عَاصِمٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ.[خ: ٧١٢٣] [م: ١٦٩]

٦١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدَّجَّالِ لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ

٢٢٤٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ.

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ فَيَجِدُ الْمَلاَئِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلاَ الدَّجَّالُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَمِحْجَنٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ١٨٨١، ٧١٢٤، ٧١٣٤، ٧٤٧٣]

٢٢٤٣-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْكُفْرُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَالسَّكِينَةُ لأَهْلِ الْغَنَمِ وَالْفَخْرُ وَالرِّيَاءُ فِي الْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْخَيْلِ وَأَهْلِ الْوَبَرِ يَأْتِي الْمَسِيحُ إِذَا جَاءَ دُبُرَ أُحُدٍ صَرَفَتِ الْمَلاَئِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ.[خ: ٣٣٠١] [م: ٥١، ٥٢]

٦٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ

٢٢٤٤-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ الأَنْصَارِيِّ مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يَقُولُ.

سَمِعْتُ عَمِّي مُجَمِّعَ ابْنَ جَارِيَةَ الأَنْصَارِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ.

قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ وَنَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِي بَرْزَةَ وَحُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَكَيْسَانَ وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ وَجَابِرٍ وَأَبِي أُمَامَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ وَالنَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَعَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) صَحِيحٌ.

٢٢٤٥-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ.

سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلاَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ ك ف ر.

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.[خ: ٧١٣١] [م: ٢٩٣٣]

٦٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ ابْنِ صَائِدٍ

٢٢٤٦-(صحيح) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ صَحِبَنِي ابْنُ صَائِدٍ إِمَّا حُجَّاجًا وَإِمَّا مُعْتَمِرِينَ فَانْطَلَقَ النَّاسُ وَتُرِكْتُ أَنَا وَهُوَ فَلَمَّا خَلَصْتُ بِهِ اقْشَعْرَرْتُ مِنْهُ وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ فِيهِ فَلَمَّا نَزَلْتُ قُلْتُ لَهُ ضَعْ مَتَاعَكَ حَيْثُ تِلْكَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَأَبْصَرَ

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

م [1] عن ابن مسعود) .

٣٨٤٨٧ ـ لا تقوم الساعة حتى يمر الرجلُ بقبرِ الرجلِ فيقول: يا ليتني مكانه (حم ، ق ـ عن أبي هريرة) .

٣٨٤٨٨ ـ لا تقوم الساعة حتى لا يُحجَّ البيتُ (ع ، ك ـ عن أبي سعيد) .

٣٨٤٨٩ ـ لا تقومُ الساعة حتى يرفعَ الركْنُ والقرآنُ (السجزي عن عمر) .

٣٨٤٩٠ ـ لا تقوم الساعة حتى يكون الزهـدُ روايةً والورعُ تصنعاً (حل ـ عن أبي هريرة) .

٣٨٤٩١ ـ إن أولَ هذه الأمة خيارُهم ، وآخرها شرارُهم ، مختلفين متفرقين ، فمن كان يؤمنُ باللهِ واليومِ الآخر فلتأتهِ منيتهُ وهو يأتي الناس ما يُحب أن يؤتى إليه (حب ـ عن ابن مسعود) .

٣٨٤٩٢ ـ ثلاثٌ إذا رأيتهن فعند ذلك خرابُ العامرِ وعمارةُ الخرابِ : أن يكون المعروفُ منكراً والمنكرُ معروفاً وأن يتمرس [2]

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الفتن رقم ٢٩٤٩ . ص

(٢) يتمرس : تمرس بالشيء : احتك به . المعجم الوسيط ٨٣٢ . ب

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَةَ التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

فَرَسِه يُخِيفُ الْعَدُوَّ وَيُخِيفُونَهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ) غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ.

وَقَدْ رَوَاهُ اللَّيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أُمِّ مَالِكٍ الْبَهْزِيَّةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

١٦- بَاب

٢١٧٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَكُونُ فِتْنَةٌ تَسْتَنْظِفُ الْعَرَبَ قَتْلَاهَا فِي النَّارِ اللِّسَانُ فِيهَا أَشَدُّ مِنَ السَّيْفِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ.

سَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ يَقُولُ لَا يُعْرَفُ لِزِيَادِ بْنِ سِيمِينَ كُوشٍ غَيْرُ هَذَا الْحَدِيثِ رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ لَيْثٍ فَرَفَعَهُ وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ لَيْثٍ فَأَوْقَفَهُ.

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي رَفْعِ الْأَمَانَةِ

٢١٧٩-(صحيح) حَدَّثَنَا هَنَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الْآخَرَ حَدَّثَنَا أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ ثُمَّ يَنَامُ نَوْمَةً فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفَطَتْ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ أَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهَا عَلَى رِجْلِهِ قَالَ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ لَا يَكَادُ أَحَدُهُمْ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَأَعْقَلَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ قَالَ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ فِيهِ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ دِينُهُ وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لِأُبَايِعَ مِنْكُمْ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [خ: ٦٤٩٧] [م: ١٤٣]

١٨- بَابُ مَا جَاءَ لَتَرْكَبُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

٢١٨٠-(صحيح) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّ بِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

وَأَبُو وَاقِدٍ اللَّيْثِيُّ اسْمُهُ الْحَارِثُ بْنُ عَوْفٍ.

وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ.

١٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ

٢١٨١-(صحيح) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ الْعَبْدِيُّ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ وَحَتَّى تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ [صَحِيحٌ] غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْقَاسِمِ بْنِ الْفَضْلِ وَالْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَثَّقَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ.

٢٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

٢١٨٢-(صحيح) حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ انْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اشْهَدُوا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَأَنَسٍ وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [م: ٢٨٠١] [سيأتي:٣٢٨٨]

٢١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَسْفِ

٢١٨٣-(صحيح) حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ.

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ أَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَرَوْا عَشْرَ آيَاتٍ طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَالدَّابَّةَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ فَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا. [م: ٢٩٠١]

سجلٌّ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه
علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

العجل إلهاً، فكبر على موسى قال الله : يا موسى من كان قبلك من الأنبياء افتتن قومه، وإن أمة أحمد أيضاً ستصيبهم فتنة عظيمة من بعده، حتى يلعن بعضهم بعضاً، ثم يصلح الله أمرهم برجل من ذرية أحمد، وهو المهدي .

أخرج الحافظ أبو نعيم أربعين حديثاً في المهدي سلام الله عليه. فمنها عن علي بن بلال عن أبيه، قال هذا الحديث المذكور، من غير كلام وهب ابن منبه وزاد : يا فاطمة إذا صارت الدنيا هرجاً ومرجاً، وصارت الفتن وانقطعت السبل، وأغار بعضهم على بعض، فلا كبير يرحم صغيراً، ولا صغير يوقر كبيراً، فيبعث الله عند ذلك المهدي من ولدك، يفتح حصون الضلالة وقلوباً غلفاً، يقوم بالدين في آخر الزمان، كما قمت به في أول الزمان، ويملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً. ومنها عن حذيفة بن اليمان قال : خطبنا رسول الله ﷺ فذكر ما هو كائن ثم قال : لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد، لطول الله تعالى ذلك اليوم، حتى يبعث الله رجلاً من ولدي اسمه اسمي. فقام سلمان وقال : يا رسول الله من أيّ ولدك هو؟ قال : من ولد هذا ـ وضرب بيده على رأس الحسين سلام الله عليه ـ. ومنها عن أبي امامة قال: خطبنا النبي ﷺ وذكر الدجال وقال : فتنفي المدينة الخبث كما ينفي الكير خبث الحديد، ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص. فقالت أم شريك : فأين العرب يومئذ يا رسول الله؟ قال : هم يومئذ قليل، وجلّهم ببيت المقدس وإمامهم المهدي وهو رجل صالح. ومنها عن حذيفة رفعه : ويح هذه الأُمة من ملوك جبابرة، كيف يقتلون ويطردون، إلا من أظهر طاعتهم. فالمؤمن التقي يصانعهم بلسانه، ويفر منهم بقلبه، فإذا أراد الله تعالى أن يعيد الإسلام عزيزاً، قصم كل جبار عنيد، وهو القادر على ما يشاء، وأصلح الأمة بعد فسادها. يا حذيفة، لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد، لطوّل الله ذلك اليوم، حتى يملك رجل من أهل بيتي الملاحم في يديه ويظهر الإسلام، والله لا يخلف وعده وهو سريع الحساب .

ومنها عن ثوبان رفعه : يقتتل عند كرتكم ثلاثة، كلهم ابن خليفة، ثم لا يصير إلى أحد، ثم تجيء الرايات السود، فيقتلونهم قتلاً لم يقتله قوم مثله، ثم يجيء خليفة الله المهدي، فإذا سمعتم به فأتوه فبايعوه، فإنه خليفة الله المهدي. ومنها عن ثوبان رفعه : تجيء الرايات السود من قبل المشرق، كأنّ قلوبهم من حديد، فمن سمع بهم فليأتهم ولو حبواً على الثلج. ومنها عن علي قال : قلت : يا رسول الله أمنّا آل محمد المهدي أم من غيرنا؟ فقال : بل منا، يختم به الدين كما فتح بنا، وبه ينقذون من الفتن، كما أُنقذوا من الشرك بنا، وبنا يؤلف الله بين قلوبهم بعد عداوة الفتنة، كما ألف بينهم بعد عداوة الشرك، إخواناً في دينهم. ومنها عن أبي سعيد رفعه : منا الذي يصلي عيسى بن مريم خلفه. ومنها عن جابر بن عبد الله رفعه : ينزل عيسى ابن مريم فيقول أميركم المهدي : تعال صلِّ بنا. فيقول : لا، ألا إن بعضكم على بعض أمراء، تكرمة من

الله لهذه الأُمة. ومنها عن ابن الخشاب قال: حدثنا صدقة بن موسى قال: حدثنا أبي عن علي الرضا بن موسى الكاظم قال: الخلف الصالح من ولد الحسن بن علي العسكري، هو صاحب الزمان، وهو المهدي سلام الله عليهم. ومنها عن ابن الخشاب قال: حدثني أبو القاسم الطاهر بن هارون بن موسى الكاظم عن أبيه عن جده قال: قال سيدي جعفر بن محمد: الخلف الصالح من ولدي، وهو المهدي اسمه محمد وكنيته أبو القاسم، يخرج في آخر الزمان، يقال لأُمه نرجس، وعلى رأسه غمامة تظله عن الشمس، تدور معه حيث ما دار، تنادي بصوت فصيح: هذا المهدي فاتبعوه سلام الله عليه! وأما بواقي الأحاديث الأربعين التي جمعها أبو نعيم، فهي مذكورة في هذا الكتاب، في ضمن الأحاديث المذكورة.

وأورد أبو عبد الله محمد بن يوسف بن محمد الكنجي الشافعي، صاحب كتاب كفاية المطالب، وكتاب البيان في أخبار صاحب الزمان، الأحاديث الكثيرة؛ فيورد مؤلف ينابيع المودة لذي القربىٰ منها، الحديث الذي لم يذكر في هذا الكتاب. منها أنّ ابن الأعثم الكوفي ذكر في كتابه الفتوح، عن علي كرم الله وجهه أنه قال: ويحاً للطالقان، فإن لله تعالى كنوزاً ليست من ذهب ولا فضة، ولكن بها رجال معروفون، وهم عرفوا الله حق معرفته، وهم أيضاً أنصار المهدي سلام الله عليه في آخر الزمان. ومنها في كتاب عقد الدرر بسنده إلى الحسن بن علي رضي الله عنهما أنه قال: لو قام المهدي لأنكره الناس، لأنه يرجع إليهم شاباً وهم يحسبونه شيخاً كبيراً. ومنها في كتاب الفتن للحافظ أبي عبد الله نعيم بن حماد، عن أبي سعيد الخدري رفعه: منا الذي يصلي عيسى ابن مريم خلفه. وحديث آخر: المهدي هو الذي يؤم عيسى ابن مريم. ومنها في كتاب العرايس لأبي إسحاق الثعلبي، بسنده إلى تميم الداري رفعه: إن غاراً في أنطاكية من غيران فيها رصاص من ألواح موسى، وما سحابة شرقية ولا غربية تمر عليها، إلا لفت عليها من بركتها، ولن تذهب الأيام والليالي حتى يملكها رجل ومن أهل بيتي، يملأها قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً. ومنها في كتاب فضل الكوفة لأبي عبد الله محمد بن علي العلوي، عن أبي سعيد الخدري رفعه: يملك المهدي سبعاً أو عشراً، أسعد الناس به أهل الكوفة. ومنها: أخرج الدارقطني في كتابه الجرح والتعديل، عن أبي سعيد الخدري، أن النبي ﷺ مرض مرضة ثقيلة، فدخلت عليه فاطمة وأنا جالس عنده، ولما رأت ما به من الضعف خنقتها العبرة ـ الحديث وهو أنه ضرب على منكب الحسين وقال: من هذا مهديّ هذه الأُمة سلام الله عليهم.

وقال الكنجي: قد ذكر الترمذي الحديث ولم يذكر: اسم أبيه اسم أبي. وذكر أبو داود في معظم روايات الحفاظ الثقات من نقلة الأخبار: اسمه اسمي فقط؛ والذي روي: واسم أبي اسم أبيه، فهو زيادة. ومنها في كتاب المناقب، لموفق بن أحمد الخوارزمي أخطب خطباء خوارزم، بسنده عن سليم بن قيس الهلالي، عن سلمان الفارسي قال: دخلت على رسول

الجامعُ المختصَرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

حمَّاد حدَّثنا همَّامٌ حدَّثنا مُحمَّدُ ابنُ جُحادةَ عن عبدِ الرَّحمنِ بنِ ثَروانَ عن هُزَيلِ بنِ شُرحبيلَ.

عن أبي موسى عن النَّبيِّ ﷺ أنَّهُ قال في الفتنةِ كسِّروا فيها قِسِيَّكُم وقطِّعوا فيها أوتارَكُم والزَموا فيها أجوافَ بُيوتِكُم وكونوا كابنِ آدمَ.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ (صحيح).

وعبدُ الرَّحمنِ بنُ ثروانَ هو أبو قيسٍ الأوديُّ.

٣٤- بابُ ما جاءَ في أشراطِ السَّاعةِ

٢٢٠٥-(صحيح) حدَّثنا محمودُ بنُ غيلانَ حدَّثنا النَّضرُ بنُ شُميلٍ حدَّثنا شعبةُ عن قتادةَ.

عن أنسِ ابنِ مالكٍ أنَّهُ قال أُحدِّثُكُم حديثًا سمعتُهُ من رسولِ اللهِ ﷺ لا يُحدِّثُكُم أحدٌ بعدي أنَّهُ سمعَهُ من رسولِ اللهِ ﷺ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ إنَّ من أشراطِ السَّاعةِ أن يُرفعَ العلمُ ويظهرَ الجهلُ ويفشوَ الزِّنا وتُشربَ الخمرُ ويكثُرَ النِّساءُ ويقلَّ الرِّجالُ حتَّى يكونَ لخمسينَ امرأةً قيِّمٌ واحدٌ.

قال أبو عيسى: وفي الباب عن أبي موسى وأبي هريرةَ.

وهذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.[خ: ٨٠، ٦٨٠٨] [م: ٢٦٧١]

٣٥- بابٌ منه

٢٢٠٦-(صحيح) حدَّثنا محمَّدُ بنُ بشَّارٍ حدَّثنا يحيى بنُ سعيدٍ عن سفيانَ الثَّوريِّ عن الزُّبيرِ بنِ عديٍّ قال.

دخلنا على أنسِ بنِ مالكٍ فشكونا إليه ما نلقى من الحجَّاجِ فقال ما من عامٍ إلاَّ الَّذي بعدَهُ شرٌّ منهُ حتَّى تلقَوا ربَّكُم سمعتُ هذا من نبيِّكُم ﷺ.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.[خ: ٧٠٦٨]

٢٢٠٧-(صحيح) حدَّثنا محمَّدُ بنُ بشَّارٍ حدَّثنا ابنُ أبي عديٍّ عن حُميدٍ.

عن أنسٍ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ لا تقومُ السَّاعةُ حتَّى لا يُقالَ في الأرضِ اللهُ اللهُ.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ.[م: ١٤٨]

٢٢٠٧(م)-(صحيح) حدَّثنا محمَّدُ بنُ المُثنَّى حدَّثنا خالدُ بنُ الحارثِ عن حُميدٍ عن أنسٍ نحوَهُ ولم يرفعْهُ.

وهذا أصحُّ من الحديثِ الأوَّلِ.

٣٦- بابٌ منه

٢٢٠٨-(صحيح) حدَّثنا واصلُ بنُ عبدِ الأعلى الكوفيُّ حدَّثنا محمَّدُ بنُ فُضيلٍ عن أبيهِ عن أبي حازمٍ.

عن أبي هريرةَ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ تقيءُ الأرضُ أفلاذَ كبدِها أمثالَ الأُسطوانِ من الذَّهبِ والفضَّةِ قال فيجيءُ السَّارقُ فيقولُ في مثلِ هذا قُطعت يدي ويجيءُ القاتلُ فيقولُ في هذا قتلتُ ويجيءُ القاطعُ فيقولُ في هذا قطعتُ رحمي ثمَّ يدعونَهُ فلا يأخذونَ منهُ شيئًا.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ (صحيح) غريبٌ لا نعرفُهُ إلاَّ من هذا الوجهِ.[م: ١٠١٣]

٣٧- بابٌ منه

٢٢٠٩-(صحيح) حدَّثنا قتيبةُ بنُ سعيدٍ حدَّثنا عبدُ العزيزِ بنُ محمَّدٍ عن عمرِو بنِ أبي عمرٍو قال (ح).

وحدَّثنا عليُّ بنُ حُجرٍ أخبرنا إسماعيلُ بنُ جعفرٍ عن عمرِو بنِ أبي عمرٍو عن عبدِ اللهِ وهو ابنُ عبدِ الرَّحمنِ الأنصاريُّ الأشهليُّ.

عن حذيفةَ بنِ اليمانِ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ لا تقومُ السَّاعةُ حتَّى يكونَ أسعدَ النَّاسِ بالدُّنيا لُكعُ ابنُ لُكعٍ.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ حسنٌ إنَّما نعرفُهُ من حديثِ عمرِو بنِ أبي عمرٍو.

٣٨- بابُ ما جاءَ في علامةِ حُلولِ المسخِ والخسفِ

٢٢١٠-(ضعيف) حدَّثنا صالحُ بنُ عبدِ اللهِ التِّرمذيُّ حدَّثنا الفرجُ بنُ فضالةَ أبو فضالةَ الشَّاميُّ عن يحيى بنِ سعيدٍ عن محمَّدِ بنِ عمرِو بنِ عليٍّ.

عن عليِّ بنِ أبي طالبٍ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ إذا فعلت أُمَّتي خمسَ عشرةَ خصلةً حلَّ بها البلاءُ فقيلَ وما هنَّ يا رسولَ اللهِ قال إذا كان المغنمُ دُولاً والأمانةُ مغنمًا والزَّكاةُ مغرمًا وأطاعَ الرَّجلُ زوجتَهُ وعقَّ أُمَّهُ وبرَّ صديقَهُ وجفا أباهُ وارتفعتِ الأصواتُ في المساجدِ وكان زعيمُ القومِ أرذلَهُم وأُكرمَ الرَّجلُ مخافةَ شرِّهِ وشُربتِ الخمورُ ولُبسَ الحريرُ واتُّخذتِ القيناتُ والمعازفُ ولعنَ آخرُ هذهِ الأُمَّةِ أوَّلَها فليرتقبوا عندَ ذلكَ ريحًا حمراءَ أو خسفًا ومسخًا.

قال أبو عيسى: هذا حديثٌ غريبٌ لا نعرفُهُ من حديثِ عليِّ بنِ أبي طالبٍ إلاَّ من هذا الوجهِ ولا نعلمُ أحدًا رواهُ عن يحيى بنِ سعيدٍ الأنصاريِّ غيرَ الفرجِ بنِ فضالةَ.

والفرجُ بنُ فضالةَ قد تكلَّمَ فيهِ بعضُ أهلِ الحديثِ وضعَّفَهُ من قبلِ حفظِهِ.

وقد رواهُ عنهُ وكيعٌ وغيرُ واحدٍ من الأئمَّةِ.

٢٢١١-(ضعيف) حدَّثنا عليُّ بنُ حُجرٍ حدَّثنا محمَّدُ بنُ يزيدَ الواسطيُّ عن المُستلمِ بنِ سعيدٍ عن رُميحٍ الجُذاميِّ.

عن أبي هريرةَ قال قال رسولُ اللهِ ﷺ إذا اتُّخذَ الفيءُ دُولاً والأمانةُ مغنمًا والزَّكاةُ مغرمًا وتُعُلِّمَ لغيرِ الدِّينِ وأطاعَ الرَّجلُ امرأتَهُ وعقَّ أُمَّهُ وأدنى صديقَهُ وأقصى أباهُ وظهرتِ الأصواتُ في المساجدِ وسادَ القبيلةَ فاسقُهُم وكان زعيمُ القومِ أرذلَهُم وأُكرمَ الرَّجلُ مخافةَ شرِّهِ وظهرتِ القيناتُ والمعازفُ وشُربتِ الخمورُ ولعنَ آخرُ هذهِ الأُمَّةِ أوَّلَها فليرتقبوا عندَ ذلكَ ريحًا حمراءَ وزلزلةً وخسفًا ومسخًا وقذفًا وآياتٍ تتابعُ كنظامٍ بالٍ قُطعَ سلكُهُ فتتابعَ.

Nūr al-Hasan Khān

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirāb al-sāʻah

اقتراب الساعة

طبع فی مطبعۂ مفید عام الکائنۃ فی آگرہ

بادارة المنشي محمد احمد خان
الصوفي سلمه الله
تعالى

١٣٠١م

کرتا ہے تیری بیری برائی مین پڑتا ہے غمّاز لمّاز وہ ہے جو منہہ پر عیب بیان کرے
۲۱ خاص لوگون پر سلام کرنا تجارت کا رواج ہونا بی بی میان کو تجارت کرنے مین
مدد دیگی قلم ظاہر ہوگا یعنی خوشنویس بہت ہونگے عالم کم ہونگے جھوٹی گواہی ظاہر
ہوگی سچی گواہی چھپی رہیگی ۲۲ شراب کا نام نبیذ رکھین سود کو بیع سمجھین رشوت
و مال حرام کو ہدیہ کہین زکواۃ کو مزدوری مین دین ایسے وقت مین ایک لال آندہی
طرف سے مشرق کے آویگی بعضے مسخ ہوجاوینگے بعضے خسف یہہ اسلیے ہوگا کہ انہون
نے نافرمانی کی حد سے زیادہ بڑہ گئے اسکو دیلمی نے ابی ہریرۃ سے روایت کیا ہے
۲۳ فیئ کو دولت سمجھین اسکو ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے یعنی مال
فیئ آسودہ منصب والے لوگ لین مستحقون کو ندین ۲۴ امانت کو غنیمت زکواۃ
کو تاوان جانین علم واسطے دین کے نسیکھین رواہ الترمذی عنہ یعنی مؤتمن
آدمی لوگونکی امانت ودیعت کو داب رکھے لوٹ کا مال سمجھے زکوٰۃ دینا لوگونپر ایسا
گران ہو جیسے تاوان گران ہوتا ہے دنیا کے لیے علم طلب کرین کہ کوئی منصب مرتبہ
عہدہ ہات لگے نہ اسلیے کہ اللہ کا دین معلوم ہو ۲۵ میان بی بی کی اطاعت
کرے مان کی نافرمانی کرے یار کو پاس بٹھائے باپ کو بھگائے مسجدونمین شور ہو
اخرجہ الترمذی عنہ یعنی مسجدون مین بیٹھکر دنیا کی باتین کرین نہ گھرون
مین ۲۶ قبیلہ کا سردار فاسق ہو قوم کا افسر رذیل تر ہو مرد کی عزت ڈرسے اوسکی
شر کے کیجاوے رواہ الترمذی عنہ ۲۷ گانے والیان ظاہر ہون بلجے
بجین پچھلی امت اگلی امت پر لعنت کرے اشاعہ مین ہے وقد ظھر لعن آخر
ھذہ الامۃ اولھا فی الرافضۃ قبحھم اللہ مین کہتا ہون یہہ بات عام ہے
جو فرقہ سلف کو برا کہے وہ اس نشانی مین داخل ہے جسطرح برا کہنا مقلدون
کا محدثین سلف کو برا کہنا جاہلون کا ائمہ مجتہدین کو ۲۸ جب زمانہ قیامت کا

چھاپے خانون کی
کثرت اسکا مصداق
ہے

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

مع عکس

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ فَيَقُولُ بَلَى فَيَتَمَثَّلُ لَهُ الشَّيَاطِينُ نَحْوَ أَبِيهِ وَنَحْوَ أَخِيهِ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ رَجَعَ وَالْقَوْمُ فِي اهْتِمَامٍ وَغَمٍّ مِمَّا حَدَّثَهُمْ قَالَتْ فَأَخَذَ بِلَحْمَتَيِ الْبَابِ فَقَالَ مَهْيَمْ أَسْمَاءُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَقَدْ خَلَعْتَ أَفْئِدَتَنَا بِذِكْرِ الدَّجَّالِ قَالَ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا حَيٌّ فَأَنَا حَجِيجُهُ وَإِلَّا فَإِنَّ رَبِّي خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ وَاللهِ إِنَّا لَنَعْجِنُ عَجِينَنَا فَمَا نَخْبِزُهُ حَتَّى نَجُوعَ فَكَيْفَ بِالْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ قَالَ يُجْزِئُهُمْ مَا يُجْزِئُ أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ۔

کردوں۔ تو مجھ کو اپنا پروردگار مان لے گا؟ وہ کہے گا ہاں! دجال شیاطین کو اس کے بھائی اور باپ کی شکل میں پیش کردے گا۔ اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ یہ فرما کر رسول اللہ کسی ضرورت سے تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آئے۔ لوگ دجال کا ذکر سنکر فکر و تردد میں بیٹھے تھے آپ نے دروازے کے دونوں کواڑوں کو پکڑ لیا اور فرمایا اسماء کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے دجال کا ذکر فرما کر ہمارے دلوں کو نکال کر پھینک دیا ہے۔ (یعنی اس ذکر سے ہمارے دل مرعوب خوف زدہ ہیں) آپ نے فرمایا اگر وہ میری زندگی میں نکلا تو میں اپنے دلائل سے اس کو دفع کردونگا (یعنی اس پر غلبہ حاصل کرلونگا) اور اگر میری زندگی میں نہ نکلا تو میرا پروردگار ہر مومن کے لئے میرا وکیل اور خلیفہ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہم اپنا آٹا گوندھتے ہیں اور روٹی پکا کر فارغ نہیں ہونے پاتے کہ بھوک سے ہم بے چین ہوجاتے ہیں۔ اُس قحط سالی میں مومنوں کا کیا حال ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا ان کی بھوک کو دفع کرنے کیلئے وہی چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یعنی تسبیح و تقدیس باری تعالےٰ۔ (احمد، ابوداؤد)

فصل سوم

اہل ایمان کو دجال سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں

٥٢٥٦ / ٢٩ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِي مَا يَضُرُّكَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں دجال کی بابت جس قدر میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا ہے اتنا کسی نے نہیں پوچھا۔ رسول اللہ نے (ایک مرتبہ) مجھ سے فرمایا دجال تجھ کو ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ میں نے عرض کیا لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی۔ آپ نے فرمایا دجال خدا کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے (یعنی وہ جو کچھ دکھاتا ہے وہ بے حقیقت چیز ہے اس کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ کسی کو گمراہ کر سکے۔) (بخاری ومسلم)

دجال کی سواری گدھا ہوگا؟

٥٢٥٧ / ٣٠ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ عَلَى حِمَارٍ أَقْمَرَ مَا بَيْنَ أُذُنَيْهِ سَبْعُونَ بَاعًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُورِ۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے دجال ایک سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان کا حصہ ستر باع چوڑا ہوگا (ایک باع دونوں ہاتھوں کے برابر ہوتا ہے۔) (بیہقی)

قصص الأنبياء

تأليـف

الإمام الحافظ عماد الدين أبو الفداء
إسماعيل بن كثير القرشي الدمشقي
المتوفي سنة ٧٧٤ هـ

تحقيق

الدكتور عبد الحي الفرماوي
أستاذ التفسير وعلوم القرآن
بجامعة الأزهر

وروى البخاري ومسلم من حديث الشعبي ، عن أبي بردة بن أبي موسى ، عن أبيه ، قال : قال رسول الله ﷺ : « إذا أدب الرجل أمته فأحسن تأديبها وعلمها فأحسن تعليمها ثم أعتقها فتزوجها كان له أجران ، وإذا آمن بعيسى ابن مريم ثم آمن بي فله أجران ، والعبد إذا اتقى ربه وأطاع مواليه فله أجران » .

هذا لفظ البخاري(٥) .

وقال البخاري : حدثنا إبراهيم بن موسى ، أنبأنا هشام ، عن معمر ، وحدثني محمود ، حدثنا عبد الرزاق ، أنبأنا معمر ، عن الزهري ، أخبرني سعيد ابن المسيب ، عن أبي هريرة قال : قال النبي ﷺ : « ليلة أسرى بي لقيت موسى — قال : فنعته — فإذا رجل حسبته قال : — مضطرب رجل الرأس كأنه من رجال شنوءة . قال : ولقيت عيسى فنعته النبي ﷺ فقال : ربعة ، أحمر كأنما خرج من ديماس — يعني الحمام — ورأيت إبراهيم وأنا أشبه ولده به » الحديث .

وقد تقدم في قصتي إبراهيم وموسى .

ثم قال : حدثنا محمد بن كثير ، أنبأنا إسرائيل ، عن عثمان بن المغيرة ، عن مجاهد ، عن ابن عمر ، قال : قال النبي ﷺ : « رأيت عيسى وموسى وإبراهيم . فأما عيسى فأحمر جعد عريض الصدر ، وأما موسى فآدم جسيم سبط كأنه من رجال الزط » .

تفرد به البخاري(٦) .

وحدثنا إبراهيم بن المنذر ، حدثنا أبو ضمرة ، حدثنا موسى بن عقبة ، عن نافع ، قال : قال عبد الله بن عمر : ذكر النبي ﷺ يوما بين ظهراني الناس المسيح الدجال فقال : « إن الله ليس بأعور إلا أن المسيح الدجال أعور العين اليمنى كأن عينه عنبة طافية ، وأراني الليلة عند الكعبة في المنام فإذا رجل آدم كأحسن ما يرى من أُدْم الرجال تضرب لمته بين منكبيه رجل الشعر يقطر رأسه ماء واضعا يديه على منكبي رجلين ، وهو يطوف بالبيت فقلت من هذا ؟ فقالوا : المسيح

(٥) أخرجه البخاري في صحيحه ، كتاب الأنبياء ، باب قوله تعالى : ﴿ واذكر فى الكتاب مريم ﴾ .
وأخرجه مسلم فى صحيحه ، كتاب الإيمان ، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ إلى جميع الناس .
(٦) أخرجه البخاري فى صحيحه ، كتاب الأنبياء ، باب قوله تعالى : ﴿ واذكر فى الكتاب مريم ﴾ .

ابن مريم . ثم رأيت رجلا وراءه جعدا قططا أعور عين اليمنى كأشبه من رأيت بابن قطن : واضعا يده على منكبي رجل يطوف بالبيت فقلت من هذا ؟ فقالوا : المسيح الدجال » .

ورواه مسلم من حديث موسى بن عقبة . ثم قال البخاري : تابعه عبد الله ابن نافع ، ثم ساقه من طريق الزهري عن سالم بن عمر قال الزهري : وابن قطن رجل من خزاعة هلك في الجاهلية (٧) .

فبين صلوات الله وسلامه عليه صفة المسيحين : مسيح الهدى ومسيح الضلالة ، ليعرف هذا إذا نزل فيؤمن به المؤمنون ويعرف الآخر فيحذره الموحدون .

وقال البخاري : حدثنا عبد الله بن محمد ، حدثنا عبدالرزاق ، أنبأنا معمر ، عن همام بن منبه ، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال : « رأى عيسى ابن مريم رجلا يسرق فقال له : أسرقت ؟ قال : كلا والذي لا إله إلا هو . فقال عيسى : آمنت بالله وكذبت عيني » وكذا رواه مسلم عن محمد بن رافع عن عبد الرزاق (٨) .

وقال أحمد : حدثنا عفان ، حدثنا حمادبن سلمة ، عن حميد الطويل ، عن الحسن وغيره ، عن أبي هريرة قال : ولا أعلمه إلا عن النبي ﷺ قال : « رأى عيسى رجلا يسرق فقال : يا فلان .. أسرقت ؟ فقال : لا والله ما سرقت . فقال : آمنت بالله وكذبت بصري » (٩) .

وهذا يدل على سجية طاهرة ، حيث قدم حلف ذلك الرجل فظن أن أحدا لا يحلف بعظمة الله كاذبا على ما شاهده منه عيانا ، فقبل عذره ورجع على نفسه فقال : آمنت بالله . أي صدقتك وكذبت بصري لأجل حلفك .

---

(٧) أخرجه البخاري في صحيحه ، كتاب الأنبياء ، باب ﴿ **واذكر في الكتاب مريم** ﴾ .
وأخرجه مسلم في صحيحه ، كتاب الإيمان ، باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال .

(٨) أخرجه البخاري ، الكتاب والباب السابقان . ومسلم في كتاب الفضائل ، باب فضائل عيسى عليه السلام .

(٩) أخرجه أحمد في مسنده ٢ / ٣١٤ .

مثله ، فترك ثديها وأقبل على الراكب فقال : اللهم لا تجعلني مثله ، ثم أقبل على ثديها يمصه . قال أبو هريرة : كأني أنظر إلى النبي ﷺ يمص إصبعه . ثم مر بأمة فقالت : اللهم لا تجعل ابني مثل هذه . فترك ثديها فقال : اللهم اجعلني مثلها . فقالت : لم ذلك فقال : الراكب جبار من الجبابرة ، وهذه الأمة يقولون سرقت وزنت ، ولم تفعل »[١٣] .

وقال البخاري : حدثنا أبو اليمان ، حدثنا شعيب ، عن الزهري ، أخبرني أبو سلمة ، أن أبا هريرة قال : سمعت رسول الله ﷺ يقول : « أنا أولى الناس بابن مريم ، والأنبياء أولاد علات ، ليس بيني وبينه نبي » .

تفرد به البخاري من هذا الوجه[١٤] .

ورواه ابن حبان في صحيحه من حديث أبي داود الحفري ، عن الثوري عن أبي الزناد ، عن أبي سلمة ، عن أبي هريرة .

وقال أحمد : حدثنا وكيع ، حدثنا سفيان — وهو الثوري — عن أبي الزناد ، عن الأعرج ، عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : « أنا أولى الناس بعيسى عليه السلام والأنبياء إخوة أولاد علات ، وليس بيني وبين عيسى نبي »[١٥] .

وهذا إسناد صحيح على شرطهما ولم يخرجوه من هذا الوجه . وأخرجه أحمد عن عبد الرزاق ، عن معمر ، عن همام ، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ بنحوه ، وأخرجه ابن حبان من حديث عبد الرزاق نحوه .

قال أحمد : حدثنا يحيى ، عن أبي عروبة ، حدثنا قتادة ، عن عبد الرحمن بن آدم ، عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال : « الأنبياء إخوة لعلات ، ودينهم واحد وأمهاتهم شتى ، وأنا أولى الناس بعيسى ابن مريم لأنه لم يكن بيني وبينه نبي ، وإنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه ، فإنه رجل مربوع إلى الحمرة والبياض ، سبط كأن

---

(١٣) المصدر السابق . نفس الكتاب والباب ٦ / ٥٤٩ .

(١٤) نفسه ٦ / ٥٥٠ .

(١٥) أخرجه أحمد فى مسنده ٢ / ٤٦٣ .

رأسه يقطر وإن لم يصبه بلل بين مخصرتين[١٦] . فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويعطل الملل حتى تهلك في زمانه كلها غير الإسلام ، ويهلك الله في زمانه المسيح الدجال الكذاب ، وتقع الأمنة في الأرض حتى ترتع الإبل مع الأسد جميعا والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان والغلمان بالحيات لا يضر بعضهم بعضا فيمكث ما شاء الله أن يمكث ، ثم يتوفى فيصلي عليه المسلمون ويدفنونه[١٧]

ثم رواه أحمد عن عفان ، عن همام ، عن قتادة ، عن عبد الرحمن ، عن أبي هريرة فذكر نحوه . وقال : فيمكث أربعين سنة ، ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون . ورواه أبو داود عن هدبة بن خالد ، عن همام بن يحيى به نحوه .

وروى هشام بن عروة ، عن صالح مولى أبي هريرة عنه ، أن رسول الله ﷺ قال : « فيمكث في الأرض أربعين سنة » وقد بينا نزوله عليه السلام في آخر الزمان في كتاب « الملاحم » كما بسطنا ذلك أيضا في التفسير عند قوله تعالى في سورة النساء : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيداً ﴾[١٨] . وقوله : ﴿ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾[١٩]الآية وأنه ينزل على المنارة البيضاء بدمشق وقد أقيمت صلاة الصبح فيقول له إمام المسلمين : تقدم يا روح الله فصلِّ . فيقول : لا ، بعضكم على بعض أمراء مكرمة الله هذه الأمة . وفي رواية فيقول له عيسى : إنما أقيمت الصلاة لك . فيصلي خلفه . ثم يركب ومعه المسلمون في طلب المسيح الدجال فيلحقه عند باب لد فيقتله بيده الكريمة .

وذكرنا أنه قوى الرجاء حين بنيت هذه المنارة الشرقية بدمشق التي هي من حجارة بيض ، وقد بنيت أيضا من أموال النصارى حين حرقوا التي هدمت وما حولها ، فينزل عليها عيسى ابن مريم عليه السلام فيقتل الخنزير ويكسر الصليب

(١٦) المخصرة : ما يتوكأ عليها كالعصا ونحوها ، أو قضيب يشار به في أثناء الخطابة والكلام ، وكان يتخذه الملوك والخطباء .

(١٧) أخرجه أحمد فى مسنده ٢ / ٤٠٦ .

(١٨) النساء : ١٥٩ .

(١٩) الزخرف : ٦١ .

لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب
"یقیناً ان کے بیان میں عقل والوں کے لیے عبرت ہے"۔
www.KitaboSunnat.com
قصص الانبیاء
قرآن و احادیث صحیحہ کی روشنی میں
ماخوذ از البدایہ والنہایہ
تالیف
امام ابو الفداء ابن کثیر الدمشقی
ترجمہ
مولانا عطاء اللہ ساجد حفظہ اللہ
فاضل مدینہ یونیورسٹی
اعداد
شعبہ تصنیف و تالیف
دار السلام لاہور
دار السلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض ۔ جدہ ۔ شارجہ ۔ لاہور
لندن ۔ ہیوسٹن ۔ نیویارک
DARUSSALAM

ثواب یا دو طرح کے نیک اعمال کا ثواب ملتا ہے۔''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کا شرف حاصل ہوا، میری ملاقات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی۔'' پھر نبی کریم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''چھریرے بدن والے، سیدھے بالوں والے جیسے قبیلہ شنوء ہ کے افراد ہوتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''اور میری ملاقات عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ہوئی۔'' پھر آپ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''درمیانہ قد، سرخ فام، گویا آپ ابھی حمام سے تشریف لائے ہیں۔ اور میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ آپ کی اولاد میں، آپ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والا میں ہوں۔''[2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا۔ عیسیٰ تو سرخ فام، گٹھے ہوئے بدن والے، چوڑے سینے والے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگت کے، قد آور اور سیدھے بالوں والے تھے۔ جیسے آپ کا تعلق [زُط] ''جاٹ'' قوم سے ہو۔''[3]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر فرمایا۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یک چشم نہیں، اور مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے۔ اس کی آنکھ اس طرح ہے جیسے پھولا ہوا انگور ہو۔ اور آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میں کعبہ کے پاس ہوں۔ اچانک ایک گندمی رنگت کا آدمی نظر آیا۔ اس کی گندمی رنگت انتہائی خوب صورت تھی۔ اس کے بال کندھوں تک پہنچے ہوئے تھے۔ بال سیدھے تھے (گھنگریالے نہ تھے) سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا: یہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ہیں۔

آپ کے پیچھے مجھے ایک اور آدمی نظر آیا، اس کے بال انتہائی گھنگریالے تھے، دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے، ان سب میں اس کی شکل سب سے زیادہ ابن قطن سے ملتی تھی۔ وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے کہا: ''یہ کون ہے؟'' جواب ملا: ''یہ مسیح دجال ہے۔''[4]

نبی کریم ﷺ نے دونوں مسیحوں کا حلیہ بیان فرما دیا، ایک سچا ہدایت دینے والا مسیح اور ایک گمراہی والا مسیح، تاکہ جب اللہ کے نبی مسیح علیہ السلام نازل ہوں تو مومن انہیں پہچان لیں اور ان پر ایمان لے آئیں اور جب جھوٹا مسیح (دجال) ظاہر ہو تو اہل

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿واذكر في الكتاب مريم﴾، حديث: 3446 و صحيح مسلم، الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمد ﷺ ......، حديث: 154

[2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿واذكر في الكتاب مريم﴾، حديث: 3437

[3] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالىٰ ﴿واذكر في الكتاب مريم......﴾ حديث: 3438

[4] صحيح البخاري، الفتن، باب ذكر الدجال، حديث: 7128 و صحيح مسلم، الإيمان، باب ذكر المسيح ابن مريم عليهما السلام، حديث: 169

توحیداسے بھی پہچان کر اس سے بچ سکیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے چوری کی ہے۔'' اس نے کہا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں نے چوری نہیں کی۔'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''میں اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور اپنی آنکھ کو جھوٹی کہتا ہوں۔''[1]

اس سے آپ کا سلیم الفطرت ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ جب اس شخص نے قسم کھالی تو آپ نے یقین کیا کہ اللہ کی عظمت کا ذکر کر کے کوئی شخص جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا اور آنکھوں دیکھی چیز پر اس قسم کو ترجیح دیتے ہوئے اس کا عذر قبول فرمالیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر (خطبہ کے دوران میں) یہ فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ''جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کے بارے میں غلو کر کے ان) کو حد سے بڑھا دیا تھا، تم میرے بارے میں اس طرح غلو نہ کرنا۔ میں تو صرف ایک بندہ ہوں، تم یہی کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔''[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام انبیائے کرام علیہم السلام ایک باپ کی اولاد ہیں' ان کی مائیں الگ الگ ہیں اور ان سب کا دین ایک ہے' (جس طرح سوتیلے بھائیوں کا باپ ایک ہوتا ہے، مائیں الگ الگ ہوتی ہیں، اسی طرح تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا دین ایک ہے جو توحید، رسالت، قیامت وغیرہ پر ایمان اور سچ، دیانت داری، پاک دامنی، اخلاق حسنہ وغیرہ پر مشتمل ہے، البتہ شریعتیں الگ الگ ہیں۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میرا تعلق سب سے زیادہ ہے کیونکہ میرے اور آپ کے درمیان کوئی نبی نہیں، وہ نازل ہوں گے۔ تم انہیں دیکھ کے پہچان لینا۔ آپ درمیانہ قامت اور سرخ وسفید رنگت رکھتے ہیں۔ بال سیدھے ہیں۔ ان کا سر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں، اگرچہ بالوں کو پانی نہ لگا ہو۔ آپ کے پاس دو چھڑیاں ہوں گی۔ آپ صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے۔ تمام مذاہب کو کالعدم قرار دے دیں گے، چنانچہ آپ کے دور میں صرف اسلام باقی رہ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانے میں مسیح دجال کو تباہ فرمائے گا۔ زمین پر امن وامان کا دور دورہ ہوگا حتی کہ اونٹ اور شیر اکٹھے چریں گے، چیتے اور گائیں، بھیڑیے اور بھیڑیں اکٹھے رہیں گے۔ بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے (نہ بچے سانپوں کو ماریں گے، نہ سانپ بچوں کو ڈسیں گے) سو آپ چالیس سال زندہ رہیں گے، پھر فوت

[1] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكر في الكتاب مريم......﴾، حديث: 3444 و صحيح مسلم، الفضائل، باب فضائل عيسى عليه السلام، حديث: 2368.

[2] صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى ﴿واذكر في الكتاب مريم......﴾، حديث: 3445 و مسند أحمد: 47/1.

ہو جائیں گے اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ ادا کر کے آپ کو دفن کریں گے۔"[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں سفید مینار پر نازل ہوں گے جبکہ فجر کی نماز کی اقامت ہو چکی ہو گی۔ مسلمانوں کا امام آپ سے عرض کرے گا: "یا روح اللہ! آگے بڑھ کر نماز پڑھائیے۔" آپ فرمائیں گے: "نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ شرف بخشا ہے کہ یہ ایک دوسرے کے امیر ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام امام مسجد سے فرمائیں گے: "نماز کی اقامت آپ کے لیے کہی گئی ہے۔" چنانچہ آپ اس کی اقتدا میں نماز ادا فرمائیں گے، پھر سوار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ مسیح دجال کا تعاقب فرمائیں گے حتی کہ لُدّ شہر[2] کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور اسے خود اپنے دست مبارک سے قتل کریں گے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو سال کی مدت ہے۔"[3]

عیسائیوں میں عقیدۂ تثلیث کب رائج ہوا؟

مسیح علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے کے بعد عیسائیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ کچھ لوگ کہنے لگے: "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہمارے اندر موجود تھا جو آسمان پر تشریف لے گیا۔" کچھ نے کہا: "وہ تو خود اللہ تھا، جو انسانی شکل میں ظاہر ہوا تھا۔" کچھ کہنے لگے: "وہ اللہ کا بیٹا تھا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴾

"ہم نے مومنوں کی، ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی، پس وہ غالب آ گئے۔" (الصف : 14/61)

مسیح علیہ السلام سے تین سو سال بعد ایک بڑی مصیبت پیش آئی کہ عیسائی علماء میں سخت اختلافات پیدا ہو گئے۔ ان کا فیصلہ کرانے کے لیے وہ لوگ رومی بادشاہ قسطنطین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کا قول پسند کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے اور تثلیث کے قائل تھے۔ یہ فرقہ ملکیہ کہلایا (جسے آج کل رومن کیتھولک کہتے ہیں۔)

پادری عبداللہ بن اریوس اور اس کے ساتھی جو توحید کے قائل تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ مانتے تھے، بادشاہ نے ان پر سختی کی، چنانچہ وہ لوگ جنگلوں اور وادیوں میں بکھر گئے اور زہد و قناعت کی زندگی اختیار کر لی۔ یوں وہ لوگ کم

---

1. مسند أحمد: 406/2
2. [لُدّ] فلسطین کا ایک شہر ہے، جو آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ یہاں ایک ہوائی اڈا بھی موجود ہے۔
3. صحيح البخاري، مناقب الأنصار، باب إسلام سلمان الفارسي رضی اللہ عنہ حديث: 3948

معجم أحاديث الإمام المهدي

عليه السلام

تأليف ونشر

مؤسسة المعارف الإسلامية

الجزء الثالث

أحاديث النبي صلى الله عليه وآله

[٤٤٥] ٢ - «الدجّال يَخوضُ البِحارَ إلى رُكبَتَيهِ، وَيَتَناوَلُ السَّحابَ، وَيَسبِقُ الشَّمسَ إلى مَغرِبِها، وَفي جَبهَتِهِ قَرنٌ يَخرُصُ مِنهُ الحَيّاتِ، وَقَد صُوِّرَ في جَسَدِهِ السِّلاحَ كُلَّهُ، حَتّى ذَكَرَ السَّيفَ وَالرُّمحَ وَالدَّرَقَ . قالَ: قُلتُ: وَما الدَّرَقُ؟ قال: التُّرسُ»*.

المفردات: الخرص بالضم: الحلقة الصغيرة في الأذن أو غيره . وبالفتح: التخمين والظنّ، والمعنى هنا أنّه يصنع منه الحيّات .

المصادر

*: المصنّف لابن أبي شيبة: ج١٥ ص١٥٢ ـ ١٥٣ ح١٩٣٦١ ـ زيد بن الحباب، قال: أخبرنا حمّاد بن سلمة، عن علي بن زيد بن جدعان، عن الحسن، قال: قال رسول الله ﷺ:

*: الدرّ المنثور: ج٥ ص٣٥٥ ـ عن المصنّف .

*: تفسير الحسن البصري: ج٢ص٢٦٦ ـ كما في رواية ابن أبي شيبة، مرسلاً، عن الحسن، عن النبي ﷺ إلى قوله: «والدرق» .

* * *

[٤٤٦] ٣ - «لأنا أَعلَمُ بِما مَعَ الدجّالِ مِنَ الدجّالِ، مَعَهُ نَهرانِ يَجرِيانِ، أَحَدُهُما رَأيَ العَينِ ماءٌ أَبيَضُ، وَالآخَرُ رَأيَ العَينِ نارٌ تَأَجَّجُ، فَإمّا أَدرَكَ أَحَدٌ ذَلِكَ فَليَأتِ النَّهرَ الَّذي يَراهُ ناراً فَليُغمِض، ثُمّ لِيُطَأطِئ رَأسَهُ وَليَشرَب فَإنَّهُ ماءٌ بارِدٌ، وَإنَّ الدجّال مَمسوحُ العَينِ، عَلَيها ظَفَرَةٌ غَليظَةٌ مَكتوبٌ بَينَ عَينَيهِ: كافِرٌ، يقرؤه كُلُّ مُؤمِنٍ كاتِبٍ وَغَيرِ كاتِبٍ»*.

المصادر

*: المصنّف لابن أبي شيبة: ج١٥ ص١٣٣ ح١٩٣١٨ ـ يزيد بن هارون، عن أبي مالك

فتن الدجّال وأضاليله

[٤٥١] ١ - «قال: بَيْنَ أُذُنَيْ حِمَارِ الدجّالِ أَرْبَعُونَ ذِرَاعاً، وَخُطْوَةُ حِمَارِهِ مَسِيرَةُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ، يَخُوضُ البَحْرَ عَلَى حِمَارِهِ كَمَا يَخُوضُ أَحَدُكُمُ السَّاقِيَةَ عَلَى فَرَسِهِ يَقُولُ: أَنَا رَبُّ العَالَمِينَ، وَهَذِهِ الشَّمْسُ تَجْرِي بِإِذْنِي، أَفَتُرِيدُونَ أَنْ أَحْبِسَهَا؟ فَتَحْبَسُ الشَّمْسُ حَتَّى يَجْعَلَ الْيَوْمَ كَالشَّهْرِ وَالجُمْعَةِ، وَيَقُولُ: أَتُرِيدُونَ أَنْ أُسَيِّرَهَا لَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَجْعَلُ اليَوْمَ كَالسَّاعَةِ. وَتَأْتِيهِ الْمَرْأَةُ فَتَقُولُ: يَا رَبِّ أَحْيِ ابْنِي وَأَخِي زَوْجِي، حَتَّى إِنَّهَا تُعَانِقُ شَيْطَاناً، وَتَنْكِحُ شَيْطَاناً، وَبُيُوتُهُمْ مَمْلُوَّةٌ شَيَاطِينَ. وَتَأْتِيهِ الأَعْرَابُ فَيَقُولُونَ: يَا رَبَّنَا أَحْيِ لَنَا غَنَمَنَا وَإِبِلَنَا، فَيُعْطِيهِمْ شَيَاطِينَ أَمْثَالَ غَنَمِهِمْ وَإِبِلِهِمْ سَوَاءً بِالسِنِّ وَالسمةِ عَلَى حَالٍ مَا فَارَقُوهَا عَلَيْهِ مُكْتَنِزَةً شَحْماً. يَقُولُونَ: لَوْ لَمْ يَكُنْ هذا رَبَّنَا لَمْ يُحْيِ لَنَا مَوْتَانَا مِنَ الإِبِلِ وَالْغَنَمِ. وَمَعَهُ جَبَلٌ مِنْ مَرَقٍ وَعِرَاقِ اللَّحْمِ حَارٌّ لا يَبْرُدُ، وَنَهْرٌ جَارٍ وَجَبَلٌ مِنْ جِنَانٍ وَخُضْرَةٍ، وَجَبَلٌ مِنْ نَارٍ وَدُخَانٍ، يَقُولُ: هَذِهِ جَنَّتِي وَهَذِهِ نَارِي، وَهذَا طَعَامِي وَهَذَا شَرَابِي، وَالْيَسَعُ مَعَهُ يُنْذِرُ النَّاسَ وَيَقُولُ: هَذَا الْمَسِيحُ الكَذَّابُ فَاحْذَرُوهُ لَعَنَهُ اللهُ. يُعْطِيهِ اللهُ مِنَ السُّرْعَةِ وَالخِفَّةِ مَا لا يَلْحَقُهُ الدجّالُ، فَإِذَا قَالَ: أَنَا رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ لَهُ النَّاسُ: كَذَبْتَ، وَيَقُولُ الْيَسَعُ: صَدَقَ النَّاسُ، فَيَمُرُّ بِمَكَّةَ فَإِذَا هُوَ بِخَلْقٍ عَظِيمٍ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتُم؟ فَإِنَّ هذا الدجّالَ قَدْ أَتَاكَ؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بامام بعد امام لعلهم يتذكرون واكمل الدين بامنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلوة والسلام على من بشر به وباوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى واهل بيته مصابيح الدجى الى يوم يبعثون ولعنة الله على اعدائهم ما دامت السموات والارضون **اما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الانوار في تاريخ الامام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الانوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الابصار والحاضر في قلوب الاخيار حليف الايمان كاشف الاحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن امام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الازمان من مؤلفات خادم اخبار الائمة الاخيار وتراب اعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الاطهار وجعلهما في دولتهم من الاعوان والانصار

باب ولادته واحوال امه صلوات الله عليه

كا ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني عن علان الرازي قال اخبرني بعض اصحابنا انه لما حملت جارية ابي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب عليهم السلام قالت بعث الي ابو محمد الحسن بن علي عليهما السلام فقال يا عمة اجعلي افطارك الليلة عندنا فانها ليلة النصف من شعبان فان الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في ارضه قالت فقلت له ومن امه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها اثر فقال هو ما اقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف امسيت فقلت بل انت سيدتي وسيدة اهلي قالت فانكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية ان الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فجلست واستحيت فلما ان فرغت من صلوة العشاء الآخرة افطرت واخذت مضجعي فرقدت فلما ان كان في جوف الليل قمت الى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي ابو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فان الامر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما انا كذلك اذا انتبهت فزعة فوثبت اليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم اخذتني فترة واخذتها فطرة ٤ فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فاذا انا به عليه السلام ساجدا يتلقى الارض بمساجده فضممته الي فاذا انا به نظيف منظف فصاح بي ابو محمد عليه السلام هلمي الي ابني يا عمة فجئت به اليه فوضع يديه تحت اليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم ادلى لسانه في فيه وامر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا رسول الله ثم صلى على امير المؤمنين وعلى الائمة الى ان وقف على ابيه ثم احجم قال ابو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

ورددته

باب علامات ظهوره عليه السلام

١٥٣

على القائم انه يقتل الدجال ك الطالقاني عن الجلودي عن الحسين بن معاذ عن قيس بن حفص عن يونس بن ارقم عن ابي سيار الشيباني
عن الضحاك بن مزاحم عن النزال بن سبرة قال خطبنا علي بن ابي طالب ع فحمد الله واثنى عليه ثم قال سلوني ايها الناس قبل ان تفقدوني ثلثا فقام اليه
صعصعة بن صوحان فقال يا امير المؤمنين متى يخرج الدجال فقال له علي ع اقعد فقد سمع الله كلامك وعلم ما اردت والله ما المسؤل
عنه باعلم من السائل ولكن لذلك علامات وهيئات يتبع بعضها بعضا كحذو النعل بالنعل وان شئت انبأتك بها قال نعم يا امير المؤمنين
فقال ع احفظ فان علامة ذلك اذا امات الناس الصلوة واضاعوا الامانة واستحلوا الكذب واكلوا الربوا واخذوا الرشا وشيدوا البنيان
وباعوا الدين بالدنيا واستعملوا السفهاء وشاوروا النساء وقطعوا الارحام واتبعوا الاهواء واستخفوا بالدماء وكان الحلم ضعفا والظلم
فخرا وكانت الامراء فجرة والوزراء ظلمة والعرفاء خونة والقراء فسقة وظهرت شهادات الزور واستعلن الفجور وقول البهتان والاثم و
الطغيان وحليت المصاحف وزخرفت المساجد وطولت المنار واكرم الاشرار وازدحمت الصفوف واختلفت الاهواء ونقضت العقود واقترب
الموعود وشارك النساء ازواجهن في التجارة حرصا على الدنيا وعلت اصوات الفساق واستمع منهم وكان زعيم القوم ارذلهم واتقي الفاجر
مخافة شره وصدق الكاذب واؤتمن الخائن واتخذت القيان والمعازف ولعن اخر هذه الامة اولها وركب ذوات الفروج السروج وتشبه النساء
بالرجال والرجال بالنساء وشهد شاهد من غير ان يستشهد وشهد الاخر قضاء لذمام بغير حق عرفه وتفقه لغير الدين وآثروا عمل الدنيا
على الاخرة ولبسوا جلود الضان على قلوب الذئاب وقلوبهم انتن من الجيف وامر من الصبر فعند ذلك الوحا الوحا العجل العجل خير المساكن
يومئذ بيت المقدس ليأتين على الناس زمان يتمنى احدهم انه من سكانه فقام اليه الاصبغ بن نباتة فقال يا امير المؤمنين من الدجال
فقال الا ان الدجال صائد بن الصيد فالشقي من صدقه والسعيد من كذبه يخرج من بلدة يقال لها اصبهان من قرية تعرف باليهودية
عينه اليمنى ممسوحة والاخرى في جبهته تضيء كانها كوكب الصبح فيها علقة كانها ممزوجة بالدم بين عينيه مكتوب كافر يقرؤه كل كاتب وامي
يخوض البحار وتسير معه الشمس بين يديه جبل من دخان وخلفه جبل ابيض يرى الناس انه طعام يخرج في قحط شديد تحته حمار اقمر خطوة حماره
ميل تطوى له الارض منهلا منهلا لا يمر بماء الا غار الى يوم القيمة ينادي باعلى صوته يسمع ما بين الخافقين من الجن والانس والشياطين يقول
الي اوليائي انا الذي خلق فسوى وقدر فهدى انا ربكم الاعلى وكذب عدو الله انه الاعور يطعم الطعام ويمشي في الاسواق وان ربكم عز
وجل ليس باعور ولا يطعم ولا يمشي ولا يزول الا وان اكثر اتباعه يومئذ اولاد الزنا واصحاب الطيالسة الخضر يقتله الله عز وجل بالشام على
عقبة تعرف بعقبة افيق لثلث ساعات من يوم الجمعة على يد من يصلي المسيح عيسى بن مريم خلفه الا ان بعد ذلك الطامة الكبرى قلنا وما
ذلك يا امير المؤمنين قال خروج دابة من الارض من عند الصفا معها خاتم سليمان وعصى موسى تضع الخاتم على وجه كل مؤمن فينطبع فيه
هذا مؤمن حقا وتضعه ~~على وجه كل مؤمن فيطبع فيه هذا مؤمن حقا وتضعه على وجه كل كافر فيكتب فيه هذا مؤمن حقا~~ وتضعه على
وجه كل كافر فيكتب فيه هذا كافر حقا حتى ان المؤمن لينادي الويل لك يا كافر وان الكافر ينادي طوبى لك يا مؤمن وددت اني اليوم مثلك
فافوز فوزا ثم ترفع الدابة راسها فيراها من بين الخافقين باذن الله عز وجل بعد طلوع الشمس من مغربها فعند ذلك ترفع التوبة فلا توبة
تقبل ولا عمل يرفع ولا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا ثم قال ع لا تسألوني عما يكون بعد ذلك فانه عهد
الي حبيبي ع ان لا اخبر به غير عترتي فقال النزال بن سبرة لصعصعة ما عنى امير المؤمنين بهذا القول فقال صعصعة يا ابن سبرة ان الذي
يصلي خلفه عيسى بن مريم هو الثاني عشر من العترة التاسع من ولد الحسين بن علي وهو الشمس الطالعة من مغربها يظهر عند الركن والمقام
يطهر الارض ويضع ميزان العدل فلا يظلم احد احدا فاخبر امير المؤمنين ع ان حبيبه رسول الله ص عهد اليه ان لا يخبر بما يكون بعد ذلك غير
عترته الائمة ك محمد بن عمر بن عثمان العقيلي عن محمد بن جعفر بن المظفر وعبد الله بن محمد بن عبد الرحمن وعبد الله محمد بن موسى
جميعا ومحمد بن عبد الله بن صبيح جميعا عن احمد بن المثنى الموصلي عن عبد الاعلى عن ايوب عن نافع عن ابن عمر عن رسول الله ص مثله سوا
توضيح قال الجزري العرفاء جمع عريف وهو القيم بامور القبيلة او الجماعة من الناس يلي امورهم ويتعرف الامير منه احوالهم فعيل بمعنى فاعل
والزعيم سيد القوم ورئيسهم او المتكلم عنهم والقينة الامة المغنية والمعازف الملاهي كالعود والطنبور والذمام بالكسر الحق والحرمة
وقال الفيروزابادي القمرة بالضم لون الى الخضرة او بياض فيه كدرة حمار اقمر واتان قمراء وقوله لعنه الله الي اوليائي اي اسرعوا الي يا
اوليائي وفسر السيوطي وغيره الطيلسان بانه شبه الاردية يوضع على الراس والكتفين والظهر وقال ابن الاثير في شرح مسند الشافعي
الطيلسان يكون على الراس والاكتاف وقال الفيروزابادي افيق قرية بين حوران والغور ومنه عقبة افيق ك محمد بن عمر بن
عثمان بهذا الاسناد عن مشايخه عن ابي يعلى الموصلي عن عبد الاعلى بن حماد عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال ان رسول الله ص صلى ذا
يوم باصحابه الفجر ثم قام مع اصحابه حتى اتى باب دار بالمدينة فطرق الباب فخرجت اليه امرأة فقالت ما تريد يا ابا القاسم فقال رسول الله ص يا

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

عُقْبَةُ بْنُ خالِدٍ: حَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَدِّهِ حَفْصِ بْنِ عاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُوشِكُ الفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَمَنْ حَضَرَهُ فَلا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئاً». قالَ عُقْبَةُ: وَحَدَّثَنا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ، إِلَّا أَنَّهُ قالَ: «يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات. . .، رقم: ٢٨٩٤].

٢٥/ ٢٦ ـ بابٌ

٧١٢٠ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ: حَدَّثَنا مَعْبَدٌ: سَمِعْتُ حارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ قالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَصَدَّقُوا، فَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمانٌ، يَمْشِي بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا». قالَ مُسَدَّدٌ: حارِثَةُ أَخُو عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ لِأُمِّهِ. [طرفه في: ١٤١١].

٧١٢١ ـ حدثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنا شُعَيْبٌ: حَدَّثَنا أَبُو الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتانِ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ. وَحَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ، وَحَتَّى يُقْبَضَ العِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الفِتَنُ، وَيَكْثُرَ الهَرْجُ، وَهُوَ القَتْلُ. وَحَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ المَالُ، فَيَفِيضَ حَتَّى يُهِمَّ رَبَّ المَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتَّى يَعْرِضَهُ، فَيَقُولَ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ: لَا أَرَبَ لِي بِهِ. وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي البُنْيَانِ. وَحَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. وَحَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ ـ يَعْنِي ـ آمَنُوا أَجْمَعُونَ، فَذٰلِكَ حِينَ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا﴾ [الأنعام: ١٥٨]. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا، فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ. وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ، وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلَى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا». [مسلم: كتاب الإيمان، باب بيان الزمن الذي لا يُقبل فيه الإيمان، رقم: ١٥٧]. [طرفه في: ٨٥].

٢٦/ ٢٧ ـ بابُ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

٧١٢٢ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنا يَحْيَى: حَدَّثَنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ قالَ: قالَ لِي المُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: ما سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ ما سَأَلْتُهُ، وَإِنَّهُ قالَ لِي: «ما يَضُرُّكَ مِنْهُ»؟ قُلْتُ: لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ ماءٍ، قالَ: «هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذٰلِكَ» [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في الدجال وهو أهون على الله ﷻ، رقم: ٢٩٣٩].

٧١٢٣ ـ حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ: حَدَّثَنا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ـ أُرَاهُ ـ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «أَعْوَرُ عَيْنِ اليُمْنَى، كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ». [طرفه في: ٣٠٥٧].

٧١٢٤ ـ حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَجِيءُ الدَّجَّالُ، حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ المَدِينَةِ، ثُمَّ تَرْجُفُ المَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كافِرٍ وَمُنَافِقٍ». [طرفه في: ١٨٨١].

٧١٢٥ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَدْخُلُ المَدِينَةَ رُعْبُ المَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ». [طرفه في: ١٨٧٩].

٧١٢٦ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ: حَدَّثَنا مِسْعَرٌ: حَدَّثَنا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَدْخُلُ المَدِينَةَ رُعْبُ المَسِيحِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ». قالَ: وَقالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ قالَ: قَدِمْتُ البَصْرَةَ، فَقالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، بِهٰذا. [طرفه في: ١٨٧٩].

٧١٢٧ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ ﵄ قالَ: قامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقالَ: «إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ، وَما مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَلٰكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ». [طرفه في: ٣٠٥٧].

٧١٢٨ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ، يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ ماءً، قُلْتُ: مَنْ هٰذا؟ قالوا: ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ

مسند

الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الخامس

الله بن حوالة * أول ما يكفأ أمتي عن الاسلام كما يكفأ الاناء في الخمر ابن عساكر عن ابن عمرو * سيأتي على الناس زمان يصلي في المسجد منهم
ألف رجل وزيادة لا يكون فيهم مؤمن الديلمي عن ابن عمر * سيكفر قوم بعد ايمانهم ولست منهم (طب) عن أبي الدرداء * يأتي على الناس
زمان يستخفي المؤمن كما يستخفي المنافق فيكم اليوم ابن السني عن جابر * أنا آخذ بحجزكم عن النار أقول اياكم وجهنم اياكم والحدود فاذا مت
فانا فرطكم وموعدكم الحوض فمن ورده فقد أفلح ويأتي قوم فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يارب أمتي فيقال انك لا تدري ما أحدثوا بعدك
مرتدين على أعقابهم (طب) عن ابن عباس * الا ما بال أقوام يزعمون ان رحمي لا تنفع (٤٠٣) والذي نفسي بيده ان رحمي لموصولة في
الدنيا والآخرة الا اني
فرطكم أيها الناس على
الحوض الا وسيجيء قوم
يوم القيامة فيقول القائل
منهم يارسول الله أنا فلان
ابن فلان فاقول اما النسب
فقد عرفت ولكنكم
ارتددتم بعدي ورجعتم
القهقرى (ط حم) وعبد
ابن حميد (ع ك ش) عن أبي
سعيد * أنتم المستضعفون
بعدي (حم) عن أم الفضل
* لا تفرحوا بجلب بني حام
الملعونين على لسان نوح
عليه السلام والذي نفسي
بيده لكأني بهم كالشياطين
قد داروا بين رايات الفتن
لهم همهمة وزمزمة تهب
السماء من أعمالهم وتعج
الارض من أفواههم
لا يرعون عن حرمة ذمتي
ولا امتي الا فمن أدرك ذلك
الزمان فليبك على الاسلام
ان كان باكيا الشيرازي
في الالقاب عن ابن عباس
* ألا أنبئكم بقتال الفتنة
ان الله لم يحل فيها شيئا
حرمه قبل ذلك ما لاحدكم
يستأذن بباب أخيه ثم
يأتيه الغد فيقتله نعيم بن حماد في الفتن عن القاسم بن عبد الرحمن مرسلا * الاشرار بعد الاخيار خمسين ومائة سنة يكون جميع
أهل الدنيا وهم الترك الديلمي عن ابن عمر * اذا ركب النساء الخيل ولبسوا القباطي ونزلوا الشام واكتفى الرجال بالرجال والنساء بالنساء
عمهم الله بعقوبة من عنده (عد كر) عن أنس * اذا أسبلت الشعور ومشى بالتبختر وصم عن السامع قال الله عز وجل في حلفت لاذعرن
بعضهم بعضا الخرائطي في مساوي الاخلاق عن ابن عباس * السلام عليكم يا أهل القبور لو تعلمون ما نجاكم الله منه مما هو كائن بعدكم هؤلاء
خير منكم ان هؤلاء خرجوا من الدنيا ولم يأكلوا من أجورهم شيئا وخرجوا وأنا الشهيد عليهم وانكم قد أكلتم من أجوركم ولا أدري

أبو النضر ثنا شعبة عن حماد قال سمعت ربعي بن حراش يحدث عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكره **حدثنا**
عبد الله حدثني أبي ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن أبي التياح قال سمعت صخرا يحدث عن سبيع قال
أرسلوني من ماء الى الكوفة اشترى الدواب فاتينا الكناسة فاذا رجل عليه جمع قال فاما صاحبي فانطلق
الى الدواب وأما أنا فاتيته فاذا هو حذيفة فسمعته يقول كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه عن
الخير واساله عن الشر فقلت يارسول الله هل بعد هذا الخير شر كما كان قبله شر قال نعم قلت فما العصمة منه قال
السيف أحسب أبو التياح يقول السيف أحسب قال قلت ثم ماذا قال ثم تكون هدنة على دخن قال قلت ثم ماذا
قال ثم تكون دعاة الضلالة قال فان رأيت يومئذ خليفة الله في الارض فالزمه وان نهك جسمك وأخذ مالك فان
لم تره فاهرب في الارض ولو ان تموت وأنت عاض بجذل شجرة قال قلت ثم ماذا قال ثم يخرج الدجال قال قلت
فيم يجيء به معه قال بنهر او قال ماء ونار فمن دخل نهره حط أجره ووجب وزره ومن دخل ناره وجب أجره وحط
وزره قال قلت ثم ماذا قال لو انتجت فرسا لم تركب فلوها حتى تقوم الساعة قال شعبة وحدثني أبو بشر في
اسناد له عن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال قلت يارسول الله ما هدنة على دخن قال قلوب لا تعود
على ما كانت **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا عبد الصمد حدثني أبي حدثني أبو التياح حدثني صخر بن
بدر العجلي عن سبيع بن خالد الضبعي فذكر مثل معناه وقال وحط أجره وحط وزره قال وان نهك ظهرك وأخذ
مالك **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا يونس ثنا حماد عن أبي التياح عن صخر عن سبيع بن خالد الضبعي
فذكره وقال وان نهك ظهرك وأكل مالك وقال وحط أجره وحط وزره **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا
عبد الرزاق أنا معمر عن قتادة عن نصر بن عاصم الليثي عن خالد بن خالد اليشكري قال خرجت زمان فتحت
تستر حتى قدمت الكوفة فدخلت المسجد فاذا أنا بحلقة فيها رجل صدع من الرجال حسن الثغر يعرف فيه
انه من رجال أهل الحجاز قال فقلت من الرجل فقال القوم أو ما تعرفه فقلت لا فقالوا هذا حذيفة بن اليمان
صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فقعدت وحدث القوم فقال ان الناس كانوا يسألون رسول الله
صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت أسأله عن الشر فانكر ذلك القوم عليه فقال لهم اني سأخبركم بما
أنكرتم من ذلك جاء الاسلام حين جاء فجاء أمر ليس كامر الجاهلية وكنت قد أعطيت في القرآن فهما فكان
رجال يجيئون فيسألون عن الخير فكنت أسأله عن الشر فقلت يارسول الله أيكون بعد هذا الخير شر كما كان
قبله شر فقال نعم قال قلت فما العصمة يارسول الله قال السيف قال قلت وهل بعد هذا السيف بقية قال نعم
تكون امارة على اقذاء وهدنة على دخن قال قلت ثم ماذا قال ثم تنشؤ دعاة الضلالة فان كان لله يومئذ في
الارض خليفة جلد ظهرك وأخذ مالك فالزمه والا فمت وأنت عاض على جذل شجرة قال قلت ثم ماذا قال
يخرج الدجال بعد ذلك معه نهر ونار من وقع في ناره وجب أجره وحط وزره ومن وقع في نهره وجب وزره
وحط أجره قال قلت ثم ماذا قال ثم ينتج المهر فلا يركب حتى تقوم الساعة الصدع من الرجال الضرب وقوله
فما العصمة منه قال السيف كان قتادة يضعه على الردة التي كانت في زمن أبي بكر وقوله امارة على اقذاء وهدنة
يقول صلح وقوله على دخن يقول على ضغائن قيل لعبد الرزاق ممن التفسير قال عن قتادة زعم **حدثنا** عبد

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

كوثي أرض بالعراق ، ثم قال : إن للأشرار بعد الأخيار عشرين ومائة سنة لا يدري أحد من الناس متى يدخل أولها (ش) .

٣٩٧٠٥ ـ عن ابن مسعود : يخرج الدجال من كوثي (ش) .

٣٩٧٠٦ ـ عن أبي صادق قال قال عبد الله بن مسعود : إني لأعلم أول أهل أبيات يقرعهم الدجال ! أنتم أهل الكوفة (ش).

٣٩٧٠٧ ـ عن مكحول قال : مابين الملحمة وفتح القسطنطينية وخروج الدجال إلا سبعة أشهر ، وما ذاك إلا كهيئة العقد ينقطع فيتبع بعضه بعضاً (ش) .

٣٩٧٠٨ ـ ﴿ مسند ابن الجراح ﴾ سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : إنه لم يكن نبي بعد نوح إلا قد أنذر قومه الدجال ، وإني أنذركموه فوصفه رسول الله ﷺ لنا بحلية لا أحفظها وقال : لعله يدركه بعض منْ رآني أو سمع كلامي ، قلنا : يارسول الله ! قلوبنا يومئذ مثلها اليوم ؟ قال : أو خير (ت ، ع ـ وأبو نعيم في المعرفة) .[1]

---

(١) أخرجه الترمذي كتاب الفتن باب ما جاء في الدجال رقم (٢٢٣٥) وقال حسن غريب . ص .

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٨١٩ ـ يخرج الدجالُ في خفقةٍ من الدين وإدبارٍ من العلم ، فله أربعون ليلةً يسيحُها في الأرض ، اليوم منها كالسنةِ واليوم منها كالشهرِ واليومُ منها كالجمعةِ ثم سائرُ أيامه كأيامكم هذه ، وله حمارٌ يركبه ، عرض ما بين أذنيه أربعون ذراعاً فيقولُ للناس : أنا ربكم ، وهو أعورُ وإن ربكم ليس بأعور ، مكتوب بين عينيه « ك ف ر » مهجاةٌ يقرؤه كل مؤمن كاتب وغير كاتبٍ ، يردُ كل ماء ومنهلٍ إلا المدينة ومكة ، حرمهما الله وقامتِ الملائكة بأبوابها ، ومعه جبال من خبزٍ والناسُ في جهدٍ إلا من اتبعه ، ومعه نهرانِ أنا أعلمُ بهما منه ، نهرٌ يقول : الجنة ، ونهرٌ يقولُ : النار ، فمن أُدخِلَ الذي يسميه الجنة فهي النار ، ومن أُدخِلَ الذي يسميه النار فهي الجنة ، ويبعثُ الله معه شياطينَ تكلمُ الناس ، ومعه فتنةٌ عظيمة ، يأمرُ السماء فتمطرُ فيما يرى الناس ، ويقتلُ نفساً ثم يحييها فيما يرى الناسُ ! لا يسلط على غيرها من الناس ، فيقول للناس : أيها الناس ! هل يفعل مثلَ هذا إلا الربُّ ؟ فيفرُّ المسلمون إلى جبلِ الدخان بالشام ، فيأتيهم فيحاصرُهم فيشتد حصارهم ويجهدُهم جهداً شديداً ، ثم ينزلُ عيسى فينادي من السَّحرِ فيقولُ : يا أيها الناسُ ! ما يمنعكم أن تخرجوا إلى الكذاب الخبيث ؟ فيقولون : هذا رجلٌ جِني ، فينطلقون فاذا هم

مسند الإمام أحمد بن حنبل

وبهامشه

منتخب كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال

المجلد الخامس

السلام معه وهو يقبل على الناس مرة وعليه مرة ويقول ان ابني هذا سيد ولعل الله تبارك وتعالى ان يصلح به بين فئتين من المسلمين **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا سفيان عن عبد الملك بن عمير عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا ينبغي للقاضي وقال سفيان مرة للحاكم ان يحكم بين اثنين وهو غضبان **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل بن ابراهيم ثنا الجريري ثنا عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه قال ذكر الكبائر عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال الاشراك بالله تبارك وتعالى وعقوق الوالدين وكان متكئا فجلس فقال وشهادة الزور وشهادة الزور أو قول الزور فما زال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكررها حتى قلنا ليته سكت وقال مرة أنا الجريري ثنا عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه قال كنا جلوسا عند النبي صلى الله عليه وسلم فقال ألا أنبئكم بأكبر الكبائر الاشراك بالله تعالى فذكره **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل ثنا يحيى بن أبي اسحق ثنا عبد الرحمن بن أبي بكرة قال قال أبو بكرة نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نبتاع الفضة بالفضة والذهب بالذهب الا سواء بسواء وأمرنا ان نبتاع الفضة في الذهب والذهب في الفضة كيف شئنا فقال له ثابت بن عبيد يدا بيد قال هكذا سمعت **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل ثنا عاصم الاحول عن أبي عثمان النهدي قال سمعت سعدا يقول سمعت أذناي ووعى قلبي ان من ادعى الى غير أبيه وهو يعلم انه غير أبيه فالجنة عليه حرام قال فلقيت أبا بكرة فحدثته فقال وأنا سمعت أذناي ووعى قلبي من محمد صلى الله عليه وسلم **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل ثنا يونس بن عبيد عن الحكم بن الاعرج عن الاشعث بن ثرملة عن أبي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل نفسا معاهدة بغير حلها حرم الله تبارك وتعالى عليه الجنة لم يشم ريحها **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل أنا عيينة بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ذنب أحرى ان يعجل الله تبارك وتعالى العقوبة لصاحبه في الدنيا مع ما يدخر له في الآخرة من البغي وقطيعة الرحم **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا اسمعيل عن خالد الحذاء عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه قال أحسبه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال شهران لا ينقصان شهرا عيد رمضان وذي الحجة **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن سعيد عن عيينة ثنا أبي قال خرجت في جنازة عبد الرحمن بن سمرة قال فجعل رجال من أهله يستقبلون الجنازة فيمشون على أعقابهم ويقولون رويدا بارك الله فيكم قال فلحقنا أبو بكرة من طريق المربد فلما رأى أولئك وما يصنعون حمل عليهم ببغلته وأهوى لهم بالسوط وقال خلوا فوالذي كرم وجه أبي القاسم صلى الله عليه وسلم لقد رأيتنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا لنكاد ان نرمل بها وقال يحيى مرة لقد رأيتنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى بن سعيد عن عيينة حدثني أبي عن أبي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال أعور بعين الشمال بين عينيه مكتوب كافر يقرؤه الامي والكاتب **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن عيينة حدثني أبي عن أبي بكرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان يفلح قوم أسندوا أمرهم الى امرأة **حدثنا** عبد الله حدثني أبي ثنا يحيى عن عيينة حدثني أبي عن أبي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قتل معاهدا في غير كنهه حرم الله

عن ربعي بن خراش قال سمعت عليا يقول وهو بالمدائن جاء سهل بن عمرو الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال انه قد خرج اليك ناس من أرقائنا ليس بهم الدين تعبدا فارددهم الينا فقال له أبو بكر وعمر صدق يا رسول الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم لن تنتهوا معشر قريش حتى يبعث الله عليكم رجلا امتحن الله قلبه بالايمان يضرب أعناقهم وأنتم مجفلون عنه اجفال الغنم فقال أبو بكر أنا هو يا رسول الله قال لا قال عمر أنا هو يا رسول الله قال لا ولكنه خاصف النعل قال وفي كف علي نعل يخصفها لرسول الله صلى الله عليه وسلم (خط) * عن علي قال جاء النبي صلى الله عليه وسلم أناس من قريش فقالوا يا محمد انا جيرانك (٣٨) وحلفاؤك وان ناسا من عبيدنا قد أتوك ليس بهم رغبة في الدين ولا رغبة في الفقه انما فروا من ضياعنا وأموالنا فارددهم الينا فقال لابي بكر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك وأحلافك فتغير وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجيرانك وحلفاؤك فتغير وجه النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا معشر قريش والله ليبعثن الله عليكم رجلا قد امتحن الله قلبه بالايمان فيضربكم على الدين أو يضرب بعضكم فقال أبو بكر أنا يا رسول الله قال لا قال عمر أنا يا رسول الله قال لا ولكنه الذي يخصف النعل وكان أعطى عليا نعلا يخصفها (حم) وابن جرير وصححه (ص) * عن ابن عباس قال ما أنزل الله تعالى سورة في القرآن الا كان علي أميرها وشريفها ولقد عاتب الله أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وما قال لعلي الا خيرا أبو نعيم * عن ابن عباس قال تصدق علي بخاتمه وهو راكع فقال النبي صلى الله عليه وسلم للسائل من أعطاك هذا الخاتم قال ذاك الراكع فأنزل الله فيه انما وليكم الله ورسوله الآية وكان في خاتمه مكتوب سبحان من فخري بأني له عبد ثم كتب في خاتمه بعد الملك لله (خط) في المتفق وفيه مطلب بن زياد وثقه (حم) وابن معين وقال أبو حاتم لا يحتج بحديثه * عن علي قال خطب أبو بكر وعمر فاطمة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأبى رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهما فقال عمر أنت لها يا علي قال ما لي من شيء الا درعي وجملي وسيفي فتعرض علي ذات يوم لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا علي هل لك من شيء قال جملي ودرعي قال أرهنهما فزوجني رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة فلما بلغ فاطمة ذلك بكت فدخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ما لك تبكين يا فاطمة والله لقد أنكحتك أكثرهم علما وأفضلهم حلما

مُستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مِشکوٰۃ شریف

اُردو ترجمہ
مِشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبد اللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّہَا تَذْھَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنُ فَیُؤْذَنُ لَہَا وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ وَلَا تُقْبَلُ مِنْہَا وَتَسْتَاْذِنُ فَلَا یُؤْذَنُ لَہَا وَیُقَالُ لَہَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِہَا فَذٰلِكَ قَوْلُہٗ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّہَا قَالَ مُسْتَقَرُّھَا تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے پھر حضور رب العزت میں حاضری کی اجازت چاہتا ہے اس کو اجازت دی جاتی ہے (اور حکم دیا جاتا ہے کہ مشرق کی طرف جائے اور وہاں سے طلوع کرے) اور قریب ہے، وہ وقت کہ وہ سجدہ کریگا اور اسکا سجدہ قبول نہ کیا جائیگا۔ اور حاضری و طلوع کی اجازت چاہیگا اور اجازت نہ دی جائیگی اور یہ حکم دیا جائیگا کہ جس طرف سے آیا ہے اُدھر ہی واپس جا اور اُدھر سے ہی طلوع ہو۔ چنانچہ وہ مغرب سے طلوع کریگا۔ اور یہی مراد ہے خداوند تعالےٰ کے اس قول سے والشمس تجری لمستقر لہا (یعنی آفتاب اپنے مستقر کی طرف جاتا ہے) رسول اللہ نے مستقر کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ عرش الٰہی کے نیچے ہے۔ (مسلم)

فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں

۵۲۳۳ وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَیْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا بَیْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اَمْرٌ اَکْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ آدم کی پیدائش اور روز قیامت کے درمیان ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہوگا اور وہ دجال کا فتنہ ہے۔ (مسلم)

دجال کانا ہوگا

۵۲۳۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ عَیْنِ الْیُمْنٰی کَاَنَّ عَیْنَہٗ عِنَبَۃٌ طَافِیَۃٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خداوند تم پر مخفی نہیں ہے (یعنی تم اس کی حقیقت سے آگاہ ہو) وہ کانا نہیں ہے۔ اور مسیح دجال کانا ہے۔ یعنی اسکی داہنی آنکھ کانی ہے۔ گویا وہ انگور کا ایک پھولا ہوا دانہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے

۵۲۳۵ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ اُمَّتَہُ الْاَعْوَرَ الْکَذَّابَ اَلَا اِنَّہٗ اَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّکُمْ لَیْسَ بِاَعْوَرَ مَکْتُوْبٌ بَیْنَ عَیْنَیْہِ ك ف ر مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو جھوٹے کانے سے نہ ڈرایا ہو۔ خبردار (دجال) کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہیں ہے اور اس کی (دجال) کی آنکھوں کے درمیان ک۔ ف۔ ر۔ لکھا ہوا ہے۔ (بخاری و مسلم)

دجال کی جنت اور دوزخ

۵۲۳۶ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا عَنِ الدَّجَّالِ مَا حَدَّثَ بِہٖ نَبِیٌّ قَوْمَہٗ اَنَّہٗ اَعْوَرُ وَاَنَّہٗ یَجِیْءُ مَعَہٗ بِمِثْلِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ فَالَّتِیْ یَقُوْلُ اِنَّہَا الْجَنَّۃُ ھِیَ النَّارُ وَاِنِّیْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا میں تم کو دجال کا حال بتاؤں، کسی نبی نے آج تک اپنی قوم کو اسکا حال نہیں بتایا ہے وہ کانا ہوگا۔ اور اپنے ساتھ دوزخ و جنت کی مانند دو چیزیں لائیگا وہ جس چیز کو جنت بتائیگا وہ حقیقت میں آگ ہوگی (اور جس کو دوزخ بتائیگا وہ جنت ہوگی) میں تم کو اس سے ڈراتا

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَانِي

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

٤٣٠٩-(حسن) حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَغْدَادِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لاَ يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلاَّ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

١٢- بَابُ أَمَارَاتِ السَّاعَةِ

٤٣١٠-(صحيح) حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ جَاءَ نَفَرٌ إِلَى مَرْوَانَ بِالْمَدِينَةِ فَسَمِعُوهُ يُحَدِّثُ فِي الآيَاتِ أَنَّ أَوَّلَهَا الدَّجَّالُ قَالَ.

فَانْصَرَفْتُ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ لَمْ يَقُلْ شَيْئًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ الآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا أَوِ الدَّابَّةُ عَلَى النَّاسِ ضُحًى فَأَيَّتُهُمَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالأُخْرَى عَلَى أَثَرِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ وَكَانَ يَقْرَأُ الْكُتُبَ وَأَظُنُّ أَوَّلَهُمَا خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. [م: ٢٩٤١].

٤٣١١-(صحيح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ وَهَنَّادٌ الْمَعْنَى قَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ حَدَّثَنَا فُرَاتٌ الْقَزَّازُ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ وَقَالَ هَنَّادٌ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ.

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا قُعُودًا نَتَحَدَّثُ فِي ظِلِّ غُرْفَةٍ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرْنَا السَّاعَةَ فَارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَنْ تَكُونَ أَوْ لَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهَا عَشْرُ آيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ وَخُرُوجُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَالدَّجَّالُ وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَالدُّخَانُ وَثَلاَثَةُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ. [م: ٢٩٠١].

٤٣١٢-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ ﴿لاَ يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ الآيَةَ. [خ: ٨٥، ٤٦٣٥، ٤٦٣٦، ٦٥٠٦][م: ١٥٧، ١٥٨].

١٣- بَابٌ فِي حَسْرِ الْفُرَاتِ عَنْ كَنْزٍ

٤٣١٣-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ السَّكُونِيُّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلاَ يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا. [خ: ٧١١٩][م: ٢٨٩٤].

٤٣١٤-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ حَدَّثَنِي عُقْبَةُ يَعْنِي ابْنَ خَالِدٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ يَحْسِرُ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ.

١٤- بَابُ خُرُوجِ الدَّجَّالِ

٤٣١٥-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ.

اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ إِنَّ مَعَهُ بَحْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ فَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ وَالَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ نَارٌ فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ الْبَدْرِيُّ هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ. [خ: ٣٤٥٠، ٧١٣٠][م: ٢٩٣٤].

٤٣١٦-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ.

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلاَّ قَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلاَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبًا كَافِرٌ.

٤٣١٧-حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ك ف ر. [خ: ٧١٣١، ٧٤٠٨][م: ٢٩٣٣].

٤٣١٨-(صحيح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ. [م: ٢٩٣٣].

٤٣١٩-(صحيح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلاَلٍ عَنْ أَبِي الدَّهْمَاءِ قَالَ.

سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ فَوَاللَّهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ أَوْ لِمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ هَكَذَا قَالَ.

٤٣٢٠-(صحيح) حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ حَدَّثَنِي بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الأَسْوَدِ عَنْ جُنَادَةَ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ لاَ تَعْقِلُوا إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ أَفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلاَ حَجْرَاءَ فَإِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ.

قَالَ أَبُو دَاوُد عَمْرُو بْنُ الأَسْوَدِ وَلِيَ الْقَضَاءَ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده بقية بن الوليد وفيه مقال]

٤٣٢١-(صحيح) حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ الدِّمَشْقِيُّ الْمُؤَذِّنُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ.

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلاَبِيِّ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ

نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ قُلْنَا وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ لاَ اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ فَيُدْرِكُهُ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ [م: ٢٩٣٧].

٤٣٢٢-(صحيح بما قبله) حَدَّثَنَا عِيسَى ابْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ السَّيْبَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ وَذَكَرَ الصَّلَوَاتِ مِثْلَ مَعْنَاهُ.

٤٣٢٣-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ.

عَنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ يَرْوِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [م: ٨٠٩] [أخرجه دون لفظ "فتنة"]

قَالَ أَبُو دَاوُد وَكَذَا قَالَ هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ مَنْ حَفِظَ مِنْ خَوَاتِيمِ سُورَةِ الْكَهْفِ.

وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ.

[قال الالباني : صحيح قلت :الرواية الأولى أصح، وروايتها أكثر، ويشهد لها حيث النواس المتقدم]

٤٣٢٤-(صحيح) حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ آدَمَ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الإِسْلاَمِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلاَّ الإِسْلاَمَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَيَمْكُثُ فِي الأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ. [خ: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦، ٣٤٤٨، ٣٤٤٩][م: ١٥٥].

١٥- بَابٌ فِي خَبَرِ الْجَسَّاسَةِ

٤٣٢٥-(صحيح) حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ.

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَّرَ الْعِشَاءَ الآخِرَةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ إِنَّهُ حَبَسَنِي حَدِيثٌ كَانَ يُحَدِّثُنِيهِ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ عَنْ رَجُلٍ كَانَ فِي جَزِيرَةٍ مِنْ جَزَائِرِ الْبَحْرِ فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا قَالَ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْقَصْرِ فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ مُسَلْسَلٌ فِي الأَغْلاَلِ يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا الدَّجَّالُ خَرَجَ نَبِيُّ الأُمِّيِّينَ بَعْدُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَطَاعُوهُ أَمْ عَصَوْهُ قُلْتُ بَلْ أَطَاعُوهُ قَالَ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ [م: ٢٩٤٢].

[قال المنذري: في إسناده عثمان بن عبد الرحمن القرشي مولاه الحراني المعروف بالطرائفي، قيل له ذلك لأنه كان يتبع طرائف الحديث. قال ابن نمير: كذاب. وقال أبو عروبة: عنده عجائب. وقال ابن حبان البستي: لا يجوز عندي الاحتجاج بروايته كلها على حال من الأحوال. وقال إسحاق بن منصور: ثقة. وقال أبو حاتم الرازي: صدوق. وأنكر على البخاري إدخال اسمه في كتاب الضعفاء، وقال: يحول منه انتهى. قلت: وأخرجه مسلم من طرق كثيرة ليس فيها عثمان بن عبد الرحمن]

٤٣٢٦-(صحيح) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ حُسَيْنًا الْمُعَلِّمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ.

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِيَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُنَادِي أَنِ الصَّلاَةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلاَتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلاَّهُ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَهْبَةٍ وَلاَ رَغْبَةٍ وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلاً نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلاَثِينَ رَجُلاً مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ وَأَرْفَؤُوا إِلَى جَزِيرَةٍ حِينَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةُ الشَّعْرِ قَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ قَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي هَذَا الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلاً فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَهُمْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ وَعَنِ النَّبِيِّ الأُمِّيِّ قَالَ إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لاَ بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مَرَّتَيْنِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ قَالَتْ حَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ [م: ٢٩٤٢].

٤٣٢٧-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صُدْرَانَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ.

حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ لاَ يَصْعَدُ عَلَيْهِ إِلاَّ يَوْمَ جُمُعَةٍ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ ذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ.

قَالَ أَبُو دَاوُد وَابْنُ صُدْرَانَ بَصْرِيٌّ غَرِقَ فِي الْبَحْرِ مَعَ ابْنِ مِسْوَرٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُمْ غَيْرُهُ.

[قال المنذري: وأخرجه ابن ماجه. ومجالد بن سعيد فيه مقال]

٤٣٢٨-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ.

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّهُ بَيْنَمَا أُنَاسٌ يَسِيرُونَ فِي الْبَحْرِ فَنَفِدَ طَعَامُهُمْ فَرُفِعَتْ لَهُمْ جَزِيرَةٌ فَخَرَجُوا يُرِيدُونَ الْخُبْزَ فَلَقِيَتْهُمُ الْجَسَّاسَةُ قُلْتُ لأَبِي سَلَمَةَ وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَ امْرَأَةٌ تَجُرُّ شَعْرَ جِلْدِهَا وَرَأْسِهَا قَالَتْ فِي هَذَا الْقَصْرِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ وَسَأَلَ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ وَعَنْ عَيْنِ زُغَرَ قَالَ هُوَ الْمَسِيحُ فَقَالَ لِي ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ إِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ شَيْئًا مَا حَفِظْتُهُ قَالَ شَهِدَ جَابِرٌ أَنَّهُ هُوَ ابْنُ صَيَّادٍ قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ مَاتَ قَالَ وَإِنْ مَاتَ قُلْتُ فَإِنَّهُ أَسْلَمَ قَالَ وَإِنْ أَسْلَمَ قُلْتُ فَإِنَّهُ قَدْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ قَالَ وَإِنْ دَخَلَ الْمَدِينَةَ.

[قال المنذري: في إسناده الوليد بن عبد الله بن جميع الزهري الكوفي احتج به مسلم في صحيحه. وقال الإمام أحمد ويحيى بن معين ليس به بأس.

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

الشعرِ ، يقطرُ رأسه ماءً ، واضعاً يديه على منكبي رجلين وهو بينهما ، يطوفُ بالبيت ، فقلتُ : من هذا ؟ فقالوا : المسيحَ ابن مريم ، ثم رأيتُ رجلاً وراءه جعداً قططاً أعورَ عينِ اليمنى يطوفُ بالبيت ، فقلتُ : من هـذا ؟ فقـالوا : هـذا المسيحُ الدجالُ (ق ـ عن ابن عمر) .

٣٨٧٤٠ ـ غير الدجالِ أخوفُني عليكم ، إن يخرج وأنا فيكم فأنا حجيجُه دونكم ، وإن يخرج ولستُ فيكم فامرؤ حجيجُ نفسه والله خليفتي على كل مسلم ، إنه شابٌ قطط ، إحدى عينيه كأنها عنبة طافئة ، كأني أشبهه بعبدِ العُزَّى بن قطنٍ ، فمن أدركه منكم فليقرأ عليه فواتحَ سورةِ الكهفِ ، إنه خارج خَلَة بين الشام والعراق فعاث يميناً وعاث شمالاً ، يا عبادَ الله ! فاثبُتوا ، قلنا : يا رسول الله ! ما لبثه في الأرض ؟ قال : أربعون يوماً ، يوم كسنةٍ ويوم كشهرٍ ويوم كجمعةٍ وسائرُ أيامه كأيامكم ، قلنا يا رسول الله ! فذلك اليومُ كسنةٍ أتكفينا فيه صلاةُ يومٍ قال : لا ، اقدروا له قدره ، قالوا : وما إسراعُه في الارضِ ؟ قال : كالغيثِ استدبرته الريح ، فيأتي على القوم فيدعوهم فيؤمنون به ويستجيبون له ، فيأمرُ السماء فتمطر والارضَ فتنبتُ ، فتروحُ عليهم سارحتُهم أطول ما كانت ذرى وأسبغه ضروعاً

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

جدید کمپیوٹر

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

أُنْذِرُكُمْ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ہوں جس طرح نوح نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا (بخاری و مسلم)

دجّال جس شخص کو مصیبت میں ڈالے گا وہ درحقیقت راحت میں ہوگا

۵۲۳۷ وَعَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَإِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ عَلَيْهَا ظُفْرَةٌ غَلِيظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ يَقْرَءُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ كَاتِبٍ وَغَيْرِ كَاتِبٍ۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجّال اپنے ساتھ پانی آگ لیکر نکلے گا وہ چیز جس کو لوگ پانی سمجھیں گے حقیقت میں آگ ہوگی جھلسا دینے والی۔ اور جس کو آگ خیال کرینگے وہ حقیقت میں پانی ہوگا ٹھنڈا اور شیریں۔ پس تم میں سے جو شخص دجال کو پائے گا تو وہ اس چیز میں اپنا پڑنا یا ڈالا جانا پسند کریگا جس کو وہ اپنی آنکھوں سے آگ دیکھتا ہے۔ اسلئے کہ وہ آگ حقیقت میں میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے (بخاری و مسلم) اور مسلم نے اس روایت میں یہ الفاظ زیادہ لکھے ہیں کہ دجال کی آنکھ بیٹھی ہوئی ہوگی اور دوسری آنکھ پر موٹا ناخونہ ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو ہر مومن خواہ وہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو پڑھ لے گا۔

دجّال کی پہچان

۵۲۳۸ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جُفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّتُهُ وَنَارُهُ فَنَارُهُ جَنَّتُهُ وَجَنَّتُهُ نَارٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔ بہت کثرت سے بال ہونگے اسکے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی آگ حقیقت میں جنت ہوگی اور جنت حقیقت میں آگ۔ (مسلم)

دجّال کے طلسماتی کارناموں اور یاجوج و ماجوج کا ذکر

۵۲۳۹ وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُءٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِيَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ وَفِي رِوَايَةٍ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ بِفَوَاتِحِ سُورَةِ الْكَهْفِ فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت نواس بن سمعانؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر دجال خروج کرے اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو میں اس سے تمہارے سامنے بحث و گفتگو کرونگا (اور اس پر غالب آؤنگا) اور اگر وہ اس وقت نکلے جبکہ میں تم میں موجود نہ ہوں تو تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے اس سے بحث و گفتگو کرنیوالا ہوگا۔ (یعنی اس کی برائیوں کو رفع کرنیوالا اور اپنے آپ کو اس سے بچانیوالا) اور میرا وکیل و خلیفہ ہر مسلمان پر خدا ہے۔ (یعنی خدا تعالےٰ ہر مسلمان کا محافظ و مددگار ہے) دجّال جوان ہوگا۔ گھونگریالے بال ہونگے اور اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہوگی۔ گویا میں اس کو قطن کے بیٹے عبد العزیٰ سے تشبیہ دے سکتا ہوں تم میں سے جو شخص اسکو پائے وہ اسکے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے اسلئے کہ یہ آیتیں تم کو دجال کے فتنہ سے بچائیں گی۔ دجّال اس راہ سے خروج کریگا جو شام اور عراق کے درمیان واقع ہے اور دائیں بائیں فساد پھیلائے گا۔ اے اللہ کے بندو! (اپنے دین

التراث العربي
سلسلة تصدرها وزارة الإعلام
في الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الثامن والعشرون

تحقيق

الدكتور محمود محمد الطناحي

راجعه

عبدالسلام محمد هارون

ولجنة فنية من وزارة الإعلام

١٤١٣هـ = ١٩٩٣م

* جادَلَهُ بالدُّبُلِ الوَسْمِيِّ[1] *

ودَبِيلُ أيضًا: مِن قُرَى أَرْمِينية.

ودِبْلَةُ، بالكسر، مِن أعلامِ النِّساء، وضَبطه الصاغانيّ بالفتح.

والتَّدْبِيلُ: الجَمْعُ، قال مُزَرِّد:

ودَبَّلْتُ أمثالَ الأَثافِي كأَنَّها
رُؤوسُ نِقادٍ قُطِّعَتْ لا تُجَمَّعُ[2]

ودَبَّلَ الحَيْسَ تَدْبِيلًا: جَعَله دُبَلًا.

[د ب ك ل] *

(دَبْكَلَ المالَ) أهمله الجوهريُّ، وفي النَّوادِرِ: أي (جَمَعَهُ وَرَدَّ أَطْرافَ ما انتَشَر مِنه).

(و) في العُباب: (الدَّبْكَلُ، كجَعْفَرٍ: الغَلِيظُ الجِلْدِ السَّمِجُ) تَعلوه سَماجَةٌ.

(وأُمُّ دَبْكَلٍ) مِن كُنَى (الضَّبُع).

(وابنُ أبي دُباكِلٍ، بالضمّ: شاعِرٌ خُزاعِيٌّ) مِن شُعَراء الحَماسة، ومعناه: الغَلِيظُ الجِلْدِ السَّمِجُ.

(١) ديوانه ٣٢٢، واللسان، والعباب، والجمهرة ٢٤٨/١.

(٢) اللسان، والصحاح، والعباب وفيه «لا تجتمع» والأساس.

[د ج ل] *

(الدَّجِيلُ، كزُبَيْرٍ، وثُمامةٍ: القَطِرانُ) كما في المحكَم.

(ودَجَل البَعِيرَ) دَجْلًا: (طَلاهُ به، أو عَمَّ جِسْمَه بالهِناءِ).

وفي التهذيب: الدَّجْلُ: شِدَّةُ طَلْيِ الجَرَبِ بالقَطِران، وإذا هُنِئَ جَسَدُ البَعيرِ أجْمَعُ، فذٰلك التَّدْجِيلُ، وهو قولُ أبي عُبَيْد.

قِيلَ: (ومنه) اشتِقاقُ (الدَّجّال المَسِيح) الكَذّاب (لأنه يَعُمُّ الأرضَ) كما أنّ الهِناءَ يَعُمُّ الجَسَدَ.

(أو) هو مِن (دَجَلَ)[1] دَجْلًا: إذا (كَذَبَ وأَخْرَقَ) لأنه يَدَّعِي الرُّبُوبِيَّة، وهذا مِن أعظَمِ الكَذِب.

(و) قِيلَ: دَجَلَ ودَجا: إذا (جامَعَ) قاله الأَصمَعيُّ.

(و) قِيلَ: هو مِن دَجَلَ الرجُلُ: إذا (قَطَع نَواحِيَ الأرضِ سَيْرًا) قال أبو العَبّاس: سُمِّيَ دَجّالًا لضَربِه في الأرضِ، وقَطْعِه أكثَرَ نَواحِيها.

(١) في هامش القاموس عن إحدى نسخه «من دجل».

(أو مِن دَجَّل تَدْجِيلًا): إذا (غَطَّى) لأنه يُغطِّى على الناسِ بكُفرِه، أو لأنه يُغَطِّى الأرضَ بكثرةِ جُموعِه، أو لأنه يَدْجُلُ الحَقَّ بالباطِل.

(أو) مِن دَجَلَ: إذا (طَلَى بالذَّهبِ) وكلُّ شيءٍ مَوَّهْتَه بماءِ الذَّهَب، فقد دَجَلْتَه، سُمِّىَ به (لتَمْوِيهِه) على الناسِ (بالباطِلِ) وتَلْبِيسِه، أو لأنه يُظْهِرُ خِلافَ ما يُضْمِرُ.

(أو) هو (مِن الدُّجالِ) كغُرابٍ (للذَّهَبِ أو مائِه) عن كُراعٍ، هٰكذا ضَبَطه الصاغانِيُّ، والصَّوابُ أن الدَّجَالَ بمَعنَى الذَّهَب: كشَدَّادٍ.

قال ابنُ سِيدَه: هو اسمٌ كالقَذَّاف والجَبَّان، وأنشَد:

ثُمّ نَزَلنا وكَسَرنا الرِّماحَ وجَرْ
رَدْنا صَفِيحًا كَسَتْه الرُّومُ دَجَّالا[1]

سُمِّىَ به (لأنّ الكُنوزَ تَتْبَعُه) حيث سارَ.

(أو مِن الدَّجّالِ) كشَدَّادٍ: (لفِرِنْدِ السَّيفِ، أو مِن الدَّجَّالَةِ) بالتَّشديد أيضًا (للرُّفْقَةِ العَظِيمةِ) تُغَطِّى الأرضَ بكثرةِ أَهلِها، وقِيل: هى الرُّفْقَةُ تَحمِلُ المَتاعَ للتِّجارة، وقال:

* دَجَّالَة من أَعْظَمِ الرِّفاقِ[1] *

(أو مِن الدَّجالِ، كسَحابٍ، للسِّرْجِينِ) سُمِّىَ به (لأنه يُنَجِّسُ وَجْهَ الأرضِ).

(أو) هو (مِن دُجَّلِ الناسِ) كسُكَّرٍ (للُقّاطِهِم، لأنهم يَتْبَعُونه) فقد وَرد أنه رَجُلٌ مِن يَهُودَ، يخرُج فى آخِرِ هٰذه الأُمَّة.

وقد سَرَد المُصنِّفُ هٰذه الأوجُهَ كلَّها. وأصحُّها وأحسنُها مَن قال: إنّ الدَّجّالَ هو الكَذّابُ، وإنما دَجَلُه سِحْرُه وكَذِبُه وافتِراؤُه وسَتْرُه الحَقَّ بكَذِبه، وإظهارُه خِلافَ ما يُضْمِر.

وفى الحديث: «أنّ أبا بكرٍ رضى الله عنه خَطَب فاطمةَ رضى الله عنها [إلى النبى صلى الله عليه وسلم][2] فقال: إنّى قد وَعدتُها لعَلِيٍّ، ولستُ بدَجّالٍ» أراد هٰذا المعنَى.

---

(١) اللسان، ونسبه للنابغة الجعدى، وهو فى ديوانه ١٠٨.

(١) اللسان، والصحاح، والجمهرة ٦٨/٢، والمقاييس ٣٣٠/٢.

(٢) زيادة من النهاية.

والجَمْع: دَجَّالُون، كما في التهذيب.

قال شيخُنا: وقد جمعُوه على دَجاجِلَةٍ، على غيرِ قِياس.

وعن عبدِ الله بن إدريس الأَزْدِىّ: ما عَرفتُ دَجَّالًا يُجْمَعُ على دَجاجِلَة حتى سمعتُها مِن مالِكٍ[1]، حيث قال: وذَكر ابنُ إسحاق، يعنى صاحِبَ السِّيرة: إنما هو دَجَّالٌ مِن الدَّجاجِلَة.

(ودِجْلَةُ، بالكسر) هو المشهورُ (والفَتح) حكاه اللِّحيانىُّ: (نَهْرُ بَغدادَ) سُمِّىَ لأنه غَطَّى الأرضَ بمائِه حينَ فاض.

وفى التهذيب: دِجْلَةُ مَعْرِفَةٌ: لنهرٍ بالعِراق.

وقال ثَعْلَب: تقول: عَبَرْتُ دِجْلَةَ، بلا لامٍ.

ومِن أمثالِ الحَرِيرىّ: أَحْمَقُ مِن رِجْلَه، وأوْسَعُ مِن دِجْلَه.

(و) دُجَيْلٌ (كزُبَيْر: شِعْبٌ مِنها) وفى المحكَم: نَهْرٌ مُتَشَعِّبٌ منها.

وفى التهذيب: نَهْرٌ صغيرٌ، يتَخَلَّجُ منها.

ونقل شيخُنا عن الخَفاجِىّ أنه نَهْرٌ بالأَهْوازِ، حَفَرَهُ أَرْدَشِير بن بابَك، أوّلُ ملوكِ بنى ساسانَ، بالمَدائِنِ، عليه قُرًى كثيرةٌ، ومَخْرَجُه مِن أَصبِهان.

قلت: وفيه غَرِقَ شَبِيبٌ الخارِجىُّ، قاله نَصْرٌ.

قال: ودُجَيْلٌ أيضًا: نَهْرٌ عندَ مَسْكِن، فتأمَّلْ.

[] ومما يُسْتَدْرَكُ عليه:

يقال: بَيْنَهُم دَوْجَلَةٌ: أى كَلامٌ يُتَناقَلُ، وناسٌ مُخْتلِفُون.

والدَّجَلُ: السِّحْرُ.

وقال الفَرّاءُ: يقال: هو يَدْجُلُ بالدَّلْوِ، ويَدْلُج بها، مقلوبٌ منه.

ودَجَّلَ أرضَه تَدْجيلًا: أصْلَحَها بالسِّرْجِين.

والبَعِيرُ المُدَجَّلُ، كمُعَظَّمٍ: المَهْنُوءُ بالقَطِران، وقد دَجَّلَه.

[] ومما يُسْتَدْرَكُ عليه:

[د ج م ل]

الدِّجْمِلُ، كزِبْرِجٍ: الخُلُقُ. أهمله الجماعةُ، ونقله صاحِبُ اللِّسان

(١) مالك بن أنس، كما صرح به فى اللسان.

تصنيف

للإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من
«صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى،
مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من
الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب
الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس
للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قَالُوا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: أَيُّهَا الْقَوْمُ! انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، قَالَ: لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلاً فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا، حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ، فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا، مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ، مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ، بِالْحَدِيدِ، قُلْنَا: وَيْلَكَ! مَا أَنْتَ؟ قَالَ: قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي، فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ، رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ، فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ اغْتَلَمَ، فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا، ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلَى جَزِيرَتِكَ هَذِهِ فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا، فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ، فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ، لَا يُدْرَى مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ، فَقُلْنَا: وَيْلَكِ! مَا أَنْتِ؟ فَقَالَتْ: أَنَا الْجَسَّاسَةُ، قُلْنَا: وَمَا الْجَسَّاسَةُ؟ قَالَتْ: اعْمِدُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ، فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ، فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا، وَفَزِعْنَا مِنْهَا، وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً، فَقَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا، هَلْ يُثْمِرُ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ، قُلْنَا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِيهَا مَاءٌ؟ قَالُوا: هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، قَالَ: أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ عَيْنِ زُغَرَ، قَالُوا: عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ؟ قَالَ: هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ؟ قُلْنَا لَهُ: نَعَمْ، هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ، وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ مِنْ مَائِهَا، قَالَ: أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ؟ قَالُوا: قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ، قَالَ: أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَأَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ، قَالَ لَهُمْ: قَدْ كَانَ ذَلِكَ؟ قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا إِنَّ ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ، وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي، إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ، وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ، فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ، كِلْتَاهُمَا، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً، أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا، اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا، يَصُدُّنِي عَنْهَا، وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ: «هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ» يَعْنِي الْمَدِينَةَ «أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَلِكَ؟» فَقَالَ النَّاسُ: نَعَمْ، «فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ، أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّأْمِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ» وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ، قَالَتْ: فَحَفِظْتُ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

١٢٠-(٢٩٤٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ أَبُو عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا قُرَّةُ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ:

دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبٍ يُقَالُ لَهُ رُطَبُ ابْنِ طَابٍ، وَأَسْقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ، فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ؟ قَالَتْ: طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا، فَأَذِنَ لِي النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي، قَالَتْ فَنُودِيَ فِي النَّاسِ: إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فِيمَنِ انْطَلَقَ مِنَ النَّاسِ، قَالَتْ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ مِنَ النِّسَاءِ، وَهُوَ يَلِي الْمُؤَخَّرَ مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَقَالَ: «إِنَّ بَنِي عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَكِبُوا فِي الْبَحْرِ» وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

وَزَادَ فِيهِ: قَالَتْ: فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَهْوَى بِمِخْصَرَتِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَقَالَ: «هَذِهِ طَيْبَةُ» يَعْنِي الْمَدِينَةَ.

قال تعالیٰ

وعلمناه من لدنا علما

الجزء الثانی من کتاب

التفهیمات الالٰهیة

تصنیف

حجة الاسلام الشیخ قطب الدین احمد المدعو بالشاه ولی الله المحدث الدهلوی رح

(المتوفی سنة ١١٧٦ھ)

صاحب "ازالة الخفاء" و "الخیر الکثیر" وغیرهما

سلسلة مطبوعات المجلس العلمی دابهیل (سورت) رقم ١٨

طبع فی

مدینه برقی پریس بجنور (یو پی)

١٣٥٥ھ

١٩٣٦ء

تفہیم

ولابد لکل نبی من مجدد ینقح دینہ عن انتحال المنتحلین وھو محدث البس لباس السکینۃ فیجعل یضع الوجوب والتحریم والکراھۃ والسنیۃ والاباحۃ محلھا وینقح الشریعۃ عن الاحادیث الموضوعۃ واقیسۃ القائسین وعن کل افراط وتفریط ولا یکون الفقیہ مجددا فان کان المجدد بعینہ الوصی تم الامر،

تفہیم

کنت البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتھت بی دورۃ الحکمۃ ثم لما البسنی الخلعۃ الحقانیۃ وسلب عنی کل علم نظری فکری بقیت متحیرا کیف یتأتی لی المجددیۃ ثم اوضح ربی جل جلالہ لی طریقا خاصا یجمع بما بین الامیۃ والمجددیۃ بلا نظر فکری وانی الی الآن لم امنح تفصیل المجددیۃ ومنحت اجمالھا وعلمت علم الجمع بین المختلفات وعلمت ان الرای فی الشریعۃ تحریف وفی القضاء مکرمۃ،

تفہیم

علمنی ربی جل جلالہ ان القیمۃ قد اقتربت والمھدی تھیأ للخروج والکمال قد انقطع نموہ بعد حامل الطریقۃ المتأخر وعسی ان لا یکترث ھذا الوصی اطول الاعمار فسبحان اللہ ماذا نزل من الفتن بحسب امر من الکمال ان ینعکس فیہ انوار الحامل للوحی انا للہ وانا الیہ راجعون،

تفہیم

من الناس من یظن ان العامۃ تشترک مع الانبیاء فی امور کالنفث فی الروع والکشف لاسیما الکونی ویختص الانبیاء من بینھم بامور کرسالۃ الملک الیھم ورویتھم

تَصْنِيفُ

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طَبْعَةٌ مُدَقَّقَةٌ، مُفَصَّلَةُ الأَحَادِيثِ، مَعْزُوَّةُ الأَطْرَافِ، مُخَرَّجَةٌ مِنْ «صَحِيحِ البُخَارِيِّ»، قَابِلَةٌ لِلنَّظَرِ مِنَ المُعْجَمِ المُفَهْرَسِ وَكُتُبٍ أُخْرَى، مَزِيدَةٌ بِكِتَابَيْنِ: «صِيَانَةُ صَحِيحِ مُسْلِمٍ مِنَ الإِخْلَالِ وَالغَلَطِ وَحِمَايَتِهِ مِنَ الإِسْقَاطِ وَالسَّقَطِ» لِابْنِ الصَّلَاحِ، وَ«عِلَلُ أَحَادِيثَ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ» لِابْنِ عَمَّارٍ الشَّهِيدِ، مُزَوَّدَةٌ بِفَهَارِسَ لِلأَبْوَابِ، وَفَهَارِسَ لِلصَّحَابَةِ، وَفَهَارِسَ لِلأَقْوَالِ النَّبَوِيَّةِ.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

لأحدهم خيرًا من مائة دينار لأحدكم اليوم، فيرغبُ نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُه فيُرسلُ اللّهُ عليهم النغفَ في رقابهم، فيُصبحونَ فرسَى كموتِ نفسٍ واحدةٍ، ثُمَّ يهبطُ نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُه إلى الأرض، فلا يجدونَ في الأرض موضعَ شبرٍ إلا ملأهُ زهمُهُم ونتنُهم، فيرغبُ نبيُّ اللّه عيسى وأصحابُه إلى اللّه فيُرسلُ اللّهُ، طيرًا كأعناق البُختِ فتحملُهم فتطرحُهم حيثُ شاءَ اللّهُ ثُمَّ يُرسلُ اللّهُ مطرًا لا يكُنُّ منه بيتُ مدرٍ ولا وبرٍ، فيغسلُ الأرضَ حتَّى يتركَها كالزَّلَفَة، ثُمَّ يُقالُ للأرض: أنبتي ثمرتَك وردِّي بركتَك فيومئذٍ تأكلُ العصابةُ من الرُّمَّانة، ويستظلُّون بقحفها، ويُباركُ في الرِّسل، حتَّى إنَّ اللِّقحةَ من الإبل لتكفي الفئامَ من النَّاس، واللِّقحةَ من البقر لتكفي القبيلةَ من النَّاس واللِّقحةَ من الغنم لتكفي الفخذَ من النَّاس، فبينما هم كذلك إذ بعثَ اللّهُ ريحًا طيِّبةً، فتأخذُهم تحتَ آباطهم، فتقبضُ روحَ كلِّ مؤمنٍ وكلِّ مسلمٍ، ويبقى شرارُ النَّاس، يتهارجون فيها تهارجَ الحُمُر، فعليهم تقومُ السَّاعةُ».

١١١-(٢١٣٧) حدَّثنا عليُّ ابنُ حُجرٍ السَّعديُّ، حدَّثنا عبدُ اللّه ابنُ عبد الرَّحمن ابن يزيد ابن جابرٍ والوليدُ ابنُ مُسلمٍ.

قالَ ابنُ حُجرٍ: دخلَ حديثُ أحدهما في حديث الآخر عن عبد الرَّحمن ابن يزيدَ ابن جابرٍ، بهذا الإسناد، نحوَ ما ذكرنا.

وزادَ بعدَ قوله «لقد كانَ بهذه مرَّةً ماءٌ» «ثُمَّ يسيرونَ حتَّى ينتهوا إلى جبل الخَمَر، وهو جبلُ بيت المقدس، فيقولونَ: لقد قتلنا من في الأرض، هلُمَّ فلنقتل مَن في السَّماء فيرمونَ بنُشَّابهم إلى السَّماء، فيردُّ اللّهُ عليهم نُشَّابهم مخضوبةً دمًا».

وفي رواية ابن حُجرٍ: «فإنِّي قد أنزلتُ عبادًا لي، لا يَدَيْ لأحدٍ بقتالهم».

(٢١)-باب: في صفة الدَّجَّال وتحريم المدينة عليه وقتله المؤمنَ وإحيائه

١١٢-(٢٩٣٨) حدَّثني عمرٌو النَّاقدُ والحسنُ الحُلوانيُّ وعبدُ ابنُ حُميدٍ، وألفاظُهم متقاربةٌ، والسِّياقُ لعبدٍ (قالَ: حدَّثني، وقال الآخران: حدَّثنا يعقوبُ، وهو ابنُ إبراهيم ابن سعدٍ)، حدَّثنا أبي، عن صالحٍ، عن ابن شهابٍ، أخبرني عُبيدُ اللّه ابنُ عبد اللّه ابن عُتبةَ.

أنَّ أبا سعيدٍ الخُدريَّ قالَ: حدَّثنا رسولُ اللّه ﷺ يومًا حديثًا طويلًا عن الدَّجَّال، فكانَ فيما حدَّثنا قالَ: «يأتي، وهو مُحرَّمٌ عليه أن يدخلَ نقابَ المدينة، فينتهي إلى بعض السِّباخ الَّتي تلي المدينةَ، فيخرجُ إليه يومئذٍ رجلٌ هو خيرُ النَّاس، أو من خير النَّاس، فيقولُ له: أشهدُ أنَّك الدَّجَّالُ الَّذي حدَّثنا رسولُ اللّه ﷺ حديثَه، فيقولُ الدَّجَّالُ: أرأيتُم إن قتلتُ هذا ثُمَّ أحييتُه، أتشكُّونَ في الأمر؟ فيقولونَ: لا، قالَ: فيقتلُه ثُمَّ يُحييه، فيقولُ حينَ يُحييه: واللّه! ما كنتُ فيكَ قطُّ أشدَّ بصيرةً منِّي الآنَ، قالَ: فيُريدُ الدَّجَّالُ أن يقتلَه فلا يُسلَّطُ عليه».

قالَ أبو إسحاقَ: يُقالُ إنَّ هذا الرَّجلَ هو الخضرُ عليه السَّلام. [أخرجه البخاري: ١٨٨٢، ٧١٣٢].

١١٢-(٢٩٣٨) وحدَّثني عبدُ اللّه ابنُ عبد الرَّحمن الدَّارميُّ، أخبرنا أبو اليمان، أخبرنا شُعيبٌ، عن الزُّهريِّ، في هذا الإسناد، بمثله.

لجلال الدين السيوطي

(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء التاسع

قولوا : باسمِ اللَّهِ . فإذا قالوا : باسمِ اللَّهِ . فأرادوا أن يَرجِعوا حينَ يُمْسُون ، فيقولون : نرجِعُ غدًا فنفتَحُه[١] . فيقولُ : قولوا : إن شاءَ اللَّهُ . فيقولون : إن شاءَ اللَّهُ . فيُصْبِحون وهو مِثْلُ قِشرِ البَيْضِ ، فيَنْقُبونه فيخرُجون منه على الناسِ ، فيَخرُجُ أولُ مَن يَخرُجُ منهم سبعونَ ألفًا عليهم التِّيجانُ ، ثم يَخرُجون بعدَ ذلك أفواجًا ، فيَأْتُون على النَّهرِ مثلَ نَهرِكم هذا - يعنى الفُرَاتَ - فيَشْرَبونه حتى لا يَبْقَى منه شىءٌ ، ثم يَجِىءُ الفَوجُ منهم حتى يَنتَهِىَ إليه فيقولون : لقد كان هلهنا ماءٌ مَرَّةً . وذلك قولُ اللَّهِ : ﴿فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّى جَعَلَهُۥ دَكَّآءَ﴾ . والدَّكَّاءُ[٢] الترابُ ، ﴿وَكَانَ وَعْدُ رَبِّى حَقًّا﴾ .

وأخرَج عبدُ الرزاقِ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ المنذرِ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن كعبٍ قال : إن يأجوجَ ومأجوجَ يَنْقُرون السدَّ بمناقِيرِهم[٣] ، حتى إذا كادوا أن يَخْرِقوه قالوا : نرجِعُ إليه غدًا فنَفْرُغُ منه . فيَرجِعون وقد عاد كما كان ، فهم كذلك ، فإذا بلَغ الأمرُ أُلْقِى على بعضِ ألسنتِهم يقولون : نأتى إن شاء اللَّهُ غدًا فنفرُغُ منه . فيأتُونه وهو كما هو فيَخْرِقونه فيخرُجون ، فيأتى أوَّلُهم على البُحَيرةِ فيَشْرَبون ما كان فيها من ماءٍ ، ويأتى أوسطُهم عليها فيَلْحَسون ما كان فيها مِن طِينٍ ، ويأتى آخِرُهم عليها فيقولون : قد كان هلهنا مَرَّةً ماءٌ . فيَرْمُون بسهامِهم نحوَ السماءِ ، فترجِعُ مُخَضَّبَةً بالدماءِ ، فيقولون : قَهَرْنا مَن فى الأرضِ ، وظَهَرْنا على مَن فى السماءِ . فيَدْعُو عليهم عيسى ابنُ مريمَ فيقولُ : اللهمَّ لا طاقةَ لنا بهم

(١) بعده فى ص ، م : « فيصبحون وقد عاد إلى ما كان عليه » .

(٢) فى الأصل ، م : « الدك » .

(٣) فى ص ، ف ١ ، م : « بمناقرهم » . والمناقير . جمع مِنقار : وهو حديدة كالفأس مشكَّكة مستديرة لها خَلْف يقطع بها الحجارة والأرض الصُّلبة . التاج (ن ق ر) .

ولا يَدَ ، فاكْفِناهم بما شئتَ . فيبعَثُ اللَّهُ عليهم دودًا يقالُ له[(١)] : النَّغَفُ . فيأخُذُهم فى أَقْفائِهم فيقتُلُهم حتى تَنْتَنَ الأرضُ مِن ريحِهم ، ثم يبعَثُ اللَّهُ عليهم طيرًا فتَنْقُلُ أبدانَهم إلى البحرِ ، ويُرْسِلُ اللَّهُ السماءَ أربعينَ يومًا ، فتَنْبُتُ الأرضُ ، حتى إنَّ الرُّمَّانةَ لتُشْبِعُ أهلَ البيتِ[(٢)] .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن كعبٍ قال : عَرْضُ أُسْكُفَّةِ[(٣)] يأجوجَ ومأجوجَ التى تُفتَحُ لهم أربعةٌ وعشرونَ ذراعًا ، تُحْفِيها حوافرُ خيلِهم ، والعُلْيا اثنا عشَرَ ذراعًا تُحْفِيها أَسِنَّةُ رماحِهم .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن عبدِ اللَّهِ بنِ عمرٍو قال : إذا خرَج يأجوجُ ومأجوجُ ، كان عيسى ابنُ مريمَ فى ثلاثِمائةٍ مِن المسلمين فى قصرٍ بالشامِ ، فيَشتَدُّ عليهم أمرُهم ، فيَدْعُون اللَّهَ أن يُهْلِكَهم ، فيُسَلِّطُ عليهم النَّغَفَ فيَقتُلُهم ، فتَنْتِنُ الأرضُ منهم ، فيَدْعُون اللَّهَ أن يُطَهِّرَ الأرضَ منهم ، فيرسِلُ اللَّهُ مطرًا ، فيسيلُ بهم إلى البحرِ ، ثم يُخْصِبُ الناسُ ، حتى إن العُنقودَ ليَشبَعُ منه أهلُ البيتِ .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، والحاكمُ وصحَّحه ، عن عبدِ اللَّهِ بنِ عمرٍو قال : يأجوجُ ومأجوجُ يَمُرُّ أولُهم بنَهرٍ مثلِ دجلةَ ، ويَمُرُّ آخِرُهم فيقولُ : قد كان فى هذا النَّهرِ مَرَّةً ماءٌ . ولا يموتُ رجلٌ إلا ترَك ألفًا مِن ذريتِه فصاعدًا ، ومِن بعدِهم ثلاثةُ أممٍ ، ما يعلَمُ عِدَّتَهم إلا اللَّهُ ؛ تاريسُ[(٤)] وتاويلُ وناسكٌ أو منسكٌ[(٥)] .

---

(١) فى الأصل ، ص ، ر٢ : « لهم » .

(٢) عبد الرزاق ٢/ ٢٨ ، ٢٩ مطولًا .

(٣) الأسكفة : عتبة الباب التى يوطأ عليها . اللسان (س ك ف) .

(٤) فى ص : « يادريس » ، وفى ف١ ، والحاكم : « تاويس » ، وفى ر٢ : « تاديس » ، وفى ح١ : « فاريس » .

(٥) ابن جرير ١٦/ ٣٩٩ ، والحاكم ٤/ ٤٩٠ .

وأخرَج أبو يَعْلَى ، والحاكمُ وصحَّحه ، وابنُ عساكرَ ، عن أبي هريرةَ ، عن النبيِّ ﷺ في السدِّ قال : « يَحْفِرونه كلَّ يومٍ ، حتى إذا كادوا يَخْرِقونه قال الذى عليهم : ارجِعوا ، فستَخْرِقونه غدًا » . قال : « فيُعِيدُه اللَّهُ كأشدِّ ما كان ، حتى إذا بلَغوا مُدَّتَهم وأراد اللَّهُ[1] ، قال الذى عليهم : ارجِعوا ، فستَخْرِقونه غدًا إن شاء اللَّهُ . واسْتَثْنَى ، فيَرْجِعون وهو كهيئتِه حينَ تَرَكوه ، فيَخْرِقونه ويَخْرُجون على الناسِ ، فيَستَقُون المياهَ ، ويَفِرُّ الناسُ منهم ، فيَرْمُون سهامَهم في السماءِ ، فتَرْجِعُ مُخَضَّبةً بالدماءِ ، فيقولون : قَهَرْنا أهلَ الأرضِ ، وغَلَبْنا مَن في السماءِ قسوةً وعُلُوًّا . فيَبْعَثُ اللَّهُ عليهم نَغَفًا في أَقْفائِهم فيُهْلِكُهم » . قال : « والذى نفسي بيدِه ، إن دوابَّ الأرضِ لتَسْمَنُ وتَبْطَرُ وتشكَرُ شَكَرًا مِن لحومِهم »[2] .

وأخرَج الحاكمُ وصحَّحه عن حذيفةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « أنا أعلمُ بما مع الدجالِ منه ، معه نَهَرانِ ؛ أحدُهما نارٌ تأجَّجُ في عينِ مَن رآه ، والآخرُ ماءٌ أبيضُ ، فإن أدرَكه أحدٌ منكم فليُغْمِضْ ولْيشرَبْ مِن الذى يَراه نارًا ، فإنه ماءٌ باردٌ ، وإيَّاكم والآخرَ ، فإنه الفتنةُ ، واعلَموا أنه مكتوبٌ بينَ عينيْه : كافرٌ . يقرَؤُه مَن يَكتُبُ ومَن لا يَكتُبُ ، وإن إحدى عينيْه مَمْسوحةٌ ، عليها ظَفَرَةٌ[3] ، إنه يَطلُعُ مِن آخرِ أمرِه على بطنِ الأُرْدُنِّ على ثَنِيَّةِ أَفِيقٍ[4] ، وكلُّ أحدٍ يُؤمنُ باللَّهِ واليومِ الآخرِ ببطنِ الأُرْدُنِّ ، وإنه يقتُلُ مِن المسلمين ثُلُثًا ، ويَهزِمُ ثُلُثًا ، ويَبْقَى ثُلُثٌ ،

(١) بعده عند أبي يعلى : « أن يبعثهم على الناس » . والمثبت من النسخ لفظ الحاكم .

(٢) أبو يعلى (٦٤٣٦) ، والحاكم ٤/٤٨٨ . وقال محقق أبي يعلى : إسناده صحيح .

(٣) في الأصل : « طفرة » . والظَّفَرَة : لحمة تنبت عند المآقي وقد تمتد إلى السواد فتُغَشِّيه . النهاية ١٥٨/٣.

(٤) في ص : « أدفيق » ، وفي ف١ ، ح١ : « رفيق » .

ويَجِنُّ عليهم الليلُ ، فيقولُ بعضُ المؤمنين لبعضٍ : ما تنتظرون أن تَلحَقوا بإخوانِكم فى مَرْضاةِ ربِّكم ؟ مَن كان عندَه فضلُ طعامٍ [(١] فلْيَغْدُ به [١)] على أخيه ، وصَلُّوا حينَ [(٢)] يَنفجِرُ الفجرُ ، وعَجِّلوا الصلاةَ ، ثم أَقبِلوا على عدوِّكم . فلما قاموا يُصَلُّون ، نزَل عيسى ابنُ مريمَ أمامَهم ، فصلَّى بهم ، فلما انصَرَف قال : هكذا أَفرِجوا [(٣)] بينى وبينَ عدوِّ اللَّهِ . فيَذوبُ ، وسَلَّط اللَّهُ عليهم المسلمين فيقتُلونهم ، حتى إن الشجرَ والحجرَ ليُنادى : يا عبدَ اللَّهِ ، يا عبدَ الرحمنِ ، يا مسلمُ ، هذا يهوديٌّ فاقتُلْه . فيُفنيهم [(٤)] اللَّهُ ، ويَظْهَرُ [(٥)] المسلمون ، فيَكْسِرون الصليبَ ، ويقتُلون الخنزيرَ ، ويَضَعون الجِزْيةَ ، فبينَما هم كذلك ، أخرَج اللَّهُ أهلَ [(٦)] يأجوجَ ومأجوجَ ، فيشرَبُ أَوَّلُهم البُحيرةَ ، ويَجِىءُ آخِرُهم وقد انْتَشَفوه [(٧)] فما [(٨)] يَدَعُون فيه قَطْرةً ، فيقولون : ظَهَرْنا على أعدائِنا ، قد كان هٰهنا أَثَرُ ماءٍ . فيجىءُ نبىُّ اللَّهِ وأصحابُه وراءَه حتى يدخُلوا مدينةً مِن مدائنِ فِلَسْطينَ يقالُ لها : لُدٌّ . فيقولون : ظَهَرْنا/ على مَن فى الأرضِ ، فتَعالَوا نُقاتِلْ مَن فى السماءِ . فيَدْعو اللَّهَ نبيُّه عندَ ذلك ، فيبعَثُ اللَّهُ عليهم قُرْحَةً فى حُلُوقِهم ، فلا يَبْقَى منهم بَشَرٌ ، ٢٥٣/٤

(١ - ١) فى ر٢ : « فليغديه » ، وفى ح٢ : « فليعد به » .

(٢) فى الأصل ، ص ، ف١ ، م : « حتى » .

(٣) فى الأصل ، ص ، ف١ ، ر٢ ، ح١ : « خرجوا » .

(٤) فى م : « فيقتلهم » .

(٥) فى م : « ينصر » .

(٦) سقط من : ر٢ ، م .

(٧) فى الأصل : « انتسفوه » ، وفى المصدر : « استقوه » . وانتشفوه : شربوه . القاموس المحيط (ن ش ف) .

(٨) فى ص ، ف١ ، ح١ : « ولا » ، وفى ح٢ : « فلم » .

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٨٨٢٨ - يكونُ قوم من أمتي يكفرون باللهِ وبالقرآنِ وهم لا يشعرون كما كفرت اليهود والنصارى ، يُقرون ببعض القدرِ ويكفرون ببعضِه ، يقولون : الخيرُ من الله والشرُّ من إبليسَ ، فيقرؤن على ذلك كتاب الله ويكفرون بالقرآن بعد الإيمان والمعرفة ، فما تلقى أمتي منهم من العداوة والبغضاء والجدال ، أولئك زنادقةُ هذه الأمة ، في زمانهم يكونُ ظلم السلطان ، فيالهم من ظلمٍ وحيفٍ وأثرةٍ ، ثم يبعثُ الله طاعوناً فيفني عامتهم ، ثم يكونُ الخسفُ فما أقلَّ من ينجو منهم ، المؤمنُ يومئذٍ قليلٌ فرحه ، شديدٌ غمُّه ، ثم يكونُ المسخُ فيمسخُ الله عامة أولئك قردةً وخنازيرَ ، ثم يخرج الدجالُ على أثر ذلك قريباً (طب والبغوي - عن رافع بن خديج).

٣٨٨٢٩ - يكون للمسلمين ثلاثةُ أمصارٍ : مصرٌ بملتقى البحرين ومصرٌ بالحيرةِ ومصرٌ بالشام ، فيفزعُ الناسُ ثلاثَ فزعات فيخرجُ الدجالُ في أعراضِ الناس فينهزمُ من قبلِ المشرق ، فأولُ مصرٍ يردُه المصرُ الذي بملتقى البحرين ، فيصيرُ أهلُها ثلاثَ فرقٍ ، فرقةٌ تقيمُ وتقولُ : نشامه ننظر ما هو ، وفرقةٌ تلحق بالأعراب ، وفرقةٌ تلحقُ بالمصرِ الذي يليهم ، ومع الدجالِ سبعون ألفاً عليهم التيجانُ ، فأكثرُ من معه اليهود والنساء ، ثم يأتي المصرَ الذي يليهم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بإمام بعد إمام لعلهم يتذكرون وأكمل الدين بأمنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلاة والسلام على من بشر به وبأوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى والمصابيح الدجى إلى يوم يبعثون ولعنة الله على أعدائهم ما دامت السماوات والأرضون **أما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الأنوار في تاريخ الإمام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الأنوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الأبصار والحاضر في قلوب الأخيار وحليف الإيمان وكاشف الأحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن إمام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الأزمان من مؤلفات خادم أخبار الأئمة الأخيار وتراب أعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الأطهار وجعلهما في دولتهم من الأعوان والأنصار

باب ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه

كا ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني عن علان الرازي قال أخبرني بعض أصحابنا أنه لما حملت جارية أبي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب عليهم السلام قالت بعث إلي أبو محمد الحسن بن علي عليهما السلام فقال يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا فإنها ليلة النصف من شعبان فإن الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في أرضه قالت فقلت له ومن أمه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها أثر فقال هو ما أقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف أمسيت فقلت بل أنت سيدتي وسيدة أهلي قالت فأنكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية إن الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما أن فرغت من صلاة العشاء الآخرة أفطرت وأخذت مضجعي فرقدت فلما أن كان في جوف الليل قمت إلى الصلاة ففرغت من صلاتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي أبو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فإن الأمر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما أنا كذلك إذ انتبهت فزعة فوثبت إليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم أخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فإذا أنا به عليه السلام ساجدا يتلقى الأرض بمساجده فضممته إلي فإذا أنا به نظيف منظف فصاح بي أبو محمد عليه السلام هلمي إلي ابني يا عمة فجئت به إليه فوضع يديه تحت أليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم أدلى لسانه في فيه وأمر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأن محمدا رسول الله ثم صلى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن وقف على أبيه ثم أحجم قال أبو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به إلى أمه ليسلم عليها وائتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فترة ع

فرددته

باب علامات ظهوره صلوات الله عليه

الاهوازي عن النضر عن يحيى الحلبي عن الحرث بن المغيرة عن ميمون البان قال كنت عند ابي جعفر ع في فسطاطه فرفع جانب الفسطاط فقال ان امرنا لو قد كان لكان ابين من هذه الشمس ثم قال ينادي مناد من السماء ان فلان بن فلان هو الامام باسمه وينادي ابليس من الارض كما نادى برسول الله ص ليلة العقبة ك بهذا الاسناد عن الاهوازي عن صفوان عن عيسى بن اعين عن المعلى بن خنيس عن ابي عبد الله ع قال ان امر السفياني من الامر المحتوم وخروجه في رجب ك بهذا الاسناد عن الاهوازي عن حماد بن عيسى عن ابراهيم بن عمر عن ابي ايوب عن الحرث بن المغيرة عن ابي عبد الله ع قال الصيحة التي في شهر رمضان تكون ليلة الجمعة لثلث وعشرين مضين من شهر رمضان ك بهذا الاسناد عن الاهوازي عن ابن ابي عمير عن عمر بن حنظلة قال سمعت ابا عبد الله ع يقول قبل قيام القائم ع خمس علامات محتومات اليماني والسفياني والصيحة وقتل النفس الزكية والخسف بالبيداء لى محمد بن همام عن الفزاري عن عبد الله بن خالد التميمي عن بعض اصحابنا عن ابن ابي عمير مثله وفيه والصيحة من السماء ك ابي عن سعد عن ابن ابي الخطاب عن جعفر بن بشير عن هشام بن سالم عن زرارة عن ابي عبد الله ع قال ينادي مناد باسم القائم قلت خاص او عام قال عام يسمع كل قوم بلسانهم قلت فمن يخالف القائم وقد نودي باسمه قال لا يدعهم ابليس حتى ينادي في آخر الليل فيشكك الناس بيان الظاهر في آخر النهار كما سيأتي في الاخبار ولعله من النساخ ولم يكن في بعض النسخ في آخر الليل اصلا ك ماجيلويه عن عمه عن الكوفي عن ابن ابي عمير عن ابن اذينة قال ابو عبد الله ع قال ابي ع قال امير المؤمنين صلوات الله عليه يخرج ابن آكلة الاكباد من الوادي اليابس وهو رجل ربعة وحش الوجه ضخم الهامة بوجهه اثر الجدري اذا رأيته حسبته اعور اسمه عثمان ... وعنبسة وهو من ولد ابي سفيان حتى يأتي ارض قرار ومعين فيستوي على منبرها بيان وحش الوجه اي يستوحش من رآه ولا يستأنس به احد او بالخاء المعجمة وهو الرديء من كل شيء والارض ذات القرار الكوفة او النجف كما فسر به في الاخبار ك الهمداني عن علي عن ابيه عن ابن ابي عمير عن حماد عن عمر بن يزيد قال قال لي ابو عبد الله الصادق ع انك لو رأيت السفياني رأيت اخبث الناس اشقر احمر ازرق يقول يا رب ثاري ثاري ثم النار ولقد بلغ من خبثه انه يدفن ام ولد له وهي حية مخافة ان تدل عليه بيان قوله ثم النار اي ثم مع اقراره ظاهرا بالرب يفعل ما يستحق به النار ويصير اليها الاظهر يا ربي يا رب ثاري والنار مكررا ك ابي وابن الوليد معا عن محمد بن ابي القاسم عن الكوفي عن حسين بن سفيان عن قتيبة بن محمد عن عبد الله بن ابي منصور قال سألت ابا عبد الله ع عن اسم السفياني فقال وما تصنع باسمه اذا ملك كور الشام الخمس دمشق وحمص وفلسطين والاردن وقنسرين فتوقعوا عند ذلك الفرج قلت يملك تسعة اشهر قال لا ولكن يملك ثمانية اشهر لا يزيد يوما ك ماجيلويه عن عمه عن الكوفي عن ابيه عن ابي المغرا عن المعلى بن خنيس عن ابي عبد الله ع قال صوت جبرئيل من السماء وصوت ابليس من الارض فاتبعوا الصوت الاول واياكم والاخير ان تفتنوا به ك ابن المتوكل عن الحميري عن ابن عيسى عن ابن محبوب عن الثمالي قال قلت لابي عبد الله ع ان ابا جعفر ع كان يقول ان خروج السفياني من الامر المحتوم قال لي نعم واختلاف ولد العباس من المحتوم وقتل النفس الزكية من المحتوم وخروج القائم ع من المحتوم فقلت له فكيف يكون النداء قال ينادي مناد من السماء اول النهار الا ان الحق في علي وشيعته ثم ينادي ابليس لعنه الله في آخر النهار الا ان الحق في السفياني وشيعته فيرتاب عند ذلك المبطلون ك ابن الوليد عن ابن ابان عن الاهوازي عن النضر عن يحيى الحلبي عن حكم الحناط عن محمد بن همام عن ورد عن ابي جعفر ع قال آيتان بين يدي هذا الامر خسوف القمر لخمس وكسوف الشمس لخمسة عشر ولم يكن ذلك منذ هبط آدم ع الى الارض وعند ذلك سقط حساب المنجمين ني ابن عقدة عن القاسم بن محمد عن عبيس بن هشام عن ابن جبلة عن الحكم بن ايمن عن ورد اخي الكميت مثله ك بهذا الاسناد عن الاهوازي عن صفوان عن عبد الرحمن بن الحجاج عن سليمان بن خالد قال سمعت ابا عبد الله ع يقول قدام القائم ع موتان موت احمر وموت ابيض حتى يذهب من كل سبعة خمسة الموت الاحمر السيف والموت الابيض الطاعون ك ابن المتوكل عن السعدآبادي عن البرقي عن ابيه عن ابن ابي عمير عن ابي ايوب عن ابي بصير عن ابي عبد الله ع قال تنكسف الشمس لخمس مضين من شهر رمضان قبل قيام القائم ع بيان يحتمل وقوعهما معا فلا تنافي ولعله سقط من الخبر شيء ك بهذا الاسناد عن ابي ايوب عن ابي بصير ومحمد بن مسلم قالا سمعنا ابا عبد الله ع يقول لا يكون هذا الامر حتى يذهب ثلثا الناس فقيل له فاذا ذهب ثلثا الناس فما يبقى فقال ع اما ترضون ان تكونوا الثلث الباقي غط قرأت في كتاب نصر بن الليث المروزي عن ابن الحجة المحدث قال حدثنا عبد الله بن لهيعة عن ابي زرعة عن عبد الله بن رزين عن عمار بن ياسر انه قال ان دولة اهل بيت نبيكم في آخر الزمان ولها امارات فاذا رأيتم فالزموا الارض وكفوا حتى تجيء اماراتها فاذا استثارت عليكم الروم والترك وجهزت الجيوش ومات خليفتكم الذي يجمع الاموال واستخلف بعده رجل صحيح فيخلع بعد سنين من بيعته ويأتي هلاك ملكهم من حيث بدأ ويتخالف الترك والروم وتكثر الحروب في الارض وينادي مناد من سور دمشق ويل لاهل الارض من شر قد اقترب ويخسف بغربي مسجدها حتى يخر حائطها ويظهر ثلاثة نفر

باب الرجعة

زماناً طويلاً ثم تخرج خرجة أخرى قريباً من مكة فيفشو ذكرها في البادية ويدخل ذكرها القرية يعني مكة ثم صار الناس يوماً في أعظم المساجد على الله حرمة وأكرمها على الله يعني المسجد الحرام لم ترعهم إلا وهي في ناحية المسجد تدنو وتدنو كذا ما بين الركن الأسود إلى باب بني مخزوم عن يمين الخارج في وسط من ذلك فيرفض الناس عنها وتثبت لها عصابة عرفوا أنهم لن يعجزوا الله فخرجت عليهم تنفض رأسها من التراب فمرت بهم فجلت عن وجوههم حتى تركتها كأنها الكوكب الدري ثم ولت في الأرض لا يدركها طالب ولا يعجزها هارب حتى إن الرجل يقوم فيتعوذ منها بالصلاة فتأتيه من خلفه فتقول يا فلان الآن تصلي فيقبل عليها بوجهه فتسمه في وجهه فيتجاور الناس في ديارهم ويصطحبون في أسفارهم ويشتركون في الأموال يعرف المؤمن من الكافر فيقال للمؤمن يا مؤمن وللكافر يا كافر وروي عن وهب أنه قال وجهها وجه رجل وسائر خلقها خلق الطير ومثل ذلك لا يعرف إلا من النبوات الإلهية وقوله تكلمهم أي تكلمهم بما يسوءهم وهو أنهم يصيرون إلى النار بلسان يفهمونه وقيل تحدثهم بأن هذا مؤمن وهذا كافر وقيل بأن تقول لهم إن الناس كانوا بآياتنا لا يوقنون وهو الظاهر ويوم نحشر من كل أمة فوجاً ممن يكذب بآياتنا فهم يوزعون أي يدفعون وقيل يحبس أولهم على آخرهم واستدل بهذه الآية على صحة الرجعة من ذهب إلى ذلك من الإمامية بأن قال إن دخول من في الكلام يوجب التبعيض فدل ذلك على أن اليوم المشار إليه يحشر فيه قوم دون قوم وليس ذلك صفة يوم القيامة الذي يقول فيه سبحانه وحشرناهم فلم نغادر منهم أحداً وقد تظاهرت الأخبار عن أئمة الهدى من آل محمد عليه وعليهم السلام بأن الله سيعيد عند قيام القائم قوماً ممن تقدم موتهم من أوليائه وشيعته ليفوزوا بثواب نصرته ومعونته ويبتهجوا بظهور دولته ويعيد أيضاً قوماً من أعدائه لينتقم منهم وينالوا بعض ما يستحقونه من العذاب في القتل على أيدي شيعته وليبتلوا بالذل والخزي بما يشاهدون من علو كلمته ولا يشك عاقل أن هذا مقدور لله تعالى غير مستحيل في نفسه وقد فعل الله ذلك في الأمم الخالية ونطق القرآن بذلك في عدة مواضع مثل قصة عزير وغيره على ما فسرناه في موضعه وصح عن النبي صلى الله عليه وآله قوله سيكون في أمتي كل ما كان في بني إسرائيل حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة حتى لو أن أحدهم دخل جحر ضب لدخلتموه على أن جماعة من العلماء تأولوا ما ورد من الأخبار في الرجعة على رجوع الدولة والأمر والنهي دون رجوع الأشخاص لما ظنوا أن الرجعة تنافي التكليف وليس كذلك لأنه ليس فيها ما يلجئ إلى فعل الواجب والامتناع من القبيح والتكليف يصح معها كما يصح مع ظهور المعجزات الباهرة والآيات القاهرة كفلق البحر وقلب العصا ثعباناً وما أشبه ذلك ولأن الرجعة لم تثبت بظواهر الأخبار المنقولة فيتطرق التأويل عليها وإنما المعول في ذلك على إجماع الشيعة الإمامية وإن كانت الأخبار تعضده وتؤيده انتهى أقول استدل الشيخ في تفسير التبيان أيضاً على مذهب القائلين بالرجعة وإنما ذكرنا هذا الكلام بطوله لكثرة فوائده وليعلم أقوال المخالفين في الدابة وأنه يظهر من أخبارهم أيضاً أن الدابة هو أمير المؤمنين عليه السلام لما سنذكر من أخبارهم أيضاً أن الدابة تكون صاحب العصا والميسم وقد رووا ذلك في جميع كتبهم ليعلم المراد بما استفيض عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه ذكره في المواطن الكثيرة أنا صاحب العصا والميسم وروى الزمخشري في الكشاف أنها تخرج من الصفا ومعها عصا موسى وخاتم سليمان فتضرب المؤمن في مسجده أو فيما بين عينيه بعصا موسى فتنكت نكتة بيضاء فتفشو تلك النكتة في وجهه حتى يضيء لها وجهه وتكتب بين عينيه كافر ثم قال وقرئ تكلمهم من الكلم وهو الجرح والمراد به الوسم بالعصا والخاتم ويجوز أن يستدل بالتخفيف على أن المراد بالتكليم التجريح انتهى وقال الصدوق ره في رسالة العقائد اعتقادنا في الرجعة أنها حق وقد قال الله عز وجل ألم تر إلى الذين خرجوا من ديارهم وهم ألوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أحياهم كان هؤلاء سبعين ألف بيت وكان يقع فيهم الطاعون كل سنة فيخرج الأغنياء لقوتهم ويبقى الفقراء لضعفهم فيقل الطاعون في الذين يخرجون ويكثر في الذين يقيمون فيقول الذين يقيمون لو خرجنا لما أصابنا الطاعون ويقول الذين خرجوا لو أقمنا لأصابنا كما أصابهم فأجمعوا على أن يخرجوا جميعاً من ديارهم إذا كان وقت الطاعون فخرجوا بأجمعهم فنزلوا على شط بحر فلما وضعوا رحالهم ناداهم الله موتوا فماتوا جميعاً فكنستهم المارة عن الطريق فبقوا بذلك ما شاء الله تعالى ثم مر بهم نبي من أنبياء بني إسرائيل يقال له أرميا فقال لو شئت يا رب لأحييتهم فيعمروا بلادك ويلدوا عبادك وعبدوك مع من يعبدك فأوحى الله تعالى إليه أفتحب أن أحييهم لك قال نعم فأحياهم الله له وبعثهم معه فهؤلاء ماتوا ورجعوا إلى الدنيا ثم ماتوا بآجالهم وقال الله عز وجل أو كالذي مر على قرية وهي خاوية على عروشها قال أنى يحيي هذه الله بعد موتها فأماته الله مائة عام ثم بعثه قال كم لبثت قال لبثت يوماً أو بعض يوم قال بل لبثت مائة عام فانظر إلى طعامك وشرابك لم يتسنه وانظر إلى حمارك ولنجعلك آية للناس وانظر إلى العظام كيف ننشزها ثم نكسوها لحماً فلما تبين له قال أعلم أن الله على كل شيء قدير فلبث مائة سنة ورجع إلى الدنيا وبقي فيها ثم مات بأجله وهو عزير وقال الله تعالى في قصة المختارين من قوم موسى لميقات ربه ثم بعثناكم من بعد موتكم لعلكم تشكرون ذلك لما سمعوا كلام الله قالوا لا نصدق به حتى نرى الله جهرة فأخذتهم الصاعقة بظلمهم فماتوا فقال موسى يا رب ما أقول لبني

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي
المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص.ب ٧١٢٠

والمعازف[١] ، ولعن آخر هـذه الأمة أوّلها ، وركب ذوات الفروج السروج ، وتشبه النساء بالرِّجال ، والرِّجال بالنساء ، وشهد الشاهد من غير أن يُستشهد ، وشهد الآخر قضاء لذمام بغير حقٍّ عرفه وتُفقه لغير الدين ، وآثروا عمل الدُّنيا على الآخرة ، ولبسوا جلود الضأن على قلوب الذِّئاب ، وقلوبهم أنتن من الجيف وأمرُّ من الصبر ، فعند ذلك ألوحَا ألوحَا[٢]، ثمَّ العجل العجل ، خير المساكن يومئذ بيت المقدس ، وليأتينَّ زمانٌ يتمنى أحدهم أنّه من سكانه .

فقام إليه الأصبغ بن نباتة فقال : يا أمير المؤمنين مَن الدَّجّال ؟ فقال : ألا إنَّ الدَّجال صائد بن الصيد ، فالشقي من صدَّقه . والسعيد من كذَّبه ، يخرج من بلدة يقال لها إصفهان ، من قرية تعرف باليهودية ، عينه اليمنى ممسوحة ، والعين الأخرى في جبهته تضيء كأنها كوكب الصبح ، فيها علقة كأنها ممزوجة بالدَّم ، بين عينيه مكتوب كافر ، يقرؤه كلُّ كاتب وأميٍّ ، يخوض البحار وتسير معه الشمس ،بين يديه جبل من دخان ، وخلفه جبل أبيض يُرى الناس أنّه طعام ، يخرج حين يخرج في قحط شديد تحته حمار أقمر ، خطوة حماره ميلٌ ، تطوي له الأرض منهلاً منهلاً ، لا يمرُّ بماء إلّا غار إلى يوم القيامة ، ينادي بأعلى صوته يسمع ما بين الخافقين من الجنِّ والإنس والشياطين يقول :إلـيَّ أوليائي « **أنا الذي خلق فسوَّى وقدَّر فهدى ، أنا ربكم الأعلى** » . وكذب عدوُّ الله، إنه أعور يطعم الطعام ، ويمشي في الأسواق ، وإنَّ ربكم عزّ وجلّ ليس بأعور ، ولا يَطعم ولا يمشي ولا يزول . تعالى الله عن ذلك علوّاً كبيراً .

ألّا وإنَّ أكثر أتباعه يومئذ أولاد الزِّنا ، وأصحاب الطيالسة الخضر ، يقتله الله عزَّ وجلَّ بالشام على عقبة تعرف بعقبة أفيق لثلاث ساعات مضت من يوم الجمعة على يد مَن يصلي المسيح عيسى بن مريم عليه السلام خلفه ألا إنّ بعد ذلك الطامة الكبرى .

قلنا : وما ذلك يا أمير المؤمنين ؟ قال : خروج دابة [من] الأرض من

---

(١) جمع قنية : الإماء المغنيات .

(٢) الوحا الوحا يعني السرعة السرعة ، البدار البدار .

الدُّخ[1] فقال النبيُّ صلى الله عليه وآله وسلم : إخسأ فإنّك لن تعدو أجلك ، ولن تبلغ أملك ولن تنال إلّا ما قُدِّر لك .

ثمَّ قال لأصحابه : أيّها النّاس ما بعث الله عزَّ وجلَّ نبيّاً إلّا وقد أنذر قومه الدَّجّال، وإنَّ الله عزَّ وجلَّ قد أخّره إلى يومكم هذا فمهما تشابه عليكم من أمره فإنَّ ربّكم ليس بأعور ، إنّه يخرج على حمار عرض ما بين أذنيه ميل ، يخرج ومعه جنّة ونار وجبل من خبز ونهر من ماء ، أكثر أتباعه اليهود والنساء والأعراب ، يدخل آفاق الأرض كلّها إلّا مكة ولابتيها ، والمدينة ولابتيها[2] .

قال مصنف هذا الكتاب رضي الله عنه : إنَّ أهل العناد والجحود يصدِّقون بمثل هذا الخبر ويروونه في الدَّجّال وغيبته وطول بقائه المدَّة الطويلة وخروجه في آخر الزَّمان ، ولا يصدِّقون بأمر القائم عليه السلام وأنّه يغيب مدَّة طويلة ، ثمَّ يظهر فيملأ الأرض قسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً ، مع نصِّ النبيِّ صلى الله عليه وآله وسلم والأئمة عليهم السلام بعده عليه باسمه وغيبته ونسبه ، وإخبارهم بطول غيبته إرادة لأطفاء نور الله عزَّ وجلَّ وإبطالاً لأمر وليِّ الله ، ويأبى الله إلّا أن يتمَّ نوره ولو كره المشركون ، وأكثر ما يحتجّون به في دفعهم لأمر الحجة عليه السلام أنّهم يقولون : لم نَرو هذه الأخبار التي تروونها في شأنه ولا نعرفها .

وهكذا يقول من يجحد نبوّة نبيّنا صلى الله عليه وآله وسلم من الملحدين والبراهمة واليهود والنصارى والمجوس أنّه ما صحَّ عندنا شيء ممّا تروونه من معجزاته ودلائله ولا نعرفها ، فتعتقد ببطلان أمره لهذه الجهة ، ومتى لزمنا ما يقولون لزمهم ما تقوله هذه الطوائف وهم أكثر عدداً منهم ، ويقولون أيضاً : ليس في موجب عقولنا أن يعمر أحدٌ في زماننا هذا عمراً يتجاوز عمر أهل الزَّمان ، فقد تجاوز عمر صاحبكم على زعمكم عمر أهل الزَّمان .

فنقول لهم : أتصدِّقون على أنَّ الدَّجّال في الغيبة يجوز أن يعمر عمراً

---

(١) يعني الدخان ، وخبأت أي سترت .

(٢) لابتا المدينة : حرتاها، واللابة : الحرة وهي الأرض ذات الحجارة السود التي قد ألبستها لكثرتها .

عليّ بن الحسين عليه‌السلام قال : إذا بنى بنو العبّاس مدينة على شاطىء الفرات كان بقاؤهم بعدها سنة .

٢٧ ـ وبهذا الإسناد ، عن الحسين بن سعيد ، عن صفوان بن يحيى ، عن عبد الرَّحمن بن الحجّاج ، عن سليمان بن خالد قال : سمعت أبا عبد الله عليه‌السلام يقول : قدّام القائم موتتان : موت أحمر وموت أبيض ، حتّى يذهب من كلّ سبعة خمسة ، الموت الأحمر السيف ، والموت الأبيض الطاعون .

٢٨ ـ حدَّثنا محمد بن موسى بن المتوكّل رضي الله عنه قال : حدَّثنا عليُّ بن الحسين السعد آباديُّ ، عن أحمد بن محمد بن خالد ، عن أبيه ، عن محمد بن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير ، عن أبي عبد الله عليه‌السلام قال : تنكسف الشمس لخمس مضين من شهر رمضان قبل قيام القائم عليه‌السلام .

٢٩ ـ وبهذا الإسناد ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير ؛ ومحمد بن مسلم قالا : سمعنا أبا عبد الله يقول : لا يكون هذا الأمر حتّى يذهب ثلث النّاس ، فقيل له : إذا ذهب ثلث الناس فما يبقى ؟ فقال عليه السّلام : أما ترضون أن تكونوا الثلث الباقي .

قال [أبو جعفر محمد بن عليِّ بن بابويه] مصنّف هذا الكتاب رضي الله عنه : وقد أخرجت ما روي في علامات القائم عليه‌السلام وسيرته وما يجري في أيّامه في الكتاب السرِّ المكتوم إلى الوقت المعلوم [ولا قوَّة إلّا بالله العليِّ العظيم] .

(٥٨)
باب
في نوادر الكتاب

١ ـ حدَّثنا أحمد بن هارون القاضي ؛ وجعفر بن محمد بن مسرور ؛ وعليُّ بن الحسين بن شاذويه المؤدِّب رضي الله عنهم قالوا : حدَّثنا محمد بن

سجلٌّ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه

علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

من عترتي، يقاتل على سنتي كما قاتلت أنا على الوحي. أخرجه نصير بن حماد. وعن أبي سلمة بن عبد الرحمن بن عوف عن أبيه قال: قال رسول الله ﷺ: ليبعثن الله رجلاً من عترتي، أفرق الثنايا أجلى الجبهة، يملأ الأرض عدلاً ويفيض المال؛ أخرجه أبو نعيم. وعن حذيفة بن اليمان قال: قال رسول الله ﷺ: المهدي رجل من ولدي، وجهه كالكوكب الدري، اللون لون عربي، والجسم إسرائيلي؛ يملأ الأرض عدلاً كما ملئت جوراً، يرضى بخلافته أهل السماء وأهل الأرض والطير في الجو، يملك عشرين سنة. أخرجه الروياني والطبراني وأبو نعيم والديلمي في مسنده.

وعن حذيفة رفعه: يلتفت المهدي وقد نزل عيسى بن مريم عليه السلام، كأنما يقطر من شعره الماء فيقول المهدي له: تقدم صلِّ بالناس فيقول: إنما أُقيمت الصلاة لك! فيصلي خلف رجل من ولدي؛ أخرجه الطبراني. وابن حبان في صحيحه من حديث عقبة بن عامر في إمامة المهدي نحوه. وعن علي رضي الله عنه قال: إذا قام قائم آل محمد ﷺ جمع الله له أهل المشرق وأهل المغرب، فيجتمعون كما يجتمع قزع الخريف؛ فأما الرفقاء فمن أهل الكوفة، وأما الأبدال فمن أهل الشام. أخرجه ابن عساكر. وعن عباية بن ربعي عن أبي أيوب الأنصاري قال: قال رسول الله ﷺ لفاطمة رضي الله عنها: منا خير الأنبياء وهو أبوك، ومنا خير الأوصياء وهو بعلك، ومنا خير الشهداء وهو عم أبيك حمزة، ومنا من له جناحان يطير بهما في الجنة حيث يشاء، وهو ابن عم أبيك جعفر، ومنا سبطا هذه الأمة سيدا شباب أهل الجنة، الحسن والحسين وهما ابناك، ومنا المهدي وهو من ولدك! أخرجه الطبراني في الأوسط.

وأما ما روي من حديث الحسن البصري عن أنس بن مالك رفعه: لا يزداد الأمر إلا شدة، ولا الدنيا إلا إدباراً، ولا الناس إلا شحاً، ولا تقوم الساعة إلا على شر الخلق، ولا مهدي إلا عيسى بن مريم! أخرجه الشافعي وابن ماجة في سننه، والحاكم في مستدركه وقال: أوردته تعجباً لا محتجاً به. وقال البيهقي: تفرد به محمد بن خالد، وقد قال الحاكم إنه مجهول، وصرح النسائي بأنه منكر، وقال ابن ماجة: لم يروه عن ابن خالد إلا الشافعي.

يقول مؤلف هذا الكتاب: إن وضع هذا الحديث من ابن خالد ظاهر بوجوه: **الوجه الأول**: لو كان هذا الحديث صحيحاً، لزم أن يزداد الظلم والفساد الذي كان في زمان يزيد والحجاج ولم يبق في العالم خير وصلاح إلى الآن، والحمد لله بعدهما في زمان عمر بن عبد العزيز، وخلفاء العباسية إلى الآن فيه خير وصلاح. **الوجه الثاني**: إن خبر المهدي لم يكن قبل بعثة النبي ﷺ بين العرب، من يردّه بقوله: لا مهدي إلا عيسى بن مريم. **الوجه الثالث**: إن الله أشار إلى المهدي في كتابه في الآيات الكثيرة، كما تقدمت، فلذلك بشر النبي ﷺ أُمته بهذه

في أحوال الإمام الحجة الغائب (عج)

تأليف

خاتمة المحدثين آية الله الشيخ حسين الطبرسي النوري (قدس سره)

تقديم وترجمة وتحقيق وتعليق

السيد ياسين الموسوي

الجزء الأول

يكلّمهم فيسمعون وينظرون اليه وهو في مكانه »[١] .

وروىٰ الشيخ الجليل الفضل بن شاذان في غيبته عنه عليه السلام أنه قال : « إنَّ المؤمن في زمان القائم وهو بالمشرق ليرىٰ أخاه الذي في المغرب ، وكذا الذي في المغرب يرىٰ أخاه الذي في المشرق »[٢] .

السادس والعشرون: طول عمر اصحابه وانصاره عليه السلام.

كما روىٰ الشيخ المفيد في الارشاد والفضل بن شاذان في غيبته عن الامام الصادق عليه السلام أنه قال : « ويعمّر الرجل[٣] في ملكه حتىٰ يولد له ألف ولد ذكر لا يولد فيهم أنثىٰ »[٤] .

وروي في تفسير العياشي عن أمير المؤمنين عليه السلام أنه قال في ضمن بيان حالات ايام ملكه عليه السلام: « والذي فلق الحبة وبرأ النسمة ليعيش إذْ ذاك ملوك ناعمين ، ولا يخرج الرجل منهم من الدنيا حتىٰ يولد لصلبه الف ذكر آمنين من كل بدعةٍ وآفةٍ والتنزيل عاملين بكتاب الله وسنة رسوله قد اضمحلّت عنهم الآفات والشبهات »[٥] .

يعني لا يبتلون بآفةٍ أبداً ولا يصابون بشبهةٍ .

السابع والعشرون: زوال العاهات والبلايا من أبدان أنصاره عليه السلام كما ذكر في الخبر السابق .

وروي في الخرائج للراوندي عن الامام الباقر عليه السلام أنه قال : « من أدرك

---

(١) الكافي (الروضة) : ج ٨، ص ٢٤١ .

(٢) البحار (المجلسي) : ج ٥٢، ص ٣٩١، ح ٢١٣ .

(٣) في الترجمة بدل (الرجل) (المؤمن) ولكن في المصدرين العبارة كما أثبتناها .

(٤) الارشاد (المفيد) : ج ٢، ص ٣٨١ ـ كفاية المهتدي : ص ٢٢٩، مخطوط .

(٥) تفسير العياشي : ج ٢، ص ٢٨٢ .

ناشر

مدنی کتب خانہ

گنپت روڈ لاہور ۲

سے اجمالی طور پہ بیان کیا جاتا ہے :-

۱ ۔ قیامت سے پہلے امام مہدی کے زمانہ میں ایک قیامت آئے گی حضرت آدمؑ سے لیکر اس وقت تک کے تمام مردہ انسان زندہ کئے جائیں گے ۔ جنات کو بھی زندہ کیا جائے گا انبیاء سمیت تمام انسانوں اور جنیوں کے بادشاہ امام مہدی ہوں گے ۔

۲ ۔ دنیا کی عمر ایک لاکھ برس ہے ۲۰ ہزار برس دوسروں کی حکومت ہوگی پھر ظہور مہدی سے لے کر ۸۰ ہزار برس تک شیعہ کی حکومت ہوگی ۔

زمانہ رجعت کا نقشہ :- شیعوں کی حالت ۔

۱ ۔ انوار نعمانیہ ۱ : ۱۶۴

اذا قام القائم بعث الله الى كل قبر من قبور المؤمنين ملكا ينادیه هذا امامك قد ظهر فان اردت ان تجيى وتلحق به و ان اردت ان تبقى فى النعيم الى يوم القيامة فى مكانك ۔	جب امام مہدی ظاہر ہوں گے اللہ تعالیٰ ہر شیعہ کی قبر پہ ایک فرشتہ بھیجے گا وہ کہے گا کہ امام ظاہر ہوگیا ۔ اے شیعہ! اگر تو زندہ ہونا چاہتا ہے تو زندہ ہوکر امام کے پاس آجا اور اگر چاہتا ہے تو قیامت تک جنت میں عیش کر ۔

یعنی زمانہ رجعت میں مردہ شیعوں کا زندہ ہونا ان کی مرضی پہ موقوف ہوگا البتہ فرشتہ بھیج کر اتمام حجت کر دیا جائے گا کہ کسی کو گلہ نہ رہے ۔

۲ ۔ انوار نعمانیہ ص ۱۶۰

ويدفع الله تعالىٰ عنهم (شيعة) الضعف والكسل والبلاء والامراض ۔	شیعہ پر نہ بڑھاپا آئے گا نہ کمزوری نہ کوئی مصیبت آئے گی نہ بیماری ۔

تاکہ صدیوں کے طویل مصائب کی تلافی ہوسکے ۔

۳ ۔ انوار نعمانیہ ص ۱۶۰

ينور الله سبحانه اسماعهم وابصارهم حتى انهم اذا كانوا فى بلاد والمهدى فى بلاد اخرى يكون لهم من السمع والبصر ما يرونه ويشاهدونه	زمانہ رجعت میں شیعوں کی قوۃ سامعہ اور باصرہ اتنی تیز کر دی جائے گی کہ اگر شیعہ ایک شہر میں ہوگا اور امام دوسرے ملک میں تو شیعہ

ويرونه ويسمعون كلامه في حينه ويتكلمون معه۔

امام کو دیکھ رہیں گے اس کی کلام سن لیں گے اس سے آزادی سے بات چیت کرسکیں گے۔

یعنی شیعہ کو ٹیلیفون، ٹیلیگراف، ٹیلیویژن اور وائرلیس کی محتاجی نہ ہوگی۔

۴۔ وینور الارض بنوره وترفع الظلمة ولا یحتاج الناس الی الشمس والقمر ویعمر کل واحد المومنین الف سنة یولد فی کل سنة ذکر منہ

زمین امام کے نور سے روشن ہو جائے گی سورج چاند کی محتاجی نہ ہوگی ہر شیعہ کی عمر ہزار سال ہوگی اور اس کے ہاں ہر سال ایک لڑکا پیدا ہوگا۔

یعنی کثرت آبادی کوئی پریشان کن مسئلہ نہ ہوگا۔ خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت نہ ہوگی البتہ مردوں کی کثرت ہو جائے گی اور عورت ڈھونڈے نہ ملے گی۔ خدا جانے جنسی داعیہ کی تسکین کی صورت کیا ہوگی۔

۵۔ ویظهر الله تعالیٰ من مسجد الکوفة عینا من دهن وعینا من ماء وعینا من لبن۔

اور اللہ تعالیٰ شیعوں کے لیے مسجد کوفہ سے ایک چشمہ گھی کا ایک پانی کا اور ایک دودھ کا بہا دے گا۔

اس نعمت کے لیے کوفہ کے مقام کا انتخاب شاید اس بنا پر ہوگا کہ کوفہ کے شیعوں نے امام کو گھر بلا کر پیاسا شہید کیا تھا اس لیے وہی ان نعمتوں کا مرکز بننے کے مستحق ہیں۔

۶۔ ویؤتی طعامهم وشرابهم من الجنة ویاکل الشیعة ثمار الشتاء فی الصیف وثمر الصیف فی الشتاء۔

شیعوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں جنت سے آئیں گی اور سردیوں کے پھل گرمیوں میں اور گرمیوں کے پھل سردیوں میں کھائیں گے۔

جبھی تو کثرت آبادی سے پریشانی نہ ہوگی ورنہ راشن سسٹم اور کنٹرول سسٹم کی ضرورت پڑتی مگر خدا جانے بے موسم پھل کھانے کی عادت کا فلسفہ کیا ہے۔

۷۔ ص ۱۶۲

ولم یبق احد من الشیعة الا ان الله سبحانه یلازم علیه ملکا

اللہ تعالیٰ ہر شیعہ کی خدمت کے لیے ایک فرشتہ مقرر کرے گا جو اس کے چہرے پر سے گرد وغبار

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

اقتراب الساعة

طبع فی مطبعة مفید عام الکائنة فی آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالیٰ

١٣٠١ھ

کی چاند گہن پندرہوین رات سورج گہن ہوگا اسطرح کا گہن جب سے خدا نے
آسمان زمین کو بنایا ہے کبھی آجتک نہین ہوا ۳ ایک رمضان مین دو بار چاند
گہن ہوگا یہہ کچھہ مخالف اول کے نہین ہے ۴ قرن ذی السنین نکلیگا ۵
ایک تارا نکلے گا جسکی دم چمکتی ہوگی ۶ مشرق کیطرف سے ایک بڑی آگ ظاہر
ہوگی تین رات یا سات رات رہیگی جاوہ کی آگ بھی گویا اسی کا نمونہ ہے جو اس
سنہ۱۳۰۰ مین ظاہر ہوئی ۷ آسمان مین اندھیرا ظاہر ہوگا ۸ آسمان پر سرخی ہوگی
آسمان کے کنارون مین پہیل جاویگی یہہ سرخی شفق کیسی نہوگی فی الحال جو سرخی
صبح شام چھہ ماہ سے ابتک ہوتی ہے افق مین منتشر ہے کیا تعجب ہے کہ یہی نشانی
ہو واللہ اعلم ۹ ایک عام ندا ہوگی جو ساری زمین والونکو پہونچیگی ہر زبان والا
اپنی اپنی زبان مین اوسکو سنے گا ۱۰ شام مین ایک گاؤن حرستا نام زمین مین دہس
جاویگا ۱۱ آسمان سے ایک منادی بنام مہدی ندا کریگا مشرق مغرب والے
اوسکو سنین گے کوئی سوتا ہوگا مگر جاگ اوٹھیگا کوئی کہڑا نہوگا مگر بیٹھہ جاویگا
کوئی بیٹھا نہوگا مگر دونون پاؤن پر کہڑا ہو جاویگا یہہ ندا اوس ندا کے سوا ہے
جو بعد ظہور مہدی کے ہوگی ۱۲ شوال مین عصابہ ذیقعدہ مین معمعہ ذی الحجہ مین
محاربہ ہوگا حاجی لوٹے مارے جاوینگے خون جمرۂ عقبہ پر ستے بہ نکلے گا عصابہ سے
مراد یہہ ہے کہ ابر ظاہر ہوگا معمعہ کہتے ہین آگ لگنے کی آواز کو لوکے دن جو
نہایت گرم ہو مراد اوس سے فتنے ہین اشاعہ مین کہا ہے تارے دمدار سرخی سیاہی
تو ہو چکی اتنے مین کہتا ہون اگرچہ ہو چکی مگر اب پہر ہوتی ہے گویا یہی کثرت دلیل
ہے قرب ظہور پر ۱۳ اختلاف ہوگا زلزلے آوینگے ۱۴ آسمان سے ندا ہوگی
الا ان الحق فی آل محمد زمین سے ندا ہوگی الا ان الحق فی آل عیسیٰ او آل عباس
پہلی ندا فرشتے کی ہوگی یہہ دوسری ندا شیطان کی ہے ۱۵ اوہ فتنے ہین جو

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

هذا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ». [طرفه في: ٢٧٠٤].

٧١١٠ ـ حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا سُفيانُ، قَالَ: قَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ: أَنَّ حَرْمَلَةَ مَوْلَى أُسَامَةَ أَخْبَرَهُ. قَالَ عَمْرٌو: قَدْ رَأَيْتُ حَرْمَلَةَ ـ قَالَ: أَرْسَلَنِي أُسَامَةُ إِلَى عَلِيٍّ وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَسْأَلُكَ الآنَ فَيَقُولُ: مَا خَلَّفَ صَاحِبَكَ؟ فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ: لَوْ كُنْتَ فِي شِدْقِ الأَسَدِ لأَحْبَبْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِيهِ، وَلكِنَّ هذا أَمْرٌ لَمْ أَرَهُ، فَلَمْ يُعْطِنِي شَيئاً، فَذَهَبْتُ إِلَى حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ، فَأَوْقَرُوا لِي رَاحِلَتِي.

٢١/ ٢٢ ـ باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئاً، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلافِهِ

٧١١١ ـ حدثنا سُلَيمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ المَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «يُنْصَبُ لِكُلِّ غادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ القِيَامَةِ». وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هذا الرَّجُلَ عَلَى بَيعِ اللهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ غَدْراً أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيعِ اللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُنْصَبُ لَهُ القِتَالُ، وَإِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَداً مِنْكُمْ خَلَعَهُ، وَلَا بَايَعَ فِي هذا الأَمْرِ، إِلَّا كَانَتِ الفَيْصَلَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ. [طرفه في: ٣١٨٨].

٧١١٢ ـ حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي المِنْهَالِ قَالَ: لَمَّا كَانَ ابْنُ زِيَادٍ وَمَرْوَانُ بِالشَّأْمِ، وَوَثَبَ ابْنُ الزُّبَيرِ بِمَكَّةَ، وَوَثَبَ القُرَّاءُ بِالبَصْرَةِ، فَانْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَيهِ فِي دَارِهِ، وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ عُلِّيَّةٍ لَهُ مِنْ قَصَبٍ، فَجَلَسْنَا إِلَيهِ، فَأَنْشَأَ أَبِي يَسْتَطْعِمُهُ الحَدِيثَ فَقَالَ: يَا أَبَا بَرْزَةَ، أَلَا تَرَى مَا وَقَعَ فِيهِ النَّاسُ؟ فَأَوَّلُ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ تَكَلَّمَ بِهِ: إِنِّي احْتَسَبْتُ عِنْدَ اللهِ أَنِّي أَصْبَحْتُ سَاخِطاً عَلَى أَحْيَاءِ قُرَيشٍ، إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ العَرَبِ، كُنْتُمْ عَلَى الحَالِ الَّذِي عَلِمْتُمْ مِنَ الذِّلَّةِ وَالقِلَّةِ وَالضَّلَالَةِ، وَإِنَّ اللهَ أَنْقَذَكُمْ بِالإِسْلَامِ وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ، حَتَّى بَلَغَ بِكُمْ مَا تَرَوْنَ، وَهذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَفْسَدَتْ بَيْنَكُمْ، إِنَّ ذَاكَ الَّذِي بِالشَّأْمِ، وَاللهِ إِنْ يُقَاتِلُ إِلَّا عَلَى الدُّنْيَا. [الحديث: ٧١١٢ ـ طرفه في: ٧٢٧١].

٧١١٣ ـ حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاصِلٍ الأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيفَةَ بْنِ اليَمَانِ قَالَ: إِنَّ المُنَافِقِينَ اليَوْمَ شَرٌّ مِنْهُمْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، كانُوا يَوْمَئِذٍ يُسِرُّونَ وَاليَوْمَ يَجْهَرُونَ.

٧١١٤ ـ حدثنا خَلَّادٌ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ حُذَيفَةَ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمَّا اليَوْمَ: فَإِنَّمَا هُوَ الكُفْرُ بَعْدَ الإِيمَانِ.

٢٢/ ٢٣ ـ باب لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُغْبَطَ أَهْلُ القُبُورِ

٧١١٥ ـ حدثنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ: يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ». [طرفه في: ٨٥].

٢٣/ ٢٤ ـ باب تَغْيِيرِ الزَّمانِ حَتَّى يَعْبُدُوا الأَوْثَانَ

٧١١٦ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيرَةَ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلَيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلَى ذِي الخَلَصَةِ». وَذُو الخَلَصَةِ: طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ فِي الجَاهِلِيَّةِ. [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس...، رقم: ٢٩٠٦].

٧١١٧ ـ حدثنا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنِي سُلَيمانُ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ، يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ». [طرفه في: ٣٥١٧].

٢٤/ ٢٥ ـ باب خُرُوجِ النَّارِ

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ المَشْرِقِ إِلَى المَغْرِبِ».

٧١١٨ ـ حدثنا أَبُو اليَمَانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ سَعِيدُ بْنُ المُسَيَّبِ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَخْرُجَ نَارٌ مِنْ أَرْضِ الحِجَازِ، تُضِيءُ أَعْنَاقَ الإِبِلِ بِبُصْرَى». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى تخرج نار...، رقم: ٢٩٠٢].

٧١١٩ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا

سجلٌ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه

علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

طلوع الشمس من مغربها؛ للترمذي. ابن عمر رفعه : إن أول الآيات خروجاً طلوع الشمس من مغربها، وخروج الدابة على الناس ضحىً، وأيهما كانت قبل صاحبها، فالأُخرىٰ على أثرها قريباً؛ لمسلم وأبي داود. ابن عمر رفعه : ملك من السماء ينادي، ويحث الناس ويقول : إنه المهدي فأجيبوه؛ انتهى فصل الخطاب. وفي جمع الفوائد، ابن عمر وابن العاص رفعه : إذا طلعت الشمس من مغربها، خرّ إبليس ساجداً ينادي ويجهر : إلهي أئمرني أن أسجد لمن شئت. فيجتمع إليه زبانيته فيقولون له : ما هذا التضرع؟ فيقول : إنما سألت ربي أن ينظرني إلى الوقت المعلوم، وهذا الوقت المعلوم! ثم دابة الأرض تخرج من صدع في الصفا، فأول خطوط تضعها بأنطاكية، فتأتي إبليس فتقاتله؛ للكبير والأوسط.

أبو هريرة رفعه : لا تقوم الساعة حتى تعود أرض العرب مروجاً وأنهاراً؛ للشيخين. قال سعيد بن عبد العزيز : جزيرة العرب ما بين وادي القرى إلى أقصىٰ اليمن، وما بين البحر إلى تخوم العراق. أبو هريرة رفعه : سيحان وجيحان والفرات والنيل من أنهار الجنة؛ لمسلم. وفي باب تفسير سورة الأنعام، أبو هريرة رفعه : ثلاث إذا خرجن لا ينفع نفساً إيمانها لم تكن آمنت من قبل : طلوع الشمس من مغربها، والدجال، ودابة الأرض؛ لمسلم والترمذي. ابن عمر رفعه : يا عائشة إن الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعاً، هم أصحاب البدع والأهواء، ليس لهم توبة، أنا منهم بريء وهم مني برآء؛ للصغير. عائشة رفعته : يكون في آخر هذه الأمة خسف ومسخ وقذف. قلت : يا رسول الله أنهلك وفينا صالحون؟! قال : نعم، إذا كثر الخبث؛ للترمذي. انتهى جمع الفوائد. وفي المشكاة في باب نزول عيسى عليه السلام، عن أبي هريرة قال : قال رسول الله ﷺ : والله لينزلن ابن مريم حكماً عادلاً، فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير وليضعن الجزية، وليتركن القلاص فلا يسعى عليها، ولتذهبن الشحناء والتباغض والتحاسد، وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد؛ رواه مسلم. وفي رواية لهما : كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم؟!.

صحيح البخاري

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري
رحمه الله تعالى
١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به
أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الحَقِّ، وَآخَرُ آتَاهُ اللهُ حِكْمَةً، فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا». [طرفه في: ٧٣].

٧٣١٧ ـ حدثنا محمَّدٌ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ عَنْ إِمْلَاصِ المَرْأَةِ، هِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقِي جَنِيناً، فَقَالَ: أَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِ شَيْئاً؟ فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: مَا هُوَ؟ قُلْتُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فِيهِ غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ». فَقَالَ: لَا تَبْرَحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالمَخْرَجِ فِيمَا قُلْتَ. [طرفه في: ٦٩٠٥].

٧٣١٨ ـ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ ـ فَجِئْتُ بِهِ، فَشَهِدَ مَعِي ـ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فِيهِ غُرَّةٌ، عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ». تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ المُغِيرَةِ. [طرفه في: ٦٩٠٦].

١٤/ ١٥ ـ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ»

٧٣١٩ ـ حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ المَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ القُرُونِ قَبْلَهَا، شِبْراً بِشِبْرٍ وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ». فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَفَارِسَ وَالرُّومِ؟ فَقَالَ: «وَمَنِ النَّاسُ إِلَّا أُولَئِكَ».

٧٣٢٠ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ العَزِيزِ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ الصَّنْعَانِيُّ ـ مِنَ اليَمَنِ ـ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَتَتْبَعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، شِبْراً شِبْراً وَذِرَاعاً بِذِرَاعٍ، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوهُمْ». قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ، اليَهُودَ وَالنَّصَارَى؟ قَالَ: «فَمَنْ». [مسلم: كتاب العلم، باب اتباع سنن اليهود والنصارى، رقم: ٢٦٦٩]. [طرفه في: ٣٤٥٦].

١٥/ ١٦ ـ باب إِثْمِ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالَى: ﴿وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُم﴾ [النحل: ٢٥]. الآيَةَ.

٧٣٢١ ـ حدثنا الحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْماً، إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا ـ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: مِنْ دَمِهَا ـ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَّ القَتْلَ أَوَّلاً». [طرفه في: ٣٣٣٥].

١٦/ ١٧ ـ باب مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ أَهْلِ العِلْمِ، وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالمَدِينَةُ، وَمَا كَانَ بِهِمَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَالمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ، وَمُصَلَّى النَّبِيِّ ﷺ وَالمِنْبَرِ وَالقَبْرِ

٧٣٢٢ ـ حدثنا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ المُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ السَّلَمِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيّاً بَايَعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَصَابَ الأَعْرَابِيَّ وَعْكٌ بِالمَدِينَةِ، فَجَاءَ الأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى رَسُولُ اللهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّمَا المَدِينَةُ كَالكِيرِ، تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيبُهَا». [طرفه في: ١٨٨٣].

٧٣٢٣ ـ حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَاحِدِ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، فَلَمَّا كَانَ آخِرَ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بِمِنًى: لَوْ شَهِدْتَ أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ أَتَاهُ رَجُلٌ قَالَ: إِنَّ فُلَاناً يَقُولُ: لَوْ مَاتَ أَمِيرُ المُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَاناً، فَقَالَ عُمَرُ: لَأَقُومَنَّ العَشِيَّةَ، فَأُحَذِّرُ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَغْصِبُوهُمْ، قُلْتُ: لَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ المَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاعَ النَّاسِ، يَغْلِبُونَ عَلَى مَجْلِسِكَ، فَأَخَافُ أَنْ لَا يُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَيُطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ، فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ المَدِينَةَ دَارَ الهِجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ، فَتَخْلُصَ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ المُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ، فَيَحْفَظُوا مَقَالَتَكَ وَيُنْزِلُوهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَقَالَ: وَاللهِ لَأَقُومَنَّ بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُومُهُ بِالمَدِينَةِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا المَدِينَةَ، فَقَالَ: إِنَّ اللهَ بَعَثَ مُحَمَّداً ﷺ بِالحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الكِتَابَ، فَكَانَ فِيمَا أُنْزِلَ آيَةُ الرَّجْمِ. [طرفه في: ٢٤٦٢].

٧٣٢٤ ـ حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ، فَتَمَخَّطَ، فَقَالَ: بَخْ بَخْ، أَبُو هُرَيْرَةَ

Nūr al-Hasan Khān

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirāb al-sā'ah

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

باداره المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

۱۳۰۱ه

حلال چیز کی طرح استعمال کرینگی ایک قوم پہاڑ کے نیچے اوترینگی شام کو اونکے چرنے
والے مویشی اونکے نزدیک آوینگے کوئی آدمی حاجت لیکر اونکے پاس آویگا کہین گے
جاؤ کل آنا راتون رات اللہ اونکو مار رکھیگا علم جاتا رہیگا کچھ لوگ بندر سور ہجاوینگی
ون قیامت تک اخرجہ البخاری ۱۹ حدیث حذیفہ کیطرح ایک حدیث علی کرم اللہ
وجہہ سے بہی جامع اکثر امور مذکورہ مروی ہے جسکو ابوالشیخ وعویس و دیلمی نے
روایت کیا ہے بعض الفاظ اس حدیث کے یہہ ہین کہ حلال کرینگے کبائر کو رشوت
کہائینگے بنائین مضبوط بناوینگے اتباع ہوا کرینگے زنا پہیلے گا طلاق سہل ہوجایگی
علماء کم ہوجاوینگے قاری بہت ہونگے دل بگڑ جاوینگے چہینے گہٹ جاوینگے عہد ٹوٹ
جاوینگے عورتین گہوڑونپر سوار ہونگی امارت میراث ٹہیرگی جاہل منبرون پر چڑہینگے
مرد تاج پہنین گے راہین تنگ ہوجاوینگی قرآن کو تجارت ٹہیراوینگے مال مین اللہ
کا حق ضائع کرینگے مال بد ون کے پاس ہوگا جو اکہیلین گے طبلے باجے مزامیر
بجاوینگے محتاجونکو زکوۃ نہ دینگے بیگناہ کو قتل کرینگے غلامونکو کمینون کو عطا دینگے
بیوقوف متولی امور ہونگے فقط اشاعہ مین ہی ہے کلہا موجودۃ وہی فی
النزاید یوما فیوما وقد کاد ان نبلغ الغایۃ او قد بلغت یہہ بات تو سنہ
ایکہزار چہتر مین کہی تہی اب ۱۳۰۱ھ مین رہی سہی نشانیان بہی ظاہر ہوگئین فائدہ
اسوقت مین کیا کرنا چاہیے حدیث معقل بن یسار مین آیا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
عبادت کرنا زمانہ قتل مین مثل ہجرت کے ہے طرف میری رواہ مسلم والترمذی و
ابن ماجہ مقداد سے مرفوعا مروی ہے سعید وہ ہے جو بچا فتنون سے اور
جو پہنس گیا پہر اوس نے صبر کیا تو اوسپر افسوس ہے اخرجہ ابوداؤد ابی سعید
کی روایت مین ہے مرفوعاً قریب ہے کہ ہووے اچہا مال مسلمان کا بکری لئے پہرے
اونکو پہاڑ کی گہاٹیون مین پانی کی جگہون مین اپنا دین لیکر فتنون سے بہاگے

صحيح
«الجامع الصغير وزيادته»
(الفتح الكبير)
الطبعة المجددة والمزيدة والمنقحة
تأليف
محمد ناصر الدين الألباني
أشرف على طبعه
زهير الشاويش
المكتب الإسلامي

صُفوفِ النِّساءِ آخرِها، وشرُّها أولُها».

(صحيح) (م، ٤) عن أبي هريرة، (طب) عن أبي أمامة، وعن ابن عباس.
مختصر مسلم ٢٦٩، صحيح أبي داود ٦٨١

٣٣١١ - «خيرُ صلاةِ النِّساءِ في قَعرِ بُيوتِهِنَّ». (طب) عن أم سلمة.
(صحيح) الصحيحة ١٣٩٦: حم، ابن خزيمة، ك، القضاعي

٣٣١٢ - «خيرُكُمْ إسلاماً أحاسنُكُمْ أخلاقاً إذا فقِهُوا».
(صحيح) (خد) عن أبي هريرة. الصحيحة ٣٥٤٦: حم

٣٣١٣ - «خيرُكُمْ خيرُكُمْ قضاءً».
(صحيح) (ن) عن عرباض. الموسوعة: حم، ابن ماجه، ك، هق.

٣٣١٤ - «خيرُكُمْ خيرُكُمْ لأهلِهِ، وأنا خيرُكُمْ لأهلي».
(صحيح) (ت) عن عائشة، (هـ) عن ابن عباس، (طب) عن معاوية. الصحيحة ٢٨٥

٣٣١٥ - «خيرُكُمْ خيرُكم لأهلي منْ بَعدي».
(حسن) (ك) عن أبي هريرة. الصحيحة ١٨٤٥

٣٣١٦ - «خيرُكم خيرُكم للنِّساءِ».
(صحيح) (ك) عن ابن عباس. الصحيحة ٢٨٥

٣٣١٧ - «خيرُكم قَرني، ثم الذينَ يلونَهُمْ، ثم الذين يلونهم، ثم يكونُ بعدَهمْ قومٌ يخونُونَ ولا يُؤتَمنُونَ، ويَشهَدونَ ولا يُستَشهدونَ، ويَنذِرونَ ولا يوفُّونَ، ويظهرُ فيهمُ السِّمَنُ».
(صحيح) (ق، ٣) عن عمران بن حصين. الصحيحة ١٨٤٠: الطيالسي، حم

٣٣١٨ - «خيرُكُمْ منْ أطعمَ الطَّعامَ، وردَّ السَّلامَ».
(حسن) (ع، ك) عن صهيب. الترغيب ٤/٤٦: حم، أبو الشيخ

٣٣١٩ - «خيرُكُمْ مَن تعلَّمَ القرآنَ وعلَّمهُ».

ضَعِيفُ الجامِعِ الصَّغِيرِ وَزِيَادَتِهِ

(الفتح الكبير)

الطبعة المجدَّدة والمزيَدة والمنقّحة

تأليف
محمّد ناصر الدّين الألباني

أشرف على طبعه
زهير الشّاويش

المكتب الإسلامي

والسَّلَمُ»[١].

(ضعيف) (ابن قتيبة في «غريب الحديث») ابن عباس. **الضعيفة ١٧٧٣**

٢٨٩٧ - «خيرُ الناسِ أقرؤهم وأفقهُهُمْ في دينِ اللّهِ، وأتقاهمْ للّهِ، وآمَرهم بالمعروفِ، وأنهاهم عنِ المُنكرِ، وأوصلُهُمْ للرَّحِمِ».

(ضعيف) (حم، طب) درة بنت أبي لهب. **الضعيفة ٢٠٩٣**

٢٨٩٨ - «خيرُ النَّاسِ قَرْني الذين أنا فيهِمْ[٢]، ثمَّ الَّذِينَ يلونهمْ، ثمَّ الَّذِينَ يلونَهُمْ، والآخِرونَ أرذالٌ»[٣].

(ضعيف) (طب، ك) جعدة بن هبيرة. **الضعيفة ٣٥٦٩**

٢٨٩٩ - «خيرُ النَّاسِ مؤمِنٌ فقيرٌ يُعطِي جهدَهُ».

(موضوع) (فر) ابن عمر. **الضعيفة ٣٥٦٨**

٢٩٠٠ - «خيْرُ أمراءِ السَّرايا زيدُ بنُ حارِثةَ؛ أقسمُهُمْ بالسَّويةِ، وأعدلُهُمْ في الرَّعِيةِ».

(موضوع) (ك) جبير بن مطعم. **الضعيفة ٣٥٧٠**

٢٩٠١ - «خيْرُ أمَّتي الَّذينَ إذا أساؤوا استغفرُوا، وإذا أحسنُوا استبشَرُوا، وإذا سافرُوا قصرُوا وأفطرُوا».

(ضعيف) (طس) جابر. **الضعيفة ٣٥٧١**

٢٩٠٢ - «خيرُ أُمَّتي الَّذينَ لمْ يُعطوْا فَيبْطرُوا، ولمْ يمْنعُوا فَيسْألوا».

(ضعيف) (ابن شاهين) الجذع. **الاصابةُ لابن حجر**

٢٩٠٣ - «خيْرُ أُمَّتي أوَّلها وآخِرُها، وفي وَسطِها الكدَرُ».

(ضعيف) (الحكيم) أبي الدرداء. **الضعيفة ٣٥٧٢**

---

(١) للحديث تتمة عند ابن قتيبة تقدمت من رواية ابن عساكر وحده برقم (١٢٢٧).

(٢) قوله «الذين أنا فيهم» ليس عند (طب، ك)، وقد عزاه في «الجامع الكبير» إلى جمع آخر غيرهما، فلعلها عند أحدهم.

(٣) الحديث صحيح، دون الجملة الأخيرة، ومن أجلها أوردتها هنا فراجع «الصحيح» (٣٢٩٣ - ٣٢٩٥).

الجامعُ المختصرُ من السُّنَنِ

عن رسول الله ﷺ

ومعرفة الصحيح والمعلول وما عليه الْعَمَلُ

(المعروف بجامع الترمذي)

تصنيف

أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرَة التِّرمذيّ

(٢٠٩ - ٢٧٩)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييزِ أقوالِ المصنِّفِ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، وترجمة المصنِّفِ و مَنْ نقلتُ عنه في أحكام الأحاديث، وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

شَرِيك بْن عَبْد اللَّه عَنْ عَبْد اللَّه ابْن عُصْم.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَقِيف كَذَّابٌ وَمُبِيرٌ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: يُقَالُ الْكَذَّابُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْد وَالْمُبِيرُ الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْم الْبَلْخِيُّ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْل عَنْ هِشَام بْن حَسَّانَ قَالَ أَحْصَوْا مَا قَتَلَ الْحَجَّاجُ صَبْرًا فَبَلَغَ مِائَةَ أَلْف وَعِشْرِينَ أَلْفَ قَتِيل.

[قال الألباني: صحيح الإسناد -مقطوع].

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَاب عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْر.

[سيأتي:٣٩٤٤]

٢٢٢٠(م)- (صحيح) حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ وَاقِد حَدَّثَنَا شَرِيكٌ نَحْوَهُ بِهَذَا الإِسْنَادِ.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيثِ شَرِيك.

وَشَرِيكٌ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُصْم وَإِسْرَائِيلُ يَقُولُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِصْمَةَ.

٤٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَرْنِ الثَّالِث

٢٢٢١-(صحيح) حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفُضَيْلِ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِك عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَاف.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْن قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ يَتَسَمَّنُونَ وَيُحِبُّونَ السِّمَنَ يُعْطُونَ الشَّهَادَةَ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلُوهَا.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْل هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِك عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَاف وَرَوَى غَيْرُ وَاحِد مِنَ الْحُفَّاظِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ هِلاَلِ بْنِ يَسَاف وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَلِيَّ بْنَ مُدْرِك. [خ: ٢٦٥١] [م: ٢٥٣٥] [سيأتي:٢٣٠٢]

٢٢٢١(م)- (صحيح) قَالَ وَحَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْث حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ حَدَّثَنَا هِلاَلُ بْنُ يَسَاف.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْن عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

وَهَذَا أَصَحُّ عِنْدِي مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْل وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْه عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْن عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٢٢٢٢-(صحيح) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى.

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْن قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ أُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثْتُ فِيهِمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ وَلاَ أَعْلَمُ ذَكَرَ الثَّالِثَ أَمْ لاَ ثُمَّ يَنْشَأُ أَقْوَامٌ يَشْهَدُونَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُونَ وَيَخُونُونَ وَلاَ يُؤْتَمَنُونَ وَيَفْشُو فِيهِمُ السِّمَنُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [خ: ٢٦٥١] [م: ٢٥٣٥]

٤٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلَفَاءِ

٢٢٢٣-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْب مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْد الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْب.

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ مِنْ بَعْدِي اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا قَالَ ثُمَّ تَكَلَّمَ بِشَيْءٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَسَأَلْتُ الَّذِي يَلِينِي فَقَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْش.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. [خ: ٧٢٢٢] [م: ١٨٢١]

٢٢٢٣(م)- (صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْب حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْد عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ هَذَا الْحَدِيثِ.

وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْه عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ (حَسَنٌ صَحِيحٌ) غَرِيبٌ يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ.

وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ مَسْعُود وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرو.

٤٧- بَاب

٢٢٢٤-(صحيح) حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مِهْرَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَوْس عَنْ زِيَادِ ابْنِ كُسَيْب الْعَدَوِيِّ قَالَ.

كُنْتُ مَعَ أَبِي بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِر وَهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ أَبُو بِلاَل انْظُرُوا إِلَى أَمِيرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ أَبُو بَكْرَةَ اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللَّهِ فِي الأَرْضِ أَهَانَهُ اللَّهُ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

٤٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِلاَفَةِ

٢٢٢٥-(صحيح) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ.

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَوِ اسْتَخْلَفْتَ قَالَ إِنْ أَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْر وَإِنْ لَمْ أَسْتَخْلِفْ لَمْ يَسْتَخْلِفْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ.

وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْه عَنِ ابْنِ عُمَرَ. [خ: ٧٢١٨] [م: ١٨٢٣]

٢٢٢٦-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيع حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَشْرَجُ بْنُ نُبَاتَةَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُمْهَانَ قَالَ.

حَدَّثَنِي سَفِينَةُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْخِلاَفَةُ فِي أُمَّتِي ثَلاَثُونَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلاَفَةَ أَبِي بَكْر ثُمَّ قَالَ وَخِلاَفَةَ عُمَرَ وَخِلاَفَةَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ لِي أَمْسِكْ خِلاَفَةَ عَلِيٍّ قَالَ فَوَجَدْنَاهَا ثَلاَثِينَ سَنَةً قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ يَزْعُمُونَ أَنَّ الْخِلاَفَةَ فِيهِمْ قَالَ كَذَبُوا بَنُو الزَّرْقَاءِ بَلْ هُمْ مُلُوكٌ مِنْ شَرِّ الْمُلُوكِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَفِي الْبَاب عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ قَالاَ لَمْ يَعْهَدِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْخِلاَفَةِ شَيْئًا.

وَهَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَدْ رَوَاهُ غَيْرُ وَاحِد عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ وَلاَ نَعْرِفُهُ

سنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان

في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع

أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري

عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ،

ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.
رواه مسدد في "مسنده" عن أبي عوانة، عن أبي مالك بإسناده ومتنه.
ورواه الحاكم في "المستدرك" من طريق أبي كريب، عن أبي معاوية، به. وقال: صحيح على شرط مسلم]

٤٠٥٠-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَوَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ أَيَّامٌ يُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ وَالْهَرْجُ الْقَتْلُ.[خ: ٧٠٦٣] [م: ٢٦٧٢]

٤٠٥١-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ.

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامًا يَنْزِلُ فِيهَا الْجَهْلُ وَيُرْفَعُ فِيهَا الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ فِيهَا الْهَرْجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ.[خ: ٧٠٦٣، ٧٠٦٥] [م: ٢٦٧٢]

٤٠٥٢-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْهَرْجُ قَالَ الْقَتْلُ.[خ: ٨٥، ١٠٣٦، ١٤١٢، ٧١٢١] [م: ١٥٧]

٢٧- بَابُ ذَهَابِ الأَمَانَةِ

٤٠٥٣-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَدِيثَيْنِ قَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّ الأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ قَالَ الطَّنَافِسِيُّ يَعْنِي وَسْطَ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَعَلِمْنَا مِنَ الْقُرْآنِ وَعَلِمْنَا مِنَ السُّنَّةِ.

ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا فَقَالَ يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُرْفَعُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْوَكْتِ وَيَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُنْزَعُ الأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ فَيَظَلُّ أَثَرُهَا كَأَثَرِ الْمَجْلِ كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ.

ثُمَّ أَخَذَ حُذَيْفَةُ كَفًّا مِنْ حَصًى فَدَحْرَجَهُ عَلَى سَاقِهِ.

قَالَ فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ وَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الأَمَانَةَ حَتَّى يُقَالَ إِنَّ فِي بَنِي فُلاَنٍ رَجُلاً أَمِينًا وَحَتَّى يُقَالَ لِلرَّجُلِ مَا أَعْقَلَهُ وَأَجْلَدَهُ وَأَظْرَفَهُ وَمَا فِي قَلْبِهِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ.

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلَسْتُ أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ إِسْلاَمُهُ وَلَئِنْ كَانَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا لَيَرُدَّنَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ لأُبَايِعَ إِلاَّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا.[خ: ٦٤٩٧] [م: ١٤٣]

٤٠٥٤-(موضوع) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الزَّاهِرِيَّةِ عَنْ أَبِي شَجَرَةَ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ عَبْدًا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ فَإِذَا نَزَعَ مِنْهُ الْحَيَاءَ لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ مَقِيتًا مُمَقَّتًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ مَقِيتًا مُمَقَّتًا نُزِعَتْ مِنْهُ الأَمَانَةُ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الأَمَانَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ خَائِنًا مُخَوَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ خَائِنًا مُخَوَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ فَإِذَا نُزِعَتْ مِنْهُ الرَّحْمَةُ لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ رَجِيمًا مُلَعَّنًا فَإِذَا لَمْ تَلْقَهُ إِلاَّ رَجِيمًا مُلَعَّنًا نُزِعَتْ مِنْهُ رِبْقَةُ الإِسْلاَمِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد ضعيف لضعف سعيد بن سنان والاختلاف في اسمه]

٢٨- بَابُ الآيَاتِ

٤٠٥٥-(صحيح) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَبِي الطُّفَيْلِ الْكِنَانِيِّ.

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ اطَّلَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ غُرْفَةٍ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ السَّاعَةَ فَقَالَ لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَالدُّخَانُ وَالدَّابَّةُ وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَخُرُوجُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَثَلاَثُ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنِ أَبْيَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ تَبِيتُ مَعَهُمْ إِذَا بَاتُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ إِذَا قَالُوا.[م: ٢٩٠١]

٤٠٥٦-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ سِتًّا طُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدُّخَانَ وَدَابَّةَ الأَرْضِ وَالدَّجَّالَ وَخُوَيْصَّةَ أَحَدِكُمْ وَأَمْرَ الْعَامَّةِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد حسن، سنان بن سعد مختلف فيه وفي اسمه]

٤٠٥٧-(موضوع) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الآيَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ.

[قال المزي في "التحفة" ٢٤١/٩ (١٢٠٧٩): ذكرُ ثُمامة هنا زيادة لا حاجة إليها، فإنّ ثُمامة أخو المثنى، لا أخوه].

[قال البوصيري: هذا إسناد ضعيف لضعف عون بن عمارة العبدي.
قال المزي: هكذا وقع نسب عبدالله بن المثنى عند ابن ماجه وذكر ثمامه هنا زياده لا حاجة إليها فإن ثمامة أخو المثنى لا أبوه والله أعلم.
قال: وسقط من نسخة السماع عن أنس بن مالك وثبت في بعض الأصول القديمة وهو الصواب، إن شاء الله.
قلت: وأورده ابن الجوزي في كتاب الموضوعات من طريق محمد بن يونس الكديمي، عن عون بن عمارة، به.
وقال: عون وابن المثنى ضعيفان، غير أن المتهم به الكديمي.
قال: وقال ابن حبان: كان يضع الحديث على "الثقات".
قلت: لم ينفرد به الكديمي عن عون كما رواه ابن ماجه في هذا الحديث]

٢٩- بَابُ الْخُسُوفِ

٤٠٥٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ (مَعْقِلٍ) عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ.

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:

وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء العاشر

يحتوي على الكتب التالية

الفتن - أحوال القيامة وبدء الخلق - الفضائل والشمائل

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الفصل الثالث

٥٤٦٠ ـ (٢٤) عن أبي قتادة، قال: قال رسول الله ﷺ: «الآيات بعد المائتين». رواه ابن ماجه.

٥٤٦١ ـ (٢٥) وعن ثوبان، قال: قال رسول الله ﷺ: «إِذا رأيتم الراياتِ السُودَ قدْ جاءتْ من قِبَلِ خُراسان فأتوها فإِنَّ فيها خليفةَ الله المهدي».

(الفصل الثالث)

٥٤٦٠ ـ **(عن أبي قتادة قال: قال رسول الله ﷺ: الآيات)** أي آيات الساعة وعلامات القيامة تظهر باعتبار ابتدائها ظهوراً كاملاً **(بعد المائتين)** أي من الهجرة أو من دولة الإِسلام أو من وفاة النبي ﷺ. ويحتمل أن يكون اللام في المائتين للعهد، أي بعد المائتين بعد الألف وهو وقت ظهور المهدي وخروج الدجال ونزول عيسى عليه [الصلاة]والسلام وتتابع الآيات من طلوع الشمس من مغربها وخروج دابة الأرض وظهور يأجوج ومأجوج وأمثالها. قال الطيبي: الآيات بعد المائتين مبتدأ وخبر أي تتابع الآيات، وظهور أشراط الساعة على التتابع والتوالي بعد المائتين ويؤيده قوله في الحديث السابق: «وآيات تتابع كنظام قطع سلكه فتتابع». والظاهر اعتبار المائتين بعد الإِخبار انتهى. ولا يخفى عدم ظهوره على ذوي النهي. **(رواه ابن ماجه)** وكذا الحاكم في مستدركه[1].

٥٤٦١ ـ **(وعن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم)** المقصود منه الخطاب العام، أي إذا أبصرتم. **(الرايات)** أي الأعلام **(السود)** ويحتمل أن يكون السواد كناية عن كثرة عساكر المسلمين من قبل خراسان. الظاهر أنهم عسكر الحرث والمنصور. **(فأتوها)** أي فاتوا الرايات واستقبلوا أهلها واقبلوا أمر أميرها. **(فإن فيها خليفة الله المهدي)** أي نصرته وأجابته فلا ينافي أن ابتداء ظهور المهدي إنما يكون في الحرمين الشريفين. ثم دل ظاهره على جواز أن يقال: فلان خليفة الله إذا كان على طريق الحق وسبيل العدل، وقد سبق منعه. لكن قد يؤول بأن المراد منه أنه منصوب من الله خليفة لأنبيائه فيصح أن يكون المنصوب هو

الحديث رقم ٥٤٦٠: أخرجه ابن ماجه في السنن ٢/ ١٣٤٨. حديث رقم ٤٠٥٧.

(١) الحاكم في المستدرك ٤/ ٤٢٨.

الحديث رقم ٥٤٦١: أخرجه الترمذي في السنن ٤/ ٤٦٠ حديث رقم ٢٢٦٩. وابن ماجه في السنن ٢/ ١٣٦٧ حديث رقم ٤٠٨٤. والبيهقي في دلائل النبوة ٦/ ٥١٦.

سجلٌّ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه
علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

الله وقال : العطاس أمان من الموت إلى ثلاثة أيام .

وفي فصل الخطاب للسيد الشيخ الكامل العالم العامل، خواجه محمد برسا أسبق خلفاء بهاء الدين محمد، الملقب بشاه نقشبند قدس الله سرهما، وأفاض علينا فتوحهما وبركاتهما : ومن أئمة أهل البيت الطيبين، أبو محمد الحسن العسكري : ولد سنة إحدىٰ وثلاثة ومائتين، يوم الجمعة السادس من ربيع الأول، ودفن بجنب أبيه. وكان مدة بقاء الحسن العسكري بعد أبيه ـ رضي الله عنهما ـ ست سنين، ولم يخلف ولداً غير أبي القاسم محمد المنتظر، المسمىٰ بالقائم والحجة والمهدي وصاحب الزمان وخاتم الأئمة الاثني عشر عند الإمامية. وكان مولد المنتظر ليلة النصف من شعبان، سنة خمس وخمسين ومائتين، أمه أم ولد يقال لها نرجس، توفي أبوه وهو ابن خمس سنين، فاختفىٰ إلى الآن، وأبو محمد الحسن العسكري وولده محمد المنتظر المهدي رضي الله عنهما، معلوم عند خاصة أصحابه وثقات أهله .

ويروى أن حكيمة بنت أبي جعفر محمد الجواد التقي، كانت عمة أبي محمد الحسن العسكري، تحبه وتدعو له، وتتضرع إلى الله تعالىٰ أن يريها ولده. فلما كانت ليلة النصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين، دخلت حكيمة عند الحسن العسكري فقال لها : عمة كوني الليلة عندنا لأمر. فأقامت، فلما كان وقت الفجر اضطربت نرجس، فقامت إليها حكيمة فوضعت المولود المبارك، فلما رأته حكيمة أتت به أبا محمد الحسن العسكري رضي الله عنهم وهو مختون، فأخذه ومسح بيده ظهره وعينيه، وأدخل لسانه في فيه وأذن في أذنه اليمنىٰ، وأقام في الأخرىٰ ثم قال : يا عمة اذهبي به إلى أمه، فذهبت به ورددته إلى أمه قالت حكيمة : ثم جئت من بيتي إلى أبي محمد الحسن، فإذا المولود بين يديه في ثياب صفر، وعليه من البهاء والنور ما أخذ بمجامع قلبي فقلت : يا سيدي هل عندك من علم في هذا المولود المبارك؟ فقال : يا عمة هذا المنتظر الذي بشرنا به! قالت حكيمة : فخررت لله ساجدة شكراً على ذلك، ثم كنت أتردد إلى أبي محمد الحسن، فلا أرىٰ المولود فقلت : يا مولاي ما فعل سيدنا ومنتظرنا؟ قال : استودعناه الله الذي استودعته أم موسى عليه السلام ابنها وقالوا : آتاه الله تبارك وتعالىٰ الحكمة وفصل الخطاب في طفوليته، وجعله آية للعالمين كما قال تعالىٰ : **﴿يا يحيىٰ خذ الكتاب بقوة وآتيناه الحكم صبياً﴾**[1] وقال تعالىٰ : **﴿قالوا كيف نكلم من كان في المهد صبياً قال إني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبياً﴾**[2] وطوّل الله تبارك وتعالىٰ عمره كما طول عمر الخضر عليه السلام . انتهىٰ فصل الخطاب .

وفي الصواعق المحرقة للشيخ ابن حجر الهيثمي المكي الشافعي : أبو محمد الحسن الخالص

(١) سورة مريم، الآية: ١٢ .
(٢) سورة مريم، الآيتان: ٢٩ ـ ٣٠.

نور الأبصار

فى

مناقب آل بيت النبى المختار

ﷺ

تأليف

الشيخ مؤمن بن حسن مؤمن الشبلنجي

قــدم لــه

دكتور

عبد العزيز سالمان

المكتبة التوفيقية

أمام الباب الأخضر - سيدنا الحسين

رضي الله عنه توفي بالمدينة المنورة وقيل بالطائف كما تقدم وإنما الخليفة المنتظر هو محمد بن عبد الله المهدي القائم في آخر الزمان وهو يولد بالمدينة المنوّرة لأنه من أهلها كما أخبر به وبعلاماته النبي ﷺ الذي لا ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى اهـ.

(**تتمة في الكلام على أخبار المهدي**) واعلم أنهم اختلفوا فيه هل من ولد الحسن السبط رضي الله عنهما وهو ما رواه أبو داود في سننه وذهب إليه المناوي في كبيره وكأن سره تركه الخلافة لله عزّ وجل شفقة على الأمة أو من ولد الحسين السبط رضي الله عنه قال بعضهم وهو الصحيح اسمه أحمد أو محمد بن عبد الله قال القطب الشعراني في اليواقيت والجواهر المهدي من ولد الإمام الحسن العسكري ابن الحسين ومولده ليلة النصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين بعد الألف وهو باق إلى أن يجتمع بعيسى ابن مريم عليه السلام هكذا أخبرني الشيخ حسن العراقي المدفون فوق كوم الريش المطل على بركة الرطل بمصر المحروسة ووافقه على ذلك سيدي علي الخواص اهـ. (**صفته**) شاب أكحل العينين أزج الحاجبين أقنى الأنف كث اللحية على خده الأيمن خال. وأخرج الروياني والطبراني وغيرهما: «المهدي من ولدي وجهه كالكوكب الدري اللون لون عربي والجسم جسم إسرائيلي أي طويل يملأ الأرض عدلا كما ملئت جوراً» قال الشيخ محيي الدين في الفتوحات: واعلم أن المهدي إذا خرج يفرح به جميع المسلمين خاصتهم وعامتهم وله رجال إلهيون يقيمون دعوته وينصرونه هم الوزراء له يتحملون أثقال المملكة عنه ويعينونه على ما قلده الله ينزل عليه عيسى ابن مريم عليه الصلاة والسلام بالمنارة البيضاء شرقي دمشق متكئًا على ملكين ملك عن يمينه وملك عن يساره والناس في صلاة العصر فيتنحى له الإمام من مكانه فيتقدم فيصلي بالناس يؤم الناس بسنة سيدنا محمد ﷺ يكسر الصليب ويقتل الخنزير ويقبض الله إليه المهدي طاهراً مطهراً وفي زمانه يقتل السفياني عند شجرة بغوطة دمشق ويخسف بجيشه في البيداء فمن كان مجبوراً من ذلك لجيش مكرهًا يحشر على نيته اهـ.

لا يجدون من يُصلي بهم (حم ، د ـ[1] عن سلامة بنت الحر).

٣٨٤٢٧ ـ إن من اقترابِ الساعة أن يُصلي خمسون نفساً لاتقبلُ لأحدِهم صلاةٌ (أبو الشيخ في كتاب الفتن ـ عن ابن مسعود).

٣٨٤٢٨ ـ أولُ الأرضِ خراباً يُسراها ثم يُمناها (ابن عساكر عن جرير).

٣٨٤٢٩ ـ أولُ الناسِ هلاكاً قريشٌ ، وأولُ قريش هلاكاً أهلُ بيتي (طب ـ عن عمرو بن العاصي).

٣٨٤٣٠ ـ أولُ الناسِ فناءً قريشٌ ، وأولُ قريشٍ فناءً بنو هاشم (حم ، خ ـ عن ابن عمرو).

٣٨٤٣١ ـ أولُ من يرفع الركنُ والقرآنُ ورؤيا التي في المنام (الازرقي في تاريخ مكة ـ عن عثمان بن ساج بلاغاً).

٣٨٤٣٢ ـ الآياتُ بعد المائتين (ه ، ك ـ عن أبي قتادة).

٣٨٤٣٣ ـ الآياتُ خرزاتٌ منظوماتٌ في سلكٍ ، فاذا انقطعَ السلك فيتبعُ بعضُها بعضاً (حم ، ك ـ عن ابن عمر).

٣٨٤٣٤ ـ لا يذهبُ الليلُ والنهارُ حتى تُعبدَ اللاتُ والعُزى

---

(١) أخرجه أبو داود كتاب الصلاة باب في كراهية ...) رقم ٥٨١ . ص

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

قَالَ أَبُو مَسْعُود: هٰكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ.

١٠٩-(٢٩٣٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ:

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **«أَلا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا مَا حَدَّثَهُ نَبِيٌّ قَوْمَهُ؟ إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ مِثْلُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ، هِيَ النَّارُ، وَإِنِّي أَنْذَرْتُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ»**. [اخرجه البخاري: ٣٣٣٨].

١١٠-(٢٩٣٧) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى ابْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ ابْنَ سَمْعَانَ الْكِلابِيَّ (ح).

وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ (وَاللَّفْظُ لَهُ)، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، جُبَيْرِ ابْنِ نُفَيْرٍ.

عَنِ النَّوَّاسِ ابْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: **«مَا شَأْنُكُمْ؟»** قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: **«غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ، وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ، وَاللَّهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى ابْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللَّهِ! فَاثْبُتُوا»** قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: **«أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ»** قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاةُ يَوْمٍ، قَالَ: **«لا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ»** قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الأَرْضِ؟ قَالَ: **«كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لا يَدَانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ، مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

تغزو الهندَ وعصابةٌ تكون مع عيسى ابن مريم (حم ، ن والضياء ـ عن ثوبان) .

٣٨٨٤٥ ـ كيف بكم إذا نزل ابنُ مريم فيكم وإمامكم منكم (ق ـ عن أبي هريرة).

٣٨٨٤٦ ـ لا تزالُ طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة فينزلُ عيسى ابن مريم فيقول أميرُهم : تعالَ صلِّ لنا . فيقولُ : لا ، إن بعضكم على بعضٍ أمير تكرمةَ الله لهذه الأمة (حم ، م ـ عن جابر) (١) .

٣٨٨٤٧ ـ لم يسلط على الدجالِ إلا عيسى ابنُ مريم (الطيالسي عن أبي هريرة).

٣٨٨٤٨ ـ ليدركَنَّ الدجالُ قوماً مثلكم أو خيراً منكم ، ولن يخزي اللهُ أمةً أنا أولها وعيسى ابن مريم آخرُها (الحكيم ، ك ـ عن جبير بن نفير) .

٣٨٨٤٩ ـ ليقتلنَّ ابنُ مريم الدجال ببابِ لدّ (حم ـ عن مجمع ابن جارية) .

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الايمان باب نزول عيسى ابن مريم رقم ٢٤٧ . ص

كُلُّ منافقٍ ومنافقةٍ (خ ، م - عن أنس).

٣٨٨٣٣ - يومُ الخلاص وما يوم الخلاص ! يومُ الخلاص وما يومُ الخلاص ! يومُ الخلاص وما يوم الخلاص ! ثلاثاً ، فقيل له : وما يوم الخلاص ؟ قال يجيء الدجالُ فيصعدُ أُحداً فيطلعُ فينظرُ إلى المدينة ويقولُ لأصحابه : ألا ترون إلى هذا القصرِ الأبيضِ ؟ هذا مسجدُ أحمدَ ، ثم يأتي المدينة فيجدُ بكل نقبٍ من أنقابِها ملكاً مُصلِتاً ، فيأتي سبخةَ الجرفِ فيضربُ رواقه ، ثم ترجفُ المدينة ثلاث رجفات ، فلا يبقى منافقٌ ولا منافقة ولا فاسق ولا فاسقة إلا خرج إليه ، فتخلصُ المدينة فذلك يومُ الخلاصِ (حم ، ك - عن محجن ابن الأدرع) .

٣٨٨٣٤ - يقتلُ الدجالُ دون بابِ لدّ سبعَ عشرة ذراعاً (ابن عساكر - عن مجمع بن جارية) .

ابن صياد

٣٨٨٣٥ - إن يكن هو فلن تُسلط عليه ، وإن لم يكن هو فلا خير لك في قتلِه (حم ، ق ، - عن ابن عمر) [1]

---

(١) أخرجه مسلم كتاب الفتن باب ذكر ابن صياد رقم ٢٩٣٠ . ص

كتاب الفتاوى الحديثية لعلامة زمانه وفريد دهره ووحيد
أوانه بقية المجتهدين وخاتمة الفقهاء والمحدثين الشيخ
أحمد شهاب الدين بن حجر الهيتمي المكي والى
الله عليه موائد رحمته وغفرانه وأمطر
عليه سحائب كرمه واحسانه
وأعاد علينا وعلى
المسلمين من بركات
علومه
آمين

وبهامشه كتاب الدرر المنتثره في الاحاديث المشتهره
للامام جلال الدين الاسيوطي رحمه الله

أمراء لكرامة هذه الامة وأخرج أبو عمرو الدانى فى سننه أنه صلى الله عليه وسلم قال لا تزال طائفة من أمتى تقاتل على الحق حتى ينزل عيسى بن مريم عليه السلام عند طلوع الفجر ببيت المقدس ينزل على المهدى فيقال تقدم يا نبى الله فصل بنا فيقول هذه الامة امراء بعضهم على بعض وورد أنه صلى الله عليه وسلم قال فى المحرم ينادى مناد من السماء ألا ان صفوة الله فلان فاسمعوا له وأطيعوا وفى حديث يكون فى أمتى المهدى ان طال عمره أو قصر عاش سبع سنين أو ثمان سنين أو تسع سنين فيملؤها قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا وتمطر السماء مطرها وتخرج الارض بركتها وتعيش أمتى فى زمانه عيشا لم تعشه قبل ذلك وفى حديث آخر سيكون فى رمضان صوت وفى شوال معمعة وفى ذى القعدة تحارب القبائل وعلامته نهب الحاج وتكون ملحمة بمنى يكثر فيها القتل وتسيل فيها الدماء حتى تسيل دماؤهم على الجمرة حتى يهرب صاحبهم فيؤتى بين الركن والمقام فيبايع وهو كاره ويقال له ان أبيت ضربنا عنقك يرضى به ساكن السماء وساكن الارض وفى حديث آخر المهدى طاوس أهل الجنة وأخرج أبو نعيم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم منا المهدى يصلى عيسى بن مريم خلفه وأخرج ابن ماجه والرويانى وابن خزيمة وأبو عوانة والحاكم وأبو نعيم واللفظ له عن أبى أمامة قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر الدجال فقال فينفى من المدينة الخبث كما ينفى الكير خبث الحديد ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص قالت أم شريك يا رسول الله فأين العرب يومئذ قال هم يومئذ قليل وجلهم ببيت المقدس وامامهم المهدى رجل صالح فبينما امامهم قد تقدم يصلى بهم الصبح اذ نزل عليه عيسى ابن مريم الصبح فرجع ذلك الامام القهقرى ليقدم عيسى فيضع عيسى صلى الله على نبينا وعليه وسلم يده بين كتفيه فيقول له تقدم فصل فانها لك أقيمت فيصلى بهم امامهم وأخرج أبو نعيم عن أبى أمامة أنه صلى الله عليه وسلم قال المهدى من ولدى ابن أربعين سنة كأن وجهه كوكب فى خده الايمن خال أسود عليه عباءتان قطوانيتان كأنه من رجال بنى اسرائيل يستخرج الكنوز ويفتح مدائن الشرك وأخرج ابن الجوزى انه صلى الله عليه وسلم قال ملك الارض أربعة مؤمنان وكافران فالمؤمنان ذو القرنين وسليمان والكافران نمروذ وبختنصر وسيملكها خامس من أهل بيتى وأخرج الرويانى فى مسنده وأبو نعيم أنه صلى الله عليه وسلم قال المهدى رجل من ولدى وجهه كالكوكب الدرى وأخرجا أيضا عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المهدى رجل من ولدى لونه لون عربى وجسمه جسم اسرائيلى على خده الايمن خال كأنه كوكب درى يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا يرضى بخلافته أهل الارض وأهل السماء والطير فى الجو وأخرج أبو نعيم وغيره أنه صلى الله عليه وسلم قال يخرج المهدى من قرية يقال لها كرعة وأخرج الخطيب انه صلى الله عليه وسلم قال يحبس الروم على وال من عترتى اسمه يواطئ اسمى فيلتقون بمكان يقال له العماق فيقتتلون فيقتل من المسلمين الثلث أو نحو ذلك ثم يقتتلون يوما آخر فيقتل من المسلمين نحو ذلك ثم يقتتلون اليوم الثالث فيكون على الروم فلا يزالون حتى يفتحوا القسطنطينية فبينماهم يقتسمون فيها اذ أتاهم صارخ ان الدجال قد خلفكم فى ذراريكم وجاء من طرق أخرى عنه صلى الله عليه وسلم ان المهدى من عترته من ولد فاطمة رضى الله عنها ابنته وانه أجلى الجبهة أقنى الانف وفى رواية أشم الانف وفى رواية أخرى أعلى الجبهة أفرق الثنايا وانه يملك سبع سنين يملأ الارض عدلا وانه يقسم المال صحاحا بالسوية بين الناس ويملأ قلوب أمة محمد صلى الله عليه وسلم غنى ويسعهم عدله حتى انه يأمر مناديا فينادى من له حاجة فليأت الى فلا يأتيه الا رجل واحد يسأله فيأمر مناديا فيعطيه فيأمره أن يحثى له فيحثى له حتى لا يستطيع أن يحمله فيضع منه حتى يقدر على حمله ثم يقول لنفسه يأبى الناس كلهم وتأخذى٧ أنت فيرجع لرسول المهدى ليرده عليه فلا يقبله منه وان اسمه اسمه صلى الله عليه وسلم واسم أبيه اسم أبيه وانه يكون اختلاف عند موت خليفة فيخرج رجل من أهل المدينة هاربا الى مكة فيأتيه ناس من أهلها فيخرجونه وهو كاره فيبايعونه بين الركن والمقام ويبعث اليه بعث من الشام فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة فاذا رأى الناس ذلك أتاه أبدال الشام

(كلمة حق عند سلطان [illegible] البيهقى فى الشعب من حديث أبى أمامة بسند [illegible] وله شاهد من مرسل [illegible] ابن شهاب قلت الحديث عند أبى داود والترمذى من حديث أبى سعيد)

(حديث) أكثر أهل الجنة [illegible] البله البزار من حديث أنس

مطلب ورد انه صلى الله عليه وسلم قال ملك الارض [illegible]

٧ هكذا من غير نون فى النسخ وهو لغة قليلة فى الافعال الخمسة اه مصححه

أكرمني ومن أكرمني فقد أكرم الله الديلمي في الابانة من حديث عبدالله بن عمرو وقال غريب جدا

(حديث) اللهم انك أخرجتني من أحب البقاع الى فأسكني في أحب البلاد اليك الحاكم في مستدركه وقال ابن عبد البر لا يختلف

مطلب في علامة خروج المهدي

وسلم ولا تنشر حتى يخرج المهدي يمده الله بثلاثة آلاف من الملائكة يضربون وجوه من خالفهم وأدبارهم
يبعث وهو ما بين الثلاثين الى الاربعين وانه قال المهدي مني من قريش آدم ضرب من الرجال وانه قال اذا
خرجت الرايات السود الى السفياني التي فيها شعيب بن صالح تمنى الناس المهدي فيطلبونه فيخرج من
مكة ومعه راية رسول الله صلى الله عليه وسلم فيصلي ركعتين بعد أن ييئس الناس من خروجه لما طال عليهم من
البلاء فاذا فرغ من صلاته انصرف فقال يا أيها الناس يا أمة محمد ويا أهل بيته خاصة قد قهرنا وبغي علينا وانه
قال المهدي رجل منا من ولد فاطمة وانه يلي أمر الناس ثلاثين أو أربعين سنة وينافي هذا ما مر من أن مدة
ملكه سبع سنين أو تسع وقد يجاب ان صحا بأن السبع أو التسع فيها نهاية ملكه وما قبلها فيه بدايته فهذه
الآثار كلها عن علي كرم الله وجهه تكذب أولئك الضالين المارقين ويرد عليهم ما قال عبد الغافر الفارسي
وابن الجوزي وابن الاثير في ذكر علي ان المهدي من ولد الحسن وانه منفرج الفخذين أي بينهما تباعد ومما
جاء عن الحسن رضي الله عنه انه قال بالري رجل ربعة أسمر من بني تميم مجذوم كوسج يقال له شعيب بن صالح
في أربعة آلاف ثيابهم بيض وراياتهم سود يكون على مقدمة المهدي ولا يلقاه أحد الا قتله وما ورد عن ابن
عباس رضي الله عنهما أنه قال المهدي منا يدفعها الى عيسى بن مريم وان المهدي يبعث بعد اياس وحتى
يقول الناس لا مهدي وأنصاره أناس من أهل الشام عددهم ثلثمائة وخمسة عشر عدد أصحاب بدر يسيرون
اليه من الشام حتى يستخرجونه من بطن مكة من دار عند الصفا فيبايعونه كرها فيصلي بهم ركعتين عند المقام ثم
يصعد المنبر ومما ورد عن ابن مسعود رضي الله عنه ان الطرق اذا انقطعت وكثرت الفتن خرج سبعة نفر علماء
من أفق شتى على غير ميعاد يبايع لكل رجل منهم ثلثمائة وبضعة عشر رجلا حتى يجتمعوا بمكة فيلتقي
السبع فيقول بعضهم لبعض ما جاء بكم فيقولون جئنا في طلب هذا الرجل الذي ينبغي أن تهدى على يديه هذه
الفتن وتفتح به القسطنطينية قد عرفناه باسمه واسم أبيه وجنسه فيصيبونه بمكة فينفلت منهم الى المدينة
فيطلبونه بها فيخالفهم الى مكة فيأتون اليه بها فينفلت منهم الى المدينة فيطلبونه فيخالفهم الى مكة فيصيبونه
عند الركن فيقولون اثمنا عليك ودماؤنا في عنقك ان لم تمد يدك نبايعك هذا عسكر السفياني قد توجه في طلبنا
عليهم رجل من حرام فيجلس بين الركن والمقام فيمد يده فيبايع له فيلقي الله محبته في صدور الناس فيسير مع
قوم أسد بالنهار رهبان بالليل ويهزم الله على يديه الروم ويذهب الله على يديه الفقر وينزل الشام ومما جاء عن
عمرو بن العاص رضي الله عنه أن علامة خروج المهدي أن يخسف بجيش في البيداء ومما جاء عن أكابر
أهل البيت فيه قول محمد بن علي لمهدينا آيتان لم يكونا منذ خلق الله السموات والارض ينكسف القمر
لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه ولم يكونا منذ خلق الله السموات والارض وقول محمد
ابن الحنفية تخرج رايات سود لبني العباس ثم تخرج من خراسان أخرى سود قلانسهم سود وثيابهم
بيض على مقدمتهم رجل يقال له شعيب بن صالح من تميم يهزمون أصحاب السفياني حتى ينزل بيت المقدس
يوطئ للمهدي سلطانه ويمد اليه ثلثمائة من الشام يكون بين خروجه وبين أن يسلم الامر للمهدي
اثنان وسبعون شهرا وقول أبي جعفر لا يخرج المهدي حتى يروا الظلمة وقوله ينادي مناد من السماء
ان الحق في آل محمد وينادي مناد من الارض ان الحق في آل عيسى أو في العباس فشك فيه وانما
الصوت الاسفل كلمة الشيطان والصوت الاعلى كلمة الله العليا وقول جعفر يقوم المهدي سنة مائتين وقوله
يظهر المهدي بمكة عند العشاء معه راية رسول الله صلى الله عليه وسلم وقميصه وسيفه وعلامات ونور وبيان
فاذا صلى العشاء خطب خطبة بأعلى صوته وذكر طولها ثم قال فيظهر في ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا عدد
أهل بدر على غير ميعاد رهبان بالليل أسد بالنهار فيفتح الله له أرض الحجاز ويستخرج من كان في السجن
من بني هاشم وتنزل الرايات السود بالكوفة فيبعث بالبيعة الى المهدي ويبعث المهدي جنوده الى الآفاق
ويميت الجور وأهله وتستقيم له البلدان ويفتح الله على يديه القسطنطينية وجاء عن محمد بن الحسين المهدي
يخرج أيام العيس... حتى يستوي على منبر دمشق وعمره ثمان عشرة سنة ويعارضه الحديث السابق

سُنَنُ ابنِ ماجَهْ

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن يزيد،

(ابن ماجه) القزويني

(٢٠٩ - ٢٧٣)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنِّفِ وأبي الحسن القطان
في زياداتِه؛ عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع
أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل كتاب «مصباح الزجاجة» للبوصيري
عند الأحاديث التي تكلَّمَ فيها وفي تخريجها، وترجمة المصنِّفِ،
ومن نقلتُ عنه في أحكامِ الأحاديث، وأشياء أُخرى.

اعتنى به فريق

بيتُ الأفكارِ الدّوليّة

اللَّهَ فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ قَالَ فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلاَدِهِمْ فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَلاَ يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلاَّ شَرِبُوهُ وَلاَ بِشَيْءٍ إِلاَّ أَفْسَدُوهُ فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ فَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ فَتَنْتَنُ الأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ فَأَدْعُو اللَّهَ فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الأَرْضُ مَدَّ الأَدِيمِ فَعُهِدَ إِلَيَّ مَتَى كَانَ ذَلِكَ كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ كَالْحَامِلِ الَّتِي لاَ يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلاَدَتِهَا.

قَالَ الْعَوَّامُ وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

مؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان في "الثقات"، وباقي رجال الإسناد ثقات.

رواه أبو بكر بن أبي شيبة عن يزيد بن هارون بإسناده ومتنه.

ورواه أبو يعلى الموصلي: حدثنا أبو خيثمة، حدثنا يزيد بن هارون فذكر نحوه.

ورواه الحاكم في "المستدرك" عن أبي العباس أحمد بن محمد المحبوبي، عن سعيد بن مسعود، عن يزيد بن هارون، به. وقال: هذا حديث صحيح الإسناد]

٣٤- بَابُ خُرُوجِ الْمَهْدِيِّ

٤٠٨٢-(ضعيف) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ فَقَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلاَءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَعَهُمْ رَايَاتٌ سُودٌ فَيَسْأَلُونَ الْخَيْرَ فَلاَ يُعْطَوْنَهُ فَيُقَاتِلُونَ فَيُنْصَرُونَ فَيُعْطَوْنَ مَا سَأَلُوا فَلاَ يَقْبَلُونَهُ حَتَّى يَدْفَعُوهَا إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَيَمْلَؤُهَا قِسْطًا كَمَا مَلَئُوهَا جَوْرًا فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَأْتِهِمْ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد الكوفي مختلف فيه.

رواه أبو بكر بن أبي شيبة في "مسنده" عن معاوية بن هشام فذكره بإسناده ومتنه سواء

ورواه وأبو يعلى الموصلي حدثنا محمد بن يزيد بن رفاعة، حدثنا أبو بكر بن عياش، حدثنا يزيد أبي زياد فذكره بزيادة ونقص ألفاظ.

لكن لم ينفرد به يزيد بن أبي زياد، عن إبراهيم، فقد رواه الحكم في "المستدرك" من طريق عمرو بن قيس، عن الحاكم، عن إبراهيم به]

٤٠٨٣-(حسن) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ عَنْ أَبِي صِدِّيقٍ النَّاجِيِّ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلاَّ فَتِسْعٌ فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ تُؤْتَى أُكُلَهَا وَلاَ تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي فَيَقُولُ خُذْ.

٤٠٨٤-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَأَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ.

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْتَتِلُ عِنْدَ كَنْزِكُمْ ثَلاَثَةٌ كُلُّهُمُ ابْنُ خَلِيفَةٍ ثُمَّ لاَ يَصِيرُ إِلَى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلاً لَمْ يُقْتَلْهُ قَوْمٌ.

ثُمَّ ذَكَرَ شَيْئًا لاَ أَحْفَظُهُ فَقَالَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَبَايِعُوهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ.

[قال البوصيري: هذا إسناد صحيح رجاله ثقات.

رواه الحاكم في "المستدرك" من طريق الحسين بن حفص، عن سفيان، به. وقال: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين.

ورواه أحمد بن حنبل في "مسنده" ولفظه: إذا رأيتم الرايات السود قد جاءت فأتوها من قبل خراسان فان فيها خليفة اللّه المهدي]

٤٠٨٥-(حسن) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ حَدَّثَنَا يَاسِينُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.

إبراهيم بن محمد وثقه العجلي وذكره ابن حبان في "الثقات". وقال البخاري في "التاريخ": في إسناده نظر.

وياسين العجلي، قال البخاري: فيه نظر، قال: ولا أعلم له حديثاً غير هذا. وقال ابن معين وأبو زرعة: لا بأس به.

وأبو داود الحفري: اسمه عمر بن سعد احتج به مسلم في "صحيحه".

وباقي رجال الإسناد ثقات.

رواه أبو يعلى الموصلي (:حدثنا) أبو بكر (بن أبي شيبة) حدثنا أبو داود عمر بن سعد، حدثنا ياسين فذكره]

٤٠٨٦-(صحيح) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ.

كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ.

٤٠٨٧-(موضوع) حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زِيَادٍ الْيَمَامِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ نَحْنُ وَلَدَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَا وَحَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ.

[قال البوصيري: هذا إسناد فيه مقال.

علي بن زياد لم أر من جرحه ولا من وثقه، وباقي الرجال ثقات.

قال المزي في "الأطراف": كذا عنده والصواب "عبداللّه بن زياد" قاله محمد بن خلف الحدادي، عن سعد بن عبد الحميد وتابعه أبو بكر محمد بن صالح بن يزيد القتاد، عن محمد بن الحجاج، عن عبداللّه بن زياد السحيمي]

٤٠٨٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِيِّ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهُ.

[قال البوصيري: هذا إسناد ضعيف لضعف عمرو بن جابر وابن لهيعة]

٣٥- بَابُ الْمَلاَحِمِ

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

بصاحبه ، إنما صاحبه منا شاب من قريش يقسمه في سبيل الله في آخر الزمان (نعيم) .

٣٩٦٧٥ ـ عن علي قال : المهدى رجل منا من ولد فاطمة (نعيم) .

٣٩٦٧٦ ـ عن علي قال : يلي المهدي أمر الناس ثلاثين سنة أو أربعين سنة (نعيم) .

٣٩٦٧٧ ـ عن علي قال : ويحا للطالقان ! فان لله فيها كنوزاً ليست من ذهب ولا من فضة ولكن بها رجال عرفوا الله حق معرفته وهم أنصار المهدي آخر الزمان (أبو غنم الكوفي في كتاب الفتن) .

٣٩٦٧٨ ـ عن علي قال : ليخرجن رجل من ولدي عند اقتراب الساعة حين تموت قلوب المؤمنين كما تموت الأبدان لما لحقهم من الضر والشدة والجوع والقتل وتواتر الفتن والملاحم العظام وإماتة السنن وإحياء البدع وترك الامر بالمعروف والنهي عن المنكر ، فيحي الله بالمهدي محمد بن عبد الله السنن التي قد أميتت ويسر بعدله وبركته قلوب المؤمنين وتتألف إليه عصب من العجم وقبائل من

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بامام بعد امام لعلهم يتذكرون واكمل الدين بائمة وحجج في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلوة والسلام على من بشر به وباوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وآله مصابيح الدجى الى يوم يبعثون ولعنة الله على اعدائهم ما دامت السموات والارضون **اما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الانوار في تاريخ الامام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الانوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الابصار والحاضر في قلوب الاخيار وحليف الايمان وكاشف الاحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن امام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الازمان من مؤلفات خادم اخبار الائمة الاخيار وتراب اعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الاطهار وجعلهما في دولتهم من الاعوان والانصار

باب ولادته واحوال امه صلوات الله عليه

كا ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني عن علان الرازي قال اخبرني بعض اصحابنا انه لما حملت جارية ابي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب قالت بعث الي ابو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي افطارك الليلة عندنا فانها ليلة النصف من شعبان فان الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في ارضه قالت فقلت له ومن امه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها اثر فقال هو ما اقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف امسيت فقلت بل انت سيدتي وسيدة اهلي قالت فانكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية ان الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فجلست واستحيت فلما ان فرغت من صلوة العشاء الآخرة افطرت واخذت مضجعي فرقدت فلما ان كان في جوف الليل قمت الى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي ابو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فان الامر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما انا كذلك اذ انتبهت فزعة فوثبت اليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم اخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فاذا انا به ساجدا يتلقى الارض بمساجده فضممته الي فاذا انا به نظيف منظف فصاح بي ابو محمد عليه السلام هلمي الي ابني يا عمة فجئت به اليه فوضع يديه تحت اليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم ادلى لسانه في فيه وامر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا رسول الله ثم صلى على امير المؤمنين وعلى الائمة الى ان وقف على ابيه ثم احجم قال ابو محمد يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها واتني به فذهبت به فسلم عليها

باب ما ورد من حباء الله نبيه صلى الله عليه وآله وسلم ومكرماته بالمهدي عليه السلام الأئمة من طرق الخاصة والعامة

19

هاشم سبعة لم يخلق مثلهم ممن مضى ولا يخلق مثلهم فيمن بقي انت يا رسول الله سيد النبيين وعلي بن ابي طالب وصيك سيد الوصيين والحسن و
الحسين سبطاك سيدا الاسباط وحمزة عمك سيد الشهداء وجعفر ابن عمك الطيار في الجنة يطير مع الملائكة حيث يشاء ومنكم القائم يصلي عيسى بن
مريم خلفه اذا اهبطه الله الى الارض من ذرية علي وفاطمة من ولد الحسين ع **كشف** وفي الأربعين حديثا جمعها الحافظ ابو نعيم احمد بن عبد الله رحمه الله

[illegible]

بعينا الله ثم اطلع اطلاعة فاختار منها بعلك واوحى الي ان انكحك اياه يا فاطمة ونحن اهل بيت قد اعطانا الله عز وجل سبع خصال لم يعط احد قبلنا
ولا يعطى احد بعدنا انا خاتم النبيين واكرم النبيين على الله عز وجل واحب المخلوقين الى الله عز وجل وانا ابوك ووصيي خير الاوصياء واحبهم الى الله
عز وجل وهو بعلك وشهيدنا خير الشهداء واحبهم الى الله عز وجل وهو حمزة بن عبد المطلب عم ابيك وعم بعلك ومنا من له جناحان يطير في
الجنة مع الملائكة حيث يشاء وهو ابن عم ابيك واخو بعلك ومنا سبطا هذه الامة وهما ابناك الحسن والحسين وهما سيدا شباب اهل الجنة وابوهما
والذي بعثني بالحق خير منهما يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا ومرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت
السبل واغار بعضهم على بعض فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين
في آخر الزمان كما قمت به في اول الزمان ويملأ الارض عدلا كما ملئت جورا يا فاطمة لا تحزني ولا تبكي فان الله عز وجل ارحم بك وارأف عليك مني وذلك
لمكانك مني وموقعك من قلبي قد زوجك الله زوجك وهو اعظمهم حسبا واكرمهم منصبا وارحمهم بالرعية واعدلهم بالسوية وابصرهم بالقضية
وقد سألت ربي عز وجل ان تكوني اول من يلحقني من اهل بيتي قال علي لم تبق فاطمة بعده الا خمسة وسبعين يوما حتى الحقها الله به م الثامن في
ان المهدي هو الحسيني وباسناده عن حذيفة رضي الله عنه قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرنا ما هو كائن ثم قال لو لم يبق من الدنيا الا يوم واحد لطول الله

[illegible]

عيانا للناس فتنعم الامة وتعيش الماشية وتخرج الارض نباتها ويعطى المال صحاحا السادس عشر في قوله على راسه غمامة باسناده عن عبد الله
بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخرج المهدي وعلى راسه غمامة فيها مناد ينادي هذا المهدي خليفة الله فاتبعوه السابع عشر في قوله على راسه ملك
وباسناده عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخرج المهدي وعلى راسه ملك ينادي هذا المهدي فاتبعوه الثامن عشر في بشارة النبي

عن الزهري عن علي بن الحسين عن ابيه عليهم السلام ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لفاطمة [illegible]

[illegible]

سجلٌّ عظيمٌ للأحاديث النبوية في مناقب الإمام علي
وأهل البيت عليهم السَّلام

للعلامة الفاضل الشيخ الأمجد والسيد السند شيخ سليمان ابن شيخ إبراهيم
المعروف بخواجه كلان ابن شيخ محمد معروف المشتهر به بابا
خواجه الحسيني البلخي القندوزي الحنفي رحمه الله آمين

صححه وعلق عليه

علاء الدين الأعلمي

الجزء الثالث

منشورات
مؤسسة الأعلمي للمطبوعات
بيروت - لبنان
ص ب : ٧١٢٠

الحق، ظاهرين إلى يوم القيامة، فينزل عيسى بن مريم فيقول له أميرهم: تعال صلِّ بنا! فيقول: لا، إن بعضكم على بعض أمراء، تكرمة من الله تبارك وتعالى لهذه الأمة! قال: هذا حديث حسن صحيح، أيضاً رواه مسلم في صحيحه. أخرج الكنجي بسنده عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: كيف أنتم إذا نزل ابن مريم عليه السلام فيكم، وإمامكم منكم؟! قال: هذا حديث حسن صحيح، أيضاً رواه البخاري ومسلم في صحيحيهما. أخرج الكنجي بسنده عن ابن عمر قال: قال النبي ﷺ: يخرج المهدي من قرية يقال لها كرعة، وعلى رأس المهدي ملك ينادي: ألا إن هذا المهدي فاتبعوه. هذا حديث حسن، أيضاً رواه أبو نعيم والطبراني وغيرهما. وفي كتاب الفتن للحافظ نعيم بن حماد، بسنده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: منا الذي يصلي عيسى بن مريم خلفه. وفيه بسنده عن هشام بن محمد قال: المهدي الذي يؤم عيسى بن مريم عليه السلام. وفي كتاب فضل الكوفة لمحمد بن علي العلوي، بسنده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يملك المهدي أمر الناس سبعاً أو عشراً، أسعد الناس به أهل الكوفة.

الباب التاسع والسبعون

في ذكر ولادة القائم المهدي (ع) وزايجة ولادته وزايجة عيسى (ع)

وفي كتاب الغيبة للشيخ محمد بن علي بن الحسين قدس سره، عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى الكاظم رضي الله عنهم قال: حدثتني حكيمة بنت الإمام محمد التقي الجواد: بعث إليّ الإمام أبو محمد الحسن العسكري فقال: يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا، فإنها ليلة النصف من شعبان، فإن الله تبارك وتعالى يظهر في هذه الليلة حجته في أرضه. قالت: فاستقمت ونمت، ثم قمت وقت السحر، وقرأ الّم السجدة ويسّ، فاضطربت نرجس فكشف الثوب عنها، فإذا به المولود ساجداً، فنادى أبو محمد: هلمي إلى ابني يا عمة! فجئت به إليه فوضع قدميه على صدره، وأدخل لسانه في فيه، وأمرّ يده على عينيه وأُذنيه ومفاصله، ثم قال: تكلم يا بني فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً رسول الله ﷺ. ثم صلّى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن صلى على أبيه، ثم قال أبو محمد: يا عمة، اذهبي به إلى أُمه يسلّم عليها، وإيتيني به. فذهبت به فسلم على أمه، ثم رددته فوضعته

نور الأبصار

في

مناقب آل بيت النبى المختار

صلى الله عليه وسلم

تأليف

الشيخ مؤمن بن حسن مؤمن الشبلنجي

قدم له

دكتور

عبد العزيز سالمان

المكتبة التوفيقية

أمام الباب الأخضر - سيدنا الحسين

(وهذه نبذة من الأحاديث الواردة في حقه) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «لو لم يبق إلا يوم لبعث الله تعالى رجلا من أهل بيتي يملؤها عدلا كما ملئت جورًا» أخرجه أبو داود في سننه وأخرج أبو داود والترمذي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه سمعت رسول الله ﷺ يقول: «المهدي مني أجلى الجبهة أقنى الأنف يملأ الأرض قسطًا وعدلا كما ملئت جورًا وظلمًا» زاد أبو داود «يملك سبع سنين» وقال الترمذي حديث ثابت صحيح ورواه الطبراني في معجمه وغيره وأخرج ابن شبرويه في كتاب الفردوس في باب الألف واللام عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ «المهدي طاووس أهل الجنة» وعنه بإسناده عن حذيفة بن اليمان رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: «المهدي ولدي وجهه كالقمر الدري واللون منه لون عربي والجسم جسم إسرائيلي يملأ الأرض عدلا كما ملئت جورًا يرضى بخلافته أهل السموات والأرض والطير في الجو يملك عشر سنين» وأخرج الحافظ أبو نعيم عن ثوبان رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: «إذا رأيتم الرايات السود قد أقبلت من خراسان فأتوها ولو حبوا على الثلج فإن فيها خليفة الله المهدي» وأخرج أبو نعيم أيضًا عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: «يخرج المهدي من قرية يقال لها كريمة». وأخرج الحافظ أبو عبد الله محمد بن ماجة القزويني في حديث طويل في نزول عيسى ابن مريم عليه السلام عن أبي أمامة الباهلي رضي الله عنه قال: «خطبنا رسول الله ﷺ وذكر الدجال فقال فيه إن المدينة تنفي خبثها كما ينفي الكير خبث الحديد ويدعى ذلك اليوم يوم الخلاص قالت أم شريك بنت أبي العسكر فأين العرب يومئذ قال ﷺ هم يومئذ قليل وجلهم ببيت المقدس وأمامهم المهدي وقد تقدم ليصلي بهم الصبح إذ نزل عيسى ابن مريم فرجع ذلك الإمام ينكص عن عيسى القهقرى ليتقدم عيسى يصلي بالناس فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول له تقدم» وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: «كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم» رواه البخاري ومسلم في صحيحيهما وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: «لا تزال طائفة من أمتي

يقاتلون على الحق ظاهرين إلى يوم القيامة قال فينزل عيسى ابن مريم على نبينا وعليه الصلاة والسلام فيقول أميرهم صل بنا فيقول ألا إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله لهذه الأمة» أخرجه مسلم في صحيحه عن أبي هرون العبدي وفي صحيح مسلم عن أبي سعيد وجابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: «يكون في آخر الزمان خليفة يقسم المال ولا يعده عدًا». وروى الإمام أحمد في مسنده عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: «أبشركم بالمهدي يملأ الأرض قسطًا كما ملئت جورًا وظلمًا يرضى عنه سكان السماء والأرض يقسم المال صحاحًا فقال رجل ما معنى صحاحًا قال بالسوية بين الناس ويملأ قلوب أمة محمد ﷺ غنى ويسعهم عدله حتى يأمر مناديًا ينادي يقول من له بالمال حاجة فليقم فما يقوم من الناس إلا رجل واحد فيقول أنا فيقول له ائت السادن يعني الخازن فقل له إن المهدي يأمرك أن تعطيني مالا فيحثو له في ثوبه حثوا حتى إذا صار في ثوبه يندم ويقول كنت أجشع أمة محمد ﷺ نفسًا أعجز عما وسعهم فيرده إلى الخازن فلا يقبل منه ويقول إنا لا نأخذ شيئًا مما أعطيناه فيكون المهدي كذلك سبع سنين أو ثماني أو تسعًا ثم لا خير في العيش بعده أو قال ثم لا خير في الحياة بعده» وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: «يكون عند انقطاع من الزمان وظهور من الفتن رجل يقال له المهدي عطاؤه هينًا». أخرجه أبو نعيم في الرد على من زعم أن المهدي هو المسيح وعن علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: «قلت يا رسول الله أمنا آل محمد المهدي أو من غيرنا فقال ﷺ لا بل منا يختم الله له الدين كما افتتح بنا وبنا ينقذون من الفتنة كما أنقذوا من الشرك وبنا يؤلف الله قلوبهم بعد عداوة الفتنة كما ألف بين قلوبهم بعد عداوة الشرك وبنا يصبحون بعد عداوة الفتنة إخوانًا في دينهم» قال بعض أهل العلم هذا حديث حسن عال رواه الحفاظ في كتبهم أما الطبراني فقد ذكره في المعجم الأوسط وأما أبو نعيم فرواه في حلية الأولياء وأما عبد الرحمن بن حماد فقد ساقه في عواليه وعن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ: «يخرج المهدي وعلى رأسه غمامة فيها ملك ينادي هذا خليفة الله المهدي فاتبعوه»

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث،

وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها،

ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية،

وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه

في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

٣٥- كِتَابُ المَهْدِيِّ

١- بَاب

٤٢٧٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي خَالِدٍ عَنْ أَبِيهِ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لاَ يَزَالُ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا حَتَّى يَكُونَ عَلَيْكُمُ اثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ تَجْتَمِعُ عَلَيْهِ الأُمَّةُ فَسَمِعْتُ كَلاَمًا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ أَفْهَمْهُ قُلْتُ لأَبِي مَا يَقُولُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ. [خ: ٧٢٢٢، ٧٢٢٣][م: ١٨٢١].

٢- بَاب

٤٢٨٠-(صحيح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لاَ يَزَالُ هَذَا الدِّينُ عَزِيزًا إِلَى اثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً قَالَ فَكَبَّرَ النَّاسُ وَضَجُّوا ثُمَّ قَالَ كَلِمَةً خَفِيفَةً قُلْتُ لأَبِي يَا أَبَتِ مَا قَالَ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ[خ: ٧٢٢٢، ٧٢٢٣][م: ١٨٢١].

٣- بَاب

٤٢٨١-(صحيح إلا) حَدَّثَنَا ابْنُ نُفَيْلٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا الأَسْوَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيُّ.

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ زَادَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوا ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا قَالَ ثُمَّ يَكُونُ الْهَرْجُ.

[قال الألباني :صحيح دون قوله :"فلما رجع."]

٤- بَاب

٤٢٨٢-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُمْ (ح).

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ (ح).

وحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ (ح).

وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا زَائِدَةُ (ح).

وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرٍ الْمَعْنَى وَاحِدٌ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلاَّ يَوْمٌ قَالَ زَائِدَةُ فِي حَدِيثِهِ لَطَوَّلَ اللَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ ثُمَّ اتَّفَقُوا حَتَّى يَبْعَثَ فِيهِ رَجُلاً مِنِّي أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي زَادَ فِي حَدِيثِ فِطْرٍ يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَقَالَ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ لاَ تَذْهَبُ أَوْ لاَ تَنْقَضِي الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي.

قَالَ أَبُو دَاوُد لَفْظُ عُمَرَ وَأَبِي بَكْرٍ بِمَعْنَى سُفْيَانَ.

[قال الترمذي: هو حديث حسن صحيح]

٥- بَاب

٤٢٨٣-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا فِطْرٌ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي بَزَّةَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ.

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلاَّ يَوْمٌ لَبَعَثَ اللَّهُ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَؤُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا.

٦- بَاب

٤٢٨٤-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَسَمِعْتُ أَبَا الْمَلِيحِ يُثْنِي عَلَى عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ وَيَذْكُرُ مِنْهُ صَلاَحًا.

[قال المنذري: قال أبو جعفر العقيلي: علي بن نفيل: حراني، هو جد النفيلي، عن سعيد بن المسيب في المهدي لا يتابع عليه ولا يعرف إلا به وساق هذا الحديث، هذا آخر كلامه. وفي إسناد هذا الحديث أيضاً زياد بن بيان. قال الحافظ أبو أحمد بن عدي: زياد بن بيان سمع علي بن النفيلي جد النفيلي في إسناده نظر. سمعت ابن حماد يذكره عن البخاري وساق الحديث. وقال: والبخاري إنما أنكر من حديث زياد بن بيان هذا الحديث وهو معروف به، هذا آخر كلامه، وقال غيره: وهو كلام معروف من كلام سعيد بن المسيب، والظاهر أن زياد بن بيان وهم في رفعه انتهى كلام المنذري]

٧- بَاب

٤٢٨٥-(حسن) حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الأَنْفِ يَمْلأُ الأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ.

[قال المنذري: في إسناده عمران القطان وهو أبو العوام عمران بن داور القطان البصري استشهد به البخاري ووثقه عفان بن مسلم وأحسن عليه الثناء يحيى بن سعيد القطان وضعفه يحيى بن معين والنسائي انتهى]

٨- بَاب

٤٢٨٦-(ضعيف) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ صَاحِبٍ لَهُ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ يَكُونُ اخْتِلاَفٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذَلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ثُمَّ يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذَلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَالْخَيْبَةُ لِمَنْ لَمْ يَشْهَدْ غَنِيمَةَ كَلْبٍ فَيَقْسِمُ الْمَالَ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ

ﷺ وَيُلْقِي الإِسْلاَمُ بِجِرَانِهِ فِي الأَرْضِ فَيَلْبَثُ سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ.

قَالَ أَبُو دَاوُد قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ سِنِينَ و قَالَ بَعْضُهُمْ سَبْعَ سِنِينَ [م: ٢٨٨٢].

٩- بَاب

٤٢٨٧-(ضعيف) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَالَ تِسْعَ سِنِينَ.

قَالَ أَبُو دَاوُد و قَالَ غَيْرُ مُعَاذٍ عَنْ هِشَامٍ تِسْعَ سِنِينَ.

١٠- بَاب

٤٢٨٨-(ضعيف) حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَحَدِيثُ مُعَاذٍ أَتَمُّ.

١١- بَاب

٤٢٨٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ.

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِقِصَّةِ جَيْشِ الْخَسْفِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا قَالَ يُخْسَفُ بِهِمْ وَلَكِنْ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ.[م: ٢٨٨٢].

١٢- بَاب

٤٢٩٠-(ضعيف) قَالَ أَبُو دَاوُد حُدِّثْتُ عَنْ هَارُونَ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ ؓ وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ وَلاَ يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَمْلأُ الأَرْضَ عَدْلاً.

[قال المنذري: هذا منقطع، أبو إسحاق السبيعي رأى علياً عليه السلام رؤية]

٤٢٩٠(م)-(ضعيف) وَقَالَ هَارُونُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ طَرِيفٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا ؓ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ حَرَّاثٍ عَلَى مُقَدِّمَتِهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ يُوَطِّئُ أَوْ يُمَكِّنُ لآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَبَ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهُ أَوْ قَالَ إِجَابَتُهُ.

[قال المنذري: وهذا منقطع قال فيه أبو داود قال هارون بن المغيرة، وقال الحافظ: أبو القاسم الدمشقي هلال بن عمرو وهو غير مشهور عن علي]

مستند اور با محاورہ ترجمہ

جلد سوم

مشکوٰۃ شریف

اردو ترجمہ
مشکوٰۃ المصابیح

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

ترجمہ

مولانا عابد الرحمٰن کاندھلوی مرحوم

عنوانات ○ مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (صاحب مظاہر حق جدید)

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

۵۲۱۵ وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَعَلَتْ أُمَّتِيْ خَمْسَ عَشْرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا أَبَاهُ وَقَالَ وَشُرِبَ الْخُمُوْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ میری امت ان پندرہ باتوں کو کرے گی (جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا ہے) تو اس پر وہ بلا نازل ہوگی (جس کا ذکر اوپر کی حدیث میں کیا گیا ہے) حضرت علی رض نے یہ پندرہ باتیں گنائیں لیکن ان میں "علم کو دین کے لئے نہیں دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھنے کا ذکر نہیں کیا۔ اور جب آدمی اپنے دوست کو اپنا ہم نشین بنائے گا اور باپ کو اپنے سے دُور رکھے گا" کی جگہ یہ الفاظ بیان کئے کہ جب دوست کے ساتھ احسان کریگا اور باپ پر ظلم و ستم ڈھائے گا اور "جب شرابیں پی جائیں گی" کی جگہ "جب ریشم پہنا جائے گا" بیان کیا۔ (ترمذی)

امام مہدی کے بارے میں پیش گوئی

۵۲۱۶ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاؤُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْهِ رَجُلًا مِّنِّيْ أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِيْ وَاسْمُ أَبِيْهِ اِسْمَ أَبِيْ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اس وقت تک فنا نہ ہوگی جب تک عرب پر ایک شخص قبضہ نہ کرے گا یہ شخص میرے خاندان سے ہوگا اور اس کا نام میرے نام پر ہوگا (ترمذی۔ ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اگر دنیا کے فنا ہونے میں صرف ایک دن ہی باقی رہ جائیگا کہ خداوند تعالیٰ اس دن کو دراز کردے گا یہاں تک کہ اللہ بزرگ و برتر میرے خاندان میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا وہ زمین کو عدل و انصاف سے معمور کردیگا جس طرح کہ وہ اس وقت سے پہلے ظلم و ستم سے معمور تھی۔

حضرت امام مہدی حضورؐ کی اولاد میں سے ہوں گے

۵۲۱۷ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ۔

حضرت ام سلمہ رض کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ مہدی میری عترت میں سے ہوں گے یعنی اولاد فاطمہ رض میں سے۔ (ابوداؤد)

۵۲۱۸ وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّيْ أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاؤُدَ۔

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مہدی میری اولاد میں سے ہے۔ روشن و کشادہ پیشانی۔ بلند ناک۔ وہ زمین کو اسی طرح داد و عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھری تھی وہ سات برس تک زمین کا مالک رہے گا۔ (ابوداؤد)

حضرت امام مہدی کی سخاوت

۵۲۱۹ وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيْءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ يَا

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے واقعہ کے سلسلہ میں فرمایا۔ مہدی کے پاس ایک شخص آئے گا اور کہے

كتاب

لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية

لشرح

الدرة المضية في عقد الفرقة المرضية

تأليف

العالم الطويل الباع الواسع الاطلاع صاحب البرهان الجلي
الشيخ محمد بن احمد السفاريني الاثري الحنبلي
رحمه الله تعالى

الجزء الثاني

أخذت تعليقات هذا الكتاب من التعليقات التي علقت بها على النسخة المخطوطة مفتي الديار النجدية الشيخ عبد الله بن عبد الرحمن أبا بطين المتوفى عام ١٢٨٢ هجرية والشيخ سليمان بن سحمان وغيرهما من أهل العلم ..

عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « المهدى رجل من ولدى وجهه كالكوكب الدري اللون لون عربي والجسم جسم اسرائيلي يملأ الارض عدلا كما ملئت جورا يرضى في خلافته أهل الارض وأهل السماء والطير في الجو يملك عشرين سنة » أخرجه أبو نعيم في مناقب المهدى والطبرانى في معجمه • وأخرج أبو داود والبيهقي عن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « المهدى مني أجلى الجبهة أقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين » وأخرج أبو نعيم من حديث عبد الرحمن بن عوف رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « ليبعثن الله في عترتى رجلا أفرق الثنايا أجلى الجبهة يملأ الارض عدلا ويفيض المال فيضا » وفي مرفوع عمران بن حصين انه حين ذكره رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا رسول الله كيف لنا بهذا حتى نعرفه ؟ قال « هو رجل من ولدى كأنه من رجال بنى اسرائيل عليه عباءتان قطوانيتان كان في وجهه الكوكب الدرى في اللون في خده الايمن خال أسود ابن أربعين سنة » أخرجه الامام أبو عمرو الداني في سننه • وأخرج أبو نعيم من حديث أبى امامة رضى الله عنه مرفوعا « المهدى من ولدى ابن أربعين سنة كان وجهه كوكب درى في خده الايمن خال اسود عليه عباءتان قطوانيتان كأنه من رجال بنى اسرائيل يستخرج الكنوز ويفتح مدائن الترك » وفي حديث أبى وائل عن علي رضى الله عنه قال نظر الى الحسن وقال ان ابنى هذا سيد كما سماه رسول الله صلى الله عليه وسلم سيخرج من صلبه رجل باسم نبيكم يخرج على حين غفلة من الناس واماتة الحق واظهار الجور يفرح بخروجه أهل السماء وسكانها ، وهو رجل أجلى الجبين أقنى الانف ضخم البطن أزيل الفخذين بفخذه الايمن شامة أفلج الثنايا يملأ الارض عدلا كما ملئت ظلما وجورا • وعن أبى جعفر محمد الباقر قدس الله سره قال سئل أمير المؤمنين علي رضى الله عنه عن صفة المهدى قال : هو شاب مربوع حسن الوجه يسيل شعره على منكبيه يعلو نور وجهه سواد شعره ولحيته ورأسه • وفي رواية أخرى عن علي رضى الله عنه ان المهدى كث اللحية أكحل

توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا تنشر حتى يخرج المهدى مكتوب على رأسها « البيعة لله » كذا في الاشاعة للعلامة السيد محمد البرزنجي المدني ، ويغرس قضيبا يابسا في أرض يابسة فيخضر ويورق ،ويطلب منه آية فيومى الى طير في الهواء بيده فيسقط على يده وينادى مناد من السماء : أيها الناس ان الله قطع عنكم الجبارين والمنافقين وأشياعهم وولاكم خير أمة محمد صلى الله عليه وسلم فألحقوه بمكة فانه المهدى واسمه محمد بن عبد الله ، وتخرج الارض أفلاذ كبدها مثل الاسطوانات من الذهب ويخرج كنز الكعبة المدفون فيها فيقسمه في سبيل الله • رواه أبو نعيم عن على رضى الله عنه • ويستخرج تابوت السكينة من غار أنطاكية أو من بحيرة طبرية فيخرج حتى يحمل فيوضع بين يديه ببيت المقدس فاذا نظر اليه يهود أسلموا الا قليل منهم ، وتأتيه الرايات السود من خراسان فيرسلون اليه البيعة ، وتنشف الفرات فتحسر عن جبل من ذهب • وذكروا أنه ينكسف القمر أول ليلة من رمضان والشمس ليلة النصف •ونظرفى هذا الشيخ مرعى بأن العادة انكساف القمر ليالى الابدار والشمس أيام الاسرار ، ولكن من الممكن أن يكون ذلك آية لظهوره وفيها خرق للعادة • وروى أبو نعيم في الفتن قال شريك بلغنى أن القمر قبل خروجه ينكسف مرتين برمضان • وذكر الكسائى عن كعب الاحبار أن القمر ينكسف ثلاث ليال متواليات • وروى عن كعب الاحبار يطلع نجم بالمشرق وله ذنب يضيء كما يضيء القمر ينعطف حتى يلتقى طرفاه أو يكاد • وفى الديلمى مرفوعا تكون هدة في رمضان توقظ النائم وتفزع اليقظان • ومن وجه آخر يكون صوت في رمضان في نصف الشهر يصعق منه سبعون ألفا ويعمى مثلها ويخرس مثلها ويصم مثلها وينفتق من الابكار مثلها • ومن علامات المهدى أيضا خسف قرية ببلاد الشام يقال لها حرستا كما في الاشاعة وغيرها •

(الرابعـــــة)

الرابعـــة بعض ما يســـبقه من الفتن

(في الاشارة الى بعض الفتن الواقعة قبل خروج المهدى وخروج خوارج قبل ذلك)

(منها) ما ذكره في الاشاعة انه يحسر الفرات عن جبل من ذهب كما

فصوص الحكم

للشيخ الاكبر محيي الدين بن عربي المتوفى سنة ٦٣٨ هجرية

والتعليقات عليه

بقلم
أبو العلا عفيفي
دكتور في الفلسفة من جامعة كمبردج

الناشر دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

انتكاس صورته من حضرة خاصة ، وقد تعطيه عـين[١] ما يظهر[١] منها فتقابل اليمينُ منها اليمينَ من الرائي، وقد[٢] يقابل اليمينُ اليسارَ وهو الغالب في المرايا بمنزلة العادة في العموم : وبخرق العادة يقابل اليمينُ اليمينَ ويظهر الانتكاس . وهذا كله من أعطيات حقيقة الحضرة المتجلّـى فيها التي (١٥—ب) أنزلناها منزلة المرايا . فمن عرف استعداده عرف قبوله ، وما كل من عرف قبوله يعرف استعداده إلا بعد القبول، وإن كان يعرفه مجملا . إلا أن بعض أهل النظر من أصحاب العقول الضعيفة يرون أن الله ، لـمَّا ثبت عندهم أنه فعَّال لما يشاء ، جوزوا على الله تعالى ما يناقض الحكمة وما هو الأمر عليه في نفسه . ولهذا عدل بعض النظار[٣] إلى نفي الإمكان وإثبات الوجوب[٤] بالذات وبالغير . والمحقق يثبت الإمكان ويعرف حضرته ، والممكنَ ما هو الممكن ومن أين هو ممكن وهو بعينه واجب بالغير ؛ ومن أين صح عليه اسم الغير الذي اقتضى له الوجوب . ولا يعلم هذا التفصيل إلا العلماء بالله خاصة .

١٢ وعلى قدم شيث[٥] يكون آخر مولود يولد من هذا النوع الإنساني . وهو حامل أسراره ، وليس بعده ولد في هذا النوع . فهو خاتم الأولاد . وتولد معه أخت له فتخرج قبله ويخرج بعدها يكون[٦] رأسه عند رجليها . ويكون مولده بالصين ولغته لغة أهل[٧] بلده . ويسري العقم في الرجال والنساء فيكثر النكاح من غير ولادة ويدعوهم إلى الله فلا يجاب . فإذا قبضه الله تعالى وقبض مؤمني زمانه بقي من بقي مثل البهائم لا يحِلُّون حلالاً ولا يحرمون حراماً ، يتصرفون بحكم الطبيعة (١٦ — ا) شهوة مجـردة عن العقل والشرع فعليهم تقوم الساعة .

(١ — ١) ساقطة في ن (٢) ب : قد (٣) ن : + من أصحاب العقول
(٤) ن : الوجود (٥) ا : + عليه السلام (٦) ن : فيكون (٧) ن : ساقطة .

هذا كتاب شرح الاستاذ الفاضل والعالم الكامل
الشيخ عبد الرزاق القاشاني على فصوص الحكم
للاستاذ الاكبر الشيخ محيي الدين بن
العربي تغمدهما الله بالرحمة
والرضوان وأسكنهما أعلى
فراديس الجنان
آمين

وبأسفل كل صحيفة حل المواضع الخفية من شرح بالى افندى

(طبع بالمطبعة الميمنية)
على نفقة أصحابها (مصطفى البابي الحلبي وأخويه بكري وعيسى)
(بمصر)
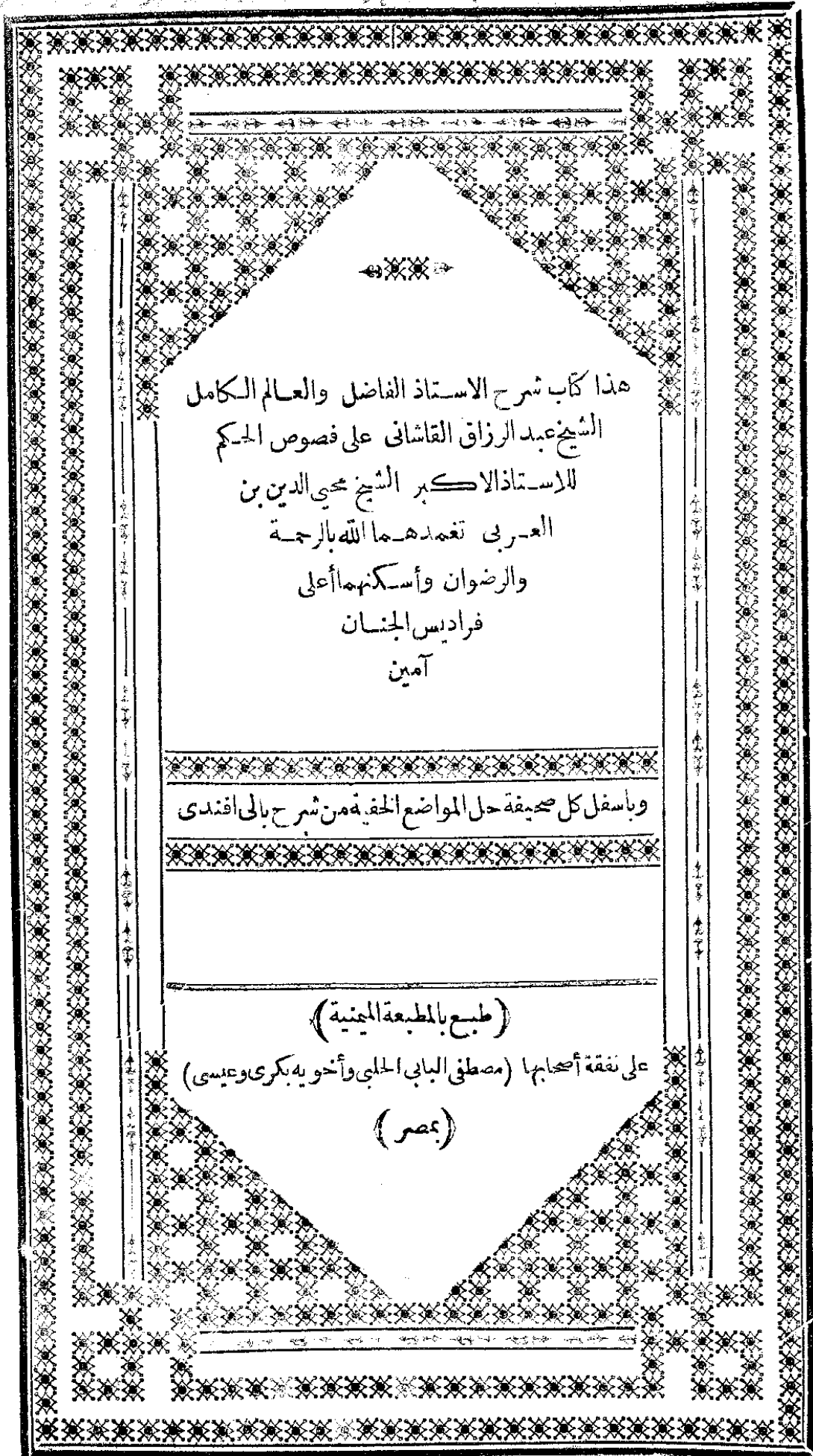
الشريعة والناموس وأنذر وحذر عن الانحطاط عن مرتبة الانسان الى درجات الحيوانات العجم وذلك لانحطاطه عن رتبة الارواح المقدسة ولهذا المعنى قال (وليس بعده ولد فى هذا النوع فهو خاتم الاولاد) لان من انحط عن مرتبة الانسان وقع فى مرتبة السباع والبهائم وان كان فى صورة الانسان لخلوه عن أحكام الوجوب والصفات الالهية واستيلاء صفات النفس وغلبة أحكام الامكان عليه وهو معنى قولهم ان العالم قبل آدم كان مسكن الجن أى القوى النفسانية والنفوس الارضية وبعضهم يقولون كان قبل ذلك النوع الفرس اشارة الى أن الفرس فى الافق الاعلى من الحيوان قبل طور الانسان ولهذا قال انه خاتم الاولاد فان القلب ولد الروح وخاتم الآباء فى هذا النوع هو المهدى عليه السلام قوله (وتولد معه أخت له فتخرج قبله ويخرج بعدها يكون رأسه عند رجليها) اشارة الى مرتبة النفس الحيوانية الواقعة فى جهة الانفعال المطلق فان القلب من حيث انه قلب لا يكون الا مع التعلق البدنى والتعلق لا يكون الا بتوسط النفس الحيوانية المنطبقة فى البدن الغالب عليه التضاد من الطبيعة العنصرية المتنكسة بتوجهها الى عالم الطبيعة ولما كان أصل التضاد من العالم العنصرى والنفس الحيوانية مقبلة اليه متنكسة كانت اثنينية التضاد والتقابل تقوى عند رأسها وتضعف عند رجليها واذا ضعفت جهة التضاد قويت جهة الوحدة بالاعتدال وتوجهت النفس الناطقة اليه فيكون رأس هذا الذكر هو حقيقة شيث عليه السلام عند رجليها ولا يمكنه الا أن يكون توأما وتخرج الاخت قبله لظهور النفس قبل القلب ضرورة (ويكون مولده بالصين) لانه أقصى البلاد لا عمارة بعده كما هو آخر الانسان لا انسان بعده ولا غاية بعده قال عليه السلام اطلبوا العلم ولو بالصين ومعنى قوله (ولغته لغة بلده) ان كلامه ودينه فى مرتبة آخر الاصناف الانسانية فان الحكماء مذهبهم التناسخ لا يعدون عنه قوله (ويسرى العقم فى الرجال والنساء فيكثر النكاح من غير ولادة ويدعوهم الى الله فلا يجاب فاذا قبضه الله وقبض مؤمنى زمانه بقى من بقى مثل البهائم لا يحلون حلالا ولا يحرمون حراما يتصرفون بحكم الطبيعة شهوة مجردة عن العقل والشرع فعليهم تقوم الساعة) ظاهر لانهم بعد هذا الطور لا يلدون الانسان بالحقيقة وان كانوا فى صورة الانسان فهم أشرار الناس فيجب أن تقوم عليهم القيامة كما قال عليه السلام لا تقوم الساعة الا على أشرار الناس وقال شر الناس من قامت القيامة عليه وهو حى وذلك بتجلى الحق فى صورة العدل

(فهو خاتم الاولاد) الذكور كان شيث أول الاولاد الذكور (وتولد معه أخت له) وهى خاتمة الاولاد الاناث كان أخت شيث أول الاناث اهـ بالى

وكان شيث كذلك فان حواء كانت تلد لآدم فى كل بطن ذكرا وأنثى فخرجت أخته قبله لانه لو لم يتأخر عنها فى الولادة لم يكن خاتم الاولاد ويشبه أن تكون ولادة شيث مع أخته بعكس ذلك ليكون أول مولود اهـ جامى

ودعوته الى العلم بالتجليات الاسمائية بالطريق الخاص من مرتبة ختم الرسل كطريق مشايخنا فلا يجاب لانقطاع الفيض الروحانى فلم يجيبوا دعوته مع انه لا يضر ايمانهم لانهم وان لم يجيبوا لم يردوا ولم ينكروه لكون دعوته مطابقة لدينهم كما ان المؤمنين الذين لم يجيبوا دعوة مشايخنا لا يضرهم يدل عليه قوله (فاذا قبض مؤمنى زمانه وهذا الولد هو الولى الذى لا يستجاب دعوته يكون بعد ختم الولاية العامة وهو عيسى فمعنى قوله لا ولى بعده أى الولى المستجاب الدعوة وينتفع الناس بكمالاته ومعارفه فلا ينافى ختميته وجود هذا الولد اهـ بالى

واستئناف

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بإمام بعد إمام لعلهم يتذكرون وأكمل لهم الدين بأئمة وحجج في كل دهر وزمان لقوم يوقنون
والصلوة والسلام على من بشر بهم وبأوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وآله مصابيح الدجى إلى يوم يبعثون ولعنة الله
على أعدائهم ما دامت السموات والأرضون **أما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الأنوار في تاريخ الإمام الثاني عشر
والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الأنوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الأبصار والحاضر في قلوب الأخيار وحليف الإيمان وكاشف
الأحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن إمام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الأزمان من مؤلفات خادم أخبار الأئمة
الأخيار وتراب أعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الأطهار وجعلهما في دولتهم من الأعوان والأنصار **باب**
ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه **كا** ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين **ك** ابن عصام عن الكليني
عن علان الرازي قال أخبرني بعض أصحابنا أنه لما حملت جارية أبي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي **ك** ابن
الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن
جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قالت بعث إلي أبو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا فإنها
ليلة النصف من شعبان فإن الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في أرضه قالت فقلت له ومن أمه قال لي نرجس قلت
له والله جعلني الله فداك ما بها أثر فقال هو ما أقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف أمسيت فقلت
بل أنت سيدتي وسيدة أهلي قالت فأنكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية إن الله تبارك وتعالى سيهب لك في
ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فجلست واستحيت فلما أن فرغت من صلاة العشاء الآخرة أفطرت وأخذت مضجعي فرقدت
فلما أن كان في جوف الليل قمت إلى الصلاة ففرغت من صلاتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي
راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي أبو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فإن الأمر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة
ويس فبينما أنا كذلك إذ انتبهت فزعة فوثبت إليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي
قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم أخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فإذا أنا به عليه السلام ساجدا يتلقى الأرض بمساجده فضممته
إلي فإذا أنا به نظيف منظف فصاح بي أبو محمد عليه السلام هلمي إلي ابني يا عمة فجئت به إليه فوضع يديه تحت أليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره
ثم أدلى لسانه في فيه وأمر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا رسول الله
ثم صلى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن وقف على أبيه ثم أحجم قال أبو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به إلى أمه ليسلم عليها وائتني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فطرة ع

ورددته

باب ولادته واحوال امه صلوات الله وسلامه عليه

يقال لامه صقيل قال لنا ابو بكر الدارع وفي رواية اخرى بل امه حكيمة وفي رواية ما لستها الخادم نرجس ويقال بل سوسن والله اعلم بذلك ويكنى بابي القاسم وهو ذو الاسمين خلف ومحمد يظهر في اخر الزمان وعلى راسه غمامة تظله من الشمس تدور معه حيثما دار تنادي بصوت فصيح هذا المهدي حدثني محمد بن موسى الطوسي قال حدثنا ابو مسكين عن بعض اصحاب التاريخ ان ام المنتظر يقال لها حكيمة اقول شيخنا بعض الاخبار في باب من رآه وقال ابن خلكان في تاريخه هو ثاني عشر الائمة الاثني عشر على اعتقاد الامامية المعروف بالحجة وهو الذي تزعم الشيعة انه المنتظر والقائم والمهدي وهو صاحب السرداب عندهم واقاويلهم فيه كثيرة وهم ينتظرون ظهوره في اخر الزمان من السرداب بسر من رأى كانت ولادته يوم الجمعة منتصف شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين ولما توفي ابوه كان عمره خمس سنين واسم امه خمط وقيل نرجس والشيعة يقولون انه دخل السرداب في دار ابيه وامه تنظر اليه فلم يعد يخرج اليها وذلك في سنة خمس وستين ومائتين وقيل في ثامن شعبان سنة ست وخمسين وهو الاصح وانه لما دخل السرداب كان عمره اربع سنين وقيل خمس سنين وقيل انه دخل السرداب سنة خمس وسبعين ومائتين وعمره عشر سنين والله اعلم اقول في بعض مؤلفات اصحابنا رواية هذه صورتها قال اخبرنا هرون بن مسلم بن سعدان البصري ومحمد بن احمد البغدادي واحمد بن اسحق وسهل بن زياد الادمي وعبد الله بن جعفر عن عدة من المشايخ والثقات عن سيدينا الحسن وابي محمد قالا ان الله عز وجل اذا اراد ان يخلق الامام انزل قطرة من ماء الجنة في المزن فتسقط في ثمرة من ثمار الجنة فياكلها الحجة في الزمان فاذا استقرت فيه فيمضي له اربعون يوما سمع الصوت فاذا اتت له اربعة اشهر وقد حمل كتب على عضده الايمن وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلماته وهو السميع العليم فاذا ولد قام بامر الله ورفع له عمود من نور في كل مكان ينظر فيه الى الخلائق واعمالهم وينزل امر الله اليه في ذلك العمود والعمود نصب عينيه حيث تولى ونظر قال ابو محمد دخلت على عماتي فرأيت جارية من جواريهن قد زينت تسمى نرجس فنظرت اليها نظرا اطلته فقالت لي عمتي حكيمة اراك يا سيدي تنظر الى هذه الجارية نظرا شديدا فقلت لها يا عمة ما نظري اليها الا نظر التعجب مما لله فيه من ارادته وخيرته قالت لي احسبك يا سيدي تريدها فامرتها ان تستاذن ابي علي بن محمد في تسليمها الي ففعلت فامرها بذلك فجائتني بها قال الحسين بن حمدان وحدثني من اثق اليه من المشايخ عن حكيمة بنت محمد بن علي الرضا قال كانت تدخل على ابي محمد فتدعو له ان يرزقه الله ولدا وانها قالت دخلت عليه فقلت له كما اقول ودعوت كما ادعو فقال يا عمة اما ان الذي تدعين الله ان يرزقنيه يولد في هذه الليلة وكانت ليلة الجمعة لثلث خلون من شعبان سنة سبع وخمسين ومائتين فاجعلي افطارك معنا فقلت يا سيدي ممن يكون هذا الولد العظيم فقال لي من نرجس يا عمة قالت له يا سيدي ما في جواريك احب الي منها وقمت ودخلت اليها وكنت اذا دخلت فعلت بي كما تفعل فانكببت على يديها فقبلتهما ومنعتها مما كانت تفعله فخاطبتني بالسيادة فخاطبتها بمثلها فقالت لي فديتك فقلت لها انا فداك وجميع العالمين فانكرت ذلك فقلت لها لا تنكرين ما فعلت فان الله سيهب لك في هذه الليلة غلاما سيدا في الدنيا والاخرة وهو فرج المؤمنين فاستحيت فتاملتها فلم ار فيها اثر الحمل فقلت لسيدي ابي محمد ما ارى بها حملا فتبسم ثم قال انا معاشر الاوصياء لسنا نحمل في البطون وانما نحمل في الجنوب ولا نخرج من الارحام وانما نخرج من الفخذ الايمن من امهاتنا لانا نور الله الذي لا تناله الدانسات فقلت له يا سيدي قد اخبرتني انه يولد في هذه الليلة ففي اي وقت منها قال لي في طلوع الفجر يولد الكريم على الله ان شاء الله قالت حكيمة فاقمت فافطرت ونمت بقرب من نرجس وبات ابو محمد في صفة في تلك الدار التي نحن فيها فلما ورد وقت صلوة الليل قمت ونرجس نائمة ما بها اثر ولادة فاخذت في صلوتي ثم اوترت فانا في الوتر حتى وقع في نفسي ان الفجر قد طلع ودخل قلبي شيء فصاح ابو محمد من الصفة لم يطلع الفجر يا عمة فاسرعت الصلوة وتحركت نرجس فدنوت منها وضممتها الي وسميت عليها ثم قلت لها هل تحسين بشيء قالت نعم فوقع علي سبات لم اتمالك معه ان نمت ووقع على نرجس مثل ذلك فنامت فلم انتبه الا بحس سيدي المهدي وصيحة ابي محمد يقول يا عمة هاتي ابني الي فقد قبلته فكشفت عن سيدي فاذا به ساجدا مبلغا الارض بمساجده وعلى ذراعه الايمن مكتوب جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فضممته الي فوجدته مفروغا منه فلففته في ثوب وحملته الى ابي محمد فاخذه فاقعده على راحته اليسرى وجعل راحته اليمنى على ظهره ثم ادخل لسانه في فيه وامر بيده على ظهره وسمعه ومفاصله ثم قال له تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله وان عليا امير المؤمنين ولي الله ثم لم يزل يعدد السادة الائمة الى ان بلغ الى نفسه ودعا لاوليائه بالفرج على يديه ثم احجم فقال ابو محمد يا عمة اذهبي به الى امه ليسلم عليها واتيني به فمضيت فسلم عليها ورددته ثم وقع بيني وبين ابي محمد كالحجاب فلم ار سيدي فقلت له يا سيدي اين مولانا فقال اخذه من هو احق به منك فاذا كان اليوم السابع فأتينا فلما كان في اليوم السابع جئت فسلمت ثم جلست فقال هلمي ابني فجئت بسيدي وهو في ثياب صفر ففعل به كفعاله الاول وجعل لسانه في فيه ثم قال له تكلم يا بني فقال اشهد ان لا اله الا الله وثنى بالصلوة على محمد وامير المؤمنين والائمة حتى وقف على ابيه ثم قرأ بسم الله الرحمن الرحيم ونريد ان نمن على الذين استضعفوا في الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين ونمكن لهم في الارض ونري فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون ثم قال له اقرأ يا بني مما انزل الله على انبيائه ورسله فابتدأ بصحف ادم فقرأها بالسريانية وكتاب ادريس وكتاب نوح وكتاب هود وكتاب صالح وصحف ابراهيم وتوراة موسى وزبور داود وانجيل عيسى وفرقان جدي رسول الله ص ثم قص قصص الانبياء والمرسلين الى عهده فلما كان بعد اربعين يوما دخلت الى دار ابي محمد فاذا مولانا صاحب الزمان يمشي في الدار فلم ار وجها احسن من وجهه ولا لغة افصح من لغته فقال لي ابو محمد هذا المولود الكريم على الله عز وجل قلت له يا سيدي له اربعون يوما وانا

Nūr al-Hasan Khān

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirāb al-sāʿah

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان
الصوفي سلمه الله
تعالى

١٣٠١ھ

لگا دینگے وہ ہری ہوجاویگی اوسمین برگ و بار آویگا ۴ انسے نشانی مانگین گے
یہہ ہاتھہ سے اشارہ کرینگے چڑیا ہو اسے اوترکر انکے ہاتھہ پر آپڑیگی ۵ ایک لشکر جو
انکے قصد مین نکلے گا وہ مکے مدینے کے بیچ بیدا مین خسف ہوجاویگا یعنی سارے لشکری
اندر زمین کے دہس جاوینگے ۶ آسمان سے ایک پکارنے والا پکاریگا ایھا الناس
ان اللہ قد قطع عنکم الجبارین والمنافقین واشیاعھم وولاکم خیر امۃ محمد
صلعم فالحقوہ بمکۃ فانہ المھدی واسمہ احمد بن عبد اللہ یعنی اللہ نے
تم سے ظالمون منافقون کو اور اونکے گروہون کو دور کیا بہترین امت محمد
صلعم کو تمہارا والی بنایا تم مکے جاکر اوس سے ملو کہ وہ مہدی ہے اوسکا نام احمد بن
عبد اللہ ہے ۷ زمین اپنے کلیجے کے ٹکڑے ستونون کی برابر سونا باہر نکالیگی
۸ دل لوگونکے تونگر ہوجاوینگے زمین کی برکتین بڑہ جاوینگی ۹ جو خزانہ کعبے کے
نیچے مدفون ہے اوسکو نکالکر خدا کی راہ مین بانٹ دینگے اسکو ابونعیم نے علی سے
روایت کیا ہے ۱۰ یہہ تابوت سکینہ کو غار انطاکیہ یا بحیرۂ طبریہ سے باہر نکالین گے
وہ بیت المقدس مین انکے سامنے لاکر رکہا جاویگا یہود اوسکو دیکھکر ایمان لاوینگے
مگر تہوڑے اونمین سے بے ایمان رہینگے ۱۱ دریا انکے لئے اوسیطرح پہٹ جاویگا
جسطرح بنی اسرائیل کے لئے پہٹ گیا تہا ۱۲ خراسان کیطرف سے کالی نشانی آویگی
نشان والے اپنی بیعت ظاہر کرینگے ۱۳ یہہ اور عیسیٰ علیہ السلام یکجا مجتمع ہونگے
حضرت مسیح انکے پیچہے نماز پڑہینگے یہہ ذکر ہوچکا کہ انکی ہتیلی مین علامت نبوی
زبان مین نقل ہوگا

فصل بیان مین انہن علامتون کے جو قرب ظہور کی دلیل ہین

معجم أحاديث الإمام المهدي

عليه السلام

تأليف ونشر

مؤسسة المعارف الإسلامية

الجزء الثاني

أحاديث النبي صلى الله عليه وآله

عدد أصحاب الإمام المهدي عليه السلام ثلاثمائة وثلاثة عشر

[٣١٤] ١ – « يَبْعَثُ اللهُ الْمَهْدِيَّ بَعْدَ أياسٍ، وَحَتَّى يَقُولَ النَّاسُ: لا مَهْدِيَّ . وَأَنْصَارُهُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ عِدَّتُهُم ثَلاثُمائةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ رَجُلاً عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ، يَسِيرُونَ إِلَيْهِ مِنَ الشَّامِ حَتَّى يَسْتَخْرِجُوهُ مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ مِنْ دَارٍ عِنْدَ الصَّفَا، فَيُبَايِعُونَهُ كُرْهاً، فَيُصَلِّي بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ صَلاةَ الْمُسَافِرِ عِنْدَ الْمَقَامِ، ثُمَّ يَصْعَدُ الْمِنْبَرَ »* .

المصادر

* : الفتن لابن حمّاد: ج١ ص٣٤٢ ح ٩٩٠ ـ حدثنا الوليد بن مسلم، عن أبي عبدالله، عن الوليد ابن هشام المعيطي، عن أبان بن الوليد بن عقبة بن أبي معيط سمع ابن عبّاس رضي الله عنه يقول: ... ولم يسنده إلى النبي صلى الله عليه وآله .

* :عقد الدرر: ص١٦٥ ب ٥ ـ عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما، قال: ... ولم يسنده إلى النبي صلى الله عليه وآله وقال : «أخرجه الحافظ أبو عبد الله نعيم بن حمّاد في كتاب الفتن» .

☆ : عرف السيوطي، الحاوي: ج٢ ص٧٦ ـ كما في عقد الدرر، بتفاوت يسير، ونقص بعض ألفاظه، عن نعيم .

☆ : الفتاوى الحديثية: ص ٣٠ ـ مرسلاً عن ابن عبّاس، كما في عرف السيوطي، بتفاوت يسير.

☆ : القول المختصر: ص٨١ ب٢ ح ٣٠ ـ كما في عقد الدرر، بتفاوت، مرسلاً، وليس فيه : «صلاة المسافر» .

☆ : برهان المتّقي: ص١٤٣ ـ ١٤٤ ب ٦ ح٧ ـ عن عرف السيوطي، وفيه : « ... ونصرته ناس

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي وصل لعباده القول بإمام بعد إمام لعلهم يتذكرون وأكمل الدين بأمنائه وحججه في كل دهر وزمان لقوم يوقنون والصلوة والسلام على من بشر بهم وبأوصيائه النبيون والمرسلون محمد سيد الورى وآله مصابيح الدجى إلى يوم يبعثون ولعنة الله على أعدائهم ما دامت السموات والأرضون **أما بعد** فهذا هو المجلد الثالث عشر من كتاب بحار الأنوار في تاريخ الإمام الثاني عشر والهادي المنتظر والمهدي المظفر ونور الأنوار وحجة الجبار والغائب عن معاينة الأبصار والحاضر في قلوب الأخيار وحليف الإيمان وكاشف الأحزان وخليفة الرحمن الحجة بن الحسن إمام الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه المعصومين ما توالت الأزمان من مؤلفات خادم أخبار الأئمة الأخيار وتراب أعتاب حملة الآثار محمد باقر بن محمد تقي حشرهما الله تعالى مع مواليهما الأطهار وجعلهما في دولتهم من الأعوان والأنصار

باب ولادته وأحوال أمه صلوات الله عليه

كا ولد عليه السلام للنصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين

كا ابن مسرور عن الكليني عن علان الرازي قال أخبرني بعض أصحابنا أنه لما حملت جارية أبي محمد عليه السلام قال ستحملين ذكرا واسمه محمد وهو القائم من بعدي

ك ابن الوليد عن محمد العطار عن الحسين بن رزق الله عن موسى بن محمد بن القاسم بن حمزة بن موسى بن جعفر قال حدثتني حكيمة بنت محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب قالت بعث إلي أبو محمد الحسن بن علي عليه السلام فقال يا عمة اجعلي إفطارك الليلة عندنا فإنها ليلة النصف من شعبان فإن الله تبارك وتعالى سيظهر في هذه الليلة الحجة وهو حجته في أرضه قالت فقلت له ومن أمه قال لي نرجس قلت له والله جعلني الله فداك ما بها أثر فقال هو ما أقول لك قالت فجئت فلما سلمت وجلست جاءت تنزع خفي وقالت لي يا سيدتي كيف أمسيت فقلت بل أنت سيدتي وسيدة أهلي قالت فأنكرت قولي وقالت ما هذا يا عمة قالت فقلت لها يا بنية إن الله تبارك وتعالى سيهب لك في ليلتك هذه غلاما سيدا في الدنيا والآخرة قالت فخجلت واستحيت فلما أن فرغت من صلوة العشاء الآخرة أفطرت وأخذت مضجعي فرقدت فلما أن كان في جوف الليل قمت إلى الصلوة ففرغت من صلوتي وهي نائمة ليس بها حادث ثم جلست معقبة ثم اضطجعت ثم انتبهت فزعة وهي راقدة ثم قامت فصلت قالت حكيمة فدخلتني الشكوك فصاح بي أبو محمد عليه السلام من المجلس فقال لا تعجلي يا عمة فإن الأمر قد قرب قالت فقرأت الم السجدة ويس فبينما أنا كذلك إذ انتبهت فزعة فوثبت إليها فقلت اسم الله عليك ثم قلت لها تحسين شيئا قالت نعم يا عمة فقلت لها اجمعي نفسك واجمعي قلبك فهو ما قلت لك قالت حكيمة ثم أخذتني فترة فانتبهت بحس سيدي فكشفت الثوب عنه فإذا أنا به عليه السلام ساجدا يتلقى الأرض بمساجده فضممته إلي فإذا أنا به نظيف منظف فصاح بي أبو محمد عليه السلام هلمي إلي ابني يا عمة فجئت به إليه فوضع يديه تحت أليتيه وظهره ووضع قدميه على صدره ثم أدلى لسانه في فيه وأمر يده على عينيه وسمعه ومفاصله ثم قال تكلم يا بني فقال أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا رسول الله ثم صلى على أمير المؤمنين وعلى الأئمة إلى أن وقف على أبيه ثم أحجم قال أبو محمد عليه السلام يا عمة اذهبي به إلى أمه ليسلم عليها وأتيني به فذهبت به فسلم عليها

واخذتها فطرة ع

ارى من امره ما اذا فعلت يا عمتي اما علمت انا معشر الاوصياء ننشأ في اليوم ما ينشأ غيرنا في جمعة وننشأ في الجمعة ما ينشأ غيرنا في السنة فقمت
فقبلت رأسه وانصرفت فعدت وتفقدته فلم أره فقلت لسيدي ابي محمد ع ما فعل مولانا فقال يا عمة استودعناه الذي استودعت ام موسى ثم قال ع لما
وهب لي ربي مهدي هذه الامة ارسل ملكين فحملاه الى سرادق العرش حتى وقفا بين يدي الله عز وجل فقال له مرحبا بك عبدي لنصرة ديني واظهار امري ومهدي
عبادي آليت اني بك آخذ وبك اعطي وبك اغفر وبك اعذب اردداه ايها الملكان ردداه ردداه على ابيه ردا رفيقا وابلغاه فانه في ضماني وكنفي وبعيني الى ان
احق به الحق وازهق به الباطل ويكون الدين لي واصبا ثم قالت لما سقط من بطن امه الى الارض وجد جاثيا على ركبتيه رافعا سبابتيه ثم عطس فقال
الحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله عبد داخر غير مستنكف ولا مستكبر ثم قال زعمت الظلمة ان حجة الله داحضة لو اذن لي لزال الشك
عن ابراهيم صاحب ابي محمد ع انه قال وجه الي مولاي ابو الحسن بن ... بكبش وكتب الي بسم الله الرحمن الرحيم هذه عن ابني محمد المهدي وكل هنيئا واطعم من
وجدت من شيعتنا اقول قال الشهيد ره في الدروس ولد م ر بسر من رأى يوم الجمعة ليلا خامس عشر شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين وامه صقيل
وقيل نرجس وقيل مريم بنت زيد العلوية اقول وعين الشيخ في المصباح والسيد ابن طاوس في كتاب الاقبال وسائر مؤلفي كتب الدعوات ولادته
في النصف من شعبان وقال في الفصول المهمة ولد م ر بسر من رأى ليلة النصف من شعبان سنة خمس وخمسين ومائتين

باب اسمائه والقابه وكناه وعللها

ع الدقاق وابن عصام معا عن الكليني عن القاسم بن العلاء عن اسمعيل الفزاري عن محمد بن جمهور العمي عن ابن ابي نجران عمن
ذكره عن الثمالي قال سألت الباقر صلوات الله عليه يا ابن رسول الله لستم كلكم قائمين بالحق قال بلى قلت فلم سمي القائم قائما قال لما قتل جدي الحسين صلى
الله عليه ضجت الملائكة الى الله عز وجل بالبكاء والنحيب وقالوا الهنا وسيدنا أتغفل عمن قتل صفوتك وابن صفوتك وخيرتك من خلقك فاوحى الله
عز وجل اليهم قروا ملائكتي فوعزتي وجلالي لانتقمن منهم ولو بعد حين ثم كشف الله عز وجل عن الائمة من ولد الحسين للملائكة فسرت الملائكة بذلك فاذا
احدهم قائم يصلي فقال الله عز وجل بذلك القائم انتقم منهم ع ابي عن سعد عن الحسين بن علي الكوفي عن عبد الله بن المغيرة عن سفين بن عبد المؤمن
الانصاري عن عمرو بن شمر عن جابر قال اقبل رجل الى ابي جعفر ع وانا حاضر فقال رحمك الله اقبض هذه الخمس مائة درهم فضعها في مواضعها فانها زكاة
مالي فقال له ابو جعفر ع بل خذها انت فضعها في جيرانك والايتام والمساكين وفي اخوانك من المسلمين انما يكون هذا اذا قام قائمنا فانه يقسم بالسوية
ويعدل في خلق الرحمن البر منهم والفاجر فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله فانما سمي المهدي لانه يهدي لامر خفي يستخرج التورية وسائر كتب الله من غار
بانطاكية فيحكم بين اهل التورية بالتورية وبين اهل الانجيل بالانجيل وبين اهل الزبور بالزبور وبين اهل الفرقان بالفرقان ويجمع اليه اموال الدنيا كلها
ما في بطن الارض وظهرها فيقول للناس تعالوا الى ما قطعتم فيه الارحام وسفكتم فيه الدماء وركبتم فيه محارم الله فيعطي شيئا لم يعط احد كان قبله قال
وقال رسول الله صلى الله عليه وآله هو رجل مني اسمه كاسمي يحفظني الله فيه ويعمل بسنتي يملأ الارض قسطا وعدلا ونورا بعدما تمتلئ ظلما وجورا وسوءا بيان قوله ع انما
يكون هذا اي وجوب دفع الزكاة الى الامام وقوله يحكم بين اهل التورية بالتورية لا ينافي ما سيأتي من الاخبار في انه ع لا يقبل من احد الا الاسلام لان
هذا محمول على انه يقيم الحجة عليهم بكتبهم ويفعل ذلك في بدو الامر قبل ان يعلو امره ويتم حجته وقوله ع يحفظني الله فيه اي يحفظ حرمتي في شأنه فيعينه
وينصره او يجعله بحيث يعلم الناس حرمته بحرمتي مع سمي القائم قائما لانه يقوم بعد موت ذكره ك ابن عبدوس عن ابن قتيبة
عن حمدان بن سليمان عن الصقر بن دلف قال سمعت ابا جعفر محمد بن علي الرضا ع يقول ان الامام بعدي ابني علي امره امري وقوله قولي وطاعته طاعتي و
الامام بعده ابنه الحسن امره امر ابيه وقوله قول ابيه وطاعته طاعة ابيه ثم سكت فقلت له يا ابن رسول الله فمن الامام بعد الحسن فبكى بكاء شديدا ثم قال
ان من بعد الحسن ابنه القائم بالحق المنتظر فقلت له يا ابن رسول الله ولم سمي القائم قال لانه يقوم بعد موت ذكره وارتداد اكثر القائلين بامامته فقلت
له ولم سمي المنتظر قال لان له غيبة تكثر ايامها ويطول امدها فينتظر خروجه المخلصون وينكره المرتابون ويستهزئ بذكره الجاحدون ويكذب فيها الوقاتون
ويهلك فيها المستعجلون وينجو فيها المسلمون غط الكليني رفعه قال ابو عبد الله ع حين ولد الحجة ع زعمت الظلمة انهم يقتلونني ليقطعوا هذا
النسل فكيف رأوا قدرة الله وسماه المؤمل غط الفضل عن موسى بن سعدان عن عبد الله بن القاسم الحضرمي عن ابي سعيد الخراساني قال قلت لابي
عبد الله ع المهدي والقائم واحد فقال نعم فقلت لاي شيء سمي المهدي قال لانه يهدي الى كل امر خفي وسمي القائم لانه يقوم بعدما يموت انه يقوم بامر عظيم
بيان قوله بعدما يموت اي ذكره او يزعم الناس موته شا روى محمد بن عجلان عن ابي عبد الله ع قال اذا قام القائم ع دعا الناس الى الاسلام جديدا و
هداهم الى امر قد دثر وضل عنه الجمهور وانما سمي القائم مهديا لانه يهدي الى امر مضلول عنه وسمي بالقائم لقيامه بالحق فر جعفر بن محمد الفزاري معنعنا
عن ابي جعفر ع في قوله تعالى ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لوليه سلطانا فلا يسرف في القتل انه كان منصورا قال سمى الله المهدي المنصور كما سمي احمد
محمد ومحمود وكما سمي عيسى المسيح كشف قال ابن الخشاب حدثني محمد بن موسى الطوسي عن عبد الله بن محمد عن القاسم بن علي قال الخلف كنيته
الصالح ابو القاسم وهو ذو الاسمين اقول قد سبق اسماؤه ع في الباب الثاني وسيأتي في باب تمام غيره

باب النهي عن التسمية

ني عبد الواحد بن عبد الله عن محمد بن جعفر عن ابن ابي الخطاب عن محمد بن سنان عن محمد بن يحيى الخثعمي عن الضريس عن ابي خالد الكابلي

ط اونقاه

نقل من خط الشهيد ره عن الصادق ع قال ان الليلة التي يولد فيها القائم لا يولد فيها مولود الا كان مؤمنا وان ولد في ارض الشرك نقله الله الى الايمان ببركة الامام عليه السلام

المخلصون

باب النهي عن التسمية

قال لنا

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر:- منیجر البرہان بکڈپو ۳۵- بڈھشتر روڈ - کرشن نگر- لاہور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ

اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ تو یہ ع ہم وہ معاندین چاہتے ہیں۔ کہ پھونکیں مار مار کر نورِ خدا کو گل کر دیں۔ اور اللہ اس سے انکار کرتا ہے اور وہ یہی چاہتا ہے۔ کہ اس نور کو کمال پر پہنچائے اگرچہ کافرین پر گراں گزرے"۔ تفاسیر دال ہیں۔ کہ تتمیم و تکمیل نور محمدی اور اس کا ظہور کامل زمانہ ظہور فرزند رسولؐ دلبند۔ قرۃ العین مہدیؑ آلِ رسولؐ میں ہوگا۔ اور یہ آیت اسی جناب سے متعلق ہے۔ اور اسی کے ہم معنی یہ آیت ہے۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ بعض امور کی تحقیق سابقاً مذکور ہو چکی ہے۔ اور کچھ آیات لاحقہ میں آتی ہے تنقل و تامل۔

شانزدہم هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (الآیۃ) وہی خدا ہے۔ جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غلبہ ظاہری عطا کرے۔ اگرچہ مشرکین بُرا منائیں"۔ اکثر روایات شاہد ہیں۔ اور خود الفاظ آیت دلالت کرتے ہیں۔ کہ یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے۔ اور یہ زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام اور انہی کے ہاتھ پر ہوگا۔ چنانچہ فصول المہمہ میں سعید ابن جبیر سے روایت ہے۔ کہ اس سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں۔ اور اس وقت دین اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور وہ جناب اولاد فاطمہؑ رضی اللہ عنہا سے ہیں۔ اور سعید ابن منصور اور ابن منذر اور بیہقی نے جابر اور عبداللہ بن حمید سے روایت کی ہے۔ اور نیز ابو الشیخ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ اس وقت ہوگا۔ جب اسلام کے سوا کوئی مذہب باقی نہ رہے گا۔ اور اس وقت بکری اور بھیڑیئے ایک جگہ پانی پئیں گے۔ اور گائے شیر سے نڈر رہے گی۔ اور انسان سانپوں سے مطمئن ہوں گے (ان امور کی تفصیل باب خصائص میں دیکھنی چاہئے) اور اس وقت میں جزیہ نہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ اور وہ وقت جب ہوگا۔ جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے (تفسیر درمنثور و تفسیر کبیر وغیرہا)۔

ہفدہم۔ آیہ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ہے۔ تاویل اس آیت کی حضرت مہدی آخرالزماں علیہ السلام ہیں۔ نصرت تام اور فتح کامل اسی جناب کے عہد سعادت مہد میں اہل اسلام کو حاصل ہوگی۔ بلکہ نفس وجود مہدیؑ فتح و نصرت ہے اور آپؑ کا نام ہی فتح ہے۔

ہیجدہم۔ وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى کی تفسیر میں مروی ہے۔ کہ والنہار اذا تجلّی سے مراد جس کی خدا قسم کھاتا ہے۔ نہار نور صمدی و یوم الٰہی جزو نور محمدی مہدی آخرالزماں ہے۔ کہ اسی وقت نور محمدی کی تجلی ظاہر ہوگی۔ اور تمام عالم امکان اس نور سے روشن ہو جائے گا

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ

جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

ناشر: منیجر البرہان بکڈپو ۳۵ - پدمشٹر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ

اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸
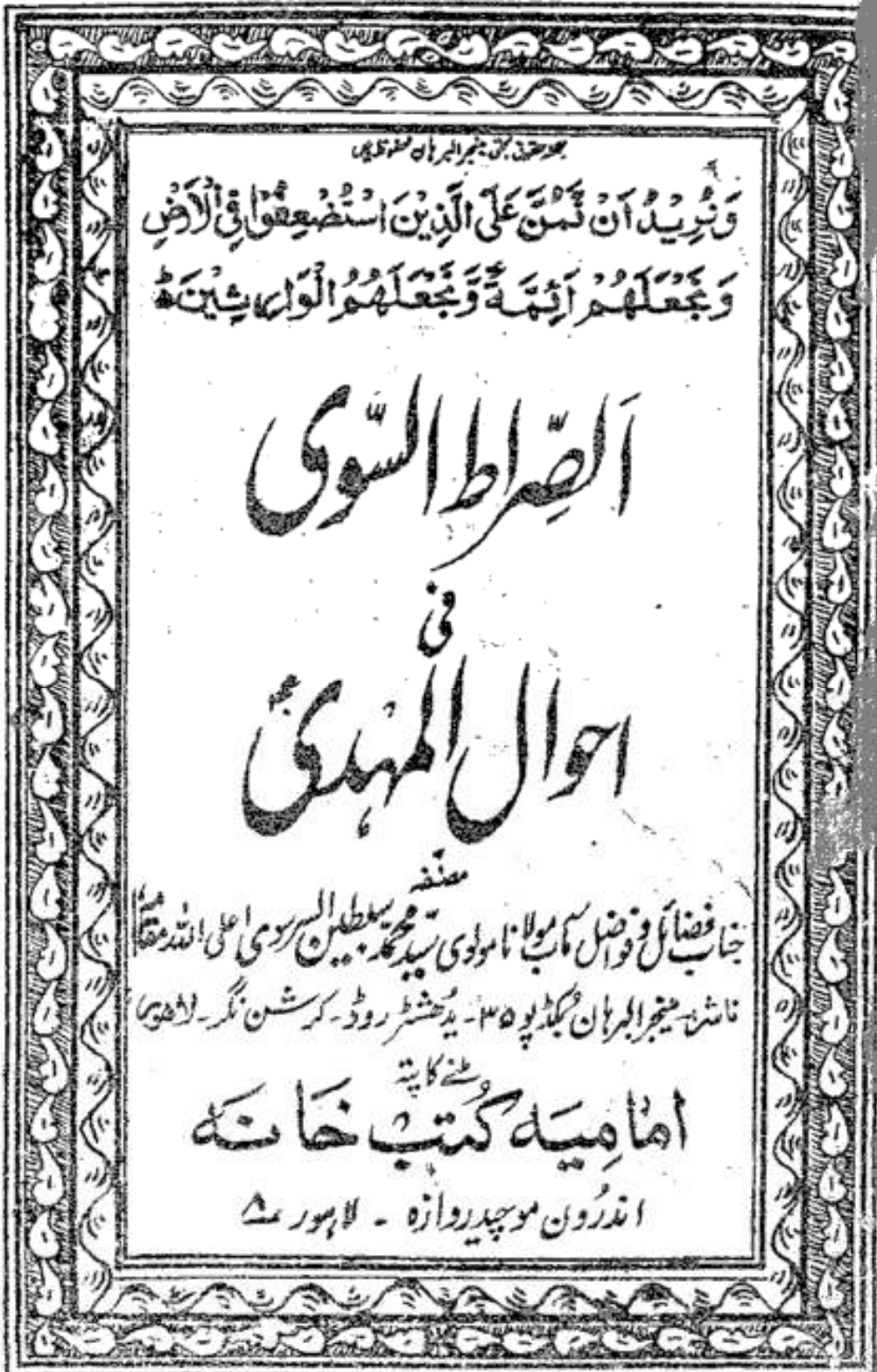
آپ ہی زمین خدا پر اس کی حجت ہیں۔ خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الاتقیاءؑ۔ حجۃ اللہ و برہان اللہ کہے جاتے ہیں۔
اور چونکہ آخر امامؑ ہیں۔ قائم الائمہؑ اور خاتم الاوصیاءؑ کہلاتے ہیں۔ اور امام زمانہ ہونے کی وجہ سے
صاحبؑ۔ صاحب الامرؑ۔ صاحب العصرؑ۔ صاحب الزمانؑ۔ صاحب الناحیہؑ۔ قائم الزمانؑ۔
قیم الزمانؑ۔ قائمؑ اور مسیح الزمانؑ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور بسبب غائب ہونے کے غیبؑ۔
غائبؑ اور صاحب الغیبہؑ اور بعد غیبت رجوع کرنے اور صاحب حکم و ملک ہونے کی وجہ سے
صاحب الرجعہؑ۔ صاحب الکرۃ البیضاءؑ۔ صاحب الدولۃ الزہراءؑ اسماء گرامی ہیں۔ بلحاظ ہادی حق
ہونے کے حقؑ و صدقؑ و لسان الصدقؑ۔ داعیؑ و ہادیؑ و مہدیؑ۔ میزان الحقؑ۔ ہدایتؑ و صراطؑ کہے
جاتے ہیں۔ اور بوجہ نورانیت ظاہریہ و باطنیہ و افشاء و اعلان و اظہار نور محمدی مصباحؑ منیرؑ۔ ضحیٰؑ
سناءؑ و صبحؑ۔ مسفرؑ۔ نور آل محمدؑ۔ نور الاصفیاءؑ۔ ضیاءؑ۔ نجمؑ۔ نور الاتقیاءؑ اور وارث نبویؑ اور
وارث زمین ہونے کی وجہ سے وارثؑ اور مربی زمین ہونے کے باعث ربّ الارضؑ۔ اور باعث
انعام و احسان خلق ہونے کے سببؑ۔ قسیمؑ۔ محسنؑ۔ معطیؑ۔ منانؑ ہیں۔ بوجہ مظہر اوصاف الٰہی
و خلیفہ ہونے کے وجہ اللہ۔ عین اللہؑ۔ ید اللہؑ۔ یمین اللہؑ۔ قوۃ اللہؑ۔ حبیب اللہؑ کے القاب
سے پکارے جاتے ہیں۔ اور چونکہ دشمنان خدا و رسولؐ سے بدلہ و انتقام لیں گے اور ان کو قتل
کریں گے اور سب پر غالب رہیں گے [illegible]۔ صمصام الاکبرؑ۔ قاتل الکفرۃؑ۔ قابضؑ
قاطعؑ۔ [illegible] وغیرہ اسماء سے بلائے جاتے ہیں۔ اور چونکہ مومنین ان کے منتظر ہیں۔ اور نیز
[illegible] کے۔ اور آسائش مومنین انہی سے وابستہ ہے۔ اور غریبوں اور بیکسوں کی وہی مدد
کرنے والے ہیں۔ مفرج اعظمؑ۔ مأمولؑ۔ السلطان المامولؑ۔ موعودؑ۔ منتظرؑ۔ مؤملؑ۔ غیبۃ الصابرینؑ
کاشف الغطاءؑ۔ الفرج الاعظمؑ۔ غایۃ الطالبینؑ۔ غوثؑ و غوث الفقراءؑ فرج المومنینؑ۔ فتحؑ و نصرؑ و
ناصرؑ کے نام ہیں۔ اور اقامہ عدل کی وجہ سے عدلؑ و عادلؑ و قسطؑ کے نام سے پکارے جاتے
ہیں۔ و علیٰ ہذا القیاس اور بہت سے اسماء گرامی ہیں۔ چنانچہ کتب غیبت میں منقول و مروی ہیں۔
اور ان میں سے اکثر بحسب ترتیب حروف تہجی یہاں لکھے جاتے ہیں۔ اور مناسب ہے کہ یہ
ترتیب مراق کتاب مستطاب۔ نجم ثاقب ہو۔ کیونکہ اس سے جامع فہرست کسی کتاب میں
نہیں ہے۔ مزدری کمی بیشی اور جرح و تعدیل اپنے اپنے مقام پر آتی رہے گی۔ اور وہ فہرست
اسماء یہ ہے:۔

(۱) پہلا نام حضرت کا احمدؑ ہے۔ چنانچہ شیخ صدوقؒ نے کمال الدین میں امیر المومنینؑ سے

روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا حضرتؐ نے۔ کہ میرے فرزندوں میں سے ایک شخص آخر زمانے میں ظہور فرمائے گا۔ اور اس کے دو نام ہوں گے۔ ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر پس وہ نام جو مخفی ہے وہ احمدؐ ہے اور جو ظاہر ہے وہ محمدؐ ہے؛

اور شیخ طوسی نے حذیفہ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ حضرتؐ نے مہدیؑ کا ذکر کیا۔ پس فرمایا۔ کہ بیعت کریں گے لوگ اُس کے ہاتھ پر درمیان رکن اور مقام کے۔ نام اُس کا احمدؐ ہے۔ اور عبداللہ اور مہدی بھی حضرتؑ کے نام ہیں؛

اور تاریخ ابن خشاب وغیرہ میں مروی ہے۔ کہ وہ جناب صاحب ہیں دو ناموں کے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ ان دو ناموں سے مراد اسم مبارک پیغمبرؐ کے ہیں کہ وہ احمدؐ اور محمدؐ ہیں؛

(۲) دوسرا نام **اصلؑ** ہے۔ چنانچہ شیخ کشی نے اپنی کتاب الرجال میں ابوحامد بن ابراہیم مراغی سے روایت کیا ہے۔ کہ اس نے بیان کیا۔ کہ ابوجعفر بن احمد بن جعفر قمی عطار نے ایک رقعہ لکھا اصلؑ کی طرف۔ اور اُس میں صاحب ناحیہ و صاحب توقیع سے ہماری تعریف و توصیف کی۔ درآنحالیکہ اُس کے اور حضرت حجتؑ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں تھا۔ پس اُس کا جواب آیا۔ کہ میں واقف ہوا اُس مضمون پر جس میں تم نے ابوحامد کی توصیف کی ہے۔ خداوند عالم اُس کو اپنی طاعت کی وجہ سے معزز بنائے۔ اور اس حال کو بھی ہم نے سمجھا۔ جس میں کہ وہ ہے۔ خداوند عالم اُس کو اُس کے واسطے اس سے اور زیادہ بہتر کرے۔ اور ہمیشہ فضل خدا اُس کے شامل حال رہے۔ اور خدا اس کا ولی ہو۔ اس پر بہت سلام ہو اور خاص کر تم پر؛

اور ابوحامد کہتے ہیں۔ کہ یہ مضمون ایک طولانی رقعہ میں تھا۔ جس میں میرے بھائی کے فرزند کے لئے بہت سے امور دینی مذکور تھے۔ اور اُس رقعہ میں کچھ مقام تھے کہ ان کو قینچی سے کاٹ دیا تھا۔ پس یہ رقعہ اسی ہیئت کے ساتھ علان بن حسن رازی کو دیا گیا؛

اور ہمارے بھائیوں میں سے ایک بزرگ نے جس کو حسن بن نصر کہتے تھے وہ تمام باتیں نقل کرلیں جو ابوحامد کے لئے آئی تھیں۔ اور اس کو اپنے لڑکے کے پاس بھیج دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اصلؑ اور صاحبؑ ناحیہؑ اور صاحبؑ توقیع سے مراد امام عصرؑ ہیں؛

اور کتب رجال میں مذکور ہے کہ اصلؑ سے مراد امامؑ ہے۔ اور اسی حدیث سے استشہاد کیا ہے۔ اور گو یہ بات متعین نہیں ہوئی۔ کہ حدیث میں اصلؑ سے مراد کون سے امامؑ ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ اصلؑ سے مراد امامؑ ہے۔ اور وجہ اُس امر کی کہ اصلؑ سے

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب ٧١٢٠

لا إله إلّا الله ؟ قال : أنا ، وأنا نور بين يدي الله جلَّ جلاله أوحّده وأسبّحه وأكبّره وأقدّسه وأمجّده، ويتلوني نور شاهد منّي ، فقيل : يا رسول الله : ومن الشاهد منك ؟ فقال: عليُّ بن أبي طالب أخي وصفيّي ووزيري وخليفي ووصيّي، وإمام أُمّتي ، وصاحب حوضي ، وحامل لوائي ، فقيل له : يا رسول الله فمن يتلوه ؟ فقال : الحسن والحسين سيّدا شباب أهل الجنّة، ثمَّ الأئمّة من ولد الحسين إلى يوم القيامة .

١٥ ـ حدَّثنا محمّد بن الحسن رضي الله عنه قال : حدَّثنا الحسين بن الحسن بن أبان ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمّد بن الحسن الكنانيِّ ، عن جدِّه ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : إنَّ الله عزَّ وجلَّ أنزل على نبيّه صلى الله عليه وآله وسلم كتاباً قبل أن يأتيه الموت فقال : يا محمّد هذا [الـ] ـكتاب وصيّتك إلى النجيب من أهلك ، فقال : ومن النجيب من أهلي يا جبرئيل ؟ فقال : عليُّ بن أبي طالب . وكان على الكتاب خواتيم من ذهب ، فدفعه النبيُّ صلى الله عليه وآله وسلم إلى عليٍّ عليه السلام وأمره أن يفكَّ خاتماً ويعمل بما فيه ، ففكَّ عليه السلام خاتماً وعمل بما فيه ، ثمَّ دفعه إلى ابنه الحسن عليه السلام، ففكَّ خاتماً وعمل بما فيه . ثمَّ دفعه إلى الحسين عليه السلام، ففكَّ خاتماً فوجد فيه أن أخرج بقومك إلى الشهادة ولا شهادة لهم إلّا معك واشر نفسك لله تعالىٰ ، ففعل . ثمَّ دفعه إلى عليِّ بن الحسين عليهما السلام ، ففكَّ خاتماً فوجد فيه : أُصمت والزم منزلك واعبد ربّك حتّى يأتيك اليقين ، ففعل . ثمَّ دفعه إلى محمّد بن عليٍّ عليهما السلام ، ففكَّ خاتماً فوجد فيه حدِّث النّاس وأفتهم ولا تخافنَّ إلّا الله عزَّ وجلَّ فإنّه لا سبيل لأحد عليك . ثمَّ دفعه إليَّ ففضضت خاتماً فوجدت فيه حدِّث النّاس وأفتهم وانشر علم أهل بيتك وصدِّق آبائك الصالحين ولا تخافنَّ إلّا الله عزَّ وجلَّ وأنت في حرز وأمان ، ففعلت . ثمَّ أدفعه إلى موسى بن جعفر ، وكذلك يدفعه موسى إلى [الّذي] من بعده ، ثمَّ كذلك أبداً إلى يوم [قيام] المهديِّ عليه السلام .

١٦ ـ حدَّثنا محمّد بن موسىٰ بن المتوكّل رضي الله عنه قال : حدَّثنا عليُّ بن الحسين السعد آباديُّ ، عن أحمد بن أبي عبد الله الرقيِّ ، عن أبيه ، عن محمّد بن أبي عمير ، عن عليِّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال أبو عبد الله عليه السلام في قول الله عزَّ وجلَّ : ﴿**هو الّذي أرسل رسوله بالهدى ودين**

الحقِّ ليظهره على الدِّين كلّه ولو كـره المشركـون﴾[١] ، فقال : والله مـا نزل تأويلها بعد ، ولا ينزل تأويلها حتّى يخرج القائم عليه السلام فإذا خرج القائم عليه السلام لم يبق كافر بالله العظيم ولا مشرك بالإمام إلّا كره خروجه حتّى أن لو كان كافرٌ أو مشرك في بطن صخرة لقالت : يا مؤمن في بطني كافر فاكسرني واقتله .

١٧ ـ حـدَّثنا محمّـد بن عليٍّ مـا جيلويـه رضي الله عنـه قـال : حـدَّثنـا محمّد بن يحيى العطّار ، عن محمّد بن الحسين بن أبي الخطّاب ؛ وأحمد بن محمّـد بن عيسى جميعـاً ، عن محمّـد بن سنـان ، عن أبي الجـارود زيـاد بن المنـذر[٢] قال : قـال أبو جعفـر عليه السلام : إذا خـرج القـائم عليه السلام من مكّة ينـادي منـاديـه : ألا لا يحملنَّ أحـد [كم] طعـامـاً ولا شـرابـاً ، وحمـل معــه حجـر موسى بن عمران عليه السلام وهو وقر بعيـر ، فلا ينـزل منزلاً إلّا انفجـرت منه عيـون فمن كـان جائعـاً شبع ، ومن كـان ظمآنـاً روي ، ورويت دوابّهم حتّى ينـزلـوا النجف من ظهر الكوفة .

١٨ ـ حدَّثنا محّمد بن الحسن بن أحمد بن الـوليد رضي الله عنـه قال : حدَّثنا محمّد بن الحسن الصفّار، عن يعقـوب بن يـزيـد ، عن محمّـد بن أبي عميـر ، عن أبان بن عثمـان عن أبان بن تغلب قـال : قال أبـو عبد الله عليه السلام : أوَّل من يبايع القائم عليه السلام جبرئيل ينزل في صورة طير أبيض فيبايعه ، ثمَّ يضـع رجـلاً على بيت الله الحرام ورجـلاً على بيت المقدس ثمَّ ينـادي بصوت طلق تسمعه الخلائق **﴿أتى أمر الله فلا تستعجلوه﴾**[٣] .

١٩ ـ وبهذا الإسناد ، عن أبان بن تغلب قال : قـال أبو عبـد الله عليه السلام : سيأتي في مسجدكم ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلاً ـ يعني مسجد مكّـة ـ يعلم أهلٍ مكّـة أنّه لم يلدهم آبـاؤهم ولا أجدادهم، عليهم السيـوف مكتـوب على كـلّ سيف كلمة تفتح ألف كلمة ، فيبعث الله تبارك وتعالىٰ ريحاً فتنادي بكلِّ واد ؟

---

(١) سورة التوبة ؛ الآية : ٣٣ .

(٢) زيـاد بن المنذر أبـو الجارود الهمـداني الخـارقي ـ الكـوفي الأعمى التـابعي ، زيـدي المذهب وإليه تنسب الجارودية من الـزيديـة كان من أصحـاب أبي جعفر عليه السلام مكفـوفاً روى الكشي في ذمه روايات .

(٣) سورة النحل ؛ الآية : ١ .

للعلامة

علي بن حسام الدين

المعروف بالمتقي الهندي

ت: ٩٧٥هـ

تحقيق ودراسة

قسم التحقيق بالدار

الباب الثالث : فى حلية المهدى عليه السلام

أخرج أبو داود ، ونعيم بن حماد ، والحاكم ، عن أبى سعيد قال : قال رسول الله ﷺ : « المهدى منى ، أجلى الجبهة ، أقنى الأنف ، يملأ الأرض قسطًا وعدلاً كما ملئت ظلمًا وجورًا ، يملك سبع سنين »(٤٩) .

وأخرج عن أبى سعيد عن النبى ﷺ : « المهدى منا ، أجلى الجبهة ، أقنى الأنف » .

وأخرج نعيم بن حماد ، عن عبد الله بن الحارث ، قال : يخرج المهدى وهو ابن أربعين سنة ، كأنه رجل من بنى إسرائيل .

وأخرج أيضًا عن أبى الطفيل ، أن رسول الله ﷺ وصف المهدى ، فذكر ثقلاً فى لسانه ، وضرب فخذه اليسرى بيده اليمنى إذا أبطأ عليه الكلام ، اسمه اسمى ، واسم أبيه اسم أبى(٥٠) .

وأخرج أيضًا عن محمد بن حمير ، قال : المهدى أزج ، أبلج ، أعين ، يجىء من الحجاز حتى يستوى على منبر دمشق ، وهو ابن ثمانى عشرة سنة.

وأخرج أيضًا عن على بن أبى طالب قال : المهدى مولده بالمدينة من أهل بيت النبى ﷺ ، واسمه اسم نبى ، ومهاجره بيت المقدس ، كث اللحية ، أكحل العينين ، براق الثنايا ، فى وجهه خال ، فى كتفه علامة النبى ﷺ ، يخرج براية

---

(٤٩) **حديث إسناده ضعيف** : أخرجه أبو داود (٤٢٨٥) ، والحاكم (٥٥٧/٤) من طريق عمران القطان ، ثنا قتادة ، عن أبى نضرة ، عن أبى سعيد - رضى الله عنه - مرفوعًا .

وقال الحاكم : صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه .

فتعقبه الذهبى بقوله : عمران ضُعف ، لم يخرج له مسلم ، وهو كما قال .

(٥٠) عزاه السيوطى فى « العرف الوردى فى أخبار المهدى - ضمن كتاب (الحاوى) للسيوطى » - (٧٣/٢) إلى نعيم بن حماد .

كمال الدين وتمام النعمة

للشيخ الجليل الأقدم

الصدوق

أبي جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه القمي

المتوفى سنة ٣٨١

صححه وقدم له وعلق عليه

العلامة الشيخ حسين الأعلمي

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب ٧١٢٠

إبراهيم بن عمر ، عن أبي أيّوب ، عن الحارث بن المغيرة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : الصيحة الّتي في شهر رمضان تكون ليلة الجمعة لثلاث وعشرين مضين من شهر رمضان .

٧ ـ وبهذا الإسناد ، عن الحسين بن سعيد ، عن محمد بن أبي عمير ، عن عمر بن حنظلة قال : سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : قبل قيام القائم خمس علامات محتومات اليمانيُّ ، والسفيانيُّ ، والصيحة ، وقتل النفس الزَّكيّة ، والخسف بالبيداء .

٨ ـ حدَّثنا أبي رضي الله عنه قال : حدَّثنا سعد بن عبد الله قال : حدَّثنا محمد بن الحسين بن أبي الخطّاب ، عن جعفر بن بشير ، عن هشام بن سالم ، عن زرارة ، عن أبي عبد الله عليه السلام قال : ينادي منادٍ باسم القائم عليه السلام ، قلت : خاصٌّ أو عامٌّ ؟ قال : عامٌّ يسمع كلُّ قوم بلسانهم ، قلت ، فمن يخالف القائم عليه السلام وقد نودي باسمه ؟ قال : لا يدعهم إبليس حتّى ينادي [في آخر اللّيل] ويشكّك الناس .

٩ ـ حدَّثنا محمد بن عليٍّ ماجيلويه رضي الله عنه قال : حدَّثنا عمّي محمد بن أبي القاسم ، عن محمد بن عليٍّ الكوفيِّ ، عن محمد بن أبي عمير ، عن عمر بن أذينة قال : قال أبو عبد الله عليه السلام : قال أبي عليه السلام : قال أمير المؤمنين عليه السلام : يخرج ابن آكلة الأكباد من الوادي اليابس وهو رجل ربعة ، وحش الوجه[١] ، ضخم الهامة . بوجهه أثر جُدري إذا رأيته حسبته أعور ، إسمه عثمان وأبوه عنبسة ، وهو من ولد أبي سفيان حتى يأتي أرضاً ذات قرار ومعين فيستوي على منبرها .

١٠ ـ حدَّثنا أحمد بن زياد بن جعفر الهمدانيُّ رضي الله عنه قال : حدَّثنا عليُّ بن إبراهيم بن هاشم ، عن أبيه إبراهيم بن هاشم ، عن محمد بن أبي عمير ، عن حمّاد بن عثمان عن عمر بن يزيد قال : قال لي أبو عبد الله الصادق عليه السلام : إنّك لو رأيت السفياني لرأيت أخبث النّاس ، أشقر أحمر

---

(١) وفي بعض النسخ « وخش الوجه » بالخاء المعجمة ، والوخش : الردي من كل شيء ، ورذال الناس وسقاطهم للواحد والجمع والمذكر والمؤنث . (القاموس) .

قبورهم ، ويتباشرون بقيام القائم صلوات الله عليه .

وبهذا الإسناد ، عن محمد بن سنان ، عن عمرو بن شمر ، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إنَّ العلم بكتاب الله عزَّ وجلَّ وسنّة نبيِّه صلى الله عليه وآله وسلم لينبت في قلب مهديّنا كما ينبت الزَّرع على أحسن نباته ، فمن بقي منكم حتّى يراه فليقل حين يراه : السلام عليكم يا أهل بيت الرَّحمة والنبوَّة ومعدن العلم وموضع الرِّسالة .

وروي أنَّ التسليم على القائم عليه السلام أن يقال له : « السلام عليك يا بقيّة الله في أرضه » .

١٩ ـ حدَّثنا الحسين بن أحمد بن إدريس رضي الله عنه قال : حدَّثنا أبي ، عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن الحسين بن سعيد ، عن عليٍّ بن أبي حمزة ، عن أبي بصير قال : قال : أبو جعفر عليه السلام : يخرج القائم عليه السلام يوم السبت يوم عاشورا يوم الّذي قتل فيه الحسين عليه السلام .

٢٠ ـ وبهذا الإسناد ، عن الحسين بن سعيد ، عن ابن أبي عمير ، عن أبي أيّوب ، عن أبي بصير قال : سأل رجلٌ من أهل الكوفة أبا عبد الله عليه السلام : كم يخرج مع القائم عليه السلام ؟ فإنّهم يقولون : إنّه يخرج معه مثل عدَّة أهل بدر ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلاً ، قال : وما يخرج إلاّ في أولي قوَّة ، وما تكون أولو القوَّة أقلَّ من عشرة آلاف .

٢١ ـ حدَّثنا أحمد بن محمد بن يحيى العطّار رضي الله عنه قال : حدَّثنا أبي ، عن محمد بن الحسين بن أبي الخطّاب ، عن محمد بن سنان ، عن أبي خالد القمّاط ، عن ضريس ، عن أبي خالد الكابليِّ ، عن سيّد العابدين عليٍّ بن الحسين عليه السلام قال : المفقودون عن فرشهم ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلاً عدّة أهل بدر فيصبحون بمكّة ، وهو قول الله عزَّ وجلَّ : ﴿ **أينما تكونوا يأت بكم الله جميعاً** ﴾[1] وهم أصحاب القائم عليه السلام .

٢٢ ـ حدَّثنا محمد بن الحسن رضي الله عنه قال : حدَّثنا محمد بن

---

(١) سورة البقرة ؛ الآية : ١٤٨ .

الله به ، وتنزاح به علّتنا لأنّ الله عزّ وجلّ قال في كتابه لرسوله صلى الله عليه وآله وسلم : ﴿إنّما أنت منذر ولكل قوم هاد﴾[1] ولأن الحاجة منّا إلى ذلك دائمة فينا ثابتة إلى انقضاء الدُّنيا وزوال التكليف والأمر والنهي عنّا فإنّ ذلك الهادي لا يكون مثل حالنا في الحاجة إلى من يقوّمه ويؤدِّبه ويهديه إلى الحقّ ، ولا يحتاج إلى مخلوق منّا في شيء من علم الشريعة ومصالح الدِّين والدُّنيا ، بل مقوِّمه وهاديه الله عزّ وجلّ بما يلهمه كما ألهم أمَّ موسى عليه السلام وهداها إلى ما كان فيه نجاتها ونجاة موسى عليه السلام من فرعون وقومه .

فعلم الإمام عليه السلام كلّه من الله عزّ وجلّ ومن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فبذلك يكون عالماً بما في الكتاب المنزل وتنزيله وتفسيره وتأويله ومعانيه وناسخه ومنسوخه ، ومحكمه ومتشابهه ، وحلاله وحرامه ، وأوامره وزواجره ، ووعده ووعيده ، وأمثاله وقصصه ، لا برأي وقياس . كما قال الله عزّ وجلّ : ﴿ولو ردُّوه إلى الرَّسول وإلى أولي الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم﴾[2] .

والدَّليل على ذلك ما اجتمعت الأُمَّة على نقله من قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم : إنّي تارك فيكم ما إن تمسّكتم به لن تضلّوا كتاب الله عزّ وجلّ وعترتي أهل بيتي وإنّهما لن يفترقا حتّى يراد عليَّ الحوض» .

وبقوله صلى الله عليه وآله وسلم : «الأئمّة من أهل بيتي ، لا تعلّموهم فإنّهم أعلم منكم» فأعلمنا صلى الله عليه وآله وسلم فقال : إنّه مخلّف فينا من يقوم مقامه في هدايتنا وفي معرفته علم الكتاب ، وإنّ الأُمّة ستفارقهما إلّا من عصمه الله جلّ جلاله بلزومهما فأنقذه باتّباعهما من الضلالة والرَّدى ضماناً منه صحيحاً يؤدِّيه عن الله عزّ وجلّ إذ لم يكن صلى الله عليه وآله وسلم من المتكلِّفين ، ولم يتّبع إلّا ما يوحى إليه أنَّ من تمسّك بهما لن يضلَّ ، وأنهما لن يفترقا حتّى يردا عليه الحوض .

وبقوله صلى الله عليه وآله وسلم : إنَّ أُمّته ستفترق على ثلاث وسبعين فرقة منها فرقة ناجية واثنتين وسبعين فرقة في النّار .

فقد أخرج صلى الله عليه وآله وسلم من تمسّك بالكتاب والعترة من الفرق الهالكة وجعله

---

(١) سورة الرعد ؛ الآية : ٧ .

(٢) سورة النساء ؛ الآية : ٨٣ .

تجدید و احیائے دین

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۱۳-ای - شاہ عالم مارکیٹ لاہور (مغربی پاکستان)

بھی مجدّد قرار دیا جا سکتا ہے۔ البتہ اس قسم کا مجدّد جزوی مجدّد ہوگا، کامل مجدّد نہ ہوگا۔ کامل مجدّد صرف وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان تمام شعبوں میں پورا کام انجام دے کر وراثتِ نبوت کا حق ادا کر دے۔

مجدّد کامل کا مقام | تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تک کوئی مجدّد کامل پیدا نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ عمر ابن عبد العزیز اس منصب پر فائز ہو جاتے، مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کے بعد جتنے مجدّد پیدا ہوئے ان میں سے ہر ایک نے کسی خاص شعبے یا چند شعبوں ہی میں کام کیا۔ مجدّدِ کامل کا مقام ابھی تک خالی ہے۔ مگر عقل چاہتی ہے، فطرت مطالبہ کرتی ہے، اور دنیا کے حالات کی رفتار متقاضی ہے کہ ایسا "لیڈر" پیدا ہو، خواہ اس دَور میں پیدا ہو یا زمانے کی ہزاروں گردشوں کے بعد پیدا ہو۔ اسی کا نام الامام المہدی ہوگا جس کے بارے میں صاف پیشین گوئیاں نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے کلام میں موجود ہیں[1]۔

[1] اگرچہ یہ پیشین گوئیاں مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک وغیرہ کتابوں میں کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ مگر یہاں اس روایت کا نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا جو امام شاطبی نے موافقات میں اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے منصبِ امامت میں نقل کی ہے:-

ان اول دینکم نبوۃ ورحمۃ و	تمہارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے
تکون فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم	ہے اور وہ تمہارے درمیان رہے گی
یرفعھا اللہ جلّ جلالہ ثم تکون	جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ جل جلالہ

(باقی صفحہ ۵۰ پر)

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ

جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر: منیجر البرہان بکڈپو ۳۵ - یدھشتر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ

اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸
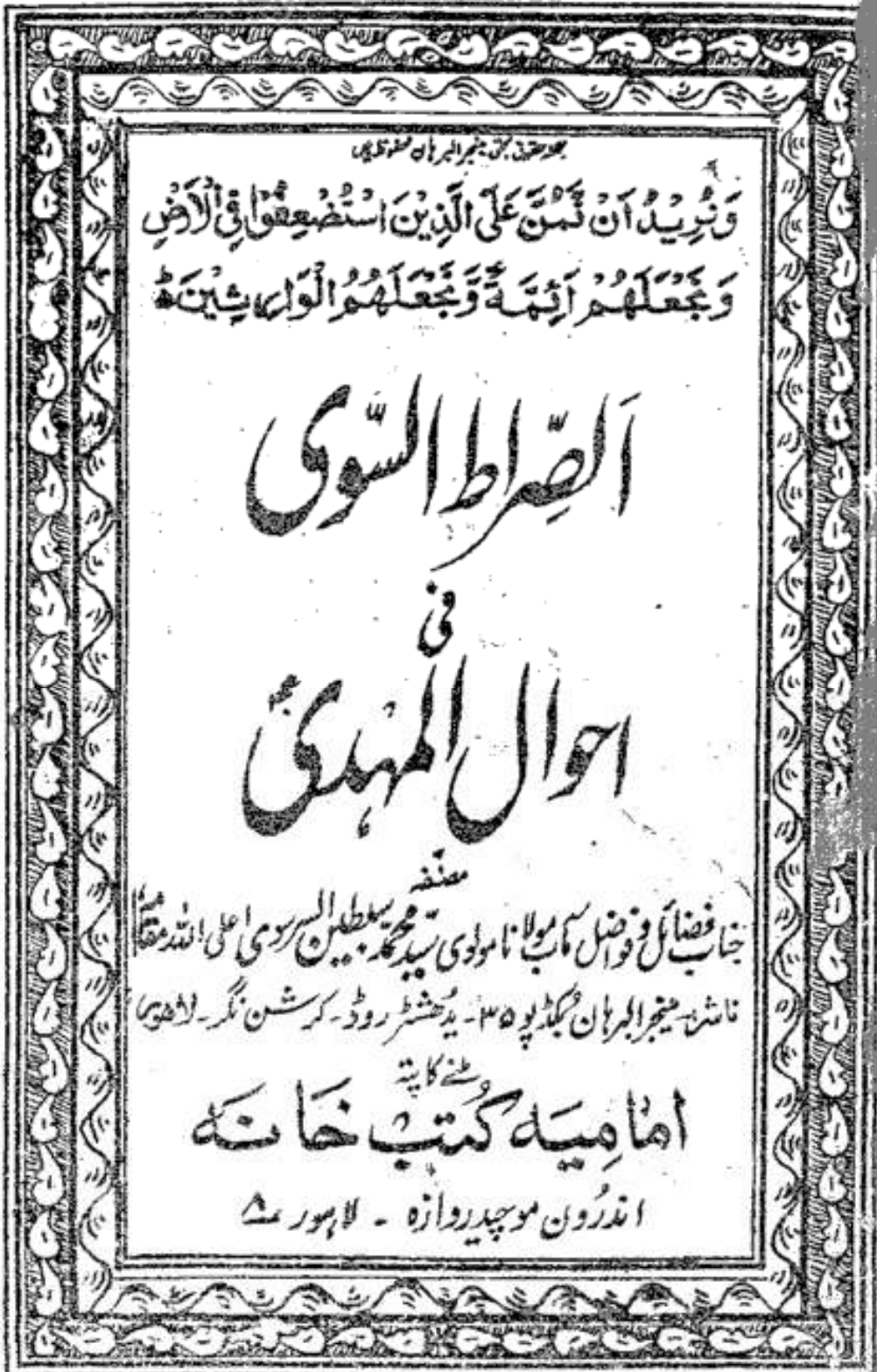
بصری سے نقل کی ہے۔ جس کا آخر یہ ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا۔ جو چاہتا ہے۔ کہ فسا ٗ نز۔ من اور رستگاروں کی جماعت میں داخل ہو کر خدا سے ملاقات کرے۔ پس چاہئے۔ کہ وہ حسن العسکریؑ کو دوست رکھے۔ اور جو چاہتا ہے۔ کہ کامل الایمان و حسن الاسلام ہو کر خدا کے پاس جائے۔ وہ ان کے فرزند امام صاحب الزمان مہدیؑ کو دوست رکھے۔ یہی مصابیح الدجے و ائمۃ الہدیٰ اور اعلام التقیٰ ہیں۔ جو ان کو دوست رکھے۔ میں ان کے لئے بہشت کا ضامن ہوں۔ غرض موصوف امامت و وجود جناب مہدی محمد بن الحسن العسکری کے معتقد ہیں؛

(۱۲) ابو المجد عبد الحق الدہلویؒ محدث مشہور و معروف نے اپنے رسالہ مناقب ائمہ اہل بیت میں لکھا ہے۔ محمد بن الحسن العسکریؑ خواص اصحاب اور اہل ثقاہت میں معلوم و معروف ہے۔ بعد ازاں قصہ ولادت باسعادت امام زمانؑ کو مثل خواجہ پارسا درج کیا ہے۔ اور آپ امامؑ موصوف کی ولادت کے قائل ہیں؛

(۱۳) سید جمال الدین عطاء اللہ بن سید غیاث الدین فضل اللہ اپنی کتاب مستطاب روضۃ الاحباب میں لکھتے ہیں۔ کلام در بیان امام دوازدہم م ح م د بن الحسن علیہما السلام تولد ہمایون آں در درج ولایت و جوہر معدن ہدایت بقول اکثر اہل روایت در منتصف ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ در بست و پنجاه و پنج در سامرہ اتفاق افتاد۔ و مادر آں عالی گہر ام ولد بود مسماۃ بصیقل یا سوسن و نرجس و حکیمہ و آں امام ذوی الاحترام در کنیت و نام با نام خیر الانامؐ موافقت دارد۔ و مہدی منتظر و الخلف الصالح و صاحب الزمان در القاب او منتظم است۔ در وقت پدر بزرگوار خود سبر داینے کہ بصحت اقرب است پنجسالہ بود۔ و بقول ثانی دو سالہ و حضرت واہب العطایا آں شگوفہ گلزار را مانند یحییٰ بن زکریا سلام اللہ علیہما در حالت طفولیت حکمت کرامت فرمودہ و در وقت صبا بمرتبہ بلند امامت رسانیدہ و صاحب الزمان و مہدیؑ دوراں در زمان معتمد خلیفہ عباسی در سنہ دویست و شصت و پنج و یا شصت و شش در سرداب سر من رائے از نظر برایا غائب شد۔ اس کے بعد محدث موصوف نے چند روایات اس تحقیق میں لکھی ہیں۔ مہدی موعود وہی جناب ہیں۔ اس کے بعد کچھ تمجید و تعریف آنجناب لکھ کر ان اشعار سے متمثل ہوتے ہیں۔ ؎

بیا اے امام ہدایت شعار | کہ بگذشت حد غم از انتظار
ز روئے ہمایوں بیفگن نقاب | عیاں ساز رخسار چوں آفتاب!
بروں آئے از منزل اختفاء | نمایاں کن آثار مہر و وفاء

صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

الله الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اردو ترجمہ

مکتوبات امام ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

دفتر دوم ـــــــ حصہ دوم

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی۔ بندر روڈ کراچی

اور حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ بعد نزول اس شریعت کی اتباع کریں گے۔ آں سرور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی اتباع ہی کریں گے۔ کہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ علماء ظواہر حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجتہادات کی اپنے ماخذ کے کمال اور دقیق ہونے کی وجہ سے مخالفت کریں اور ان کو کتاب و سنت کے مخالف سمجھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حال امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح ہے۔ کہ پرہیزگاری اور تقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط کے نہایت بلند درجہ پر پہنچ چکے ہیں۔ کہ دوسرے لوگ اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔ اور دقت معانی کی وجہ سے ان کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے مخالف سمجھتے ہیں۔ اور ان کو اور ان کے اصحاب کو اصحاب الرائے[1] کہتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ ان کے علم اور درایت کی حقیقت اور ان کے فہم پر مطلع نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اشاروں سے ان کی فقاہت کی دقت کو معلوم کیا۔ اور کہا "تمام فقہاء ابو حنیفہ کے عیال ہیں"۔ افسوس ان قاصر نظروں کی جماعت پر کہ اپنے قصور کو دوسروں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ؎

قاصرے گر کند ایں قافلہ را طعن قصور — حاشا للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

---

[1] بعض غیر مقلد حضرات کم فہمی کی بنا پر آئے دن کسی نہ کسی انداز میں مسلک حنفی پر اعتراض و تنقید کرتے رہتے ہیں۔ اور اس گروہ کے متشدد لوگ بے دریغ کے ساتھ تقلید ائمہ اربعہ اور اجتہادی مسائل کو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت قرار دیتے ہیں۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مکتوب میں نہایت جامع انداز میں مسلک حنفی کی تصویب و تائید کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مکتوب میں آپ نے اپنے حنفی اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ اور ناقدین و معترضین کی پوری پوری خبر لی ہے۔ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کی تحقیق کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پرہیزگاری، تقویٰ اور متابعت سنت کی برکت سے اجتہاد و استنباط کے نہایت بلند درجہ پر فائز ہیں۔ لوگ آپ کی بلندیٔ شان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

۲۔ ناقدین و معترضین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر اور آپ کی اجتہادی اور فقہی کاوشوں پر اس وجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ اپنی کم علمی کے باعث آپ کے دقیق اصول اجتہاد اور استنباط کو نہ سمجھ سکے۔ اسی کوتاہی کے باعث آپ کے اجتہادات کو کتاب و سنت کے خلاف اور آپ اور آپ کے تلامذہ اور ساتھیوں کو اپنی رائے کی پیروی کرنے والے قرار دیتے ہیں۔

۳۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت شان کے اس قدر معترف ہیں۔ کہ تمام فقہاء کو آپ کا عیال کہتے ہیں۔ کوتاہ نظر معترضین پر افسوس کہ انہیں اپنا قصور نظر نہیں آتا۔ بلا سوچے سمجھے اعتراض کرتے ہیں۔ (حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

الفتوحات المكية

للشيخ

محيي الدين بن عربي

٥٦٠ - ٦٣٨هـ

قدم له

الدكتور محمود مطرجي

إشراف

مكتب البحوث والدراسات

الجزء السادس

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع
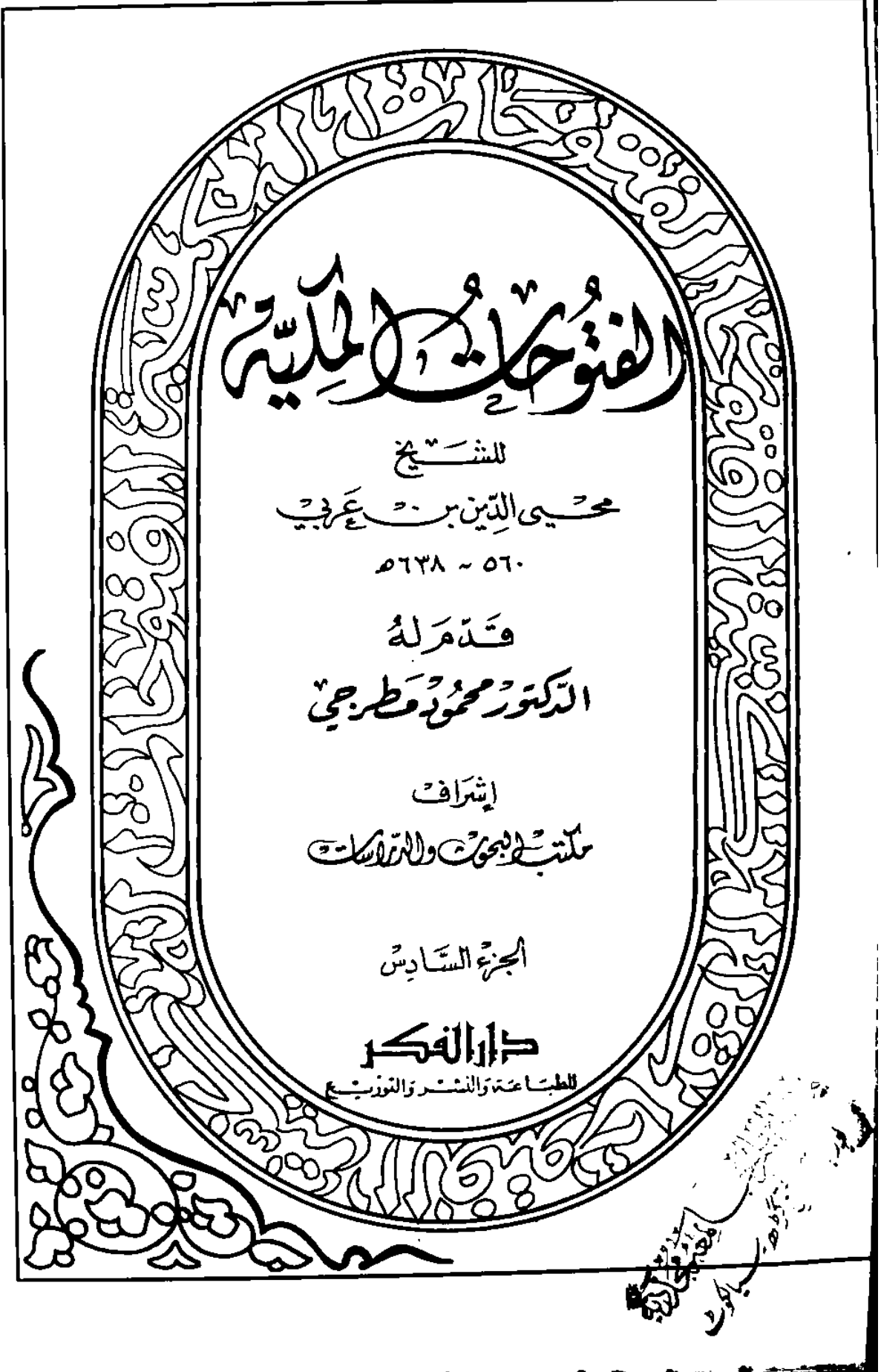
الباب السادس والستون وثلثمائة

في معرفة منزل وزراء المهدي الظاهر في آخر الزمان الذي بشّر به رسول الله ﷺ وهو من أهل البيت

إنّ الإمـام إلـى الـوزيـر فقيـر ... وعليهمـا فلـك الـوجـود يـدور
والملـك إن لـم تستقـم أحـوالـه ... بـوجـود هـذيـن فسـوف يبـور
إلا الإلـه الحـق فهـو منـزه ... مـا عنـده فيمـا يـريـد وزيـر
جـل الإلـه الحـق فـي ملكـوتـه ... عـن أن يـراه الخلـق وهـو فقيـر

اعلم أيدنا الله أنّ لله خليفة يخرج وقد امتلأت الأرض جوراً وظلماً فيملؤها قسطاً وعدلاً، لو لم يبق من الدنيا إلا يوم واحد طول الله ذلك اليوم حتى يلي هذا الخليفة من عترة رسول الله ﷺ من ولد فاطمة يواطىء اسمه اسم رسول الله ﷺ جده الحسن بن علي بن أبي طالب يبايع بين الركن والمقام، يشبه رسول الله ﷺ في خلقه بفتح الخاء وينزل عنه في الخلق بضم الخاء لأنه لا يكون أحد مثل رسول الله ﷺ في أخلاقه والله يقول فيه: ﴿وإنك لعلى خلق عظيم﴾ هو أجلى الجبهة، أقنى الأنف، أسعد الناس به أهل الكوفة، يقسم المال بالسوية، ويعدل في الرعية، ويفصل في القضية، يأتيه الرجل فيقول له: يا مهدي أعطني وبين يديه المال فيحثي له في ثوبه ما استطاع أن يحمله، يخرج على فترة من الدين يزع الله به ما لا يزع بالقرآن يمسي جاهلاً بخيلاً جباناً، ويصبح أعلم الناس أكرم الناس أشجع الناس يصلحه الله في ليلة يمشي النصر بين يديه يعيش خمساً أو سبعاً أو تسعاً، يقفو أثر رسول الله ﷺ لا يخطىء له ملك يسدده من حيث لا يراه يحمل الكل ويقوّي الضعيف في الحق ويقري الضيف، ويعين على نوائب الحق، يفعل ما يقول ويقول ما يعلم ويعلم ما يشهد، يفتح المدينة الرومية بالتكبير في سبعين ألفاً من المسلمين من ولد إسحاق، يشهد الملحمة العظمى مأدبة الله بمرج عكا، يبيد الظلم وأهله، يقيم الدين، ينفخ الروح في الإسلام يعز الإسلام به بعد ذله، ويحيا بعد موته، يضع الجزية ويدعو إلى الله بالسيف، فمن أبى قتل ومن نازعه خذل، يظهر من الدين ما هو الدين عليه في نفسه ما لو كان

رسول الله ﷺ لحكم به، يرفع المذاهب من الأرض فلا يبقى إلا الدين الخالص أعداؤه مقلدة العلماء أهل الاجتهاد لما يرونه من الحكم، بخلاف ما ذهبت إليه أئمتهم فيدخلون كرهاً تحت حكمه خوفاً من سيفه وسطوته ورغبة فيما لديه، يفرح به عامة المسلمين أكثر من خواصهم، يبايعه العارفون بالله من أهل الحقائق عن شهود وكشف بتعريف إلهيّ، له رجال إلهيون يقيمون دعوته وينصرونه هم الوزراء يحملون أثقال المملكة ويعينونه على ما قلده الله، ينزل عليه عيسى ابن مريم بالمنارة البيضاء بشرقي دمشق بين مهرودتين متكئاً على ملكين ملك عن يمينه وملك عن يساره، يقطر رأسه ماء مثل الجمان، يتحدر كأنما خرج من ديماس والناس في صلاة العصر فيتنحى له الإمام من مقامه فيتقدم فيصلي بالناس، يؤم الناس بسنة محمد ﷺ، يكسر الصليب، ويقتل الخنزير، ويقبض الله المهدي إليه طاهراً مطهراً. وفي زمانه يقتل السفياني عند شجرة بغوطة دمشق، ويخسف بجيشه في البيداء بين المدينة ومكة حتى لا يبقى من الجيش إلا رجل واحد من جهينة يستبيح هذا الجيش مدينة الرسول ﷺ ثلاثة أيام ثم يرحل يطلب مكة فيخسف الله به في البيداء، فمن كان مجبوراً من ذلك الجيش مكرهاً يحشر على نيته القرآن حاكم والسيف مبيد، ولذلك ورد في الخبر: «أن الله يزع بالسلطان ما لا يزع بالقرآن»:

ألا إن ختـــم الأوليـــاء شهيـــد	وعيـــن إمـــام العـــالميـــن فقيـــد
هـــو السيـــد المهـــدي مـــن آل أحمـــد	هـــو الصـــارم الهنـــدي حيـــن يبيـــد
هـــو الشمـــس يجلـــو كـــل غـــم وظلمـــة	هـــو الـــوابـــل الـــوسمـــي حيـــن يجـــود

وقد جاءكم زمانه، وأظلكم أوانه، وظهر في القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلاثة الماضية قرن رسول الله ﷺ وهو قرن الصحابة، ثم الذي يليه، ثم الذي يلي الثاني، ثم جاء بينهما فترات وحدثت أمور وانتشرت أهواء وسفكت دماء، وعاثت الذئاب في البلاد، وكثر الفساد، إلى أن طم الجور وطما سيله، وأدبر نهار العدل بالظلم حين أقبل ليله، فشهداؤه خير الشهداء، وأمناؤه أفضل الأمناء، وأن الله يستوزر له طائفة خبأهم له في مكنون غيبه أطلعهم كشفاً وشهوداً على الحقائق، وما هو أمر الله عليه في عباده فبمشاورتهم يفصل ما يفصل وهم العارفون الذين عرفوا ماثم، وأما هو في نفسه فصاحب سيف حق وسياسة مدنية يعرف من الله قدر ما تحتاج إليه مرتبته ومنزله لأنه خليفة مسدد يفهم منطق الحيوان يسري عدله في الإنس والجان من أسرار علم وزرائه الذين استوزرهم الله له قوله تعالى: ﴿وكان

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر: منیجر البرہان بکڈپو ۳۵ - یدھشٹر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸
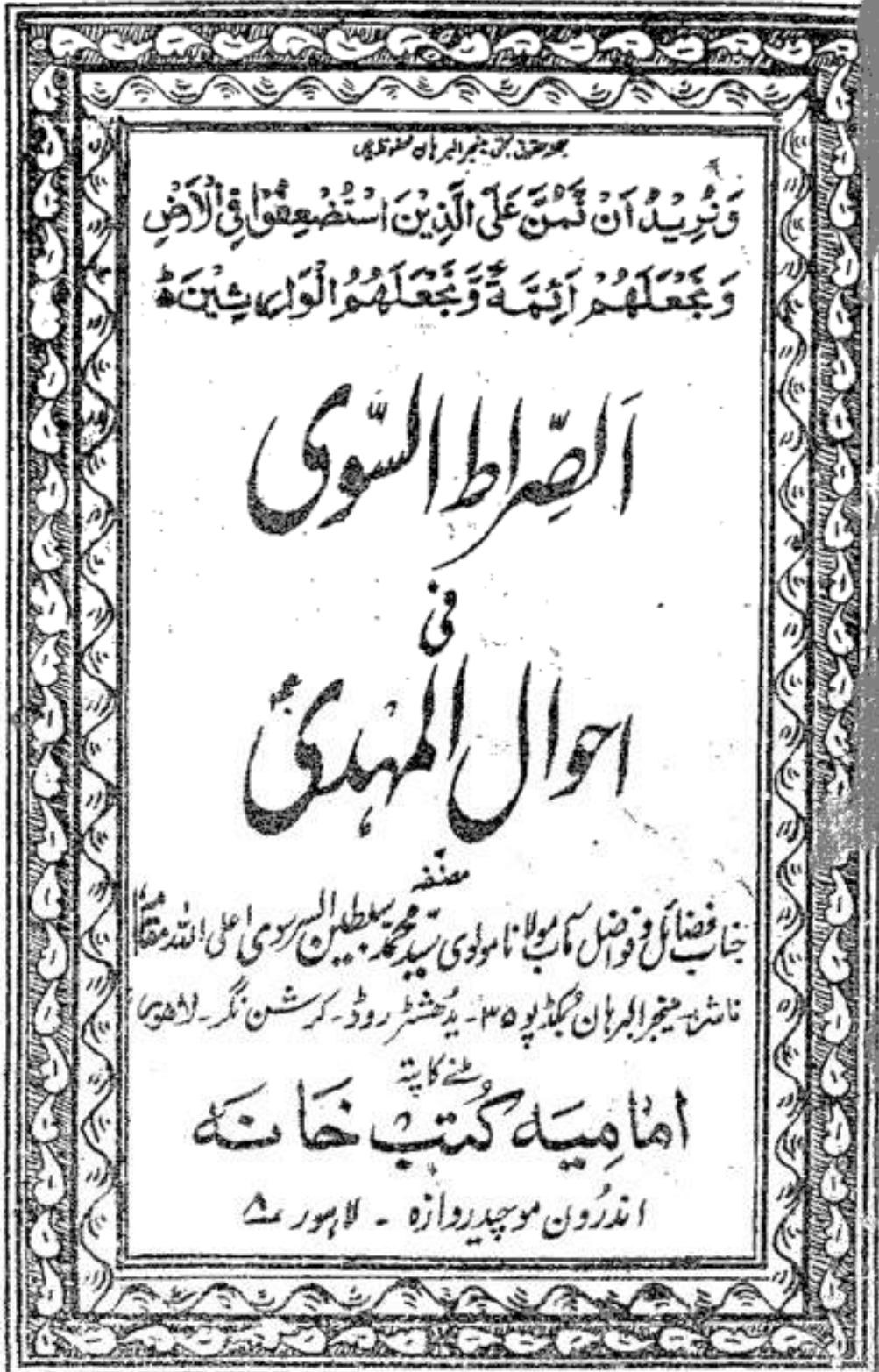
رہا ہے۔ لیکن جب خاص تشخیص و تخصیص موجود ہے۔ تو اس اور اس جیسے کسی اعتراض کو یہاں دخل نہیں۔ احادیث بالکل صاف و صریح ہیں۔ کہ مہدی موعود یہی جناب ہیں۔ وھو المطلوب اور علامہ موصوف نے جو کچھ کہ اپنی کتاب معظم الدر المنتظم میں فرمایا ہے۔ اس کو آئندہ ابواب میں ذکر کیا جائے گا۔

الشیخ الاکبر محی الدین ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد بن عربی الحاتم الطائی الاندلسی فتوحات مکیہ کے تین سو چھیاسٹھویں باب میں فرماتے ہیں۔ منزل وزراء مھدی۔ وہ مہدی جو آخرالزماں میں ظاہر ہوگا اور جس کی رسولؐ نے بشارت دی ہے اور وہ اہل بیت رسولؐ سے ہے۔ بیشک وہ خدا کا ایک خلیفہ ہے جو اس وقت خروج کرے گا۔ جبکہ زمین ظلم و جور سے پُر ہو گئی ہوگی پس وہ اس کو عدل و داد سے پُر کر دے گا۔ اور اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے۔ تو خدا اس دن کو بڑھائے گا۔ یہاں تک کہ عترتِ رسولؐ سے وہ شخص مالک و والی زمین ہو۔ جس کی درمیان رکن و مقام بیعت کی جائے گی۔ اور سب سے زیادہ نیک بخت اس وقت اہل کوفہ ہوں گے۔ وہ مال کو مساوی تقسیم کرے گا۔ اور رعیت میں عدل پھیلائے گا۔ اور قضایا فیصل کرے گا۔ وہ زمان فترۃ دین میں خروج کرے گا (یعنی جب کوئی حجتِ خدا ظاہر نہ ہوگا)۔ جو اس کا انکار کرے گا قتل کیا جائے گا۔ اور جو اس سے جھگڑے گا ذلیل ہوگا۔ وہ اس دین کو ظاہر کرے گا جو فی الحقیقت دین ہے۔ اور اگر رسولؐ خدا زندہ ہوتے۔ تو اس دین پر حکم کرتے۔ یعنی خالص و حقیقی دین محمدی کو ظاہر کرے گا۔ زمین سے کل مذاہب مختلفہ کو اٹھا دے گا۔ پس نہ باقی رہے گا مگر دین خالص۔ اس کے دشمن علماء مجتہدین ہوں گے۔ پس وہ از روئے کراہیت اس کے تحتِ حکم داخل ہوں گے اس کی سطوت و تلوار کے خوف سے اور اس مال کی خواہش سے جو اس کے پاس ہوگا۔ اور اس سے تمام مسلمان خوش ہوں گے بجز فین اہل حقائق و شہود اس کی بیعت کریں گے۔ اس کے کچھ خدا پرست مرد ہوں گے۔ جو اس کی دعوت کو قائم کریں گے۔ اور مدد دیں گے۔ اور وہی وزراءِ مھدی ہیں۔ وَھُوَ السَّیِّدُ الْمَھْدِیُّ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ ھُوَ الْوَابِلُ الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ۔ اور وہ خلیفہ خدا مؤید من اللہ ہے۔ وہ حیوانوں کی آواز سمجھتا ہے۔ اور اس کا عدل جن و انس سب میں پھیلے گا۔ اور اس کے وزراء ایرانی ہوں گے کوئی ان میں عربی نہیں ہے۔ مگر سب عربی بولتے ہوں گے۔ اور اصل عبارت شیخ محی الدین عربی متعلق مہدی یہ ہے۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّہٗ لَا بُدَّ مِنْ خُرُوْجِ الْمَھْدِیِّ لٰکِنْ لَا یَخْرُجُ حَتّٰی تَمْتَلِئَ الْاَرْضُ جَوْرًا وَّ ظُلْمًا فَیَمْلَاُھَا قِسْطًا وَّ عَدْلًا وَلَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ وَّاحِدٌ

Nūr al-Hasan Khān

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

Iqtirāb al-sāʻah

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

١٣٠١ھ

زیادہ مت دل مضطر کو بیقرار کرو	زمین نہ لوٹ دے اکدن یہہ زلزلہ دلکا

جنکو انتظار نزول مسیح علیہ السلام کا ہے شاید اونکو یہہ بھی خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
دنیامین آکر دین عیسوی ہی کو رواج دینگے حالانکہ روایات سابقہ سے معلوم ہوچکا
ہے کہ وہ ایک بڑے حاکم منصف اس امت کے ہونگے اونہین کے ہاتھہ سے ساری
دنیامین بوزارت مہدی علیہ السلام سوا دین اسلام کے کوئی دین باقی نرہے گا
سارے بد دین لوگ مٹ جاوینگے وہ کچھہ فقط اصلاح اسی امر کی نکرینگے کہ سب کے
سب نام کے مسلمان ہوجاوین کوئی آپکو یہود یا نصرانی نہ کہے بلکہ اسلام مین جو خرابیان
ہاتھہ سے فقہاء اسلام و اہل رائے و تقلید کے واقع ہوئی ہین اور روز افزون
ہوتی ہین لوگ نام کے مسلمان رہگئے ہین کام مین شرک و بدعت کرتے ہین قول علماء
ومشائخ سلف یا خلف کو حجت مذہبی سمجھتے ہین ان سب آفات و بلیات و مصیبات و تکلیفات
وخرافات کو بھی بالکل وہ دور دفع کردینگے خالص کتاب وسنت پر عامل ہونگے دوسرونسے
بھی اسی پر عمل کرادینگے یہی حال مہدی علیہ السلام کا ہوگا کہ اگر وہ آگئے سارے مقلد
بھائی اونکے دشمن جانی بنجاوینگے اونکے قتل کی فکر مین ہونگے کہین گے یہہ شخص تو ہمارے
دین کو بگاڑتا ہے مگر اونکے زور تلوار کے سامنے بجز سر جھکانے حکم بجالانے کے کوئی چارہ
نہوگا طوعاً یا کرہاً اونکی اطاعت مین داخل ہونگے اونکی قوت و شوکت دیکھکر سارے مسئلے
وجوب تقلید تجویز شرک تحسین بدعت کے بھول جاوینگے ۵

نہ ہوش دین کے باقی رہے نہ دنیا کے	تری نگاہ مصیبت کا سامنا ٹھہری
نہ شب کو چین نہ دن کو قرار ہے ہمکو	یہہ عشق کا ہے کو ٹھہرا کوئی بلا ٹھہری
یہان تو ریخ مین گزری کبھی قلق مین کٹی	مسافران عدم وان کہو تو کیا ٹھہری

فائدہ اس رسالۂ اردو مین مضامین کتاب اشاعہ کو واسطے اشاعت اشراط ساعت

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ
وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝

الصراط السوی

فی

احوال المہدیؑ

مصنفہ
جناب فضائل و فواضل مآب مولانا مولوی سید محمد سبطین السرسوی اعلی اللہ مقامہ

ناشر:- مہتمم البرہان بنگلہ نمبر ۳۵ - یدھشٹر روڈ - کرشن نگر - لاہور

ملنے کا پتہ
امامیہ کتب خانہ
اندرون موچی دروازہ - لاہور ۸
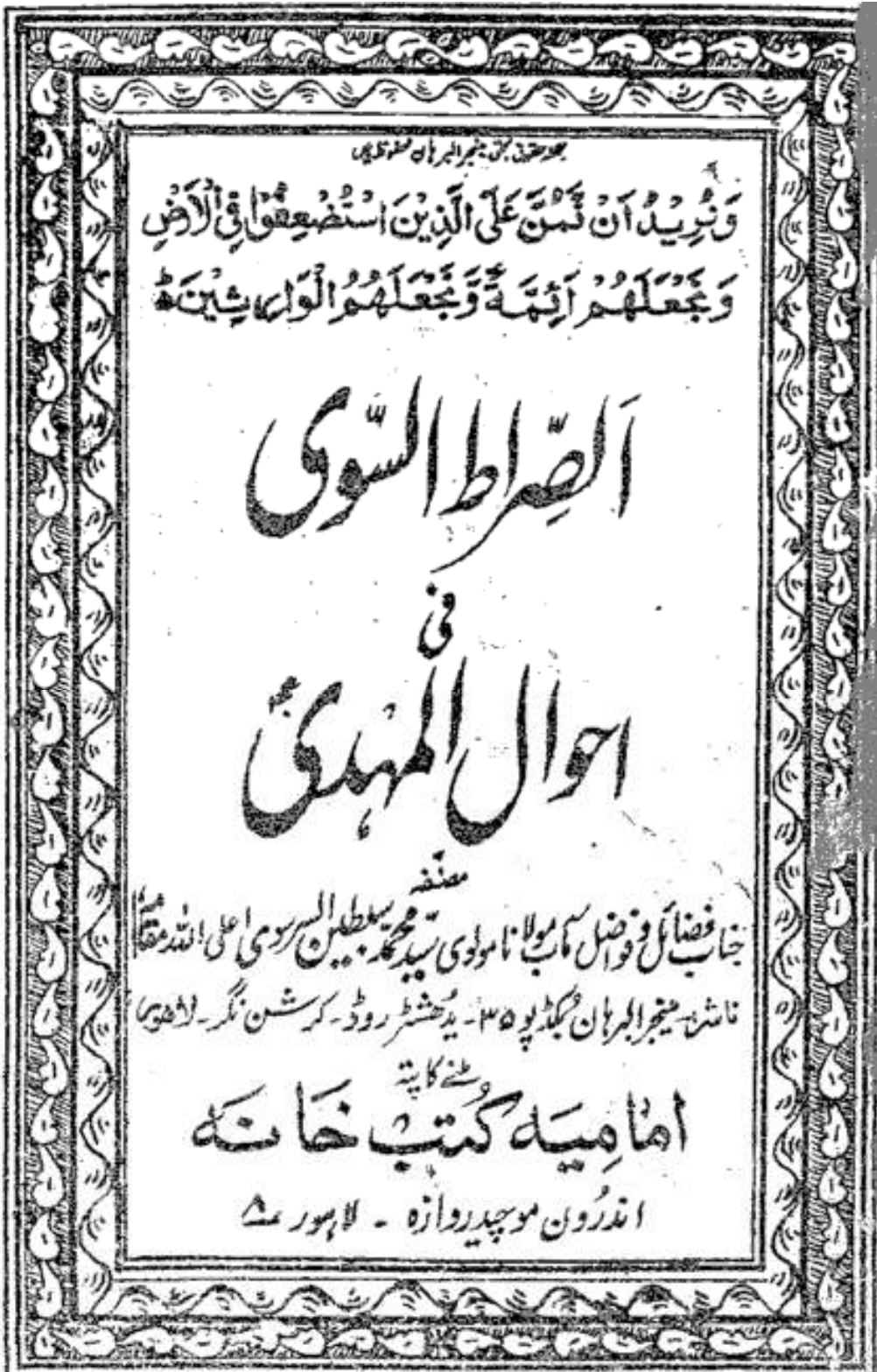
پس بہ براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ و آیات بینہ ثابت ہو گیا۔ کہ ابتدائے خلقت بشری سے غیبت سنت حجج اللہ ہے۔ اور ایمان بالغیب افضل ترین ایمان و اہم ترین مرتبہ ایمان ہے۔ اور نجات صرف انہی کے لئے ہے۔ جو غیبت اور حجت و غائب پر ایمان رکھتے ہیں۔ حجت خدا کے ظہور سے وہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اٹھاتے رہے ہیں۔ جو پہلے سے زمانہ غیبت میں ایمان لائے ہوئے ہوں۔ اور اس پر اعتقاد رکھتے ہوں۔ وہ لوگ اوّل اس کی تصدیق کر سکتے ہیں اور اس کو پہچان سکتے ہیں۔ اس کے اتباع و اطاعت میں سبقت کر سکتے ہیں۔ جو پہلے سے مومن ہوں اور اس کے منتظر۔ جب تک ان میں حالت منتظرہ پہلے سے پیدا نہ ہو گی۔ ہرگز اطاعت و اتباع میں سبقت نہ کر سکیں گے بلکہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے بلکہ مثل شیطان شک و شبہ کر کے اپنے قیاسات باطلہ رکیکہ سے اس کی حجیت کا انکار کریں گے۔ بلکہ اس کے مقابلہ کو تیار اور عداوت و دشمنی پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور ہر طرح سے اس کو اور اس کے معتقدین کو اذیت پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ علماء اس کے قتل کے فتوے دیں گے اور بعض اہل دول اس کے قتل کے لئے فوجیں بھیجیں گے۔ اور یہ تمام نام کے مسلمان ہی ہوں گے۔ جیسا کہ آئندہ مفصل بیان ہو گا۔ ولولا السیف بیدہ لافتی الفقہاء لقتلہ۔ اگر تلوار اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو فقہاء اس کے قتل کا فتوے دے دیں۔ اس کی تلوار کے سامنے ان کی کچھ نہ چلے گی۔ اور نور حق ظاہر ہو کر رہے گا اور مشرق و مغرب عالم تک پھیلے گا۔ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ۔

بہرحال اب معلوم ہو گیا۔ کہ حجت غائب پر ایمان لانا ایمان کامل کی دلیل ہے۔ اور یہی ایمان اہل اسلام کے لئے موجب نجات ہے۔ جو لوگ حجت غائب پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ وہ ہرگز ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ اور ان کے لئے کوئی امید نجات نہیں ہے۔ اور یہیں سے بخوبی ثابت و واضح ہو گیا۔ کہ حجت غائب کے لئے غیبت کوئی مضر نہیں ہے۔ غیبت سنت انبیاء و حجج اللہ ہے۔ بہت سے حجج اللہ غائب رہے ہیں۔ اور بہت سے ایک مدت تک غائب رہنے کے بعد ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسے کہ حضرت ادریس و حضرت ابراہیم و یوسف و موسیٰ وغیرہم۔ اور اس غیبت سے ان کی نبوت و رسالت باطل نہیں ہو گئی۔ بلکہ ان کی نبوت زمانہ غیبت میں بھی اسی طرح صحیح و ثابت ہے جس طرح کہ زمانہ ظہور میں۔ اور ان کی نبوت اسی طرح صحیح و ثابت ہے جس طرح کہ ان انبیاء کی جو غائب نہیں ہوئے اور جب حضرت ابراہیم و حضرت یوسف و حضرت موسیٰ کی نبوت باوجود غیبت صحیح و
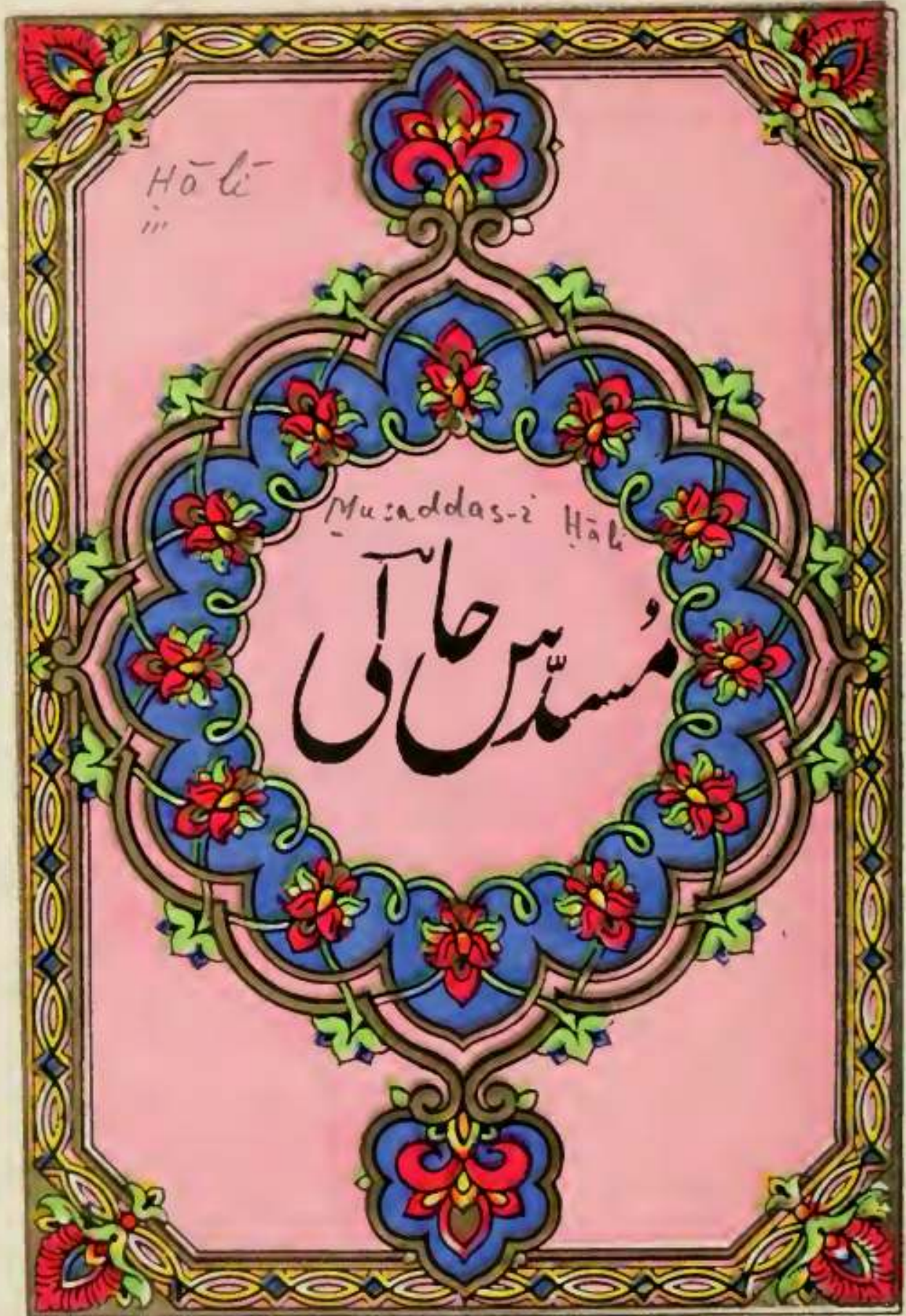
ناشران:۔ تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور و کراچی

سدا اہلِ تحقیق سے دل میں بل ہے حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے

کتاب اور سُنّت کا ہے نام باقی
خدا اور نبیؐ سے نہیں کام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات باہم کبھی ہوں نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مُسلّم اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدم

سب اس میں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

کرے غیر گر بُت کی پُوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جُھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبیؐ کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جاکے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہیں جو کتاب اس پیمبر پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ہنر ہم میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب علوم اور کمالات معدوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر
تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقیں جس کو ٹھہرا چکا ہے نکمی عمل نے جسے کر دیا آکے ردی
اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ
کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآں بالاجماع ہیں قابلِ نسخ و نسیاں
مگر لکھ گئے جو اصول اہلِ یوناں نہیں نسخ و تبدیل کا ان میں امکاں
نہیں مٹتے جب تک کہ آثارِ دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ ان کا

مدارس وہ تعلیمِ دیں کے کہاں ہیں — مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکانِ شرعِ متیں کے کہاں ہیں — وہ وارث رسولِ امیں کے کہاں ہیں

رہا کوئی اُمت کا ملجا نہ ماوےٰ
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلّا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر — کہاں ہیں وہ علمِ الٰہی کے منظر
چلی ایسی اِس بزم میں بادِ صرصر — بجھیں مشعلیں نورِ حق کی سراسر

رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ اُمت — سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں در گاؤں نوبت بہ نوبت — پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت

یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب اُن کا ہے وارثِ انبیا اب

بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر — نہیں ذاتِ والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اِن پر — کہ تھے اُن کے اسلاف مقبولِ داور

کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

عرضِ حال

بجنابِ سرورِ کائنات علیہ افضلُ الصّلوات و اکمل التحیات

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے
اُمت پہ تری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتّی نہ دیا ہے

جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اُس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے

جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدردِ بنی نوعِ بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرضۂ تیغِ جہلا و سفہا ہے

عشرتکدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا ایک ایک گھر اب بزمِ عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہگذروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق میں جو سربفلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کے اب رو بقضا ہے

جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکمِ قضا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

کی زیبِ بدن سب نے ہی پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

درکار ہیں یاں معرکے میں جوشن و خفتاں
اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے

دریائے پرآشوب ہے اک راہ میں حائل
اور بیٹھ کے گھڑناؤ پہ یاں قصدِ شنا ہے

ملتی نہیں اک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہیدست چلا ہے

یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتیِ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

Composed by Saeed Khan

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا، تو غریب
زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا، تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا، تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمھارا، تو غریب
اُمَرا نشّۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملّتِ بیضا غُرَبا کے دم سے

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں، رُوحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا، تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

شور ہے، ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود!
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سیّد بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو!

جاوید نامہ

فارسی

(فرہنگ، ترجمہ و تشریح)

اقبال

بارھواں بند

در مسلماناں مجو آں ذوق و شوق — آں یقیں، آں رنگ و بو، آں ذوق وشوق!
عالماں از علم قرآں بے نیاز — صوفیاں درندہ گرگ و مود راز!
گرچہ اندر خانقاہاں ہاے و ہوست — کو جو انمردے کہ صہبا در کدوست!
ہم مسلمانان افرنگی مآب — چشمہ کوثر بجویند از سراب!
بے خبر از سر دین انداین ہمہ — اہل کین اند اہل کین اند ایں ہمہ!
خیر و خوبی بر خواص آمد حرام — دیدہ ام صدق و صفا را در عوام!
اہل دیں را بازداں از اہل کیں — ہم نشین حق بجو با او نشیں؛
کرگساں را رسم و آئیں دیگراست — سطوت پرواز شاہیں دیگر است

ترجمہ وتشریح:......

☆...... تو (آج کے) مسلمانوں میں وہ پہلا سا ذوق وشوق مت تلاش کر۔ وہ یقین، وہ رنگ وبو اور وہ ذوق وشوق نہ تلاش کر۔

☆...... آج کے علماء قرآن کے علم سے بے نیاز (لاپرواہ) ہیں، جب کہ صوفی گویا پھاڑ کھانے والا بھیڑیا بنے ہوئے ہیں اور دراز زلفوں (لمبے بالوں) والے ہیں۔

☆...... اگرچہ ان کی خانقاہوں میں ہائے وہو کا شور ہے مگر ان میں کوئی ایسا جوان مرد نہیں (کہاں ہے) جس کے مٹکے میں شراب (حدت) ہے۔یعنی کوئی بھی تصوف کی شراب (حقیقی تصوف) سے سرمست نہیں ہے۔

☆...... افرنگی تہذیب وثقافت سے متاثر مسلمان بھی سراب میں سے حوضِ کوثر تلاش کر رہے ہیں۔(وہ غیر مسلموں کی پیروی کر رہے ہیں)۔

☆...... یہ سب دین کے بھید راز سے بے خبر ہیں اور یہ سب اہل کیں (باہمی عداوت رکھنے والے) ہیں، اہل کیں (اہل کینہ) ہیں۔

☆...... مسلمانوں کے خواص پر نیکی حرام ہوگئی ان میں سے کسی میں بھی خیر وخوبی نظر نہیں آتی، مگر ان کے عوام میں میں نے صدق وصفا دیکھا ہے۔

☆...... اہل دیں کو اہل کیں سے الگ سمجھ۔ تو کسی ہم نشین حق (خدا کے ساتھ بیٹھنے والا) کو تلاش کر اور اس کی صحبت اختیار کر۔

☆...... گدھوں کا رسم ودستور (طور طریقہ) اور ہے جب کہ شاہیں کی پرواز کی شان وشوکت کچھ اور ہے۔ اردو میں علامہ فرماتے ہیں۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں — کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

تیرھواں بند

مرد حق از آسماں افتد چو برق — ہیزم او شہر و دشت غرب و شرق
ما ہنوز اندر ظلام کائنات — او شریک اہتمام کائنات
او کلیمؑ، او مسیحؑ، و او خلیلؑ — او محمدؐ، او کتاب، او جبرئیل!

قال الله سبحانه وتعالى اقتربت الساعة وانشق القمر

اقتراب الساعة

طبع في مطبعة مفيد عام الكائنة في آگره

بادارة المنشي محمد احمد خان

الصوفي سلمه الله

تعالى

۱۳۰۱ھ

دین کے پیچھے دنیا پر لات مارتے تھے اب تو جو کام دین کے پردے مین بھی ہوتا ہے وہ بھی غالباً
دنیا طلبی ہی کے لئے ہوتا ہے پھر اس جدال و قتال کو کسطرح جہاد دین سمجھا جاوے غزو فی
سبیل اللہ ٹھیرایا جاوے عوام تو جب سے دنیا ہے تب ہی سے کالانعام ہو رہے ہین
خواص مین چراغ لیکر مشعل جلاکر اگر ڈھونڈ ھوگے تو ہزار مین ایک ہی بے ریا و سمعہ نہ ملیگا
یہہ بڑے بڑے فقیہ یہہ بڑے بڑے مدرس یہہ بڑے بڑے درویش جو ڈونکا دینداری
خدا پرستی کا بجا رہے ہین رد حق تائید باطل تقلید مذہب تقیید مشرب مین مخدوم عوام
کالانعام ہین سچ پوچھو تو در اصل پیٹ کے بندے نفس کے مرید ابلیس کے شاگرد ہین
چندین شکل از برائے اکل انکی دوستی دشمنی انکے باہم کا رد و کد فقط اسی حسد و کینہ کے
لئے ہے نہ خدا کے لئے نہ امام کے لئے نہ رسول کے لئے علم مین مجتہد مجدد ہین لیکن حق
باطل حلال حرام مین کچھہ فرق نہین کرتے غیبت سب و شتم خدیعت و زور کذب و فجور افترا
کو گویا صالحات باقیات سمجھکر راتدن بذریعہ بیان و زبان خلق مین اشاعت فرماتے ہین
یہی زبان ذریعہ انکی معاش کا ہے تھوڑا بہت ذر خدا کا اگر کسیکو ہے تو انہین بیچارے
غربا موحدین متبعین سنت کو ہے جنکو سب نے اپنے خیال خام مین ناکام سمجھہ کہا ہے ع

زاہد شا فرقۂ زہاد مین کامل کوئی	کچھہ ہوئے بھی تو یہہ رندان قدح خوار ہوئے

فتنہ ہر محنت و عذاب و شدت و مکروہ کو فتنہ کہتے ہین جس کام کا انجام طرف کسی مکروہ
کے ہو جیسے کفر گناہ فضیحت فجور مصیبت وغیرہ وہ بھی داخل فتنہ ہے فتنے کو خدا نے قتل
سے زیادہ سخت فرمایا ہے آپنے پیغمبر کو فتنے سے بچنے کا حکم کیا ہے پیغمبر نے امت کو ڈرادیا
کہ خبردار کسی فتنہ و فساد مین شامل نہو نا آپنے لئے یہہ دعا کی کہ مجھکو بے ابتلاے فتنہ مار
فتنون سے تو کوئی زمانہ آدم سے لیکر اسدم تک خالی نہین رہا فقط اتنی بات ہے کہ وہ
فتنے اور طرح پر تھے یا بہت کم واقع ہوتے تھے اس زمانہ کے فتنے اور طرح کے ہین اب تو
یہہ راتدن مینہ کیطرح برستے ہین اسلئے اس زمانے کے فتنے علامت قیامت سمجھے گئے ہین
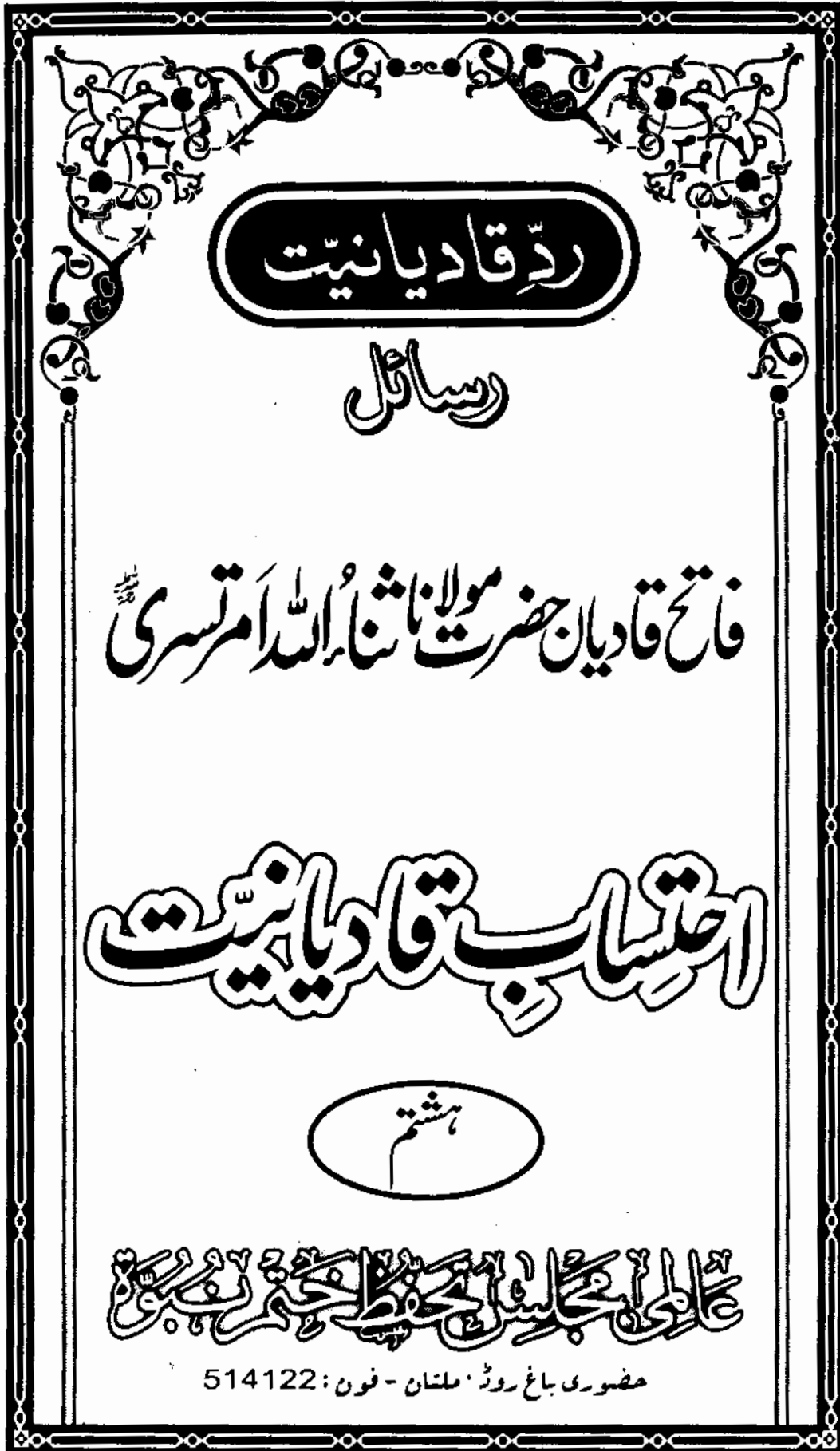
فتنہ
والفتنۃ اشد من القتل

ردِّ قادیانیت
رسائل
فاتح قادیان حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ
احتسابِ قادیانیت
ہشتم
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ۔ ملتان ۔ فون : 514122

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
تاریخ مرزا
فاتح قادیان
حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

پہلا حصہ......تاریخ مرزا

تمہید

مرزا قادیانی کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے۔ایک قبل دعویٰ مسیحیت۔دوسرا بعد دعویٰ مسیحیت۔ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

پہلے حصے میں مرزا قادیانی صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں۔دوسرے حصے میں اُس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود' مہدی مسعود۔کرشن گوپال' نبی اور رسول ہونے کا بھی ادّعا کرتے ہیں۔پہلے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔دوسرے حصے میں جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔چنانچہ یہ سب کچھ واقعات سے ثابت ہوگا۔مرزا قادیانی کے مریدوں نے بھی ان کی سوانح لکھی ہیں مگر وہ محض اعتقادی اصول پر ہیں۔ہماری یہ کتاب واقعات صحیحہ سے لبریز ہے چنانچہ ناظرین ملاحظہ فرماویں گے۔

تاریخ مرزا حصہ اول قبل دعویٰ مسیحیت

امرتسر سے شمال مشرق کو ریلوے لائن پر ایک پرانا قصبہ بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے۔بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے ولادت ہے۔مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت صاف تو نہیں البتہ ان کی اپنی کتاب (تریاق القلوب ص ۶۸۔خزائن ج۱۵ ص۲۸۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔آپ کے والد کا نام حکیم مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔قوم زمیندار پیشہ طبابت کرتے تھے۔ابتداء میں مشرقی علوم مولوی گل شاہ (شیعہ) سے بٹالہ میں پڑھے۔اردو' فارسی' عربی کے سوا انگریزی سے واقف نہ تھے۔ثابت نہیں کہ کسی مشہور درسگاہ میں آپ نے تحصیل علم کی ہو۔جوان ہو کر تلاش معاش میں نکلے۔سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے محرر ہوئے۔

جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسی طرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں۔ براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا صاحب سے حسنِ ظن رکھتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷۔۱۸ سال کی تھی میں بشوقِ زیارت بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیان گیا۔ ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے مگر باوجود شوق اور محبت کے مَیں نے وہاں دیکھا مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں جو اُن کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدّل ہو گئے جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں اُن کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا وہ آئے اور آتے ہی بغیر اس کے کہ السلام علیکم کہیں یہ کہا تم کہاں سے آئے ہو' کیا کام کرتے ہو۔ میں ایک طالب علم علماء کا صحبت یافتہ اتنا جانتا تھا کہ آتے ہوئے السلام علیکم کہنا سنت ہے فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریق کی پرواہ نہیں کی کیا وجہ ہے مگر چونکہ حُسنِ ظن غالب تھا اس لئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔

جن دنوں آپ نے مسیحیت موعودہ کا دعویٰ کیا۔ میں ابھی تحصیلِ علم سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ دل میں تڑپ تھی استخارے کئے' دعائیں مانگیں' خواب دیکھے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھ کو قادیان میں پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی جس دعوت کے الفاظ یہ ہیں:

> ''مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور آمدو رفت کا کرایہ علیحدہ۔'' (اعجاز احمدی ص ۱۱۔ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۷'۱۱۸)

یہ بھی لکھا:

> ''یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور دربدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی مع ثبوت اُن کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق پیشگوئی دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب اُن کی نذر ہوگا۔ جس حالت میں دو دو آنہ کیلئے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مُردوں کے کفن [1] اور وعظ کے پیسوں پر

[1] محض جھوٹ۔ مرزا صاحب کا کوئی مرید ثابت۔ کرے تو ایک ہزار روپیہ انعام۔ (مصنف)

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق
الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث والعشرون

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

ٱلْأَقَاوِيلِ (٤٤) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ (٤٥) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ ٱلْوَتِينَ (٤٦) ﴾ .

يقولُ تعالى ذكرُه : ولكنه تَنزيلٌ من ربِّ العالمين نزَل عليه ، ولو تَقَوَّل علينا محمدٌ بعضَ الأقاويلِ الباطلةِ ، وتكذَّب علينا ، ﴿ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ ﴾ . يقولُ : لأَخَذْنا منه بالقوَّةِ منا والقدرةِ ، ثم لقطَعْنا منه نِياطَ القلبِ .

وإنما يعنى بذلك أنه كان يُعاجِلُه بالعقوبةِ ، ولا يُؤَخِّرُه بها .

وقد قيل : إن معنى قولِه : ﴿ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ ﴾ : لأَخَذْنا منه باليدِ اليمنى مِن يدَيه . قالوا : وإنَّما ذلك مَثَلٌ ، ومعناه : إنَّا كنَّا نُذِلُّه ونُهينُه ، ثم نَقْطَعُ منه بعدَ ذلك الوتينَ . قالوا : وإنما ذلك كقولِ ذى السلطانِ إذا أراد الاستِخْفافَ ببعضِ مَن بينَ يدَيه ، لبعضِ أعوانِه : خُذْ بيدِه فأَقِمْه ، وافْعَل به كذا وكذا . قالوا : وكذلك معنى قولِه : ﴿ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِٱلْيَمِينِ ﴾ . أى : لأَهنَّاه . كالذى يُفعَلُ بالذى وصَفْنا حالَه .

وبنحوِ الذى قلنا فى معنى قولِه : ﴿ ٱلْوَتِينَ ﴾ . قال أهلُ التأويلِ .

٦٧/٢٩

/ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنى سليمانُ [٢/١٠٠٣و] بنُ عبدِ الجبارِ ، قال : ثنا محمدُ بنُ الصَّلْتِ ، قال : ثنا أبو كُدَينةَ ، عن عطاءٍ ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ لَقَطَعْنَا مِنْهُ ٱلْوَتِينَ ﴾ . قال : نِياطَ القلبِ[١] .

حدَّثنا ابنُ المثنى ، قال : ثنا محمدُ بنُ جعفرٍ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن عطاءٍ ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ بمثلِه .

---

(١) أخرجه الفريابى ، وابن أبى حاتم - كما فى تغليق التعليق ٣٤٧/٤ - والحاكم ٥٠١/٢ من طريق عطاء به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور - كما فى المخطوطة المحمودية ص ٤٢٩ - إلى عبد بن حميد وابن المنذر وسعيد بن منصور .

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

گوشت کھاتے رہے ہو۔ پاک وصاف اور ناپاک دونوں قسم کے لوگ اُسے کھا سکتے ہیں۔ ۲۳ البتّہ اِتنی احتیاط ضرور برتنا کہ خُون ہرگز نہ کھانا کیونکہ خُون ہی تو جان ہے اور تُم جان کو گوشت کے ساتھ ہرگز مت کھانا۔ ۲۴ تُم خُون ہرگز نہ کھانا بلکہ اُسے پانی کی مانند زمین پر اُنڈیل دینا ۲۵ تُم اُسے ہرگز نہ کھانا تا کہ تمہارا اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کا بھی بھلا ہو کیونکہ تمہارا یہ فعل خداوند کی نگاہ میں راست ٹھہرے گا۔

۲۶ لیکن اپنی مُقدّس اشیاء اور اپنی منّت کی چیزیں خداوند کے چنے ہُوئے مقام پر لے جانا۔ ۲۷ اپنی سوختنی قربانیوں کا گوشت اور خُون دونوں خداوند اپنے خدا کے مذبح پر چڑھانا۔ تمہارے ذبیحوں کا خُون بھی خداوند تمہارے خدا کے مذبح پر ہی اُنڈیلا جائے لیکن اُن کا گوشت تُم کھا سکتے ہو۔ ۲۸ اِن تمام قوانین پر جو میں تمہیں دے رہا ہُوں نہایت احتیاط سے عمل کرنا تا کہ تمہارا اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کا ہمیشہ بھلا ہو کیونکہ تمہارا یہ فعل خداوند تمہارے خدا کی نگاہ میں ٹھیک اور راست ٹھہرے گا۔

۲۹ جن قوموں پر تُم حملہ کر کے نکال ڈالنے کو ہو اُنہیں خداوند تمہارا خدا تمہارے سامنے سے کاٹ ڈالے گا۔ لیکن جب تُم اُن کو نکال کر اُن کے ملک میں بس جاؤ ۳۰ اور اُن کے تمہارے سامنے سے نیست و نابود کیے جانے کے بعد کہیں ایسا نہ ہو کہ تُم اُن کے معبودوں کے متعلق یہ دریافت کر کے کہ یہ قومیں کس طرح اپنے معبودوں کی پرستش کیا کرتی تھیں ؑ کیوں نہ ہم بھی ویسا ہی کریں ؑ پھندے میں پھنس جاؤ۔ ۳۱ تُم اُن کے طریق پر خداوند اپنے خدا کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ اپنے معبودوں کی پرستش کرتے وقت ایسے برے کام کرتے ہیں جن سے خداوند کو سخت نفرت ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی آگ میں جلا کر اپنے معبودوں پر نچھاور کر دیتے ہیں۔

۳۲ دیکھو کہ جتنے احکام میں تمہیں دیتا ہُوں اُن سب پر عمل کرو۔ اُن میں نہ تو کچھ اضافہ کرو اور نہ اُن میں سے کچھ گھٹاؤ۔

دوسرے معبودوں کی پرستش

۱۳ اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھ کر پیشگوئی کرنے والا برپا ہو اور وہ تمہیں کسی عجیب و غریب نشان یا معجزہ کی اطلاع دے ۲ اور اگر وہ نشان یا معجزہ جس کا اُس نے ذکر کیا ہو وقوع میں آ جائے اور وہ کہے ؑ آؤ ہم دوسرے معبودوں کی (یعنی ایسے معبود جن سے تُم واقف نہیں ہو) پیروی کریں اور اُن کی پرستش کریں ۳ تو تُم اُس نبی یا خواب دیکھنے والے کی باتوں میں نہ آنا کیونکہ خداوند تمہارا خدا یہ جاننے کے لیے تمہیں آزماتا ہے کہ آیا تُم اُس سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبّت رکھتے ہو یا نہیں۔ ۴ تمہیں خداوند اپنے خدا ہی کی پیروی کرنی چاہیے اور اُسی کا خوف ماننا چاہیے۔ اُس کے احکام کو مانو اور اُس کے فرمانبردار رہو؛ اُس کی خدمت کرو اور اُسی سے لپٹے رہو ۵ وہ نبی یا خواب دیکھنے والا مار ڈالا جائے کیونکہ اُس نے خداوند تمہارے خدا کے خلاف جس نے تمہیں ملک مِصؔر سے نکال کر تمہیں غلامی کے ملک سے رہائی بخشی ؑ سرکشی کی ترغیب دی۔ اُس نے تمہیں اُس راہ سے بہکانے کی کوشش کی جس پر چلنے کا خداوند تمہارے خدا نے تمہیں حکم دیا تھا۔ تُم اپنے بیچ میں سے ایسی برائی دُور کر دینا۔

۶ اگر تمہارا سگا بھائی یا تمہارا بیٹا یا بیٹی ؑ یا تمہاری چہیتی بیوی یا تمہارا کوئی گہرا دوست تمہیں خُفیہ طور پر یہ کہہ کر ورغلائے کہ چلو ہم اور معبودوں کی پرستش کریں (یعنی ایسے معبودوں کی جنہیں نہ تُم اور نہ تمہارے باپ دادا ہی جانتے تھے؛ ۷ ایسے لوگوں کے معبود جو تمہارے اِردگرد رہتے ہیں خواہ وہ تمہارے نزدیک رہتے ہوں یا دُور یا ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک بسے ہُوئے ہوں ؑ) ۸ تُم اُس کی بات نہ ماننا، نہ اُس کی سننا۔ تُم اُس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اُسے بچانا اور نہ چھپانا۔ ۹ تُم اُسے ضرور قتل کر ڈالنا اور اُسے قتل کرتے وقت پہلے تمہارا ہاتھ اُٹھے اور اُس کے بعد دوسرے سب لوگوں کے ہاتھ اُٹھیں۔ ۱۰ اُسے سنگسار کرنا تا کہ وہ مر جائے کیونکہ اُس نے تمہیں خداوند تمہارے خدا سے جو تمہیں ملک مِصؔر سے یعنی غلامی کے ملک سے نکال لایا ؑ برگشتہ کرنا چاہا۔ ۱۱ تب سب بنی اِسرائیل یہ سن کر ڈریں گے اور تُم میں سے کوئی پھر کبھی ایسی برائی نہ کرے گا۔

۱۲ اگر تُم اُن شہروں میں سے ؑ جو خداوند تمہارا خدا تمہیں رہنے کو دے رہا ہے ؑ کسی شہر کے متعلق یہ افواہ سنو ۱۳ کہ تُم میں سے چند شریر لوگ اُٹھ کھڑے ہُوئے ہیں جنہوں نے اپنے شہروں کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیا ہے کہ چلو ہم اور معبودوں کی (جن سے تُم واقف نہ تھے) پرستش کریں۔ ۱۴ تب تُم دریافت کرنا اور پوری طرح چھان بین کر کے تحقیقات کرنا اور اگر یہ سچ ہو اور ثابت ہو جائے کہ ایسا قابلِ نفرت کام تمہارے بیچ میں کیا جا چکا ہے ۱۵ تب تُم اُس شہر کے سب باشندوں کو تلوار سے مار ڈالنا۔ وہاں کے تمام لوگوں اور اُن کے سب مویشیوں کو بالکل نیست و نابود کر دینا۔ ۱۶ اور اُس شہر کا سارا مالِ غنیمت چَوک کے بیچ میں اِکٹھا کر کے اُس شہر کو اور اُس کی ساری لُوٹ کو خداوند اپنے خدا کے لیے سوختنی قربانی کے طور پر جلا دینا۔ وہ ہمیشہ کے لیے ایک ڈھیر کی طرح پڑا رہے اور پھر کبھی تعمیر نہ کیا جائے۔ ۱۷ اِن ملامت آمیز اشیاء میں سے کوئی شَے بھی تمہارے ہاتھ نہ لگنے پائے تا کہ خداوند اپنے شدید قہر سے باز آئے اور تمہارے باپ دادا سے قسم کھا کر کیے ہُوئے وعدہ کے مطابق وہ تُم پر رحم کرے اور ترس کھائے اور تمہاری تعداد میں اِضافہ کرے ۱۸ لہٰذا تُم خداوند اپنے خدا کے فرمانبردار رہو۔ اور میں نے آج کے دِن اُس کے جو

کو اپنے بھائیوں سے بہتر نہ سمجھے اور نہ شریعت سے روگردانی کرے۔ تب وہ اور اُس کی اولاد عرصۂ دراز تک بنی اِسرائیل پر سلطنت کرتی رہے گی۔

کاہنوں اور لاویوں کے لیے ہدیے

۱۸ لاوی کاہنوں کا بلکہ سارے لاوی قبیلہ کا اِسرائیل کے ساتھ کوئی حِصّہ یا میراث نہ ہو۔ وہ خداوند کے حُضور میں پیش کی ہُوئی آتشین قربانیوں پر گزارا کریں کیونکہ وہی اُن کی میراث ہے۔ [۲] اُن کی اپنے بھائیوں کے بیچ کوئی میراث نہ ہوگی بلکہ خداوند اُن کی میراث ہے جیسا اُس نے اُن سے وعدہ کیا ہے۔

[۳] جو لوگ بَیل یا مینڈھے کی قربانی پیش کرتے ہیں اُن کی طرف سے کاہنوں کو اُن کا حِصّہ دیا جائے جس کے وہ حقدار ہیں یعنی کندھا دونوں گال اور اوجھ۔ [۴] تُم اُنہیں اپنے اناج نئی مَے اور تیل کے پہلے پھل اور اپنی بھیڑوں کا وہ اون دینا جو پہلی بار کترا گیا ہو [۵] کیونکہ خداوند تمہارے خدا نے اُنہیں اور اُن کی اولاد کو تمہارے سب قبیلوں میں سے چُن لیا ہے تاکہ وہ ہمیشہ خداوند کے نام سے خدمت کے لیے حاضر رہیں۔

[۶] اگر کوئی لاوی اِسرائیل کے کسی شہر میں مقیم ہو اور وہ وہاں سے بڑی رغبت کے ساتھ کسی ایسی جگہ چلا آئے جسے خداوند نے چُنا ہو [۷] تو اپنے سب لاوی بھائیوں کی طرح جو وہاں خداوند کے حُضور خدمت کرتے ہیں وہ بھی خداوند اپنے خدا کے نام سے خدمت کرے۔ [۸] اور جو کچھ اُنہیں گزراوقات کے لیے ملے وہ اُس میں برابر کا شریک ہوگا لیکن جو رقم اُسے اپنے خاندان کی میراث بیچ کر موصول ہو وہ اُسی کی ہوگی۔

مکروہ رسوم و رواج

[۹] جب تُم اُس ملک میں داخل ہو جاؤ جو خداوند تمہارا خدا تمہیں دے رہا ہے تو وہاں کی قوموں کے مکروہ طریقوں کی تقلید کرنا مت سیکھنا۔ [۱۰] تُم میں کوئی شخص ایسا نہ پایا جائے جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو آگ کے حوالہ کر دے اور غیب دانی اور جادوگری اور فالگیری یا سحر طرازی کرتا ہو [۱۱] یا منتر پڑھنے والا ہو یا بدروحوں سے واسطہ رکھتا ہو یا مُردوں سے مشورہ کرتا ہو۔ [۱۲] جو شخص ایسے کام کرتا ہے وہ خداوند کے نزدیک قابلِ نفرت ہے اور خداوند تمہارا خدا ایسے مکروہ کام کرنے والی قوموں کو تمہارے سامنے سے نکال دے گا۔ [۱۳] تُم خداوند اپنے خدا کے سامنے بے عیب رہو۔

نبی

[۱۴] جن قوموں کے تُم وارث ہو گے وہ جادوگروں اور غیب دانوں کی باتیں سنتی رہی ہیں لیکن تمہیں خداوند تمہارے خدا نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ [۱۵] خداوند تمہارا خدا تمہارے لیے تمہارے اپنے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تُم اُس کی بات ضرور سننا۔ [۱۶] کیونکہ یہی درخواست تُم نے حورب میں اِجتماع کے دِن خداوند اپنے خدا سے کی تھی۔ تُم نے کہا کہ ہمیں نہ تو خداوند ہمارے خدا کی آواز سننی پڑے نہ پھر کبھی ایسی بڑی آگ ہی دیکھنی پڑے کہ ہم ہلاک ہو جائیں۔

[۱۷] اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں ٹھیک ہی کہتے ہیں۔ [۱۸] میں اُن کے لیے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور میں اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور وہ اُنہیں وہ سب کچھ بتائے گا جس کا میں اُسے حکم دوں گا۔ [۱۹] اگر کوئی شخص میرا کلام جسے وہ میرے نام سے کہے گا نہ سنے گا تو میں خُود اُس سے حساب لوں گا۔ [۲۰] لیکن جو نبی کوئی ایسی بات کہتا ہو جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا یا کوئی نبی دوسرے معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ جان سے مارا جائے۔

[۲۱] تُم شاید اپنے دل میں یہ کہو کہ جب کوئی پیغام خداوند کی طرف سے نہ کہا گیا ہو تو اُسے ہم کیسے پہچانیں؟ [۲۲] جب کوئی نبی خداوند کے نام سے کوئی بات کہے اور وہ وقوع میں نہ آئے یا پوری نہ ہو تو وہ خداوند کی کہی ہُوئی نہیں ہو سکتی۔ اُس نبی نے وہ بات گستاخی سے کہی ہے۔ تُم اُس سے خوف نہ کرنا۔

پناہ کے شہر

۱۹ جب خداوند تمہارا خدا اُن قوموں کو نیست و نابود کر ڈالے جن کا ملک وہ تمہیں دے رہا ہے اور جب تُم اُن کو نکال چکو اور اُن کے شہروں اور مکانوں میں بس جاؤ [۲] تب تُم اُس ملک کے بیچوں بیچ جسے خداوند تمہارا خدا تمہارے قبضہ میں دے رہا ہے اپنے لیے تین شہر الگ کر لینا [۳] اور اُن تک جانے کے لیے راستے بنانا اور اُس ملک کو جسے خداوند تمہارا خدا تمہیں میراث کے طور پر عنایت کر رہا ہے تین حِصّوں میں تقسیم کرنا تاکہ وہ شخص جس نے کسی کا خُون کیا ہو وہاں بھاگ جائے۔

[۴] جو شخص کسی کا خُون کر کے اپنی جان بچانے کے لیے بھاگ کر وہاں چلا جائے اُس کے بارے میں یہ باتیں مدِنظر رہیں کہ اُس شخص نے اپنے پڑوسی کو نادانستہ طور پر اور بغیر کسی پُرانی عداوت کے خیال سے مار ڈالا تھا۔ [۵] مثلاً کوئی شخص اپنے پڑوسی کے ساتھ جنگل میں لکڑی کاٹنے کے لیے گیا اور جوں ہی اُس نے درخت کاٹنے کے لیے کلہاڑا گھمایا کلہاڑا دستے سے اُچھل کر اُس کے پڑوسی کو جا لگا اور وہ مر گیا۔ وہ شخص اُن شہروں میں سے کسی شہر کو بھاگ کر اپنی جان بچا سکتا ہے۔ [۶] تاکہ ایسا نہ ہونے پائے کہ خُون کا انتقام لینے والا اپنے جوشِ غضب میں اُس کا تعاقب کرے اور شہر سے دور ہونے کے باعث اُسے راستہ ہی میں جا پکڑے اور قتل کر ڈالے حالانکہ وہ قتل کا مستحق نہ تھا کیونکہ اُس کے پڑوسی کی ہلاکت اُس کے ایک غیر اِرادی فعل کا نتیجہ تھی۔ [۷] اِس لیے میں تمہیں یہ حکم دیتا ہُوں کہ اپنے لیے تین شہر الگ کر لینا۔

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَحداً مِنْ قَوْمِهِ، لأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٩٤١ ـ قالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو سُفيَانَ: أَنَّهُ كانَ بِالشَّأْمِ في رِجالٍ مِنْ قُرَيشٍ قَدِمُوا تِجاراً، في المُدَّةِ الَّتِي كانَتْ بَينَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَينَ كُفَّارِ قُرَيشٍ، قالَ أَبُو سُفيَانَ: فَوَجَدَنَا رَسُولُ قَيصَرَ بِبَعْضِ الشَّأْمِ، فَانْطُلِقَ بِي وَبِأَصْحابِي، حَتَّى قَدِمْنا إِيلِيَاءَ فَأُدْخِلنا عَلَيهِ، فَإِذَا هُوَ جالِسٌ في مَجْلِسِ مُلكِهِ، وَعَلَيهِ التَّاجُ، وَإِذَا حَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ، فَقالَ لِتَرْجُمانِهِ: سَلهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَباً إِلَى هذا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ قالَ أَبُو سُفيَانَ: فَقُلتُ: أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيهِ نَسَباً، قالَ: ما قَرَابَةُ ما بَينَكَ وَبَينَهُ؟ فَقُلتُ: هُوَ ابْنُ عَمِّي، وَلَيسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ غَيرِي، فقالَ قَيصَرُ: أَدْنُوهُ، وَأَمَرَ بِأَصْحَابِي فَجُعِلُوا خَلفَ ظَهْرِي عِنْدَ كَتِفِي، ثُمَّ قالَ لِتَرْجُمانِهِ: قُل لأَصْحَابِهِ: إِنِّي سَائِلٌ هذا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوهُ، قالَ أَبُو سُفيَانَ: وَاللهِ لَوْلَا الحَيَاءُ يَوْمَئِذٍ، مِنْ أَنْ يَأْثُرَ أَصْحَابِي عَنِّي الكَذِبَ، لَكَذَبْتُهُ حِينَ سَأَلَنِي عَنْهُ، وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيتُ أَنْ يَأْثُرُوا الكَذِبَ عَنِّي فَصَدَقْتُهُ، ثُمَّ قالَ لِتُرْجُمانِهِ: قُل لَهُ كَيفَ نَسَبُ هذا الرَّجُلِ فِيكُمْ؟ قُلتُ: هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ، قالَ: فَهَل قالَ هذا القَوْلَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَبْلَهُ؟ قُلتُ: لَا، فَقَالَ: كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ عَلَى الكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ ما قالَ؟ قُلتُ: لَا، قالَ: فَهَل كانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ؟ قُلتُ: لَا، قالَ: فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قُلتُ: بَل ضُعَفَاؤُهُمْ، قالَ: فَيَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ قُلتُ: بَل يَزِيدُونَ، قالَ: فَهَل يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ؟ قُلتُ: لَا، قالَ: فَهَل يَغْدِرُ؟ قُلتُ: لَا، وَنَحْنُ الآنَ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَغْدِرَ ـ قالَ أَبُو سُفيَانَ: وَلَمْ يُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيئاً أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّي غَيرُهَا ـ قالَ: فَهَل قاتَلتُمُوهُ أَوْ قاتَلَكُمْ؟ قُلتُ: نَعَمْ، قالَ: فَكَيفَ كانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ؟ قُلتُ: كانَتْ دُوَلاً وَسِجَالاً، يُدَالُ عَلَينَا المَرَّةَ وَنُدَالُ عَلَيهِ الأُخْرَى، قالَ: فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ قالَ: يَأْمُرُنَا أَنْ نَعْبُدَ اللهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ بِهِ شَيئاً، وَيَنْهَانَا عَمَّا كانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ، وَالصَّدَقَةِ، وَالعَفَافِ، وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ. فَقَالَ لِتُرْجُمانِهِ حِينَ قُلتُ ذلِكَ لَهُ: قُل لَهُ: إِنِّي سَأَلتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُو نَسَبٍ، وَكَذلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا، وَسَأَلتُكَ: هَل قالَ أَحَدٌ مِنْكُمْ هذا القَوْلَ قَبْلَهُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلتُ: لَوْ كانَ أَحَدٌ مِنْكُمْ قالَ هذا القَوْلَ قَبْلَهُ، قُلتُ: رَجُلٌ يَأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيلَ قَبْلَهُ، وَسَأَلتُكَ: هَل كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ ما قالَ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَعَرَفتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ، وَسَأَلتُكَ: هَل كانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَقُلتُ: لَوْ كانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ، قُلتُ يَطْلُبُ مُلكَ آبَائِهِ، وَسَأَلتُكَ: أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمُ اتَّبَعُوهُ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلتُكَ: هَل يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ، وَكَذلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلتُكَ هَل يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ، فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، فَكَذلِكَ الإِيمَانُ حِينَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ القُلُوبَ لَا يَسْخَطُهُ أَحَدٌ، وَسَأَلتُكَ هَل يَغْدِرُ؟ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا، وَكَذلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُونَ، وَسَأَلتُكَ: هَل قاتَلتُمُوهُ وَقاتَلَكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ، وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهُ تَكُونُ دُوَلاً، وَيُدَالُ عَلَيكُمُ المَرَّةَ وَتُدَالُونَ عَلَيهِ الأُخْرَى، وَكَذلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى وَتَكُونُ لَهَا العَاقِبَةُ، وَسَأَلتُكَ: بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ؟ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيئاً، وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا كانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ، وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَالصِّدْقِ، وَالعَفَافِ، وَالوَفَاءِ بِالعَهْدِ، وَأَدَاءِ الأَمَانَةِ، قالَ: وَهذِهِ صِفَةُ النَّبِيِّ، قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خارِجٌ، وَلٰكِنْ لَمْ أَظُنَّ أَنَّهُ مِنْكُمْ، وَإِنْ يَكُ ما قُلتَ حَقّاً، فَيُوشِكُ أَنْ يَمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَينِ، وَلَوْ أَرْجُو أَنْ أَخْلُصَ إِلَيهِ، لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلتُ قَدَمَيهِ. قالَ أَبُو سُفيَانَ: ثُمَّ دَعا بِكِتَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ:

بسم الله الرحمٰن الرحيم

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ وَرَسُولِهِ، إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلَامِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللهُ أَجْرَكَ مَرَّتَينِ، فَإِنْ تَوَلَّيتَ فَعَلَيكَ إِثْمُ الأَرِيسِيِّينَ، وَ: ﴿قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ تَعَالَوْا۟ إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِۦ شَيْـًٔا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا۟ فَقُولُوا۟ ٱشْهَدُوا۟ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾﴾ [آل عمران: ٦٤].

قالَ أَبُو سُفيَانَ: فَلَمَّا أَنْ قَضَى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِينَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَاءِ الرُّومِ، وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ، فَلَا أَدْرِي مَاذَا قالُوا، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا، فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِي وَخَلَوْتُ بِهِمْ، قُلتُ لَهُمْ: لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، هذا

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ف ۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء

کے

مکتوبہ و مصدقہ فتاویٰ کا بے نظیر مجموعہ

فتاویٰ نذیریہ

مبوب و مترجم

جلد دوم

ناشر

اہلحدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

طبع دوم ، ۱۹۷۱ء / ۱۳۹۰ھ

کی بیان ہوتی ہے فصول عمادیہ سے۔ ولہذا ای ورای ابی حنیفۃ ان ہذہ البلدۃ صارت دار الاسلام باجراء احکام الاسلام فیہا فما بقی شیٔ من احکام الاسلام فیہا تبقی دار الاسلام علی ما عرف ان الحکم اذا ثبت بعلۃ فما بقی شیٔ من العلۃ یبقی الحکم ببقائہ ہکذا ذکر شیخ الاسلام ابوبکر فی شرح سیر الاصل وذکر رحمہ اللہ فی موضع اخر ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب اذا بقی شیٔ من احکام الاسلام وان زال غلبۃ اہل الاسلام وذکر صدر الاسلام ابو الیسر فی سیر الاصل ایضا ان دار الاسلام لا تصیر دار الحرب مالم یبطل جمیع ما بہ صارت دار الاسلام کذا ذکرہ فی باب المرتدین وذکر شیخ الاسلام الاسبیجابی فی مبسوطہ ان دار الاسلام محکومۃ بکونہا دار الاسلام فیبقی ہذا الحکم ببقاء حکم واحد فیہا ولا تصیر دار الحرب الا بعد زوال القرائن کلہا ودار الحرب تصیر دار الاسلام بزوال بعض القرائن وہوان یجری فیہا احکام الاسلام انتہی ما فی فصول العمادیۃ فی اوائل الکتاب۔ عالم فقیہ اوشترونئی نے اپنے فصول میں ابو الیسر سے ذکر کیا ہے، کہ دار الاسلام دار الحرب نہیں ہوتا، جب تک وہ سب امور باطل نہ ہو جائیں، کہ جن کے جہت سے دار الاسلام ہوا، اور شیخ الاسلام اسبیجابی نے اپنی مبسوط میں اس طرح ذکر کیا ہے، کہ دار الاسلام کہ بسبب جاری ہونے احکام اسلام کے دار الاسلام ہوا ہے، تو جب تک کوئی چیز علائق اسلام سے باقی رہے گی، تو جانب اسلام کو ترجیح وہی جاوے گی۔ کذا ذکرہ السید احمد الطحطاوی فی حاشیۃ الدر المختار۔ پس تحریر کتب معتبرہ بالا سے صاف واضح ہوا، کہ جب تک تلاوت و وعظ و نصیحت قرآن شریف

لہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک دار الحرب میں جب تک دار الاسلام کے احکام جاری رہیں گے، وہ دار الاسلام ہی ہی متصور ہوگا، کیونکہ اصول میں یہ بات طے ہو چکی ہے، کہ جب کسی علت کی بنا پر کوئی حکم لگایا جائے، تو جب تک وہ علت باقی ہے، اس کے پہلے ہی حکم متصور ہوگا، شیخ الاسلام ابوبکر نے شرح سیر الاصل میں اسی طرح ذکر کیا ہے ایک دوسرے مقام پر وہ لکھتے ہیں، کہ دار الحرب میں جب تک دار الاسلام کا ایک حکم بھی نافذ ہے وہ دار الاسلام کے حکم میں ہے، اگرچہ اہل اسلام کا غلبہ وہاں سے زائل ہو چکا ہو، صدر الاسلام ابوالیسر سیر الاصل میں لکھتے ہیں کہ دار الاسلام میں جب تک ایک حکم بھی اسلام کا نافذ ہے وہ دار الحرب نہیں ہوگا، شیخ الاسلام اسبیجابی اپنی مبسوط میں لکھتے ہیں کہ دار الاسلام اس لئے دار الاسلام ہے، کہ اس میں اسلامی قوانین و احکام جاری و ساری ہیں، جب تک اسلام کا ایک قانون بھی اس میں جاری رہے گا، وہ دار الاسلام ہی متصور ہوگا۔

دعوت اسلام واداے جمعہ وعیدین بلا واشتہار عام واعلان تمام پایا جائے گا ہندوستان میں تو وہ بدستور دارالاسلام رہے گا، دارالحرب نہ ہوگا، چنانچہ علماے دیندار محققین ماہرین شرع پر مخفی نہیں ہے۔

دوسرا امر یہ کہ دارالحرب میں سود لینا حرام ہے یا حلال، سواب اس مسئلہ تحقیق کما حقہ بیان کی جاتی ہے۔ پس سنو! فی الواقع متن فقہ حنفی میں مذکور ہے، کہ سود لینا دارالحرب میں نزدیک امام ابوحنیفہ کے جائز ہے، بدلیل اس حدیث کے کہ لا ربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب[1]۔ لیکن یہ حدیث مانند شتر بے مہار کے ہے، کیونکہ یہ حدیث نزدیک محدثین متقدمین ومتاخرین کے ثابت نہیں ہوئی، اسی واسطے حافظ ابن حجر عسقلانی صاحب فتح الباری نے درایہ فی تخریج احادیث الہدایہ میں کہا ہے، کہ حدیث[2] لا ربوا بین المسلم والحربی فی دارالحرب لم اجدہ لکن ذکرہ الشافعی ومن طریقہ البیہقی قال قال ابویوسف انما قال ابوحنیفۃ ھذا لان بعض المشیخۃ حدثنا عن مکحول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ربوا بین اھل الحرب اظنہ قال واھل الاسلام انتہی ما فی الدرایۃ اس مقام میں بہت غور کرنا چاہیے، کہ امام ابویوسف نے اس حدیث کو نقل کر دیا اور آپ اس پر عمل نہ کیا، کیونکہ ان کے نزدیک قابل اعتماد نہ ہوتی، اور فی الواقع یہ حدیث مثل شتر بے مہار کے ہے اس لئے کہ نہ سند متصل درمیان راوی ومروی عنہ کے درجہ بدرجہ باسامی رواۃ پائی جاتی ہے، اور نہ متن متعین کہ لا ربوا[3] بین المسلم والحربی فی دارالحرب متن صحیح ہے یا لا ربوا[4] بین اھل الحرب واھل الاسلام متن صحیح ہے، اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث کے نزدیک خبر معلق بلا اسناد وتعدیل مبہم مقبول نہیں جیسا کہ شرح نخبۃ الفکر وتدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں مذکور ہے، بالجملہ از روئے قواعد اہل حدیث وفقہ

---

[1] دارالحرب میں مسلمان اور کافر کے درمیان سود نہیں ہے [2] مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں سود نہیں ہے، اس حدیث کو میں نے نہیں دیکھا، ہاں شافعی نے اس کو ذکر کیا ہے، بیہقی نے امام ابویوسف سے روایت کیا ہے، کہ امام ابوحنیفہ نے ایسا فرمایا کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی، کہ اہل حرب کے درمیان سود نہیں ہے، اور میرا خیال ہے، کہ یہ بھی فرمایا، اور اہل اسلام میں [3] مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں سود نہیں ہے [4] اہل حرب اور اہل اسلام کے درمیان سود نہیں ہے۔

کے بمقابلہ نص قرآنی کے حدیث لا ربوا بین المسلم الخ قابل اعتماد و استدلال کے ہرگز نہیں ہو سکتی نزدیک علمائے اہل فطانت و دیانت کے۔ و بالفرض اگر حدیث مذکور ساتھ سند صحیح کے بھی پائی جاتی ہوتا ہم زیادت ساتھ خبر واحد کے نص قطعی قرآنی پر ہرگز جائز نہ ہوگی چنانچہ ماہران اصول پر مخفی نہیں، ربوا خوار کو چاہیے کہ اس مقام میں فتح القدیر کو بغور ملاحظہ کرے کہ سود لینے سے باز آ دے۔ ولهذا لا یفید لمعارضة اطلاق النصوص الا بعد ثبوت صحة حدیث مکحول و قد یقال لو سلم حجیته فالزیادة بخبر الواحد لا تجوز فاثبات قید زائد علی المطلق من نحو لا تاکلوا الربا و نحوه هو الزیادة لا تجوز انتہی ما فی فتح القدیر بقدر الحاجة۔

اب آگے سنو کہ امام صاحب بواسطہ حدیث مذکور کے ربوا لینا دار الحرب میں جائز رکھتے ہیں، نہ دار الاسلام میں اور ہندوستان شرعا و عرفا موافق شروط قرار دادہ امام صاحب کے دار الحرب نہیں ہے، چنانچہ فصول عمادیہ و طحطاوی وغیرہ سے پہلے واضح ہو چکا، پس امام صاحب کے نزدیک بھی سود لینا ہندوستان و بنگالہ میں حرام و ناجائز ہوگا، کیونکہ دار الاسلام ہے، تو اس صورت میں نزدیک تمام اہل حدیث و فقہ خصوصاً نزدیک امام ابو یوسف و چاروں اماموں کے معاملہ لینا دینا سود کا ہندوستان و بنگالہ میں حرام قطعی ہوگا، کیونکہ قولہ تعالی وحرم الربوا نص قطعی ہے، منکر اس کی حرمت کا بے شک کافر ہوگا، چنانچہ ماہران شریعت پر مخفی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب فاعتبروا یا اولی الالباب۔

سید محمد نذیر حسین

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درباب سود کے کہ فی زمانا اکثر اہل اسلام بدلیل اس کے کہ یہ ملک دار الحرب ہے، اور دار الحرب میں سود لینا درست ہے آپس میں ہندوؤں اور مسلمانوں سے سود لیتے ہیں اور دیتے ہیں، آیا اس حیلہ سے سود لینا مسلمانوں کو اس ملک میں درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب: درصورت مرقومہ جاننا چاہیے کہ سود کا لینا دینا خواہ دار الاسلام میں ہو خواہ دار الحرب میں حرام اور ممنوع ہے، نزدیک امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابو یوسف اور جمہور علماء رحمہم اللہ تعالی کے، کیونکہ قرآن اور حدیث اور اجماع صحابہ رض

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

حضرت شیخ الکل فی الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی ف ۱۳۲۰ھ

کے

مکتوبہ و مصدقہ فتاویٰ کا بے نظیر مجموعہ

فتاویٰ نذیریہ

مبوّب و مترجم

جلد سوم

ناشر

اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

چوتھی شرط یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر اتنا ہو کہ کفار کے مقابلہ میں مقابلہ کر سکتا ہو یعنی کفار کے لشکر کے آدھے سے کم نہ ہو، فرمایا اللہ تعالیٰ نے الان خفف اللہ عنکم و علم ان فیکم ضعفا فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین (ترجمہ) اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم سے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے، پس اگر ہو تم میں سے سو صابر غالب رہیں گے دو سو پر اور اگر ہو تم سے ایک ہزار غالب ہوں دو ہزار پر حکم سے اللہ کے، اور اللہ ساتھ صبر کرنے والوں کے ہے، یہ آیت صاف کہتی ہے کہ اپنے سے دگنے سے مقابل ہو، دگنے سے زیادہ سے نہیں، پس جب یہ بات بیان ہو چکی، تو میں کہتا ہوں، اس زمانہ میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے، تو کیونکر جہاد ہوگا، ہرگز نہیں ہوگا، علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں سرکار سے عہد کیا ہے، پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں، عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔ عن[1] انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لکل غادر لواء یوم القیمة یعرف بہ رواہ الشیخان عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الغادر ینصب لہ لواء یوم القیمة فیقال ھذہ غدرة فلان بن فلان رواہ الشیخان۔ اور اسی طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں بخوف تطویل کے ترک کی گئی ہیں فقط

سید محمد نذیر حسین ۱۲۸۱	سید محمد ابو الحسن	۱۲۹۹ محمد عبد السلام غفرلہ
محمد یوسف ۱۳۰۳	محمد عبد الحمید ۱۲۹	محمد عبد الصمد خان بن ملا عبد الواحد ۱۲۹۲
المعتصم بحبل اللہ الاحد ابو البرکات حافظ محمد	محمد عبد الخالق عفی عنہ کھوٹوی	
محمد عبد الغفار ۱۲۸۸	محمد عبد العزیز ۱۲۸۸	شہاب الدین ۱۲۸۸
محمد اسحق ۱۲۵۵	عبد الغفور ۱۲۸۸	

کل جوابات صحیح و درست ہیں واللہ اعلم۔ وصیت علی عفی عنہ۔ الجواب حق والاتباع بالحق احق

الجواب صحیح۔ محمد سعید عفا اللہ عنہ البنارسی۔ ابو الفضل محمد عبد السلام نصیر آبادی

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ہر غدار کا ایک جھنڈا ہوگا جس سے وہ پہچانا جائے گا اور آپ نے فرمایا ہر غدار کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں غدار ہے ۱۲

الجواب:۔ ارباب شریعت غرا پر مخفی نہیں، کہ شرط مباح جہاد کے واسطے دو امر لابدی ہیں، ایک فقدان امن وامان وعہد وپیمان درمیان اہل اسلام ومقابلین کے، دوم وجود شوکت وقوت وقدرت سلاح وآلات جہاد پر۔ اور ہندوستان میں شوکت وقوت اور قدرت سلاح وآلات مفقود ہے۔ اور امان وپیمان یہاں موجود پس جب کہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی، تو جہاد کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔ فاذا فات الشرط فات المشروط واما شرط اباحتہ فشیئان احدھما امتناع العدو عن قبول ما دعی الیہ من الدین الحق وعدم الامان والعہد بیننا وبینہم والثانی ان یرجو الشوکۃ والقوۃ لاھل الاسلام باجتہادہ وان کان لا یرجوا لقوۃ والشوکۃ للمسلمین فی القتال فانہ لا یحل لہ القتال لما فیہ من القاء نفسہ فی التہلکۃ کذا فی الھندیۃ وغیرھا من کتب الفقہ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ سید محمد نذیر حسین عفی عنہ | سید محمد نذیر حسین |

سوال:۔ درکتب عقاید حدیثے می آرند کہ من[1] مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ اگر این حدیث صحیح الاسناد است، درین صورت مردمان زمانہ راز

سوال:۔ کتب عقاید میں ایک حدیث بیان کرتے ہیں، کہ جس نے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی

(۱) من مات ولم یعرف امام زمانہ الخ قال الامام ابن تیمیۃ فی کتابہ منہاج السنۃ النبویۃ ج ا ص ۲۷ ھذا الحدیث بھذا اللفظ لا یعرف انما الحدیث المعروف مثل ما روی مسلم فی صحیحہ عن نافع قال جاء عبد اللہ بن عمر الی عبد اللہ بن مطیع حین کان من امر الحرۃ ما کان زمن یزید بن معاویہ فقال اطرحوا لابی عبد الرحمن وسادۃ فقال انی لم آتک لاجلس اتیتک لاحدثک حدیثا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقولہ سمعتہ یقول من خلع یدا من طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ لا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ انتہی بقدر الحاجۃ (ابو سعید محمد شرف الدین عفی عنہ

(ترجمہ) امام ابن تیمیہ اپنی کتاب منہاج السنۃ ج ا ص ۲۷ میں فرماتے ہیں، کہ حدیث کے یہ الفاظ کسی صحیح سند کے ساتھ منقول نہیں ہیں، صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ملتی جلتی ایک حدیث موجود ہے، کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ یزید بن معاویہ کے زمانہ میں عبد اللہ بن مطیع سے ملنے گئے، انہوں نے کہا، ان کے لئے تکیہ وغیرہ لاؤ، حضرت ابن عمرؓ فرمانے لگے میں آپ کو صرف ایک حدیث سنانے کے لئے آیا ہوں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اپنے امام کی بیعت توڑ دی قیامت کے دن اس کے پاس اپنی مغفرت کے لئے کوئی حجت نہ ہوگی، اور جو شخص ایسی حالت میں فوت ہوا، کہ کسی امام کی بیعت اس نے نہیں کی، وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے ۱۲

صفحہ 29 تا 32 اعلیٰحضرت عبد الرحمٰن کا فتویٰ
صفحہ 28 مولانا غلام دستگیر قصوری کی تصدیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون
فی دین اللہ افواجا

الحمد للہ والمنۃ کہ جو جامع منقول و معقول مولانا عبد العزیز صاحب خلف الرشید مولانا مولا الکل مولوی عبد القادر مرحوم لدہیانوی نے علی محمد متوطن بمبئی کے جواب مین ارشاد فرمایا تھا کہ ہنود سے معاملہ کرنا و کانگرس مین شریک ہونا بشرط عدم نقصان دین جائز ہے لیکن سید احمد نیچری کی ایسوسی ایشن مین ملنا بالکل حرام ہے اور اوسکی مدد کرنی بیشک گناہ ہے - اوس مضمون کو برادر کلان مولانا موصوف یعنی ماہر علوم نقلیہ و عقلیہ مولانا مولوی محمد صاحب حنفی لدہیانوی نے مدلل طور پر تحریر فرماکر اسکا نام

نصرۃ الابرار

رکہا اب وہ فتوی مواہیر علماء لدہیانہ و جلندہر و ہوشیار پور و کپورتھلہ و امرتسر و ترنجترہ و گجرات و جمون و فیروزپور و قصور و ملتان و پاک پٹن و سنکرور و انبالہ و سہارنپور و دیوبند و گنگوہ و مظفرنگر و دہلی و رامپور و بریلی و مرادآباد و مدینہ منورہ و بغداد شریف وغیرہ وغیرہ سے مزین ہوکر بصحت تمام

مطبع صحافی لاہور انجمن گنج مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے جواب میں جناب مولوی عبد العزیز
صاحب بدایونی نے یہ فرمایا کہ ہندوؤں سے معاملہ کرنا درست ہے اور جو ایک جماعت ہندو اور مسلمانوں کی واسطے
موقوف کرانے انکم ٹیکس وغیرہ کے قائم ہوئی ہے بشرط عدم نقصان دین اوس میں شامل ہونا درست ہے اور جو نیچری نے ہندو اور
نیچریوں سے مجمع کی ہے اوس سے ملنا شرعاً درست نہیں کیونکہ یہ تک مرتد ہیں مرتد سے معاملہ کرنا ہرگز درست
نہیں آیا جواب مولوی صاحب کا شرع کے موافق ہے یا نہیں اللہم ہدایۃ الحق والصواب

الجواب فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ اعلام الاعلام بان ہندستان دار
الاسلام میں بدلائل ساطعہ ثابت کیا ہے کہ ہندوستان دار الاسلام ہے اوسے دار الحرب کہنا ہرگز
صحیح نہیں اور اس سے پہلے فقیر ایک مدلل فتویٰ لکھ چکا کہ ہنود زمانہ اہل ذمہ میں اونہیں
کافر حربی نہیں کہہ سکتے وتمام تحقیقہ فی فتاوٰنا الملقبۃ بالعطایا النبویۃ فی الفتاوی
الرضویۃ اور ظاہر ہے کہ شرع مطہر نے معاملات دنیویہ میں اہل ذمہ کو ہمارے مماثل کہا ہے لہم
مالنا وعلیہم ما علینا اون کے خون ومال مثل ہمارے خون ومال کے ہوجاتے ہیں یہانتک
کہ اگر مسلمان کسی ذمی کو قتل کرے اوسکے قصاص میں مارا جائیگا اور اسلام و کفر کا تفرقہ مانع
نہ آئیگا امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں یقتل المسلم بالذمی الخ وھکذا فی الھدایۃ
وغیرھا عامۃ اسفار المذھب یونہیں ذمی ہمسایہ کے ساتھ بیماری میں عیادت موت میں
تعزیت کا برتاؤ شرع مطہر نے جائز رکھا خود حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک
جوان یہودی کی عیادت فرمائی قدم اکرم کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اُسے ہدایت فرمائی کہ
اوسیوقت اسلام لایا اور انتقال کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشباہ میں ہے لا تکرہ عیادۃ جارہ
الذمی ہدایہ میں ہے لانہ نوع بر فی حقہم وما نہینا عن ذلک وصح ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عاد یہودیا مرض بجوارہ ردالمحتار میں ہے فی النوادر جار یہودی او مجوسی
مات ابن لہ او قریب ینبغی لہ ان یعزیہ ویقول اخلف اللہ علیک خیرا منہ
واصلحک وکان معناہ اصلحک اللہ بالاسلام یعنی رزقک الاسلام ورزقک

اسباب بغاوت ہند ۱۸۵۷ء

مؤلفہ

عالیجناب آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں صاحب بہادر

کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس

بانی مدرسۃ العلوم للمسلمین علیگڈھ

مرحوم و مغفور علیہ الرحمۃ

سابق صدر الصدور مراد آباد

حسب فرمائش

منشی فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت

بازار کشمیری

لاہور

مطبوعہ مصطفائی پریس لاہور

قیمت فی جلد ۶/

پہلے سے کچھ سازش مسلمانوں میں جہاد کی نہ تھی ؛

مسلمانوں کا بہت زور شوروں سے آپس میں سازش اور مشورہ کرنا اِس ارادہ سے کہ ہم باہم متفق ہوکر غیر مذہب کے لوگوں پر جہاد کریں اور اُن کی حکومت سے آزاد ہو جاویں نہایت بے بنیاد بات ہے جب کہ مسلمان ہماری گورنمنٹ کے مستامن تھے۔ کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں کر سکتے تھے پینتیس ۳۵ برس پیشتر ایک بہت بڑے مولوی محمد اسمٰعیل نے ہندوستان میں جہاد کا وعظ کہا اور سب آدمیوں کو جہاد کی ترغیب دی اُس وقت اُس نے صاف بیان کیا کہ ہندوستان کے رہنے والے جو سرکار انگریزی کے امن میں رہتے ہیں ہندوستان میں جہاد نہیں کر سکتے اس لئے ہزاروں آدمی جہادی ہر ایک ضلع ہندوستان میں جمع ہوئے اور سرکار کی عملداری میں کسی طرح کا فساد نہیں کیا اور غربی سرحد پنجاب پر جا کر لڑائی کی اور یہ جو ہر ضلع میں پاجی اور جاہلوں کی طرف سے جہاد کا نام ہوا اگر اس کو ہم جہاد ہی فرض کریں تو بھی اُس کی سازش اور صلاح قبل دسویں مئی ۱۸۵۷ء مطابق نہ تھی ؛

مولوی محمد اسمٰعیل کے وعظ اور جہاد کا ذکر ؛

اس ہنگامہ میں کوئی بات مسلمانوں کے مذہب کے مطابق نہیں ہوئی ؛

غور کرنا چاہئے کہ اِس زمانہ میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ایسے خراب اور بدرویہ اور بد اطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خواری اور تماش بینی اور ناچ اور رنگ دیکھنے کے اور کچھ وظیفہ اُن کا نہ تھا بھلا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدا جہاد کے گنے جا سکتے تھے اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جو امانت تھا اُس میں خیانت کرنا ملازمین کو نمک حرامی کرنی مذہب کے رو سے درست نہ تھی صریح ظاہر ہے کہ بیگناہوں کا قتل علے الخصوص عورتوں اور بچوں اور بڈھوں کا مذہب کے بموجب گناہ عظیم تھا پھر کیونکر

یہ ہنگامہ غدر جہاد ہو سکتا تھا ہاں البتہ چند بد ذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے کو اور جاہلوں کے بہکانے کو اور اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام لے دیا پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرامزدگیوں میں سے ایک حرامزدگی تھی نہ واقع میں جہاد ✤

دلی میں جہاد کا فتوے جو باغیوں نے چھاپا وہ بالکل جھوٹا تھا ✤

دلی میں جو جہاد کا فتوے چھپا وہ ایک عمدہ دلیل جہاد کی سمجھی جاتی ہے مگر میں نے تحقیق سُنا ہے۔ اور اس کے اثبات پر بہت دلیلیں ہیں کہ وہ محض بے اصل ہے میں نے سُنا ہے کہ جب فوج نمک حرام میرٹھ سے دلی میں گئی تو کسی شخص نے جہاد کے باب میں فتوے چاہا سب نے فتوے دیا کہ جہاد نہیں ہو سکتا اگرچہ اس پہلے فتوے کی میں نے نقل دیکھی ہے مگر جب کہ وہ اصل فتوے معدوم ہے تو میں اُس نقل کو نہیں کہہ سکتا کہ کہاں تک لائق اعتماد کے ہے۔ مگر جب بریلی کی فوج دلی میں پہنچی اور دوبارہ فتوے ہوا جو مشہور ہے اور جس میں جہاد کرنا واجب لکھا ہے بلاشبہ اصلی نہیں۔ چھاپنے والے اُس فتوے نے جو ایک مفسد اور نہایت قدیمی بد ذات آدمی تھا جاہلوں کے بہکانے اور ورغلانے کو لوگوں کے نام لکھ کر اور چھاپ کر اُس کو رونق دیا تھا بلکہ ایک آدھ مہر ایسے شخص کی چھاپ دی تھی جو قبل غدر مر چکا تھا۔ مگر مشہور ہے کہ چند آدمیوں نے فوج باغی بریلی اور اُس کے مفسد ہمراہیوں کے جبر اور ظلم سے مہریں بھی کی تھیں ✤

دلی میں مولویوں کا بڑا گروہ جو معزول بادشاہ کو بدعتی سمجھتا تھا اور جو مقبوضہ مسجدوں میں نماز نہ پڑھتے تھے ✤

دلی میں ایک بہت بڑا گروہ مولویوں اور اُن کے تابعین کا ایسا تھا کہ وہ مذہب کی رُو سے معزول بادشاہ دلی کو بہت بُرا اور بدعتی سمجھتے تھے اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ دلی کی جن مسجدوں میں

بادشاہ کا قبض و دخل اور اہتمام ہے اُن مسجدوں میں نماز درست نہیں چنانچہ وہ لوگ جامع مسجد میں بھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اور غدر سے بہت قبل کے چھپے ہوئے فتوے اس معاملہ میں موجود ہیں۔ پھر کبھی عقل قبول کر سکتی ہے کہ اُن لوگوں نے جہاد کے درست ہونے میں اور بادشاہ کو سردار بنانے میں فتوے دیا ہو۔ جن لوگوں کی مہر اس فتوے پر چھاپی گئی ہے اُن میں سے بعضوں نے عیسائیوں کو پناہ دی اور اُن کی جان اور عزت کی حفاظت کی اُن میں سے کوئی شخص لڑائی پر نہیں چڑھا مقابلہ پر نہیں آیا اگر واقع میں وہ ایسا ہی سمجھتے جیسا مشہور ہے تو یہ باتیں کیوں کرتے۔ غرضکہ میری رائے میں کبھی مسلمانوں کے خیال میں بھی نہیں آیا کہ باہم متفق ہو کر غیر مذہب کے حاکموں پر جہاد کریں اور جاہلوں اور مفسدوں کا غلغلہ ڈال دینا کہ جہاد ہے جہاد ہے اور ایک نعرہ حیدری پکارتے پھرنا قابل اعتبار کے نہیں ہاں البتہ مسلمانوں کو جس قدر ناراضی باعتبار مذہب کے تھی اور جس سبب سے تھی وہ ہم آیندہ صاف بیان کرینگے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوؤں کی بہ نسبت مسلمانوں کو ہر ایک بات میں زیادہ تر ناراضی تھی اور یہی سبب ہے کہ مسلمان بہ نسبت ہندوؤں کے بعض اضلاع میں زیادہ تر مفسد ہوئے گو جن اضلاع میں کہ ہندوؤں نے فساد کیا وہ بھی کچھ کم نہیں ہے ❖

جن کی مہریں فتوے پر چھاپی ہیں اُن میں بعضوں نے عیسائیوں کی جان اور عزت کی پناہ دی ہے ❖

فوج میں ہرگز مشورہ اور پہلے سے صلاح درباب بغاوت کے نہ تھی تحقیق بات ہے کہ باغیانِ فوج نے بعد بغاوت بھی کبھی اس بات کا آپس میں بھی ذکر نہیں کیا۔ ہاں بارک پور کے واقعہ کے ابعد اور خصوصاً اُس زمانہ میں جب کہ پنجاب میں قواعد جدید سکھانے کو متعدد پلٹنوں کے آدمی جمع کئے گئے۔ آپس میں یہ صلاح ٹھہری اور اُس پر اتفاق

پہلے سے فوج میں بغاوت کی صلاح نہ تھی ❖

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سُنو! بے شک

اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے

تذکرۃ الاولیاءؒ

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

کی شہرۂ آفاق تصنیف کا اردو ترجمہ

الفاروق بک فاؤنڈیشن لاہور

دوست نہیں رکھتا بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ دوسرے لوگوں نے تو مردوں سے علم حاصل کیا لیکن میں نے ایسی زندہ ہستی سے علم سیکھا کہ جس کو موت ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب میں نے نفس کو اللہ کی جانب راغب کرنا چاہا اور وہ راغب نہ ہوا تو میں اس کو بھی چھوڑ کر خدا کی حضوری میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور عالم ملکوت میرے مشاہدے میں آگیا، تو مجھے وہاں سے رضا و محبت حاصل ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھے یہ مرتبہ اس لئے حاصل ہوا کہ جس عضو کو رجوع الی اللہ نہ پایا اس سے کنارہ کش ہو کر دوسرے عضو سے کام نکالا۔ فرمایا کہ خدا شناسی کے بعد میں نے خدا کو اپنے لئے کافی سمجھ لیا۔ فرمایا کہ بہت عرصہ سے نماز میں مجھے خیال آتا ہے کہ میرا قلب مشرک ہے اور اس کو زنار کی ضرورت ہے۔ فرمایا کہ عورتیں مجھ سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ ماہواری کے بعد غسل کر کے پاک صاف ہو جاتی ہیں لیکن مجھے تمام عمر غسل کرتے بیت گئی مگر پاکی حاصل نہ ہو سکی فرمایا کہ اگر پوری زندگی میں مجھ سے ایک نیک کام بھی ہو جاتا تو میں خوفزدہ نہ رہتا۔ فرمایا کہ اگر روز محشر میں یہ سوال کیا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا تو میں اس کو بہتر تصور کرتا ہوں کہ یہ پوچھا جائے کہ تو نے فلاں کام کیوں نہ کیا۔ فرمایا کہ اللہ مخلوق کے بھیدوں سے خوب واقف ہے اور ہر بھید کی جانب نظر ڈال کر فرماتا ہے کہ میں اس کو اپنی محبت سے خالی پاتا ہوں لیکن بایزید کے بھید کو اپنی محبت میں غرق دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں خدا کی توحید سے زیادہ کا طلب گار ہوں، لیکن بیداری کے بعد میں نے عرض کیا کہ مجھے تیری توحید سے بڑھ کر کچھ نہیں چاہئے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کیا کہ کیا خواہش رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جو میرے لائق ہو۔ فرمایا گیا کہ خود کو چھوڑ کر چلے آؤ۔ فرمایا کہ لوگ مجھے اپنے جیسا خیال کرتے ہیں حالانکہ عالم غیب میں میرے اوصاف کا مشاہدہ کر لیں تو مر جائیں کیوں کہ میں ایک ایسے سمندر کی طرح ہوں جس کی گہرائی کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا۔

عرش کی حقیقت کے متعلق کسی نے آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عرش تو میں خود ہوں۔ پھر کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کرسی بھی میں خود ہوں اور پھر قلم کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ اس کے بعد سائل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے تو اور بھی بہت سے مقرب بندے ہیں مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس پر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں۔ پھر سائل نے ملائکہ کے لئے پوچھا تو جب بھی یہی فرمایا کہ وہ بھی میں ہی ہوں، یہ جواب سن کر جب وہ خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ حق میں فنائیت کے بعد تمام چیزوں کو اپنی ہی ہستی میں ضم پاتا ہوں اس لئے کہ حق میں سب چیزیں موجود ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے معراج کی کیفیت

آپ فرماتے ہیں کہ جس وقت مجھے تمام موجودات سے بے نیاز کر کے خدا نے اپنے نور سے منور فرمایا

طرح حضور بو تراب کے ایک ارادت مند نے اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیا لیکن بایزید کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ پھر حضرت بایزید نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے مشاہدہ کیا اس سے یہ اندازہ ہو گیا کہ جب تک خودی کا ازالہ نہ ہو جائے خدا کا راستہ ملنا محال ہے اور جب میں نے سوال کیا کہ میں نے اپنی خودی کا ازالہ کس طرح کروں؟ تو جواب ملا کہ یہ مقام صرف اتباع نبوی ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت مصنف کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہے کہ جو بزرگان دین وقار نبویؐ سے اس درجہ باخبر ہوں کہ ان کے اقوال سے لوگ ایسا مفہوم کیوں اخذ کر لیتے ہیں جس میں حضورؐ اکرم کی تحقیر کا پہلو نکلتا ہو۔ جیسا کہ حضرت بایزیدؒ سے پوچھا گیا کہ کیا تمام مخلوق قیامت میں حضور اکرمؐ کے علم کے نیچے ہو گی۔ فرمایا کہ قسمیہ کہتا ہوں کہ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیاء کرام بھی ہوں گے لیکن لوگوں نے یہ مفہوم اخذ کر لیا کہ بایزید نے خود کو حضور اکرمؐ سے بھی زیادہ افضل تصور کر لیا لیکن یہ مفہوم سمجھنا ایک مہمل سی بات ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ تک اس حد تک رسائی حاصل کر لی تھی کہ آپ کی زبان خدا کی زبان بن چکی تھی اور آپ کا قول حقیقت میں اللہ کا قول تھا اور یہ بھی تسلیم کر لینا چاہئے کہ لوائی اعظم من لواء محمد یا سبحانی ما اعظم شانی جیسے کلمات آپ کی زبان سے نکلے لیکن درحقیقت خدا تعالیٰ نے آپ کی زبان سے گفتگو فرمائی۔

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی مناجات

آپ اپنی مناجات میں یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے اور اپنے درمیان سے دوئی کا حجاب ختم فرما دے تاکہ میں تیری ذات میں فنا ہو جاؤں۔ اے اللہ! جب تک میں خودی میں مبتلا رہا سب سے ادنیٰ رہا، لیکن جب تیری معیت نصیب ہوئی اس وقت میں سب سے اعلیٰ و برتر ہو گیا۔ اللہ فقر فاقہ سے تیرا قرب حاصل ہوا اور تیرے الطاف کریمانہ نے میرے فقر و فاقہ کو نیست و نابود کر دیا۔ اے اللہ! میں علم و زہد نہیں چاہتا اپنے رموز مجھ پر آشکار فرما دے۔ اے اللہ! تیرے ہی فضل نے مجھے مجھ سے روشناس کیا اور اس لئے میں تجھ پر ناز کرتا ہوں۔ اے اللہ! قلب کے لئے بہترین شے تیرا الہام اور غیب کی راہوں میں سب سے افضل تیرا نور ہے۔ اور سب سے عمدہ ہے وہ حالت جس کا انکشاف مخلوق کے لئے دشوار ہے اور بہترین ہے وہ زبان جو تیرا وصف بیان کرنے سے قاصر رہے کیوں کہ اگر انسان تیرے اوصاف بیان کرنا چاہے تو پوری زندگی میں تیرے اوصاف کا معمولی سا حصہ بھی بیان نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! یہ بات تعجب خیز نہیں کہ میں تجھ کو اپنا دوست تصور کرتا ہوں بلکہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تو مجھ کو اپنا دوست سمجھتا ہے کیوں کہ مختار کل اور صاحب قوت ہے اور میں ایک کمزور و محتاج بندہ ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے خوفزدہ رہتا تھا لیکن تو نے اپنے کرم سے میرا خوف دور کر دیا جس کی وجہ سے میں ہمہ اوقات مسرور شاداں رہتا ہوں۔ اور تو نے مجھے اپنی بارگاہ میں

لیکن زمانوں کی علامتیں نہیں پہچان سکتے۔ [4] اِس زمانہ کے بدکار اور زِناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں لیکن اُنہیں یُوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہ دیا جائے گا اور وہ اُنہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

فریسیوں اور صدوقیوں کا خمیر

[5] یسُوع کے شاگرد جھیل کے پار پہنچ گئے لیکن روٹی ساتھ لینا بھول گئے تھے۔ [6] یسُوع نے اُن سے کہا: خبردار، فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے ہوشیار رہنا۔

[7] اور وہ آپس میں بحث کرنے لگے کہ دیکھا ہم روٹی نہیں لائے۔

[8] یسُوع کو یہ بات معلوم تھی لہٰذا اُس نے کہا: اَے کم اعتقادو! کیوں آپس میں بحث کرتے ہو کہ ہمارے پاس روٹی نہیں۔ [9] کیا تُم اب تک نہیں سمجھ پائے؟ تمہیں پانچ ہزار آدمیوں کے لیے وہ پانچ روٹیاں یاد نہیں اور یہ بھی کہ تُم نے کتنی ٹوکریاں بھر کر اُٹھائی تھیں؟ [10] اور نہ چار ہزار کے لیے وہ سات روٹیاں اور نہ یہ کہ تُم نے کتنی ٹوکریاں اُٹھائی تھیں؟ [11] تُم کیوں نہیں سمجھتے کہ جب میں نے فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے خبردار رہنے کو کہا تھا تو روٹی کی بات نہیں کی تھی؟ [12] تب اُن کی سمجھ میں آیا کہ اُس نے روٹی کے خمیر سے نہیں بلکہ فریسیوں اور صدوقیوں کی تعلیم سے خبردار رہنے کو کہا تھا۔

پطرس کا اقرار

[13] جب یسُوع قیصریہ فلپّی کے علاقہ میں آیا تو اُس نے اپنے شاگردوں سے پُوچھا: ابنِ آدم کون ہے، لوگ اِس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

[14] اُنہوں نے کہا: بعض کہتے ہیں وہ یوحنّا بپتسمہ دینے والا ہے، بعض ایلیّاہ، بعض یرمیاہ یا نبیوں میں سے کوئی۔

[15] اُس نے اُن سے پُوچھا: مگر تُم مجھے کیا کہتے ہو؟

[16] شمعون پطرس نے جواب دیا: تُو زندہ خدا کا بیٹا ''مسیح'' ہے۔

[17] یسُوع نے کہا: اَے یُوناہ کے بیٹے شمعون! تُو مبارک ہے کیونکہ یہ بات کسی اِنسان نے نہیں بلکہ میرے آسمانی باپ نے تجھ پر ظاہر کی ہے۔ [18] اور میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ تُو پطرس ہے اور میں اِس چٹان پر اپنی کلیسیا قائم کروں گا اور مَوت بھی اُس پر غالب نہ آنے پائے گی۔ [19] میں آسمانی بادشاہی کی چابیاں تجھے دوں گا۔ جو کچھ تُو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر باندھا جائے گا اور جو کچھ تُو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھولا جائے گا۔ [20] تب یسُوع نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو مت بتانا کہ میں ہی ''مسیح'' ہُوں۔

خداوند یسُوع کا اپنی موت کی پیش گوئی کرنا

[21] اُس کے بعد یسُوع نے اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ اُس کا یروشلیم جانا لازمی ہے تاکہ وہ بزرگوں، سردار کاہنوں اور شریعت کے عالموں کے ہاتھوں بہت دُکھ اُٹھائے، قتل کیا جائے اور تیسرے دِن جی اُٹھے۔

[22] پطرس اُسے الگ لے گیا اور ملامت کرنے لگا کہ خداوند! ہرگز نہیں، تیرے ساتھ ایسا کبھی نہ ہوگا۔

[23] یسُوع نے مُڑ کر پطرس سے کہا: اَے شیطان! میرے سامنے سے دُور ہو جا، تُو میرے راستے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ تجھے خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال ہے۔

[24] تب یسُوع نے اپنے شاگردوں سے کہا: اگر کوئی میری پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خودی کا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ [25] کیونکہ جو کوئی اپنی جان کو محفوظ رکھنا چاہے گا، اُسے کھوئے گا اور جو اُسے میری خاطر کھوئے گا، پھر سے پالے گا۔ [26] اگر کوئی آدمی ساری دنیا حاصل کر لے لیکن اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ یا آدمی اپنی جان کے بدلے میں کیا دے گا؟

[27] کیونکہ جب ابنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا تب وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مطابق اجر دے گا۔ [28] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ بعض لوگ جو یہاں کھڑے ہیں جب تک ابنِ آدم کو اپنی بادشاہی میں آتے ہُوئے نہ دیکھ لیں، مَوت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔

خداوند یسُوع کی صورت کا بدل جانا

۱۷ چھ دِن کے بعد یسُوع نے پطرس، یعقوب اور یعقوب کے بھائی یوحنّا کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اونچے پہاڑ پر الگ لے گیا۔ [2] وہاں اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی۔ اُس کا چہرہ سورج کی طرح چمکنے لگا اور اُس کے کپڑے نُور کی مانند سفید ہو گئے۔ [3] تب مُوسیٰ اور ایلیّاہ اُنہیں یسُوع سے باتیں کرتے ہُوئے نظر آئے۔

[4] پطرس نے یسُوع سے کہا: خداوند! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ اگر تُو چاہے تو میں تین ڈیرے کھڑے کروں، ایک تیرے لیے اور ایک ایک مُوسیٰ اور ایلیّاہ کے لیے۔

[5] وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک نُورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی: یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہُوں، اُس کی سُنو۔

ہڈّیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوتی ہیں۔ ۲۸ اِسی طرح تُم بھی باہر سے تو لوگوں کو راستباز نظر آتے ہو لیکن اندر ریاکاری اور بےدینی سے بھرے ہُوئے ہو۔

۲۹ اَے شریعت کے عالمو اور فریسیو! اَے ریاکارو! تُم پر افسوس، کیونکہ تُم نبیوں کے لیے مقبرے بناتے ہو اور راستبازوں کی قبریں آراستہ کرتے ہو ۳۰ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کو قتل کرنے میں اُن کا ساتھ نہ دیتے۔ ۳۱ یوں تُم خود ہی اقرار کرتے ہو کہ تُم نبیوں کو قتل کرنے والوں کی اولاد ہو، ۳۲ اب اُن کی رہی سہی کسر تُم پُوری کر دو۔

۳۳ اَے سانپو! اَے افعی کے بچّو! تُم جہنّم کی سزا سے کیسے بچو گے؟ ۳۴ اِس لیے میں نبیوں، داناؤں اور شریعت کے عالموں کو تمہارے پاس بھیج رہا ہُوں۔ تُم اُن میں سے بعض کو قتل کر ڈالو گے، بعض کو صلیب پر لٹکا دو گے اور بعض کو اپنے عبادتخانوں میں کوڑوں سے مارو گے اور شہر بہ شہر اُن کا پیچھا کرتے رہو گے ۳۵ تاکہ تمام راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہے، تُم پر آئے۔ راستباز ہابِلؔ کے خون سے لے کر برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تُم نے ہیکل اور قربانگاہ کے درمیان قتل کیا تھا۔ ۳۶ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اِس زمانہ کے لوگوں کو اِن ساری باتوں کا ذمّہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

۳۷ اَے یروشلیمؔ، اَے یروشلیمؔ! تُو نے نبیوں کو قتل کیا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کیا۔ میں نے کئی دفعہ چاہا کہ تیرے بچّوں کو اِس طرح جمع کر لُوں جس طرح مُرغی اپنے چُوزوں کو اپنے پروں کے نیچے جمع کر لیتی ہے لیکن تُو نے نہ چاہا۔ ۳۸ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ ۳۹ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ تُم مجھے اب سے اُس وقت تک ہرگز نہ دیکھ پاؤ گے جب تک یہ نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔

آخرت کی نشانیاں

۲۴ یسُوعؔ ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے تاکہ اُسے ہیکل کی مختلف عمارتیں دکھائیں۔ ۲ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: کیا تُم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو؟ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ یہاں کوئی پتّھر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گرا دیا جائے گا۔

۳ جب وہ کوہِ زیتونؔ پر بیٹھا تھا تو اُس کے شاگرد تنہائی میں اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیری آمد اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟

۴ یسُوعؔ نے جواب میں اُن سے کہا: خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ ۵ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہُوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ ۶ لڑائیاں ہوں گی اور تُم لڑائیوں کی خبریں اور افواہیں سنو گے۔ خبردار! گھبرانا مت، کیونکہ اِن باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ابھی خاتمہ نہ ہوگا۔ ۷ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور زلزلے آئیں گے۔ ۸ مصیبتوں کا آغاز اِنہی باتوں سے ہوگا۔

۹ اُس وقت لوگ تمہیں پکڑ پکڑ کر سخت ایذا دیں گے اور قتل کریں گے اور ساری قومیں میرے نام کی وجہ سے تُم سے دشمنی رکھیں گی ۱۰ اُس وقت بہت سے لوگ ایمان سے برگشتہ ہو کر ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور آپس میں عداوت رکھیں گے۔ ۱۱ بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ ۱۲ بےدینی کے بڑھ جانے کے باعث کئی لوگوں کی محبّت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ ۱۳ لیکن جو کوئی آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ ۱۴ اور بادشاہی کی خوشخبری ساری دنیا میں سُنائی جائے گی تاکہ سب قومیں اِس کی گواہ ہوں اور تب خاتمہ ہوگا۔

۱۵ جب تُم اُس اُجاڑ دینے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایلؔ نبی نے کیا ہے مُقدّس مقام پر کھڑا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) ۱۶ تو اُس وقت جو یہوُدیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں، ۱۷ جو چھت پر ہو وہ نیچے نہ اُترے اور نہ گھر میں سے کچھ باہر لے جانے کی کوشش کرے۔ ۱۸ جو شخص کھیت میں ہو اپنا کپڑا لینے کے لیے واپس نہ جائے۔ ۱۹ لیکن افسوس ہے اُن پر جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور اُن پر بھی جو دودھ پلاتی ہوں۔ ۲۰ دعا کرو کہ تمہیں سردیوں میں یا سبَت کے دِن بھاگنا نہ پڑے۔ ۲۱ کیونکہ اُس وقت کی مصیبت ایسی بڑی ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ تو اب تک آئی ہے اور نہ پھر کبھی آئے گی۔ ۲۲ اگر اُن دِنوں کی تعداد گھٹائی نہ جاتی تو کوئی شخص نہ بچتا لیکن چُنے ہُوئے لوگوں کی خاطر اُن دِنوں کی تعداد کم کر دی جائے گی۔ ۲۳ اُس وقت اگر کوئی تُم سے کہے کہ مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین مت کرنا۔ ۲۴ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے بڑے نشان اور عجیب عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو چُنے ہُوئے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ ۲۵ دیکھو! میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا ہے۔

۲۶ پس اگر کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا یہ کہ وہ اندر کمروں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ ۲۷ کیونکہ جیسے

التراث العربي

سلسلة يصدرها المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب
دولة الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء السابع والثلاثون

تحقيق

مصطفى حجازي

راجعه

د. محمد حماسة عبد اللطيف

١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

وقالَ ابنُ الأَعْرابِيِّ: ما يَنْبَغِي لَهُ، أي: ما يَصْلُحُ له، وقد تَقَدَّم ما فِي ذٰلِكَ قريبًا.

(وفِئَةٌ باغِيَةٌ: خارِجَةٌ عَنْ طاعَةِ الإمامِ العادِلِ)، ومِنْهُ الحَدِيثُ: «وَيْحَ ابنِ سُمَيَّةَ، تَقْتُلُه الفِئَةُ الباغِيَةُ»، ومنه قَوْلُه تَعالَى: ﴿فَإِنۢ بَغَتۡ إِحۡدَىٰهُمَا عَلَى ٱلۡأُخۡرَىٰ فَقَٰتِلُواْ ٱلَّتِي تَبۡغِي حَتَّىٰ تَفِيٓءَ إِلَىٰٓ أَمۡرِ ٱللَّهِۚ﴾[1].

(والبَغايَا: الطَّلائِعُ) الَّتِي (تَكُونُ قَبْلَ وُرُودِ الجَيْشِ)، وأَنْشَدَ الجَوْهَرِيُّ للطُّفَيْل:

فَأَلْوَتْ بَغايَاهُمْ بِنَا وَتَباشَرَتْ
إِلى عُرْضِ جَيْشٍ غَيْرَ أَنْ لَمْ يُكَتَّبِ[2]

قالَ: أَلْوَتْ، أَي: أَشارَتْ، يَقولُ: ظَنَّتْ أَنَّا عِيرٌ، فَتَباشَرُوا بِنَا، فَلَمْ يَشْعُرُوا إِلّا بالغَارَةِ، قالَ: وهو عَلَى الإِماءِ أَدَلُّ منه عَلَى الطَّلائِعِ، وقالَ النّابِغَةُ في الطَّلائِعِ:

(١) سورة الحجرات، الآية: ٩.

(٢) ديوانه/ ١٢ (ط. لندن)، واللسان، والصحاح.

عَلَى إِثْرِ الأَدِلَّةِ والبَغَايَا
وخَفْقِ النّاجِياتِ مِنَ الشَّآمِ[1]

واحِدُهَا بَغِيَّةٌ، يُقال: جاءَت بَغِيَّةُ القَوْمِ وشَيِّفَتُهم، أَي: طَلِيعَتُهم.

(والمُبْتَغِي: الأَسَدُ)، سُمِّيَ بِذلك لأَنَّه يَطْلُبُ الفَرِيسَةَ دائِمًا، وهو في التَّكْمِلَة: المُتَبَغِّي.

[ ] وَمِمَّا يُسْتَدْرَكُ عَلَيه:

يُقالُ: بَغَيْتُ الخَيْرَ من مَبْغاتِه، كما تَقُول: أَتَيْتُ الأَمْرَ من مَأْتاتِه، تُرِيدُ المَأْتَى والمَبْغَى، نَقَلَه الجَوْهَرِيُّ.

وبِغًى، بالكسرِ مَقْصُور: مَصْدَرُ بَغَى يَبْغِي: طَلَبَ، ومِنْهُم من نَقَلَ الفَتْحَ في البِغْيَة، فهو إِذًا مُثَلَّثٌ.

وأَبْغَيْتُك الشيءَ: جَعَلْتُكَ طالِبًا لَهُ، نَقَلَه الجَوْهَرِيُّ.

وقولُه تَعالَى: ﴿يَبۡغُونَكُمُ ٱلۡفِتۡنَةَ﴾[2]، أي: يَبْغُونَ لَكُم.

(١) ديوانه/ ١٣٤، واللسان.

(٢) سورة التوبة، الآية: ٤٧.

بغـــي

وقَوْلُه تَعالَى: ﴿وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا﴾[١]، أي: يَبْغُونَ للسَّبِيلِ عِوَجًا، فالمَفْعُولُ الأَوّلُ مَنْصُوبٌ بنَزْعِ الخافِضِ.

وأَبْغَيْتُكَ فَرَسًا: أَجْنَبْتُكَ إِيّاه.

والبِغْيَةُ، في الوَلَدِ: نَقِيضُ الرِّشْدَةِ، يُقالُ: هو ابنُ بِغْيَةٍ، وأَنْشَدَ اللَّيْثُ:

لِذِي رِشْدَةٍ من أُمِّهِ أَو لِبِغْيَةٍ
فيَغْلِبُها فَحْلٌ عَلَى النَّسْلِ مُنْجِبُ[٢]

قالَ الأَزْهَرِيُّ: وكلامُ العَرَبِ هو ابنُ غَيَّةٍ، وابنُ زَنْيَةٍ، وابنُ رَشْدَةٍ، وقد قِيلَ: زِنْيَة، ورِشْدَة، والفَتْحُ أَفْصَحُ اللُّغَتَيْنِ، وَأَمّا غَيَّةٌ فلا يَجُوز فِيه إِلّا الفَتْح. قالَ: وأَمّا ابنُ بِغْيَةٍ فلم أَجِدْهُ لغَيْرِ اللَّيْثِ، ولا أُبْعِدُه من الصَّوابِ.

وبَغَى يَبْغِي: تَكَبَّرَ، وذٰلِكَ لتَجاوُزِه مَنْزِلَتَه إلى ما لَيْسَ له.

وحَكَى اللِّحْيانِيُّ، عن الكسائِيِّ: ما لِي ولِلْبَغِ بَعْضُكُم على بَعْضٍ، أرادَ وللبَغْيِ، ولم يُعَلِّلْه، قالَ ابنُ سِيدَه: وعِنْدِي أَنَّه اسْتَثْقَلَ كسرةَ الإِعرابِ على الياءِ، فحَذَفَها، وأَلْقَى حَرَكَتَها على الساكنِ قَبْلَها.

وقَوْمٌ بُغاءٌ، بالضَّمِّ ممدودة.

وتَبَاغَوْا: بَغَى بعضُهم عَلَى بَعضٍ، نَقَلَه الجَوْهَرِيُّ، وهو قَوْلُ ثَعْلَبٍ.

وقالَ اللِّحْيانِيُّ: بَغَى عَلَى أَخِيه بَغْيًا: حَسَدَه، قالَ: والبَغْيُ أَصْلُه الحَسَدُ، ثمّ سُمِّيَ الظُّلْمُ بَغْيًا؛ لأَنَّ الحاسِدَ يَظْلِمُ المَحْسُودَ جُهْدَه، إراغَةَ زَوالِ نِعْمَةِ اللهِ عليهِ عنه.

ومن أَمْثالِهِم: «البَغْيُ عِقالُ النَّصْرِ».

وبَغَى الجُرْحُ يَبْغِي بَغْيًا: فَسَدَ،

---

(١) في سورة الأعراف، الآية: ٤٥، وسورة هود، الآية: ١٩، وسورة إبراهيم، الآية: ٣.

(٢) اللسان، والتهذيب ٨/ ٢١٣، وتقدّم في (رشد) برواية:

« لِذي غَيَّة من أُمّه أو لِرَشْدَةٍ»

ومثله في اللسان والتكملة.

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by
International Bible Society
1820 Jet Stream Drive
Colorado Springs, Co 80921-3696
UNITED STATES OF AMERICA

Printed at
Clays Ltd, UK

رہن رکھ جائے گا؟

۱۸ اُس نے کہا: میں تیرے پاس کیا رہن رکھوں؟

اُس نے جواب دیا: اپنی مہر اور بازوبند اور اپنی لاٹھی دے دے۔ چنانچہ اُس نے یہ چیزیں اُسے دیں اور اُس کے پاس گیا اور وہ اُس سے حاملہ ہوگئی۔

۱۹ تب وہ چلی گی اور اُس نے اپنا برقع اُتار ڈالا اور پھر سے بیوگی کے کپڑے پہن لیے۔

۲۰ اِس اثنا میں یہوداہ نے اپنے عدولاّمی دوست کے ساتھ بکری کا بچّہ بھیجا تا کہ اُس عورت کے پاس سے اپنا رہن واپس منگائے۔ لیکن اُسے وہ عورت نہیں ملی۔ ۲۱ اُس نے وہاں کے باشندوں سے دریافت کیا کہ وہ طوائف کہاں ہے جو عینیم میں راہ کے کنارے بیٹھی تھی؟

اُنہوں نے کہا: یہاں تو کوئی طوائف نہ تھی۔

۲۲ چنانچہ وہ یہوداہ کے پاس واپس آیا اور کہا: وہ مجھے نہیں ملی اور وہاں کے لوگوں نے بھی کہا کہ ہم نے یہاں کسی طوائف کو نہیں دیکھا۔

۲۳ تب یہوداہ نے کہا: جو اُس کے پاس ہے اُسی کے پاس رہے ورنہ ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ میں نے تو اُسے بکری کا بچّہ بھیجا تھا پر وہ تجھے نہ ملی۔

۲۴ تقریباً تین ماہ کے بعد یہوداہ کو یہ خبر ملی کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا جس کی وجہ سے اب وہ حاملہ ہے۔

یہوداہ نے کہا: اُسے باہر نکال لاؤ اور جلا کر مار ڈالو۔

۲۵ جب اُسے باہر نکالا جا رہا تھا تب اُس نے اپنے سُسر کو یہ پیغام بھیجا کہ جس شخص سے میں حاملہ ہُوئی اُسی کی یہ چیزیں ہیں۔ اُس نے مزید کہا کہ تُو پہچان تو سہی کہ یہ مہر، بازوبند اور لاٹھی کس کی ہے؟

۲۶ یہوداہ نے اُنہیں پہچان لیا اور کہا: وہ مجھ سے زیادہ راستباز ہے کیونکہ میں نے اُسے اپنے بیٹے سیلہ سے نہیں بیاہا اور وہ پھر کبھی اُس کے پاس نہیں گیا۔

۲۷ جب اُس کے جننے کا وقت نزدیک آیا تو معلوم ہُوا کہ اُس کے رحم میں جڑواں بچّے ہیں۔ ۲۸ جب وہ جننے لگی تو اُن میں سے ایک نے اپنا ہاتھ باہر نکالا اور دایہ نے سرخ دھاگا لے کر اُس کی کلائی میں باندھ دیا اور کہا: یہ پہلے پیدا ہُوا۔ ۲۹ لیکن جب اُس نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا تب اُس کا بھائی پیدا ہُوا اور اُس نے کہا: تُو زبردستی نکل پڑا اور اُس کا نام فارص رکھا گیا۔ ۳۰ تب اُس کا بھائی جس کی کلائی پر سرخ دھاگا باندھا ہُوا تھا، پیدا ہُوا اور اُس کا نام زارح رکھا گیا۔

یُوسُف اور فوطیفار کی بیوی

۳۹ یُوسُف کو مِصر لے جایا گیا اور فوطیفار مِصری نے، جو فرعون کے افسروں میں سے تھا اور پہرہ داروں کا سردار تھا، اُسے اِسمٰعیلیوں کے ہاتھ سے، جو اُسے وہاں لے گئے تھے، خرید لیا۔

۲ خداوند یُوسُف کے ساتھ تھا اور وہ برومند ہُوا اور اپنے مِصری آقا کے گھر میں رہنے لگا۔ ۳ جب اُس کے آقا نے دیکھا کہ خداوند اُس کے ساتھ ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے اُس میں اُسے کامیابی بخشتا ہے، ۴ تو یُوسُف پر اُس کی نظر کرم ہُوئی اور اُس نے یُوسُف کو اپنی خدمت گزاری میں لے لیا۔ فوطیفار نے اُسے اپنے گھر کا مختار مقرّر کیا اور اپنا سب کچھ اُسے سونپ دیا۔ ۵ جب سے اُس نے اُسے اپنے گھر کا مختار اور اپنے مال و متاع کا نگراں مقرّر کیا، تب سے خداوند نے یُوسُف کی وجہ سے اُس مِصری کے گھر کو برکت بخشی۔ فوطیفار کی ہر شے پر، خواہ وہ گھر کی تھی یا کھیت کی، خدا کی برکت ہُوئی۔ ۶ چنانچہ اُس نے اپنی ہر شے یُوسُف کے حوالہ کر دی اور یُوسُف کی موجودگی کے باعث اُسے سِوا اپنے کھانے پینے کے کسی اور بات کی فکر نہ تھی۔

یُوسُف بڑا تنومند اور خوبصورت تھا۔ ۷ اور کچھ ہی عرصہ کے بعد یُوسُف کے آقا کی بیوی کی نظر یُوسُف پر پڑی اور اُس نے اُسے ہم بستر ہونے پر مجبور کیا۔

۸ لیکن اُس نے انکار کر دیا۔ یُوسُف نے اُس سے کہا: میں اِس گھر کا مختار ہُوں اور اِس وجہ سے میرے آقا کو گھر کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُس نے اپنے گھر کا سارا اختیار مجھے دے رکھا ہے۔ ۹ اِس گھر میں مجھ سے بڑا کوئی نہیں اور میرے آقا نے کوئی شے میرے اختیار سے باہر نہیں رکھی سِوا تیرے کیونکہ تُو اُس کی بیوی ہے۔ پھر بھلا میں ایسی ذلیل حرکت کیوں کروں اور خدا کی نظر میں گنہگار بنوں؟ ۱۰ گو اُس کا اِصرار دِن بدِن بڑھتا گیا لیکن یُوسُف نے اُس سے ہم بستر ہونے سے انکار کر دیا اور وہ اُس کے پاس آنے سے بھی گریز کرنے لگا۔

۱۱ ایک دن وہ کسی کام سے گھر میں داخل ہُوا اور گھر کے لوگوں میں سے کوئی بھی اندر موجود نہ تھا۔ ۱۲ تو فوطیفار کی بیوی نے اُس کا پیراہن پکڑ لیا اور کہا: میرے ساتھ ہم بستر ہو۔ لیکن وہ اپنا پیراہن اُس کے ہاتھ میں چھوڑ کر گھر سے باہر بھاگ گیا۔

حوصلہ رکھ۔خوف نہ کر اور ہِمّت نہ ہار کیونکہ جہاں جہاں تُو جائے گا خداوند تیرا خدا تیرے ساتھ رہے گا۔

۱۰ تب یشوؔع نے لوگوں کے سرداروں کو حکم دیا: ۱۱ لشکر گاہ میں ہر طرف جا کر لوگوں کو یہ حکم دو کہ اپنے لیے زادِراہ تیّار کر لو کیونکہ تین دِن کے اندر تمہیں اِس جگہ یردؔن کو پار کر کے اُس ملک پر قابض ہونے کے لیے جانا ہے جسے خداوند تمہارا خدا تمہیں ملکیت کے طور پر دینے والا ہے۔

۱۲ لیکن بنی رُوبنؔ، بنی جدّ اور منسّیؔ کے نِصف قبیلہ سے یشوؔع نے کہا کہ ۱۳ جو بات خداوند کے خادِم مُوسیٰؔ نے تُم سے کہی تھی اُسے یاد رکھو کہ خداوند تمہارا خدا تمہیں آرام بخشتا ہے اور اُس نے یہ ملک تمہیں دے دیا ہے۔ ۱۴ تمہاری بیویاں، تمہارے بال بچّے اور تمہارے مویشی اِس ملک میں رہیں جسے مُوسیٰؔ نے یردؔن کے مشرق میں تمہیں دیا ہے۔ لیکن تمہارے سبھی جنگجو مرد، مسلّح ہو کر اپنے بھائیوں سے آگے آگے پار چلے جائیں اور اُس وقت تک اُن کی مدد کریں ۱۵ جب تک کہ خداوند تمہاری طرح اُنہیں آرام نہ بخشے اور وہ بھی اُس ملک پر قابض نہ ہو جائیں جو خداوند تمہارا خدا اُنہیں دے رہا ہے۔ اُس کے بعد تُم واپس لَوٹ کر اپنے ملک میں سکونت اختیار کر سکتے ہو جسے خداوند کے خادِم مُوسیٰؔ نے یردؔن کے مشرق میں طلوعِ آفتاب کے وقت تمہیں دیا تھا۔

۱۶ تب اُنہوں نے یشوؔع کو جواب دیا کہ جو کچھ کرنے کا حکم تُو نے ہمیں دیا ہے ہم اُسے کریں گے اور جہاں جہاں تُو ہمیں بھیجے گا، ہم وہاں جائیں گے۔ ۱۷ جیسے ہم سب اُمُور میں مُوسیٰؔ کے زیرِ فرمان تھے ویسے ہی تیرا حکم بھی مانیں گے۔ ہم صِرف اِتنا چاہتے ہیں کہ خداوند تیرا خدا تیرے ساتھ بھی ویسا ہی رہے جیسا مُوسیٰؔ کے ساتھ رہتا تھا۔ ۱۸ جو کوئی تیرے حکم کے خلاف بغاوت کرے یا جو بھی حکم تُو دے اُسے نہ مانے، وہ جان سے مارا جائے گا۔ تُو فقط مضبوط ہو اور حوصلہ رکھ۔

راحب اور جاسُوس

۲ تب نُون کے بیٹے یشوؔع نے شِطّیمؔ سے دو جاسُوسوں کو خُفیہ طور پر روانہ کیا اور اُن سے کہا کہ جا کر اُس ملک کا اور خصوصاً یریحوؔ کا جائزہ لو۔ چنانچہ وہ چلے گئے اور راحب نام کی کسی فاحشہ کے گھر میں داخل ہُوئے اور وہیں قیام کیا۔

۲ یریحوؔ کے بادشاہ کو خبر ملی کہ دیکھ! آج کی رات چند اِسرائیلی ملک کی جاسُوسی کرنے کے لیے یہاں آئے ہُوئے ہیں۔ ۳ تب یریحوؔ کے بادشاہ نے راحبؔ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ جو لوگ تیرے پاس آئے اور تیرے گھر میں داخل ہُوئے ہیں اُنہیں نکال اور یہاں لے آ کیونکہ وہ سارے ملک کی جاسُوسی کرنے کے لیے آئے ہیں۔

۴ لیکن اُس عورت نے اُنہیں لے جا کر کہیں چھپادیا اور کہا کہ وہ مرد میرے پاس آئے تو تھے لیکن مجھے یہ علم نہ تھا کہ وہ کہاں سے آئے ہیں ۵ اور جب اندھیرا ہُوا اور شہر کا پھاٹک بند کرنے کا وقت ہو گیا تو وہ مرد چلے گئے اور میں نہیں جانتی کہ وہ کدھر گئے۔ جلدی سے اُن کا پیچھا کرو تو شاید تُم اُنہیں جا لو۔ ۶ (لیکن اُس نے اُنہیں چھت پر لے جا کر سن کی اُن لکڑیوں کے نیچے چھپادیا جو اُس نے وہاں جمع کر رکھی تھیں۔)

۷ چنانچہ یہ لوگ جاسُوسوں کی کھوج میں اُس راہ پر چل دیے جو یردؔن کے گھاٹ کو جاتی ہے اور پیچھا کرنے والوں کے باہر نکلتے ہی شہر کا پھاٹک بند کر لیا گیا۔

۸ اِس سے قبل کہ وہ جاسُوس رات کو لیٹ جاتے، وہ چھت پر گئی ۹ اور اُن سے کہا کہ میں جانتی ہُوں کہ خداوند نے یہ ملک تمہیں دیا ہے اور تمہارا شدید خوف ہم پر چھایا ہُوا ہے اور اِس ملک کے تمام باشندے تمہارے خوف سے پگھل رہے ہیں ۱۰ کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جب تُم مِصر سے نکلے تو خداوند نے تمہارے لیے بحرِ قلزم کے پانی کو سکھا دیا اور تُم نے یردؔن کے مشرق میں بسے ہُوئے اموریوں کے دو بادشاہوں، سیحوؔن اور عوجؔ کو بُری طرح تباہ کر کے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ۱۱ جب ہم نے یہ ماجرا سنا تو ہمارے دل پگھل گئے اور تمہارے سبب ہر شخص کا حوصلہ پست ہو گیا کیونکہ خداوند تمہارا خدا ہی اوپر آسمان کا اور نیچے زمین کا خدا ہے۔ ۱۲ لہٰذا اب خداوند کی قسم کھا کر کہو کہ تُم میرے خاندان کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ گے جیسے میں تمہارے ساتھ مہربانی سے پیش آئی اور مجھے کوئی سچّا نشان دو ۱۳ کہ تُم میرے والدین کی، میرے بھائیوں اور بہنوں کی اور اُن کے تمام متعلقین کی جان بخش دو گے اور ہمیں مَوت سے بچاؤ گے۔

۱۴ اُن مردوں نے اُسے یقین دلایا کہ ہماری جان تمہاری جان کی کفیل ہو گی بشرطیکہ ہم جو کر رہے ہیں اُس کا ذکر تُو کسی سے نہ کرے اور جب خداوند ہمیں یہ ملک دے گا تب ہم تیرے ساتھ مہربانی اور وفاداری سے پیش آئیں گے۔

۱۵ تب اُس نے اُنہیں کھڑکی کی راہ سے رسّی کے ذریعہ نیچے اُتار دیا کیونکہ جس گھر میں وہ رہتی تھی وہ شہر پناہ کا ہی حِصّہ تھا ۱۶ اور اُس نے اُن سے کہا کہ پہاڑوں پر چلے جاؤ تاکہ ڈھونڈنے والے تمہیں پا نہ سکیں اور تین دِن تک وہیں چھپے رہنا جب تک کہ وہ لَوٹ نہ آئیں اور تب تُم اپنی راہ لینا۔

۱۷ اُن مردوں نے اُس سے کہا کہ جو قسم تُو نے ہمیں دی ہے ہم اُس کے پابند ہوں گے ۱۸ لیکن تُو ہمارے اِس ملک میں داخل ہوتے وقت اِس لال رسّی کو اُس کھڑکی میں باندھ دینا جس میں سے تُو نے ہمیں نیچے اُتارا ہے اور تُو اپنے باپ اور ماں اور بھائیوں اور اپنے پورے خاندان

داؤد کا عمّونیوں کو شکست دینا

۱۰ اِسی دوران عمّونیوں کا بادشاہ مر گیا اور اُس کا بیٹا حنُون بطور بادشاہ اُس کا جانشین ہُوا۔ [۲] اور داؤد نے سوچا کہ میں ناحس کے بیٹے حنُون پر مہربانی کروں گا جیسے اُس کے باپ نے مجھ پر مہربانی کی تھی۔ لہٰذا داؤد نے حنُون کے پاس اُس کے باپ کی ماتم پُرسی کرنے کی غرض سے ایک وفد بھیجا۔

جب داؤد کے آدمی عمّونیوں کی سرزمین میں آئے [۳] تو عمّونی اُمراء نے اپنے مالک حنُون سے کہا کہ کیا تُو یہ سوچتا ہے کہ داؤد نے تیرے پاس تیرے باپ کے احترام کے طور پر ماتم پُرسی کے لیے آدمی بھیجے ہیں؟ کیا داؤد نے اُنہیں جاسوسی کرنے تو نہیں بھیجا کہ وہ شہر کی حالت معلوم کریں اور پھر داؤد اُسے تباہ کر دے؟ [۴] اِس پر حنُون نے داؤد کے آدمیوں کو پکڑ لیا اور ہر ایک کی آدھی آدھی داڑھی منڈوا دی اور اُن کے لباس کمر سے نیچے تک کٹوا کر اُنہیں رُخصت کر دیا۔

[۵] جب داؤد کو اِس کی خبر پہنچی کہ وہ اِس ذلّت کی وجہ سے بڑے شرمندہ ہیں تو اُس نے اُن سے ملنے کو قاصد بھیجے اور بادشاہ نے فرمایا کہ جب تک تمہاری داڑھیاں بڑھ نہ جائیں تب تک تُم یریحو میں ہی رُکے رہو۔ اُس کے بعد واپس آ جانا۔

[۶] جب عمّونیوں کو احساس ہُوا کہ وہ اپنی حرکت سے داؤد کی نظر میں ذلیل ٹھہرے ہیں تو اُنہوں نے بَیت رحوب اور ضوباہ سے بیس ہزار ارامی پیادہ سپاہیوں، نیز معکہ کے بادشاہ کو ایک ہزار سپاہیوں سمیت اور طوب کے بارہ ہزار آدمیوں کو اُجرت پر بلا لیا۔ [۷] داؤد نے یہ سُن کر یوآب کو جنگجو آدمیوں کے سارے لشکر کے ہمراہ بھیجا۔ [۸] تب عمّونیوں نے باہر نکل کر اپنے پھاٹک کے پاس ہی لڑائی کے لیے صف باندھی اور ضوباہ اور رحوب کے ارامی اور طوب اور معکہ کے لوگ الگ میدان میں تھے۔

[۹] جب یوآب نے دیکھا کہ اُس کے آگے اور پیچھے لڑائی کے لیے صف بندی ہو چُکی ہے تو اُس نے اِسرائیل کے کچھ بہترین فوجیوں کو چُن کر اُنہیں ارامیوں کے خلاف صف آرا کیا۔ [۱۰] اور باقی آدمیوں کو اپنے بھائی ابیشے کی قیادت میں عمّونیوں کے خلاف میدان میں اُتارا۔ [۱۱] اور یوآب نے کہا کہ اگر ارامی مجھ پر غالب آنے لگیں تو تُو میری کمک کے لیے بروقت پہنچ جانا۔ لیکن اگر عمّونی تیرے خلاف زیادہ طاقتور ثابت ہُوئے تو میں تیری کمک کو بروقت پہنچ جاؤں گا۔ [۱۲] اب ہمّت سے کام لے اور آ کہ ہم اپنے لوگوں اور اپنے خدا کے شہروں کے لیے بہادری سے لڑیں اور خداوند وہی کرے گا جو اُس کی نظر میں بھلا ہو گا۔

[۱۳] تب یوآب اور اُس کے لشکر کے آدمی ارامیوں سے لڑنے کے لیے آگے بڑھے اور وہ اُن کے سامنے سے بھاگ نکلے۔ [۱۴] جب عمّونیوں نے دیکھا کہ ارامی بھاگ رہے ہیں تو وہ بھی ابیشے کے سامنے سے بھاگ کر شہر کے اندر چلے گئے۔ تب یوآب عمّونیوں کے ساتھ لڑائی سے لَوٹ کر یروشلیم میں آ گیا۔

[۱۵] بعد میں جب ارامیوں نے دیکھا کہ اِسرائیلیوں نے اُنہیں شکست فاش دے دی ہے تو وہ پھر سے جمع ہونے لگے۔ [۱۶] ہددعزر نے دریائے فرات کے پار سے ارامیوں کو بلوا بھیجا۔ وہ حلام میں آ گئے اور ہددعزر کا سپہ سالار سوبک اُن کی قیادت کر رہا تھا۔

[۱۷] جب داؤد کو اِس کی خبر ملی تو اُس نے تمام بنی اِسرائیل کو جمع کیا اور دریائے یردن کو پار کر کے حلام کی طرف بڑھا۔ ارامیوں نے داؤد کا مقابلہ کرنے کے لیے صف آرائی کی اور اُس سے لڑے۔ [۱۸] لیکن وہ اُس کے سامنے ٹِک نہ سکے اور بھاگ نکلے۔ داؤد نے اُن کے سات سَو رتھ بانوں اور چالیس ہزار پیادہ فوجیوں کو قتل کر دیا اور اُس نے فوج کے سپہ سالار سُوبک کو بھی مار گرایا اور وہ وہیں مر گیا۔ [۱۹] جب اُن تمام بادشاہوں نے جو ہددعزر کے مطیع تھے دیکھا کہ وہ اِسرائیل سے شکست کھا چُکے ہیں تو اُنہوں نے اِسرائیلیوں سے صُلح کر لی اور اُن کے مطیع ہو گئے۔

ارامیوں نے ڈر کے مارے پھر کبھی عمّونیوں کی مدد کرنے کی جرأت نہ کی۔

داؤد اور بت سبع

۱۱ موسمِ بہار میں جب بادشاہ جنگ کرنے نکلتے ہیں داؤد نے یوآب کو اپنے سرداروں اور ساری اِسرائیلی فوج کے ہمراہ روانہ فرمایا اور اُنہوں نے عمّونیوں کو ہلاک کیا اور ربّہ کا محاصرہ کر لیا لیکن داؤد یروشلیم ہی میں رہا۔

[۲] ایک شام داؤد اپنے پلنگ سے اُٹھ کر محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اُس نے چھت پر سے دیکھا کہ ایک عورت نہا رہی ہے۔ وہ عورت بڑی خُوبصورت تھی [۳] اور داؤد نے اُس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے کسی اہم شخص کو بھیجا۔ اُس آدمی نے بتایا کہ وہ بت سبع ہے جو اِلعام کی بیٹی اور حتّی اورِیاہ کی بیوی ہے۔ [۴] تب داؤد نے اپنے آدمی بھیج کر اُسے بلوایا اور وہ اُس کے پاس آ گئی اور وہ اُس کے ساتھ ہمبستر ہُوا (کیونکہ وہ اپنی ماہواری نجاست سے پاک ہو چُکی تھی)۔ پھر وہ واپس گھر چلی گئی۔ [۵] وہ

عورت حاملہ ہوگئی اور اُس نے داؔؤد کو خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہُوں۔

[6] لہٰذا داؔؤد نے یوآؔب کو یہ پیغام بھیجا کہ اورِیّاؔہ حِتّی کو میرے پاس بھیج دے۔ یوآؔب نے اُسے داؤد کے پاس بھیج دیا۔ [7] جب اورِیّاہ اُس کے پاس آیا تو داؔؤد نے اُس سے یوآؔب کا حال پُوچھا اور یہ بھی کہ سپاہی کیسے ہیں اور جنگ کیسی ہورہی ہے؟ [8] پھر داؔؤد نے اورِیّاؔہ سے کہا کہ اپنے گھر جا اور اپنے پاؤں دھوکر آرام کر۔ اورِیّاہ محل سے چلا گیا اور بادشاہ کی طرف سے اُس کے پیچھے پیچھے ایک خوان بھیجا گیا۔ [9] لیکن اورِیّاؔہ محل کے مدخل پر ہی اپنے مالک کے سب خادموں کے ساتھ سوگیا اور اپنے گھر نہ گیا۔

[10] جب داؔؤد کو معلوم ہُوا کہ اورِیّاہ اپنے گھر نہیں گیا تو اُس نے اُس سے پُوچھا کہ کیا تُو ابھی ابھی سفر سے نہیں آیا؟ تُو اپنے گھر کیوں نہیں گیا؟

[11] اورِیّاہ نے داؔؤد سے کہا کہ عہد کا صندوق اور اِسرائیؔل اور یہوؔداہ خیموں میں رہتے ہیں اور میرا مالک یوآؔب اور میرے مالک کے آدمی کھلے کھیتوں میں پڑاؤ ڈالے ہُوئے ہیں۔ بھلا میں کس طرح کھانے پینے اور اپنی بیوی کے ساتھ سونے کے لیے گھر جاسکتا ہُوں؟ تیری حیات کی قسم میں ایسا کام نہیں کروں گا!

[12] تب داؔؤد نے اُس سے کہا کہ ایک دِن اور یہاں ٹھہر اور کل میں تجھے واپس بھیج دوں گا۔ اِس لیے اورِیّاہ اُس دِن اور اگلے دِن بھی یروشلیؔم میں رہا۔ [13] اور داؔؤد کے بلانے پر اُس نے اُس کے حُضور میں کھایا پیا اور داؔؤد نے اُسے خُوب پلا کر متوالا کر دیا۔ لیکن شام کو اورِیّاہ اپنے مالک کے خادموں کے درمیان اپنے بستر پر سونے کے لیے باہر گیا پر اپنے گھر نہ گیا۔

[14] صبح کو داؔؤد نے یوآؔب کے نام ایک خط لکھا اور اُسے اورِیّاہ کے ہاتھ بھیجا۔ [15] اِس خط میں اُس نے لکھا کہ اورِیّاہ کو محاذِ جنگ کی اگلی صف میں رکھنا جہاں سخت لڑائی جاری ہو اور پھر اُس کے پیچھے سے ہٹ جانا تا کہ وہ بُری طرح زخمی ہو اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

[16] لہٰذا جب یوآؔب نے شہر کا محاصرہ کرلیا تو اُس نے اورِیّاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں اُسے معلوم تھا کہ بڑے بہادر آدمی شہر کا دفاع کررہے ہیں۔ [17] جب اُس شہر کے آدمی باہر نکل کر یوآؔب کے خلاف لڑے تو داؔؤد کی فوج کے کچھ آدمی مارے گئے اور اورِیّاہ حِتّی بھی کام آیا۔

[18] تب یوآؔب نے قاصِد کے ذریعہ لڑائی کا سارا حال داؔؤد کو بھیجا۔ [19] اور قاصِد کو تاکید کی کہ جب تُو لڑائی کی یہ تفصیل بادشاہ کو بتا چکے [20] تو ممکن ہے کہ بادشاہ کا غُصّہ بھڑک اُٹھے اور وہ پُوچھ لے کہ تُم لڑنے کے لیے شہر کے اِس قدر نزدیک کیوں گئے تھے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ وہ دیوار پر سے تیروں کی بارش کر دیں گے؟ [21] یربُست کے بیٹے ابیملک کو کس نے مارا؟ کیا وہ ایک عورت نہ تھی جس نے تیبِض میں چکّی کا پاٹ دیوار پر سے اُس کے اوپر پھینکا تھا جس سے وہ مر گیا؟ پھر تُم دیوار کے نزدیک کیوں گئے؟ تب جواب میں اُسے کہنا کہ تیرا خادم اورِیّاہ حِتّی بھی مر گیا ہے۔

[22] چنانچہ وہ قاصِد روانہ ہُوا اور جب وہاں پہنچا تو اُس نے داؔؤد کو سب کچھ بتایا جسے بتانے کے لیے یوآؔب نے اُسے بھیجا تھا [23] قاصِد نے داؔؤد سے کہا کہ وہ لوگ ہم پر غالب آئے اور پھر باہر نکل کر میدان میں ہمارے روبرو ہوگئے۔ لیکن ہم نے اُنہیں واپس شہر کے مدخل تک دھکیل دیا۔ [24] تب تیر اندازوں نے دیوار پر سے تیرے خادموں پر تیر برسانے شروع کر دیئے جن سے بادشاہ کے کچھ آدمی مرگئے اور تیرا خادم اورِیّاہ حِتّی بھی مرگیا۔

[25] تب داؔؤد نے قاصِد سے کہا کہ یوآؔب سے کہنا کہ اِس واقعہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تلوار جیسے ایک کو اپنا لقمہ بناتی ہے ویسے ہی دوسرے کو بھی کھا جاتی ہے۔ شِدّت سے حملہ کر اور اُسے تباہ کر دے۔ اِن باتوں سے یوآؔب کی حوصلہ افزائی کرنا۔

[26] جب اورِیّاہ کی بیوی نے سُنا کہ اُس کا خاوند مرگیا ہے تو اُس نے اُس کے لیے ماتم کیا۔ [27] اور جب ماتم کرنے کی مدّت ختم ہوگئی تو داؔؤد نے اُسے اپنے گھر بلوایا اور وہ اُس کی بیوی بن گئی اور اُس سے اُس کے ایک لڑکا پیدا ہُوا۔ لیکن داؔؤد کا یہ کام خداوند کی نظر میں بُرا تھا۔

ناتؔن کا داؔؤد کو ڈانٹنا

۱۲ خداوند نے ناتؔن کو داؔؤد کے پاس بھیجا اور جب وہ اُس کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ کسی شہر میں دو آدمی تھے۔ ایک امیر تھا اور دوسرا غریب۔ [2] اُس امیر آدمی کے پاس بڑی تعداد میں بھیڑ بکریاں اور مویشی تھے۔ [3] لیکن غریب آدمی کے پاس ایک چھوٹی بھیڑ کے سوا کچھ نہ تھا جسے اُس نے خرید کر پالا تھا اور وہ اُس کے بال بچّوں کے ساتھ ہی پلی بڑھی تھی۔ وہ اُس کی روٹی کے نوالے کھاتی اور اُس کے پیالے سے پیتی تھی اور اُس کی گود میں ہی سوتی تھی اور اُس کے لیے بیٹی کی طرح تھی۔

[4] ایک دِن اُس امیر کے ہاں کوئی مسافر آیا۔ لیکن وہ امیر آدمی جب اُس مہمان کے لیے کھانا تیار کرنے لگا تو اپنی بھیڑوں یا مویشیوں میں سے کسی جانور کو ذبح کرنے کی بجائے اُس نے اُس

منشورات مكتبة الهدى

لأبي الحسن علي بن ابراهيم القمي رحمه الله

(من اعلام القرنين ٣ ـ ٤ هـ)

صححه وعلق عليه وقدم له

حجة الاسلام العلامة

السيد طيب الموسوي الجزائري

الجزء الثاني

مطبعة النجف

١٣٨٧ هـ

حفصة فذهبت حفصة في حاجة لها فتناول رسول الله مارية ، فعلمت حفصة بذلك فغضبت و قبلت على رسول الله صلى الله عليه وآله وقالت يا رسول الله هذا في يومي وفي داري وعلى فراشي فاستحيا رسول الله منها ، فقال كفى فقد حرّمت مارية على نفسي ولا أطأها بعد هذا ابداً وأنا افضي اليك سراً فان انت اخبرت به فعليك لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وقالت نعم ما هو ؟ فقال إن ابا بكر يلي الخلافة بعدي ثم من بعده ابوك (١) فقالت من اخبرك بهذا قال الله اخبرني فأخبرت حفصة عائشة من يومها ذلك واخبرت عائشة ابا بكر ، فجاء ابو بكر إلى عمر فقال له ان عائشة اخبرتني عن حفصة بشيء ولا أثق بقولها فاسأل انت حفصة ، فجاء عمر إلى حفصة ، فقال لها ماهذا الذي اخبرت عنك عائشة ، فانكرت ذلك قالت ما قلت لها من ذلك شيئاً ، فقال لها عمر ان كان هذا حقاً فاخبرينا حتى نتقدم فيه فقالت نعم قد قال رسول الله ذلك فاجتمع . على ان يسموا رسول الله فنزل جبرئيل على رسول الله صلى الله عليه وآله بهذه السورة (يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله لك - إلى قوله - تحلة ايمانكم) يعني قد اباح الله لك ان تكفر عن يمينك (والله مولاكم وهو العليم الحكيم وإذا أسر النبي إلى بعض ازواجه حديثاً فلما نبأت به) اي اخبرت به (واظهره الله) يعني اظهر الله نبيه على ما اخبرت به وما هموا به (عرف بعضه) اي اخبرها وقال لم اخبرت بما اخبرتك وقوله (وأعرض عن بعض) قال لم يخبرهم بما علم مما هموا به (٢) (قالت من أنبأك هذا قال نبأني العليم الخبير ان تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما وان تظاهرا عليه فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين) يعني امير المؤمنين عليه السلام (والملائكة بعد ذلك ظهير) يعني لأمير المؤمنين عليه السلام

---

(١) ذكره الكشاف

(٢) هكذا الخبر من اوله الى آخره في كلتا نسختي تفسير القمي المطبوعتين في ايران المشار اليهما في اول الكتاب . ج . ز

(Kitab-e-Muqaddas)

THE HOLY BIBLE

Urdu

New Urdu Bible Version (NUBV)

Published by

International Bible Society

1820 Jet Stream Drive

Colorado Springs, Co 80921-3696

UNITED STATES OF AMERICA

Printed at

Clays Ltd, UK

کا محاصرہ کیے رہو تو اُس کے درختوں کو کلہاڑی سے نہ کاٹنا کیونکہ اُن کا پھل تمہارے کھانے کے کام آ سکتا ہے۔ تُم اُنہیں مت کاٹنا۔ کیا مَیدان کے پیڑ بھی اِنسان ہیں جو تُم اُن کا محاصرہ کرو؟ [۲۰] البتّہ جن درختوں کو تُم جانتے ہو کہ وہ پھل نہیں لاتے ُاُنہیں کاٹ ڈالنا اور اُن کی لکڑی محاصرہ کے برج بنانے کے لیے استعمال کرنا جب تک کہ وہ شہر جو تمہارے خلاف لڑائی پر اُتر آیا ہےٰ سَر نہ ہو جائے۔

بیگناہ کے خُون کا کفّارہ

۲۱ اگر اُس ملک میں جو خداوند تمہارا خدا تمہارے قبضہ میں دے رہا ہےٰ کسی مقتول کی لاش مَیدان میں پڑی ہُوئی ملے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اُس کا قاتل کون ہے [۲] تو تمہارے بزرگ اور قاضی نکل کر اُس لاش کے چاروں طرف کے شہروں کا فاصلہ ناپیں۔ [۳] تب جو شہر اُس لاش کے بالکل قریب پایا جائے وہاں کے بزرگ ایک بچھیا لیں جس سے کبھی کوئی کام نہ لیا گیا ہو اور جس پر کبھی جواٗ نہ رکھا گیا ہو [۴] اور اُسے ایک ایسی وادی میں لے جائیں جہاں نہ ہل چلایا گیا ہو اور نہ کچھ بویا گیا ہو اور جہاں بہتے ہُوئے پانی کا چشمہ ہو۔ اُس وادی میں وہ اُس کی گردن توڑ دیں۔ [۵] تب لاوی کے بیٹے جو کاہن ہیںٰ آگے بڑھیں کیونکہ خداوند تمہارے خدا نے اُنہیں خدمت کرنےٰ خداوند کے نام سے برکت دینے اور تنازعوں اور مار پیٹ کے تمام معاملوں کا فیصلہ کرنے کے لیے چُن لیا ہے۔ [۶] تب اُس لاش سے قریب ترین شہر کے سب بزرگ اُس بچھیا کے اُوپر جس کی گردن اُس وادی میں توڑ دی گئی ہوٗ اپنے اپنے ہاتھ دھوئیں [۷] اور وہ یوں کہیں کہ یہ خُون ہمارے ہاتھوں نہیں ہُوا اور نہ اِسے ہماری آنکھوں نے ہوتے ہُوئے دیکھا ہے۔ [۸] لہٰذا اَے خداوند! اپنی قوم اِسرائیل کے لیے جسے تُو نے چھڑایا ہےٰ یہ فدیہ قبول فرما اور کسی بیگناہ کے خُون کے لیے اپنی قوم کو گنہگار نہ قرار دے۔ تب وہ خُون اُنہیں بخش دیا جائے گا۔ [۹] اِس طرح تُم بیگناہ کے خُون کا اِلزام اپنے اُوپر سے دُور کر لو گے کیونکہ تُم نے وہ کام کیا ہے جو خداوند کی نگاہ میں راست ہے۔

اسیر عورت سے بیاہ کرنے کے بارے میں ہدایات

[۱۰] جب تُم اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے نکلو اور خداوند تمہارا خدا اُنہیں تمہارے ہاتھ میں کر دے اور تُم اُنہیں اسیر کر کے لاؤ [۱۱] اور اُن اسیروں میں کوئی حسین عورت دیکھ کر تُم اُس پر فریفتہ ہو جاؤ تو تُم اُس سے بیاہ کر لینا۔ [۱۲] تُم اُسے اپنے گھر لے آنا اور اُس کا سر منڈوانا اور ناخون کٹوانا [۱۳] اور اسیری کے وقت جو کپڑے وہ پہنے ہُوئے ہوٗ اُنہیں الگ کر دینا۔ جب وہ تمہارے گھر میں رہ کر مکمل ایک ماہ تک اپنے ماں باپ کے لیے ماتم کر چکے تب تُم اُس کے پاس جانا اور تب تُم اُس کے خاوند ہو گے اور وہ تمہاری بیوی ہو گی۔ [۱۴] اگر وہ تمہیں نہ بھائے تو جہاں وہ جانا چاہےٰ اُسے جانے دینا۔ تُم اُس کا سودا نہ کرناٗ نہ اُس کے ساتھ لونڈی کا سا سلوک روا رکھنا کیونکہ تُم نے اُسے بے حرمت کیا ہے۔

پہلوٹھے کا حق

[۱۵] اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک سے محبّت کرتا ہو اور دوسری سے نہیں اور دونوں سے اُس کے بیٹے پیدا ہوں لیکن پہلوٹھا اُس بیوی کا بیٹا ہو جس سے وہ محبّت نہیں کرتا۔ [۱۶] تو جب وہ اپنے بیٹوں کو اپنی جائداد کا وارث بنانے لگے تب وہ پہلوٹھے کے حق کے پیشِ نظر اپنی چہیتی بیوی کے بیٹے کو اپنے حقیقی پہلوٹھے پر فوقیت نہ دے جو اُس بیوی کا بیٹا ہے جو اُس کی چہیتی نہیں تھی۔ [۱۷] وہ اپنے غیر محبوبہ بیوی کے بیٹے کو پہلوٹھا مان کر اُسے اپنی جائداد میں سے دوگنا حِصّہ دے۔ وہ بیٹا اپنے باپ کی قوّت کا پہلا نشان ہے اور پہلوٹھے کا حق اُسی کا ہے۔

سرکش بیٹا

[۱۸] اگر کسی شخص کا ضِدّی اور سرکش بیٹا ہو جو اپنے والدین کی فرمانبرداری نہیں کرتا اور جب وہ اُسے تنبیہ کرتے ہیں تو اُن کی نہیں سنتا [۱۹] تو اُس کے والدین اُسے پکڑ کر شہر کے پھاٹک پر بزرگوں کے پاس لے جائیں [۲۰] اور بزرگوں سے کہیں کہ ہمارا یہ بیٹا ضِدّی اور سرکش ہے۔ وہ ہماری کوئی بات نہیں مانتا۔ وہ عیّاش اور شرابی ہے۔ [۲۱] تب اُس کے شہر کے سب لوگ اُسے سنگسار کر کے مار ڈالیں۔ تُم ایسی بُرائی کو اپنے بیچ میں سے دُور کر دینا۔ تب سب اِسرائیلی اُس کے بارے میں سن کر ڈر جائیں گے۔

مختلف قوانین

[۲۲] جب کوئی ملزم جس سے کوئی سنگین جرم سرزد ہُوا ہوٗ مار ڈالا جائے اور اُس کی لاش درخت سے لٹکائی جائے [۲۳] تو دیکھنا کہ اُس کی لاش رات بھر درخت پر لٹکتی نہ رہے۔ تُم اُسے اُسی دِن دفن کر دینا کیونکہ جسے درخت پر لٹکایا گیا وہ خدا کی طرف سے ملعون ہوتا ہے۔ لہٰذا تُم اُس ملک کو ناپاک نہ کرنا جسے خداوند تمہارا خدا میراث کے طور پر تمہیں دے رہا ہے۔

۲۲ تُم اپنے بھائی کے بَیل یا بھیڑ کو بھٹکتی دیکھ کر اُس سے روپوشی نہ کرنا بلکہ اُسے اُس کے مالک کے پاس پہنچا دینا۔ [۲] اگر تمہارا بھائی تمہارے نزدیک نہ رہتا ہو یا تمہیں معلوم نہ ہو کہ وہ کون ہے تو اُس جانور کو اپنے ساتھ گھر لے جانا اور اُسے اُس وقت تک رکھے رہنا جب تک کہ وہ اُسے ڈھونڈتا ہُوا نہ آئے۔ تب تُم اُسے اُس کو واپس لَوٹا دینا۔ [۳] اگر تُم اپنے بھائی کا گدھا یا اُس کا کُرتہ یا اُس کی کھوئی ہُوئی کوئی بھی شَے پاؤ تو ایسا ہی کرنا۔ اُس سے روپوشی نہ کرنا۔ [۴] اگر تُم اپنے بھائی کا گدھا یا اُس کا بَیل راستہ میں گرا ہُوا

۱۷ اور ہم جو یہ چاہتے ہیں کہ مسیح میں راستباز ٹھہرائے جائیں، اگر خُود ہی گنہگار نکلیں تو کیا مسیح گناہ کا باعث ہے؟ ہرگز نہیں! ۱۸ شریعت کی جو دیواریں میں نے گرا دی تھیں اگر اُنہیں پھر سے کھڑا کرنے لگُوں تو اپنے آپ کو ہی قصوروار ٹھہراتا ہُوں۔ ۱۹ شریعت کے اعتبار سے تو میں مَر چُکا ہُوں یعنی شریعت ہی میری مَوت کا باعث ہُوئی تا کہ میں خدا کے اعتبار سے زندہ ہو جاؤں۔ ۲۰ میں مسیح کے ساتھ مصلُوب ہو چُکا ہُوں اور میں زندہ نہیں ہُوں بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور جو زندگی میں اب گزار رہا ہُوں وہ خدا کے بیٹے پر ایمان لانے کی وجہ سے گزار رہا ہُوں جس نے مجھ سے محبّت کی اور میرے لیے اپنی جان دے دی۔ ۲۱ میں خدا کے اِس فضل کو ردّ نہیں کرتا کیونکہ اگر راستبازی شریعت کے وسیلہ سے حاصل کی جا سکتی تھی تو مسیح نے بلا مقصد اپنی جان قُربان کی۔

شریعت یا ایمان

۳ نادان گلتیو! تُم پر کس نے جادُو کر دیا؟ تمہاری تو گویا آنکھوں کے سامنے مسیح کو صلیب پر ٹنگا دکھایا گیا تھا۔ ۲ میں تو تُم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہُوں کہ کیا تُم نے شریعت پر عمل کر کے پاک رُوح کو پایا یا ایمان کے پیغام کو سُن کر اُسے حاصل کیا؟ ۳ تُم کس قدر نادان ہو کہ پاک رُوح کی مدد سے شروع کیے ہُوئے کام کو اب جسمانی کوشش سے پورا کرنا چاہتے ہو۔ ۴ کیا تُم نے اِتنی تکلیفیں بے فائدہ اُٹھائی ہیں؟ تمہیں کچھ فائدہ تو ضرور ہُوا ہوگا! ۵ کیا خدا اپنا پاک رُوح اِس لیے تمہیں دیتا ہے اور تمہارے درمیان اِس لیے معجزے دکھاتا ہے کہ تُم شریعت کے مطابق عمل کرتے ہو یا اِس لیے کہ جو پیغام تُم نے سُنا اُس پر ایمان لائے ہو؟

۶ ابرہام کو دیکھو۔ وہ خدا پر ایمان لایا اور اُس کا ایمان اُس کے لیے راستبازی گنا گیا۔ ۷ پس جان لو کہ ایمان لانے والے لوگ ہی ابرہام کے حقیقی فرزند ہیں۔ ۸ پاک کلام نے پہلے ہی سے بتا دیا تھا کہ خدا غیر یہوُدیوں کو ایمان سے راستباز ٹھہراتا ہے۔ چنانچہ اُس نے پہلے ہی سے ابرہام کو یہ خُوشخبری سُنا دی تھی کہ تیرے وسیلہ سے سب قومیں برکت پائیں گی۔ ۹ پس جو ایمان لاتے ہیں وہ بھی ایمان لانے والے ابرہام کے ساتھ برکت پاتے ہیں۔

۱۰ مگر جتنے شریعت کے اعمال پر تکیہ کرتے ہیں وہ سب لعنت کے ماتحت ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جو کوئی شریعت کی کتاب کی ساری باتوں پر عمل نہیں کرتا وُہ لعنتی ہے۔ ۱۱ اب یہ صاف ظاہر ہے کہ شریعت کے وسیلہ سے کوئی شخص خدا کے حضور میں راستباز نہیں ٹھہرایا جاتا کیونکہ لکھا ہے کہ صرف وہ شخص جو ایمان سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے، جیتا رہے گا۔ ۱۲ اور شریعت کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں بلکہ لکھا ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا شریعت کی باتوں سے زندہ رہے گا۔ ۱۳ مسیح نے جو ہمارے لیے لعنتی بنا، ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا لیا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ ۱۴ تا کہ ابرہام کو دی ہُوئی برکت مسیح یسُوعؔ کے وسیلہ سے غیر یہوُدیوں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اُس پاک رُوح کو حاصل کریں جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

شریعت اور خدا کا وعدہ

۱۵ بھائیو! میں روزمرّہ کی زندگی سے ایک مثال پیش کرتا ہُوں۔ جب ایک بار کسی اِنسانی عہد پر فریقین کے دستخط ہو جاتے ہیں تو کوئی اُسے باطل نہیں کر سکتا اور نہ ہی اُس میں کچھ بڑھا سکتا ہے۔ ۱۶ خدا نے ابرہام اور اُس کی نسل سے وعدے کیے، یہاں لفظ نسل آیا ہے نہ کہ نسلوں یعنی کئی نسلیں۔ یہاں نسل سے صرف ایک ہی شخص مراد ہے یعنی مسیح۔ ۱۷ میرا مطلب یہ ہے کہ جو عہد خدا نے ابرہام کے ساتھ باندھا تھا اور جس کی اُس نے تصدیق کر دی تھی ٔ اُسے شریعت باطل نہیں ٹھہرا سکتی جو چار سو تیس برس بعد آئی اور نہ اُس وعدہ کو منسوخ کر سکتی ہے۔ ۱۸ اگر میراث کا حصُول شریعت پر مبنی ہے تو وہ وعدہ پر مبنی نہیں ہو سکتا لیکن خدا نے فضل سے ابرہام کو یہ میراث اپنے وعدہ ہی کے مطابق بخشی۔

۱۹ پھر شریعت کیوں دی گئی؟ وہ اِنسان کی نافرمانیوں کی وجہ سے بعد میں دی گئی تا کہ اُس نسل کے آنے تک قایم رہے جس سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اور وہ فرشتوں کے وسیلہ سے ایک درمیانی شخص کی معرفت مُقرّر کی گئی۔ ۲۰ اب درمیانی صرف ایک فریق کے لیے نہیں ہوتا لیکن خدا ایک ہی ہے۔

۲۱ تو کیا شریعت خدا کے وعدوں کے خلاف ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اگر کوئی ایسی شریعت دی جاتی جو زندگی بخش سکتی تو راستبازی شریعت کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی تھی۔ ۲۲ مگر پاک کلام کے مطابق ساری دُنیا گناہ کی قید میں ہے تا کہ وہ وعدہ جو مسیح پر ایمان لانے پر مبنی ہے اُن سب کے حق میں پورا کیا جائے جو مسیح پر ایمان لائے ہیں۔

غُلام اور فرزند

۲۳ ایمان کے زمانہ سے پہلے ہم شریعت کے تحت قید میں تھے اور جو ایمان ظاہر ہونے والا تھا اُس کے آنے تک ہماری یہی حالت رہی۔ ۲۴ پس شریعت نے اُستاد بن کر ہمیں مسیح تک پہنچا

بعض شاگردوں کا خداوند یسُوع کو چھوڑ دینا

۶۰ یہ باتیں سُن کر یسُوع کے بہت سے شاگرد کہنے لگے کہ یہ تعلیم بڑی سخت ہے۔ اِسے کون قبُول کر سکتا ہے؟

۶۱ یسُوع نے جان لیا کہ اُس کے شاگرد اِس بات پر آپس میں بڑبڑا رہے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اُن سے کہا: کیا تمہیں میری باتوں سے ٹھیس پہنچی ہے؟ ۶۲ اگر تُم اِبنِ آدم کو اوپر جاتے دیکھوگے جہاں وہ پہلے تھا، تو کیا ہوگا؟ ۶۳ رُوح زندگی بخشتی ہے۔ جسم سے کوئی فائدہ نہیں۔ جو باتیں میں نے تُم سے کہی ہیں وہ رُوح اور زندگی دونوں ہیں۔ ۶۴ پھر بھی تُم میں بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لائے۔ یسُوع شروع سے جانتا تھا کہ اُن میں کون ایمان نہیں لایا اور کون اُسے پکڑوائے گا۔ ۶۵ پھر یسُوع نے کہا: اِسی لیے میں نے تُم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آتا جب تک کہ باپ اُسے کھینچ نہ لائے۔

۶۶ اِس پر اُس کے کئی شاگرد اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور پھر اُس کے پیرو نہ رہے۔

۶۷ تب یسُوع نے اُن بارہ شاگردوں سے پُوچھا: کیا تُم بھی مجھے چھوڑ جانا چاہتے ہو؟

۶۸ شمعُون پطرس نے اُسے جواب دیا: اَے خداوند! ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔ ۶۹ ہم ایمان لائے اور جانتے ہیں کہ تُو ہی خدا کا قُدُّوس ہے۔

۷۰ یسُوع نے جواب دیا: میں نے تُم بارہ کو چُن تو لیا ہے لیکن تُم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔ ۷۱ اُس کا مطلب شمعُون اِسکریوتی کے بیٹے یہُوداہ سے تھا جو اُن بارہ میں شامل ہونے کے باوجود یسُوع کو پکڑوانے کو تھا۔

خداوند یسُوع اور عیدِ خیام

۷ اس کے بعد یسُوع گلیل میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرا۔ وہ یہُودیہ سے دُور ہی رہنا چاہتا تھا کیونکہ وہاں یہُودی اُس کے قتل کی کوشش میں تھے۔

۲ یہُودیوں کی عیدِ خیام نزدیک تھی۔ ۳ یسُوع کے بھائیوں نے اُس سے کہا: یہاں سے نکل کر یہُودیہ چل دے تاکہ تیرے شاگرد یہ معجزے جو تُو کرتا ہے، دیکھ سکیں۔ ۴ جو کوئی اپنی شہرت چاہتا ہے وہ چھُپ کر کام نہیں کرتا۔ تُو یہ معجزے کرتا ہے تو خُود کو دُنیا پر ظاہر کر۔ ۵ بات یہ تھی کہ اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے تھے۔

۶ یسُوع نے اُن سے کہا: یہ وقت میرے لیے مناسب نہیں ہے، تمہارے لیے تو ہر وقت مناسب ہے۔ ۷ دُنیا تُم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ میں اُس کے بُرے کاموں کی وجہ سے اُس کے خلاف گواہی دیتا ہُوں۔ ۸ تُم لوگ عید میں چلے جاؤ۔ میرے جانے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ ۹ یہ کہہ کر وہ گلیل ہی میں رُکا رہا۔

۱۰ جب اُس کے بھائی عید پر چلے گئے تو وہ خُود بھی لوگوں کی نظروں سے بچتا ہُوا وہاں چلا گیا۔ ۱۱ وہاں عید میں یہُودی اُس کو ڈھونڈتے اور پُوچھتے پھرتے تھے کہ وہ کہاں ہے؟

۱۲ لوگوں میں اُس کے بارے میں بڑی سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔ بعض کہتے تھے کہ وہ نیک آدمی ہے۔ بعض کا کہنا تھا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ ۱۳ لیکن یہُودیوں کے خوف کی وجہ سے کوئی اُس کے بارے میں کھُل کر بات نہیں کرتا تھا۔

خداوند یسُوع کا تعلیم دینا

۱۴ جب عید کے آدھے دِن گزر گئے تو یسُوع ہیکل میں گیا اور وہیں تعلیم دینے لگا۔ ۱۵ یہُودی متعجب ہو کر کہنے لگے: اِس آدمی نے بغیر سیکھے اِتنا علم کہاں سے حاصل کر لیا؟

۱۶ یسُوع نے جواب دیا: یہ تعلیم میری اپنی نہیں ہے بلکہ یہ مجھے میرے بھیجنے والے کی طرف سے حاصل ہُوئی ہے۔ ۱۷ اگر کوئی خدا کی مرضی پر چلنا چاہے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ تعلیم خدا کی طرف سے ہے یا میری اپنی طرف سے۔ ۱۸ جو کوئی اپنی طرف سے کچھ کہتا ہے وہ اپنی عزّت کا بھُوکا ہوتا ہے لیکن جو اپنے بھیجنے ولے کی عزّت چاہتا ہے وہ سچّا ہے اور اُس میں ناراستی نہیں پائی جاتی۔ تُم کیوں مجھے ہلاک کرنے پر تُلے ہُوئے ہو؟ ۱۹ کیا مُوسیٰ نے تمہیں شریعت نہیں دی؟ لیکن تُم میں سے کوئی اُس پر عمل نہیں کرتا۔

۲۰ لوگوں نے کہا: تجھ میں ضرور کوئی بدرُوح ہے۔ کون تجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے؟

۲۱ یسُوع نے اُن سے کہا: میں نے ایک معجزہ کیا اور تُم تعجب کرنے لگے۔ ۲۲ لیکن مُوسیٰ نے تمہیں ختنہ کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ تمہارے آباؤاجداد نے مُوسیٰ سے کہیں پہلے یہ رسم شروع کر دی تھی۔ تُم سبت کے دِن لڑکے کا ختنہ کرتے ہو۔ ۲۳ اگر لڑکے کا ختنہ سبت کے دِن کیا جا سکتا ہے تاکہ مُوسیٰ کی شریعت قائم رہے تو اگر میں نے ایک آدمی کو سبت کے دِن بالکل تندرست کر دیا تو تُم مجھ سے کس لیے ناراض ہو گئے؟ ۲۴ صرف ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ مت کرو بلکہ انصاف سے کام لینا سیکھو۔

مال واسباب لُوٹ سکتا ہے جب تک کہ پہلے اُس زورآور کو باندھ نہ لے؟ تب وہ اُس کا گھر لُوٹ سکتا ہے۔
[۳۰] جو میرے ساتھ نہیں وہ میرے خلاف ہے اور جو میرے ساتھ جمع نہیں کرتا وہ بکھیرتا ہے۔ [۳۱] اِس لیے میں تُم سے کہتا ہُوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر معاف کیا جائے گا لیکن جو کفر پاک رُوح کے خلاف ہوگا وہ نہیں بخشا جائے گا۔ [۳۲] اگر کوئی ابنِ آدم کے خلاف کچھ کہتا ہے تو اُسے بھی معاف کر دیا جائے گا لیکن جو پاک رُوح کے خلاف کچھ کہتا ہے اُسے نہ تو اِس دنیا میں معاف کیا جائے گا نہ آنے والی دنیا میں۔
[۳۳] یا تو درخت کو اچھا کہو اور اُس کے پھل کو بھی اچھا یا پھر اُسے بُرا کہو اور اُس کے پھل کو بھی بُرا، کیونکہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ [۳۴] اَے سانپ کے بچّو! تُم بُرے ہوکر کوئی اچھی بات کیسے کہہ سکتے ہو؟ کیونکہ جو دل میں بھرا ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے۔ [۳۵] اچھا آدمی اچھے خزانہ سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اور بُرا آدمی بُرے خزانہ سے بُری چیزیں باہر لاتا ہے۔ [۳۶] لہٰذا میں تُم سے کہتا ہُوں کہ اِنصاف کے دِن لوگوں کو اپنی ہر بُری بات کا حساب دینا ہوگا [۳۷] کیونکہ تُم اپنی باتوں کے باعث راستباز یا گنہگار ٹھہرائے جاؤ گے۔

یُوناہ کا نشان

[۳۸] تب بعض فریسی اور شریعت کے عالم بول اُٹھے: اَے اُستاد! ہم تجھ سے کوئی نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔
[۳۹] لیکن اُس نے جواب میں اُن سے کہا: اِس زمانہ کے بُرے اور حرامکار لوگ نشان دیکھنا چاہتے ہیں مگر اُنہیں یُوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان نہ دیا جائے گا۔ [۴۰] کیونکہ جس طرح یُوناہ تین دِن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا اُسی طرح ابنِ آدم تین دِن اور تین رات زمین کے اندر رہے گا۔ [۴۱] نِینوہ کے لوگ عدالت کے دِن اِس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوکر اُنہیں مجرم ٹھہرائیں گے، اِس لیے کہ اُنہوں نے یُوناہ کی منادی کی وجہ سے توبہ کر لی تھی اور دیکھو یہاں وہ موجود ہے جو یُوناہ سے بھی بڑا ہے۔ [۴۲] دکّن کی ملکہ عدالت کے دِن اِس زمانہ کے لوگوں کے ساتھ کھڑی ہوکر اُنہیں مجرم ٹھہرائے گی کیونکہ وہ بڑی دُور سے سلیمانؔ کی حکمت سُننے کے لیے آئی تھی اور دیکھو یہاں سلیمانؔ سے بھی بڑا موجود ہے۔
[۴۳] جب کسی شخص میں سے بدرُوح نکل جاتی ہے تو وہ آرام ڈھونڈنے کے لیے ویرانوں کے چکّر لگاتی ہے لیکن نہیں پاتی۔
[۴۴] تب وہ کہتی ہے کہ میں اپنے اُسی گھر کو لَوٹ جاؤں گی جس میں سے نکلی تھی۔ جب وہ واپس آتی ہے تو وہ اُس گھر کو خالی، صاف ستھرا اور آراستہ پاتی ہے۔ [۴۵] تب وہ جاتی ہے اور اپنے سے بھی بدتر سات رُوحیں اپنے ساتھ لے کر آتی ہے اور وہ اندر جا کر رہنے لگتی ہیں اور اُس آدمی کا حال پہلے سے بھی زیادہ بُرا ہو جاتا ہے۔ اِس زمانہ کے بُرے لوگوں کا حال بھی ایسا ہی ہوگا۔

خداوند یسُوعؔ کی ماں اور بھائی

[۴۶] ابھی یسُوعؔ ہجوم سے بات کر ہی رہا تھا کہ اُس کی ماں اور بھائی باہر آ کھڑے ہُوئے۔ وہ اُس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ [۴۷] کسی نے اُسے خبر دی کہ دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔
[۴۸] اُس نے خبر لانے والے سے کہا: کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ [۴۹] تب اُس نے اپنے شاگردوں کی طرف اشارہ کر کے کہا: دیکھ! میری ماں اور بھائی یہ ہیں [۵۰] کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور میری ماں ہے۔

بیج بونے والے کی تمثیل

۱۳ اُسی دِن یسُوعؔ گھر سے باہر نکلا اور جھیل کے کنارے جا بیٹھا۔ [۲] اُس کے چاروں طرف لوگوں کی اتنی بھیڑ جمع ہوگئی کہ وہ ایک کشتی میں سوار ہوگیا اور ساری بھیڑ کنارے پر کھڑی رہی۔ [۳] تب وہ اُن سے تمثیلوں میں بہت سی باتیں کہنے لگا کہ دیکھو، ایک بیج بونے والا بیج بونے نکلا۔ [۴] بوتے وقت کچھ بیج راہ کے کنارے جا گرے اور چڑیوں نے آ کر اُنہیں چُگ لیا۔ [۵] کچھ پتھریلی زمین پر گرے جہاں مٹّی کم تھی، اِس لیے وہ جلد اُگ آئے۔ [۶] لیکن جب سورج نکلا تو جل گئے اور جڑ گہری نہ ہونے کے باعث سوکھ گئے۔ [۷] کچھ بیج جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے پھیل کر اُنہیں دبا لیا۔ [۸] لیکن کچھ اچھی زمین میں گرے اور پھل لائے، کچھ سَو گُنا، کچھ ساٹھ گُنا، کچھ تیس گُنا۔ [۹] جسکے پاس کان ہوں وہ سُن لے۔
[۱۰] تب شاگردوں نے یسُوعؔ کے پاس آ کر پُوچھا: تُو لوگوں سے تمثیلوں میں باتیں کیوں کرتا ہے؟
[۱۱] اُس نے جواب دیا: تمہیں تو آسمان کی بادشاہی کے بھید سمجھنے کی قابلیت دی گئی ہے لیکن اِنہیں نہیں [۱۲] کیونکہ جس کے پاس ہے اُسے اور بھی دیا جائے گا اور اُس کے پاس افراط سے ہوگا لیکن جس کے پاس نہیں کے برابر ہے اُس سے وہ بھی جو اُس کے پاس

لیکن زمانوں کی علامتیں نہیں پہچان سکتے۔ [۴] اِس زمانہ کے بدکار اور زِناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں لیکن اُنہیں یُوناہ نبی کے نشان کے سِوا کوئی اور نشان نہ دیا جائے گا اور وہ اُنہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

فریسیوں اور صدوقیوں کا خمیر

[۵] یسُوعؔ کے شاگرد جھیل کے پار پہنچ گئے لیکن روٹی ساتھ لینا بھول گئے تھے۔ [۶] یسُوعؔ نے اُن سے کہا: خبردار، فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے ہوشیار رہنا۔

[۷] اور وہ آپس میں بحث کرنے لگے کہ دیکھا ہم روٹی نہیں لائے۔

[۸] یسُوعؔ کو یہ بات معلوم تھی لہٰذا اُس نے کہا: اَے کم اعتقادو! کیوں آپس میں بحث کرتے ہو کہ ہمارے پاس روٹی نہیں۔ [۹] کیا تُم اب تک نہیں سمجھ پائے؟ تمہیں پانچ ہزار آدمیوں کے لیے وہ پانچ روٹیاں یاد نہیں اور یہ بھی کہ تُم نے کتنی ٹوکریاں بھر کر اُٹھائی تھیں؟ [۱۰] اور نہ چار ہزار کے لیے وہ سات روٹیاں اور نہ یہ کہ تُم نے کتنی ٹوکریاں اُٹھائی تھیں؟ [۱۱] تُم کیوں نہیں سمجھتے کہ جب میں نے فریسیوں اور صدوقیوں کے خمیر سے خبردار رہنے کو کہا تھا تو روٹی کی بات نہیں کی تھی؟ [۱۲] تب اُن کی سمجھ میں آیا کہ اُس نے روٹی کے خمیر سے نہیں بلکہ فریسیوں اور صدوقیوں کی تعلیم سے خبردار رہنے کو کہا تھا۔

پطرسؔ کا اقرار

[۱۳] جب یسُوعؔ قیصریہؔ فلپّی کے علاقہ میں آیا تو اُس نے اپنے شاگردوں سے پُوچھا: اِبنِ آدم کون ہے، لوگ اِس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

[۱۴] اُنہوں نے کہا: بعض کہتے ہیں وہ یوحنّاؔ بپتسمہ دینے والا ہے، بعض ایلیاؔہ، بعض یرمیاؔہ یا نبیوں میں سے کوئی۔

[۱۵] اُس نے اُن سے پُوچھا: مگر تُم مجھے کیا کہتے ہو؟

[۱۶] شمعُونؔ پطرسؔ نے جواب دیا: تُو زندہ خدا کا بیٹا ''مسیح'' ہے۔

[۱۷] یسُوعؔ نے کہا: اَے یُوناہ کے بیٹے شمعُونؔ! تُو مبارک ہے کیونکہ یہ بات کسی اِنسان نے نہیں بلکہ میرے آسمانی باپ نے تجھ پر ظاہر کی ہے۔ [۱۸] اور میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ تُو پطرسؔ ہے اور میں اِس چٹان پر اپنی کلیسیا قائم کروں گا اور مَوت بھی اُس پر غالب نہ آنے پائے گی۔ [۱۹] میں آسمانی بادشاہی کی چابیاں تجھے دوں گا۔ جو کچھ تُو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر باندھا جائے گا اور جو کچھ تُو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھولا جائے گا۔ [۲۰] تب یسُوعؔ نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو مت بتانا کہ میں ہی ''مسیح'' ہُوں۔

خداوند یسُوعؔ کا اپنی موت کی پیش گوئی کرنا

[۲۱] اُس کے بعد یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنا شروع کر دیا کہ اُس کا یروشلیمؔ جانا لازمی ہے تاکہ وہ بزرگوں، سردار کاہنوں اور شریعت کے عالموں کے ہاتھوں بہت دُکھ اُٹھائے، قتل کیا جائے اور تیسرے دِن جی اُٹھے۔

[۲۲] پطرسؔ اُسے الگ لے گیا اور ملامت کرنے لگا کہ خداوند! ہرگز نہیں، تیرے ساتھ ایسا کبھی نہ ہوگا۔

[۲۳] یسُوعؔ نے مُڑ کر پطرسؔ سے کہا: اَے شیطان! میرے سامنے سے دُور ہو جا، تُو میرے راستے میں رکاوٹ بن رہا ہے۔ تجھے خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال ہے۔

[۲۴] تب یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں سے کہا: اگر کوئی میری پیروی کرنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی خودی کا اِنکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ [۲۵] کیونکہ جو کوئی اپنی جان کو محفوظ رکھنا چاہے گا اُسے کھوئے گا اور جو اُسے میری خاطر کھوئے گا پھر سے پالے گا۔ [۲۶] اگر کوئی آدمی ساری دنیا حاصل کر لے لیکن اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ یا آدمی اپنی جان کے بدلے میں کیا دے گا؟ [۲۷] کیونکہ جب اِبنِ آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آئے گا تب وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے مطابق اجر دے گا۔ [۲۸] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ بعض لوگ جو یہاں کھڑے ہیں جب تک اِبنِ آدم کو اپنی بادشاہی میں آتے ہُوئے نہ دیکھ لیں مَوت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔

خداوند یسُوعؔ کی صورت کا بدل جانا

۱۷ چھ دِن کے بعد یسُوعؔ نے پطرسؔ، یعقوبؔ اور یعقوبؔ کے بھائی یوحنّاؔ کو ہمراہ لیا اور اُنہیں ایک اونچے پہاڑ پر الگ لے گیا۔ [۲] وہاں اُن کے سامنے اُس کی صورت بدل گئی۔ اُس کا چہرہ سورج کی طرح چمکنے لگا اور اُس کے کپڑے نُور کی مانند سفید ہو گئے۔ [۳] تب مُوسیٰؔ اور ایلیاؔہ اُنہیں یسُوعؔ سے باتیں کرتے ہُوئے نظر آئے۔

[۴] پطرسؔ نے یسُوعؔ سے کہا: خداوند! ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے۔ اگر تُو چاہے تو میں تین ڈیرے کھڑے کروں، ایک تیرے لیے اور ایک ایک مُوسیٰؔ اور ایلیاؔہ کے لیے۔

[۵] وہ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک نُورانی بادل نے اُن پر سایہ کر لیا اور اُس بادل میں سے آواز آئی: یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہُوں، اُس کی سُنو۔

[22] پیلاطُس نے جواب دیا: میں نے جو کچھ لکھ دیا وہ لکھ دیا۔
[23] جب سپاہی یسُوع کو مصلُوب کر چُکے تو اُنہوں نے یسُوع کے کپڑے لیے اور اُن کے چار حصّے کیے تا کہ ہر ایک کو ایک ایک حِصّہ مل جائے۔ صِرف اُس کا کُرتا باقی رہ گیا جو بغیر کسی جوڑ کے اُوپر سے نیچے تک بُنا ہُوا تھا۔
[24] اُنہوں نے آپس میں کہا کہ اِس کے ٹُکڑے کرنے کی بجائے اِس پر قُرعہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ کس کے حِصّہ میں آتا ہے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ

اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لیے
اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالا۔

چنانچہ سپاہیوں نے یہی کیا۔
[25] یسُوع کی صلیب کے پاس اُس کی ماں، ماں کی بہن مریم جو کلوپاس کی بیوی تھی اور مریم مگدلینی کھڑی تھیں۔ [26] جب یسُوع نے اپنی ماں کو اور اپنے ایک عزیز شاگرد کو نزدیک ہی کھڑے دیکھا تو ماں سے کہا: اَے خاتُون! اب سے تیرا بیٹا یہ ہے۔ [27] اور شاگرد سے کہا: اب سے تیری ماں یہ ہے۔ وہ شاگرد اُسی وقت اُسے اپنے گھر لے گیا۔

خداوند یسُوع کی مَوت

[28] جب یسُوع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہُوئیں تو اِس لیے کہ پاک کلام کا لکھا پُورا ہو، اُس نے کہا: "میں پیاسا ہُوں۔"
[29] نزدیک ہی ایک مرتبان سِرکے سے بھرا رکھا تھا۔ اُنہوں نے اِسفنج کو سِرکے میں ڈبو کر سرکنڈے کے سِرے پر رکھ کر یسُوع کے ہونٹوں سے لگایا۔ [30] یسُوع نے اُسے پیتے ہی کہا: "پُورا ہُوا" اور سر جھُکا کر جان دے دی۔
[31] یہ فسح کی تیّاری کا دِن تھا اور اگلا دِن خُصوصی سبت تھا۔ یہُودی نہیں چاہتے تھے کہ سبت کے دِن لاشیں صلیبوں پر ٹنگی رہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے پیلاطُس کے پاس جا کر درخواست کی کہ مُجرموں کی ٹانگیں توڑ کر اُن کی لاشوں کو نیچے اُتار لیا جائے۔
[32] چنانچہ سپاہی آئے اور اُنہوں نے پہلے اُن دو آدمیوں کی ٹانگیں توڑیں جنہیں یسُوع کے ساتھ مصلُوب کیا گیا تھا۔ [33] لیکن جب یسُوع کی باری آئی تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ تو پہلے ہی مر چُکا ہے لہٰذا اُنہوں نے اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ [34] مگر سپاہیوں میں سے ایک نے اپنا نیزہ لے کر یسُوع کے پہلو میں مارا اور اُس کی پسلی چھید ڈالی جس سے فوراً خُون اور پانی بہنے لگا۔ [35] جو شخص اِس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے وہ گواہی دیتا ہے اور اُس کی گواہی سچّی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تا کہ تُم بھی اِیمان لاؤ۔
[36] یہ ساری باتیں اِس لیے ہُوئیں کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ "اُس کی کوئی ہڈّی نہ توڑی جائے گی۔" [37] اور پاک کلام ایک اور جگہ کہتا ہے کہ "وہ اُس پر جسے اُنہوں نے چھید ڈالا نظر کریں گے۔"

خداوند یسُوع کی تدفین

[38] اِن باتوں کے بعد ایک شخص یُوسُف جو ارِمَتیا کا باشندہ تھا پیلاطُس کے پاس گیا اور اُس سے یسُوع کی لاش کو لے جانے کی اجازت مانگی۔ یہ شخص یہُودیوں کے ڈر کی وجہ سے خُفیہ طور پر یسُوع کا شاگرد تھا۔ وہ پیلاطُس سے اجازت لے کر آیا اور یسُوع کی لاش کو لے گیا۔ [39] نیکُودیمُس بھی آیا جس نے کچھ عرصہ پہلے یسُوع سے رات میں مُلاقات کی تھی۔ وہ اپنے ساتھ مُر اور عُود ایسی چیزوں سے بنا ہُوا خُوشبودار مسالہ لایا تھا جو وزن میں تقریباً پچاس سیر کے برابر تھا۔
[40] اُن دونوں نے یسُوع کی لاش کو لے کر اُسے اُس خُوشبودار مسالے سمیت ایک سُوتی چادر میں کفنایا جس طرح یہُودیوں میں دفن کرنے کا دستُور تھا۔ [41] جس مقام پر یسُوع کو مصلُوب کیا گیا تھا وہاں ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں پہلے کوئی لاش نہیں رکھی گئی تھی۔ [42] چونکہ یہ یہُودیوں کی تیّاری کا دِن تھا اور قبر نزدیک تھی، اُنہوں نے یسُوع کو وہاں رکھ دیا۔

خالی قبر

۲۰ ہفتہ کے پہلے دِن صُبح سویرے جب کہ اندھیرا ہی تھا مریم مگدلینی قبر پر آئی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ قبر کے مُنہ سے پتّھر ہٹا ہُوا ہے۔ [2] وہ دوڑتی ہُوئی شمعُون پطرس اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس پہنچی جو یسُوع کا چہیتا تھا اور کہنے لگی: وہ خداوند کو قبر میں سے نکال کر لے گئے ہیں اور پتا نہیں اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔
[3] یہ سُنتے ہی پطرس اور وہ دُوسرا شاگرد قبر کی طرف چل دیئے۔ [4] دونوں دوڑے جا رہے تھے لیکن وہ دُوسرا شاگرد پطرس سے آگے نکل گیا اور اُس سے پہلے قبر پر جا پہنچا۔ [5] اُس نے جھُک کر اندر جھانکا اور سُوتی کپڑے پڑے دیکھے لیکن اندر نہیں گیا۔
[6] اُس دوران پطرس بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گیا اور سیدھا قبر میں داخل ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ وہاں سُوتی کپڑے پڑے ہُوئے

میرا بدن ہے۔
[۲۷] پھر اُس نے پیالہ لیا، خدا کا شکر ادا کیا اور اُنہیں دے کر کہا: تُم سب اِس میں سے پیو، [۲۸] کیونکہ یہ نئے عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے گناہوں کی معافی کے لیے بہایا جاتا ہے۔ [۲۹] میں تُم سے کہتا ہُوں کہ میں انگور کا یہ رس پھر کبھی نہ پیوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی میں تمہارے ساتھ نیا نہ پی لوں۔
[۳۰] تب اُنہوں نے ایک گیت گایا اور وہاں سے کوہِ زیتون پر چلے گئے۔

پطرسؔ کے انکار کی پیش گوئی

[۳۱] تب یسُوعؔ نے اُن سے کہا: تُم اُسی رات میری وجہ سے ڈگمگا جاؤ گے کیونکہ لکھا ہے:

میں چرواہے کو ماروں گا،
اور گلّے کی بھیڑیں تتّر بتّر ہو جائیں گی۔

[۳۲] مگر میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تُم سے پہلے گلیلؔ پہنچ جاؤں گا۔
[۳۳] پطرسؔ نے جواب دیا: خواہ تیری وجہ سے سب لڑکھڑا جائیں، میں نہیں لڑکھڑاؤں گا۔
[۳۴] یسُوعؔ نے کہا: میں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج اِسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا۔
[۳۵] لیکن پطرسؔ نے کہا: اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تب بھی تیرا انکار نہ کروں گا اور سارے شاگردوں نے بھی یہی کہا۔

باغ گتسمنیؔ

[۳۶] تب یسُوعؔ اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک جگہ پہنچا جس کا نام گتسمنیؔ تھا۔ اُس نے اُن سے کہا: تُم یہاں بیٹھو اور میں وہاں آگے جا کر دعا کرتا ہُوں۔ [۳۷] وہ پطرسؔ اور زبدیؔ کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے گیا اور افسردہ اور بیقرار ہونے لگا۔ [۳۸] پھر اُس نے اُن سے کہا: غم کی شدّت سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔ یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔
[۳۹] پھر ذرا آگے جا کر وہ زمین پر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کرنے لگا کہ اَے باپ! اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، پھر بھی جو میں چاہتا ہُوں وہ نہیں بلکہ جو تُو چاہتا ہے وہی ہو۔
[۴۰] جب وہ شاگردوں کے پاس واپس آیا اور اُنہیں سوتے پایا تو پطرسؔ سے کہا: کیا تُم گھنٹہ بھر بھی میرے ساتھ بیدار نہ رہ سکے؟ [۴۱] جاگتے اور دعا کرتے رہو تا کہ آزمایش میں نہ پڑو، رُوح تو آمادہ ہے مگر جسم کمزور ہے۔ [۴۲] وہ پھر چلا گیا اور دعا کرنے لگا: اَے میرے باپ! اگر یہ پیالہ میرے پیے بغیر ٹل نہیں سکتا تو تیری مرضی پُوری ہو۔
[۴۳] جب واپس آیا تو شاگردوں کو پھر سے سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو چکی تھیں۔ [۴۴] لہٰذا وہ اُنہیں چھوڑ کر چلا گیا اور تیسری دفعہ وہی دعا کی جو پہلے کی تھی۔
[۴۵] اُس کے بعد شاگردوں کے پاس واپس آ کر اُن سے کہنے لگا: تُم ابھی تک راحت کی نیند سو رہے ہو؟ بس کرو، دیکھو! وہ وقت آ پہنچا ہے کہ ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جائے۔ [۴۶] اُٹھو، چلو، دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔

خداوند یسُوعؔ کی گرفتاری

[۴۷] وہ یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ یہوُداہؔ جو بارہ شاگردوں میں سے تھا، وہاں آ پہنچا۔ اُس کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے جو تلواریں اور لاٹھیاں لیے ہُوئے تھے اور جنہیں سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے بھیجا تھا۔ [۴۸] اُس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لُوں وہی یسُوعؔ ہے۔ تُم اُسے پکڑ لینا۔ [۴۹] اُس نے یسُوعؔ کے پاس آتے ہی کہا: ربّی، سلام، اور اُس کے بوسے لیے۔
[۵۰] یسُوعؔ نے اُس سے کہا: میاں! جس کام کے لیے تُو آیا ہے، کر لے۔
چنانچہ لوگوں نے آگے بڑھ کر یسُوعؔ کو پکڑا اور قبضہ میں لے لیا۔ [۵۱] یسُوعؔ کے ساتھیوں میں سے ایک نے اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلائی اور اُس کا کان اُڑا دیا۔
[۵۲] یسُوعؔ نے اُس سے کہا: تلوار کو نیام میں رکھ لے کیونکہ جو تلوار چلاتے ہیں، تلوار ہی سے ہلاک ہوں گے۔ [۵۳] تجھے پتہ نہیں کہ اگر میں اپنے باپ سے مدد مانگوں تو وہ اِسی وقت فرشتوں کے بارہ لشکر بلکہ اُن سے بھی زیادہ میرے پاس بھیج دے گا۔ [۵۴] لیکن پھر پاک کلام کی وہ باتیں جن کا پُورا ہونا ضروری ہے، کیسے پُوری ہوں گی؟
[۵۵] پھر یسُوعؔ نے ہجوم سے کہا: کیا میں کوئی ڈاکُو ہُوں کہ تُم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے پکڑنے آئے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیا کرتا تھا، تب تو تُم نے مجھے گرفتار نہیں کیا؟ [۵۶] لیکن یہ سب کچھ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام میں نبیوں کی لکھی ہُوئی باتیں پُوری ہو جائیں۔ تب سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

[4] اُس کے شاگردوں میں سے ایک، یہُوداہ اسکریوتی جس نے اُسے بعد میں پکڑوایا تھا شکایت کرنے لگا [5] کہ یہ عطر اگر بیچ دیا جاتا تو تین سَو دینار وصول ہوتے جو غریبوں میں تقسیم کیے جا سکتے تھے۔ [6] اُس نے یہ اِس لیے نہیں کہا تھا کہ اُسے غریبوں کا خیال تھا بلکہ اِس لیے کہ وہ چور تھا اور چونکہ اُس کے پاس تھیلی رہتی تھی جس میں لوگ رقم ڈالتے تھے۔ وہ اُس میں سے اپنے استعمال کے لیے کچھ نہ کچھ نکال لیا کرتا تھا۔

[7] یسُوع نے کہا: مریم کو پریشان نہ کر۔ اُس نے یہ عطر میرے دفن کے لیے سنبھال کر رکھا ہُوا ہے۔ [8] غریب لوگ تو ہمیشہ تمہارے پاس رہیں گے لیکن میں یہاں ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہُوں گا۔

[9] اِس دوران یہُودی عوام کو معلوم ہُوا کہ یسُوع بیت عنیاہ میں ہے، لہٰذا وہ بھی وہاں آ گئے۔ وہ صرف یسُوع کو ہی نہیں بلکہ لعزر کو بھی دیکھنا چاہتے تھے جسے یسُوع نے مُردوں میں سے زندہ کیا تھا۔

[10] تب سردار کاہنوں نے لعزر کو بھی مار ڈالنے کا منصوبہ بنایا۔ [11] کیونکہ اُس وقت بہت سے یہُودی یسُوع کی طرف مائل ہو کر اُس پر ایمان لے آئے تھے۔

خداوند یسُوع کا شاہانہ استقبال

[12] اگلے دِن عوام جو عید کے لیے آئے ہُوئے تھے یہ سُن کر کہ یسُوع بھی یروشلیم آ رہا ہے، [13] کھجُور کی ڈالیاں لے کر اُس کے استقبال کو نکلے اور نعرے لگانے لگے:

ہوشعنا!

مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے

اِسرائیل کا بادشاہ مبارک ہے!

[14] یسُوع ایک چھوٹی عمر کے گدھے کو لے کر اُس پر سوار ہو گیا جیسا کہ لکھا ہے:

[15] اَے صیّون کی بیٹی تُو مت ڈر؛
دیکھ تیرا بادشاہ آ رہا ہے،
وہ گدھے کے بچّے پر سوار ہے۔

[16] شروع میں تو یسُوع کے شاگرد کچھ نہ سمجھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے لیکن بعد میں جب یسُوع اپنے جلال کو پہنچا تو اُنہیں یاد آیا کہ یہ سب باتیں اُس کے بارے میں لکھی ہُوئی تھیں اور یہ کہ لوگوں کا یہ سلوک بھی اُن ہی باتوں کے مطابق تھا۔

[17] جب یسُوع نے آواز دے کر لعزر کو قبر سے باہر بلایا تھا تو یہ لوگ بھی اُس کے ساتھ تھے اور اُنہوں نے یہ خبر ہر طرف پھیلا دی تھی۔ [18] بہت سے اور لوگ بھی یہ سُن کر کہ یسُوع نے ایک بہت بڑا معجزہ دکھایا ہے اُس کے استقبال کو نکلے۔ [19] فریسی یہ دیکھ کر ایک دُوسرے سے کہنے لگے: ذرا سوچو تو آخر ہمیں کیا حاصل ہُوا؟ دیکھو ساری دنیا اُس کے پیچھے ہو چلی ہے۔

خداوند یسُوع کا اپنی مَوت کی پیش گوئی کرنا

[20] جو لوگ عید منانے کے لیے یروشلیم آئے تھے اُن میں بعض یُونانی بھی تھے۔ [21] وہ فلپّس کے پاس آئے جو گلیل کے شہر بیت صیدا کا باشندہ تھا اور درخواست کرنے لگے کہ جناب! ہم یسُوع کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ [22] فلپّس نے اندریاس کو بتایا اور پھر دونوں نے آ کر یسُوع کو خبر دی۔

[23] یسُوع نے اُنہیں جواب دیا کہ اِبنِ آدم کے جلال پانے کا وقت آ پہنچا ہے۔ [24] میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جب تک گیہُوں کا دانہ خاک میں مل کر فنا نہیں ہو جاتا وہ ایک ہی دانہ رہتا ہے لیکن اگر وہ فنا ہو جاتا ہے تو بہت سے دانے پیدا کرتا ہے۔ [25] جو آدمی اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے، اُسے کھوئے گا لیکن جو دنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کے لیے بچائے رکھّے گا۔ [26] جو کوئی میری خدمت کرنا چاہتا ہے اُسے لازم ہے کہ میری پیروی کرے تاکہ جہاں میں ہُوں وہاں میرا خادم بھی ہو۔ جو میری خدمت کرتا ہے میرا آسمانی باپ اُسے عزّت بخشے گا۔

[27] اب میرا دل گھبراتا ہے۔ تو کیا میں یہ کہُوں کہ اَے باپ مجھے اِس گھڑی سے بچا؟ ہرگز نہیں، کیونکہ اسی لیے تو میں آیا ہُوں کہ اِس گھڑی تک پہنچُوں۔ [28] اَے باپ! اپنے نام کو جلال بخش۔

تب آسمان سے ایک آواز سُنائی دی: میں نے جلال بخشا ہے اور پھر بھی بخشُوں گا۔ [29] جب لوگوں کی بھیڑ نے جو وہاں جمع تھی، یہ سُنا تو کہا کہ بادل گرجا ہے۔ دُوسروں نے کہا کہ کسی فرشتہ نے اُس سے کلام کیا ہے۔

[30] یسُوع نے کہا: یہ آواز تمہارے لیے آئی ہے نہ کہ میرے لیے۔ [31] اب وہ وقت آ گیا ہے کہ دنیا کی عدالت کی جائے۔ اب اِس دنیا کا سردار باہر نکالا جائے گا۔ [32] لیکن جس وقت میں صلیب پر اُونچا اُٹھایا جاؤں گا تو سب لوگوں کو اپنے پاس کھینچ لُوں گا۔ [33] یسُوع

کر کے اُس کے ٹکڑے کیے اور شاگردوں کو دے کر کہا: لو، یہ میرا بدن ہے۔
۲۳ پھر اُس نے پیالہ لیا اور خدا کا شکر کر کے اُنہیں دیا اور اُن سب نے اُس میں سے پیا۔
۲۴ اُس نے اُن سے کہا: یہ نئے عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لیے بہایا جاتا ہے۔ ۲۵ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ انگور کا یہ رس تب تک نہیں پیوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی میں نیا نہ پی لُوں۔
۲۶ تب اُنہوں نے ایک گیت گایا اور وہاں سے زیتُون کے پہاڑ پر چلے گئے۔

پطرؔس کے اِنکار کی پیش گوئی

۲۷ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: تُم سب ڈگمگا جاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ

میں چرواہے کو ماروں گا،
اور بھیڑیں تتّر بتّر ہو جائیں گی۔

۲۸ مگر میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تُم سے پہلے گلیلؔ پہنچ جاؤں گا۔
۲۹ پطرؔس نے اُس سے کہا: خواہ سب ڈگمگا جائیں، میں نہیں ڈگمگاؤں گا۔
۳۰ یسُوعؔ نے کہا: میں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج اِسی رات مُرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا۔
۳۱ لیکن اُس نے بڑے جوش میں آ کر کہا: اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تب بھی تیرا اِنکار نہ کروں گا اور سارے شاگردوں نے بھی یہی کہا۔

باغِ گتسمنیؔ

۳۲ پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جس کا نام گتسمنیؔ تھا اور اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا: جب تک میں دعا کرتا ہُوں تُم یہیں بیٹھے رہنا۔ ۳۳ اور خود پطرؔس، یعقوبؔ اور یوحنّاؔ کو ساتھ لے گیا اور بہت پریشان اور بیقرار ہونے لگا۔ ۳۴ اور اُن سے کہا: غم کی شِدّت سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔ تُم یہیں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔
۳۵ پھر ذرا آگے جا کر وہ زمین پر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کرنے لگا کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ ۳۶ اور کہا: ابّا! اَے باپ! تیرے لیے سب کچھ ممکن ہے۔ اِس پیالہ کو میرے سامنے سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو۔
۳۷ پھر وہ شاگردوں کے پاس آیا اور اُنہیں سوتے پایا اور پطرؔس سے کہنے لگا: شمعُونؔ تُو سو رہا ہے؟ کیا تُو گھڑی بھر بھی بیدار نہ رہ سکا؟ ۳۸ جاگتے اور دعا کرتے رہو تا کہ آزمائش میں نہ پڑو۔ رُوح تو آمادہ ہے مگر جسم کمزور ہے۔
۳۹ وہ پھر چلا گیا اور اُس نے وہی دعا کی جو پہلے کی تھی۔
۴۰ جب واپس آیا تب بھی اُنہیں سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اور وہ جانتے نہ تھے کہ اُسے کیا جواب دیں۔
۴۱ جب وہ تیسری دفعہ اُن کے پاس واپس آیا تو اُن سے کہنے لگا: تُم ابھی تک راحت کی نیند سو رہے ہو۔ بس کرو، وقت آ پہنچا ہے۔ دیکھو! اِبنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جا رہا ہے۔
۴۲ اُٹھو! چلیں۔ دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔

یسُوعؔ کی گرفتاری

۴۳ وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہُوداؔہ جو بارہ شاگردوں میں سے تھا، وہاں آ پہنچا۔ اُس کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے جو تلواریں اور لاٹھیاں لیے ہُوئے تھے اور جنہیں سردار کاہنوں، شریعت کے عالموں اور بزرگوں نے بھیجا تھا۔
۴۴ یہُوداؔہ یعنی پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لُوں وہی یسُوعؔ ہے، تُم اُسے پکڑ لینا اور حفاظت سے لے جانا۔ ۴۵ وہاں آتے ہی وہ یسُوعؔ کے نزدیک گیا اور کہا: اَے ربّی اور اُس کے بوسے لینے لگا۔ ۴۶ اس پر اُنہوں نے یسُوعؔ کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ۴۷ جو لوگ پاس کھڑے تھے اُن میں سے ایک نے اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر حملہ کر کے اُس کا کان اُڑا دیا۔
۴۸ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: کیا میں کوئی ڈاکو ہُوں کہ تُم مجھے تلواریں اور لاٹھیاں لے کر پکڑنے آئے ہو؟ ۴۹ میں تو ہر روز ہیکل میں تمہارے پاس ہی تعلیم دیا کرتا تھا اور تُم نے مجھے نہیں پکڑا۔ لیکن یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کی باتیں پُوری ہو جائیں۔
۵۰ اِس دوران سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔
۵۱ لیکن ایک جوان جو صرف مہین سی چادر اوڑھے ہُوئے تھا، یسُوعؔ کا پیچھا کرنے لگا۔ لوگوں نے اُسے پکڑا ۵۲ اور وہ اپنی چادر چھوڑ کر ننگا ہی بھاگ نکلا۔

عدالتِ عالیہ میں یسُوعؔ کی پیشی

۵۳ تب وہ یسُوعؔ کو سردار کاہن کے پاس لے گئے۔ وہاں

سلطنت میں میرے دسترخوان سے کھاؤ اور پیو بلکہ تُم شاہی تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کی عدالت کرو گے۔

[۳۱] شمعُون! شمعُون! شیطان نے گِڑگِڑا کر اجازت چاہی کہ تمہیں گندم کی طرح پھٹکے [۳۲] لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تُو توبہ کر چکے تو اپنے بھائیوں کے ایمان کو مضبوط کرنا۔

[۳۳] پطرس نے اُس سے کہا: اَے خداوند! تیرے ساتھ تو میں قید ہونے بلکہ مَرنے کو بھی تیّار ہُوں۔

[۳۴] لیکن یسُوع نے کہا: اَے پطرس! میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا کہ مجھے جانتا تک نہیں۔

[۳۵] اس کے بعد یسُوع نے اُن سے پُوچھا: جب میں نے تمہیں بٹوے، تھیلی اور جوتوں کے بغیر بھیجا تھا تو کیا تُم کسی چیز کے محتاج رہے تھے؟

اُنہوں نے کہا: کسی چیز کے نہیں۔

[۳۶] اُس نے اُن سے کہا: مگر اب جس کے پاس بٹوا ہو وہ اُسے ساتھ رکھ لے اور اِسی طرح تھیلی بھی اور جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خرید لے۔ [۳۷] کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ بات جو لکھی گئی ہے کہ وہ بدکرداروں میں شمار کیا گیا' اُس کا میرے حق میں پُورا ہونا واجب ہے۔ اِس لیے کہ مجھ سے نسبت رکھنے والی ہر بات انجام تک پہنچنے والی ہے

[۳۸] اُنہوں نے کہا: اَے خداوند! دیکھ، یہاں دو تلواریں ہیں۔

اُس نے اُن سے کہا: بہت ہیں۔

کوہِ زیتُون پر خداوند یسُوع کی دعا

[۳۹] پھر وہ باہر نکلا اور جیسا اُس کا دستُور تھا وہ کوہِ زیتُون پر گیا اور اُس کے شاگرد بھی اُس کے پیچھے ہو لیے۔ [۴۰] اُس جگہ پہنچ کر اُس نے اُن سے کہا: دعا کرو تاکہ تُم آزمایش میں نہ پڑو۔ [۴۱] اور وہ اُن سے ہٹ کر ذرا آگے چلا گیا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا: [۴۲] اَے باپ! اگر تیری مرضی ہو تو اِس پیالے کو میرے سامنے سے ہٹا لے لیکن پھر بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو۔ [۴۳] اور آسمان سے ایک فرشتہ اُس پر ظاہر ہُوا جو اُسے تقویّت دیتا تھا۔ [۴۴] پھر وہ سخت درد و کرب میں مبتلا ہو کر اور بھی دِلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اُس کا پسینہ خون کی بوندوں کی مانند زمین پر ٹپکنے لگا۔

[۴۵] دعا کے بعد وہ اُٹھا اور شاگردوں کے پاس واپس آیا تو اُنہیں غم کے مارے سوتے پایا [۴۶] اور اُن سے کہا: تُم سو کیوں رہے ہو؟ اُٹھ کر دعا مانگو تاکہ آزمایش میں نہ پڑو۔

خداوند یسُوع کی گرفتاری

[۴۷] ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ آدمیوں کا ایک ہجوم آ پہنچا اور اُن بارہ میں سے ایک جس کا نام یہُوداہ تھا' اُن کے آگے آگے تھا۔ وہ یسُوع کو چُومنے کے لیے آگے بڑھا۔ [۴۸] لیکن یسُوع نے اُس سے کہا: یہوداہ کیا تُو ایک بوسہ سے ابنِ آدم کو پکڑواتا ہے؟

[۴۹] جب یسُوع کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا: اَے خداوند! کیا ہم تلوار چلائیں؟ [۵۰] اور اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر پر تلوار چلا کر اُس کا دایاں کان اُڑا دیا۔

[۵۱] لیکن یسُوع نے جواب دیا: بس، بہت ہو چُکا اور اُس نے اُس کے کان کو چھُو کر اچھا کر دیا۔

[۵۲] تب یسُوع نے سردار کاہنوں اور ہیکل کے سپاہیوں اور بزرگوں سے جو اُسے گرفتار کرنے آئے تھے' کہا: کیا تُم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر کسی ڈاکو کو پکڑنے نکلے ہو؟ [۵۳] جب میں ہر روز ہیکل میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا تو تُم نے مجھ پر ہاتھ نہ ڈالا لیکن یہ تمہارے اور تاریکی کے اختیار کا وقت ہے۔

پطرس کا اِنکار کرنا

[۵۴] تب اُنہوں نے یسُوع کو گرفتار کر لیا اور اُسے وہاں سے سردار کاہن کے گھر میں لے گئے۔ پطرس بھی کچھ فاصلہ پر رہ کر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ [۵۵] اُنہوں نے صحن کے بیچ میں آگ جلائی اور سب بیٹھ کر تاپنے لگے اور پطرس بھی اُن میں تھا۔ [۵۶] اور ایک کنیز نے اُسے آگ کے پاس بیٹھا دیکھ کر اُس پر نظریں گاڑ دیں اور کہا کہ یہ آدمی بھی اُس کے ساتھ تھا۔

[۵۷] مگر اُس نے اِنکار کر کے کہا: اَے عورت میں اُسے نہیں جانتا۔

[۵۸] تھوڑی دیر بعد کسی اور نے اُسے دیکھ کر کہا: تُو بھی اُنہی میں سے ہے۔

پطرس نے کہا: میں نہیں ہُوں۔

[۵۹] تقریباً ایک گھنٹہ بعد کسی اور نے بڑے یقین سے کہا: یہ آدمی بلاشک اُس کے ساتھ تھا کیونکہ یہ بھی گلیلی ہی ہے۔

[۶۰] لیکن پطرس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ تُو کیا کہتا ہے۔

وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ مُرغ نے بانگ دی۔ [۶۱] اور خداوند نے مُڑ کر پطرس کی طرف دیکھا اور پطرس کو خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے پطرس سے کہی تھی کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا۔ [۶۲] اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔

میرا بدن ہے۔
[۲۷] پھر اُس نے پیالہ لیا، خدا کا شکر ادا کیا اور اُنہیں دے کر کہا: تُم سب اِس میں سے پیو، [۲۸] کیونکہ یہ نئے عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے گناہوں کی معافی کے لیے بہایا جاتا ہے۔ [۲۹] میں تُم سے کہتا ہُوں کہ میں انگور کا یہ رس پھر کبھی نہ پیوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی میں تمہارے ساتھ نیا نہ پی لوں۔
[۳۰] تب اُنہوں نے ایک گیت گایا اور وہاں سے کوہِ زیتون پر چلے گئے۔

پطرؔس کے انکار کی پیش گوئی

[۳۱] تب یسُوؔع نے اُن سے کہا: تُم اُسی رات میری وجہ سے ڈگمگا جاؤ گے کیونکہ لکھا ہے:

میں چرواہے کو ماروں گا،
اور گلّے کی بھیڑیں تتّر بتّر ہو جائیں گی۔

[۳۲] مگر میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تُم سے پہلے گلیلؔ پہنچ جاؤں گا۔
[۳۳] پطرؔس نے جواب دیا: خواہ تیری وجہ سے سب لڑکھڑا جائیں، میں نہیں لڑکھڑاؤں گا۔
[۳۴] یسُوؔع نے کہا: میں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج اِسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا۔
[۳۵] لیکن پطرؔس نے کہا: اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تب بھی تیرا انکار نہ کروں گا اور سارے شاگردوں نے بھی یہی کہا۔

باغِ گتسمنؔی

[۳۶] تب یسُوؔع اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک جگہ پہنچا جس کا نام گتسمنؔی تھا۔ اُس نے اُن سے کہا: تُم یہاں بیٹھو اور میں وہاں آگے جا کر دعا کرتا ہُوں۔ [۳۷] وہ پطرؔس اور زبدؔی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے گیا اور افسردہ اور بیقرار ہونے لگا۔ [۳۸] پھر اُس نے اُن سے کہا: غم کی شدّت سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔ یہاں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔
[۳۹] پھر ذرا آگے جا کر وہ زمین پر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کرنے لگا کہ اَے باپ! اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے، پھر بھی جو میں چاہتا ہُوں وہ نہیں بلکہ جو تُو چاہتا ہے وہی ہو۔
[۴۰] جب وہ شاگردوں کے پاس واپس آیا اور اُنہیں سوتے پایا تو پطرؔس سے کہا: کیا تُم گھنٹہ بھر بھی میرے ساتھ بیدار نہ رہ سکے؟ [۴۱] جاگتے اور دعا کرتے رہو تا کہ آزمایش میں نہ پڑو، رُوح تو آمادہ ہے مگر جسم کمزور ہے۔ [۴۲] وہ پھر چلا گیا اور دعا کرنے لگا: اَے میرے باپ! اگر یہ پیالہ میرے پیے بغیر ٹل نہیں سکتا تو تیری مرضی پُوری ہو۔
[۴۳] جب واپس آیا تو شاگردوں کو پھر سے سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو چُکی تھیں۔ [۴۴] لہٰذا وہ اُنہیں چھوڑ کر چلا گیا اور تیسری دفعہ وہی دعا کی جو پہلے کی تھی۔
[۴۵] اُس کے بعد شاگردوں کے پاس واپس آ کر اُن سے کہنے لگا: تُم ابھی تک راحت کی نیند سو رہے ہو؟ بس کرو، دیکھو! وہ وقت آ پہنچا ہے کہ اِبنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جائے۔ [۴۶] اُٹھو، چلو، دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔

خداوند یسُوع کی گرفتاری

[۴۷] وہ یہ باتیں کہہ ہی رہا تھا کہ یہوُؔداہ جو بارہ شاگردوں میں سے تھا، وہاں آ پہنچا۔ اُس کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے جو تلواریں اور لاٹھیاں لیے ہُوئے تھے اور جنہیں سردار کاہنوں اور قوم کے بزرگوں نے بھیجا تھا۔ [۴۸] اُس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لُوں وہی یسُوؔع ہے۔ تُم اُسے پکڑ لینا۔ [۴۹] اُس نے یسُوؔع کے پاس آتے ہی کہا: ربیّ، سلام، اور اُس کے بوسے لیے۔
[۵۰] یسُوؔع نے اُس سے کہا: میاں! جس کام کے لیے تُو آیا ہے، کر لے۔
چنانچہ لوگوں نے آگے بڑھ کر یسُوؔع کو پکڑا اور قبضہ میں لے لیا۔ [۵۱] یسُوؔع کے ساتھیوں میں سے ایک نے اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر چلائی اور اُس کا کان اُڑا دیا۔
[۵۲] یسُوؔع نے اُس سے کہا: تلوار کو نیام میں رکھ لے کیونکہ جو تلوار چلاتے ہیں، تلوار ہی سے ہلاک ہوں گے۔ [۵۳] تجھے پتہ نہیں کہ اگر میں اپنے باپ سے مدد مانگوں تو وہ اِسی وقت فرشتوں کے بارہ لشکر بلکہ اُن سے بھی زیادہ میرے پاس بھیج دے گا۔ [۵۴] لیکن پھر پاک کلام کی وہ باتیں جن کا پُورا ہونا ضروری ہے، کیسے پُوری ہوں گی؟
[۵۵] پھر یسُوؔع نے ہجوم سے کہا: کیا میں کوئی ڈاکوُ ہُوں کہ تُم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے پکڑنے آئے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیا کرتا تھا، تب تو تُم نے مجھے گرفتار نہیں کیا؟ [۵۶] لیکن یہ سب کچھ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام میں نبیوں کی لکھی ہُوئی باتیں پُوری ہو جائیں۔ تب سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ نکلے۔

کر کے اُس کے ٹکڑے کیے اور شاگردوں کو دے کر کہا: لو، یہ میرا بدن ہے۔
[23] پھر اُس نے پیالہ لیا اور خدا کا شکر کر کے اُنہیں دیا اور اُن سب نے اُس میں سے پیا۔
[24] اُس نے اُن سے کہا: یہ نئے عہد کا میرا وہ خون ہے جو بہتیروں کے لیے بہایا جاتا ہے۔ [25] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ انگور کا یہ رس تب تک نہیں پیوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی میں نیا نہ پی لُوں۔
[26] تب اُنہوں نے ایک گیت گایا اور وہاں سے زیتون کے پہاڑ پر چلے گئے۔

پطرس کے انکار کی پیش گوئی

[27] یسُوع نے اُن سے کہا: تُم سب ڈگمگا جاؤ گے کیونکہ لکھا ہے کہ

میں چرواہے کو ماروں گا،
اور بھیڑیں تتر بتر ہو جائیں گی۔

[28] مگر میں اپنے جی اُٹھنے کے بعد تُم سے پہلے گلیل پہنچ جاؤں گا۔
[29] پطرس نے اُس سے کہا: خواہ سب ڈگمگا جائیں، میں نہیں ڈگمگاؤں گا۔
[30] یسُوع نے کہا: میں تجھ سے سچ کہتا ہُوں کہ آج اِسی رات مُرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا۔
[31] لیکن اُس نے بڑے جوش میں آ کر کہا: اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تب بھی تیرا انکار نہ کروں گا اور سارے شاگردوں نے بھی یہی کہا۔

باغِ گتسمنی

[32] پھر وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جس کا نام گتسمنی تھا اور اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا: جب تک میں دعا کرتا ہُوں تُم یہیں بیٹھے رہنا۔ [33] اور خود پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ساتھ لے گیا اور بہت پریشان اور بیقرار ہونے لگا۔ [34] اور اُن سے کہا: غم کی شدّت سے میری جان نکلی جا رہی ہے۔ تُم یہیں ٹھہرو اور جاگتے رہو۔
[35] پھر ذرا آگے جا کر وہ زمین پر سجدہ میں گر پڑا اور دعا کرنے لگا کہ اگر ممکن ہو تو یہ گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ [36] اور کہا: ابّا! اَے باپ! تیرے لیے سب کچھ ممکن ہے۔ اِس پیالہ کو میرے سامنے سے ہٹا لے۔ تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو۔
[37] پھر وہ شاگردوں کے پاس آیا اور اُنہیں سوتے پایا اور پطرس سے کہنے لگا: شمعُون تُو سو رہا ہے؟ کیا تُو گھڑی بھر بھی بیدار نہ رہ سکا؟ [38] جاگتے اور دعا کرتے رہو تا کہ آزمایش میں نہ پڑو۔ رُوح تو آمادہ ہے مگر جسم کمزور ہے۔
[39] وہ پھر چلا گیا اور اُس نے وہی دعا کی جو پہلے کی تھی۔
[40] جب واپس آیا تب بھی اُنہیں سوتے پایا کیونکہ اُن کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہو رہی تھیں اور وہ جانتے نہ تھے کہ اُسے کیا جواب دیں۔
[41] جب وہ تیسری دفعہ اُن کے پاس واپس آیا تو اُن سے کہنے لگا: تُم ابھی تک راحت کی نیند سو رہے ہو۔ بس کرو، وقت آ پہنچا ہے۔ دیکھو! ابنِ آدم گنہگاروں کے حوالہ کیا جا رہا ہے۔ [42] اُٹھو! چلیں۔ دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔

یسُوع کی گرفتاری

[43] وہ ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ یہوداہ جو بارہ شاگردوں میں سے تھا، وہاں آ پہنچا۔ اُس کے ہمراہ بہت سے آدمی تھے جو تلواریں اور لاٹھیاں لیے ہُوئے تھے اور جنہیں سردار کاہنوں، شریعت کے عالموں اور بزرگوں نے بھیجا تھا۔
[44] یہوداہ یعنی پکڑوانے والے نے اُنہیں یہ نشان دیا تھا کہ جس کا میں بوسہ لُوں وہی یسُوع ہے، تُم اُسے پکڑ لینا اور حفاظت سے لے جانا۔ [45] وہاں آتے ہی وہ یسُوع کے نزدیک گیا اور کہا: اَے ربّی اور اُس کے بوسے لینے لگا۔ [46] اِس پر اُنہوں نے یسُوع کو پکڑ کر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ [47] جو لوگ پاس کھڑے تھے اُن میں سے ایک نے اپنی تلوار کھینچی اور سردار کاہن کے نوکر پر حملہ کر کے اُس کا کان اُڑا دیا۔
[48] یسُوع نے اُن سے کہا: کیا میں کوئی ڈاکو ہُوں کہ تُم مجھے تلواریں اور لاٹھیاں لے کر پکڑنے آئے ہو؟ [49] میں تو ہر روز ہیکل میں تمہارے پاس ہی تعلیم دیا کرتا تھا اور تُم نے مجھے نہیں پکڑا۔ لیکن یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کی باتیں پُوری ہو جائیں۔
[50] اِس دوران سارے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔
[51] لیکن ایک جوان جو صرف مہین سی چادر اوڑھے ہُوئے تھا، یسُوع کا پیچھا کرنے لگا۔ لوگوں نے اُسے پکڑا [52] اور وہ اپنی چادر چھوڑ کر ننگا ہی بھاگ نکلا۔

عدالتِ عالیہ میں یسُوع کی پیشی

[53] تب وہ یسُوع کو سردار کاہن کے پاس لے گئے۔ وہاں

سلطنت میں میرے دسترخوان سے کھاؤ اور پیو بلکہ تُم شاہی تختوں پر بیٹھ کر اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کی عدالت کرو گے۔

[31] شمعُون! شمعُون! شیطان نے گِڑ گِڑا کر اجازت چاہی کہ تمہیں گندم کی طرح پھٹکے [32] لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تُو توبہ کر چُکے تو اپنے بھائیوں کے ایمان کو مضبوط کرنا۔

[33] پطرس نے اُس سے کہا: اَے خداوند! تیرے ساتھ تو میں قید ہونے بلکہ مَرنے کو بھی تیّار ہُوں۔

[34] لیکن یسُوع نے کہا: اَے پطرس! میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا کہ مجھے جانتا تک نہیں۔

[35] اس کے بعد یسُوع نے اُن سے پُوچھا: جب میں نے تمہیں بٹوے، تھیلی اور جوتوں کے بغیر بھیجا تھا تو کیا تُم کسی چیز کے محتاج رہے تھے؟

اُنہوں نے کہا: کسی چیز کے نہیں۔

[36] اُس نے اُن سے کہا: مگر اب جس کے پاس بٹوا ہو وہ اُسے ساتھ رکھ لے اور اِسی طرح تھیلی بھی اور جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خرید لے۔ [37] کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ بات جو لکھی گئی ہے کہ وہ بدکرداروں میں شمار کیا گیا اُس کا میرے حق میں پُورا ہونا واجب ہے۔ اِس لیے کہ مجھ سے نسبت رکھنے والی ہر بات انجام تک پہنچنے والی ہے

[38] اُنہوں نے کہا: اَے خداوند! دیکھ، یہاں دو تلواریں ہیں۔

اُس نے اُن سے کہا: بہت ہیں۔

کوہِ زَیتُون پر خداوند یسُوع کی دعا

[39] پھر وہ باہر نکلا اور جیسا اُس کا دستُور تھا وہ کوہِ زَیتُون پر گیا اور اُس کے شاگرد بھی اُس کے پیچھے ہو لیے۔ [40] اُس جگہ پہنچ کر اُس نے اُن سے کہا: دعا کرو تا کہ تُم آزمایش میں نہ پڑو۔ [41] اور وہ اُن سے ہٹ کر ذرا آگے چلا گیا اور گھُٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا: [42] اَے باپ! اگر تیری مرضی ہو تو اِس پیالے کو میرے سامنے سے ہٹا لے لیکن پھر بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو۔ [43] اور آسمان سے ایک فرشتہ اُس پر ظاہر ہُوا جو اُسے تقویّت دیتا تھا۔ [44] پھر وہ سخت درد و کرب میں مبتلا ہو کر اور بھی دِلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اُس کا پسینہ خون کی بوندوں کی مانند زمین پر ٹپکنے لگا۔

[45] دعا کے بعد وہ اُٹھا اور شاگردوں کے پاس واپس آیا تو اُنہیں غم کے مارے سوتے پایا [46] اور اُن سے کہا: تُم سو کیوں رہے ہو؟ اُٹھ کر دعا مانگو تا کہ آزمایش میں نہ پڑو۔

خداوند یسُوع کی گرفتاری

[47] ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ آدمیوں کا ایک ہجوم آ پہنچا اور اُن بارہ میں سے ایک جس کا نام یہُوداہ تھا اُن کے آگے آگے تھا۔ وہ یسُوع کو چُومنے کے لیے آگے بڑھا۔ [48] لیکن یسُوع نے اُس سے کہا: یہُوداہ کیا تُو ایک بوسہ سے اِبنِ آدم کو پکڑواتا ہے؟

[49] جب یسُوع کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا: اَے خداوند! کیا ہم تلوار چلائیں؟ [50] اور اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر پر تلوار چلا کر اُس کا دایاں کان اُڑا دیا۔

[51] لیکن یسُوع نے جواب دیا: بس، بہت ہو چُکا اور اُس نے اُس کے کان کو چھُو کر اچھا کر دیا۔

[52] تب یسُوع نے سردار کاہنوں اور ہیکل کے سپاہیوں اور بزرگوں سے جو اُسے گرفتار کرنے آئے تھے کہا: کیا تُم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر کسی ڈاکو کو پکڑنے نکلے ہو؟ [53] جب میں ہر روز ہیکل میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا تو تُم نے مجھ پر ہاتھ نہ ڈالا لیکن یہ تمہارے اور تاریکی کے اختیار کا وقت ہے۔

پطرس کا اِنکار کرنا

[54] تب اُنہوں نے یسُوع کو گرفتار کر لیا اور اُسے وہاں سے سردار کاہن کے گھر میں لے گئے۔ پطرس بھی کچھ فاصلہ پر رہ کر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ [55] اُنہوں نے صحن کے بیچ میں آگ جلائی اور سب بیٹھ کر تاپنے لگے اور پطرس بھی اُن میں تھا۔ [56] اور ایک کنیز نے اُسے آگ کے پاس بیٹھا دیکھ کر اُس پر نظریں گاڑ دیں اور کہا کہ یہ آدمی بھی اُس کے ساتھ تھا۔

[57] مگر اُس نے اِنکار کر کے کہا: اَے عورت میں اُسے نہیں جانتا۔

[58] تھوڑی دیر بعد کسی اور نے اُسے دیکھ کر کہا: تُو بھی اُنہی میں سے ہے۔

پطرس نے کہا: میں نہیں ہُوں۔

[59] تقریباً ایک گھنٹہ بعد کسی اور نے بڑے یقین سے کہا: یہ آدمی بلاشک اُس کے ساتھ تھا کیونکہ یہ بھی گلیلی ہی ہے۔

[60] لیکن پطرس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ تُو کیا کہتا ہے۔ وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ مُرغ نے بانگ دی۔ [61] اور خداوند نے مُڑ کر پطرس کی طرف دیکھا اور پطرس کو خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے پطرس سے کہی تھی کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا۔ [62] اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔

کرنے والا دروازہ پر کھڑا ہے۔
[۱۰] بھائیو! جن نبیوں نے خداوند کے نام سے کلام کیا اُنہیں دُکھ اُٹھانے اور صبر کرنے کا نمونہ سمجھو۔ [۱۱] ہم اُنہیں اِس لیے مبارک کہتے ہیں کہ اُنہوں نے صبر سے زندگی گزاری۔ تُم نے ایّوب کے صبر کا حال سُنا ہے اور خداوند کی طرف سے اُس کا کیا انجام ہُوا یہ بھی جانتے ہو۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند کس قدر رحمدل اور مہربان ہے۔
[۱۲] بھائیو! سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ قسم نہ کھاؤ، نہ آسمان کی، نہ زمین کی، نہ کسی اور چیز کی۔ بلکہ ہاں کی جگہ ہاں کہو اور نہیں کی جگہ نہیں تا کہ سزا سے بچ سکو۔

دعا اور سلام

[۱۳] اگر تُم میں سے کوئی مصیبت زدہ ہے تو اُسے چاہیے کہ دعا کرے اور خُوش ہے تو خدا کی تعریف میں گیت گائے۔ [۱۴] اگر کوئی بیمار ہے تو وہ کلیسیا کے بزرگوں کو بُلائے اور وہ بزرگ خداوند کے نام سے بیمار کو تیل مل کر اُس کے لیے دعا کریں۔ [۱۵] ایسی دعا جو ایمان سے مانگی جائے گی اُس کے باعث بیمار بچ جائے گا۔ خداوند اُسے تندرستی بخشے گا اور اگر اُس نے گناہ کیے ہوں تو وہ بھی معاف کیے جائیں گے۔ [۱۶] اِس لیے تُم ایک دُوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اِقرار کرو اور ایک دُوسرے کے لیے دعا کرو تا کہ شفا پاؤ کیونکہ راستباز کی دعا بڑی پُر اثر ہوتی ہے،
[۱۷] ایلیّاہ ہماری طرح اِنسان تھا۔ اُس نے بڑے جوش سے دعا کی کہ بارش نہ ہو اور ساڑھے تین برس تک زمین پر بارش نہ ہُوئی۔ [۱۸] اُس نے پھر دعا کی تو آسمان سے بارش ہُوئی اور زمین نے فصلیں پیدا کیں۔
[۱۹] اَے میرے بھائیو! اگر تُم میں سے کوئی سچّی راہ سے پھر جائے اور کوئی اُسے واپس لے آئے [۲۰] تو یاد رکھّے کہ گنہگار کو گمراہی سے پھیر لانے والا ایک جان کو مَوت سے بچائے گا اور بہت سے گناہوں پر پردہ ڈالے گا۔

پطرسؔ کا پہلا عام خط

پیش لفظ

پطرسؔ رسُول خداوند یسُوعؔ مسیح کے بارہ شاگردوں میں بڑی عزّت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ پطرسؔ سے دو خطوط منسُوب کیے جاتے ہیں۔ پہلا خط رُومؔ سے غالباً ۶۳۔ ۶۴ عیسوی کے درمیان ایشیائےؔ کوچک کے پانچ رُومی صوبوں کے مسیحیوں کو لکھا گیا تھا۔ علماء کا خیال ہے کہ یہ خط پطرسؔ نے اپنی زندگی کے آخری ایّام میں لکھا تھا جب کہ مسیحیوں پر رُومی حکومت کی طرف سے مظالم کا آغاز ہو چُکا تھا۔
پطرسؔ اِس خط میں مسیحیوں کو آگاہ کرتا ہے کہ اُنہیں مسیحی ہونے کی وجہ سے تکالیف کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ خداوند یسُوعؔ مسیح کی مثال دے کر مسیحیوں کو دُکھ اُٹھانے کے لیے تیّار کرتا ہے۔ بعض مسیحی جو اذیّت کے خوف سے اپنے مسیحی ایمان سے برگشتہ ہو رہے تھے اُنہوں نے اِس خط سے ہمّت پائی اور جب اذیّتوں کا دَور شرُوع ہُوا تو اُن میں سے بہت سے لوگ اپنے مسیحی ایمان پر ثابت قدم رہے۔ روایت ہے کہ پطرسؔ بھی صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا گیا تھا۔
پطرسؔ کا دُوسرا خط بھی رُومؔ سے غالباً ۶۴ عیسوی کے دَوران لکھا گیا۔ اِس خط کے لکھے جانے کے کچھ عرصہ بعد پطرسؔ رسُول کو اپنی مَوت کا سانحہ پیش آیا۔
اِس خط میں کلیسیاؤں کو بعض جھوٹے نبیوں اور اُستادوں کی تعلیم سے خبردار رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔
پطرسؔ رسُول خداوند مسیح کی دوبارہ آمد کی حقیقت کا اِظہار کرتے ہُوئے مسیحیوں کو یاد دلاتا ہے کہ اگر وہ نیک زندگی بسر کریں گے، کلام کی سچّائی پر ایمان لائیں گے، سختیاں جھیلیں گے، خدا پر بھروسہ رکھّیں گے اور خداوند مسیح کے ظہُور کے منتظر رہیں گے تو نیک اجر پائیں گے۔

اور وہ بات جو وقت پر کہی جائے کیا خوب ہے!

۲۴ عقلمند کو زندگی کی راہ اوپر لے جاتی ہے
تا کہ اُسے نیچے قبر میں اُترنے سے بچا لے۔

۲۵ خداوند مغرور کا گھر ڈھا دیتا ہے
لیکن وہ بیوہ کا ٹھکانہ محفوظ رکھتا ہے۔

۲۶ خداوند کو شریروں کے خیالات سے نفرت ہے،
لیکن پاک لوگوں کے خیالات اُسے پسند آتے ہیں۔

۲۷ لالچی اِنسان اپنے خاندان کے لیے مشکل کھڑی کرتا ہے،
لیکن جسے رشوت سے نفرت ہے وہ زندہ رہتا ہے۔

۲۸ راستبازوں کا دل سوچ سمجھ کر جواب دیتا ہے،
لیکن شریر کا مُنہ بدی اُگلتا ہے۔

۲۹ خداوند شریروں سے دُور رہتا ہے
لیکن وہ صادقوں کی دعا سُنتا ہے۔

۳۰ خوشی کی نظر دل کو راحت پہنچاتی ہے،
اور خوشی کی خبر ہڈیوں کو تازگی بخشتی ہے۔

۳۱ جو زندگی بخش تنبیہ پر کان لگاتا ہے
وہ دانشمندوں کے ساتھ آرام سے رہے گا۔

۳۲ جو تربیت کو نظرانداز کرتا ہے اپنی ہی جان کا دشمن ہے،
لیکن جو تنبیہ کو سنتا ہے وہ فہم حاصل کرتا ہے۔

۳۳ خدا کا خوف اِنسان کو حکمت سکھاتا ہے،
اور سرفرازی سے پہلے فروتنی آتی ہے۔

۱۶

دل کی تدبیریں اِنسان کی ہوتی ہیں،
لیکن زبان کا جواب خداوند کی طرف سے آتا ہے۔

۲ اِنسان کو اپنی تمام روشیں پاک نظر آتی ہیں،
لیکن اُس کے ارادوں کو خداوند ہی جانچتا ہے۔

۳ تُم جو کچھ کرو اُسے خداوند کے سپرد کر دو،
تب تمہارے منصوبے کامیاب ہوں گے۔

۴ خداوند ہر چیز کسی خاص مقصد کے لیے بناتا ہے۔
یہاں تک کہ اُس نے شریروں کو بھی بُرے دِن کے لیے بنایا۔

۵ مغرور دلوں والے خداوند کے نزدیک مکروہ ہیں۔
اُنہیں ضرور سزا ملے گی۔

۶ شفقت اور سچّائی سے گناہ کا کفّارہ ہوتا ہے؛
اور خداوند کے خوف سے اِنسان بدی سے دُور رہتا ہے۔

۷ جب اِنسان کی روشیں خداوند کو پسند آتی ہیں،
تب وہ اُس کے دشمنوں کو بھی اُس کے ساتھ صلح سے رہنے دیتا ہے۔

۸ صداقت سے حاصل کیا ہُوا تھوڑا سا مال
نااِنصافی سے حاصل کیے ہُوئے بڑے منافع سے بہتر ہے۔

۹ اِنسان اپنے دل میں اپنی راہ کا منصوبہ بناتا ہے،
لیکن اُس کے قدموں کی ہدایت خداوند کی طرف سے ہوتی ہے۔

۱۰ بادشاہ کے لبوں سے گویا کلامِ الٰہی صادر ہوتا ہے،
لہٰذا اُس کا مُنہ اِنصاف کرنے میں کوئی خطا نہ کرے۔

۱۱ سچّا ترازو اور پلڑے خداوند کی طرف سے ہوتے ہیں؛
تھیلی کے سب باٹ اُسی کے بنائے ہُوئے ہیں۔

۱۲ غلط کام بادشاہ کے نزدیک مکروہ ہیں،
کیونکہ تخت کی پائداری صداقت سے ہے۔

۱۳ اِنصاف پسند ہونٹ بادشاہوں کی خوشی کا باعث ہوتے ہیں؛

اور اُس کی راہ پر چلتا رہ۔
وہ تجھے سرفراز کرے گا تا کہ تُو زمین کا وارث بنے؛
جب شریر کاٹ ڈالے جائیں گے تو تُو دیکھے گا۔

۳۵ میں نے ایک شریر اور سنگدل اِنسان کو ایسے اقتدار پاتے ہُوئے دیکھا
جیسے کوئی سرسبز درخت اپنی اصلی زمین میں پھلتا پھولتا ہے،
۳۶ لیکن وہ جلد ہی جاتا رہا اور باقی نہ رہا؛
میں نے اُسے ڈھونڈا لیکن وہ ملا ہی نہیں۔

۳۷ مردِ کامل پر نگاہ کرو، راستباز کو دیکھو؛
امن پرست شخص کا مستقبل روشن ہوتا ہے۔
۳۸ لیکن سب گنہگار تباہ کر دیئے جائیں گے؛
شریروں کی نسل کاٹ ڈالی جائے گی۔

۳۹ راستبازوں کی نجات خداوند کی طرف سے ہے؛
مصیبت کے وقت وہ اُن کا محکم قلعہ ہے۔
۴۰ خداوند اُن کی مدد کرتا اور اُنہیں رہائی بخشتا ہے؛
وہ اُنہیں شریروں سے چھڑاتا اور بچا لیتا ہے،
کیونکہ وہ اُس میں پناہ لیتے ہیں۔

مزمور ۳۸

داؤد کا مزمور۔ ایک درخواست

۱ اَے خداوند! تُو مجھے اپنے قہر میں نہ ڈانٹ
اور نہ اپنے غضب میں مجھے تنبیہ کر۔
۲ کیونکہ تیرے تیروں نے مجھے چھید ڈالا ہے،
اور تیرا ہاتھ مجھ پر آ پڑا ہے۔
۳ تیرے قہر کے باعث میرے جسم میں توانائی نہیں؛
اور میرے گناہ کے باعث میری ہڈیاں سالم نہیں۔
۴ میری معصیت
میرے لیے ناقابلِ برداشت بوجھ بن کر رہ گئی ہے۔

۵ میری گناہ آلودہ حماقت کے باعث
میرے زخم سڑ گئے اور اُن میں بدبُو پیدا ہو گئی ہے۔
۶ میں کُبڑا ہو کر زمین سے جا لگا ہُوں؛
میں دِن بھر ماتم کرتا رہتا ہُوں۔
۷ میری کمر میں شدید درد ہے؛
اور میرے جسم میں ذرا بھی صحت نہیں۔
۸ میری نقاہت بڑھ گئی ہے اور میں نہایت کُچلا ہُوا ہُوں؛
اور دل کی بےچینی کے باعث کراہتا رہتا ہُوں۔

۹ اَے خداوند! میری تمام تمنّاؤں کا دفتر تیرے سامنے کھلا پڑا ہے؛
اور میری آہیں تجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔
۱۰ میرا دل دھڑکتا ہے اور میری طاقت گھٹتی جا رہی ہے؛
اور میری آنکھوں کی روشنی چلی گئی ہے۔
۱۱ میرے زخموں کے باعث میرے دوست اور احباب مجھ سے گریز کرنے لگے ہیں؛
اور میرے ہمسایے دُور رہتے ہیں۔
۱۲ جو میری جان کے خواہاں ہیں وہ اپنے جال بچھاتے ہیں،
جو مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں وہ میری بربادی کی باتیں کرتے ہیں؛
اور دِن بھر مکر و فریب کے منصوبے باندھتے ہیں۔

۱۳ میں ایک بہرے اِنسان کی مانند ہُوں جو سُن ہی نہیں سکتا،
ایک گُونگے کی مانند جو اپنا مُنہ نہیں کھولتا؛
۱۴ میں اُس آدمی کی طرح ہُوں جسے سُنائی نہیں دیتا،
اور جس کا مُنہ جواب نہیں دے سکتا۔
۱۵ اَے خداوند! میں تجھ پر آس لگائے بیٹھا ہُوں؛
اَے خداوند، میرے خدا! تُو جواب دے گا۔
۱۶ کیونکہ میں نے کہا: کہیں وہ مجھ پر شادیانہ نہ بجائیں
یا جب میرا پاؤں پھسلے تو میرے خلاف تکبُّر نہ کریں۔

۱۷ کیونکہ میں گرنے کو ہُوں،
اور میرا درد برابر میرے ساتھ لگا ہُوا ہے۔
۱۸ میں اپنی معصیت کا اقرار کرتا ہُوں؛
اور میں اپنے گناہ کے باعث پریشان ہُوں۔
۱۹ ایسے بہت ہیں جو میرے سخت دُشمن ہیں؛
اور مجھ سے بلاوجہ نفرت کرنے والے بھی تعداد میں کم نہیں۔
۲۰ وہ میری نیکی کا بدلہ بدی سے دیتے ہیں

اور نہ کسی کو بدنام کرتا ہے،
[۴] جو کمینہ اِنسان کو حقیر جانتا ہے
لیکن جو خدا ترس ہیں اُن کا احترام کرتا ہے،
جو قسم کھا کر اُسے توڑتا نہیں
خواہ اُسے نقصان ہی کیوں نہ اُٹھانا پڑے،
[۵] جو اپنا روپیہ سود پر نہیں دیتا
اور بیگناہ کے خلاف رشوت نہیں لیتا۔

ایسے کام کرنے والا
کبھی جنبش نہ کھائے گا۔

مزمور ۱۶

داؤد کا مِکتام

[۱] اَے خدا! مجھے محفوظ رکھ،
کیونکہ میں تجھ ہی میں پناہ لیتا ہُوں۔

[۲] میں نے خداوند سے کہا: تُو میرا خداوند ہے؛
تیرے سوا میری بھلائی نہیں۔
[۳] زمین پر جو مُقدّس لوگ ہیں،
وہی برگزیدہ ہیں اور اُن ہی سے میری ساری خوشی وابستہ ہے۔
[۴] جو غیر معبودوں کے پیچھے بھاگتے ہیں
اُن کا غم بڑھ جائے گا۔
میں اُن کے خُون والے تپاون نہ تپاؤں گا
اور نہ اُن کے نام اپنے ہونٹوں پر لاؤں گا۔

[۵] اَے خداوند! تُو نے میرا حِصّہ اور میرا پیالہ مجھے دے دیا ہے؛
تُو نے میری میراث محفوظ رکھی ہے۔
[۶] میرے لیے جریب دلپسند جگہوں پر پڑی ہے؛
یقیناً میری میراث خُوب ہے۔

[۷] میں خداوند کی ستایش کرونگا جو مجھے صلاح دیتا ہے؛
میرا دل رات کو بھی میری تربیت کرتا ہے۔
[۸] میں نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے۔
چونکہ وہ میرے داہنے ہاتھ ہے،
اِس لیے مجھے جنبش نہ ہوگی۔

[۹] اِسی لیے میرا دل مسرور ہے اور میری زبان شادمان ہے؛
اور میرا جسم بھی محفوظ رہے گا،
[۱۰] کیونکہ تُو میری جان کو پاتال میں نہ چھوڑے گا،
اور نہ اپنے مُقدّس کو سڑنے ہی دے گا۔
[۱۱] تُو مجھے زندگی کی راہ دکھائے گا،
تُو اپنی حُضوری میں مجھے خُوشی سے بھر دے گا،
اور اپنے دہنے ہاتھ کی طرف دائمی فرحت بخشے گا۔

مزمور ۱۷

داؤد کی دعا

[۱] اَے خداوند! میری درخواست سچ ہے اِسے سُن،
میری فریاد پر توجّہ فرما۔
میری دعا پر۔
جو بے ریا لبوں سے نکلتی ہے، کان لگا۔
[۲] میرے مقدّمہ کا فیصلہ تیری طرف سے ہو؛
تیری آنکھیں حق پر لگی رہتی ہیں۔

[۳] حالانکہ تُو میرے دل کو ٹٹولتا ہے اور رات کے وقت مجھے جانچتا ہے،
اور مجھے پرکھتا ہے، لیکن کوئی خرابی نہیں پاتا؛
میں نے ٹھان لیا ہے کہ میرا مُنہ خطا نہ کرے۔
[۴] جہاں تک اِنسانی اعمال کا تعلق ہے۔
میں نے تیرے لبوں کے کلام کی مدد سے
اپنے آپ کو
ظالموں کی راہوں سے باز رکھا ہے۔
[۵] میرے قدم تیری راہوں پر جمے رہے؛
اور میرے پاؤں پھسلنے نہ پائے۔

[۶] اَے خدا! میں تجھ سے دعا کرتا ہُوں کیونکہ تُو مجھے جواب دے گا؛
اپنا کان میری طرف لگا اور میری التجا سُن لے۔
[۷] تُو جو اپنے دہنے ہاتھ سے
اپنے پناہ گزینوں کو اُن کے مخالفوں سے بچاتا ہے،
اپنی عظیم محبّت کا کرشمہ دکھا۔

[12] اُنہوں نے اُس سے پُوچھا: وہ آدمی کہاں ہے؟
اُس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

فریسیوں کا تفتیش کرنا

[13] لوگ اُس آدمی کو جو پہلے اندھا تھا فریسیوں کے پاس لائے۔ [14] جس دِن یسُوعؔ نے مٹّی سان کر اندھے کی آنکھیں کھولی تھیں وہ سبت کا دِن تھا۔ [15] اس لیے فریسیوں نے بھی اُس سے پُوچھا کہ تجھے بینائی کیسے ملی؟ اُس نے جواب دیا کہ یسُوعؔ نے مٹّی سان کر میری آنکھوں پر لگائی، میں نے اُنہیں دھویا اور اب میں بینا ہُوں۔

[16] فریسیوں میں سے بعض کہنے لگے: یہ آدمی خدا کی طرف سے نہیں کیونکہ وہ سبت کے دِن کا احترام نہیں کرتا۔
بعض کہنے لگے: کوئی گنہگار آدمی ایسے معجزے کس طرح دکھا سکتا ہے؟ پس اُن میں اختلاف پیدا ہوگیا۔

[17] آخرکار وہ اندھے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے اور پُوچھنے لگے کہ جس آدمی نے تیری آنکھیں کھولی ہیں اُس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟
اُس نے جواب دیا: وہ ضرور کوئی نبی ہے۔

[18] یہُودیوں کو ابھی بھی یقین نہ آیا کہ وہ پہلے اندھا تھا اور بینا ہوگیا ہے۔ پس اُنہوں نے اُس کے والدین کو بُلا بھیجا۔ [19] تب اُنہوں نے اُن سے پُوچھا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے جس کے بارے میں تُم کہتے ہو کہ وہ اندھا پیدا ہُوا تھا؟ اب وہ کیسے بینا ہوگیا؟

[20] والدین نے جواب دیا: ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمارا ہی بیٹا ہے اور یہ بھی کہ وہ اندھا ہی پیدا ہُوا تھا۔ [21] لیکن اب وہ کیسے بینا ہوگیا اور کس نے اُس کی آنکھیں کھولیں یہ ہم نہیں جانتے۔ تُم اُسی سے پُوچھ لو، وہ تو بالغ ہے۔ [22] اُس کے والدین نے یہ اِس لیے کہا تھا کہ یہُودیوں سے ڈرتے تھے کیونکہ یہُودیوں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ جو کوئی یسُوعؔ کو مسیح کی حیثیت سے قبُول کرے گا عبادت خانہ سے خارج کر دیا جائے گا۔ [23] اِسی لیے اُس کے والدین نے کہا کہ وہ بالغ ہے، اُسی سے پُوچھ لو۔

[24] اُنہوں نے اُس آدمی کو جو پہلے اندھا تھا پھر سے بُلایا اور کہا: تجھے خدا کی قسم، سچ بول! ہم جانتے ہیں کہ وہ آدمی گنہگار ہے۔

[25] اُس نے جواب دیا: وہ گنہگار ہے یا نہیں، میں نہیں جانتا۔ ایک بات ضرور جانتا ہُوں کہ میں پہلے اندھا تھا لیکن اب دیکھتا ہُوں۔

[26] اُنہوں نے اُس سے پُوچھا: اُس نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ تیری آنکھیں کیسے کھولیں؟

[27] اُس نے جواب دیا: میں تمہیں پہلے ہی بتا چُکا ہُوں لیکن تُم نے سُنا نہیں۔ اب وہی بات پھر سے سُننا چاہتے ہو؟ کیا تمہیں بھی اُس کے شاگرد بننے کا شوق چرّایا ہے؟

[28] تب وہ اُسے بُرا بھلا کہنے لگے کہ تُو اُس کا شاگرد ہو گا۔ ہم تو مُوسیٰؔ کے شاگرد ہیں۔ [29] ہم جانتے ہیں کہ خدا نے مُوسیٰؔ سے کلام کیا لیکن جہاں تک اِس آدمی کا تعلق ہے، ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ کہاں کا ہے۔

[30] اُس آدمی نے جواب دیا: یہ بڑی عجیب بات ہے! تُم نہیں جانتے کہ وہ کہاں کا ہے حالانکہ اُس نے میری آنکھیں ٹھیک کر دی ہیں۔ [31] سب جانتے ہیں کہ خدا گنہگاروں کی نہیں سُنتا لیکن اگر کوئی خدا پرست ہو اور اُس کی مرضی پر چلے تو اُس کی ضرور سُنتا ہے۔ [32] ایسا کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کسی نے ایک جنم کے اندھے کو بینائی دی ہو۔ [33] اگر یہ آدمی خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

[34] یہ سُن کر اُنہوں نے جواب دیا: تُو جو سراسر گناہ میں پیدا ہُوا، ہمیں کیا سکھاتا ہے؟ یہ کہہ کر اُنہوں نے اُسے باہر نکال دیا۔

روحانی اندھاپن

[35] یسُوعؔ نے یہ سُنا کہ فریسیوں نے اُسے عبادت خانہ سے نکال دیا ہے۔ چنانچہ اُسے تلاش کر کے اُس سے پُوچھا: کیا تُو اِبنِ آدم کو جانتا ہے؟

[36] اُس نے پُوچھا: اَے خداوند! وہ کون ہے؟ مجھے بتا کہ میں اُس پر ایمان لاؤں۔

[37] یسُوعؔ نے کہا: تُو نے اُسے دیکھا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جو اِس وقت تجھ سے بات کر رہا ہے وُہی ہے۔

[38] تب اُس آدمی نے کہا: اَے خداوند! میں ایمان لاتا ہُوں اور اُس نے یسُوعؔ کو سجدہ کیا۔

[39] یسُوعؔ نے کہا: میں دنیا کی عدالت کرنے آیا ہُوں تاکہ جو اندھے ہیں دیکھنے لگیں اور جو آنکھوں والے ہیں اندھے ہو جائیں۔

[40] بعض فریسی جو اُس کے ساتھ تھے یہ سُن کر پُوچھنے لگے: کیا کہا؟ کیا ہم بھی اندھے ہیں؟

[41] یسُوعؔ نے کہا: اگر تُم اندھے ہوتے تو اتنے گنہگار نہ سمجھے جاتے۔ لیکن اب جب کہ تُم کہتے ہو کہ ہماری آنکھیں ہیں تو تمہارا گناہ قائم رہتا ہے۔

[14] خدا کے لیے شکرگزاری کی قربانیاں گزران،
اور حق تعالیٰ کے لیے اپنی منّتیں پُوری کر،
[15] اور مصیبت کے دِن مجھے پکار؛
میں تجھے چھڑاؤں گا اور تُو میری تمجید کرے گا۔

[16] لیکن شریر سے خدا کہتا ہے:
تجھے میرے احکام بیان کرنے کا کیا حق ہے
اور تُو میرے عہد کو اپنے لبوں پر کیوں لاتا ہے؟
[17] تُو میری ہدایت سے نفرت کرتا ہے
اور میرے کلام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے۔
[18] جب تُو کسی چور کو دیکھ لیتا ہے، تو اُس سے مل جاتا ہے؛
اور زانیوں کا شریک بن جاتا ہے۔
[19] تُو اپنا مُنہ بدی کے لیے
اور اپنی زبان فریب گھڑنے کے لیے استعمال کرتا ہے۔
[20] تُو اپنے بھائی کے خلاف بولتا ہی رہتا ہے
اور اپنی ہی ماں کے بیٹے پر تہمت لگاتا ہے۔
[21] تُو نے یہ کام کیے اور میں خاموش رہا؛
تُو نے سوچا کہ میں بھی گویا تجھ ہی سا ہُوں۔
لیکن میں تجھے تنبیہ دُوں گا
اور تیرے مُنہ پر تجھے الزام دُوں گا

[22] اب اَے خدا کو فراموش کرنے والو! اس پر غور کرو،
ایسا نہ ہو کہ میں تمہیں پھاڑ ڈالوں اور کوئی چھڑانے والا نہ ہو:
[23] جو شکرگزاری کی قربانی پیش کرتا ہے وہ میری تمجید کرتا ہے،
اور وہ اپنی روش درست رکھتا ہے،
تا کہ میں اُسے خدا کی نجات دکھاؤں۔

مزمور ۵۱

موسیقاروں کے سربراہ کے لیے۔ داؤد کا مزمور۔
داؤد کے بت سبع کے ساتھ زنا کرنے کے بعد جب ناتن نبی اُس کے پاس آیا۔

[1] اَے خدا! اپنی شفقت کے مطابق،
مجھ پر رحم کر،
اپنی بڑی رحمت کے مطابق؛
میری خطائیں مٹا دے۔

[2] میری ساری بدی دھوڈال
اور میرے گناہ سے مجھے پاک کر دے۔

[3] کیونکہ میں اپنی خطاؤں کو جانتا ہُوں،
اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔
[4] میں نے فقط تیرے ہی خلاف گناہ کیا ہے
اور وہ کام کیا ہے جو تیری نظر میں بُرا ہے،
تا کہ جو کچھ تُو فرمائے صحیح ہو
اور تُو اپنے اِنصاف میں حق بجانب ثابت ہو۔
[5] یقیناً میں اپنی پیدایش ہی سے گنہگار تھا،
بلکہ اُس وقت سے گنہگار ہُوں جب میں اپنی ماں کے رحم میں پڑا۔
[6] یقیناً تُو باطن کی سچّائی پسند کرتا ہے؛
اور مجھے میرے باطن ہی میں حکمت سکھاتا ہے۔

[7] زوفے سے مجھے صاف کر، تو میں پاک صاف ہو جاؤں گا؛
مجھے دھوڈال تو میں برف سے بھی زیادہ سفید ہو جاؤں گا۔
[8] مجھے شادمانی کی خبر سُننے دے؛
جو ہڈّیاں تُو نے کچل دی ہیں وہ شادہوں۔
[9] میرے گناہوں کی طرف سے چشم پوشی کر،
اور میری ساری بدی مٹا دے۔

[10] اَے خدا! میرے اندر پاک دل پیدا کر،
اور میرے باطن میں از سرِ نَو مستقیم رُوح ڈال دے۔
[11] مجھے اپنے حُضور سے خارج نہ کر
اور اپنا پاک رُوح مجھ سے جدا نہ کر۔
[12] اپنی نجات کی خُوشی مجھے پھر سے عنایت کر دے
اور وہ مستعد رُوح بخش جو مجھے سنبھالے رہے۔

[13] تب میں خطاکاروں کو تیری راہ سکھاؤں گا،
اور گنہگار تیری طرف رجوع کریں گے۔
[14] اَے خدا! اَے میرے نجات بخش خدا!
مجھے خُون کے جرم سے چھڑا،
اور میری زبان تیری صداقت کا گیت گائے۔
[15] اَے خداوند! میرے لبوں کو کھول دے،

۱۴ اگر تُم لوگوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کرے گا ۱۵ اور اگر تُم لوگوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کرے گا۔

روزہ رکھنا

۱۶ جب تُم روزہ رکھو تو ریاکاروں کی طرح اپنا چہرہ اُداس مت بناؤ۔ وہ اپنا مُنہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ وہ روزہ سے ہیں۔ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جو اجر اُنہیں ملنا چاہیے تھا وہ مل چکا۔ ۱۷ بلکہ جب تُو روزہ رکھے تو اپنا مُنہ دھو اور سر میں تیل ڈال ۱۸ تاکہ لوگوں کو نہیں بلکہ تیرے آسمانی باپ کو جو نظر سے پوشیدہ ہے معلوم ہو کہ تُو روزہ دار ہے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے اجر دے گا۔

آسمانی خزانہ

۱۹ اپنے لیے زمین پر مال و زر جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ لگ جاتا ہے اور چور نقب لگا کر چُرا لیتے ہیں۔ ۲۰ بلکہ اپنے لیے آسمان پر خزانہ جمع کرو جہاں کیڑا اور زنگ نہیں لگتا اور نہ چور نقب لگا کر چراتے ہیں۔ ۲۱ کیونکہ جہاں تیرا مال ہے وہیں تیرا دل بھی ہوگا۔

بدن کا چراغ

۲۲ آنکھ بدن کا چراغ ہے۔ لہٰذا اگر تیری آنکھ اچھی ہے تو تیرا سارا بدن پُر نُور ہوگا۔ ۲۳ اگر تیری آنکھ خراب ہے تو تیرا سارا بدن تاریک رہے گا۔ پس اگر تیرے اندر کی روشنی ہی تاریکی بن جائے تو وہ تاریکی کیسی بڑی ہوگی!

خدا اور دولت

۲۴ کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ یا تو وہ ایک سے دشمنی رکھے گا اور دوسرے سے محبّت یا ایک کا ہو کر رہے گا اور دوسرے کو حقیر جانے گا۔ تُم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔

فکر اور پریشانی

۲۵ یہی وجہ ہے کہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ نہ تو اپنی جان کی فکر کرو کہ تُم کیا کھاؤ گے یا کیا پیو گے۔ نہ اپنے بدن کی کہ کیا پہنو گے؟ کیا جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر نہیں؟ ۲۶ ہوا کے پرندوں کو دیکھو جو بوتے نہیں اور نہ ہی فصل کو کاٹ کر کھتوں میں جمع کرتے ہیں۔ پھر بھی تمہارا آسمانی باپ اُن کی پرورش کرتا ہے۔ کیا تمہاری قدر اُن سے زیادہ نہیں؟ ۲۷ تُم میں کون ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں ایک گھڑی بھی بڑھا سکے؟ ۲۸ پوشاک کے لیے کیوں فکر کرتے ہو؟ جنگل میں سوسن کے پھولوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں۔ نہ وہ محنت کرتے ہیں نہ کاتتے ہیں ۲۹ پھر بھی میں تُم سے کہتا ہُوں کہ سلیمانؔ بھی اپنی ساری شان و شوکت کے باوجود اُن میں سے کسی کی طرح مُلبّس نہ تھا۔ ۳۰ جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جاتی ہے ایسی پوشاک عطا فرماتا ہے تو اَے کم ایمان والو! کیا وہ تمہیں نہ پہنائے گا؟ ۳۱ لہٰذا فکرمند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا یہ کہ ہم کیا پہنیں گے؟ ۳۲ کیونکہ اِن چیزوں کی تلاش میں تو غیر قوموں کے لوگ رہتے ہیں۔ اور تمہارا آسمانی باپ تو جانتا ہی ہے کہ تمہیں اِن سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ ۳۳ لیکن پہلے تُم اُس کی بادشاہی اور راستبازی کی جستجو کرو تو یہ چیزیں بھی تمہیں عطا کر دی جائیں گی۔ ۳۴ پس کل کی فکر نہ کرو کیونکہ کل کا دِن اپنی فکر خود ہی کر لے گا۔ آج کے لیے آج ہی کا دکھ بہت ہے۔

عیب جوئی

۷ عیب جوئی نہ کرو تاکہ تمہاری بھی عیب جوئی نہ ہو۔ ۲ کیونکہ جس طرح تُم عیب جوئی کرو گے اُسی طرح تمہاری بھی عیب جوئی کی جائے گی اور جس پیمانہ سے تُم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے لیے بھی ناپا جائے گا۔

۳ تُو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا کیوں دیکھتا ہے جب کہ تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے جس کا تُو خیال تک نہیں کرتا؟ ۴ جب تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے تو تُو کس مُنہ سے اپنے بھائی سے کہہ سکتا ہے کہ لا میں تیری آنکھ سے تنکا نکال دُوں؟ ۵ اَے ریاکار! پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر تو نکال پھر اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔

۶ پاک چیز کُتّوں کو مت دو اور اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ ڈالو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اُنہیں پاؤں سے روند کر پلٹیں اور تمہیں پھاڑ ڈالیں۔

مانگنا، ڈھونڈنا اور کھٹکھٹانا

۷ مانگو تو تمہیں دیا جائے گا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا ۸ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے اُسے ملتا ہے، جو ڈھونڈتا ہے پاتا ہے اور جو کوئی کھٹکھٹاتا ہے اُس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

۹ تُم میں ایسا کون ہے کہ اگر اُس کا بیٹا روٹی مانگے تو وہ اُسے پتھّر دے۔ ۱۰ یا اگر مچھلی مانگے تو اُسے سانپ دے؟ ۱۱ اگر تُم بُرے ہونے کے باوجود اپنے بچّوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا آسمانی باپ اُنہیں جو اُس سے مانگتے ہیں تُم سے بڑھ کر

[۱۲] کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور مؤثر ہے، وہ ہر دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے یہاں تک کہ جان اور رُوح اور بند بند اور گُودے گُودے کو چیرتا ہُوا گزر جاتا ہے اور دل کے خیالوں اور اِرادوں کو جانچتا ہے۔ [۱۳] کائنات کی کوئی شے خدا کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہے اور جس کے حضور میں ہم لوگوں کو جواب دینا ہے اُس کی نگاہ میں ہر چیز کُھلی اور بے پردہ ہے۔

[۱۴] پس جب ہمارا ایک عظیم سردار کاہن ہے جو آسمانوں سے گزر گیا یعنی خدا کا بیٹا یسُوع تو آؤ ہم اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ [۱۵] کیونکہ ہمارا سردار کاہن ایسا نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا مگر بے گناہ رہا۔ [۱۶] لہٰذا ہم خدا کے فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ وہ ہم پر رحم کرے اور ہم اُس فضل کو حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہمارے کام آئے۔

یسُوع کی کہانت کی عظمت

۵ کیونکہ ہر سردار کاہن آدمیوں میں سے چُنا جاتا ہے تاکہ وہ خدا سے تعلق رکھنے والی باتوں میں لوگوں کی نمایندگی کرے یعنی نذریں اور گناہوں کی قربانیاں پیش کرے۔ [۲] اور وہ نادانوں اور گمراہوں سے نرمی کے ساتھ پیش آ سکتا ہے کیونکہ وہ خُود بھی کمزوری میں مبتلا ہوتا ہے۔ [۳] یہی وجہ ہے کہ لوگوں کے گناہوں کے ساتھ ساتھ اُسے اپنے گناہوں کی خاطر بھی قُربانیاں پیش کرنی پڑتی ہیں۔

[۴] کوئی شخص یہ اعزاز اپنے آپ حاصل نہیں کرتا جب تک کہ وہ ہارُون کی طرح خدا کی طرف بُلایا نہ جائے۔ [۵] اِسی طرح مسیح نے بھی سردار کاہن ہونے کا اعزاز خُود ہی اپنے آپ کو نہیں دیا بلکہ خدا نے اُس سے کہا:

تُو میرا بیٹا ہے؛
آج تُو مجھ سے پیدا ہُوا۔

[۶] چنانچہ وہ ایک دُوسرے مقام پر بھی کہتا ہے،

تُو مِلکِ صدق کے طریقہ کا،
ابد تک کاہن ہے۔

[۷] یسُوع نے ایک بشری حیثیت سے زندگی گزارنے کے دِنوں میں پُکار پُکار کر اور آنسو بہا بہا کر خدا سے دعائیں اور اِلتجائیں کیں جو اُسے مَوت سے بچا سکتا تھا اور اُس کی خدا ترسی کی وجہ سے اُس کی سُنی گئی۔ [۸] اور بیٹا ہونے کے باوجود اُس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی [۹] اور اُس میں کمال تک پہنچ کر اُن سب کے لیے نجات کا باعث ہُوا جو اُس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ [۱۰] اور اُسے خدا کی طرف سے مِلکِ صدق کے طریقہ کے سردار کاہن کا خطاب دیا گیا۔

ایمان میں کمزوری کے خلاف تنبیہ

[۱۱] اِس بارے میں ہمیں بہت کچھ کہنا ہے لیکن تمہیں سمجھانا مشکل ہے اِس لیے کہ تُم اُونچا سُننے لگے ہو۔ [۱۲] دراصل اب تک تو تمہیں اُستاد ہو جانا چاہئے تھا لیکن اب ضرورت تو اِس بات کی ہے کہ کوئی شخص خدا کے کلام کی ابتدائی باتیں تمہیں پھر سے سکھائے۔ سخت غذا کی بجائے تمہیں تو دودھ پینے کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ [۱۳] اور جو دودھ پیتا ہے وہ تو بچّہ ہوتا ہے۔ اُسے راستبازی کے کلام کا تجربہ ہی نہیں ہوتا۔ [۱۴] مگر سخت غذا تو بالغوں کے لیے ہوتی ہے جو اپنے تجربہ کی وجہ سے اِس قابل ہو گئے ہیں کہ نیکی اور بدی میں امتیاز کر سکیں۔

کمال کی طرف قدم بڑھانا

۶ چنانچہ آؤ! مسیح کے بارے میں ابتدائی تعلیم کی باتیں چھوڑ کر کمال کی طرف قدم بڑھائیں اور ایسی ابتدائی تعلیم کو پھر سے شروع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ مثلاً مَوت کی طرف لے جانے والے کاموں سے توبہ کرنا، خدا پر ایمان رکھنا، [۲] مختلف بپتسموں کو ماننا، مخصوص کرنے کے لیے سَر پر ہاتھ رکھنا، مُردوں کی قیامت اور ابدی عدالت۔ [۳] اگر خدا نے چاہا تو ہم اِن باتوں سے آگے کی تعلیم کی طرف قدم بڑھائیں گے۔

[۴] اگر وہ لوگ جن کے دل نُورِ الٰہی سے روشن ہو چُکے ہیں اور جو آسمانی بخشش کا مزہ چکھ چُکے ہیں، جو پاک رُوح پا چُکے ہیں، [۵] جو خدا کے عمدہ کلام اور آنے والی دُنیا کی قوّتوں کا ذائقہ لے چُکے ہیں [۶] اپنے ایمان سے برگشتہ ہو جائیں تو اُنہیں پھر سے توبہ کی طرف مائل کرنا ممکن نہیں کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کو اپنی اِس حرکت سے دوبارہ صلیب پر لٹکا کر اُس کی علانیہ بے عزّتی کرتے ہیں۔

[۷] جو زمین بارش سے متواتر سیراب ہوتی رہتی ہے وہ کاشتکاروں کو اچھّی فصل دیتی ہے اور خدا کی طرف سے برکت پاتی ہے [۸] اگر وہ زمین کانٹے اور جھاڑ جھنکاڑ اُگاتی رہے تو کسی کام کی نہیں۔ اُسے جلد ہی لعنتی سمجھ کر جلا دیا جاتا ہے۔

سلطنت میں میرے دسترخوان سے کھاؤ اور پیو بلکہ تُم شاہی تختوں پر بیٹھ کر اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کی عدالت کرو گے۔

۳۱ شمعُون! شمعُون! شیطان نے گڑگڑا کر اجازت چاہی کہ تمہیں گندم کی طرح پھٹکے ۳۲ لیکن میں نے تیرے لیے دعا کی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے اور جب تُو توبہ کر چکے تو اپنے بھائیوں کے ایمان کو مضبوط کرنا۔

۳۳ پطرس نے اُس سے کہا: اَے خداوند! تیرے ساتھ تو میں قید ہونے بلکہ مَرنے کو بھی تیار ہُوں۔

۳۴ لیکن یسُوع نے کہا: اَے پطرس! میں تجھ سے کہتا ہُوں کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا کہ مجھے جانتا تک نہیں۔

۳۵ اس کے بعد یسُوع نے اُن سے پُوچھا: جب میں نے تمہیں بٹوے، تھیلی اور جوتوں کے بغیر بھیجا تھا تو کیا تُم کسی چیز کے محتاج رہے تھے؟

اُنہوں نے کہا: کسی چیز کے نہیں۔

۳۶ اُس نے اُن سے کہا: مگر اب جس کے پاس بٹوا ہو وہ اُسے ساتھ رکھ لے اور اِسی طرح تھیلی بھی اور جس کے پاس تلوار نہ ہو وہ اپنے کپڑے بیچ کر تلوار خرید لے۔ ۳۷ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ یہ بات جو لکھی گئی ہے کہ وہ بدکرداروں میں شمار کیا گیا اُس کا میرے حق میں پُورا ہونا واجب ہے۔ اِس لیے کہ مجھ سے نسبت رکھنے والی ہر بات انجام تک پہنچنے والی ہے

۳۸ اُنہوں نے کہا: اَے خداوند! دیکھ، یہاں دو تلواریں ہیں۔

اُس نے اُن سے کہا: بہت ہیں۔

کوہِ زَیتُون پر خداوند یسُوع کی دعا

۳۹ پھر وہ باہر نکلا اور جیسا اُس کا دستور تھا وہ کوہِ زَیتُون پر گیا اور اُس کے شاگرد بھی اُس کے پیچھے ہو لیے۔ ۴۰ اُس جگہ پہنچ کر اُس نے اُن سے کہا: دعا کرو تاکہ تُم آزمایش میں نہ پڑو۔ ۴۱ اور وہ اُن سے ہٹ کر ذرا آگے چلا گیا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا: ۴۲ اَے باپ! اگر تیری مرضی ہو تو اِس پیالے کو میرے سامنے سے ہٹا لے لیکن پھر بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پُوری ہو۔

۴۳ اور آسمان سے ایک فرشتہ اُس پر ظاہر ہُوا جو اُسے تقویّت دیتا تھا۔ ۴۴ پھر وہ سخت درد و کرب میں مبتلا ہو کر اور بھی دِلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اُس کا پسینہ خون کی بوندوں کی مانند زمین پر ٹپکنے لگا۔

۴۵ دعا کے بعد وہ اُٹھا اور شاگردوں کے پاس واپس آیا تو اُنہیں غم کے مارے سوتے پایا ۴۶ اور اُن سے کہا: تُم سو کیوں رہے ہو؟ اُٹھ کر دعا مانگو تاکہ آزمایش میں نہ پڑو۔

خداوند یسُوع کی گرفتاری

۴۷ ابھی وہ یہ بات کہہ ہی رہا تھا کہ آدمیوں کا ایک ہجوم آ پہنچا اور اُن بارہ میں سے ایک جس کا نام یہوُداہ تھا اُن کے آگے آگے تھا۔ وہ یسُوع کو چُومنے کے لیے آگے بڑھا۔ ۴۸ لیکن یسُوع نے اُس سے کہا: یہوداہ کیا تُو ایک بوسہ سے ابنِ آدم کو پکڑواتا ہے؟

۴۹ جب یسُوع کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو کہا: اَے خداوند! کیا ہم تلوار چلائیں؟ ۵۰ اور اُن میں سے ایک نے سردار کاہن کے نوکر پر تلوار چلا کر اُس کا دایاں کان اُڑا دیا۔

۵۱ لیکن یسُوع نے جواب دیا: بس، بہت ہو چُکا اور اُس نے اُس کے کان کو چھُو کر اچھا کر دیا۔

۵۲ تب یسُوع نے سردار کاہنوں اور ہیکل کے سپاہیوں اور بزرگوں سے جو اُسے گرفتار کرنے آئے تھے کہا: کیا تُم تلواریں اور لاٹھیاں لے کر کسی ڈاکو کو پکڑنے نکلے ہو؟ ۵۳ جب میں ہر روز ہیکل میں تمہارے ساتھ ہوتا تھا تو تُم نے مجھ پر ہاتھ نہ ڈالا لیکن یہ تمہارے اور تاریکی کے اختیار کا وقت ہے۔

پطرس کا اِنکار کرنا

۵۴ تب اُنہوں نے یسُوع کو گرفتار کر لیا اور اُسے وہاں سے سردار کاہن کے گھر میں لے گئے۔ پطرس بھی کچھ فاصلہ پر رہ کر پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ۵۵ اُنہوں نے صحن کے بیچ میں آگ جلائی اور سب بیٹھ کر تاپنے لگے اور پطرس بھی اُن میں تھا۔ ۵۶ اور ایک کنیز نے اُسے آگ کے پاس بیٹھا دیکھ کر اُس پر نظریں گاڑ دیں اور کہا کہ یہ آدمی بھی اُس کے ساتھ تھا۔

۵۷ مگر اُس نے اِنکار کر کے کہا: اَے عورت میں اُسے نہیں جانتا۔

۵۸ تھوڑی دیر بعد کسی اور نے اُسے دیکھ کر کہا: تُو بھی اُنہی میں سے ہے۔

پطرس نے کہا: میں نہیں ہُوں۔

۵۹ تقریباً ایک گھنٹہ بعد کسی اور نے بڑے یقین سے کہا: یہ آدمی بلاشک اُس کے ساتھ تھا کیونکہ یہ بھی گلیلی ہی ہے۔

۶۰ لیکن پطرس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ تُو کیا کہتا ہے۔ وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ مُرغ نے بانگ دی۔ ۶۱ اور خداوند نے مُڑ کر پطرس کی طرف دیکھا اور پطرس کو خداوند کی وہ بات یاد آئی جو اُس نے پطرس سے کہی تھی کہ آج مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا۔ ۶۲ اور وہ باہر جا کر زار زار رویا۔

یکونیاہ سے سیالتی ایل اور سیالتی ایل سے زرُبابل پیدا ہُوا۔
[۱۳] زرُبابل سے ابیہُود، ابیہُود سے اَلیاقیم اور اَلیاقیم سے عازُور پیدا ہُوا،
[۱۴] عازُور سے صدُوق، صدُوق سے اَخیم اور اَخیم سے الیہُود پیدا ہُوا،
[۱۵] الیہُود سے الیعزر، الیعزر سے متّان اور متّان سے یعقوب پیدا ہُوا،
[۱۶] اور یعقوب سے یُوسُف پیدا ہُوا جو مریم کا شوہر تھا اور مریم سے یسُوع پیدا ہُوا جو مسیح کہلاتا ہے۔

[۱۷] چنانچہ ابرہام سے داؤد تک چودہ پُشتیں ہُوئیں، داؤد سے یہُودیوں کے جلاوطن ہوکر بابل جانے تک چودہ پُشتیں اور بابل میں جلاوطنی کے ایام سے مسیح تک چودہ پُشتیں ہُوئیں۔

خداوند یسُوع کی پیدایش

[۱۸] یسُوع مسیح کی پیدایش اِس طرح ہُوئی کہ جب اُس کی ماں مریم کی منگنی یُوسُف کے ساتھ ہوگئی تو وہ شادی سے پہلے ہی پاک روح کی قدرت سے حاملہ ہوگئی۔ [۱۹] اُس کا شوہر یُوسُف ایک راستباز آدمی تھا، اِس لیے اُس نے چُپکے سے منگنی توڑ دینے کا ارادہ کرلیا تاکہ مریم کی بدنامی نہ ہونے پائے۔
[۲۰] ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے ایک فرشتہ نے خواب میں ظاہر ہوکر اُس سے کہا: اَے یُوسُف اِبن داؤد! اپنی بیوی مریم کو اپنے گھر لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو بچّہ اُس کے پیٹ میں ہے وہ پاک روح کی قدرت سے ہے۔ [۲۱] مریم کے بیٹا ہوگا اور تُو اُس کا نام یسُوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے نجات دے گا۔
[۲۲] یہ سب کچھ اِس لیے ہُوا کہ خداوند کا وہ پیغام جو اُس نے اپنے نبی کی معرفت دیا تھا پُورا ہو کہ [۲۳] ایک کنواری حاملہ ہوگی اور اُس کے بیٹا ہوگا۔ وہ عمانُوایل کہلائے گا جس کا ترجمہ ہے ''خدا ہمارے ساتھ۔''
[۲۴] یُوسُف نے جاگ اُٹھنے کے بعد خداوند کے فرشتہ کے کہنے پر عمل کیا اور اپنی بیوی مریم کو گھر لے آیا [۲۵] لیکن اُس سے دُور رہا جب تک کہ اُس کے بیٹا نہ ہُوا، اور یُوسُف نے بچّے کا نام یسُوع رکھا۔

مجُوسیوں کی آمد

۲ جب یسُوع ہیرودیس بادشاہ کے عہد میں یہودیہ کے شہر بیت لحم میں پیدا ہُوا تو مشرق سے کئی مجُوسی یروشلیم پہنچے اور پُوچھنے لگے کہ [۲] یہُودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہُوا ہے وہ کہاں ہے؟ کیونکہ ہم مشرق میں اُس کا ستارہ دیکھ کر اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں۔
[۳] جب ہیرودیس بادشاہ نے یہ بات سُنی تو وہ اور اُس کے ساتھ یروشلیم کے سب لوگ گھبرا گئے۔ [۴] ہیرودیس سب سردار کاہنوں اور قوم کے علماءِ شریعت کو جمع کرکے اُن سے پُوچھنے لگا کہ مسیح کس جگہ پیدا ہوگا۔ [۵] اُنہوں نے اُس سے کہا: یہُودیہ کے بیت لحم میں کیونکہ نبی کی معرفت یوں کہا گیا ہے کہ

[۶] اَے بیت لحم تُو جو یہُوداہ کے علاقہ میں واقع ہے،
یہُوداہ کے حاکموں میں ہرگز کمترین نہیں؛
کیونکہ تجھ میں سے ایک ایسا حاکم برپا ہوگا
جو میری اُمّت اِسرائیل کی گلّہ بانی کرے گا۔

[۷] تب ہیرودیس نے مجُوسیوں کو چُپکے سے بلا کر اُن سے ستارے کے نمودار ہونے کا ٹھیک وقت دریافت کیا [۸] اور اُنہیں یہ کہہ کر بیت لحم بھیجا کہ جاؤ اور اُس بچّے کا ٹھیک ٹھیک پتہ کرو اور جب وہ تمہیں مل جائے تو مجھے خبر دو تاکہ میں بھی جا کر اُسے سجدہ کروں۔
[۹] وہ بادشاہ کی بات سُن کر روانہ ہُوئے اور وہ ستارہ جو اُنہیں مشرق میں دکھائی دیا تھا اُن کے آگے آگے چلنے لگا یہاں تک کہ اُس جگہ کے اوپر جا ٹھہرا جہاں وہ بچّہ موجود تھا۔ [۱۰] ستارے کو دیکھ کر اُنہیں بڑی خوشی ہُوئی۔ [۱۱] تب وہ اُس گھر میں داخل ہُوئے اور بچّے کو اُس کی ماں مریم کے پاس موجود پا کر اُس کے آگے سجدہ میں گر گئے اور اپنے ڈبّے کھول کر سونا، لوبان اور مُر اُس کی نذر کیا
[۱۲] اور خواب میں یہ ہدایت پا کر کہ وہ ہیرودیس کے پاس واپس نہ جائیں، وہ کسی دوسرے راستے سے اپنے وطن لوٹ گئے۔

مِصر میں پناہ لینا

[۱۳] اُن کے چلے جانے کے بعد خداوند کا ایک فرشتہ یُوسُف کو خواب میں دکھائی دیا اور کہنے لگا: اُٹھ! بچّے اور اُس کی ماں کو ساتھ لے کر مِصر بھاگ جا اور میرے کہنے تک وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اِس بچّے کو ڈھونڈ کر ہلاک کرنا چاہتا ہے۔
[۱۴] چنانچہ وہ اُٹھا اور بچّے اور اُس کی ماں کو ساتھ لے کر راتوں رات مِصر کو روانہ ہوگیا [۱۵] اور ہیرودیس کی وفات تک وہیں رہا تاکہ جو بات خداوند نے نبی کی معرفت کہی تھی وہ پُوری ہو جائے کہ میں نے مِصر سے اپنے بیٹے کو بلا لیا۔
[۱۶] جب ہیرودیس کو مجُوسیوں کی دھوکہ بازی کا پتہ چلا تو

اُسے بہت غُصّہ آیا۔ اُس نے بیت لحم اور اُس کی سب سرحدوں کے اندر سپاہی بھیج کر تمام لڑکوں کو جو دو سال یا اُس سے کم عمر کے تھے قتل کروا دیا۔ اُس نے (دو سال کے) اُس وقت کا حساب اُس صحیح اطّلاع کی بنیاد پر لگایا تھا جو وہ مجُوسیوں سے حاصل کر چکا تھا۔ [17] اِس طرح جو بات یرمیاہ نبی کی معرفت کہی گئی تھی پُوری ہوگئی کہ

[18] رامہ شہر میں ایک آواز سُنائی دی،
چیخنے، چلّانے اور بڑے ماتم کی آواز،
راخل اپنے بچّوں کے لیے رو رہی ہے
اور تسلّی نہیں پاتی،
کیونکہ وہ مر چُکے ہیں۔

مِصر سے واپس آنا

[19] ہیرودیس کی مَوت کے بعد خداوند کا پاک فرشتہ مِصر میں یُوسُف کو خواب میں دکھائی دیا اور کہنے لگا: [20] اُٹھ! بچّے اور اُس کی ماں کو لے کر اِسرائیل کے ملک میں چلا جا کیونکہ جو لوگ بچّے کو جان سے مار ڈالنا چاہتے تھے وہ مر چُکے ہیں۔
[21] لہٰذا وہ اُٹھا اور بچّے اور اُس کی ماں کو لے کر اِسرائیل کے ملک میں آ گیا۔ [22] مگر یہ سُن کر کہ ارخلاؤس اپنے باپ ہیرودیس کی جگہ یہوُدیہ کا بادشاہ بن چُکا ہے وہاں جانے سے ڈرا اور خواب میں آگاہی پا کر گلیل کے علاقہ کو روانہ ہوگیا۔ [23] اور وہاں پہنچ کر ناصرت نام شہر میں رہنے لگا تا کہ جو بات نبیوں کی معرفت کہی گئی تھی وہ پُوری ہو کہ وہ ناصری کہلائے گا۔

یوحنّا بپتسمہ دینے والے کی منادی

۳ اُن دِنوں یوحنّا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہوُدیہ کے بیابان میں جا کر یہ منادی کرنے لگا کہ [2] توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی جلد ہی قائم ہونے والی ہے۔ [3] یہ یوحنّا وہی ہے جس کے بارے میں یسعیاہ نبی کی معرفت یوں کہا گیا تھا:

بیابان میں پکارنے والے کی آواز آ رہی ہے کہ
خداوند کے لیے راستہ تیّار کرو،
اُس کی راہوں کو سیدھا کرو۔

[4] یوحنّا اونٹ کے بالوں کا لباس پہنتا تھا اور اپنی کمر کے گرد چمڑے کا پٹکا باندھے رہتا تھا اور اُس کی خوراک ٹڈّیوں اور جنگلی شہد پر مشتمل تھی۔ [5] یروشلیم، یہوُدیہ اور یردن کے سارے علاقوں سے لوگ نکل کر یوحنّا کے پاس جاتے تھے۔ [6] اور جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے تھے تو یوحنّا اُنہیں دریائے یردن میں بپتسمہ دیتا تھا۔
[7] لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بہت سے فریسی اور صدُوقی بپتسمہ لینے کی غرض سے اُس کے پاس آ رہے ہیں تو اُن سے کہا: تُم سانپوں کی اولاد ہو، تمہیں کس نے آگاہ کر دیا کہ آنے والے غضب سے بچ کر بھاگ نکلو۔ [8] اپنی توبہ کے لائق پھل بھی لاؤ۔ [9] اور اِس گمان میں نہ رہو کہ تُم ابرہام کی اولاد ہو۔ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ خدا اِن پتّھروں سے ابرہام کے لیے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ [10] اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا گیا ہے لہٰذا جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں جھونکا جاتا ہے۔
[11] میں تو تمہیں توبہ کے لیے پانی سے بپتسمہ دیتا ہُوں لیکن جو میرے بعد آنے والا ہے وہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہے۔ میں تو اُس کی جوتیاں بھی اُٹھانے کے لائق نہیں ہُوں۔ وہ تمہیں پاک رُوح اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ [12] اُس کا چھاج اُس کے ہاتھ میں ہے اور وہ اناج کو خوب پھٹکے گا۔ وہ گیہوں کو تو اپنے کھتّے میں جمع کرے گا لیکن بھوسے کو اُس آگ میں جھونک دے گا جو کبھی نہ بجھے گی۔

خداوند یسُوع کا بپتسمہ

[13] اُس وقت یسُوع گلیل سے دریائے یردن کے کنارے پہنچا تا کہ یوحنّا سے بپتسمہ لے۔ [14] لیکن یوحنّا نے اُسے منع کرتے ہُوئے کہا کہ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج تو میں ہُوں اور تُو میرے پاس آیا ہے؟
[15] مگر یسُوع نے جواب دیا: ابھی تو تُو ایسا ہی ہونے دے کیونکہ مناسب تو یہی ہے کہ ہم ساری راستبازی کو اِسی طرح پُورا کریں۔ تب یوحنّا راضی ہوگیا۔
[16] یسُوع بپتسمہ لینے کے بعد جوں ہی پانی سے باہر نکلا تو آسمان کُھل گیا اور اُس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اُترتے دیکھا۔ [17] ساتھ ہی آسمان سے یہ آواز سُنائی دی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں بہت خوش ہُوں۔

خداوند یسُوع کی آزمایش

۴ اُس کے بعد یسُوع روح کی ہدایت سے بیابان میں گیا تا کہ اِبلیس اُسے آزمائے۔ [2] چالیس دِن اور چالیس رات روزے رکھنے کے بعد یسُوع کو بھوک لگی، [3] تب آزمایش کرنے والے نے اُس کے پاس آ کر کہا: اگر تُو خدا کا بیٹا

[۱۲] اور جب سردار کاہن اور بزرگ اُس پر الزام لگانے لگے تو اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ [۱۳] اِس پر پیلاطُسؔ نے اُس سے کہا: دیکھ! یہ تیرے خلاف کیا کیا کہہ رہے ہیں، کیا تُو سُن نہیں رہا؟ [۱۴] لیکن یسُوعؔ نے جواب میں ایک لفظ بھی نہ کہا اور پیلاطُسؔ کو بڑا تعجب ہُوا۔

[۱۵] حاکم کا دستُور تھا کہ وہ عید پر ایک قیدی کو جسے لوگ چاہتے تھے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ [۱۶] اُس وقت اُن کا ایک آدمی قید میں تھا جو برؔابا کے نام سے مشہور تھا۔ [۱۷] جب وہ لوگ پیلاطُسؔ کے حُضور میں جمع ہُوئے تو پیلاطُسؔ نے اُن سے پُوچھا: تُم کیا چاہتے ہو، میں کسے تمہاری خاطر رِہا کروں؟ برؔابا کو یا یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہے؟ [۱۸] کیونکہ اُسے بخُوبی علم تھا کہ اُنہوں نے محض حسد کی وجہ سے اُسے پکڑوایا ہے۔

[۱۹] جب پیلاطُسؔ عدالت کی کرسی پر بیٹھا تو اُس کی بیوی نے اُسے یہ پیغام بھیجا کہ اِس نیک آدمی کے خلاف کچھ مت کرنا کیونکہ میں نے آج خواب میں اِس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔

[۲۰] لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو اُبھارا کہ وہ پیلاطُسؔ سے برؔابا کی رہائی کا مطالبہ کریں اور یسُوعؔ کو مروا ڈالیں۔

[۲۱] جب حاکم نے اُن سے پُوچھا: تُم اِن دونوں میں سے کسے چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے چھوڑ دُوں تو اُنہوں نے کہا: برؔابا کو۔ [۲۲] پیلاطُسؔ نے اُن سے کہا: پھر میں یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟

سب بول اُٹھے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

[۲۳] حاکم نے کہا: کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟

لیکن وہ اور بھی چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

[۲۴] جب پیلاطُسؔ نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑ رہا بلکہ اُلٹا بلوا شروع ہونے کو ہے تو اُس نے پانی لے کر لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا: میں اِس راستباز کے خُون سے بری ہوتا ہُوں۔ تُم جانو اور تمہارا کام۔

[۲۵] اور تمام لوگوں نے جواب دیا: اِس کا خُون ہم پر اور ہماری اولاد کی گردن پر۔

[۲۶] اِس پر پیلاطُسؔ نے اُن کی خاطر برؔابا کو رِہا کر دیا اور یسُوعؔ کو کوڑے لگوا کر اُن کے حوالہ کیا تا کہ اُسے صلیب پر چڑھایا جائے۔

سپاہی خداوند یسُوعؔ کی ہنسی اُڑاتے ہیں

[۲۷] تب پیلاطُسؔ کے سپاہیوں نے یسُوعؔ کو شاہی قلعہ کے اندرونی صحن میں لے جا کر فوجی دستہ کے سارے سپاہیوں کو اُس کے اردگرد جمع کیا۔ [۲۸] اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار ڈالے اور ایک قرمزی چوغہ پہنا دیا۔ [۲۹] پھر کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک سرکنڈا تھما دیا اور اُس کے سامنے گھٹنے ٹیک ٹیک کر اُس کی ہنسی اُڑانے لگے کہ اَے یہُودیوں کے بادشاہ، آداب! [۳۰] وہ اُس پر تھُوکتے تھے اور سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارتے تھے۔

[۳۱] جب اُس کی ہنسی اُڑا چکے تو چوغہ اُتار کر اُس کے اپنے کپڑے اُسے پہنائے اور وہاں سے لے کر چل دیئے تا کہ اُسے صلیب دیں۔

خداوند یسُوعؔ کا صلیب پر چڑھایا جانا

[۳۲] جب وہ وہاں سے نکل رہے تھے تو اُنہیں کُرینؔ کا ایک آدمی ملا جس کا نام شمعُونؔ تھا۔ اُنہوں نے اُسے بیگار میں پکڑا تا کہ وہ یسُوعؔ کی صلیب اُٹھا لے چلے [۳۳] اور گُلگتؔا نام کے مقام پر پہنچے، جس کا مطلب ہے کھوپڑی کی جگہ۔ [۳۴] وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو مُر ملی ہُوئی مَے پینے کے لیے دی لیکن اُس نے چکھ کر اُسے پینے سے اِنکار کر دیا۔ [۳۵] جب وہ اُسے صلیب پر چڑھا چکے تو قرعہ ڈال کر اُس کے کپڑوں کو آپس میں بانٹ لیا [۳۶] اور وہیں بیٹھ کر اُس کی نگہبانی کرنے لگے [۳۷] اور اُنہوں نے اُس کا اِلزام ایک تختی پر لکھ کر اُس کے سر کے اوپر کی جگہ پر لگا دیا کہ یہ ”**یہُودیوں کا بادشاہ یسُوعؔ**“ ہے۔ [۳۸] اُس وقت اُس کے ساتھ دو ڈاکُو بھی مصلُوب ہُوئے۔ ایک اُس کی دائیں اور دوسرا بائیں طرف۔ [۳۹] وہاں سے گزرنے والے سب لوگ سر ہلا ہلا کر یسُوعؔ کو لعن طعن کرتے تھے اور کہتے تھے: [۴۰] اَے ہیکل کے ڈھانے والے اور تین دِن میں بنانے والے! اپنے آپ کو بچا۔ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔

[۴۱] اِسی طرح سردار کاہن، شریعت کے عالم اور بزرگ بھی اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے اور کہتے تھے: [۴۲] اِس نے اوروں کو بچایا لیکن اپنے آپ کو نہیں بچا سکا، یہ تو اِسرائیلؔ کا بادشاہ ہے! اگر اب بھی صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ [۴۳] اِس کا توکّل خدا پر ہے۔ اگر خدا اِسے چاہتا ہے تو اب بھی اِسے بچا لے۔ کیونکہ اِس نے کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہُوں۔ [۴۴] اِسی طرح وہ ڈاکو بھی جو اُس کے ساتھ مصلُوب ہُوئے تھے اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

[۴۵] بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک سارے ملک میں اندھیرا چھایا رہا [۴۶] اور تین بجے کے قریب یسُوعؔ بڑی اونچی آواز سے چلّایا: ایلی، ایلی، لما شبقتنی، جس کا مطلب ہے: اَے میرے

۳۶ یسُوؔع نے کہا: میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں۔ اگر دنیا کی ہوتی تو میرے خادم جنگ کرتے اور مجھے یہُودیوں کے ہاتھوں گرفتار نہ ہونے دیتے۔ لیکن ابھی میری بادشاہی یہاں کی نہیں۔

۳۷ پیلاطُسؔ نے کہا: تو کیا تُو بادشاہ ہے؟ یسُوؔع نے جواب دیا: یہ تو تیرا کہنا ہے کہ میں بادشاہ ہُوں۔ دراصل میں اِس لیے پیدا ہُوا اور اِس مقصد سے دنیا میں آیا کہ حق کی گواہی دُوں۔ جو حق دوست ہوتا ہے وہ میری سُنتا ہے۔

۳۸ پیلاطُسؔ نے پُوچھا: حق کیا ہے؟ یہ کہتے ہی وہ پھر یہُودیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا: میں تو اُس شخص کو مُجرم نہیں سمجھتا۔ ۳۹ لیکن تمہارے دستُور کے مطابق میں فسح کے موقع پر تمہارے لیے ایک قیدی کو رِہا کر دیتا ہُوں۔ کیا تُم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے یہُودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دُوں؟

۴۰ وہ پھر چلاّنے لگے: نہیں نہیں، اُسے نہیں، ہمارے لیے برؔابا کو رِہا کر دے۔ برؔابا ایک ڈاکو تھا۔

۱۹ تب پیلاطُسؔ نے یسُوؔع کو لے جا کر کوڑے لگوائے ۲ اور فوج کے سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج بنایا اور اُس کے سر پر رکھا اور اُسے سُرخ رنگ کا چوغہ پہنا دیا۔ ۳ وہ بار بار اُس کے سامنے جاتے اور کہتے تھے کہ اَے یہُودیوں کے بادشاہ! تجھے آداب اور اُس کے مُنہ پر تھپڑ مارتے تھے۔

۴ پیلاطُسؔ ایک بار پھر باہر آیا اور یہُودیوں سے کہنے لگا: دیکھو میں اُسے تمہارے پاس باہر لا رہا ہُوں۔ تمہیں معلوم ہو کہ میں کسی بنا پر بھی اُس پر فردِ جُرم عائد نہیں کر سکتا۔ ۵ جب یسُوؔع کانٹوں کا تاج سر پر رکھے اور سُرخ چوغہ پہنے ہُوئے باہر آیا تو پیلاطُسؔ نے یہُودیوں سے کہا: ''یہ رہا وہ آدمی۔''

۶ سردار کاہن اور اُن کے سپاہی اُسے دیکھتے ہی چلاّنے لگے: اُسے صلیب دے! اُسے صلیب دے!

لیکن پیلاطُسؔ نے جواب دیا: تُم ہی اِسے لے جاؤ اور صلیب دو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اِسے مُجرم ٹھہرانے کا کوئی سبب نہیں پاتا۔

۷ یہُودی اِصرار کرنے لگے کہ ہم اہلِ شریعت ہیں اور ہماری شریعت کے مطابق وہ واجبُ القتل ہے کیونکہ اُس نے کہا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔

۸ جب پیلاطُسؔ نے یہ سُنا تو وہ اور بھی ڈرنے لگا اور واپس محل میں چلا گیا۔ وہاں اُس نے یسُوؔع سے پُوچھا: تُو کہاں کا ہے؟ لیکن یسُوؔع نے کوئی جواب نہ دیا۔ ۹ پیلاطُسؔ نے کہا: تُو بولتا کیوں نہیں؟ ۱۰ کیا تجھے پتا نہیں کہ مجھے اِختیار ہے کہ تجھے چھوڑ دُوں یا صلیب پر لٹکا دُوں؟

۱۱ یسُوؔع نے جواب دیا: اگر یہ اِختیار تجھے اُوپر سے نہ ملا ہوتا تو تیرا مجھ پر کوئی اِختیار نہ ہوتا۔ مگر جس شخص نے مجھے تیرے حوالہ کیا ہے وہ اور بھی بڑے گناہ کا مُرتکِب ہُوا ہے۔

۱۲ اِس کے بعد پیلاطُسؔ نے یسُوؔع کو چھوڑ دینے کی کوشش کی لیکن یہُودی چلاّ چلاّ کر کہنے لگے کہ اگر تُو اِس شخص کو چھوڑ دے گا تو تُو قیصرؔ کا خیرخواہ نہیں۔ اگر کوئی اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ قیصرؔ کا مخالف سمجھا جاتا ہے۔

۱۳ جب پیلاطُسؔ نے یہ سُنا تو اُس نے یسُوؔع کو باہر بُلایا اور اپنے تختِ عدالت پر بیٹھ گیا جو ایک سنگی چبوترے پر قائم تھا جسے آرامی زبان میں گبتاؔ کہتے ہیں۔ ۱۴ فسح کی تیاری کے ہفتے کا پہلا دِن تھا اور شام ہونے والی تھی۔

پیلاطُسؔ نے یہُودیوں سے کہا: یہ رہا تمہارا بادشاہ۔

۱۵ لیکن وہ چلاّئے کہ اُسے یہاں سے دُور کر دے، دُور کر دے اور حکم دے کہ اُسے صلیب پر لٹکایا جائے۔

پیلاطُسؔ نے کہا: کیا میں اُسے جو تمہارا بادشاہ ہے مصلوُب کر دُوں؟

سردار کاہنوں نے کہا: قیصرؔ کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔

۱۶ اِس پر پیلاطُسؔ نے یسُوؔع کو اُن کے حوالہ کر دیا تاکہ اُسے صلیب پر لٹکا دیا جائے۔

چنانچہ وہ اُسے اپنے قبضہ میں لے کر وہاں سے چلے گئے۔

خداوند یسُوع کا صلیب پر لٹکایا جانا

۱۷ یسُوؔع اپنی صلیب اُٹھا کر کھوپڑی کے مقام کی طرف روانہ ہُوا جسے عبرانی زبان میں گُلگتاؔ کہتے ہیں۔ ۱۸ وہاں اُنہوں نے یسُوؔع کو اور اُس کے ساتھ دو اور آدمیوں کو بھی مصلوُب کیا، ایک کو یسُوؔع کی ایک طرف اور دُوسرے کو دُوسری طرف اور یسُوؔع کو بیچ میں۔

۱۹ پیلاطُسؔ نے ایک کتبہ تیار کرا کر صلیب پر لگا دیا۔ اُس پر یہ تحریر تھا: **''یسُوع ناصری، یہُودیوں کا بادشاہ۔''**

۲۰ کئی یہُودیوں نے یہ کتبہ پڑھا کیونکہ جس جگہ یسُوؔع کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا وہ شہر کے نزدیک ہی تھی اور کتبہ کی عبارت عبرانی، لاطینی اور یُونانی تینوں زبانوں میں لکھی گئی تھی۔ ۲۱ یہُودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلاطُسؔ سے درخواست کی کہ یہُودیوں کا بادشاہ نہ لکھ بلکہ یہ کہ اُس کا دعویٰ تھا کہ میں یہُودیوں کا بادشاہ ہُوں۔

[۱۲] اور جب سردار کاہن اور بزرگ اُس پر اِلزام لگانے لگے تو اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ [۱۳] اِس پر پیلاطُسؔ نے اُس سے کہا: دیکھ! یہ تیرے خلاف کیا کیا کہہ رہے ہیں، کیا تُو سُن نہیں رہا؟ [۱۴] لیکن یسُوعؔ نے جواب میں ایک لفظ بھی نہ کہا اور پیلاطُسؔ کو بڑا تعجب ہُوا۔

[۱۵] حاکم کا دستُور تھا کہ وہ عید پر ایک قیدی کو جسے لوگ چاہتے تھے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ [۱۶] اُس وقت اُن کا ایک آدمی قید میں تھا جو برؔابا کے نام سے مشہور تھا۔ [۱۷] جب وہ لوگ پیلاطُسؔ کے حُضور میں جمع ہُوئے تو پیلاطُسؔ نے اُن سے پُوچھا: تُم کیا چاہتے ہو، میں کِسے تمہاری خاطر رِہا کروں؟ برؔابا کو یا یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہے؟ [۱۸] کیونکہ اُسے بخوبی علم تھا کہ اُنہوں نے محض حسد کی وجہ سے اُسے پکڑوایا ہے۔

[۱۹] جب پیلاطُسؔ عدالت کی کرسی پر بیٹھا تو اُس کی بیوی نے اُسے یہ پیغام بھیجا کہ اِس نیک آدمی کے خلاف کچھ مت کرنا کیونکہ میں نے آج خواب میں اِس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔

[۲۰] لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو اُبھارا کہ وہ پیلاطُسؔ سے برؔابا کی رہائی کا مطالبہ کریں اور یسُوعؔ کو مروا ڈالیں۔

[۲۱] جب حاکم نے اُن سے پُوچھا: تُم اِن دونوں میں سے کِسے چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے چھوڑ دُوں تو اُنہوں نے کہا: برؔابا کو۔ [۲۲] پیلاطُسؔ نے اُن سے کہا: پھر میں یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟

سب بول اُٹھے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

[۲۳] حاکم نے کہا: کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟

لیکن وہ اور بھی چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

[۲۴] جب پیلاطُسؔ نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑ رہا بلکہ اُلٹا بلوا شروع ہونے کو ہے تو اُس نے پانی لے کر لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا: میں اِس راستباز کے خُون سے بری ہوتا ہُوں۔ تُم جانو اور تمہارا کام۔

[۲۵] اور تمام لوگوں نے جواب دیا: اِس کا خُون ہم پر اور ہماری اولاد کی گردن پر۔

[۲۶] اِس پر پیلاطُسؔ نے اُن کی خاطر برؔابا کو رِہا کر دیا اور یسُوعؔ کو کوڑے لگوا کر اُن کے حوالہ کیا تاکہ اُسے صلیب پر چڑھایا جائے۔

سپاہی خداوند یسُوعؔ کی ہنسی اُڑاتے ہیں

[۲۷] تب پیلاطُسؔ کے سپاہیوں نے یسُوعؔ کو شاہی قلعہ کے اندرونی صحن میں لے جا کر فوجی دستہ کے سارے سپاہیوں کو اُس کے اِرد گرد جمع کیا۔ [۲۸] اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار ڈالے اور ایک قرمزی چوغہ پہنا دیا۔ [۲۹] پھر کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک سرکنڈا تھما دیا اور اُس کے سامنے گھٹنے ٹیک ٹیک کر اُس کی ہنسی اُڑانے لگے کہ اَے یہُودیوں کے بادشاہ، آداب! [۳۰] وہ اُس پر تھُوکتے تھے اور سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارتے تھے۔

[۳۱] جب اُس کی ہنسی اُڑا چُکے تو چوغہ اُتار کر اُس کے اپنے کپڑے اُسے پہنائے اور وہاں سے لے کر چل دیئے تاکہ اُسے صلیب دیں۔

خداوند یسُوعؔ کا صلیب پر چڑھایا جانا

[۳۲] جب وہ وہاں سے نکل رہے تھے تو اُنہیں کُرینؔ کا ایک آدمی مِلا جس کا نام شمعُون تھا۔ اُنہوں نے اُسے بیگار میں پکڑا تاکہ وہ یسُوعؔ کی صلیب اُٹھا لے چلے [۳۳] اور گُلگُتؔا نام کے مقام پر پہنچے، جس کا مطلب ہے کھوپڑی کی جگہ۔ [۳۴] وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو مُر ملی ہُوئی مَے پینے کے لیے دی لیکن اُس نے چکھ کر اُسے پینے سے اِنکار کر دیا۔ [۳۵] جب وہ اُسے صلیب پر چڑھا چُکے تو قُرعہ ڈال کر اُس کے کپڑوں کو آپس میں بانٹ لیا [۳۶] اور وہیں بیٹھ کر اُس کی نگہبانی کرنے لگے [۳۷] اور اُنہوں نے اُس کا اِلزام ایک تختی پر لکھ کر اُس کے سر کے اوپر کی جگہ پر لگا دیا کہ یہ "**یہُودیوں کا بادشاہ یسُوعؔ**" ہے۔ [۳۸] اُس وقت اُس کے ساتھ دو ڈاکُو بھی مصلُوب ہُوئے۔ ایک اُس کی دائیں اور دوسرا بائیں طرف۔ [۳۹] وہاں سے گزرنے والے سب لوگ سر ہلا ہلا کر یسُوعؔ کو لعن طعن کرتے تھے اور کہتے تھے: [۴۰] اَے ہیکل کے ڈھانے والے اور تین دِن میں بنانے والے! اپنے آپ کو بچا۔ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔

[۴۱] اِسی طرح سردار کاہن، شریعت کے عالم اور بزرگ بھی اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے اور کہتے تھے: [۴۲] اِس نے اوروں کو بچایا لیکن اپنے آپ کو نہیں بچا سکا، یہ تو اِسرائیلؔ کا بادشاہ ہے! اگر اب بھی صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ [۴۳] اِس کا توکّل خدا پر ہے۔ اگر خدا اِسے چاہتا ہے تو اب بھی اِسے بچا لے۔ کیونکہ اِس نے کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہُوں۔ [۴۴] اِسی طرح وہ ڈاکو بھی جو اُس کے ساتھ مصلُوب ہُوئے تھے اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

[۴۵] بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک سارے ملک میں اندھیرا چھایا رہا [۴۶] اور تین بجے کے قریب یسُوعؔ بڑی اونچی آواز سے چلّایا: ایلی، ایلی، لما شبقتنی، جس کا مطلب ہے: اَے میرے

سب سردار کاہن، یہودی بزرگ اور شریعت کے عالم جمع تھے۔ [۵۴] اور پطرس بھی دُور سے یسوع کا پیچھا کرتے ہُوئے سردار کاہن کی حویلی کے اندر صحن تک جا پہنچا۔ وہاں وہ پہرہ داروں کے ساتھ بیٹھ کر آگ تاپنے لگا۔

[۵۵] سردار کاہن اور عدالتِ عالیہ کے سب ارکان کسی ایسی شہادت کی تلاش میں تھے جس کی بنا پر وہ یسوع کو قتل کروا سکیں مگر نہ پا سکے۔ [۵۶] اور جنہوں نے جھوٹی گواہیاں دیں اُن کے بیان بھی یکساں نہ نکلے۔

[۵۷] بعض آدمیوں نے کھڑے ہو کر اُس کے خلاف یہ جھوٹی گواہی دی کہ [۵۸] ہم نے اُسے یہ کہتے سُنا ہے کہ میں اِس مقدس کو جو ہاتھ کا بنا ہُوا ہے، ڈھا دُوں گا اور تین دِن میں دوسرا کھڑا کر دُوں گا جو ہاتھ کا بنا ہُوا نہ ہوگا۔ [۵۹] مگر اِس دفعہ بھی اُن کی گواہی یکساں نہ تھی۔

[۶۰] تب سردار کاہن اُن کے بیچ میں کھڑے ہو کر یسوع سے پُوچھنے لگا: کیا تیرے پاس کوئی جواب نہیں؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دے رہے ہیں؟ [۶۱] لیکن وہ خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا۔

سردار کاہن نے ایک بار پھر پُوچھا: کیا تُو مبارک خدا کا بیٹا مسیح ہے؟

[۶۲] یسوع نے جواب دیا: ہاں، میں ہُوں اور تُم ابنِ آدم کو قادرِ مطلق کی دائیں طرف بیٹھا اور آسمان کے بادلوں میں آتا دیکھو گے۔

[۶۳] تب سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا: اب ہمیں گواہوں کی کیا ضرورت ہے؟ [۶۴] تُم نے یہ کفر سُنا، تمہاری کیا رائے ہے؟

اُن سب کا فیصلہ یہ تھا کہ اُسے مَوت کی سزا دی جائے۔ [۶۵] اُن میں سے بعض یسوع پر تھوکنے لگے اور اُس کی آنکھوں پر پٹّی باندھ کر اُسے مُکّے مار مار کر پُوچھنے لگے کہ اگر تُو نبی ہے تو بتا کہ کس نے تجھے مارا؟ اور عدالت کے سپاہیوں نے اُسے طمانچے مارے اور اپنے قبضہ میں لے لیا۔

پطرس کا اِنکار کرنا

[۶۶] ابھی پطرس نیچے صحن ہی میں تھا کہ سردار کاہن کی ایک کنیز وہاں آئی۔ [۶۷] اُس نے پطرس کو آگ تاپتے دیکھ کر اُس پر نظر ڈالی اور کہنے لگی:

تُو بھی اُس یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔

[۶۸] مگر اُس نے اِنکار کیا اور کہا: میں کچھ نہیں جانتا اور سمجھتا کہ تُو کیا کہہ رہی ہے اور وہ باہر ڈیوڑھی میں چلا گیا اور مُرغ نے بانگ دی۔

[۶۹] جب اُس کنیز نے اُسے وہاں دیکھا تو اُن سے جو پاس کھڑے تھے ایک بار پھر کہا: یہ آدمی اُن ہی میں سے ہے۔ [۷۰] پطرس نے پھر اِنکار کیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگ جو پاس کھڑے تھے پطرس سے پھر کہنے لگے: یقیناً تُو اُن ہی میں سے ہے کیونکہ تُو بھی تو گلیلی ہے۔

[۷۱] تب پطرس بولا: میں قسم کھا کر کہتا ہُوں کہ جس شخص کی تُم بات کر رہے ہو میں اُسے بالکل نہیں جانتا اور اگر میں جھوٹا ہُوں تو مجھ پر لعنت ہو۔

[۷۲] عین اُسی وقت مُرغ نے دوسری دفعہ بانگ دی۔ تب پطرس کو یاد آیا کہ یسوع نے اُس سے کہا تھا کہ مُرغ کے دو بار بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا اِنکار کرے گا اور اِس بات پر غور کر کے وہ رو پڑا۔

پیلاطُس کی عدالت میں یسوع کی پیشی

۱۵ صبح ہوتے ہی سردار کاہنوں نے یہودی بزرگوں، شریعت کے عالموں اور عدالتِ عالیہ کے باقی اراکین سے مل کر مشورہ کیا اور فیصلہ کر کے یسوع کو بندھوایا اور لے جا کر پیلاطُس کے حوالہ کر دیا۔

[۲] پیلاطُس نے اُس سے پُوچھا: کیا تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟

اُس نے جواب دیا: تُو خود ہی کہہ رہا ہے۔

[۳] سردار کاہن اُس پر طرح طرح کے اِلزام لگانے لگے۔ [۴] لہٰذا پیلاطُس نے اُس سے دوبارہ پُوچھا اور کہا: کیا تیرے پاس کوئی جواب نہیں؟ دیکھ! یہ تجھ پر کتنی باتوں کا اِلزام لگا رہے ہیں۔ [۵] لیکن پھر بھی یسوع نے کوئی جواب نہیں دیا اور پیلاطُس کو بڑا تعجب ہُوا۔

[۶] پیلاطُس کا دستُور تھا کہ وہ عید پر ایک ایسے قیدی کو رہا کر دیتا تھا جس کی رہائی کی لوگ درخواست کرتے تھے۔ [۷] برابّا نام ایک آدمی اُن باغیوں کے ساتھ قید میں تھا جنہوں نے بغاوت کے دوران خون کیا تھا۔ [۸] عوام ایک ہجوم کی شکل میں پیلاطُس کے حضور میں جمع ہُوئے اور اُس سے عرض کرنے لگے کہ اپنے دستُور کے مطابق عمل کر۔

[۹] پیلاطُس نے جواب میں کہا: کیا تُم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دُوں؟ [۱۰] کیونکہ پیلاطُس کو بخوبی علم تھا کہ سردار کاہنوں نے محض حسد کی بنا پر یسوع کو اُس کے حوالہ کیا ہے۔ [۱۱] مگر سردار کاہنوں نے ہجوم کو اُکسایا کہ پیلاطُس سے تقاضا کریں کہ وہ اُن کی خاطر برابّا کو چھوڑ دے۔

سپاہی خداوند یسُوع کی ہنسی اُڑاتے ہیں

۶۳ جو آدمی یسُوع کو اپنے قبضہ میں لیے ہُوئے تھے اُس کی ہنسی اُڑاتے اور اُسے مارتے تھے۔ ۶۴ وہ اُس کی آنکھوں پر پٹّی باندھ کر پُوچھتے تھے کہ نبُوّت سے بتا کہ کس نے تجھے مارا؟ ۶۵ اور اُنہوں نے اُس کے خلاف بہت سی کفر آمیز باتیں بھی کہیں۔

خداوند یسُوع کی عدالتِ عالیہ میں پیشی

۶۶ صُبح ہوتے ہی قوم کے بزرگ یعنی سردار کاہن اور شریعت کے عالم جمع ہُوئے اور یسُوع کو اپنی عدالتِ عالیہ میں لا کر ۶۷ کہنے لگے: اگر تُو مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔

اُس نے اُن سے کہا: اگر میں تُم سے کہہ بھی دُوں تب بھی تُم یقین نہ کرو گے۔ ۶۸ اور اگر تُم سے پُوچھوں، تو تُم جواب نہ دو گے۔ ۶۹ لیکن اب سے ابنِ آدم خدا تعالیٰ کی داہنی طرف بیٹھا رہے گا۔

۷۰ اِس پر وہ سب بول اُٹھے کہ کیا تُو خدا کا بیٹا ہے؟

اُس نے جواب دیا کہ تُم خود کہتے ہو کہ میں ہُوں۔

۷۱ اُنہوں نے کہا: اب ہمیں اور گواہی کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ ہم نے اُسی کے مُنہ سے سُن لیا ہے۔

پیلاطُس کے سامنے پیشی

۲۳ تب وہ سب کے سب اُٹھے اور یسُوع کو پیلاطُس کے پاس لے گئے ۲ اور اُس پر یہ کہہ کر الزام لگانے لگے کہ ہم نے اِسے ہماری قوم کو بہکاتے پایا ہے۔ وہ قیصر کو ٹیکس ادا کرنے سے منع کرتا ہے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتا ہے۔

۳ تب پیلاطُس نے اُس سے پُوچھا: کیا تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟

یسُوع نے اُسے جواب دیا: تُو نے خود ہی کہہ دیا۔

۴ پیلاطُس نے سردار کاہنوں اور عوام سے کہا: میں اِس شخص میں کوئی قصُور نہیں پاتا۔

۵ لیکن وہ اصرار کر کے کہنے لگے۔ وہ یہودیہ میں گلیل سے لے کر یہاں تک لوگوں کو سکھاتا اور اُکساتا ہے۔

۶ جب پیلاطُس نے یہ سُنا تو اُس نے پُوچھا: کیا یہ آدمی گلیلی ہے؟ ۷ اور جونہی اُسے معلوم ہُوا کہ وہ ہیرودیس کی عملداری کا ہے، اُسے ہیرودیس کے پاس بھیج دیا جو اُن دِنوں خود بھی یروشلیم میں تھا۔

ہیرودیس کے سامنے پیشی

۸ جب ہیرودیس نے یسُوع کو دیکھا تو نہایت ہی خوش ہُوا، اِس لیے کہ اُسے ایک عرصے سے یسُوع کو دیکھنے کی خواہش تھی اور اُس نے اُس کے بارے میں بہت سی باتیں سُن رکھی تھیں اور اُسے اُمید تھی کہ وہ یسُوع کا کوئی معجزہ بھی دیکھ سکے گا۔ ۹ اُس نے یسُوع سے بہت کچھ پُوچھا لیکن یسُوع نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ ۱۰ اور سردار کاہن اور شریعت کے عالم اُٹھ اُٹھ کر بڑے زور شور سے اُس پر الزام لگانے لگے۔ ۱۱ تب ہیرودیس نے بھی اپنے سپاہیوں کے ساتھ مل کر یسُوع کی بے عزّتی کی اور اُس کی ہنسی اُڑائی۔ پھر ایک چمکدار چوغہ پہنا کر اُسے پیلاطُس کے پاس واپس بھیج دیا۔ ۱۲ اُسی دِن پیلاطُس اور ہیرودیس ایک دُوسرے کے دوست بن گئے حالانکہ اِس سے پہلے اُن میں دُشمنی تھی۔

۱۳ تب پیلاطُس نے سردار کاہنوں، حاکموں اور عوام کو جمع کیا ۱۴ اور اُن سے کہا: تُم اِس شخص کو میرے پاس یہ کہتے ہُوئے لائے ہو کہ یہ لوگوں کو بہکاتا ہے اور میں نے خود بھی تمہارے سامنے پُوچھ تاچھ کی مگر جس جرم کا الزام تُم اُس پر لگاتے ہو، میں نے اُسے اُس کا قصُوروار نہیں پایا۔ ۱۵ اور نہ ہیرودیس نے، جس نے اُسے ہمارے پاس واپس بھیج دیا۔ دیکھو، اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہُوا جو اُسے قتل کے لائق ٹھہرائے۔ ۱۶ لہٰذا میں اُسے پٹوا کر چھوڑ دُوں گا۔ [۱۷ اُسے لازم تھا کہ عید کے موقع پر مجرموں میں سے کسی ایک کو اُن کی خاطر رہا کر دے۔] ۱۸ وہ ایک آواز ہو کر چلاّنے لگے کہ اِس آدمی کو ٹھکانے لگا دے اور برابّا کو ہماری خاطر رہا کر دے۔ ۱۹ برابّا شہر میں بغاوت اور قتل کے سلسلہ میں قید میں ڈالا گیا تھا۔

۲۰ پیلاطُس نے یسُوع کو رہا کرنے کے اِرادہ سے اُن سے دوبارہ پُوچھا۔ ۲۱ لیکن وہ چلاّنے لگے کہ تُو اِسے صلیب دے، صلیب دے!

۲۲ تب اُس نے اُن سے تیسری بار کہا: کیوں؟ آخر اُس نے کون سا جرم کیا ہے؟ میں نے اُس میں ایسا کوئی قصُور نہیں پایا کہ وہ سزائے مَوت کا مُستحق ہو۔ اِس لیے میں اُسے پٹوا کر چھوڑ دیتا ہُوں۔

۲۳ لیکن وہ چلاّ چلاّ کر مطالبہ کرنے لگے کہ وہ مصلُوب کیا جائے اور اُن کا چلاّنا کارگر ثابت ہوا۔ ۲۴ پس پیلاطُس نے اُن کی درخواست کے مطابق مَوت کا حکم صادر کر دیا۔ ۲۵ اور جو آدمی بغاوت اور خون کے جرم میں قید میں تھا اور جس کی رہائی کے لیے اُنہوں نے درخواست کی تھی اُسے چھوڑ دیا مگر یسُوع کو اُن کی مرضی کے موافق سپاہیوں کے حوالے کر دیا۔

۲۲ پِیلاطُسؔ نے جواب دیا: میں نے جو کچھ لکھ دیا وہ لکھ دیا۔
۲۳ جب سپاہی یِسُوعؔ کو مصلُوب کر چُکے تو اُنہوں نے یِسُوعؔ کے کپڑے لیے اور اُن کے چار حِصّے کیے تاکہ ہر ایک کو ایک ایک حِصّہ مِل جائے۔ صِرف اُس کا کُرتا باقی رہ گیا جو بغیر کسی جوڑ کے اُوپر سے نیچے تک بُنا ہُوا تھا۔
۲۴ اُنہوں نے آپس میں کہا کہ اِس کے ٹُکڑے کرنے کی بجائے اِس پر قُرعہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ کس کے حِصّہ میں آتا ہے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ

اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لیے
اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالا۔

چنانچہ سپاہیوں نے یہی کیا۔
۲۵ یِسُوعؔ کی صلیب کے پاس اُس کی ماں، ماں کی بہن مریمؔ جو کلوپاسؔ کی بیوی تھی اور مریمؔ مگدلینی کھڑی تھیں۔ ۲۶ جب یِسُوعؔ نے اپنی ماں کو اور اپنے ایک عزیز شاگرد کو نزدیک ہی کھڑے دیکھا تو ماں سے کہا: اَے خاتُون! اب سے تیرا بیٹا یہ ہے۔ ۲۷ اور شاگرد سے کہا: اب سے تیری ماں یہ ہے۔ وہ شاگرد اُسی وقت اُسے اپنے گھر لے گیا۔

خداوند یِسُوعؔ کی مَوت

۲۸ جب یِسُوعؔ نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہُوئیں تو اِس لیے کہ پاک کلام کا لکھا پُورا ہو، اُس نے کہا: "میں پیاسا ہُوں۔" ۲۹ نزدیک ہی ایک مرتبان سِرکے سے بھرا رکھا تھا۔ اُنہوں نے اِسفنج کو سِرکے میں ڈبو کر سرکنڈے کے سِرے پر رکھ کر یِسُوعؔ کے ہونٹوں سے لگایا۔ ۳۰ یِسُوعؔ نے اُسے پیتے ہی کہا: "پُورا ہُوا" اور سر جُھکا کر جان دے دی۔
۳۱ یہ فسح کی تیّاری کا دِن تھا اور اگلا دِن خُصُوصی سبت تھا۔ یہُودی نہیں چاہتے تھے کہ سبت کے دِن لاشیں صلیبوں پر ٹنگی رہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے پِیلاطُسؔ کے پاس جا کر درخواست کی کہ مُجرموں کی ٹانگیں توڑ کر اُن کی لاشوں کو نیچے اُتار لیا جائے۔ ۳۲ چنانچہ سپاہی آئے اور اُنہوں نے پہلے اُن دو آدمیوں کی ٹانگیں توڑیں جنہیں یِسُوعؔ کے ساتھ مصلُوب کیا گیا تھا۔ ۳۳ لیکن جب یِسُوعؔ کی باری آئی تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ تو پہلے ہی مر چُکا ہے لہٰذا اُنہوں نے اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ ۳۴ مگر سپاہیوں میں سے ایک نے اپنا نیزہ لے کر یِسُوعؔ کے پہلو میں مارا اور اُس کی پسلی چھید ڈالی جس سے فوراً خُون اور پانی بہنے لگا۔ ۳۵ جو شخص اِس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے وہ گواہی دیتا ہے اور اُس کی گواہی سچّی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تاکہ تُم بھی ایمان لاؤ۔
۳۶ یہ ساری باتیں اِس لیے ہُوئیں کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ "اُس کی کوئی ہڈّی نہ توڑی جائے گی۔" ۳۷ اور پاک کلام ایک اور جگہ کہتا ہے کہ "وہ اُس پر جسے اُنہوں نے چھید ڈالا نظر کریں گے۔"

خداوند یِسُوعؔ کی تدفین

۳۸ اِن باتوں کے بعد ایک شخص یُوسُفؔ جو اَرِمتیا کا باشندہ تھا پِیلاطُسؔ کے پاس گیا اور اُس سے یِسُوعؔ کی لاش کو لے جانے کی اجازت مانگی۔ یہ شخص یہُودیوں کے ڈر کی وجہ سے خُفیہ طور پر یِسُوعؔ کا شاگرد تھا۔ وہ پِیلاطُسؔ سے اجازت لے کر آیا اور یِسُوعؔ کی لاش کو لے گیا۔ ۳۹ نیکُدیمُسؔ بھی آیا جس نے کچھ عرصہ پہلے یِسُوعؔ سے رات میں مُلاقات کی تھی۔ وہ اپنے ساتھ مُرّ اور عُود ایسی چیزوں سے بنا ہُوا خُوشبودار مسالہ لایا تھا جو وزن میں تقریباً پچاس سیر کے برابر تھا۔
۴۰ اُن دونوں نے یِسُوعؔ کی لاش کو لے کر اُسے اُس خُوشبودار مسالے سمیت ایک سُوتی چادر میں کفنایا جس طرح یہُودیوں میں دفن کرنے کا دستُور تھا۔ ۴۱ جس مقام پر یِسُوعؔ کو مصلُوب کیا گیا تھا وہاں ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں پہلے کوئی لاش نہیں رکھی گئی تھی۔ ۴۲ چونکہ یہ یہُودیوں کی تیّاری کا دِن تھا اور قبر نزدیک تھی، اُنہوں نے یِسُوعؔ کو وہاں رکھ دیا۔

خالی قبر

۲۰ ہفتہ کے پہلے دِن صُبح سویرے جب کہ اندھیرا ہی تھا مریمؔ مگدلینی قبر پر آئی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ قبر کے مُنہ سے پتّھر ہٹا ہُوا ہے۔ ۲ وہ دوڑتی ہُوئی شمعُونؔ پطرسؔ اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس پہنچی جو یِسُوعؔ کا چہیتا تھا اور کہنے لگی: وہ خداوند کو قبر میں سے نکال کر لے گئے ہیں اور پتا نہیں اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔
۳ یہ سُنتے ہی پطرسؔ اور وہ دُوسرا شاگرد قبر کی طرف چل دیئے۔ ۴ دونوں دوڑے جا رہے تھے لیکن وہ دُوسرا شاگرد پطرسؔ سے آگے نکل گیا اور اُس سے پہلے قبر پر جا پہنچا۔ ۵ اُس نے جُھک کر اندر جھانکا اور سُوتی کپڑے پڑے دیکھے لیکن اندر نہیں گیا۔ ۶ اُس دوران پطرسؔ بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گیا اور سیدھا قبر میں داخل ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ وہاں سُوتی کپڑے پڑے ہُوئے

۳۶ یسُوع نے کہا: میری بادشاہی اِس دنیا کی نہیں۔ اگر دنیا کی ہوتی تو میرے خادم جنگ کرتے اور مجھے یہُودیوں کے ہاتھوں گرفتار نہ ہونے دیتے۔ لیکن ابھی میری بادشاہی یہاں کی نہیں۔

۳۷ پیلاطُس نے کہا: تو کیا تُو بادشاہ ہے؟ یسُوع نے جواب دیا: یہ تو تیرا کہنا ہے کہ میں بادشاہ ہُوں۔ دراصل میں اِس لیے پیدا ہُوا اور اِس مقصد سے دنیا میں آیا کہ حق کی گواہی دُوں۔ جو حق دوست ہوتا ہے وہ میری سُنتا ہے۔

۳۸ پیلاطُس نے پُوچھا: حق کیا ہے؟ یہ کہتے ہی وہ پھر یہُودیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا: میں تو اُس شخص کو مُجرم نہیں سمجھتا۔ ۳۹ لیکن تمہارے دستُور کے مطابق میں فسح کے موقع پر تمہارے لیے ایک قیدی کو رِہا کر دیتا ہُوں۔ کیا تُم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے یہُودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دُوں؟

۴۰ وہ پھر چلّانے لگے: نہیں نہیں، اُسے نہیں، ہمارے لیے برابّا کو رِہا کر دے۔ برابّا ایک ڈاکو تھا۔

۱۹ تب پیلاطُس نے یسُوع کو لے جا کر کوڑے لگوائے ۲ اور فوج کے سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج بنایا اور اُس کے سر پر رکھا اور اُسے سُرخ رنگ کا چوغہ پہنا دیا۔ ۳ وہ بار بار اُس کے سامنے جاتے اور کہتے تھے کہ اَے یہُودیوں کے بادشاہ! تجھے آداب اور اُس کے مُنہ پر تھپّڑ مارتے تھے۔

۴ پیلاطُس ایک بار پھر باہر آیا اور یہُودیوں سے کہنے لگا: دیکھو میں اُسے تمہارے پاس باہر لا رہا ہُوں۔ تمہیں معلوم ہو کہ میں کسی بنا پر بھی اُس پر فردِ جُرم عائد نہیں کر سکتا۔ ۵ جب یسُوع کانٹوں کا تاج سر پر رکھے اور سُرخ چوغہ پہنے ہُوئے باہر آیا تو پیلاطُس نے یہُودیوں سے کہا: ''یہ رہا وہ آدمی۔''

۶ سردار کاہن اور اُن کے سپاہی اُسے دیکھتے ہی چلّانے لگے: اُسے صلیب دے! اُسے صلیب دے!

لیکن پیلاطُس نے جواب دیا: تُم ہی اِسے لے جاؤ اور صلیب دو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں اِسے مُجرم ٹھہرانے کا کوئی سبب نہیں پاتا۔

۷ یہُودی اِصرار کرنے لگے کہ ہم اہلِ شریعت ہیں اور ہماری شریعت کے مطابق وہ واجبُ القتل ہے کیونکہ اُس نے کہا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا ہے۔

۸ جب پیلاطُس نے یہ سُنا تو وہ اور بھی ڈرنے لگا اور واپس محل میں چلا گیا۔ وہاں اُس نے یسُوع سے پُوچھا: تُو کہاں کا ہے؟ لیکن یسُوع نے کوئی جواب نہ دیا۔ ۹ پیلاطُس نے کہا: تُو بولتا کیوں نہیں؟ ۱۰ کیا تجھے پتا نہیں کہ مجھے اِختیار ہے کہ تجھے چھوڑ دُوں یا صلیب پر لٹکا دُوں؟

۱۱ یسُوع نے جواب دیا: اگر یہ اِختیار تجھے اُوپر سے نہ ملا ہوتا تو تیرا مجھ پر کوئی اِختیار نہ ہوتا۔ مگر جس شخص نے مجھے تیرے حوالہ کیا ہے وہ اور بھی بڑے گناہ کا مُرتکِب ہُوا ہے۔

۱۲ اِس کے بعد پیلاطُس نے یسُوع کو چھوڑ دینے کی کوشش کی لیکن یہُودی چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ اگر تُو اِس شخص کو چھوڑے گا تو تُو قیصر کا خیر خواہ نہیں۔ اگر کوئی اپنے بادشاہ ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ قیصر کا مخالف سمجھا جاتا ہے۔

۱۳ جب پیلاطُس نے یہ سُنا تو اُس نے یسُوع کو باہر بُلایا اور اپنے تختِ عدالت پر بیٹھ گیا جو ایک سنگی چبوترے پر قائم تھا جسے آرامی زبان میں گبتا کہتے ہیں۔ ۱۴ فسح کی تیّاری کے ہفتے کا پہلا دِن تھا اور شام ہونے والی تھی۔

پیلاطُس نے یہُودیوں سے کہا: یہ رہا تمہارا بادشاہ۔

۱۵ لیکن وہ چلّائے کہ اُسے یہاں سے دُور کر دے، دُور کر دے اور حکم دے کہ اُسے صلیب پر لٹکایا جائے۔

پیلاطُس نے کہا: کیا میں اُسے جو تمہارا بادشاہ ہے مصلُوب کر دُوں؟

سردار کاہنوں نے کہا: قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔

۱۶ اِس پر پیلاطُس نے یسُوع کو اُن کے حوالہ کر دیا تا کہ اُسے صلیب پر لٹکا دیا جائے۔

چنانچہ وہ اُسے اپنے قبضہ میں لے کر وہاں سے چلے گئے۔

خداوند یسُوع کا صلیب پر لٹکایا جانا

۱۷ یسُوع اپنی صلیب اُٹھا کر کھوپڑی کے مقام کی طرف روانہ ہُوا جسے عبرانی زبان میں گُلگُتا کہتے ہیں۔ ۱۸ وہاں اُنہوں نے یسُوع کو اور اُس کے ساتھ دو اور آدمیوں کو بھی مصلُوب کیا، ایک کو یسُوع کی ایک طرف اور دُوسرے کو دُوسری طرف اور یسُوع کو بیچ میں۔

۱۹ پیلاطُس نے ایک کتبہ تیّار کرا کر صلیب پر لگا دیا۔ اُس پر یہ تحریر تھا: **''یسُوع ناصری، یہُودیوں کا بادشاہ۔''**

۲۰ کئی یہُودیوں نے یہ کتبہ پڑھا کیونکہ جس جگہ یسُوع کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا وہ شہر کے نزدیک ہی تھی اور کتبہ کی عبارت عبرانی، لاطینی اور یُونانی تینوں زبانوں میں لکھی گئی تھی۔ ۲۱ یہُودیوں کے سردار کاہنوں نے پیلاطُس سے درخواست کی کہ یہُودیوں کا بادشاہ نہ لکھ بلکہ یہ کہ اُس کا دعویٰ تھا کہ میں یہُودیوں کا بادشاہ ہُوں۔

۱۲ پیلاطُسؔ نے لوگوں سے دوسری بار پُوچھا: پھر میں اُس کے ساتھ کیا کروں جسے تُم یہوُدیوں کا بادشاہ کہتے ہو؟
۱۳ وہ پھر چلاّئے کہ اُسے صلیب دے۔
۱۴ پیلاطُسؔ نے اُن سے پُوچھا: آخر کیوں؟ اُس نے کون سا جرم کیا ہے؟
لیکن وہ زور زور سے چلاّنے لگے کہ اُسے صلیب پر چڑھا دے۔
۱۵ پیلاطُسؔ نے ہجوم کو خوش کرنے کی غرض سے اُن کی خاطر برابّا کو رہا کر دیا اور یسُوعؔ کو کوڑے لگوا کر اُن کے حوالہ کر دیا تا کہ وہ صلیب پر چڑھایا جائے۔

سپاہی یسُوع کی ہنسی اُڑاتے ہیں

۱۶ تب سپاہی یسُوعؔ کو شاہی قلعہ کے اندرونی صحن میں لے گئے اور فوجی دستہ کے سارے سپاہیوں کو وہاں جمع کر لیا۔ ۱۷ تب اُنہوں نے یسُوعؔ کو ایک ارغوانی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھ دیا۔ ۱۸ اِس کے بعد وہ سلام کر کر کے اُسے کہنے لگے کہ اَے یہودیوں کے بادشاہ! ہم آداب بجا لاتے ہیں۔ ۱۹ ساتھ ہی وہ یسُوعؔ کے سر پر سرکنڈا مارتے تھے، اُس پر تھُوکتے تھے اور گھُٹنے ٹیک ٹیک کر اُسے سجدہ کرتے تھے۔ ۲۰ جب سپاہی یسُوعؔ کی ہنسی اُڑا چکے تو اُنہوں نے وہ ارغوانی چوغہ اُتار کر اُس کے اپنے کپڑے اُسے پہنادیئے اور صلیب دینے کو باہر لے گئے۔

یسُوع کا صلیب پر چڑھایا جانا

۲۱ راستے میں اُنہوں نے شمعُونؔ کو جو کُرینؔ کا رہنے والا تھا اور اسکندرؔ اور رُوفسؔ کا باپ تھا اور گاؤں سے یروشلیمؔ کی طرف آ رہا تھا، بیگار میں پکڑ لیا تا کہ وہ یسُوعؔ کی صلیب اُٹھا کر لے چلے۔ ۲۲ تب وہ یسُوعؔ کو اُس مقام پر لائے جسے گلگتاؔ یعنی کھوپڑی کی جگہ کہتے ہیں۔ ۲۳ وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو ایسی مَے پلانے کی کوشش کی جس میں مُرملی ہُوئی تھی لیکن اُس نے اُسے پینے سے اِنکار کر دیا۔ ۲۴ تب اُنہوں نے یسُوعؔ کو صلیب پر چڑھا دیا اور قُرعہ ڈال کر اُس کے کپڑوں کو آپس میں بانٹ لیا اور جو جس کے حِصّہ میں آیا، لے لیا۔
۲۵ جب اُنہوں نے یسُوعؔ کو صلیب پر چڑھایا تھا تو صبح کے نَو بج رہے تھے ۲۶ اور اُنہوں نے اُس کا الزام ایک تختی پر لکھ کر اُس کے سر کے اوپر کی جگہ پر لگا دیا کہ یہ **"یہوُدیوں کا بادشاہ"** ہے۔ ۲۷ اُنہوں نے دو ڈاکوؤں کو بھی اُس کے ساتھ مصلُوب کیا، ایک کو اُس کی دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف۔ ۲۸ (اِس طرح پاک کلام کا یہ نوشتہ پُورا ہُوا کہ وہ بدکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا۔) ۲۹ وہاں سے گزرنے والے سب لوگ سر ہلا ہلا کر یسُوعؔ کو لعن طعن کرتے تھے اور کہتے تھے: واہ، تُو تو ہیکل کو ڈھا کر تین دِن میں اُسے پھر سے بنانے کا دعویٰ کرتا تھا، ۳۰ اب صلیب سے اُتر آ اور اپنے آپ کو بچا۔
۳۱ اِسی طرح سردار کاہن اور شریعت کے عالم مل کر آپس میں یسُوعؔ کی ہنسی اُڑاتے تھے اور کہتے تھے: اِس نے اوروں کو بچایا لیکن یہ اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ ۳۲ اِسرائیلؔ کا بادشاہ مسیح اب صلیب پر سے اُتر آئے تا کہ یہ دیکھ کر ہم ایمان لاسکیں۔ دو ڈاکو بھی جو یسُوع کے ساتھ مصلوب ہُوئے تھے اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔

یسُوع کی مَوت

۳۳ بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک اُس سارے علاقہ میں اندھیرا چھایا رہا۔ ۳۴ تین بجے یسُوع بڑی اُونچی آواز سے چلاّیا: "ایلی، ایلی، لِما شبقتنی" جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اَے میرے خدا! اَے میرے خدا! تُونے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ ۳۵ جو لوگ پاس کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے یہ سُنا تو کہنے لگے: سُنو! یہ ایلیاہ کو بلا رہا ہے۔
۳۶ تب ایک آدمی دوڑ کر گیا اور اسفنج کو سرکہ میں ڈبو کر لایا اور اُسے ایک سرکنڈے پر رکھ کر یسُوعؔ کو چُسایا اور کہنے لگا: ذرا ٹھہرو، دیکھیں کہ ایلیاہؔ اُسے صلیب پر سے اُتارنے آتا ہے یا نہیں!
۳۷ لیکن یسُوعؔ نے بڑے زور سے چلاّ کر جان دے دی۔
۳۸ اور ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ۳۹ رُومی فوج کا ایک افسر جو یسُوعؔ کے سامنے کھڑا تھا، یہ دیکھ کر کہ یسُوعؔ نے کس طرح جان دی ہے، پُکار اُٹھا: یہ شخص درحقیقت خدا کا بیٹا تھا۔
۴۰ کئی عورتیں دُور سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ اُن میں مریمؔ مگدلینی، چھوٹے یعقوبؔ اور یُوسیسؔ کی ماں، مریمؔ اور سلومیؔ تھیں۔ ۴۱ جب یسُوعؔ گلیلؔ میں تھا تو یہ عورتیں اُس کی شاگردی میں رہ کر اُس کی خدمت کرتی تھیں اور کئی وہ تھیں جو اُس کے ساتھ یروشلیمؔ آئی تھیں۔

یسُوعؔ کا دفن کیا جانا

۴۲ چونکہ شام ہو گئی تھی اور وہ سبت سے پہلا یعنی تیاری کا دِن تھا۔ ۴۳ ارِمتیاؔ کا رہنے والا ایک شخص جس کا نام یُوسُفؔ تھا، آیا۔ وہ عدالتِ عالیہ کا ایک معزز رُکن تھا اور خود بھی خدا کی بادشاہی کا منتظر تھا۔ وہ جرأت کر کے پیلاطُسؔ کے حضور پہنچا اور یسُوعؔ کی لاش مانگنے لگا۔ ۴۴ جب پیلاطُسؔ کو معلوم ہُوا کہ یسُوعؔ مر چکا ہے

۱۲ اور جب سردار کاہن اور بزرگ اُس پر الزام لگانے لگے تو اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ۱۳ اِس پر پیلاطُسؔ نے اُس سے کہا: دیکھ! یہ تیرے خلاف کیا کیا کہہ رہے ہیں، کیا تُو سُن نہیں رہا؟ ۱۴ لیکن یسُوعؔ نے جواب میں ایک لفظ بھی نہ کہا اور پیلاطُسؔ کو بڑا تعجب ہُوا۔

۱۵ حاکم کا دستُور تھا کہ وہ عید پر ایک قیدی کو جسے لوگ چاہتے تھے چھوڑ دیا کرتا تھا۔ ۱۶ اُس وقت اُن کا ایک آدمی قید میں تھا جو برؔابا کے نام سے مشہور تھا۔ ۱۷ جب وہ لوگ پیلاطُسؔ کے حُضور میں جمع ہُوئے تو پیلاطُسؔ نے اُن سے پُوچھا: تُم کیا چاہتے ہو، میں کِسے تمہاری خاطر رِہا کروں؟ برؔابا کو یا یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہے؟ ۱۸ کیونکہ اُسے بخوبی علم تھا کہ اُنہوں نے محض حسد کی وجہ سے اُسے پکڑوایا ہے۔

۱۹ جب پیلاطُسؔ عدالت کی کرسی پر بیٹھا تو اُس کی بیوی نے اُسے یہ پیغام بھیجا کہ اِس نیک آدمی کے خلاف کچھ مت کرنا کیونکہ میں نے آج خواب میں اِس کے سبب سے بہت دُکھ اُٹھایا ہے۔

۲۰ لیکن سردار کاہنوں اور بزرگوں نے لوگوں کو اُبھارا کہ وہ پیلاطُسؔ سے برؔابا کی رہائی کا مطالبہ کریں اور یسُوعؔ کو مروا ڈالیں۔

۲۱ جب حاکم نے اُن سے پُوچھا: تُم اِن دونوں میں سے کِسے چاہتے ہو کہ میں تمہارے لیے چھوڑ دُوں تو اُنہوں نے کہا: برؔابا کو۔

۲۲ پیلاطُسؔ نے اُن سے کہا: پھر میں یسُوعؔ کو جو مسیح کہلاتا ہےؑ کیا کروں؟

سب بول اُٹھے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

۲۳ حاکم نے کہا: کیوں؟ اُس نے کیا بُرائی کی ہے؟

لیکن وہ اور بھی چلّا چلّا کر کہنے لگے کہ اُسے صلیب دی جائے۔

۲۴ جب پیلاطُسؔ نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑ رہا بلکہ اُلٹا بلوا شروع ہونے کو ہے تو اُس نے پانی لے کر لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا: میں اِس راستباز کے خُون سے بری ہوتا ہُوں۔ تُم جانو اور تمہارا کام۔

۲۵ اور تمام لوگوں نے جواب دیا: اِس کا خُون ہم پر اور ہماری اولاد کی گردن پر۔

۲۶ اِس پر پیلاطُسؔ نے اُن کی خاطر برؔابا کو رِہا کر دیا اور یسُوعؔ کو کوڑے لگوا کر اُن کے حوالہ کیا تا کہ اُسے صلیب پر چڑھایا جائے۔

سپاہی خداوند یسُوعؔ کی ہنسی اُڑاتے ہیں

۲۷ تب پیلاطُسؔ کے سپاہیوں نے یسُوعؔ کو شاہی قلعہ کے اندرونی صحن میں لے جا کر فوجی دستہ کے سارے سپاہیوں کو اُس کے اردگرد جمع کیا۔ ۲۸ اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار ڈالے اور ایک قرمزی چوغہ پہنا دیا۔ ۲۹ پھر کانٹوں کا تاج بنا کر اُس کے سر پر رکھا اور اُس کے داہنے ہاتھ میں ایک سرکنڈا تھما دیا اور اُس کے سامنے گھٹنے ٹیک ٹیک کر اُس کی ہنسی اُڑانے لگے کہ اَے یہُودیوں کے بادشاہ، آداب! ۳۰ وہ اُس پر تھُوکتے تھے اور سرکنڈا لے کر اُس کے سر پر مارتے تھے۔

۳۱ جب اُس کی ہنسی اُڑا چُکے تو چوغہ اُتار کر اُس کے اپنے کپڑے اُسے پہنائے اور وہاں سے لے کر چل دیئے تا کہ اُسے صلیب دیں۔

خداوند یسُوعؔ کا صلیب پر چڑھایا جانا

۳۲ جب وہ وہاں سے نکل رہے تھے تو اُنہیں کُرینؔ کا ایک آدمی ملا جس کا نام شمعُون تھا۔ اُنہوں نے اُسے بیگار میں پکڑا تا کہ وہ یسُوعؔ کی صلیب اُٹھا لے چلے ۳۳ اور گُلگُتاؔ نام کے مقام پر پہنچے، جس کا مطلب ہے کھوپڑی کی جگہ۔ ۳۴ وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو مُرملی ہُوئی مَے پینے کے لیے دی لیکن اُس نے چکھ کر اُسے پینے سے اِنکار کر دیا۔ ۳۵ جب وہ اُسے صلیب پر چڑھا چُکے تو قُرعہ ڈال کر اُس کے کپڑوں کو آپس میں بانٹ لیا ۳۶ اور وہیں بیٹھ کر اُس کی نگہبانی کرنے لگے ۳۷ اور اُنہوں نے اُس کا اِلزام ایک تختی پر لکھ کر اُس کے سر کے اوپر کی جگہ پر لگا دیا کہ یہ **”یہُودیوں کا بادشاہ یسُوعؔ“** ہے۔ ۳۸ اُس وقت اُس کے ساتھ دو ڈاکُو بھی مصلُوب ہُوئے۔ ایک اُس کی دائیں اور دوسرا بائیں طرف۔ ۳۹ وہاں سے گزرنے والے سب لوگ سر ہلا ہلا کر یسُوعؔ کو لعن طعن کرتے تھے اور کہتے تھے: ۴۰ اَے ہیکل کے ڈھانے والے اور تین دِن میں بنانے والے! اپنے آپ کو بچا۔ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اُتر آ۔

۴۱ اِسی طرح سردار کاہن، شریعت کے عالِم اور بزرگ بھی اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے اور کہتے تھے: ۴۲ اِس نے اوروں کو بچایا لیکن اپنے آپ کو نہیں بچا سکا، یہ تو اِسرائیلؔ کا بادشاہ ہے! اگر اب بھی صلیب پر سے اُتر آئے تو ہم اُس پر ایمان لے آئیں گے۔ ۴۳ اِس کا توکّل خدا پر ہے۔ اگر خدا اِسے چاہتا ہے تو اب بھی اِسے بچا لے۔ کیونکہ اِس نے کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہُوں۔ ۴۴ اِسی طرح وہ ڈاکُو بھی جو اُس کے ساتھ مصلُوب ہُوئے تھےؑ اُسے بُرا بھلا کہتے تھے۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

۴۵ بارہ بجے سے لے کر تین بجے تک سارے ملک میں اندھیرا چھایا رہا ۴۶ اور تین بجے کے قریب یسُوعؔ بڑی اونچی آواز سے چلّایا: ایلی، ایلی، لما شبقتنی، جس کا مطلب ہے: اَے میرے

خدا! اَے میرے خدا! تُونے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟
[۴۷] جولوگ پاس کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے یہ سُنا تو کہنے لگے کہ یہ تو ایلیاہ کو پُکارتا ہے۔
[۴۸] تب ایک آدمی دوڑ کر گیا اور اسفنج کو سرکہ میں ڈبو کر لایا اور اُسے ایک سرکنڈے پر رکھ کر یسُوعؔ کو پلانا چاہا۔ [۴۹] بعضوں نے کہا: ذرا ٹھہرو، دیکھیں کہ ایلیاہ اُسے بچانے آتا ہے یا نہیں؟
[۵۰] اور یسُوعؔ پھر زور سے چلّایا اور اُس نے جان دے دی۔
[۵۱] اور ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ زمین لرز اُٹھی اور چٹانیں تڑخ گئیں، [۵۲] قبریں کُھل گئیں اور خدا کے بہت سے مُقدّس لوگ جو مَوت کی نیند سو چُکے تھے، زندہ ہو گئے۔ [۵۳] اور قبروں سے نکل کر یسُوعؔ کے جی اُٹھنے کے بعد مُقدّس شہر میں داخل ہُوئے اور وہاں بہت سے لوگوں کو دکھائی دیئے۔
[۵۴] تب اُس فوجی افسر نے اور اُس کے ساتھیوں نے جو یسُوعؔ کی نگہبانی کر رہے تھے زلزلہ اور سارا واقعہ دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے: یہ شخص یقیناً خدا کا بیٹا تھا۔
[۵۵] وہاں بہت سی عورتیں جو گلیلؔ سے یسُوعؔ کی خدمت کرتی ہُوئی اُس کے پیچھے پیچھے چلی آئی تھیں ُدور سے دیکھ رہی تھیں۔ [۵۶] اُن میں مریمؔ مگدلینی، یعقوبؔ اور یوسیسؔ کی ماں مریم اور زبدیؔ کے بیٹوں کی ماں شامل تھیں۔

خداوند یسُوعؔ کا دفن کیا جانا

[۵۷] جب شام ہُوئی تو ارِمتیاہ کا ایک دولتمند آدمی یُوسُفؔ نام آیا جو خود بھی یسُوعؔ کا شاگرد تھا۔ [۵۸] اُس نے پیلاطُسؔ کے پاس جا کر یسُوعؔ کی لاش مانگی۔ اِس پر پیلاطُسؔ نے حکم دیا کہ لاش اُس کے حوالہ کر دی جائے۔ [۵۹] یُوسُفؔ نے لاش کو لے کر ایک مہین سُوتی چادر میں لپیٹا [۶۰] اور اُسے اپنی نئی قبر میں جو اُس نے چٹان میں کُھدوائی تھی رکھ دیا۔ پھر وہ ایک بڑا سا پتّھر قبر کے مُنہ پر لُڑھکا کر چلا گیا۔ [۶۱] اور مریمؔ مگدلینی اور دوسری مریمؔ وہاں قبر کے سامنے بیٹھی ہُوئی تھیں۔

قبر کے نگہبان

[۶۲] اگلے دِن یعنی تیّاری کے دِن کے بعد سردار کاہن اور فرِیسی مل کر پیلاطُسؔ کے پاس پہنچے [۶۳] اور کہنے لگے: خداوند! ہمیں یاد ہے کہ اُس دھوکے باز نے اپنے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دِن کے بعد زندہ ہو جاؤں گا۔ [۶۴] لہٰذا حکم دے کہ تیسرے دِن تک قبر کی نگرانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے شاگرد آ کر لاش کو چُرا لے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے زندہ ہو گیا ہے۔ یہ بعد کا فریب پہلے والے فریب سے بھی بُرا ہو گا۔
[۶۵] پیلاطُسؔ نے جواب دیا: تمہارے پاس پہرہ دار موجود ہیں اُنہیں لے جاؤ اور جہاں تک ہو سکے قبر کی نگہبانی کرو۔ [۶۶] چنانچہ اُنہوں نے جا کر پتّھر پر مُہر لگا دی اور قبر کی نگرانی کے لیے پہرہ بٹھا دیا۔

خداوند یسُوعؔ کا زندہ ہو جانا

۲۸ سبَت کے بعد یعنی ہفتہ کے پہلے دِن پَو پھٹتے ہی مریمؔ مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔
[۲] اچانک ایک بڑا زلزلہ آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترا اور قبر کے پاس جا کر پتّھر کو لُڑھکا دیا اور اُس پر بیٹھ گیا۔
[۳] اُس کی صورت بجلی کی مانند تھی اور اُس کے کپڑے برف کی طرح سفید تھے۔ [۴] پہرہ دار ڈر کے مارے کانپ اُٹھے اور مُردہ سے ہو گئے۔
[۵] فرشتہ نے عورتوں سے کہا: ڈرو مت، میں جانتا ہُوں کہ تُم یسُوعؔ کو ڈھونڈ رہی ہو جو مصلوُب ہُوا تھا۔ [۶] وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جیسا اُس نے کہا تھا، جی اُٹھا ہے۔ آؤ، وہ جگہ دیکھو جہاں وہ پڑا ہُوا تھا [۷] اور جلد جا کر اُس کے شاگردوں کو خبر دو کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور تُم سے پہلے گلیل پہنچ رہا ہے۔ تُم اُسے وہاں دیکھو گے۔ دیکھو، میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔
[۸] اِس پر وہ عورتیں خوف اور بڑی خُوشی کے ساتھ قبر سے فوراً باہر آئیں اور دوڑی دوڑی گئیں تا کہ شاگردوں کو خبر دے سکیں۔
[۹] اچانک یسُوعؔ اُن سے ملا اور کہا: سلام! اُنہوں نے پاس آ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے اور اُسے سجدہ کیا۔ [۱۰] تب یسُوعؔ نے اُن سے کہا: ڈرو مت، جاؤ اور میرے بھائیوں سے کہو کہ گلیلؔ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ وہ مجھے وہاں دیکھیں گے۔

پہرہ داروں کا بیان

[۱۱] ابھی وہ عورتیں راستے ہی میں تھیں کہ پہرہ داروں میں سے بعض شہر گئے اور سردار کاہنوں سے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ [۱۲] اس پر سردار کاہنوں نے بزرگوں سے مل کر مشورہ کیا اور سپاہیوں کو ایک بڑی رقم ادا کی [۱۳] اور کہا: تُم یہ کہنا کہ رات کے وقت جب ہم سو رہے تھے تو اُس کے شاگرد آئے اور اُسے چُرا لے گئے۔ [۱۴] اگر یہ بات حاکم کے کان تک پہنچی تو ہم اُسے مطمئن کر دیں گے اور تمہیں خطرہ سے بچا لیں گے۔ [۱۵] چنانچہ سپاہیوں نے رقم لے لی اور جیسا اُنہیں سکھایا گیا تھا ویسا ہی کیا اور یہ بات آج تک یہوُدیوں میں مشہور ہے۔

خداوند یسُوعؔ کا مصلوُب ہونا

۲۶ جب وہ یسُوعؔ کو لیے جا رہے تھے تو اُنہوں نے شمعوُنؔ کُرینی کو جو اپنے گاؤں سے آ رہا تھا، پکڑ لیا اور صلیب اُس پر رکھ دی تا کہ وہ اُسے اُٹھا کر یسُوعؔ کے پیچھے پیچھے چلے۔ ۲۷ لوگوں کا ایک بڑا ہجوم اُس کے پیچھے ہو لیا اور ہجوم میں کئی عورتیں بھی تھیں جو اُس کے لیے نوحہ اور ماتم کر رہی تھیں۔ ۲۸ یسُوعؔ نے مُڑ کر اُنہیں کہا: اَے یروشلیم کی بیٹیو! میرے لیے گریہ مت کرو بلکہ اپنے اور اپنے بچّوں کے لیے گریہ کرو۔ ۲۹ کیونکہ وہ دِن آنے والے ہیں جب تُم یہ کہو گی کہ وہ بانجھ عورتیں مبارک ہیں جن کے رحم بچّوں سے خالی رہے اور جن کی چھاتیوں نے دودھ نہیں پلایا۔ ۳۰ تب وہ پہاڑوں سے کہیں گے: ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپا لو۔ ۳۱ کیونکہ جب درخت ہرا ہے اور وہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو جب وہ سوکھ جائے گا تو کیا کچھ نہ کریں گے۔

۳۲ دو مجرم اور بھی تھے جنہیں اُس کے ساتھ لے جایا جا رہا تھا تا کہ وہ بھی قتل کیے جائیں۔ ۳۳ جب وہ اُس مقام پر پہنچے جسے کلوریؔ کہتے ہیں تو وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو مصلوُب کیا اور اُن دو مجرموں کو بھی، ایک کو یسُوعؔ کی داہنی طرف اور دُوسرے کو بائیں طرف۔ ۳۴ یسُوعؔ نے کہا: اَے باپ! اِنہیں معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں اور اُنہوں نے اُس کے کپڑوں پر قُرعہ ڈال کر اُنہیں بانٹ لیا۔

۳۵ لوگ کھڑے کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور سردار بھی اُس پر آوازے کستے تھے اور کہتے تھے: اِس نے اَوروں کو بچایا، اگر وہ مسیحؔ ہے اور خدا کا برگزیدہ ہے تو اپنے آپ کو بچا لے۔

۳۶ سپاہی بھی آ آ کر اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے اور پینے کے لیے اُسے سرکہ پیش کرتے تھے۔ ۳۷ اور کہتے تھے: اگر تُو یہوُدیوں کا بادشاہ ہے تو اپنے آپ کو بچا لے۔

۳۸ اُس کے سر کے اوپر ایک نوشتہ بھی لگایا گیا تھا کہ یہ **یہوُدیوں کا بادشاہ** ہے۔

۳۹ دو مجرم جو مصلوُب کیے گئے تھے، اُن میں سے ایک نے یسُوعؔ کو طعنہ دے کر کہا: اگر تُو مسیحؔ ہے تو اپنے آپ کو اور ہمیں بچا۔ ۴۰ لیکن دُوسرے نے اُسے جِھڑکا اور کہا: کیا تجھے خدا کا خوف نہیں حالانکہ تُو خود بھی وہی سزا پا رہا ہے؟ ۴۱ ہم تو اپنے جرموں کی سزا پا رہے ہیں اور ہمارا قتل کیا جانا واجب ہے لیکن اِس نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔

۴۲ تب اُس نے کہا: اَے یسُوعؔ! جب تُو بادشاہ بن کر آئے تو مجھے بھی یاد کرنا۔ ۴۳ یسُوعؔ نے اُس سے کہا: میں تجھے یقین دلاتا ہُوں کہ تُو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

۴۴ تقریباً دوپہر کا وقت تھا کہ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا اور تین بجے تک یہی حالت رہی۔ ۴۵ سورج تاریک ہو گیا اور ہیکل کا پردہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا ۴۶ اور یسُوعؔ نے اونچی آواز سے پُکار کر کہا: اَے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہُوں اور یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔

۴۷ جب رُومی کپتان نے یہ ماجرا دیکھا تو خدا کی تمجید کرتے ہُوئے کہا: یہ آدمی واقعی راستباز تھا۔ ۴۸ اور سارے لوگ جو وہاں جمع تھے یہ منظر دیکھ کر سینہ کُوبی کرتے ہُوئے لَوٹ گئے۔ ۴۹ لیکن یسُوعؔ کے سارے جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیلؔ سے اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں، دُور فاصلہ پر کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھیں۔

خداوند یسُوعؔ کی تدفین

۵۰ ایک آدمی تھا جس کا نام یُوسُفؔ تھا۔ وہ یہودیوں کی عدالتِ عالیہ کا ایک رُکن تھا اور بڑا نیک اور راستباز تھا۔ ۵۱ وہ عدالتِ عالیہ کے اراکین کے فیصلہ اور عمل کے حق میں نہ تھا۔ وہ یہودیوں کے شہر ارِمتیاؔ کا باشندہ تھا اور خدا کی بادشاہی کا منتظر تھا۔ ۵۲ اُس نے پیلاطُسؔ کے پاس جا کر یسُوعؔ کی لاش مانگی۔ ۵۳ اور لاش کو صلیب پر سے اُتار کر مہین چادر میں لپیٹا اور اُسے ایک قبر میں جو چٹان میں کھدی ہُوئی تھی، رکھ دیا۔ اُس قبر میں پہلے کوئی نہیں رکھا گیا تھا۔ ۵۴ وہ تیّاری کا دِن تھا اور سبت شروع ہونے والا تھا۔

۵۵ وہ عورتیں جو گلیلؔ سے یسُوعؔ کے ساتھ آئی تھیں، یُوسُفؔ کے پیچھے پیچھے گئیں اور اُنہوں نے اُس قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ یسُوعؔ کی لاش کو اُس کے اندر کس طرح رکھا گیا ہے۔ ۵۶ تب وہ گھر لَوٹ گئیں اور اُنہوں نے خوشبودار مسالے اور عطر تیّار کیا اور شریعت کے حکم کے مطابق سبت کے دِن آرام کیا۔

خداوند یسُوعؔ کا زندہ ہو جانا

۲۴ ہفتہ کے پہلے دِن صبح سویرے بعض عورتیں خوشبُودار مسالے جو اُنہوں نے تیّار کیے تھے، اپنے ساتھ لے کر قبر پر آئیں۔ ۲ لیکن اُنہوں نے پتھر کو قبر کے مُنہ سے لُڑھکا ہُوا پایا۔ ۳ جب وہ اندر گئیں تو اُنہیں یسُوعؔ کی لاش نہ

۲۲ پِیلاطُسؔ نے جواب دیا: میں نے جو کچھ لکھ دیا وہ لکھ دیا۔

۲۳ جب سپاہی یسُوعؔ کو مصلُوب کر چُکے تو اُنہوں نے یسُوعؔ کے کپڑے لیے اور اُن کے چار حِصّے کیے تا کہ ہر ایک کو ایک ایک حِصّہ مل جائے۔ صِرف اُس کا کُرتا باقی رہ گیا جو بغیر کسی جوڑ کے اُوپر سے نِیچے تک بُنا ہُوا تھا۔

۲۴ اُنہوں نے آپس میں کہا کہ اِس کے ٹُکڑے کرنے کی بجائے اِس پر قُرعہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ کس کے حِصّہ میں آتا ہے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کا لکھّا ہُوا پُورا ہو جائے کہ

اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لیے
اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالا۔

چنانچہ سپاہیوں نے یہی کیا۔

۲۵ یسُوعؔ کی صلیب کے پاس اُس کی ماں، ماں کی بہن مریمؔ جو کلوپاسؔ کی بیوی تھی اور مریمؔ مگدلینی کھڑی تھیں۔ ۲۶ جب یسُوعؔ نے اپنی ماں کو اور اپنے ایک عزیز شاگرد کو نزدیک ہی کھڑے دیکھا تو ماں سے کہا: اَے خاتُون! اب سے تیرا بیٹا یہ ہے۔ ۲۷ اور شاگرد سے کہا: اب سے تیری ماں یہ ہے۔ وہ شاگرد اُسی وقت اُسے اپنے گھر لے گیا۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

۲۸ جب یسُوعؔ نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہُوئیں تو اِس لیے کہ پاک کلام کا لکھا پُورا ہو اُس نے کہا: ”میں پیاسا ہُوں۔“ ۲۹ نزدیک ہی ایک مرتبان سِرکے سے بھرا رکھّا تھا۔ اُنہوں نے اِسفنج کو سِرکے میں ڈبو کر سَرکنڈے کے سِرے پر رکھ کر یسُوعؔ کے ہونٹوں سے لگایا۔ ۳۰ یسُوعؔ نے اُسے پیتے ہی کہا: ”پُورا ہُوا“ اور سر جُھکا کر جان دے دی۔

۳۱ یہ فسح کی تیّاری کا دِن تھا اور اگلا دِن خُصوصی سبَت تھا۔ یہُودی نہیں چاہتے تھے کہ سبَت کے دِن لاشیں صلیبوں پر ٹنگی رہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے پِیلاطُسؔ کے پاس جا کر درخواست کی کہ مُجرموں کی ٹانگیں توڑ کر اُن کی لاشوں کو نِیچے اُتار لیا جائے۔ ۳۲ چنانچہ سپاہی آئے اور اُنہوں نے پہلے اُن دو آدمیوں کی ٹانگیں توڑیں جنہیں یسُوعؔ کے ساتھ مصلُوب کیا گیا تھا۔ ۳۳ لیکن جب یسُوعؔ کی باری آئی تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ تو پہلے ہی مر چُکا ہے لہٰذا اُنہوں نے اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ ۳۴ مگر سپاہیوں میں سے ایک نے اپنا نیزہ لے کر یسُوعؔ کے پہلو میں مارا اور اُس کی پسلی چھید ڈالی جس سے فوراً خُون اور پانی بہنے لگا۔ ۳۵ جو شخص اِس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے وہ گواہی دیتا ہے اور اُس کی گواہی سچّی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تا کہ تُم بھی ایمان لاؤ۔

۳۶ یہ ساری باتیں اِس لیے ہُوئیں کہ پاک کلام کا لکھّا ہُوا پُورا ہو جائے کہ ”اُس کی کوئی ہڈّی نہ توڑی جائے گی۔“ ۳۷ اور پاک کلام ایک اور جگہ کہتا ہے کہ ”وہ اُس پر جسے اُنہوں نے چھید ڈالا نظر کریں گے۔“

خداوند یسُوعؔ کی تدفین

۳۸ اِن باتوں کے بعد ایک شخص یُوسُفؔ جو ارِمتیاؔ کا باشندہ تھا پِیلاطُسؔ کے پاس گیا اور اُس سے یسُوعؔ کی لاش کو لے جانے کی اجازت مانگی۔ یہ شخص یہُودیوں کے ڈر کی وجہ سے خُفیہ طور پر یسُوعؔ کا شاگرد تھا۔ وہ پِیلاطُسؔ سے اجازت لے کر آیا اور یسُوعؔ کی لاش کو لے گیا۔ ۳۹ نِیکُودیمُسؔ بھی آیا جس نے کچھ عرصہ پہلے یسُوعؔ سے رات میں مُلاقات کی تھی۔ وہ اپنے ساتھ مُرّ اور عُود ایسی چیزوں سے بنا ہُوا خُوشبودار مسالہ لایا تھا جو وزن میں تقریباً پچاس سیر کے برابر تھا۔

۴۰ اُن دونوں نے یسُوعؔ کی لاش کو لے کر اُسے اُس خُوشبودار مَسالے سمیت ایک سُوتی چادر میں کفنایا جس طرح یہُودیوں میں دفن کرنے کا دستُور تھا۔ ۴۱ جس مقام پر یسُوعؔ کو مصلُوب کیا گیا تھا وہاں ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں پہلے کوئی لاش نہیں رکھی گئی تھی۔ ۴۲ چونکہ یہ یہُودیوں کی تیّاری کا دِن تھا اور قبر نزدیک تھی، اُنہوں نے یسُوعؔ کو وہاں رکھ دیا۔

خالی قبر

۲۰

ہفتہ کے پہلے دِن صبح سویرے جب کہ اندھیرا ہی تھا مریمؔ مگدلینی قبر پر آئی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ قبر کے مُنہ سے پتّھر ہٹا ہُوا ہے۔ ۲ وہ دوڑتی ہُوئی شمعُونؔ پطرسؔ اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس پہنچی جو یسُوعؔ کا چہیتا تھا اور کہنے لگی: وہ خداوند کو قبر میں سے نکال کر لے گئے ہیں اور پتا نہیں اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔

۳ یہ سُنتے ہی پطرسؔ اور وہ دُوسرا شاگرد قبر کی طرف چل دیئے۔ ۴ دونوں دوڑے جا رہے تھے لیکن وہ دُوسرا شاگرد پطرسؔ سے آگے نکل گیا اور اُس سے پہلے قبر پر جا پہنچا۔ ۵ اُس نے جُھک کر اندر جھانکا اور سُوتی کپڑے پڑے دیکھے لیکن اندر نہیں گیا۔ ۶ اُس دوران پطرسؔ بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گیا اور سیدھا قبر میں داخل ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ وہاں سُوتی کپڑے پڑے ہُوئے

۲۰ ہم خداوند پر آس لگائے بیٹھے ہیں؛
وہ ہماری کمک اور ہماری سِپر ہے۔
۲۱ اُس میں ہمارے دل شادمان ہیں،
کیونکہ اُس کے پاک نام پر ہمارا توکّل ہے۔
۲۲ اَے خداوند! جیسی ہماری تجھ پر آس ہے؛
ویسی ہی تیری رحمت ہم پر ہو۔

مزمور ۳۴

داؤد کا مزمور
جب اُس نے ابی مَلِک کے سامنے پاگل پن کا بہانہ بنایا۔
ابی مَلِک نے اُسے نکال دیا اور وہ چلا گیا۔

۱ میں ہر وقت خداوند کی تعریف کروں گا؛
اُس کی ستایش ہمیشہ میرے لبوں پر ہو گی۔
۲ میری جان خداوند پر فخر کرے گی؛
حلیم اِسے سنیں گے اور خوش ہوں گے۔
۳ میرے ساتھ خداوند کی تمجید کرو؛
آؤ ہم مل کر اُس کے نام کی تعظیم کریں۔

۴ میں خداوند کا طالب ہُوا اور اُس نے مجھے جواب دیا؛
اور اُس نے میرے سارے خوف دُور کر دئے۔
۵ جو اُس کی طرف نظر اُٹھاتے ہیں ؑ مُنوّر ہو جاتے ہیں؛
اُن کے چہروں پر کبھی شرمندگی نہ آئے گی۔
۶ اِس غریب نے پکارا اور خداوند نے اُس کی سُنی؛
اور اُس نے اُسے اُس کی ساری پریشانیوں سے بچا لیا۔
۷ خداوند سے ڈرنے والوں کے چاروں طرف اُس کا فرشتہ خیمہ زن ہوتا ہے؛
اور اُنہیں بچاتا ہے۔

۸ آزما کر دیکھو کہ خداوند کیسا مہربان ہے؛
مبارک ہے وہ آدمی جو اُس میں پناہ لیتا ہے۔
۹ خداوند سے ڈرو، اَے اُس کے مُقدّسو،
کیونکہ جو اُس سے ڈرتے ہیں اُنہیں کچھ کمی نہیں۔
۱۰ شیرِ ببر کمزور اور بھوکے ہو سکتے ہیں،
لیکن خداوند کے طالب کسی اچھی چیز کے محتاج نہ ہوں گے۔

۱۱ اَے میرے بچّو! آؤ، میری سُنو؛
میں تمہیں خدا ترسی سکھاؤں گا۔
۱۲ تُم میں سے کون زندگی سے محبّت رکھتا ہے
اور بہت سے بھلے دِن دیکھنے کا مشتاق ہے،
۱۳ وہ اپنی زبان کو بدی سے
اور اپنے لبوں کو دروغ گوئی سے باز رکھے۔
۱۴ بدی کو چھوڑ کر نیکی کرے؛
اور صلح کو ڈھونڈ کر اُس کی پیروی کرے۔

۱۵ خداوند کی آنکھیں راستبازوں پر لگی رہتی ہیں
اور اُس کے کان اُن کی فریاد سُنتے ہیں؛
۱۶ خداوند کا چہرہ بدکاروں کے خلاف ہے،
تا کہ اُن کی یاد زمین پر سے مٹا ڈالے۔

۱۷ راستباز فریاد کرتے ہیں اور خداوند اُن کی سُنتا ہے؛
اور اُنہیں اُن کی تمام پریشانیوں سے چھڑاتا ہے۔
۱۸ خداوند شکستہ دل انسانوں کے قریب ہے
اور وہ خستہ جانوں کو بچاتا ہے۔

۱۹ خواہ راستباز پر کتنی ہی مصیبتیں آ پڑی ہوں،
تو بھی خداوند اُسے اُن سب سے رہائی بخشتا ہے؛
۲۰ وہ اُس کی ساری ہڈّیوں کو محفوظ رکھتا ہے،
اُن میں سے ایک بھی توڑی نہ جائے گی۔

۲۱ بدی شریر کو ہلاک کرے گی؛
اور راستباز کے حریف مجرم قرار دیئے جائیں گے۔
۲۲ خداوند اپنے خادموں کی جانوں کا فدیہ دیتا ہے؛
اور جو کوئی اُس میں پناہ لے وہ مجرم نہ ٹھہرے گا۔

مزمور ۳۵

داؤد کا مزمور

۱ اَے خداوند! جو مجھ سے جھگڑتے ہیں ؑ تُو اُن سے جھگڑ؛
اور جو مجھ سے لڑتے ہیں ؑ تُو اُن سے لڑ۔
۲ سِپر اور ڈھال لے کر؛

[2] وہ مَقدِس سے تیرے لیے کمک بھیجے
اور صِیّون سے تجھے سہارا دے۔
[3] وہ تیری سب نذریں یاد رکھے
اور تیری سوختنی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ (سِلاہ)
[4] وہ تیری دلی تمنّا پُوری کرے
اور تیرے سب منصوبوں میں تجھے کامیابی عطا فرمائے۔
[5] جب تُو فتحیاب ہو تو ہم خوشی کے نعرے لگائیں گے
اور اپنے خدا کے نام پر اپنے جھنڈے بلند کریں گے۔
خداوند تیری تمام درخواستیں پُوری کرے۔

[6] اب میں جان گیا کہ خدا اپنے ممسوح کو بچا لیتا ہے؛
وہ اپنے دہنے ہاتھ کی نجات بخش قوّت سے
اُسے اپنے مُقدّس آسمان پر سے جواب دیتا ہے۔
[7] بعض لوگوں کو رتھوں پر بھروسا ہوتا ہے اور بعض کو گھوڑوں پر،
لیکن ہم تو خداوند اپنے خدا ہی کے نام پر بھروسا کریں گے۔
[8] وہ مغلوب ہُوئے اور گر گئے،
لیکن ہم اُٹھے اور ثابت قدم رہے۔

[9] اَے خداوند! بادشاہ کو بچا لے!
اور جب ہم پکاریں تو ہمیں جواب دے!

مزمور ۲۱

موسیقاروں کے سربراہ کے لیے۔
داؤد کا مزمور

[1] اَے خداوند! تیری قوّت سے بادشاہ خُوش ہوتا ہے،
تیری دی ہُوئی فتوحات کے باعث اُس کی خُوشی کس قدر بڑھ جاتی ہے!
[2] تُو نے اُس کے دل کی تمنّا پُوری کی ہے،
اور اُس کے لبوں کی التجا کو ردّ نہ کیا۔ (سِلاہ)
[3] تُو نے بیش بہا برکتوں کے ساتھ اُس کا استقبال کیا
اور خالص سونے کا تاج اُس کے سر پر رکھا۔
[4] اُس نے تجھ سے زندگی طلب کی اور تُو نے اُسے وہ بخشی۔
بلکہ ہمیشہ کے لیے عمر کی درازی بخشی۔
[5] تیری دی ہُوئی فتوحات کے باعث اُس کی شان و شوکت عظیم ہوگئی؛
تُو نے اُسے حشمت اور جلال سے نوازا ہے۔
[6] یقیناً تُو نے اُسے ابدی برکتیں بخشی ہیں
اور اپنی حُضوری کی خُوشی سے اُسے شادمان کیا ہے۔
[7] کیونکہ بادشاہ کا اعتقاد خداوند پر ہے؛
اور حق تعالٰی کی لازوال شفقت کے باعث
وہ ڈگمگانے نہ پائے گا۔

[8] تیرا ہاتھ تیرے سارے دشمنوں کو ڈھونڈ نکالے گا؛
تیرا داہنا ہاتھ تیرے حریفوں کو گرفتار کر لے گا۔
[9] جب تُو ظاہر ہوگا
تو اُنہیں جلتے ہُوئے تنور کی مانند کر دے گا۔
اپنے غضب میں خداوند اُنہیں نگل جائے گا،
اور اُس کی آگ اُنہیں بھسم کر ڈالے گی۔
[10] تُو اُن کی اولاد کو روئے زمین پر سے،
اور اُن کی نسل کو بنی آدم میں سے نابود کر دے گا۔
[11] حالانکہ وہ تیرے خلاف بدی کرنا چاہتے ہیں
اور شرارت آمیز منصوبے بناتے ہیں، تو بھی وہ کامیاب نہیں ہو سکتے؛
[12] کیونکہ جب تُو اُن پر اپنی کمان کھینچے گا
تب تُو اُنہیں پیٹھ دکھانے پر مجبور کرے گا۔

[13] اَے خداوند اپنی قوّت میں سرفراز ہو؛
ہم تیری قدرت کی تعریف میں گیت گائیں گے۔

مزمور ۲۲

موسیقاروں کے سربراہ کے لیے۔ ''ایلت شحر'' (آہوئے فجر) کے سُر پر
داؤد کا مزمور

[1] میرے خدایا، میرے خدایا! تُو نے مجھے کیوں فراموش کر دیا؟
تُو میری مَخلصی کے نالوں سے کیوں دُور رہتا ہے؟
[2] اَے میرے خدا! میں دِن کو پکارتا ہُوں لیکن تُو جواب نہیں دیتا،
اور رات کو بھی فریاد کرنے سے باز نہیں آتا۔
[3] پھر بھی تُو بحیثیت قُدّوس تخت نشین ہے؛
اور تُو اِسرائیل کا ممدوح ہے اور اِسرائیل تیری تمجید کرتا ہے۔

[4] تجھ ہی پر ہمارے باپ دادا نے توکّل کیا؛
اُنہوں نے توکّل کیا اور تُو نے اُنہیں چھڑایا۔
[5] اُنہوں نے تجھ سے فریاد کی اور رہائی پائی؛
اُنہوں نے تجھ پر توکّل کیا اور مایوس نہ ہُوئے۔

[6] لیکن میں تو کیڑا ہُوں، اِنسان نہیں،
جس سے آدمی نفرت کرتے ہیں اور لوگ اُسے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔
[7] وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں، میرا مضحکہ اُڑاتے ہیں؛
اور اپنے سر ہلا ہلا کر یہ کہتے ہُوئے طعنہ زنی کرتے ہیں کہ
[8] اِس کا توکّل خداوند پر ہے؛
اب خداوند ہی اِسے بچائے۔
چونکہ وہ اُس سے خُوش ہے،
لہٰذا وہی اُسے چھڑائے۔

[9] پھر بھی تُو نے مجھے رحم میں سے نکالا؛
اور میری شِیر خواری کے دِنوں ہی سے
تُو نے مجھے سکھایا کہ میں تجھ پر توکّل کروں۔
[10] پیدائش ہی سے مجھے تجھ پر چھوڑ دیا گیا؛
میری ماں کے بطن ہی سے تُو میرا خدا ہے۔
[11] مجھ سے دُور نہ رہ،
کیونکہ مصیبت قریب ہے
اور کوئی مددگار نہیں ہے۔

[12] بہت سے سانڈوں نے مجھے گھیر لیا ہے؛
بسؔن کے زور آور سانڈ مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہُوئے ہیں۔
[13] جیسے دھاڑنے والے شیرِ ببر اپنے شکار کو پھاڑتے ہیں
ویسے ہی وہ اپنا مُنہ میرے سامنے پسارتے ہیں۔
[14] میں پانی کی مانند اُنڈیل دیا گیا ہُوں،
اور میری سب ہڈّیاں جوڑوں سے اُکھڑ گئی ہیں۔
میرا دِل موم ہو گیا ہے؛
اور وہ میرے اندر پگھل گیا ہے۔
[15] میری قوّت ٹھیکرے کی مانند خشک ہو چُکی ہے،
اور میری زبان میرے تالُو سے چپک گئی ہے؛
اور تُو نے مجھے مَوت کی خاک میں ملا دیا۔
[16] کیونکہ کُتّوں نے مجھے اپنے نرغہ میں لے لیا ہے؛
اور بدکاروں کا گروہ مجھے چاروں طرف سے گھیرے ہُوئے ہے،
اُنہوں نے میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھید ڈالے ہیں۔
[17] میں اپنی سب ہڈّیاں گِن سکتا ہُوں؛
لوگ مجھے تاکتے ہیں اور میری طرف للچائی ہُوئی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔
[18] وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں
اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالتے ہیں۔

[19] لیکن اَے خداوند! تُو دُور نہ رہ؛
اَے میرے چارہ ساز! میری مدد کے لیے جلدی آ۔
[20] میری جان کو تلوار سے بچا،
اور میری انمول زندگی کو کُتّوں کی گرفت سے چھڑا۔
[21] مجھے شیرِ ببر کے مُنہ سے بچا؛
اور مجھے جنگلی سانڈوں کے سینگوں سے محفوظ رکھ۔

[22] میں اپنے بھائیوں کے سامنے تیرے نام کا اعلان کرونگا؛
اور جماعت میں تیری ستایش کروں گا۔
[23] اَے خداوند سے ڈرنے والو! اُس کی ستایش کرو!
اَے یعقوبؔ کی اولاد! سب اُس کی تمجید کرو!
اور اَے اِسرائیل کی نسل! سب اُس کا ڈر مانو!
[24] کیونکہ اُس نے مصیبت زدہ کی تکلیف کو نہ تو حقیر جانا اور نہ ہی اس سے نفرت کی؛
اُس نے اُس سے اپنا چہرہ بھی نہیں چھپایا
بلکہ اُس کی فریاد سُنی۔

[25] بڑے مجمع میں تُو ہی میری ثناخوانی کا باعث ہے؛
میں اپنی قسمیں تیرا خوف ماننے والوں کے سامنے پُوری کروں گا۔
[26] غریب کھا کر سیر ہوں گے؛
وہ جو خداوند کے طالب ہیں اُس کی ستایش کریں گے۔
تمہارے دل ابد تک زندہ رہیں!
[27] دنیا کے ہر گوشہ کے لوگ

خداوند اپنی اُمّت کو سلامتی کی برکت دیتا ہے۔

مزمور ۳۰

داؤد کا مزمور۔ ہیکل کی تقدیس کا گیت

[۱] اَے خداوند! میں تیری تمجید کروں گا،
کیونکہ تُو نے مجھے گہرائیوں میں سے نکال کر سر بلند کیا
اور میرے دشمنوں کو مجھ پر خُوش ہونے نہ دیا۔
[۲] اَے خداوند میرے خدا! میں نے تجھ سے فریاد کی
اور تُو نے میری مدد کی۔
[۳] اَے خداوند! تُو مجھے پاتال میں سے نکال لایا ہے؛
اور تُو نے مجھے گور میں نہیں جانے دیا۔

[۴] خداوند کے لیے گاؤ، اَے اُس کے مُقدّسو؛
اُس کے مُقدّس نام کی ستایش کرو۔
[۵] کیونکہ اُس کا قہر چند وقفوں تک رہتا ہے،
لیکن اُس کی شفقت عمر بھر تک رہتی ہے؛
گریہ وزاری شاید رات بھر جاری رہے،
لیکن صبح کو خُوشی لوٹ آتی ہے۔

[۶] میں نے اطمینان کے وقت کہا تھا:
میں کبھی نہ ڈگمگاؤں گا۔
[۷] اَے خداوند! جب تُو نے مجھ پر نظرِ عنایت کی،
تب تُو نے میرے پہاڑ کو ثابت قدم کر دیا؛
لیکن جب تُو نے اپنا چہرہ چھپا لیا،
تو میرے اوسان خطا ہو گئے۔

[۸] اَے خداوند! میں نے تجھ سے فریاد کی؛
میں نے خداوند سے منّت کی:
[۹] میری تباہی سے،
اور میرے پاتال میں جانے سے کیا فائدہ؟
کیا خاک تیری ستایش کرے گی؟
کیا وہ تیری صداقت کا اعلان کرے گی؟
[۱۰] اَے خداوند سُن اور مجھ پر رحم کر؛
اَے خداوند! میرا مددگار رہو۔
[۱۱] تُو نے میرے ماتم کو رقص سے بدل دیا؛
تُو نے میرا ٹاٹ اُتار ڈالا اور مجھے خُوشی سے مُلبّس کیا۔
[۱۲] تاکہ میرا دل تیری ستایش کرے اور خاموش نہ رہے،
اَے خداوند میرے خدا! میں ہمیشہ تیرا شکر بجا لاتا رہُوں گا۔

مزمور ۳۱

موسیقاروں کے سربراہ کے لیے۔ داؤد کا مزمور

[۱] اَے خداوند! میں نے تجھ میں پناہ لی ہے؛
مجھے کبھی شرمندہ نہ ہونے دے؛
اپنی راستبازی کی خاطر مجھے رہائی بخش۔
[۲] اپنا کان میری طرف لگا،
اور جلد مجھے چھڑا؛
میری پناہ کی چٹان،
اور مجھے بچانے کے لیے مضبوط قلعہ بن۔
[۳] چونکہ تُو میری چٹان اور میرا قلعہ ہے،
اِس لیے اپنے نام کی خاطر میری رہبری اور رہنمائی کر۔
[۴] مجھے اِس جال میں سے چھڑا لے جو میرے لیے بچھایا گیا ہے،
کیونکہ تُو میری جائے پناہ ہے
[۵] میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہُوں؛
اَے خداوند! سچّائی کے خدا! میرا فدیہ دے۔

[۶] مجھے اُن لوگوں سے نفرت ہے جو نکمّے بُتوں کو گلے سے لگاتے ہیں؛
میں تو خداوند پر توکّل کرتا ہُوں۔
[۷] میں تیری رحمت سے خُوش و خُرّم ہُوں گا،
کیونکہ تُو نے میرے دکھ کو دیکھا ہے
اور تُو میری جان کی مصیبت سے واقف ہے۔
[۸] تُو نے مجھے دشمن کے ہاتھ میں نہیں جانے دیا
بلکہ میرے پاؤں کشادہ جگہ میں قائم کر دئے۔

[۹] اَے خداوند! مجھ پر رحم کر کیونکہ میں مصیبت میں ہُوں؛
اور میری آنکھیں غم کے مارے کمزور ہو چکی ہیں،
اور میری جان اور میرا جسم رنج سے گھل گئے ہیں۔
[۱۰] میری زندگی سخت تکلیف میں ہے
میری عمر کراہتے کراہتے فنا ہو گئی؛

خداوند کے احسان کو دیکھ لوں گا۔
۱۴ خداوند کا انتظار کر؛
مضبوط ہو اور حوصلہ رکھ
اور خداوند کی آس رکھ۔

مزمور ۲۸

داؤد کا مزمور

۱ اَے خداوند! میری چٹان! میں تجھ ہی کو پکاروں گا؛
میری طرف سے کان بند نہ کر۔
کیونکہ اگر تُو خاموش رہا،
تو میں اُن لوگوں کی مانند ہو جاؤں گا جو پاتال میں جا چکے ہیں۔
۲ جب میں تجھ سے فریاد کروں،
اور اپنے ہاتھ
تیری مُقدّس ہیکل کی طرف اُٹھاؤں،
تب میری رحم کی اِلتجا کو سُن لے۔

۳ مجھے اُن شریروں
اور بدکرداروں کے ساتھ گھسیٹ کر نہ لے جا،
جو اپنے ہمسایوں سے صُلح کی باتیں کرتے ہیں
لیکن اپنے دلوں میں عداوت رکھتے ہیں۔
۴ اُن کے اعمال
اور اُن کے بُرے کاموں کا بدلہ دے؛
اُن کے ہاتھ کے کاموں کے مطابق اُنہیں بدلہ دے
اور اُنہیں وہ بدلہ دے جس کے وہ مستحق ہیں۔
۵ چونکہ وہ خداوند کے کاموں کا
اور اُس کی دستکاری کا لحاظ نہیں کرتے،
وہ اُنہیں گرا دے گا
اور پھر کبھی بھی اُٹھنے نہ دے گا۔

۶ خداوند کی ستایش ہو،
کیونکہ اُس نے میری فریاد سُن لی۔
۷ خداوند میری قوّت اور میری سپر ہے؛
میرا دل اُس پر توکّل کرتا ہے اور مجھے مدد ملی ہے۔
اِس لیے میرا دل شادمان ہے
اور میں گا کر اُس کا شکر ادا کروں گا۔

۸ خداوند اپنے لوگوں کی قوّت ہے،
اور اپنے ممسوح کے لیے نجات کا قلعہ ہے۔
۹ اپنے لوگوں کو بچا اور اپنی میراث کو برکت دے؛
اُن کی پاسبانی کر اور ہمیشہ اُنہیں سنبھالے رہ۔

مزمور ۲۹

داؤد کا مزمور

۱ اَے فرشتو! خداوند کے
صرف خداوند ہی کے جلال اور اُس کی قدرت کی تعظیم کرو۔
۲ خداوند کے نام کے شایان اُس کی تمجید کرو؛
خداوند کو سجدہ کرو جو اُس کے تقدُّس کو زیب دے۔

۳ خداوند کی آواز بادلوں پر ہے؛
خدائے ذُوالجلال گرجتا ہے،
خداوند گھنے بادلوں کے اوپر گرجتا ہے۔
۴ خداوند کی آواز میں قدرت ہے؛
خداوند کی آواز میں جلال ہے۔
۵ خداوند کی آواز دیوداروں کو توڑ ڈالتی ہے؛
خداوند لبناؔن کے دیوداروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا ہے۔
۶ وہ لبناؔن کو بچھڑے کی طرح،
اور سریُوؔن کو جنگلی بچھڑے کی مانند کُداتا ہے۔
۷ خداوند کی آواز
بجلی کے شعلوں سے ضرب لگاتی ہے۔
۸ خداوند کی آواز بیابان کو ہلا دیتی ہے؛
خداوند قادِؔس کے بیابان پر لرزہ طاری کر دیتا ہے۔
۹ خداوند کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں
وہ جنگلوں کو بے برگ کر دیتی ہے۔
اور اُس کی ہیکل میں ہر کوئی جلال ہی جلال پکارتا ہے!

۱۰ خداوند طوفان پر تخت نشین ہے؛
بلکہ خداوند ہمیشہ کے لیے بادشاہ بن کر تخت نشین رہتا ہے۔
۱۱ خداوند اپنی اُمّت کو قوّت بخشتا ہے؛

خداوند یسُوعؔ کا مصلوُب ہونا

[۲۶] جب وہ یسُوعؔ کو لیے جا رہے تھے تو اُنہوں نے شمعوُنؔ کُرینی کو جو اپنے گاؤں سے آ رہا تھا ؐ پکڑ لیا اور صلیب اُس پر رکھ دی تا کہ وہ اُسے اُٹھا کر یسُوعؔ کے پیچھے پیچھے چلے۔ [۲۷] لوگوں کا ایک بڑا ہجوم اُس کے پیچھے ہولیا اور ہجُوم میں کئی عورتیں بھی تھیں جو اُس کے لیے نوحہ اور ماتم کر رہی تھیں۔ [۲۸] یسُوعؔ نے مُڑ کر اُنہیں کہا: اَے یروشلیمؔ کی بیٹیو! میرے لیے گریہ مت کرو بلکہ اپنے اور اپنے بچّوں کے لیے گریہ کرو۔ [۲۹] کیونکہ وہ دِن آنے والے ہیں جب تُم یہ کہو گی کہ وہ بانجھ عورتیں مبارک ہیں جن کے رحم بچّوں سے خالی رہے اور جن کی چھاتیوں نے دودھ نہیں پلایا۔ [۳۰] تب وہ پہاڑوں سے کہیں گے: ہم پر گر پڑو اور ٹیلوں سے کہ ہمیں چھپا لو۔

[۳۱] کیونکہ جب درخت ہرا ہے اور وہ یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو جب وہ سوکھ جائے گا تو کیا کچھ نہ کریں گے۔

[۳۲] دو مجرم اور بھی تھے جنہیں اُس کے ساتھ لے جایا جا رہا تھا تا کہ وہ بھی قتل کیے جائیں۔ [۳۳] جب وہ اُس مقام پر پہنچے جسے کلوریؔ کہتے ہیں تو وہاں اُنہوں نے یسُوعؔ کو مصلوُب کیا اور اُن دو مجرموں کو بھی، ایک کو یسُوعؔ کی داہنی طرف اور دُوسرے کو بائیں طرف۔ [۳۴] یسُوعؔ نے کہا: اَے باپ! اِنہیں معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں اور اُنہوں نے اُس کے کپڑوں پر قُرعہ ڈال کر اُنہیں بانٹ لیا۔

[۳۵] لوگ کھڑے کھڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے اور سردار بھی اُس پر آوازے کستے تھے اور کہتے تھے: اِس نے اَوروں کو بچایا، اگر وہ مسیحؔ ہے اور خدا کا برگزیدہ ہے تو اپنے آپ کو بچا لے۔

[۳۶] سپاہی بھی آ آ کر اُس کی ہنسی اُڑاتے تھے اور پینے کے لیے اُسے سرکہ پیش کرتے تھے۔ [۳۷] اور کہتے تھے: اگر تُو یہوُدیوں کا بادشاہ ہے تو اپنے آپ کو بچا لے۔

[۳۸] اُس کے سر کے اوپر ایک نوشتہ بھی لگایا گیا تھا کہ یہ **یہوُدیوں کا بادشاہ** ہے۔

[۳۹] دو مجرم جو مصلوُب کیے گئے تھے، اُن میں سے ایک نے یسُوعؔ کو طعنہ دے کر کہا: اگر تُو مسیحؔ ہے تو اپنے آپ کو اور ہمیں بچا۔

[۴۰] لیکن دُوسرے نے اُسے جِھڑکا اور کہا: کیا تجھے خدا کا خوف نہیں حالانکہ تُو خود بھی وہی سزا پا رہا ہے؟ [۴۱] ہم تو اپنے جرموں کی سزا پا رہے ہیں اور ہمارا قتل کیا جانا واجب ہے لیکن اِس نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔

[۴۲] تب اُس نے کہا: اَے یسُوعؔ! جب تُو بادشاہ بن کر آئے تو مجھے بھی یاد کرنا۔

[۴۳] یسُوعؔ نے اُس سے کہا: میں تجھے یقین دلاتا ہُوں کہ تُو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

[۴۴] تقریباً دوپہر کا وقت تھا کہ چاروں طرف اندھیرا چھا گیا اور تین بجے تک یہی حالت رہی۔ [۴۵] سورج تاریک ہو گیا اور ہیکل کا پردہ پھٹ کر دو ٹکُڑے ہو گیا [۴۶] اور یسُوعؔ نے اونچی آواز سے پُکار کر کہا: اَے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہُوں اور یہ کہہ کر دم توڑ دیا۔

[۴۷] جب رُومی کپتان نے یہ ماجرا دیکھا تو خدا کی تمجید کرتے ہُوئے کہا: یہ آدمی واقعی راستباز تھا۔ [۴۸] اور سارے لوگ جو وہاں جمع تھے یہ منظر دیکھ کر سینہ کُوبی کرتے ہُوئے لَوٹ گئے۔ [۴۹] لیکن یسُوعؔ کے سارے جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیلؔ سے اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھیں ؐ دُور فاصلہ پر کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھیں۔

خداوند یسُوعؔ کی تدفین

[۵۰] ایک آدمی تھا جس کا نام یُوسُفؔ تھا۔ وہ یہودیوں کی عدالتِ عالیہ کا ایک رُکن تھا اور بڑا نیک اور راستباز تھا۔ [۵۱] وہ عدالتِ عالیہ کے اراکین کے فیصلہ اور عمل کے حق میں نہ تھا۔ وہ یہودیوں کے شہر اِرمتیاؔ کا باشندہ تھا اور خدا کی بادشاہی کا منتظر تھا۔ [۵۲] اُس نے پیلاطُسؔ کے پاس جا کر یسُوعؔ کی لاش مانگی۔ [۵۳] اور لاش کو صلیب پر سے اُتار کر مہین چادر میں لپیٹا اور اُسے ایک قبر میں جو چٹان میں کھُدی ہُوئی تھی ؐ رکھ دیا۔ اُس قبر میں پہلے کوئی نہیں رکھا گیا تھا۔ [۵۴] وہ تیّاری کا دِن تھا اور سبَت شروع ہونے والا تھا۔

[۵۵] وہ عورتیں جو گلیلؔ سے یسُوعؔ کے ساتھ آئی تھیں، یُوسُفؔ کے پیچھے پیچھے گئیں اور اُنہوں نے اُس قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ یسُوعؔ کی لاش کو اُس کے اندر کس طرح رکھا گیا ہے۔ [۵۶] تب وہ گھر لَوٹ گئیں اور اُنہوں نے خوشبودار مسالے اور عطر تیّار کیا اور شریعت کے حکم کے مطابق سبَت کے دِن آرام کیا۔

خداوند یسُوعؔ کا زندہ ہو جانا

[۲۴] ہفتہ کے پہلے دِن صبح سویرے بعض عورتیں خوشبُودار مسالے جو اُنہوں نے تیّار کیے تھے ؐ اپنے ساتھ لے کر قبر پر آئیں۔ [۲] لیکن اُنہوں نے پتّھر کو قبر کے مُنہ سے لُڑھکا ہُوا پایا۔ [۳] جب وہ اندر گئیں تو اُنہیں یسُوعؔ کی لاش نہ

ملی۔ ۴ جب وہ اِس بارے میں حیرت میں مبتلا تھیں تو دو شخص چمکدار لباس میں اُن کے پاس آ کھڑے ہُوئے۔ ۵ وہ خوف زدہ ہو گئیں اور اپنے سر زمین پر جھکا دیئے۔ لیکن اُنہوں نے اُن سے کہا: تُم زندہ کو مُردوں میں کیوں ڈھونڈتی ہو؟ ۶ وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اُٹھا ہے۔ تمہیں یاد نہیں کہ جب وہ گلِیل میں تھا تو اُس نے تُم سے کہا تھا ۷ کہ اِبنِ آدم کا گنہگاروں کے حوالہ کیا جانا، صلیب پر چڑھایا جانا اور تیسرے دِن پھر سے جی اُٹھنا ضروری ہے۔ ۸ تب اُنہیں یسُوعؔ کی باتیں یاد آئیں۔

۹ چنانچہ وہ قبر سے نکل کر چلی گئیں اور گیارہ رسُولوں اور باقی سب شاگردوں کو اِن باتوں کی خبر دی۔

۱۰ مریمؔ مگدلینی، یوآنّہ اور یعقوبؔ کی ماں مریمؔ اور اُن کے ساتھ کئی دُوسری عورتیں تھیں، جنہوں نے رسُولوں کو ان باتوں کی خبر دی تھی۔ ۱۱ لیکن اُنہوں نے اُن کا یقین نہ کیا کیونکہ اُن کی باتیں اُنہیں فضول سی لگیں۔ ۱۲ مگر پطرسؔ اُٹھا اور قبر کی طرف دوڑا۔ وہاں اُس نے جھک کر اندر دیکھا تو اُسے صرف کفن پڑا نظر آیا اور وہ اِس ماجرا پر تعجب کرتا ہُوا وہاں سے چلا گیا۔

اماؤس کی راہ پر

۱۳ پھر ایسا ہُوا کہ اُن میں سے دو شاگرد اُسی دِن ایک گاؤں کی طرف جا رہے تھے جس کا نام اماؤسؔ تھا۔ یہ گاؤں یروشلیمؔ سے سات میل دُور تھا ۱۴ وہ آپس میں اُن واقعات کے بارے میں باتیں کرتے جاتے تھے جو پیش آئے تھے۔ ۱۵ جب وہ باتوں میں مشغول تھے اور آپس میں بحث کر رہے تھے تو یسُوعؔ خود ہی نزدیک آ کر اُن کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ ۱۶ لیکن وہ اُسے پہچان نہ سکے کیونکہ اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہُوا تھا۔

۱۷ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: تُم لوگ آپس میں کیا کیا باتیں کرتے جا رہے ہو؟

وہ چُپ ہو کر رہ گئے اور بڑے غمگین دکھائی دے رہے تھے۔ ۱۸ تب وہ جس کا نام کِلیُپاسؔ تھا، اُس سے کہنے لگا: کیا یروشلیمؔ میں اکیلا تُو ہی اجنبی ہے جو یہ بھی نہیں جانتا کہ ان دِنوں میں شہر میں کیا کیا ہُوا ہے۔

۱۹ اُس نے اُن سے کہا: کیا ہُوا ہے؟

اُنہوں نے اُس سے کہا: یسُوعؔ ناصری کا واقعہ۔ وہ آدمی اپنے کام اور کلام کے باعث خدا کی نظر میں اور سارے لوگوں کے نزدیک بڑی قدرت والا نبی تھا۔ ۲۰ اور ہمارے سردار کاہنوں اور حاکموں نے اُسے کس طرح رُومی گورنر کے حوالے کیا اور اُس کے قتل کا حکم جاری کروا کر اُسے مصلُوب کر دیا۔ ۲۱ لیکن ہمیں تو یہ امید تھی کہ یہی وہ شخص ہے جو اسرائیلؔ کو مخلصی دینے والا ہے اور اِس کے علاوہ اِن واقعات کو ہُوئے آج تیسرا دِن ہے۔ ۲۲ ساتھ ہی ہمارے گروہ کی چند عورتوں نے جو صبح سویرے اُس کی قبر پر گئی تھیں ہمیں حیرت میں مبتلا کر دیا۔ ۲۳ جب اُنہوں نے یسُوعؔ کی لاش نہ پائی تو وہ یہ کہتی ہُوئی آئیں کہ اُنہوں نے رویا میں فرشتوں کو دیکھا جن کا کہنا تھا کہ وہ زندہ ہو گیا ہے۔ ۲۴ تب ہمارے بعض ساتھی قبر پر گئے اور جیسا عورتوں نے کہا تھا اُسے ویسا ہی پایا۔ لیکن یسُوعؔ کو نہ دیکھا۔

۲۵ اُس نے اُن سے کہا: تُم کتنے نادان ہو اور نبیوں کی بتائی ہُوئی باتوں کو قبول کرنے میں کس قدر سُست ہو۔ ۲۶ کیا مسیح کے لیے ضروری نہ تھا کہ وہ اذیتوں کو برداشت کرتا اور پھر اپنے جلال میں داخل ہوتا؟ ۲۷ اور اُس نے مُوسیٰؔ سے لے کر سارے نبیوں کی باتیں جو اُس کے بارے میں پاک کلام میں درج تھیں، اُنہیں سمجھا دیں۔

۲۸ اِتنے میں وہ اُس گاؤں کے نزدیک پہنچے جہاں اُنہیں جانا تھا اور اُنہیں یسُوعؔ کے ڈھنگ سے ایسا معلوم ہُوا گویا وہ اور آگے جانا چاہتا ہے۔ ۲۹ لیکن اُنہوں نے اُسے یہ کہہ کر مجبور کیا کہ ہمارے پاس رُک جا کیونکہ دِن تقریباً ڈھل چُکا ہے اور شام ہونے والی ہے۔ پس وہ اُن کے ساتھ رہنے کے لیے اندر چلا گیا۔

۳۰ جب وہ اُن کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا تو اُس نے روٹی لی اور شکر کر کے اُسے توڑا اور اُنہیں دینے لگا۔ ۳۱ تب اُن کی آنکھیں کھُل گئیں اور اُنہوں نے اُسے پہچان لیا اور وہ اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ ۳۲ اُنہوں نے آپس میں کہا: جب وہ راستے میں ہم سے باتیں کر رہا تھا اور ہمیں پاک کلام کی باتیں سمجھا رہا تھا تو ہمارے دل کیسے جوش سے بھر گئے تھے۔

۳۳ تب وہ اُسی گھڑی اُٹھے اور یروشلیمؔ واپس آئے جہاں اُنہوں نے گیارہ رسُولوں اور اُن کے ساتھیوں کو ایک جگہ اِکٹھے پایا۔ ۳۴ وہ کہہ رہے تھے: خداوند سچ مُچ جی اُٹھا ہے اور شمعونؔ کو دکھائی دیا ہے۔ ۳۵ اُن دونوں نے راستے کی ساری باتیں بتائیں اور یہ بھی کہ اُنہوں نے کس طرح یسُوعؔ کو روٹی توڑتے وقت پہچان لیا۔

خداوند کا شاگردوں پر ظاہر ہونا

۳۶ ابھی وہ یہ باتیں کہہ ہی رہے تھے کہ یسُوعؔ خود ہی اُن کے درمیان آ کھڑا ہُوا اور اُن سے کہا: تمہاری سلامتی ہو۔

[۳۷] لیکن وہ اِس قدر ہراساں اور خوف زدہ ہو گئے کہ سمجھنے لگے کہ وہ کسی رُوح کو دیکھ رہے ہیں۔ [۳۸] یسُوع نے اُن سے کہا: تُم کیوں گھبرائے ہُوئے ہو اور تمہارے دلوں میں شکوک کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ [۳۹] میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو، میں ہی ہُوں۔ مجھے چھُوکر دیکھو کیونکہ رُوح کی ہڈّیاں ہی ہوتی ہیں اور نہ گوشت جیسا تُم مجھ میں دیکھ رہے ہو۔

[۴۰] یہ کہنے کے بعد اُس نے اُنہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے [۴۱] لیکن خوشی اور حیرت کے مارے اُنہیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ لہٰذا یسُوع نے اُن سے کہا: یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ [۴۲] اُنہوں نے اُسے بھُنی ہُوئی مچھلی کا قتلہ پیش کیا۔ [۴۳] اُس نے لیا اور اُن کے رُوبرُو کھایا۔

[۴۴] پھر اُس نے اُن سے کہا: جب میں تمہارے ساتھ تھا تو میں نے تمہیں یہ باتیں بتائی تھیں کہ مُوسیٰ کی توریت، نبیوں کی کتابوں اور زبور میں میرے بارے میں جو کچھ لکھا ہُوا ہے اُس کا پُورا ہونا ضروری ہے۔

[۴۵] تب اُس نے اُن کا ذہن کھولا تا کہ وہ پاک کلام کو سمجھ سکیں۔ [۴۶] اور اُن سے کہا: یُوں لکھا ہُوا ہے کہ مسیح دُکھ اُٹھائے گا اور تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھے گا [۴۷] اور اُس کے نام سے یروشلیم سے شروع کرکے ساری قوموں میں توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی کی جائے گی۔ [۴۸] تُم اِن باتوں کے گواہ ہو۔ [۴۹] میرے باپ نے جس کا وعدہ کیا ہے میں اُسے تُم پر نازل کروں گا لیکن جب تک تمہیں آسمان سے قوّت کا لباس عطا نہ ہوُ اِسی شہر میں ٹھہرے رہنا۔

خداوند یسُوع کا اوپر اُٹھایا جانا

[۵۰] پھر یسُوع اُنہیں بیت عنیاہ تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اُٹھا کر اُنہیں برکت بخشی۔ [۵۱] جب وہ اُنہیں برکت دے رہا تھا تو اُن سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اُٹھا لیا گیا [۵۲] شاگردوں نے اُسے سجدہ کیا اور پھر بڑی خوشی کے ساتھ یروشلیم لَوٹ گئے۔ [۵۳] اور وہ ہیکل میں حاضر ہو ہو کر خدا کی حمد کیا کرتے تھے۔

یُوحنّا کی اِنجیل

پیش لفظ

یہ اِنجیل خداوند یسُوع کی مَوت اور آپ کے زندہ ہو جانے کے کئی سال بعد غالباً ۹۰ تا ۹۶ عیسوی کے درمیان لکھی گئی۔ اِس اِنجیل کا مُصنّف یُوحنّا رسُول ہے۔ اِس اِنجیل کی غرض و غایت یہ ہے کہ اِس کے پڑھنے والے خداوند یسُوع مسیح پر ایمان لائیں اور آپ کے نام سے ہمیشہ کی زندگی پائیں (۲۰: ۳۱)۔ اِس اِنجیل سے ظاہر ہے کہ خداوند یسُوع محض ایک عظیم شخص ہی نہیں بلکہ آپ ذاتِ اِلٰہی کے حامل تھے۔ آپ کے معجزے اور بیشتر تعلیمات جو دُوسری کتابوں میں درج نہیں، اِس اِنجیل میں درج ہیں۔ خداوند یسُوع کی مَوت اور آپ کے زندہ ہو جانے کے بعد اپنے شاگردوں پر ظاہر ہونے کے واقعات اِس اِنجیل میں خاص طور پر بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اِنجیل بہ نسبت دیگر اِنجیلوں کے خداوند یسُوع کی اُلوہیّت اور آپ کی زندگی کی تفسیر و تعبیر پر زیادہ زور دیتی ہے۔ آپ کی شخصیت کے اظہار کے لیے کئی استعارے اِستعمال کیے گئے ہیں۔ مثلاً نُور، حق، محبّت، اچھا چرواہا، دروازہ، قیامت اور زندگی، حقیقی روٹی وغیرہ وغیرہ۔ باب ۱۴ تا ۱۷ میں جو مواد پیش کیا گیا ہے اُس سے خداوند یسُوع کی اُس گہری محبّت کا جو آپ اپنے ایمان لانے والوں سے رکھتے ہیں اور اُس اِطمینان کا جو آپ پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے بخُوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

کلام کا مُجسّم ہونا

۱ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام ہی خدا تھا۔ [۲] کلام شروع میں خدا کے ساتھ تھا۔ [۳] سب چیزیں اُسی کے وسیلہ سے پیدا کی گئیں اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اُس کے بغیر وجُود میں آئی ہو۔ [۴] اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نُور تھی۔ [۵] نُور تاریکی میں چمکتا ہے اور تاریکی اُسے کبھی مغلوب

[۲۲] پیلاطُسؔ نے جواب دیا: میں نے جو کچھ لکھ دیا وہ لکھ دیا۔
[۲۳] جب سپاہی یسُوعؔ کو مصلوب کر چُکے تو اُنہوں نے یسُوعؔ کے کپڑے لیے اور اُن کے چار حصّے کیے تا کہ ہر ایک کو ایک ایک حِصّہ مل جائے۔ صِرف اُس کا کُرتا باقی رہ گیا جو بغیر کسی جوڑ کے اُوپر سے نیچے تک بُنا ہُوا تھا۔
[۲۴] اُنہوں نے آپس میں کہا کہ اِس کے ٹکڑے کرنے کی بجائے اِس پر قُرعہ ڈال کر دیکھیں کہ یہ کس کے حِصّہ میں آتا ہے۔ یہ اِس لیے ہُوا کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ

اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لیے
اور میری پوشاک پر قُرعہ ڈالا۔

چنانچہ سپاہیوں نے یہی کیا۔
[۲۵] یسُوعؔ کی صلیب کے پاس اُس کی ماں، ماں کی بہن مریمؔ جو کلوپاسؔ کی بیوی تھی اور مریمؔ مگدلینی کھڑی تھیں۔ [۲۶] جب یسُوعؔ نے اپنی ماں کو اور اپنے ایک عزیز شاگرد کو نزدیک ہی کھڑے دیکھا تو ماں سے کہا: اَے خاتُون! اب سے تیرا بیٹا یہ ہے۔ [۲۷] اور شاگرد سے کہا: اب سے تیری ماں یہ ہے۔ وہ شاگرد اُسی وقت اُسے اپنے گھر لے گیا۔

خداوند یسُوعؔ کی مَوت

[۲۸] جب یسُوعؔ نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہُوئیں تو اِس لیے کہ پاک کلام کا لکھا پُورا ہو، اُس نے کہا: "میں پیاسا ہُوں۔" [۲۹] نزدیک ہی ایک مرتبان سِرکے سے بھرا رکھا تھا۔ اُنہوں نے اِسفنج کو سِرکے میں ڈبو کر سرکنڈے کے سِرے پر رکھ کر یسُوعؔ کے ہونٹوں سے لگایا۔ [۳۰] یسُوعؔ نے اُسے پیتے ہی کہا: "پُورا ہُوا" اور سر جھکا کر جان دے دی۔
[۳۱] یہ فسح کی تیاری کا دِن تھا اور اگلا دِن خُصوصی سبت تھا۔ یہودی نہیں چاہتے تھے کہ سبت کے دِن لاشیں صلیبوں پر ٹنگی رہیں۔ لہٰذا اُنہوں نے پیلاطُسؔ کے پاس جا کر درخواست کی کہ مُجرموں کی ٹانگیں توڑ کر اُن کی لاشوں کو نیچے اُتار لیا جائے۔ [۳۲] چنانچہ سپاہی آئے اور اُنہوں نے پہلے اُن دو آدمیوں کی ٹانگیں توڑیں جنہیں یسُوعؔ کے ساتھ مصلوب کیا گیا تھا۔ [۳۳] لیکن جب یسُوعؔ کی باری آئی تو اُنہوں نے دیکھا کہ وہ تو پہلے ہی مر چُکا ہے لہٰذا اُنہوں نے اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ [۳۴] مگر سپاہیوں میں سے ایک نے اپنا نیزہ لے کر یسُوعؔ کے پہلو میں مارا اور اُس کی پسلی چھید ڈالی جس سے فوراً خُون اور پانی بہنے لگا۔ [۳۵] جو شخص اِس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے وہ گواہی دیتا ہے اور اُس کی گواہی سچّی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے تا کہ تُم بھی ایمان لاؤ۔
[۳۶] یہ ساری باتیں اِس لیے ہُوئیں کہ پاک کلام کا لکھا ہُوا پُورا ہو جائے کہ "اُس کی کوئی ہڈّی نہ توڑی جائے گی۔" [۳۷] اور پاک کلام ایک اور جگہ کہتا ہے کہ "وہ اُس پر جسے اُنہوں نے چھید ڈالا نظر کریں گے۔"

خداوند یسُوعؔ کی تدفین

[۳۸] اِن باتوں کے بعد ایک شخص یُوسُفؔ جو ارِمتیاؔ کا باشندہ تھا پیلاطُسؔ کے پاس گیا اور اُس سے یسُوعؔ کی لاش کو لے جانے کی اجازت مانگی۔ یہ شخص یہودیوں کے ڈر کی وجہ سے خُفیہ طور پر یسُوعؔ کا شاگرد تھا۔ وہ پیلاطُسؔ سے اجازت لے کر آیا اور یسُوعؔ کی لاش کو لے گیا۔ [۳۹] نیکُدیمُسؔ بھی آیا جس نے کچھ عرصہ پہلے یسُوعؔ سے رات میں مُلاقات کی تھی۔ وہ اپنے ساتھ مُرّ اور عُود ایسی چیزوں سے بنا ہُوا خُوشبودار مسالہ لایا تھا جو وزن میں تقریباً پچاس سیر کے برابر تھا۔
[۴۰] اُن دونوں نے یسُوعؔ کی لاش کو لے کر اُسے اُس خُوشبودار مسالے سمیت ایک سُوتی چادر میں کفنایا جس طرح یہودیوں میں دفن کرنے کا دستُور تھا۔ [۴۱] جس مقام پر یسُوعؔ کو مصلوب کیا گیا تھا وہاں ایک باغ تھا اور اُس باغ میں ایک نئی قبر تھی جس میں پہلے کوئی لاش نہیں رکھی گئی تھی۔ [۴۲] چونکہ یہ یہودیوں کی تیّاری کا دِن تھا اور قبر نزدیک تھی، اُنہوں نے یسُوعؔ کو وہاں رکھ دیا۔

خالی قبر

۲۰ ہفتہ کے پہلے دِن صبح سویرے جب کہ اندھیرا ہی تھا مریمؔ مگدلینی قبر پر آئی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ قبر کے مُنہ سے پتھر ہٹا ہُوا ہے۔ [۲] وہ دوڑتی ہُوئی شمعُونؔ پطرسؔ اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس پہنچی جو یسُوعؔ کا چہیتا تھا اور کہنے لگی: وہ خداوند کو قبر میں سے نکال کر لے گئے ہیں اور پتا نہیں اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔
[۳] یہ سُنتے ہی پطرسؔ اور وہ دُوسرا شاگرد قبر کی طرف چل دیئے۔ [۴] دونوں دوڑے جا رہے تھے لیکن وہ دُوسرا شاگرد پطرسؔ سے آگے نکل گیا اور اُس سے پہلے قبر پر جا پہنچا۔ [۵] اُس نے جھک کر اندر جھانکا اور سُوتی کپڑے پڑے دیکھے لیکن اندر نہیں گیا۔ [۶] اُس دوران پطرسؔ بھی پیچھے پیچھے وہاں پہنچ گیا اور سیدھا قبر میں داخل ہو گیا۔ اُس نے دیکھا کہ وہاں سُوتی کپڑے پڑے ہُوئے

ہیں [7] اور کفن کا وہ رُومال بھی جو یسُوع کے سر پر لپیٹا گیا تھا سُوتی کپڑوں سے الگ ایک جگہ تہہ کیا ہُوا پڑا تھا۔ [8] تب وہ دُوسرا شاگرد بھی جو قبر پر پہلے پہنچا تھا اندر داخل ہُوا۔ اُس نے بھی دیکھ کر یقین کیا۔ [9] کیونکہ وہ ابھی تک پاک کلام کی اِس بات کو سمجھ نہ پائے تھے جس کے مطابق یسُوع کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا لازمی تھا۔
[10] تب یہ شاگرد واپس گھر چلے گئے

خداوند یسُوع کا مریم مگدلینی کو دکھائی دینا

[11] لیکن مریم قبر کے باہر کھڑی ہُوئی رو رہی تھی۔ روتے روتے اُس نے جھک کر قبر کے اندر نظر کی [12] تو وہاں اُسے دو فرشتے دکھائی دیئے جو سفید لباس میں تھے اور جہاں یسُوع کی لاش رکھّی گئی تھی وہاں ایک کو سرہانے اور دُوسرے کو پینتانے بیٹھے دیکھا۔
[13] اُنہوں نے مریم سے پُوچھا: اَے عورت! تُو کیوں رو رہی ہے؟

اُس نے کہا: میرے خداوند کو اُٹھا کر لے گئے ہیں اور پتا نہیں اُسے کہاں رکھ دیا ہے۔ [14] یہ کہتے ہی وہ پیچھے مُڑی اور وہاں یسُوع کو کھڑا دیکھا لیکن پہچان نہ سکی کہ وہ یسُوع ہے۔
[15] یسُوع نے کہا: اَے خاتُون! تُو کیوں رو رہی ہے؟ تُو کسے ڈھُونڈتی ہے؟

مریم نے سمجھا کہ شاید وہ باغبان ہے اِس لیے کہا: مِیاں اگر تُو نے اُسے یہاں سے اُٹھایا ہے تو مجھے بتا کہ اُسے کہاں رکھّا ہے تاکہ میں اُسے لے جاؤں۔
[16] یسُوع نے اُس سے کہا: مریم! وہ اُس کی طرف مُڑی اور عِبرانی زبان میں بولی: ربوّنی (جس کا مطلب ہے ”اَے میرے اُستاد“)!
[17] یسُوع نے کہا: مجھے چھُومت کیونکہ میں ابھی باپ کے پاس اوپر نہیں گیا بلکہ جا اور میرے بھائیوں کو بتا کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ، اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جا رہا ہُوں۔
[18] مریم مگدلینی نے شاگردوں کے پاس آ کر اُنہیں خبر دی کہ میں نے خداوند کو دیکھا ہے اور اُس نے مجھ سے یہ باتیں کیں۔

خداوند یسُوع کا شاگردوں پر ظاہر ہونا

[19] ہفتہ کے پہلے دِن شام کے وقت جب شاگرد ایک جگہ جمع تھے اور یہُودیوں کے ڈر سے دروازے بند کیے بیٹھے تھے یسُوع آیا اور اُن کے بیچ میں کھڑا ہو کر کہنے لگا: تُم پر سلام! [20] یہ کہہ کر اُس نے اپنے ہاتھ اور اپنی پسلی اُنہیں دکھائی۔ شاگرد اُسے دیکھ کر خُوشی سے بھر گئے۔

[21] یسُوع نے پھر سے کہا: تُم پر سلام! جیسے باپ نے مجھے بھیجا ہے ویسے ہی میں تمہیں بھیج رہا ہُوں۔ [22] یہ کہہ کر اُس نے اُن پر پھُونکا اور کہا: پاک رُوح پاؤ! [23] اگر تُم کسی کے گناہ معاف کرتے ہو تو اُس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ اگر معاف نہیں کرتے تو معاف نہیں کیے جاتے۔

خداوند یسُوع کا توما پر ظاہر ہونا

[24] جب یسُوع اپنے شاگردوں پر ظاہر ہُوا تو توما جسے توام بھی کہتے ہیں اور جو اُن بارہ میں سے تھا وہاں موجود نہ تھا۔
[25] چنانچہ باقی شاگردوں نے اُسے بتایا کہ ہم نے یسُوع کو دیکھا ہے۔

مگر توما نے اُن سے کہا: جب تک میں کیلوں کے سوراخ اُس کے ہاتھوں میں دیکھ کر اپنی اُنگلی اُن میں نہ ڈال لُوں اور اپنے ہاتھ سے اُس کی پسلی نہ چھُولُوں، تب تک یقین نہ کروں گا۔
[26] ایک ہفتہ بعد یسُوع کے شاگرد ایک بار پھر اُسی جگہ موجُود تھے اور توما بھی اُن کے ساتھ تھا۔ اگرچہ دروازے بند تھے یسُوع آ کر اُن کے بیچ میں کھڑا ہو گیا اور اُن سے کہا: تُم پر سلام! [27] پھر اُس نے توما سے کہا: اپنی اُنگلی لا اور میرے ہاتھوں کو دیکھ اور اپنا ہاتھ بڑھا اور میری پسلی کو چھُو، شک مت کر بلکہ اعتقاد رکھ۔
[28] توما نے اُس سے کہا: اَے میرے خداوند! اَے میرے خدا!
[29] یسُوع نے اُس سے کہا: تُو تو مجھے دیکھ کر مجھ پر ایمان لایا، مبارک وہ ہیں جنہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں پھر بھی ایمان لے آئے۔
[30] یسُوع نے اپنے شاگردوں کی موجودگی میں بہت سے معجزے کیے جو اِس کتاب میں نہیں لکھے گئے۔ [31] لیکن جو لکھے گئے ہیں اُن سے غرض یہ ہے کہ تُم ایمان لاؤ کہ یسُوع ہی مسیح ہے یعنی خدا کا بیٹا ہے اور اُس پر ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ۔

خداوند یسُوع اور مچھلیوں والا معجزہ

۲۱ بعد میں یسُوع نے خُود کو ایک بار پھر اپنے شاگردوں پر تبریاس کی جھیل کے کنارے اِس طرح ظاہر کیا [2] کہ جب شمعُون پطرس، توما (یعنی توام)، نتن ایل جو قانائے گلیل کا تھا، زبدی کے بیٹے اور دُوسرے شاگرد وہاں جمع تھے [3] تو شمعُون پطرس اُن سے کہنے لگا کہ میں تو مچھلی پکڑنے جاتا ہُوں۔ اُنہوں نے کہا: ہم بھی تیرے ساتھ چلیں گے۔ لہٰذا وہ نکلے اور جا کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ مگر اُس رات اُن کے ہاتھ کچھ بھی نہ آیا۔
[4] صبح سویرے ہی یسُوع کنارے پر آ کھڑا ہُوا لیکن شاگردوں

نے اُسے نہیں پہچانا کہ وہ یسُوعؔ ہے۔
[5] یسُوعؔ نے اُنہیں آواز دے کر کہا: دوستو! کیا کچھ ہاتھ آیا؟

اُنہوں نے جواب دیا: نہیں!
[6] یسُوعؔ نے کہا: جال کو کشتی کی دائیں طرف ڈالو تو ضرور پکڑ سکو گے۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور مچھلیوں کی کثرت کی وجہ سے جال اِس قدر بھاری ہو گیا کہ وہ اُسے کھینچ نہ سکے۔
[7] تب یسُوعؔ کے چہیتے شاگرد نے پطرسؔ سے کہا: یہ تو خداوند ہے۔ جیسے ہی شمعُونؔ پطرس نے یہ سُنا کہ یہ تو خداوند ہے اُس نے اپنا کُرتا پہنا جسے اُس نے اُتار رکھا تھا اور پانی میں کود پڑا۔ [8] دُوسرے شاگرد جو کشتی میں تھے جال کو جو مچھلیوں سے بھرا ہُوا تھا کھینچتے ہُوئے لائے کیونکہ وہ کنارے سے پچاس گز سے زیادہ دُور نہ تھے۔ [9] جب وہ کنارے پر اُترے تو دیکھا کہ کوئلوں کی آگ پر مچھلی رکھّی ہے اور پاس ہی روٹی بھی ہے۔
[10] یسُوعؔ نے اُن سے کہا جو مچھلیاں تُم نے ابھی پکڑی ہیں اُن میں سے کچھ یہاں لے آؤ۔
[11] شمعُونؔ پطرس کشتی پر چڑھ گیا اور جال کو کنارے پر کھینچ لایا جو ایک سَو ترپن بڑی بڑی مچھلیوں سے بھرا ہُوا تھا، پھر بھی وہ پھٹا نہیں۔ [12] یسُوعؔ نے اُن سے کہا: آؤ، کچھ کھا لو! شاگردوں میں سے کسی کو بھی جرأت نہ ہُوئی کہ پُوچھے کہ تُو کون ہے؟ وہ جانتے تھے کہ وہ خداوند ہی ہے۔ [13] یسُوعؔ نے آ کر روٹی لی اور اُنہیں دی اور مچھلی بھی دی۔ [14] یسُوعؔ مُردوں میں سے زندہ ہو جانے کے بعد تیسری بار اپنے شاگردوں پر ظاہر ہُوا۔

پطرسؔ کا مامُور کیا جانا

[15] جب وہ کھانا کھا چُکے تو یسُوعؔ نے شمعُونؔ پطرس سے کہا: شمعُونؔ، یُوحنّا کے بیٹے! کیا تُو مجھ سے اِن سب سے زیادہ محبّت رکھتا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں خداوند، تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھ سے محبّت رکھتا ہُوں۔

یسُوعؔ نے اُس سے کہا: میرے برّوں کو چارہ دے۔
[16] یسُوعؔ نے پھر کہا: شمعُونؔ یُوحنّا کے بیٹے! کیا تُو واقعی مجھ سے محبّت رکھتا ہے؟

اُس نے جواب دیا: ہاں خداوند! تُو تو جانتا ہی ہے کہ میں تجھ سے محبّت رکھتا ہُوں۔

یسُوعؔ نے کہا: تو پھر میری بھیڑوں کی گلّہ بانی کر۔
[17] اُس نے تیسری بار پھر پُوچھا: شمعُونؔ یُوحنّا کے بیٹے! کیا تُو مجھ سے محبّت رکھتا ہے؟

پطرسؔ کو رنج پہنچا کیونکہ یسُوعؔ نے اُس سے تین دفعہ پُوچھا تھا کہ کیا تُو مجھ سے محبّت رکھتا ہے؟ اُس نے کہا: خداوند! تُو تو سب کچھ جانتا ہے۔ تجھے خُوب معلُوم ہے کہ میں تجھ سے محبّت رکھتا ہُوں۔

یسُوعؔ نے کہا: تُو میری بھیڑیں چرا۔ [18] میں تجھ سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جب تُو جوان تھا تو جہاں تیرا جی چاہتا تھا اپنی کمر باندھ کر چل دیتا تھا۔ لیکن جب تُو بُوڑھا ہو جائے گا تو اپنے ہاتھ مدد کے لیے بڑھائے گا اور کوئی دُوسرا تیری کمر باندھ کر جہاں تُو جانا بھی نہ چاہے گا تجھے وہاں اُٹھا لے جائے گا۔ [19] یسُوعؔ نے یہ بات کہہ کر اِشارہ کر دیا کہ پطرسؔ کس قسم کی مَوت مَر کے خدا کا جلال ظاہر کرے گا۔ تب یسُوعؔ نے پطرسؔ سے کہا: میرے پیچھے ہو لے۔
[20] پطرسؔ نے مُڑ کر دیکھا کہ یسُوعؔ کا چہیتا شاگرد اُن کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے۔ یہی وہ شاگرد تھا جس نے شام کے کھانے کے وقت یسُوعؔ کی طرف جُھک کر پُوچھا تھا کہ اَے خداوند! وہ کون ہے جو تجھے پکڑوائے گا؟ [21] پطرسؔ نے اُسے دیکھ کر یسُوعؔ سے پُوچھا: اَے خداوند! اِس شاگرد کا کیا ہوگا؟
[22] یسُوعؔ نے جواب دیا: اگر میں چاہوں کہ یہ میری واپسی تک زندہ رہے تو اِس سے تجھے کیا؟ تُو میرے پیچھے پیچھے چلا آ۔
[23] یُوں بھائیوں میں یہ بات پھیل گئی کہ یہ شاگرد نہیں مرے گا لیکن یسُوعؔ نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ نہ مرے گا بلکہ یہ کہا تھا کہ اگر میں چاہوں کہ وہ میرے واپس آنے تک زندہ رہے تو اِس سے تجھے کیا؟
[24] یہی وہ شاگرد ہے جو اِن باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے اُنہیں تحریر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اُس کی گواہی سچّی ہے۔
[25] یسُوعؔ نے اور بھی بہت سے کام کیے۔ اگر ہر ایک کے بارے میں تحریر کیا جاتا تو میں سمجھتا ہُوں کہ جو کتابیں وجُود میں آتیں اُن کے لیے دُنیا میں گنجایش نہ ہوتی۔

۱۷ خدا فرماتا ہے کہ میں آخری دِنوں میں،
سب لوگوں پر اپنا رُوح نازل کروں گا۔
اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوّت کریں گی،
تمہارے نوجوان رویا
اور تمہارے بزرگ خواب دیکھیں گے۔
۱۸ بلکہ میں اُن دِنوں میں اپنے خدمت گزار مرد اور عورتوں پر،
اپنا رُوح نازل کروں گا،
اور وہ نبوّت کریں گے۔
۱۹ میں اُوپر آسمان پر معجزے
اور نیچے زمین پر کرشمے دکھاؤں گا،
یعنی خُون، آگ اور گاڑھا دھُواں۔
۲۰ سورج تاریک ہو جائے گا
اور چاند خُون کی طرح سُرخ
اِس سے قبل کہ خداوند کا عظیم و جلیل دِن آ پہنچے۔
۲۱ اور جو کوئی خداوند کا نام لے گا
نجات پائے گا۔

۲۲ اَے بنی اِسرائیل! یہ باتیں سُنو:
یسُوعؔ ناصری ایک شخص تھا جسے خدا نے تمہارے لیے بھیجا تھا اور اِس بات کی تصدیق اُن عظیم معجزوں، کارناموں اور نشانوں سے ہوتی ہے جو خدا نے اُس کی معرفت تمہارے درمیان دکھائے جیسا کہ تُم خود بھی جانتے ہو۔ ۲۳ جب وہ خدا کے مقرّرہ انتظام اور علمِ سابق کے مطابق پکڑوایا گیا تو تُم نے اُسے غیر یہُودیوں کے ہاتھوں صلیب پر ٹنگوا کر مار ڈالا۔ ۲۴ لیکن خدا نے اُسے مَوت کے شکنجہ سے چھُڑا کر زندہ کر دیا کیونکہ یہ نامُمکن تھا کہ وہ مَوت کے قبضہ میں رہتا۔ ۲۵ کیونکہ داؤدؔ اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ

میں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا۔
کیونکہ وہ میری دائیں طرف ہے،
اِس لیے مجھے جنبش نہ ہوگی۔
۲۶ چنانچہ میرا دل خوش ہے اور میری زبان شادمان؛
بلکہ میرا جسم بھی اُمید میں قائم رہے گا،
۲۷ کیونکہ تُو مجھے قبر میں چھوڑ نہیں دے گا،
اور نہ ہی اپنے مُقدّس خادم کو سڑنے دے گا۔
۲۸ تُو نے مجھے زندگی کی راہیں دکھائیں؛
تُو اپنے دیدار کی خُوشی سے مجھے معمُور کر دے گا۔

۲۹ اَے بھائیو! میں قوم کے بُزرگ داؤدؔ کے بارے میں تُم سے صاف صاف کہہ سکتا ہُوں کہ وہ مَرا، دفن بھی ہُوا اور اُس کی قبر آج بھی ہمارے درمیان موجُود ہے۔ ۳۰ لیکن وہ نبی تھا اور جانتا تھا کہ خدا نے اُس سے قسم کھائی ہے کہ اُس کی نسل میں سے ایک شخص اُس کے تخت پر بیٹھے گا۔ ۳۱ اُس نے بطور پیش گوئی مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا ذکر کیا کہ نہ تو وہ قبر میں چھوڑا گیا، نہ ہی اُس کے جسم کو سڑنے دیا گیا۔ ۳۲ اُسی یسُوعؔ کو خدا نے زندہ کیا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ ۳۳ وہ خدا باپ کے داہنے ہاتھ کی طرف سر بلند ہُوا اور خدا باپ سے پاک رُوح حاصل کی جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ اُسی رُوح کا نزُول ہے جسے تُم دیکھتے اور سُنتے ہو۔ ۳۴ کیونکہ داؤدؔ تو آسمان پر نہیں چڑھا پھر بھی وہ خود کہتا ہے:

خداوند خدا نے میرے خداوند سے کہا:
میری داہنی طرف بیٹھا رہ
۳۵ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو
تیرے پاؤں کی چوکی نہ بنا دُوں۔

۳۶ اِس لیے اِسرائیلؔ کے سارے لوگوں کو معلوم ہو کہ خدا نے اُسی یسُوعؔ کو جسے تُم نے صلیب پر چڑھایا، خداوند بھی ٹھہرایا اور مسیح بھی۔
۳۷ یہ باتیں سُن کر اُن کے دلوں پر چوٹ لگی تب اُنہوں نے پطرسؔ اور دُوسرے رسُولوں سے کہا کہ اَے بھائیو! ہم کیا کریں؟
۳۸ پطرسؔ نے اُن سے کہا: توبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لیے یسُوعؔ مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تُم پاک رُوح انعام میں پاؤ گے۔ ۳۹ اِس لیے کہ یہ وعدہ تُم سے اور تمہاری اولاد سے ہے اور اُن سب سے بھی ہے جو اُس سے دُور ہیں اور جنہیں ہمارا خداوند خدا اپنے پاس بُلائے گا۔
۴۰ پطرسؔ نے اور بہت سی باتوں کی گواہی دی اور اُنہیں نصیحت کی کہ اپنے آپ کو اِس گمراہ قوم سے بچائے رکھو۔ ۴۱ جنہوں نے اُس کا پیغام قبُول کیا اُنہیں بپتسمہ دیا گیا اور اُس دِن تقریباً تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں شامل ہو گئے۔

خدا! اَے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟
[۴۷] جو لوگ پاس کھڑے تھے اُن میں سے بعض نے یہ سُنا تو کہنے لگے کہ یہ تو ایلیاہ کو پُکارتا ہے۔
[۴۸] تب ایک آدمی دوڑ کر گیا اور اسفنج کو سرکہ میں ڈبو کر لایا اور اُسے ایک سرکنڈے پر رکھ کر یسُوعؔ کو پلانا چاہا۔ [۴۹] بعضوں نے کہا: ذرا ٹھہرو، دیکھیں کہ ایلیاہ اُسے بچانے آتا ہے یا نہیں؟
[۵۰] اور یسُوعؔ پھر زور سے چلّایا اور اُس نے جان دے دی۔
[۵۱] اور ہیکل کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ زمین لرز اُٹھی اور چٹانیں تڑخ گئیں، [۵۲] قبریں کھُل گئیں اور خدا کے بہت سے مُقدّس لوگ جو مَوت کی نیند سو چُکے تھے، زندہ ہو گئے۔ [۵۳] اور قبروں سے نکل کر یسُوعؔ کے جی اُٹھنے کے بعد مُقدّس شہر میں داخل ہُوئے اور وہاں بہت سے لوگوں کو دکھائی دیئے۔
[۵۴] تب اُس فوجی افسر نے اور اُس کے ساتھیوں نے جو یسُوعؔ کی نگہبانی کر رہے تھے زلزلہ اور سارا واقعہ دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے: یہ شخص یقیناً خدا کا بیٹا تھا۔
[۵۵] وہاں بہت سی عورتیں جو گلیلؔ سے یسُوعؔ کی خدمت کرتی ہُوئی اُس کے پیچھے پیچھے چلی آئی تھیں، دُور سے دیکھ رہی تھیں۔ [۵۶] اُن میں مریمؔ مگدلینی، یعقوبؔ اور یوسیسؔ کی ماں مریمؔ اور زبدیؔ کے بیٹوں کی ماں شامل تھیں۔

خداوند یسُوعؔ کا دفن کیا جانا

[۵۷] جب شام ہُوئی تو ارمتیاہ کا ایک دولتمند آدمی یُوسُفؔ نام آیا جو خود بھی یسُوعؔ کا شاگرد تھا۔ [۵۸] اُس نے پیلاطُسؔ کے پاس جا کر یسُوعؔ کی لاش مانگی۔ اِس پر پیلاطُسؔ نے حکم دیا کہ لاش اُس کے حوالہ کر دی جائے۔ [۵۹] یُوسُفؔ نے لاش کو لے کر ایک مہین سُوتی چادر میں لپیٹا [۶۰] اور اُسے اپنی نئی قبر میں جو اُس نے چٹان میں کھُدوائی تھی، رکھ دیا۔ پھر وہ ایک بڑا سا پتھر قبر کے مُنہ پر لُڑھکا کر چلا گیا۔ [۶۱] اور مریمؔ مگدلینی اور دوسری مریمؔ وہاں قبر کے سامنے بیٹھی ہُوئی تھیں۔

قبر کے نگہبان

[۶۲] اگلے دِن یعنی تیاری کے دِن کے بعد سردار کاہن اور فریسی مل کر پیلاطُسؔ کے پاس پہنچے [۶۳] اور کہنے لگے: خداوند! ہمیں یاد ہے کہ اُس دھوکے باز نے اپنے جیتے جی کہا تھا کہ میں تین دِن کے بعد زندہ ہو جاؤں گا۔ [۶۴] لہٰذا حکم دے کہ تیسرے دِن تک قبر کی نگرانی کی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُس کے شاگرد آ کر لاش کو چُرا لے جائیں اور لوگوں سے کہہ دیں کہ وہ مُردوں میں سے زندہ ہو گیا ہے۔ یہ بعد کا فریب پہلے والے فریب سے بھی بُرا ہو گا۔
[۶۵] پیلاطُسؔ نے جواب دیا: تمہارے پاس پہرہ دار موجود ہیں اُنہیں لے جاؤ اور جہاں تک ہو سکے قبر کی نگہبانی کرو۔ [۶۶] چنانچہ اُنہوں نے جا کر پتھر پر مُہر لگا دی اور قبر کی نگرانی کے لیے پہرہ بٹھا دیا۔

خداوند یسُوعؔ کا زندہ ہو جانا

۲۸ سبت کے بعد یعنی ہفتہ کے پہلے دِن پَو پھٹتے ہی مریمؔ مگدلینی اور دوسری مریم قبر کو دیکھنے آئیں۔
[۲] اچانک ایک بڑا زلزلہ آیا کیونکہ خداوند کا فرشتہ آسمان سے اُترا اور قبر کے پاس جا کر پتھر کو لُڑھکا دیا اور اُس پر بیٹھ گیا۔
[۳] اُس کی صورت بجلی کی مانند تھی اور اُس کے کپڑے برف کی طرح سفید تھے۔ [۴] پہرہ دار ڈر کے مارے کانپ اُٹھے اور مُردہ سے ہو گئے۔
[۵] فرشتہ نے عورتوں سے کہا: ڈرو مت، میں جانتا ہُوں کہ تُم یسُوعؔ کو ڈھونڈ رہی ہو جو مصلُوب ہُوا تھا۔ [۶] وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جیسا اُس نے کہا تھا، جی اُٹھا ہے۔ آؤ، وہ جگہ دیکھو جہاں وہ پڑا ہُوا تھا [۷] اور جلد جا کر اُس کے شاگردوں کو خبر دو کہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اور تُم سے پہلے گلیلؔ پہنچ رہا ہے۔ تُم اُسے وہاں دیکھو گے۔ دیکھو، میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔
[۸] اِس پر وہ عورتیں خوف اور بڑی خُوشی کے ساتھ قبر سے فوراً باہر آئیں اور دوڑی دوڑی گئیں تا کہ شاگردوں کو خبر دے سکیں۔ [۹] اچانک یسُوعؔ اُن سے ملا اور کہا: سلام! اُنہوں نے پاس آ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے اور اُسے سجدہ کیا۔ [۱۰] تب یسُوعؔ نے اُن سے کہا: ڈرو مت، جاؤ اور میرے بھائیوں سے کہو کہ گلیلؔ کے لیے روانہ ہو جائیں۔ وہ مجھے وہاں دیکھیں گے۔

پہرہ داروں کا بیان

[۱۱] ابھی وہ عورتیں راستے ہی میں تھیں کہ پہرہ داروں میں سے بعض شہر گئے اور سردار کاہنوں سے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔ [۱۲] اس پر سردار کاہنوں نے بزرگوں سے مل کر مشورہ کیا اور سپاہیوں کو ایک بڑی رقم ادا کی [۱۳] اور کہا: تُم یہ کہنا کہ رات کے وقت جب ہم سو رہے تھے تو اُس کے شاگرد آئے اور اُسے چُرا لے گئے۔ [۱۴] اگر یہ بات حاکم کے کان تک پہنچی تو ہم اُسے مطمئن کر دیں گے اور تمہیں خطرہ سے بچا لیں گے۔ [۱۵] چنانچہ سپاہیوں نے رقم لے لی اور جیسا اُنہیں سکھایا گیا تھا ویسا ہی کیا اور یہ بات آج تک یہُودیوں میں مشہور ہے۔

۳۲ جب مریمؔ اُس جگہ پہنچی جہاں یسوعؔ تھا تو اُسے دیکھ کر اُس کے پاؤں پر گر پڑی اور کہنے لگی: خداوند! اگر تُو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔

۳۳ جب یسوعؔ نے اُسے اور اُس کے ساتھ آنے والے یہودیوں کو روتے دیکھا تو دل میں نہایت ہی رنجیدہ ہُوا۔ ۳۴ اور پُوچھا: تُم نے لعزرؔ کو کہاں رکھا ہے؟

اُنہوں نے کہا: خداوند! ہمارے ساتھ آ اور خُود ہی دیکھ لے۔

۳۵ یسوعؔ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

۳۶ یہ دیکھ کر یہودی کہنے لگے: دیکھا، لعزرؔ اُسے کس قدر عزیز تھا۔

۳۷ لیکن اُن میں سے بعض نے کہا: کیا یہ جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں، اِتنا بھی نہ کر سکا کہ لعزرؔ کو موت سے بچا لیتا؟

خداوند یسوعؔ کا لعزرؔ کو زندہ کرنا

۳۸ یسوعؔ دُکھے ہُوئے دل کے ساتھ قبر پر آیا۔ یہ ایک غار تھا جس کے مُنہ پر ایک پتھر رکھا ہُوا تھا۔ ۳۹ یسوعؔ نے کہا: پتھر کو ہٹا دو۔

مرتھاؔ جو لعزرؔ کی بہن تھی کہنے لگی: اَے خداوند! اُس میں سے تو بدبُو آنے لگی ہے کیونکہ اُسے قبر میں چار دِن ہو گئے ہیں۔

۴۰ اِس پر یسوعؔ نے کہا: کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ اگر تیرا ایمان ہوگا تو تُو خدا کا جلال دیکھے گی؟

۴۱ پس اُنہوں نے پتھر کو دُور ہٹا دیا اور یسوعؔ نے آنکھیں اُوپر اُٹھا کر کہا: اَے باپ! میں تیرا شکرگزار ہُوں کہ تُو نے میری سُن لی ہے۔ ۴۲ میں جانتا ہُوں کہ تُو ہمیشہ میری سُنتا ہے لیکن میں نے اِن لوگوں کی خاطر جو چاروں طرف کھڑے ہُوئے ہیں یہ کہا تھا تاکہ یہ بھی ایمان لائیں۔

۴۳ یہ کہنے کے بعد یسوعؔ نے بلند آواز سے پُکارا: لعزرؔ باہر نکل آ! ۴۴ اور وہ مُردہ لعزرؔ نکل آیا، اُس کے ہاتھ اور پاؤں کفن سے بندھے ہُوئے تھے اور چہرہ پر ایک رومال لپٹا ہُوا تھا۔

یسوعؔ نے اُن سے کہا: اُسے کھول دو اور جانے دو۔

خداوند یسوعؔ کے قتل کا منصوبہ

۴۵ بہت سے یہودی جو مریمؔ سے ملنے آئے تھے یسوعؔ کا معجزہ دیکھ کر اُس پر ایمان لائے۔ ۴۶ لیکن اُن میں سے بعض نے فریسیوں کے پاس جا کر جو کچھ یسوعؔ نے کیا تھا، اُنہیں کہہ سُنایا۔ ۴۷ تب سردار کاہنوں اور فریسیوں نے عدالتِ عالیہ کا اِجلاس طلب کیا اور کہنے لگے: ہم کیا کر رہے ہیں؟ یہ آدمی تو یہاں معجزوں پر معجزے کیے جا رہا ہے۔

۴۸ اگر ہم اُسے یوں ہی چھوڑ دیں گے تو سب لوگ اُس پر ایمان لے آئیں گے اور رُومی یہاں آ کر ہماری ہیکل اور ہماری قوم دونوں پر قبضہ جما لیں گے۔

۴۹ تب اُن میں سے ایک جس کا نام کائفا تھا اور جو اُس سال سردار کاہن تھا، کہنے لگا: تُم لوگ کچھ نہیں جانتے۔ ۵۰ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بہتر یہ ہے کہ لوگوں کی خاطر ایک شخص مارا جائے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو۔

۵۱ یہ بات اُس نے اپنی طرف سے نہیں کہی تھی بلکہ اُس سال کے سردار کاہن کی حیثیت سے اُس نے پیش گوئی کی تھی کہ یسوعؔ ساری یہودی قوم کے لیے اپنی جان دے گا۔ ۵۲ اور صرف یہودی قوم کے لیے ہی نہیں بلکہ اِس لیے بھی کہ خدا کے سارے فرزندوں کو جو جابجا بکھرے ہُوئے ہیں جمع کرکے واحد قوم بنا دے۔ ۵۳ پس اُنہوں نے اُس دِن سے یسوعؔ کے قتل کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا۔

۵۴ اِس کے نتیجہ میں یسوعؔ نے یہودیوں میں سرِعام گھومنا پھرنا چھوڑ دیا اور بیابان کے نزدیک کے علاقہ میں افرائیمؔ نام شہر کو چلا گیا اور وہاں اپنے شاگردوں کے ساتھ رہنے لگا۔

۵۵ جب یہودیوں کی عیدِ فسح نزدیک آئی تو بہت سے لوگ اِردگرد کے علاقوں سے یروشلیمؔ آنے لگے تاکہ عیدِ فسح سے پہلے طہارت کی ساری رسمیں پُوری کر سکیں۔

۵۶ وہ یسوعؔ کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اور جب ہیکل میں جمع ہُوئے تو ایک دُوسرے سے کہنے لگے: کیا خیال ہے، کیا وہ عید میں آئے گا یا نہیں؟ ۵۷ کیونکہ سردار کاہنوں اور فریسیوں نے حکم دے رکھا تھا کہ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ یسوعؔ کہاں ہے تو وہ فوراً اطلاع دے تاکہ وہ اُسے گرفتار کر سکیں۔

خداوند یسوعؔ کا مسح کیا جانا

۱۲ عیدِ فسح سے چھ دِن پہلے یسوعؔ بیت عنیاہؔ میں وارد ہُوا جہاں لعزرؔ رہتا تھا جسے یسوعؔ نے مُردوں میں سے زندہ کیا تھا۔ ۲ یہاں یسوعؔ کے لیے ایک ضیافت ترتیب دی گئی۔ مرتھاؔ خدمت کر رہی تھی جب کہ لعزرؔ اُن مہمانوں میں شامل تھا جو یسوعؔ کے ساتھ دسترخوان پر کھانا کھانے بیٹھے تھے۔ ۳ اُس وقت مریمؔ نے تھوڑا سا خالص اور بڑا قیمتی عِطر یسوعؔ کے پاؤں پر ڈال کر اپنے بالوں سے اُس کے پاؤں کو پونچھنا شروع کر دیا اور سارا گھر عِطر کی خُوشبو سے مہک اُٹھا۔

اوروں کی نجات

۵۶ خداوند فرماتا ہے:
اِنصاف کو قائم رکھّو اور وہی کرو جو صحیح ہے،
کیونکہ تیری نجات قریب ہے
اور میری صداقت جلد عیاں ہوگی۔
۲ مبارک ہے وہ شخص جو اِس پر عمل کرتا ہے،
اور وہ آدمی جو اِس پر قائم رہتا ہے،
جو سبّت کو ناپاک کیے بِنا اُسے مانتا ہے
اور اپنا ہاتھ ہر قسم کی بدی سے روک رکھتا ہے۔

۳ کوئی پردیسی جو خداوند سے مل چُکا ہے یہ نہ کہے،
خداوند یقیناً مجھے اپنے لوگوں سے جدا کر دے گا۔
اور کوئی ہیجڑہ یہ شکایت نہ کرے
کہ میں تو محض سوکھا درخت ہُوں۔

۴ کیونکہ خداوند یوں فرماتا ہے:

وہ ہیجڑے جو میری سبّت کو مانتے ہیں،
اور اُن کاموں کو اختیار کرتے ہیں جو مجھے پسند ہیں
اور میرے عہد پر قائم رہتے ہیں۔
۵ میں اُنہیں اپنی ہیکل اور اُس کی چار دیواری میں
ایسا نام اور نشان دوُں گا
جو بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی بڑھ کر ہوگا؛
میں اُن کو ایک ابدی نام دوُں گا
جو کبھی مٹایا نہ جائے گا۔
۶ اور پردیسی لوگ جو اپنے آپ کو خداوند سے وابستہ کرتے ہیں
تاکہ اُس کی خدمت کریں،
اور اُس کے نام کو عزیز رکھّیں
اور اُس کی عبادت کریں،
وہ سب جو سبّت کو مانتے ہیں اور اُسے ناپاک نہیں کرتے
اور میرے عہد پر قائم رہتے ہیں۔
۷ اُن سب کو میں اپنے مُقدّس پہاڑ پر لاؤں گا
اور اُنہیں اپنی عبادت گاہ میں شادمان کروُں گا۔
اُن کی سوختنی قُربانیاں اور ذبیحے
میری قُربان گاہ پر مقبُول ہوں گے؛
کیونکہ میرا گھر
سب قوموں کے لیے دعا کا گھر کہلائے گا۔
۸ خداوند خدا۔
جو اِسرائیل کے جلاوطنوں کو جمع کرتا ہے، فرماتا ہے کہ
میں اوروں کو بھی جمع کر کے اُن کے ساتھ ملا دوُں گا
جو پہلے ہی جمع کر دیئے گئے ہیں۔

شریروں کے خلاف خدا کا اِلزام

۹ آؤ، اَے دشت کے سب حیوانو،
آؤ اور کھاؤ، اَے جنگل کے سب درندو!
۱۰ اِسرائیل کے پہرہ دار اندھے ہیں
وہ سب جاہل ہیں؛
وہ سب گوُنگے کُتّے ہیں،
جو بھونک نہیں سکتے؛
وہ پڑے پڑے خواب دیکھتے رہتے ہیں،
اور اُنہیں نیند پیاری ہے۔
۱۱ وہ بھوکے کُتّے ہیں؛
جو کبھی سیر نہیں ہوتے۔
وہ نادان چرواہے ہیں؛
وہ سب اپنی اپنی راہ کو پھر گئے،
اور ہر ایک اپنا ہی نفع ڈھوُنڈتا ہے۔
۱۲ ہر ایک پُکارتا ہے: آؤ، میں شراب لاتا ہُوں!
ہم پی کر مست ہو جائیں گے!
اور کل بھی آج ہی کی طرح ہوگا،
بلکہ اِس سے بھی بہت بہتر!

۵۷ صادق ہلاک ہوتا ہے،
اور کوئی اِس بات کو خاطر میں نہیں لاتا؛
نیک لوگ اُٹھا لیے جاتے ہیں،
اور کوئی نہیں سمجھتا
کہ نیک لوگ اِس لیے اُٹھا لیے جاتے ہیں
تاکہ وہ آفت سے بچ سکیں۔
۲ راستی پر چلنے والے
سلامتی میں داخل ہوتے ہیں؛
اور مَوت کی حالت میں آرام پاتے ہیں۔
۳ لیکن تُم اَے جادوگرنی کے بیٹو،
اور زانی اور فاحشہ کی اولاد۔ اِدھر آؤ!

اور سچّے خدا کو جانیں اور یسُوعؔ مسیح کو بھی جانیں جسے تُو نے بھیجا ہے۔ [۴] میں نے اُس کام کو جو تُو نے مجھے دیا تھا ختم کر کے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا۔ [۵] اور اب اَے باپ! مجھے اپنے حضُور میں اُس جلال سے جلالی بنا دے جس میں دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے میں تیرا شریک تھا۔

[۶] میں نے تجھے اُن پر ظاہر کیا جنہیں تُو نے دنیا میں سے چُن کر مجھے دیا۔ وہ تیرے تھے، تُو نے اُنہیں مجھے دے دیا اور اُنہوں نے تیرے کلام پر عمل کیا ہے۔ [۷] اب وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تُو نے مجھے دیا ہے وہ سب تیری ہی طرف سے ہے۔ [۸] اِس لیے جو پیغام تُو نے مجھے دیا میں نے اُن تک پہنچا دیا اور اُنہوں نے اُسے قبُول کیا اور وہ اِس حقیقت سے واقف ہو گئے کہ میں تیری طرف سے آیا ہُوں اور اُن کا ایمان ہے کہ مجھے تُو ہی نے بھیجا ہے۔ [۹] میں اُن کے لیے دعا کرتا ہُوں۔ میں دنیا کے لیے دعا نہیں کرتا بلکہ اُن کے لیے جنہیں تُو نے مجھے دیا ہے کیونکہ وہ تیرے ہیں۔ [۱۰] میرا سب کچھ تیرا ہے اور جو تیرا ہے وہ سب میرا ہے۔ میرا جلال اُن ہی کے ذریعہ ظاہر ہُوا ہے [۱۱] میں اب اور دنیا میں نہیں رہُوں گا لیکن وہ ابھی دنیا میں ہیں اور میں اَے قُدّوس باپ تیرے پاس آ رہا ہُوں۔ اپنے اُس نام کی قدرت سے جو تُو نے مجھے دیا ہے اُنہیں محفوظ رکھ تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ [۱۲] جب میں اُن کے ساتھ تھا میں نے اُن کی حفاظت کی اور اُنہیں تیرے دیئے ہُوئے نام کے ذریعہ بچائے رکھّا۔ اُن میں سے کوئی ہلاک نہیں ہُوا سِوائے اُس کے جو ہلاکت کے لیے ہی پیدا ہُوا تھا تاکہ پاک کلام کا لکھّا پُورا ہو۔

[۱۳] اب میں تیرے پاس آ رہا ہُوں لیکن جب تک میں دنیا میں ہُوں یہ باتیں کہہ رہا ہُوں تاکہ میری ساری خُوشی اُنہیں حاصل ہو جائے۔ [۱۴] مین نے اُنہیں تیرا کلام پہنچا دیا ہے اور دنیا نے اُن سے دشمنی رکھّی کیونکہ جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں۔ [۱۵] میری دعا یہ نہیں کہ تُو اُنہیں دنیا سے اُٹھا لے بلکہ یہ ہے کہ اُنہیں شیطان سے محفوظ رکھ۔ [۱۶] جس طرح میں دنیا کا نہیں وہ بھی دنیا کے نہیں۔ [۱۷] حق کے ذریعہ اُنہیں مخصوص کر دے۔ تیرا کلام حق ہے۔ [۱۸] جس طرح تُو نے مجھے دنیا میں بھیجا، اُسی طرح میں نے بھی اُنہیں دنیا میں بھیجا ہے۔ [۱۹] میں اپنے آپ کو اُن کے لیے مخصوص کرتا ہُوں تاکہ وہ بھی حق کے ذریعہ مخصوص کیے جائیں۔

[۲۰] میری دعا صرف اُن کے لیے ہی نہیں بلکہ اُن کے لیے بھی ہے جو اُن کے پیغام کے ذریعہ مجھ پر ایمان لائیں گے۔ [۲۱] تاکہ وہ سب ایک ہو جائیں جیسے اَے باپ! تُو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں۔ کاش وہ بھی ہم میں ہوں تاکہ ساری دنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا ہے۔ [۲۲] میں نے اُنہیں وہ جلال دے دیا ہے جو تُو نے مجھے دیا تھا تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ہیں [۲۳] میں اُن میں اور تُو مجھ میں تاکہ وہ کامل طور پر ایک ہو جائیں اور دنیا جان لے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا اور جس طرح تُو نے مجھ سے محبّت رکھّی اُسی طرح اُن سے بھی رکھّی۔

[۲۴] اَے باپ! تُو نے جنہیں مجھے دیا ہے میں چاہتا ہُوں کہ جہاں میں ہُوں وہ بھی میرے ساتھ ہوں اور اُس جلال کو دیکھ سکیں جو تُو نے مجھے دیا ہے کیونکہ تُو نے دنیا کی پیدایش سے پیشتر ہی مجھ سے محبّت رکھّی۔

[۲۵] اَے مُقدّس باپ! اگرچہ دنیا نے تجھے نہیں جانا مگر میں تجھے جانتا ہُوں اور اُنہوں نے بھی جان لیا ہے کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے۔ [۲۶] میں نے اُنہیں تیرے نام سے واقف کرا دیا ہے اور آیندہ بھی کراتا رہُوں گا تاکہ تیری وہ محبّت جو تُو نے مجھ سے کی وہ اُن میں ہو اور میں بھی اُن میں ہُوں۔''

خداوند یسُوع کی گرفتاری

۱۸ جب یسُوعؔ دعا کر چُکا تو وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ باہر آیا اور وہ سب قِدرُون کی وادی کو پار کر کے ایک باغ میں چلے گئے۔

[۲] اُس کا پکڑوانے والا یہُوداؔہ اُس جگہ سے واقف تھا کیونکہ یسُوعؔ کئی بار اپنے شاگردوں کے ساتھ وہاں جا چُکا تھا۔ [۳] پس یہُوداؔہ باغ میں داخل ہُوا اور اُس کے ساتھ چند رُومی فوجی اور ہیکل کے سپاہی بھی تھے جو فرِیسیوں اور سردار کاہنوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ وہ اپنے ہاتھوں میں مشعلیں، چراغ اور ہتھیار لیے ہُوئے تھے۔

[۴] یسُوعؔ خُوب جانتا تھا کہ اُسے کِن کِن باتوں کا سامنا کرنا ہے لہٰذا وہ باہر آ کر پُوچھنے لگا: تُم کسے ڈھُونڈتے ہو؟

[۵] اُنہوں نے جواب دیا: یسُوعؔ ناصری کو۔

یسُوعؔ نے کہا: وہ میں ہُوں۔ اُس کا پکڑوانے والا یہُوداؔہ بھی اُن کے ساتھ کھڑا تھا۔

[۶] جب یسُوعؔ نے کہا کہ وہ میں ہُوں تو وہ گھبرا کر پیچھے ہٹے اور زمین پر گر پڑے۔

[۷] چنانچہ اُس نے پھر پُوچھا: تُم کسے ڈھُونڈتے ہو؟

زندہ پتھّر اور پاک قوم

[4] جب تُم اُس زندہ پتھّر کے پاس آتے ہو جسے آدمیوں نے ردّ کر دیا تھا لیکن خدا نے قیمتی سمجھ کر چُن لیا تھا [5] تو تُم بھی زندہ پتھّروں کی طرح ایک رُوحانی گھر کی تعمیر کے لیے چُنے جاتے ہو تاکہ تُم وہاں مُقدّس کاہنوں کا فرقہ بن کر ایسی رُوحانی قُربانیاں پیش کرو جو یسُوعؔ مسیح کے وسیلہ سے خدا کے حضُور میں مقبُول ہوتی ہیں۔ [6] کیونکہ پاک کلام میں آیا ہے:

دیکھو! میں صِیُّونؔ میں
کونے کا چُنا ہُوا اور قیمتی پتھّر رکھ رہا ہُوں،
جو اُس پر ایمان لائے گا
کبھی شرمندہ نہ ہوگا۔

[7] تُم ایمان لانے والوں کے لیے تو وہ پتھّر قیمتی ہے لیکن ایمان نہ لانے والوں کے لیے،

مِعماروں کی طرف سے ردّ کیا ہُوا پتھّر ہی
کونے کے سِرے کا پتھّر ہوگیا۔

[8] اور

ٹھیس لگنے کا پتھّر
اور ٹھوکر کھانے کی چٹان بن گیا۔

وہ کلام پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ٹھوکر کھاتے ہیں اور اِسی کے لیے وہ مُقرّر بھی ہُوئے تھے۔

[9] لیکن تُم ایک چُنی ہُوئی نسل، شاہی کاہنوں کی جماعت، مُقدّس قوم اور ایسی اُمّت ہو جو خدا کی خاص مِلکیّت ہے تاکہ تمہارے ذریعہ اُس کی خُوبیاں ظاہر ہوں جس نے تمہیں اندھیرے سے اپنی عجیب روشنی میں بُلایا ہے [10] پہلے تُم کوئی اُمّت ہی نہ تھے، اب خدا کی اُمّت بن گئے ہو۔ تُم جو پہلے خدا کی رحمت سے محروم تھے اب اُس کی رحمت کو پا چُکے ہو۔

[11] عزیزو! تُم جو مہاجروں اور پردیسیوں کی طرح زندگی گزار رہے ہو، میں تمہاری منّت کرتا ہُوں کہ تُم اُن بُری جسمانی خواہشوں سے دُور رہو جو تمہاری رُوح سے لڑائی کرتی رہتی ہیں۔ [12] اور غیر قوموں میں اپنا چال چلن ایسا نیک رکھّو کہ اُن کے اِس الزام کے باوجُود کہ تُم بدکار ہو وُہ تمہارے نیک کاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور اِن کی وجہ سے خدا کے ظہُور کے دِن اُس کی تمجید کر سکیں۔

مسیحی فرائض

[13] خداوند کی خاطر، اِنسان کے اِنتظام کے تابع رہو۔ بادشاہ کے اِس لیے کہ وہ سب سے اعلیٰ اختیار والا ہے۔ [14] حاکموں کے اِس لیے کہ خدا نے اُنہیں بدکاروں کو سزا دینے اور نیکوکاروں کو شاباش کہنے کے لیے مُقرّر کیا ہے۔ [15] کیونکہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ تُم نیکی کرو اور نادان لوگوں کے مُنہ بند کرو تاکہ وہ جہالت کی باتیں نہ کہہ سکیں۔ [16] تُم آزاد لوگوں کی طرح رہو لیکن اپنی آزادی کو بدکاری کا پردہ مت بناؤ بلکہ خدا کے بندوں کی طرح زندگی بسر کرو۔ [17] سب کی عزّت کرو، اپنی برادری سے محبّت رکھّو، خدا سے ڈرو اور بادشاہ کی تعظیم کرو۔

[18] نوکرو! اپنے مالکوں کے تابع رہو اور اُن کا خوف مانو چاہے وہ نیک اور حلیم ہوں چاہے بدمزاج۔ [19] اگر کسی سے اِنصاف نہیں کیا جا رہا ہے لیکن وہ خدا کا خیال کرتے ہُوئے دُکھ اُٹھاتا اور تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے تو یہ بات قابلِ تعریف ہے۔ [20] لیکن اگر تُم نے قصُور کر کے تھپّڑ کھائے اور صبر کیا تو کیا یہ کوئی فخر کی بات ہے؟ ہاں، اگر نیکی کرنے کے باوجُود دُکھ پاتے اور صبر سے کام لیتے ہو تو یہ بات خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ [21] تُم بھی اِسی قسم کے چال چلن کے لیے بُلائے گئے ہو کیونکہ مسیح نے تمہارے لیے دُکھ اُٹھا کر ایک مثال قائم کر دی تاکہ تُم اُس کے نقشِ قدم پر چل سکو۔
[22] اُس نے نہ تو کبھی گناہ کیا نہ اُس کے مُنہ سے کوئی مکر کی بات نکلی۔
[23] نہ اُس نے گالیاں کھا کر کبھی گالی دی، نہ دُکھ پا کر کبھی کسی کو دھمکایا، بلکہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا جو اِنصاف سے عدالت کرتا ہے۔ [24] وہ خُود اپنے ہی بدن پر ہمارے گناہوں کا بوجھ لیے ہُوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مُردہ ہو جائیں مگر راستبازی کے اعتبار سے زندہ ہو جائیں۔ اُسی کے مار کھانے سے تُم نے شفا پائی۔ [25] پہلے تُم بھیڑوں کی طرح بھٹکتے پھرتے تھے لیکن اب اپنی رُوحوں کے چرواہے اور نگہبان کے پاس لَوٹ آئے ہو۔

میاں بیوی کے لیے نصیحت

۳ بیویو! تُم بھی اپنے اپنے شوہروں کی تابع رہو تاکہ اگر اُن میں بعض جو پاک کلام کو نہ بھی مانتے ہوں تمہارے کہے

۴۶ پَولُس اور برنباس نے دلیر ہو کر اُنہیں کہا: لازم تھا کہ ہم پہلے تمہیں خدا کا کلام سُنائیں لیکن چونکہ تُم اُسے رَدّ کر رہے ہو اور اپنے آپ کو ابدی زندگی کے لائق نہیں سمجھتے ہو تو دیکھو ہم غیر یہُودیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ۴۷ کیونکہ خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے:

میں نے تجھے غیر قوموں کے لیے نُور مُقرّر کیا ہے،
تاکہ تُو زمین کی اِنتہا تک نجات کا باعث ہو۔

۴۸ جب غیر یہُودیوں نے یہ سُنا تو بہت خوش ہُوئے اور خدا کے کلام کی تمجید کرنے لگے اور جنہیں خدا نے ہمیشہ کی زندگی کے لیے چُنا ہُوا تھا، ایمان لائے۔

۴۹ اور خدا کا کلام اُس سارے علاقہ میں پھیل گیا۔ ۵۰ لیکن یہُودیوں نے بعض معزز عورتوں اور شہر کے شُرفاء کو ایسا بھڑکایا کہ وہ پَولُس اور برنباس کو ستانے پر آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ اُنہیں اُس علاقہ ہی سے نکال دیا۔ ۵۱ پَولُس اور برنباس نے احتجاج کے طور پر اپنے پاؤں کی گرد بھی جھاڑ دی اور وہاں سے اِکُنیم میں چلے گئے۔ ۵۲ اور شاگرد خوشی اور پاک رُوح سے بھرے رہے۔

اِکُنیم میں منادی

۱۴ اِکُنیم میں بھی پَولُس اور برنباس ایک ساتھ یہُودی عبادتخانہ میں گئے اور ایسی تقریر کی کہ بہت سے یہُودی اور غیر یہُودی ایمان لائے۔ ۲ لیکن جو یہُودی کلام کے مخالف تھے اُنہوں نے غیر یہُودیوں کو بھڑکایا اور اُنہیں مسیحی بھائیوں کی طرف سے بدگمان کر دیا۔ ۳ پھر بھی پَولُس اور برنباس نے وہاں کافی وقت گزارا اور دلیری کے ساتھ خداوند کے بارے میں تعلیم دی اور خداوند اُن معجزوں اور عجیب و غریب کاموں کے ذریعہ جو اُن کے ہاتھوں انجام پاتے تھے اپنے فضل کے کلام کو برحق ثابت کرتا رہا۔ ۴ شہر کے لوگوں میں پھُوٹ پڑ گئی۔ بعض یہُودیوں کے ساتھ اور بعض رسُولوں کے ساتھ تھے۔ ۵ یہُودی اور غیر یہُودی اپنے سرداروں کے ساتھ مل کر رسُولوں کو ستانے اور اُنہیں سنگسار کرنے کی مہم شروع کرنے والے تھے ۶ کہ اُنہیں اِس کا پتا چل گیا اور وہ وہاں سے بھاگ کر لُکااُنیہ کے شہر لُسترہ اور دِربے اور آس پاس کے قصبوں میں چلے گئے ۷ اور وہاں خوشخبری سُنانے میں لگ گئے۔

لُسترہ اور دِربے میں منادی

۸ لُسترہ میں ایک آدمی حاضرین میں بیٹھا ہُوا تھا جو پاؤں سے لاچار تھا۔ وہ پیدائشی لنگڑا تھا اور کبھی نہ چلا تھا۔ ۹ وہ پَولُس کی باتوں کو غور سے سُن رہا تھا۔ پَولُس نے متوجہ ہو کر اُسے دیکھا تو جان لیا کہ اُس میں اتنا ایمان ہے کہ وہ شفا پا سکے۔ ۱۰ اُس نے پُکار کر اُسے کہا: اپنے پاؤں پر سیدھا کھڑا ہو جا۔ وہ فوراً اُچھل کر کھڑا ہو گیا اور چلنے پھرنے لگا۔

۱۱ جب لوگوں نے پَولُس کا یہ کام دیکھا تو وہ لُکااُنیہ کی بولی میں چلّانے لگے کہ دیوتا ہمارے پاس اِنسانی صُورت میں اُتر آئے ہیں۔ ۱۲ اور اُنہوں نے برنباس کو زِیُوس کا اور پَولُس کو ہرمیس کا نام دیا کیونکہ وہ تقریر کرنے میں زیادہ ماہر تھا۔ ۱۳ زِیُوس دیوتا کا مندر شہر کے بالکل سامنے تھا۔ اُس کا پُجاری بَیل اور پھولوں کے ہار لے کر شہر کے پھاٹک پر پہنچا کیونکہ وہ اور شہر کے لوگ چاہتے تھے کہ رسُولوں کے لیے قربانیاں چڑھائیں۔

۱۴ جب رسُولوں یعنی پَولُس اور برنباس نے یہ سُنا تو وہ اپنے کپڑے پھاڑ کر ہجُوم میں جا گھُسے اور پُکار پُکار کر کہنے لگے: ۱۵ لوگو! تُم یہ کیا کر رہے ہو؟ ہم بھی تمہاری ہی طرح اِنسان ہیں اور تمہیں خوشخبری سُناتے ہیں تاکہ تُم اِن فضُول چیزوں کو چھوڑ کر زندہ خدا کی طرف رجُوع ہو جس نے آسمان، زمین اور سمندر کو اور جو کچھ اُن میں ہے پیدا کیا ہے۔ ۱۶ اُس نے پچھلے زمانہ میں ساری قوموں کو اپنی اپنی راہ پر چلنے دیا ۱۷ تو بھی اُس نے اپنے آپ کو بے گواہ نہیں چھوڑا۔ اُس نے اپنی شفقت کو ظاہر کرنے کے لیے آسمان سے بارش برسائی اور فصلوں کے لیے موسم عطا کیے۔ تمہیں کثرت سے خوراک بخشی اور تمہارے دلوں کو خوشی سے بھر دیا۔ ۱۸ یہ باتیں کہہ کر اُنہوں نے لوگوں کو بڑی مشکل سے روکا کہ وہ اُن کے لیے قربانیاں نہ چڑھائیں۔

۱۹ تب کچھ یہُودی انطاکیہ سے اِکُنیم میں آئے اور ہجُوم کو اپنی طرف کر کے پَولُس پر پتھراؤ کرنے لگے اور اُسے مُردہ سمجھ کر شہر کے باہر گھسیٹ لے گئے۔ ۲۰ جب شاگرد وہاں پہنچے اور اُسے گھیرے میں لے لیا تو وہ اُٹھا اور واپس شہر میں آیا اور اگلے دِن برنباس کے ساتھ دِربے روانہ ہو گیا۔

رسُولوں کی انطاکیہ کو واپسی

۲۱ اُنہوں نے شہر میں خوشخبری سُنائی اور کثرت سے شاگرد بنائے۔ اِس کے بعد وہ لُسترہ، اِکُنیم اور انطاکیہ لَوٹ گئے۔ ۲۲ وہ شاگردوں کی حوصلہ افزائی کرتے اور اُنہیں نصیحت دیتے تھے کہ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہو اور کہتے تھے کہ خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لیے بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا لازم ہے۔

اچھا چرواہا

۱۰ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو آدمی بھیڑ خانہ میں دروازے سے نہیں بلکہ کسی اور طریقہ سے اندر داخل ہو جاتا ہے وہ چور اور ڈاکُو ہے۔ [2] لیکن جو دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ بھیڑوں کا چرواہا ہے۔ [3] دربان اُس کے لیے دروازہ کھول دیتا ہے اور بھیڑیں اُس کی آواز سُنتی ہیں۔ وہ اپنی بھیڑوں کو نام بنام پُکارتا ہے اور اُنہیں باہر لے جاتا ہے۔ [4] جب وہ اپنی ساری بھیڑوں کو باہر نکال چُکتا ہے تو اُن کے آگے آگے چلتا ہے اور اُس کی بھیڑیں اُس کے پیچھے پیچھے چلنے لگتی ہیں، اِس لیے کہ وہ اُس کی آواز پہچانتی ہیں۔ [5] وہ کسی اجنبی کے پیچھے کبھی نہ جائیں گی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس سے دُور بھاگیں گی کیونکہ وہ کسی غیر کی آواز کو نہیں پہچانتیں۔ [6] یسُوعؔ نے اُنہیں یہ تمثیل سُنائی لیکن وہ نہ سمجھے کہ اِس کا مطلب کیا ہے۔

[7] چنانچہ یسُوعؔ نے اُن سے پھر کہا: میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہُوں۔ [8] وہ سب جو مجھ سے پہلے آئے چور اور ڈاکو تھے اِس لیے بھیڑوں نے اُن کی نہ سُنی۔ [9] دروازہ میں ہُوں۔ اگر کوئی میرے ذریعہ داخل ہو تو نجات پائے گا۔ وہ اندر باہر آتا جاتا رہے گا اور چارہ پائے گا۔ [10] چور صرف چُرانے، ہلاک اور برباد کرنے آتا ہے۔ میں آیا ہُوں کہ لوگ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔

[11] اچھا چرواہا میں ہُوں۔ اچھا چرواہا اپنی بھیڑوں کے لیے جان دیتا ہے۔ [12] کوئی مزدور نہ تو بھیڑوں کو اپنا سمجھتا ہے نہ اُن کا چرواہا ہوتا ہے۔ اِس لیے جب وہ بھیڑئے کو آتا دیکھتا ہے تو بھیڑوں کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ تب بھیڑیا گلّہ پر حملہ کر کے اُسے تتّر بتّر کر دیتا ہے۔ [13] چونکہ وہ مزدور ہوتا ہے اِس لیے بھاگ جاتا ہے اور بھیڑوں کی پرواہ نہیں کرتا۔

[14] اچھا چرواہا میں ہُوں۔ جیسے باپ مجھے جانتا ہے، میں باپ کو جانتا ہُوں۔ میں اپنی بھیڑوں کو جانتا ہُوں۔ [15] میری بھیڑیں مجھے جانتی ہیں اور میں بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہُوں۔ [16] میری اور بھیڑیں بھی ہیں جو اِس گلّہ میں شامل نہیں۔ مجھے لازم ہے کہ میں اُنہیں بھی لے آؤں۔ وہ میری آواز سُنیں گی اور پھر ایک ہی گلّہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا۔ [17] میرا باپ مجھے اِس لیے پیار کرتا ہے کہ میں اپنی جان قربان کرتا ہُوں تاکہ اُسے پھر واپس لے لُوں۔ [18] اُسے کوئی مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اپنی مرضی سے اُسے قربان کرتا ہُوں۔ مجھے اُسے قربان کرنے کا اِختیار ہے اور پھر واپس لے لینے کا حق بھی ہے۔ یہ حکم مجھے میرے باپ کی طرف سے ملا ہے۔

[19] یہ باتیں سُن کر یہوُدیوں میں پھر اِختلاف پیدا ہُوا۔ [20] اُن میں سے کئی ایک نے کہا کہ اُس میں بدرُوح ہے اور وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اُس کی مت سُنو۔

[21] لیکن اوروں نے کہا: یہ باتیں بدرُوح کے مُنہ سے نہیں نکل سکتیں۔ کیا کوئی بدرُوح اندھوں کی آنکھیں کھول سکتی ہے؟

یہوُدیوں کا ایمان نہ لانا

[22] یروشلیمؔ میں ہیکل کے مخصوص کیے جانے کی عید آئی۔ سردی کا موسم تھا [23] اور یسُوعؔ ہیکل میں سُلیمانی برآمدہ میں ٹہل رہا تھا۔ [24] یہوُدی اُس کے اِردگرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے: تُو کب تک ہمیں شک میں مبتلا رکھے گا؟ اگر تُو مسیح ہے تو ہمیں صاف صاف بتا دے۔

[25] یسُوعؔ نے جواب دیا: میں تمہیں بتا چُکا ہُوں لیکن تُم تو میرا یقین ہی نہیں کرتے۔ جو معجزے میں اپنے باپ کے نام سے کرتا ہُوں وہی میرے گواہ ہیں۔ [26] لیکن تُم یقین نہیں کرتے کیونکہ تُم میری بھیڑیں نہیں ہو۔ [27] میری بھیڑیں میری آواز سُنتی ہیں۔ میں اُنہیں جانتا ہُوں اور وہ میرے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ [28] میں اُنہیں ہمیشہ کی زندگی دیتا ہُوں۔ وہ کبھی ہلاک نہ ہوں گی اور کوئی اُنہیں میرے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا۔

[29] میرا باپ جس نے اُنہیں میرے سپرد کیا ہے سب سے بڑا ہے۔ کوئی اُنہیں میرے باپ کے ہاتھ سے نہیں چھین سکتا۔ [30] میں اور باپ ایک ہیں۔

[31] یہوُدیوں نے پھر اُسے سنگسار کرنے کے لیے پتّھر اُٹھائے۔ [32] لیکن یسُوعؔ نے اُن سے کہا کہ میں نے تمہیں اپنے باپ کی طرف سے بڑے بڑے معجزے دکھائے ہیں۔ اُن میں سے کس معجزہ کی وجہ سے مجھے سنگسار کرنا چاہتے ہو؟

[33] یہوُدیوں نے جواب دیا: ہم تجھے کسی معجزہ کے لیے نہیں بلکہ اِس کفر کے لیے سنگسار کرنا چاہتے ہیں کہ محض آدمی ہوتے ہُوئے تُو اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔

[34] یسُوعؔ نے اُن سے کہا: کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تُم خدا ہو؟ [35] اگر شریعت اُنہیں خدا کہتی ہے جنہیں خدا کا کلام دیا گیا اور پاک کلام غلط نہیں ہو سکتا۔ [36] تو تُم اُس کے بارے میں کیا کہتے ہو جسے باپ نے مخصوص کر کے دنیا میں بھیجا ہے؟ چنانچہ تُم مجھ پر کفر کا الزام کیوں لگاتے ہو؟ کیا اِس

وہ اب اُن کی بدکاری یاد کرے گا
اور اُنہیں اُن کے گناہوں کی سزا دے گا۔

[۱۱] تب خداوند نے مجھ سے کہا: اِن لوگوں کی بہبودی کے لیے دعا نہ کر۔ [۱۲] خواہ وہ روزہ رکھیں تو بھی میں اُن کی فریاد نہ سنوں گا۔ اگر چہ وہ سوختنی قُربانیاں اور نذر کی قُربانیاں پیش کریں تو بھی میں اُنہیں قبول نہ کرُوں گا۔ بلکہ میں اُنہیں تلوار، قحط اور وبا سے تباہ کر دوں گا۔
[۱۳] تب میں نے کہا، آہ! اَے خداوند خدا، انبیاء اِن سے کہتے ہیں کہ تُم نہ تلوار دیکھو گے نہ قحط۔ بلکہ میں اِس مقام میں تمہیں مستقل سکون بخشوں گا۔
[۱۴] تب خداوند نے مجھ سے فرمایا کہ انبیاء میرا نام لے کر جھوٹی نبوّتیں کرتے ہیں۔ نہ میں نے اُنہیں بھیجا، نہ اُن کا تقرُّر کیا اور نہ ہی اُن سے کلام کیا۔ وہ جھوٹی رویا، غیب دانی، بُت پرستی اور اپنے دل کی مکّاری نبوّت کی صورت میں تُم پر ظاہر کرتے ہیں۔ [۱۵] اِس لیے خداوند اُن انبیاء کے بارے میں جو میرے نام سے نبوّت کرتے ہیں، یوں فرماتا ہے: میں نے اُنہیں نہیں بھیجا پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ تلوار اور قحط اِس ملک کو نہ چھوئیں گے اِس لیے خود وہی انبیاء تلوار اور قحط سے ہلاک ہوں گے۔ [۱۶] اور جن لوگوں کے درمیان وہ نبوّت کرتے ہیں وہ تلوار اور قحط کی وجہ سے یروشلیم کے کوچوں میں پھینک دیئے جائیں گے اور اُنہیں یا اُن کی بیویوں، اُن کے بیٹوں اور اُن کی بیٹیوں کو دفن کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور میں اُن پر وہ آفت نازل کروں گا جس کے وہ مستحق ہیں۔

[۱۷] اُن سے یوں کہنا کہ

میری آنکھیں شب و روز اور بلاناغہ
آنسو بہاتی رہیں؛
کیونکہ میری کنواری دخترِ قوم کو
گہری چوٹ لگی ہے،
اُسے نہایت شدید صدمہ پہنچا ہے۔
[۱۸] اگر میں میدان میں جاؤں،
تو وہاں تلوار سے مارے ہُوئے لوگ نظر آتے ہیں؛
اور اگر شہر کے اندر جاؤں،
تو وہاں قحط زدہ لوگ نظر آتے ہیں۔
نبی اور کاہن
دونوں ایسے ملک میں چلے گئے ہیں جسے وہ نہیں جانتے۔

[۱۹] کیا تُو نے یہُوداہ کو بالکل رد کر دیا ہے؟
کیا تجھے صیّون سے نفرت ہے؟
تُو نے ہمیں ایسی ایذا کیوں پہنچائی
کہ ہم شفا نہیں پا سکتے؟
ہم سلامتی کی آس لگائے بیٹھے تھے
لیکن کچھ فائدہ نہ ہُوا،
شفا کی اُمید رکھتے تھے
لیکن صرف دہشت ہی نصیب ہُوئی۔
[۲۰] اَے خداوند ہم اپنی بدکاری
اور اپنے باپ دادا کی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں؛
ہم نے واقعی تیرے خلاف گناہ کیا ہے۔
[۲۱] اپنے نام کی خاطر ہم سے نفرت نہ کر؛
اپنے جلالی تخت کی تحقیر نہ کر۔
وہ عہد یاد کر جو تُو نے ہم سے باندھا
اور اُسے نہ توڑ۔
[۲۲] کیا مختلف قوموں کے نکمّے بُتوں میں کوئی ہے جو مینہ برسا سکے؟
کیا افلاک خود بخود بوچھاڑ کر سکتے ہیں؟
نہیں، وہ صرف تُو ہی ہے اَے خداوند، ہمارے خدا۔
اِس لیے ہماری اُمید صرف تجھ سے وابستہ ہے،
کیونکہ تُو ہی تو ہے جو یہ سب کام کرتا ہے۔

۱۵

پھر خداوند نے مجھ سے کہا: اگر مُوسیٰ اور سموئیل میرے حضُور میں کھڑے ہو جاتے تو بھی میرا دل اُن لوگوں کی طرف راغب نہ ہوتا۔ اُنہیں میرے سامنے سے ہٹا دے! اُنہیں جانے دے! [۲] اور اگر وہ تجھ سے دریافت کریں کہ ہم کدھر جائیں؟ تو اُن سے کہنا، خداوند یوں فرماتا ہے:

جو مَوت کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں وہ مَوت کا لقمہ بنیں گے؛
جو تلوار سے مرنے والے ہیں وہ تلوار کا شکار ہوں گے؛
جو فاقہ سے مرنے والے ہیں وہ فاقہ سے مریں گے؛
اور جو اسیر ہونے والے ہیں وہ اسیری میں چلے جائیں گے۔

کاہن سب کے سب حیران رہ گئے کہ اب کیا ہوگا۔
۲۵ اُسی وقت کسی نے آ کر خبر دی کہ دیکھو وہ آدمی جنہیں تُم نے جیل میں ڈالا تھا ہَیکل میں کھڑے لوگوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ ۲۶ اِس پر ہَیکل کا سردار اپنے سپاہیوں کے ساتھ گیا اور رسُولوں کو پکڑ لایا لیکن زبردستی نہیں کیونکہ وہ لوگوں سے ڈرتے تھے کہ کہیں وہ اُنہیں سنگسار نہ کر دیں۔

۲۷ اُنہوں نے رسُولوں کو لا کر عدالتِ عالیہ میں پیش کیا اور سردار کاہن نے اُن سے کہا: ۲۸ ہم نے تمہیں سخت تاکید کی تھی کہ یسُوعؔ کا نام لے کر تعلیم نہ دینا۔ اِس کے باوجود تُم نے سارے یروشلیمؔ میں اپنی تعلیم پھیلا دی ہے اور ہمیں اُس شخص کے خُون کا ذمّہ دار ٹھہرانا چاہتے ہو۔

۲۹ پطرسؔ اور دُوسرے رسُولوں نے جواب دیا کہ ہم پر اِنسان کے حکم کی بجائے خدا کا حکم ماننا زیادہ فرض ہے۔ ۳۰ ہمارے باپ دادا کے خدا نے اُس یسُوعؔ کو مُردوں میں سے زندہ کر دیا جسے تُم نے صلیب پر لٹکا کر مار ڈالا تھا۔

۳۱ خدا نے اُسی کو فرمانروا اور مُنجّی ٹھہرا کر اپنے داہنے ہاتھ کی طرف سربلندی بخشی تاکہ وہ اِسرائیلؔ کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی عطا فرمائے۔ ۳۲ ہم اِن باتوں کے گواہ ہیں اور پاک رُوح بھی شاہد ہے، جسے خدا نے اپنے فرمانبرداروں کو عطا کیا ہے۔

۳۳ جب اُنہوں نے یہ سُنا تو جل بُھن گئے اور چاہا کہ اُنہیں ٹھکانے لگا دیں۔ ۳۴ لیکن ایک فریسی نے جس کا نام گملی ایلؔ تھا اور جو شریعت کا معلّم تھا اور سب لوگوں میں معزّز سمجھا جاتا تھا، عدالت میں کھڑے ہو کر حکم دیا کہ اِن آدمیوں کو تھوڑی دیر کے لیے باہر بھیج دو۔ ۳۵ پھر وہ یوں گویا ہُوا: اَے اِسرائیلیو! جو کچھ تُم اِن آدمیوں کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اُسے اچھی طرح سوچ لو۔

۳۶ کیونکہ کچھ عرصہ پہلے تھیوُداسؔ اُٹھا تھا اور اُس نے دعویٰ کیا تھا کہ میں بھی کچھ ہُوں اور تقریباً چار سَو آدمی اُس سے مل گئے تھے۔ مگر وہ مارا گیا اور اُس کے سارے ماننے والے تِتر بِتر ہو کر تباہ ہو گئے۔ ۳۷ اُس کے بعد یہُوداہؔ گلیلی اِسم نویسی کے ایّام میں نمُودار ہُوا اور اُس نے کئی لوگوں کو اپنی طرف کر لیا۔ وہ بھی مارا گیا اور اُس کے جتنے بھی پیروکار تھے سب کے سب پراگندہ ہو گئے۔ ۳۸ اب میں تو تُم سے یہی کہوں گا کہ اِن آدمیوں سے دُور ہی رہو اور اُنہیں جانے دو کیونکہ اگر یہ تدبیر یا یہ کام اِنسانوں کی طرف سے ہے تو خُود بخُود مٹ جائے گا۔ ۳۹ لیکن اگر یہ خدا کی طرف سے ہے تو تُم اِن آدمیوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے بلکہ خدا کے خلاف لڑنے والے ٹھہرو گے۔ اُنہوں نے اُس کی صلاح مان لی۔

۴۰ اور رسُولوں کو اندر بُلا کر اُنہیں کوڑے لگوائے اور تاکید کی کہ آیندہ یسُوعؔ کا نام لے کر کوئی بات نہ کریں اور اُنہیں جانے دیا۔

۴۱ رسُول عدالتِ عالیہ سے چلے گئے۔ وہ اِس بات پر خُوش تھے کہ یسُوعؔ کی خاطر بےعزّت ہونے کے لائق سمجھے گئے۔ ۴۲ وہ تعلیم دینے سے باز نہ آئے بلکہ ہر روز ہَیکل میں اور گھروں میں خُوشخبری سُناتے رہے کہ یسُوعؔ ہی مسیح ہے۔

سات مددگاروں کا اِنتخاب

۶ اُن دِنوں جب شاگردوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی تو یُونانی یہُودیؔ مقامی یہُودیوں کی شکایت کر کے کہنے لگے کہ روزمرّہ کے کھانے کی تقسیم کے وقت ہماری بیواؤں کی زیادہ پرواہ نہیں کی جاتی۔ ۲ یہ سُن کر بارہ رسُولوں نے سارے شاگردوں کو جمع کیا اور کہا: ہمارے لیے مناسب نہیں کہ ہم خدا کے کلام کی منادی کرنا چھوڑ دیں اور کھانا تقسیم کرنے کا انتظام کرنے لگیں۔

۳ اِس لیے اَے بھائیو! اپنے میں سے سات نیک نام اشخاص کو چُن لو جو پاک رُوح اور دانائی سے معمُور ہوں تاکہ ہم اُنہیں اِس کام کی ذمّہ داری سونپ دیں۔ ۴ لیکن ہم تو دعا کرنے اور کلام سُنانے میں مشغُول رہیں گے۔

۵ یہ بات ساری جماعت کو پسند آئی اور اُنہوں نے ایک تو ستِفنُسؔ کو جو ایمان اور پاک رُوح سے بھرا ہُوا تھا، چُنا اور دُوسرے جن اشخاص کو چُنا وہ تھے: فِلپُّسؔ، پرخرُسؔ، نِیکانورؔ، تیمونؔ، پُرمِناسؔ اور نیکلاؤسؔ جو انطاکیہؔ کا ایک نَو مُرید یہُودی تھا ۶ اور اُنہیں رسُولوں کے حُضور میں پیش کیا جنہوں نے اُن کے لیے دعا کی اور اُن پر ہاتھ رکھے۔

۷ اِس طرح خدا کا کلام پھیلتا چلا گیا اور یروشلیمؔ میں شاگردوں کی تعداد بہت ہی بڑھ گئی اور بہت سے کاہن بھی ایمان لائے اور مسیحی ہو گئے۔

ستِفنُسؔ کی گرفتاری

۸ ستِفنُسؔ خدا کے فضل اور اُس کی قوّت سے بھرا ہُوا تھا۔ وہ لوگوں میں حیرت انگیز کام اور بڑے معجزے دکھاتا تھا۔ ۹ آزادی پائے ہُوئے یہُودیوں کا ایک عبادتخانہ تھا جس میں کُرینےؔ اور اِسکندریہؔ کے بعض یہُودی عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اور کلکیہؔ اور آسیہ کے کچھ یہُودی مل کر ستِفنُسؔ سے بحث کرنے لگے۔ ۱۰ لیکن وہ جس حکمت اور رُوح سے کلام کرتا تھا، وہ اُس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

۱۱ تب اُنہوں نے کچھ لوگوں کو سکھایا کہ وہ یہ کہیں کہ ہم نے

کے مُنہ سے نکلتی ہے وہی اُسے ناپاک کرتی ہے۔
[۱۲] تب شاگردوں نے اُس کے پاس آ کر اُس سے کہا: کیا تُو جانتا ہے کہ فرِیسیوں نے یہ بات سُن کر ٹھوکر کھائی؟
[۱۳] یسُوعؔ نے جواب دیا: جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا، جڑ سے اُکھاڑ ڈالا جائے گا۔ [۱۴] اُن کی پروا نہ کرو، وہ اندھے رہنما ہیں۔ اگر ایک اندھا دوسرے اندھے کی رہنمائی کرنے لگے تو وہ دونوں گڑھے میں جا گریں گے۔
[۱۵] پطرسؔ نے کہا: یہ تمثیل ہمیں سمجھا دے۔
[۱۶] یسُوعؔ نے کہا: کیا تُم ابھی تک ناسمجھ ہو؟ [۱۷] کیا تُم نہیں جانتے کہ جو کچھ مُنہ میں جاتا ہے وہ پیٹ میں پڑتا ہے اور پھر بدن سے خارج ہو جاتا ہے؟ [۱۸] لیکن جو باتیں مُنہ سے نکلتی ہیں، دل سے آتی ہیں اور وہی آدمی کو ناپاک کرتی ہیں۔
[۱۹] کیونکہ بُرے خیال، قتل، زنا، بد چلنی، چوری، جھوٹی گواہی، بدگوئیاں، دل ہی سے نکلتی ہیں۔ [۲۰] یہ ایسی باتیں ہیں جو آدمی کو ناپاک کرتی ہیں لیکن ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھا لینا آدمی کو ناپاک نہیں کرتا۔

کنعانی عورت کا ایمان

[۲۱] یسُوعؔ وہاں سے روانہ ہو کر صُورؔ اور صَیداؔ کے علاقے میں چلا گیا۔ [۲۲] اُس علاقے کی ایک کنعانی عورت اُس کے پاس آئی اور پُکار کر کہنے لگی: اَے خداوند، ابنِ داؤدؔ، مجھ پر رحم کر۔ میری بیٹی میں بدرُوح ہے جو اُسے بہت ستاتی ہے۔
[۲۳] مگر اُس نے جواب نہ دیا لہٰذا اُس کے شاگرد پاس آ کر اُس کی منّت کرنے لگے کہ اُسے رخصت کر دے کیونکہ وہ چلّاتی جاتی ہے اور ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی۔
[۲۴] اُس نے جواب دیا: میں صرف اِسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہُوئی بھیڑوں کے پاس بھیجا گیا ہُوں۔
[۲۵] لیکن وہ آئی اور اُسے سجدہ کر کے کہنے لگی: خداوند! میری مدد کر۔
[۲۶] یسُوعؔ نے جواب دیا: بچّوں کی روٹی لے کر پلّوں کو ڈال دینا مناسب نہیں ہے۔
[۲۷] عورت نے کہا: خداوند یہ تو ٹھیک ہے لیکن جو ٹکڑے مالکوں کی میز سے نیچے گرتے ہیں، پلّے اُنہیں بھی کھا لیتے ہیں۔
[۲۸] اس پر یسُوعؔ نے جواب دیا: اَے عورت، تیرا ایمان بہت بڑا ہے۔ تیری التجا قبول ہُوئی اور اُس کی بیٹی نے اُسی وقت شفا پائی۔

خداوند یسُوعؔ کا چار ہزار کو کھلانا

[۲۹] یسُوعؔ وہاں سے نکلا اور گلیلؔ کی جھیل کے نزدیک پہنچا۔ تب وہ پہاڑ پر چڑھا اور وہیں بیٹھ گیا۔ [۳۰] بے شمار لوگ، اندھوں، لنگڑوں، لُولوں، گُونگوں اور کئی دوسروں کو ساتھ لے کر آئے اور اُنہیں اُس کے قدموں میں ڈال دیا اور اُس نے اُنہیں شفا بخشی۔
[۳۱] جب لوگوں نے دیکھا کہ گُونگے بولتے ہیں، لُولے تندرست ہوتے ہیں، لنگڑے چلتے ہیں اور اندھے دیکھتے ہیں تو بڑے حیران ہُوئے اور اِسرائیلؔ کے خدا کی تمجید کرنے لگے۔
[۳۲] یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں کو پاس بلایا اور اُن سے کہا: مجھے اِن لوگوں پر ترس آتا ہے۔ یہ تین دِن سے برابر میرے ساتھ ہیں اور اُن کے پاس کھانے کو کچھ بھی نہیں اور میں اُنہیں بھوکا رخصت کرنا نہیں چاہتا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ راستے ہی میں پڑے رہ جائیں۔
[۳۳] اُس کے شاگردوں نے جواب دیا: ہم اِس بیابان میں اتنے زیادہ لوگوں کے لیے روٹیاں کہاں سے لائیں جو سب کے لیے کافی ہوں؟
[۳۴] یسُوعؔ نے پُوچھا: تمہارے پاس کتنی روٹیاں ہیں؟
اُنہوں نے کہا: سات ہیں اور تھوڑی سی چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بھی ہیں۔
[۳۵] اُس نے لوگوں کو زمین پر بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ [۳۶] تب اُس نے وہ سات روٹیاں اور مچھلیاں لیں اور خدا کا شکر ادا کیا، اُن کے ٹکڑے کیے اور شاگردوں کو دیئے اور شاگردوں نے اُنہیں لوگوں کو دیا۔ [۳۷] سب نے سیر ہو کر کھایا اور بعد میں شاگردوں نے بچے ہُوئے ٹکڑوں سے بھری ہُوئی سات ٹوکریاں اُٹھائیں۔ [۳۸] کھانے والوں کی تعداد عورتوں اور بچّوں کے علاوہ چار ہزار تھی۔
[۳۹] لوگوں کو رخصت کرنے کے بعد یسُوعؔ کشتی میں سوار ہُوا اور مگدنؔ کے علاقہ کو روانہ ہو گیا۔

فرِیسیوں کا خداوند یسُوعؔ سے نشان طلب کرنا

۱۶ بعض فرِیسی اور صدُوقی یسُوعؔ کے پاس آئے اور اُسے آزمانے کی غرض سے کوئی آسمانی نشان دکھانے کو کہا۔
[۲] یسُوعؔ نے جواب دیا: جب شام ہوتی ہے تو تُم کہتے ہو کہ موسم اچھا رہے گا کیونکہ آسمان سُرخ ہے [۳] اور صبح کے وقت کہتے ہو کہ آج آندھی آئے گی کیونکہ آسمان سُرخ ہے اور بادل چھائے ہُوئے ہیں۔ تُم آسمان کا رنگ دیکھ کر موسم کا اندازہ لگا نا تو جانتے ہو

کھڑا ہو اور میری کمک کے لیے آ۔
[۳] میرا تعاقب کرنے والوں کے راستہ میں
نیزہ لے کر کھڑا ہو جا۔
میری جان سے کہہ
میں تیری نجات ہُوں۔

[۴] جو میری جان کے خواہاں ہیں
وہ رسوا اور شرمندہ ہوں؛
جو میری بربادی کا منصوبہ باندھتے ہیں
وہ دہشت زدہ ہو کر پسپا کیے جائیں۔
[۵] وہ ایسے ہو جائیں جیسے ہوا کے آگے بھُوسی،
اور خداوند کا فرشتہ اُنہیں ہانکتا رہے؛
[۶] اُن کی راہ تاریک اور پھسلنی ہو جائے،
اور خداوند کا فرشتہ اُن کو رگیدتا چلا جائے۔
[۷] کیونکہ اُنہوں نے بلا وجہ میرے لیے جال بچھایا ہے
اور ناحق میرے لیے گڑھا کھودا ہے۔
[۸] اُن پر ناگہاں تباہی آ جائے ۔
اور جو جال اُنہوں نے بچھایا ہے اُس میں وہ آپ ہی جا پھنسیں،
وہ گڑھے میں گر جائیں اور تباہ ہوں۔
[۹] تب میری جان خداوند میں خُوش ہوگی
اور اُس کی نجات سے شادمان ہوگی۔
[۱۰] میرا کُل وجود یہ کہے گا،
اَے خداوند! تیری مانند کون ہے؟
تُو غریبوں کو اُن کے ہاتھ سے جو زیادہ زور آور ہیں،
اور مسکینوں اور محتاجوں کو غارتگروں سے چھڑاتا ہے۔

[۱۱] سنگدل گواہ میرے خلاف اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں؛
اور مجھ سے ایسی باتوں کے متعلق پُوچھتے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔
[۱۲] وہ مجھ سے نیکی کے بدلے بدی کرتے ہیں
اور میری جان کو لاچار کر دیتے ہیں۔
[۱۳] تو بھی جب وہ بیمار تھے تو میں نے ٹاٹ اوڑھا
اور روزے رکھ کر نفس کُشی کی۔
جب میری نامقبول دعائیں میرے پاس لَوٹ آئیں۔
[۱۴] تو میں ماتم کرنے لگا
گویا اپنے دوست یا بھائی کے لیے ہی کر رہا ہُوں۔

اور غم کے مارے میرا سر جھُک گیا
گویا میں اپنی ماں کے لیے رو رہا ہُوں۔
[۱۵] لیکن جب میں لڑکھڑایا تو وہ خوش ہو کر اکٹھے ہو گئے؛
حملہ آور میرے خلاف جمع ہو گئے اور مجھے اس کا علم بھی نہ تھا۔
اور مجھ پر بہتان باندھنے سے باز نہ آئے۔
[۱۶] بے دینوں کی طرح اُنہوں نے عداوت سے میرا مضحکہ اُڑایا؛
اور مجھ پر دانت پیسے۔
[۱۷] اِے خداوند! تُو کب تک دیکھتا رہے گا؟
میری جان کو اُن کی غارتگری سے،
ہاں میری قیمتی جان اُن شیروں کے مُنہ سے چھڑا لے۔
[۱۸] میں بڑے مجمع میں تیرا شکریہ ادا کروں گا؛
لوگوں کے ہجوم میں مَیں تیری ستایش کروں گا۔

[۱۹] جو لوگ ناحق میرے دشمن بن گئے ہیں
وہ مجھ پر شادیانے نہ بجائیں؛
جو بلا وجہ مجھ سے کینہ رکھتے ہیں
وہ چشمک زنی نہ کریں۔
[۲۰] کیونکہ وہ امن کی باتیں نہیں کرتے،
بلکہ ملک کے امن پسندوں کے خلاف بھی جھوٹے الزام لگاتے
ہیں۔
[۲۱] وہ میرے سامنے مُنہ پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں؛
آہا آہا، ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

[۲۲] اَے خداوند! تُو نے تو خُود یہ دیکھا ہے؛ لہٰذا خاموش نہ رہ۔
اَے خداوند! مجھ سے دُور نہ ہو۔
[۲۳] جاگ اور میرے بچاؤ کے لیے اُٹھ!
اَے میرے خدا اور میرے خداوند! میری عدالت کر۔
[۲۴] اَے خداوند میرے خدا! اپنی صداقت کے مطابق میرا اِنصاف کر؛
اُنہیں مجھ پر شادمان نہ ہونے دے۔
[۲۵] اُنہیں یہ سوچنے کا موقعہ نہ دے کہ آہا، یہی تو ہم چاہتے تھے!
اور نہ یہ کہنے کا کہ ہم اُسے نگل گئے ہیں۔

[۲۶] جو میری بربادی پر خُوش ہوتے ہیں
وہ شرمندہ اور پریشان ہو جائیں؛
جو میرے مقابلہ میں اپنی بڑائی کی ڈینگیں مارتے ہیں،

درمیان آیندہ جھوٹی رویتیں یا خوشامد کی پیش گوئیاں نہ ہوں گی۔ [۲۵] لیکن میں خداوند اپنی مرضی سے کلام کروں گا اور وہ بلا تاخیر پُورا ہوگا۔ کیونکہ اَے سرکش خاندان میں تمہارے ایّام میں جو کچھ کہوں گا اُسے پُورا کروں گا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔

[۲۶] خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہُوا: [۲۷] اَے آدمزاد، بنی اِسرائیل کہہ رہے ہیں کہ جو رویا یہ دیکھتا ہے وہ آج سے کئی سال بعد پُوری ہوگی اور اُس کی نبوّت بھی بہت دُور کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔

[۲۸] اِس لیے اُن سے کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اب میرے کسی کلام کی تکمیل میں تاخیر نہ ہوگی بلکہ جو کچھ میں کہوں گا وہ ہوکر رہے گا۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔

جھوٹے نبیوں پر ملامت

۱۳ خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہُوا: [۲] اَے آدمزاد، اِسرائیل کے ان انبیاء کے خلاف نبوّت کر جو اس وقت نبوّت کر رہے ہیں، جو محض من مانی نبوّت کرتے ہیں۔ اُن سے کہہ کہ خداوند کا کلام سُنو! [۳] خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اُن احمق نبیوں پر افسوس جنہوں نے کچھ نہیں دیکھا اور محض اپنی ہی رُوح کے پیچھے بھٹک جاتے ہیں! [۴] اَے اسرائیل، تیرے انبیاء اُن لومڑیوں کی مانند ہیں جو کھنڈروں میں پائی جاتی ہیں۔ [۵] تُم دیوار کی مرمّت کرتے ہُوئے رخنوں تک نہیں پہنچے تا کہ وہ بنی اِسرائیل کی خاطر خداوند کے دِن جنگ میں قائم رہے۔ [۶] اُن کی رویتیں باطل ہیں اور اُن کی پیشگوئی جھوٹی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خداوند فرماتا ہے، جبکہ خداوند نے اُنہیں نہیں بھیجا۔ پھر بھی وہ توقع رکھتے ہیں کہ اُن کے الفاظ صحیح ثابت ہوں گے۔ [۷] جب تُم نے یہ کہا کہ خداوند فرماتا ہے، تب تُم نے باطل رویا نہیں دیکھی اور جھوٹی پیشگوئی نہیں کی؟ حالانکہ میں نے کلام نہیں کیا۔

[۸] اِس لیے خداوند خدا یوں فرماتا ہے، تمہاری دروغ گوئی اور جھوٹی رویتوں کے باعث میں تمہارا مخالف ہُوں۔ خداوند خدا فرماتا ہے۔ [۹] میرا ہاتھ اُن انبیاء کے خلاف ہوگا جو باطل رویتیں دیکھتے ہیں اور جھوٹی پیش گوئی کرتے ہیں۔ وہ میری اُمّت کے لوگوں میں نہ ہوں گے، نہ بنی اِسرائیل کے دفتر میں درج ہوں گے اور نہ ہی وہ اِسرائیل کے ملک میں داخل ہوں گے۔ تب تُم جان لوگے کہ میں خداوند خدا ہُوں۔

[۱۰] چونکہ اُنہوں نے میرے لوگوں کو سلامتی نہ ہوتے ہُوئے بھی یوں کہہ کر بہکایا کہ سلامتی ہے اور جب کوئی دیوار کمزور بنائی جاتی ہے تو اُس پر سفیدی پوت دیتے ہیں، [۱۱] اِس لیے اُن سفیدی پوتنے والوں سے کہہ کہ وہ دیوار گر جائے گی، موسلادھار بارش ہوگی اور میں اولے برساؤں گا اور زور کی آندھی چلے گی۔ [۱۲] جب دیوار گر جائے گی تب لوگ تُم سے یہ نہ پُوچھیں گے کہ وہ سفیدی کہاں ہے جس سے تُم نے اُسے پوتا تھا؟

[۱۳] چنانچہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے: میں اپنے غضب میں زور کی ہوا چلاؤں گا اور اپنے قہر میں اولے اور موسلادھار اور شدید وتباہ کُن مینہ برساؤں گا۔ [۱۴] جس دیوار پر تُم نے سفیدی پوت دی ہے میں اُسے توڑ ڈالوں گا اور گرا دُوں گا جس سے اُس کی بنیاد نمودار ہوجائے گی۔ جب وہ گرے گی تب تُم اُس میں فنا ہوجاؤ گے اور تُم جان لوگے کہ میں خداوند ہُوں۔ [۱۵] اِس طرح میں اپنا غضب دیوار پر اور اُن لوگوں پر نازل کروں گا جنہوں نے اُسے سفیدی سے پوت دیا تھا۔ تب میں تُم سے کہوں گا کہ نہ دیوار رہی اور نہ وہ رہے جنہوں نے اُس پر پوتا پھیرا تھا۔ [۱۶] یعنی اِسرائیل کے وہ انبیاء جنہوں نے یروشلیم کے بارے میں نبوّت کی اور جو سلامتی کے نہ ہوتے ہُوئے بھی اُس کے لیے سلامتی کی رویا دیکھتے رہے۔ یہ خداوند خدا فرماتا ہے۔

[۱۷] اور اَے آدمزاد، تُو اپنی قوم کی بیٹیوں کی طرف متوجّہ ہو جو اپنی ہی طرف سے نبوّت کرتی ہیں۔ تُو اُن کے خلاف نبوّت کر [۱۸] اور کہہ کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے کہ اُن عورتوں پر افسوس جو اپنی تمام کہنیوں پر جادو کے تعویذ سی لیتی ہیں اور اپنے سروں کے لیے مختلف لمبائیوں کے بُرقعے بناتی ہیں تا کہ لوگوں کو جال میں پھنسائیں۔ کیا تُم میرے لوگوں کی جانوں کا شکار کروگی اور اپنی جانیں بچائے رکھّوگی؟ [۱۹] تُم نے مُٹھی بھر جَو اور روٹی کے ٹکڑوں کی خاطر مجھے میرے اپنے لوگوں میں ناپاک ٹھہرایا۔ میرے لوگوں سے جھوٹ بول کر جو جھوٹ سُنتے ہیں، تُم نے اُن لوگوں کو مار ڈالا جنہیں مرنا نہ تھا اور اُنہیں بچایا جنہیں جینا نہ تھا۔

[۲۰] چنانچہ خداوند خدا فرماتا ہے: میں تمہارے تعویذوں کے خلاف ہُوں جن سے تُم لوگوں کو پرندوں کی طرح پھنساتی ہو اور میں اُنہیں تمہاری باہوں پر سے نوچ کر دُور کر دُوں گا اور میں اُن لوگوں کو آزاد کر دُوں گا جنہیں تُم پرندوں کی طرح پھنساتی ہو۔ [۲۱] میں تمہارے بُرقعے چاک کر دُوں گا اور اپنے لوگوں کو تمہارے ہاتھوں سے بچالُوں گا اور وہ پھر کبھی تمہارے جادو کا شکار نہ ہوں گے۔ تب تُم جان لوگی کہ میں خداوند ہُوں۔ [۲۲] چونکہ تُم نے اپنی دروغ گوئی سے راستبازوں کا دل توڑ دیا جب کہ میں نے اُنہیں کوئی غم نہ دیا

ویسے ہی مَرد بھی عورت کے وسیلہ سے پیدا ہوتا ہے۔مگر ہر چیز کا خالق خدا ہے۔ [13]تُم خود ہی فیصلہ کرو، کیا کسی عورت کا سر ڈھانکے بغیر خدا سے دعا کرنا مُناسب ہے؟ [14] کیا فطرت خود بھی یہ نہیں سکھاتی کہ اگر کسی مَرد کے سر کے بال لمبے ہوں تو یہ اُس کے لیے شرم کی بات ہے؟ [15]لیکن اگر عورت لمبے بال رکھّے تو یہ اُس کے لیے زینت کا باعث ہیں کیونکہ لمبے بال اُسے گویا پردے کی غرض سے دیئے گئے ہیں۔ [16]اگر کوئی اِس بارے میں حُجّت کرنا چاہے تو اُسے معلوم ہو کہ نہ ہمارا ایسا دستوُر ہے نہ کلیسیاؤں کا۔

عَشائے ربّانی

[17]اب جو ہدایت میں تمہیں دے رہا ہُوں اُس میں تمہارے لیے تعریف کی کوئی بات نہیں کیونکہ جب تُم عبادت کے لیے جمع ہوتے ہو تو اُس سے فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوتا ہے۔ [18]پہلی بات تو یہ ہے کہ جب تمہاری کلیسیا جمع ہوتی ہے تو میں نے سُنا ہے کہ تمہارے درمیان تفرقے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔میں اِس بات کو کسی حد تک قابلِ یقین سمجھتا ہُوں۔ [19] تُم لوگوں میں بدعتوں کا پایا جانا لازمی ہے تا کہ ظاہر ہو جائے کہ کلیسیا میں کون سے لوگ راہِ راست پر ہیں۔ [20] کیونکہ جب تُم جمع ہوتے ہو تو تمہارا کھانا پینا عشائے ربّانی نہیں ہوسکتا۔ [21]اِس لیے کہ ہر ایک دُوسروں سے پہلے ہی اپنا کھانا کھا لیتا ہے۔کوئی تو بھوکا رہ جاتا ہے اور کسی کو نشہ بھی ہو جاتا ہے۔ [22] کیا کھانے اور پینے کے لیے تمہارے گھر موجود نہیں؟ یا پھر خدا کی کلیسیا کی تمہارے نزدیک کوئی اہمیّت نہیں اور جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہوتا اُنہیں شرمندہ کرتے ہو؟ میں کہوں بھی تو کیا کہوں؟ کیا تمہاری تعریف کروں؟ میں اِس بارے میں تو تمہاری تعریف نہیں کرسکتا!

[23] یہ بات مجھ تک خداوند کے ذریعہ پہنچی اور میں نے تُم تک پہنچا دی کہ خداوند یسُوعؔ نے جس رات وہ پکڑوایا گیا روٹی لی [24] اور خدا کا شکر ادا کرکے توڑی اور کہا: یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لیے ہے، میری یادگاری کے لیے یہی کیا کرو۔ [25] اُسی طرح اُس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا: یہ پیالہ میرے خُون میں نیا عہد ہے۔جب بھی اِسے پیو میری یادگاری کے لیے پیا کرو۔ [26] کیونکہ جب کبھی تُم یہ روٹی کھاتے اور اِس پیالہ میں سے پیتے ہو تو خداوند یسُوعؔ کی مَوت کا اِظہار کرتے ہو جب تک وہ پھر نہ آجائے۔

[27]اِس لیے جو کوئی غیر مناسب طور پر خداوند کی روٹی کھائے یا اِس پیالہ میں سے پیئے وہ خداوند کے بدن اور خُون کا گنہگار ٹھہرے گا۔ [28] چنانچہ اِس روٹی میں سے کھانے اور اِس پیالہ میں سے پینے سے پہلے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو پرکھ لے۔ [29] کیونکہ جو اِس روٹی میں سے کھاتے وقت اور اِس پیالہ میں سے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہیں پہچانتا وہ اِس کھانے اور پینے کے باوجود سزا پائے گا۔ [30] یہی وجہ ہے کہ تُم میں سے بہت سے لوگ کمزور اور بیمار ہیں اور کئی ایک مَر بھی گئے ہیں۔ [31]اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے۔ [32]لیکن خداوند ہمیں سزا دے کر ہماری تربیّت کرتا ہے تا کہ ہم دُنیا کے ساتھ مُجرم نہ ٹھہرائے جائیں۔

[33]اِس لیے میرے بھائیو! جب تُم عَشائے ربّانی کے لیے جمع ہوتے ہو تو ایک دُوسرے کا اِنتظار کرو۔ [34]اگر کوئی بھوکا ہو تو اپنے گھر میں کھالے تا کہ تمہارا جمع ہونا سزا کا باعث نہ ہو۔میں باقی باتوں کا فیصلہ وہاں آکر کروں گا۔

رُوحانی نعمتیں

۱۲ بھائیو! میں نہیں چاہتا کہ تُم رُوحانی نعمتوں کے بارے میں بےخبر رہو۔ [2] تمہیں یاد ہوگا کہ جب تُم مسیحی نہیں ہُوئے تھے تو دُوسروں کی باتوں میں آکر گُونگے بُتوں کی پیروی کرنے لگے تھے۔ [3]اِس لیے میں تمہیں بتانا چاہتا ہُوں کہ جو شخص خدا کے پاک رُوح کی ہدایت سے کلام کرتا ہے وہ کبھی بھی یسُوعؔ کو ملعُون نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی پاک رُوح کی ہدایت کے بغیر وہ کہہ سکتا ہے کہ یسُوعؔ خداوند ہے۔

[4] نعمتیں تو مختلف ہیں لیکن پاک رُوح ایک ہی ہے [5]خدمتیں بھی طرح طرح کی ہیں لیکن خداوند ایک ہی ہے۔ [6] اُن کے اثرات بھی مختلف ہوتے ہیں لیکن خدا ایک ہی ہے جو سب میں ہر طرح کا اثر پیدا کرتا ہے

[7] لیکن رُوح کا ظہوُر ہر شخص کو فائدہ پہنچانے کے لیے ہوتا ہے [8] کسی کو پاک رُوح کی طرف سے حکمت کا کلام عطا کیا جاتا ہے اور کسی کو اُسی رُوح کے وسیلہ سے علمیّت کا کلام۔ [9] کسی کو اُسی ایک رُوح سے ایمان اور کسی کو شفا دینے کی توفیق ملتی ہے [10] کسی کو معجزے دکھانے کی قدرت دی جاتی ہے اور کسی کو نبوّت، کسی کو رُوحوں میں امتیاز کرنے کی اہلیّت، کسی کو طرح طرح کی زبانیں بولنے کی قابلیّت اور کسی کو زبانوں کا ترجمہ کرنے کی مہارت۔ [11] یہ ساری نعمتیں وہی ایک رُوح عطا فرماتا ہے اور جیسا چاہتا ہے ہر ایک کو بانٹتا ہے۔

ایک بدن اور کئی اعضاء

[12]بدن ایک ہے مگر اُس کے اعضاء بہت سے ہیں اور جب

یُوناؔہ خدا کے حضور سے بھاگتا ہے

۱ خداوند کا کلام امِتّی کے بیٹے یُوناؔہ پر نازل ہُوا۔ [۲] کہ تُو بڑے شہر نِینوؔہ کو جا اور اس کے خلاف منادی کر کیونکہ اس کی بدی میرے حضور تک آ پہنچی ہے۔

[۳] لیکن یُوناؔہ خدا کے حضور سے ترسِیسؔ کی طرف بھاگا اور یافاؔ پہنچا۔ وہاں ترسِیسؔ کو جانے والا جہاز ملا۔ وہ کرایہ دے کر اس میں سوار ہُوا تا کہ ترسِیسؔ کو جائے۔

[۴] تب خداوند نے سمندر پر ایسی آندھی بھیجی کہ جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ [۵] سارے ملّاح خوفزدہ ہو گئے اور ہر ایک اپنے اپنے دیوتا کو پکارنے لگا اور جہاز کو ہلکا کرنے کی غرض سے اپنا مال و اسباب سمندر میں پھینک دیا۔

لیکن یُوناؔہ جہاز کے اندر پڑا سو رہا تھا۔ [۶] جہاز کے کپتان نے اس کے پاس جا کر کہا: تُو کیسے سو سکتا ہے؟ اُٹھ اور اپنے خدا کو پُکار۔ شاید وہ ہماری سُنے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔

[۷] تب ملّاحوں نے آپس میں کہا، آؤ ہم قرعہ ڈالیں اور معلوم کریں کہ اس آفت کے لیے کون ذمّہ دار ہے۔ اُنہوں نے قرعہ ڈالا اور قرعہ یُوناؔہ کے نام پر نکلا۔

[۸] اُنہوں نے اس سے کہا کہ ہمیں بتا کہ اس ساری آفت کے لیے کون ذمّہ دار ہے؟ تُو کیا کرتا ہے؟ تُو کہاں سے آیا ہے؟ تیرا وطن کہاں ہے اور تُو کس قوم کا ہے؟

[۹] اس نے جواب دیا: میں ایک عبرانی ہُوں اور خداوند خدا کی عبادت کرتا ہُوں جس نے زمین اور سمندر بنائے۔

[۱۰] اس بات سے وہ ڈر گئے اور اس سے پُوچھا کہ تُو نے کیا کِیا ہے؟ (وہ جانتے تھے کہ وہ خدا کے حضور سے بھاگ رہا ہے کیونکہ اس نے خود اُنہیں بتایا تھا۔)

[۱۱] سمندر میں طوفان بڑھتا جا رہا تھا اس لیے اُنہوں نے کہا کہ ہم تیرے ساتھ کیا کریں تا کہ سمندر ہمارے لیے ساکن ہو جائے؟

[۱۲] اس نے جواب دیا کہ مجھ کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دو تو سمندر ساکن ہو جائے گا۔ میں جانتا ہُوں کہ یہ بڑا طوفان میری غلطی کے باعث تمہارے اوپر آیا ہے۔

[۱۳] پھر بھی ملّاح اپنی پُوری کوشش سے کنارے کی طرف کھینے لگے لیکن وہ ایسا نہ کر سکے کیونکہ سمندر پہلے سے بھی زیادہ موجزن ہوتا جا رہا تھا۔ [۱۴] تب وہ خدا کے حضور میں گڑگڑائے، اے خداوند، اس شخص کی جان لینے کے لیے ہم لوگوں کو ہلاک نہ کر۔ ایک معصوم کی مَوت کی ذمّہ داری ہمارے اوپر نہ لگا کیونکہ اے خداوند، تجھے جو پسند آیا تُو نے کیا۔ [۱۵] تب اُنہوں نے یُوناؔہ کو اُٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور سمندر کی لہریں تھم گئیں۔ [۱۶] اس بات سے وہ لوگ بہت ڈر گئے اور اُنہوں نے خدا کے حضور میں قربانی گذرانی اور عہد کیے۔

[۱۷] لیکن خدا نے یُوناؔہ کو نگل جانے کے لیے ایک بڑی مچھلی تیار کر رکھی تھی اور یُوناؔہ تین دِن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔

یُوناہ کی دعا

۲ یُوناؔہ نبی نے مچھلی کے پیٹ کے اندر خداوند اپنے خدا سے دعا کی [۲] اس نے کہا کہ

اپنی مصیبت کے دوران میں نے خدا کو پُکارا،
اور اس نے مجھے جواب دیا۔
میں نے پاتال کی گہرائی سے مدد کے لیے پُکارا،
اور تُو نے میری فریاد سُنی۔
[۳] تُو نے مجھے سمندر کی گہرائی کے بیچ میں پھینک دیا
اور لہروں نے مجھے گھیر لیا؛
تیری تمام موجیں اور لہریں
میرے اوپر سے گزر گئیں۔
[۴] میں نے کہا کہ میں
تیری نگاہوں سے دُور ہو گیا ہُوں؛
لیکن میں پھر
تیری مُقدّس ہیکل کی طرف دیکھوں گا۔
[۵] ہیبتناک پانی نے مجھے خوفزدہ کر دیا،
گہرائی میرے چاروں طرف تھی؛
سمندر کی نباتات میرے سر کے چاروں طرف لپٹ گئی۔

[۶] میں پہاڑوں کی تہہ تک ڈُوب گیا تھا؛
میرے نیچے کی زمین کے بندھنوں نے مجھے گھیر لیا تھا۔
لیکن تُو نے اے میرے خداوند خدا،
میری جان کو پاتال سے باہر نکالا۔

[۷] جب میری زندگی بیقرار تھی،
تو اے خدا میں نے تجھے یاد کیا،
اور میری دعا تیری مُقدّس ہیکل میں

تیرے حضور میں پہنچی۔

۸ جو لوگ جھوٹے معبودوں سے لپٹے رہتے ہیں
وہ اس کی شفقت سے محروم رہ جاتے ہیں جو اُن پر ہوتی۔

۹ لیکن میں تیری شکرگزاری کا گیت گاتے ہُوئے،
تیرے حضور میں قربانی گذرانوں گا۔
میں نے جو منّت مانگی اُسے پُورا کروں گا۔
نجات خدا کی طرف سے آتی ہے۔

۱۰ اور خدا نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے یُوناہ کو خشک زمین پر اُگل دیا۔

یُوناہ نینوہ جاتا ہے

۳ تب خدا کا کلام دوسری بار یُوناہ پر نازل ہُوا۔ ۲ کہ اُٹھ، اس بڑے شہر نینوہ کو جا اور جو پیغام میں تجھے دیتا ہُوں اس کی منادی کر۔
۳ یُوناہ خدا کے کلام کے مطابق نینوہ کو گیا۔ نینوہ بہت اہم شہر تھا۔ وہاں پہنچنے کے لیے تین دِن لگتے تھے۔ ۴ پہلے روز جب یُوناہ نینوہ میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہُوا تو اس نے منادی کی کہ چالیس دِن کے بعد نینوہ برباد کیا جائے گا۔ ۵ نینوہ کے باشندے خدا پر ایمان رکھتے تھے۔ اُنہوں نے روزہ رکھنے کا اعلان کیا اور بڑے سے چھوٹے تک سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ ۶ جب نینوہ کے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ اپنے تخت سے اُٹھا، اپنا شاہی لباس اُتارا اور ٹاٹ اوڑھ کر خاک پر بیٹھ گیا۔ ۷ اور نینوہ میں اعلان کر دیا کہ

بادشاہ اور اس کے سرداروں کی طرف سے حکم ہُوا ہے کہ

کوئی اِنسان یا حیوان، گلّہ اور مویشی نہ کچھ کھائے اور نہ پئیے۔ ۸ بلکہ ہر اِنسان اور حیوان ٹاٹ اوڑھے اور فوراً خدا کو پُکارے۔ ہر شخص اپنی بُری روِش اور ظلم سے باز آئے۔ ۹ کون جانتا ہے کہ خدا کو ترس آئے اور وہ اپنے سخت قہر سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔

۱۰ جب خدا نے ان کا یہ عمل دیکھا کہ وہ اپنی بُری روِش سے پھِر گئے تو اسے ترس آیا اور اس غضب کو جو وہ ان کے اوپر لانے کو تھا نازل نہ کیا۔

خدا کی رحمت پر یُوناہ کا غُصّہ

۴ لیکن یُوناہ اس بات سے بہت ناخوش اور ناراض ہُوا۔ ۲ اس نے خدا سے دعا کی کہ اے خدا جب میں اپنے گھر پر تھا تو کیا میں نے یہی نہیں کہا تھا؟ اس لیے میں نے ترسیس کو بھاگنے میں جلدی کی تھی۔ میں جانتا تھا کہ تُو شفقت اور ترس کھانے والا خدا ہے۔ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں بڑھ کر ہے۔ تُو ایسا خدا ہے جو عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے۔ ۳ اب اے خدا تُو میری جان لے لے کیونکہ اس جینے سے مر جانا بہتر ہے۔
۴ خدا نے فرمایا، کیا تجھے غُصّہ کرنے کا کوئی حق ہے؟
۵ اور یُوناہ شہر سے باہر مشرق کی طرف جا بیٹھا۔ وہاں اپنے لیے ایک چھپّر بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھا اور دیکھنے لگا کہ شہر کا کیا حال ہوتا ہے۔ ۶ تب خداوند خدا نے ایک بیل اُگائی اور اُسے یُوناہ کے اوپر پھیلایا تا کہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے اور آرام پائے۔ اور یُوناہ اس بیل سے بہت خوش ہُوا۔ ۷ لیکن دوسرے دِن صبح سویرے خدا نے ایک کیڑا بھیجا جس نے بیل کو کاٹ ڈالا اور وہ سوکھ گئی۔ ۸ جب سورج نکلا تو خدا نے مشرق سے ایک جلانے والی لُو چلائی اور یُوناہ کے سر پر سورج کی تپش ہُوئی بلکہ وہ بے ہوش ہو گیا اور مرنے کی آرزو کرنے لگا۔ وہ بولا میرے اِس جینے سے مر جانا بہتر ہوتا۔
۹ خدا نے یُوناہ سے کہا: کیا تجھے اس بیل کے لیے ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟
اس نے کہا، ہاں، میں اتنا ناراض ہُوں کہ مرنا چاہتا ہُوں۔
۱۰ خدا نے کہا، تجھے اس بیل کا اتنا خیال ہے جسے نہ تُو نے لگایا نہ اس کے لیے کچھ محنت کی۔ یہ رات بھر میں اُگی اور رات بھر میں سوکھ گئی۔ ۱۱ لیکن نینوہ میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ لوگ ہیں جو اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ میں فرق نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بہت سے مویشی ہیں۔ تو کیا میں اتنے بڑے شہر کے لیے فکر نہ کروں۔

تیرے حضور میں پہنچی۔

[۸] جولوگ جھوٹے معبودوں سے لپٹے رہتے ہیں
وہ اس کی شفقّت سے محروم رہ جاتے ہیں جواُن پر ہوتی۔

[۹] لیکن میں تیری شکرگزاری کا گیت گاتے ہُوئے،
تیرے حضور میں قربانی گذرانوں گا۔
میں نے جو منّت مانگی اُسے پُورا کروں گا۔
نجات خدا کی طرف سے آتی ہے۔

[۱۰] اور خدا نے مچھلی کو حکم دیا اور اس نے یُوناہ کو خشک زمین پر اُگل دیا۔

یُوناہ نینوہ جاتا ہے

۳ تب خدا کا کلام دوسری بار یُوناہ پر نازل ہُوا۔ [۲] کہ اُٹھ، اس بڑے شہر نینوہ کو جا اور جو پیغام میں تجھے دیتا ہُوں اس کی منادی کر۔

[۳] یُوناہ خدا کے کلام کے مطابق نینوہ کو گیا۔ نینوہ بہت اہم شہر تھا۔ وہاں پہنچنے کے لیے تین دِن لگتے تھے۔ [۴] پہلے روز جب یُوناہ نینوہ میں داخل ہونے کے لیے روانہ ہُوا تو اس نے منادی کی کہ چالیس دِن کے بعد نینوہ برباد کیا جائے گا۔ [۵] نینوہ کے باشندے خدا پر ایمان رکھتے تھے۔ اُنہوں نے روزہ رکھنے کا اعلان کیا اور بڑے سے چھوٹے تک سب نے ٹاٹ اوڑھا۔ [۶] جب نینوہ کے بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تو وہ اپنے تخت سے اُٹھا، اپنا شاہی لباس اُتارا اور ٹاٹ اوڑھ کر خاک پر بیٹھ گیا۔ [۷] اور نینوہ میں اعلان کر دیا کہ

بادشاہ اور اس کے سرداروں کی طرف سے حکم ہُوا ہے کہ

کوئی اِنسان یا حیوان، گلّہ اور مویشی نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے۔ [۸] بلکہ ہر اِنسان اور حیوان ٹاٹ اوڑھے اور فوراً خدا کو پُکارے۔ ہر شخص اپنی بُری روِش اور ظلم سے باز آئے۔ [۹] کون جانتا ہے کہ خدا کو ترس آئے اور وہ اپنے سخت قہر سے باز آئے اور ہم ہلاک نہ ہوں۔

[۱۰] جب خدا نے ان کا یہ عمل دیکھا کہ وہ اپنی بُری روِش سے پھر گئے تو اسے ترس آیا اور اس غضب کو جو وہ ان کے اوپر لانے کو تھا نازل نہ کیا۔

خدا کی رحمت پر یُوناہ کا غُصّہ

۴ لیکن یُوناہ اس بات سے بہت ناخوش اور ناراض ہُوا۔ [۲] اس نے خدا سے دعا کی کہ اے خدا جب میں اپنے گھر پر تھا تو کیا میں نے یہی نہیں کہا تھا؟ اس لیے میں نے ترسیس کو بھاگنے میں جلدی کی تھی۔ میں جانتا تھا کہ تُو شفقت اور ترس کھانے والا خدا ہے۔ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں بڑھ کر ہے۔ تُو ایسا خدا ہے جو عذاب نازل کرنے سے باز رہتا ہے۔ [۳] اب اے خدا تُو میری جان لے لے کیونکہ اس جینے سے مر جانا بہتر ہے۔

[۴] خدا نے فرمایا، کیا تجھے غُصّہ کرنے کا کوئی حق ہے؟

[۵] اور یُوناہ شہر سے باہر مشرق کی طرف جا بیٹھا۔ وہاں اپنے لیے ایک چھپّر بنا کر اس کے سایہ میں بیٹھا اور دیکھنے لگا کہ شہر کا کیا حال ہوتا ہے۔ [۶] تب خداوند خدا نے ایک بیل اُگائی اور اُسے یُوناہ کے اوپر پھیلایا تا کہ اس کے سر پر سایہ ہو اور وہ تکلیف سے بچے اور آرام پائے۔ اور یُوناہ اس بیل سے بہت خوش ہُوا۔ [۷] لیکن دوسرے دِن صبح سویرے خدا نے ایک کیڑا بھیجا جس نے بیل کو کاٹ ڈالا اور وہ سوکھ گئی۔ [۸] جب سورج نکلا تو خدا نے مشرق سے ایک جلانے والی لُو چلائی اور یُوناہ کے سر پر سورج کی تپش ہُوئی بلکہ وہ بے ہوش ہو گیا اور مرنے کی آرزو کرنے لگا۔ وہ بولا میرے اِس جینے سے مر جانا بہتر ہوتا۔

[۹] خدا نے یُوناہ سے کہا: کیا تجھے اس بیل کے لیے ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟

اس نے کہا، ہاں، میں اتنا ناراض ہُوں کہ مرنا چاہتا ہُوں۔

[۱۰] خدا نے کہا، تجھے اس بیل کا اتنا خیال ہے جسے نہ تُو نے لگایا نہ اس کے لیے کچھ محنت کی۔ یہ رات بھر میں اُگی اور رات بھر میں سوکھ گئی۔ [۱۱] لیکن نینوہ میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ لوگ ہیں جو اپنے داہنے اور بائیں ہاتھ میں فرق نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بہت سے مویشی ہیں۔ تو کیا میں اتنے بڑے شہر کے لیے فکر نہ کروں۔

بعض شاگردوں کا خداوند یسُوعؔ کو چھوڑ دینا

۶۰ یہ باتیں سُن کر یسُوعؔ کے بہت سے شاگرد کہنے لگے کہ یہ تعلیم بڑی سخت ہے۔ اِسے کون قبُول کر سکتا ہے؟

۶۱ یسُوعؔ نے جان لیا کہ اُس کے شاگرد اِس بات پر آپس میں بڑبڑا رہے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اُن سے کہا: کیا تمہیں میری باتوں سے ٹھیس پہنچی ہے؟ ۶۲ اگر تُم اِبنِ آدم کو اوپر جاتے دیکھو گے جہاں وہ پہلے تھا تو کیا ہوگا؟ ۶۳ رُوح زندگی بخشتی ہے۔ جسم سے کوئی فائدہ نہیں۔ جو باتیں میں نے تُم سے کہی ہیں وہ رُوح اور زندگی دونوں ہیں۔ ۶۴ پھر بھی تُم میں بعض ایسے ہیں جو ایمان نہیں لائے۔ یسُوعؔ شروع سے جانتا تھا کہ اُن میں کون ایمان نہیں لایا اور کون اُسے پکڑوائے گا۔ ۶۵ پھر یسُوعؔ نے کہا: اِسی لیے میں نے تُم سے کہا تھا کہ میرے پاس کوئی نہیں آتا جب تک کہ باپ اُسے کھینچ نہ لائے۔

۶۶ اِس پر اُس کے کئی شاگرد اُسے چھوڑ کر چلے گئے اور پھر اُس کے پیرو نہ رہے۔

۶۷ تب یسُوعؔ نے اُن بارہ شاگردوں سے پُوچھا: کیا تُم بھی مجھے چھوڑ جانا چاہتے ہو؟

۶۸ شمعُون پطرس نے اُسے جواب دیا: اَے خداوند! ہم کس کے پاس جائیں؟ ہمیشہ کی زندگی کی باتیں تو تیرے ہی پاس ہیں۔ ۶۹ ہم ایمان لائے اور جانتے ہیں کہ تُو ہی خدا کا قُدُّوس ہے۔

۷۰ یسُوعؔ نے جواب دیا: میں نے تُم بارہ کو چُن تو لیا ہے لیکن تُم میں سے ایک شخص شیطان ہے۔ ۷۱ اُس کا مطلب شمعُون اِسکریوتی کے بیٹے یہُوداہ سے تھا جو اُن بارہ میں شامل ہونے کے باوجود یسُوعؔ کو پکڑوانے کو تھا۔

خداوند یسُوعؔ اور عیدِ خیام

۷ اس کے بعد یسُوعؔ گلیل میں اِدھر اُدھر گھومتا پھرا۔ وہ یہُودیہ سے دُور ہی رہنا چاہتا تھا کیونکہ وہاں یہُودی اُس کے قتل کی کوشش میں تھے۔

۲ یہُودیوں کی عیدِ خیام نزدیک تھی۔ ۳ یسُوعؔ کے بھائیوں نے اُس سے کہا: یہاں سے نکل کر یہُودیہ چل دے تاکہ تیرے شاگرد یہ معجزے جو تُو کرتا ہے دیکھ سکیں۔ ۴ جو کوئی اپنی شہرت چاہتا ہے وہ چھُپ کر کام نہیں کرتا۔ تُو یہ معجزے کرتا ہے تو خُود کو دنیا پر ظاہر کر۔ ۵ بات یہ تھی کہ اُس کے بھائی بھی اُس پر ایمان نہ لائے تھے۔

۶ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: یہ وقت میرے لیے مناسب نہیں ہے، تمہارے لیے تو ہر وقت مناسب ہے۔ ۷ دنیا تُم سے عداوت نہیں رکھ سکتی لیکن مجھ سے رکھتی ہے کیونکہ میں اُس کے بُرے کاموں کی وجہ سے اُس کے خلاف گواہی دیتا ہُوں۔ ۸ تُم لوگ عید میں چلے جاؤ۔ میرے جانے کا ابھی وقت نہیں آیا۔ ۹ یہ کہہ کر وہ گلیل ہی میں رُکا رہا۔

۱۰ جب اُس کے بھائی عید پر چلے گئے تو وہ خُود بھی لوگوں کی نظروں سے بچتا ہُوا وہاں چلا گیا۔ ۱۱ وہاں عید میں یہُودی اُس کو ڈھونڈتے اور پُوچھتے پھرتے تھے کہ وہ کہاں ہے؟

۱۲ لوگوں میں اُس کے بارے میں بڑی سرگوشیاں ہو رہی تھیں۔ بعض کہتے تھے کہ وہ نیک آدمی ہے۔ بعض کا کہنا تھا کہ وہ لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ ۱۳ لیکن یہُودیوں کے خوف کی وجہ سے کوئی اُس کے بارے میں کھُل کر بات نہیں کرتا تھا۔

خداوند یسُوعؔ کا تعلیم دینا

۱۴ جب عید کے آدھے دِن گزر گئے تو یسُوعؔ ہیکل میں گیا اور وہیں تعلیم دینے لگا۔ ۱۵ یہُودی متعجب ہو کر کہنے لگے: اِس آدمی نے بغیر سیکھے اتنا علم کہاں سے حاصل کر لیا؟

۱۶ یسُوعؔ نے جواب دیا: یہ تعلیم میری اپنی نہیں ہے بلکہ یہ مجھے میرے بھیجنے والے کی طرف سے حاصل ہُوئی ہے۔ ۱۷ اگر کوئی خدا کی مرضی پر چلنا چاہے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ تعلیم خدا کی طرف سے ہے یا میری اپنی طرف سے۔ ۱۸ جو کوئی اپنی طرف سے کچھ کہتا ہے وہ اپنی عزّت کا بھُوکا ہوتا ہے لیکن جو اپنے بھیجنے والے کی عزّت چاہتا ہے وہ سچّا ہے اور اُس میں ناراستی نہیں پائی جاتی۔ تُم کیوں مجھے ہلاک کرنے پر تُلے ہُوئے ہو؟ ۱۹ کیا مُوسیٰ نے تمہیں شریعت نہیں دی؟ لیکن تُم میں سے کوئی اُس پر عمل نہیں کرتا۔

۲۰ لوگوں نے کہا: تجھ میں ضرور کوئی بدرُوح ہے۔ کون تجھے ہلاک کرنا چاہتا ہے؟

۲۱ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: میں نے ایک معجزہ کیا اور تُم تعجب کرنے لگے۔ ۲۲ لیکن مُوسیٰ نے تمہیں ختنہ کرنے کا حکم دیا ہے، حالانکہ تمہارے آباواجداد نے مُوسیٰ سے کہیں پہلے یہ رسم شروع کر دی تھی۔ تُم سبَت کے دِن لڑکے کا ختنہ کرتے ہو۔ ۲۳ اگر لڑکے کا ختنہ سبَت کے دِن کیا جا سکتا ہے تاکہ مُوسیٰ کی شریعت قائم رہے تو اگر میں نے ایک آدمی کو سبَت کے دِن بالکل تندرست کر دیا تو تُم مجھ سے کس لیے ناراض ہو گئے؟ ۲۴ صرف ظاہر کو دیکھ کر فیصلہ مت کرو بلکہ انصاف سے کام لینا سیکھو۔

۱۷ خدا فرماتا ہے کہ میں آخری دِنوں میں،
سب لوگوں پر اپنا رُوح نازل کروں گا۔
اور تمہارے بیٹے اور تمہاری بیٹیاں نبوّت کریں گی،
تمہارے نوجوان رویا
اور تمہارے بزرگ خواب دیکھیں گے۔
۱۸ بلکہ میں اُن دِنوں میں اپنے خدمت گزار مرد اور عورتوں پر،
اپنا رُوح نازل کروں گا،
اور وہ نبوّت کریں گے۔
۱۹ میں اُوپر آسمان پر معجزے
اور نیچے زمین پر کرشمے دکھاؤں گا،
یعنی خُون، آگ اور گاڑھا دھُواں۔
۲۰ سورج تاریک ہو جائے گا
اور چاند خُون کی طرح سُرخ
اِس سے قبل کہ خداوند کا عظیم و جلیل دِن آ پہنچے۔
۲۱ اور جو کوئی خداوند کا نام لے گا
نجات پائے گا۔

۲۲ اَے بنی اِسرائیلؔ! یہ باتیں سُنو:

یسُوعؔ ناصری ایک شخص تھا جسے خدا نے تمہارے لیے بھیجا تھا اور اِس بات کی تصدیق اُن عظیم معجزوں، کارناموں اور نشانوں سے ہوتی ہے جو خدا نے اُس کی معرفت تمہارے درمیان دکھائے جیسا کہ تُم خود بھی جانتے ہو۔ ۲۳ جب وہ خدا کے مقرّرہ انتظام اور علمِ سابق کے مطابق پکڑوایا گیا تو تُم نے اُسے غیر یہوُدیوں کے ہاتھوں صلیب پر ٹنگوا کر مار ڈالا۔ ۲۴ لیکن خدا نے اُسے مَوت کے شکنجہ سے چھُڑا کر زندہ کر دیا کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ وہ مَوت کے قبضہ میں رہتا۔ ۲۵ کیونکہ داؤدؔ اُس کے بارے میں کہتا ہے کہ

میں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا۔
کیونکہ وہ میری دائیں طرف ہے،
اِس لیے مجھے جُنبش نہ ہوگی۔
۲۶ چنانچہ میرا دل خوش ہے اور میری زبان شادمان؛
بلکہ میرا جسم بھی اُمید میں قائم رہے گا،
۲۷ کیونکہ تُو مجھے قبر میں چھوڑ نہیں دے گا،
اور نہ ہی اپنے مُقدّس خادم کو سڑنے دے گا۔
۲۸ تُو نے مجھے زندگی کی راہیں دکھائیں؛
تُو اپنے دیدار کی خُوشی سے مجھے معمُور کر دے گا۔

۲۹ اَے بھائیو! میں قوم کے بُزرگ داؤدؔ کے بارے میں تُم سے صاف صاف کہہ سکتا ہُوں کہ وہ مَرا، دفن بھی ہُوا اور اُس کی قبر آج بھی ہمارے درمیان موجُود ہے۔ ۳۰ لیکن وہ نبی تھا اور جانتا تھا کہ خدا نے اُس سے قسم کھائی ہے کہ اُس کی نسل میں سے ایک شخص اُس کے تخت پر بیٹھے گا۔ ۳۱ اُس نے بطور پیش گوئی مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا ذکر کیا کہ نہ تو وہ قبر میں چھوڑا گیا، نہ ہی اُس کے جسم کو سڑنے دیا گیا۔ ۳۲ اُسی یسُوعؔ کو خدا نے زندہ کیا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ ۳۳ وہ خدا باپ کے داہنے ہاتھ کی طرف سر بلند ہُوا اور خدا باپ سے پاک رُوح حاصل کی جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ اُسی رُوح کا نزُول ہے جسے تُم دیکھتے اور سُنتے ہو۔ ۳۴ کیونکہ داؤدؔ تو آسمان پر نہیں چڑھا پھر بھی وہ خود کہتا ہے:

خداوند خدا نے میرے خداوند سے کہا:
میری داہنی طرف بیٹھا رہ
۳۵ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو
تیرے پاؤں کی چوکی نہ بنا دُوں۔

۳۶ اِس لیے اِسرائیلؔ کے سارے لوگوں کو معلوم ہو کہ خدا نے اُسی یسُوعؔ کو جسے تُم نے صلیب پر چڑھایا، خداوند بھی ٹھہرایا اور مسیح بھی۔
۳۷ یہ باتیں سُن کر اُن کے دلوں پر چوٹ لگی تب اُنہوں نے پطرسؔ اور دُوسرے رسُولوں سے کہا کہ اَے بھائیو! ہم کیا کریں؟
۳۸ پطرسؔ نے اُن سے کہا: توبہ کرو اور تُم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لیے یسُوعؔ مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تُم پاک رُوح انعام میں پاؤ گے۔ ۳۹ اِس لیے کہ یہ وعدہ تُم سے اور تمہاری اولاد سے ہے اور اُن سب سے بھی ہے جو اُس سے دُور ہیں اور جنہیں ہمارا خداوند خدا اپنے پاس بُلائے گا۔
۴۰ پطرسؔ نے اور بہت سی باتوں کی گواہی دی اور اُنہیں نصیحت کی کہ اپنے آپ کو اِس گمراہ قوم سے بچائے رکھّو۔ ۴۱ جنہوں نے اُس کا پیغام قبُول کیا اُنہیں بپتسمہ دیا گیا اور اُس دِن تقریباً تین ہزار آدمیوں کے قریب اُن میں شامل ہو گئے۔

آخری زمانہ

۱۲ اس وقت میکائیلؔ مقرّب فرشتہؔ جو تیری قوم کا محافظ ہے اُٹھ کھڑا ہوگا۔ وہ ایسی مصیبت کا وقت ہوگا جیسا قوموں کی ابتدا کے زمانہ سے اس وقت تک کبھی نہ ہُوا ہوگا۔ لیکن اس وقت تیرے لوگوں میں سے ہر ایک جس کا نام کتاب میں درج ہوگا۔ نجات پائے گا۔ [۲] اور کثیرُ التعداد لوگ جو خاک میں سورہے ہیں، جاگ اُٹھیں گے، بعض حیاتِ ابدی کے لیے اور بعض رسوائی اور ذلّتِ ابدی کے لیے۔ [۳] اہلِ دانش نورِ فلک کی مانند منوّر ہوں گے اور وہ جو لوگوں کو راستبازی کی راہ پر لاتے ہیں ستاروں کی مانند ابدُ الآباد جگمگائیں گے۔ [۴] لیکن تُو اے دانی ایلؔ اس طومار کے الفاظ کو زمانہ کے آخر تک بند کر کے مہر لگا۔ کئی لوگ اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے اِدھر اُدھر تفتیش و تحقیق کرتے پھریں گے۔

[۵] تب میںؔ دانی ایلؔ نے دیکھا کہ میرے سامنے دو اور شخص کھڑے تھےؔ ایک ندی کے اس کنارے پر اور دوسرا اُس کنارے پر۔ [۶] ان میں سے ایک شخص نے کتانی لباس پہنے ہُوئے شخص سےؔ جو ندی کے پانی کی سطح کے اوپر کھڑا تھاؔ کہا۔ یہ حیرت انگیز چیزیں وقوع میں آنے تک کتنا عرصہ لگے گا؟

[۷] کتانی لباس پہنے ہُوئے شخص نے جو ندی کے پانی کی سطح کے اوپر کھڑا تھاؔ اپنا داہنا ہاتھ اور اپنا بایاں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھایا اور میں نے اسے حیُّ القیُّوم کی قسم کھا کر یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ یہ حال ایک زمانہ، دو زمانوں، نصف زمانہ تک رہے گا۔ آخر کار جب مُقدّس لوگوں کا اقتدار ختم ہو جائے گا تب یہ سب کچھ پورا ہوگا۔

[۸] میں نے یہ سُنا لیکن سمجھ نہ پایا۔ اس لیے میں نے پوچھا، میرے خداوند، ان سب کا انجام کیا ہوگا؟

[۹] اس نے جواب دیا۔ اے دانی ایلؔ۔ تُو اپنی راہ لے کیونکہ یہ باتیں آخری زمانہ تک کے لیے بند کر دی گئی ہیں اور ان پر مہر لگا دی گئی ہے۔ [۱۰] بہت لوگ پاک ہو کر صاف و شفّاف کیے جائیں گے۔ لیکن شریر، شرارت کرتے رہیں گے۔ شریروں میں سے کوئی سمجھ نہ پائے گا لیکن دانشور سمجھ جائیں گے۔

[۱۱] جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائے گی اور اجاڑنے والی مکروہ شَے نصب کی جائے گی تب سے ایک ہزار دو سو نوّے دِن گذر چُکے ہوں گے۔ [۱۲] مبارک ہے وہ شخص جو انتظار کر کے ایک ہزار تین سو پینتیس دِن پُورے کرے گا۔ [۱۳] لیکن تُو اپنی راہ لے جب تک کہ آخرت نہ آ جائے۔ تُو آرام کرے گا اور تب ایّام کے اختتام پر تُو اپنی متعیّن میراث پانے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوگا۔

ہوسیع

یہ کتاب آٹھویں صدی قبل از مسیح میں ظہور میں آئی۔ مُصنّف کا نام ہوسیعؔ ہے اور اس کتاب کا نام بھی اس کے مُصنّف کے نام پر رکھا گیا ہے۔ ہوسیع کا مطلب ہے خدا بچاتا ہے یعنی نجات دیتا ہے۔ یہ نبی انبیائے اصغر میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ عموسؔ، یسعیاہؔ اور میکاہؔ جیسے نبیوں کا ہم عصر رہ چُکا ہے۔

ہوسیعؔ نے اپنی کتاب میں قومِ اِسرائیلؔ کی خدا سے بے وفائی کو میاں بیوی کی جدائی سے تشبیہ دی ہے۔ ہوسیعؔ کی اپنی بیوی بھی بے وفا نکلی تھی۔ اپنی زندگی کے اس تلخ تجربہ کو ہوسیعؔ نے قومِ اِسرائیلؔ کی اپنے پُرمحبّت خدا سے بے وفائی سے مشابہت دی ہے۔

ہوسیعؔ نے قومِ اِسرائیل کی بے وفائی کے باوجود خدا کو ایک ایسے خاوند سے تشبیہ دی ہے جو اپنی سچّی محبّت کے باعث قومِ اِسرائیلؔ کے گناہ کو معاف کرنے پر آمادہ ہے۔ اگرچہ وہ گناہ سے سخت نفرت کرتا ہے لیکن وہ اپنے لوگوں کے گناہ معاف کر کے اُنہیں پھر سے اپنی پناہ میں لینے کے لیے تیّار رہتا ہے۔

اس کتاب کو مندرجہ ذیل حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ہوسیعؔ کا دکھ بھرا تجربہ
۲۔ قومِ اِسرائیلؔ کی بدحالی
۳۔ قومِ اسرائیلؔ کا سزا پانا
۴۔ خداوند خدا کی بنی اِسرائیلؔ سے محبّت
۵۔ بنی اِسرائیلؔ کا دوبارہ عروج پانا۔

ہڈّیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوتی ہیں۔ ۲۸ اِسی طرح تُم بھی باہر سے تو لوگوں کو راستباز نظر آتے ہو لیکن اندر ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہُوئے ہو۔

۲۹ اَے شریعت کے عالمو اور فریسیو! اَے ریاکارو! تُم پر افسوس، کیونکہ تُم نبیوں کے لیے مقبرے بناتے ہو اور راستبازوں کی قبریں آراستہ کرتے ہو ۳۰ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کو قتل کرنے میں اُن کا ساتھ نہ دیتے۔ ۳۱ یوں تُم خود ہی اقرار کرتے ہو کہ تُم نبیوں کو قتل کرنے والوں کی اولاد ہو، ۳۲ اب اُن کی رہی سہی کسر تُم پُوری کردو۔

۳۳ اَے سانپو! اَے افعی کے بچّو! تُم جہنّم کی سزا سے کیسے بچوگے؟ ۳۴ اِس لیے میں نبیوں، داناؤں اور شریعت کے عالموں کو تمہارے پاس بھیج رہا ہُوں۔ تُم اُن میں سے بعض کو قتل کر ڈالوگے، بعض کو صلیب پر لٹکا دوگے اور بعض کو اپنے عبادتخانوں میں کوڑوں سے ماروگے اور شہر بہ شہر اُن کا پیچھا کرتے رہوگے ۳۵ تاکہ تمام راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہے، تُم پر آئے۔ راستباز ہابِل کے خون سے لے کر بَرَکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تُم نے ہیکل اور قربانگاہ کے درمیان قتل کیا تھا۔ ۳۶ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اِس زمانہ کے لوگوں کو اِن ساری باتوں کا ذمّہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

۳۷ اَے یروشلیمؔ، اَے یروشلیمؔ! تُو نے نبیوں کو قتل کیا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کیا۔ میں نے کئی دفعہ چاہا کہ تیرے بچّوں کو اِس طرح جمع کر لُوں جس طرح مُرغی اپنے چُوزوں کو اپنے پروں کے نیچے جمع کر لیتی ہے لیکن تُو نے نہ چاہا۔ ۳۸ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ ۳۹ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ تُم مجھے اب سے اُس وقت تک ہرگز نہ دیکھ پاؤگے جب تک یہ نہ کہوگے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔

آخرت کی نشانیاں

۲۴ یسُوعؔ ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے تاکہ اُسے ہیکل کی مختلف عمارتیں دکھائیں۔ ۲ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: کیا تُم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو؟ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ یہاں کوئی پتّھر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گرا دیا جائے گا۔

۳ جب وہ کوہِ زیتونؔ پر بیٹھا تھا تو اُس کے شاگرد تنہائی میں اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیری آمد اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟

۴ یسُوعؔ نے جواب میں اُن سے کہا: خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کردے۔ ۵ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہُوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے۔ ۶ لڑائیاں ہوں گی اور تُم لڑائیوں کی خبریں اور افواہیں سنو گے۔ خبردار! گھبرانا مت، کیونکہ اِن باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ابھی خاتمہ نہ ہوگا۔ ۷ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور زلزلے آئیں گے۔ ۸ مصیبتوں کا آغاز اِنہی باتوں سے ہوگا۔

۹ اُس وقت لوگ تمہیں پکڑ پکڑ کر سخت ایذا دیں گے اور قتل کریں گے اور ساری قومیں میرے نام کی وجہ سے تُم سے دشمنی رکھیں گی ۱۰ اُس وقت بہت سے لوگ ایمان سے برگشتہ ہوکر ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور آپس میں عداوت رکھیں گے۔ ۱۱ بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ ۱۲ بے دینی کے بڑھ جانے کے باعث کئی لوگوں کی محبّت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ ۱۳ لیکن جو کوئی آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ ۱۴ اور بادشاہی کی خوشخبری ساری دنیا میں سُنائی جائے گی تاکہ سب قومیں اِس کی گواہ ہوں اور تب خاتمہ ہوگا۔

۱۵ جب تُم اُس اُجاڑ دینے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایلؔ نبی نے کیا ہے مُقدّس مقام پر کھڑا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) ۱۶ تو اُس وقت جو یہوُدیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں، ۱۷ جو چھت پر ہو وہ نیچے نہ اُترے اور نہ گھر میں سے کچھ باہر لے جانے کی کوشش کرے۔ ۱۸ جو شخص کھیت میں ہوؤ اپنا کپڑا لینے کے لیے واپس نہ جائے۔ ۱۹ لیکن افسوس ہے اُن پر جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور اُن پر بھی جو دودھ پلاتی ہوں۔ ۲۰ دعا کرو کہ تمہیں سردیوں میں یا سبّت کے دِن بھاگنا نہ پڑے۔ ۲۱ کیونکہ اُس وقت کی مصیبت ایسی بڑی ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ تو اب تک آئی ہے اور نہ پھر کبھی آئے گی۔ ۲۲ اگر اُن دِنوں کی تعداد گھٹائی نہ جاتی تو کوئی شخص نہ بچتا لیکن چُنے ہُوئے لوگوں کی خاطر اُن دِنوں کی تعداد کم کردی جائے گی۔ ۲۳ اُس وقت اگر کوئی تُم سے کہے کہ مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین مت کرنا۔ ۲۴ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے بڑے نشان اور عجیب عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو چُنے ہُوئے لوگوں کو بھی گمراہ کردیں۔ ۲۵ دیکھو! میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا ہے۔

۲۶ پس اگر کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا یہ کہ وہ اندر کمروں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ ۲۷ کیونکہ جیسے

بجلی مشرق سے چمک کر مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابنِ آدم کا آنا ہوگا۔ [۲۸] جہاں مرا ہُوا جانور ہوتا ہے وہاں گدھ بھی جمع ہو جاتے ہیں۔

[۲۹] اُن دِنوں کی مصیبت کے بعد

سورج ایک دم تاریک ہو جائے گا،
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی؛
آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے،
اور آسمان کی قوّتیں ہلا دی جائیں گی۔

[۳۰] اُس وقت ابنِ آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور تب دنیا کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابنِ آدم کو آسمان کے بادلوں پر عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گی۔ [۳۱] اور وہ اپنے فرشتوں کو نرسنگے کی تیز آواز کے ساتھ بھیجے گا اور وہ اُس کے برگزیدہ لوگوں کو چاروں طرف سے یعنی آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جمع کریں گے۔

[۳۲] اب انجیر کے درخت سے یہ سبق سیکھو۔ جوں ہی اُس کی ڈالیاں نرم ہوتی ہیں اور پتّے نکلتے ہیں، تُم جان لیتے ہو کہ گرمی کا موسم آنے والا ہے۔ [۳۳] اُسی طرح جب تُم اِن باتوں کو ہوتا دیکھو گے تو جان لو گے کہ وہ نزدیک ہے بلکہ دروازہ ہی پر ہے۔

[۳۴] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک یہ سب کچھ نہ ہو لے اِس نسل کا خاتمہ نہ ہوگا۔ [۳۵] آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں کبھی نہ ٹلیں گی۔

نامعلوم دِن اور وقت

[۳۶] وہ دِن اور گھڑی کب آئے گی یہ کوئی نہیں جانتا۔ نہ تو آسمان کے فرشتے جانتے ہیں نہ بیٹا، صرف باپ ہی جانتا ہے۔

[۳۷] جیسا نُوحؔ کے دِنوں میں ہُوا تھا ویسا ہی ابنِ آدم کی آمد کے وقت ہوگا۔ [۳۸] کیونکہ طوفان سے پہلے کے دِنوں میں لوگ کھاتے پیتے اور شادی بیاہ کرتے کراتے تھے۔ نُوحؔ کے کشتی میں داخل ہونے کے دِن تک یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ [۳۹] اُنہیں خبر تک نہ تھی کہ کیا ہونے والا ہے، یہاں تک کہ طوفان آیا اور اُن سب کو بہا لے گیا۔ ابنِ آدم کی آمد بھی ایسی ہی ہوگی۔ [۴۰] اُس وقت دو آدمی کھیت میں ہوں گے، ایک لے لیا جائے گا اور دوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔ [۴۱] دو عورتیں چکّی پیستی ہوں گی۔ ایک لے لی جائے گی اور دوسری چھوڑ دی جائے گی۔

[۴۲] پس جاگتے رہو کیونکہ تُم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دِن آئے گا۔ [۴۳] لیکن یاد رکھو کہ اگر گھر کے مالک کو معلوم ہوتا کہ چور رات کو کس وقت آئے گا تو وہ جاگتا رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتا۔ [۴۴] اِس لیے تُم بھی تیار رہو کیونکہ جس وقت تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابنِ آدم آ جائے گا۔

[۴۵] پھر وہ وفادار اور ہوشیار خادم کون سا ہے جسے اُس کے مالک نے اپنے گھر کے نوکر چاکروں پر مقرّر کیا تاکہ اُنہیں وقت پر کھانا دیا کرے؟ [۴۶] وہ خادم بڑا مبارک ہے اگر اُس کا مالک آ کر اُسے ایسا ہی کرتے پائے۔ [۴۷] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ وہ اپنی ساری ملکیّت کی دیکھ بھال کا اختیار اُس کے سپُرد کر دے گا۔ [۴۸] لیکن اگر وہ خادم بُرا نکلے اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ میرے مالک کے آنے میں ابھی دیر ہے [۴۹] اور اپنے ساتھیوں کو مارنے پیٹنے لگے اور شرابیوں کے ساتھ کھانا پینا شروع کر دے [۵۰] اور اُس کا مالک کسی ایسے دِن جب کہ خادم کو اُس کے آنے کی امید نہ ہو اور کسی ایسی گھڑی جس کی اُسے خبر نہ ہو واپس آ جائے [۵۱] تو وہ اُسے کوڑوں سے پٹوا کر ریاکاروں کے ساتھ بند کر دے گا جہاں وہ روتا اور دانت پیستا رہے گا۔

دس کنواریوں کی تمثیل

۲۵ اُس وقت آسمان کی بادشاہی اُن دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنے چراغ لے کر دُلہا سے ملاقات کرنے نکلیں۔ [۲] اُن میں سے پانچ بیوقوف اور پانچ عقلمند تھیں۔ [۳] جو بیوقوف تھیں اُنہوں نے چراغ تو لے لیے لیکن اپنے ساتھ تیل نہ لیا۔ [۴] مگر جو عقلمند تھیں اُنہوں نے اپنے چراغوں کے علاوہ کُپّیوں میں تیل بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ [۵] دُلہا کے آنے میں دیر ہو گئی اور وہ سب کی سب اونگھتے اونگھتے سو گئیں۔

[۶] آدھی رات ہُوئی تو شور مچ گیا کہ دُلہا آ گیا ہے اُس سے ملنے کے لیے آ جاؤ۔

[۷] اِس پر سب کنواریاں جاگ اُٹھیں اور اپنے اپنے چراغ جلانے لگیں۔ [۸] بیوقوف کنواریوں نے عقلمند کنواریوں سے کہا: اپنے تیل میں سے کچھ ہمیں بھی دے دو کیونکہ ہمارے چراغ بجھے جا رہے ہیں۔

[۹] عقلمند کنواریوں نے جواب دیا: نہیں، شاید یہ تیل ہمارے اور تمہارے دونوں کے لیے کافی نہ ہو۔ بہتر ہے کہ تُم دُکان پر جا کر اپنے لیے تیل خرید لو۔

[۱۰] جب وہ تیل خریدنے جا رہی تھیں تو دُلہا آ پہنچا۔ جو کنواریاں

^۲۴^ کوئی فیّاضی سے دیتا ہے اور پھر بھی بہت زیادہ پاتا ہے؛
اور دوسرا بہت محتاط ہو کر بھی کنگال ہو جاتا ہے۔

^۲۵^ فیّاض شخص سرفراز ہوگا؛
جو دوسروں کو تازگی بخشتا ہے خود بھی تازگی پائے گا۔

^۲۶^ جو اپنا اناج جمع کر کے بیچتا نہیں لوگ اُس پر لعنت بھیجتے ہیں،
لیکن جو اُسے بیچتا ہے وہ برکت کا تاج پہنے گا۔

^۲۷^ جو بھلائی ڈھونڈتا ہے اُسے مقبولیت حاصل ہوتی ہے،
لیکن جو بدی ڈھونڈتا ہے اُسے بدی ہی ملتی ہے۔

^۲۸^ جو اپنے مال و زر پر بھروسا کرتا ہے وہ گر پڑے گا،
لیکن صادق ہرے پتّوں کی مانند سرسبز رہیں گے۔

^۲۹^ جو اپنے خاندان کو دُکھ پہنچاتا ہے وہ ہوا کا وارث ہوگا،
اور احمق دانا آدمی کا غلام بنے گا۔

^۳۰^ صادق کا پھل زندگی کا درخت ہے،
اور دانا ہے وہ جو دلوں کو جیتتا ہے۔

^۳۱^ اگر صادقوں کو زمین پر بدلہ دیا جائے گا،
تو بے دینوں اور گنہگاروں کا کیا حال ہوگا!

۱۲

جو تربیت کو عزیز رکھتا ہے وہ علم کو عزیز رکھتا ہے،
لیکن جو تنبیہ سے نفرت رکھتا ہے وہ بیوقوف ہے۔

^۲^ نیک آدمی پر خداوند کی نظرِ کرم ہوتی ہے،
لیکن خداوند چالباز آدمی کو مجرم ٹھہراتا ہے۔

^۳^ آدمی شرارت سے قائم نہیں رہ سکتا،
لیکن صادق کی جڑ کو جنبش نہ ہوگی۔

^۴^ نیک سیرت عورت اپنے خاوند کا تاج ہوتی ہے،
لیکن رسوا بیوی اُس کی ہڈیوں میں سڑن کی مانند ہے۔

^۵^ صادقوں کے منصوبے راست ہوتے ہیں،
لیکن شریروں کی مشورت پُرفریب ہوتی ہے۔

^۶^ شریروں کی باتیں خون بہانے پر اُکساتی ہیں،
لیکن صادقوں کی باتیں اُنہیں رہائی دیں گی۔

^۷^ شریر لوگ گرا دیئے جاتے ہیں اور نیست ہو جاتے ہیں،
لیکن راستبازوں کا گھر قائم رہتا ہے۔

^۸^ اِنسان کی تعریف اُس کی عقلمندی کے مطابق کی جاتی ہے،
لیکن بےعقل حقارت کا شکار ہوتا ہے۔

^۹^ جو فروتن ہے لیکن ایک نوکر کا مالک ہے
وہ اُس شیخی باز سے جو روٹی کا محتاج ہو بہتر ہے۔

^۱۰^ راستباز اپنے جانور کی ضرورتوں کا خیال رکھتا ہے،
لیکن شریر کی رحمدلی بھی ظلم سے کم نہیں۔

^۱۱^ جو اپنی زمین میں کاشتکاری کرتا ہے، وہ کثرت سے خوراک پائے گا،
لیکن جو خیالی پلاؤ پکاتا رہتا ہے محتاج رہے گا۔

^۱۲^ شریروں کی نظر بدکرداروں کی لُوٹ پر ہے،
لیکن صادقوں کی جڑ پھلدار رہتی ہے۔

^۱۳^ شریر اپنے لبوں کی خطاکاری کے باعث پھندے میں پھنستا ہے،
لیکن صادق مصیبت سے بچ نکلتا ہے۔

^۱۴^ آدمی اپنے ہونٹوں کے پھل کی نعمت سے سیر ہوتا ہے
اور اُس کے ہاتھوں کے کام کا اجر اُسے ضرور ملتا ہے۔

^۱۵^ احمق کو اپنی روش درست نظر آتی ہے،
لیکن دانشمند نصیحت کو سُنتا ہے۔

^۱۶^ احمق کا غُصّہ فوراً ظاہر ہو جاتا ہے،
لیکن ہوشیار آدمی بدنامی کو نظرانداز کرتا ہے۔

[۱۷] سچا گواہ ایمانداری سے گواہی دیتا ہے،
لیکن جھوٹا گواہ جھوٹ بولتا ہے۔

[۱۸] بیہودہ باتیں تلوار کی مانند چھیدتی ہیں،
لیکن دانشمند کی زبان شفا بخشتی ہے۔

[۱۹] سچے ہونٹ ہمیشہ تک قائم رہیں گے،
لیکن جھوٹی زبان کچھ دیر تک ہی ٹکتی ہے۔

[۲۰] بدی کے منصوبے باندھنے والوں کے دل میں دغا ہوتی ہے،
لیکن جو صلح کا مشورہ دیتے ہیں خوش ہوتے ہیں۔

[۲۱] راستباز کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا،
لیکن شریر مصیبت میں ڈوب جاتے ہیں۔

[۲۲] جھوٹے لبوں سے خداوند کو نفرت ہے،
لیکن سچے لوگوں سے وہ خوش ہوتا ہے۔

[۲۳] ہوشیار آدمی اپنا علم خود تک محدود رکھتا ہے،
لیکن احمقوں کا دل حماقت کی منادی کرتا ہے۔

[۲۴] محنتی ہاتھوں والے حکمرانی کریں گے،
لیکن کاہل آدمی غلام بن کر رہ جائیں گے۔

[۲۵] دل مضطرب ہو تو اِنسان بھی اُداس ہو جاتا ہے،
لیکن ایک محبت بھرا لفظ اُسے خوش کر دیتا ہے۔

[۲۶] راستباز اِنسان اپنے ہمسایہ کی راہنمائی کرتا ہے،
لیکن شریروں کی روش اُنہیں گمراہ کر دیتی ہے۔

[۲۷] کاہل آدمی اپنے شکار کو بھونتا بھی نہیں،
لیکن محنتی آدمی بیش بہا دولت پاتا ہے۔

[۲۸] صداقت کی راہ زندگی کی طرف جاتی ہے؛
اُس راہ میں موت نہیں ہوتی۔

۱۳

دانشمند بیٹا اپنے باپ کی تربیت پر دھیان دیتا ہے،
لیکن ٹھٹھا باز سرزنش پر کان نہیں لگاتا۔

[۲] اِنسان اپنے لبوں کے پھل سے لطف اندوز ہوتا ہے،
لیکن دغا باز لوگ تشدد پر آمادہ رہتے ہیں۔

[۳] جو اپنے مُنہ کی نگہبانی کرتا ہے وہ اپنی جان کی حفاظت کرتا ہے،
لیکن جسے اپنی زبان پر قابو نہیں وہ برباد ہو جائے گا۔

[۴] کاہل آدمی آرزو کرتا ہے پر کچھ نہیں پاتا،
لیکن محنت کش کی تمنائیں پوری ہو جاتی ہیں۔

[۵] صادق جھوٹ سے نفرت کرتے ہیں،
لیکن شریر شرم اور رسوائی لاتا ہے۔

[۶] صداقت دیانتدار کی حفاظت کرتی ہے،
لیکن شرارت شریر کو گرا دیتی ہے۔

[۷] ایک شخص اپنے آپ کو دولتمند جتاتا ہے لیکن نادار ہوتا ہے؛
اور دوسرا کنگال جتاتا ہے جب کہ بہت مالدار ہوتا ہے۔

[۸] اِنسان کی دولت اُس کی جان کا کفارہ دے سکتی ہے،
لیکن مفلس کو کوئی دھمکی سنائی نہیں دیتی۔

[۹] صادق کی روشنی تیز چمکتی ہے،
لیکن شریروں کا چراغ بجھا دیا جاتا ہے۔

[۱۰] غرور سے صرف جھگڑے پیدا ہوتے ہیں،
لیکن جو لوگ صلاح مانتے ہیں اُن میں حکمت پائی جاتی ہے۔

[۱۱] بے ایمانی سے حاصل کی ہُوئی دولت گھٹ جاتی ہے،
لیکن محنت سے جمع کیا ہُوا روپیہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

[۱۲] امید کے بر آنے میں تاخیر ہو جائے تو دل آزردہ ہو جاتا ہے،

۴۴ داؤد تو اُسے خداوند کہتا ہے، پھر وہ اُس کا بیٹا کیسے ہُوا؟

۴۵ جب سب لوگ سُن رہے تھے تو یسُوع نے اپنے شاگردوں سے کہا: ۴۶ شریعت کے عالموں سے خبردار رہو۔ وہ لمبے لمبے چوغے پہن کر پھرنا پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ اُنہیں بازاروں میں سلام کریں۔ وہ عبادت خانوں میں اعلیٰ درجہ کی کُرسیاں اور ضیافتوں میں صدر نشینی چاہتے ہیں۔ ۴۷ وہ بیواؤں کے گھروں کو ہڑپ کر لیتے ہیں اور دکھاوے کے طور پر لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اُنہیں زیادہ سزا ملے گی۔

ایک بیوہ کا نذرانہ

۲۱ یسُوع نے نظر اُٹھا کر دولتمندوں کو دیکھا جو ہیکل کے خزانہ میں اپنے نذرانے ڈال رہے تھے۔ ۲ اُس نے ایک غریب بیوہ کو دیکھا جس نے دو پیسے یعنی ایک دھیلا ڈالا۔ ۳ اِس پر اُس نے کہا: میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ ہیکل کے خزانہ میں نذرانہ ڈالنے والوں میں اِس بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا۔ ۴ کیونکہ اُنہوں نے تو اپنی کثیر دولت میں سے کچھ بطور نذر ڈالا لیکن اِس عورت نے اپنی ناداری کی حالت میں بھی جو کچھ اُس کے پاس تھا سب ڈال دیا۔

آخرت کی نشانیاں

۵ بعض لوگ ہیکل کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ وہ نفیس پتھّروں اور نذر کیے گئے تحفوں سے آراستہ ہے، تو اُس نے کہا: ۶ وہ دِن آئیں گے کہ یہ چیزیں جو تُم یہاں دیکھ رہے ہو، اِن کا کوئی بھی پتھّر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گرا دیا جائے گا۔

۷ اُنہوں نے اُس سے پُوچھا: اَے اُستاد! یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور اُن کے ظہور میں آنے کے وقت کا نشان کیا ہے۔

۸ اُس نے کہا: خبردار! گُمراہ نہ ہو جانا کیونکہ کئی لوگ میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہی ہُوں اور یہ بھی کہ وقت نزدیک آ پہنچا ہے۔ تُم اُن کے پیچھے نہ چلے جانا۔ ۹ اور جب لڑائیوں اور بغاوتوں کی افواہیں سُنو تو خوفزدہ مت ہونا کیونکہ پہلے اُن کا واقع ہونا ضروری ہے لیکن ابھی آخرت نہ ہوگی۔

۱۰ تب اُس نے اُن سے کہا: ایک قوم دُوسری قوم کے خلاف اور ایک سلطنت دُوسری سلطنت کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ۱۱ جگہ جگہ بڑے بڑے بھونچال آئیں گے، قحط پڑیں گے اور وبائیں پھیلیں گی۔ دہشتناک واقعات رُونما ہوں گے اور آسمان پر عظیم نشانات ظاہر ہوں گے۔

۱۲ لیکن اِن سب باتوں کے ہونے سے پہلے تمہارے دُشمن تمہیں محض میرے نام کی وجہ سے گرفتار کریں گے، ستائیں گے، عبادت خانوں کی عدالتوں میں حاضر کریں گے، قید خانوں میں ڈلوائیں گے اور بادشاہوں اور گورنروں کے حضور میں پیش کریں گے۔ ۱۳ تب تمہیں میری گواہی دینے کا اچھا موقع ملے گا۔ ۱۴ لیکن تمہیں کوئی ضرورت نہیں کہ تُم پہلے ہی سے فکر کرنے لگو کہ ہم کیا کہیں گے۔ ۱۵ کیونکہ میں تمہیں ایسی زبان اور حکمت عطا کروں گا کہ تمہارا کوئی بھی مخالف نہ تو تمہارا سامنا کر سکے گا نہ تمہارے خلاف کچھ کہہ سکے گا۔ ۱۶ اور تمہارے والدین، بھائی، رشتہ دار اور دوست تُم سے بے وفائی کریں گے اور تُم میں سے بعض کو قتل بھی کروائیں گے۔ ۱۷ اور میرے نام کی وجہ سے سارے لوگ تُم سے نفرت کرنے لگیں گے ۱۸ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ ۱۹ سب کچھ برداشت کر کے ہی تُم اپنی جانوں کو محفوظ رکھ سکو گے۔

۲۰ اور جب یروشلیم کو فوجوں کے محاصرہ میں دیکھو تو جان لینا کہ اُس کی ویرانی کے دِن نزدیک آ گئے ہیں۔ ۲۱ اُس وقت جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑ پر بھاگ جائیں اور جو یروشلیم کے اندر ہوں باہر نکل جائیں اور جو دیہات میں ہوں وہ شہر میں داخل نہ ہوں۔ ۲۲ کیونکہ یہ انتقام کے دِن ہوں گے جن میں وہ سب کچھ جو پہلے سے لکھا جا چُکا ہے پُورا ہوگا۔ ۲۳ اُن عورتوں پر افسوس جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور جو بچّوں کو دودھ پلاتی ہوں کیونکہ زمین پر بڑی مصیبت برپا ہوگی اور اِس قوم پر بڑا غضب نازل ہوگا۔ ۲۴ وہ تلوار کا لقمہ ہو جائیں گے اور اسیر ہو کر سب قوموں میں پہنچائے جائیں گے اور غیر قوموں کی میعاد کے پُورے ہونے تک یروشلیم غیر قوموں سے پامال ہوتا رہے گا۔

۲۵ سورج، چاند اور ستاروں میں نشان ظاہر ہوں گے اور زمین پر قوموں کو اذیت پہنچے گی کیونکہ سمندر اور اُس کی لہروں کا زور و شور اُنہیں خوف زدہ کر دے گا۔ ۲۶ ڈر کے مارے اور آنے والی مصیبتوں کا انتظار کرتے کرتے اُن کے ہوش و حواس باقی نہ رہیں گے، اِس لیے کہ آسمان کی قوّتیں ہلا دی جائیں گی۔ ۲۷ تب لوگ اِبنِ آدم کو عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ بادلوں میں آتا دیکھیں گے۔ ۲۸ جب یہ باتیں ہونا شروع ہو جائیں تو سیدھے کھڑے ہو کر سر اوپر اُٹھانا کیونکہ تمہاری مخلصی نزدیک ہے۔

۲۹ تب اُس نے اُنہیں یہ تمثیل سُنائی: تُم انجیر کے درخت اور سارے درختوں کو دیکھتے ہو۔ ۳۰ جونہی اُن میں کونپلیں پھُوٹنے لگتی ہیں، تُم دیکھ کر جان لیتے ہو کہ اب گرمی نزدیک ہے۔ ۳۱ اِسی طرح جب تُم یہ سب کچھ واقع ہوتے دیکھو تو جان لینا کہ خدا کی

بادشاہی نزدیک ہے۔
۳۲ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ جب تک یہ باتیں ہوں نہ لیں اِس نسل کا خاتمہ نہ ہوگا۔ ۳۳ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری باتیں کبھی نہیں ٹلیں گی۔
۳۴ پس تُم خبردار رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل شکم پُری اور شراب نوشی اور اِس زندگی کی فکروں سے سُست پڑ جائیں اور وہ دِن تُم پر پھندے کی طرح ناگہاں آ پڑے۔ ۳۵ کیونکہ وہ روئے زمین پر موجود تمام لوگوں پر اِسی طرح آ پڑے گا۔ ۳۶ پس ہر وقت بیدار رہو اور دعا میں لگے رہو تاکہ تُم اِن سب باتوں سے جو ہونے والی ہیں، بچ کر اِبنِ آدم کے حضور میں کھڑے ہونے کے لائق ٹھہرو۔
۳۷ یسُوعؔ ہر روز ہیکل میں تعلیم دیتا تھا اور رات کو باہر جا کر کوہِ زیتُونؔ پر رہا کرتا تھا۔ ۳۸ صبح ہوتے ہی سب لوگ اُس کی باتیں سُننے کی غرض سے ہیکل میں اُس کے پاس آ جاتے تھے۔

یہُوداہ کی غدّاری

۲۲ عیدِ فطیر جسے عیدِ فسح بھی کہتے ہیں نزدیک تھی۔ ۲ سردار کاہن اور شریعت کے عالم موقع ڈھونڈ رہے تھے کہ یسُوعؔ کو کسی طرح چُپکے سے ٹھکانے لگا دیں کیونکہ وہ لوگوں سے ڈرتے تھے۔ ۳ اور شیطان یہُوداہ میں سما گیا۔ اُسے اسکریوتی بھی کہتے تھے اور وہ یسُوعؔ کے بارہ شاگردوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ۴ وہ سردار کاہنوں اور ہیکل کے پاسبانوں کے سرداروں کے پاس گیا اور اُن سے مشورہ کرنے لگا کہ وہ کس طرح یسُوعؔ کو اُن کے حوالے کرے۔ ۵ وہ بڑے خوش ہُوئے اور اُسے روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ ۶ اُس نے اُن کی بات مان لی اور موقع ڈھونڈنے لگا کہ یسُوعؔ کو کس طرح اُن کے حوالے کرے کہ لوگوں کو خبر تک نہ ہو۔

عشائے ربّانی

۷ عیدِ فطیر کا دِن آ پہنچا۔ اُس دِن فسح کے برّہ کی قربانی کرنا فرض تھا۔ ۸ یسُوعؔ نے پطرسؔ اور یوحنّاؔ کو یہ کہہ کر روانہ کیا کہ جاؤ اور ہمارے لیے فسح کھانے کی تیّاری کرو۔
۹ اُنہوں نے پُوچھا: تُو کہاں چاہتا ہے کہ ہم فسح کا کھانا تیّار کریں؟
۱۰ اُس نے اُنہیں جواب دیا: شہر میں داخل ہوتے ہی تمہیں ایک آدمی ملے گا جو پانی کا گھڑا لے جا رہا ہوگا۔ اُس کے پیچھے ہو لینا اور جس گھر میں وہ داخل ہو ۱۱ اُس کے مالک سے کہنا کہ اُستاد نے پُوچھا ہے کہ وہ مہمان خانہ کہاں ہے جہاں میں اپنے شاگردوں کے ساتھ عیدِ فسح کا کھانا کھا سکوں؟ ۱۲ وہ تمہیں اوپر لے جا کر ایک بڑا سا کمرہ دکھائے گا جو ہر طرح آراستہ ہوگا۔ وہیں ہمارے لیے تیّاری کرنا۔
۱۳ اُنہوں نے جا کر سب کچھ ویسا ہی پایا جیسا اُس نے اُنہیں بتایا تھا اور عیدِ فسح کا کھانا تیّار کیا۔
۱۴ جب کھانے کا وقت آیا تو یسُوعؔ اور اُس کے شاگرد دسترخوان کے اِردگرد بیٹھ گئے ۱۵ اور اُس نے اُن سے کہا: میری بڑی آرزو تھی کہ اپنے دکھ اُٹھانے سے پہلے فسح کا یہ کھانا تمہارے ساتھ کھاؤں۔ ۱۶ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ آیندہ میں اُسے اُس وقت تک نہ کھا سکوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی میں اُس کا مقصد پُورا نہ ہو جائے۔
۱۷ پھر اُس نے پیالہ لیا اور خدا کا شکر کر کے اُنہیں دیا اور کہا کہ اِسے لو اور آپس میں بانٹ لو۔ ۱۸ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ آیندہ انگور کا یہ رس اُس وقت تک نہ پیوں گا جب تک کہ خدا کی بادشاہی آ نہ جائے۔
۱۹ پھر اُس نے روٹی لی اور خدا کا شکر کر کے اُس کے ٹکڑے کیے اور اُنہیں شاگردوں کو یہ کہہ کر دیا کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے لیے دیا جاتا ہے۔ تُم بھی میری یادگاری کے لیے یہی کیا کرنا۔
۲۰ اِسی طرح کھانے کے بعد اُس نے پیالہ لیا اور شاگردوں کو یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اُس خون میں جو تمہارے لیے بہایا جاتا ہے نیا عہد ہے۔ ۲۱ مگر دیکھو مجھے گرفتار کرنے والے کا ہاتھ میرے ساتھ دسترخوان پر ہے۔ ۲۲ کیونکہ اِبنِ آدم تو جا ہی رہا ہے جیسا کہ اُس کے لیے پہلے سے مقرّر ہے لیکن اُس آدمی پر افسوس جس کے ہاتھوں وہ گرفتار کروایا جاتا ہے۔ ۲۳ یہ سُن کر وہ آپس میں پُوچھنے لگے کہ ہم میں ایسا کون ہے جو یہ کام کرے گا؟
۲۴ اُن میں اِس بات پر کہ اُن میں کون بڑا سمجھا جاتا ہے تکرار ہونے لگی۔ ۲۵ یسُوعؔ نے اُن سے کہا کہ غیر قوموں پر اُن کے بادشاہ حکومت چلاتے ہیں اور جو اختیار والے ہیں وہ محسن کہلاتے ہیں۔ ۲۶ لیکن تُم ایسے نہیں ہو گے۔ تُم میں جو بڑا ہے وہ چھوٹے کی مانند ہو اور جو حاکم ہے وہ خادم کی مانند۔ ۲۷ کیونکہ بڑا کون ہے؟ وہ جو دسترخوان پر بیٹھا ہے یا وہ جو اُس کا خادم ہے؟ کیا وہ نہیں جو دسترخوان پر بیٹھا ہے؟ لیکن میں تو تمہارے بیچ میں ایک خادم کی مانند ہُوں۔ ۲۸ مگر تُم وہ ہو جو میری آزمایشوں میں برابر میرے ساتھ رہے ہو۔ ۲۹ جیسے باپ نے مجھے ایک سلطنت عطا کی ہے، میں بھی تمہیں ایک سلطنت عطا کرتا ہُوں۔ ۳۰ تاکہ تُم میری

۲۰ اُس نے اپنے شاگردوں پر نظر ڈالی اور کہا:

مبارک ہو تُم جو غریب ہو،
کیونکہ آسمان کی بادشاہی تمہاری ہے۔
۲۱ مبارک ہو تُم جو ابھی بھوکے ہو،
کیونکہ تُم آسودہ ہو گے۔
مبارک ہو تُم جو ابھی روتے ہو،
کیونکہ تُم ہنسو گے۔
۲۲ مبارک ہو تُم جب اِبنِ آدم کے سبب سے
لوگ تُم سے کینہ رکھیں،
اور تمہیں الگ کر دیں، تمہاری بےعزّتی کریں
اور تمہارے نام کو بُرا جان کر کاٹ دیں۔

۲۳ اُس دِن خوش ہونا اور خوشی کے مارے اُچھلنا کیونکہ تمہیں آسمان پر بڑا اجر حاصل ہوگا، اِس لیے کہ اُن کے باپ دادا نے نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا تھا۔

۲۴ مگر افسوس تُم پر جو دولتمند ہو،
کیونکہ تُم اپنی تسلّی پا چکے ہو۔
۲۵ افسوس تُم پر جو اب سیر ہو،
کیونکہ تُم بھوک کا شکار ہو گے۔
افسوس تُم پر جو اب ہنستے ہو،
کیونکہ تُم ماتم کرو گے اور روؤ گے۔
۲۶ افسوس تُم پر جب سب لوگ تمہیں بھلا کہیں،
کیونکہ اُن کے باپ دادا جھوٹے نبیوں کے ساتھ بھی
یہی کرتے تھے۔

دُشمنوں سے محبّت

۲۷ میں تُم سُننے والوں سے کہتا ہُوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبّت رکھو اور جو تُم سے کینہ رکھتے ہیں اُن کا بھلا کرو۔ ۲۸ جو تُم پر لعنت کریں اُن کے لیے برکت چاہو، جو تمہاری بےعزّتی کریں اُنہیں دعا دو۔ ۲۹ اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپّڑ مارتا ہے تو دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے۔ اگر کوئی تیرا چوغہ لے لیتا ہے تو اُسے کُرتا لینے سے بھی مت روک۔ ۳۰ جو تجھ سے مانگتا ہے اُسے دے اور اگر کوئی تیرا مال لے لیتا ہے تو اُس سے واپس مت مانگ۔ ۳۱ جیسا تُم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تُم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔

۳۲ اور اگر تُم اُن ہی سے محبّت رکھتے ہو جو تُم سے محبّت رکھتے ہیں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی اپنے محبّت کرنے والوں سے محبّت کرتے ہیں۔ ۳۳ اگر تُم اُن ہی کا بھلا کرتے ہو جو تمہارا بھلا کرتے ہیں تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی ایسا کرتے ہیں۔ ۳۴ اور اگر تُم اُسی کو قرض دیتے ہو جس سے وصول کر لینے کی امید ہے تو تمہارا کیا احسان ہے؟ کیونکہ گنہگار بھی گنہگاروں کو قرض دیتے ہیں تا کہ اُن سے پُورا وصول کر لیں۔ ۳۵ مگر تُم اپنے دُشمنوں سے محبّت رکھو، اُن کا بھلا کرو، قرض دو اور اُس کے وصول پانے کی امید نہ رکھو، تو تمہارا اجر بڑا ہوگا اور تُم خدا تعالیٰ کے بیٹے ٹھہرو گے کیونکہ وہ ناشکروں اور شریروں پر بھی مہربان ہے۔ ۳۶ جیسا رحیم تمہارا باپ ہے، تُم بھی رحمدل ہو۔

عیب جوئی

۳۷ عیب جوئی نہ کرو تو تمہاری بھی عیب جوئی نہ ہوگی۔ مجرم نہ ٹھہراؤ تو تُم بھی مجرم نہ ٹھہرائے جاؤ گے۔ معاف کرو گے تو تُم بھی معافی پاؤ گے۔ ۳۸ دو گے تو تمہیں بھی دیا جائے گا۔ اچھا پیمانہ دبا دبا کر، ہلا ہلا کر اور لبریز کر کے تمہارے پلّے میں ڈالا جائے گا کیونکہ جس پیمانہ سے تُم ناپتے ہو اُسی سے تمہارے لیے بھی ناپا جائے گا۔

۳۹ اُس نے اُن سے یہ تمثیل بھی کہی: کیا ایک اندھا دوسرے اندھے کو راستہ دکھا سکتا ہے؟ کیا وہ دونوں گڑھے میں نہیں گریں گے؟ ۴۰ کوئی شاگرد اپنے اُستاد سے بڑا نہیں ہوتا لیکن جب پُوری طرح تربیت پائے گا تو اپنے اُستاد جیسا ہو جائے گا۔

۴۱ تُو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا کیوں دیکھتا ہے جب کہ تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے جس کا تُو خیال تک نہیں کرتا؟ ۴۲ تُو کس مُنہ سے اپنے بھائی سے کہہ سکتا ہے کہ بھائی، لا میں تیری آنکھ کا تنکا نکال دُوں جب کہ تُو اپنی آنکھ کے شہتیر کو نہیں دیکھتا؟ اَے ریاکار! پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر تو نکال پھر اپنے بھائی کی آنکھ کے تنکے کو اچھی طرح دیکھ کر نکال سکے گا۔

درخت اور پھل

۴۳ کیونکہ جو درخت اچھا ہوتا ہے وہ بُرا پھل نہیں لاتا اور نہ ہی بُرا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ ۴۴ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے کیونکہ کانٹوں والی جھاڑیوں سے نہ تو لوگ انجیر توڑتے ہیں نہ جھڑبیری سے انگور۔ ۴۵ اچھا آدمی اپنے دل کے اچھے خزانہ سے اچھی چیزیں نکالتا ہے اور بُرا آدمی بُرے خزانہ سے بُری چیزیں باہر لاتا ہے کیونکہ جو دل میں بھرا ہوتا ہے وہی اُس کے مُنہ پر آتا ہے۔

اِرادہ کر چُکے ہو جس نے تمہیں وہ حق بات بتائی جو اُس نے خدا سے سُنی۔ ابرہام نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ ۴۱ تُم وہی کچھ کرتے ہو جو تمہارا باپ کرتا ہے۔

اُنہوں نے کہا: ہم ناجائز اولاد نہیں۔ ہمارا باپ ایک ہی ہے یعنی خدا۔

اِبلیس اور اُس کی اولاد

۴۲ یسُوع نے اُن سے کہا: اگر خدا تمہارا باپ ہوتا تو تُم مجھ سے محبّت کرتے، اِس لیے کہ میرا ظہُور خدا میں سے ہُوا ہے اور اب میں یہاں موجود ہُوں۔ میں اپنے آپ نہیں آیا بلکہ اُس نے مجھے بھیجا ہے۔ ۴۳ تُم میری باتیں کیوں نہیں سمجھتے؟ اِس لیے کہ میرے کلام کو سُنتے نہیں۔ ۴۴ تُم اپنے باپ یعنی اِبلیس کے ہو اور اپنے باپ کی مرضی پر چلنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خُون کرتا آیا ہے اور کبھی سچّائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اُس میں نام کو بھی سچّائی نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور جھوٹ کا باپ ہے۔ ۴۵ چونکہ میں سچ بولتا ہُوں، اِس لیے تُم میرا یقین نہیں کرتے۔ ۴۶ تُم میں کوئی ہے جو مجھ میں گناہ ثابت کر سکے؟ اگر میں سچ بولتا ہُوں تو تُم میرا یقین کیوں نہیں کرتے؟ ۴۷ جو خدا کا ہوتا ہے وہ خدا کی باتیں سُنتا ہے۔ چونکہ تُم خدا کے نہیں، اِس لیے سُنتے نہیں۔

خداوند یسُوع اور ابرہام

۴۸ یہُودیوں نے اُسے جواب دیا: اگر ہم کہتے ہیں کہ تُو سامری ہے اور تجھ میں بدرُوح ہے تو کیا یہ ٹھیک نہیں؟

۴۹ یسُوع نے کہا: مجھ میں بدرُوح نہیں مگر میں اپنے باپ کی عزّت کرتا ہُوں اور تُم میری بےعزّتی کرتے ہو۔ ۵۰ لیکن میں اپنی عزّت نہیں چاہتا۔ ہاں ایک ہے جو چاہتا ہے اور وہی فیصلہ کرتا ہے۔ ۵۱ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو کوئی میرے کلام پر عمل کرتا ہے وہ مَوت کا مُنہ کبھی نہ دیکھے گا۔

۵۲ یہ سُن کر یہُودی کہنے لگے: اب ہمیں معلوم ہو گیا کہ تجھ میں بدرُوح ہے۔ ابرہام مر گیا اور دُوسرے نبی بھی۔ مگر تُو کہتا ہے کہ جو کوئی میرے کلام پر عمل کرے گا وہ مَوت کا مُنہ کبھی نہ دیکھے گا۔ ۵۳ کیا تُو ہمارے باپ ابرہام سے بھی بڑا ہے۔ وہ مر گیا اور نبی بھی مر گئے۔ تُو اپنے آپ کو کیا سمجھتا ہے؟

۵۴ یسُوع نے جواب دیا: اگر میں اپنی تعریف آپ کروں تو وہ تعریف کس کام کی؟ میرا باپ جسے تُم اپنا خدا کہتے ہو، وہی میری تعریف کرتا ہے۔ ۵۵ تُم اُسے نہیں جانتے مگر میں جانتا ہُوں۔ اگر کہوں کہ نہیں جانتا تو تمہاری طرح جھوٹا ٹھہروں گا۔ لیکن میں اُسے جانتا ہُوں اور اُس کے کلام پر عمل کرتا ہُوں۔ ۵۶ تمہارے باپ ابرہام کو بڑی خوشی سے میرے دِن کے دیکھنے کی اُمید تھی۔ اُس نے وہ دِن دیکھ لیا اور خُوش ہو گیا۔

۵۷ یہُودیوں نے اُس سے کہا: تیری عمر تو ابھی پچاس سال کی بھی نہیں ہُوئی۔ کیا تُو نے ابرہام کو دیکھا ہے؟

۵۸ یسُوع نے جواب دیا: میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ ابرہام کے پیدا ہونے سے پہلے میں ہُوں۔ ۵۹ اِس پر اُنہوں نے پتّھر اُٹھائے کہ اُسے سنگسار کریں لیکن یسُوع اُن کی نظروں سے بچ کر ہیکل سے نکل گیا۔

ایک پیدایشی اندھے کا بینائی پانا

۹ جب وہ جا رہا تھا تو اُس نے ایک آدمی کو دیکھا جو پیدایشی اندھا تھا۔ ۲ اُس کے شاگردوں نے اُس سے پُوچھا: ربّی! کس نے گناہ کیا تھا، اِس نے یا اِس کے والدین نے جو یہ اندھا پیدا ہُوا۔

۳ یسُوع نے کہا: نہ تو اِس آدمی نے گناہ کیا تھا نہ اِس کے والدین نے۔ لیکن یہ اِس لیے اندھا پیدا ہُوا کہ خدا کا کام اِس کی زندگی میں ظاہر ہو۔ ۴ جس نے مجھے بھیجا ہے اُس کا کام ہمیں دِن ہی دِن میں کرنا لازم ہے۔ وہ رات آرہی ہے جس میں کوئی شخص کام نہ کر سکے گا۔ ۵ جب تک میں دنیا میں ہُوں دنیا کا نُور رہُوں۔

۶ یہ کہہ کر اُس نے زمین پر تھُوک کر مٹّی سانی اور اُس آدمی کی آنکھوں پر لگا دی ۷ اور اُس سے کہا: جا، سِلوام کے حَوض میں دھولے (سِلوام کا مطلب ہے بھیجا ہُوا)۔ لہٰذا وہ آدمی چلا گیا۔ اُس نے اپنی آنکھیں دھوئیں اور بینا ہو کر واپس آیا۔

۸ اُس کے پڑوسی اور دُوسرے لوگ جنہوں نے پہلے اُسے بھیک مانگتے دیکھا تھا، کہنے لگے: کیا یہ وہی آدمی نہیں جو بیٹھا بھیک مانگا کرتا تھا؟

بعض نے کہا کہ ہاں وہی ہے۔

۹ بعض نے کہا: نہیں، مگر اُس کا ہم شکل ضرور ہے۔

لیکن اُس آدمی نے کہا کہ میں وہی اندھا ہُوں۔

۱۰ اُنہوں نے اُس سے پُوچھا: پھر تیری آنکھیں کیسے کھل گئیں؟

۱۱ اُس نے جواب دیا: لوگ جسے یسُوع کہتے ہیں، اُس نے مٹّی سانی اور میری آنکھوں پر لگائی اور کہا کہ جا اور سِلوام کے حَوض میں آنکھیں دھولے۔ لہٰذا میں گیا اور دھو کر بینا ہو گیا۔

کیا خداوند یسُوعؔ ہی مسیح ہیں؟

[25] تب یروشلیم کے بعض لوگ پُوچھنے لگے: کیا یہ وہی آدمی تو نہیں جس کے قتل کی کوشش ہو رہی ہے؟ [26] دیکھو وہ اعلانیہ تعلیم دیتا ہے اور اُس سے کوئی کچھ نہیں کہتا۔ کیا ہمارے سرداروں نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مسیح ہے؟ [27] ہم جانتے ہیں کہ یہ آدمی کہاں کا ہے، لیکن جب مسیح ظاہر ہوگا تو کوئی نہ جانے گا کہ وہ کہاں سے آیا ہے۔

[28] یسُوعؔ نے ہیکل میں تعلیم دیتے وقت پُکار کر کہا: ہاں تُم مجھے جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ میں کہاں کا ہُوں۔ میں اپنی مرضی سے نہیں آیا لیکن جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچّا ہے۔ تُم اُسے نہیں جانتے۔ [29] لیکن میں اُسے جانتا ہُوں کیونکہ میں اُس کی طرف سے ہُوں اور اُسی نے مجھے بھیجا ہے۔

[30] اِس پر اُنہوں نے اُسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن کوئی اُس پر ہاتھ نہ ڈال سکا کیونکہ ابھی اُس کا وقت نہیں آیا تھا۔ [31] مگر بھیڑ میں سے کئی لوگ اُس پر ایمان لائے اور کہنے لگے: جب مسیح آئے گا تو کیا وہ اِس آدمی کے معجزوں سے زیادہ معجزے دکھائے گا؟

[32] جب فریسیوں نے لوگوں کو یسُوعؔ کے بارے میں سرگوشیاں کرتے دیکھا تو اُنہوں نے اور سردار کاہنوں نے ہیکل کے سپاہیوں کو بھیجا کہ اُسے گرفتار کر لیں۔

[33] یسُوعؔ نے کہا: میں کچھ عرصہ تمہارے پاس ہُوں۔ پھر میں اپنے بھیجنے والے کے پاس چلا جاؤں گا۔ [34] تُم مجھے ڈھونڈو گے لیکن پا نہ سکو گے اور جہاں میں ہُوں تُم نہیں آ سکتے۔

[35] یہُودی آپس میں کہنے لگے: یہ آدمی کہاں چلا جائے گا کہ ہم اُسے ڈھونڈ نہ پائیں گے؟ کیا وہ ہمارے لوگوں کے پاس جو یُونانیوں کے درمیان اِدھر اُدھر بسے ہُوئے ہیں چلا جائے گا تا کہ یُونانیوں کو بھی تعلیم دے سکے؟ [36] جب اُس نے کہا تھا کہ تُم مجھے ڈھونڈو گے مگر پا نہ سکو گے اور جہاں میں ہُوں تُم نہیں آ سکتے تو اُس کا کیا مطلب تھا؟

[37] عید کے آخری اور خاص دِن یسُوعؔ کھڑا ہُوا اور پُکار پُکار کر کہنے لگا: اگر کوئی پیاسا ہے تو میرے پاس آئے اور پئے۔ [38] جو کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اُس میں، جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ”زندگی کے پانی کی ندیاں جاری ہو جائیں گی۔“ [39] اِس سے اُس کا مطلب تھا 'پاک رُوح' جو اُس پر ایمان لانے والوں پر نازل ہونے والا تھا۔ پاک رُوح ابھی نازل نہ ہُوا تھا کیونکہ یسُوعؔ ابھی اپنے آسمانی جلال کو نہ پہنچا تھا۔

[40] یہ باتیں سُن کر بعض لوگ کہنے لگے کہ یہ آدمی واقعی نبی ہے۔

[41] بعض نے کہا کہ یہ مسیح ہے۔

بعض نے کہا کہ مسیح گلیل سے کیسے آ سکتا ہے؟ [42] کیا پاک کلام میں نہیں لکھا کہ مسیح داؤدؔ کی نسل سے ہوگا اور بیت لحم میں پیدا ہوگا جہاں کا داؤدؔ تھا۔ [43] پس لوگوں میں یسُوعؔ کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ [44] اُن میں سے بعض اُسے پکڑنا چاہتے تھے لیکن کسی نے اُس پر ہاتھ نہ ڈالا۔

یہُودی سردار خداوند یسُوعؔ کو ٹھکرا دیتے ہیں

[45] جب ہیکل کے سپاہی، فریسیوں اور سردار کاہنوں کے پاس لَوٹے تو اُنہوں نے سپاہیوں سے پُوچھا کہ تُم اُسے گرفتار کر کے کیوں نہیں لائے؟

[46] سپاہیوں نے کہا: جیسا کلام اُس کے مُنہ سے نکلتا ہے ویسا کسی بشر کے مُنہ سے کبھی نہیں نکلا۔

[47] اُنہوں نے کہا: کیا تُم بھی اُس کے فریب میں آ گئے؟ [48] کیا سردار کاہنوں اور فریسیوں میں سے بھی کوئی اُس پر ایمان لایا ہے؟ [49] کوئی نہیں۔ لیکن عام لوگ شریعت سے قطعاً واقف نہیں، اُن پر لعنت ہو۔

[50] نیکُدیمُسؔ جو یسُوعؔ سے پہلے مِل چُکا تھا اور جو اُن ہی میں سے تھا، پُوچھنے لگا: [51] کیا ہماری شریعت کسی شخص کو مجرم ٹھہراتی ہے جب تک کہ اُس کی بات نہ سُنی جائے اور یہ نہ معلوم کر لیا جائے کہ اُس نے کیا کِیا ہے؟

[52] اُنہوں نے جواب دیا: کیا تُو بھی گلیل کا ہے؟ تحقیق کر اور دیکھ کہ گلیل میں سے کوئی نبی برپا نہیں ہوگا۔

[53] تب وہ اُٹھے اور اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

پہلا پتھر

٨ اِس کے بعد یسُوعؔ کوہِ زیتون پر چلا گیا۔ [2] صبح ہوتے ہی وہ ہیکل میں پھر آ گیا اور سب لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے۔ تب وہ بیٹھ گیا اور اُنہیں تعلیم دینے لگا۔ [3] اِتنے میں شریعت کے اُستاد اور فریسی ایک عورت کو لائے جو زِنا کرتی ہُوئی پکڑی گئی تھی۔ اُنہوں نے اُسے بیچ میں کھڑا کر دیا اور یسُوعؔ سے کہا: [4] اَے اُستاد! یہ عورت زِنا کرتی ہُوئی پکڑی گئی ہے۔ [5] مُوسیٰ نے توریت میں ہمیں حکم دیا ہے کہ ایسی عورتوں کو سنگسار کریں، اب تُو کیا کہتا ہے؟ [6] وہ یہ سوال محض اُسے آزمانے کے لیے پُوچھ رہے تھے تا کہ کسی سبب سے اُس پر الزام لگا سکیں۔

لیکن یسُوعؔ جھک کر اپنی اُنگلی سے زمین پر کچھ لکھنے لگا۔ [7] جب وہ سوال کرنے سے باز نہ آئے تو اُس نے سر اُٹھا کر اُن

ہو۔ ۷ مگر میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ میرا یہاں سے رُخصت ہو جانا تمہارے حق میں بہتر ثابت ہو گا۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا لیکن اگر میں چلا جاؤں گا تو اُسے تمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ ۸ جب وہ مددگار آ جائے گا تو جہاں تک گناہ، راستبازی اور اِنصاف کا تعلّق ہے وہ دنیا کو مُجرم قرار دے گا۔ ۹ گناہ کے بارے میں اِس لیے کہ لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ ۱۰ راستبازی کے بارے میں اِس لیے کہ میں واپس باپ کے پاس جا رہا ہُوں اور تُم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ ۱۱ اور اِنصاف کے بارے میں اِس لیے کہ اِس دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا جا چُکا ہے۔

۱۲ مجھے تُم سے اور بھی بہت کچھ کہنا ہے مگر ابھی تُم اُسے برداشت نہ کر پاؤ گے۔ ۱۳ لیکن جب وہ ”رُوحِ حق“ آئے گا تو وہ ساری سچّائی کی طرف تمہاری راہنمائی کرے گا۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ تمہیں صرف وہی بتائے گا جو وہ سُنے گا اور مستقبل میں پیش آنے والی باتوں کی خبر دے گا۔ ۱۴ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا کیونکہ وہ میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔ ۱۵ سب کچھ جو بھی باپ کا ہے وہ میرا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے کہا کہ پاک رُوح میری باتیں میری زبانی سُن کر تُم تک پہنچائے گا۔

۱۶ تھوڑی دیر بعد تُم مجھے دیکھ نہ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے۔

غم اور خُوشی

۱۷ اِس پر اُس کے بعض شاگرد آپس میں کہنے لگے کہ اُس کے یہ کہنے کا کیا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد تُم مجھے نہ دیکھ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے اور یہ کہ میں باپ کے پاس جا رہا ہُوں۔ ۱۸ چنانچہ وہ ایک دُوسرے سے پُوچھتے رہے کہ ”تھوڑی دیر“ سے اُس کا کیا مطلب ہے؟ ہماری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔

۱۹ یسُوعؔ نے دیکھا کہ وہ اُس سے اِس بارے میں پُوچھنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا اُس نے اُن سے کہا: کیا تُم آپس میں یہ پُوچھ رہے ہو کہ میرا مطلب کیا تھا جب میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے بعد تُم مجھے نہ دیکھ پاؤ گے اور اُس کے تھوڑی دیر بعد پھر مجھے دیکھ لو گے؟ ۲۰ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ تُم رووَ گے اور ماتم کرو گے لیکن دنیا کے لوگ خُوشی منائیں گے۔ تُم غمگین تو ہو گے لیکن تمہارا غم خُوشی میں بدل جائے گا۔ ۲۱ جب کسی عورت کے بچّہ پیدا ہونے لگتا ہے تو وہ غمگین ہو جاتی ہے، اِس لیے کہ اُس کے دُکھ کی گھڑی آ پہنچی۔ لیکن جوں ہی بچّہ پیدا ہو جاتا ہے تو اِس خُوشی کے باعث کہ دنیا میں ایک اِنسان پیدا ہُوا ہے، وہ اپنا درد بھول جاتی ہے۔ ۲۲ یہی حال تمہارا ہے۔ اب تُم غمگین ہو مگر میں تُم سے پھر ملوں گا۔ تب تُم خُوشی مناؤ گے اور تُم سے تمہاری خُوشی کوئی بھی چھین نہ سکے گا۔ ۲۳ اُس دِن تمہیں مجھ سے کوئی بھی سوال کرنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ اگر تُم میرا نام لے کر باپ سے کچھ مانگو گے تو وہ تمہیں عطا فرمائے گا۔ ۲۴ تُم نے میرا نام لے کر اب تک کچھ نہیں مانگا۔ مانگو تو پاؤ گے اور تمہاری خُوشی پُوری ہو جائے گی۔

۲۵ اگرچہ میں یہ باتیں تمہیں تمثیلوں کے ذریعہ بتاتا ہُوں مگر وقت آ رہا ہے کہ میں تمثیلوں سے کام نہیں لُوں گا بلکہ میں اپنے باپ کے بارے میں تُم سے صاف صاف باتیں کروں گا۔ ۲۶ اُس دِن تُم میرا نام لے کر مانگو گے اور میں وعدہ نہیں کرتا کہ میں تمہاری خاطر باپ سے سوال کروں گا۔ ۲۷ کیونکہ باپ تو خُود تُم سے محبّت رکھتا ہے اِس لیے کہ تُم نے مجھ سے محبّت رکھّی ہے اور تُم ایمان لائے ہو کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہُوں۔ ۲۸ میں باپ میں سے نکل کر دنیا میں آیا ہُوں۔ اب دنیا سے رُخصت ہو کر باپ کے پاس واپس جا رہا ہُوں۔

۲۹ اِس پر یسُوعؔ کے شاگردوں نے اُس سے کہا: اب تُو صاف صاف بات کر رہا ہے اور تمثیل سے کام نہیں لے رہا ہے۔ ۳۰ اب ہم جان گئے کہ تجھے سب کچھ معلوم ہے اور تُو اِس کا محتاج نہیں کہ کوئی تجھ سے پُوچھے۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے آیا ہے۔

۳۱ یسُوعؔ نے اُنہیں جواب دیا: اب تُم ایمان لے آئے۔ ۳۲ لیکن وہ وقت آ رہا ہے بلکہ آ پہنچا ہے کہ تُم سب پراگندہ ہو کر اپنے اپنے گھر کی راہ لو گے اور مجھے اکیلا چھوڑ دو گے۔ پھر بھی میں اکیلا نہیں ہُوں کیونکہ میرا باپ میرے ساتھ ہے۔ ۳۳ میں نے تمہیں یہ باتیں اِس لیے کہیں کہ تُم مجھ میں تسلّی پاؤ۔ تُم دنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو مگر ہمّت سے کام لو۔ میں دنیا پر غالب آیا ہُوں۔

خداوند یسُوعؔ کی دعا

۱۷ جب یسُوعؔ یہ سب کہہ چُکا تو اُس نے آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا کر یہ دعا کی:

”اَے باپ! اب وقت آ گیا ہے، تُو اپنے بیٹے کا جلال ظاہر کر تا کہ تیرا بیٹا تیرا جلال ظاہر کرے۔ ۲ چنانچہ تُو نے اُسے تمام اِنسانوں پر اختیار بخشا تا کہ وہ اُن سب کو جنہیں تُو نے اُسے دیا ہے ہمیشہ کی زندگی دے۔ ۳ ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ واحد

اور تُو نے مجھے تسلّی دی ہے۔
۲ یقیناً خدا میری نجات ہے؛
میں اُس پر توکل کروں گا اور نہ ڈروں گا۔
خداوند خدا ہی میری قوت اور میرا گیت ہے؛
وہ میری نجات بنا ہے۔
۳ تُم خُوش ہو کر نجات کے چشموں سے
پانی بھرو گے۔

۴ اُس وقت تُم کہو گے:

خداوند کا شکر بجا لاؤ، اُسے اُس کے نام سے پکارو؛
قوموں میں اُس کے کارناموں کا ذکر کرو،
اور اُس کے نام کی بڑائی کا اعلان کرو۔
۵ خداوند کی مدح سرائی کرو کیونکہ اُس نے عظیم کام کیے ہیں؛
اور یہ ساری دُنیا کو بتا دو۔
۶ اَے صِیّون کے لوگو، للکارو اور خُوشی سے گاؤ،
کیونکہ اِسرائیل کا قدّوس تمہارے درمیان عظیم ہے۔

بابل کے خلاف پیشگوئی

۱۳ بابلؔ کے متعلق پیغام جسے آموصؔ کے بیٹے یسعیاؔہ نے رویا میں پایا:

۲ پہاڑ کی ننگی چوٹی پر پرچم لہراؤ،
اُنہیں للکارو؛
اور ہاتھ سے اشارہ کرو
کہ وہ اُمراء کے پھاٹکوں سے داخل ہوں۔
۳ میں نے اپنے مُقدّسوں کو حکم دیا ہے؛
اور اپنے بہادروں کو بُلایا ہے
جو میری فتحیابی پر للکارتے ہیں
کہ وہ میرے قہر کو انجام دیں۔
۴ سُنو، پہاڑوں پر شور وغُل ہو رہا ہے،
جیسے کسی بڑے مجمع کا ہو!
سُنو، مملکتوں میں ہنگامہ مچا ہُوا ہے،
گویا مختلف قوموں کا اِجتماع ہو!
ربُّ الافواج جنگ کے لیے لشکر جمع کر رہا ہے۔
۵ وہ دُور دراز کے مُلکوں سے آئے ہیں،
آسمان کی اِنتہا سے۔
خداوند اور اُس کے قہر کے ہتھیار۔
تاکہ سارا مُلک تباہ کیا جائے۔

۶ واویلا کرو کیونکہ خداوند کا دِن قریب ہے؛
وہ قادرِ مطلق کی طرف سے بڑی تباہی لے کر آئے گا۔
۷ اُس کی وجہ سے تمام ہاتھ ڈھیلے پڑ جائیں گے،
اور ہر شخص کا دل پگھل جائے گا۔
۸ وہ دہشت زدہ ہوں گے،
درد اور سخت تکلیف اُنہیں جکڑ لے گی؛
اور وہ زچہ کی مانند درد سے تلملا اُٹھیں گے۔
وہ پُرخوف نگاہوں سے ایک دُوسرے کا مُنہ تاکیں گے،
اور اُن کے چہرے مشتعل ہوں گے۔

۹ دیکھو، خداوند کا دِن آ رہا ہے
اور قہرِ شدید، غُصّہ سے بھرا ہُوا نہایت دہشت انگیز دِن۔
تاکہ مُلک کو ویران
اور اُس میں بسنے والے گنہگاروں کو نیست و نابود کر دے۔
۱۰ آسمان کے ستارے اور کواکب
بے نُور ہو جائیں گے۔
اُبھرتا ہُوا سورج تاریک ہو جائے گا
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی۔
۱۱ میں دُنیا کو اُس کی بُرائی کی،
اور شریروں کو اُن کے گناہوں کی سزا دُوں گا۔
میں مغروروں کے گھمنڈ کو ختم کر دُوں گا
اور سنگدلوں کے غرور کو پست کروں گا۔
۱۲ میں اِنسان کو خالص سونے،
بلکہ اوفیر کے سونے سے بھی کمیاب بنا دُوں گا۔
۱۳ اِس لیے میں آسمانوں کو لرزاؤں گا؛
اور زمین اپنی جگہ سے ہل جائے گی
یہ ربُّ الافواج کے قہر سے،
اُس کے بھڑکتے ہُوئے غُصّہ کے دِن ہوگا۔

۱۴ شِکاری کے ڈر سے بھاگنے والی ہرنیوں،
اور بن چرواہے کی بھیڑوں کی طرح،

ہر ایک اپنے اپنے لوگوں کی طرف لَوٹے گا،
اور اپنے اپنے وطن کو بھاگ جائے گا۔
۱۵ جو کوئی پکڑا جائے گا اُسے آرپار چھیدا جائے گا؛
وہ جو گرفتار ہوں گے تلوار کا لقمہ بنیں گے۔
۱۶ اُن کے شیر خوار بچّے اُن کی آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں گے؛
اور اُن کے گھر لُوٹے جائیں گے اور اُن کی بیویوں کی بے حُرمتی ہوگی۔
۱۷ دیکھو، میں مادیوں کو اُن کے خلاف اُبھاروُں گا،
جو چاندی کی پروا نہیں کرتے
نہ ہی سونے میں کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔
۱۸ اُن کی کمانوں سے جوان زخمی ہو کر گریں گے؛
وہ نہ شیرخواروں پر ترس کھائیں گے
اور نہ ہی لڑکے، لڑکیوں پر رحم کی نظر کریں گے۔
۱۹ چنانچہ خدا بابلؔ کو جو تمام مُملکتوں کی حشمت ہے،
اور جس کی شان و شوکت پر کسدیوں کو ناز ہے،
سدومؔ اور عمورہؔ کی طرح
تہ و بالا کر دے گا۔
۲۰ وہ پھر کبھی آباد نہ ہوگا
اور پُشت در پُشت اُس میں کوئی نہ بسے گا؛
کوئی عرب وہاں خیمہ زن نہ ہوگا،
نہ کوئی چرواہا اپنے گلّوں کو وہاں بیٹھنے دے گا۔
۲۱ لیکن بیابان کے جنگلی جانور وہاں بیٹھیں گے،
اور گیدڑ اُن کے محلوں میں گُھس جائیں گے؛
اُلّو وہاں بسیرا کریں گے،
اور جنگلی بکریاں وہاں کودتی پھاندتی رہیں گی۔
۲۲ اُس کے قلعوں میں لگڑ بھگے،
اور اُس کے عالیشان محلوں میں بھیڑیئے شور مچائیں گے۔
اُس کا وقت قریب آ چُکا،
اور اُس کے دِنوں کو اب طول نہ دیا جائے گا۔

۱۴

خداوند یعقوبؔ پر مہربان ہوگا
پھر ایک بار وہ بنی اِسرائیل کو چُن لے گا۔
اور اُنہیں خُود اُن ہی کے ملک میں آباد کرے گا۔
پردیسی اُن سے مل جائیں گے
اور یعقوبؔ کے گھرانے سے مُتّحد ہو جائیں گے۔
۲ مختلف قومیں
اُنہیں اُن ہی کے ملک میں پہنچائیں گی۔
اور بنی اِسرائیل خداوند کی سرزمین میں اُن قوموں کے مالک ہوں گے
اور اُنہیں اپنے غلام اور لَونڈیاں بنائیں گے۔
وہ اپنے اسیر کرنے والوں کو اسیر کر لیں گے
اور اپنے ظلم ڈھانے والوں پر حکمران ہوں گے۔

۳ جس روز خداوند تجھے تکلیف، پریشانی اور سخت غُلامی سے راحت دے گا، ۴ اُس وقت تُو شاہِ بابلؔ سے طنزاً یہ کہے گا:

ظالم کا انجام کیسا ہُوا!
اُس کا قہر کیسے مِٹا!
۵ خداوند نے شریر کا لٹھ،
یعنی بے اِنصاف حاکموں کا عصا توڑ ڈالا،
۶ جس سے وہ لوگوں کو غُصّہ میں آکر
لگاتار مارتے اور پیٹتے رہتے تھے،
اور قوموں پر قہر سے حکومت کر کے
لگاتار اُن کے پیچھے پڑے رہتے تھے۔
۷ تمام ملکوں میں اب آرام اور سکون ہے؛
اور لوگوں کے لبوں پر ترانے ہیں۔
۸ یہاں تک کہ صنوبر کے درخت اور لبنانؔ کے دیودار
خُوش ہو کر تجھ سے یہ کہتے ہیں:
جب سے تُو گرا دیا گیا ہے،
کوئی لکڑہارا ہمیں کاٹنے کے لیے نہیں آیا۔

۹ تیری آمد پر تیرا اِستقبال کرنے کے لیے
پاتال بیقرار ہے؛
وہ تیرے اِستقبال کے لیے اُن سب مُردوں کی روحوں کو جھنجھوڑ رہا ہے۔
جو دنیا میں رہنما تھے؛
اور مختلف قوموں کے سب بادشاہوں کو
اُن کے تختوں پر سے اُٹھا کھڑا کر رہا ہے۔
۱۰ وہ سب اُٹھیں گے،

پڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہوتی ہیں۔ ۲۸ اِسی طرح تُم بھی باہر سے تو لوگوں کو راستباز نظر آتے ہو لیکن اندر ریاکاری اور بے دینی سے بھرے ہُوئے ہو۔

۲۹ اَے شریعت کے عالمو اور فریسیو! اَے ریاکارو! تُم پر افسوس، کیونکہ تُم نبیوں کے لِئے مقبرے بناتے ہو اور راستبازوں کی قبریں آراستہ کرتے ہو ۳۰ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانہ میں ہوتے تو نبیوں کو قتل کرنے میں اُن کا ساتھ نہ دیتے۔ ۳۱ یوں تُم خود ہی اقرار کرتے ہو کہ تُم نبیوں کو قتل کرنے والوں کی اولاد ہو، ۳۲ اب اُن کی رہی سہی کسر تُم پُوری کر دو۔

۳۳ اَے سانپو! اَے افعی کے بچّو! تُم جہنّم کی سزا سے کیسے بچو گے؟ ۳۴ اِس لِئے میں نبیوں، داناؤں اور شریعت کے عالموں کو تمہارے پاس بھیج رہا ہُوں۔ تُم اُن میں سے بعض کو قتل کر ڈالو گے، بعض کو صلیب پر لٹکا دو گے اور بعض کو اپنے عبادتخانوں میں کوڑوں سے مارو گے اور شہر بہ شہر اُن کا پیچھا کرتے رہو گے ۳۵ تاکہ تمام راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ہے، تُم پر آئے۔ راستباز ہابلؔ کے خون سے لے کر بَرکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تُم نے ہیکل اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا تھا۔ ۳۶ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اِس زمانہ کے لوگوں کو اِن ساری باتوں کا ذمّہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

۳۷ اَے یروشلیمؔ، اَے یروشلیمؔ! تُو نے نبیوں کو قتل کیا اور جو تیرے پاس بھیجے گئے اُنہیں سنگسار کیا۔ میں نے کئی دفعہ چاہا کہ تیرے بچّوں کو اِس طرح جمع کر لُوں جس طرح مُرغی اپنے چُوزوں کو اپنے پروں کے نیچے جمع کر لیتی ہے لیکن تُو نے نہ چاہا۔ ۳۸ دیکھو تمہارا گھر تمہارے لِئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔ ۳۹ کیونکہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ تُم مجھے اب سے اُس وقت تک ہرگز نہ دیکھ پاؤ گے جب تک یہ نہ کہو گے کہ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔

آخرت کی نشانیاں

۲۴ یسُوعؔ ہیکل سے نکل کر جا رہا تھا کہ اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے تاکہ اُسے ہیکل کی مختلف عمارتیں دکھائیں۔ ۲ یسُوعؔ نے اُن سے کہا: کیا تُم یہ سب کچھ دیکھ رہے ہو؟ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ یہاں کوئی پتھر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گرا دیا جائے گا۔

۳ جب وہ کوہِ زیتون پر بیٹھا تھا تو اُس کے شاگرد تنہائی میں اُس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیری آمد اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہے؟

۴ یسُوعؔ نے جواب میں اُن سے کہا: خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ ۵ کیونکہ بہت سے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہُوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ ۶ لڑائیاں ہوں گی اور تُم لڑائیوں کی خبریں اور افواہیں سنو گے۔ خبردار! گھبرانا مت، کیونکہ اِن باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن ابھی خاتمہ نہ ہوگا۔ ۷ کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت چڑھائی کرے گی۔ جگہ جگہ قحط پڑیں گے اور زلزلے آئیں گے۔ ۸ مصیبتوں کا آغاز اِنہی باتوں سے ہوگا۔

۹ اُس وقت لوگ تمہیں پکڑ پکڑ کر سخت ایذا دیں گے اور قتل کریں گے اور ساری قومیں میرے نام کی وجہ سے تُم سے دشمنی رکھیں گی ۱۰ اُس وقت بہت سے لوگ ایمان سے برگشتہ ہو کر ایک دوسرے کو پکڑوائیں گے اور آپس میں عداوت رکھیں گے۔ ۱۱ بہت سے جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔ ۱۲ بے دینی کے بڑھ جانے کے باعث کئی لوگوں کی محبّت ٹھنڈی پڑ جائے گی۔ ۱۳ لیکن جو کوئی آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔ ۱۴ اور بادشاہی کی خوشخبری ساری دنیا میں سُنائی جائے گی تاکہ سب قومیں اِس کی گواہ ہوں اور تب خاتمہ ہوگا۔

۱۵ جب تُم اُس اُجاڑ دینے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانی ایلؔ نبی نے کیا ہے مُقدّس مقام پر کھڑا دیکھو (پڑھنے والا سمجھ لے) ۱۶ تو اُس وقت جو یہوُدیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں، ۱۷ جو چھت پر ہو وہ نیچے نہ اُترے اور نہ گھر میں سے کچھ باہر لے جانے کی کوشش کرے۔ ۱۸ جو شخص کھیت میں ہو اپنا کپڑا لینے کے لِئے واپس نہ جائے۔ ۱۹ لیکن افسوس ہے اُن پر جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور اُن پر بھی جو دودھ پلاتی ہوں۔ ۲۰ دعا کرو کہ تمہیں سردیوں میں یا سبت کے دِن بھاگنا نہ پڑے۔ ۲۱ کیونکہ اُس وقت کی مصیبت ایسی بڑی ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ تو اب تک آئی ہے اور نہ پھر کبھی آئے گی۔ ۲۲ اگر اُن دِنوں کی تعداد گھٹائی نہ جاتی تو کوئی شخص نہ بچتا لیکن چُنے ہُوئے لوگوں کی خاطر اُن دِنوں کی تعداد کم کر دی جائے گی۔ ۲۳ اُس وقت اگر کوئی تُم سے کہے کہ مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین مت کرنا۔ ۲۴ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے بڑے نشان اور عجیب عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو چُنے ہُوئے لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ ۲۵ دیکھو! میں نے پہلے ہی تمہیں بتا دیا ہے۔

۲۶ پس اگر کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا یا یہ کہ وہ اندر کمروں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ ۲۷ کیونکہ جیسے

بانگ دے تُو تین بار میرا اِنکار کر چُکا ہو گا۔

خداوند یسُوع کا شاگردوں کو تسلّی دینا

۱۴ گھبراؤ مت، خدا پر ایمان رکھو اور مجھ پر بھی۔ ۲ میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ اگر نہ ہوتے تو میں نے تمہیں بتا دیا ہوتا۔ میں تمہارے لیے جگہ تیّار کرنے وہاں جا رہا ہُوں۔ ۳ اگر میں جا کر تمہارے لیے جگہ تیّار کروں تو واپس آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا تاکہ جہاں میں ہُوں تُم بھی ہو۔ ۴ جہاں میں جا رہا ہُوں تُم وہاں کی راہ جانتے ہو۔

خداوند یسُوع خدا باپ تک پہنچانے کا راستہ

۵ توما نے اُس سے کہا: اَے خداوند! ہمیں راستے کا کیا پتا؟ ہم تو یہ بھی نہیں جانتے کہ تُو کہاں جا رہا ہے؟

۶ یسُوع نے جواب دیا: راہ، حق اور زندگی میں ہُوں۔ میرے وسیلہ کے بغیر کوئی باپ کے پاس نہیں آتا۔ ۷ اگر تُم نے واقعی مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب تُم اُسے جان گئے ہو بلکہ اُسے دیکھ بھی چُکے ہو۔

۸ فِلِپُّس نے کہا: اَے خداوند! ہمیں باپ کا دیدار کرا دے، بس یہی ہمارے لیے کافی ہے۔

۹ یسُوع نے جواب دیا: فِلِپُّس! میں اتنے عرصہ سے تُم لوگوں کے ساتھ ہُوں، کیا تُو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا ہے اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔ تُو کیسے کہتا ہے کہ ہمیں باپ کا دیدار کرا دے۔ ۱۰ کیا تجھے یقین نہیں کہ میں باپ میں ہُوں اور باپ مجھ میں ہے؟ میں جو باتیں تُم سے کہتا ہُوں وہ میری طرف سے نہیں بلکہ میرا باپ مجھ میں رہ کر اپنا کام کرتا ہے۔ ۱۱ جب میں کہتا ہُوں کہ میں باپ میں ہُوں اور باپ مجھ میں ہے تو یقین کرو یا کم از کم میرے کاموں کا تو یقین کرو جو میرے گواہ ہیں۔ ۱۲ میں تُم سے سچ سچ کہتا ہُوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے وہ بھی وہی کرے گا جو میں کرتا ہُوں بلکہ وہ اِن سے بھی بڑے بڑے کام کرے گا کیونکہ میں باپ کے پاس جا رہا ہُوں۔ ۱۳ جو کچھ تُم میرا نام لے کر مانگو گے، میں تمہیں دُوں گا تاکہ باپ کا جلال بیٹے کے ذریعہ ظاہر ہو۔ ۱۴ اگر تُم میرا نام لے کر مجھ سے کچھ بھی کرنے کی درخواست کرو گے تو میں ضرور کروں گا۔

پاک رُوح نازل کرنے کا وعدہ

۱۵ اگر تُم مجھ سے محبّت کرتے ہو تو میرے احکام بجا لاؤ گے۔ ۱۶ اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں ایک اور مددگار بخشے گا تاکہ وہ ہمیشہ تک تمہارے ساتھ رہے۔ ۱۷ یعنی رُوحِ حق جسے یہ دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ تو اُسے دیکھتی ہے نہ جانتی ہے۔ لیکن تُم اُسے جانتے ہو کیونکہ اُس کی سکونت تمہارے ساتھ ہے اور اُس کا قیام تمہارے دلوں میں ہو گا۔ ۱۸ میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے پاس آؤں گا۔ ۱۹ یہ دنیا کچھ دیر بعد مجھے نہ دیکھ پائے گی لیکن تُم مجھے دیکھتے رہو گے۔ چونکہ میں زندہ رہوں گا، تُم بھی زندہ رہو گے۔ ۲۰ اُس دِن تُم جان لو گے کہ میں اپنے باپ میں ہُوں اور تُم مجھ میں ہو اور میں تُم میں۔ ۲۱ جس کے پاس میرے احکام ہیں اور وہ اُنہیں مانتا ہے، وہی مجھ سے محبّت کرتا ہے اور وہ میرے باپ کا پیارا ہو گا۔ میں بھی اُس سے محبّت رکھوں گا اور اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کروں گا۔

۲۲ تب یہوداہ (یہوداہ اِسکریوتی نہیں) نے کہا: لیکن اَے خداوند! کیا وجہ ہے کہ تُو اپنے آپ کو ہم پر تو ظاہر کرے گا لیکن دنیا پر نہیں؟

۲۳ یسُوع نے جواب دیا: اگر کوئی مجھ سے محبّت رکھتا ہے تو وہ میرے کلام پر عمل کرے گا۔ میرا باپ اُس سے محبّت رکھّے گا اور ہم اُس کے پاس آئیں گے اور اُس کے ساتھ رہیں گے۔ ۲۴ جو مجھ سے محبّت نہیں رکھتا وہ میرے کلام پر عمل نہیں کرتا۔ یہ کلام جو تُم سُن رہے ہو میرا اپنا نہیں بلکہ میرے باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔

۲۵ یہ ساری باتیں میں نے تمہارے ساتھ رہتے ہُوئے کہیں۔ ۲۶ لیکن وہ مددگار یعنی پاک رُوح جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا تمہیں ساری باتیں سکھائے گا اور ہر بات جو میں نے تُم سے کہی ہے، یاد دلائے گا۔ ۲۷ میں تمہارے ساتھ اپنا اطمینان چھوڑے جاتا ہُوں۔ میں اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہُوں۔ جس طرح دنیا دیتی ہے اُس طرح نہیں۔ چنانچہ مت گھبراؤ اور مت ڈرو۔

۲۸ تُم نے مجھے یہ کہتے سُنا کہ میں جا رہا ہُوں اور تمہارے پاس پھر آؤں گا۔ اگر تُم مجھ سے محبت کرتے تو خُوش ہوتے کہ میں باپ کے پاس جا رہا ہُوں کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔ ۲۹ میں نے ساری باتیں پہلے ہی تمہیں بتا دی ہیں تاکہ جب وہ پُوری ہو جائیں تو تُم مجھ پر ایمان لاؤ۔ ۳۰ اب میں تُم سے اور زیادہ باتیں نہیں کروں گا کیونکہ اِس دنیا کا سردار آ رہا ہے۔ اُس کا مجھ پر کوئی اختیار نہیں۔ ۳۱ لیکن دنیا کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں باپ سے محبّت کرتا ہُوں اور اُس کا ہر حکم سَراسر بجا لاؤں گا۔ آؤ! اب یہاں سے نکل چلیں۔

باتوں کی تعمیل کر چُکو جن کے کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا تھا تو کہو کہ ہم نِکمّے نوکر ہیں۔ ہم نے وہی کیا جس کا کرنا ہم پر فرض تھا۔

دس کوڑھیوں کا شفا پانا

[۱۱] ایک دفعہ یسُوع یروشلیم کی طرف جا رہا تھا۔ وہ سامریہ اور گلیل کے بیچ سے ہو کر گزرا۔ [۱۲] جب وہ ایک گاؤں میں داخل ہُوا تو اُسے دس کوڑھی ملے جو دُور کھڑے ہُوئے تھے۔ [۱۳] اُنہوں نے بلند آواز سے کہا: اَے یسُوع، اَے اُستاد، ہم پر رحم کر!

[۱۴] یسُوع نے اُنہیں دیکھ کر کہا: جاؤ، اپنے آپ کو کاہنوں کو دکھاؤ اور ایسا ہُوا کہ وہ جاتے جاتے کوڑھ سے پاک صاف ہو گئے۔

[۱۵] لیکن اُن میں سے ایک یہ دیکھ کر کہ وہ شفا پا گیا، بلند آواز سے خدا کی تمجید کرتا ہُوا واپس آیا [۱۶] اور یسُوع کے قدموں میں مُنہ کے بل گر کر اُس کا شکر ادا کرنے لگا۔ یہ آدمی سامری تھا۔

[۱۷] یسُوع نے اُس سے پُوچھا: کیا دسوں کوڑھ سے پاک صاف نہیں ہُوئے؟ پھر وہ نَو کہاں ہیں؟ [۱۸] کیا اِس پردیسی کے سِوا دُوسروں کو اِتنی توفیق بھی نہ ملی کہ لَوٹ کر خدا کی تمجید کرتے؟ [۱۹] تب یسُوع نے اُس سے کہا: اُٹھ اور رُخصت ہو، تیرے ایمان نے تجھے شفا دی ہے۔

خدا کی بادشاہی

[۲۰] فریسی اُس سے پُوچھنے لگے کہ خدا کی بادشاہی کب آئے گی؟ اُس نے اُنہیں جواب دیا: خدا کی بادشاہی ایسی نہیں کہ لوگ اُسے آتا دیکھ سکیں۔ [۲۱] اور کہہ سکیں کہ دیکھو وہ یہاں ہے یا وہاں ہے۔ اِس لیے کہ خدا کی بادشاہی تمہارے درمیان ہے۔

[۲۲] اور اُس نے اپنے شاگردوں سے کہا: وہ دِن بھی آئیں گے کہ جب تُم اِبنِ آدم کے دِنوں میں سے ایک دِن کو دیکھنے کی آرزو کرو گے مگر نہ دیکھ پاؤ گے۔ [۲۳] لوگ تُم سے کہیں گے کہ دیکھو وہ وہاں ہے یا دیکھو وہ یہاں ہے مگر تُم اُدھر مت جانا اور نہ ہی اُن کی پیروی کرنا [۲۴] کیونکہ جیسے بجلی آسمان میں کوند کر ایک طرف سے دُوسری طرف چلی جاتی ہے ویسے ہی اِبنِ آدم اپنے مقرّرہ دِن ظاہر ہوگا۔ [۲۵] لیکن لازم ہے کہ پہلے وہ بہت دکھ اُٹھائے اور اِس زمانہ کے لوگوں کی طرف سے ردّ کیا جائے۔

[۲۶] اور جیسا نُوح کے دِنوں میں ہُوا تھا ویسا ہی اِبنِ آدم کے دنوں میں ہوگا۔ [۲۷] کہ لوگ کھاتے پیتے تھے اور شادی بیاہ کرتے کراتے تھے اور نُوح کے کشتی میں داخل ہونے کے دِن تک یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ پھر طوفان آیا اور اُس نے سب کو ہلاک کر دیا۔

[۲۸] اور جیسا لُوط کے دِنوں میں ہُوا تھا کہ لوگ کھانے پینے، خرید و فروخت کرنے، درخت لگانے اور مکان تعمیر کرنے میں مشغول تھے۔ [۲۹] لیکن جس دِن لُوط سدوم سے باہر نکلا آگ اور گندھک نے آسمان سے برس کر سب کو ہلاک کر ڈالا۔

[۳۰] اِبنِ آدم کے ظہور کے دِن بھی ایسا ہی ہوگا۔ [۳۱] اُس دِن جو چھت پر ہو اور اُس کا مال و اسباب گھر میں ہو وہ اُسے لینے کے لیے نیچے نہ اُترے۔ جو کھیت میں ہو وہ بھی کسی چیز کے لیے واپس نہ جائے۔ [۳۲] لُوط کی بیوی کو یاد رکھّو۔ [۳۳] جو کوئی اپنی جان بچانے کی کوشش کرے گا وہ اُسے کھوئے گا اور جو کوئی اُسے کھوئے گا، اُسے بچائے رکھّے گا۔ [۳۴] میں کہتا ہُوں کہ اُس رات دو آدمی چارپائی پر ہوں گے، ایک لے لیا جائے گا اور دُوسرا وہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ [۳۵] دو عورتیں مل کر چکّی پیستی ہوں گی، ایک لے لی جائے گی اور دُوسری وہیں چھوڑ دی جائے گی۔ [۳۶] دو آدمی کھیت میں ہوں گے۔ ایک لے لیا جائے گا اور دُوسرا چھوڑ دیا جائے گا۔

[۳۷] اُنہوں نے اُس سے پُوچھا: اَے خداوند! یہ کہاں ہوگا؟ یسُوع نے اُنہیں جواب دیا: جہاں مُردار ہوگا وہاں گِدھ بھی جمع ہو جائیں گے۔

بیوہ اور قاضی کی تمثیل

۱۸ یسُوع چاہتا تھا کہ شاگردوں کو معلوم ہو کہ ہمّت ہارے بغیر دعا میں لگے رہنا چاہئے۔ اِس لیے اُس نے اُنہیں یہ تمثیل سُنائی: [۲] ایک شہر میں ایک قاضی تھا۔ وہ نہ تو خدا سے ڈرتا تھا، نہ اِنسان کی پروا کرتا تھا۔ [۳] اُس شہر میں ایک بیوہ بھی تھی جو اُس قاضی کے پاس آتی رہتی تھی اور اُس سے التجا کیا کرتی تھی کہ میرا اِنصاف کر اور مجھے مُدّعی سے نجات دلوا۔

[۴] پہلے تو اُس نے کچھ دھیان نہ دیا لیکن جب یہ سلسلہ جاری رہا تو اُس نے اپنے جی میں کہا: سچ ہے کہ میں خدا سے نہیں ڈرتا اور اِنسان کی پروا بھی نہیں کرتا۔ [۵] لیکن یہ بیوہ مجھے پریشان کرتی رہتی ہے۔ اِس لیے میں اُس کا اِنصاف کروں گا۔ ورنہ یہ تو روز روز آ کر میرا ناک میں دم کر دے گی۔

[۶] خداوند نے کہا: سُنو، یہ بے اِنصاف قاضی کیا کہتا ہے۔

[۷] پس کیا خدا اپنے چُنے ہُوئے لوگوں کا اِنصاف کرنے میں دیر کرے گا جو دِن رات اُس سے فریاد کرتے رہتے ہیں؟ [۸] میں کہتا ہُوں کہ وہ اُن کا اِنصاف کرے گا اور جلد کرے گا۔ پھر بھی جب اِبنِ آدم آئے گا تو کیا وہ زمین پر ایمان پائے گا؟

فریسی اور محصُول لینے والے کی تمثیل

[۹] یسُوع نے بعض ایسے لوگوں کو جو اپنے آپ کو تو راستباز

حراست میں رہیں۔ 5 اور پُرانے زمانے کے لوگوں کو بھی نہ چھوڑا بلکہ بے دینوں کی زمین پر طوفان بھیج کر صرف راستبازی کی منادی کرنے والے نُوحؔ کو اور سات دیگر اشخاص کو بچالیا 6 اور سدُومؔ اور عمورہؔ کے شہروں کو جلا کر راکھ کر دیا تاکہ آئندہ زمانہ کے بے دینوں کو عبرت ہو۔ 7 اور راستباز لُوطؔ کو جو بے دینوں کے ناپاک چال چلن سے تنگ آ چُکا تھا' بچالیا۔ 8 وہ راستباز اُن میں رہ کر اُن کے خلافِ شرع کاموں کو دِن رات دیکھتا اور اُن کے بارے میں سُنتا تھا اور اُس کا پاک دل اندر ہی اندر کُڑھتا رہتا تھا۔ 9 تو وہ خداوند دینداروں کو آزمایشوں سے بچانا جانتا ہے اور بدکاروں کو روزِ عدالت تک سزا میں گرفتار رکھنا بھی جانتا ہے۔ 10 خصوصاً اُن کو جو جسم کی ناپاک شہوتوں کے غُلام ہو جاتے ہیں اور اختیار والوں کو ناچیز سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

یہ گستاخ اور خُودرائے ہوتے ہیں اور عزّت دار لوگوں پر لعن طعن کرنے سے نہیں ڈرتے 11 اگرچہ فرشتے طاقت اور قدرت میں اُن سے بڑے ہیں لیکن وہ بھی خداوند کے حضُور میں اُن پر اِلزام لگاتے وقت لعن طعن سے کام نہیں لیتے۔ 12 یہ اُن جنگلی جانوروں کی مانند ہیں جو شکار کیے جانے اور ہلاک ہونے کے لیے پیدا ہُوئے ہیں اور جن باتوں کو سمجھتے نہیں اُن پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ یہ لوگ جانوروں کی طرح ہلاک ہو جائیں گے۔

13 یہ اپنے بُرے کاموں کا بدلہ پائیں گے۔ اِنہیں دِن دہاڑے عیّاشی کرنے میں مزا آتا ہے۔ یہ گھنونے داغ اور دھبّے ہیں، تمہارے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہو کر اپنی دغابازیوں سے عیش و عشرت کرتے ہیں۔ 14 اِن کی ہوس پرست نگاہوں سے کوئی عورت محفوظ نہیں رہتی۔ یہ گناہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ یہ کمزور دلوں کو پھانسنا خُوب جانتے ہیں۔ اِن کے دل لالچ سے بھرے ہُوئے ہیں۔ یہ لعنت کے فرزند ہیں۔ 15 یہ لوگ سیدھی راہ چھوڑ کر بھٹک گئے اور بعُورؔ کے بیٹے بلعامؔ کی راہ چل پڑے جس نے ناراستی کی کمائی کو عزیز جانا۔ 16 لیکن اُس کی بے زبان گدھی نے اُس کی خطا پر اُسے ملامت کی اور اِنسان کی طرح کلام کر کے اُسے اُس کی دیوانگی سے باز رکھا۔

17 یہ لوگ اندھے کنوئیں ہیں اور اُس کہر کی مانند ہیں جسے تیز ہوا اُڑا لے جاتی ہے۔ بڑی سخت تاریکی اُن کی منتظر ہے۔ 18 یہ لوگ گھمنڈی ہیں۔ بیہودہ بکواس کرتے رہتے ہیں اور شہوت پرستی کے ذریعہ اُن لوگوں کو پھر سے نفسانی خواہشات میں پھنسا دیتے ہیں جو ابھی گمراہوں میں سے بچ کر نکل ہی رہے تھے۔ 19 یہ اُن سے تو آزادی کا وعدہ کرتے ہیں مگر خُود بدی کے غُلام بنے ہُوئے ہیں کیونکہ جو چیز اِنسان پر غالب آ جاتی ہے' اِنسان اُس کا غُلام ہو جاتا ہے۔ ۲۰ اگر ایسے لوگ جو خداوند اور مُنجّی یسُوعؔ مسیحؔ کو پہچان کر دُنیا کی خرابیوں سے بچے ہُوئے ہیں' پھر سے اُن میں پھنس کر اُن کا شکار ہونے لگیں تو اُن کی بعد کی حالت پہلی حالت سے ابتر ہوتی ہے۔ 21 کیونکہ اُنہوں نے راستبازی کی راہ کو جان تو لیا لیکن اُس پاک حکم سے پھر گئے جو اُنہیں دیا گیا تھا۔ اُن کے لیے تو یہی بہتر تھا کہ اُسے نہ پہچانتے۔ 22 اُن پر تو یہ مثال صادق آتی ہے کہ کتّا اپنی قَے کی طرف رجُوع کرتا ہے اور نہلائی ہُوئی سؤرنی لَوٹنے کے لیے کیچڑ کی طرف۔

خداوند کی دُوسری آمد

۳ عزیزو! اب میں تمہیں یہ دُوسرا خط لکھ رہا ہُوں۔ میں نے دونوں خطوں میں تمہاری یادداشت کو تازہ کرنے اور تمہارے صاف دلوں کو اُبھارنے کی کوشش کی ہے 2 تاکہ تُم اِن باتوں کو جو پاک نبیوں نے بہت پہلے سے کہہ دی ہیں اور خداوند اور مُنجّی کے اُس حکم کو جو ہم رسُولوں کی معرفت تُم تک پہنچا ہے' یاد رکھ سکو۔ 3 سب سے پہلے تمہیں یہ جان لینا چاہیے کہ آخری دِنوں میں ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق زندگی گزاریں گے اور تمہاری ہنسی اُڑائیں گے 4 اور کہیں گے کہ مسیح کے آنے کا وعدہ کہاں گیا؟ ہمارے آباواجداد مَر چُکے اور تب سے اب تک سب کچھ ویسا ہی چلا آ رہا ہے جیسا کہ دُنیا کے پیدا ہونے کے وقت تھا۔ 5 وہ جان بُوجھ کر یہ بھول جاتے ہیں کہ آسمان خدا کے حکم کے مطابق زمانۂ قدیم سے موجُود ہیں اور زمین پانی میں سے بنی اور پانی میں قائم ہے 6 پانی ہی سے اُس وقت کی دُنیا ڈُوب کر تباہ ہوگئی۔ 7 اور خدا کے حکم سے اُس وقت کے آسمان اور زمین محفُوظ ہیں جو آگ میں جلائے جانے کے لیے بیدینوں کی عدالت اور ہلاکت کے دِن تک باقی رہیں گے۔

8 لیکن عزیزو! ایک بات کبھی نہ بھولو کہ خداوند کی نظر میں ایک دِن ہزار سال اور ہزار سال ایک دِن کے برابر ہیں۔ 9 خداوند اپنا وعدہ پُورا کرنے میں دیر نہیں لگاتا جیسی دیر بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ وہ تمہارے لیے صبر کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ کوئی شخص ہلاک ہو بلکہ چاہتا ہے کہ سب لوگوں کو توبہ کرنے کا موقع ملے۔

10 لیکن خدا کا دِن چور کی طرح آ جائے گا۔ اُس دِن آسمان بڑے شور و غُل کے ساتھ غائب ہو جائیں گے اور اجرامِ فلکی شدید حرارت سے پگھل کر رہ جائیں گے اور زمین اور اُس پر کی تمام چیزیں

سے خداوند سے دعا کرتے ہیں اُن کے ساتھ مل کر راستبازی، ایمان، محبّت اور صلح کا طالب ہو۔ [۲۳] بیوقوفی اور نادانی والی بحثوں سے الگ رہ کیونکہ تُو جانتا ہے کہ اِن سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں۔ [۲۴] اور خداوند کے بندے کو جھگڑا نہیں کرنا چاہیے بلکہ وہ سب کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، سب کو لائق طور پر تعلیم دے اور سب کی برداشت کرے۔ [۲۵] اپنے مخالفوں کو حلیمی سے سمجھائے۔ ممکن ہے کہ خدا اُنہیں توبہ کی توفیق دے اور وہ حق کو پہچانیں، [۲۶] ہوش میں آئیں اور شیطان کے پھندے سے چھُوٹ کر خدا کی مرضی کے تابع ہو جائیں۔

آخری زمانہ

۳ لیکن یاد رہے کہ آخری زمانہ میں بُرے دِن آئیں گے [۲] لوگ خُودغرض، زَردوست، شیخی باز، مغرور، بدگو، ماں باپ کے نافرمان، ناشکرے، ناپاک، [۳] محبّت سے خالی، بے رحم، بدنام کرنے والے، بے ضبط، تُندمزاج، نیکی کے دشمن، [۴] دغاباز، بے حیا، گھمنڈی، خدا کی نسبت عیش وعشرت کو زیادہ پسند کرنے والے ہوں گے۔ [۵] وہ دینداروں کی سی وضع تو رکھّیں گے لیکن زندگی میں دینداری کا کوئی اثر قبُول نہیں کریں گے۔ اَیسوں سے دُور ہی رہنا۔

[۶] اِن میں بعض ایسے بھی ہیں جو گھروں میں دبے پاؤں گھُس آتے ہیں اور نِکمّی اور چھچھوری عورتوں کو اپنے بس میں کر لیتے ہیں جو گناہوں میں دبی ہوتی ہیں اور ہر طرح کی بُری خواہشوں کا شکار بنی رہتی ہیں۔ [۷] یہ عورتیں سیکھنے کی کوشش تو کرتی ہیں لیکن کبھی اِس قابل نہیں ہوتیں کہ حقیقت کو پہچان سکیں۔ [۸] جس طرح ینیسؔ اور یمبریسؔ نے مُوسیٰؔ کی مخالفت کی تھی اُسی طرح یہ لوگ بھی حق کی مخالفت کرتے ہیں۔ اُن کی عقل بگڑی ہُوئی ہے اور یہ ایمان کے اعتبار سے نامقبُول ہیں۔ [۹] لیکن یہ زیادہ کامیاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ اِن کی نادانی سب آدمیوں پر ظاہر ہو جائے گی جیسے ینیسؔ اور یمبریسؔ کی ہُوئی تھی۔

تیمُتھِیُسؔ کو پَولُسؔ کی تاکید

[۱۰] لیکن تُو میری تعلیم، چال چلن اور زندگی کے مقصد سے خُوب واقف ہے۔ تُو میرے ایمان، تحمُّل، محبّت اور میرے صبر کو جانتا ہے۔ [۱۱] تجھے معلوم ہے کہ مجھے کس طرح ستایا گیا اور میں نے کیا کیا دُکھ اُٹھائے یعنی وہ دُکھ جو انطاکیہ، اِکُنیمؔ اور لُسترہ میں مجھ پر آ پڑے تھے۔ مگر خداوند نے مجھے اُن سب سے رہائی بخشی۔ [۱۲] دراصل جتنے لوگ مسیح یسُوعؔ میں دیندار زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ سب ستائے جائیں گے۔ [۱۳] اور بدکار، دھوکہ باز لوگ فریب دیتے دیتے اور فریب کھاتے کھاتے بگڑتے چلے جائیں گے۔ [۱۴] لیکن تُو اِن باتوں پر قائم رہ جو تُو نے سیکھی ہیں اور جن کا تجھے پُورا یقین ہے کیونکہ تُو اِن باتوں کے سکھنے والوں کو جانتا ہے۔ [۱۵] اور کس طرح تُو بچپن سے اُن مُقدّس کتابوں سے واقف ہے جو تجھے مسیح یسُوعؔ پر ایمان لا کر نجات حاصل کرنے کا عرفان بخشتی ہیں۔ [۱۶] ہر صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے وہ تعلیم دینے، تنبیہ کرنے، سُدھارنے اور راستبازی میں تربیّت دینے کے لیے مفید ہے۔ [۱۷] تاکہ خدا کا بندہ اِس لائق بنے کہ ہر نیک کام کرنے کے لیے تیّار ہو جائے۔

مزید تاکید

۴ میں خدا کو اور مسیح یسُوعؔ کو جو زِندوں اور مُردوں کی عدالت کرے گا گواہ بنا کر اور اُس کے بادشاہی کرنے کے لیے اُس کے ظاہر ہونے کی یاد دلا کر تجھے تاکید کرتا ہُوں [۲] کہ کلام کی منادی کر، وقت بے وقت تیّار رہ، بڑے صبر اور تعلیم کے ساتھ لوگوں کو سمجھا، ملامت اور نصیحت کر۔ [۳] کیونکہ ایسا وقت آ رہا ہے کہ لوگ صحیح تعلیم کی برداشت نہیں کریں گے بلکہ اپنی خواہشوں کے مطابق بہت سے اُستاد بنا لیں گے تاکہ وہ وہی کچھ بتائیں جو اُن کے کانوں کو بھلا معلوم ہو۔ [۴] وہ سچّائی کی طرف سے کان بند کر لیں گے اور کہانیوں کی طرف توجّہ دینے لگیں گے۔ [۵] مگر تُو ہر حالت میں ہوشیار رہ، دُکھ اُٹھا، مُبشّر کا کام انجام دے اور اپنی خدمت کو پُورا کر۔

[۶] کیونکہ اب میں قُربانی کی مَے کی طرح اُنڈیلا جا رہا ہُوں اور میرے کُوچ کا وقت آ گیا ہے۔ [۷] میں اچھّی کُشتی لڑ چُکا۔ میں نے دَوڑ کو ختم کر لیا ہے اور اپنے ایمان کو محفوظ رکھّا ہے۔ [۸] اب راستبازی کا وہ تاج میرے لیے رکھّا ہُوا ہے جو عادل اور مُنصِف خدا مجھے جزا کے دِن عطا فرمائے گا۔ اور نہ صِرف مجھے بلکہ اُن سب کو بھی جو بڑے شوق سے اُس کے آنے کی راہ دیکھتے ہیں۔

شخصی ہدایات

[۹] میرے پاس جلد پہنچنے کی کوشش کر [۱۰] کیونکہ دیماسؔ نے دُنیا کی محبّت میں پھنس کر مجھے چھوڑ دیا اور تھِسّلُنیکےؔ چلا گیا اور کریسکِنسؔ نے گلتیہؔ اور طِطُسؔ نے دلماتیہؔ کی راہ لی۔ [۱۱] صِرف لُوقاؔ میرے پاس ہے۔ تُو مَرقُسؔ کو ساتھ لے کر جا کیونکہ وہ اِس خدمت میں میرے بڑے کام کا ہے۔ [۱۲] تخِکُسؔ کو میں نے اِفُسُسؔ بھیج دیا ہے۔ [۱۳] جب تُو آئے تو وہ چوغہ جو میں ترواسؔ میں کرپُسؔ کے یہاں چھوڑ آیا ہُوں اور وہ کتابیں بھی جو کھال پر لکھّی ہُوئی ہیں،

کی کمی کو پُورا کر دیں!

[11] کاش ہمارا خدا اور باپ خُود اور ہمارا خداوند یسُوعؔ ہمارے لیے راستہ کھول دے کہ ہم تمہارے پاس آ سکیں! [12] خداوند کرے کہ جس طرح ہمیں تُم سے محبّت ہے اُسی طرح تمہاری محبّت بھی آپس میں بڑھے اور سب لوگوں کے ساتھ بڑھتی چلی جائے۔ [13] وہ تمہارے دلوں کو ایسا مضبوط کرے کہ جب ہمارا خداوند یسُوعؔ اپنے سب مُقدّسوں کے ساتھ آئے تو تمہارے دل ہمارے خدا باپ کے سامنے پاک اور بے عیب ٹھہریں۔

پاکیزہ زندگی

۴ غرض اَے بھائیو! تُم نے ہم سے سیکھا کہ تمہیں کیسی زندگی بسر کرنا چاہیے تا کہ خدا تُم سے خُوش ہو۔ تُم ایسی زندگی گزار بھی رہے ہو۔ اب ہم خداوند یسُوعؔ مسیح میں تُم سے درخواست کرتے ہیں کہ اُس میں اور بھی ترقّی کرو۔ [2] کیونکہ تُم جانتے ہو کہ ہم نے خداوند یسُوعؔ کی طرف سے تمہیں کیا کیا حکم دیئے۔

[3] چنانچہ خدا کی مرضی یہ ہے کہ تُم پاک بنو اور حرامکاری سے بچے رہو [4] اور اپنے جسم کو پاک اور باعزّت طریقہ سے قابو میں رکھنا سیکھو۔ [5] یعنی اُن قوموں کی طرح جو خدا کو نہیں جانتیں شہوت پرستی کی زندگی نہ گزارو۔ [6] اور اِس معاملہ میں کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ زیادتی نہ کرے اور نہ اُسے دغا دے کیونکہ خداوند ایسے کام کرنے والوں کو سزا دے گا جیسا کہ ہم تمہیں تاکید کر کے پہلے ہی بتا چُکے ہیں۔ [7] اِس لیے کہ خدا نے ہمیں ناپاکی کے لیے نہیں بلکہ پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے بُلایا ہے۔ [8] چنانچہ جو اِن باتوں کو نہیں مانتا وہ نہ صرف اِنسان کی بلکہ خدا کی نافرمانی کرتا ہے جو تمہیں پاک رُوح عطا فرماتا ہے۔

[9] اب برادرانہ محبّت کے بارے میں تمہیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تُم آپس میں محبّت کرنے کی تعلیم خدا سے پا چُکے ہو۔ [10] اور تُم مکدُنیہؔ کے سارے مسیحی بھائیوں سے محبّت کرتے ہو۔ پھر بھی اِے بھائیو! ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تُم اِس میں اور بھی ترقّی کرو۔

[11] اور جیسا ہم پہلے ہی تمہیں حکم دے چُکے ہیں ہر ایک شخص چُپ چاپ اپنے کام میں لگا رہے اور اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے روٹی کمائے [12] تا کہ غیر مسیحی لوگ تمہاری روزمرّہ کی زندگی کو دیکھ کر تمہیں عزّت دیں اور تُم کسی چیز کے محتاج نہ رہو۔

مسیح کی آمد

[13] بھائیو! ہم نہیں چاہتے کہ تُم اُن کے حال سے ناواقف رہو جو مَوت کی نیند سو چُکے ہیں یا اُن کی مانند غم کرو جنہیں کوئی اُمید ہی نہیں۔ [14] کیونکہ جب ہمیں یقین ہے کہ یسُوعؔ مر گیا اور پھر زندہ ہو گیا تو ہم یہ بھی یقین کرتے ہیں کہ خدا اُنہیں بھی جو یسُوعؔ میں سو گئے ہیں یسُوعؔ کے ساتھ واپس لے آئے گا۔ [15] اِس لیے خدا کے اپنے کلام کے مطابق ہم تُم سے کہتے ہیں کہ ہم جو خداوند کے آنے پر زندہ بچے ہوں گے اُن سے بڑھ کر نہیں ہوں گے جو پہلے سو چُکے ہیں۔ [16] کیونکہ خداوند خُود بڑی للکار اور مُقرّب فرشتہ کی آواز اور خدا کے نرسنگے کے پھُونکے جانے کے ساتھ آسمان سے اُترے گا اور وہ سب جو مسیح میں مر چُکے ہیں زندہ ہو جائیں گے۔ [17] پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پر اُٹھا لیے جائیں گے تا کہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور ہمیشہ اُس کے ساتھ رہیں۔ [18] پس تُم اِن باتوں سے ایک دُوسرے کو تسلّی دیا کرو۔

مسیح کی آمد کا دِن

۵ بھائیو! ہمیں وقت اور تاریخوں کی بابت تمہیں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں [2] کیونکہ تُم اچھی طرح جانتے ہو کہ خداوند کا دِن اِس طرح آنے والا ہے جس طرح چور رات کو اچانک آتا ہے۔ [3] جب لوگ کہتے ہوں گے کہ اب امن اور سلامتی ہے اُس وقت اچانک ہلاکت اِس طرح آ جائے گی جس طرح حاملہ عورت کو دردِ زہ شروع ہو جاتا ہے اور وہ ہرگز نہ بچیں گے۔

[4] لیکن بھائیو! تُم تاریکی میں نہیں ہو کہ خداوند کے آنے کا دِن چور کی مانند اچانک آ جائے اور تمہیں حیرت میں ڈال دے۔ [5] تُم سب تو نُور کے فرزند ہو کیونکہ رات سے یا تاریکی سے ہمارا کیا واسطہ! [6] لہٰذا ہم دُوسروں کی طرح سوتے نہ رہیں بلکہ جاگتے اور ہوشیار رہیں۔ [7] کیونکہ جو سوتے ہیں وہ رات کو سوتے ہیں اور جو پی کے متوالے ہوتے ہیں وہ بھی رات کو ہوتے ہیں۔ [8] چونکہ ہم دِن کے فرزند ہیں اِس لیے ہمیں چاہیے کہ ایمان اور محبّت کا بکتر لگا کر اور نجات کی اُمید کا خود پہن کر ہوشیار رہیں۔ [9] کیونکہ خدا نے ہمیں اپنے غضب کے لیے مقرّر نہیں کیا ہے بلکہ اِس لیے کہ ہم اپنے خداوند یسُوعؔ مسیح کے وسیلہ سے نجات حاصِل کریں۔ [10] اور مسیح نے ہماری خاطر اِس لیے جان دی کہ خواہ ہم زندہ ہوں یا مُردہ ہم اُس کے ساتھ رہیں۔ [11] اِس لیے تُم ایک دُوسرے کی ہمّت افزائی کرو اور ترقّی کا باعث بنو، جیسا کہ تُم کر رہے ہو۔

آخری نصیحت

[12] پیارے بھائیو! ہم تُم سے درخواست کرتے ہیں کہ اُن لوگوں کی قدر کرو جو تمہارے درمیان سخت محنت کر رہے ہیں اور

دولتمند نہیں بنتا اُس کا بھی یہی حال ہوگا۔

فکر نہ کرو

۲۲ تب یِسُوعؔ نے اپنے شاگردوں سے کہا: یہی وجہ ہے کہ میں تُم سے کہتا ہُوں کہ نہ تو اپنی جان کی فکر کرو کہ تُم کیا کھاؤ گے نہ اپنے بدن کی کہ تُم کیا پہنو گے ۲۳ کیونکہ جان خوراک سے اور بدن پوشاک سے بڑھ کر ہے۔ ۲۴ کوّوں کو دیکھو جو نہ تو بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں، نہ اُن کے پاس گودام ہوتا ہے نہ کھتا، تو بھی خدا اُنہیں کِھلاتا ہے۔ تُم تو پرندوں سے بھی زیادہ قدر و قیمت والے ہو۔

۲۵ تُم میں کون ایسا ہے جو فکر کر کے اپنی عمر میں گھڑی بھر کا بھی اضافہ کر سکے؟ ۲۶ پس جب تُم یہ چھوٹی سی بات بھی نہیں کر سکتے تو باقی چیزوں کی فکر کس لیے کرتے ہو۔

۲۷ سوسن کے درختوں کو دیکھو کہ وہ کس طرح بڑھتے ہیں؟ وہ نہ محنت کرتے ہیں نہ کاتتے ہیں تو بھی میں تُم سے کہتا ہُوں کہ سلیمانؔ بھی اپنی ساری شان و شوکت کے باوجود اُن میں سے کسی کی طرح مُلبّس نہ تھا، ۲۸ پس جب خدا میدان کی گھاس کو جو آج ہے اور کل تنور میں جھونکی جاتی ہے ایسی پوشاک پہناتا ہے، تو اَے کم ایمان والو! کیا وہ تمہیں بہتر پوشاک نہ پہنائے گا؟ ۲۹ اور اِس فکر میں مبتلا مت رہو کہ تُم کیا کھاؤ گے اور کیا پیو گے اور نہ شکّی بنو۔ ۳۰ کیونکہ دنیا کی ساری قومیں اِن چیزوں کی جستجو میں لگی رہتی ہیں لیکن تمہارا باپ جانتا ہے کہ تُم اِن چیزوں کے محتاج ہو۔ ۳۱ بلکہ پہلے خدا کی بادشاہی کی تلاش کرو تو یہ چیزیں بھی تمہیں حاصل ہو جائیں گی۔

۳۲ اَے چھوٹے گلّے! ڈرمت! کیونکہ تمہارے باپ کی خوشی اِسی میں ہے کہ وہ تمہیں بادشاہی عطا فرمائے۔ ۳۳ اپنا مال و اسباب بیچ کر خیرات کر دو اور اپنے لیے ایسے بٹوے بناؤ جو پُرانے نہیں ہوتے یعنی آسمان پر خزانہ جمع کرو جو خالی نہیں ہوتا، جہاں چور نہیں پہنچ سکتا اور جسے کیڑا نہیں لگتا۔ ۳۴ کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہیں تمہارا دل بھی ہوگا۔

چوکس رہو

۳۵ خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور چراغ جلائے رکھّو۔ ۳۶ اُن آدمیوں کی طرح جو اپنے مالک کے شادی کی ضیافت سے لَوٹنے کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ جب وہ آئے اور دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اُس کے لیے دروازہ کھول دیں۔ ۳۷ وہ نوکر مبارک ہیں جنہیں اُن کا مالک اپنی واپسی پر جاگتا پائے۔ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ وہ خود کمر بستہ ہو کر اُنہیں دسترخوان پر بٹھائے گا اور پاس آ کر اُن کی خدمت میں لگ جائے گا۔ ۳۸ اگر مالک رات کے دوسرے یا تیسرے پہر میں آ کر اپنے نوکروں کو خوب چوکس پائے تو اُن کے لیے کتنی اچھی بات ہے۔ ۳۹ لیکن یاد رکھّو کہ اگر گھر کے مالک کو چور کے آنے کا وقت معلوم ہوتا تو وہ بیدار رہتا اور اپنے گھر میں نقب نہ لگنے دیتا۔ ۴۰ پس تُم بھی تیّار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں خیال تک نہ ہوگا اِبنِ آدم آ جائے گا۔

۴۱ پطرسؔ نے کہا: اَے خداوند! یہ تمثیل جو تُو نے کہی، صرف ہمارے لیے ہے یا سب کے لیے ہے؟

۴۲ خداوند نے کہا: کون ہے وہ دیانتدار اور عقلمند مُنتظِم جس کا مالک اُسے اپنے گھر کے نوکر چاکروں پر مقرّر کرے تا کہ وہ اُنہیں اُن کی خوراک مناسب وقت پر بانٹتا رہے؟ ۴۳ وہ نوکر مبارک ہے جس کا مالک آئے تو اُسے ایسا ہی کرتے پائے۔ ۴۴ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ وہ اپنی ساری ملکیّت کی دیکھ بھال کا اختیار اُس کے سپرد کر دے گا۔ ۴۵ لیکن اگر وہ نوکر اپنے دل میں یہ کہنے لگے کہ میرے مالک کے آنے میں ابھی دیر ہے اور دُوسرے نوکروں اور نوکرانیوں کو مارنا پیٹنا شروع کر دے اور کھا پی کر نشے میں دھُت رہنے لگے ۴۶ اور اُس نوکر کا مالک کسی ایسے دِن جب کہ نوکر کو اُس کے آنے کی امید نہ ہو اور کسی ایسی گھڑی جس کی اُسے خبر نہ ہو، واپس آ جائے تو وہ اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا اور اُس کا انجام بے ایمانوں جیسا ہوگا۔

۴۷ لیکن وہ نوکر جو اپنے مالک کی مرضی جان لینے کے باوجود بھی تیّار نہ رہے گا اور نہ ہی اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرے گا تو بہت مار کھائے گا۔ ۴۸ مگر جس نے اپنے مالک کی مرضی کو جانے بغیر مار کھانے کے کام کیے وہ کم مار کھائے گا۔ پس جسے زیادہ ذمّہ داری سونپی جائے گی اُس سے امید بھی زیادہ کی جائے گی اور جس کے پاس زیادہ جمع کرایا جائے گا اُس سے طلب بھی زیادہ ہی کیا جائے گا۔

صُلح یا جُدائی

۴۹ میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہُوں۔ اگر بھڑک چکی ہوتی تو اچھا ہوتا ۵۰ لیکن مجھے ایک بپتسمہ لینا ہے اور جب تک لے نہیں لیتا میں بہت بے چین رہُوں گا۔ ۵۱ کیا تُم یہ سوچتے ہو کہ میں زمین پر صُلح قائم کرانے کے لیے آیا ہُوں؟ نہیں، میں تو کہوں گا کہ جُدائی کرانے۔ ۵۲ کیونکہ اب سے ایک گھر کے ہی پانچ آدمیوں میں مخالفت پیدا ہو جائے گی۔ دوؔ تین کے مخالف ہو جائیں گے اور تینؔ دو کے۔ ۵۳ باپؔ بیٹے کے خلاف ہو جائے گا اور بیٹاؔ باپ کے، ماںؔ بیٹی کے اور بیٹیؔ ماں کے۔ ساسؔ بہو کے

یہوُداہ اِسکریوتی جس نے اُسے پکڑوایا تھا۔
[۵] یہ بارہ اِن ہدایات کے ساتھ روانہ کیے گئے: غیر یہودی قوموں کی طرف مت جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ [۶] بلکہ اِسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہُوئی بھیڑوں کے پاس جانا [۷] اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ [۸] بیماروں کو شفا دینا، مُردوں کو زندہ کرنا، کوڑھیوں کو کوڑھ سے پاک صاف کرنا، بدروحوں کو نکالنا۔ تُم نے مفت پایا ہے، مفت دینا۔ [۹] اپنے کمر بند میں سونا چاندی ہی رکھنا نہ پیسے، [۱۰] نہ راستے کے لیے تھیلا لینا نہ دو دو کرتے، نہ جوتے اور نہ لاٹھی کیونکہ مزدور اپنی روزی کا حقدار ہے۔
[۱۱] جب تُم کسی شہر یا گاؤں میں داخل ہو تو کسی ایسے شخص کا پتہ کرو جو اعتبار کے لائق ہو اور جب تک تمہارے رخصت ہونے کا وقت نہ آ جائے اُسی کے پاس رہو۔ [۱۲] کسی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہو۔ [۱۳] اگر وہ گھر تمہارے لائق ہوگا تو تمہارا سلام اُسے پہنچے گا، اگر لائق نہ ہوگا تو تمہارا سلام تمہارے پاس واپس آ جائے گا۔ [۱۴] اگر کوئی تمہیں قبول نہ کرے اور تمہاری بات نہ سُنے تو اُس گھر یا شہر کو چھوڑتے وقت اپنے پاؤں کی گرد بھی وہاں جھاڑ دو۔ [۱۵] میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اِنصاف کے دِن اُس شہر کے حال سے سدُوم اور عمُوراہ کے علاقے کا حال زیادہ قابلِ برداشت ہوگا۔

آنے والی آفات

[۱۶] دیکھو میں تمہیں گویا بھیڑوں کو بھیڑیوں کے درمیان بھیج رہا ہُوں۔ لہذا تُم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بھولے بنو۔
[۱۷] آدمیوں سے خبردار رہنا کیونکہ وہ تمہیں پکڑ کر عدالتوں میں پیش کریں گے اور اپنے عبادتخانوں میں تمہیں کوڑے مارینگے۔ [۱۸] اور تُم میری وجہ سے حاکموں اور بادشاہوں کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے تاکہ اُن کے اور غیر قوموں کے درمیان گواہی دے سکو۔ [۱۹] لیکن جب وہ تمہیں پکڑ کر حوالے کریں تو فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کہیں گے اور کیسے کہیں گے کیونکہ جو کچھ کہنا ہوگا اُسی گھڑی تمہیں بتا دیا جائے گا۔ [۲۰] اِس لیے کہ بولنے والے تُم نہیں بلکہ تمہارے آسمانی باپ کا روح ہوگا جو تمہارے ذریعہ کلام کرے گا۔
[۲۱] بھائی اپنے بھائی اور باپ اپنے بچّے کو قتل کے لیے حوالے کرے گا۔ بچّے اپنے والدین کے برخلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اُنہیں مروا ڈالیں گے۔ [۲۲] اور میرے نام کے باعث سب لوگ تمہارے دشمن بن جائیں گے۔ مگر جو آخر دم تک ثابت قدم رہے گا وہی نجات پائے گا۔ [۲۳] جب لوگ تمہیں کسی شہر میں ستانے لگیں تو کسی دوسرے شہر بھاگ جانا۔ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ اِس سے پہلے کہ تُم اِسرائیل کے تمام شہروں میں پھر چکو ابنِ آدم آ جائے گا۔
[۲۴] شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی نوکر مالک سے۔ [۲۵] شاگرد کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے استاد کی مانند اور نوکر کے لیے یہ کہ وہ اپنے مالک کی مانند ہو۔ اگر اُنہوں نے گھر کے مالک کو بعلز بول کہا ہے تو اُس کے گھر والوں کو تو اور بھی زیادہ بُرا کہیں گے۔
[۲۶] تُم اُن سے مت ڈرو کیونکہ کوئی چیز ڈھکی ہُوئی نہیں ہے جو کھولی نہ جائے گی اور کوئی چیز چھپی ہُوئی نہیں ہے جو ظاہر نہ کی جائے گی۔ [۲۷] جو کچھ میں تُم سے اندھیرے میں کہتا ہُوں تُم اُسے دِن کی روشنی میں کہو اور جو کچھ تمہارے کانوں میں چپکے سے کہا جاتا ہے تُم کوٹھوں سے اُس کا اعلان کرو۔ [۲۸] اُن سے مت ڈرو جو جسم کو تو مار سکتے ہیں لیکن روح کو نہیں بلکہ اُس سے ڈرو جو جسم اور جان دونوں کو جہنّم میں ہلاک کر سکتا ہے۔ [۲۹] کیا ایک پیسے میں دو چڑیاں نہیں بکتیں؟ لیکن اُن میں سے ایک بھی تمہارے آسمانی باپ کی مرضی کے بغیر زمین پر نہیں گرتی۔ [۳۰] تمہارے سر کے بال تک گنے ہُوئے ہیں۔ [۳۱] لہذا ڈرو مت تمہاری قدر تو بہت سی چڑیوں سے بھی زیادہ ہے۔
[۳۲] جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرتا ہے، میں بھی اپنے آسمانی باپ کے سامنے اُس کا اقرار کروں گا۔ [۳۳] لیکن جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرتا ہے، میں بھی اپنے آسمانی باپ کے سامنے اُس کا انکار کروں گا۔
[۳۴] یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہُوں، صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہُوں۔ [۳۵] کیونکہ میں اِس لیے آیا ہُوں کہ

بیٹے کو باپ سے،
اور بیٹی کو ماں سے
اور بہُو کو ساس سے جدا کر دُوں۔
[۳۶] آدمی کے دشمن اُس کے اپنے گھر ہی کے لوگ ہونگے۔

[۳۷] جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ میرے لائق نہیں اور جو کوئی اپنے بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرتا ہے میرے لائق نہیں۔ [۳۸] جو کوئی اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے نہیں چلتا، میرے لائق نہیں۔ [۳۹] جو کوئی اپنی جان بچاتا ہے، اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میرے لیے اپنی جان کھو دیتا

ایک بیوہ کا نذرانہ

[41] پھر وہ ہیکل کے خزانہ کے سامنے جا بیٹھا اور دیکھنے لگا کہ لوگ اُس میں کیا کیا ڈالتے ہیں۔ کئی امیر لوگ اُس میں بڑی بڑی رقمیں ڈال رہے تھے۔ [42] اِتنے میں ایک غریب بیوہ وہاں آئی اور اُس نے صرف دو پیسے یعنی ایک دھیلا ڈالا۔

[43] یسُوعؔ نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر اُن سے کہا کہ میں تُم سے سچ کہتا ہُوں کہ ہیکل کے خزانہ میں نذرانہ ڈالنے والے لوگوں میں اِس غریب بیوہ نے سب سے زیادہ ڈالا ہے۔ [44] کیونکہ اُنہوں نے تو اپنی فالتو رقم میں سے کچھ ڈالا مگر اِس نے غریبی کے باوجود سب کچھ جو اُس کے پاس تھا دے دیا یعنی کہ اپنی ساری پُونجی ڈال دی۔

آخرت کی نشانیاں

۱۳ جب وہ ہیکل سے باہر نکلا تو اُس کے شاگردوں میں سے ایک نے اُس سے کہا کہ اَے اُستاد! دیکھ یہ کیسے کیسے پتھر اور کیسی کیسی عمارتیں ہیں۔

[2] یسُوعؔ نے اُس سے کہا: تُو اِن عالیشان عمارتوں کو دیکھتا ہے؟ اِن کا کوئی بھی پتھر اپنی جگہ باقی نہ رہے گا بلکہ گرا دیا جائے گا۔

[3] جس وقت وہ ہیکل کے سامنے کوہِ زیتون پر بیٹھا تھا تو پطرسؔ، یعقوبؔ، یوحنّا اور اندریاسؔ نے تنہائی میں اُس سے پُوچھا: [4] ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور اِن کے ظہور میں آنے کا نشان کیا ہے؟

[5] یسُوعؔ اُن سے کہنے لگا کہ خبردار رہو! کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ [6] کیونکہ بہت سے لوگ میرے نام سے آئیں گے اور اپنے آپ کو مسیح کہہ کر بے شمار لوگوں کو گمراہ کر دیں گے؟ [7] اور جب تُم لڑائیوں کے بارے میں اور لڑائیوں کی افواہیں سُنو تو گھبرا نہ جانا۔ اِن کا واقع ہونا ضروری ہے مگر ابھی آخرت نہ ہوگی۔ [8] کیونکہ قوم پر قوم اور سلطنت پر سلطنت حملہ کرے گی اور جگہ جگہ زلزلے آئیں گے اور کال پڑیں گے لیکن آگے آنے والی مصیبتوں کا آغاز اِن ہی سے ہوگا۔

[9] چنانچہ تُم خبردار رہو کیونکہ لوگ تمہیں عدالتوں کے حوالہ کریں گے۔ تُم عبادت خانوں میں کوڑوں سے پیٹے جاؤ گے اور میری وجہ سے حاکموں اور بادشاہوں کے آگے حاضر کیے جاؤ گے تا کہ اُنہیں میری گواہی دے سکو۔ [10] لیکن اِس سے پہلے ضروری ہے کہ ساری قوموں میں اِنجیل کی منادی کی جائے۔ [11] جب لوگ تمہیں پکڑ کر عدالت کے حوالہ کریں تو پہلے سے فکر نہ کرنا کہ ہم کیا کہیں گے بلکہ جو کچھ تمہیں اُس وقت بتایا جائے وہی کہنا کیونکہ کہنے والے تُم نہیں بلکہ پاک رُوح ہے۔

[12] بھائی اپنے بھائی اور باپ اپنے بیٹے کو قتل کے لیے حوالہ کرے گا۔ بچّے اپنے ماں باپ کے خلاف کھڑے ہو کر اُنہیں قتل کروا ڈالیں گے۔ [13] اور میرے نام کے سبب سے لوگ تُم سے دُشمنی رکھّیں گے لیکن جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔

[14] جب تُم اُس اُجاڑ دینے والی مکروہ چیز کو وہاں کھڑا دیکھو جہاں اُس کا موجود ہونا جائز نہیں (پڑھنے والا سمجھ لے) تو اُس وقت جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ [15] جو کوئی چھت پر ہو وہ نیچے نہ اُترے اور نہ ہی اندر جا کر کچھ باہر نکالنے کی کوشش کرے۔ [16] اور جو شخص کھیت میں ہو اپنا کپڑا لینے کے لیے واپس نہ جائے۔ [17] لیکن افسوس ہے اُن پر جو اُن دِنوں حاملہ ہوں اور اُن پر بھی جو دودھ پلاتی ہوں۔ [18] دعا کرو کہ یہ مصیبت سردیوں میں برپا نہ ہو [19] کیونکہ یہ ایسی بڑی مصیبت کے دِن ہوں گے کہ خدا کی خلقت کے شروع سے اب تک نہ تو ایسی مصیبت آئی ہے نہ پھر کبھی آئے گی۔ [20] اگر خداوند اُن دِنوں کی تعداد کم نہ کرتا تو کوئی جاندار زندہ نہ بچتا۔ مگر اُس نے اپنے برگزیدہ لوگوں کی خاطر اُن دِنوں کو گھٹا دیا ہے۔ [21] اگر اُس وقت کوئی تُم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا دیکھو وہ وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ [22] کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور معجزے اور عجیب کام دکھائیں گے تا کہ اگر ممکن ہو تو خدا کے برگزیدہ لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں۔ [23] لہٰذا خبردار رہو! میں نے پہلے ہی تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔

[24] لیکن اُن دِنوں کی مصیبت کے بعد

سورج تاریک ہو جائے گا،
اور چاند کی روشنی جاتی رہے گی؛
[25] آسمان سے ستارے گرنے لگیں گے،
اور آسمان کی قوتیں ہلا دی جائیں گی۔

[26] اُس وقت لوگ ابنِ آدم کو بادلوں میں عظیم قدرت اور جلال کے ساتھ آتا دیکھیں گے [27] اور تب وہ فرشتوں کو بھیج کر آسمان کی انتہا سے زمین کی انتہا تک چاروں طرف سے اپنے برگزیدہ لوگوں کو جمع کرے گا۔

رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳

مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ ۲، ۱۹۵۴

المعروف

منیر انکوائری رپورٹ

نیا زمانہ

نیا زمانہ پبلیکیشنز

آرا سے منتخب ہو جاتا تھا تو جائز حکومت کے تمام شعبوں کا سرچشمہ بن جاتا تھا۔اس کے بعد اس کو اور صرف اس کو حکومت کرنے کا حق ہوتا تھا وہ اپنے بعض اختیارات اپنے نائبوں کو تفویض کر سکتا تھا اور اپنے گرد ایسے اشخاص کے ایک گروہ کو جمع کر لیتا تھا جو علم و تقویٰ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے،اس گروہ کو مجلس شوریٰ یا اہل الحل والعقد کہتے تھے۔اس نظام کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ کفار ان وجوہ کے ماتحت جو واضح تھے اور جن کے بیان کی حاجت نہیں اس مجلس میں دخل حاصل نہیں کر سکتے تھے ' ور خلیفہ اپنے اختیارات کفار کو بالکل تفویض نہ کر سکتا تھا۔خلیفہ حقیقی رئیس مملکت اور تمام اختیارات کا حامل ہوتا تھا اور زمانہ حاضر کی کسی جمہوری مملکت کے صدر کی طرح ایک بے اختیار فرد نہ تھا جس کا فرض صرف اتنا ہوتا ہے کہ اپنے وزیراعظم اور کابینہ کے فیصلوں پر دستخط کر دے وہ اور وضع قوانین کا کام ان کے سپرد کرنا تو قانونی اعتبار سے بالکل ہی ناممکن تھا۔

جب صورت حال یہ ہے تو مملکت کو لازماً کوئی ایسا انتظام کرنا ہوگا کہ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق معین ہو سکے اور اس کے نتائج پر عمل درآمد کیا جا سکے۔لہٰذا یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ ''مسلم'' کی تعریف کریں۔اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہونگی بلکہ وہ ''مسلم'' کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ ''مسلم'' کس کو کہتے ہیں۔تحقیقات کے اس حصے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہوگا۔ذیل میں ہم ''مسلم'' کی تعریف ہر عالم کے اپنے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔اس تعریف کا مطالبہ کرنے سے پہلے ہر گواہ کو واضح طور پر سمجھا دیا گیا تھا کہ آپ وہ قلیل سے قلیل شرائط بیان کیجیے جن کی تکمیل سے کسی شخص کو مسلم کہلانے کا حق حاصل ہو جاتا ہے اور یہ تعریف اس اصول پر مبنی ہونی چاہیے جس کے

گئی کہ مسلم وہ شخص ہے جو رسول پاک صلعم کی امت سے تعلق رکھتا ہے اور کلمہ طیبہ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے ''مسلم'' کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائیگا۔ اور اگر ہم علما میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علما کی تعریف کے رو سے کافر ہو جائیں گے۔

ارتداد

اسلامی مملکت میں ارتداد کی سزا موت ہے۔ اس پر علما عملاً متفق الرائے ہیں (ملاحظہ ہوں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر جمیعت العلمائے پاکستان پنجاب، مولانا احمد علی صدر جمیعت العلمائے مغربی پاکستان، مولانا ابوالاعلی مودودی بانی وسابق امیر جماعت اسلامی پاکستان، مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ لاہور ورکن جمعیۃ العلمائے پاکستان، مولانا داؤد غزنوی صدر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان، مولانا عبدالحلیم قاسمی جمعیۃ العلمائے اسلام پنجاب اور مسٹر ابراہیم علی کی شہادتیں) اس عقیدے کے مطابق چوہدری ظفر اللہ خان نے اگر اپنے موجودہ مذہبی عقائد ورثے میں حاصل نہیں کیے بلکہ وہ خود اپنی رضامندی سے احمدی ہوئے تھے تو ان کو ہلاک کر دینا چاہیے اور اگر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری یا مرزا رضا احمد خان بریلوی یا ان بے شمار علماء میں سے کوئی صاحب (جو فتوے (EX.D.E 14) کے خوبصورت درخت کے ہر پتے پر مرقوم دکھائے گئے ہیں) ایسی اسلامی مملکت کے رئیس بن جائیں تو یہی انجام دیوبندیوں اور وہابیوں کا ہوگا۔ جن میں مولانا محمد شفیع دیوبندی ممبر بورڈ تعلیمات اسلامی ملحقہ دستور ساز اسمبلی پاکستان اور مولانا داؤد غزنوی

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة «السلطانية» المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً «للمعجم المفهرس» و«تحفة الأشراف»

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

في النَّاسِ، فَأَثْنَىٰ عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: «إِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ، وما مِن نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نوحٌ قَوْمَهُ، وَلكِن سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ: تَعْلَمُونَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللهَ لَيسَ بِأَعْوَرَ». [الحديث ٣٠٥٧ ـ أطرافه في: ٣٣٣٧، ٣٤٣٩، ٤٤٠٢، ٦١٧٥، ٧١٢٣، ٧١٢٧، ٧٤٠٨].

١٧٩/ ١٧٨ ـ باب قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْيَهُودِ: أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا

قالَهُ المَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ.

١٨٠/ ١٧٩ ـ باب إِذَا أَسْلَمَ قَوْمٌ فِي دَارِ الحَرْبِ، وَلَهُمْ مالٌ وَأَرَضُونَ، فَهْيَ لَهُمْ

٣٠٥٨ ـ حدّثنا مَحْمُودٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَينٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيدٍ قالَ: قُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَينَ تَنْزِلُ غَداً؟ فِي حَجَّتِهِ، قالَ: «وَهَل تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مَنْزِلاً»؟ ثُمَّ قالَ: «نَحْنُ نَازِلُونَ غَداً بِخَيفِ بَنِي كِنَانَةَ المُحَصَّبِ، حَيثُ قَاسَمَتْ قُرَيشٌ عَلَى الكُفرِ». وَذلِكَ أَنَّ بَنِي كِنَانَةَ حالَفَتْ قُرَيشاً عَلَى بَنِي هَاشِمٍ: أَنْ لَا يُبَايِعُوهُمْ وَلَا يُؤْوُوهُمْ. قالَ الزُّهْرِيُّ: وَالخَيفُ: الوَادِي.

٣٠٥٩ ـ حدّثنا إِسْماعِيلُ قالَ: حَدَّثَنِي مالِكٌ، عَنْ زَيدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رضي الله عنه اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعى هُنَيّاً عَلَى الحِمىٰ، فَقَالَ: يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَنِ المُسْلِمِينَ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ المَظْلُومِ، فَإِنَّ دَعْوَةَ المَظْلُومِ مُسْتَجَابَةٌ، وَأَدْخِل رَبَّ الصُّرَيمَةِ، وَرَبَّ الغُنَيمَةِ، وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ، فَإِنَّهُمَا إِنْ تَهْلِكْ ماشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيمَةِ، وَرَبَّ الغُنَيمَةِ: إِنْ تَهْلِكْ ماشِيَتُهُمَا، يَأْتِينِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ؟ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَا لَكَ، فَالماءُ وَالكَلأُ أَيسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ، وَايمُ اللهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ، إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ فَقَاتَلُوا عَلَيهَا فِي الجَاهِلِيَّةِ، وَأَسْلَمُوا عَلَيهَا فِي الإِسْلَامِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا المَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيهِ فِي سَبِيلِ اللهِ، ما حَمَيتُ عَلَيهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْراً.

١٨١/ ١٨٠ ـ باب كِتَابَةِ الإِمامِ النَّاسَ

٣٠٦٠ ـ حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيفَةَ رضي الله عنه قالَ: قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اكْتُبُوا لِي مَنْ تَلَفَّظَ بِالإِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ» فَكَتَبْنَا لَهُ أَلفاً وَخَمْسَ مِئَةِ رَجُلٍ، فَقُلنَا: نَخَافُ وَنَحْنُ أَلفٌ وَخَمْسُ مِئَةٍ، فَلَقَدْ رَأَيتُنَا ابْتُلِينَا، حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيُصَلِّي وَحْدَهُ وَهُوَ خائِفٌ.

حدّثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ: فَوَجَدْنَاهُمْ خَمْسَ مِئَةٍ، قالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: ما بَينَ سِتِّ مِئَةٍ إِلَى سَبْعِ مِئَةٍ. [مسلم: كتاب الإيمان، باب الاستسرار بالإيمان للخائف، رقم: ١٤٩].

٣٠٦١ ـ حدّثنا أَبُو نُعَيمٍ: حَدَّثَنَا سُفيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قالَ: جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي كُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي حاجَّةٌ، قالَ: «ارْجِعْ، فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ».

١٨٢/ ١٨١ ـ باب إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ

٣٠٦٢ ـ حدّثنا أَبُو اليَمانِ: أَخْبَرَنَا شُعَيبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وحدّثني مَحْمُودُ بْنُ غَيلَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ المُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ رضي الله عنه قالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ خَيبَرَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يَدَّعِي الإِسْلَامَ: «هذا مِنْ أَهْلِ النَّارِ». فَلَمَّا حَضَرَ القِتَالُ قاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالاً شَدِيداً فَأَصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، الَّذِي قُلتَ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَإِنَّهُ قَدْ قَاتَلَ اليَوْمَ قِتَالاً شَدِيداً وقد مَاتَ، فَقَالَ النبيُّ ﷺ: «إِلى النارِ» قال: فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يَرْتَابَ، فَبَينَما هُمْ عَلَى ذلِكَ إِذْ قِيلَ: إِنَّهُ لَمْ يَمُتْ، وَلكِنَّ بِهِ جِرَاحاً شَدِيداً، فَلَمَّا كانَ مِنَ اللَّيلِ لَمْ يَصْبِرْ عَلَى الجِرَاحِ فَقَتَلَ نَفسَهُ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذلِكَ فَقَالَ: «اللهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنِّي عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ». ثُمَّ أَمَرَ بِلَالاً فَنَادَى بِالنَّاسِ: «إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الجَنَّةَ إِلَّا نَفسٌ مُسْلِمَةٌ، وَإِنَّ اللهَ لَيُؤَيِّدُ هذا الدِّينَ بِالرَّجُلِ الفَاجِرِ». [مسلم: كتاب الإيمان، باب غلظ تحريم قتل الإنسان نفسه، رقم: ١١١]. [الحديث ٣٠٦٢ ـ أطرافه في: ٤٢٠٣، ٤٢٠٤، ٦٦٠٦].

١٨٣/ ١٨٢ ـ باب مَنْ تَأَمَّرَ فِي الحَرْبِ مِنْ غَيرِ إِمْرَةٍ إِذَا خافَ العَدُوَّ

٣٠٦٣ ـ حدّثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ،

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج

القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري» قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ

فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ في الْفِتْنَةِ؟ قال حُذَيْفَةُ: أَنَا، وَسَاقَ الْحَدِيثَ كَنَحْوِ حَدِيثِ أَبِي مَالِكٍ عَنْ رِبْعِيٍّ.

وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: قال حُذَيْفَةُ: حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالأَغَالِيطِ، وَقَالَ: يَعْنِي أَنَّهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

٢٣٢-(١٤٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، جَمِيعًا عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ.

قال ابْنُ عَبَّادٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ (يَعْنِي ابْنَ كَيْسَانَ)، عَنْ أَبِي حَازِمٍ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَدَأَ الإِسْلامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ».

٢٣٢-(١٤٦) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ، وَالْفَضْلُ ابْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ قَالا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ ابْنُ سَوَّارٍ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ (وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ)، عَنْ أَبِيهِ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «إِنَّ الإِسْلامَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ، وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا».

٢٣٣-(١٤٧) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ (ح).

و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ خُبَيْبِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ ابْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا». [اخرجه البخاري ١٨٧٦]

(٦٦) - باب: ذَهَابِ الإِيمَانِ آخِرَ الزَّمَانِ

٢٣٤-(١٤٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ ابْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ.

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قال: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى لا يُقَالَ فِي الأَرْضِ: اللَّهُ، اللَّهُ».

- حَدَّثَنَا عَبْدُ ابْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ثَابِتٍ،

عَنْ أَنَسٍ، قال: قال رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ عَلَى أَحَدٍ يَقُولُ: اللَّهُ، اللَّهُ».

(٦٧) - باب: الإِسْتِسْرَارِ بِالايمَانِ لِلْخَائِفِ

٢٣٥-(١٤٩) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ نُمَيْرٍ، وَأَبُو كُرَيْبٍ (وَاللَّفْظُ لأَبِي كُرَيْبٍ) قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ.

عَنْ حُذَيْفَةَ، قال: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَحْصُوا لِي كَمْ يَلْفِظُ الإِسْلامَ». قال، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَتَخَافُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ مَا بَيْنَ السِّتِّ مِائَةٍ إِلَى السَّبْعِ مِائَةٍ؟ قال: «إِنَّكُمْ لا تَدْرُونَ، لَعَلَّكُمْ أَنْ تُبْتَلَوْا». قال، فَابْتُلِينَا. حَتَّى جَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا لا يُصَلِّي إِلا سِرًّا. [اخرجه البخاري: ٣٠٦٠]

(٦٨) - باب: تَأَلُّفِ قَلْبِ مَنْ يَخَافُ عَلَى إِيمَانِهِ لِضَعْفِهِ، وَالنَّهْيِ عَنِ الْقَطْعِ بِالإِيمَانِ مِنْ غَيْرِ دَلِيلٍ قَاطِعٍ

٢٣٦-(١٥٠) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ.

عَنْ أَبِيهِ، قال: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَسْمًا، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِ فُلانًا فَإِنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَوْ مُسْلِمٌ». أَقُولُهَا ثَلاثًا. وَيُرَدِّدُهَا عَلَيَّ ثَلاثًا: «أَوْ مُسْلِمٌ». ثُمَّ قال: «إِنِّي لأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ، مَخَافَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللَّهُ فِي النَّارِ». [اخرجه البخاري ٢٧ و ١٤٧٨.. وسياتي بعد الحديث: ١٠٥٨]

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية، ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

سُلَيمَانُ الشَّيبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ مَيمُونَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي عَلَى الخُمْرَةِ. [طرفه في: ٣٣٣].

٢٢/ ٢٢ ـ بابُ الصَّلَاةِ عَلَى الفِرَاشِ

وَصَلَّى أَنَسٌ عَلَى فِرَاشِهِ، وَقَالَ أَنَس: كنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، فَيَسْجُدُ أَحَدُنَا عَلَى ثَوْبِهِ.

٣٨٢ ـ حدّثنا إِسماعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَينَ يَدَي رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ، فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا. قَالَتْ: وَالبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. [مسلم: كتاب الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، رقم: ٥١٢]. [الحديث ٣٨٢ ـ أطرافه في: ٣٨٣، ٣٨٤، ٥٠٨، ٥١١، ٥١٢، ٥١٣، ٥١٤، ٥١٥، ٥١٩، ٩٩٧، ١٢٠٩، ٦٢٧٦].

٣٨٣ ـ حدّثنا يَحيى بْنُ بُكَيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَهِيَ بَينَهُ وَبَينَ القِبْلَةِ، عَلَى فِرَاشِ أَهْلِهِ، اعْتِرَاضَ الجَنَازَةِ. [طرفه في: ٣٨٢].

٣٨٤ ـ حدّثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي، وَعَائِشَةُ مُعْتَرِضَةٌ بَينَهُ وَبَينَ القِبْلَةِ، عَلَى الفِرَاشِ الَّذِي يَنَامَانِ عَلَيهِ. [طرفه في: ٣٨٢].

٢٣/ ٢٣ ـ بابُ السُّجُودِ عَلَى الثَّوْبِ فِي شِدَّةِ الحَرِّ

وَقَالَ الحَسَنُ: كَانَ القَوْمُ يَسْجُدُونَ عَلَى العِمَامَةِ وَالقَلَنْسُوَةِ، وَيَدَاهُ فِي كُمِّهِ.

٣٨٥ ـ حدّثنا أَبُو الوَلِيدِ، هِشَامُ بْنُ عَبْدِ المَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ المُفَضَّلِ قَالَ: حَدَّثَنِي غَالِبٌ القَطَّانُ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَيَضَعُ أَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ، مِنْ شِدَّةِ الحَرِّ، فِي مَكَانِ السُّجُودِ. [مسلم: كتاب المساجد، باب استحباب تقديم الظهر أول الوقت، رقم: ٦٢٠]. [الحديث ٣٨٥ ـ طرفاه في: ٥٤٢، ١٢٠٨].

٢٤/ ٢٤ ـ بابُ الصَّلَاةِ فِي النِّعَالِ

٣٨٦ ـ حدّثنا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَسْلَمَةَ، سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ الأَزْدِيُّ، قَالَ: سأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [مسلم: كتاب المساجد، باب جواز الصلاة في النعلين، رقم: ٥٥٥]. [الحديث ٣٨٦ ـ طرفه في: ٥٨٥٠].

٢٥/ ٢٥ ـ بابُ الصَّلَاةِ فِي الخِفَافِ

٣٨٧ ـ حدّثنا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ: عَنْ هَمَّامِ بْنِ الحَارِثِ قَالَ: رَأَيتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، فَسُئِلَ فَقَالَ: رَأَيتُ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هذا. قَالَ إِبْرَاهِيمُ، فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ، لأَنَّ جَرِيراً كَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ أَسْلَمَ. [مسلم: كتاب الطهارة، باب المسح على الخفين، رقم: ٢٧٢].

٣٨٨ ـ حدّثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ المُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَسَحَ عَلَى خُفَّيهِ وَصَلَّى. [طرفه في: ١٨٢].

٢٦/ ٢٦ ـ بابٌ إِذَا لَمْ يُتِمَّ السُّجُودَ

٣٨٩ ـ أخبرنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَخْبَرَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ وَاصِلٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيفَةَ: رَأَى رَجُلاً لَا يُتِمُّ رُكُوعَهُ وَلَا سُجُودَهُ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَ لَهُ حُذَيفَةُ: مَا صَلَّيتَ ـ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ ـ لَوْ مُتَّ مُتَّ عَلَى غَيرِ سُنَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ. [الحديث ٣٨٩ ـ طرفاه في: ٧٩١، ٨٠٨].

٢٧/ ٢٧ ـ بابٌ يُبْدِي ضَبْعَيهِ وَيُجَافِي فِي السُّجُودِ

٣٩٠ ـ أخبرنا يَحيى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَينَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَينَ يَدَيهِ، حَتَّى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيهِ. وَقَالَ اللَّيثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ: نَحْوَهُ. [مسلم: كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة، رقم: ٤٩٥]. [الحديث ٣٩٠ ـ طرفاه في: ٨٠٧، ٣٥٦٤].

٢٨/ ٢٨ ـ بابُ فَضْلِ اسْتِقْبَالِ القِبْلَةِ

يَسْتَقْبِلُ بِأَطْرَافِ رِجْلَيهِ، قَالَ أَبُو حُمَيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٣٩١ ـ حدّثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ المَهْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مَيمُونِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذلِكَ المُسْلِمُ، الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ، فَلَا تُخْفِرُوا اللهَ فِي ذِمَّتِهِ». [الحديث ٣٩١ ـ طرفاه في: ٣٩٢، ٣٩٣].

تصنيف

الإمام الحافظ أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري

٢٠٦ ~ ٢٦١

طبعة مدققة، مفصلة الأحاديث، معزوة الأطراف، مخرجة من «صحيح البخاري»، قابلة للنظر من المعجم المفهرس وكتب أخرى، مزيدة بكتابين: «صيانة صحيح مسلم من الإخلال والغلط وحمايته من الإسقاط والسقط» لابن الصلاح، و«علل أحاديث في كتاب الصحيح» لابن عمار الشهيد، مزودة بفهارس للأبواب، وفهارس للصحابة، وفهارس للأقوال النبوية.

إخراج وتنفيذ
فريق بيت الأفكار الدولية

بيت الأفكار الدولية

زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قال: «وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ». ثلاثًا، ثُمَّ قال في الرَّابعة: «عَلَى رَغْمِ أنف أبي ذَرٍّ». قال، فَخَرَجَ أَبُو ذَرٍّ وَهُوَ يَقُولُ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. [اخرجه البخاري ٥٨٢٧]

(٤١) - باب: تَحْرِيمِ قَتْلِ الْكَافِرِ بَعْدَ أنْ قال: لا إلَهَ إلا اللَّهُ

١٥٥-(٩٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ابْنُ سَعِيد، حَدَّثَنَا لَيْثٌ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رُمْح (وَاللَّفْظُ مُتَقَارِبٌ)، أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَاب، عَنْ عَطَاء ابْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ عُبَيْد اللَّه ابْن عَدِيٍّ ابْنِ الْخِيَار.

عَنِ الْمِقْدَادِ ابْنِ الأَسْوَدِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قال: يَا رَسُولَ اللَّه! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّار، فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لاذَ مِنِّي بِشَجَرَة، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلَّه، أَفَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللَّه! بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قال رَسُولُ اللَّه ﷺ: «لا تَقْتُلْهُ». قال فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه! إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي، ثُمَّ قال: ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا، أَفَأَقْتُلُهُ؟ قال رَسُولُ اللَّه ﷺ: «لا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ». [اخرجه البخاري ٤٠١٩ و ٦٨٦٥]

١٥٦-(٩٥) حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ ابْنُ حُمَيْد، قَالا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاق قال: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ (ح).

و حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ ابْنُ مُسْلِم، عَنِ الأوْزَاعِيِّ (ح).

و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِع، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاق، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْج.

جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِهَذَا الإِسْنَاد.

أَمَّا الأوْزَاعِيُّ وَابْنُ جُرَيْج فَفِي حَدِيثِهِمَا قال: أَسْلَمْتُ لِلَّه، كَمَا قال اللَّيْثُ فِي حَدِيثِه.

وَأَمَّا مَعْمَرٌ فَفِي حَدِيثِه ك فَلَمَّا أَهْوَيْتُ لأَقْتُلَهُ قال: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ.

١٥٧-(٩٥) و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ ابْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْب، قال: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَاب قال: حَدَّثَنِي عَطَاءُ ابْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّه ابْنَ عَدِيٍّ ابْنِ الْخِيَار أَخْبَرَهُ، أَنَّ الْمِقْدَادَ ابْنَ عَمْرِو ابْنِ الأَسْوَدِ الْكِنْدِيَّ، وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّه ﷺ، أَنَّهُ قال: يَا رَسُولَ اللَّه! أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلاً مِنَ الْكُفَّار؟ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ اللَّيْث.

١٥٨-(٩٦) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِد الأَحْمَرُ (ح).

و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْب وَإِسْحَاقُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ.

كِلاهُمَا عَنِ الأَعْمَش، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ.

عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْد، (وَهَذَا حَدِيثُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ)، قال: بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّه ﷺ فِي سَرِيَّة، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلاً، فَقَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، فَطَعَنْتُهُ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّه ﷺ: «أَقَالَ: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَقَتَلْتَهُ؟». قال قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّه! إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِنَ السِّلاح. قال: «أَفَلا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لا». فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذ، قال فَقَالَ سَعْدٌ: وَأَنَا وَاللَّه لا أَقْتُلُ مُسْلِمًا حَتَّى يَقْتُلَهُ ذُو الْبُطَيْنِ يَعْنِي أُسَامَةَ، قال: قال رَجُلٌ: أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ: ﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ﴾ [الأنفال: ٣٩].

مفردات القرآن (اردو)

جلد اول

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ وحواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری

شیخ شمس الحق

۳۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

اور رُدُّ کا لفظ لا کر اس بات پر تنبیہ کی ہو کہ انہوں نے بار بار ایسا کیا۔ ❶

اور آیت: ﴿لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا﴾ (۲۔۱۰۹) کہ ایمان لا چکنے کے بعد تم کو کافر بنا دیں۔

میں رَدٌّ کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ تمہیں دوبارہ حالت کفر کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں جسے تم چھوڑ کر مسلمان ہوئے ہو۔

جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ﴾ (۳۔۹۹) لوگو! تم اہل کتاب کے کسی فرقے کا بھی کہا مانو گے تو وہ تمہارے ایمان لائے پیچھے تم کو پھر کافر بنا دیں گے۔

اَلْاِرْتِدَادُ وَالرِّدَّةُ: اس راستہ پر پلٹنے کو کہتے ہیں جس سے کوئی آیا ہو۔ لیکن رِدَّۃ کا لفظ کفر کی طرف لوٹنے کے ساتھ مختص ہو چکا ہے اور ارتداد عام ہے جو حالت کفر اور غیر دونوں کی طرف لوٹنے پر بولا جاتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى﴾ (۴۷۔۲۵) بے شک جو لوگ اپنی پشتوں پر لوٹ گئے (اس کے) بعد کہ ان کے سامنے ہدایت واضح ہوگئی۔ اور آیت کریمہ:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ﴾ (۵۔۵۴) میں اسلام سے کفر کی طرف لوٹنا مراد ہے اور یہی معنیٰ آیت:

﴿وَمَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَیَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ (۲۔۲۱۷) میں مراد ہیں: ﴿وَنُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا﴾ (۶۔۷۱) تو (کیا اس کے بعد) بھی الٹے پیروں (کفر کی طرف) لوٹ جائیں گے۔

اور غیر کفر کی طرف لوٹنے کے متعلق فرمایا:

﴿وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ﴾ (۵۔۲۱) اور اپنی پشتوں پر مت پھرو یعنی کسی کام کی تحقیق کر لینے اور اس کی اچھائی کو جان لینے کے بعد اسے مت چھوڑو۔

﴿فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا﴾ (۱۸۔۶۴) پھر دونوں اپنے (پیروں کے) نشانوں کے کھوج لگاتے الٹے پاؤں پھرے۔

﴿فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِیْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا﴾ (۱۲۔۹۶) پھر جب یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے زندہ وسلامت ہونے کی خوشخبری دینے والا (یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس) آ پہنچا تو اس نے (آنے کے ساتھ ہی یوسف کا کرتہ) یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے چہرہ پر ڈال دیا تو وہ فوراً بینا ہو گئے۔ یعنی ان کی بینائی ان کی طرف لوٹ آئی اور رَدَدْتُ الْحُكْمَ اِلٰى فُلَانٍ کے معنیٰ کسی کے فیصلہ سپرد کر دینے کے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ﴾ (۴۔۵۹) پھر اگر کسی امر میں تم (اور حاکم وقت) آپس میں جھگڑ پڑو تو اس امر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے طرف رجوع کرو۔

---

❶ والبسط ماورایت البحث فی الآیة فی امالی المرتضیٰ راجع (۳۶۵۔۳۶۷)۔

المجلد الاول من تفسير روح البيان

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقى البروسوى قدس سره العالى المتوفى سنه ١١٣٧

حمدا لمن ابدع السيد آدم واودعه مظاهر اسمائه وصفاته المنعوتة بالعالم واجمل فيه جميع الحقائق وجعله مظهر اسمه الجامع لما تأخر وتقدم وصلاة وسلاما على مرآت درج الكمال الاسنى وصورة صور الكائنات ومجمع اسرار الآيات البينات سيدنا محمد سر الاسرار فهو الاسم الاعظم والحبيب الافخم الناطق بلسانه (انا سيد ولد آدم) وعلى آله واصحابه المصطفين من العرب والعجم الدامغين بانوارهم آثام الظلم وبعد فلما لم يبق نسخ هذا التفسير الشريف المرغوب بين المشارق والمغارب الذى طبع سابقا فى المطبعة العثمانية بمعرفة ابينا المرحوم المغفور عثمان بك نور الله مضجعه بلطفه المشكور وطلبوا كثيرا من العلماء ولم يجدوه اردت ان اطبع طبعا نفيسا والتزمت باعتناء التصحيح وفوضت تصحيحه الى يدى العالمين العاملين اعنى المدرس المجيز باسكدار الموصوف بالعفة والاستقامة [حافظ محمد خيرى] والمصحح الكتب الذى اشتهر بتصحيحه فى المطبوعات [احمد رفعت] غفر الله لهما وشكر سعيهما وطبعت فى عصر خليفة السلطان [محمد رشاد خان] خلد الله ملكه الى آخر الدوران مستعينا بتوفيق الله وطلبا لمرضاة الله تعالى فى الصبح والمسى وارجو من الله تعالى ان اخدم اخواننا المسلمين بطبع كتب التفاسير والاحاديث وغيرذلك واكون فى زمرة (سيد القوم خادمهم) وما توفيقى الا بالله عليه توكلت واليه انيب

مدير المطبعة العثمانيه وصاحب الامتياز
محمد صائم بن عثمان بك

١٣٣٠

عن الورى ﴿ وفى التأويلات النجمية ان لكل قوم عجلا يعبدونه من دون الله قوم يعبدون عجل الدراهم والدنانير وقوم يعبدون عجل الشهوات وقوم يعبدون عجل الجاه وقوم يعبدون عجل الهوى وهذا ابغضها على الله فالله تعالى يلهم موسى قلب كل سعيد ليقول ياقوم ﴿ انكم ظلمتم انفسكم باتخاذكم العجل فتوبوا الى بارئكم ﴾ اى ارجعوا الى الله بالخروج عما سواه ولا يمكنكم الا بقتل النفس ﴿ فاقتلوا انفسكم ﴾ بقمع الهوى لان الهوى هو حياة النفس وبالهوى ادعى فرعون الربوبية وعبد بنوا اسرائيل العجل وبالهوى أبى واستكبر ابليس اوارجعوا بالاستنصار على قتل النفس بنهيها عن هواها فاقتلوا انفسكم بنصر الله وعونه فان قتل النفس فى الظاهر يسر للمؤمن والكافر فاما قتل النفس فى الباطن وقهرها فامر صعب لايتيسر الا لخواص الحق بسيف الصدق وبنصر الحق ولهذا جعل مرتبة الصديقين فوق مرتبة الشهداء وكان النبى صلى الله عليه وسلم اذا رجع من غزو يقول (رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر) وذلك لان المجاهد اذا قتل بسيف الكفار يستريح من التعب بمرة واحدة واذا قتل بسيف الصدق فى يوم الف مرة تحيى كل مرة نفس على بصيرة اخرى وتزداد فى مكرها فلا يستريح المجاهد طرفة عين من جهادها ولا يأمن مكرها وبالحقيقة النفس هى صورة مكر الحق ولا يأمن مكر الله الا القوم الخاسرون ﴿ ذلكم خير لكم عند بارئكم ﴾ يعنى قتل النفس بسيف الصدق خير لكم لان بكل قتلة رفعة ودرجة لكم عند بارئكم فانتم تتقربون الى الله بقتل النفس وقمع الهوى وهو يتقرب اليكم بالتوفيق للتوبة والرحمة عليكم كما قال (من تقرب الى شبرا تقربت اليه ذراعا) وذلك قوله ﴿ فتاب عليكم انه هو التواب الرحيم ﴾: قال فى المثنوى

عمرا كربكذشت بيخش اين دم است * آب توبش ده اكر اوبى نم است
بيخ عمرت را بده آب حيات * تادرخت عمر كردد بانبات

﴿ واذ قلتم ﴾ هذا هو الانعام السادس اى واذكروا يابنى اسرائيل وقت قول السبعين من اسلافكم الذين اختارهم موسى حين ذهبوا معه الى الطور للاعتذار عن عبادة العجل وهم غير السبعين الذين اختارهم موسى اول مرة حين اراد الانطلاق الى الطور بعد غرق فرعون لاتيان التوراة ﴿ ياموسى لن نؤمن لك ﴾ لن نصدقك لاجل قولك ودعوتك على ان هذا كتاب الله وانك سمعت كلامه وان الله تعالى امرنا بقبوله والعمل به ﴿ حتى نرى الله جهرة ﴾ اى عيانا لاساتر بيننا وبينه كالجهر فى الوضوح والانكشاف لان الجهر فى المسموعات والمعاينة فى المبصرات ونصبها على المصدرية لانها نوع من الرؤية فكأنها مصدر الفعل الناصب اوحال من الفاعل والمعنى حتى نرى الله مجاهرين اومن المفعول والمعنى حتى نرى الله مجاهرا بفتح الهاء ﴿ فاخذتكم الصاعقة ﴾ هى نار محرقة فيها صوت نازلة من السماء وهى كل امر مهول مميت اومزيل للعقل والفهم وتكون صوتا وتكون نارا وتكون غير ذلك وانما احرقتهم الصاعقة لسؤالهم ماهو مستحيل على الله فى الدنيا ولفرط العناد والتعنت وانما الممكن ان يرى رؤية منزهة عن الكيفية وذلك للمؤمنين فى الآخرة وللافراد من الانبياء فى بعض الاحوال فى الدنيا ﴿ وانتم تنظرون ﴾ الى الصاعقة النازلة فان كانت نارا فقد عاينوها
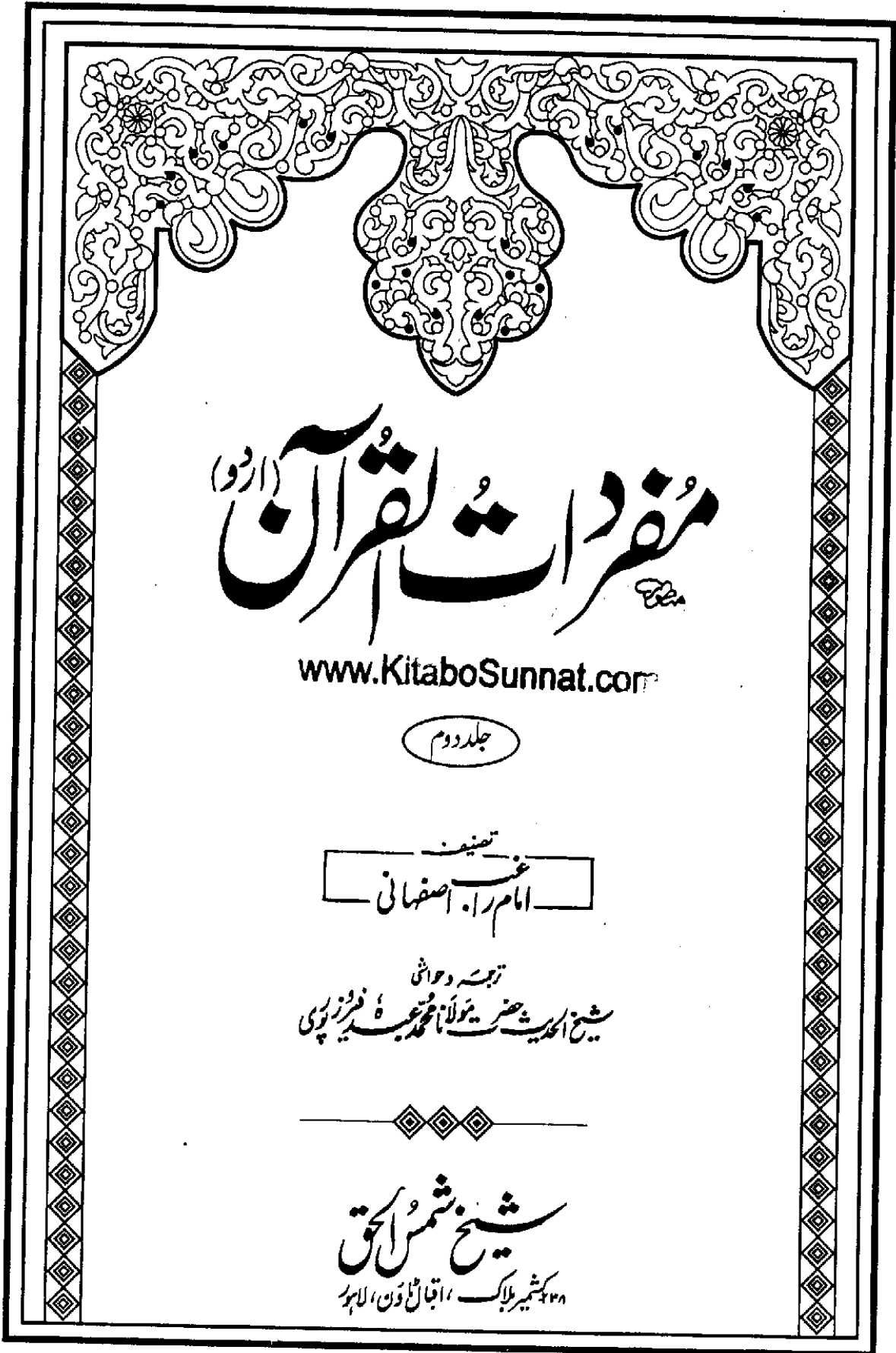
درا واسطه دفع غم دربيان رسيدن زن خانه وجدا شدن زاهد از كنيزك

مفردات القرآن (اردو)

www.KitaboSunnat.com

جلد دوم

تصنیف

امام راغب اصفہانی

ترجمہ وحواشی

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبدہ فیروزپوری

شیخ شمس الحق

۲۸ کشمیر بلاک، اقبال ٹاؤن، لاہور

ہے۔قرآن میں ہے۔

﴿اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ﴾ (۳۔۱۴۴) بھلا اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں۔

﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ﴾ (۸۔۱۷) تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا۔

﴿قُتِلَ الْاِنْسَانُ﴾ (۸۰۔۱۷) انسان ہلاک ہو جائے۔اور آیت کریمہ:

﴿قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ﴾ (۵۱۔۱۰) اٹکل دوڑانے والے ہلاک ہوں۔

میں بعض نے کہا ہے کہ یہ بددعا کے لیے ہے اور قتل کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے معنی ایجاد قتل کے ہوتے ہیں اور آیت کریمہ:

﴿فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (۲۔۵۴) اور اپنے تئیں ہلاک کر ڈالو۔

کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو اور بعض نے خواہشات نفسانی کا قلع قمع کر دینا مراد لیا ہے۔اسی سے بطور استعارہ کہا جاتا ہے۔

قَتَلْتُ الْخَمْرَ بِالْمَاءِ: میں نے شراب میں پانی ملا دیا (جس سے اس کا جوش ٹھنڈا ہو گیا)

قَتَلْتُ فُلَانًا وَقَتَّلْتُهٗ: میں نے اسے ذلیل کر دیا۔

شاعر نے کہا ہے [1] (البسیط)

(۳۵۰) كَاَنَّ عَيْنَيَّ فِيْ غَرْبَيْ مُقَتَّلَةٍ

گویا میری دونوں آنکھیں بھرے ہوئے ڈول میں رکھی ہوئی ہیں۔

قَتَلْتُ كَذَا عِلْمًا: میں نے اچھی طرح جان لیا۔اور آیت کریمہ

﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا﴾ (۴۔۱۵۷) اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہیں کیا۔

کے معنی یہ ہیں کہ انہیں مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا یقین نہیں ہے۔ [2]

اَلْمُقَاتَلَةُ کے معنی جنگ کرنے اور کسی کے درپے قتل ہونے کے ہیں قرآن پاک میں ہے۔

﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ (۲۔۱۹۳) اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے۔

﴿وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا﴾ (۵۹۔۱۲) اور اگر ان سے جنگ ہوئی۔

﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ﴾ (۹۔۱۲۳) (اپنے نزدیک کے رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو۔

﴿وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ﴾ (۴۔۷۴) اور جو شخص خدا کی راہ میں جنگ کرے پھر شہید ہو جائے۔

بعض نے کہا ہے کہ قتل کے معنی دشمن اور ہمسر کے ہیں مگر اسکے اصل معنی مقاتل یعنی لڑنے والا کے ہیں اور آیت کریمہ۔

﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ﴾ (۹۔۳۰) خدا ان کو ہلاک کرے۔

بعض کے نزدیک جملہ دعائیہ ہے کہ اللہ ان پر لعنت کرے اور بعض نے اس کے معنی قتل کر دینا کے لکھے ہیں۔لیکن

---

[1] وتمامة: من النواضح تسقى جنة سحقا۔ قاله زهير وقد مر تخريجه (جن) والبيت ايضا فى المحكم (سحق)

[2] راجع (ى ق ن) ۱۲

مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴

ساقط نہ ہوگی، مثلاً جس کا مال چوری کیا ہے وہ معاف بھی کردے تو چوری کی شرعی سزا معاف نہ ہوگی، بخلاف قصاص کے کہ اس میں حق العبد کی حیثیت کو قرآن و سنت نے غالب قرار دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ قاتل پر جرم قتل ثابت ہوجانے کے بعد اس کو ولی مقتول کے حوالہ کردیا جاتا ہے وہ چاہے تو قصاص لے لے، اور اس کو قتل کرادے، اور چاہے معاف کردے۔

اسی طرح زخموں کے قصاص کا بھی یہی حال ہے، یہ بات آپ پہلے معلوم کرچکے ہیں کہ حدود یا قصاص کے ساقط ہوجانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ مجرم کو کھلی چھٹی مل جائے بلکہ حاکمِ وقت تعزیری سزا جتنی اور جیسی مناسب سمجھے دے سکتا ہے، اس لئے یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اگر خون کے مجرم کو اولیاء مقتول کے معاف کرنے پر چھوڑ دیا جائے تو قاتلوں کی جرأت بڑھ جائے گی، اور قتل کی واردات عام ہوجائیں گی، کیونکہ اس شخص کی جان لینا تو ولیِ مقتول کا حق تھا وہ اس نے معاف کردیا، لیکن دوسرے لوگوں کی جانوں کی حفاظت حکومت کا حق ہے، وہ اس حق کے تحفظ کے لئے اس کو عمر قید کی یا دوسری قسم کی سزائیں دے کر اس خطرہ کا انسداد کرسکتی ہے۔

یہاں تک شرعی سزاؤں حدود، قصاص، اور تعزیرات کی اصطلاحاتِ شرعیہ اور ان کے متعلق ضروری معلومات کا بیان ہوا، اب ان کے متعلق آیات کی تفسیر اور حدود کی تفصیل دیکھئے، پہلی آیت میں ان لوگوں کی سزا کا بیان ہے جو اللہ اور رسولؐ کے ساتھ مقابلہ اور محاربہ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔

یہاں پہلی بات قابلِ غور یہ ہے کہ اللہ و رسولؐ کے ساتھ محاربہ اور زمین میں فساد کا کیا مطلب ہے، اور کون لوگ اس کے مصداق ہیں، لفظ "محاربہ" حرب سے ماخوذ ہے، اور اس کے اصلی معنی سلب کرنے اور چھین لینے کے ہیں، اور محاورات میں یہ لفظ سلم کے بالمقابل استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی امن اور سلامتی کے ہیں، تو معلوم ہوا کہ حرب کا مفہوم بدامنی پھیلانا ہے، اور ظاہر ہے کہ اِکّا دُکّا چوری یا قتل و غارت گری سے امنِ عامّہ سلب نہیں ہوتا، بلکہ یہ صورت جبھی ہوتی ہے جبکہ کوئی طاقتور جماعت رہزنی اور قتل و غارت گری پر کھڑی ہوجائے، اسی لئے حضرات فقہاء نے اس سزا کا مستحق صرف اس جماعت یا فرد کو قرار دیا ہے جو مسلح ہوکر عوام پر ڈاکے ڈالے، اور حکومت کے قانون کو قوت کے ساتھ توڑنا چاہے جس کو دوسرے لفظوں میں ڈاکو یا باغی کہا جاسکتا ہے، عام انفرادی جرائم کرنیوالے چور گرہ کٹ وغیرہ اس میں داخل نہیں ہیں (تفسیر مظہری)

دوسری بات یہاں یہ قابلِ غور ہے کہ اس آیت میں محاربہ کو اللہ اور رسولؐ کی طرف

منسوب کیا ہی، حالانکہ ڈاکو یا بغاوت کرنے والے جو مقابلہ یا محاربہ کرتے ہیں وہ انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے، وجہ یہ ہو کہ کوئی طاقت ور جماعت جب طاقت کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون کو توڑنا چاہے تو اگرچہ ظاہر میں اس کا مقابلہ عوام اور انسانوں کے ساتھ ہوتا ہے لیکن درحقیقت اس کی جنگ حکومت کے ساتھ ہے، اور اسلامی حکومت میں جب قانون اللہ اور رسولؐ کا نافذ ہو تو یہ محاربہ بھی اللہ و رسول ہی کے مقابلہ میں کہا جائیگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ پہلی آیت میں جس سزا کا ذکر ہے یہ اُن ڈاکوؤں اور باغیوں پر عائد ہوتی ہو جو اجتماعی قوت کے ساتھ حملہ کرکے امنِ عامہ کو برباد کریں، اور قانونِ حکومت کو علانیہ توڑنیکی کوشش کریں، اور ظاہر ہے کہ اس کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں، مال لوٹنے آبرو پر حملہ کرنے سے لیکر قتل و خونریزی تک سب اس کے مفہوم میں شامل ہیں، اسی سے مقاتلہ اور محاربہ میں فرق معلوم ہوگیا کہ لفظ مقاتلہ خوں ریز لڑائی کے لئے بولا جاتا ہے گو کوئی قتل ہوا نہ ہو، اور گو ضمناً مال بھی لوٹا جائے، اور لفظ محاربہ طاقت کے ساتھ بدامنی پھیلانے اور سلامتی کو سلب کرنے کے معنی میں ہے۔ اسی لئے یہ لفظ اجتماعی طاقت کے ساتھ عوام کی جان و مال و آبرو میں سے کسی چیز پر دست درازی کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، جس کو رہزنی، ڈاکہ، اور بغاوت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس جرم کی سزا قرآن کریم نے خود متعین فرما دی اور بطور حق اللہ یعنی سرکاری جرم کے نافذ کیا جس کو اصطلاح شرع میں حد کہا جاتا ہے، اب سنئے کہ ڈاکہ اور رہزنی کی شرعی سزا کیا ہو آیت مذکورہ میں رہزنی کی چار سزائیں مذکور ہیں:

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۔ یعنی اُن کو قتل کیا جائے یا سُولی چڑھایا جائے یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مختلف جانبوں سے کاٹ دیئے جائیں یا ان کو زمین سے نکال دیا جائے۔ ان میں سے پہلی تین سزاؤں میں مبالغہ کا لفظ باب تفعیل سے استعمال فرمایا جو تکرار فعل اور شدت پر دلالت کرتا ہے، اس میں صیغۂ جمع استعمال فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ ان کا قتل یا سُولی چڑھانا یا ہاتھ پاؤں کاٹنا عام سزاؤں کی طرح نہیں کہ جس فرد پر جرم ثابت ہو صرف اسی فرد پر سزا جاری کی جائے بلکہ یہ جرم جماعت میں سے ایک فرد سے بھی صادر ہوگیا تو پوری جماعت کو قتل یا سُولی، یا ہاتھ پاؤں کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔

نیز اس طرف بھی اشارہ کر دیا گیا کہ یہ قتل و صلب وغیرہ قصاص کے طور پر نہیں کہ اولیاء مقتول کے معاف کر دینے سے معاف ہوجائے، بلکہ یہ حد شرعی بحیثیت حق اللہ کے نافذ کی گئی ہے جن لوگوں کو نقصان پہونچا ہے وہ معاف بھی کردیں تو شرعاً سزا معاف نہ ہوگی،
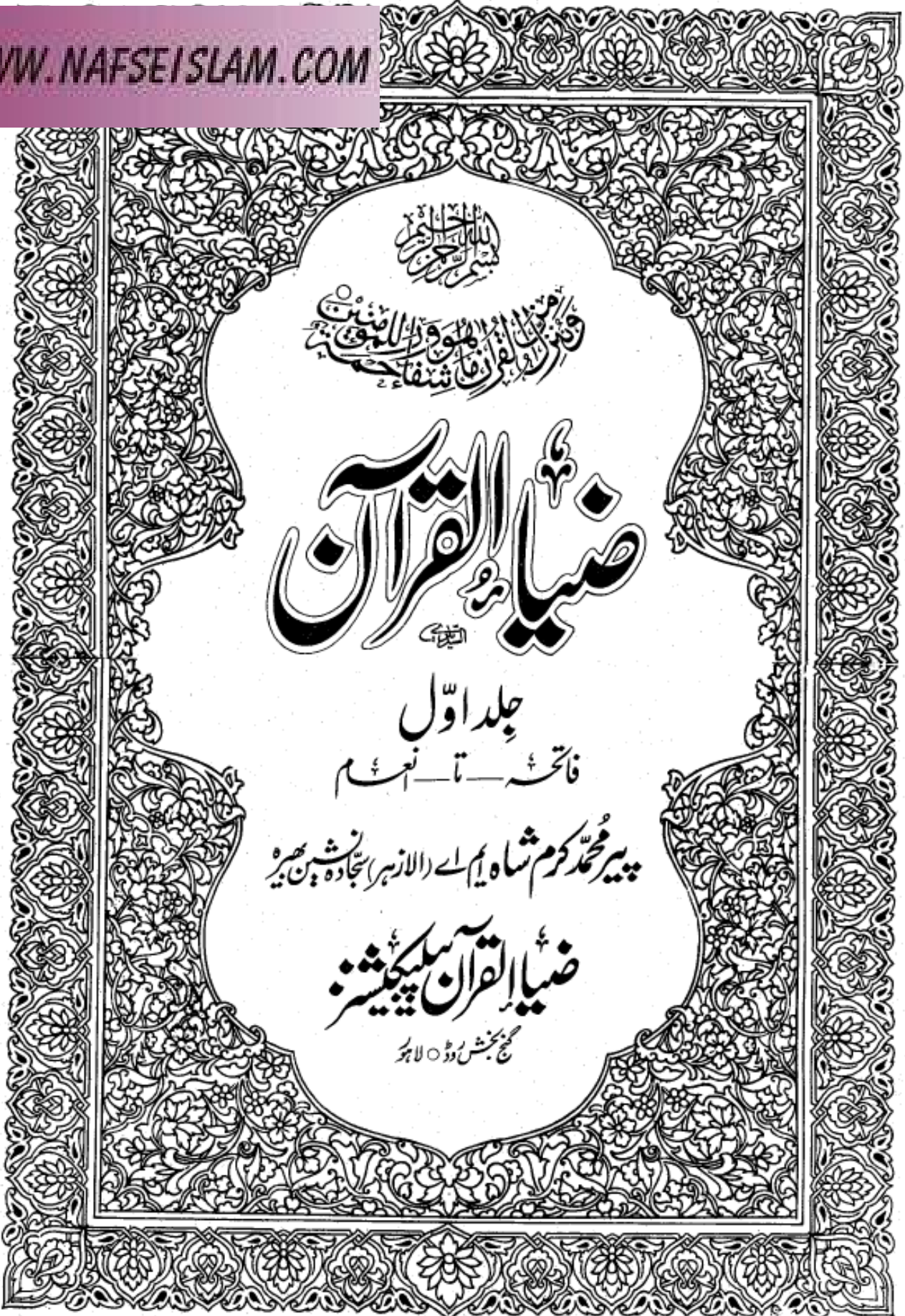
بسم اللہ الرحمن الرحیم
وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین
ضیاء القرآن
جلد اوّل
فاتحہ — تا — انعام
پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ
ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ ○ لاہور

ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِى الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝٣٢ اِنَّمَا

پھر بھی بہت سے لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں بلا شبہ

جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ

سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں [1] اللہ سے اور اس کے رسُول سے اور کوشش کرتے ہیں [2] زمین میں

فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ

فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انھیں (چُن چُن کر) قتل کیا جائے یا سُولی دیا جائے یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں

مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا

مختلف طرفوں سے یا جلاوطن کر دیئے جائیں [3] یہ تو ان کے لیے رُسوائی ہے دُنیا میں

کی اذیّت رسانی اور آپ کے خلاف ناپاک سازشیں کرنے سے باز آئیں گے۔

[1] مملکتِ اسلامیہ کے گوشہ گوشہ میں امن قائم کرنے، راستوں کو محفوظ بنانے اور فتنہ و فساد کی جڑ کاٹنے کا حکم اللہ تعالےٰ اور اس کے رسُولِ معظّم نے دیا ہے۔ جو اس حکم کی خلاف ورزی کر کے قتل و غارت اور لُوٹ مار کا بازار گرم کرتا ہے وُہ گویا اللہ اور اس کے رسُول کے خلاف عَلَمِ بغاوت بلند کر رہا ہے اس لیے قرآن کریم نے مملکتِ اسلامیہ کے کسی باشندے پر خواہ وُہ مُسلمان ہو یا ذمّی دست درازی کرنے کو اللہ اور اس کے رسُول کے خلاف جنگ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔

[2] واو تفسیر یہ ہے۔ پہلے جملہ میں جس محاربہ کا ذکر ہُوا اس کی وضاحت فرما دی۔

[3] محاربین جن کی سزائیں یہاں بیان کی گئی ہیں وُہ کون ہیں؟ ان کے متعلق فقہاءِ کرام نے کہا ہے کہ جن میں یہ تین شرطیں پائی جائیں وُہ محارب ہیں۔ (۱) وُہ بندُوق، تلوار، نیزہ وغیرہ ہتھیاروں سے مسلّح ہوں۔ (۲) آبادی سے باہر راستہ یا صحرا میں وُہ رہزنی اور ڈاکہ کا ارتکاب کریں لیکن امام شافعی، اوزاعی اور لیث رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہر میں ڈاکہ ڈالنے والے بھی محارب کہلائیں گے اور انھیں سزاؤں کے مستحق ہوں گے (۳) وُہ چھُپ کر نہیں بلکہ برملا حملہ آور ہو کر لُوٹ مار کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے قرآن نے چار سزائیں مقرر کی ہیں۔ (۱) انھیں قتل کر دیا جائے باب تفعیل تقتیل تشدید اور مبالغہ کے لیے ہے یعنی مقتول کے وارث اگر معاف بھی کر دیں تو بھی انھیں قتل کیا جائے گا کیونکہ مدعی حکومت ہے جو عوام کی نمائندہ ہے۔ یہ مقتول کے وارثوں کا نجی معاملہ نہیں رہا (۲) انھیں سُولی دے دیا جائے۔ (۳) اُن کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔ (۴) یا اُنھیں قید کر دیا جائے۔ بعض عُلماء کا یہ خیال ہے کہ ان فقروں کے درمیان او (یا) کا کلمہ تخییر

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

بسم الله الرحمن الرحيم

٣٧- كِتَابُ الْحُدُودِ

١- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ ارْتَدَّ

٤٣٥١-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلاَمِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لأُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لاَ تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ. [خ: ٣٠١٧، ٦٩٢٢].

٤٣٥٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ. [خ: ٦٨٧٨] [م: ١٦٧٦].

٤٣٥٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثٍ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنَ الأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا.

٤٣٥٤-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلاَلٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ قَالَ.

قَالَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلاَنِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي فَكِلاَهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ قَالَ لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لاَ نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ انْزِلْ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ هَذَا كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السُّوءِ قَالَ لاَ أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ اجْلِسْ نَعَمْ قَالَ لاَ أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ أَوْ أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي. [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٥-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ يَعْنِي عَبْدَ الْحَمِيدِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى وَبُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بِالْيَمَنِ وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عَنِ الإِسْلاَمِ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قَالَ لاَ أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا وَكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٦-(صحيح الإسناد) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَأُتِيَ أَبُو مُوسَى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الإِسْلاَمِ فَدَعَاهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فَأَبَى فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ لَمْ يَذْكُرِ الاسْتِتَابَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الاسْتِتَابَةَ.

٤٣٥٧-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ.

[قال المنذري: المسعودي هذا هو عبد الرحمن بن عبيد الله بن عتبه بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي المعروف بالمسعودي، وقد تكلم فيه غير واحد وتغير باخره، واستشهد به البخاري. والقاسم هذا هو أبو عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي وهو ثقة]

٤٣٥٨-(حسن الإسناد) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده علي بن الحسين بن واقد وفيه مقال، وقد تابعه عليه علي بن الحسين بن شقيق وهو من الثقات]

٤٣٥٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلاَثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاَثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ أَلاَ أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده إسماعيل بن عبد الرحمن السدي وقد أخرج له مسلم ووثقه الإمام أحمد وتكلم فيه غير واحد]

٤٣٦٠-(ضعيف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ.

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ. [م: ٦٨].

٢- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ

سنن النسائي

المسمّى بالمجتبى

طبعة مخرّجة الأحاديث على باقي الكتب الستّة

سند الإمام أحمد ومرقمة الكتب والأبواب على المعجم المفهرس وتحفة الأشراف

مع فهرس أطراف الأحاديث على ترتيب الحروف

وبهامشه

حاشية الإمام السّندي المتوفى ١٠٣٨هـ

تخريج وترقيم وضبط

دقي جميل العطار

دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع - بيروت - لبنان

Dar El Fikr - Printers- Publishers- Distributors- Beirut- Lebanon

4069 ـ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: **«مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»**. [تقدم].

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَهٰذَا أَوْلَى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيثِ عَبَّادٍ.

4070 ـ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ ٱبْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: **«مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»**. [تقدم].

4071 ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ: «أَنَّ عَلِيّاً أُتِيَ بِنَاسٍ مِنَ الزُّطِّ يَعْبُدُونَ وَثَناً فَأَحْرَقَهُمْ». قَالَ ٱبْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ: **«مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ»**. [تقدم].

4072 ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَحَدَّثَنِي حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالاَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ: **أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ** بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ فَأَلْقَى لَهُ أَبُو مُوسَى وِسَادَةً لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا فَأُتِيَ بِرَجُلٍ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ ثُمَّ كَفَرَ فَقَالَ مُعَاذٌ: لاَ أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ. [تحفة الأشراف= ٩٠٨٥].

4073 ـ أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلاَّ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَٱمْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: **«اقْتُلُوهُمْ وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ»**: عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ، وَعَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ خَطَلٍ، وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ، وَعَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَٱسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّاراً وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لاَ تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئاً هٰهُنَا فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَٱللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلاَّ الإِخْلاَصُ لاَ يُنَجِّينِي فِي

4073 ـ قال السندي: قوله: **«أمن»** من التأمين أو الإيمان **«عاصف»** أي ريح شديد **«اختبأ»** بهمزة أي اختفى **«أما كان فيكم رجل رشيد»** أي فطن لصواب الحكم، وفيه أن التوبة عن الكفر في حياته ﷺ كانت موقوفة على رضاه ﷺ وأن الذي ارتد وآذاه ﷺ إذا آمن سقط قتله وهذا ربما يؤيد القول أن قتل الساب للارتداد لا للحد والله تعالى أعلم **«أن يكون له خائنة أعين»** قال الخطابي: هو أن يضمر في قلبه غير ما يظهره للناس، فإذا كف لسانه وأومأ بعينه إلى ذلك فقد خان وقد كان ظهور تلك الخيانة من قبيل عينه فسميت خائنة الأعين.

الْبَرّ غَيْرُهُ اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْداً إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّداً ﷺ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ فَلأَجِدَنَّهُ عَفُوّاً كَرِيماً فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَإِنَّهُ ٱخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانٍ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يَا رَسُولَ ٱللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ ٱللَّهِ قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلاثاً، كُلُّ ذٰلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: **«أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هٰذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ؟»** فَقَالُوا: وَما يُدْرِينَا يَا رَسُولَ ٱللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ هَلاَّ أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ: **«إِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ»**. [د= ٢٦٨٣].

(12/ 15)- باب توبة المرتد

4074 ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ وَهُوَ ٱبْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَنْبَأَنَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ٱرْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَى قَوْمِهِ سَلُوا لِي رَسُولَ ٱللَّهِ ﷺ هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلَى رَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: إِنَّ فُلاَناً قَدْ نَدِمَ وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَنَزَلَتْ **﴿كَيْفَ يَهْدِي ٱللَّهُ قَوْماً كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ﴾** إِلى قَوْلِهِ **﴿غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾** [آل عمران، الآية: ٨٦] فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ. **[تحفة الاشراف= ٦٠٨٤]**.

4075 ـ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ٱبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي سُورَةِ النَّحْلِ: **﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ﴾** إِلَى قَوْلِهِ: **﴿لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾** [النحل، الآية: ١٠٦] فَنُسِخَ وَٱسْتَثْنَى مِنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ: **﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾** [النحل، الآية: ١١٠] وَهُوَ عَبْدُ ٱللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ الَّذِي كَانَ عَلَى مِصْرَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُولِ ٱللَّهِ ﷺ فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَٱسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ ٱللَّهِ ﷺ. [د= ٤٣٥٨].

(13/ 16)- باب الحكم فيمن سب النبي ﷺ

4076 ـ أَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ ٱللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا

4076 ـ قال السندي: قوله: **«وكانت له أم ولد»** أي غير مسلمة، ولذلك كانت تجترىء على ذلك الأمر الشنيع **«فيزجرها»** أي يمنعها. وذمه **«إلى المغول»** بكسر ميم وسكون غين معجمة وفتح واو مثل سيف قصير يشتمل به الرجل تحت ثيابه فيغطيه، وقيل: حديدة دقيقة لها حد ماض **«لي عليه حق»** صفة لرجل أي

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

١١٧٣ - ١٢٥٠ هـ

حققه وعلق عليه

أبو معاذ طارق بن عوض الله بن محمد

المجلد التاسع

الحدود - القطع في السرقة -

حد شارب الخمر - الجهاد والسير

[٣٠٨٠ - ٣٤٤٢]

دار ابن القيم   دار ابن عفان

وفي البابِ عن جابرٍ: «أنَّ امرأةً يُقالُ لها: أمُّ رومانَ - وفي «التَّلخيصِ»[١] أنَّ الصَّوابَ: أمُّ مروانَ - ارتدَّت، فأمرَ النَّبيُّ ﷺ بأن يُعرضَ عليها الإسلامُ، فإن تابت وإلَّا قتلت». أخرجهُ الدَّارقطنيُّ والبيهقيُّ[٢] من طريقينِ، وزادَ في أحدهما: «فأبت أن تسلمَ فقتلت». قالَ الحافظُ: وإسناداهما ضعيفانِ. وأخرجَ البيهقيُّ[٣] من وجهٍ آخرَ ضعيفٍ عن عائشةَ «أنَّ امرأةً ارتدَّت يومَ أحدٍ، فأمرَ النَّبيُّ ﷺ أن تستتابَ، فإن تابت وإلَّا قتلت». وأخرجَ أبو الشَّيخِ في كتابِ «الحدودِ» عن جابرٍ «أنَّهُ ﷺ استتابَ رجلًا أربعَ مرَّاتٍ». وفي إسنادهِ العلاءُ بنُ هلالٍ - وهوَ متروكٌ - عن عبدِ اللَّهِ بنِ محمَّدِ بنِ عقيلٍ، عن جابرٍ. ورواهُ البيهقيُّ[٤] من وجهٍ آخرَ من حديثِ عبدِ اللَّهِ بنِ وهبٍ، عن الثَّوريِّ، عن رجلٍ، عن عبدِ اللَّهِ بنِ عبيدِ بنِ عميرٍ مرسلًا، وسمَّى الرَّجلَ نبهانَ. وأخرجَ الدَّارقطنيُّ والبيهقيُّ[٥] «أنَّ أبا بكرٍ استتابَ امرأةً يُقالُ: لها أمُّ قرفةَ، كفرت بعدَ إسلامها فلم تتب فقتلها». قالَ الحافظُ[٦]: وفي السِّيرِ «أنَّ النَّبيَّ ﷺ قتلَ أمَّ قرفةَ يومَ قريظةَ» وهيَ غيرُ تلكَ. وفي «الدَّلائلِ» عن أبي نعيمٍ «أنَّ زيدَ بنَ ثابتٍ قتلَ أمَّ قرفةَ في سريَّتهِ إلى بني فزارةَ».

قوله: «بزنادقةٍ» بزايٍ، ونونٍ، وقافٍ: جمعُ زنديقٍ، بكسرِ أوَّلهِ وسكونِ ثانيهِ. قالَ أبو حاتمٍ السِّجستانيُّ وغيرهُ: الزِّنديقُ فارسيٌّ معرَّبٌ، أصلهُ: زنده كرد، أي: يقولُ بدوامِ الدَّهرِ؛ لأنَّ زنده: الحياةُ، وكرد: العملُ، ويُطلقُ على

---

(١) «التلخيص» (٤/ ٩٢).

(٢) أخرجه: الدارقطني (٣/ ١١٨-١١٩)، والبيهقي (٨/ ٢٠٣).

(٣) أخرجه: البيهقي (٨/ ٢٠٣).

(٤) أخرجه: البيهقي (٨/ ١٩٧).

(٥) أخرجه: الدارقطني (٣/ ١١٤)، والبيهقي (٨/ ٢٠٤).

(٦) «التلخيص» (٤/ ٩٣).

الموسوعة الحديثية
تقدمها مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع
ويشرف على إصدارها
معالي الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

سنن الدارقطني

تأليف

الحافظ الكبير علي بن عمر الدارقطني
٣٠٦ - ٣٨٥ هـ

وبذيله

التعليق المغني على الدارقطني

للمحدث العلامة أبي الطيب محمد شمس الحق العظيم آبادي

الجزء الرابع

كتاب النكاح   كتاب الحدود والديات

حققه وضبط نصه وعلق عليه
شعيب الارنؤوط
حسن عبد المنعم شلبي   هيثم عبد الغفور

مؤسسة الرسالة

عن ابنِ عباسٍ، قال: قال النبيُّ ﷺ: «لا تُقْتَلُ المرأةُ إذا ارتدَّت».

عبدالله بن عيسى هذا كذّاب، يضعُ الحديث على عفانَ وغيرِه، وهذا لا يصحُّ عن النبيِّ ﷺ، ولا رواه شعبةُ.

٣٢١٢- حدثنا محمد بن مَخْلَد، حدثنا أبو يوسُف محمد بن بَكْر العَطَّار الفقيه، حدثنا عبدالرزاق، عن سفيانَ، عن أبي حنيفةَ، عن عاصم بن أبي النَّجُود، عن أبي رَزين

عن ابن عباس في المرأة ترتَدُّ، قال: تُجْبَر ولا تُقْتَل[1].

٣٢١٣- حدثنا أحمد بن إسحاق بن بُهْلول، حدثنا أبي، حدثنا طَلْقُ بن غَنَّام، عن أبي مالك النَّخَعي، عن عاصم بن أبي النَّجُود، عن أبي رَزين

عن ابن عباس، قال: المرتدَّةُ عن الإسلام تُحْبَس ولا تُقْتَل.

= حنيفة، عن عاصم، عن أبي رَزين، عن ابن عباس، قال: النِّساء لا يُقْتَلَنَ إذا هُنَّ ارتَدَدْنَ عن الإسلام، ولكن يُحْبَسْنَ ويُدْعَيْنَ إلى الإسلام، ويُجْبَرْنَ عليه. انتهى. ورواه محمد بن الحسن في كتاب «الآثار» أخبرنا أبو حنيفةَ، به، ورواه عبدالرزاق في «مصنفه» (١٨٧٣١) أخبرنا سفيان الثَّوري، عن عاصم، عن أبي رَزين، به، ومن هذه الطريق أخرجَ المصنِّف إلاَّ أنه أدْرَجَ بين الثوري وعاصم أباحنيفةَ، قال الزَّيلعي: أسنَدَ الدارقطنيُّ عن يحيى بن مَعين، قال: كان الثوريُّ يَعيبُ على أبي حنيفة حديثاً كان يَرويه، ولم يَروِه غيرُ أبي حنيفة، عن عاصم، عن أبي رزين، قال في «الفتح» حديث ابن عباس: لا تُقْتَلُ النساء إذا هُنَّ ارتَدَدْنَ، رواه أبو حنيفةَ، عن عاصم إلى آخره، وخالفه جماعةٌ من الحُفّاظ في لفظ المتن، انتهى.

---

(١) سيأتي برقم (٣٤٥٧).

٣٢١٤- حدثنا محمدُ بن الحسين بن حاتم الطويل ، حدثنا محمد بن عبدالرحمن بن يُونس السَّرَّاج ، حدثنا محمدُ بن إسماعيل بن عيَّاش ، حدثنا أبي ، حدثنا محمد بن عبدالملك الأنصاري ، عن الزهري ، عن عُروةَ

عن عائشةَ ، قالت : ارتدت امْرأةٌ يومَ أُحُدٍ ، فأمر النبيُّ ﷺ أن تُسْتَتابَ ، فإنْ تابت وإلاَّ قُتِلَتْ .

٣٢١٥- حدثنا إبراهيمُ بنُ محمد بن علي بن بطحاء ، حدثنا نَجِيْح بن إبراهيم الزُّهْري ، حدثنا مَعْمَر بن بَكَّار السَّعْدِيُّ ، حدثنا إبراهيمُ بن سَعْد ، عن الزهري ، عن محمد بن المُنْكَدِرِ

[عن جابر][1] : أن امرأة يُقال لها : أمُّ مروانَ ارتَدَّت عن الإسلام ، فأمر النبيُّ ﷺ أن يُعْرَض عليها الإسلامُ ، فإن رَجَعتْ وإلاّ قُتِلَتْ .

٣٢١٦- حدثنا ابنُ سَعيد ، حدثنا محمد بن عُبيد بن عُتبة ، حدثنا مَعْمَرُ ابن بَكَّار ، بإسناده مثلَه .

٣٢١٤- قوله : «عن عائشة ، قالت : ارتدَّتْ» الحديث ، ومحمد بن عبدالملك هذا ، قال أحمدُ وغيرُه فيه : يَضَع .

٣٢١٥- قوله : «عن جابر ، أن امرأة يقال لها» الحديث فيه مَعْمَر بن بَكَّار ، وفي حديثه وهم . قاله العُقَيلي . كذا في الزَّيلعي [«نصب الراية» : ٤٥٩/٣] ، وفي «التلخيص» (٤٩/٤) رواه البيهقي (٢٠٣/٨) أيضاً من طريقين ، وزاد في أحدهما : فأبَتْ أن تُسْلِم ، فقُتِلَتْ ، وإسنادهما ضعيفان .

---

(١) ما بين المعقوفتين لم يرد في الأصلين ، وأثبتناه من «إتحاف المهرة» ٥٦٢/٣ ، وقد ذكره الشيخ أبو الطيب في تعليقه ، وكذلك أخرجه البيهقي في «السنن» ٢٠٣/٨ عن أبي بكر بن الحارث الفقيه عن المصنف بهذا الإسناد ، وذكر فيه : «عن جابر» .

الجزء العاشر من

كتاب المبسوط لشمس الدين السرخسي

وكتب ظاهر الرواية أتت * ستا وبالأصول أيضا سميت
صنفها محمد الشيباني * حرر فيها المذهب النعماني
الجامع الصغير والكبير * والسير الكبير والصغير
ثم الزيادات مع المبسوط * تواترت بالسند المضبوط
ويجمع الست كتاب الكافي * للحاكم الشهيد فهو الكافي
أقوى شروحه الذي كالشمس * مبسوط شمس الامة السرخسي

(تنبيه) قد باشر جمع من حضرات أفاضل العلماء تصحيح هذا الكتاب بمساعدة جماعة من ذوي الدقة من أهل العلم والله المستعان وعليه التكلان

دار المعرفة
بيروت - لبنان

على ظاهره فالتبديل يتحقق من الكافر اذا أسلم فعرفنا أنه عام لحقه خصوص فنخصه ونحمله على الرجال بدليل ماذكرنا والمرتدة التى قتلت كانت مقاتلة فان أم مروان كانت تقاتل وتحرض على القتال وكانت مطاعة فيهم وأم قرفة كان لها ثلاثون ابنا وكانت تحرضهم على قتال المسلمين في قتلها كسر شوكتهم ويحتمل أنه كان ذلك من الصديق رضى الله عنه بطريق المصلحة والسياسة كما أمر بقطع يد النساء اللاتى ضربن الدف لموت رسول الله صلى الله عليه وسلم لاظهار الشماتة والمعني فيه أنها كافرة فلا تقتل كالأصلية وهذا لأن القتل ليس بجزاء على الردة بل هو مستحق باعتبار الاصرار على الكفر ألا ترى أنه لو أسلم يسقط لانعدام الاصرار وما يكون مستحقا جزاء لا يسقط بالتوبة كالحدود فانه بعدما ظهر سببها عند الامام لا تسقط بالتوبة وحد قطاع الطريق لا يسقط بالتوبة بل توبته برد المال قبل أن يقدر عليه فلا يظهر السبب عند الامام بعد ذلك يقرره ان تبديل الدين وأصل الكفر من أعظم الجنايات ولكنها بين العبد وبين ربه فالجزاء عليها مؤخر الي دار الجزاء وما عجل فى الدنيا سياسات مشروعة لمصالح تعود الى العباد كالقصاص لصيانة النفوس وحد الزنا لصيانة الانساب والفرش وحد السرقة لصيانة الاموال وحد القذف لصيانة الاعراض وحد الخمر لصيانة العقول وبالاصرار على الكفر يكون محاربا للمسلمين فيقتل لدفع المحاربة الا أن الله تعالى نص علي العلة فى بعض المواضع بقوله تعالى فان قاتلوكم فاقتلوهم وعلى السبب الداعى الى العلة فى بعض المواضع وهو الشرك فاذا ثبت أن القتل باعتبار المحاربة وليس للمرأة بنية صالحة للمحاربة فلا تقتل فى الكفر الاصلى ولا فى الكفر الطارئ ولكنها تحبس فالحبس مشروع فى حقها في الكفر الأصلى فانها تسترق والاسترقاق حبس نفسها عنها ثم الحبس مشروع في حق كل من رجع عما أقر به كما فى سائر الحقوق وليس ذلك باعتبار الكفر ولا باعتبار المحاربة وما يدعى من تغلظ الجناية لا يقوي فالرجوع عن الاقرار والاصرار على الانكار بعد قيام الحجة فى الجناية سواء مع أن الجناية في الاصرار أغلظ من وجه لانه بعد الردة لا يقر علي ما اعتقده والشئ قبل تقرره يكون أضعف منه بعد تقرره ولو سلمنا تغلظ الجناية فانما يعتبر بمن يغلظ جنايتها فى الكفر الأصلى المشركة العربية فكما لا تقتل تلك فكذلك لا تقتل هذه واذا كانت مقاتلة أو ملكة أو ساحرة فقتلها للدفع وبدون القتل هٰهنا يحصل المقصود اذا حبست وأجبرت كما بينا على الاسلام وأما الرق لا يمنع القتل فى

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً "للمعجم المفهرس" و"تحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

أَنَّهُمْ فِي ٱلْآخِرَةِ هُمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ـ إِلَى قَوْلِهِ ـ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ مِنۢ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ [النحل: ١٠٦ ـ ١١٠]، ﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَٰتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ ٱسْتَطَٰعُوا۟ وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِۦ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُو۟لَٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَٰلُهُمْ فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ وَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ [البقرة: ٢١٧].

٦٩٢٢ ـ حدثنا أبو النُّعمانِ مُحَمَّدُ بْنُ الفَضْلِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ قال: أُتِيَ عَلِيٌّ رضي الله عنه بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ، لِنَهْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ»، وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ». [طرفه في: ٣٠١٧].

٦٩٢٣ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ: حَدَّثَنِي حُمَيدُ بْنُ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي، وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي، وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَاكُ، فَكِلَاهُمَا سَأَلَ، فَقَالَ: «يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ: يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيسٍ». قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ العَمَلَ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ، فَقَالَ: «لَنْ، أَوْ: لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى، أَوْ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيسٍ، إِلَى اليَمَنِ». ثُمَّ اتَّبَعَهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً، قَالَ: انْزِلْ، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ، قَالَ: مَا هذا؟ قَالَ: كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: اجْلِسْ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللهِ وَرَسُولِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرْنَا قِيَامَ اللَّيلِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَمَّا أَنَا فَأَقُومُ وَأَنَامُ، وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي. [مسلم: كتاب الإمارة ـ باب النهي عن طلب الإمارة والحرص عليها، رقم: ١٧٣٣]. [طرفه في: ٢٢٦١].

٣/٣ ـ بابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُولَ الفَرَائِضِ وَمَا نُسِبُوا إِلَى الرِّدَّةِ

٦٩٢٤ ـ حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُبَيدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَا هُرَيرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ العَرَبِ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ، كَيفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ». [طرفه في: ١٣٩٩].

٦٩٢٥ ـ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَينَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ المَالِ، وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا. قَالَ عُمَرُ: فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الحَقُّ. [طرفه في: ١٤٠٠].

٤/٤ ـ بابٌ إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ: السَّامُ عَلَيكَ

٦٩٢٦ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الحَسَنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: مَرَّ يَهُودِيٌّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: السَّامُ عَلَيكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَعَلَيكَ». فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَدْرُونَ مَا يَقُولُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيكَ». قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: «لَا، إِذَا سَلَّمَ عَلَيكُمْ أَهْلُ الكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيكُمْ». [طرفه في: ٦٢٥٨].

٦٩٢٧ ـ حدثنا أَبُو نُعَيمٍ، عَنِ ابْنِ عُيَينَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتِ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ اليَهُودِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيكَ، فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ، إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ». قُلْتُ: أَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: «قُلْتُ: وَعَلَيكُمْ». [طرفه في: ٢٩٣٥].

٦٩٢٨ ـ حدثنا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ سُفْيَانَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنهما يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اليَهُودَ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُولُونَ: سَامٌ عَلَيكَ، فَقُلْ: عَلَيكَ». [طرفه في: ٦٢٥٧].

٥/٥ ـ بابٌ

٦٩٢٩ ـ حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الأَنْبِيَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ: «رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ». [طرفه في: ٣٤٧٧].

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي
المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض　　الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة
خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشئون الإسلامية

الجزء الخامس

المحتوى :

عبيد الله ـ ليث

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

الهِرْمَاس: رأيتُ النبيّ ـ ﷺ ـ يصلّي على راحلته نحو المشرق.

إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زِيَادٍ الأَيْلِيُّ، حدثنا عمر بن يونس، عن عكرمة بن عمار، عن إياس بن سلمة، عن أبيه ـ أَنّ رسول الله ﷺ قال: أبو بكر خَيْرُ الناس إلاَّ أنْ يكونَ نبي[١].

رواه ابْنُ عَدِيٍّ، فقال: حدثنا محمد بن أحمد بن هارون؛ حدثنا أحمد بن الهيثم، حدثنا إسماعيل بهذا.

وفي صحيح مُسْلِم قد ساق له أصلاً منكراً عن سماك الحنفي، عن ابن عباس في الثلاثة التي طلبها أبو سُفيان وثلاثة أحاديث أُخَر بالاسناد.

٥٧٢٠ [٥٧٢٩] ـ عِكْرِمَةُ بْنُ مُصْعَبٍ[٢]. عن المُحَرَّز بن أبي هُرَيْرَةَ. مجهول.

٥٧٢١ [٥٧٣١] ـ عِكْرِمَةُ بْنُ يَزِيد[٣]. عن أبيض. قال الأزدي: ضعيف.

٥٧٢٢ [٤٠٧٨ ت] ـ عِكْرِمَةُ[٤]، مولى ابن عباس، أحد أوعية العلم. تُكلم فيه لرأيهِ لا لحفظِه فاتّهم برأْي الخوارج.

وقد وثقه جَمَاعة، واعتمده البُخَارِيُّ وأما مسلم فتجنّبه، وروى له قليلاً مقروناً بغيره، وأعرض عنه مالك وتحايده إلاّ في حديثٍ أو حديثين.

أَيوبُ، عن عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قال: رُفع إلى جابر بن زيد مسائل أسأل عنها عكرمة، فجعل جابر بن زيد يقول: هذا مولى ابن عباس، هذا البحر فَسَلوه.

سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، قال: أعطاني جابر بن زيد صحيفةً فيها مسائل، فقال: سَلْ عنها

---

(١) تقدم.

(٢) ينظر: المغني ٢/ ٤٣٩، الجرح والتعديل: ٧/ ١٠.

(٣) ينظر: المغني ٢/ ٤٣٩، الضعفاء والمتروكين ٢/ ١٨٥.

(٤) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٩٥٠، تهذيب التهذيب: ٧/ ٢٦٣، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ٢٤٠، تاريخ البخاري الكبير: ٧/ ٤٩، تاريخه الصغير ١/ ١١٩، تقريب التهذيب: ٢/ ٣٠، الجرح والتعديل: ٧/ ٤١، مقدمة الفتح ٤٢٥، تاريخ الثقات ٣٣٩، الحلية ٣/ ٣٢٦، المغني ٤١٦٩، الثقات ٥/ ٢٢٩، تراجم الأحبار ٣/ ٣٢، طبقات الحفاظ ٣٧، سير الأعلام ٥/ ١٢ والحاشية، ديوان الإسلام ت (١٤١٦)، البداية والنهاية ٩/ ٢٤٤، تاريخ أصبهان ٨٩٦، تاريخ الدوري ٢/ ٤١٢، طبقات ابن سعد ٢/ ٣٨٥، تاريخ الدارمي ت ٣٥٧، طبقات خليفة ٢٨٠، علل ابن المديني ٤٤، ٤٧، المعارف لابن قتيبة ٤٥٥، تاريخ اصبهان ١/ ٢٥، السابق واللاحق ٥٦، معجم البلدان ١/ ٤٦٥، الجمع لابن القيسراني ١/ ٣٩٤، تاريخ الإسلام ٤/ ١٥٦، تهذيب النووي ١/ ٣٤٠، الأريب ٥/ ٦٢، موضح أوهام الجمع والتفريق ١/ ٣١١، غاية النهاية ٥١٥، جامع التحصيل ت (٥٣٢)، شذرات الذهب ١/ ١٣٠، تذكرة الحفاظ ٩٥، شرح علل الترمذي لابن رجب ٢٤٧.

عكرمة، فجعلت كأني أتباطأ، فانتزعها من يدي فقال: هذا عكرمة مولى ابن عباس، هذا أَعلَمُ النَّاس.

وعن شَهْر بْنِ حَوْشَبٍ، قال: عكرمة حَبْرُ هذه الأمة.

نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، حدثنا جرير، عن مغيرة؛ قيل لسعيد بن جُبير: هل تعلم أن أحداً أعلم منك؟ قال: نعم؛ عكرمة.

حَماد بْنُ زَيْدٍ، قيل لأبي أيُّوب: أكان عكرمة يُتَّهَم؟ فسكت ساعة ثم قال: أمّا أنا فلم أكن أَتَّهِمه.

عَفَّانُ، حدثنا وهيب، قال: شهدتُ يحيى بن سعيد الأنصاري، وَأيوب؛ فذكرا عكرمة، فقال يحيى: كَذّاب. وقال أيوب: لم يكن بكذاب.

جَرِيرٌ، عن يزيد بن أبي زياد، عن عبد الله بن الحارث، قال: دخلت على عليّ ابن عبيد الله فإذا عكرمةُ في وثاق عند باب الحش، فقلت له: أَلَا تتقّي الله! فقال: إنّ هذا الخبيث يكذِبُ على أبي.

ويُروى عن ابن المُسَيِّبِ انه كذب عِكْرمَة والخَصيب بن ناصح، حدثنا خالد بن خداش، شهدتُ حماد بن زيد في آخر يوم مات فيه، فقال: أُحدِّثكم بحديثٍ لم أحدث بِهِ قطّ، لأني أكره أَنْ أَلقى الله، ولم أحدث به. سمعتُ أيوب يحدثَ عن عكرمة، قال: إنما أنزل الله متشابهَ القرآن ليضل به.

قُلْتُ: ما أسوأها عبارة، بل أخبثها، بل أنزله ليهدِي بِهِ وليضل به الفاسقين.

فطر بْنُ خَلِيفَةَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: إنَّ عِكْرِمَةَ يقول: قال ابن عباس: سبق الكتاب الخفين، فقال: كذب عكرمة، سمعتُ ابن عباس يقول: لا بأس بمسح الخفين، وإن دخلت الغائط. قال عطاء: والله إن كان بعضهم ليرى أنّ المسح على القدمين يجزي.

إبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عن طاوس، قال: لو أنّ عَبْد ابن عباس اتّقَى اللهَ وكفّ من حديثه لشُدت إليه المطايا.

مُسلْمُ بْنُ إبْرَاهِيمُ، حدثنا الصلت أبو شعيب، قال: سألتُ محمد بن سيرين عن عكرمة، فقال: ما يسوءني أن يكونَ من أهل الجنة، ولكنه كذاب.

ابْنُ عُيَيْنَةَ، عن أيوب، أتينا عكرمة فحدث فقال الحسن: حسبكم مثل هذا.

إبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ، حدثنا هشام بن عبدالله المخزومي، سمعتُ ابن أبي ذئب يقول: رأيتُ عكرمة، وكان غير ثقةٍ.

قال مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: كان عكرمة كثير العلم والحديث بحراً من البحور، وليس يحتجّ بحديثه؛ ويتكلم الناسُ فيه.

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عن الزُّبير بن الخِرِّيت، عن عكرمة، قال: كان ابن عباس يضَعُ في رجلي الكَبْلَ على تعليم القرآن والفقْه.

وعن عِكْرِمَةَ قال: طلبْتُ العلم أربعين سنةً، وكنت أُفْتِي بالباب وابن عباس في الدار.

وقال مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: حدثنا الوَاقِدِيُّ، عن أبي بكر بن أبي سبرة، قال: باع علي بن عبدالله بن عباس عكرمة لخالد بن يزيد بن معاوية بأربعة آلاف دينار، فقال له عكرمة: ما خير لك؟ بعتَ علم أبيك، فاستقاله فأقاله وأعتقه.

إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، . سمعتُ الشَّعبيَّ يقول: ما بقي أَحَدٌ أعلم بكتاب الله من عكرمة.

وقال قتادة: عكرمة أعلم الناس بالتفسير.

وقال مُطَرِّفُ بن عبدِالله: سمعت مالكاً يكره أنْ يذكر عكرمة، ولا رأى أنْ يَرْوِي عنه.

قال أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: ما علمتُ أن مالكاً حدث بشيء لعكرمة إلاّ في الرجل يَطأُ امرأته قبل الزيارة. رواه عن ثور، عن عكرمة أحمد بن أبي خَيْثَمَةَ، قال: رأيت في كتاب علي بن المَدِيْنِيِّ، سمعتُ يحيى بن سعيد يقول: حدثوني والله عن أيوب أنه ذكر له عِكْرَمَة لا يحسن الصلاة، فقال أيوب: وكان يصلي.

الفَضْلُ السِّينَانِيُّ عن رجل، قال: رأيت عكرمة قد أقيم قائماً في لعب النَّرْدِ.

يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قدم عكرمة البصرة، فأتاه أيوب ويونس وسليمان التيمي، فسمع صوتَ غناء فقال: أسكتوا؛ ثم قال: قاتَلَهُ اللهُ، لقد أجاد.

فأمَّا يُونُس وَسُلَيْمَانُ فما عادا إليه.

عَمْرُوُ بْنُ خَالِدٍ بـ «مصر»، حدثنا خلاد بن سُليمان الحضرمي، عن خالد بن أبي عمران، قال: كنا بالمغرب وعندنا عكرمة في وقْتِ الموسم، فقال: وددت أَنَّ بيدي حربة. فأَعْتَرِضُ بها مَنْ شهد الموسم يميناً وشمالاً.

ابْنُ المَدِينِيِّ، عن يعقوبَ الحَضْرَمِيِّ، عن جده، قال: وقف عكرمة على باب المسجد، فقال: ما فيه إلاّ كافر. قال: وكان يرى رأي الأباضيّة.

يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قال: قدم عكرمة «مِصْر»، وهو يريد المغرب، قال: فالخوارج الدين هم بالمغرب عنه أخذوا.

قال ابْنُ المَدِينِيِّ: كان يرى رَأْيَ نَجْدَةَ الحروري.

وقال مُصْعَبٌ الزُّبَيْرِيُّ: كان عكرمة يرى رَأْيَ الخوارج. قال: وادّعى على ابن عباس أنه كان يرى رأي الخوارج.

خالد بن نِزَار، حدثنا عمر بن قيس، عن عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ ـ أنّ عكرمة كان أباضيّا.

أَبُو طَالِبٍ، سمعتُ أحمد بن حنبل يقول: كان عكرمة مِنْ أعلم الناس، ولكنه كان يرى رَأْيَ الصُّفْرِية، ولم يدع موضعاً إلاّ خرج إليه: خراسان، والشام، واليمن، ومصر، وإفريقية؛ كان يأتي الأمراء فيطلب جوائزَهم، وأتى الجَنَدَ إلى طاوس، فأعطاه ناقةً.

وقال مُصْعَبٌ الزُّبَيْرِيُّ: كان عكرمة يرى رَأْيَ الخوارج، فطلبه متولي المدينة، فتغيّب عند داود بن الحصين حتى مات عنده.

وروى سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ السِّنْجِيُّ، قال: مات عكرمة وكُثير عَزَّة في يوم، فشهد الناسُ جنازةَ كُثير، وتركوا جنازة عكرمة.

وقال عَبْدُ العَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ: مات عكرمة وكثير عَزَّة في يوم، فما شهدهما إلاَّ سُودَان المدينة.

إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْس، عن مالك، عن أبيه، قال: أتى بجنازة عكرمة مولى ابن عباس وكثير عزّة بعد العصر، فما علِمتُ أنّ أحداً من أهل المسجد حَلَّ حبوته إليهما.

قال جَمَاعَةٌ: مات سنة خمس ومائة.

وقال الهيثم وغيره: سنة ست. وقال جماعة: سنة سبع ومائة.

وعن ابْنُ المُسَيَّبِ أنه قال لمولاه بُرْد: لا تكذب عليّ كما كذب عكرمة على ابن عباس. ويروى ذلك عن ابن عُمر؛ قاله لنافع ـ ولم يصحّ ـ سُنَيْد بن داود في تفسيره.

حدثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، عن عَاصِمِ الأَحْوَلِ، عن عكرمة في رجل قال لغلامه: إنْ لم أجلدك مائةَ سوط فامْرَأتي طالق. قال: لا يجلد غلامه ولا تطلق امرأته. هذه من خُطوات الشَّيطان. ذكره في تفسيره: ﴿وَلاَ تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطَانِ﴾ [البقرة: ٢٠٨].

العَلاَءُ

٥٧٢٣ [٥٧٣٣] ـ العَلاَءُ بْنُ بُرْدِ بْنِ سِنَانٍ الدِّمَشْقِيُّ[١]. عن أبيه. وعنه خليفة بن خياط، والحسن بن محمد الزعفراني، وجماعة.

ضعّفه أحمد بن حنبل.

٥٧٢٤ [٥٧٣٥] ـ العَلاَءُ بْنُ بِشْرٍ العَبْشَمِيُّ[٢]. عن سفيان بن عُيينة، عن بَهْز بن حكيم،

---

(١) ينظر: المغني ٢/ ٤٣٩، الجرح والتعديل: ٦/ ٣٥٣.

(٢) ينظر: المغني ٢/ ٤٣٩، الضعفاء والمتروكين ٢/ ١٨٦.

كتاب الضعفاء الكبير

تصنيف الحافظ

أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي

السفر الثالث

حققه ووثقه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

المخزومي ، عن أبيه منكر الحديث(٧٢٦) .

ومن حديثه ما حدثناه إبراهيم بن محمد ، قال : حدثنا مسلم بن إبراهيم ، قال : حدثنا عكرمة بن خالد المخزومي ، قال : حدثنا أبي ، عن ابن عمر ، عن النبي – ﷺ – قال : لا تَضْرِبوا الرقيقَ فإنكم لا تَدْرونَ ما توافقون .

وقد رُوي عن النبي – ﷺ – في النَهْي عَنْ ضَرْبِ المملوكينَ أحاديثُ من وجوه تثبت بألفاظ مختلفة .

١٤١٣ – عِكْرِمة مولى ابن عَبّاس(٧٢٧) وكنيته : أبُو مجلد :

حدثنا يوسف بن يعقوب ، قال : حدثنا سليمان بن حرب قال : حدثنا حَمّاد بن زَيْد ، قال : قال رجل لأيوب : أكان عكرمة يتهم ؟ فسكت ساعة ثم قال : أما أنا فلم أكن أتهمه .

حدثنا محمد بن عيسى ، قال : حدثنا علي بن سهل ، قال : حدثنا عفان ، قال : حدثنا وهيب ، قال : شهدت يحيى بن سعيد الأنصاري ، وأيوب فَذَكَرا عِكْرمة ، فقال يحيى بن سعيد : كان كذاباً ، وقال أيوب : لم يكن بكذابٍ .

حدثنا الحسن بن علي ، ومحمد بن أيوب ، قالا : حدثنا يحيى بن المغيرة ، قال : حدثنا جرير ، عن يزيد بن زياد ، عن عبد الله بن الحارث ، قال : دَخَلْتُ

---

(٧٢٦) العبارة في « التاريخ الكبير » (٤ : ١ : ٤٩) .

(٧٢٧) عكرمة البربرى (... – ١٠٥) مولى ابن عباس ، أحد الأئمة الأعلام ، روى عن ابن عباس ، وعائشة ، وأبي هريرة ، وعنه الشعبى ، وإبراهيم النخعى ، وعمرو بن دينار وغيرهم .

وروايته عن على بن أبى طالب في سنن النسائى . رموه بغير نوع من البدعة ، قال العجلي : ثقة بريء مما يرميه الناس به . ووثقه أحمد ، وابن معين ، وأبو حاتم .

وقال البخاري في « الكبير » (٤ : ١ : ٤٩) : « ليس أحد من أصحابنا إلا احتجَّ بعكرمة » ، حديثه في الكتب الستة . الميزان (٣ : ٩٣ – ٩٧) ، التهذيب (٧ : ٢٦٣ – ٢٧٣) .

على عليٍّ بن عبد الله بن عباس ، فإذا عكرمة في وثاق عند باب الحَسن ، فقلت له : ألا تتقي الله ! قال : فإن هذا الخبيث يكذب على أبي .

حدثنا روح بن الفرج أبو الزنباع ، قال : حدثنا عمرو بن خلف ، قال : حدثنا ابن لهيعة ، عن هشام بن سعد ، عن عطاء الخراساني ، أنه قال لسعيد بن المسيب : إن عِكرمةَ يقول : إن رسول الله - ﷺ - تَزَوَّج وهو محرم ، فقال : كذب مخبثان .

حدثنا أحمد بن محمد بن عاصم ، قال : حدثنا أبو عبيدة أحمد بن عبد الله ابن محمد بن عبد الله بن سعيد أبو السفر ، قال : حَدَّثني سعيد بن عامر ، قال : حدثنا شُعبة ، عن عَمْرو بن مرة ، قال : سألت سعيد بن المسيب ، عن تفسير آية من كتاب الله ، فقال : ما أنا بجريء عليه ولكن دونك مَنْ يزعم أنه لا يَخْفَىٰ عليه منه حرف ، يعرِّض بعكرمة .

حدثنا إبراهيم بن يوسف ، قال : حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الحكم ، قال : حدثنا الخصيب بن ناصح ، قال : حدثنا خالد بن خداش ، قال : شهدت حماد بن زيد في آخر يوم مات فيه ، فقال : أحدثكم بحديث لم أحدث به قط ، وقال : ما أحدثكم به إلاّ أكره أن ألقَى الله ولم أحدث به ، سمعت أيوب يحدث ، عن عكرمة ، قال : إنما أنزل الله مُتَشَابَهَ القرآن ليضل به .

وممّن مدح عكرمة - رضي الله عنه وأثنى عليه

حدثنا عبد الله بن أحمد النيسابوري سنْبَر ، قال : حدثنا يحيى بن يحيى ، قال : حدثنا إسماعيل ، عن أيوب ، عن عَمْرو بن دينار ، قال : : رفع إلي جابر ابن زيد مسائل سئل عنها عكرمة فجعل جابر بن يزيد يقول : هذا مولى ابن عباس ، هذا البَحْر فاسألوه .

حدثنا محمد بن جعفر بن محمد بن أعين ، قال : حدثنا إسحاق بن

تصنيف

الحافظ أبي الفضل أحمد بن علي بن حجر شهاب الدين العسقلاني الشافعي

وُلد سنة ٧٧٣هـ - توفي سنة ٨٥٢ هـ

باعتناء

إبراهيم الزيبق　　　عادل مُرشِد

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

وقال صالح بن محمد الأسَديُّ: كان ينفرد بأحاديث طِوال، ولم يَشركه فيها أحد. قال: وَقدِم البَصْرة فاجتمع إليه النّاس فقال: ألا أراني فقيهاً وأنا لا أشعر!

وقال صالح بن محمد أيضاً: إن عِكْرمة بن عَمّار صدوق إلّا أن في حديثه شيئاً، روى عنه النّاس.

وقال إسحاق بن أحمد بن خَلف البُخاريُّ: ثقة، روى عنه الثّوريُّ وذَكره بالفَضْل، وكان كثير الغَلَط يَنْفرد عن إياس بأشياء.

وقال ابنُ خِرَاش: كان صدوقاً، وفي حَديثه نُكْرة.

وقال الدَّارَقُطْنيُّ: ثقة.

وقال ابن عَدِي: مُستقيم الحديث إذا روى عنه ثقة.

وقال عاصم بن عليّ: كان مُستجابَ الدّعوة.

قال معاوية بن صالح: مات في إمارة المَهْديّ.

وقال ابن معين وغيره: مات سنة (١٥٩).

قلت: وكذا ذَكر ابنُ حِبّان في «الثقات» وقال: في روايته عن يحيى بن أبي كَثير اضْطرابٌ، كان يُحَدِّث من غير كتابه.

وقال أبو أحمد الحاكم: جُلّ حديثه عن يحيى، وليس بالقائم.

وقال يعقوب بن شيبة: كان ثقة ثبتاً.

وقال ابنُ شَاهين في «الثقات» قال أحمد بن صالح: أنا أقول: إنه ثقة وأحْتج به وبقوله.

ع - عِكْـرِمـة البَرْبَرِيُّ، أبو عبدالله المَدنيُّ، مولى ابن عباس، أصله من البَرْبر، كان لحُصَيْن بن أبي الحر العَنْبَرِيّ فوهبه لابن عَبّاس لمّا وَلِي البَصْرة لعليّ.

روى عن: مَوْلاه، وعليّ بن أبي طالب، والحسن بن علي، وأبي هُريرة، وابن عُمر، وابن عَمرو، وأبي سعيد، وعُقبة بن عامر، والحَجّاج بن عمرو بن غَزِيّة، ومعاوية بن أبي سُفيان، وصفوان بن أمية، وجابر، ويَعْلى بن أمية، وأبي قَتادة، وعائشة، وحَمْنَة بنت جَحْش، وأمِّ عُمَارة، ويحيى بن يَعْمر.

روى عنه: إبراهيم النَّخعيّ ومات قبله، وأبو الشَّعثاء جابر بن زيد، والشّعبي، وهما من أقرانه، وأبو إسحاق السَّبيعيُّ، وأبو الزُّبَيْر، وقَتادة، وسِماك بن حَرْب، وعاصم الأحول، وحُصَيْن بن عبدالرحمن، وأيوب، وخالد الحَذّاء، وداود بن أبي هِنْد، وعاصم بن بَهْدَلة، وعبدالكريم الجَزَريُّ، وعبدالرحمن بن سُلَيْمان بن الغَسيل، وحُمَيْد الطويل، وإسماعيل بن أبي خالد، وإسماعيل السُّدِّيُّ، وعَمرو بن أبي عَمرو مولى المُطّلب، وموسى بن عُقْبة، وعَمرو بن دينار، وعَطاء بن السائب، ويحيى بن سعيد الأنصاريُّ، ويزيد بن أبي حَبيب، وأبو إسحاق الشَّيبانيُّ، وهشام بن حَسّان، ويحيى بن أبي كثير، وثور بن زيد الدِّيليّ، والحَكَم بن أبان، والحَكَم بن عُتَيْبة، وخُصَيْف الجَزَريُّ، وداود بن الحُصَيْن، والزُّبير بن الخِرِّيت، وسفيان بن زياد العُصْفُريُّ، وعبّاد بن منصور، وأبو حَريز قاضي سجستان، وعبدالله بن عيسى بن عبدالرحمن بن أبي ليلى، وعبدالعزيز بن أبي رَوّاد، وعبدالملك بن أبي بَشير المَدائنيُّ، وعثمان بن غَيّاث، وعثمان بن سعد الكاتب، وعُمارة بن أبي حَفْصة، وعَمرو بن هَرِم الأسديُّ، وفُضَيل بن غَزْوان، وأبو الأسود محمد بن عبدالرحمن بن نَوْفل، ومحمد بن أبي يحيى الأسلميُّ، ومهديُّ ابن أبي مهديّ الهَجريّ، ومحمد بن علي بن يزيد بن رُكانة، وهلال بن خَبّاب، ويزيد بن أبي سعيد النَّحْويّ، وأبو يزيد المَدني، ويَعْلى بن مُسْلم المَكيّ، ويَعْلى بن حَكيم الثَّقفيُّ، ويزيد بن أبي زياد، والحسن بن زيد بن الحسن بن علي، وسَلَمة بن وَهْرام، ولَيْث بن أبي سُلَيْم، والنَّضر أبو عمر الخزّاز، وأبو سعد البَقّال، وخَلق كثير.

قال يزيد النَّحويُّ، عن عِكْرمة: قال لي ابن عباس: انطلق فأفتِ بالنّاس وأنا لك عَوْنٌ. قال: فقلت له: لو أن هذا النّاس مثلهم مرتين لأفتيتهم. قال: فانطلِقْ فافتِهم، فمن جاءك يسألك عما يَعنيه فأفته، ومن سألك عمّا لا يعنيه فلا تُفته، فإنّك تطرحُ عنك ثُلُثي مُؤنة النّاس.

وقال الفَرَزْدق بن جَوّاس كنّا مع شَهْر بن حَوْشَب بجُرجان فقدم علينا عِكْرِمة، فقلنا لِشَهْر: ألا نأتيه؟ فقال: ائتوه، فإنه لم يكن أمّة إلا كان لها حَبر، وإنّ مولى ابن عبّاس حبرُ هذه الأمة.

قال عَبّاس الدُّوريُّ، عن ابن مَعين: مات ابنُ عباس وعكرمة عَبْد لم يُعْتقه، فباعه علي بن عبدالله بن عباس ثم استردّه، وفي رواية غيره: وأعتقه.

وقال عبدالصمد بن مَعْقِل: لما قَدِم عِكْرمة الجَنَد أهدى له طاووس نجيباً بستين ديناراً، فقيل لـه فقال: أترونى لا أشتري عِلْم ابن عباس لعبدالله بن طاووس بستين ديناراً؟

وقـال العبّاس بن مُصْعب المَرْوَزيّ: كان عكرمة أعلم شاكردي[1] ابن عباس بالتفسير، وكان يدور البلدان يتعرّض.

وقال داود بن أبي هِنْد، عن عكرمة: قرأ ابنُ عبّاس هذه الآية: ﴿لِمَ تعِـظون قومـاً الله مُهلكهُم أو مُعـذِّبهم عذابـاً شديداً﴾. قال ابن عبـاس: لم أدرِ أنجـا القوم أو هَلَكوا؟. قال: فما زلْت أُبيِّن له حتى عَرَف أنهم قد نَجوا، فكَساني حُلّة.

وقـال محمـد بن فُضَيْل، عن عُثمـان بن حَكيم: كنتُ جالساً مع أبي أُمامة بن سَهْل بن حُنيف إذ جاء عِكْرمة، فقال: يا أبـا أُمـامـة، أُذَكِّـرك الله هل سمعتَ ابنَ عبّاس يقول: ما حَدثكم عكرمة عَنِّي فصدّقوه، فإنّه لم يكذب عليّ؟ فقال أبو أُمامة: نعم.

وقال عَمرو بن دينار: دفع إليّ جابر بن زيد مسائل أسأل عنها عِكْرمة وجَعَل يقول: هذا عِكْرمة مولى ابن عبّاس، هذا البَحْر فَسَلوه.

وقـال ابنُ عُيَيْنـة: كان عكـرمـة إذا تكلّم في المغازي فَسَمعه إنسان قال: كأنه مُشْرِفٌ عليهم يَراهم.

وقال جَرير، عن مُغيرة: قيل لسعيد بن جُبير: تَعْلَمُ أحداً أعلم منك؟ قال: نعم، عِكْرمة.

وقال إسماعيل بن أبي خالد: سمعت الشَّعبيَّ يقول: ما بَقِي أحدٌ أعلمَ بكِتاب الله من عِكْرمة.

وقال سعيد بن أبي عَرُوبَة، عن قَتادة: كان أعلم التابعين أربعة: عَطاء، وسعيد بن جُبير، وعكرمة، والحَسن.

وقال سَلّام بن مِسْكين، عن قَتادة: أعلمهم بالتفسير عِكْرمة.

[وقال أيوب: اجتمع حُفّاظ ابن عباس، فيهم سعيد بن جبير، وعطاء، وطاووس على عكرمة] فأقعدوه فجعلوا يسألونه عن حديث ابن عباس.

وقـال حَبيب بن أبي ثابت: اجتمـع عِنـدي خَمْسـة: طاووس ومُجاهد، وسعيد بن جُبَير، وعكرمة، وعَطاء، فأقبل مجاهـد وسعيد بن جُبير يُلقيان على عكـرمة التّفسير، فلم يَسْـألاه عن آية إلا فَسّـرها لهما، فلما نَفِدَ ما عندهما جَعَلَ يقول: أُنزلت آية كذا في كذا، وأُنزلت آية كذا في كذا.

وقال ابنُ عُيَيْنة: سمعت أيوب يقول: لو قلت لك: إن الحسن ترك كثيراً من التفسير حين دخل علينا عِكْرمة البصرة حتى خرج منها لَصَدَقْتُ.

وقال زيد بن الحُبَاب: سمعت الثَّوريَّ بالكوفة يقول: خُذوا التفسير عن أربعة، فذكره فيهم.

وقال يحيى بن أيوب المِصْريّ: سألني ابنُ جُرَيْج: هل كَتَبْتم عن عِكْرمة؟ قلت: لا، قال: فاتكم ثلثا العلم.

وقـال معمر عن أيوب: كنت أريد أن أرحل إلى عكرمة فإنّي لَفِي سوق البَصْرة إذ قيل: هذا عِكْرمة، قال: فقمتُ إلى جَنْب حماره، فجعل النّاسُ يسألونه، وأنا أحفظ.

وقال حمّاد بن زيد، عن أيوب: لو لم يَكن عندي ثقة لم أكتب عنه.

وقـال الأعمش عـن حَبيب بن أبي ثابت: مَرّ عِكْـرمة بعطاء وسعيد بن جُبير، فحدّثهم، فلمّا قام قُلتُ لهُما: تُنْكِران مما حَدّث شيئاً؟ قالا: لا.

وقـال حمّـاد بن زيد، عن أيوب: قال عِكْرمة: أرأيت هؤلاء الذين يُكَذِّبوني من خَلْفي؟ أفلا يكذبوني في وجهي؟ فإذا كذبوني في وجهي فقد والله كَذّبوني.

وقـال ابنُ لَهيعـة، عن أبي الأسـود: كان عكرمة قليلَ العقـل خَفيفاً كان قد سمع الحَديثَ من رَجُلين، وكان إذا سُئِل حَدّث به عن رجل ثم يُسْئَل عنه بعد ذلك، فيحدّث به عن الآخر، فكانوا يقولون ما أكْذَبه.

قال ابنُ لَهيعَة: وكان قد أتى نَجْدة الحَرُوري فأقام عنده ستة أشهر، ثم أتى ابن عبّاس فَسلّم عليه، فقال ابن عبّاس: قد جاء الخبيث. قال: وكان يُحدِّث برأي نَجْدة.

وقال ابنُ لهيعة، عن أبي الأسود: كان أول من أحدث فيهم ـ أي: أهلَ المغرب ـ رأيَ الصُّفْرية.

وقال يعقوب بن سفيان: سمعت ابن بُكَيْر يقول: قَدِمَ

---

(١) شاكردي، كلمة فارسية تعني التلميذ.

عِكْرِمة مِصْر، وهو يريد المغرب، وترك هذه الدار، وخَرَج إلى المغرب، فالخوارج الذين بالمغرب عنه أخذوا.

وقال عليّ بن المدينيّ: كان عكرمة يرى رأي نَجْدة.

وقال يحيى بن معين: إنما لم يذكر مالك بن أنس عكرمة، لأن عكرمة كان ينتحل رأي الصُّفْرِية.

وقال عطاء: كان إباضياً.

وقال الجُوزجانيّ: قلتُ لأحمد: عكرمة كان إباضياً؟ فقال: يُقال: إنه كان صُفرياً.

وقال خلّاد بن سُليمان، عن خالد بن أبي عِمْران: دخل علينا عِكْرِمة إفريقية وقت المَوْسِم، فقال: وددت أنّي اليوم بالمَوْسِم، بيدي حَرْبَة أضرب بها يميناً وشِمالاً، قال: فمن يَوْمئذٍ رفضه أهل إفريقية.

وقال مُصْعب الزُّبيري: كان عِكْرِمة يرى رأي الخوارج، وزعم أن مولاه كان كذلك.

وقال أبو خَلَف الخَزّاز، عن يحيى البَكّاء: سمعت ابن عمر يقول لنافع: اتق الله ويحك يا نافع، ولا تكذب عليّ كما كَذَب عِكْرِمة على ابن عبّاس.

وقال إبراهيم بن سعد، عن أبيه، عن سعيد بن المُسَيِّب: أنه كان يقول لغلامه بُرد: يا بُرد، لا تَكْذب عليّ كما يَكْذب عكرمة على ابن عبّاس.

وقال إسحاق بن عيسى الطَّبّاع: سألتُ مالك بن أنس، أبَلَغَك أن ابن عمر قال لنافع: لا تَكْذِبْ عليّ كما كَذَب عِكْرِمة على ابن عبّاس؟ قال: لا، ولكن بَلَغني أن سَعيد بن المُسَيِّب قال ذلك لبُرد مَوْلاه.

وقال جَرير بن عبدالحميد، عن يزيد بن أبي زياد: دخلت على عليّ بن عبدالله بن عبّاس، وعِكْرِمة مُقَيَّد على باب الحُشّ، قال: قُلت: ما لِهَذا؟ قال: إنّه يَكْذب على أبي.

وقال هِشام بن سَعْد، عن عطاء الخُراسانيّ: قلت لسعيد بن المُسَيِّب: إن عكرمة يَزْعُم أن رسولَ الله صلى الله عليه وآله وسلم تزوج ميمونة وهو مُحْرِم، فقال: كَذَب مخبثان[1].

وقال شعبة، عن عمرو بن مُرّة: سأل رجل ابن المُسَيِّب عن آية من القُرآن، فقال: لا تسألني عن القرآن، وسَل عنه مَنْ يَزْعم أنّه لا يخفى عليه منهُ شيءٌ، يعني: عِكْرمة.

وقال فِطْر بن خَليفة: قلت لعطاء: إنّ عكرمة يقول: سَبَق الكتاب المسحَ على الخُفّين، فقال: كَذَب عِكْرِمة، سمعتُ ابنَ عباس يقول: امسح على الخُفّين، وإن خَرجتَ من الخَلاء.

وقال إسرائيل، عن عبدالكريم الجَزَريّ، عن عِكْرِمة: أنه كَرِه كِراء الأرض قال: فذكرت ذلك لسعيد بن جُبَيْر، فقال: كَذب عِكْرِمة، سمعت ابن عبّاس يقول: إن أمْثَلَ ما أنتم صانعون استئجار الأرض البَيْضاء سنة بسنة.

وقال وُهَيْب بن خالد، عن يحيى بن سعيد الأنصاري: كان كذّاباً.

وقال إبراهيم بن المنذر، عن مَعْن بن عيسى وغيره: كان مالك لا يرى عِكرمة ثقةً، ويأمر أن لا يُؤخذ عنه.

وقال الدُّوريُّ، عن ابن مَعين: كان مالك يكره عِكْرِمة، قلت: فقد روى عن رجل عنه؟ قال: نعم، شيءٌ يَسير.

وقال الرَّبيعُ، عن الشّافعيّ: وهو - يعني: مالك بن أنس - سيء الرأي في عِكْرِمة، قال: لا أرى لأحد أن يقبل حديثه.

وقال حنبل بن إسحاق، عن أحمد بن حنبل: عِكْرِمة - يعني: ابن خالد المَخْزُومي - أوْثق من عِكْرِمة مولى ابن عباس.

وقال أبو عبدالله: وعِكْرِمة مُضْطرب الحديث يُخْتَلف عنه، وما أدري.

وقال ابنُ عُلَيّة: ذَكَره أيوب، فقال: كان قليلَ العَقْل.

وقال الأعمش، عن إبراهيم: لَقيتُ عِكْرِمة، فسألته عن البَطْشَة الكُبرى، قال: يوم القيامة. فقلت: إنّ عبدالله كان يقول: يومَ بَدْر. فأخبرني مَنْ سأله بعد ذلك فقال: يوم بَدْر.

وقال عبّاس بن حَمّاد بن زَائِدة ورَوْح بن عُبادة، عن عثمان بن مُرّة، قلتَ للقاسم: إنّ عِكْرِمة مولى ابن عبّاس قال: كذا وكذا، فقال: يا ابنَ أخي، إنّ [عكرمة كذّاب،

(١) مَخْبَثَان بوزن زَعْفَران: الخبيث.

يُحدِّث غُدوة حديثاً يخالفهُ عشيةً.

وقال القاسم] بن مَعْن بن عبدالرحمن قال: حدثني أبي، عن عبدالرحمن، قال: حَدّث عِكرمة بحديث، فقال: سمعتُ ابنَ عبّاس يقول: كذا وكذا، قال: فقلت: يا غُلام، هاتِ الدَّواة، فقال: أعْجَبَك؟ قلت: نعم. قال: تريد أن تكتبه؟ قلت: نعم. قال: إنّما قُلته برأيي.

وقال إبراهيم بن مَيْسرة، عن طاووس: لو أنّ مولى ابن عباس اتّقى الله وكَفّ من حَديثه لَشُدَّت إليه المَطايا.

وقال أحمد بن زُهير: عكرمة أثبت النّاس فيما يروي.

وقال أبو طالب، عن أحمد: قال خالد الحَذّاء: كل ما قال ابنُ سيرين: «نُبئتُ عن ابن عباس» فقد سمعه من عِكْرمة. قلت: ما كان يُسمي عِكْرمة؟ قال: لا مُحمد، ولا مالك، لا يُسمّونه في الحديث إلا أنّ مالكاً سمّاه في حديثٍ واحد. قلت: ما كان شأنه؟ قال: كان من أعلم النّاس، ولكنّه كان يرى رأي الخَوارج: رأي الصُّفْرية، وإنما أخذ أهلُ إفريقية رأيَ الصُّفْرية منه، ومات بالمدينة هو وكُثَيِّر عَزّة في يوم واحد، فقالوا: مات أعلم النّاس وأشعر النّاس.

وقال المَرُّوذِيُّ: قلتُ لأحمد: يُحْتج بحديث عِكْرمة؟ فقال: نَعَم، يُحْتَج به.

وقال عُثمان الدّارميُّ: قلت لابن مَعين: فَعِكْرمة أحبُّ إليك عن ابن عباس أو عُبيدالله؟ فقال: كلاهما، ولم يُخيِّر، قلت: فَعِكْرمة أو سعيد بن جُبير؟ قال: ثقة وثقة، ولم يُخيِّر.

قال: فسألته عن عِكْرمة بن خالد: هو أصح حديثاً أو عكرمة مولى ابن عبّاس؟ فقال: كلاهما ثقة.

وقال جعفر الطَّيالسيُّ، عن ابن مَعين: إذا رأيت إنساناً يقع في عِكْرمة وفي حمّاد بن سَلَمة فاتهمه على الإسلام.

وقال يعقوب بن شَيْبة، عن ابن المدينيّ: لم يَكنْ في مَوالي ابن عباس أغْزر من عِكرمة، كان عِكْرمة من أهل العلم.

وقال العَجْليُّ: مكيٌّ، تابعيٌّ، ثقة، بريءٌ مما يرميه النّاس به من الحَرُورية.

وقال البُخاريُّ: ليس أحد من أصحابنا إلا وهو يَحتجُّ بعكرمة.

وقال النَّسائيُّ: ثقة.

وقال ابن أبي حاتم: سألت أبي عن عِكْرمة كيف هو؟ قال: ثقة، قلتُ: يُحْتَج بحديثه؟ قال: نعم، إذا روى عنه الثِّقات. والذي أنكر عليه يحيى بن سعيد الأنصاريُّ ومالك فلسبب رأيه، قيل: فموالي ابن عباس؟ قال: عِكْرمة أعلاهم.

[وقال ابن عدي]: لم أخَرِّج هاهنا من حديثه شيئاً لأنّ الثقات إذا رَوْوا عنه فهو مستقيم الحديث، ولم يمتنع الأئمة من الرِّواية عنه وأصْحاب الصِّحاح أدخلوا أحاديثه في صِحاحهم، وهو أشهر من أن أحتاجَ أن أخَرِّج له شيئاً من حديثه، وهو لا بأس به.

وقال الحاكم أبو أحمد: احتج بحديثه الأئمة القُدماء لكنَّ بعض المتأخرين أخرج حديثه من حَيِّز الصِّحاح.

وقال مُصْعب الزُّبيري: كان يَرى رأيَ الخَوارج، فطلبه بعضُ وُلاةِ المدينة، فتغَيَّبَ عند داود بن الحُصَيْن حتى مات عنده.

وقال البُخاريُّ، ويعقوب بن سفيان عن علي بن المديني: مات بالمدينة سنة (١٠٤).

زاد يعقوب عن علي: فما حَمَله أحدٌ اكْتَرَوْا له أربعةً.

وسمعت بعض المَدنيين يقول: اتفقت جنازتُه وجنازةُ كُثَيِّر عَزّة بباب المسجد في يوم واحد، فما قام إليها أحد، قال: فشهد النّاس جنازة كُثَيِّر وتَركوا عِكْرمة.

وعن أحمد نَحوه، لكن قال: فلم يَشْهد جنازة عكرمة كَثيرُ أحد.

وقال الدَّراوَرْديُّ نحو الذي قبله، لكن قال: فما شَهدها إلا السُّودان. ومن هنا لم يرو عنه مالك.

وقال مالك بن أنس، عن أبيه نحوه، لكن قال: فما علمتُ أنّ أحداً من أهل المسجد حَلّ حَبْوَتَهُ إليها.

وقال أبو داود السِّنجيُّ عن الأصمعيِّ، عن ابن أبي الزِّناد: مات كُثَيِّر وعِكْرمة في يومٍ واحدٍ، فأخبرني غيرُ الأصْمعي.

[قال: فشهد الناس جنازة كثير، وتركوا جنازة عكرمة].

وقال عمرو بن علي وغيرُ واحد: مات سنة خمس ومئة.

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

[illegible]

٣٧- كِتَابُ الْحُدُودِ

١- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ ارْتَدَّ

٤٣٥١-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

أَنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلَامِ أَحْرَقَ نَاساً ارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لأُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلَامِ فَقَالَ وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ. [خ: ٣٠١٧، ٦٩٢٢].

٤٣٥٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ. [خ: ٦٨٧٨] [م: ١٦٧٦].

٤٣٥٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِباً لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنَ الأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْساً فَيُقْتَلُ بِهَا.

٤٣٥٤-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ قَالَ.

قَالَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِي فَكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ قَالَ لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ انْزِلْ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ هَذَا كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السُّوءِ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ اجْلِسْ نَعَمْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ أَوْ أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي. [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٥-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ يَعْنِي عَبْدَ الْحَمِيدِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى وَبُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بِالْيَمَنِ وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عَنِ الإِسْلَامِ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قَالَ لَا أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا وَكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٦-(صحيح الإسناد) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَأُتِيَ أَبُو مُوسَى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الإِسْلَامِ فَدَعَاهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيباً مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فَأَبَى فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ لَمْ يَذْكُرِ الاسْتِتَابَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الاسْتِتَابَةَ.

٤٣٥٧-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ.

[قال المنذري: المسعودي هذا هو عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي المعروف بالمسعودي، وقد تكلم فيه غير واحد وتغير بآخره، واستشهد به البخاري. والقاسم هذا هو أبو عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي وهو ثقة]

٤٣٥٨-(حسن الإسناد) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده علي بن الحسين بن واقد وفيه مقال، وقد تابعه عليه علي بن الحسين بن شقيق وهو من الثقات]

٤٣٥٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثاً كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده إسماعيل بن عبد الرحمن السدي وقد أخرج له مسلم ووثقه الإمام أحمد وتكلم فيه غير واحد]

٤٣٦٠-(ضعيف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ.

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ. [م: ٦٨].

٢- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ

المسمى:

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس "وتحفة الأشراف"

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، عَنْ أَبِي الخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضي الله عنه قَالَ: إِنِّي مِنَ النُّقَبَاءِ الذِينَ بَايَعُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ، بَايَعْنَاهُ عَلَى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيئاً، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ النَّفسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ، وَلَا نَنْتَهِبَ وَلَا نَعْصِيَ، بِالجَنَّةِ إِنْ فَعَلنَا ذلِكَ، فَإِنْ غَشِينَا مِنْ ذلِكَ شَيئاً، كَانَ قَضَاءُ ذلِكَ إِلَى اللهِ. [طرفه في: ١٨].

٦٨٧٤ ـ حدثنا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا جُوَيرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَمَلَ عَلَينَا السِّلَاحَ فَلَيسَ مِنَّا». رَوَاهُ أَبُو مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [الحديث ٦٨٧٤ ـ طرفه في: ٧٠٧٠].

٦٨٧٥ ـ حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ المُبَارَكِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيدٍ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَيُونُسُ، عَنِ الحَسَنِ، عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيسٍ قَالَ: ذَهَبْتُ لأَنْصُرَ هذا الرَّجُلَ، فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرَةَ، فَقَالَ: أَينَ تُرِيدُ؟ قُلتُ: أَنْصُرُ هذا الرَّجُلَ، قَالَ: ارْجِعْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا التَقَى المُسْلِمَانِ بِسَيفَيهِمَا فَالقَاتِلُ وَالمَقْتُولُ في النَّارِ». قُلتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هذا القَاتِلُ، فَمَا بَالُ المَقْتُولِ؟ قَالَ: «إِنَّهُ كَانَ حَرِيصاً عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ». [طرفه في: ٣١].

٣/ ٣ ـ بابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِصَاصُ فِي ٱلۡقَتۡلَىۖ ٱلۡحُرُّ بِٱلۡحُرِّ وَٱلۡعَبۡدُ بِٱلۡعَبۡدِ وَٱلۡأُنثَىٰ بِٱلۡأُنثَىٰۚ فَمَنۡ عُفِيَ لَهُۥ مِنۡ أَخِيهِ شَيۡءٞ فَٱتِّبَاعُۢ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَأَدَآءٌ إِلَيۡهِ بِإِحۡسَٰنٖۗ ذَٰلِكَ تَخۡفِيفٞ مِّن رَّبِّكُمۡ وَرَحۡمَةٞۗ فَمَنِ ٱعۡتَدَىٰ بَعۡدَ ذَٰلِكَ فَلَهُۥ عَذَابٌ أَلِيمٞ﴾ [البقرة: ١٧٨].

٤/ ٤ ـ بابُ سُؤَالِ القَاتِلِ حَتَّى يُقِرَّ، وَالإِقْرَارِ في الحُدُودِ

٦٨٧٦ ـ حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه: أَنَّ يَهُودِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَينَ حَجَرَينِ، فَقِيلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هذا؟ أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ، حَتَّى سُمِّيَ اليَهُودِيُّ؟ فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ يَزَل بِهِ حَتَّى أَقَرَّ بِهِ، فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالحِجَارَةِ. [طرفه في: ٢٤١٣].

٥/ ٥ ـ بابُ إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصاً

٦٨٧٧ ـ حدثنا مُحَمَّدٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيدِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيهَا أَوْضَاحٌ بِالمَدِينَةِ، قَالَ: فَرَمَاهَا يَهُودِيٌّ بِحَجَرٍ، قَالَ: فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فُلَانٌ قَتَلَكِ؟». فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَأَعَادَ عَلَيهَا، قَالَ: «فُلَانٌ قَتَلَكِ؟». فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَقَالَ لَهَا في الثَّالِثَةِ: «فُلَانٌ قَتَلَكِ؟». فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا، فَدَعَا بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَتَلَهُ بَينَ الحَجَرَينِ.

٦/ ٦ ـ بابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى:

﴿أَنَّ ٱلنَّفۡسَ بِٱلنَّفۡسِ وَٱلۡعَيۡنَ بِٱلۡعَيۡنِ وَٱلۡأَنفَ بِٱلۡأَنفِ وَٱلۡأُذُنَ بِٱلۡأُذُنِ وَٱلسِّنَّ بِٱلسِّنِّ وَٱلۡجُرُوحَ قِصَاصٞۚ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِۦ فَهُوَ كَفَّارَةٞ لَّهُۥۚ وَمَن لَّمۡ يَحۡكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ [المائدة: ٤٥].

٦٨٧٨ ـ حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفسُ بِالنَّفسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالمَارِقُ مِنَ الدِّينِ التَّارِكُ الجَمَاعَةَ». [مسلم: كتاب القسامة، باب ما يباح به دم المسلم، رقم: ١٦٧٦].

٧/ ٧ ـ بابُ مَنْ أَقَادَ بِالحَجَرِ

٦٨٧٩ ـ حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيدٍ، عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ يَهُودِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلَى أَوْضَاحٍ لَهَا، فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ، فَجِيءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ: «أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟». فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا، ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ لَا، ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا: أَنْ نَعَمْ، فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِحَجَرَينِ. [طرفه في: ٢٤١٣].

٨/ ٨ ـ بابُ مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيرِ النَّظَرَينِ

٦٨٨٠ ـ حدثنا أَبُو نُعَيمٍ: حَدَّثَنَا شَيبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ: أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوا رَجُلاً. وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، عَنْ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيرَةَ: أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ، قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلاً مِنْ بَنِي لَيثٍ، بِقَتِيلٍ لَهُمْ في الجَاهِلِيَّةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الفِيلَ، وَسَلَّطَ عَلَيهِمْ رَسُولَهُ وَالمُؤْمِنِينَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي،

سُنَنُ أبي دَاوُدَ

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزَةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث،

وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها،

ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية،

وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه

في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

٤٣٦١-(صحيح) حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى الْخُتَّلِيُّ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ.

حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ فَيَنْهَاهَا فَلاَ تَنْتَهِي وَيَزْجُرُهَا فَلاَ تَنْزَجِرُ قَالَ فَلَمَّا كَانَتْ ذَاتَ لَيْلَةٍ جَعَلَتْ تَقَعُ فِي النَّبِيِّ ﷺ وَتَشْتُمُهُ فَأَخَذَ الْمِغْوَلَ فَوَضَعَهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأَ عَلَيْهَا فَقَتَلَهَا فَوَقَعَ بَيْنَ رِجْلَيْهَا طِفْلٌ فَلَطَّخَتْ مَا هُنَاكَ بِالدَّمِ فَلَمَّا أَصْبَحَ ذُكِرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَمَعَ النَّاسَ فَقَالَ أَنْشُدُ اللَّهَ رَجُلاً فَعَلَ مَا فَعَلَ لِي عَلَيْهِ حَقٌّ إِلاَّ قَامَ فَقَامَ الأَعْمَى يَتَخَطَّى النَّاسَ وَهُوَ يَتَزَلْزَلُ حَتَّى قَعَدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَنْهَاهَا فَلاَ تَنْتَهِي وَأَزْجُرُهَا فَلاَ تَنْزَجِرُ وَلِي مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَكَانَتْ بِي رَفِيقَةً فَلَمَّا كَانَ الْبَارِحَةَ جَعَلَتْ تَشْتُمُكَ وَتَقَعُ فِيكَ فَأَخَذْتُ الْمِغْوَلَ فَوَضَعْتُهُ فِي بَطْنِهَا وَاتَّكَأْتُ عَلَيْهَا حَتَّى قَتَلْتُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَلاَ اشْهَدُوا أَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ.

٤٣٦٢-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ.

عَنْ عَلِيٍّ ﷺ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ ﷺ وَتَقَعُ فِيهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَمَهَا.

٤٣٦٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (ح).

وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَنُصَيْرُ بْنُ الْفَرَجِ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلاَلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ.

كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ ﷺ فَتَغَيَّظَ عَلَى رَجُلٍ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ تَأْذَنُ لِي يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ فَأَذْهَبَتْ كَلِمَتِي غَضَبَهُ فَقَامَ فَدَخَلَ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ مَا الَّذِي قُلْتَ آنِفًا قُلْتُ ائْذَنْ لِي أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ أَكُنْتَ فَاعِلاً لَوْ أَمَرْتُكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لاَ وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

قَالَ أَبُو دَاوُد هَذَا لَفْظُ يَزِيدَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ أَيْ لَمْ يَكُنْ لأَبِي بَكْرٍ أَنْ يَقْتُلَ رَجُلاً إِلاَّ بِإِحْدَى الثَّلاَثِ الَّتِي قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُفْرٌ بَعْدَ إِيمَانٍ أَوْ زِنًا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَقْتُلَ.

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُحَارَبَةِ

٤٣٦٤-(صحيح) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ قَوْمًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ مِنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَانْطَلَقُوا فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ خَبَرُهُمْ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي آثَارِهِمْ فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتَّى جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَ أَعْيُنُهُمْ وَأُلْقُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلاَ يُسْقَوْنَ قَالَ أَبُو قِلاَبَةَ فَهَؤُلاَءِ قَوْمٌ سَرَقُوا وَقَتَلُوا وَكَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ [خ: ٢٣٣، ١٥٠١، ٣٠١٨، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩][م: ١٦٧١].

٤٣٦٥-(صحيح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِهِ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

قَالَ فِيهِ فَأَمَرَ بِمَسَامِيرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ وَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَمَا حَسَمَهُمْ [خ: ٢٣٣، ١٥٠١، ٣٠١٨، ٤١٩٢، ٤١٩٣، ٤٦١٠، ٥٦٨٥، ٥٦٨٦، ٥٧٢٧، ٦٨٠٢، ٦٨٠٣، ٦٨٠٤، ٦٨٠٥، ٦٨٩٩][م: ١٦٧١].

٤٣٦٦-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا (ح).

وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الأَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ.

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ فِيهِ فَبَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَلَبِهِمْ قَافَةً فَأُتِيَ بِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي ذَلِكَ ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا﴾ الآيَةَ [خ: ٢٣٣][م: ١٦٧١].

٤٣٦٧-(صحيح) حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَقَتَادَةُ وَحُمَيْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ أَنَسٌ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكْدِمُ الأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتَّى مَاتُوا [خ: ٢٣٣][م: ١٦٧١].

٤٣٦٨-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ نَحْوَهُ زَادَ ثُمَّ نَهَى عَنِ الْمُثْلَةِ وَلَمْ يَذْكُرْ مِنْ خِلاَفٍ.

وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ وَسَلاَّمُ بْنُ مِسْكِينٍ عَنْ ثَابِتٍ جَمِيعًا عَنْ أَنَسٍ لَمْ يَذْكُرَا مِنْ خِلاَفٍ.

وَلَمْ أَجِدْ فِي حَدِيثِ أَحَدٍ قَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلاَفٍ إِلاَّ فِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ. [خ: ٢٣٣][م: ١٦٧١].

٤٣٦٩-(حسن صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلاَلٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَحْمَدُ هُوَ يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ نَاسًا أَغَارُوا عَلَى إِبِلِ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَاقُوهَا وَارْتَدُّوا عَنِ الإِسْلاَمِ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُؤْمِنًا فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُخِذُوا فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ وَنَزَلَتْ فِيهِمْ آيَةُ الْمُحَارَبَةِ وَهُمُ الَّذِينَ أَخْبَرَ عَنْهُمْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ الْحَجَّاجَ حِينَ سَأَلَهُ.

٤٣٧٠-(ضعيف) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلاَنَ.

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَطَعَ الَّذِينَ سَرَقُوا لِقَاحَهُ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ذَلِكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا﴾ الآيَةَ.

[قال المنذري: حديث أبي الزناد هذا مرسل وأخرجه النسائي مرسلاً]

سُنَنُ أبي دَاوُد

تصنيف

أبي داود سُليمانَ بنِ الأشْعَثِ السِّجِسْتَاني

(٢٠٢ - ٢٧٥)

طبعةٌ مميَّزةٌ بضبطِ النصِّ فيها، وتحقيقها، وتمييز أقوالِ المصنف عن الحديث، وتخريج الأحاديث من البخاري ومسلم، ووضع أحكام الشيخ الألباني عليها، ونقل أحكام العلماء في الأحاديث منقولةً من المنذري، وابن قيم الجوزية، وشرف الحقّ العظيم آبادي، وترجمة المصنِّفِ، ومَنْ نَقَلْتُ عنه في أحكام الأحاديث وأشياءَ أُخْرى.

اعتنى به فريق

بيت الأفكار الدولية

بسم الله الرحمن الرحيم

٣٧- كِتَابُ الْحُدُودِ

١- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ ارْتَدَّ

٤٣٥١-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ.

أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامِ أَحْرَقَ نَاسًا ارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ فَبَلَغَ ذَلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَمْ أَكُنْ لِأُحْرِقَهُمْ بِالنَّارِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ وَكُنْتُ قَاتِلَهُمْ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامِ فَقَالَ وَيْحَ ابْنِ عَبَّاسٍ. [خ: ٣٠١٧، ٦٩٢٢].

٤٣٥٢-(صحيح) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ.

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ دَمُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ. [خ: ٦٨٧٨] [م: ١٦٧٦].

٤٣٥٣-(صحيح) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ.

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ يُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنَ الْأَرْضِ أَوْ يَقْتُلُ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا.

٤٣٥٤-(صحيح) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَمُسَدَّدٌ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قُرَّةُ ابْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْدَةَ قَالَ.

قَالَ أَبُو مُوسَى أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَمَعِي رَجُلَانِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِينِي وَالْآخَرُ عَنْ يَسَارِي فَكِلَاهُمَا سَأَلَ الْعَمَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ سَاكِتٌ فَقَالَ مَا تَقُولُ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أَطْلَعَانِي عَلَى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ قَالَ لَنْ نَسْتَعْمِلَ أَوْ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلَى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ وَلَكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوسَى أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ فَبَعَثَهُ عَلَى الْيَمَنِ ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ مُعَاذٌ قَالَ انْزِلْ وَأَلْقَى لَهُ وِسَادَةً وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوثَقٌ قَالَ مَا هَذَا قَالَ هَذَا كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ رَاجَعَ دِينَهُ دِينَ السُّوءِ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ قَالَ اجْلِسْ نَعَمْ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ أَوْ أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَرْجُو فِي نَوْمَتِي مَا أَرْجُو فِي قَوْمَتِي. [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٥-(صحيح) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا الْحِمَّانِيُّ يَعْنِي عَبْدَ الْحَمِيدِ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى وَبُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَدِمَ عَلَيَّ مُعَاذٌ وَأَنَا بِالْيَمَنِ وَرَجُلٌ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ فَارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَلَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ قَالَ لَا أَنْزِلُ عَنْ دَابَّتِي حَتَّى يُقْتَلَ فَقُتِلَ قَالَ أَحَدُهُمَا وَكَانَ قَدِ اسْتُتِيبَ قَبْلَ ذَلِكَ [خ: ٢٢٦١، ٦٩٢٣، ٧١٤٩] [م: ١٧٣٣].

٤٣٥٦-(صحيح الإسناد) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَأُتِيَ أَبُو مُوسَى بِرَجُلٍ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَدَعَاهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا فَجَاءَ مُعَاذٌ فَدَعَاهُ فَأَبَى فَضَرَبَ عُنُقَهُ.

قَالَ أَبُو دَاوُد وَرَوَاهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ لَمْ يَذْكُرِ الِاسْتِتَابَةَ وَرَوَاهُ ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُوسَى لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الِاسْتِتَابَةَ.

٤٣٥٧-(ضعيف الإسناد) حَدَّثَنَا ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بِهَذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ فَلَمْ يَنْزِلْ حَتَّى ضُرِبَ عُنُقُهُ وَمَا اسْتَتَابَهُ.

[قال المنذري: المسعودي هذا هو عبد الرحمن بن عبد الله بن عتبة بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي المعروف بالمسعودي، وقد تكلم فيه غير واحد وتغير بآخره، واستشهد به البخاري. والقاسم هذا هو أبو عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود الهذلي الكوفي وهو ثقة]

٤٣٥٨-(حسن الإسناد) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَزِيدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ يَكْتُبُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَزَلَّهُ الشَّيْطَانُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَأَجَارَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده علي بن الحسين بن واقد وفيه مقال، وقد تابعه عليه علي بن الحسين بن شقيق وهو من الثقات]

٤٣٥٩-(صحيح) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ.

عَنْ سَعْدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ أَلَا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الْأَعْيُنِ.

[قال المنذري: وأخرجه النسائي وفي إسناده إسماعيل بن عبد الرحمن السدي وقد أخرج له مسلم ووثقه الإمام أحمد وتكلم فيه غير واحد]

٤٣٦٠-(ضعيف) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ.

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ. [م: ٦٨].

٢- بَابُ الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ ﷺ

سنن النسائي

المسمى بالمجتبى

طبعة مخرجة الأحاديث على باقي الكتب الستة
سند الإمام أحمد ومرقمة الكتب والأبواب على المعجم المفهرس وتحفة الأشراف
مع فهرس أطراف الأحاديث على ترتيب الحروف

وبهامشه

حاشية الإمام السندي المتوفى ١٠٣٨هـ

تخريج وترقيم وضبط
دقي جميل العطار

دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع - بيروت - لبنان
Dar El Fikr - Printers- Publishers- Distributors- Beirut- Lebanon

4049 ـ أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلاَنَ ثِقَةٌ مَأْمُونٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَعْيُنَ أُولَئِكَ لأَنَّهُمْ سَمَلُوا أَعْيُنَ الرُّعَاةِ. [م= ١٦٧١، ت= ٧٣].

4050 ـ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: **أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْيَهُودِ قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا وَأَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأُخِذَ فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ.** [م= ١٦٧٢، د= ٤٥٢٨].

4051 ـ أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ عَنْ أَنَسٍ: **أَنَّ رَجُلاً قَتَلَ جَارِيَةً مِنَ الأَنْصَارِ عَلَى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ أَلْقَاهَا فِي قَلِيبٍ وَرَضَخَ رَأْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرْجَمَ حَتَّى يَمُوتَ.** [تقدم= ٤٠٥٠].

4052 ـ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَنْبَأَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿**إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ**﴾ الآيَةَ قَالَ: نَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ فِي الْمُشْرِكِينَ فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيلٌ وَلَيْسَتْ هَذِهِ الآيَةُ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فَمَنْ قَتَلَ وَأَفْسَدَ فِي الأَرْضِ وَحَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ثُمَّ لَحِقَ بِالْكُفَّارِ قَبْلَ أَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَمْنَعْهُ ذَلِكَ أَنْ يُقَامَ فِيهِ الْحَدُّ الَّذِي أَصَابَ. [د= ٤٣٧٢].

(8/ 10) ـ باب النهي عن المثلة

4053 ـ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: «**كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحُثُّ فِي خُطْبَتِهِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَى عَنِ الْمُثْلَةِ**». [تحفة الأشراف= ١٣٨٩].

(9/ 11) ـ باب الصلب

4054 ـ أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «**لاَ يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلاَّ بِإِحْدَى ثَلاَثِ خِصَالٍ زَانٍ مُحْصَنٌ يُرْجَمُ أَوْ رَجُلٌ قَتَلَ رَجُلاً مُتَعَمِّداً فَيُقْتَلُ أَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الإِسْلاَمِ يُحَارِبُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولَهُ فَيُقْتَلُ أَوْ يُصْلَبُ أَوْ يُنْفَى مِنَ الأَرْضِ**». [د= ٤٣٥٣، تقدم= ٤٧٥٢].

4050 ـ قال السندي: قوله: «**ورضخ**» بضاد وخاء معجمتين على بناء الفاعل أي كسر «**أن يرجم**» لعله عبر عن الكسر بالحجر بالرجم والله تعالى أعلم.

ذخائر العرب
٣٠

تاريخ الطبري

تاريخ الرسل والملوك

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
٢٢٤ - ٣١٠ هـ

الجزء الثالث

تحقيق
محمد أبو الفضل إبراهيم

الطبعة الثانية

دار المعارف بمصر

أبا بكر . فقاموا إليه فبايعوه ، فانكسر على سعد بن عبادة وعلى الخزرج ما كانوا أجمعوا له من أمرهم.

قال هشام : قال أبو مخنف : فحدّثني أبو بكر بن محمد الخُزاعيّ ، أن أسلمَ أقبلتْ بجماعتها حتى تضايقَ بهم السكك، فبايعوا أبا بكر ؛ فكان عمر يقول : ما هو إلاّ أن رأيتُ أسلم ، فأيقنتُ بالنّصر .

قال هشام ، عن أبي مخنف : قال عبدُ الله بن عبد الرحمن : فأقبلَ الناس من كلّ جانب يبايعون أبا بكر ، وكادوا يطئون سعد بن عبادة ، فقال ناس من أصحاب سعد : اتقوا سعداً لا تطئوه، فقال عمر : اقتلوه قتله الله ! ثم قام على رأسه ، فقال : لقد هممتُ أن أطأكَ حتى تُنْدَرَ عَضُدك[1] ، فأخذ سعد بلحية عمر ، فقال : والله لو حصصتَ منه شعره ما رجعت وفي فيك واضحة[2] ؛ فقال أبو بكر : مهلاً يا عمر ! الرِّفْقُ ها هنا أبلغ . فأعرض عنه عمر . وقال سعد : أما والله لو أنّ بي قوّة ما ، أقوى على النهوض ، لسمعتَ منّي في أقطارها وسككها زئيراً يُجْحِرك[3] وأصحابك ؛ أما والله إذاً لألحقنك بقوم كنتَ فيهم تابعاً غير متبوع ! احملوني مِنْ هذا المكان ، فحملوه فأدخلوه في داره ، وترك أياماً ثم بعث إليه أن أقْبِل فبايع فقد بايع الناس وبايع قومُك ؛ فقال : أما والله حتى أرميَكم بما في كنانتي من نَبْلي ، وأخْضِب سنان رمحي ، وأضربكم بسيفي ما ملكته يدي ، وأقاتلكم بأهل بيتي ومَنْ أطاعني من قومي ؛ فلا أفعل ، وايْمُ الله لو أنّ الجنّ اجتمعتْ لكم مع الإنس ما بايعتُكم ، حتى أعرَض على ربّي ، وأعلَم ما حسابي .

١/١٨٨٤

فلما أتي أبو بكر بذلك قال له عمر : لاتَدَعْه حتى يبايع . فقال له بشير بن سعد : إنه قد لجّ وأبى ؛ وليس بمبايعكم حتى يُقتل ، وليس بمقتول حتى يُقتل معه ولدُه وأهل بيته وطائفة من عشيرته ؛ فاتركوه فليس تركُه بضارّكم ؛ إنما هو رجلٌ واحد. فتركوه وقبلوا مشورة بشير بن سعد واستنصحوه لما بدا لهم منه ؛

(١) تندر عضدك : تزال عن موضعها ، وفي ط : « عضوك » .

(٢) الواضحة : الأسنان التي تبدو عند الضحك .

(٣) يجحرك وأصحابك ، أي يدخلكم المضايق .

فكان سعْد لا يصلّى بصلاتهم ، ولا يجمع معهم ويحجّ ولا يُفيض معهم بإفاضتهم ؛ فلم يزل كذلك حتى هلك أبو بكر رحمه الله .

حدّثنا عُبيد الله بن سعد ، قال: حدّثنا عمّى ، قال : أخبرنا سَيْف ابن عمر ، عن سهل وأبى عثمان ، عن الضحّاك بن خليفة ، قال: لما قام الُحبابُ ابن المنذر انتضَى سيفه؛ وقال: أنا جُذَيلُها المحكّك وعُذَيقها المرجّب؛ أنا أبو شبل فى عِرّيسةِ الأسد، يعزَى إلىّ الأسْد . فحامله عمر فضرب يده، فندَر السيفُ ، فأخذه ثم وثب على سعد ووثبوا على سعد ؛ وتتابع القوم على البيعة ؛ ١٨٤٥/١ وبايع سعد ؛ وكانت فلتةً كفلَتات الجاهليّة ؛ قام أبو بكر دونها . وقال قائل حين أوطىء سعد: قتلتم سعداً، فقال عمر: قتله الله ! إنه منافق ، واعترض عمرَ بالسيف صخرةٌ فقطعه .

حدّثنا عُبيد الله بن سعيد ، قال : حدّثنى عمّى يعقوب ، قال : حدثنا سيف ، عن مبشّر ، عن جابر ، قال : قال سعد بن عبادة يومئذ لأبى بكر : إنكم يا معشرَ المهاجرين حسدتمونى على الإمارة ؛ وإنك وقومى أجبرتمونى على البيْعة ، فقالوا : إنا لو أجبَرْناك على الفُرقة فصرت إلى الجماعة كنت فى سَعة ؛ ولكنا أجبرنا على الجماعة ، فلا إقالة فيها؛ لئن نزعت يداً من طاعة ، أو فرّقت جماعة ، لَنضرِبنّ الذى فيه عيناك .

* * *

[ذكر أمر أبى بكر فى أول خلافته]

حدّثنا عبيدُ الله بن سعد ، قال : أخبرنا عمى ، قال : حدّثنا سيف — وحدّثنى السرىّ بن يحيى ، قال : حدّثنا شُعيب بن إبراهيم ، عن سيف بن عمر — عن أبى ضَمْرة ، عن أبيه ، عن عاصم بن عدّى ، قال : نادى منادى أبى بكر ، من بعد الغدِ مِنْ متوفَّى رسولِ الله صلى الله عليه وسلم : ليُتَمّ بعث أسامة ؛ ألا لا يبقيَنّ بالمدينة أحدٌ من جُنْد أسامة إلاّ خرج إلى عسكره بالجُرف . وقام فى الناس ، فحمد الله وأثنى عليه وقال :

المسمى :

الجامع الصحيح المسند من حديث رسول الله ﷺ وسننه وأيامه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة الجعفي البخاري

رحمه الله تعالى

١٩٤هـ - ٢٥٦هـ

طبعة معتمدة على النسخة "السلطانية" المعتمدة على النسخة اليونينية،
ومصححة على عدة نسخ
ومرقمة الأحاديث والأبواب وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف

اعتنى به

أبو عبد الله عبد السلام بن محمد بن عمر علوش

مكتبة الرشد
ناشرون

الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ، كما يَنْماعُ المِلْحُ في الماءِ». [مسلم: كتاب الحج، باب من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله، رقم: ١٣٨٧].

٨/ ٢١٧ ـ بابُ آطَامِ الْمَدِينَةِ

١٨٧٨ ـ حدثنا عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ ﷺ قالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: «هَلْ تَرَوْنَ ما أَرَى؟ إِنِّي لأَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ». تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَسُلَيمانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، رقم: ٢٨٨٥]. [الحديث ١٨٧٨ ـ أطرافه في: ٢٤٦٧، ٣٥٩٧، ٧٠٦٠].

٩/ ٢١٨ ـ بابٌ لَا يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

١٨٧٩ ـ حدثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ». [الحديث ١٨٧٩ ـ طرفاه في: ٧١٢٥، ٧١٢٦].

١٨٨٠ ـ حدثنا إِسْماعِيلُ قالَ: حَدَّثَنِي مالِكٌ، عَنْ نُعَيمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قالَ: قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ». [مسلم: كتاب الحج، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون والدجال إليها، رقم: ١٣٧٩]. [الحديث ١٨٨٠ ـ طرفاه في: ٥٧٣١، ٧١٣٣].

١٨٨١ ـ حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو: حَدَّثَنَا إِسْحاقُ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مالِكٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «لَيسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، لَيسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ، فَيُخْرِجُ اللهُ كُلَّ كافِرٍ وَمُنَافِقٍ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب قصة الجساسة، رقم: ٢٩٤٣]. [الحديث ١٨٨١ ـ أطرافه في: ٧١٢٤، ٧١٣٤، ٧٤٧٣].

١٨٨٢ ـ حدثنا يَحْيى بْنُ بُكَيرٍ: حَدَّثَنَا اللَّيثُ، عَنْ عُقَيلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ: أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ ﷺ قالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثاً طَوِيلاً عَنِ الدَّجَّالِ، فَكانَ فِيما حَدَّثَنَا بِهِ أَنْ قالَ: «يَأْتِي الدَّجَّالُ ـ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ ـ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي بِالْمَدِينَةِ، فَيَخْرُجُ إِلَيهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيرُ النَّاسِ، أَوْ مِنْ خَيرِ النَّاسِ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ، الَّذِي حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَهُ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَرَأَيتَ إِنْ قَتَلْتُ هذا ثُمَّ أَحْيَيتُهُ هَل تَشُكُّونَ في الأَمْرِ؟ فَيَقُولُونَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ، فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ: وَاللهِ ما كُنْتُ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ، فَيَقُولُ الدَّجَّالُ: أَقْتُلُهُ فَلَا أُسَلَّطُ عَلَيهِ». [مسلم: كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب صفة الدجال وتحريم المدينة عليه، رقم: ٢٩٣٨]. [الحديث ١٨٨٢ ـ طرفه في: ٧١٣٢].

١٠/ ٢١٩ ـ بابٌ الْمَدِينَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ

١٨٨٣ ـ حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جابِرٍ ﷺ: جاءَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعَهُ عَلَى الإِسْلامِ، فَجَاءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوماً، فَقَالَ: أَقِلْنِي، فَأَبَى، ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَقَالَ: «الْمَدِينَةُ كالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا، وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا». [الحديث ١٨٨٣ ـ أطرافه في: ٧٢٠٩، ٧٢١١، ٧٢١٦، ٧٣٢٢].

١٨٨٤ ـ حدثنا سُلَيمانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قالَ: سَمِعْتُ زَيدَ بْنَ ثَابِتٍ ﷺ يَقُولُ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أُحُدٍ، رَجَعَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَتْ فِرْقَةٌ: نَقْتُلُهُمْ، وَقَالَتْ فِرْقَةٌ: لَا نَقْتُلُهُمْ، فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ﴾ [النساء: ٨٨]. وَقالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّهَا تَنْفِي الرِّجَالَ كما تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْحَدِيدِ». [مسلم: أوائل كتاب صفات المنافقين، رقم: ٢٧٧٦]. [الحديث ١٨٨٤ ـ طرفاه في: ٤٠٥٠، ٤٥٨٩].

١٠/ ٢٢٠ ـ بابٌ

١٨٨٥ ـ حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: سَمِعْتُ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «اللَّهُمَّ اجْعَل بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَي ما جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ». تَابَعَهُ عُثْمانُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ يُونُسَ. [مسلم: كتاب الحج، باب فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ فيها بالبركة، رقم: ١٣٦٩].

١٨٨٦ ـ حدثنا قُتَيبَةُ: حَدَّثَنَا إِسْماعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيدٍ، عَنْ أَنَسٍ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا، مِنْ حُبِّهَا.

للامام برهان الدين أبى الحسن على بن أبى بكر المرغينانى

رحمه الله تعالى المتوفى ٥٩٣هـ

مع

شرح العلامة عبد الحي اللكنوي

رحمه الله تعالى المتوفى ١٣٠٣هـ

٤

اعتنى بإخراجه وتنسيقه وتخريج أحاديثه من نصب الراية والدراية

نعيم اشرف نور احمد

من منشورات

إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

٤٣٧- دى ٥ گاردن ايست ٥ كراتشى ٥ باكستان

المرأة تشاركها[١] فيها، فتشاركها في موجبها.

ولنا أن النبي عليه السلام[٢] نهى عن قتل النساء[٣]*، ولأن الأصل تأخير الأجزية إلى دار الآخرة[٤]؛ إذ تعجيلها يخلّ بمعنى الابتلاء، وإنما عُدل عنه دفعًا لشرٍ ناجزٍ[٥]، وهو الحراب، ولا يتوجه ذلك[٦] من النساء لعدم صلاحية البنية[٧]، بخلاف الرجال، فصارت المرتدة كالأصلية[٨]. قال: ولكن تحبس حتى تسلم؛ لأنها امتنعت عن إيفاء حق الله تعالى بعد الإقرار، فتُجبر على إيفاءه بالحبس، كما في حقوق العباد[٩]. وفي "الجامع الصغير"[١٠]: وتجبر المرأة على الإسلام، حرة كانت أو أمة، والأمة يُجبرها مولاها، أما الجبر فلما ذكرنا[١١]، ومن المولى لما فيه من الجمع بين الحقين[١٢]، ويروى تُضرب[١٣] في كل أيام مبالغة في

(١) والاشتراك في العلة يوجب الاشتراك في الحكم. (ك)

(٢) رواه الجماعة إلا ابن ماجة. (عيني)

(٣) قوله: "نهى عن قتل النساء" وقوله: «من بدل دينه فاقتلوه» وإن كان عامًا، لكن يجب تخصيصه بالرجال؛ إذ العام والخاص إذا وردا في حادثة، يجعل الخاص مخصّصًا للعام. (إله داد)

* راجع نصب الراية ج٣ ص٤٥٦، والدراية ج٢، الحديث ٧٤٤ ص١٣٦. (نعيم)

(٤) قوله: "إلى دار الآخرة" فإنها الموضوعة للأجزية على الأعمال المصنوعة في هذه الدار، وكل جزاء شرع في هذه الدار، فإنما هو لمصالح تعود إلينا كالقصاص، وحد القذف، وحد الشرب والزنا، والسرقة شرعت لحفظ النفوس، والأعراض، والعقول، والأنساب. فكذا يجب القتل بالردة لدفع شر الحرابة، لا جزاء على فعل الكفر؛ لأن جزاءه أعظم عند الله، فيخص لمن يتأتى منه الحرب، وهو الرجل، ولهذا نهى رسول الله ﷺ عن قتل النساء، وعلله بأنها لم تكن تقاتل على ما صح من الحديث، ولهذا قلنا: لو كانت المرأة ذات رأي وتبع تقتل، لا لردتها، بل لأنها ح تسعى في الأرض بالفساد. (ف)

(٥) أي واقع في الحال.

(٦) أي الحرب.

(٧) بكسر وضم أول وسكون نون بمعنى بنياد نهاد. (غث)

(٨) والأصلية لا تقتل، فكذا المرتدة. (ب)

(٩) كالديون يجبر على إيفاءها.

(١٠) قوله: "وفي الجامع الصغير إلخ" أعاد روايته لاشتمالها على ذكر الحرة والأمة. (عناية)

(١١) يعني أنها امتنعت عن إيفاء حق الله بعد الإقرار. (ك)

(١٢) قوله: "من الجمع بين الحقين" يعني حق الله وحق السيد في الاستخدام، فإنه لا منافاة، بخلاف العبد المرتد، فإنه لا يدفع، فإنه لا فائدة في دفعه إليه؛ لأنه يقتل ولا يبقى ليتمكن استخدامه. (ف)

شرح

فتح القدير

تأليف

الإمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ثم السكندري

المعروف بابن الهمام الحنفي

المتوفى سنة ٨٦١ هـ

على

الهداية شرح بداية المبتدي

تأليف

شيخ الإسلام برهان الدين علي بن أبي بكر المرغيناني

المتوفى سنة ٥٩٣ هـ

علق عليه وخرج آياته وأحاديثه

الشيخ عبد الرزاق غالب المهدي

الجزء السادس

يحتوي على الكتب التالية:

تتمة كتاب السير - اللقيط - اللقطة - الإباق

المفقود - الشركة - الوقف - البيوع

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

النساء، ولأن الأصل تأخير الأجزية إلى دار الآخرة إذ تعجيلها يخل بمعنى الابتلاء، وإنما عدل عنه **(دفعاً لشرّ ناجز وهو الحراب، ولا يتوجه ذلك من النساء لعدم صلاحية البنية، بخلاف الرجال فصارت المرتدة كالأصلية)**. قال: **(ولكن تحبس حتى تسلم)** لأنها امتنعت عن إيفاء حق الله تعالى بعد الإقرار فتجبر على إيفائه بالحبس كما في حقوق العباد **(وفي الجامع الصغير: وتجبر المرأة على الإسلام حرة كانت أو أمة. والأمة يجبرها مولاها)** أما الجبر فلما

الكفر إلى الإسلام، وما ذكر المصنف من المعنى بعد هذا زيادة بيان، وهو أن الأصل في الأجزية بأن تتأخر إلى دار الجزاء وهي الدار الآخرة فإنها الموضوعة للأجزية على الأعمال الموضوعة هذه الدار لها، فهذه دار أعمال وتلك دار جزائها، وكل جزاء شرع في هذه الدار ما هو إلا لمصالح تعود إلينا في هذه الدار كالقصاص وحد القذف والشرب والزنا والسرقة شرعت لحفظ النفوس والأعراض والعقول والأنساب والأموال، فكذا يجب في القتل بالردة أن يكون لدفع شرّ حرابه لا جزاء على فعل الكفر، لأن جزاءه أعظم من ذلك عند الله تعالى، فيختص بمن يتأتى منه الحراب وهو الرجل، ولهذا نهى النبي ﷺ عن قتل النساء، وعلله بأنها لم تكن تقاتل على ما صح من الحديث فيما تقدم، ولهذا قلنا: لو كانت المرتدة ذات رأي وتبع تقتل لا لردتها بل لأنها حينئذ تسعى في الأرض بالفساد، وإنما حبست **(لأنها امتنعت عن أداء حق الله تعالى بعد أن أقرّت به فتحبس كما في حقوق العباد)** قد روى أبو يوسف عن أبي حنيفة عن عاصم بن أبي النجود عن أبي رزين عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: لا تقتل النساء إذا هن ارتددن عن الإسلام، ولكن يحبسن ويدعين إلى الإسلام ويجبرن عليه. وفي بلاغات محمد قال: بلغنا عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال: إذا ارتدت المرأة عن الإسلام حبست. وأما ما روى الدارقطني عن جابر «أن امرأة يقال لها أم مروان ارتدت عن الإسلام فأمر النبي ﷺ أن يعرض عليها الإسلام فإن رجعت وإلا قتلت»[1] فمضعف بمعمر بن بكار. وأخرجه أيضاً من طريق آخر عن جابر ولم يسم المرأة، وزاد: فعرض عليها الإسلام فأبت أن تسلم فقتلت»[2] وهو ضعيف بعبد الله بن أذينة. قال ابن حبان: لا يجوز الاحتجاج به بحال. وقال الدارقطني في المؤتلف والمختلف: إنه متروك، ورواه ابن عدي في الكامل وقال: عبد الله بن عطارد بن أذينة منكر الحديث. وروي حديث آخر عن عائشة «ارتدت امرأة يوم أحد فأمر عليه الصلاة والسلام أن تستتاب فإن تابت وإلا قتلت»[3] وفي سنده محمد بن عبد الملك قالوا فيه إنه يضع الحديث مع أنها معارضة بأحاديث أخر مثلها، وأمثل منها ما

بعضها **(دفعاً لشرّ ناجز وهو الحراب، ولا يتوجه ذلك من النساء)** لأن بنتيهنّ غير صالحة لذلك **(بخلاف الرجال فصارت المرتدة كالأصلية)** والكافرة الأصلية لا تقتل فكذا المرتدة. وما قيل رسول الله ﷺ قتل مرتدة فقد قيل إنه عليه الصلاة والسلام

قال المصنف: **(ولنا أنه عليه الصلاة والسلام نهى عن قتل النساء الخ)** أقول: لكنه مخصوص، فإنها إذا قتلت نفساً بحديدة عمداً تقتص فجاز تخصيصه بالقياس الذي ذكره الشافعي قوله: **(لأن تعجيلها يخل، إلى قوله: لأن الناس الخ)** أقول: تعليل لقوله يخل بمعنى الابتلاء الخ قوله: **(خوفاً من لحوقه)** أقول أي لحوق الجزاء في الدنيا قال المصنف: **(وإنما عدل عنه الخ)** أقول: قال ابن همام: لا جزاء على فعل الكفر، فإن جزاءه أعظم عند الله تعالى من ذلك اهـ. فيه كلام لأنه يأباه ظاهر قوله وإنما عدل عنه.

---

(١) ضعيف. أخرجه الدارقطني ٣/١١٨، ١١٩ والبيهقي ٨/٢٠٣ كلاهما من حديث جابر وإسناده ضعيف.
قال الزيلعي في نصب الراية ٣/٤٥٩: قال العقيلي: ومعمر بن بكار في حديثه وهم.

(٢) ضعيف. أخرجه الدارقطني ٣/١١٩ والبيهقي ٨/٢٠٣ وابن عدي في الكامل ٤/٢١٤ كلهم من حديث جابر وفي إسناده عبد الله بن عطارد بن أذينة.
قال ابن عدي في الكامل: منكر الحديث ولا أعلم أحداً يرويه غيره.
وقال الزيلعي في نصب الراية ٣/٤٥٨: جرحه ابن حبان وقال الدارقطني في المؤتلف والمختلف: متروك.

(٣) ضعيف جداً. أخرجه الدارقطني ٣/١١٨ وأشار إليه البيهقي ٨/٢٠٣ كلاهما من حديث عائشة.
قال البيهقي: وروي من وجه ضعيف عن عائشة وهذا مذهب الزهري صحيح عنه اهـ.
وقال الزيلعي في نصب الراية ٣/٤٥٨: ومحمد بن عبد الملك قال أحمد، وغيره فيه: يضع الحديث.

الإمام الأكبر

محمود شلتوت

دار الشروق

مسلك الشريعة فى تقرير العقوبات الدنيوية :

سلكت الشريعة فى تقرير العقوبة الدنيوية مسلكين بارزين :

المسلك الأول — العقوبة النصية .

المسلك الثانى — العقوبة التفويضية .

المسلك الأول — العقوبة النصية

نص فى القرآن أو السنة على عقوبات محددة لجرائم معينة ، هى من عموم الجرائم بمنزلة الأمهات ، نظراً إلى دلالتها على تأصل الشر فى نفس الجانى ، وإلى شدة ضررها فى المجتمع ، وإلى حرمة ما وقعت عليه فى الفطر البشرية .

وهى الجرائم الآتية :

عقوبة الاعتداء على الدين بالردة :

٢ — الاعتداء على الدين بالردة يكون بإنكار ما علم من الدين بالضرورة ، أو ارتكاب ما يدل على الاستخفاف والتكذيب . والذى جاء فى القرآن عن هذه الجريمة ، هو قوله تعالى : « وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ ، فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ »[1] ، والآية كما ترى لاتتضمن أكثر من حكم بحبوط العمل والجزاء الأخروى بالخلود فى النار .

أما العقاب الدنيوى لهذه الجناية ، وهو القتل ، فيثبته الفقهاء بحديث يروى

(١) الآية ٢١٧ من سورة البقرة .

عن ابن عباس رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « من بدل دينه فاقتلوه » .

وقد تناول العلماء هذا الحديث بالبحث من جهات :

هل المراد من بدل دينه من المسلمين فقط ، أو هو يشمل من تنصر بعد أن كان يهوديا مثلا ؟

وهل يشمل هذا العموم الرجل والمرأة ، فتقتل إذا ارتدت ، كما يقتل إذا ارتد ، أو هو خاص بالرجل ، والمرأة لا تقتل بالردة ؟

وهل يقتل المرتد فوراً ، أو يستتاب ؟

وهل للاستتابة أجل ، أو لا أجل لها فيستتاب أبدا ؟

وقد يتغير وجه النظر فى هذه المسألة إذا لوحظ أن كثيراً من العلماء يرى أن الحدود لا تثبت بحديث الآحاد ، وأن الكفر بنفسه ليس مبيحاً للدم ، وإنما المبيح للدم هو محاربة المسلمين ، والعدوان عليهم ، ومحاولة فتنتهم عن دينهم ، وأن ظواهر القرآن الكريم فى كثير من الآيات تأبى الإكراه على الدين ؛ فقال تعالى : « لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ »[١] ، وقال سبحانه: « أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ »[٢] .

عقوبة الاعتداء على الأعراض بالزنا أو القذف :

٣ — وقد جاء فى الزنا قوله تعالى : « وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَائِكُمْ ، فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ ، فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ ، أَوْ يَجْعَلَ اللهُ لَهُنَّ سَبِيلاً . وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا ، فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا ، إِنَّ اللهَ كَانَ تَوَّاباً رَحِيماً »[٣] .

---

(١) الآية ٢٥٦ من سورة البقرة .

(٢) الآية ٩٩ من سورة يونس .

اسلام اور مسیحیت

مصنفہ حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

فقرے میں جناب باری کے حضورؑ عرض کی تھی کہ

"اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (موت) مجھ سے گزر جائے تو بھی میری خواہش نہیں۔ بلکہ تیری خواہش کے مطابق ہو۔" ----(انجیل متی ۲۶:۳۹)

اللہ اللہ! کیسا عارفانہ کلام ہے۔ مخالفوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جانا تو قانون قدرت کے مطابق تھا۔ اسے تسلیم کرکے آپ قدرت خداوندی کا واسطہ دیتے ہیں جو قانون مجریہ سے بالاتر ہے۔ اس کلام بانظام کے معنی یہ ہیں کہ گرفتاری کے تمام اسباب تو مہیا ہو چکے ہیں تاہم تیری قدرت میں داخل ہے کہ تو مجھے اس مصیبت سے بچالے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اِرشاد ہے۔

وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا ○ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا

(پ۶:ع۲)

مسیح کو اس کے مخالفوں نے ہرگز قتل نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اُٹھا کر محفوظ کرلیا۔

اس کی وجہ بھی بتادی کہ خدا بہت غالب ہے اور بڑی حکمتوں والا ہے۔ مسیح نے اسی غلبہ قدرت کے ماتحت درخواست کی تھی جسے حسب بیان قرآن خدا نے منظور کرلیا۔

اسی طرح حضرت یوسفؑ کے ساتھ زلیخا کا تعشق قرآن میں مذکور ہے۔ جس کا نتیجہ قرآن نے یہ بتایا کہ اس عورت نے حضرت یوسف کے ساتھ بدکاری کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا تھا۔ موصوف اگر خدائی برہان نہ دیکھ لیتے یعنی نور نبوت ان کے دِل میں جلوہ گر نہ ہوتا تو آپ بھی ارادہ کرلیتے۔ مگر انہوں نے تصرف قدرت کے ماتحت برا ارادہ نہیں کیا۔ یہ مثال بتا رہی ہے کہ قوانین قدرت جاری ہو جانے کے بعد خدا تعالیٰ میں یہ قدرت کاملہ موجود ہے کہ کوئی واقعہ قانون قدرت کے خلاف بھی پیدا کردے اگر آپ اس کی تفصیل کو منظور نہ کریں تو کل انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی صف لپیٹ دی جائے گی اور حضرت مسیح کی پیدائش کے متعلق انجیل کا یہ فقرہ بھی غلط یا تاویل طلب ہو جائے گا۔ کہ یوسف اور مریم کے اکٹھا ہونے سے پہلے مریم روح القدس سے حاملہ پائی گئی----(انجیل متی ۱:۱۸) قارئین! ؎

اگر اب بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت سے خدا سمجھے

باقی رہی جبریہ اور قدریہ کی بحث۔ سو وہ جانیں اور آپ جانیں۔ ہم کسی خاص فرقہ

کے خیالات کے ذمہ دار نہیں ہیں- ہم تو قرآن مجید کی تعلیم کے ذمہ دار ہیں- ؎

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

بس آپ کا یہ لکھنا کہ

"قرآن کے مطابق اللہ نے اِنسان کو خود مختار ہستی کے طور پر خلق نہیں کیا-"
----(صفحہ ۱۷۹)

تحکم نہیں تو کیا ہے- قرآن مجید صاف کہتا ہے-

اِنَّا هَدَیْنَاهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا

ترجمہ "ہم نے اِنسان کی راہنمائی کردی ہے اس کے بعد وہ یا شکر گزار ہو گیا یا ناشکرا-"

نیز فرمایا-

مَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَكْفُرْ- ---- (پ۱۵:ع۱۶)

ترجمہ جو چاہے اِیمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے-

اس سے زیادہ آزادی کیا ہوگی- آگے چل کر آپ لکھتے ہیں کہ-

"اسلام فخر کے ساتھ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے اصول امور سلطنت کے ساتھ ایسے وابستہ ہیں کہ سلطنت کے ہر شعبے پر تا ابد عائد ہوسکتے ہیں (حالانکہ) حدیث اور شرع اِسلام میں مرتد واجب القتل ہے-[1] ----(صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰)

مجیب: قارئین! پہلے پادری صاحب کی ہوشیاری ملاحظہ کریں کہ ایسے سخت اعتراض کے موقع پر قرآن مجید کی کسی آیت کا حوالہ نہیں دیا بلکہ یونہی کہہ دیا کہ شرع اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے (صفحہ ۱۸۰) اس لئے میں پہلے قرآن مجید سے مرتد کا حال بتاتا ہوں- غور سے سنئے- اِرشاد ہے-

---

[1] پادری صاحب اپنی کتاب (دین فطرت) کے صفحہ ۷ پر لکھ آئے ہیں کہ اعتراض کی بنا حدیث پر نہیں رکھوں گا- اب آپ حدیث ہی پر اعتراض کر رہے ہیں، کیا یہ نسیان ہے یا شوق؟ (مجیب)

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ---- (پ۵:ع۱۷)

ترجمہ "جو لوگ پہلے اِیمان لائے پھر کافر ہو کر مرتد ہو گئے پھر اِیمان لائے پھر کافر ہو کر مرتد ہو گئے پھر کفر میں بڑھ گئے خدا ان کو نہیں بخشے گا اور نہ ان کو نجات کا راستہ دکھائے گا۔"

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ بعض لوگ دو دو تین دفعہ مرتد ہوئے۔ اگر محض ارتداد کی سزا قتل ہوتی تو پہلے ہی ارتداد کے بعد ان کا خاتمہ کر دیا جاتا۔ دوسرے ارتداد کی نوبت ہی نہ آتی۔ ہمارے اس بیان پر ایک حدیث کی وجہ سے معارضہ ہونا ممکن ہے اس لئے بغرض توضیح مقام ہم خود اس حدیث کو نقل کرکے اس کی تشریح کئے دیتے ہیں۔ جس سے اصل سوال اُٹھ جائے گا۔ انشاء اللہ!

حدیث کے الفاظ یہ ہیں "من بدل دینه فاقتلوه" (جو شخص اپنا دِین تبدیل کرے اس کو قتل کر ڈالو۔) اس کی تشریح کرنا ہمارے ذمے ہے۔ تشریح سے پہلے ہمیں اِسلام کی حیثیت سمجھا دینی ضروری ہے۔ پس سنئے!

اسلام کی تعلیم کے دو حصے ہیں ایک تعبدی، دوسرا سیاسی، تعبدی حصے میں نماز روزہ وغیرہ اخلاق فاضلہ داخل ہیں۔ سیاسی حصے میں حکمرانی سے متعلق احکام پائے جاتے ہیں۔ اِسلام کو بحیثیت سیاسی مذہب ہونے کے جنگ و جدال بھی کرنا پڑتا ہے۔ جس میں اس امر کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ کوئی شخص جنگ کی حالت میں جماعت المسلمین سے نہ نکل جائے کیونکہ اس حالت میں اس کا نکل جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ دشمن سے ساز باز رکھتا ہے۔ پس ایسا شخص جنگی قانون کے ماتحت واجب القتل ٹھہرتا ہے اس تمہید کے بعد ایک اور حدیث سنئے، جو بخاری مسلم کی روایت ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجے کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

المارق لدینه التارک للجماعة (مشکوة باب القصاص)

المارق اور التارک

دونوں لفظ الگ الگ معنی کے لئے ہیں۔ چنانچہ المارق کے معنی ہیں اپنے دِین سے پھر جانے والا اور "التارک للجماعة" کے معنی ہیں۔ جماعت المسلمین یا بالفاظ دیگر جماعت

المجاہدین کو چھوڑ کر چلا جانے والا جنگی قوموں میں ایسا شخص دشمن کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس اس حدیث کی روشنی میں پہلی حدیث کو دیکھیں تو جامع الفاظ یوں ہوں گے۔

من بدل دینه' ای ترک دِین الاسلام و خرج عن جماعت المسلمین ای المجاهدین فاقتلوه

پس حدیث مذکورہ کو قران کے ساتھ ملا کر دیکھنے سے نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ محض ارتداد موجب قتل نہیں ہے۔ ارتداد صرف اسی حالت میں موجب قتل ہے۔ جب مرتد شخص مسلمانوں کی بد خواہی کرنے کو دشمن کی جماعت میں جا ملے۔ آج فوجی قانون کے ماتحت سپاہی کو معمولی سی بات پر کورٹ مارشل کیا جاتا ہے۔ جو ضرورت کے لحاظ سے حق بجانب ہے۔ پس حدیث زیر بحث میں جنگی قانون مذکور ہے۔ جس پر آج ساری دُنیا عمل کر رہی ہے۔ اگر پادری صاحب بھی فوج میں کسی عہدہ پر فائز ہو جائیں تو اس قانون کی تحسین بلکہ تائید کریں۔ یہی معنی ہیں اس مصرع کے۔ ؎

قاضی اربا ماشنید برنشاند دست را

پس ایسے جنگی قانون کو سامنے رکھ کر اسلام پر آزادی رائے سلب کرنے کا اعتراض کرنا بے جا ہے۔ کیونکہ ہر نقطہ مکانے دارد۔

اسی جبلت اجتماع پسندی کے ضمن میں پادری صاحب نے ایک سرخی یوں لکھی ہے۔

"جبلت اجتماع پسندی اور انانیت"

اجتماع پسندی سے مراد جماعتی احکام ہیں اور انانیت سے مراد شخصی احکام مثلاً اِسلام میں روزہ شخصی احکام کی قسم سے ہے۔ کیونکہ اس کو دوسرے شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اکیلا ہی رکھ سکتا ہے۔ اسی طرح اکیلے شخص کی نماز انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور جماعت کے ساتھ اجتماعی' علیٰ ہذا القیاس حج اور زکوٰۃ بھی اجتماعی عبادات ہیں۔ اور سب سے بڑا حکم جس پر جماعت کی ترقی موقوف ہے۔ یعنی جہاد وہ بھی جماعتی ہے۔ جس کی شان میں فرمایا "ذروة سنامه الجهاد"۔ رشتہ داروں سے ملنا جلنا اور اچھا سلوک کرنا بھی اجتماعی کام ہے۔ ان سب امور کے متعلق قرآن مجید میں ہدایات ملتی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ نماز باجماعت جو اجتماعی حالت کا نام ہے

رپورٹ تحقیقاتی عدالت برائے تحقیقات فسادات پنجاب ۱۹۵۳
مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ ۲، ۱۹۵۴

المعروف

منیر انکوائری رپورٹ

نیازمانہ

نیازمانہ پبلیکیشنز

گئی کہ مسلم وہ شخص ہے جو رسول پاک صلعم کی امت سے تعلق رکھتا ہے اور کلمہ طیبہ پر ایمان کا اقرار کرتا ہے۔

ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں اگر ہم اپنی طرف سے ''مسلم'' کی کوئی تعریف کر دیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف ان تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائیگا۔ اور اگر ہم علما میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کر لیں تو ہم اس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علما کی تعریف کے رو سے کافر ہو جائیں گے۔

ارتداد

اسلامی مملکت میں ارتداد کی سزا موت ہے۔ اس پر علما عملاً متفق الرائے ہیں (ملاحظہ ہوں مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری صدر جمعیت العلمائے پاکستان پنجاب، مولانا احمد علی صدر جمعیت العلمائے مغربی پاکستان، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی بانی و سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان، مفتی محمد ادریس جامعہ اشرفیہ لاہور ورکن جمعیۃ العلمائے پاکستان، مولانا داؤد غزنوی صدر جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان، مولانا عبدالحلیم قاسمی جمعیۃ العلمائے اسلام پنجاب اور مسٹر ابراہیم علی کی شہادتیں) اس عقیدے کے مطابق چوہدری ظفر اللہ خان نے اگر اپنے موجودہ مذہبی عقائد ورثے میں حاصل نہیں کیے بلکہ وہ خود اپنی رضامندی سے احمدی ہوئے تھے تو ان کو ہلاک کر دینا چاہیے اور اگر مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری یا مرزا رضا احمد خان بریلوی یا ان بے شمار علماء میں سے کوئی صاحب (جو فتوے (EX.D.E 14) کے خوبصورت درخت کے ہر پتے پر مرقوم دکھائے گئے ہیں) ایسی اسلامی مملکت کے رئیس بن جائیں تو یہی انجام دیوبندیوں اور وہابیوں کا ہوگا۔ جن میں مولانا محمد شفیع دیوبندی ممبر بورڈ تعلیمات اسلامی ملحقہ دستور ساز اسمبلی پاکستان اور مولانا داؤد غزنوی

بھی شامل ہیں۔اور اگر مولانا محمد شفیع دیوبندی رئیس مملکت مقرر ہو جائیں تو وہ ان لوگوں کو جنہوں نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیا ہے۔دائرہ اسلام سے خارج قرار دینگے اور اگر وہ لوگ مرتد کی کی تعریف میں آئیں گے یعنی انہوں نے اپنے مذہبی عقائد ورثے میں حاصل نہ کیے ہوں گے ۔ بلکہ خود اپنا عقیدہ بدل لیا ہوگا۔تو مفتی صاحب ان کو موت کی سزا دے دیں گے۔

جب دیوبندیوں کا ایک فتویٰ (Ex.D.E 13) جس میں اثناعشری شیعوں کو کافر و مرتد قرار دیا گیا ہے،عدالت میں پیش ہوا تو کہا گیا کہ اصلی نہیں بلکہ مصنوعی ہے لیکن جب مفتی محمد شفیع نے اس امر کے متعلق دیوبند سے استفسار کیا تو اس درالعلوم کے دفتر سے اس فتوے کی ایک نقل موصول ہو گئی جس پر دارالعلوم کے تمام اساتذہ کے دستخط ثبت تھے۔اور ان میں مفتی محمد شفیع صاحب کے دستخط بھی شامل تھے۔اس فتوے میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت صدیق اکبرؓ کی صحابیت پر ایمان نہیں رکھتے، جو لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قاذف ہیں اور جو لوگ قرآن میں تحریف کے مرتکب ہوئے ہیں،وہ کافر ہیں۔مسٹر ابراہیم علی چشتی نے بھی جنہوں نے مطالعہ کیا ہے اور اپنے مضمون سے باخبر ہیں۔ اس رائے کی تائید کی ہے،ان کے نزدیک شیعہ اپنے اس عقیدے کی وجہ سے کافر ہیں کہ حضرت علیؓ نبوت میں ہمارے رسول پاکؐ کے شریک تھے۔مسٹر چشتی نے اس سوال کا جواب دینے سے انکار کیا ہے کہ اگر کوئی سنی اپنا عقیدہ بدل کر شیعوں ہم خیال ہو جائے تو آیا وہ اس ارتداد کا مرتکب ہوگا جس کی سزا موت ہے۔

شیعوں کے نزدیک تمام سنی کافر ہیں اور اہل قرآن یعنی وہ لوگ جو حدیث کو غیر معتبر سمجھتے ہیں اور واجب التعمیل نہیں مانتے متفقہ طور پر کافر ہیں۔اور یہی حال آزاد مفکرین کا ہے۔اس تمام بحث کا آخری نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ،سنی،دیوبندی،اہل حدیث اور بریلوی لوگوں میں سے کوئی بھی مسلم نہیں اور اگر مملکت کی حکومت ایسی جماعت کے ہاتھ میں ہو جو دوسری جماعت کو کافر سمجھتی ہے تو جہاں کوئی شخص ایک عقیدے کو بدل کر دوسرا اختیار کرے گا۔اس کو اسلامی مملکت میں لازماً موت کی سزا دی جائے گی۔اور جب یہ حقیقت مدنظر رکھی جائے کہ ہمارے سامنے مسلم کی تعریف کے معاملے میں کوئی دو عالم بھی متفق الرئے نہیں ہو سکے تو اس عقیدے کے نتائج کا قیاس کرنے کے لیے کسی خاص قوت

مرتبہ

رئیس احمد جعفری۔ ندوی

شائع کردہ

سنہ ۳۲ء — مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی — قیمت ے/

مطبوعہ جامعہ برقی پریس، دہلی

باب ۵

ذوق تفحص اور وسعتِ مطالعہ

محمد علی کو قدرت نے غیر معمولی قوت ذہانت، بلکہ فہم و تدبر اور قوت حافظہ عطا فرمائی تھی لیکن قدرت کے اس عطیہ پر وہ قانع نہیں تھے، بلکہ اپنی ذہنی و دماغی قوتوں کو برابر استعمال کر کے ان میں جلا دیتے رہتے تھے۔

بارہا ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ انھوں نے جمہور سے اختلاف کیا ہے اور اختلاف بھی کیسا؟ مذہبی! اگرچہ عربی سے تقریباً وہ نابلد تھے، اس لئے بظاہر انکی مذہبی استعداد کو بھی بس یوں ہی سا ہونا چاہیے تھا، لیکن واقعہ ایسا نہیں تھا۔

قتل مرتد غازی امان اللہ کے عہد حکومت میں ایک قادیانی نعمت اللہ کو سنگسار کیا گیا۔ اس پر قادیانیوں نے ایک ہنگامہ برپا کر دیا، ہندوستان میں جلسے ہوئے ریزولیوشن پاس ہوئے وائسرائے اور ملک معظم سے فریاد کی گئی، یہاں تک کہ "جمعیۃ امم" تک اس معاملہ کو پہنچایا گیا اور انسانیت کے نام پر اپیل کی گئی۔

دوسری طرف علماء ہندوستان نے ایک "قیامت صغریٰ" برپا کر دی، اور ہر ہر طریقے سے انھوں نے امان اللہ کے اس فعل کو مستحسن قرار دیا، اور "شریعت حقہ، اسلامیہ" کی اہم ترین دفعہ کی حیثیت سے اس کو پیش کیا، اور ثابت کیا کہ یہ ایک نہایت اہم ترین اصول اسلامی ہے۔

محمد علی کی رائے کی صداقت و صحت سے اس جگہ بحث نہیں، یہاں صرف یہ کہنا ہے

کہ محمد علی نے ان دونوں جماعتوں کے افکار و آرا کا مطالعہ کیا اور پھر اپنا نظریہ پیش کیا کہ اسلام میں قتل مرتد جائز نہیں، ہاں قتل مفسد نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔

یہ رائے محمد علی نے پیش کی حسب توقع اس کی مخالفت بھی ہوئی لیکن محمد علی اس اختلاف و مخالفت سے متاثر نہیں ہوئے اس لئے کہ انھوں نے اس مسئلہ پر جو رائے قائم کی تھی وہ علی وجہ البصیرۃ تھی، ان کا خیال یہ تھا کہ "لا اکراہ فی الدین" کی رو سے قتل مرتد ناجائز ہے، اور "الفتنۃ اکبر من القتل" کے اعتبار سے قتل مفسد نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہے۔

اس مسئلہ پر انھوں نے آیات قرآنی، احادیث رسول، اقوال فقہا، خیالات ائمہ، افکار مجتہدین کا اتنا اور ذخیرہ جمع کر لیا کہ ایک شخص پوری بصیرت کے ساتھ اس مسئلہ پر "تبصرہ" کر سکتا ہے، اس ذخیرہ سے متمتع ہونے کے بعد انھوں نے اپنی بصیرت کے مطابق ایک رائے قائم کی اور اس پر آخر وقت تک مصر رہے۔

ساردا بل | ساردا بل کی مخالفت سب سے پہلے محمد علی نے کی، اور اپنے متعدد پرزور مقالات سے اس مسئلہ کی سیاسی اور مذہبی اہمیت بھائی لیکن حسب عادت اس مسئلہ پر بھی محمد علی نے مخالف اور موافق ہر گروہ کے دلائل کا استقصا کیا، مذہبی حیثیت سے معلومات فراہم کئے، عہد رسالت عہد صحابہ، عہد تابعین کے حالات و واقعات کی جستجو کی، فقہ و احادیث کا ذخیرہ اپنے سامنے رکھا اور اس کے بعد بیانگ دہل اس کی مخالفت کی، ہر شخص سے مناظرہ کیا، مقالات لکھے لوگوں کو اپنی رائے سے موافق بنانا چاہا اور بڑی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

واقعات دیوبند | ایک اخبار نویس کے لئے سب سے زیادہ دلچسپ چیز یہ ہوتی ہے کہ ملک میں کوئی ہنگامہ ہو اور اس کا قلم پوری روانی کے ساتھ بڑی بڑی "سنسنی خیز" سرخیاں دے کر اپنے "ہمدرد قوم" ہونے کا لوہا منوائے، چنانچہ دارالعلوم دیوبند کی مشہور اسٹرائک میں تقریباً